Anwar ul Quran

By

Zeshan Javadi

ایاتھا ۷ ۱ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ۵ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② الرَّحْمٰنِ

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے

الرَّحِيْمِ ③ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ④ اِيَّاكَ

وہ عظیم اور دائمی رحمتوں والا ہے۔روز قیامت کا مالک و مختار ہے۔

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ⑤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

پروردگارا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

الْمُسْتَقِيْمَ ⑥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ۔ جوان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں

عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا

الضَّآلِّيْنَ ⑦ ع

جو بہکے ہوئے ہیں۔

عربی حاشیہ

اس سورہ کو سورہ فاتحہ، سورہ حمد، ام الکتاب اور وسبع مثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی سات آیتیں ہیں اور بروایتے دومرتبہ نازل ہوا ہے۔ بائے بسم اللہ کا تعلق ابتدا سے ہے یعنی ابتدا کرتا ہوں خدائے رحمان و رحیم کے نام سے اور ابتدا ایک فعل عام ہے جس کا مفہوم اعمال کے اعتبار سے بدلتا رہے گا کہ پڑھنے کی ابتدا کرتا ہوں یا کھانے کی ابتدا کرتا ہوں یا سونے کی ابتداء کرتا ہوں اس لئے کہ بسم اللہ ہر عمل سے پہلے مستحب ہے اور سوروں سے پہلے بسم اللہ کی ابتدا کا تعلق اس مضمون سے ہوگا جو ہر سورہ میں بیان ہوا ہے جس طرح کہ سورہ فاتحہ میں حمد خدا، عبادت، استعانت اور طلب، ہدایت وغیرہ جیسے مفاہیم ہیں۔ اللہ اس ذات گرامی کا نام ہے جس میں سارے کمالات پائے جاتے ہیں اور کوئی نقص نہیں ہے اور سارے کمالات ذاتی ہیں کسی غیر کا عطیہ نہیں ہیں۔ اس کی اصل الٰہ ہے جس میں سے الف

اردو حاشیہ

نام خدا سے ابتدا انتہائی بابرکت شے ہے جس سے تکمیل کار کی ضمانت بھی حاصل ہوتی ہے اور مسلمانوں کی ذہنی تربیت بھی ہوتی ہے کہ کسی کام میں یاد خدا سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور جس کو ہر کام میں خدا یاد ہے رہے گا اس کا کوئی کام قانون خدا کے خلاف نہ ہوگا اور اس کی زندگی میں گناہوں کا گزر نہ ہوگا۔ کھانے میں بسم اللہ حرام کھانے سے پرہیز، جنسی تعلقات میں بسم اللہ حرام کاری سے پرہیز، پڑھنے میں بسم اللہ مہمل لٹریچر کے مطالعہ سے پرہیز کا سبق دیتی ہے۔ رحمان مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی عظیم اور وسیع رحمتوں والا اور اسی لئے اس لفظ کا اطلاق عام طور سے خدا کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں ہوتا۔ رحیم وہ صفت ہے جس میں دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے یعنی ہمیشہ رحمت اور مہربانی کرنے والا۔ رحمان کے بعد رحیم کے لفظ کو اسی لئے رکھا گیا ہے کہ اس سے عظیم رحمتوں کے دوام کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ حمد...... مدح سے مختلف چیز ہے جس کے لئے عمل کا اختیاری ہونا ضروری ہے اور چونکہ اختیار کل رب العالمین کے ہاتھ میں ہے لہٰذا واقعی حمد کا استحقاق بھی اسی کے لئے ہے۔ یہ جملہ "الحمدللہ" اگرچہ کلام خالق ہے لیکن درحقیقت یہ بندوں کی تربیت کے لیے ہے کہ ہم تعریف کا سلیقہ نہ سکھائیں گے تو انسان ذاتی طور پر تعریف کرنے کے قابل بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ واضح رہے کہ دنیا میں عام طور سے تعریف کے چار اسباب ہوتے ہیں۔ ذاتی کمال، حاصل ہونے والا فائدہ، فائدہ کی توقع اور خوف۔ اور پروردگار عالم ان چاروں ہی جہات کا حامل ہے۔ وہ اللہ بھی ہے، رب العالمین بھی ہے، رحمان ورحیم بھی ہے اور

اٰیاتھا ۲۸۶ ۲ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۸۷ رکوعاتھا ۴۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمّٓ ۚ ۱ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۛ

الٓمّٓ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی

فِیْہِ ۚۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ ۲ الَّذِیْنَ

گنجائش نہیں ہے۔ یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیزگارلوگوں کے لیے مجسم ہدایت ہے۔ جو

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں

وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ ۳ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ ان تمام باتوں پر بھی

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَ

ایمان رکھتے ہیں جنھیں (اے رسول) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں

بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ ۴

اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

عربی حاشیہ

گرا کر الف لام تعریف کا اضافہ کردیا گیا ہے اور اب ذات واجب کا نام ہوگیا ہے۔ اللہ کے معنی معبود یا وہ ذات ہے جس کی طرف پریشانیوں میں رجوع کیا جائے۔ ۱ کتاب کَتَبَ کا مصدر ہے۔ کَتَب کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ کتاب یعنی مجموعہ حروف والفاظ۔ کتاب وجودی یعنی مجموعہ کمالات وصلاحیات واستعداد ہست۔

۲ ہدایت کے معنی ایسی راہنمائی جو منزل تک پہنچا دے۔

۳ متقین۔ وہ افراد جو اقوال وافعال میں برائیوں سے پرہیز کرتے ہوں۔

۴ اقامہ صلوٰۃ نماز کا ہر کجی سے محفوظ رکھنا اور بالکل مستقیم ادا کرنا۔

۵ ایقان۔ علم ومعرفت کا وہ درجہ جس میں کسی طرح کا تزلزل اور تذبذب نہ ہو۔

فائدہ قرآن مجید میں ۲۴ مقامات پر حروف مقطعات کے بعد عظمت قرآن کا تذکرہ کیا گیا

اردو حاشیہ

مالک یوم الدین بھی ہے، لہٰذا وہ ہرقسم کی تعریف کا حقدار ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا ایسی تعریف کا حق دار نہیں ہے۔ ہاں وہ خود کسی کو محمد بنا دے تو اور بات ہے۔ رب العالمین عالمین عالم کی جمع ہے یعنی کسی ایک خاص قسم کی مخلوقات۔ یعنی وہ تمام مخلوقات کا خالق بھی ہے اور پروردگار بھی۔ مخلوقات پیدا ہونے کے بعد بھی اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتیں۔ مالک...... دنیا کے تمام افراد زمانے کے ملک اور بادشاہ ہوتے ہیں مالک نہیں ہوتے اور سب کی ملوکیت بھی دنیا ہی تک محدود رہ جاتی ہے لیکن رب العالمین ملک بھی ہے اور مالک بھی اور وہ بھی روزِ جزا یعنی روزِ قیامت کا مالک ہے۔ ایاک نعبد...... عبادت کے ساتھ لفظ جمع کا استعمال کرنا جسے عام طور سے مقام تعظیم میں استعمال کیا جاتا ہے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان میں انانیت اور خودغرضی نہیں پیدا ہونی چاہیے اور اسے سارے بندوں کی طرف سے اظہار بندگی کرنا چاہئے تاکہ جو کچھ بھی حاصل ہوا سے سب میں تقسیم کردے۔ ہم...... اس لفظ میں انانیت کا شائبہ تھا لہٰذا اس کے بعد استعانت کا ذکر کردیا گیا کہ ہم سب عبادت کرنے میں بھی تیری ہی مدد کے محتاج ہیں ورنہ آقائی کرنا تو بڑی بات ہے ہم عبادت کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ اھدنا ہدایت کا مسلسل مطالبہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صراط مستقیم ایمان وعمل کا مجموعہ ہے اور اس کے مل جانے کے بعد بھی انسان کے لئے ہر ان بہک جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ روایات میں ثبات قدم کی تفسیر اسی مسلسل مطالبہ کی تعبیر ہے، ورنہ ہدایت کے معنی رہنمائی ہی کے ہیں۔ انعمت علیھم...... یہ لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٥

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر قائم ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ (5)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا (6) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ (7) أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ انہیں متنبہ کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(6)

خَتَمَ (8) اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ (9) عَظِيمٌ ۝٧

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر لگادی ہے، نیز ان کی نگاہوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (7)

(ع ١)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝٨

(وقف لازم)

لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں، ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لے آئے حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(8)

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩

وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جب کہ (حقیقت میں) وہ صرف اپنی ذات کو ہی دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں لیکن وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔ (9)

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝١٠

ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے، پس اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی اور ان کے لیے ایک دردناک عذاب اس وجہ سے ہے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ (10)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو کہتے ہیں: ہم تو بس

عربی حاشیہ

ہے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حروف قرآن یہی حروف ہیں۔صرف ترکیب نے اسے درجہ اعجاز تک پہنچا دیا ہے جس طرح کہ انسان کے اجزاء ایک قسم کے ہوتے ہیں لیکن معنویات میں زمین و آسمان کا فرق ہوجاتا ہے...... تقویٰ کے لئے خواہشات ونفسانیات وتعصب سے اجتناب ضروری ہے۔اس کے بغیر انسان متقی نہیں ہوسکتا ہے..... ایمان بالغیب صرف علامت تقویٰ نہیں بلکہ انسان اور حیوان سے ادراک کا مابہ الامتیاز بھی ہے۔

(٦) کفر ایمان کی ضد ہے۔کفر کے معنی چھپانے کے ہیں۔ کافر حقائق کی پردہ پوشی کرتا ہے لہٰذا اس کو کافر کہا جاتا ہے۔مسلمان کو بھی طاغوت کے مقابلہ میں کافر کہا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا اظہار برداشت نہیں کرسکتا۔

(٧) انذار۔ ڈرانے کے انداز سے خبر دینا۔ یہ عام طور سے عذاب الٰہی سے ڈرانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

صاحبان کردار کی اس قدر اہمیت ہے کہ صراطِ مستقیم کا تعارف انہیں کے نام سے کرایا جاتا ہے حالانکہ وہ خود صراطِ مستقیم ہی کے پابند ہیں اور اسی پر چل رہے ہیں۔ غیر المغضوب علیھم یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام میں کوئی بات دونوں پہلوؤں کے بغیر تمام نہیں ہوتی۔ اچھے انسانوں کو اپنایا جائے اور برے انسانوں سے نفرت کی جائے۔ ولا الضالین یعنی اسلام میں فقط مستحق غضب ہوجانا ہی عیب نہیں ہے جو دیدہ ودانستہ مخالفت کا نتیجہ ہوتا ہے، بلکہ بہک جانا بھی عیب ہے جس کے بعد انسان کا راستہ صراطِ مستقیم کہے جانے کے قابل نہیں رہ جاتا۔

سورۃ البقرہ الــم...... یہ قرآن مجید کے حروف مقطعات میں پہلا حرف ہے جس کے معنی بظاہر لغت عرب میں موجود نہیں ہیں اور یہ درحقیقت عبد ومعبود کے درمیان ایک رمز ہے جس کی تشریح خاصانِ خدا کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔ لاریب فیہ...... یعنی لوگ تشکیک کی بہت کوشش کریں گے لیکن اس کتاب میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ کتاب ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ ھدی للمتقین...... ہدایت کا لفظ منزلِ مقصود تک پہنچا دینے والی ہدایت کی طرف اشارہ ہے جو متقین کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے اور واضح رہے کہ اسلام میں تقویٰ کے لئے ایمان بالغیب کے ساتھ نماز اور انفاق بھی ضروری ہے۔ صرف ایمان کے بھروسے پر تقویٰ حاصل نہیں کیا جا سکتا اور قرآن مجید سے استفادہ کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ بے شک قرآن مجید ہدایت دے گا لیکن تقویٰ کے بعد اور تقویٰ

مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَلٰـكِنۡ لَّا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾

اصلاح کرنے والے ہیں۔(11) یاد رہے! فسادی تو یہی لوگ ہیں لیکن وہ اس کا احساس نہیں رکھتے۔ (12)

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ كَمَاۤ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دیگر افراد کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں: کیا ہم بھی

اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا

(ان) بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یاد رہے! بے وقوف تو خود یہی لوگ ہیں لیکن یہ اس کا (بھی)

يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ

علم نہیں رکھتے۔(13) اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے ہیں

وَاِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ ۙ اِنَّمَا نَحۡنُ

اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیہ میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ (ان مسلمانوں کا تو)

مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِىۡ

ہم صرف مذاق اڑاتے ہیں۔(14) اللہ بھی ان کیساتھ تمسخر کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں

طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

سرگرداں ہیں۔(15) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید لی ہے

بِالۡهُدٰى ۖ فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۶﴾

چنانچہ نہ توان کی تجارت ہی سود مند رہی اور نہ انہیں ہدایت حاصل ہوئی۔(16)

مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِى اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا

ان کی مثال(۳) اس شخص کی سی ہے جس نے (تلاش راہ کے لیے) آگ جلائی، پھر جب اس آگ نے

عربی حاشیہ

(۸) ختم کے معنی مہر لگا دینا ہے اور دل پر مہر کا مفہوم یہ ہے کہ حقائق کے داخلہ کا راستہ بند ہوگیا ہے۔

(۹) عذاب کے معنی منع کرنے کے ہیں کہ عذاب انسان کو برائیوں سے روکنے کا سبب بنتا ہے۔

آیات کریمہ نے منافقین کے بارے میں چار طرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں مایشعرون۔لایشعرون (انھیں شعور بھی نہیں ہے) لایعلمون (یہ جاہل اور ناواقف ہیں) یعمہون (یہ سرکشی میں ٹھوکریں کھارہے ہیں) ماکانوا مہتدین (یہ راستہ پانے والے نہیں ہیں) اور ان تمام الفاظ کے مواقع الگ الگ ہیں۔

اپنے نفس کو دھوکہ دینے میں اور اپنے فساد کو محسوس نہ کرنے میں عدم شعور کا حوالہ دیا گیا ہے....سفیہ اور احمق ہونے میں عدم علم کی بات کی گئی ہے....خدائی استہزاء کے موقع پر اندھیرے میں ٹھوکریں کھانے کا لفظ استعمال ہوا

اردو حاشیہ

ایمان کے ساتھ نماز اور انفاق یعنی بدنی اور مالی دونوں طرح کی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے تقویٰ نہیں ہے تو قرآن کی ہدایت کا فائدہ بھی نہیں ہے...... اور یہ قرآن و اہلبیت کا کمال اتحاد ہے کہ قرآن ھدی للمتقین ہے اور علی امام المتقین ہیں......قرآن انھیں کو ہدایت دے گا جو مومن، نمازی اور کریم الطبع ہوں۔ اور حضرت علیؑ انھیں امامت کریں گے جو انھیں صفات سے متصف ہوں گے۔ ایمان وعمل نہیں ہے تو نہ قرآن کام آئے گا اور نہ اہل بیت سفارش کریں گے۔ جب کہ دونوں ہی ہادی ہیں اور دونوں ہی شفاعت کرنے والے ہیں اور دونوں ہی کا مطالبہ پرہیزگاری کا ہے کہ تم اپنے طور پر پرہیزگار بنو۔ پھر اگر غلطی ہو جائے گی تو شفاعت کرنا ہمارا کام ہے۔ بغاوت میں شفاعت نہیں ہوا کرتی۔ یقیمون الصلوٰۃ...... یہ تمام ارکان و شرائط اور مکمل پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اشارہ ہے ورنہ نماز کا تذکرہ تو یصلون سے بھی ہوسکتا تھا۔ ممارزقناھم...... یہ انسانی ذہن کی اصلاح ہے کہ انسان انفاق کر کے مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نے کوئی کام کیا ہے۔ نہیں۔ اس نے اسی مال میں سے انفاق کیا ہے جسے خدا نے پہلے بطور رزق دیا ہے۔ پھر انفاق کرتے وقت رزق اور انفاق کے تناسب پر بھی نگاہ رکھے کہ خدا نے اسے رزق کتنا دیا ہے اور اس نے اس کی راہ میں کتنا خرچ کیا ہے۔ انسان کارِخیر کرتے وقت اس نکتہ کی طرف سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور اپنے عمل کی مقدار کو دیکھنے لگتا ہے کہ ہم نے سب سے زیادہ چندہ دیا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ خدا نے بھی اسے سب سے زیادہ رزق دیا ہے اور خدا کی عطا کے مقابلہ میں اس

حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ وَتَرَکَهُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتٍ لَّا

گردو پیش کو روشن کردیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کرلی اورانہیں اندھیروں میں (سرگرداں) چھوڑ دیا کہ انہیں

یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۸﴾

کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (17) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں پس وہ (اس ضلالت سے) باز نہیں آئیں گے۔ (18)

اَوۡ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعۡدٌ وَّبَرۡقٌ یَجۡعَلُوۡنَ

یا جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہوجس میں تاریکیاں اور گرج و چمک ہو، بجلی کی کڑک

اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ

کی وجہ سے موت سے خائف ہو کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں، حالانکہ اللہ کافروں کو

وَاللّٰهُ مُحِیۡطٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۹﴾ یَکَادُ الۡبَرۡقُ یَخۡطَفُ

ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔(19) قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہوں کو خیرہ کردے۔

اَبۡصَارَهُمۡ کُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِیۡهِ وَاِذَاۤ اَظۡلَمَ

جب وہ چمک دکھاتی ہے تووہ اس کی روشنی میں چل پڑتے ہیں اور جب تاریکی ان پر چھا جاتی ہے

عَلَیۡهِمۡ قَامُوۡا وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ

تو وہ رک جاتے ہیں، اللہ اگر چاہتا تو ان کی سماعت اور بینائی (کی طاقت) سلب کر

وَاَبۡصَارِهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾

لیتا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(20)

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَالَّذِیۡنَ

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے والے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ

عربی حاشیہ

ہے اور دنیا سے آخرت کی تجارت کے موقع پر عدم ہدایت کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے کہ جہالت مخفی چیزوں کے نہ جاننے کا نام ہے اور عدم شعور واضح چیزوں کے محسوس نہ کرنے کا نام ہے۔ گویا منافقین کی حماقت تو مخفی ہوسکتی ہے لیکن ان کا فریب نفس اور فساد بالکل واضح ہے اور پھر انھیں احساس بھی نہیں ہورہا ہے یعنی خدا سے مذاق کرنے کا انجام اندھیرے میں ٹھوکریں کھانا ہے اور دنیا کے عوض آخرت بیچنے میں کسی مقصد تک پہنچنے کا امکان نہیں ہے۔

(۱۰) اسلامی تعلیمات کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے کسی مرحلہ پر حقوق کو فرائض سے الگ نہیں کیا اور کسی کو بلابنیاد کوئی حق نہیں دیا ہے۔ اس نے پروردگار کے حق عبادت کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے اس کی نعمت تخلیق کا حوالہ دیا ہے تاکہ انسانوں کو اندازہ ہوجائے کہ جب رب العالمین احسان کئے بغیر حق عبادت کا مطالبہ نہیں کرتا تو پھر دوسرے افراد کو فرائض کی

اردو حاشیہ

کے عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ غیب یوں تو ہر غیر محسوس شے کا نام غیب ہے جو نگاہوں میں نہیں آتی ہے لیکن ہر غائب پر ایمان لانا ایمان کا جز نہیں بن سکتا۔ اس سے ایسے امور مراد ہیں جو غائب بھی ہیں اور جزوِ ایمان بھی ہیں۔ چاہے وہ قیامت کے تفصیلات ہوں یا امامت کے متعلقات۔ بما انزل الیك...... اس جملہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نہ ماضی سے رابطہ توڑنا چاہتا ہے اور نہ مستقبل سے۔ اس کے نزدیک جس طرح پیغمبر اسلامؐ پر نازل ہونے والے حقائق پر ایمان لانا ضروری ہے اس طرح ماضی میں تمام نازل ہونے والی باتوں پر بھی ایمان لازماً ضروری ہے اور آخرت کا ایقان بھی لازم ہے۔ ماضی کا خیال عبرت کا سامان فراہم کرتا ہے اور مستقبل کا لحاظ ذہنی آمادگی کا سبب بنتا ہے۔ یوقنون...... یہ اشارہ ہے کہ صرف ایمان ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایقان ضروری ہے اور یقین آخرت کے بغیر اصلاح عمل اور انفاق کا کوئی امکان نہیں ہے اور یقین آخرت کے بعد پھر بدعملی اور بخل کا امکان بھی نہیں رہ جاتا ہے۔ (۱) اس مقام پر انسانوں کی تین قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پہلی قسم میں صاحبانِ ایمان ہیں جن کا ایمان غیب پر ہے اور نماز و انفاق وغیرہ کے پابند ہیں۔ دوسری قسم ان کفار کی ہے جو انتہائی متشدد ہیں کہ ان پر ہدایت کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا ہے، گویا ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ وہ بہرے ہیں کہ آوازِ حق سنتے نہیں ہیں، گونگے ہیں کہ کلمۂ حق نہیں بولتے ہیں اور اندھے ہیں کہ آیاتِ حق کو نہیں دیکھتے ہیں اور ان سے کسی کارِ خیر کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔ تیسری قسم ان منافقین

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

تم (خطرات سے) محفوظ رہو۔ (21)جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا

فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے تمہاری غذا کے لیے پھل

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ (۱۱) رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (۱۲) وَّاَنْتُمْ

پیدا کئے، پس تم جانتے بوجھتے ہوئے کسی کو اللہ کا مد مقابل

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

نہ بناؤ۔ (22) اور اگر تم لوگوں کو اس (کتاب) کے بارے میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے پر

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

نازل کی ہے تو اس جیسا کوئی سورہ بنالاؤ اور اللہ کے علاوہ اپنے حامیوں کو بھی بلا لو،

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اگر تم سچے ہو۔ (23) اور اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آتش سے ڈرو

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ

جس کا ایندھن(۴) آدمی اور پتھر ہیں۔ یہ آگ کافروں کے لیے تیار

لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ

کی گئی ہے۔ (24)اور ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے

لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا

کہ ان کے لیے بہشت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انہیں جب بھی

عربی حاشیہ

ادائیگی کے بغیر حقوق کے تقاضا کرنے کا کیا حق ہے۔ پھر کل کائنات کی تخلیق کا حوالہ دے کر یہی واضح کردیا کہ بندگی ایسی ہی ہستی کا حق ہے جو اولین وآخرین کا خالق ہو۔ اس کے علاوہ دوسرے کسی فرد کی اطاعت تو ہوسکتی ہے لیکن عبادت نہیں ہوسکتی۔ عبادت معبود کے سامنے عبدیت اور بے اختیاری کے اعلان و اعتراف کا نام ہے اور یہ بات صرف پروردگار کے لئے سزاوار ہے کہ اس کے سامنے کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے چاہے وہ نبی مرسل ہو یا ملک مقرب باقی سب کے اختیارات محدود یا عطائی ہیں۔

(۱۱) پھلوں کی پیداوار کو اخراج سے تعبیر کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صلاحیتیں زیرزمین ذخیرہ کردی گئی ہیں اور پانی کے ذریعہ صلاحیتوں کا اخراج ہوتا ہے تخلیق نہیں ہوتی ہے تاکہ دیگر وسائل سے انھیں نکال لینے والوں کو اپنی خالقیت کا زعم نہ ہوجائے اور وہ خالقِ حقیقی کی عظمت کا احساس کرتے رہیں۔

اردو حاشیہ

کی ہے جن میں اتنی ہمت تو ہے کہ بظاہر کفر سے الگ ہو گئے ہیں لیکن دل میں ایسی بیماری باقی رہ گئی ہے کہ اپنے اسلام ہی کو فریب دہی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور اس طرح ان کی بیماری روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ یہ اپنے فساد کو اصلاح کا نام دیتے ہیں اور صاحبانِ ایمان کو بے وقوف سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کافروں سے قطع تعلق کر کے دنیاوی فوائد کے دروازے بند کر لئے ہیں۔

ان تمام تذکروں کا مقصد یہ ہے کہ عالم انسانیت کے سامنے یہ سارے کردار ہیں اور انسان دوسروں کا حساب کرنے کے بجائے اپنا محاسبہ کرتا رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ خود اس کی نگاہ میں اس کا شمار کس قسم میں کیا جاسکتا ہے۔

(۲) منافقین کا اصلی کردار ہر دَور میں یہی رہا ہے کہ وہ صاحبان ایمان سے ایمان و ہدایت کی بات کرتے ہیں اور اپنی جماعت میں استہزاء اور مذاق کا حوالہ دیتے ہیں...... حالانکہ خدا ان کے استہزا کا جواب اس طرح استہزاء سے دے رہا ہے کہ ان کا اعتبار نہ اس جماعت میں ہے اور نہ اس جماعت میں۔ اب وہ ہر آن اپنے دل میں ایک طرح کا چور محسوس کرتے ہیں اور یہ وہ کرب انگیز کیفیت ہے جس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جو اس منزل سے گزرا ہو۔ اس کا اندازہ ہر شخص کو نہیں ہوسکتا۔ واضح رہے کہ کبھی کبھی صاحبانِ ایمان کو بھی ایسی دہری پالیسی اختیاری کرنا پڑتی ہے اور اس کرب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فرق صرف یہ

مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ (13)

کوئی پھل(۵) کھانے کو ملے گا تو وہ کہیں گے: یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے بھی مل چکا ہے

وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ (14) مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ

حالانکہ انہیں ملتا جلتا دیا گیا ہے اور ان کے لیے جنت میں پاک بیویاں ہوں گی اور

فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔(25) اللہ مچھر(۶) یا اس سے بھی زیادہ (چھوٹی) چیز کی مثال پیش کرنے

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

سے ذرا نہیں شرماتا۔ پس جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ (مثال) ان کے

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ

پروردگار کی جانب سے برحق ہے لیکن کفر اختیار کرنے والے کہتے رہیں گے کہ اس مثال سے

اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ

اللہ کا کیا مقصد ہے، اللہ اس سے بہت سوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت کرتا ہے اور وہ اس کے ذریعے

كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۙ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ

صرف بد اعمال لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہے۔(26) جو (فاسقین) اللہ کے ساتھ محکم عہد

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ

باندھنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جس رشتے کو اللہ نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے

بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ

اسے ختم کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے

وقف لازم

عربی حاشیہ

(۱۲) اس لفظ سے اشارہ کیا گیا ہے کہ تم خالق کی عظمت سے باخبر ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ اس کا جیسا دوسرا ممکن نہیں ہے تو اب کسی کمتر کو بالا کا ہمسر نہ قرار دو کہ یہ ایک غیر عاقلانہ حرکت ہے۔

(۱۳) یہ اشارہ ہے کہ انسان دنیا میں جیسا انتظام کرے گا آخرت میں ویسا ہی نتیجہ دیکھے گا۔

(۱۴) حورانِ جنت عورتوں کے طبیعی خصوصیات ونقائص سے پاک و پاکیزہ ہوں گی۔

(۱۵) بارگاہِ خدا میں حاضری سے پہلے حیات عالم برزخ کی طرف اشارہ ہے ورنہ اس حیات اور حاضری کے درمیان لفظ ثم نہ ہوتا جو کہ فوریت کے منافی ہے۔

(۱۶) استواء ارتفاع یعنی بلندی کے معنی میں ہے لیکن اس کا جسمانیت فقط سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فائدہ

اردو حاشیہ

ہے کہ منافق کافر کی جماعت کا آدمی ہوتا ہے اور صاحبانِ ایمان کا مذاق اڑاتا ہے اور مومن ایمانی جماعت کا فرد ہوتا ہے اور کافر کو غلط فہمی میں رکھنا چاہتا ہے جو کام اسلامی فوج کی طرف سے جاسوسی یا تقیہ کے موقع پر انجام دیتا ہے۔ آیاتِ کریمہ پر باقاعدہ غور کرنے سے منافق اور صاحبِ تقیہ مومن کے کردار کا فرق بالکل واضح ہو جاتا ہے۔(۳) ان آیات میں مختلف مثالوں کے ذریعے منافقین کے کرداروں کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ منافق کی مثال گویا اس اندھے کی ہے جو چراغ لے کر چلتا ہے کہ دوسرے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ خود بدبختی کا مارا ہوا اپنی روشنی سے محروم رہتا ہے۔ منافقین نے فروغِ اسلام میں ساتھ دیا کہ اسلام کی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔ دوسرے ملکوں تک اسلام پہنچ گیا۔ اس کی قوت وشوکت میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے گرد ایک مجمع لگ گیا اور پھر خدا نے اس روشنی کو سلب کر لیا کہ نفاق کی بنا پر خود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور انجام جہنم ہی ہوا۔

دوسری مثال اس بارش کی ہے جس میں آب رحمت کے ساتھ گرج، چمک، اندھیرا اجالا سب کچھ ہو کہ لوگوں کو اپنی موت دکھائی دینے لگے اور خوف کے مارے کانوں میں انگلی رکھ لیں۔ ذرا روشنی کا سہارا ملے تو آگے بڑھ جائیں اور ذرا اندھیرا چھا جائے تو ٹھہر جائیں...... اور آخر کار اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں حالانکہ کان بھی موجود ہیں اور آوازیں بھی سن رہے ہیں اور آنکھیں بھی موجود ہیں کہ حقائق دیکھ بھی رہے ہیں اور خدا چاہتا تو ان صلاحیتوں کو بھی سلب کر لیتا

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ

والے ہیں۔(27) تم کس طرح اللہ کے بارے میں کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان (۷) تھے تو اللہ نے تمہیں حیات دی؟

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ

پھر وہی تمہیں موت دے گا، پھر (آخرکار) وہی تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(28) وہ وہی

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ [17]

اللہ ہے جس نے زمین میں موجود ہر چیز کو تمہارے لیے پیدا کیا، پھر آسمان کا رخ کیا تو انہیں سات آسمانوں

فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ

کی شکل میں بنا دیا اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔(29) اور جب تیرے رب نے (۸) فرشتوں سے کہا:

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ [18] قَالُوْٓا

میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا: کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا؟ جب کہ ہم تیری حمد و ثنا کی تسبیح

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا

اور تیری پاکیزگی کا ورد کرتے رہتے ہیں، اللہ نے فرمایا: (اسرار خلقت بشر کے بارے میں) میں وہ جانتا ہوں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

جو تم نہیں جانتے۔(30) اور (اللہ نے) آدم کو تمام نام سکھا دیے پھر انہیں

الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ (31)

عربی حاشیہ

○ قرآن مجید میں ایھا الناس کے ذریعہ بیس مقامات پر خطاب کیا گیا ہے جو اس کے عام اور ہمہ گیر ہونے کی بہترین دلیل ہے۔

○ قدرت نے زمین کو فراش کہہ کر اس کے نرم، راحت رساں اور سرد و گرم میں اعتدال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (نور الثقلین، ۴۱)

○ گذشتہ معجزات اور قرآن کا نمایاں فرق یہ ہے کہ سب محسوسات تھے اور حواس کو متاثر کرتے تھے۔ قرآن علمی ہے اور عقل کو دعوت فکر دیتا ہے۔

○ آیت میں دو موت اور دو حیات کا تذکرہ تناسخ کی بہترین تردید ہے۔

(۱۷) ملائکہ ملک کی جمع ہے۔ ملک ایک نورانی مخلوق ہے جسے عقل و فہم دے کر خواہشات نفس سے بے نیاز بنا دیا گیا ہے اور اس کی خلقت و فطرت میں عبادت الٰہی کو شامل کر دیا گیا ہے۔ ملک مختلف اشکال اختیار کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ اسے پروردگار عالم نے مختلف

اردو حاشیہ

لیکن اس وقت جبر کا الزام اس کی ذات اقدس پر آ جاتا۔ اس لئے اس نے صلاحیتوں کو سلب نہیں کیا اور ان کو انھیں کے حال پر چھوڑ دیا۔

مذکورہ بالا مثال میں صدر اول کی جس شوکت اسلام کا ذکر کیا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اٹھانا انسان کی انتہائی بدبختی کی دلیل ہے۔ گرج ایسی کہ قیصر و کسریٰ کے دل دہل جائیں اور چمک ایسی کہ ابولہب اور ابوجہل کی نگاہیں خیرہ کرنے لگیں اور اس کے بعد بھی منافقین کو کچھ نہ نظر آئے اور نہ کچھ سنائی دے۔ یہ انتہائی بدنصیبی اور نالائقی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

یہ مثال آج بھی ان صاحبانِ ایمان کے لئے مرقع عبرت ہے جو کسی مرکز ہدایت سے قریب تر ہوتے ہیں اور احکام الٰہیہ کی گرج چمک دیکھتے رہتے ہیں اور اس کے بعد آبائی طریقوں پر جمے رہتے ہیں اور حق کا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ ان کی بدنصیبی دیہات اور جنگل میں رہنے والے مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے اور ان کا کردار منافقین کی زندگی سے کہیں زیادہ عبرت انگیز ہے۔

(۴) جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے بالکل مختلف ہے کہ اسے انسانوں اور پتھروں سے بھڑکایا گیا ہے اور اس میں مجرم بیک وقت سزا یافتہ بھی ہیں اور ایندھن بھی...... جس طرح بعض خاصانِ خدا صاحبِ نعمت بھی ہوتے ہیں اور وسیلہ نعمت بھی۔ پابند شریعت بھی ہوتے ہیں اور ماخذ شریعت بھی۔ پتھروں سے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ

فرشتوں نے کہا: تو پاک و منزہ ہے۔ جو کچھ تو نے ہمیں بتا دیا ہے ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ یقیناً تو ہی بہتر جاننے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ

حکمت والا ہے۔ (32) اللہ نے فرمایا: اے آدم! ان (فرشتوں) کو ان کے نام بتلا دو،

بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

پس جب آدم نے انہیں ان کے نام بتلا دیے تو اللہ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

پوشیدہ باتیں خوب جانتا ہوں نیز جس چیز کا تم اظہار کرتے ہو اور جو کچھ تم پوشیدہ رکھتے ہو وہ سب جانتا ہوں۔ (33)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ

اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافروں[۹] میں سے ہو گیا۔ (34) اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ

اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۖ

جنت میں قیام کرو اور اس میں امن و سکون کے ساتھ جہاں سے چاہو[۱۰] کھاؤ

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں زیادتی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (35)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۖ وَقُلْنَا

پس شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا پھر جس (نعمت) میں وہ دونوں قیام پذیر تھے اس سے نکلوا دیا

عربی حاشیہ

امور کا ذمہ دار اور وحی کا امین بنا دیا ہے۔ ملائکہ کی نظر میں خاکی مخلوق خلافت الٰہیہ کے قابل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے انھوں نے یہ دریافت کرنا چاہا کہ کیا ایسے ہی کو خلیفہ بنا دے گا اور اپنے کو اس عہدہ کے لئے پیش کر دیا۔ یہ کوئی اعتراض نہیں تھا ورنہ انک انت العلیم الحکیم نہ کہتے۔

(۱۸) سجدہ لغت میں انتہائے خشوع و خضوع کا نام ہے۔ شریعت میں پیشانی کا خاک پر رکھ دینا ہے۔

فائدہ

- ممکن ہے کہ تسبیح وحمد کا تعلق ذات واجب سے ہو اور تقدیس کا تعلق اس کی تخلیق سے ہو اور اسی لئے نقدسک نہیں ہے بلکہ نقدس لک ہے۔
- نام حقائق کی تفہیم کا ذریعہ ہے لہٰذا علم اسماء علم حقائق ہے علم لغت نہیں ہے۔
- تو بہ فعل خدا بھی ہے اور فعل عبد بھی۔ عبد کا عمل تاب الیہ ہوتا ہے اور معبود کا عمل تاب علیہ۔

اردو حاشیہ

مراد وہ پتھر ہیں جن کی پرستش کی گئی ہے کہ بندے اور خدا ایک ہی جگہ ہوں گے۔

اعجاز قرآن کے ذیل میں ایک سورہ کا مطالبہ کرنا دلیل ہے کہ سورہ کا تعین پروردگار ہی کی طرف سے تھا اور وقت نزول قرآن ہو چکا تھا...... اور قرآن از اول تا آخر معجزہ ہے کہ اس کے ایک سورہ کا جواب بھی ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد منکرین کی تہدید کرنا بھی علامت ہے کہ حقائق کا انکار صرف انکار نہیں ہوتا اس کا انجام بھی بہت برا ہوتا ہے۔

(۵) جنت کے پھل دنیا کے مشابہ ہوں گے لیکن حقیقت میں بالکل مختلف ہوں جس طرح کہ جنت کے صاحبان اختیار اور سردار عام انسانوں کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں ان سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

(۶) یہ مثل درحقیقت عبرت کا سامان ہے کہ انسان اپنے کو بہت بڑی شے سمجھتا ہے حالانکہ اس کے بعض اعضاء و جوارح ایک مچھر سے بھی کم ہیں۔ صاحبانِ ایمان اس نکتہ کو سمجھتے ہیں اور فاسق نہیں سمجھتے ہیں۔

(۷) یہ قدرت خدا کی طرف اشارہ ہے اور کافروں کو تنبیہ ہے کہ اپنی خلقت اور زمین و آسمان کی عظیم تخلیق کو دیکھنے کے بعد بھی کفر اختیار کرتے ہو۔ یہ انتہائی عجیب و غریب بات ہے۔

اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ

اور ہم نے کہا: تم ایک[11] دوسرے کے دشمن بن کر نیچے اتر جاؤ کہ ایک مدت تک تمہیں زمین میں ٹھہرنا

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ

اور فائدہ اٹھانا ہوگا۔ (36) پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے تو اللہ نے آدم[12] کی توبہ قبول کرلی۔

عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا

بے شک وہی بڑا توبہ قبول کرنے ولا، مہربان ہے۔ (37) ہم نے کہا: تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ

جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا

پھر اگر میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جس جس نے میری ہدایت کی پیروی کی

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

پھر انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (38) اور جو لوگ کفر کریں

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

اور ہماری آیات کو جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ

خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ ع يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ[20] اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ

رہیں گے۔ (39) اے بنی اسرائیل![13] میری وہ نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا ہے اور میرے

عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٤٠﴾

عہد کو پورا کرو کہ میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور تم لوگ صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ (40)

وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ

اور میری اس نازل کردہ کتاب پر ایمان لاؤ جو تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے

عربی حاشیہ

O اھبطوا علامت ہے کہ توبہ کے بعد بھی زمین کا فریضہ ساقط نہیں ہوا ہے اور جمع نسلوں کے اعتبار سے ہے۔

(۱۹) یہ شیطانوں کا سردار ہے جسے حکم الٰہی کی مخالفت اور رحمت خدا سے مایوسی کی بنا پر ابلیس کہا گیا ہے۔

(۲۰) اسراء کے معنی بندہ ایل کے معنی خدا اسرائیل یعنی بندۂ خدا۔ پروردگار عالم نے اس سورہ میں یہاں سے آیت ۱۴۲ تک بنی اسرائیل کے بارے میں دس نعمتیں۔ دس برائیاں اور دس قسم کے انتقام کا ذکر کیا ہے یعنی پہلے خدا نے دس نعمتیں دیں پھر انھوں نے دس طرح کی برائیاں کیں۔ آخر میں خدا نے دس طرح سے انتقام لیا اور انھیں ان کے اعمال کی سزا دی۔

اردو حاشیہ

(۸) ان آیات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ خلافت الٰہیہ کا کام خدا نے خود انجام دیا ہے اور اس کا معیار تقویٰ اور تقدس کے ساتھ علم اسماء کو قرار دیا ہے۔ ملائکہ کو بھی خدا نے تعلیم دی تھی جس کا انھوں نے خود اقرار کیا ہے لیکن وہ انھیں شخصیات پر منطبق نہ کر سکے کہ یہ کام بشری صلاحیت کا ہے تو خدا نے اپنے علم کا حوالہ دے کر واضح کر دیا کہ جو آسمان و زمین کا غیب جانتا ہے۔ وہ تمہارے دل کی بات بھی جانتا ہے اور آدمؑ کا مستقبل بھی جانتا ہے۔ اس کے پہلے کی مخلوقات نے فساد کیا تھا تو وہ خلیفۃ اللہ نہیں تھے۔ آدم کو خلیفہ بنا رہا ہوں تو خلیفۃ اللہ مفسد نہیں ہوتا بلکہ صاحبِ کردار اور اعلم کائنات ہوتا ہے۔

(۹) ابلیس ایک سجدہ کے انکار سے کافر ہوگیا تو مستقل سجدہ کو ترک کرنے والوں کو انجام کیا ہوگا؟ اس نکتہ پر ہر صاحبِ علم وعقل کو غور کرنا چاہیئے۔

(۱۰) یہ لفظ دلیل ہے کہ پابندی جگہ کی تھی کھانے کی نہیں تھی اور چونکہ جناب آدمؑ قریب نہیں گئے لہٰذا گناہ نہیں ہوا۔ صرف اتنی سی احتیاط لازم تھی کہ کھانے کے بارے میں بھی حکمِ خدا دریافت کر لیتے۔ اس لئے ترک اولیٰ ہوگیا ورنہ وہ زمین کے خلیفہ تھے تو انھیں زمین پر آنا ہی تھا۔

(۱۱) اس فقرہ میں اولاد آدم کی کیفیات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی دنیا میں عداوت، فساد، تعیش سب ہی کچھ ہوتا ہے۔

(۱۲) روایات میں ''کلمات،، سے مراد پنجتن پاک کے اسماء ہیں اور یہ تعجب خیز بات نہیں ہے۔ یہ حضرات مالک جنت، ساقی کوثر اور سردارانِ جنت ہیں

كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؗ وَّاِيَّايَ

اور سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر مت بنواور تھوڑی قیمت[۱۴] پرمیری آیات کوفروخت نہ کرو

فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ

اورصرف میرے (غضب) سے بچنے کی فکر کرو۔ (41)اور حق کو باطل کے ساتھ خلط نہ کرو

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

اور جان بوجھ کر حق کونہ چھپاؤ۔ (42)اور نماز قائم کرو اورزکوۃ ادا کرو

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ

اور(اللہ کے سامنے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔ (43) کیا تم (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور

تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

خود کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہو۔ کیاتم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (44)

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا

اور صبر اورنماز کا سہارا لو اوریہ (نماز) بار گراں ہے مگر خشوع[۱۵] رکھنے

عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ [21] اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

والوں پر نہیں۔ (45) جنہیں اس بات کا خیال رہتا ہے کہ انہیں اپنے رب[۱۶] سے ملنا ہے

وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ (ع ۵ / ۷ / ۵)

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (46)اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

جس سے میں نے تمہیں نوازا اور تمہیں عالمین[۱۷] پر فضلیت دی۔ (47)

عربی حاشیہ

(۲۱) یہ ظن یقین کے معنی میں ہے اوران لوگوں کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے جو خدا کی ملاقات کا خیال بھی نہیں رکھتے ہیں۔

(۲۲) اس دور کے موجودات مراد ہیں جیسا کہ جناب مریمؑ کے انتخاب کے سلسلہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ف: آیت ۴۱ میں قرآن مجید کے مصدق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ انھیں مضامین کا حوالہ دے رہا ہے جوتمہاری کتابوں میں موجود ہیں۔ اس سے توریت وانجیل کی عدم تحریف پر استدلال نہیں کیاجاسکتا ہے۔

ف: آیت ۴۳ میں نماز عبدومعبود کے تعلق، زکوۃ مخلوق اورمخلوق کے تعلق اور رکوع اجتماعی اتحاد کی طرف اشارہ ہے۔

ف: شفاعت خدائی فیصلہ کے تبدیل کرانے یا خدا کے بدکرداری سے راضی کرنے کا نام نہیں ہے۔ شفاعت نیک کرداروں سے رابطہ کا نام ہے جوخود بھی کردارسازی کی بہترین دعوت ہے

اردو حاشیہ

لہٰذا جنت میں جانے کے لئے ان کے علاوہ کس کا واسطہ درکار ہوگا؟

(۱۳) اسرائیل جناب یعقوبؑ کا لقب تھا۔ بنی اسرائیل کے لئے سب سے بڑی نعمت یہ تھی کہ ان کے درمیان بے شمار انبیاؑ اور راہنما آئے ان سے اطاعت کا عہد لیا گیا اور خدا نے ان سے ثواب کا عہد کیا لیکن ان لوگوں نے اپنے عہد کو پورا نہ کیا اورقرآن کو بھی نہ مانا جوتوریت کی مخالفت نہیں بلکہ اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔

(۱۴) جوکام توریت میں بنی اسرائیل نے کیا تھا وہی آیاتِ قرآنی کے بارے میں مسلمانوں نے کیا۔ وہ الفاظ نہ بیچ سکے تو معانی اور تفسیر وتاویل کی تجارت شروع کردی۔ حق وباطل کو مخلوط کردیا، حق پر پردہ ڈال دیا۔ انجام کار دونوں کا ایک ہی ہے۔

(۱۵) یہودیوں کی نماز میں رکوع نہ تھا لہٰذا رکوع کی دعوت دی گئی اور جماعت کی طرف بھی متوجہ کیا گیا کہ جماعت میں شرکت کا معیار یا اس کی آخری حد رکوع ہے۔ اس کے بعد پھر رکعت شمار نہ ہوگی۔

(۱۶) جس کے ذہن میں نماز کا فلسفہ لِقاءِ الٰہی ہے اور اجر وثواب کا یقین ہے اس کے لئے صبح، دوپہر، شام کوئی وقت مشکل نہیں ہے اور خدا ذہن سے نکل جائے تو پھر ہر وقت مشکل ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا

اوراس دن سے بچنے کی فکر کرو جس دن نہ کوئی کسی کا بدلہ بن سکے گا،

يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ

نہ کسی کی سفارش(۱۸) قبول ہو گی، نہ کسی سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ[23] فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

جائے گی۔ (48) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی

سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط

جو تمہیں بُری طرح اذیت دیتے تھے، تمہارے(۱۹) لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ

اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان تھا۔ (49) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے

الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

دریا کو شق کیا پھر تمہیں نجات دی اور تمہاری نگاہوں کے سامنے فرعونیوں کو غرق کر دیا۔ (50)

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

اور(وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے اس کے بعد

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

گوسالہ کو (بغرض پرستش) اختیار کیا اورتم ظالم بن گئے۔ (51) پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معاف کردیا

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

کہ شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔ (52)اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت)

عربی حاشیہ

اور اس لئے ظالمین قابل شفاعت نہیں ہیں۔

(۲۳) آل کی اصل ہے اہل یعنی فرعون والے۔

(۲۴) بچوں کو ذبح کرنا اس خوف سے تھا کہ موسیٰ پیدا نہ ہونے پائیں اور باطل کا مزاج ہی یہ ہے کہ وہ خدا بھی بن جائے تو بندۂ حق سے ڈرتا رہتا ہے۔ عورتوں کی زندگی خدمت لینے کے لئے باقی رکھی جاتی تھی جو استخدام کا قدیم ترین طریقہ ہے۔

(۲۴) توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا یعنی پہلے خدا توجہ کرتا ہے تو انسان کو توبہ کی توفیق ہوتی ہے اور پھر دوبارہ توجہ کرتا ہے تو توبہ قبول کرتا ہے گویا بندہ تائب ہے اور خدا تواب۔

ہ من ترنجبین ہے اور سلویٰ بٹیر

فائدہ

واضح رہے کہ آیت ۵۶ میں موت کے بعد بعثت کا تذکرہ اسلام کے عقیدہ رجعت کی بہترین دلیل ہے جس کی طرف حضرات آل محمدؐ

اردو حاشیہ

(۱۷) بنی اسرائیل کی افضلیت ذاتی کردار کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ان نعمتوں کا اثر ہے جو انبیاء اور مرسلین کی شکل میں دی گئی ہیں کہ سب سے زیادہ انبیاءؑ انھیں کے درمیان پیدا ہوئے ہیں۔ کاش یہ ان نعمتوں کی قدر بھی کرتے۔

(۱۸) نعمت خدا کی ناشکری، حق کی پردہ پوشی اور حق و باطل کا امتزاج ہی وہ جرائم ہیں جن کی سزا سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ آیت شریفہ میں جس شفاعت کا انکار ہے وہ انھیں کے ساتھیوں کی شفاعت ہے خاصان خدا کی نہیں کہ وہ ایسے افراد کی سفارش کسی قیمت پر نہیں کر سکتے ہیں۔ روایات میں صبر سے مراد روزہ ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ نماز اور روزے سے زیادہ طاقت کسی اسلحہ میں نہیں ہے اور خدا سے مدد مانگنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ آل محمدؐ نے اس قدر نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے کہ وہ خود بھی استعانت کا بہترین وسیلہ قرار پا گئے۔ اسی لئے روایات میں صبر کو نصف ایمان بتایا گیا اور علیؑ کو کل ایمان!

(۱۹) آیات بالا میں بنی اسرائیل پر کئے جانے والے احسانات اور ان کی نالائقیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرعون اپنی حکومت کو بچانے کے لے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو خدمت کے لئے زندہ رکھتا تھا اور اس نے موسیٰؑ اور ان کی قوم کا تعاقب کیا تو ہم نے قوم کو بچا لیا اور فرعون کو لشکر سمیت غرق کر دیا، لیکن اس کے بعد بھی قوم نے جناب موسیٰؑ کے کوہ طور پر جاتے ہی دوسرا خدا تیار کر لیا اور سامری کے کہنے میں آ گئے۔ پھر بھی ہم نے معاف کر دیا لیکن اس کی بھی قدر نہ

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذْ قَالَ

اور فرقان (حق و باطل کو جدا کرنے والا قانون) عطا کیا تا کہ تم ہدایت حاصل کرو۔ (53) اور (وہ وقت بھی یاد کرو)

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم نے گوسالہ اختیار کر کے یقیناً اپنے اوپر

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

ظلم کیا ہے پس اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنے لوگوں کو قتل کرو۔ تمہارے خالق

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ خوب توبہ قبول کرنے والا،

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

مہربان ہے۔ (54) اور (یاد کرو وہ وقت) جب تم نے کہا: اے موسیٰ ہم آپ پر ہر گز

حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ

یقین نہیں کریں گے جب تک ہم خدا کو علانیہ [۲۰] نہ دیکھ لیں۔ اس پر تمہیں بجلی نے گرفت میں لے لیا اور

تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تم دیکھتے رہ گئے۔ (55) پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمہیں اٹھایا کہ شاید تم شکر گزار

تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

بن جاؤ۔ (56) اور ہم نے تمہارے اوپر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا۔

وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَ

ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں اور وہ ہم پر نہیں

منزل ۱

عربی حاشیہ

نے بار بار اشارہ فرمایا اور جو ظالمین کے لئے بہترین تنبیہ اور مظلومین کے لئے بہترین تسکین ہے۔ آخرت کا ثواب وعذاب اپنے مقام پر ہے۔ دنیا میں رجعت کے عقیدہ کا تاثر ہی کچھ اور ہے۔

ف: آیت ۵۴ میں توبہ کے بعد اجتماعی قتل کا حکم اس بات کی دلیل ہے کہ توحید کی مخالف اور شرک کی اساس قائم کرنا اتنا سنگین جرم ہے کہ اس جرم کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

ف: غمام سفید بادل کا نام ہے کہ اس میں پردہ کی صلاحیت بھی ہوتی ہے اور وہ روشنی کے لئے حائل بھی نہیں ہوتا ہے۔

ف: لفظ حطہ کی مناسبت سے بیت المقدس کے ایک دروازہ کو باب حطہ کہا جاتا ہے اور روایت اسلامی میں معصوم کو اس لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

ف: رجز عذاب کے معنی میں ہے اور چونکہ بنی اسرائیل پر ایک عذاب طاعون کی شکل میں تھا اس لئے بعض روایات میں رجز کی تفسیر طاعون

اردو حاشیہ

کی اور رویت کا مطالبہ کر دیا جس پر بجلی گرائی گئی اور پھر زندہ کر دیا کہ اب ہوش میں آ جائیں لیکن نہ آئے۔ ابر کا سایہ دیا، من وسلویٰ کی غیبی غذا دی لیکن جب قریہ میں داخل ہونے کا وقت آیا تو نہ سجدہ کیا اور نہ حطہ کہا بلکہ حنطہ کہہ دیا جب کہ ہم معاف کرنے کے لئے تیار تھے بلکہ ہم تو اضافہ بھی کر دینے والے تھے۔

ان واقعات سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ خدا کی نعمتوں کا حاصل ہو جانا فرد یا قوم کا کمال نہیں ہے۔ خدا ایسے نالائق افراد کو بھی ایسی عظیم نعمتیں دے دیتا ہے جن کا عالمین میں جواب نہیں ہوتا۔ کمال انسانی اس کے تشکر، قدر شناسی، توبہ اور سجدہ و استغفار میں ہے جسے بنی اسرائیل نے نظر انداز کر دیا تھا اور بار بار عذاب الٰہی کے حق دار ہو گئے تھے۔

(۲۰) اس واقعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور نہ کسی بشر میں اس امر کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے اور جب جناب موسیٰؑ جیسا پیغمبر نہ دیکھ سکے تو دوسرے افراد کے دیکھنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

(۲۱) بنی اسرائیل اس قدر بے ایمان تھے کہ عملی اتباع تو بڑی بات ہے لفظ حطہ و مغفرت کو زبان پر نہیں لانا چاہتے تھے اور اس کے بجائے حنطہ کہہ رہے تھے یعنی آخرت کے بجائے دنیا کی نعمتوں کی فکر میں لگے ہوئے تھے یہی وہ طرز عمل تھا جو عذاب الٰہی کا باعث ہو گیا۔ دنیا کو آخرت پر مقدم کرنا بدترین طرز عمل ہے۔

لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَھُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا ھٰذِہِ

بلکہ خود اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (57) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کہا تھا:

الۡقَرۡیَۃَ فَکُلُوۡا مِنۡھَا حَیۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّ ادۡخُلُوا الۡبَابَ

اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور امن و سکون کے ساتھ جہاں سے چاہو کھاؤ اور (شہر کے) دروازے میں سجدہ

سُجَّدًا وَّ قُوۡلُوۡا حِطَّۃٌ (25) نَّغۡفِرۡ لَکُمۡ خَطٰیٰکُمۡ ؕ وَ سَنَزِیۡدُ

کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور کہو: گناہوں[۲۱] کو بخش دے تو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور ہم نیکوکاروں

الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَیۡرَ الَّذِیۡ

کو زیادہ ہی عطا کریں گے۔(58) مگر ظالموں نے اس قول کو جس کا انہیں کہا گیا تھا،

قِیۡلَ لَھُمۡ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا (26) مِّنَ السَّمَآءِ

دوسرے قول سے بدل دیا تو ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ نافرمانی

بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ (27) ﴿۵۹﴾ ع وَ اِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ

کرتے رہتے تھے۔ (59) اور (اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کے لیے

فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ (28) مِنۡہُ اثۡنَتَا

پانی طلب کیا تو ہم نے کہا: اپنا عصا[۲۲] پتھر پر مارو پس (پتھر پر عصا مارنے کے نتیجے میں)

عَشۡرَۃَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَھُمۡ ؕ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا

اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ کو اپنے گھاٹ کا علم ہو گیا۔ کھاؤ

مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰہِ وَ لَا تَعۡثَوۡا (29) فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِذۡ

اور پیو اللہ کے رزق سے اور ملک میں فساد مت پھیلاتے پھرو۔(60) اور (وہ وقت یاد کرو)

ع ۶ | ۱۳ | ۶

عربی حاشیہ

سے لی گئی ہے نزول عذاب کے ساتھ ظالمین کا ذکر علامت ہے کہ عذاب عام نہ تھا۔ صرف مستحقین پر تھا اور اس کا سبب ان کا فسق تھا۔

(۲۵) حطہ کے معنی گرانا اور جھاڑ دینا یعنی پروردگار تیری شان یہ ہے کہ تو گناہوں کو جھاڑ دے اور بندے کو پاک و پاکیزہ بنا دے۔

(۲۶) رجز یعنی عذاب

(۲۷) فسق اطاعت سے خارج ہو جانا اور نافرمانی کرنا۔

(۲۸) انفجار شگافتہ ہو کر بہہ جانا۔

اردو حاشیہ

(۲۲) بظاہر دنیا میں نہ آسمان سے غذا نازل ہوتی ہے نہ عصا مارنے سے چشمہ نکلتا ہے لیکن پروردگار عالم نے اتمام حجت کے لئے یہ سب کچھ کر دکھا دیا کہ ہمارے ہو جاؤ تو اقتصادی بائیکاٹ یا معاشی ناکہ بندی کی کوئی فکر نہیں ہے۔ ہم عصا سے چشمہ نکال سکتے ہیں اور فضا سے من و سلویٰ نازل کر سکتے ہیں۔

(۲۳) آیاتِ الٰہی کا انکار اور مادی غذاؤں کی فکر انسانی زندگی کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ جو شخص خدائی عطیہ پر اکتفا نہیں کرتا اور ہوس میں پڑ جاتا ہے اور رنگ برنگ کی غذاؤں پر جان دیتا ہے اور پھر ان غذاؤں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اس کے حصے میں ذلت اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ دنیاوی غذاؤں کا خاصہ ہی یہ ہے کہ جتنی قسمیں زیادہ ہوں گی اتنی ہی محتاجی زیادہ ہو گی۔ سادہ غذا انسان خود بھی بہ آسانی فراہم کر سکتا ہے۔ تلون اور تنوع کی فکر ہی اسے محتاج اور ذلیل بنا دیتی ہے۔

(۲۴) اس آیت میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ صرف ادعائے ایمان کافی نہیں ہے جب تک واقعی ایمان اور عمل صالح نہ ہو اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ سابق میں غیر مذہب پر ہونا ایمان لانے یا عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ انسان کفر بھی اپنے اختیار سے اختیار کرتا ہے اور ایمان بھی اپنے ارادہ سے اختیار کرتا ہے۔ پیدائشی طور پر نہ کوئی کافر ہوتا ہے نہ مسلمان۔ فطرت اسلام پر پیدا ہونا اور ہے اور مسلمان ہونا اور ہے...... ایمان کے ذیل میں صرف اللہ

قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ

جب تم نے کہا تھا: اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے طعام پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے

یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَ

پس آپ اپنے رب سے کہہ دیجئے کہ ہمارے لیے زمین سے اگنے والی چیزیں فراہم کرے

فُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ

جیسے ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز۔ (موسیٰ نے) کہا: کیا تم اعلیٰ کی جگہ ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو؟

اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ

ایسا ہے تو کسی شہر میں بس جاؤ یہ چیزیں تمہیں مل جائیں گی اور ان پر ذلت و محتاجی تھوپ دی گئی

وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

اور وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہو گئے۔ ایسا اس لیے ہوا کہ وہ[۲۳] اللہ کی آیات کا

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ

انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے اور یہ سب اس لیے ہوا

النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

کہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (61)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی (30) وَالصّٰبِـِٕیْنَ

(۲۴) بے شک مسلمان، یہودی، نصاریٰ اور صابئین میں سے جو کوئی اللہ

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

اور آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل بجا لائے تو ان کے رب کے

عربی حاشیہ

(۲۹) عیث فساد یعنی شدید ترین فساد پھیلانا۔

ذلت بے قدر و قیمت ہونا۔ یہودی اپنی بدکرداری کی بنا پر صاحبانِ عقل و انصاف کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ مسکنت۔ دوسروں کے سامنے جھک جانا اور یہ یہودیوں کی خاص صفت ہے۔

O آیت ۶۱ میں مصر نکرہ ہے یعنی دیہات اور صحرا کے مقابلہ میں کوئی شہر۔ اس سے مراد ملک مصر نہیں ہے۔

ف: آیت ۶۱ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تنوع پسندی انسان کا مزاج ہے۔

لہٰذا اس پر ناراض ہونے کی کیا وجہ ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ تنوع پسندی انسان کا نہیں آرام کا مزاج ہے اور وہ اسی وقت تک صحیح ہے جب تک انسان نعمت خدا کا انکار اور استہزا نہ کرے۔

(۳۰) نصاریٰ کو نصاریٰ اس لئے کہا جاتا

اردو حاشیہ

اور آخرت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ ایمان بالرسول درحقیقت ایمان باللہ ہی کا لازمہ ہے جس طرح کہ ایمان بالامام ایمان بالرسول کا لازمہ ہے۔ رسول پر ایمان کے بغیر خدا پر ایمان لانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

(۲۵) بنی اسرائیل سے توریت پر عمل کرنے کا عہدہ لینے کے لئے سر پر کوہ طور لٹکا دیا گیا تو انھوں نے عہد کر لیا لیکن پھر بھی عمل نہ کیا...... اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیل سکتا ہے۔ قرآن مجید نے یہ واضح کر دیا کہ جن کو نہیں ماننا ہوتا ہے وہ بہر حال نہیں مانتے ہیں چاہے عذاب الٰہی سر پر معلق کر دیا جائے۔

(۲۶) بظاہر مخالفت بہت معمولی تھی کہ شنبہ کے دن مچھلی کا شکار ممنوع تھا اور وہ جمعہ کے دن گڑھے کھود دیا کرتے تھے کہ مچھلیاں اس طرف آ جائیں اور انھیں پکڑ لیں...... لیکن خدا نے انھیں بندر بنا دیا کہ اگر تمہیں اس طرح کی ہیرا پھیری آتی ہے تو ہمیں بھی خلقت کو تبدیل کر دینا آتا ہے۔ خدا کسی بندے کا محتاج نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ انسانیت کا حق انھیں لوگوں کا ہے جو احکام الٰہیہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ باقی سب بندر ہیں۔ ظاہری اعتبار سے نہ بھی

أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

پاس ان کا اجر ہے اورانہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(62)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا

(۲۵)اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا (اور تمہیں حکم دیا کہ) جو چیز (کتاب) ہم

مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾

نے تمہیں دی ہے اسے پوری قوت سے پکڑ رکھو اور جو کچھ اس میں موجود ہے اسے یاد رکھو (اس طرح) شاید تم بچ سکو۔(63)

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

پھر تم اس کے بعد پلٹ گئے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی

وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ

تو تم گھاٹے میں ہوتے۔ (64)اور تم اپنے ان لوگوں کو خوب جانتے ہو

اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً

(۲۶) جنہوں نے سبت (ہفتہ) کے بارے میں تجاوز کیا تھا، تو ہم نے انہیں حکم دیا تھا: ذلیل بندر

خَاسِئِينَ [31] ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

بن جاؤ۔ (65) چنانچہ ہم نے اس (واقعہ) کو اس زمانے کے اور بعد کے لوگوں کے لیے عبرت اور تقویٰ

وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ

رکھنے والوں کے لیے نصیحت بنا دیا۔ (66)اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ

يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا

خدا تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔(۲۷) وہ بولے: کیا آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں؟

عربی حاشیہ

ہے کہ یہ قریہ ناصرہ میں آباد تھے، جس طرح یہود یہودا ابن یعقوب کی اولاد میں تھے۔

صابی بیدین اور ملائکہ یا ستاروں کی پرستش کرنے والے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۶۳ میں میثاق کا تعلق عملی پروگرام سے ہے اور اس پر تمہید کی جاسکتی ہے ورنہ عقائد کے سلسلہ میں جبر جائز نہیں ہے۔

(۳۱) خساء کتے کو دھتکار دینا یعنی یہودی بندر بھی بنا دیئے گئے اور ذلیل کر کے بارگاہِ الٰہی سے ہٹا بھی دیئے گئے۔ بندر اس لئے بنائے گئے کہ اس کی خصلت صرف نقالی ہے اور حقائق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

فائدہ

بعض حضرات کا خیال ہے کہ صابی ستارہ پرست نہیں ہیں بلکہ کسی نبی کے امتی ہیں جن کی دو قسمیں تھیں بعض توحید پرست اور سیف تھے اور بعض مشرک۔

اردو حاشیہ

(۲۵) بنی اسرائیل سے توریت پر عمل کرنے کا عہدہ لینے کے لئے سر پر کوہ طور لٹکا دیا گیا تو انھوں نے عہد کر لیا لیکن پھر بھی عمل نہ کیا...... اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیل سکتا ہے۔ قرآن مجید نے یہ واضح کر دیا کہ جن کو نہیں ماننا ہوتا ہے وہ بہرحال نہیں مانتے ہیں چاہے عذاب الٰہی سر پر معلق کر دیا جائے۔

(۲۶) بظاہر مخالفت بہت معمولی تھی کہ شنبہ کے دن مچھلی کا شکار ممنوع تھا اور وہ جمعہ کے دن گڑھے کھود دیا کرتے تھے کہ مچھلیاں اس طرف آ جائیں اور انھیں پکڑ لیں...... لیکن خدا نے انھیں بندر بنا دیا کہ اگر تمہیں اس طرح کی ہیرا پھیری آتی ہے تو ہمیں بھی خلقت کو تبدیل کر دینا آتا ہے۔ خدا کسی بندے کا محتاج نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ انسانیت کا حق انھیں لوگوں کا ہے جو احکام الٰہیہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ باقی سب بندر ہیں۔ ظاہری اعتبار سے نہ بھی ہوں تو باطنی اعتبار سے ہیں۔ نصیحت صرف صاحبانِ تقویٰ حاصل کرتے ہیں۔

(۲۷) بنی اسرائیل میں لوگوں نے ایک رئیس کو قتل کر دیا تھا کہ اس کا ترکہ تقسیم کر لیں اور دوسرے پر الزام رکھ دیا۔ خدا نے کہا کہ گائے ذبح کر کے اس مقتول کے جسم سے مس کر دو۔ وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتا دے گا۔ ان لوگوں نے الزام باقی رکھنے کے لئے تادیر حیلہ حوالہ کیا اور بالآخر مجبور ہوئے۔

الزام تراشی کرنے والے حقائق کا سامنا کرنے سے ہمیشہ گھبراتے ہیں اور ان کا انجام ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہو گیا

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ

(موسیٰ نے) کہا: پناہ بخدا! میں (تمہارا مذاق اڑا کر) جاہلوں میں شامل ہوجاؤں؟ (67)وہ بولے:

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

اپنے رب سے ہماری خاطر درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے کہ گائے کیسی ہو۔

لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا

کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے

تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ

اب اسے بجا لاؤ۔ (68) کہنے لگے: اپنے رب سے ہمارے لیے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے:

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ

اس گائے کا رنگ کیسا ہو؟ کہا: وہ فرماتا ہے کہ اس گائے کا رنگ گہرا زرد اور دیکھنے والوں کے لیے

النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ

فرحت بخش ہو۔ (69) انہوں نے کہا: اپنے رب سے (پھر) درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے

الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾

وہ گائے کیسی ہو؟ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم ضرور اسے ڈھونڈ لیں گے۔ (70)

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ [32] تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا

(موسیٰ نے) کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی سدھائی ہوئی نہ ہو جو ہل چلائے اور کھیتی کو پانی دے

تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ

(بلکہ) وہ سالم ہو، اس پر کسی قسم کا دھبہ نہ ہو۔ کہنے لگے اب آپ نے ٹھیک نشاندہی کی ہے

عربی حاشیہ

ف: واقعہ بقرہ کے الفاظ سے چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں..... (١) قاتل کے بارے میں اختلاف سنگین تھا اور عام قوانین سے فیصلہ ممکن نہ تھا۔ (٢) کچھ لوگوں کو حقیقت واقعہ کا علم تھا اور وہ اختلاف کو باقی رکھنا چاہتے تھے۔ (٣) قتل کا سبب مال تھا یا عورت اور یہ دونوں چیزیں، ہمیشہ خون ریزی کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔ (٤) حکم خدا کے بارے میں زیادہ جرح کرنا مصائب میں اضافہ کا سبب بن جاتا ہے۔ انسان کو بحث وتمحیص سے زیادہ تعمیل حکم کو اہمیت دینا چاہیے۔

(٣٢) ذلول نہایت آسانی اور نرمی سے کام کرنے والا۔

اردو حاشیہ

کہ جو خدا ایک گائے کے گوشت کو مس کر کے مقتول کو زندہ کر سکتا ہے وہ تقاضائے مصلحت کے بعد انسان کی ٹھوکر سے بھی مردہ کو زندہ کر سکتا ہے اور گہوارے سے جسم مس کرنے والے کو نئے بال و پر بھی عطا کر سکتا ہے۔ قدرت خدا سے کوئی شے بعید نہیں ہے، صرف مصلحت کے تقاضے کی ضرورت ہے۔

بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع وَاِذْ قَتَلْتُمْ

پھران لوگوں نے گائے کوذبح کر دیا حالانکہ ان سے فرمانبرداری کی امید نہ تھی۔(71) (۲۸) اور جب تم نے ایک شخص کوقتل

نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ (33) فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ ج

کر ڈالا پھر ایک دوسرے پر اس کا الزام لگانے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔(72)

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ (34) بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ

تو ہم نے کہا: گائے کا ایک حصہ اس (مقتول) کے جسم پر مارو۔ یوں اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

دکھاتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو۔ (73) پھر اس کے بعد بھی تمہارے دل سخت رہے،

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ

پس وہ پتھر کی مانند بلکہ اس بھی زیادہ سخت ہوگئے کیونکہ پتھروں میں سے کوئی

لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ

تو ایسا ہو تا ہے جس سے نہریں پھوٹتی ہیں اور کوئی ایسا ہے جس میں شگاف پڑ جاتا ہے

مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

تو اس سے پانی بہہ نکلتا ہے اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو ہیبت الٰہی سے نیچے گر پڑتا ہے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ

اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ (74) کیا تم اس بات کی توقع رکھتے ہو کہ

يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ

(ان سب باتوں کے باوجود یہودی) تمہارے دین پر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا رہا ہے

ع ۱۰/۸ ۸

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷۳ دلیل ہے کہ خدا جس چیز کو چاہے مردہ کو زندہ بنانے کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔ اس میں بلاسبب تعجب کرنے یا انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۳۳) درء کے معنی ہیں دفع کرنا یعنی ہر شخص اپنی بلاء کو دوسرے کے سر ڈال رہا تھا۔

(۳۴) جانور کے حصہ کے مقتول سے مس کر دینے سے مقتول کا زندہ ہو جانا حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ ہے۔

فائدہ

سورہ بقرہ کو گائے کے قصہ کی طرف منسوب کرنا اس بات کی علامت ہے کہ حکم خدا کے مقابلہ میں جرح و بحث اور چون و چرا ایسا عظیم جرم ہے جس کے تذکرہ کو پروردگار واضح طور پر باقی رکھنا چاہتا ہے تا کہ آیندہ نسلیں عبرت حاصل کرسکیں۔

اردو حاشیہ

(۲۸) بعض روایات میں ہے کہ ایک عورت کے عقد کا جھگڑا تھا جس کا عقد ایک شخص سے ہو گیا اور اس کے رقیب نے اسے قتل کر کے دوسرے قبیلہ میں لاش پھینک دی اور ہنگامہ شروع ہو گیا۔ آخر میں اتنی بحث ہوئی کہ ایک گائے کی قیمت اس کی کھال کے اندر سما جانے والے سونے کے برابر قرار پائی اور یہ قیمت ایک مرد مومن کو مل گئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رقابت پہلا جرم، قتل دوسرا جرم اور اتنی قیمت ادا کرنا تیسری سزا ہے اور ان سب کا فائدہ ایک دین دار آدمی کو ہوا کہ پروردگار نیک بندوں کو مختلف طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے اور موذیوں کے جھگڑے سے مومنین کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

جواللہ کا کلام سنتا ہے(۲۹) پھر اسے سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کر دیتا ہے۔ (75)

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُھُمْ

جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب خلوت میں اپنے ساتھیوں سے ملتے ہیں

اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَھُمْ بِمَا فَتَحَ[35] اللّٰہُ عَلَیْکُمْ

تو کہتے ہیں: جو راز اللہ نے تمہارے لیے کھولے ہیں وہ تم ان (مسلمانوں) کو کیوں بتاتے ہو؟ کیا تم نہیں سمجھتے

لِیُحَآجُّوْکُمْ بِہٖ عِنْدَ رَبِّکُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَ لَا

کہ وہ (مسلمان) اس بات کو تمہارے رب کے حضور تمہارے خلاف دلیل بنائیں گے؟ (76) کیا (یہود)

یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

نہیں جانتے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، خواہ وہ چھپائیں یا ظاہر کریں؟ (77)

وَ مِنْھُمْ اُمِّیُّوْنَ[36] لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ[37] وَ اِنْ ھُمْ

ان میں کچھ ایسے ناخواندہ لوگ ہیں جو کتاب (توریت) کو نہیں جانتے سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور بس وہ اپنے خیال خام

اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَیْلٌ[38] لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ۗ

(النصف)

میں رہتے ہیں۔(78) پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو (توریت کے نام سے) ایک کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں

ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ

(۳۰) پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے تاکہ اس کے ذریعے ایک ناچیز معاوضہ حاصل کریں،(۳۱) ہلاکت ہو

فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَ وَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

ان پر اس چیز کی وجہ سے جسے ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ہلاکت ہو ان پر اس کمائی کی وجہ سے۔ (79)

عربی حاشیہ

فائدہ

ف: یہودیوں کا ایک گروہ غیر متعصب تھا اور وہ لوگوں سے توریت میں پیغمبر اسلام کا تذکرہ بیان کردیتا تھا تو اسے شدت سے روکا گیا اور قرآن مجید نے اس نکتہ کو محفوظ کرلیا کہ ہر دور میں حقائق کے بیان کرنے والوں پر پابندی عائد کی جاتی ہے کہ کہیں اہلِ حق اسے دلیل نہ بنالیں اور یہ یہودیت کا خاص مزاج ہے جو بعض مسلمانوں میں سرایت کرگیا ہے۔

(۳۵) یہاں فتح کے معنی حکم اور فیصلہ کے ہیں۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق۔

(۳۶) اُمی ماں کی طرف منسوب ہونا ہے اور جاہل کی مثال اس بچہ کی ہے جو فرط محبت میں ماں کے پاس رہ جائے اور مدرسہ نہ جائے۔

امی ام القریٰ کے رہنے والے کو بھی کہتے ہیں لیکن وہ یہاں مراد نہیں ہے۔

(۳۷) امیدیں اور آرزوئیں بے بنیاد

اردو حاشیہ

(۲۹) یہودی علماء توریت سے صفات پیغمبرؐ کو نکال کر دوسرے الفاظ رکھ دیتے تھے کہ کہیں مرید ہاتھ سے نکل نہ جائیں...... یہودی صفت افراد آج بھی عوام کو قبضہ میں رکھنے کے لئے حقائق میں تحریف کرتے رہتے ہیں۔

(۳۰) بعض لوگوں کا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کتاب کا مصرف صرف مرادیں پوری کرنا اور ثواب کمانا ہے عمل و کردار سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن مجید نے اس طرز فکر کو یہودی طرز فکر قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے کہ کتاب خدا منت مراد اور فقط تحصیل اجر وثواب کے لئے نہیں آئی ہے۔ اس کا مقصد کردار سازی ہے اور اجر تو قہری طور پر حاصل ہو ہی جائے گا۔

(۳۱) یہ کردار بھی ہر دَور میں پایا جاتا رہا ہے کہ اپنی خانہ ساز باتوں کو خدائی کہہ کر عوام کو دھوکہ دیا جائے اور چند پیسے کمائے جائیں حالانکہ اس کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور اس پر دہرا عذاب ہوتا ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ

اور (یہودی) کہتے ہیں: (۳۲) ہمیں تو جہنم کی آگ گنتی کے چند دنوں کے علاوہ چھو نہیں سکتی، (اے رسول ﷺ)

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى

کہہ دیجئے: کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ اللہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا یا تم اللہ پر تہمت باندھ

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۰ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ

رہے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے؟ (80) البتہ جو کوئی بدی اختیار کرے اور اس کے گناہ اس پر

خَطِيْۗـــــَٔـــتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۱ وَ

حاوی ہو جائیں تو ایسے لوگ اہل دوزخ ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (81) اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

جو ایمان لائیں اور اچھے اعمال بجا لائیں یہ لوگ اہل جنت ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۲ۧ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (82) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا (اور کہا) کہ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (۳۳) اور (اپنے) والدین، قریب ترین رشتے داروں،

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

یتیموں اور مسکینوں پر احسان کرو اور لوگوں سے حسن گفتار سے پیش آؤ اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

اور زکوۃ ادا کرو پھر چند افراد کے سوا تم سب برگشتہ ہو گئے اور تم لوگ رو گردانی

عربی حاشیہ

باتوں کو امانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۳۸) ویل، عذاب، رسوائی، حسرت، ہلاکت کے معنی میں ہے اور جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

فائدہ

ف: آیت نمبر ۸۰ دلیل ہے کہ ہر گناہ ایک اثر رکھتا ہے اور وہ اثر کثرت گناہ کی بنا پر انسان کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے اور انسان ایسا قیدی بن جاتا ہے جس کے قید خانے کے تمام دروازے بند ہوں اور وہ اس میں گھٹ کر رہ جائے۔

(۳۹) چالیس دن مراد ہیں جتنے دن گوسالہ پرستی کی ہے۔

ف: رسائل الشیعہ میں امام صادقؑ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ ہمارے اور یہود کے عوام کا فرق یہ ہے کہ یہودی اپنے علماء کے فسق و فجور اور ان کی غلط بیانی سے باخبر تھے اور اس کے باوجود ان کی اطاعت کرتے تھے لیکن ہمارے عوام کا امتیاز یہ ہے کہ انھیں صرف ایسے علماء کی تقلید کی

اردو حاشیہ

(۳۲) یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ جتنے دن گوسالہ پرستی کی ہے اتنے ہی دن عذاب بھی ہوگا اور پھر عذابِ جہنم کا استخفاف بھی کرتے تھے جس طرح بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ چند دن جہنم میں رہ کر جنت میں چلے جائیں گے۔ ان بے چاروں کو یہ اندازہ بھی نہیں ہے کہ جہنم کے چند دن کیا ہوتے ہیں یا عمل اور عذاب میں دنوں کا کیا رابطہ ہوتا ہے۔

(۳۳) اللہ کی عبادت کرنا، ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کہ ان کے سامنے اف بھی نہ کہا جائے اور قرابت داروں کا خیال رکھنا، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا، مسکینوں کا حق خمس و زکوۃ وغیرہ ادا کرنا، نماز قائم کرنا دین اسلام کی تعلیمات ہیں لیکن بنی اسرائیل کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ احکام الٰہیہ پر عمل نہ کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾ وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ لَا تَسۡفِکُوۡنَ دِمَآءَکُمۡ

کرنے والے ہو۔ (83) (۳۴)اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ

وَ لَا تُخۡرِجُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَنۡتُمۡ

اپنوں کا خون نہ بہاؤ گے اور اپنے ہی لوگوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالو گے پھر تم نے اس کا اقرار کر لیا

تَشۡهَدُوۡنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ وَ تُخۡرِجُوۡنَ

جس کے تم خود گواہ ہو۔(84) پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنے افراد کو قتل کرتے ہو اور اپنوں میں سے

فَرِیۡقًا مِّنۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِهِمۡ ۫ تَظٰهَرُوۡنَ[40] عَلَیۡهِمۡ بِالۡاِثۡمِ[41]

ایک گروہ کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو پھر گناہ اور ظلم کر کے ان کے دشمنوں کی مددکرتے ہو

وَ الۡعُدۡوَانِ ؕ وَ اِنۡ یَّاۡتُوۡکُمۡ اُسٰرٰی تُفٰدُوۡهُمۡ وَ هُوَ

اور اگر وہ قید ہو کرتمہارے پاس آتے ہیں(۳۵) تو تم فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیتے ہو حالانکہ سرے سے

مُحَرَّمٌ عَلَیۡکُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ ؕ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ

انہیں نکالنا ہی تمہارے لیے حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو

الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ ذٰلِکَ

اور کچھ حصے سے کفر اختیار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو ایسا کرے اس کی سزا

مِنۡکُمۡ اِلَّا خِزۡیٌ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یُرَدُّوۡنَ

دنیاوی زندگی میں رسوائی کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور آخرت میں (ایسے لوگ)

اِلٰۤی اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾

سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ (85)

عربی حاشیہ

اجازت دی گئی ہے جو اپنے نفس کے محافظ، اپنے دین کے حافظ، اپنی خواہشات کے مخالف اور اپنے مولا کے اطاعت گزار ہوں۔ اس کے علاوہ ہمارے عوام بھی بدکردار علماء کی تقلید کریں تو قابلِ مذمت ہیں۔

ف: اخراج نفس عالم انسانیت کے اتحاد کی طرف بہترین اشارہ ہے مگر افسوس کہ مفاد پرست ان نکات کی طرف کبھی توجہ نہیں دیتے ہیں۔

(۴۰) تظاہر۔ تعاون۔ ظہر سے نکلا ہے یعنی ایک دوسرے کا پشت پناہ ہونا۔ جس طرح کہ بعض ازواجِ رسولؐ نے رسول کے خلاف باہمی تعاون سے سازش کی تھی۔

(۴۱) اثم ہر وہ عمل ہے جو انسان کو ثواب سے دور کردے۔ عربی ادب میں شراب کو بھی اثم کہا گیا ہے اور اس کی وجہ بھی یہی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۴) یہ عہد ہر دَور کے انسان سے ہے کہ آپس میں قتل وخون نہ کیا جائے اور لوگوں کو آوارہ وطن نہ بنایا جائے لیکن کل کے یہودیوں کی طرح آج کے مسلمان عوام اور حکام بھی اس بدعہدی میں مبتلا ہیں اور اپنے علاوہ کسی کو زندگی کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ قرآنی زبان میں اسے ایمان بالکتاب نہیں کہتے اور اس کی سزا عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا کی ذلت ورسوائی بھی ہے جس میں یہودیوں کی طرح مسلمانوں کی اکثریت بھی مبتلا ہے۔

(۳۵) یہودیوں کے رؤسا غریبوں کو قتل کرتے تھے۔ آبادی سے نکال دیتے تھے اور جب لوگ انھیں گرفتار کر لیتے تھے تو فدیہ دے کر آزاد بھی کرا لیتے تھے۔ یہ ''آگ لگا کر بالٹی لے کر دوڑنے'' کی پالیسی ہے جو آج بھی پائی جاتی ہے اور جسے اکثر مسلمان لیڈر اپنائے ہوئے ہیں۔ پہلے عوام پر ظلم کرتے ہیں اور اس کے بعد جب ظلم عام ہو جاتا ہے تو اظہاری ہمدردی کرنے لگتے ہیں تا کہ لوگوں کی توجہ ان کے مظالم کی طرف سے ہٹ جائے اور وہ قوم کے ہمدرد کہے جانے لگیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیاوی زندگی خرید لی ہے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۸۶﴾ وَ

پس ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہو گی اورنہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔(86)اور

لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ (42)

تحقیق ہم نے موسیٰ کوکتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اورہم نے

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (43)

عیسیٰ ابن مریم کو نمایاں نشانیاں عطا کیں اورروح القدس کے ذریعے ان کی تائید کی

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

تو کیا جب بھی کوئی رسول تمہاری خواہشات کے خلاف (احکام لے کر) آئے[۳۶] تو تم اکڑ گئے

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا

پھر تم نے بعض کو جھٹلا دیا اور بعض کو تم لوگ قتل کرتے رہے؟ (87)اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں

غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾

بند ہیں۔(نہیں) بلکہ ان کے کفر کے باعث اللہ نے ان پرلعنت کررکھی ہے پس اب وہ کم ہی ایمان لائیں گے۔(88)

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا

اور جب اللہ کی جانب سے وہ کتاب آئی جو ان کے پاس موجود باتوں کی تصدیق

مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ

کرنے والی ہے اور وہ پہلے کافروں پر فتح کی امید رکھتے تھے، پھر جب ان کے

عربی حاشیہ

(۴۲) قفا اتباع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی ایک کے بعد ایک مرسلین کا سلسلہ قائم کردیا ہے۔

(۴۳) روح القدس جبریل کا نام ہے۔روح اس لئے کہ ان کی وحی وجہ زندگانی ہے اورقدس اس لئے کہ ہرعیب سے پاک وپاکیزہ ہیں۔

ف: مدینہ میں مشرکین کے دو قبیلے اوس وخزرج تھے اور یہودیوں کے دو قبیلے بنی نضیر اور بنی قریظہ اور ہرقبیلہ نے مشرکین کے ایک قبیلہ سے معاہدہ کررکھا تھا اور اس کی جا و بیجا امداد کیا کرتا تھا۔قرآن مجید نے یہودیوں کی اس حرکت کو سخت قابل مذمت قرار دیا ہے کہ وہ اللہ والے ہوکر مشرکین کی امداد کیا کرتے تھے اور یہ ان مسلمانوں کے لئے درس عبرت ہے جو توحید کے علمبردار بننے کے باوجود کفار ومشرکین کی ہرجااور بیجا سازش میں ان کا ساتھ دیتے ہیں اوران کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۳۶) خواہش نفس، انسانی زندگی کی وہ بلا ہے جس سے انسان چھٹکارا حاصل نہیں کر پاتا بلکہ جس قدر قانون الٰہی سے دور تر ہوتا جاتا ہے خواہشات میں مزید گرفتار ہوتا جاتا ہے۔ یہ خواہش غریبوں کو گمراہ کرتی ہے اور رئیسوں کو قاتل انبیاء تک بنا دیتی ہے اور انسان اس کے پیچھے دیدہ و دانستہ حقائق کا انکار کر دیتا ہے جیسا کہ تاریخ اسلام میں اقوال پیغمبرؐ کی مخالفت اور ائمہ معصومینؑ کے قتل کے پس منظر میں دیکھا گیا ہے کہ انسان اپنی مرضی کے خلاف کچھ سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ

پاس وہ آ گیا(۳۷) جسے وہ خوب پہچانتے تھے تو وہ اس کے منکر ہو گئے پس

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ

کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (89) کتنی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے

يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا (45) اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اپنی جانوں کا سودا کیا کہ صرف اس بات کی ضد میں خدا کے نازل کیے کا انکار کرتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ

میں سے جس پر چاہتا ہے فضل و کرم نازل کرتا ہے پس وہ اللہ کے غضب بالائے غضب کے سزاوار

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ

ہوئے اور کافروں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ (90) اور جب ان سے کہاجاتا ہے کہ جو اللہ نے

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا

اتارا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو جواب دیتے ہیں: ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پرنازل ہوا ہے۔

وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

اس کے علاوہ وہ کسی چیز کونہیں مانتے حالانکہ وہ حق ہے اور جو کتاب ان کے پاس ہے اس کی تصدیق کرتا ہے۔

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

(۳۸) کہہ دیجئے: اگر تم مومن تھے تو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے کیوں قتل کرتے رہے ہو؟ (91) اور بتحقیق

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ (46) مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

موسیٰ تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آئے پھر تم نے اس کے بعد گوسالہ کو اختیار کیا

عربی حاشیہ

(۴۴) طلب فتح کرنا۔ یہودی رسول اکرمؐ کی خبر سے مشرکین کومرعوب کرتے تھے کہ وہ آگیا توتم سب فنا ہوجاؤ گے۔

(۴۵) بغی کے معنی ظلم کے ہیں۔ یہاں حسد مراد ہے۔

(۴۶) وہ گوسالہ جسے سامری نے تیار کیا تھا۔

جب کسی کی محبت حد سے زیادہ ہوجاتی ہے تو کہاجاتا ہے کہ اسے گھول کر پلا دیا گیا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۹۰ میں اشتراء بیع کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نفس کو بدترین قیمت میں فروخت کیا ہے۔

ف: یہودی اپنی مذہبی کتاب کی روایات کی بنا پر کوہِ عیر واُحد کے درمیان سے گزرے تو وہیں مقیم ہوگئے کہ یہ ایک پیغمبر کا دارالہجرہ ہے۔ان کی آبادی کی خبر بادشاہ تبع کوپہنچی تو اس نے حملہ کر کے ان لوگوں کولوٹ لیا اور وہاں آباد ہونا

اردو حاشیہ

(۳۷) پیغمبرؐ اسلام کے آنے سے پہلے یہودی اپنی کتاب کی بشارتوں کی بناء پر اپنے دشمنوں سے کہتے تھے کہ محمدؐ آ گئے توتم سب کا قلع قمع ہو جائے گا لیکن جب وہ آ گئے تو ان کا بھی انکارکردیا۔ یہ درحقیقت اپنے نفس کا بدترین سودا ہے کہ انسان چند دن کے راحت و آرام کے لئے ابدی عذاب اختیار کرلے۔

(۳۸) جن یہودیوں کومخاطب بنایا گیا ہے وہ گذشتہ دَور کے انبیاء کے قاتل نہیں تھے۔قاتل ان کے باپ دادا تھے لیکن چونکہ سب کا فلسفہ ایک ہی تھا اور اولاد اپنے بزرگوں کے طرزِعمل سے راضی تھی لہٰذا اسے بھی قاتل فرض کیا گیا ہے جو اسلام کا کھلا ہوا قانون ہے کہ کسی کے بھی عمل سے راضی ہونے والا اس کے عمل میں برابر کا شریک سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی روایات میں ائمہ معصومینؑ کے قاتلوں سے اتفاق رائق رکھنے والوں اور ان کے اعمال کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے والوں کو بھی انھیں آیات کی روشنی میں ملعون قرار دیا گیا ہے۔

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ

اورتم لوگ ظالم ہو۔(92)اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا اور کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھایا تھا (اور حکم دیا تھا)

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ق

جو چیز (توریت) ہم نے تمہیں دی ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور سنو۔ انہوں نے کہا:(۳۹) ہم نے سن تو لیا مگر مانا نہیں

وَ اُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا

اور ان کے کفر کے باعث ان کے دلوں میں گوسالہ رچ بس گیا۔کہہ دیجئے: اگر تم مومن ہو

يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ

تو تمہارا ایمان تم سے بہت نامناسب اور برے تقاضے کرتا ہے۔ (93) کہہ دیجئے: اگر اللہ کے نزدیک

لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

دار آخرت دوسروں کی بجائے خالصتاً تمہارے ہی لیے ہے اورتم (اس بات میں)

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا

سچے بھی ہو(۴۰) تو ذرا موت کی تمنا کرو۔ (94)اور وہ موت کی تمنا ہرگز نہ ہوں گے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾

ان گناہوں کی وجہ سے جو وہ اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ (95)

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ

اے رسول! آپ ان لوگوں کو زندگی کے سب سے زیادہ حریص پائیں گے

اَشْرَكُوْا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ

حتیٰ کہ مشرکین سے بھی زیادہ، ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش اسے ہزار سال عمر ملے

معانقۃ ۲

عربی حاشیہ

چاہا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ ایک پیغمبر کا مرکز ہے، یہاں حکومت نہیں چل سکتی ہے تو اس نے دو قبائل اوس وخزرج کو وہاں چھوڑ دیا اور خود چلا گیا۔ اوس وخزرج کے مظالم پر یہودی پیغمبر آخرؐ کی خبر دے کر اپنی فتح کا اعلان کیا کرتے تھے لیکن پیغمبر کے آنے کے بعد خود ہی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور سارا علم وفہم دھرارہ گیا۔

(۴۷) بعض حضرات نے اس لفظ کو ناس سے متعلق کیا ہے یعنی یہودی تمام لوگوں سے بلکہ مشرکین سے بھی زیادہ زندگی کے حریص ہیں۔

اردو حاشیہ

(۳۹) جب باطل دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو نہ نبیؑ ورسولؐ کی بات کا اثر ہوتا ہے نہ ظاہری عذاب کا۔ یہودیوں نے زبان سے اقرار کر لیا لیکن دل میں نافرمانی کی ٹھانے رہے۔ جو تمام مصلحت پرست مسلمانوں کا بھی طریقہ کار ہے اور اس کا اظہار پیغمبرؐ اسلام کے بعد ہوا۔ قرآن مجید نے اس ایمان کو بدترین ایمان قرار دیا ہے۔

(۴۰) تمنائے موت اللہ کی محبت اور آخرت پر ایمان کا بہترین نمونہ ہے۔ موت درحقیقت لقائے الٰہی اور حصولِ آخرت کا ذریعہ ہے۔ اب اگر کوئی واقعی اللہ کا دوست ہے تو وہاں تک پہنچنے کے لئے خودکشی نہیں کرسکتا لیکن آرزوئے موت ضرور کرے گا کہ خودکشی محبوب کی مرضی کے خلاف ہے اور اس راستے سے محبوب کی ملاقات نہیں ہوسکتی۔ یہی حال آخرت پر ایمان کا ہے کہ موت وہاں تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے جو آخرت کی نعمتوں کا یقین رکھتا ہے وہ موت کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ خوفزدہ وہ رہتے ہیں جنھیں انجام خیر کا یقین نہیں ہوتا۔ یہودی دعوے دار تھے کہ آخرت ان کا حصہ ہے تو تمنائے موت کیوں نہیں کرتے تھے۔ درحقیقت ان آیات کے ذریعہ ان مومنین کا بھی امتحان ہوتا رہتا ہے جو یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ہماری جنت یقینی ہے اور پھر موت سے گھبراتے ہیں۔ ایسے انسانوں کو ہروقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے بلکہ اس کی آرزو کرتے رہنا چاہئے۔

بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا

حالانکہ اگر اسے یہ عمر مل بھی جائے تو یہ بات اسکے عذاب کو ہٹا نہیں سکتی اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب

يَعْمَلُوْنَ ۩ ع ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ [48] فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى

ع ١٠

دیکھتا ہے۔(96) آپ کہہ دیجئے: جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے (وہ یہ جان لے کہ) اسے نے (تو) اس قرآن کو

قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى

باذن خدا آپ کے قلب پر نازل کیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو پہلے سے موجود ہے اور یہ (قرآن) ایمان والوں

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ (97) جو[41] کوئی اللہ، اس کے فرشتوں،

وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾

رسولوں اور (خاص کر) جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ (ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔ (98)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا

اور ہم نے آپ پر واضح نشانیاں نازل کی ہیں اور ان کا انکار صرف بدکردار لوگ ہی

الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

کرسکتے ہیں۔(99) کیا (ایسا نہیں ہے کہ) ان لوگوں نے جب بھی کوئی عہد کیا تو ان میں سے

مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

ایک گروہ نے اسے اٹھا پھینکا بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔(100) اور جب اللہ کی جانب سے

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ

ان کے پاس ایک ایسا رسول آیا جو ان کے ہاں موجود (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے

عربی حاشیہ

(۴۸) ابن صوریا اور فدک کے یہودیوں کی ایک جماعت نے سرکار دو عالمؐ سے چند سوالات کئے۔ آپ کی نیند کیسی ہے؟ فرمایا آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ بچہ میں ماں باپ کا کیا حصہ ہے؟ ہڈیاں اور رگیں باپ کی طرف سے ہیں اور گوشت اور خون ماں کی طرف سے ہے۔ بچہ کبھی ماموں کی شبیہہ ہوتا ہے کبھی چچا کی کیوں؟ جس کا نطفہ غالب آجائے گا اس کی طرف کے اثرات ہوں گے۔ آپ پر وحی کون لاتا ہے؟ جبریل.....! ان لوگوں نے کہا کہ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں لیکن میکائیل وحی لے آتے تو ہم مسلمان ہوجاتے۔ جبریل فرشتہ عذاب ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ مجمع البیان

فائدہ

- کہا جاتا ہے کہ آیت نمبر ۹۶ میں الف سنہ کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے ہزار سال کی معین تعداد مراد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اردو حاشیہ

(۴۱) جبریل نے کوہِ طور کو بلند کیا تھا اور وہی قرآن مجید بھی لے آئے تو یہودی ان کے دشمن ہوگئے۔ قرآن مجید نے اس سلسلہ میں ایک مستقل معیار بیان کردیا ہے کہ جو شخص بھی دوسرے کا پیغام پہنچاتا ہے اس کا دشمن اصل میں صاحب پیغام کا دشمن ہوتا ہے۔ کاش مبلغین اسلام کی مخالفت کرنے والے بھی اپنے اختلاف کی حقیقت کو سمجھتے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ اسے

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى

جانتے ہی نہیں۔ (101) (۴۲)اور سلیمان کے عہد حکومت میں شیاطین جو کچھ پڑھا کرتے تھے

مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ﴿49﴾ ج وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

یہ (یہودی) اس کی پیروی کرنے لگ گئے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین

كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

کفر کیا کرتے تھے جو لوگوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتے تھے اور وہ اس (علم) کی بھی پیروی کرنے لگے

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ﴿50﴾ ط وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى

(۴۳) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کیا گیا تھا حالانکہ یہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے

يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا

جب تک اسے خبردار نہ کرلیں کہ (دیکھو) ہم تو صرف آزمائش کے لیے ہیں لہٰذا تم کفر اختیار نہ کرلینا

يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ

مگر لوگ ان دونوں سے وہ (سحر) سیکھ لیتے تھے جس سے وہ مرد اور اس کی زوجہ کے درمیان جدائی ڈال دیتے

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

حالانکہ اذن خدا کے بغیر وہ اس کے ذریعے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے

يَنْفَعُهُمْ ط وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

اور یہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کے لیے ضرر رساں ہو اور فائدہ مند نہ ہو اور تحقیق انہیں علم ہے کہ

عربی حاشیہ

فائدہ

○ آیات مذکورہ میں جبریل دو مرتبہ آیا ہے اور میکال ایک مرتبہ آیا ہے اور دونوں مرتبہ جبریل ہے جبرائیل نہیں ہے نہ میکائل ہے۔ اور بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ جبر قوت کے معنی میں ہے اور ایل خدا کا نام ہے لہٰذا جبریل ایک خدائی قوت کا نام ہے جو ملک کا واقعی وجود اور اس کا امتیاز ہے۔

(۴۹) درمنثور کی روایت ہے کہ جناب سلیمان جس انگشتری کے زور سے حکومت کرتے تھے اسے زوجہ کو دے کر بیت الخلاء چلے گئے اور شیطان نے دھوکہ دے کر لے لیا تو سلیمان بے دست وپا ہوگئے اور شیاطین نے داستانیں تیار کرلیں۔

(۵۰) درمنثور ہی کی روایت ہے کہ فرشتوں نے اولاد آدم کے گناہوں پر طنز کیا تو اللہ نے دو فرشتوں کو زمین پر بھیج دیا اور ستارہ زہرہ کو عورت کی شکل میں نازل کردیا۔ ان

اردو حاشیہ

(۴۲) جناب سلیمانؑ کے بعد شیاطین نے کچھ جادو کے کاغذات بنا کر ان کے تخت کے نیچے دفن کر دیئے اور بعد میں مجمع عام میں نکال کر لوگوں کو دکھلایا کہ سلیمانؑ اسی جادو کے زور پر مخلوقات پر حکومت کیا کرتے تھے اور قوم کے احمق افراد ان کے چکر میں آ گئے۔ یہی صورت حال بعینہٖ بعد رسولؐ روایات وضع کرنے والوں کی تھی کہ اپنی خود ساختہ روایات کو رسولؐ کی طرف منسوب کر کے عوام کو دھوکہ دینے لگے اور نبیؐ کے خلاف نبیؐ کے نام پر محاذ قائم کرنے لگے۔

(۴۳) حضرت نوحؑ کے بعد جادوگری کا دور دورہ شروع ہوا تو خدا نے دو فرشتوں کو وقت کے نبیؑ کے پاس بھیج دیا کہ ان کے جادو کا توڑ تعلیم کریں۔ انھوں نے یہ کام شروع کیا تو لوگوں نے توڑ کے نام پر کچھ سیکھ کر اس سے فساد کا کام شروع کر دیا۔

یہ امتِ اسلامیہ کا دوسرا طریقہ کار ہے کہ بعض لوگ نبی کے نام پر تعلیمات گڑھتے ہیں اور بعض صحیح تعلیمات کو غلط طور پر استعمال کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے دونوں طریقوں کو قابلِ مذمت قرار دیا ہے اور اسے یہودی کردار سے تعبیر کیا ہے۔ ابن سبا یہودی کے کردار کا ڈھنڈورا پیٹنے والے غور کریں کہ امت میں یہ کردار کہاں پیدا ہوا ہے اور ابن سبا کی ذہنی اولاد کہاں کہاں پائی جاتی ہے۔

مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا

جس نے یہ سودا کیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کاش وہ جان لیتے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کا بہت

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ

بُراسودا کیا ہے۔ (102)اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے پاس

اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اس کا ثواب کہیں بہتر ہوتا۔ کاش وہ سمجھ لیتے۔(103)اے ایمان والو![۴۴] ''راعنا'' نہ کہا کرو

تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

بلکہ (اس کی جگہ) ''انظرنا'' کہا کرو اور (رسول کی باتیں) توجہ سے سنا کرو اور کافروں کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

تو دردناک عذاب ہے۔ (104) کفراختیار کرنے والے خواہ اہل کتاب ہوں

الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

یا مشرکین اس بات کو پسند ہی نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر

رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

کوئی رحمت نازل ہو حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر دیتا ہے اوراللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ

بڑے فضل والاہے۔(105) ہم کسی آیت کو منسوخ کردیتے ہیں یا اسے فراموش کراتے ہیں

بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

تو اس سے بہتر یا ویسی ہی اورآیت نازل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر

عربی حاشیہ

دونوں کی نیت خراب ہوگئی اور اس سے بدکاری کی تو انھیں بابل میں اتار دیا گیا جو عذاب کی سرزمین ہے۔ یہ ساری روایتیں دلیل ہیں کہ صدر اسلام میں یہودیوں نے کس طرح مسلمانوں کے درمیان گھس کر روایتیں تیار کرائی ہیں اور انبیاء، ملائکہ، نجوم فلک سب کو گناہ گار، غلط کار اور قاتل ثابت کیا ہے۔

ف: جادو ایک بہت پرانا تاریخی کاروبار ہے جس کی ابتداء کا پتہ لگانا مشکل ہے لیکن یہ طے ہے کہ اس کا سلسلہ عالمگیر ہے اور بابل میں اس کا بے حد زور تھا جس سے بچانے کے لئے پروردگار نے دوفرشتوں کوبشکل بشر بھیج دیا تا کہ ملک بشر کا معلم نہ کہا جائے اور ان فرشتوں نے نہایت درجہ دیانتداری سے جادو کی حقیقت اور اس کے بطلان سے باخبر کیا۔ بعض افراد نے اصل جادوگری کا طریقہ یاد کرلیا اور بطلان کے بجائے جادوگری شروع کردی اسلام نے اس عمل کو قطعاً حرام کردیا ہے اور صرف اسی شکل کو

اردو حاشیہ

(۴۴) مسلمان جب آیات کوفی الفور نہیں سمجھ پاتے تھے تو گزارش کرتے تھے کہ سرکار ہماری رعایت کریں اور اس کے لئے راعنا کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کے معنی'' ہمارے چرواہے'' کے بھی ہوتے ہیں۔ یہودیوں نے اس طریقہ کوغنیمت سمجھا اور پیغمبرؐ اسلام کو اسی لفظ سے مخاطب کرنے لگے۔ پروردگار عالم نے مسلمانوں کا لہجہ بدلوادیا کہ یہودی فائدہ نہ اٹھانے پائیں۔

اس انداز سے اسلام کی سیاسی حکمت عملی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دشمن جس طریقہ کار سے فائدہ اٹھانے لگے اسے مصلحت اسلام کے مطابق تبدیل کر دیا جائے اور انھیں استحصال کا موقع نہ دیا جائے۔

قَدِيْرٌ ﴿١٠٦﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

قادر ہے؟ (106) کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

صرف اللہ ہی کے لیے ہے؟ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز اور

نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ

مدد گا نہیں۔ (107) کیا تم لوگ اپنے رسول سے ایسا ہی سوال کرنا چاہتے ہو جیسا کہ

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ

اس سے قبل موسیٰ سے کیا گیا تھا؟ اورجو ایمان کوکفر سے بدل دے وہ حتماً سیدھے راستے

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ

سے بھٹک جاتاہے۔ (108) (مسلمانو!)(۴۵) اکثر اہل کتاب حق و اضح ہوجانے کے باوجود

يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

(محض) اپنے بغض اور حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں

اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا (52)

ایمان کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں سو آپ درگزر کریں

وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور نظر انداز کر دیں یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ بھیج دے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

قادر ہے۔ (109)اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو کچھ نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے

عربی حاشیہ

جائز قرار دیا ہے جوفرشتوں نے اختیار کی تھی کہ اس کی تعلیم بطلان کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵۱) واضح رہے کہ اس نسیان سے مراد پیغمبرؐ کے دل سے محوہوجانا نہیں ہے ان کے بارے میں سورہ اعلیٰ میں ضمانت موجود ہے کہ سنقرئک فلاتنسیٰ اورسورہ اعلیٰ مکی ہے جب کہ یہ سورہ مدنی ہے۔

(۵۲) عفو۔ کسی غلطی پر عذاب نہ کرنا۔ صفح۔ بالکل درگزر کر دینا اور ملامت بھی نہ کرنا۔ ہاتو فعل امر ہے اس کی ھ اصلی ہے۔

اردو حاشیہ

(۴۵) کافروں کا عام مزاج یہ ہے کہ اپنے علاوہ کسی کوصاحبِ خیر دیکھنا ہی نہیں چاہتے اوران کا مقصد یہ ہے کہ ان کے علاوہ کسی کوکوئی شرف حاصل نہ ہونے پائے۔ اس لئے کبھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی پر خیر کا نزول نہ ہونے پائے کبھی یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی کافر ہی ہو جائیں تاکہ ان کا امتیاز ختم ہو جائے اور یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اورعیسائیوں کے علاوہ کوئی نہ جائے گا جس سے ان کے جذبہ حسد، ذوق احتکار اورمزاج اجارہ داری کا مکمل اندازہ ہوتا ہے جوان یہودیوں کے مخصوص اوصاف ہیں اورجن سے ہرمسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے۔ مسلمان کے پاس ان خیالات کے مقابلہ میں تین چیزیں ہیں۔ نماز قائم کریں، راہِ خدا میں انفاق کریں اورخلوص دل کے ساتھ اپنا رخ پرودگار کی طرف موڑ دیں تاکہ بندگی، اخلاص اور انفاق کے نتیجہ میں اس جنت کے حق دار ہو جائیں جس پر یہودی اورعیسائی اجارہ داری کرنا چاہتے ہیں۔

لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(۴۶) اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے۔یقیناً تم جو بھی عمل انجام دیتے ہو اللہ یقیناً اس کا خوب

بَصِيۡرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا

دیکھنے والا ہے ۔(110)اور وہ کہتے ہیں: جنت میں یہودی یا نصرانی کے علاوہ

اَوۡ نَصٰرٰى ؕ تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ

کوئی ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ محض ان کی آرزوئیں ہیں۔ آپ کہہ دیجئے: اگر تم سچے ہو تو

صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ

اپنی دلیل پیش کرو۔ (111)ہاں! جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے

فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

تو اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے۔ انہیں نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی حزن۔(112)

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىۡءٍ ۖ وَّقَالَتِ

(۴۷) اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کسی بنیاد پر استوار نہیں اور

النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَىۡءٍ ۙ وَّهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ

نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا مذہب کسی بنیاد پر استوار نہیں حالانکہ وہ (یہود و نصاریٰ)

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ۚ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ

کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس طرح کی بات جاہلوں نے بھی کہی، تو اللہ بروز قیامت

بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنۡ

ان کے درمیان اس معاملے میں فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کرتے تھے۔ (113)اور اس سے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید میں لفظ آیت قرآنی آیات کے معنی میں بھی ہے اور معجزات کے معنی میں بھی، حکم خدا کو بھی آیت کہا گیا ہے اور نشانی توحید وتخلیق کو بھی ۔ اس مقام پر آیت بمعنی حکم زیادہ واضح ہے اور اس اعتبار سے فسخ فوری طور پر ختم کردینا ہے اور النساء نسخ میں تاخیر کے معنی میں ہے کہ تمام کام مصالح کے تحت ہوتے ہیں.....اور مثلہا سے یہ خیال نہ پیدا ہو کہ پھر نسخ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس لئے کہ اس لفظ کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جس طرح پہلا حکم پہلے حالات میں موثر تھا اسی طرح نیا حکم نئے حالات میں تاثیر رکھتا ہے۔

ف: امانی امنیہ کی جمع ہے۔ اسلام وجہ پورے طور پر متوجہ ہونا ہے کہ چہرہ بھی نہ مڑنے پائے۔محسن اشارہ ہے عمل نیک فعل سے بڑھ کر صفت بن چکا ہے سبق یہ ہے کہ دعوائے بے دلیل قبول نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۴۶) یہودی اسلام کی ہر بات پر اعتراض کرنے کے منتظر رہتے تھے چنانچہ آیات الٰہیہ کو منسوخ ہوتے دیکھ کر یہ سوال اٹھا دیا کہ آیت صحیح تھی تو منسوخ کیوں ہوئی اور غلط تھی تو آئی کیوں تھی اور اسی دلیل سے حضرت موسیٰؑ کی شریعت پر اڑے رہے۔ رب العالمین نے اپنی قدرت کا حوالہ دے کر بتلایا کہ ہمارے پاس آیات، احکام اور شریعت کی کمی نہیں ہے۔ ہم مصالح کے اعتبار سے احکام نازل بھی کرتے ہیں اور بدل بھی دیتے ہیں اور بدل کر پہلے سے خراب نہیں لے آتے ہیں بلکہ حالات یکساں رہتے ہیں تو صرف ظاہری تبدیلی کرتے ہیں ورنہ اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ پروردگار نے ایک ہی راہنما کو شیطان کے مقابلہ میں طویل ترین عمر دینے کے بجائے مسلسل رہنما بھیجے تو اس کے پیچھے بھی یہی فلسفہ کام کر رہا تھا کہ جب قوم ایک سے بدظن ہو جائے یا زیادہ دیکھنے کی بنا پر اس کا وقار کم ہو جائے تو اس کو ہٹا کر دوسرے کو بھیج دیا جائے جو اس کا مثل یا اس سے بہتر ہو۔ اس سے نہ سابق رہنما کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے اور نہ اپنے تقرر کی غلطی کا۔ یہ صرف مصالح کا تغیر ہے جس کے زیر اثر رہنما کو بھی بدل دیا جاتا ہے۔

(۴۷) سابق میں بیان کیا گیا ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی نہ جائے گا۔ یہاں عیسائیوں کے خلاف بھی بولنے لگے کہ اہل کفر کا مزاج یہی ہے کہ دوسروں کے مقابلہ میں متحد بھی رہتے ہیں اور آپس میں لڑتے بھی رہتے ہیں۔ کاش مسلمان اتنی ہی عقل استعمال کر

اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنۡ يُّذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ

بڑھ کر ظالم کون ہوگا(۴۸) جو اللہ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے روکے

وَسَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمۡ اَنۡ يَّدۡخُلُوۡهَآ اِلَّا

اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے؟ ان لوگوں کو مساجد میں داخل ہونے کا حق نہیں مگر

خَآئِفِيۡنَ ۬ؕ لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ

خوف کے ساتھ۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ ۚ فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا

عذاب عظیم ہے۔(114) (۴۹) اور مشرق ہو یا مغرب، دونوں اللہ ہی کے ہیں پس جدھر بھی رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے۔

فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ [53] اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

بے شک اللہ (سب چیزوں کا) احاطہ رکھنے والا، بڑا علم والا ہے۔ (115) (۵۰) اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو

اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

بیٹا بنا لیا ہے۔ پاک ہے وہ ذات (ایسی باتوں سے) بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اس کی ملکیت ہے۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ

(۵۱) سب اس کے تابع فرمان ہیں۔ (116) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ جب

اِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ

کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے: ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔ (117) (۵۲) بے علم لوگ کہتے ہیں:

الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ لَوۡلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوۡ تَاۡتِيۡنَآ اٰيَةٌ ؕ

اللہ ہم سے ہم کلام کیوں نہیں ہوتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ ان سے پہلے لوگ

عربی حاشیہ

(۵۳) بعض روایات میں اس جملہ سے قبلہ کی وسعت پر استدلال کیا گیا ہے اور اسے مستحب نمازوں یا مجبوری کی نمازوں پر محمول کیا گیا ہے۔ اور یہ روایات ائمہ معصومین کا مزاج ہے کہ عام یا مطلق سے مستحبات مراد ہوتے ہیں اور خاص یا مقید حکم سے واجبات کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے دقت نظر اور تحقیق و تلاش کی ضرورت ہے۔

(۵۴) اس سے مراد مشرکین عرب ہیں اور پہلے والوں سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں۔

ف: واضح رہے کہ حکم قبلہ پروردگار کی مکانیت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ بندہ کی مادی مجبوری کی بنا پر ہے کہ ایک جہت معین نہ ہوگی تو سجدے بکھر کر رہ جائیں گے۔

ف: کن فیکون قدرت الٰہی کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح کا ارادہ ہوگا اسی طرح کا عمل ہوگا نہ یہ کہ ہر شے ایک آن میں پیدا ہو جائے گی۔ وہ اگر نو ماہ کے تخلیق کا ارادہ کرے گا تو بچہ

اردو حاشیہ

لیتے کہ لڑنا بھی ہے تو گھر ہی میں لڑتے مشرک دشمن کے مقابلہ میں تو متحد ہو جاتے۔

(۴۸) مساجد کی آبادی سے روکنے کے مختلف طریقے آج بھی رائج ہیں۔ نماز کا استخفاف کرنا، نمازیوں کا مذاق اڑانا، سماج میں نمازیوں کو پست درجہ دینا، متولی مسجد بن کر مالکانہ تصرفات شروع کر دینا، مسجدوں میں بلا سبب قفل ڈال دینا، امکانات کے باوجود صحیح انتظامات نہ کرنا، مسجدوں کو ایسی بدترین حالت میں رکھنا کہ باعزت آدمی داخل ہوتے ہوئے گھبرائے وغیرہ۔ مسلمانوں کو ان تمام کافرانہ طریقوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۴۹) یہ مسلمانوں کے اطمینان کا نسخہ ہے کہ اگر مسجدوں پر قبضہ بھی ہو جائے تو پریشان نہ ہوں۔ مشرق و مغرب سب خدا کے لئے ہے جہاں چاہیں عبادت کریں خدا دیکھ رہا ہے۔ اسلام کی عبادت جگہ کی پابند نہیں ہے کہ اس کا خدا لامکان ہے۔

(۵۰) یہودی ذہنیت یہ ہے کہ عظمت کردار سے نہیں ہے بلکہ رشتہ داری سے ہے لہٰذا اپنے درمیان خدا کا بیٹا بھی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسلام اس تصور کو مٹانا چاہتا ہے کہ خدا قادر ہے وہ لاکھ بیٹے پیدا کر سکتا ہے لیکن وہ ان باتوں سے بے نیاز ہے اور وہ ان قرابتوں کو قربت کا معیار نہیں بننے دینا چاہتا۔

(۵۱) یہودیوں کی طرح مشرکین بھی خدا سے اپنے مطالبات منوانا چاہتے ہیں۔ ان احمقوں کے پاس بھی اتنی عقل نہیں ہے کہ خدا حاکم کا نام ہے محکوم کا نام

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

بھی اسی طرح کی بات کر چکے ہیں۔ ان کے دل ایک جیسے ہو گئے ہیں۔

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

ہم نے تو اہل یقین کے لیے کھول کر نشانیاں بیان کی ہیں۔(118) ہم نے آپ کو حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے اہل دوزخ کے بارے میں کوئی پرسش نہیں ہوگی۔(119)

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ

اور آپ سے یہود و نصاریٰ اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کے مذہب کے

مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ

پیرو نہ بن جائیں۔(۵۳) کہہ دیجئے: یقیناً اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔اور اگر اس علم کے بعد

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

جو آپ کے پاس آ چکا ہے آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کے لیے

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

اللہ کی طرف سے نہ کوئی کار ساز ہو گا اور نہ مدد گار۔ (120)اور جنہیں نے کتاب

الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ [55] ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ

عنایت کی ہے (اور) وہ اس کا حق تلاوت ادا کرتے ہیں۔ وہی لوگ اس (قرآن)

بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

پر ایمان لائیں گے اور جو اس سے کفر اختیار کرے گا وہی گھاٹے میں ہے۔ (121)

عربی حاشیہ

نو ماہ کے بعد ہی پیدا ہوگا فوراً وجود میں نہ آجائے گا۔

ف: تخلیق کے معنی عدم سے وجود میں آنے کے نہیں ہیں کہ عدم کے مصدر وجود کے نہ ہوسکنے پر اعتراض کیا جائے۔تخلیق حالت عدم کے حالتِ وجود میں تبدیل کردینے کے معنی میں ہے اور بہرحال ممکن ہے۔

(۵۵) امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ حق تلاوت سے مراد تدبر وتفکر اور عبرت وبصیرت ہے اور اس طرح کے تلاوت کرنے والے ائمہؑ ہیں۔تفسیر عیاشی۔اصول کافی۔

اردو حاشیہ

نہیں ہے لہٰذا انھیں اس کے احکام پر عمل کرنا ہو گا۔وہ ان کے مطالبات پر عمل نہیں کرے گا۔

(۵۲) ایک رہنما کی ذمہ داری صرف احکام کی تبلیغ کر دینا ہے۔ اس کے بعد وہ گمراہوں کے بدترین انجام کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(۵۳) دنیا میں ہر قوم کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے عقائد سے بہتر کسی کے عقائد کو نہیں سمجھتی اور سب کو اپنا ہی ہم خیال دیکھنا چاہتی ہے۔رب العالمین نے اس طرزِ فکر کا ایک ہی جواب دیا ہے کہ ہدایت خدا کی طرف سے ہے جس عقیدہ کا خدائی ہونا ثابت ہو جائے وہ صحیح ہے ورنہ سب مہمل ہے۔پھر خواہشات کے اتباع سے روکنے کے لئے بھی رسولؐ کو مخاطب بنایا تا کہ مسئلہ کی سنگینی کا اندازہ ہو سکے ورنہ رسول کے یہاں ان باتوں کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن جب ان سے گفتگو کی جا رہی ہے تو غیروں کا کیا ذکر ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ

اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی ہے اور

اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ

یہ کہ میں نے تمہیں اہل عالم پر فضیلت دی ہے۔(122)اور اس روز سے ڈرو

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا

جب نہ کوئی کسی کے کام آئے گا، نہ اس سے معاوضہ قبول ہو گا،(۵۴) نہ شفاعت اسے فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی

شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

انہیں کوئی مدد مل سکے گی۔ (123)اور (وہ وقت یاد رکھو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات(۵۵)

فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ

سے آزمایا اورانہوں نے ان کو پورا کر دکھایا۔ارشاد ہوا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔انہوں نے کہا:(۵۶) اور

ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا

میری اولاد سے بھی؟ ارشادہوا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ (124)اور (وہ وقت بھی یاد رکھو) جب ہم

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

نے خانہ (کعبہ) کو مرجع خلائق اور مقام امن قرار دیا اور حکم دیا کہ مقام

اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ

ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اوراسماعیل پر یہ ذمے داری عائد کی کہ

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ

تم دونوں میرے گھر کو طواف، اعتکاف، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ (125) (۵۷) اور

عربی حاشیہ

(۵۶) مناقب ابن معازلی میں سرکارِ دوعالم کا ارشاد ہے کہ ظلم سے مراد بُت پرستی ہے اور بُت پرست امام نہیں ہوسکتا۔

(۵۷) وادیٔ غیر ذی زرع میں ثمرات کی دعا گھر کی شرافت وعظمت کا اظہار ہے اور اس کے بعد یہ سوال لغو ہے کہ فاطمہؑ بنت اسد نے کعبہ کے اندر رہ کر تین دن تک کیا کھایا۔ دعائے خلیل مستجاب ہے اور علیؑ اہل بیت اللہ ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۲۵ میں مثابہ ثواب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں اپنے مرکز کی طرف واپس آنا۔

ف: واضح رہے کہ نبوت الٰہی وحی کا حاصل کرنا اور رسالت اس پیغام کے قوم تک پہنچانے کی ذمے داری ہے اور ان دونوں کے لئے صرف ذاتی صلاحیت کافی ہے لیکن امامت قوم کی قیادت کرکے اسے منزل مقصود تک پہنچانے کی

اردو حاشیہ

(۵۴) بنی اسرائیل کی افضلیت اور مسئلہ عدل و شفاعت کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ افضلیت بہترین نعمتوں کے طفیل میں ہے۔ اس کا ذاتی اعمال و کردار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شفاعت سے بھی ان لوگوں کی شفاعت مراد ہے جن کو ان لوگوں نے شفیع بنایا تھا ورنہ خدا کے مخصوص باایمان وکردار بندوں کی شفاعت سے اس مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۵۵) بعض روایات میں کلمات سے مراد حکم ذبح فرزند ہے اور بعض میں دس احکام طہارت و نظافت مراد ہیں یعنی مونچھیں کترنا، داڑھی رکھنا، کنگھی کرنا، مسواک کرنا، خلال کرنا، زیر بغل اور زیر ناف کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، غسل جنابت کرنا اور استنجا کرنا جو قانون الٰہی کے دائمی احکام ہیں۔ اور بعض روایات میں اس سے دس اخلاقیات مراد ہیں۔ یقین وعلم ومعرفت توحید، تنزیہ، شجاعت، وفا، سخاوت، گوشہ نشینی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، توکل، محنت وصبر...... اور بعض میں کلمات وجودیہ اور شخصیات عصمتیہ کو مراد لیا گیا ہے۔ تفسیر عیاشی۔

(۵۶) یاد رہے کہ جب ابراہیمؑ کی اولاد کے بے عمل اور ظالم امام اور قائد نہیں ہو سکتے تو دوسرے خاندانوں اور ساتھیوں کا کیا ذکر ہے۔ قیادت امت کے لئے کردار ہی شرط اول ہے۔

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ

(وہ وقت بھی یاد رکھو) جب ابراہیم نے دعا کی: اے رب! اسے امن کا شہر بنا دے

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ

اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائیں۔ انہیں ثمرات میں سے رزق عنایت فرما۔

الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ

ارشاد ہوا: جو کفر اختیار کریں گے انہیں بھی کچھ دن (دنیا کی) لذتوں سے بہرہ مند ہونے کی مہلت دوں گا

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَ اِذْ يَرْفَعُ

پھر انہیں عذاب جہنم کی طرف دھکیل دوں گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔ (126) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب

اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ[58] مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

ابراہیم و اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے (کہ) [۵۸] اے ہمارے رب! ہم سے

مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا[59]

(یہ عمل) قبول فرما کہ تو خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(127)اے ہمارے رب ہم دونوں کو

مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا

اپنا مطیع و فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت سے اپنی ایک فرمانبردار اُمت پیدا کر اور ہمیں ہماری عبادت کی

مَنَاسِكَنَا[60] وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

حقیقت سے آگاہ فرما [۵۹] اور ہماری توبہ قبول فرما۔ یقیناً تو بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (128)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ[61] وَ

[۶۰] اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات سنائے اور

عربی حاشیہ

ذمہ داری ہے اور دونوں سے بالاتر مرحلہ ہے لہٰذا اس کے لئے امتحان اور مستقل کلمات یعنی پروگرام کی ضرورت ہے تا کہ اس کی روشنی میں کام انجام دیا جاسکے۔ امام کے لئے خود نبی یا رسول ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کوئی نبی یا رسول کے پروگرام کے مطابق قوم کی معصوم قیادت انجام دے گا تو وہ بھی امام ہوسکتا ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ کے بعد ائمہ طاہرینؑ کی امامت کا حال ہے۔

(۵۸) یہ اشارہ ہے کہ اصل کعبہ بنائے ابراہیمؑ سے مقدم ہے جیسا کہ روایات میں حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے جنتی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''من مقام ابراہیم مصلّٰی'' علامت ہے کہ نماز مقام پر نہیں ہوگی اس کے قریب ہوگی۔

(۵۹) جعل الٰہی دلیل ہے کہ اسلامِ خلیل اسلام ظاہری نہیں ہے ورنہ اسے انسان خود اختیار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام لانا اور ہے اور مسلم ہونا اور ہے۔ افعال اختیاری ہوتے

اردو حاشیہ

(۵۷) رزق دینا عام ہے اور وہ تقرب الٰہی یا نجات کی علامت نہیں ہے۔ دنیا میں بہترین زندگی گذارنے والے بھی جہنم میں جا سکتے ہیں۔

(۵۸) یہ تعلیم ہے کہ انسان کو اپنے بہترین عمل پر بھی ناز نہ کرنا چاہئے بلکہ پروردگار سے قبول کر لینے کی التماس کرنی چاہئے کہ اصل کام عمل نہیں ہے اصل قبولیتِ عمل ہے۔

(۵۹) خاصانِ خدا کو بہترین عمل کے بعد بھی یہ فکر رہتی ہے کہ پروردگار کے شایانِ شان عمل ہوا یا نہیں اور وہ اس کوتاہی کی معذرت کرتے رہتے ہیں ورنہ تعمیر کعبہ کوئی گناہ نہیں ہے کہ اس کی توبہ کی جائے اور یہیں سے معصومینؑ کے توبہ و استغفار کا فلسفہ بھی سامنے آتا ہے۔

(۶۰) جناب ابراہیمؑ کو اپنی اولاد کے اسلام و ایمان اور ان کے درمیان ہادی و رہنما کی فکر ہے کہ ہر صاحبِ ایمان کو اپنی اولاد کے بارے میں اس طرح کی فکر ہونی چاہئے اور فقط فکر نہیں بلکہ اس کی وصیت بھی کرنا چاہئے جو اسلام کی عظیم ترین تعلیم ہے۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اورانہیں (ہرقسم کے رذائل سے) پاک کرے۔ بے شک تو بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ

(ع ۸/۱۵ ۱۵)

حکیم ہے۔(129)اب ملت ابراہیم سے کون انحراف کرے گا (۶۱) سوائے اس شخص کے

نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

جس نے اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کیا۔ ابراہیم کو تو ہم نے دنیا میں برگزیدہ بنا لیا اور آخرت میں

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ

ان کا شمار صالحین میں ہوگا۔(130)(ابراہیم کا یہ حال بھی قابل ذکر ہے کہ) جب ان کے رب نے ان سے کہا: (اپنے آپ کو

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ

اللہ کے) حوالے کردو، وہ بولے: (۶۲) میں نے اپنے آپ کو رب العالمین کے حوالے کردیا۔(131) (۶۳) اورابراہیم نے اپنی اولاد کو

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اسی ملت پر چلنے کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنی اولاد کو یہی وصیت کی) کہ اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ

پسند کیا ہے لہذا تم تادم مرگ مسلم ہی رہو۔ (132) کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا؟

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ

اس وقت انہوں نے اپنے بچوں سے کہا: میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ سب نے کہا: ہم اس خدائے واحد

وَ اِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ وَّ

کی بندگی کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم، (۶۴) اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہے اور

عربی حاشیہ

ہیں لیکن صفات اختیاری نہیں ہوتے۔ اس کے لئے تائید الٰہی بلکہ جعل الٰہی درکار ہے۔

(۶۰) مناسک عبادات ہیں اور ارائتہ حقیقت اعمال کا اظہار ہے تعلیم نہیں ہے۔

(۶۱) اسلام کے چار درجات ہیں: ۱۔ ظاہری اقرار ۲۔ باطنی اعتقاد ۳۔ عملی رجحان ۴۔ جذبہ تسلیم وسپردگی

فائدہ

آیت نمبر ۱۳۳ دلیل ہے کہ قرآن مجید میں چچا پر باپ کا اطلاق ہوتا ہے ورنہ جناب اسماعیلؑ جناب یعقوبؑ کے چچا تھے۔ ان کے آباء میں شامل نہ تھے۔

اردو حاشیہ

(۶۱) بے دینوں کا خیال ہوتا ہے کہ وہ کوئی عقل مندی کا کام کر رہے ہیں اور اسی لئے دانش کو دین کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہیں اور قرآن واضح کر رہا ہے کہ دین کو چھوڑنے کے بعد سفاہت وحماقت ہی ہاتھ آتی ہے عقل ودانش نہیں۔

(۶۲) جناب ابراہیمؑ کا اسلام کلمہ پڑھنے کا اسلام نہیں ہے یہ سپردگی اور تسلیم کا اسلام ہے اور اسی کی فکر انھیں اپنی اولاد کے بارے میں بھی ہے اور اسی لئے ایک امتِ مسلمہ کی دعا کی ہے ورنہ ہر انسان اپنی ساری اولاد کو کلمہ گو دیکھنا چاہتا ہے۔

(۶۳) یہ اشارہ ہے کہ انسان کو وقت آخر تک اپنی اولاد کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ان کا دین کیا ہے اور مستقبل میں ان کے عزائم کیا ہیں۔ کاش امت قرآن کے ان نکات اور تعلیمات کی طرف متوجہ ہوتی اور انھیں کو نمونہ عمل قرار دیتی۔

(۶۴) اولاد یعقوبؑ کے لئے اسماعیلؑ باپ نہیں چچا ہیں لیکن انھیں آباؤ واجداد میں شمار کیا گیا ہے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے لئے آزر کو باپ کہا گیا ہے حالانکہ چچا تھا۔ نبی کا باپ بت پرست نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔

نَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ

ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ (133) یہ گذشتہ امت کی بات ہے۔ ان کے اعمال ان کے لیے ہیں اور تمہارے

وَلَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ وَلَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۴﴾

اعمال تمہارے لیے۔ تم لوگوں سے (گذشتہ امتوں کے بارے میں) نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ (134)

وَقَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى تَهۡتَدُوۡا ؕ قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ [62]

وہ لوگ کہتے ہیں: یہودی یا نصرانی بنو تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ [۶۵] ان سے کہہ دیجئے: نہیں بلکہ

اِبۡرٰهٖمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا

یکسوئی سے دستور ابراہیمی کی پیروی کرو اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (135) (مسلمانو) کہو کہ

بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ

ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل،

وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى

اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا اور جو موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا اور جو انبیاء کو

وَمَاۤ اُوۡتِىَ النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۖ

ان کے رب کی طرف سے دیا گیا (ان سب پر ایمان لائے) [۶۶] ہم ان میں سے کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے

وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ

اور ہم صرف اسی کے فرمانبردار ہیں۔ (136) اگر یہ لوگ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو

اهۡتَدَوْا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا هُمۡ فِىۡ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ

تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ مخالفت کے درپے ہیں۔ ان کے مقابلے میں [۶۷] (تمہاری حمایت کے لیے)

عربی حاشیہ

فائدہ

ف: آیت نمبر ۱۲۹ میں تعلیم کا تربیت پر مقدم ہونا قانون کے مطابق ہے کہ تعلیم کے بغیر تزکیۂ نفس ممکن نہیں ہے لیکن سورہ بقرہ آل عمران اور جمعہ میں تزکیہ کو تعلیم پر مقدم کیا گیا ہے اور شاید یہ اس کی اہمیت یا اصالت کی بنا پر ہے کہ انسان کا کمال عقلی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اور کمال نفس تزکیہ و تربیت سے!

ف: عیسائی اپنی اولاد کو غسل تعمید دے کر یہ کہا کرتے تھے کہ اس طرح آدم کی وراثت میں ملے ہوئے گناہ دھل جاتے ہیں۔ اسلام نے واضح کیا کہ گناہوں کا خاتمہ عقیدہ و عمل سے ہوتا ہے غسل اور رنگ سے نہیں۔

(۶۲) ملت ابراہیم کے بارے میں بھی انھیں دس باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تذکرہ کلمات کے بارے میں کیا جا چکا ہے۔

(۶۳) بنی اسماعیل میں قبائل کی طرح بنی اسرائیل میں اسباط تھے جو جناب یعقوبؑ کے

اردو حاشیہ

(۶۵) یہودی اور عیسائی اپنی اپنی طرف دعوت دے رہے تھے اور قرآن نے ایک درمیانی راستہ بتا دیا جو دونوں کے بزرگ کا راستہ ہے۔ اس میں باطل سے اعراض بھی ہے اور شرک بھی نہیں ہے۔ یہ ایک اشارہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے عقیدوں میں شرک کی آمیزش پائی جاتی ہے۔

(۶۶) ایک باایمان انسان کا فرض ہے کہ تمام انبیاءؑ خدا پر ایمان لے آئے اور ان میں تفریق نہ کرے کہ یہ اسلام کی طرف سے بہترین دعوتِ حق ہے کہ جس طرح ہم تمہارے انبیاء کو تسلیم کرتے ہیں تم بھی ہمارے نبی پر ایمان لے آؤ کہ یہ سب خدا کے نمائندے ہیں اور ان میں کوئی خانہ ساز نہیں ہے۔

(۶۷) آیت کا یہ جزو خدائی حفاظت کی ضمانت بھی ہے اور مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل بھی ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت آئے یہی لفظ ورد زبان کریں اور یہی عقیدہ دل میں رکھیں۔

اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ

اللہ کافی ہو گا اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (137) ⁽⁶⁸⁾ خدائی رنگ اختیار کرو۔ اللہ کے رنگ سے اچھا

مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا

اور کس کا رنگ ہوسکتا ہے؟ اور ہم صرف اسی کے عبادت گزار ہیں۔(138) کہہ دیجیے: ⁽⁶⁹⁾ کیا تم اللہ کے بارے میں

فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

ہم سے مخاصمت کرتے ہو حالانکہ ہمارا اور تمہارا رب وہی ہے۔ اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں

أَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿۱۳۹﴾ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ

اور تمہارے لیے تمہارے اعمال؟ اور ہم تو اسی کے لیے خالص ہیں۔ (139) ⁽⁷⁰⁾ کیا تم کہتے ہو کہ

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا

ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ پوچھیے:

هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ

کیا تم بہتر جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑا ظالم اورکون ہو سکتا ہے

مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

جس کے ذمے اللہ کی طرف سے گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے؟ اور اللہ تمہارے اعمال

عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ

سے بے خبر تو نہیں ہے۔ (140) یہ امت گذر چکی ہے۔ ان کے اعمال ان کے لیے اور تمہارے

وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴۱﴾ ع

اعمال تمہارے لیے اور تم سے (گذشتہ امتوں کے بارے میں) نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ (141)

عربی حاشیہ

بارہ بیٹوں کی اولاد یعنی بارہ قبائل تھے۔

آیت شریفہ میں یا تو یہ قبائل مراد ہیں کہ ان میں انبیاء تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی یا براہِ راست انبیاء ہی مراد ہیں لیکن برادرانِ یوسف نہیں اس لئے کہ وہ انبیاء نہیں تھے۔

ف: آیت نمبر ۱۴۰ اشارہ ہے کہ اہل باطل اس قدر دیوانے ہوگئے ہیں کہ اُنھیں تاریخی حقائق کا کبھی احساس نہیں رہ گیا ہے اور وہ ان بزرگ انبیاء کرام جناب ابراہیمؑ جناب یعقوبؑ، جناب اسحاقؑ کو بھی جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰؑ کا پیرو کہنا چاہتے ہیں جو اِن دونوں حضرات سے پہلے دنیا سے جاچکے ہیں جس طرح بعض مسلمان کفر جناب ابوطالب پر استدلال کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ان کی میراث لینے سے انکار کردیا اور اس حقیقت سے اندھے ہوجاتے ہیں کہ اسلام میں کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا ہے نہ یہ کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

اردو حاشیہ

(۶۸) مختلف اقوام میں دین و مذہب رنگ سے پہچانا جاتا تھا۔ اس لئے اسلام نے واضح کر دیا کہ لال، پیلے، ہرے میں کچھ نہیں رکھا ہے اسلام و ایمان خود ایک رنگ ہے جس میں ہر مسلمان کو ڈوب جانا چاہئے اور اس کا رنگ کا اظہار عبادت الٰہی سے ہوتا ہے جس کے بغیر اسلام کا دعویٰ بے رنگ ہے۔

(۶۹) یہودیوں کا جھگڑا یہ تھا کہ خدا عربوں میں یا خاص محمد مصطفیٰؐ ہی کو رسول نہیں بنا سکتا۔ قران مجید نے اس کا جواب یہ دیا کہ صاحبِ اختیار پروردگار ہے تم نہیں ہو۔ تم نہ صاحبِ اختیار ہو اور نہ اس کے مشیر کار۔

(۷۰) اپنے نفس پر ظلم کی اس سے بدتر مثال کیا ہوسکتی ہے کہ جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰ کے پیش رو انبیاء کرام کو ان کے تابع کہا جائے۔ یہ واضح حقائق کا کتمان ہے۔ اور جو لوگ اتنی بڑی بے ایمانی کر سکتے ہیں وہ رسول اکرمؐ کی نبوت کے دلائل کو کس طرح تسلیم کریں گے۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنے کا نسخہ "لنا اعمالنا ولکم اعمالکم" کو قرار دیا ہے اور متوجہ کر دیا ہے کہ جو جیسا کرے گا اسے ویسا ہی نتیجہ بھی ہاتھ آئے گا۔

(والحمد للہ رب العالمین)

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً

لوگوں میں سے کم عقل لوگ ضرور کہیں گے: (۷۱) جس قبلے کی طرف یہ رخ کرتے تھے اس سے انہیں کس چیز نے پھیر دیا؟ (اے رسول ان سے) کہہ دیجئے: مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے۔ (142) اور اسی طرح (۷۲) ہم نے تمہیں امت وسط بنادیا تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں اور آپ پہلے جس قبلے کی طرف رخ کرتے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا تا کہ ہم رسول کا اتباع کرنے والوں کو الٹا پھر جانے والوں سے پہچان لیں اور یہ حکم اگرچہ سخت دشوار تھا مگر اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے اس میں کوئی دشواری نہیں اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا، اللہ تو لوگوں کے حق میں یقیناً بڑا مہربان، رحیم ہے۔ (143) ہم آپ کو بار بار آسمان کی طرف (۷۳) منہ کرتے دیکھ رہے ہیں سو اب ہم آپ کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیتے ہیں

عربی حاشیہ

(۶۴) قرآن مجید حکم الٰہی پر اعتراض کرنے والوں کو احمق اور بیوقوف سے تعبیر کرتا ہے۔

(۶۵) شرق وغرب کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ تمام سمتوں میں اصل یہی دو سمتیں ہیں۔

(۶۶) بعض لوگوں نے یہودیت کے انتقام اور عیسائیت کی معافی یا مشرکین کی مادیت اور عیسائیوں کی روحانیت کے درمیان وسط ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن یہ دونوں باتیں گواہی سے ہم آہنگ نہیں ہیں جو امتِ وسط ہونے کا اثر اور نتیجہ ہے۔

(۶۷) اس سے مراد خانۂ کعبہ ہے جو قبلۂ اسلام ہے اور ہر حال میں اس کو قبلہ بنانا ہے یہاں تک کہ خود مسجد الحرام والے بھی اس کو قبلہ قرار دیتے ہیں۔

(۶۸) یہ حکم کی شدت اور اہمیت کا اظہار ہے ورنہ رسول کا کسی کے خواہشات کے اتباع کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷۱) صدر اسلام میں مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جو روز اول سے یہودیوں کا قبلہ تھا اور یہودی ان پر طنز کرتے تھے کہ انھیں کوئی قبلہ بھی نصیب نہیں ہے لیکن مصلحت الٰہی یہی تھی کہ مشرکین کے مقابلہ میں یہودیوں کو خوش رکھا جائے۔ اس کے بعد جب رسول اکرمؐ نے ہجرت کی اور مدینہ میں اسلام قدرے مستحکم ہو گیا تو ایک دن نماز ظہر کی دو رکعت کے بعد حکم الٰہی نازل ہوا کہ باقی نماز خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے مکمل کی جائے۔ اور رسول اکرمؐ نے ایسا ہی کر دیا جس کی بناء پر بہت سے مسلمان حیرت میں پڑے رہ گئے۔ اس مسجد کو مسجد القبلتین کہا جاتا ہے جہاں پر یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں کے درمیان یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا کہ پہلے سے یہودیوں کے قبلہ کو کیوں اختیار کیا گیا تھا اور روز اول ہی سے کعبہ قبلہ کیوں نہیں بن گیا تھا۔ رب العالمین نے اس کا جواب یوں دیا کہ ہم اس طرح تمہارے ایمان کو آزمانا چاہتے تھے کہ ہمارے حکم پر ایمان لاتے ہو یا اپنی پسند پر

(۷۲) امت پیغمبرؐ کو امت وسط قرار دیا گیا ہے کہ اس امت میں وہ افراد بھی پائے جاتے ہیں جنھیں امت کے اعمال کو گواہ بنایا گیا ہے ورنہ ساری امت معمولی مقدمات میں بھی گواہ بننے کے لائق نہیں ہے تو سارے عالم انسانیت کی گواہ کس طرح بن جائے گی۔ چند افراد کی وجہ سے امت کا امت وسط ہونا اسی طرح صحیح ہے جس طرح چند انبیاء کی وجہ سے بنی اسرائیل کو عالمین سے افضل قرار دے دیا گیا ہے۔

تَرۡضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَيۡثُ

جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ (۷۴) اب آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف کریں اور تم

مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا

لوگ جہاں کہیں بھی ہو اس کی طرف رخ کرو اور اہل کتاب اس بات سے بخوبی واقف ہیں

الۡكِتٰبَ لَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق پر مبنی (فیصلہ) ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے

عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنۡ اَتَيۡتَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ بِكُلِّ

غافل نہیں ہے۔ (144)اور اگر آپ اہل کتاب کے سامنے ہر قسم کی نشانی لے آئیں پھر بھی یہ لوگ

اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوۡا قِبۡلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِتَابِعٍ قِبۡلَتَهُمۡ ۚ وَمَا

آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ ان کے قبلہ کا اتباع کر سکتے ہیں اور نہ ان میں سے کوئی

بَعۡضُهُمۡ بِتَابِعٍ قِبۡلَةَ بَعۡضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ

دوسرے کے قبلے کا اتباع کرنے پر تیار ہے اور (پھر بات یہ ہے کہ) آپ کے پاس جو علم آچکا ہے اس کے

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ [69] ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ وقف منزل

بعد بھی اگر آپ لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے لگیں تو آپ زیادتی کرنے والوں میں ہوں گے۔ (145)

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ؕ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (۷۵) (رسول) کو اسی طرح پہچانتے ہیں

وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾

جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپا رہا ہے۔(146)

عربی حاشیہ

فائدہ

آیت نمبر ۱۴۴ میں پہلے فول وجھک کہا گیا۔ پھر فولو اوجوہکم کہا گیا تا کہ یہ بات واضح ہوجائے کہ یہ حکم صرف پیغمبر اسلامؐ کے لئے نہیں ہے اور لفظ شطر علامت ہے کہ دنیا کی تمام صفیں کعبہ کے گرد ایک دائرہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

(۶۹) رسول کے بارے میں شک وشبہ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ یہودیوں کی تشکیک سے پرہیز کرنے کی دعوت کی اہمیت کے پیش نظر کہا گیا ہے کہ جسے بھی حق کا علم ہوا سے شک میں پڑنے کا حق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۷۳) رسول اکرمؐ کو بیت المقدس ناپسند نہیں تھا اور نہ نبی حکم خدا سے ناراض ہوسکتا ہے۔ آپؐ یہودیوں کے طعنوں سے رنجیدہ تھے اور رب العالمین نے اس رنج کو بھی برداشت نہیں کیا اور قبلہ تبدیل کر کے اپنے محبوب کی خوشی کا سامان فراہم کر دیا۔

(۷۴) جو لوگ اس قدر متعصب ہیں کہ حقائق کے بعد بھی قبلہ کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ ان سے مذہب کی تبدیلی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

(۷۵) آیاتِ کریمہ نے اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ یہودیوں پر کوئی بات پوشیدہ نہیں تھی اور وہ حقائق کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے تھے لیکن اس کے بعد بھی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ یہی یہودیت ان مسلمانوں کے مزاج میں داخل ہوگئی تھی۔ جو میدانِ غدیر میں ولایت علیؑ کا منظر دیکھ رہے تھے اور پھر بھی انکار کرنے پر آمادہ تھے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَ لِكُلٍّ

حق صرف وہی ہے جو آپ کے پروردگار کی طرف سے ہو لہٰذا آپ شک وتردد کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہوں۔(147)

وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا

اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رُخ کرتا ہے، پس تم لوگ نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔

يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ

تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ (ایک دن) (۷۶)تم سب کو حاضر کرے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(148)اور

مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

آپ جہاں کہیں بھی نکلیں اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف موڑیں

وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

کیونکہ یہ آپ کے رب کا برحق فیصلہ ہے اور اللہ تم لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ (149)

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

اور آپ جہاں کہیں بھی نکلیں اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف موڑیں

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ

اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ اسی (کعبے) کی طرف کرو

لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۚ فَلَا

تاکہ ان میں سے ظالموں کے علاوہ لوگوں کو (۷۷) تمہارے خلاف کوئی حجت نہ ملے،

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۚ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

لہٰذا تم ان سے نہیں صرف مجھ ہی سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی (۷۸)نعمتیں پوری کروں اور شاید تم

عربی حاشیہ

(۷۰) مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ قبلہ کی بحثوں میں نہ پڑیں۔ حق واضح ہو چکا ہے اب کام کریں۔ جس طرح کہ اولی الامر کی معرفت رکھنے والوں کا فرض ہے کہ اب بحث میں وقت صرف نہ کریں بلکہ اطاعت کریں جس کے لئے آیت اولی الامر نازل ہوئی ہے۔

(۷۱) یہ تکرار بات کی اہمیت کے پیش نظر ہے اور فرق صرف یہ ہے کہ پہلی آیت میں صرف رسولؐ مخاطب تھے اور اب امت بھی مخاطب ہوگئی ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۵۳ میں صبرانسان کی ذاتی استعداد اور صلوٰۃ اس کے خدا سے رابطہ کی علامت ہے اور یہ طاقت کے بہترین سرچشمہ ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۵۲ کے بارے میں مفسرین کا بیان ہے کہ بندہ کی یادِ خدا اطاعت، دعاء ثنا وصفت، امور دنیا، خلوت، فراوانی نعمت، عبادت، مجاہدۂ نفس، صدق واخلاص اور تذکرہ ربوبیت

اردو حاشیہ

(۷۶) اس آیت میں زمانہ ظہور امام عصرؑ اور رجعت کی طرف بھی اشارہ ہے جب خدا تمام قوموں کو ایک منزل پر اکٹھا کر دے گا۔

(۷۷) تحویل قبلہ کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اس طرح یہودیوں کا وہ استدلال بھی ختم ہو گیا کہ مسلمان ہمارے ہی قبلہ کا اتباع کر رہے ہیں اور یہ دلیل ہے کہ ہمارا مذہب برحق ہے اور اس کے علاوہ کوئی مذہب خدائی نہیں ہے۔ قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ بے شک بیت المقدس ایک قبلہ ہے لیکن جس خدا نے اسے قبلہ بنایا ہے اس کو تبدیل کرنے کا بھی حق ہے۔ اب اگر یہودیوں کا ایمان خدا پر ہے تو جس طرح پہلے حکم خدا کو تسلیم کیا تھا، اسی طرح دوسرے حکم کو بھی تسلیم کر لیں۔

(۷۸) نعمت کی آخری منزل یہ ہے کہ انسان جنت الفردوس میں داخل ہو جائے اور یہ بات حکم خدا کی اطاعت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کسی اور خانہ ساز وسیلہ سے نہیں۔

تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۰﴾ کَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا

ہدایت پاؤ۔ (150) جیسے ہم نے تمہارے درمیان خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں

عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ

ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاکیزہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب [۷۹] وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں

وَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ

ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ (151) لہٰذا تم مجھے [۸۰] یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا

وَ اشۡکُرُوۡا لِیۡ وَ لَا تَکۡفُرُوۡنِ ﴿۱۵۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا

اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (152) اے ایمان والو! صبر

بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا

اورنماز سے مدد لو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (153) اور جو لوگ راہ [۸۱] خدا میں

لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّ لٰکِنۡ

مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم (ان کی زندگی کا)

لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ

ادراک نہیں رکھتے۔ (154) اور ہم تمہیں کچھ خوف، بھوک اور مال وجان

وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ

اور ثمرات (کے نقصانات) سے ضرور آزمائیں گے اور ان صبر کرنے والوں کو

الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا

خوشخبری دیجئے۔ (155) جو مصیبت میں مبتلا ہونے کی صورت میں کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں

عربی حاشیہ

کے ذریعہ ہوسکتی ہے اور خدا کی یاد اور سب کے مقابلہ میں رحمت، استجابت، نعمت، آخرت، اجتماعات، حالات اور شدت امداد ونصرت ہدایت، نجات، وسعت رحمت کے ذریعہ منظر عام پر آسکتی ہے۔

(۷۲) جب خدا نے صابرین کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے تو مسلمانوں کو مصائب کا استقبال کرنا چاہیے تا کہ صابرین میں شمار ہو کر معیت خدا کے حقدار بن جائیں۔

(۷۳) شہداء راہِ خدا زندہ ہیں اور ان کی حیات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ عام انسانوں کو اس کا شعور نہیں ہے۔ شعور نہ ہونے کے باوجود مردہ نہ کہنے کی پابندی دلیل ہے کہ اسلام عقلی تخیلات کا نام نہیں ہے الٰہی ارشادات پر ایمان لانے کا نام ہے۔

(۷۴) ثمرات سے مراد اولاد کو بتایا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷۹) ذکر خدا سے پہلے احکام شریعت کی تعلیم کا حوالہ دیا گیا ہے تا کہ اس ذکر کا ذریعہ احکام الٰہی کی تعلیم کو بنایا جائے اور خود ساختہ طریقوں سے خدا کو یاد نہ کیا جائے۔

(۸۰) یاد خدا درحقیقت اس کے احکام و قوانین کو یاد رکھنے ہی کا نام ہے۔ اس کے بغیر یادِ خدا کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

(۸۱) صبر وصلوٰۃ سے استعانت کے بعد راہِ خدا میں شہادت کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ شہید راہِ خدا صبر وصلوٰۃ ہی کو اپنے جہاد کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ صبر اس کا وسیلہ ہوتا ہے اور صلوٰۃ اس کا مقصد۔ جیسا کہ جنگ صفین میں امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا کہ ہم اسی نماز کے لئے جہاد کررہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ

اور اسی کی طرف ہمیں پلٹ کرجانا ہے۔ (156) ان پر ان کے رب کی

مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رَحۡمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ

طرف سے درود [۸۲] ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔(157) صفا اور

الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ

مروہ یقیناً اللہ کے شعائر [۸۳] میں سے ہیں۔ پس جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے ان دونوں

فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡهِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا ۙ

کا چکر لگانے میں کوئی حرج نہیں اور جو اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرتا ہے تو یقیناً اللہ اس کی قدر کرنے والا،

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا

خوب جاننے والا ہے۔ (158) جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں

مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡهُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی

اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود کہ ہم کتاب میں انہیں لوگوں کیلئے کھول کر بیان کر چکے ہیں

الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ ۙ

تو ایسے لوگوں پر اللہ اور دیگر لعنت کرنے والے سب لعنت کرتے ہیں۔ (159)

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ

البتہ جولوگ توبہ کرلیں اور [۸۴] (اپنی) اصلاح کرلیں اور (جو چھپاتے تھے اسے) بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کروں

عَلَیۡهِمۡ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

گا۔ اور میں تو بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہوں۔ (160) جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں

عربی حاشیہ

(۷۵) سب سے پہلے یہ فقرہ حضرت حمزہؓ کی شہادت پر مولائے کائنات کی زبان پر جاری ہوا اور آپ ہی کا ارشاد ہے کہ انا للہ خدا کی ملکیت کا اعلان ہے اور انا الیہ راجعون اپنی ہلاکت کا اقرار ہے۔

(۷۶) لا جناح اشارہ ہے کہ بعض خالص توحید والے شعائر اللہ کی تعظیم کے مخالف تھے اور ان کا عذر تھا کہ بت شکنی سے پہلے صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ نام کے بُت تھے اس لئے بت شکنی کے بعد بھی ان پہاڑیوں سے پرہیز کرنا چاہیے تو قرآن نے جواز کا اعلان کردیا۔ اب وجوب وغیرہ دوسری دلیل سے ثابت ہوگا اور یہ بھی امتِ اسلامیہ پر ایک بُت شکن مجاہد کا ایک احسان ہے۔

(۷۷) یہ اور اس کے بعد کی آیت دلیل ہے کہ لعنت ایک مقدس عمل ہے جس میں انسانوں کے ساتھ ملائکہ اور بندوں کے ساتھ خدا بھی شریک ہے لہٰذا کسی مسلمان کو اسے گالی

اردو حاشیہ

(۸۲) مصائب کی منزل میں صبر سے کام لینے والے صلوٰۃ اور رحمت کے حق دار ہو جاتے ہیں تو آلِ محمد پر صلوٰۃ کے بارے میں بھی کوئی اشکال نہیں کیا جا سکتا کہ ان سے بڑا کوئی صابر نہیں ہے اور سب سے پہلے یہ کلمہ حضرت علیؑ ہی کی زبان پر آیا تھا جسے قرآن مجید نے معیار صبر بنا کر محفوظ کرلیا ہے۔

(۸۳) صفا و مروہ مسجد الحرام سے متصل دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان جناب حاجرہؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے لئے پانی تلاش کرنے میں سعی کی تھی اور اور اسی سعی کو مناسک حج میں شامل کر دیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کی حفاظت کی راہ میں کی جانے والی سعی اس قابل ہوتی ہے کہ اس کی یاد کو زندہ رکھا جائے۔

صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں کہ ان سے خدا کی یاد پیدا ہوتی ہے اور انسان اس کے لطف و کرم کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے کہ اس نے جناب حاجرہؑ پر ایسی مہربانی کی "ریگزاروں سے ابلنے لگا سیل زمزم۔"

مقامِ سعی مقام استجابت دعا ہے کہ جس طرح پروردگار نے جناب حاجرہؑ پر خصوصی رحم و کرم فرمایا تھا دوسرے انسانوں پر بھی رحم و کرم فرمائے گا۔

(۸۴) توبہ کے ساتھ اصلاح اور اظہار کا ذکر بتا رہا کہ توبہ صرف الفاظ اور خیالات کا نام نہیں ہے۔ توبہ کے لئے غلطی کی اصلاح اور جس حقیقت کا کتمان

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ
اوراسی حالت میں (۸۵) مر جاتے ہیں ان پر اللہ، فرشتوں اورتمام لوگوں

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
کی لعنت ہے۔(161)وہ اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔(162)اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس رحمٰن و رحیم کے

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
سوا کوئی معبود نہیں۔(163)یقیناً آسمانوں اور (۸۶) زمین کی خلقت میں، رات اور

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا
دن کے آنے جانے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے لیے مفید چیزیں لے کر سمندروں

يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ
میں چلتی ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمانوں سے برسایا پھر اس پانی سے

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ (78)
زمین کو مردہ ہونے کے بعد (دوبارہ) زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے

دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ (79) الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ
جان داروں کو پھیلایا، اورہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان

بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾
اور زمین کے درمیان مسخر ہیں۔ عقل سے کام لینے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ (164)

عربی حاشیہ

کہنے کا حق نہیں ہے ورنہ خدا اور ملائکہ پر سے بھی ایمان ختم ہوجائے گا۔

(۷۸) یہ پھیلاؤ توالد اور تناسل کے نتیجہ میں ہوا ہے ورنہ آبادی میں اضافہ نہ ہوسکتا۔

(۷۹) تصریف ریاح مختلف ہواؤں کا چلنا جیسے جنوبی شمالی، گرم، سرد، تیز، سست، عقیم، صرصر، نسیم، صبا یا دسموم وغیرہ۔

اردو حاشیہ

کیا ہے اس کا اظہار ضروری ہے اور اسی لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ توبہ ماضی پر ندامت، حال کی اصلاح اور مستقبل کے ارادہ خیر کا نام ہے۔ روزانہ صبح کو شیو کرنے کے بعد منہ پر طمانچے مارنے سے توبہ نہیں ہوتی۔ یہ عمل وہ ہوتا ہے جس سے رحمتِ خدا کے طمانچہ مار دینے کا اندیشہ رہتا ہے۔

(۸۵) انسان کے اعمال وعقائد کا آخری فیصلہ وقت آخر ہوتا ہے۔ وقت آخر راہِ راست پر آ جانے والا حُر ہو جاتا ہے اور وقت آخر بگڑ جانے والا ابن سعد۔ انسان کو انجام بخیر ہونے کی فکر کرنی چاہئے اور اس کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے ورنہ لعنت ابدی کا مستحق ہو جائے گا۔

(۸۶) زمین سے آسمان تک پھیلی ہوئی نعمتوں کو مادیت پرست جو صرف مادی نعمتوں کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ ان کی نگاہیں آفاق میں گم ہیں اور وہ انھیں مادیات پر ریسرچ کرتے رہتے ہیں۔ انھیں سوچنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی کہ "درونِ پردۂ صد رنگ کائنات) اک کارساز ذہن ہے اک باشعور ذات اور درحقیقت عقل اسی ادراک کا نام ہے جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ عقل اس جوہر کا نام ہے جس سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت حاصل کر لی جاتی ہے۔ عقل محسوسات ومشاہدات میں گم ہو جانے کا نام نہیں ہے۔ عقل ان تمام حجابات کو ہٹا کر جلوۂ ربوبیت کے دیکھنے کا نام ہے۔

یہ کائنات ایک طرف وجودِ خدا کی دلیل ہے اور دوسری طرف اس کی وحدانیت کی علامت ہے کہ اس علاوہ کوئی ایسی مخلوقات کے ایجاد کرنے پر قادر نہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا[80] يُّحِبُّوْنَهُمْ

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا مد مقابل قرار دیتے ہیں اور ان سے

كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى

ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے رکھنی چاہیے۔ اور ایمان والے تو سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ

کاش یہ ظالم لوگ عذاب کا مشاہدہ کر لینے کے بعد جو کچھ سمجھنے والے ہیں اب سمجھ لیتے کہ ساری طاقتیں صرف اللہ ہی کی ہیں

وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں نہایت شدید ہے۔ (165) (اس وقت کا خیال کرو) جب راہنما اپنے پیروکاروں

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ[81] ﴿١٦٦﴾

سے اظہار برائت کریں گے اور عذاب کا مشاہدہ کریں گے اور تمام تعلقات ٹوٹ کر رہ جائیں گے۔ (166)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا

اور (دنیا میں) جو لوگ (ان کے) پیروکار تھے وہ کہیں گے: کاش ہمیں ایک بار دنیا میں واپس جانے کا موقع مل جاتا

تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ[82]

تو ہم بھی ان سے اظہار برائت کرتے جس طرح یہ (آج) ہم سے اظہار برائت کر رہے ہیں۔ اس طرح اللہ ان کے اعمال

عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا

کو سراپا حسرت (۸۷) بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں پائیں گے۔ (167) لوگو زمین میں

مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا[83] ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

جو حلال اور پاکیزہ چیزیں (۸۸) ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو

عربی حاشیہ

(۸۰) انداد، ند کی جمع ہے یعنی امثال اور اس سے مراد اصنام وغیرہ ہیں۔

(۸۱) اسباب۔ سبب کی جمع ہے۔ سبب اس رسی کو کہتے ہیں جس سے درخت اور پودے وغیرہ باندھے جاتے ہیں تا کہ آگے بڑھ سکیں اور بار آور ہوسکیں۔

(۸۲) حسرت شدتِ غم کا نام ہے جو کسی چیز کے فوت ہوجانے اور ہاتھ سے نکل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۸۳) حلال کو حلال اسی لئے کہتے ہیں کہ پابندی کی گرہ کھل گئی ہے۔ طیب یعنی پاکیزہ جس میں غیر کا حق نہ ہو اور اس کے ذائقہ سے لذت حاصل ہو۔

اردو حاشیہ

ہے۔ اور جو لوگ ایسا تصور رکھتے ہیں۔ وہ کل روزِ قیامت دیکھیں گے کہ سارا اختیار صرف خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن اس وقت وقت گزر چکا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کا احساس اِسی دنیا میں ہو جائے جسے آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے۔

(۸۷) دنیا داری اور جاہ طلبی کے لئے عوام کو گمراہ کر دینا آسان ہے لیکن اس کا انجام بڑا دردناک ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس منظر کی تصویرکشی کی ہے کہ پیر اپنے مریدوں سے بے زاری کا اعلان کریں گے اور مرید دنیا میں بے زاری نہ کرنے کی حسرت میں مبتلا ہوں گے۔ روابط ٹوٹ چکے ہوں گے۔ عذاب کا سامنا ہوگا اور جہنم سے بھی نکلنے کا کوئی امکان نہ ہوگا۔ یعنی اس قدر بے زاری کے بعد بھی دونوں کو ایک ساتھ جہنم میں رہنا ہوگا۔

(۸۸) اسلام دین طہارت و پاکیزگی ہے۔ وہ اس کائنات میں انسان کے لئے انھیں اشیاء کے استعمال کو جائز قرار دیتا ہے جو طیب و طاہر اور پاک و پاکیزہ ہوں۔ حلال اور طیب میں ایک نازک سا فرق یہ ہے کہ حلال ہر اس شے کو کہتے ہیں جو قانون کی روشنی میں جائز ہو چاہے واقعاً جائز نہ ہو اور طیب وہ شے ہے جو واقعاً بھی جائز ہو۔ حلال کے ساتھ طیب کا لفظ احتیاط کی کھلی ہوئی دعوت ہے۔

الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ [84]

کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(168)وہ تمہیں برائی اور بے حیائی کا ہی حکم دیتا ہے

وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

اور اس بات کا کہ تم اللہ کی طرف وہ باتیں منسوب کرو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے۔ (169)

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی [۸۹] کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے

مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤاجداد کو پایا ہے، خواہ ان کے آباء واجداد نے نہ عقل سے کام لیا ہو

شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ

نہ ہدایت حاصل کی ہو۔ (170)اور ان کافروں کی حالت بالکل اس شخص کی سی ہے جو ایسے (جانور)

الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ

کو پکارے جو بلانے اور پکارنے کے سوا کچھ نہ سن سکے۔ یہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ اسی وجہ سے

عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ

یہ لوگ عقل سے بھی عاری ہیں۔ (171)اے ایمان والو! اگر تم

طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ

صرف اللہ کی بندگی کرنے والے ہو تو ہماری عطا کردہ پاک [۹۰] روزی کھاؤ

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ [85] وَالدَّمَ وَ

اور اللہ کا شکر کرو۔(172)اس نے تم پر بس مردار، خون، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا

عربی حاشیہ

(۸۴) سوء۔ جو چیز بھی بری ہو اور غضب الٰہی کا باعث ہو۔ فحشاء جس کی برائی بالکل واضح ہو چاہے وہ قول ہو یا فعل

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۵۵ میں خدائی آزمائش اظہار صلاحیت کا بھی ذریعہ ہے اور ذہنی اور فکری تربیت کا بھی ان کے بعد انسان کے جوہر اور بھی نمایاں ہوجاتے ہیں۔

آیت ۱۶۸ میں ناس مخاطب تھے جو مما فی الارض کہا گیا۔ یہاں صاحبان ایمان مخاطب ہیں تو من طیبات مارزقناکم کہا گیا ہے۔

(۸۵) میتة ہر اس جانور کو کہتے ہیں جو قانون شریعت کے مطابق ذبح نہ ہو چاہے از خود مرجائے یا خلاف قانون شریعت ذبح کیا جائے یا ذبح کرنے کے لائق ہی نہ ہو اور ذبح کر کے اسے ذبیحہ سمجھ لیا جائے۔ ذبیحہ کے طریقہ الگ الگ ہیں۔ کہیں گردن کاٹنا ہے کہیں سے گرفتار کرلینا ہے، کہیں دریا سے نکال لینا ہے کہیں

اردو حاشیہ

(۸۹) یہ فطرت ہر دور میں پائی گئی ہے کہ بعض لوگ اپنے آباؤ اجداد کی تعلیمات کو احکامِ خدا و رسولؐ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور انھیں اس قدر شعور بھی نہیں ہوتا کہ یہ آباؤ اجداد ان کے برابر بھی صاحبان علم و عقل نہیں تھے اور یہ ہر معاملہ میں اپنی عقل کو ان پر مقدم رکھتے ہیں۔ صرف مذہب کے معاملہ میں اپنے علم اور اپنی عقل کو بالائے طاق رکھ کر پرانے باپ دادا کے رسوم و تقالید کا اتباع کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس طریقہ کی شدید مذمت کی ہے اور ایسے لوگوں کو بے عقل، جانور، اندھا، بہرا گونگا اور مستحق عذاب قرار دیا ہے۔

(۹۰) دین اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں کی وضاحت کرتے ہوئے اکل و شرب کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی ہے اور گذشتہ ادوار کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ اس نے ان لوگوں کی بھی مذمت کی ہے جن کی پالیسی ترک لذات کی ہے اور حلال و طیب غذاؤں کو بھی استعمال نہیں کرتے اور ان لوگوں پر بھی تنقید کی ہے جو حرام خوری کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔

اس کے بعد اپنے ایک عام قانونِ اضطرار کی طرف بھی اشارہ کر دیا جو اسلام کے سارے قوانین سے بالاتر ہے اور ہر قانون پر ایک طرح کی حکومت رکھتا ہے کہ جہاں بھی اضطرار اور مجبوری پیدا ہو جائے اسلام اپنے ہر واجب اور حرام کو ہٹا لینے کے لئے تیار رہتا ہے بشرطیکہ انسان کے نفس میں خباثت نہ ہو اور وہ

لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ

ذبیحہ حرام قرار دیا ہے، پھر جو شخص مجبوری کی (۹۱) حالت میں ہو اوروہ بغاوت کرنے اور ضرورت سے

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۷۳﴾

تجاوز کرنے والا نہ ہو تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (173)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَیَشۡتَرُوۡنَ

جو لوگ ان احکام کو چھپاتے ہیں جنھیں اللہ نے کتاب میں نازل فرمایا ہے اور اس کے

بِهٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ اِلَّا

عوض میں حقیر قیمت حاصل کرتے ہیں یہ لوگ دراصل اپنے پیٹ آتش سے بھر رہے ہیں

النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیۡهِمۡ ۚۖ وَلَهُمۡ

اور اللہ ایسے لوگوں سے قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اوران کے لیے درد ناک

عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰی

عذاب ہے۔ (174) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض ضلالت اور مغفرت کے بدلے عذاب خرید لیا ہے۔

وَالۡعَذَابَ بِالۡمَغۡفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصۡبَرَهُمۡ عَلَی النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

تعجب کی بات ہے کہ آتش جہنم کو برداشت کر لینے کے لیے یہ لوگ کس طرح آمادہ ہیں۔ (175)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا

یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے تو حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی اور جن لوگوں نے کتاب کے بارے میں

فِی الۡکِتٰبِ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا

اختلاف کیا وہ دور دراز کے جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (176) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم

منزل ۱

عربی حاشیہ

نحر کرنا ہے اوران سب کو ذبیحہ کہا جاتا ہے۔

(۸۶) یہ بات اب مسلمات میں ہو چکی ہے کہ سور کے گوشت میں جلدی امراض کے جراثیم پائے جاتے ہیں اور اس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے۔ مغربی معاشرہ کو شراب نے بے حس اور سور کے گوشت نے بے حیا بنا دیا ہے اور اسی لئے سرِ عام بدکاری ہوتی ہے اور اخبارات و رسائل اور ویڈیو فلموں میں برہنہ تصویریں اور بدترین مضامین پیش کئے جاتے ہیں۔

(۸۷) اہلال چاند دیکھ کر شور مچانے کے معنی میں ہے۔ عرب جانور ذبح کرکے خوش ہوتے تھے اور شور مچاتے تھے اس بنا پر ذبح کرنے ہی کو اہلال کہہ دیا گیا ہے۔ غیراللہ کے نام پر ذبح ہونے والا جانور حرام ہے۔ چاہے بتوں کے نام پر ذبح ہو یا عزیر اور حضرت عیسیٰ کے نام پر اور اسی بنا پر اہلِ کتاب کا ذبیحہ حرام ہے۔

اردو حاشیہ

حرام کی طرف رجحان اور میلان کی بناء پر اپنے کو مجبور نہ قرار دے دے اور استعمال کرتے وقت بھی مجبوری سے تعدی نہ کرے اور حدود کے اندر رہے دور حاضر میں جو لوگ نجس غذاؤں کے استعمال کے لئے مجبوری کا اظہار کرتے ہیں انھیں ان دونوں شرطوں کی طرف متوجہ رہنا چاہئے کہ حرام کو استعمال کرتے وقت بھی اسے ناگوار سمجھیں اور لذت محسوس نہ کریں جو مجبوری کا صحیح طریقہ ہوتا ہے اور ضرورت کے حدود سے تجاوز بھی نہ کریں ورنہ پروردگار تو پوشیدہ اسرار اور دل کی نیت سے بھی باخبر ہے۔ دور حاضر میں بعض لوگ جابجا مشرکین کے یہاں چائے پینا اور پان کھانا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ چائے یا پان کوئی مجبوری نہیں ہے اور صرف ایک بہانہ بازی ہے جس کا علم یقیناً پروردگار کو ہے۔

(۹۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نیکی کے لئے مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرکے دو سجدے کر لینا ہی کافی ہے اور عمل و کردار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید نے اس تصور کی تردید کر دی ہے اور نیکی کے تمام شرائط بیان کر دیئے ہیں کہ اس کے بغیر کسی کا دعوائے ایمان و کردار سچا نہیں ہے اور سب فقط توہم اور تخیل ہے۔

نیکی کی شرائط میں پہلی شرط ایمان کی ہے کہ خدا، آخرت، ملائکہ اور کتاب پر ایمان ہو، رسول کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ وہ ایمان باللہ کا ایک جزو ہے اور اس کے

وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ

اپنا رخ مشرق اور مغرب (۹۲) کی طرف پھیر لو، بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ج

جو کوئی اللہ، روز قیامت، فرشتوں، کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے

وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ (88)

اور اپنا پسندیدہ مال اس کی محبت میں قریبی رشتہ داروں،

وَابْنَ السَّبِيلِ لا وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ (89) ج وَأَقَامَ

یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں پر اور غلاموں کی رہائی پر

الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ج وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ج

خرچ کرے، نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، نیز جب معاہدہ کریں تو

وَالصَّابِرِينَ (90) فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ط

اسے پورا کرنے والے ہوں، تنگدستی اور مصیبت کے وقت

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۱۷۷)

اور میدان جنگ میں صبر کرنے والے ہوں۔ یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔ (177)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ط

اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص (۹۳) کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔

الْحُرُّ (91) بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ط

آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ ہاں اگر قاتل کو اس کے بھائی

منزل ۱

عربی حاشیہ

(۸۸) مساکین وہ پریشان حال لوگ ہیں جن کے پاس ذریعہ معاش نہ ہو لیکن ہاتھ بھی نہ پھیلاتے ہوں۔ سائلین ہاتھ پھیلانے والے لوگ ہیں۔

ابن السبیل۔ جو وطن سے الگ ہوجانے کی بنا پر بے چارہ ہوگیا ہے اور گویا اب فرزند راہ ہے اور راستہ ہی میں رہنا ہے۔

(۸۹) یہ اشارہ ہے کہ غلام کے بارے میں خرچ کیا جائے گا۔ غلام کو نہیں دیا جائے گا۔ وہ مالک نہیں ہوتا۔

(۹۱) آیت میں صرف ایک ایک قسم کا ذکر ہے۔ قاتل اور مقتول الگ الگ قسم کے ہوں۔ غلام و آزاد، مرد وعورت وغیرہ تو اس کا حکم روایات سے لیا جائے گا۔

اردو حاشیہ

بغیر کتاب پر ایمان کے بھی کوئی معنی نہیں ہیں۔

ایمان کے بعد مالی ایثار ہے جس میں قرابت داروں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں کا خیال رکھنا ہے اور یہ زکوۃ واجب کے علاوہ ہے جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔

مالی ایثار کے ساتھ نماز قائم کرنا ہے جو نشان بندگی اور ستون عقیدہ وایمان ہے۔

نماز جیسی انفرادی عبادت کے ساتھ اجتماعی عہد و پیمان کا لحاظ رکھنا ہے اور اس کے بعد نفسانی کمال یعنی ہر حال میں صبر اختیار کرنا ہے۔ اس کے بعد انسان صادق الایمان کہا جائے گا۔ ایمان میں عقیدہ، عبادات، مالیات، اجتماعیات اور اخلاقیات سب کا ہونا ضروری ہے۔

(۹۲) اسلام سے پہلے بیدینوں میں قصاص کا اصول غیر مرتب تھا۔ بعض افراد بالکل قصاص کے قائل نہ تھے اور بعض کے بدلے قوموں کا قتل ہوتا تھا۔ دینداروں میں بھی بعض ادیان میں قصاص تھا اور دیت نہیں تھی اور بعض میں دیت تھی اور قصاص نہیں تھا۔ اسلام نے ایک جامع قانون کا اعلان کیا جس میں اولاً بیدینی کے طریقوں کی تردید کی گئی اور ایک کے بدلے ایک کا قانون بنایا گیا۔ قصاص کو زندگی قرار دیا گیا۔ پھر ادیان کے اصول میں ترمیم کر کے قصاص، دیت اور معافی کی تین قسمیں نکالی گئیں اور ورثاء کو معافی پر آمادہ کیا گیا اور قاتل کو صحیح طریقہ سے شرافت سے دیت ادا کرنے پر تیار کیا گیا۔

فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ

کی طرف سے (قصاص کی) کچھ چھوٹ مل جائے تو اچھے پیرائے میں (دیت کا) مطالبہ کیا جائے اور (قاتل کو چاہیے کہ)

اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ

وہ حسن و خوبی کے ساتھ اسے ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے ایک قسم کی تخفیف اور مہربانی ہے،

فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمۡ فِی

پس جو اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا اس کے لیے درد ناک عذاب ہے۔ (178) اور اے عقل والو!

الۡقِصَاصِ (92) حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾

تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ امید ہے تم (اس قانون کے سبب) بچتے رہو گے۔ (179)

كُتِبَ عَلَیۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَیۡرَا ۖۚ

تمہارے لیے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ کچھ مال چھوڑے جا رہا ہو تو

الۡوَصِیَّةُ لِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا عَلَی

اسے چاہیے کہ والدین اور رشتہ داروں کے لیے مناسب طور پر وصیت (۹۴) کرے۔ متقی لوگوں

الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ

پر یہ ایک حق ہے۔ (180) جو لوگ وصیت کو سن لینے کے بعد اسے بدل ڈالیں

عَلَی الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۸۱﴾ؕ

تو اس کا گناہ ان بدلنے والوں پر ہوگا۔ یقیناً اللہ ہر بات کا خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (181)

فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا (93) اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَیۡنَهُمۡ

البتہ جو شخص یہ خوف محسوس کرے کہ وصیت کرنے والے نے جانبداری یا گناہ کا ارتکاب کیا ہے، پھر وہ آپس میں صلح

عربی حاشیہ

فائدہ

واضح رہے کہ بر کے معنی نیکی ہیں یہاں لفظ بر کے بعد من وآمن علامت ہے کہ صاحبان ایمان مجسمہ نیکی ہیں۔

O اس کے بعد مالی محتاجوں کے چھ اقسام کا ذکر ہوا ہے قرابتدار یتیم۔ مساکین۔ مسافر۔ سائل اور غلام اور ان سب کے احتیاج بھی بالدرجات ہے۔

(۹۲) قصاص میں بظاہر موت ہوتی ہے لیکن درحقیقت زندگی کا تحفظ ہوتا ہے کہ اس کے بعد قتل وغارت کا سلسلہ رک جاتا ہے اور عام انسانیت کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔

(۹۳) جنف نادانستہ غلطی اور اثم دیدہ و دانستہ غلطی ہے کبھی کبھی وصیت کرنے والے جوش میں آکر دوسروں کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں تو اس صورت میں ورثہ کی مرضی سے وصیت میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۹۳) وصیت ایک بہترین عمل ہے جس کے ذریعہ حقوق بربادی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور مرنے کے بعد کارِ خیر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مرنے والا اپنے اموال کے بارے میں صرف حسرت لے کر نہیں جاتا۔ اسلام نے اس کی بہت تاکید کی ہے اور بعض اوقات اسے واجب بھی قرار دیا ہے اور مرنے والے کو اس کی طرف سے بھی مطمئن کر دیا ہے کہ اگر بعد میں عمل نہ بھی کیا گیا تو تمہیں اجر و ثواب بہر حال مل جائے گا اور بدل دینے کا عذاب بدل دینے والے کی گردن پر ہوگا۔

(۹۴) روزہ انسانی زندگی میں تقویٰ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ یہ عمل صرف خدا کے لئے ہوتا ہے اور اس میں ریاکاری کا امکان نہیں ہے۔ روزہ صرف نیت ہے اور نیت کا علم صرف پروردگار کو ہے۔ پھر روزہ قوت ارادی کے استحکام کا بہترین ذریعہ ہے جہاں انسان حکم خدا کی خاطر ضروریاتِ زندگی اور لذاتِ حیات سب کو ترک کر دیتا ہے کہ یہی جذبہ تمام سال باقی رہ جائے تو تقویٰ کی بلندی ترین منزل حاصل ہو سکتی ہے۔

روزہ کی زحمت کے پیش نظر دیگر اقوام کا حوالہ دے کر اطمینان دلایا گیا ہے اور پھر سفر اور مرض میں معافی کا اعلان کیا گیا ہے اور مرض میں شدت یا سفر میں زحمت کی شرط نہیں لگائی گئی ہے۔ یہ انسان کی جہالت ہے کہ خدا آسانی دینا چاہتا ہے اور وہ آج اور کل کے سفر کا مقابلہ کر کے دشواری پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس طرح خلافِ حکم خدا روزہ رکھ کر بھی تقویٰ سے دور رہنا چاہتا ہے۔

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کرا دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (182) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے جس طرح کہ تم سے پہلے والوں پر

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ

لکھ دیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ (۹۵) اختیار کرو۔ (183) (یہ روزے) گنتی کے چند دن ہیں۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ

(پھر) اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں مقدار

اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ

پوری کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کرتے ہیں وہ فدیہ دیں

مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا

جو ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ

سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ (184) رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا

اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ہدایت اور (حق و باطل میں)

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ

امتیاز کرنے والے ہیں لہذا تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ روزہ رکھے اور جو بیمار اور

عربی حاشیہ

(۹۴) یہ بلاغت قرآن ہے کہ کام زحمت کا ہے تو صیغہ مجہول سے بیان کیا گیا ہے جب کہ رحمت کے موقع پر صاف اعلان ہوا ہے کتب ربکم علی نفسه الرحمه۔

(۹۵) دوسرے زمانے میں روزہ رکھنے کا حکم صرف سفر اور مرض کی بنا پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی زحمت اور راحت کا حساب نہ ہوگا اور سفر میں روزہ رکھنے کا حق نہیں ہے یعنی ترک صوم ضروری ہے اختیاری نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

قرآن مجید میں شاید کا لفظ علم خدا کی کمزوری کی بناء پر نہیں نفس بشر کی کمزوری کی بناء پر استعمال ہوتا ہے۔ صرف روزہ بھی تقویٰ کے لئے کافی نہیں ہے۔ روزہ کی کیفیت کا تمام زندگی باقی رہنا ضروری ہے اور یہ ضروری ہے کہ سارا وجود روزہ دار رہے۔ بُرے خیالات، گندے افکار، بدعملی، بدکرداری وغیرہ زندگی میں داخل نہ ہونے پائے۔

روزہ وہ بہترین عبادت ہے جسے پروردگار نے استعانت کا ذریعہ قرار دیا ہے اور آل محمدؐ نے مشکلات میں اسی ذریعہ سے کام لیا ہے۔ کبھی نماز ادا کی ہے اور کبھی روزہ رکھا ہے۔ یہ روزہ ہی کی برکت تھی کہ جب بیماری کے موقع پر آل محمدؐ نے روزہ کی نذر کر لی اور وفائے نذر میں روزے رکھ لئے تو پروردگار نے پورا سورۂ دہر نازل کر دیا۔ آل محمدؐ کے ماننے والے اور سورۂ دہر کی آیات پر وجد کرنے والے کسی حال میں روزے سے غافل نہیں ہو سکتے اور صرف ماہِ رمضان میں نہیں بلکہ جملہ مشکلات میں روزہ کو سہارا بنائیں گے۔

(۹۵) لوگوں نے پیغمبر اسلامؐ سے سوال کیا کہ ہمارا خدا دور ہو تو اس کو پکاریں اور قریب ہو تو اس سے راز و نیاز کریں۔ پروردگار نے جواب دیا اور قُل درمیان سے ہٹا دیا تا کہ بندوں کو مزید قرب کا احساس پیدا ہو کہ رسول کو جواب کا ذریعہ نہیں بنایا گیا۔ لیکن یہ اُدھر کا کرم ہے اور اِدھر کی ذمہ داری بہرحال یہ

مَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ

مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں مقدار پوری کرے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا

اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا اور وہ چاہتا ہے کہ تم مقدار پوری کرو اور اللہ

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

نے تمہیں جس ہدایت سے نوازا ہے اس پر اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار کرو۔ شاید تم

تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ

شکرگزار بن جاؤ۔(185) اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق (۹۶) سوال کریں تو (کہہ دیں کہ) میں (ان سے)

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي

قریب ہوں۔ دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس انہیں بھی چاہیے کہ وہ

وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۶﴾ أُحِلَّ لَكُمْ

میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ راہ راست پر رہیں۔(186) اور ،روزوں کی

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ

راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال (۹۷) کر دیا گیا ہے۔

لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

وہ تمہارے لیے لباس (۹۸) ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ اللہ نے دیکھا کہ تم اپنے آپ سے

تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ

خیانت کررہے تھے سو اللہ نے تم پر عنایت کی اور تم سے در گزر فرمایا۔

عربی حاشیہ

(۹۶) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے کسی خارجی سبب سے نہیں فطرتاً روزہ رکھنے میں مشقت ہے جیسے بوڑھا مرد، بوڑھی عورت، مرض عطش کا مریض وغیرہ۔

(۹۷) یہاں بھی حاضر پر روزہ واجب اور مسافر پر روزہ حرام ہونے کا اشارہ ہے اور دوسرا زمانہ معین کردیا گیا ہے اور سفرومرض کی بنا پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے، صرف اتنے ہی روزے پورے کردینے ہیں جتنے ترک کئے گئے ہیں۔

(۹۸) اس آیت میں پروردگار نے سات مرتبہ اپنا ذکر کیا ہے اور صیغہ واحد کے ساتھ کیا ہے تاکہ بندہ کو اپنائیت کا احساس پیدا ہو اور وہ اسے اکیلا سمجھ کو خلوت میں رازونیاز کا لطف حاصل کرسکے۔

(۹۹) رفث کے معنی فحش کلام کے ہیں اور لوگ چونکہ عام طور سے وقت جماع اس طرح کی باتیں کیا کرتے تھے اس لئے خود جماع کو بھی رفث کا نام دے دیا گیا۔

اردو حاشیہ

ہے کہ انہیں وسیلہ اور واسطہ قرار دیں تاکہ ان کی سفارش سے دعا قبول ہوجائے۔

(۹۶) ابتدائے اسلام میں عشاء کے بعد سے روزے کی پابندیاں شروع ہو جاتی تھیں لیکن بعض مسلمانوں نے جن میں حضرت عمر بھی شامل تھے حکم خدا سے خیانت کی اور پھر آ کر رسول اکرمؐ کے سامنے توبہ کی۔ پروردگار نے اس پابندی کو اٹھالیا اور ہم بستری کو جائز کر دیا۔ لیلۃ الصیام ماہِ مبارک کی ہر رات ہے لیکن پہلی رات میں جماع مستحب ہے۔

(۹۷) لباس کی تعبیر قرآنی بلاغت کا شاہکار ہے کہ لباس پردہ پوش بھی ہوتا ہے اور زینت بھی......لباس عزیز بھی ہوتا ہے اور قیمتی بھی......لباس کہنہ ہوجاتا ہے تو اصلاح کی جاتی ہے اور بے کار ہوجاتا ہے تو جدا کردیا جاتا ہے۔ اسلام میں مرد وعورت کے رشتہ میں یہ ساری خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

(۹۸) اسلام میں مباشرت صرف جنسی تسکین کے لئے نہیں ہے بلکہ طلب اولاد کے لئے ہے اس لئے اوقات، ساعات، اور حالات کی پابندی عائد کی گئی ہے اور وقت عمل بسم اللہ کہنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا
سو اب تم اپنی بیویوں سے مباشرت کرو اور اللہ نے جو کچھ تمہارے لیے

وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ
مقرر فرمایا ہے اسے تلاش (۹۹) کرو اور (راتوں کو) خوردو نوش کرو

الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ
یہاں تک کہ فجر کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے نمایاں ہو جائے۔

اِلَى الَّيْلِ [100] ج وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي
پھر رات تک روزے کو پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو تو

الْمَسٰجِدِ ط تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ط كَذٰلِكَ
اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، ان کے قریب نہ جاؤ،

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَ لَا
اس طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔(187)اور تم

تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ [101] وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى
آپس میں ایک دوسرے کا مال نا جائز طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ ہی اسے

الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ
حکام (۱۰۰) کے پاس پیش کرو تا کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کچھ حصہ دانستہ طور پر نا جائز طریقے

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ
سے کھانے کا موقع میسر آئے۔(188)لوگ آپ سے چاند کے (گھٹنے بڑھنے کے) بارے میں پوچھتے ہیں۔

عربی حاشیہ

(۱۰۰) واضح رہے کہ غروب آفتاب کو لیل نہیں کہتے لیل تاریکی کا نام ہے لہٰذا افطار میں اتنی دیر کرنی چاہیے کہ رات کی تاریکی چھا جائے۔

(۱۰۱) باطل۔ ہر غلط ذریعہ کا نام ہے۔ چاہے لوگوں کی نگاہ میں پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ جیسے سود، جوا، قیمت شراب، جھوٹی گواہی کی اجرت، ملاوٹ، خیانت، چوری، غصب۔

فائدہ

O آیت نمبر ۱۸۶ میں سات مرتبہ خدا کا ذکر ہے اور سات مرتبہ بندوں کا اور یہ آیت کا ایک حسین امتیاز ہے اور دعا کی عظمت کی عظیم ترین دلیل بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۹۹) حرام خوری کے دو طریقے ہیں۔ سادہ لوگ لوٹ مار کر کے کھاتے ہیں اور ہوشیار لوگ ظالموں کی عدالت سے رشوت دے کر فیصلہ کرا لیتے ہیں اور اپنے خیال میں جائز بنا کر کھاتے ہیں۔ اسلام نے دونوں کو حرام قرار دیا ہے بلکہ اس رشوت کو بھی حرام قرار دیا ہے جس کے ذریعہ مال حاصل کیا جاتا ہے۔

(۱۰۰) یہ نیکی کا ظاہری طریقہ ہے۔ اصل نیکی وہ تقویٰ ہے جو انسان کے دل میں ہوتا ہے اور انسان کو نیکی پر آمادہ کرتا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے اسی قانون کے تحت فرمایا تھا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں اور علم کی ضرورت ہے تو دروازے سے آؤ۔ دوسرے راستوں سے آنا خیانت ہے طلبِ علم نہیں ہے۔

مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا
کہہ دیجئے: یہ لوگوں کے لیے اور حج کے اوقات کے تعین کا ذریعہ ہیں (اور ساتھ یہ بھی کہہ دیجئے کہ حج کے احرام باندھو تو)

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا
پشت خانہ سے داخل ہونا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور تم

الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾
اپنے گھروں میں دروازوں [۱۰۱] سے ہی داخل ہوا کرو اور اللہ کی ناراضگی سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (189)

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ [102] وَلَا
اور تم راہ خدا میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو۔

تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ
اللہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (190) اور انہیں جہاں کہیں بھی

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ
پاؤ قتل کرو [۱۰۲] اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے

اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ [103] اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ
اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ برا ہے، ہاں مسجد الحرام کے پاس ان سے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ
اس وقت تک نہ لڑو جب تک وہ وہاں تم سے نہ لڑیں لیکن اگر وہ تم سے

قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾
لڑیں تو تم انہیں مار ڈالو۔ کافروں کی ایسی ہی سزا ہے۔ (191)

عربی حاشیہ

فائدہ

○ آیت نمبر ۱۸۹ میں لیس البر علامت ہے کہ احکام الہیہ کے بجائے چاند کے فلسفہ کے بارے میں سوال کرنا مکان میں دیوار پھاند کر داخل ہونے کے مرادف ہے۔ انسان کو اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہیے تاکہ کردار سازی کا عمل انجام پاسکے۔ چاند کے فلسفہ کا کوئی عملی فائدہ نہیں ہے۔

○ آیت نمبر ۱۹۰ میں جہاد کی تصویر کشی ہے۔ طریقہ فی سبیل اللہ۔ دشمن الدین یقاتلونی اور انتہاء لاتعتدوا۔

(۱۰۲) یہ اشارہ ہے کہ عورتوں اور بچوں سے جنگ نہیں کی جائے گی۔

(۱۰۳) اس قانون میں بے حد وسعت، جامعیت اور معنویت پائی جاتی ہے قتل میں فرد واحد یا چند افراد کا خون ہوتا ہے اور فتنہ لاتعداد افراد کو اپنے حصار میں لے لیتا ہے اور اسی لئے جناب فاطمہؑ نے خطبہ فدک میں

اردو حاشیہ

(۱۰۱) مسلمانوں کے لئے شہر حرام اور ماہ محترم کی پابندی دیکھ کر مشرکین انھیں ستانے لگے کہ یہ جوابی کارروائی نہیں کر سکتے تو پروردگار نے اعلان عام کر دیا کہ جہاد کی ابتدا حرام ہے لیکن جب ظلم شروع ہو جائے تو یہ جب اور جہاں ملیں انھیں قتل کر دو اور اس طعنہ کی فکر نہ کرو کہ ماہِ محترم یا شہر محرم ہے اس لئے کہ وہ دونوں کے لئے محرم ہے اور جو کوئی حرمت کا خیال نہ کرے گا اس سے بدلہ بھی لیا جائے گا۔ پھر ماہ محرم یا شہر محترم میں جنگ کا چھیڑنا اس کی حرمت کے خلاف ایک فتنہ ہے جو قتل سے بھی بدتر ہے۔ تو جب یہ فتنہ کر سکتے ہیں تو تمہیں جوابی طور پر قتل کرنے میں کیا تکلف ہے۔

(۱۰۲) ہلاکت کی دو قسمیں ہوتی ہیں کبھی یہ اسراف سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی بخل سے۔ اسلام نے دونوں سے روک دیا ہے اور ایک عام قانون بنا دیا ہے کہ مالیات کے علاوہ بھی اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا حرام ہے اور جہاد کے لئے انفاق کرنا ضروری ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ

البتہ اگر وہ باز آجائیں تو یقیناً اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (192) اور تم ان سے

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ[104] وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا

اس وقت تک لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ ہاں اگر وہ باز آجائیں تو

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ

ظالموں کے علاوہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو گی۔ (193) حرمت والے مہینے کا بدلہ

الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

حرمت کا مہینہ ہی ہے اور حرمتوں کا بھی قصاص ہے۔ لہٰذا جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اسی طرح

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ان پر دست درازی کرو جس طرح اس نے تم پر دست درازی کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہیے اور جان لو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (194) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے

اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ

ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں (۱۰۳) نہ ڈالو اور احسان کیا کرو، یقیناً اللہ احسان

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ

کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔ (195) اور تم لوگ اللہ کے لیے حج اور عمرہ (۱۰۴) مکمل کرو

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا

اوراگر تم لوگ راستے میں گھر جاؤ تو جیسی قربانی میسر آئے کر دو اور جب تک

عربی حاشیہ

فرمایا تھا کہ لوگوں نے خلافت کا فیصلہ دفن رسولؐ سے پہلے فتنہ کے خوف سے کرلیا تھا حالانکہ ایسی خلافت خود ہی ایک فتنہ ہے جس کے اثرات روزِ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(۱۰۴) اسلام میں جہاد کی میعاد فتنہ کا خاتمہ اور دینِ خدا کا قیام ہے اور بس۔ اس لئے دن اور برس کا شمار کرنا اسلامی حقائق سے ناواقفیت کی علامت ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۹۵ میں انفقوا کے ساتھ احسنوا طریقہ انفاق بھی ہے اور احسان جتانے پر پابندی بھی ہے آیت ۱۹۶ علامت ہے کہ عدد کا کمال دس ہے۔ اس کے بعد سارے اعداد اسی کی اکائیوں سے ترتیب پاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۰۳) حج و عمرہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ آغاز میں مستحب بھی ہوتا ہے تو اس کا اتمام واجب ہو جاتا ہے اس لئے کہ قرآنِ کریم نے اتمام کو ضروری قرار دیا ہے چاہے اصل ضروری نہ رہا ہو۔

(۱۰۴) اسلام میں حج کے تین طریقے ہیں: تمتع، قران، افراد۔ قرآن و افراد اہلِ مکہ اور اس کے آس پاس رہنے والوں کے لئے ہے اور حج تمتع اس سے باہر رہنے والوں کے لئے ہے جنہیں حاضر کے بجائے مسافر شمار کیا جاتا ہے۔

رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

قربانی اپنے مقام پر پہنچ نہ جائے اپنا سر نہ مونڈو لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ

یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی سے فدیہ دیدے

صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۫ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

اور جب تمہیں امن مل جائے تو جو شخص حج کا زمانہ آنے تک عمرے (۱۰۵) سے بہرہ مند رہا ہو

اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

وہ حسب مقدور قربانی دے اور جسے قربانی میسر نہ آئے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ

اور سات واپسی پر۔ اس طرح یہ پورے دس (روزے) ہوئے۔ یہ حکم ان لوگوں

كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ

کے لیے ہے جن کے اہل وعیال مسجد الحرام کے نزدیک نہ رہتے ہوں۔

الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾

اور اللہ سے ڈرو اورجان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (196)

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا

حج کے مقررہ مہینے ہیں پس جو ان میں حج بجا لانے کا فیصلہ کرلے

رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ

تو پھر حج کے دوران نہ ہم بستری ہو نہ فسق وفجور اور نہ لڑائی جھگڑا ہو۔

عربی حاشیہ

(۱۰۵) نسک خالص سونے کا نام ہے اور عبادات کو نسک سے اسی لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس میں اخلاص ہوتا ہے۔ یہاں نسک سے مراد قربانی ہے کہ اس میں بھی اخلاص مطلوب ہے۔

(۱۰۶) آیاتِ مذکورہ میں بار بار تقویٰ کا ذکر کیا گیا ہے جو اسلام کے مزاج کی نشان دہی ہے کہ وہ کسی موقع پر بھی تقویٰ کے خلاف عمل یا انتقام کی اجازت نہیں دیتا۔

(۱۰۷) رفث۔ جماع فسوق۔ حکم خدا کی خلاف ورزی اور جدال جھگڑا یا اظہار برتری وغیرہ کے لئے قسمیں کھانا وغیرہ۔

ف: عرفات کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ جبریل امین اس مقام پر خلیل اللہ سے مناسک حج بیان کررہے تھے اور وہ بار بار کہہ رہے تھے عرفت۔ عرفت......

شعر شعور کے مادہ سے ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس مقام سے شعور قربانی و برائت کے چشمے ابلتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۰۵) حج ایک مقدس عبادت ہے جس کے لئے انسان اپنے گھر بار کو چھوڑ کر مختلف زحمتیں برداشت کرتا ہے اور مختلف میدانوں میں پڑا رہتا ہے۔ زینتیں ترک ہو جاتی ہیں آرام ختم ہو جاتا ہے۔ اہل وعیال چھوٹ جاتے ہیں اور انسان بظاہر صرف اللہ کا رہ جاتا ہے لیکن اس کے بعد بھی کاروبار پر پابندی عائد نہیں کی گئی کہ انسان رزق خدا اور فضل پروردگار کی جستجو کرتا رہے۔ صرف اس بات کا خیال رکھے کہ اصل مقصد اس کے حضور میں حاضری اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز

جو کار خیر تم کرو گے اللہ اسے خوب جان لے گا۔ اورزادِ راہ لے لیا کرو کہ بہترین زاد راہ تقوئی ہے

وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اور اے عقل والو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔ (197)اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ

اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ

تم اپنے رب کا فضل (۱۰۶) تلاش کرو پھر جب تم عرفات (۱۰۷) سے چلو تو مشعر الحرام (مزدلفہ)

عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ

کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح اس نے

كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

تمہاری راہنمائی کی ہے حالانکہ اس سے پہلے تم راہ گم کیے ہوئے تھے۔(198)

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ

پھر جہاں سے لوگ روانہ ہوتے ہیں تم بھی روانہ ہو جاؤ اور اللہ سے معافی مانگو۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (199) پھر جب تم حج کے اعمال بجا لا چکو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

تو اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے آباء و اجداد (۱۰۸) کو یاد کیا کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ

اور لوگوں میں کوئی (۱۰۹) ایسا بھی ہے جو کہتا ہے: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے اور ایسے شخص

عربی حاشیہ

(۱۰۸) زاد۔ سامان سفر جو منزل تک پہنچادے۔ انسانی زندگی سراپا ایک سفر ہے اور اس کے لئے صحیح زادِراہ صرف تقویٰ الٰہی ہے اور بس۔

(۱۰۹) حج بیت اللہ کے ساتھ تجارت کرنا اور روزی کمانا برا کام نہیں ہے لیکن حج کو چھوڑ کر صرف تجارت کے پیچھے لگ جانا بعض اوقات آخرت سے غفلت کا سبب بن جاتا ہے۔

(۱۱۰) اس میدان کو مزدلفہ اور جمع بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حرم کے حدود کے اندر ہے اور اسی لئے یہاں سے رمی کے لئے کنکریاں جمع کی جاتی ہیں۔ اسے مشعرالحرام کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰۶) عرفات مکہ مکرمہ سے ۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر طویل وعریض میدان ہے جس میں ۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے غروب تک وقوف کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد مشعر الحرام کے میدان میں جا کر طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک قیام کرنا ہوتا ہے۔ ان میدانوں میں کوئی خاص عمل نہیں ہے۔ صرف ذکر خدا اور دعاؤں میں وقت گزارا جاتا ہے اور روایات کے مطابق توبہ واستغفار اور قبولیت دعا کے لئے یہ بہترین مقامات ہیں۔

(۱۰۷) اسلام سے پہلے عربوں کا طریقہ تھا کہ حج کے بعد اپنے مفاخر ومناقب کے اجتماعات کیا کرتے تھے اور باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس جاہلانہ طریقہ کو روک کر ذکر خدا کی دعوت دی......مگر افسوس کہ بعض مسلمان بھی اس جاہلیت زدہ طریقہ کے پابند ہو گئے ہیں اور مکہ سے واپس آنے کے بعد خدا کو یاد کرنے یا ذکر خدا کی باتیں کرنے کے بجائے سفرنامے بیان کرتے ہیں جن میں ساتھیوں کی غیبت، برائی، الزام تراشی، استہزاء وغیرہ بھی شامل ہوتا ہے جو اسلامی قانون کی سراسر خلاف ورزی اور حج کی مکمل بربادی ہے۔ رب العالمین اس شر شیطان سے محفوظ رکھے جو ہر آن اسی بات کا بدلہ لینے کی فکر میں رہتا ہے۔

(۱۰۸) یہ دونوں کردار ہر دَور میں رہے ہیں اور پہلا کردار ہر دور میں قابل مذمت و ملامت رہا ہے۔ بعض لوگ اپنے اعمال کا اثر بھی یہیں دیکھنا چاہتے

فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ

کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (200)اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں:

اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (111) وَّ قِنَا

پالنے والے! ہمیں دنیا میں نعمت سے اور آخرت میں بھی نعمت سے نواز،

عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (النصف) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ

نیز ہمیں آتش جہنم سے بچا۔ (201)ایسے لوگ اپنی کمائی کا حصہ پائیں گے

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ

اور اللہ بلا تاخیر حساب چکا دینے والا ہے۔ (202)اور گنتی کے ان چند دنوں (۱۱۰) میں اللہ کو یاد کرو

مَّعْدُوْدٰتٍ (112) ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

پھر کوئی جلدی کر کے دو ہی دن میں چلا گیا تو کوئی حرج نہیں

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور کچھ دیر زیادہ ٹھہرے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اور اللہ کا خوف کرو

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ مِنَ النَّاسِ

اورجان لو کہ ایک دن اس کے حضور پیش کیے جاؤ گے۔ (203) اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے

مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ

جس (۱۱۱) کی گفتگو دنیا کی زندگی میں آپ کو پسند آئے گی اور جو اس کے دل میں ہے

عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَ اِذَا تَوَلّٰى (113)

اس پر وہ اللہ کو گواہ بنائے گا حالانکہ وہ سخت ترین دشمن ہے۔(204)اور جب وہ لوٹ کر جائے گا

منزل ۱

عربی حاشیہ

(۱۱۱) دنیا کی بہترین نیکی نعمت عافیت اور توفیق علم وعمل ہے اور آخرت کی بہترین نیکی رحمت احسان اورعذاب جہنم سے نجات ہے۔

(۱۱۲) ان دنوں سے مراد ایام تشریق ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ ہے۔

(۱۱۳) بعض مفسرین کے خیال میں اس لفظ کے معنی منھ پھیرنے اور سامنے سے ہٹنے کے ہیں اور بعض کے نزدیک حکومت پانے کے ہیں جس کی دلیل غرور کو قرار دیا گیا ہے جو عوام میں نہیں حکام میں ہوتا ہے اور وہ کسی کے محکوم نہیں بننا چاہتے۔

ف: حسنہ کے بارے میں بعض روایات میں پیغمبر اسلامؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ حسنہ شکرگزاروں، ذکر خدا کرنے والی زبان اور وہ مومنہ زوجہ ہے جو امور دنیا وآخرت میں امداد کر سکے......اور یہ بہترین مصادیق ہیں۔

ف: فلااثم علیه دویا تین دن قیام کرنے میں گناہ نہ ہونے کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے اور

اردو حاشیہ

ہیں اور انہیں آخرت کی فکر نہیں ہوتی۔ اسلام کی نگاہ میں یہ انداز فکر بیدینی ہے۔ نفس کمزور ہے تو دونوں جگہ کے لئے دعا کرو۔ صرف آخرت پر اکتفا نہ کرو۔

(۱۰۹) حج کے موقع پر میدان منیٰ میں ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ تین رات قیام ضروری ہے لیکن اگر کسی آدمی نے عورت اور شکار سے پرہیز کیا ہے تو دو دن کے اندر یعنی ۱۲ ذی الحجہ کو بھی منیٰ سے واپس جا سکتا ہے۔

(۱۱۰) منافقین کا یہ کردار ایک دائمی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے مصداق ہر دَور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کل سرکار دو عالمؐ کے سامنے میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے اور آج دوسرے ذمہ داران دین کے سامنے کرتے ہیں اور ان کا کام فساد پھیلانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ وہ اپنی مادی ایجادات سے آبادیوں کو برباد کرتے ہیں اور معنوی فسادات سے نسلوں کو تباہ اور گمراہ کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں اسلام سے وفاداری صرف سرکار دو عالمؐ کا سامنا کرنے میں ہے اس کے بعد ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور مذہب کے فرائض صرف عوام کا حصہ ہیں حکام کو ہر طرح کے شر و فساد کا اختیار حاصل ہے۔ ان کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ یہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والوں کو اپنے سے پست سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں بلکہ درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام بدترین انجام ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔

سَعٰی فِی الۡاَرۡضِ لِیُفۡسِدَ فِیۡهَا وَیُهۡلِكَ الۡحَرۡثَ وَ

تو یہ سر توڑ کوشش کرتا پھرے گا کہ زمین میں فساد برپا کرے اور کھیتی

النَّسۡلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الۡفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُ

اور نسل کو تباہ کردے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔(205)اور پھر جب اس سے کہا جائے:

اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتۡهُ الۡعِزَّةُ بِالۡاِثۡمِ فَحَسۡبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ

خوف خدا کرو تونخوت اسے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ اس کے لیے بس جہنم ہی کافی ہے

وَلَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ

اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (206)اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی (۱۱۲) رضا جوئی میں

مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ یٰۤاَیُّهَا

اپنی جان بیچ ڈالتاہے اور اللہ ایسے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ (207)اے ایمان لانے والو!

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ[114] كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوۡا

تم سب کے سب (دائرہ) امن (۱۱۳) و آشتی میں آجاؤ اور شیطان کے

خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنۡ زَلَلۡتُمۡ

نقش قدم پر نہ چلو یقیناً وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ (208)اور اگر ان

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَیِّنٰتُ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ

صریح نشانیوں کے تمہارے پاس آنے کے بعد بھی تم لڑکھڑا جاؤ تو جان رکھو کہ اللہ بڑا غالب آنے والا،

عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمُ

با حکمت ہے۔ (209) کیا یہ لوگ منتظر ہیں کہ خوداللہ بادلوں کے سائبان میں ان کے

منزل ۱

عربی حاشیہ

یہ بھی ممکن ہے کہ اس قدر عمل اور ذکر خدا کرنے کے بعد انسان کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ رہ جائے جوشرط تقویٰ کا ایک واضح سا مفہوم ہے۔

(۱۱۴) سلم صلح وسلامتی کے معنی میں ہے اور اسی اعتبار سے اسلام کو اسلام کہاجاتا کہ اس میں صلح بھی ہے اور سلامتی بھی۔

فائدہ

کہاجاتا ہے کہ آیت نمبر ۱۲۰۶ خنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آیت نمبر ۲۰۷ میں رؤف بالعباد علامت ہے کہ علیؑ کی جان نثاری تمام بندوں کے حق میں رحمت پروردگار ہے ورنہ دین تباہ وبرباد ہوکر رہ جاتا۔

اردو حاشیہ

(۱۱۱) یہ انسانی کردار کی تصویر کا دوسرا رخ ہے جہاں رضائے الٰہی کے لئے زندگی تک قربان کر دی جاتی ہے۔ آیاتِ کریمہ میں دونوں طرح کے افراد رسول اکرمؐ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں اور دونوں کومن الناس سے تعبیر کیا گیا ہے گویا دونوں کردار بزمِ رسولؐ میں موجود تھے اور ایک کردار اگر توہین انسانیت تھا تو دوسرا سرمایۂ افتخار انسانیت۔

روایات میں دوسری آیت کا مصداق مولائے کائنات حضرت علیؑ کو قرار دیا گیا ہے جب انھوں نے شب ہجرت بستر رسولؐ پر لیٹ کر اپنی جان خطرہ میں ڈال کر رسول اکرمؐ کی زندگی کا تحفظ کیا تھا اور بقول احیاء الاسلام رب العالمین نے ملائکہ پر مباہات کی تھی کہ میرے بندوں میں ایسے افراد بھی ہیں اور انہیں بھی اس طرح کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے ایسی قربانی نہ دے سکنے کا اقرار کرلیا اور انی اعلم مالاتعلمون کا مصداق پھرنظروں کے سامنے آ گیا۔

(۱۱۲) اسلام کے دعویداروں کو اپنی دیدہ و دانستہ لغزشوں کے موقع پر اس اچانک عذابِ الٰہی سے ڈرنا چاہئے جوکسی وقت بھی نازل ہوسکتا ہے اور جس کا روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

(۱۱۳) ظاہر آیت سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سارے انسان ایک قوام اور ایک مذہب پر تھے تو انبیاء اور کتابوں کی ضرورت ہی کیا تھی اور کیا یہ

اللّٰهُ فِىۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ‌ؕ

پاس آئے اور فرشتے بھی اتر آئیں اور فیصلہ کر دیا جائے؟ جب کہ سارے معاملات کو

وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ‏﴿۲۱۰﴾‏ سَلۡ بَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ كَمۡ

اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے۔ (210) آپ بنی اسرائیل سے پوچھیں کہ

اٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ‌ؕ وَمَنۡ يُّبَدِّلۡ نِعۡمَةَ اللّٰهِ

ہم نے انہیں کتنی واضح نشانیاں دیں؟ اور جو شخص اللہ کی نعمت پانے کے بعد

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ‏ ﴿۲۱۱﴾

اسے بدل ڈالے تو اللہ یقیناً سخت عذاب والا ہے۔ (211)

زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ

اور جو کافر ہیں ان کے لیے دنیا کی زندگی خوش نما بنا دی گئی ہے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا‌ ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ؕ

اور وہ دنیا میں مومنوں کا مذاق اڑاتے ہیں مگر قیامت کے دن تقویٰ والے ان سے مافوق ہوں گے

وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ‏ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ

اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (212) لوگ ایک ہی دین (۱۱۴) (فطرت)

اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيۡنَ وَ

پر تھے (ان میں اختلاف رونما ہوا) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور

مُنۡذِرِيۡنَ وَاَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِيَحۡكُمَ

تنبیہ کرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی

عربی حاشیہ

O آیت نمبر ۲۱۰ میں استفہام انکاری ہے اس میں امر اللہ کے مقدر ماننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۰۷ میں حضرت علیؑ کی اس قدر عظیم فضیلت پائی جاتی ہے کہ معاویہ نے سمرہ بن جندب کو ۴ لاکھ درہم دے کر اس آیت کے ابن ملجم کی شان میں ہونے کا تقاضا کیا اگرچہ وہ روایت قابل قبول نہ ہو سکی اور فضیلت کا آفتاب چمکتا ہی رہا۔ آیت کا واضح اعلان ہے کہ زندگی کا جنت سے سودا کرنے والے اور رضائے خدا کے عوض بیچنے والے اور۔!

(۱۱۵) یہ سوال حقیقی نہیں ہے اور نہ خدا ورسول کو سوال کی ضرورت ہے۔ یہ ایک طرح کی تنبیہ اور تمہید ہے کہ اگر نعمتوں کی قدر نہ کی گئی تو سخت ترین عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔

اردو حاشیہ

اختلافات انہیں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا جواب فخر الدین رازی نے بڑے سائز کے سات صفحات میں اور صاحب المنار نے ۲۲ صفحات میں دیا ہے لیکن واضح سی بات ہے کہ پروردگار نے انسان کو ایک صاف اور سادہ فطرت پر پیدا کیا تھا لیکن اس میں اختلافات کے بہت سے پہلو تھے۔ صلاحیتوں کا اختلاف، علم وتمدن کا اختلاف، مزاج اور طبیعت کا اختلاف اور سب سے خطرناک مفادات کا اختلاف تھا۔ انسان نے انہیں بنیادوں کی بناء پر اختلاف کیا اور پہلے ہی دن قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کر دیا تو رب العالمین نے انبیاء اور شریعتوں کا سلسلہ شروع کر دیا تا کہ اختلافات کا حل نکالا جائے اور اسی لئے کہ مختلف صلاحیتوں والے انسان پیدا کرنے والے خدا کا یہ بھی فرض تھا کہ ان اختلافات میں حق کا راستہ واضح کر دے چنانچہ انبیاء کرام نے یہ کام کیا اب جو صاحبانِ ایمان تھے انھوں نے سیدھا راستہ پا لیا اور جو بدنفس اور مفاد پرست تھے انہوں نے اس راستہ کو ٹھکرا دیا اور یہ ٹھکرا دینا صرف ہٹ دھرمی اور بغاوت کی بناء پر تھا ورنہ انبیاء اور شریعتوں کی ضرورت اور آمد کا احساس سب کو تھا۔

(۱۱۴) بعض لوگ توہمات کی بناء پر جنت حاصل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جنت بلا کسی زحمت کے حاصل ہو جاتی ہے۔ پروردگار عالم نے سخت ترین حالات کا حوالہ دے کر واضح کر دیا کہ جنت خیرات نہیں ہے، امتحانات کا نتیجہ ہے۔ جب امتحانات میں سابق امتوں کے پیغمبر نصرت الٰہی کی

بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ (116) فِيهِ
تا کہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا فیصلہ کرے اور اختلاف بھی

إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ
ان لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی۔ حالانکہ ان کے پاس صریح نشانیاں آ چکی تھیں۔

بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا
یہ صرف اس لیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ پس اللہ نے اپنے اذن سے

فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ
ایمان لانے والوں کو اس امر حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ (213) کیا تم خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں (۱۱۵) داخل ہو جاؤ گے

وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ
حالانکہ ابھی تمہیں وہ (مشکلات) پیش نہیں آئیں جو تم سے پہلوں کو پیش آئی تھیں؟

مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ
انہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ اس حد تک جھنجھوڑے گئے کہ (وقت کا) رسول

الرَّسُولُ (117) وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا
اور اس کے مومن ساتھی چیخ اٹھے کہ آخر اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ (ان کو بشارت دیدی گئی) دیکھو

إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ (118) مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ
اللہ کی نصرت عنقریب آنے والی ہے۔ (214) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں: (۱۱۶) کیا خرچ کریں؟

عربی حاشیہ

(۱۱۶) اختلاف کسی قسم کا ہواس کا انجام زیادتی تک منتہی ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی فریق دوسرے پر ظلم ضرور کرتا ہے۔ لہٰذا انسان کو عارضی اختلافات سے پرہیز کرنا چاہیے اور فطری اختلافات میں بھی قانون الٰہی کا اتباع کرنا چاہیے۔

(۱۱۷) یہ رسولوں کی بے صبری یا بے اعتمادی نہیں ہے۔ صورتِ حال کی سنگینی اور جنت کی دشواری کی بہترین تصویر کشی ہے۔

(۱۱۸) ماا گرچہ منطق میں ماہیت کے بارے میں استعمال ہوتا ہے لیکن عربی محاورات میں کیفیت کے بارے میں بھی استعمال ہوتا ہے اور قرآن عربی زبان ہی میں نازل ہوا ہے۔

ف: انسانی معاشرہ پہلے مرحلہ میں بالکل سادہ اور متفرق تھا۔ پھر تکامل حیات کے لئے اجتماعیت پیدا ہوئی، اجتماعیت نے مفادات میں تصادم پیدا کردیا۔ مفادات کے تصادم نے رہبری کی ضرورت ایجاد کی۔ رہبری کے فطرت

اردو حاشیہ

دعا کرنے لگے تو تمہاری کیا حقیقت ہے، انسان کو اسی بیم و رجاء کے درمیان زندگی گزارنی چاہئے کہ جنت ایک حقیقت ہے اور اس میں بندے ہی داخل ہوں گے لیکن امتحان آزمائش اور صبر وتحمل کے بعد۔

(۱۱۵) آیت میں بظاہر مال کے بارے میں سوال ہے اور جواب میں مصرف بیان کیا گیا ہے لیکن درحقیقت نہایت خوبصورتی سے مقدار اور نوعیت بیان کرنے کے بجائے مصرف بتا دیا گیا ہے کہ سب بندگانِ خدا، اعزا، اقربا اور ضرورت مند افراد ہی کو ملنے والا ہے اور ضائع ہونے والا نہیں ہے تو جس قدر بھی خرچ کرو گے کم ہے۔

(۱۱۶) اسلام کی طرف سے یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ حکم خدا کسی کی مرضی کا تابع نہیں ہے۔ بزدلوں کو جہاد برا لگتا ہے لیکن خدا نے واجب کر دیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ تمہارا علم، علم خدا کے برابر نہیں ہے۔ وہ حالات اور مصالح کو تم سے بہتر جانتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس کے احکام پر ایمان لے آ ؤ اور عمل کرو۔ یہ دور حاضر کی دانشوری کے خلاف کھلا ہوا چیلنج ہے کہ احکام الٰہیہ میں دخل اندازی اپنے کو خدا سے بالاتر ثابت کرنے کی مہم ہے جسے دیوانگی کہا جا سکتا ہے، دانشوری نہیں۔

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

کہہ دیجئے: جو مال بھی خرچ کرو اپنے والدین، قریبی رشتہ داروں،

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو کار خیر تم بجا لاؤ گے

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

یقیناً اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔ (215) تمہیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے

وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

جب کہ وہ تمہیں ناگوار (۱۱۷) ہے۔ ممکن ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار گزرے

وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

مگر وہی تمہارے لیے بہتر ہو، جیسا کہ ممکن ہے ایک چیز تمہیں پسند ہو مگر وہ تمہارے لیے بری ہو۔

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ

(ان باتوں کو) خدا بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (216) لوگ آپ سے

قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ

ماہ حرام میں لڑائی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے: اس میں لڑنا سنگین برائی ہے لیکن راہ خدا سے روکنا،

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ (119)

اللہ سے کفر کرنا، مسجد الحرام کا راستہ روکنا اور حرم کے باشندوں کو وہاں سے نکالنا

مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ

اللہ کے نزدیک زیادہ سنگین جرم ہے اور فتنہ انگیزی (۱۱۸) خونریزی سے بھی بڑا گناہ ہے اور

عربی حاشیہ

بشر کے اعتبار سے بشارت اور انذار کا راستہ اختیار کیا اور اس کے بعد بغاوت کرنے والے صرف وہ بدبخت تھے جنھیں ان واضح ہدایات سے بھی کوئی راستہ نہ مل سکا!

(۱۱۹) رسول اکرمؐ نے عبداللہ بن جحش کو ایک چھوٹے لشکر کے ساتھ قریش کے قافلۂ تجارت کو روکنے کے لئے بھیجا۔ دونوں فریقوں میں مزاحمت ہوئی اور کفار کا ایک شخص مارا گیا۔ اس وقت رجب کا چاند ہو چکا تھا۔ کفار نے ہنگامہ کر دیا کہ محترم مہینہ میں قتل ہوا ہے۔ قرآن مجید نے جواب دیتے ہوئے فتنہ گر کے جرم کی طرف بھی متوجہ کر دیا۔

اردو حاشیہ

(۱۱۷) بظاہر بات تمام ہو گئی تھی لیکن یہ قرآن نے ایک مخفی فتنہ کا جواب دیا ہے کہ کفار محترم مہینوں کی حرمت کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو خاموش کر دینا چاہتے تھے۔ پروردگار نے واضح کر دیا کہ اگر محرم مہینہ میں جنگ گناہ ہے تو کفار کی حرکتیں مسجد الحرام سے روک دینا، اہل مسجد کو باہر نکال دینا اور مستقل فتنے ایجاد کرنا اس سے کہیں بڑے گناہ ہیں۔ مسلمان ان فتنوں کی طرف متوجہ ہیں اور صرف شہر حرام کے نام سے مرعوب نہ ہو جائیں۔

(۱۱۸) کفار کا واقعی مقصد زمینوں پر قبضہ کرنا نہیں ہوتا ہے۔ ان کی جنگ کے پس منظر میں اسلام کی تباہی کام کرتی ہے جس کا مشاہدہ ہر دور میں کیا گیا ہے اور جس سے ہر دور کا مسلمان غافل رہا ہے اور اسی لئے فوراً صلح کے لئے تیار ہو جاتا ہے جس طرح کہ آج کے زمانے میں مسئلہ فلسطین میں دیکھنے میں آ رہا ہے۔ اسلام نے ٹھیک اس کے بالمقابل اس وقت تک جہاد کو واجب رکھا ہے جب تک فتنہ کا قلع قمع نہ ہو جائے، کفار کے ہاتھ کٹ نہ جائیں اور دین فقط دین خدا نہ رہ جائے اور یہ کام بڑے حوصلے کا ہے اور اسی لئے مجاہدین اور مہاجرین کے فضائل کا اعلان ہوا ہے۔

لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى یَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِیْنِكُمْ

وہ (۱۱۹) تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو

اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ

وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا

فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ (120) اَعْمَالُهُمْ فِی

اور کفر کی حالت میں مرے گا ایسے لوگوں کے اعمال دنیا

الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا

اور آخرت دونوں میں اکارت ہوں گے۔ ایسے لوگ اہل جہنم ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ

رہیں گے۔ (217) بے شک جو لوگ ایمان لائے نیز جنہوں نے

جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ

راہ خدا میں ہجرت کی اور جہاد کیا وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں

اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ (121)

اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (218) لوگ آپ سے شراب

وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫

اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے: ان دونوں کے اندر عظیم گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے (۱۲۰) بھی۔

وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ۬

مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہے۔ اور یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟

عربی حاشیہ

(۱۲۰) اعمال کی بربادی صرف کفر پر مرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک گناہ ساری نیکیوں کو برباد کر دے ایسا کوئی عقیدہ اسلام میں نہیں ہے۔

(۱۲۱) خمر اس نشہ آور چیز کا نام ہے جس سے گویا عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ شراب کے بارے میں نچوڑنے والے، بونے والے، پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے سب کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور اسے ام الخبائث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شراب پینا اسلام میں یزیدی کردار کا احیاء ہے۔

ف: شراب ایک ایسی سماجی بلا ہے جس سے انسانی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے اور اگلی نسلی پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے کہ شرابی کا بچہ ۳۵ بیماریاں لے کر دنیا میں آتا ہے۔ اس کے بعد شراب اخلاق بربادی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس سے معاشرہ میں برے اثرات پیدا ہوتے ہیں ان کی تلافی پر اس سے زیادہ پیسہ خرچ ہوتا

اردو حاشیہ

(۱۱۹) یہ اسلام کی دیانت داری اور دانشوری کی زبان بندی ہے کہ ہم نہ حقائق کا انکار کرتے ہیں اور نہ فقط مادی منافع پر نگاہ رکھتے ہیں۔ ہم فائدہ کے پردے میں کام کرنے والے نقصانات کو بھی دیکھتے رہتے ہیں۔ شراب میں عقل، قوتِ ارادی، شدتِ احساس کی بربادی اور جوئے میں حرام خوری کا مفسدہ مادی منافع سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا ان کے جائز ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

(۱۲۰) دورِ جاہلیت میں لوگ یتیموں سے تعلقات صرف ان کے اموال پر قبضہ کرنے کے لئے پیدا کیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کے اموال کے قریب جانے سے روک دیا گیا اور مسلمانوں نے بالکل ہی الگ کر دیا تو بعض لوگوں نے ان دونوں قسموں کے بارے میں سوال کیا اور جواب ملا کہ اموال کو لوٹو نہیں، اصلاح کرو اور الگ نہ کرو۔ ساتھ رکھو لیکن اصلاح کی نیت سے کہ خدا نیتوں کو بھی جانتا ہے اور جب ساتھ رہیں تو ان کا خرچ ان کے مال سے نکال لو اور اپنے کو زحمت میں نہ ڈالو۔

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

کہہ دیجئے: جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

تا کہ تم سوچو۔ (219) دنیا و آخرت کے بارے میں، یہ لوگ آپ سے یتیموں کے بارے [۱۲۱] میں پوچھتے ہیں،

الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ [122] لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ

کہہ دیجئے: ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو (تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ)

فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ

وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون؟ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تکلیف میں ڈال دیتا۔

اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا

یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (220) اور تم مشرک عورتوں سے

الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں کیونکہ مومنہ لونڈی مشرک عورت سے

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى

بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت [۱۲۲] پسند ہو نیز (مومنہ عورتوں کو) مشرک مردوں کے

يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ

عقد میں نہ دینا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں کیونکہ ایک مومن غلام مشرک مرد سے

اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

بہتر ہے خواہ وہ (مشرک) تمہیں پسند ہو کیونکہ وہ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے

عربی حاشیہ

ہے۔ جتنا حکومتیں شراب کی تجارت سے حاصل کرتی ہیں۔ قمار بازی بھی انسانی فکر میں ہیجان، اعصاب میں تشنج، جرائم کے ذوق اور محنت مشقت سے نفرت کی بنا پر انتہائی بدترین عمل ہے جس سے ہر معاشرہ کی تطہیر ضروری ہے۔

(۱۲۲) اصلاح باعتبار مالیات ہو یا باعتبار اخلاقیات یہ غریب ہر طرح کی اصلاح کے محتاج ہیں۔

نکاح کے معنی عقد کے بھی ہیں اور جماع کے بھی ہیں۔ مشرک اسے کہتے ہیں جو توحیدِ الٰہی میں اختلاف کرے۔ اہلِ کتاب اس لفظ سے خارج ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۲۱) اسلام نے عقیدہ کو حسن و جمال اور کثرت اموال پر مقدم رکھا ہے۔ مسلمان غلام و کنیز کافر آزاد مرد و عورت سے بہتر ہیں کہ ان کے پاس دولت دنیا نہیں ہے تو دولت ایمان ہے اور یہ سب بڑی دولت ہے۔ پھر ازدواج انسانی سماج پر اثر انداز ہوتا ہے اور کفار جہنم کی طرف کھینچ لیتے ہیں یا اولاد کی تربیت غیر اسلامی ہو جاتی ہے یا کم سے کم کفر سے محبت یا عدم عداوت یا آزاد خیالی کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے جو ایمان کے لئے بہرحال خطرناک ہے۔

(۱۲۲) اسلام سے پہلے یہودی ایام حیض میں جماع وغیرہ ترک کر دیتے تھے اور عیسائی سب کچھ کیا کرتے تھے۔ عام کفار ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی ترک کر دیتے تھے۔ رسول اکرمؐ سے انہیں قسموں کے بارے میں سوال ہوا تھا تو آپ نے واضح کر دیا کہ صرف جماع حرام ہے اور بس...... اور وہ بھی اس لئے کہ یہ زمانہ یا جگہ گندی یا تکلیف کی ہے۔ اس عمل سے عضو تناسل میں کثافت اور بیماری کا خطرہ ہے اور عورت کے مزاج رپ بھی بار ہے کہ مزاج خون کو باہر نکالنا چاہتا ہے اور جماع منی کو اندر ڈالنا چاہتا ہے اور دونوں رجحانات میں کھلا ہوا ٹکراؤ ہے جو صحت کے لئے شدید خطرہ رکھتا ہے۔

اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اللہ اپنی نشانیاں لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے۔

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ

شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (221)اور وہ آپ سے حیض (۱۲۳) کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ

کہہ دیجئے: یہ ایک گندگی ہے، پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں

حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ

ان کے قریب نہ جاؤ۔ پس جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طرح جاؤ جس طریقے (۱۲۴) سے اللہ نے تمہیں حکم دے

اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

رکھا ہے۔ بے شک خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (222)

نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتی میں جس طرح (۱۲۵) چاہو جا سکتے ہو نیز اپنے لیے (نیک اعمال) آگے بھیجو

لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ

اور اللہ کے عذاب سے بچو اور یاد رکھو تمہیں ایک دن اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اور (اے رسول) ایمانداروں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ

بشارت سنا دو۔ (223)اور اللہ کو اپنی ان قسموں کا نشانہ مت بناؤ جن سے نیکی کرنے، تقویٰ اختیار کرنے

تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

اور لوگوں میں صلح و آشتی کرانے سے باز رہنا مقصود ہو اور اللہ سب کچھ خوب سننے والا،

منزل ۱

عربی حاشیہ

(۱۲۳) حیض کے معنی سیلان کے ہیں اور اسی اعتبار سے جہاں پانی بہہ کر آتا ہے اسے حوض کہا جاتا ہے۔

(۱۲۴) محیض زمانہ حیض بھی ہے اور مکانِ حیض بھی۔ اس لفظ سے زیادہ حیض میں بھی جماع حرام ہوسکتا ہے اور صرف جائے حیض یعنی فرج میں بھی۔

(۱۲۵) اگر یطہرن ہے تو پاکیزگی مراد ہے غسل شرط نہیں ہے اور اگر یطہرن ہے تو غسل سے پہلے جماع حرام ہے۔

(۱۲۶) اس لفظ میں جگہ کی بھی آزادی ہے کہ انسان کہیں بھی جماع کرسکتا ہے اور طریقہ کی بھی آزادی ہے کہ کسی طرح بھی کھڑے بیٹھے لیٹے جماع کرسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۲۱ میں مشرکین سے مراد کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ بالواسطہ شرک کو بھی شرک قرار دے کر اس میں اہلِ کتاب کو

اردو حاشیہ

(۱۲۳) اس لفظ میں اشارہ ہے کہ جماع میں حکم الٰہی کی پابندی ضروری ہے اور مکمل آزادی نہیں ہے۔

(۱۲۴) لفظ اَنّٰی کہاں، کب، کہاں سے اور کیسے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور قرآن مجید میں سب کے شواہد موجود ہیں اور اس طرح وطی فی الدبر کا بھی جواز نکلتا ہے۔ جیسا کہ امام رازی نے ابن عمر اور مالک سے نقل کیا ہے اور ابوبکر اندلسی نے احکام القرآن ص ۷۳ پر بہت سے صحابہ اور تابعین کا حوالہ دے کر لکھا ہے لیکن کھیتی کا لفظ اشارہ ہے کہ بیج وہاں استعمال کرو جہاں پیداوار کا امکان ہو ورنہ بیج ضائع ہو جائے گا اور کچھ حاصل نہ ہوگا ویسے وہ تمہاری زوجہ ہے۔ تم کہاں، کیسے اور کب معاملات میں بالکل آزاد ہو۔

(۱۲۵) عادی اور غیر ارادی قسم کا مواخذہ نہیں ہے اور اس سے صرف اخلاقاً منع کیا گیا ہے لیکن ارادی قسم میں دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا یا بدرجہ مجبوری تین روزے کا کفارہ بہرحال دینا پڑے گا۔

عَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ[127] وَ

جاننے والا ہے۔ (224)اللہ ان قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرتا جو تم بے توجہی میں کھاتے ہو

لٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

ہاں جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان کا موخذاہ (۱۲۶) ہو گا اور اللہ خوب درگزر کرنے والا،

حَلِيمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ[128] مِنْ نِسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ

بردبار ہے۔(225)جو لوگ اپنی عورتوں سے الگ (۱۲۷) رہنے کی قسم کھاتے ہیں ان کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔

أَشْهُرٍ ۖ فَإِنْ فَآءُو فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَإِنْ

اگر (اس دوران) رجوع کریں تو اللہ یقیناً بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (226)اور اگر

عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

طلاق کا فیصلہ کرلیں تو اللہ یقیناً خوب سننے والا، علم والا ہے۔ (227)اور طلاق یافتہ عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوٓءٍ[129] ۗ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ

تین مرتبہ(ماہواری سے)پاک ہونے تک انتظار کریں اور اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہیں

يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِيٓ أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ

تو ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم (۱۲۸) میں جو کچھ خلق کیا ہے اسے چھپائیں

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي

اور ان کے شوہر اگر اصلاح و سازگاری کے خواہاں ہیں تو عدت کے دنوں میں

ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوٓا إِصْلَاحًا ۗ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ

انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لینے کے پورے حقدار ہیں اور عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں

منزل ۱

عربی حاشیہ

بھی شامل کر لیتے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا تذکرہ مختلف مقامات پر اہل کتاب کے مقابلہ میں ہوا ہے اور حضور نے مشرکین کے جزیرہ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا تو انھیں نہیں نکالا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا شمار عام مشرکین میں نہیں ہے اور ان سے رشتہ ازدواج جائز ہے۔

(۱۲۷) قصداً جھوٹی قسم کو یمین غموس کہا جاتا ہے۔

(۱۲۸) ایلاء زوجہ سے مجامعت ترک کرنے کی قسم کھانے کو کہا جاتا ہے اور اس کی مدت چار ماہ ہے کہ اس سے پہلے جماع خود ہی واجب نہیں ہے۔

(۱۲۹) قُرء۔ لغات تضاد میں ہے جس کے معنی حیض اور طہارت دونوں کے ہیں۔ ایک کی جمع قروء ہے اور دوسرے کی اقراء۔

اردو حاشیہ

(۱۲۶) اسلام میں یہ طریق کار پسندیدہ نہیں ہے اور چار مہینے کے بعد عورت کو حق دخول حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حاکم شرع مجبور کرے گا کہ کفارہ دے کر جماع کرے یا طلاق دے کر آزاد کر دے اور ہر حال میں خدا و حاضر و ناظر سمجھے۔

(۱۲۷) یہ حکم بظاہر تمام مطلقہ عورتوں کے لئے معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے بعض عورتوں کے لئے اصلاً عدہ نہیں ہے جیسے نابالغ، یائسہ اور غیر مدخولہ عورت اور بعض کا عدہ تین طہر سے زیادہ ہے جیسے حاملہ اور اسی طرح دیگر احکام بھی ہیں۔ آیت کریمہ میں مطلقہ سے مراد وہ عورت ہے جسے رجعی طلاق دی گئی ہے۔ طلاق میں طہارت کی شرط ہے اور عدت کی مدت بھی طہارت سے طے ہوتی ہے اور طہارت یا حیض کا علم صرف عورت کو ہوتا ہے لہٰذا اسے رحم میں پیدا ہونے والے خون کو چھپانے کا حق نہیں ہے ورنہ طلاق باطل ہوجائے گی اور عقد ثانی زنا ہوجائے گا۔

(۱۲۸) اسلام نے مرد و عورت میں توازن قائم کرنے کے بعد کہ ایک کو مہر و نفقہ کا پابند بنایا اور دوسرے کو اطاعت کا۔ یہ اعلان کیا کہ مرد کو ایک امتیاز حاصل ہے اور وہ ہے حق طلاق جو درحقیقت اس کی نگرانی، کفالت اور ذمہ داریوں کا نتیجہ ہے الگ سے کوئی بات نہیں ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اندلسی نے احکام القرآن میں اس امتیاز کی تفسیر داڑھی سے بھی نقل کی ہے۔

بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر برتری (۱۲۹) حاصل ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا،

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ

حکمت والا ہے۔ (228) طلاق دوبار ہے پھر یا تو شائستہ طور پر عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ لیا جائے

اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا

یا اچھے پیرائے میں انہیں رخصت کیا جائے اور یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو

مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا

اس میں سے کچھ واپس لے لو مگر یہ کہ زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود (۱۳۰) کو قائم نہیں رکھ سکیں گے

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا

پس اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ زوجین اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

تو زوجین کے لیے (اس مال میں) کوئی مضائقہ نہیں جو عورت بطور معاوضہ دے دے۔

فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کرتے ہیں

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ

پس وہی ظالم ہیں۔ (229) اگر (تیسری بار) پھر طلاق (۱۳۱) دے دی تو وہ عورت اس کے لیے

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے، ہاں گر دوسرا خاوند طلاق دے اور عورت

عربی حاشیہ

(۱۳۰) اس سے مراد طلاق رجعی ہے ورنہ بائن کے دومرتبہ طلاق کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

(۱۳۱) یہ نکاح جماع کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں صرف عقد کافی نہیں ہے۔

ف: دور قدیم میں ایلاء کا طریقہ وہی تھا جو آج کی ترقی یافتہ دنیا میں علیحدگی کا ہے۔ اختلاف کی صورت میں مرد وعورت تین سال تک الگ رہتے ہیں اور اس کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔ اسلام نے اس طریقہ کار کو روز اول رد کر دیا تھا اور یہ طے کر دیا تھا کہ مرد کو مستقبل کا فیصلہ چار ماہ کے اندر کرنا ہے اور اگر اس سے زیادہ کی قسم کھالی ہے تو حکومت اسلامی اپنے اختیارات سے فیصلہ کردے گی اور عورت کی زندگی کو لیت ولعل میں نہ رکھے گی۔

ف: واضح رہے کہ اسلام نے تین طلاق کے بعد محلل کا سلسلہ اسی لئے رکھا ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے اور عورت مستقل طور

اردو حاشیہ

(۱۲۹) عورت سے صرف اس صورت میں رقم لینے کا حق ہے جب وہ اطاعت ترک کر دے اور اظہار نفرت کرے اور شوہر کی طرف سے بھی جوابی کارروائی کا خطرہ ہو اور حدود الٰہی محفوظ نہ رہ سکیں۔

(۱۳۰) واضح رہے کہ تین طلاق کا مفہوم تین مرتبہ طلاق دینا ہے۔ ایک ساتھ تین لفظ طلاق کا استعمال نہیں ہے اور اس کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ طلاق زوجیت چاہتی ہے تو ایک طلاق کے بعد جب تک رجوع نہ ہو یا عدت کے بعد دوبارہ عقد نہ کیا جائے دوسری طلاق کا موضوع ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق اگر تین ہیں تو دوسری زوجیت کب واپس آئی ہے اور اگر سب ملا کر ایک ہیں تو تین طلاق کے احکام نافذ کرنا غلط ہے۔ یہ صرف حضرت عمر کی ایجاد ہے جو رسول اکرمؐ اور صحابہ دونوں کے خلاف ہے۔ تفسیر المنار۔

(۱۳۱) خاتمہ کے قریب اس لئے کہا گیا ہے کہ رجوع کا اختیار عدت کے اندر ہوتا ہے عدت کے بعد نہیں اور یہاں روک لینے سے مراد رجوع کرنا ہے۔ بعض لوگ صرف عورت کو ستانے کی غرض سے رجوع کر لیتے تھے کہ دوسرا عقد نہ کرنے پائے اور مشکلات سے دوچار رہے۔ ایسے لوگوں کو آیات الٰہی کا مذاق اڑانے والا قرار دیا گیا ہے اور نعمت سکون ومحبت ازواج کو یاد دلا کر ناشکری سے روکا گیا ہے۔

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

اور مرد دونوں ایک دوسرے کی طرف رجوع کریں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں امید ہو کہ وہ حدود الٰہی کو قائم رکھ سکیں گے

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَ

اور یہ ہیں اللہ کی مقرر کردہ حدود جنہیں اللہ دانشمندوں کے لیے بیان کرتا ہے۔(230)اور

اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت (۱۳۲) پوری کر لیں تو انہیں

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

یا تو شائستہ طریقے سے نکاح میں رکھو یا شائستہ طور پر رخصت کر دو اور صرف ستانے کی

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

خاطر زیادتی کرنے کے لیے انہیں روکے نہ رکھو اور جو ایسا کرے گا

نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَاذْكُرُوْا

وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا اور تم اللہ کی آیات کا مذاق نہ اڑاؤ اور اللہ نے

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اسے یاد رکھو اور یہ (بھی یاد رکھو) کہ تمہاری نصیحت کے لیے

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اس نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔(231)اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے

عربی حاشیہ

پر مرد کے لئے کھلونا نہ بننے پائے اور اسی لئے تحلیل کے عقد کو صرف تحلیل کی نیت سے بری نظروں سے دیکھا گیا ہے اور اس سے حقیقی عقد کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا رشتہ کبھی کسی وجہ سے ختم ہو جائے تو اسلام پہلے رشتہ کی واپسی کو یکسر ممنوع نہیں قرار دیتا۔

(۱۳۲) یہ حق رجوع ہے اور آزادی سے مراد رجوع نہ کرنا لیکن اچھا سلوک کرنا ہے۔

(۱۳۳) زوجیت ایک نعمت ہے جس سے سکونِ زندگی اور رحمت و محبت کا جذبہ حاصل ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳۲) یہ اس طرز عمل کے خلاف تنبیہ ہے کہ لوگ عدت کے بعد نہ خود دوبارہ اس عورت سے عقد کرتے تھے اور نہ دوسرے کو عقد کرنے دیتے تھے کہ ہماری مطلقہ دوسرے کے تصرف میں رہے۔ قران مجید نے اس پابندی کو حرام قرار دے کر عورت کو اپنی پسند سے عقد کرنے کا اختیار دے دیا اور اس طرح مطلقہ عورتوں کے بارے میں اولیاء کی ولایت کا خاتمہ کر دیا۔

أَجَلَهُنَّ [134] فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا

تو انہیں اپنے (مجوزہ) شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ جائز طور پر

تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ [135] بِهِ مَن كَانَ

ازدواج پر [۱۳۳] باہم راضی ہوں۔ یہ نصیحت اس شخص کے لیے ہے جو تم میں سے خدا

مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ [136] لَكُمْ

اورروز آخرت پر ایمان لانے والا ہو۔ تمہارے لیے نہایت شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے

وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدَاتُ

اور (ان باتوں کو) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (232) اور مائیں [۱۳۴] اپنے بچوں کو

يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ [137] كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ

پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (یہ حکم) ان لوگوں کے لیے ہے جو پوری مدت

الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ [138] وَكِسْوَتُهُنَّ

دودھ پلوانا چاہتے ہیں اور بچے والے کے ذمے دودھ پلانے والی ماؤں کا

بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ

روٹی کپڑا معمول کے مطابق ہو گا۔ کسی پر اس کی گنجائش سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ

نہ ماں کو بچے کی وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے اور نہ باپ کو اس بچے کی وجہ سے

ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

کوئی ضرر پہنچایا جائے اور اسی طرح کی ذمے داری وارث پر بھی ہے پھر اگر طرفین باہمی رضامندی

عربی حاشیہ

(۱۳۴) اس سے پہلا شوہر بھی مراد ہوسکتا ہے اور نیا شوہر بھی۔

(۱۳۵) نصیحت ایمان والوں ہی کو کی جاتی ہے اور انھیں پر اثر بھی ہوتا ہے نصیحت کا اثر نہ ہوتو واقعی ایمان نہیں ہے۔

(۱۳۶) عقدثانی نسل میں اضافہ اور کردار کی پاکیزگی کا سبب ہوتا ہے۔ اس کی مخالفت کرنا جہالت اور نفس کی خباثت ہے۔

(۱۳۷) دوسال کی مدت اختیاری ہے اس میں دوایک ماہ کم یا زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ تحدید کا فائدہ نزاع کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

(۱۳۸) متعارف مقدارِ اجرت ماں ہی کو ملنی چاہیے۔ وہ زیادہ کا مطالبہ کرے تو دوسری عورت تلاش کرو اور خدا کو حاضر وناظر سمجھو۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۳۳ میں مولودلہ کی تعبیر باپ کے جذبات کو بیدار کرنے کے لئے ہے کہ نہ بچہ کو ماں سے الگ کرکے اسے تکلیف دی

اردو حاشیہ

(۱۳۳) یہ آیت نہایت درجہ مجمل ہے اور اس کا ادراک بہت مشکل ہے۔ ابتدا میں ماؤں سے ازواج اور وہ عورتیں مراد ہیں جنہیں رجعی طلاق دی گئی ہے کہ انہیں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ طلاق بائن کے بعد صرف دودھ پلانے کی اجت مل سکتی ہے اور بس۔

اس کے بعد اولاد کے ذریعہ تکلیف نہ دینے کا ذکر ہے جس کی تفسیر اہلِ قانون یوں کرتے ہیں کہ بچے کو چھین کر ماں کو تکلیف نہ دی جائے اور اہلِ تفسیر یہ کرتے ہیں یہ دودھ پلانے سے انکار کر کے باپ کو تکلیف نہ دی جائے لیکن حق یہ ہے کہ دونوں جملوں سے دونوں باتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ نہ شوہر کو یہ حق ہے نہ زوجہ کو کہ بچہ کو ذریعہ بنا کر ایک دوسرے سے انتقام لیں۔ آخر میں وارث سے مراد بھی مجہول ہے کہ باپ کا وارث یا بیٹے کا وارث اور دونوں میں زحمتیں ہیں۔ باپ کا وارث بیٹا خود بھی ہے اور عورت بھی تو اجرت کون دے گا اور کس کو دے گا اور بیٹے کے وارث پر نفقہ واجب نہیں ہوتا صرف اجرت واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا بعض حضرات کا خیال ہے کہ دو میں سے ایک لفظ کی تاویل ضروری ہے یا لفظ وارث یا لفظ مثل ذلک۔ واللہ اعلم۔

(۱۳۴) یہ حکم غیر حاملہ عورتوں کا ہے۔ حاملہ عورتوں کا عدہ وضع حمل تک ہے جس کا اعلان دوسری آیت میں کیا گیا ہے اور کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا ؕ وَ اِنۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ

اور مشورے سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہتے ہیں تو اس میں ان پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز اگر تم

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ مَّاۤ اٰتَيۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ

اپنی اولاد کو (کسی سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ تم عورتوں کو معمول کے مطابق طے شدہ

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَ

معاوضہ ادا کرو اور اللہ کا خوف کرو اور جان لو کہ تمہارے اعمال پر اللہ کی خوب نظر ہے۔ (233) اور

الَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ [139] مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا يَّتَرَبَّصۡنَ

تم میں سے جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن [۱۳۵]

بِاَنۡفُسِهِنَّ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّعَشۡرًا ۚ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ

اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا فَعَلۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ

دستور کے مطابق اپنے بارے میں جو فیصلہ کریں اس کا تم پر کچھ گناہ نہیں

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (234) اور اس میں کوئی [۱۳۶] مضائقہ نہیں کہ

عَرَّضۡتُمۡ بِهٖ مِنۡ خِطۡبَةِ النِّسَآءِ اَوۡ اَكۡنَنۡتُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ

تم ان عورتوں کے ساتھ نکاح کا اظہار اشارے، کنایے میں کرو

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمۡ سَتَذۡكُرُوۡنَهُنَّ وَلٰـكِنۡ لَّا تُوَاعِدُوۡهُنَّ

یا اسے تم اپنے دل میں پوشیدہ رکھو۔ اللہ کو تو علم ہے کہ تم ان سے ذکر کرو گے مگر ان سے خفیہ قول و قرار

عربی حاشیہ

جائے اور نہ ماں بچہ کو باپ کی ملاقات سے محروم کر کے باپ کو تکلیف دے۔

(۱۳۹) شریعت اسلام نے عدہ وفات میں بناؤ سنگار وغیرہ کو حرام کر دیا ہے۔ عدہ گزرنے کے بعد عورت ایسا کوئی مناسب کام کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور نہ کسی کو ٹوکنے کا حق ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳۵) عورت کے عدۂ وفات میں مرد مختلف مراحل سے گزرتے ہیں۔ ان سے عقد کر لیں۔ انہیں واضح پیغام دے دیں تاکہ وہ دوسرے کا پیغام نہ لیں۔ ان سے عہد لے لیں کہ عدہ کے بعد ان کے علاوہ کسی سے عقد نہ کریں گی۔ ان سے اشارۃً عقد کی خواہش کا اظہار کر دیں۔ یا اپنے دل میں منصوبے بناتے رہیں۔

اسلام نے آخری دو صورتوں کو جائز قرار دیا ہے اور ابتدائی تین صورتوں کو حرام کر دیا ہے۔ بشرطیکہ ظاہر و باطن میں یکسانیت ہو ورنہ آخری صورتیں بھی مشکل ہوں گی۔

(۱۳۶) طلاق کے وقت عورت کی چند صورتیں ہیں:

سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ

نہ کرو، ہاں اگر کوئی بات کرنا ہے تو دستور کے مطابق کرو۔ البتہ عقد کا فیصلہ

النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اس وقت تک نہ کرو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے اور جان رکھو

يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے لہٰذا اس سے ڈرو اور جان رکھو اللہ بڑا بخشنے والا،

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

بردبار ہے۔ (235)اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم عورتوں کو

مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّ

ہاتھ لگانے اور مہر معین کرنے سے قبل طلاق دے دو۔ اس صورت میں

مَتِّعُوْهُنَّ [140] ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ

انہیں کچھ دے کر رخصت کرو۔ مالدار اپنی وسعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی وسعت کے

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ

پیش نظر دستور کے مطابق دے۔ یہ نیکی کرنے والوں پر ایک حق ہے۔(236)اور اگر تم

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ

عورتوں کو ہاتھ لگانے سے قبل اور ان کے لیے مہر معین کر چکنے کے بعد طلاق دے دو

لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ

تو اس صورت میں تمہیں اپنے مقرر کردہ مہر کا نصف ادا کرنا ہو گا مگر یہ کہ

عربی حاشیہ

(۱۴۰) متاع وہ مال اور لباس وغیرہ ہے جس سے زندگی میں استفادہ کیا جا سکے۔ یہ متاع ایسی مطلقات کے علاوہ اور کسی کے لئے ضروری نہیں ہے۔

فائدہ

○ واضح رہے کہ متاع نقد نہیں ہے اس لئے کہ نقد جنس بننے کے بعد ہی قابلِ استفادہ ہوتا ہے اور متاع کا ذکر اس لئے ہے کہ نقد کا دینا باعثِ توہین ہوسکتا ہے لیکن جنس کا دینا نہیں۔

○ نیز آیت نمبر ۲۳۷ میں طلقتموھن اور ان تعفوا کا مخاطب شوہر ہے لیکن بیدہ عقدۃ النکاح سے مراد عورت کا ولی ہے اور اسی لئے اس کے واسطے غائب کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۳۶ میں دو مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔ (۱) مباشرت اور تعینِ مہر سے پہلے طلاق دینا جائز ہے۔ طلاق میں ان امور کی شرط نہیں۔ (۲) معاشرت سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں اگر مہر معین نہ ہو تو شایانِ شان ہدیہ

اردو حاشیہ

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ[141] ؕ وَاَنْ تَعْفُوْۤا

وہ اپنا حق چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں عقد کی گرہ ہے وہ حق چھوڑ دے اور تمہارا چھوڑ دینا

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تقویٰ سے زیادہ نزدیک ہے اور تم آپس کی فضیلت نہ بھولو۔ یقیناً تمہارے اعمال پر

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ[142]

اللہ کی خوب نگاہ ہے۔ (237) نمازوں کی محافظت کرو خصوصاً درمیانی نماز[۱۳۷] کی

الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ[143] ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ[144] فَرِجَالًا

اور اللہ کے حضور مطیعانہ خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ (238) پھر اگر تم حالت خوف میں ہو تو

اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ

خواہ پیدل ہو خواہ سوار (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو) اور جب تمہیں امن مل جائے تو اللہ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

اس نے تمہیں وہ سکھایا ہے جسے تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ (239) اور تم میں سے جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں

اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ

انہیں چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں کہ ایک سال[۱۳۸] تک انہیں (نان و نفقہ سے)

غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِىْ مَا

بہرہ مند رکھا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔ اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں تو دستور کے دائرے میں

فَعَلْنَ فِىْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

رہ کر وہ اپنے لیے جو فیصلہ کرتی ہیں تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا،

عربی حاشیہ

دے جو عورت کے ایثار کا بدل بن سکے۔ محسنین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ صرف احسان ہے بلکہ درحقیقت یہ ایک حق ہے جس کا احساس نیک کردار افراد ہی کو ہوسکتا ہے۔

(۱۴۱) بعض حضرات نے اس لفظ سے مراد لیا ہے اور بعض نے خود شوہر کو یعنی یا زوجہ اپنا نصف معاف کردے یا شوہر اپنا نصف اور کل عطا کردے جسے تقویٰ سے قریب تر اور بزرگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۱۴۲) بعض لوگوں کی نظر میں وسطیٰ اوسط کا مؤنث ہے یعنی درمیانی اور بعض لوگوں کی نگاہ میں بمعنی فصلیٰ یعنی سب سے بہتر نماز کی پابندی کرو۔

(۱۴۳) قنوت۔ کمال خضوع و خشوع کا نام ہے اور نمازوں میں حالتِ دعا کو شاید اسی لئے قنوت کہا جاتا ہے۔

(۱۴۴) خوف میدانِ جہاد میں بھی ہوسکتا ہے اور سفر وغیرہ میں بھی۔ ہر صورت میں بقدر امکان نماز ادا کی جائے گی۔

اردو حاشیہ

(۱۳۷) اس سے مباشرت بھی نہیں کی ہے اور مہر بھی نہیں معین کیا ہے کہ مہر کا تعین عقد کے شرائط میں نہیں ہے۔ اس صورت میں مہر واجب نہیں ہے لیکن حسب حیثیت روٹی کپڑا دے کر رخصت کر دینا نیک کرداری کا فریضہ اور عورت کا حق ہے۔

(۱۳۸) مباشر نہیں کی ہے اور مہر معین ہے۔ اس صورت میں نصف مہر لازم ہے لیکن عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ بھی معاف کر دے کہ مرد نے اس سے کوئی لذت حاصل نہیں کی ہے اور مرد کے لئے بہتر ہے کہ پورا مہر دے دے کہ عورت اس کی بیوی بن چکی ہے اور سماج میں شادی شدہ شمار ہو رہی ہے۔

معاف کر دینا تقویٰ سے قریب تر ہے چاہے کوئی بھی معاف کر دے۔ تقویٰ سے قربت کا راز غالباً یہ ہے کہ تقویٰ زادِ آخرت ہے اور آخرت کے لئے پروردگار کا اعلان ہے کہ تم میرے بندوں پر اپنے حقوق کو معاف کر دو میں تمہارے اوپر اپنے حقوق کو معاف کر دوں گا۔

حَکِیۡمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ لِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا عَلَی

حکمت والا ہے۔ (240)اور مطلقہ عورتوں (۱۳۹) کو دستور کے مطابق فائدہ پہنچانا چاہیے یہ متقی لوگوں کی

الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲۴۱﴾ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ

ذمے داری ہے۔ (241)اللہ اپنی نشانیاں تمہارے لیے اسی طرح کھول کر بیان فرماتا ہے

تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ

تا کہ تم عقل سے کام لو۔ (242) کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی

ہُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۪ فَقَالَ لَہُمُ اللّٰہُ مُوۡتُوۡا ۟ ثُمَّ اَحۡیَاہُمۡ ؕ

جو موت کے ڈر سے ہزاروں (۱۴۰) کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکلے تھے؟ اللہ نے ان سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا

مر جاؤ، پھر انہیں زندہ کردیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ

یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾ وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ

شکر نہیں کرتے۔ (243)اور راہ خدا میں جنگ کرو اور جان لو کہ اللہ خوب سننے والا،

سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا

جاننے والا ہے۔ (244) کوئی ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تا کہ

فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَ اللّٰہُ یَقۡبِضُ وَ یَبۡصُۜطُ ۪

اللہ اسے کئی گنا زیادہ دے؟ اللہ ہی گھٹاتا اور بڑھاتا ہے اور اسی کی طرف

وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ

تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔(245) کیا آپ نے موسیٰ (۱۴۱) کے بعد بنی اسرائیل کی ایک

عربی حاشیہ

(۱۴۵) قرض حسن، راہِ خدا میں انفاق کا نام ہے۔ خدا نے اپنے ہی دیئے ہوئے مال کو قرض حسن کہہ کر مانگا ہے تاکہ پاک مال رہے اور پاک ارادہ سے پیش کیا جائے ورنہ نیت میں فرق آ گیا تو حسن نہ رہ جائے گا۔ قرض حسنہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ خدا ہزاروں گنا کر کے واپس کرتا ہے تو بندہ کے یہاں واپس نہ کرنے کا کیا سوال ہے۔

(۱۴۶) ملاءَ رُوسا کی جماعت کو کہا جاتا ہے کہ ان کے گھر بھرے ہوتے ہیں یا ان کی ہیبت سے لوگوں کے دل بھرے ہوتے ہیں۔

فائدہ

○ واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۴۰ میں ایک سال کا عدہ اختیاری ہے جس میں متاع اور خرچ ضروری ہے ورنہ چار ماہ دس دن کے بعد چلی جائیں تو خرچ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس بنیاد پر حکم عدہ منسوخ نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی دو قسموں کا اعلان کیا گیا ہے کہ ایک میں خرچ واجب ہے اور ایک میں اختیاری ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳۹) نماز وسطیٰ کی تعیین میں ۱۸ قول ذکر کئے گئے ہیں مشہور ترین قول نماز ظہر اور نماز عصر کے بارے میں ہے کہ یہ قبل طلوع اور بعد غروب کی درمیانی نماز ہے۔ بعض مفسرین نے وسطیٰ سے بہترین مراد لیا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ صرف نماز کی پابندی نہ کرے بلکہ بہترین نماز کی پابندی کرے اور حقیقت یہ ہے کہ جس معاشرہ میں نماز اور پرخلوص نماز کی پابندی نہیں ہوتی اس میں دنیا کا ہر عیب پایا جاتا ہے۔ جو خدا کا خوف نہ رکھے گا اور اس کی بارگاہ میں حاضری نہ دے گا اسے برائیوں سے کون روک سکتا ہے۔

(۱۴۰) ابتدائے اسلام میں اس طریقہ عرب کو قبول کر لیا گیا تھا بعد میں منسوخ ہو گیا اور اب نہ متاع واجب ہے اور نہ ایک سال کا نفقہ۔ عدت ۴ مہینے دس دن ہے اس کے بعد عورت آزاد ہے۔ البتہ وہ لوگ مراد ہو سکتے ہیں جنھوں نے وصیت کر دی ہے کہ ان کی وصیت کی پابندی کی جائے اور ایک سال تک خرچ دیا جائے۔

(۱۴۱) یہ وہی مطلقات ہیں جن کا مہر معین نہیں تھا ورنہ مہر کے علاوہ اور کوئی مال و متاع واجب نہیں ہے اور معانی قرآن میں ایجاد بندہ کا کوئی امکان نہیں ہے بلکہ آیات الٰہی کی خلاف ورزی بے عقلی کے مترادف ہے۔

مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی ۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّہُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِکًا
جماعت (کو پیش آنے والے حالات) پر نظر نہیں کی جس نے اپنے نبی سے کہا: آپ ہمارے لیے

نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ قَالَ ہَلۡ عَسَیۡتُمۡ اِنۡ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ
ایک بادشاہ مقرر کریں تا کہ ہم راہ خدا میں جنگ کریں۔ کہا: ایسا نہ ہو کہ

الۡقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیۡ
تمہیں جنگ کا حکم دیا جائے اور پھر تم جنگ نہ کرو۔ کہنے لگے: ہم راہ خدا میں کیوں نہ جنگ کریں

سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ قَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِیَارِنَا وَ اَبۡنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا
جب کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے بچوں سے جدا کیے گئے ہیں؟ لیکن جب

کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ
انہیں جنگ کا حکم دیا گیا تو ان میں سے چند اشخاص کے سواسب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو

بِالظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ لَہُمۡ نَبِیُّہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ بَعَثَ لَکُمۡ
خوب جانتا ہے۔(246)اور ان کے پیغمبر نے ان سے کہا: اللہ نے طالوت کو

طَالُوۡتَ مَلِکًا ؕ قَالُوۡۤا اَنّٰی[147] یَکُوۡنُ لَہُ الۡمُلۡکُ عَلَیۡنَا
تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ کہنے لگے: اسے ہم پر بادشاہی کرنے کا حق کیسے مل گیا؟

وَ نَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡکِ مِنۡہُ وَ لَمۡ یُؤۡتَ سَعَۃً مِّنَ الۡمَالِ ؕ
جب کہ ہم خود بادشاہی کے اس سے زیادہ حقدار ہیں اور وہ تو کوئی دولتمند آدمی نہیں ہے۔

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰىہُ عَلَیۡکُمۡ وَ زَادَہٗ بَسۡطَۃً فِی
پیغمبر نے فرمایا: اللہ نے تمہارے مقابلے میں اسے منتخب کیا ہے اور اسے علم اور جسمانی طاقت کی

عربی حاشیہ

O نیز آیت نمبر ۲۴۳ میں موت اور احیاء سے رجعت کا اثبات کیا جاسکتا ہے۔

(۱۴۷) یہاں انی من این (کہاں سے) یا کیف (کیسے) کے معنی میں ہے۔

ف: بعض روایات کی بناء پر تابوت وہی صندوق تھا جس میں مادر جناب موسیٰ نے جناب موسیٰ کو رکھ کر دریا کے حوالے کیا تھا اور اس نے تمام طوفانوں کا مقابلہ کرکے موسیٰ کا تحفظ کیا تھا۔

ف: جب تابوت عہد فلسطین کے بت پرستوں کے ہاتھ لگ گیا تو انھوں نے بت خانہ میں لے جاکر رکھا لیکن اس سے مختلف مصائب کا شکار ہوگئے تو مجبوراً باہر پھینک دینے کا ارادہ کرلیا اور اسے ایک گاڑی میں رکھ کر بیلوں کے حوالے کردیا کہ صحرا میں کہیں پھینک دیں گے۔ وہ بیل گاڑی کولے کر اشموئیل کے شہر پہنچے تو طالوت کی سرداری کا اعلان ہوچکا تھا اور یہ تابوت ان کے حوالے کردیا گیا جو درحقیقت ملائکہ نے وہاں تک پہنچایا تھا۔ اگرچہ بظاہر بیل گاڑی میں رکھا گیا تھا بیلوں کے حوالے کردیا گیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۱۴۲) بعض روایات کی بناء پر جہاد کے خوف سے کچھ لوگوں نے فرار کیا تھا۔ خدا نے انہیں موت دے دی کہ اس سے بہرحال چھٹکارا نہیں ہے پھر عبرت کے لئے زندہ کردیا تاکہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں لیکن بعض مفسرین نے اسے مرقع عبرت سے تعبیر کیا ہے کہ جو راہ خدا میں جہاد نہیں کرتے ہیں ان کا مقدر صرف موت ہے اور ان کی زندگی بھی صرف ایک سامان عبرت ہے اور بس......!

(۱۴۳) یہ ایک مفصل واقعہ ہے جس کی تفصیل کی طرف خود قرآن حکیم نے اشارہ کردیا ہے اور اس کے بعد اسرائیلیات پر اعتماد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل نے حسبِ عادت شرارتیں کیں۔ خدا نے ان پر جالوت جیسا بادشاہ مسلط کردیا۔ اس نے مظالم کا سلسلہ شروع کردیا۔ اب ان لوگوں نے وقت کے پیغمبر جناب صموئیلؑ سے فریاد کی کہ کوئی حاکم معین کریں جس کی سرکردگی میں جالوت کا مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے حکم پروردگار سے طالوت کا انتخاب کردیا۔ بنی اسرائیل نے حسبِ عادت اعتراض کیا کہ یہ دولت مند نہیں ہیں۔ جناب صموئیلؑ نے علم اور شجاعت کا حوالہ دیا اور خدائی نمائندہ ہونے کے ثبوت میں تابوت سکینہ کی آمد کا حوالہ دیا تب بمشکل تمام بظاہر ایمان لے آئے۔ اگرچہ بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ ۳۱۳ کے علاوہ سب منافق تھے اور اپنی بات پر قائم نہیں رہ سکے۔ اس واقعہ سے چند باتوں کا اندازہ ہوتا ہے:

الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

فراوانی سے نوازا ہے اور اللہ اپنی بادشاہی جسے چاہے عنایت کرے اور اللہ بڑا وسعت والا،

عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

دانا ہے۔ (247)اور ان سے ان کے پیغمبر نے کہا: اس کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ وہ صندوق تمہارے

التَّابُوْتُ [148] فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ

پاس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے سکون و اطمینان کا سامان ہے اور جس میں

مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

آل موسیٰ آل و ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزیں ہیں جسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تم ایمان والے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ [149] بِالْجُنُوْدِ ۙ

یقیناً اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے۔ (248)جب طالوت لشکر [۱۴۲] لے کر روانہ ہوا تو اس نے کہا:

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ

اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے پس جو شخص اس میں سے پانی پی لے

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً [150] بِيَدِهٖ ۚ

وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہوگا، مگر یہ کہ کوئی صرف ایک چلو اپنے ہاتھ سے بھر لے (تو کوئی مضائقہ نہیں)

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ

پس تھوڑے لوگوں کے سوا سب نے اس (نہر) میں سے پانی پی لیا۔ جب طالوت اور اس کے ایمان والے ساتھی (نہر)

اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ

پار ہوگئے تو انہوں نے (طالوت سے) کہا: آج ہم میں جالوت [۱۴۳] اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی

عربی حاشیہ

(۱۴۸) تابوت۔ توریت کے صندوق کا نام ہے۔ اس کی اصل توبہ ہے۔ ت زائد ہے۔ مثل جبروت۔ سکینہ سکون سے نکلا ہے یعنی سامان سکون توریت وغیرہ۔ بعض روایات کی بنا پر اس صندوق میں حضرت موسیٰ کا عصا حضرت ہارون کا عمامہ اور مختلف انبیاء کی تصویریں بھی تھیں اور خود سر کاردوعالمؐ اور حضرت علیؑ کی تصویریں بھی تھیں۔

(۱۴۹) یعنی طالوت بیت المقدس کے جالوت کی قوم عمالقہ سے مقابلہ کے لئے نکلے۔

(۱۵۰) غرفہ چلو کو کہتے ہیں یعنی ایک چلو اٹھانے کی اجازت ہے پینے کی نہیں۔ پینے کے اعتبار سے منیت کا حقدار وہی ہے جو چکھے بھی نہیں۔

ف: افراغ کے معنی ہیں انڈیل دینا۔ گویا لشکر طالوت نے معنوی اعتبار سے مکمل صبر کا مطالبہ کیا اور ظاہری اعتبار سے ثبات قدم کی التماس کی اور آخر میں یہ بھی گزارش کردی کہ کامیابی نصرت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے لہٰذا خدایا، ہمیں نصرت فرما۔

ف: آیت نمبر ۲۴۹ میں ظن یقین کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے کہ ایسا استعمال کلامِ عرب میں رائج

اردو حاشیہ

جب قوموں کے مظالم حد سے بڑھ جاتے ہیں تو خدا ان پر ان سے بڑے ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔

بنی اسرائیل کو یہ اندازہ تھا کہ خدائی نمائندہ غیر معمولی صلاحیت کا حامل ہوگا اور اسی لئے خود نہیں بنایا نبی سے خواہش کی۔

جناب صموئیلؑ نے خدا کے انتخاب کا حوالہ دیا کہ حاکم بنانا نبی کے اختیار کا کام نہیں ہے۔

قوم نے مادیات کو معیار انتخاب قرار دیا اور نبی نے علم و شجاعت کو۔ کہ جس میں علم اور شجاعت نہ ہو وہ خدائی نمائندہ نہیں ہے چاہے مالیات کے اعتبار سے کتنا ہی بڑا غنی کیوں نہ ہو۔

خدائی نمائندگی معجزہ کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی اور جو معجزہ کا اظہار نہ کرسکے اُسے خدائی نمائندگی کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۱۴۴) جناب طالوت قوم کو لے کر چلے تو گرمی کا زمانہ تھا۔ پیاس کی شدت ہوئی تو قوم نے پانی کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب ایک نہر آنے والی ہے لیکن یہ امتحانی نہر ہے۔ جو اس کا پانی نہ پیے گا وہ مجھ سے ہوگا۔ یعنی نبی خدا سے ہونے کا معیار صبر و تحمل ہے۔ دامن صبر ہاتھ سے چھوٹ گیا تو میدانِ جہاد میں ثبات قدم مشکل ہے کہ جو ایک گھونٹ پانی کے معاملہ میں صبر نہ کرسکے وہ تلواروں کی آنچ پر کیا صبر کرے گا۔

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ

طاقت نہیں ہے، مگر جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ انہیں خدا کے روبرو ہونا ہے۔ وہ کہنے لگے:

قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ

بسا اوقات ایک قلیل جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ

ساتھ ہے۔ (249)اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے پر نکلے تو کہنے لگے:

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

پروردگارا! ہمیں صبر سے لبریز فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کفار قوم پر ہمیں

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ

فتح یاب کر۔ (250)چنانچہ اللہ کے اذن سے انہوں نے کافروں کو شکست [۱۴۴] دی اور داؤد نے

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ [151] وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا

جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے انہیں سلطنت و حکمت عطا فرمائی اور جو کچھ چاہا انہیں سکھا دیا

دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

اور اگر اللہ لوگوں میں سے بعض کا بعض کے ذریعے دفاع نہ فرماتا رہتا تو زمین میں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

فساد برپا ہو جاتا، لیکن اہل عالم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (251) یہ ہیں اللہ کی

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

آیات جنہیں ہم حق کے ساتھ آپ پر تلاوت کرتے ہیں اور آپ یقیناً مرسلین میں سے ہیں۔ (252)

عربی حاشیہ

ہے اور اس معنی میں بھی ہوسکتا ہے کہ القاء الٰہی کا گمان بھی انسان میں عزم بالجزم پیدا کرسکتا ہے۔

(۱۵۱) ملک حکومت ہے اور حکمت نبوت جس کا سلسلہ نسل داؤد میں رہا اور جناب سلیمان صاحبِ حکومت پیغمبر ہے۔ اسی واقعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حکومت اور نبوت کا ایک خاندان میں جمع ہوجانا ممکن ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ف: داؤد کی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اکثر مفسرین نے حضرت سلیمان کے والد گرامی کو مراد لیا ہے کہ آیت میں ملک وحکمت وعلم کا تذکرہ ہے اور یہ صفات نبوت بھی ہیں اور ان کا تذکرہ جناب داؤد کے ذیل میں دوسرے مقام پر ہوا بھی ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۵۱ کا تنازع للبقا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی علمی بنیاد ہے۔ انسانیت کا ارتقاء وتکامل تعاون للبقا سے ہے تنازع للبقا سے نہیں۔ جہاد اہلِ ایمان کی قوت کے مظاہرہ کا ذریعہ ہے اور نصرت الٰہی صرف مصالح کے تحت نازل ہوتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴۵) جنگ احزاب میں بعینہٖ یہی انداز بعض اصحاب کا تھا کہ عمرو سے مقابلہ کرنے کے بجائے کفار کی طاقت کا قصیدہ پڑھ رہے تھے اور وہاں بھی ایسے اللہ کے بندے تھے جن کا خیال تھا کہ فتح ونصرت خدا کی طرف سے ہے اس کا ظاہری حالات اور اسباب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۴۶) اس واقعہ نے امتِ قرآن کو بیدار کر دیا کہ دشمنان اسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے حسبِ ذیل عناصر کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ دل میں ہمت صبر وضبط ہو اور شدید ترین مصائب میں بھی قوتِ برداشت جواب نہ دینے پائے۔
۲۔ فتح وکامرانی کے لئے نصرت الٰہی پر اعتماد کیا جائے اور سامانِ جنگ یا ظاہری حالات پر نگاہ نہ کی جائے۔
۳۔ لقائے الٰہی کا خیال رکھنے والے دشمن کے جاہ وجلال کو نہیں دیکھا کرتے ہیں۔
۴۔ جس کو خدا علم اور شجاعت دیتا ہے وہی مردِ میدان ہوتا ہے اور اسی کو حکومت اور حکمت نصیب ہوتی ہے۔
۵۔ ملک خود خدا عطا کرتا ہے اور غاصبانہ قبضہ کا نام حکومت الٰہیہ نہیں ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ
ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر (۱۴۷) فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى
جن سے اللہ ہم کلام ہوا اور اس نے ان میں سے بعض کے درجات بلند کیے۔ اور ہم نے عیسیٰ

ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ
بن مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں اور ہم نے روح القدس سے ان کی تائید کی اور اگر اللہ چاہتا (۱۴۸)

اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
تو ان رسولوں کے آنے اور روشن نشانیاں دیکھ لینے کے بعد یہ لوگ آپس میں نہ لڑتے،

الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
مگر انہوں نے اختلاف کیا۔ سو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض نے

كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
کفر اختیار کیا اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم نہ لڑتے مگر اللہ

مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (253) اے ایمان والو! جو مال ہم نے تمہیں (۱۴۹) دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ
اس دن کے جس میں نہ تجارت کام آئے گی اور نہ دوستی کا فائدہ ہو گا اور نہ سفارش چلے گی

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ
اور ظالم وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ (254) اللہ (۱۵۰) وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

عربی حاشیہ

(1) بعض مفسرین نے سرکار دو عالمؐ کو مراد لیا ہے۔
(2) خلت خالص دوستی کا نام ہے۔
(3) حی۔ جس کی زندگی ذاتی ہو اور اس کی موت کا امکان نہ ہو۔
قیوم۔ جو خود بھی قائم ہو اور اس سے دوسروں کا قیام بھی وابستہ ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۴۷) سرکار دو عالمؐ کو مرسلین میں قرار دینے کے بعد ان کی باہمی افضلیت کا تذکرہ کیا گیا اور بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا جس کا مقصد یہ ہے کہ سب رسالت و نبوت میں یکساں ہیں اور کمالات کے ظہور میں مختلف ہیں اور اس سے رسالت و نبوت مجروح نہیں ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب سارے مرسلین برابر نہیں ہیں تو سارے اصحاب، سارے مسلمان یا سارے سال اور دن کیسے برابر ہو جائیں گے۔

(۱۴۸) یہ اشارہ ہے کہ خدا نے جبر سے کام نہیں لیا اور بندوں کو ان کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے ورنہ وہ طے کر لیتا تو ابلیس بھی سجدہ سے انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن اس طرح ثواب و عذاب اور خیر و شر سب کا خاتمہ ہو جاتا۔

(۱۴۹) اسلام نے بار بار انفاق پر زور دیا ہے اور متوجہ کیا ہے کہ مال تمہارا مال نہیں ہے رزقِ خدا ہے لہٰذا اس کی راہ میں خرچ کرو ورنہ قیامت کے دن کوئی کام نہ آئے گا۔

(۱۵۰) یہاں سے آیۃ الکرسی کا آغاز ہوتا ہے جس کے بہت سے فضائل نقل کئے گئے ہیں۔ اس میں اللہ کی عظمت، مالکیت، وسعتِ علم و قدرت کے ساتھ دو باتوں کی طرف خصوصیت سے اشارہ کیا گیا ہے:

اَلۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

وہ زندہ اور سب کا نگہبان ہے (١٥١) اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ زمین اور آسمانوں میں

وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ

جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے؟

یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ

جو کچھ لوگوں کے روبرو اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ ان سب سے واقف ہے اور وہ علم خدا میں سے کسی چیز کا

بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّهُ (4) السَّمٰوٰتِ

احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے

وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿٢٥٥﴾

اور ان دونوں کی نگہداری اس کے لیے کوئی کارگراں نہیں ہے اور وہ بلند و بالا اور عظیم ذات ہے۔ (255)

لَاۤ اِکۡرَاهَ (5) فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ

دین میں کوئی جبر و اکراہ (١٥٢) نہیں، بتحقیق ہدایت اور ضلالت میں فرق نمایاں ہو چکا ہے،

یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ (6) وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ

پس جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے بتحقیق اس نے نہ ٹوٹنے والا

بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿٢٥٦﴾

مضبوط سہارا تھام لیا اور اللہ سب کچھ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ (256)

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے۔ وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

عربی حاشیہ

(4) عرش سے بالاتر حقیقت ہے جسے علم اور اقتدار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(5) یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اسلام میں جبر نہیں ہے اور ایک حکم بھی ہے کہ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

(6) ہر وہ شے جو طغیان اور سرکشی پر آمادہ کرے۔

فائدہ

آیت نمبر ٢٥٥ میں سنتہ کو نوم پر فطری ترتیب کی بنا پر مقدم کیا گیا ہے اور اخذ کی تعبیر کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ مقام نفی میں بڑی شے کا ذکر پہلے ہوتا ہے اور چھوٹی شے کا ذکر بعد میں..... کہ نیند تو نیند...... اس پر اونگھ کا بھی غلبہ نہیں ہوتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ مذہب اسلام میں جبر و اکراہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اولاً تو حقائق کی وضاحت کے بعد جبر کا موضوع ہی ختم ہو جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مذہب عقائد

اردو حاشیہ

(١٥١) وہ ہمیشہ بیدار ہے اور کائنات کی حفاظت کر رہا ہے اس کے علاوہ کوئی محافظ نہیں ہوسکتا۔ وہ اس تحفظ میں خستہ حال بھی نہیں ہوتا اور سب کو دیکھ بھی رہا ہے اور سب کی سن بھی رہا ہے۔

(١٥٢) دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ دین عقائد کا نام ہے اور عقائد میں جبر نہیں ہوسکتا اور حقائق کے واضح ہو جانے کے بعد جبر کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اب صرف حساب ہوسکتا ہے اور بس۔ جس نے خدا کو ولی بنالیا وہ عالمِ انور میں رہے گا اور جس نے سرکش طاقتوں کو سرپرست بنالیا اور ان کا انجام جہنم ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے کہ طاغوت کی سرپرستی صرف بدعملی نہیں بلکہ بے ایمانی کی بھی دلیل ہے۔

النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔـھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَھُمْ

اورکفر اختیار کرنے والوں کے سر پرست طاغوت (۱۵۳) ہیں جو انہیں روشنی سے

مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ

تاریکی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی جہنم والے ہیں جہاں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷ۧ اَلَمْ تَرَ [7] اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰھٖمَ

ہمیشہ رہیں گے۔(257) کیا آپ نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا

فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّيَ

جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس بنا پر جھگڑا کیا کہ

الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ

اللہ نے اسے اقتدار دے رکھا تھا؟ جب ابراہیم نے کہا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے

اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ

اور مارتا ہے تو اس نے کہا: زندگی اور موت دینا میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیم نے کہا: اللہ تو سورج کو مشرق سے

بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ [8] الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال کر دکھا۔ یہ سن کر وہ کافر مبہوت رہ گیا اور

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵۸ۚ اَوْ كَالَّذِيْ [9] مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ

اللہ ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (258) یا اس شخص کی طرح (۱۵۴) جس کا ایک ایسی بستی سے گزر ہوا

خَاوِيَةٌ [10] عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ [11] هٰذِهِ اللّٰهُ

جو اپنی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی؟ تو اس نے کہا: اللہ اس (اجڑی ہوئی آبادی) کو مرنے کے بعد

عربی حاشیہ

ومعارف کا نام ہے اور عقائد کے بارے میں جبر کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اسلام نے جہاد صرف تین مواقع پر جائز رکھا ہے: (۱) بت پرستی کے خاتمہ کے لئے کہ یہ کوئی نظریہ نہیں ہے انسانیت کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ (۲) اسلام کے خلاف حملوں کو روکنے کے لئے۔ (۳) تبلیغ مذہب کی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے تاکہ واضح طور پر اپنی بات بیان کی جا سکے۔

(7) یہ لفظ واحد بھی استعمال ہوتا ہے اور جمع بھی اگرچہ خود اس کی جمع طواغیت بھی موجود ہے۔

(8) اس شخص کا نام نمرود بن کنعان تھا جس نے سب سے پہلے خدائی کا دعویٰ کیا اور سردار طواغیت قرار پایا۔

(9) بُہت کے معنی ہیں تحیر اور پریشانی یہ لفظ مجہول استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی معروف کے ہیں۔

(10) اکثر مفسرین کے نزدیک جناب عزیر مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۵۳) یہ بظاہر ایک دعویٰ اور وعدہ ہے کہ جو لوگ اللہ کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں اللہ انہیں تاریکیوں سے نکال لیتا ہے اور جو طاغوت کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں وہ روشنی سے بھی تاریکیوں میں چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دلائل کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہلا واقعہ طاغوت اعظم نمرود کا بیان کیا گیا جس نے جناب ابراہیمؑ سے خدائی کے بارے میں بحث کی اور خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو مسلسل دلائل کی روشنی میں رکھا اور طاغوت خود بھی حیران ہو گیا تو جن کی وہ سرپرستی کرے گا ان کا کیا حشر ہوگا۔

طاغوت کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ اسے زندگی اور موت دینے کے معنی بھی نہیں معلوم تھے اور وہ بے گناہ کے قتل کر دینے ہی کو موت دینا اور مسلم گنہگار کے آزاد کر دینے ہی کو زندگی دینا سمجھتا تھا۔ گویا کہ نمرود کے مذہب میں عدالت نہ کرنا، مجرم کی حمایت کرنا اور خود اپنے فیصلہ کو غلط قرار دے دینا خدائی کی علامتیں تھیں۔ اسلام ایسی خدائی کا قائل نہیں ہے اور نہ ایسے مذہب کو مذہب تسلیم کرتا ہے جس میں خدا کے یہاں عدالت نہ ہو۔

(۱۵۴) دوسرا ثبوت جناب عزیرؑ کا واقعہ ہے کہ جب بیت المقدس کے قریب سے گذرے، جسے بخت النصر تباہ کر چکا تھا، تو سوال کیا کہ اب یہ قوم دوبارہ کس طرح زندہ ہوگی۔ پروردگار نے خود انہیں کو مار کر زندہ کر دیا اور کھانا بھی محفوظ رہ گیا۔ گدھا سڑ گل گیا اور اس طرح انہیں حیات بعد الموت کی روشنی عطا کر دی جو ولایت الٰہی کا خاصہ ہے۔

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ

کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا؟ پس اللہ نے سو (۱۰۰) برس تک اسے مردہ رکھا پھر اس کو دوبارہ زندگی دی

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ

اور اس سے پوچھا: بتاؤ کتنی مدت (مردہ) رہے ہو؟ اس نے کہا: ایک دن یا اس سے کم۔

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ

اللہ نے فرمایا: نہیں بلکہ سو (۱۰۰) برس(مردہ) پڑے رہے ہو۔ ذرا اپنے کھانے پینے کی

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ (12) وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ

چیزوں کو دیکھو جو سڑی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو۔ ہم نے یہ اس لیے کیا ہے

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ

تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے نشانی بنائیں، پھر ان ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انہیں کس طرح اٹھاتے ہیں

نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ

پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ یوں جب اس پر حقیقت عیاں ہو گئی تو اس نے کہا:

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

میں جانتا ہوں کہ اللہ [۱۵۵] ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (259) اور (وہ واقعہ یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا:

رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ

میرے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ [۱۵۶] فرمایا: کیا آپ ایمان نہیں رکھتے؟ کہا:

بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ

ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان مل جائے۔ فرمایا: پس چار پرندوں کو پکڑ لو

عربی حاشیہ

(11) وہ مکانات جن کی چھتیں گر جائیں اور پھر دیواریں بھی ڈھے جائیں۔

اَنّٰی کیف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(12) یہ لفظ سنہ سے نکلا ہے۔ یعنی اس پر برس نہیں گزرے اور مدت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۵۸ میں جناب ابراہیمؑ کے مقابل کا نام نہیں ہے لیکن درمنثور میں حضرت علیؑ کے حوالہ سے نمرود بن کنعان بتایا گیا ہے۔

ف: بت پرستی کی تاریخ کا تعین تو مشکل ہے البتہ اس کی امکانی بنیاد یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں خدا کا تصور موجود تھا اور کمزوری عقل و دماغ کی بنا پر محسوسات کا عادی تھا لہٰذا اس نے خدا کو بھی محسوس شکل میں دیکھنا چاہا اور اس طرح بت پرستی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ بالکل اس طرح ہے کہ اگر بچہ کو بھوک لگ جائے اور بروقت صالح غذا نہ ملے تو وہ گندگی کو کھانے لگتا ہے۔ انسانیت بالکل ابتدائی مراحل میں تھی اور

اردو حاشیہ

(۱۵۵) اگر جناب عزیزؑ یہ کہتے کہ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ خدا ہر شے پر قادر ہے تو ولی خدا نہ رہ جاتے۔ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے۔ صرف اس منظر کو دیکھنا چاہتا تھا اور وہ اب دیکھ لیا۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو معیار حقائق نہ قرار دے اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کا انکار نہ کرے۔ پروردگار عالم عقلوں سے بالاتر امور بھی انجام دے سکتا ہے۔

(۱۵۶) امام رازی نے بارہ اقوال نقل کئے ہیں کہ جناب ابراہیمؑ نے یہ سوال کیوں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مبلغ اپنی قوم کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کا سابقہ نمرود سے تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ **احیاء الموتی** کا منظر دیکھ لیں اور پھر نمرود سے بحث کریں ورنہ وہ کہہ دے گا کہ تمہارا خدا بھی نہیں کر سکتا اور کھلی ہوئی بات ہے کہ مشاہدہ شرط ایمان نہیں ہے لیکن تبلیغ کی منزل میں بے حد افادیت رکھتا ہے۔

الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ

پھر ان کے ٹکڑے کرو پھر ان کا ایک ایک حصہ ہر پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں بلاؤ

مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا ؕ وَاعۡلَمۡ

وہ تیزی سے آپ کے پاس (۱۵۷) چلے آئیں گے اور جان رکھو اللہ بڑا

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(260)جو لوگ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں

اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ

ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس کی سات بالیاں اگ آئیں

سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ

جن میں سے ہر بالی کے اندر سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے عمل) کو چاہتا ہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ

دگنا کر دیتا ہے اللہ بڑا کشائش والا، دانا ہے۔ (261)جو لوگ اپنا مال راہ خدا (۱۵۸) میں

اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَآ اَنۡفَقُوۡا

خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ

نہ ایذا دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے۔

عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَةٌ

انہیں نہ کوئی خوف ہو گا نہ کوئی پریشانی۔(262)نرم کلامی اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے

عربی حاشیہ

اسے الوہیت کا مکمل شعور حاصل نہ تھا اس نے بت پرستی ہی کو تسکین روح کا ذریعہ بنالیا۔

(13) صاد پر پیش ہے تو اس کے معنی مائل کرنے کے ہیں اور زیر ہے تو اس کے معنی ٹکڑے کرنے کے ہیں اور اس صورت میں الیک کا تعلق فخذ سے ہوگا۔

(14) من احسان جتانا ہے اور اذیت دل دکھانا ہے کہ انسان احسان کرنے کے بعد اپنی برتری کا اظہار کرے۔

(15) خوبصورتی کے ساتھ سائل کو رد کردینا اور اس کی جذباتی ناراضگی کو معاف کردینا۔

فائدہ

کہا جاتا ہے کہ چار پرندے۔ مور، مرغ، کبوتر اور کوا جذبہ نمائش، جنس، لہوولعب اور آرزو کے بہترین مرقع ہیں اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردینا ہی انسانیت کا کمال ہے۔ نیز روایات میں پہاڑوں کی تعداد دس بتائی گئی ہے کہ گویا جزء کا اطلاق دسویں حصہ پر ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵۷) یہ طائروں کی صلاحیت تھی کہ مرنے کے بعد بھی نبی کی آواز پر چلے آئے اور وہ مسلمان تھے کہ احد میں حضور پکارتے رہے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

(۱۵۸) اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت دعوت الی اللہ، جہاد اور انفاق کی ہے یہاں سے انفاق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اس کے شرائط اور فوائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ انفاق میں اخلاص درکا ہے، ریا کاری، احسان گذاری اور ایذا رسانی نہ ہو ورنہ سارا کار خیر برباد ہو کر رہ جائے گا۔

صدقہ دیتے وقت یہ بھی یاد رہے کہ خدا بے نیاز ہے۔ اسے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہاری منت گذاری کو برداشت کر لیتا ہے تو یہ اس کا حلم ہے، ورنہ وہ سزا بھی دے سکتا ہے۔

ریا کاروں کو کافرین سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ریا کاری میں خدا کے علاوہ دوسرے افراد کو منظور و مقصود بنایا جاتا ہے۔ اور یہ بات حقیقت اسلام و ایمان کے منافی ہے جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن ریا کار کو اس شخص کے حوالے کر دیا جائے گا جس کو دکھانے کے لئے عمل انجام دیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ کسی اجر و ثواب پر قادر نہ ہوگا۔

خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ يَّتۡبَعُهَآ اَذًى‌ ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ﴿۲۶۳﴾

جس کے بعد (خیرات لینے والے کو) ایذا دی جائے۔ اللہ بڑا بے نیاز، بڑا بردبار ہے۔(263)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ

ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کرو

وَالۡاَذٰى ۙ كَالَّذِىۡ يُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا

جو اپنا مال صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور وہ اللہ

يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفۡوَانٍ [16]

اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ پس اس کے خرچ کی مثال اس چٹان کی سی ہے

عَلَيۡهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلۡدًا‌ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ

جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو پھر اس پر زور کا مینہ برسے اور اسے صاف کر ڈالے۔

عَلٰى شَىۡءٍ مِّمَّا كَسَبُوۡا‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ

(اس طرح) یہ لوگ اپنے اعمال سے کچھ بھی اجر حاصل نہ کرسکیں گے اور اللہ کافروں کی

الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمُ ابۡتِغَآءَ

راہنمائی نہیں کرتا۔ (264)اور جو لوگ اپنامال اللہ کی خوشنودی کی خاطر

مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَتَثۡبِيۡتًا [17] مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ كَمَثَلِ جَنَّةٍ [18]

اور ثبات نفس سے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے

بِرَبۡوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُكُلَهَا ضِعۡفَيۡنِ‌ۚ فَاِنۡ

جو اونچی جگہ پر واقع ہو جس پر زور کا مینہ برسے [۱۵۹] تو دگنا پھل دے اور اگر تیز بارش نہ ہو تو

عربی حاشیہ

آیت نمبر ۲۶۱ میں انفاق کرنے والے کی مثال حبہ کو قرار دے کر اس کے وجود کی برکت اور اس کے عمل کے ساتھ متحد ہوجانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(16) صفوان۔ بالکل صاف پتھر۔ وابل۔ تیز بارش جس کے قطرات بڑے بڑے ہوں۔ صلد۔ صاف چٹ۔ جس کے سر پر بال نہیں ہوتے اسے بھی صلد کہا جاتا ہے۔

(17) تثبیت۔ اپنے نفس کو کار خیر کے لئے آمادہ کرنا۔ یہ من لام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(18) جنت۔ گھنے باغ کو کہا جاتا ہے جس میں خالی جگہ نظر نہ آئے۔ ربوہ۔ بلندی کا نام ہے جہاں درخت زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ طل۔ معمولی بارش کا نام ہے۔ اعصار۔ تیز جھکڑ کی ہوا جس کا سلسلہ زمین سے آسمان تک قائم ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۵۹) ریاکار، منت گذار، ایذا رسان، کافر افراد کے انفاق کا تذکرہ کرنے کے بعد اب صاحبان ایمان وعقیدہ کے انفاق کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان کی مثال اس باغ کی ہے جس کی زمین نہایت درجہ پاکیزہ اور زرخیز ہو اور ہلکی بارش سے بھی پیداوار ہو جائے اور تیز بارش سے بلافصل بھی پھل پیدا ہوسکیں۔ انسان کی سخاوت ایک طرح کی بارش کرم ہے اور جیسی بارش ہوگی ویسی ہی پیداوار ہوگی۔ کھجور اور انگور کا تزکرہ صرف بطور مثال ہے ورنہ تمام ثمرات اور پھلوں کی مثال سمجھی جاسکتی ہے۔

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾

ہلکی پھوار بھی کافی ہو جائے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (265)

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ

جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور اس میں اس کے لیے ہر قسم کے میوے موجود ہوں

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ

اور جب بڑھاپا آجائے اور اس کے بچے بھی ناتواں ہوں تو ناگہاں یہ باغ ایک ایسے بگولے کی

اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

زد میں آ جائے جس میں آگ ہو [۱۶۰] اور وہ جل جائے؟ اللہ یوں تمہارے لیے نشانیاں

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

کھول کر بیان کرتا ہے شاید تم غور و فکر کرو۔(266)اے ایمان والو! [۱۶۱] جو مال تم

اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ

کماتے ہو اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے ان میں سے

مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ [17] مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

عمدہ حصہ (راہ خدا میں) خرچ کرو اور اس میں سے ردی چیز دینے کا قصد ہی نہ کرو

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۗ وَاعْلَمُوْٓا

اور (اگر کوئی وہی تمہیں دے تو) تم خود اسے لینا گوارا نہ کرو گے۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو

عربی حاشیہ

(17) خبیث۔ طیب کے مقابلہ میں وہ مال جو پاکیزہ بھی نہ ہو اور اچھا بھی نہ ہو۔

یہ وعدہ وعید کے معنی میں ہے کہ انفاق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے۔

فقر کے معنی کمر ٹوٹ جانے کے ہیں اور فحشاء کے معنی بخل کے ہیں۔ عام طور سے قرآن مجید میں فحشاء زنا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۶۵ میں صحیح انفاق کے دو جذبات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ رضائے الٰہی اور کمالات کو نفس میں ثابت بنانا اور اس بنیاد پر مِنْ۔ فی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

نیز آیت نمبر ۲۶۸ کے ذیل میں مولائے کائنات کا یہ ارشاد گرامی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پریشانی میں انفاق کرو تا کہ پریشانی سے نجات حاصل ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۶۰) یہ ایک خاص تنبیہ ہے کہ اگر انسان ضعیفی میں صاحب اولاد ہونے کے بعد اپنے اموال کی بربادی پسند نہیں کرتا تو عمل کرنے کے بعد جب نتائج حاصل کرنے کا وقت آ جائے تو اپنے عمل کو احسان جتا کر یا اذیت دے کر برباد نہ کرے ورنہ اس کے بعد دوبارہ عمل کرنے کا امکان نہ رہ جائے گا۔

(۱۶۱) نیت کے بعد اصل مال کا تذکرہ کیا گیا کہ صرف نیت کی پاکیزگی ہی کافی نہیں ہے مال کو بھی پاکیزہ ہونا چاہئے اور کسب و کار یا پیداوار سب میں سے راہِ خدا میں انفاق ہونا چاہئے۔ شیطان مستقبل کا خوف دلا کر بخل کی دعوت دیتا ہے لیکن مسلمان کو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئے کہ دنیا خراب بھی ہو گئی تو آخرت بہرحال محفوظ رہے گی اور پروردگار کے لئے بہرحال ہلاکت اور موت نہیں ہے۔

اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ[18] الۡفَقۡرَ

اللہ بڑا بے نیاز اور لائق ستائش ہے۔ (267) شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے

وَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَۃً

اور بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے جب کہ اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے،

مِّنۡهُ وَفَضۡلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۖۙ یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَةَ

اللہ بڑا صاحب وسعت، دانا ہے۔ (268) وہ جسے چاہتا ہے

مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا

حکمت (۱۶۲) عطا کرتا ہے اور جسے حکمت دی جائے گویا اسے

کَثِیۡرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَاۤ

خیر کثیر دیا گیا ہے اور صاحبان عقل ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ (269) اور تم

اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ[19] اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

جو کچھ (۱۶۳) خرچ کرتے یا نذر مانتے ہو اللہ کو اس کا علم ہے

یَعۡلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنۡ تُبۡدُوا

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (270) اگر تم علانیہ

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ

خیرات دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ طور پر اہل حاجت کو دو تو

فَهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ وَیُکَفِّرُ[20] عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِکُمۡ ؕ

یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اور یہ تمہارے کچھ گناہوں کا کفارہ ہو گا

عربی حاشیہ

(18) ہر وہ قول یا عمل جس میں استحکام پایا جاتا ہو اور صرف ہوائی نہ ہو۔

(19) نفقہ۔ کسی بھی طرح کا خرچ اور نذر خدا کے لئے کسی بھی کام کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا۔

(20) تکفیر۔ پردہ پوشی کے معنی میں ہے۔ انسان فقراء کی غربت کی پردہ پوشی کرے گا تو خدا اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا۔ مِن تبعیض کے لئے ہے۔ صدقہ سارے گناہوں کا علاج نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶۲) حکمت مستحکم اور حکیمانہ قول و عمل کا نام ہے۔ انفاق کے احکام بیان کرنے کے بعد اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی کہ جو کام بھی انجام دو اس میں استحکام ہونا چاہئے۔ برسات میں بہہ جانے والے باغ اور ادنی فساد نیت سے برباد ہو جانے والے عمل کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہر عمل کو عقل و منطق اور ایمان و کردار و اخلاص کی بنیادوں پر مستحکم ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر عمل کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور استحکام پیدا ہو جائے تو اس میں خیر کثیر پیدا ہو جاتا ہے جسے سمجھنے کے لئے بھی عقل و منطق درکا ہے۔

(۱۶۳) انفاق کے مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے ان نکات کی مزید وضاحت کی گئی ہے کہ خدا تمہارے انفاق سے باخبر ہے وہ اجر ضرور دے گا لیکن اس کی مرضی کے خلاف انفاق کیا تو جس کے لئے بھی کرو گے کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔

صدقہ ہر حال میں بہتر ہے چاہے چھپا کر دیا جائے کہ ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو یا علی الاعلان دیا جائے کہ دوسروں میں بھی شوق پیدا ہو بشرطیکہ دکھانے کے لئے نہ ہو۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (271) آپ کے ذمے نہیں ہے کہ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

انہیں (جبراً) (۱۶۴) ہدایت دیں، بلکہ خدا ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

اور تم جو بھی مال خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرو گے

اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا

اور جو مال تم خرچ کرو گے اس کا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کوئی

تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

زیادتی نہیں ہوگی۔ (272) ان فقراء پر خرچ کرو (۱۶۵) جو راہ خدا میں اس طرح گھر گئے ہیں کہ وہ (معیشت کے لیے)

اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ

زمین میں دوڑ دھوپ نہیں کرسکتے۔ ناواقف لوگ ان کی حیاء و عفت کی بناء پر

الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

انہیں مالدار خیال کرتے ہیں حالانکہ ان کے قیافے سے تم ان (کی حاجت مندی)

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

کو پہچان سکتے ہو وہ تکرار کے ساتھ نہیں مانگتے اور تم جو مال خرچ کرتے ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ

اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ (273) جو لوگ اپنا مال (۱۶۶) شب و روز پوشیدہ

عربی حاشیہ

(21) یہ ہدایت منزل مقصود تک پہنچا دینے کے معنی میں ہے۔

(22) تعفف۔ عفت کی بنا پر عمل نہ کرنا۔

(23) الحاف۔ الحاح وزاری کے ساتھ کام انجام دینا۔

فائدہ

روایات میں وارد ہوا ہے کہ سات قسم کے افراد کو پروردگار روز قیامت اپنے خاص سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔

بادشاہ عادل، جوان صالح، مسجد سے دل لگانے والا انسان، خدا کے بارے میں باہمی انس ومحبت رکھنے والے دوست، جس شخص کو عورت دعوت زنا دے اور وہ کہہ دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں جو شخص مخفی طریقہ سے صدقے دے اور جو مسلسل ذکر خدا کرتا رہے۔

O آیت نمبر ۲۷۳ علامت ہے کہ یہ پیشہ ور فقیر نہیں ہیں بلکہ مجبوراً سوال بھی کرتے ہیں تو اصرار نہیں کرتے۔

اردو حاشیہ

(۱۶۴) بعض لوگوں نے اپنے پرانے رشتہ داروں کی امداد بند کردی کہ یہ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ رب العالمین نے واضح کر دیا کہ یہ تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔ تمہارا کام صرف بتا دینا ہے۔ اس کے بعد معاملہ ہمارے حوالے ہے اور ہماری سزا آخرت میں ہے ہم دنیا میں کسی کا رزق بند نہیں کرتے ہیں۔

(۱۶۵) مدینہ میں ۳۰۰ یا ۴۰۰ افراد تھے جن کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا اور مختلف مقامات کے ستائے ہوئے آ کر جمع ہو گئے تھے۔ رسول اکرمؐ نے مسجد کے ایک حصہ (صفہ) میں آباد کر دیا تھا۔ لوگوں کو تعلیم قرآن وغیرہ دیتے تھے اور وقت ضرورت جہاد میں شرکت کرتے تھے۔

قرآن مجید نے واضح کیا کہ ان سے بہتر کوئی مصرف نہیں ہے اور یہ ہر صدقہ کے حق دار ہیں۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام بے کار بٹھا کر کھلانا چاہتا ہے۔ بلکہ اصحاب صفہؓ میں پانچ صفتیں تھیں:-

۱۔ راہ خدا میں محصور تھے یعنی خدمت دین کر رہے تھے۔ ۲۔ کسی طرف جانے اور کام کرنے کے قابل نہیں تھے۔ ۳۔ صاحبان حیا و غیرت و عفت تھے۔

۴۔ چہرہ سے غربت کے آثار نمودار تھے۔ ۵۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔

وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور علانیہ طور پرخرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

اور انہیں نہ کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ مخزون ہوں گے۔ (274)

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ

جو لوگ (۱۶۷) سود کھاتے ہیں وہ بس اس شخص کی طرح اٹھیں گے جس کو

الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ (24) الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا

شیطان نے چھو کر حواس باختہ کیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں:

اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرر دیا ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

تو جس شخص تک اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ سود لینے سے باز آگیا تو

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

جو پہلے لے چکا وہ اسی کا ہوگا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے اعادہ کیا تو ایسے لوگ جہنمی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ (25) اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔(275) اللہ سود کو ناپائیدار اور خیرات کو بابرکت بنا دیتا ہے

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔(276) البتہ جو لوگ

منزل ۱

عربی حاشیہ

(24) خبط۔ ناہموار حرکتیں کرنا اور بدحواس ہوجانا۔

(25) محق۔ نقصان یعنی برکت کا اٹھ جانا۔

ف: مسّ شیطان جنون کے بارے میں عربی محاورہ بھی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مخصوص حالات میں شیطان دخل اندازی کر کے انسان کی فکر پر غالب آجاتا ہو۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۷۸ ایمان سے شروع ہوتی ہے اور خدا اور رسولؐ سے جنگ پر تمام ہوتی ہے جس کا کھلا ہوا مقصد یہ ہے کہ سودخواری درحقیقت خدا اور رسول کے خلاف اعلان جنگ ہے اور اس طرح توحید اور رسالت دونوں کے تقاضے مجروح ہوجاتے ہیں۔ خدا رحمان اور رحیم ہے اور اس نے پیغمبر کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے سود سب سے پہلے انسان کے دل سے جذبۂ رحم وکرم کو چھین لیتا ہے۔ اس کے بعد اس کا اعتماد خدا کی رزاقیت سے ہٹا کر سود کی کمائی پر مرکوز کر دیتا ہے۔

اردو حاشیہ

ایسے افراد ہوں تو اسلام ان کی کفالت کا حکم دیتا ہے نہ کہ ہر کاہل اور بے کار آدمی کی کفالت کا۔

(۱۶۶) یہ آیتِ کریمہ بروایت ابن عباس مولائے کائنات حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ آپ کے پاس چار درہم تھے اور آپ نے ایک ایک کر کے مختلف اوقات میں راہ خدا میں خرچ کر دیئے تو آیت نازل ہوگئی۔

(۱۶۷) صدقات کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بیان کرنے کے بعد اب اس کے متوازی مصرف یعنی سود کا ذکر کیا گیا۔ جو عالم اقتصادیات میں یہودیوں کی ایجاد ہے جن کا ''خدائے وحدہ لاشریک'' صرف مال ہے۔ ان لوگوں نے لوگوں کے اموال کو گھسیٹنے کے لئے سود کا راستہ نکالا اور فلسفہ یہ ایجاد کیا کہ سود میں بھی منفعت ہے جس طرح تجارت میں منفعت کے لئے مال لگایا جاتا ہے لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہے۔ قرآن مجید نے دونوں کے فرق کو حلال اور حرام سے تعبیر کیا کہ تجارت حلال ہے اور سود حرام اور اس کا راز یہ ہے کہ تجارت میں مال خطرہ میں ڈالا جاتا ہے۔ کرایہ میں مکان یا دکان خطرہ میں رہتی ہے اور سود میں اصل مال بالکل محفوظ رہتا ہے لہٰذا اضافہ کا کوئی بدل نہیں ہے اور جس مال کا کوئی بدل نہ ہو وہ حرام ہے۔

یاد رکھئے کہ سود کی دو قسمیں ہیں...... قرض کا سود جو بہر صورت حرام ہے اور تجارت کا سود جہاں دو ہم جنس چیزوں کا سودا ہو اور وہ ناپ تول والی ہوں۔ اس

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
ایمان لے آئیں اور نیک عمل بجا لائیں نیز نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے اور ان کے لیے نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا
رنجیدہ ہوں گے۔ (277)اے ایمان والو اللہ کا خوف کرو اورجو سود

مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ
(لوگوں کے ذمے) باقی ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ (278)لیکن اگر تم نے

تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا (26) بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ
ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم

تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا
نے توبہ کرلی تو تم اصل سرمائے کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر

تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ (27) فَنَظِرَةٌ اِلٰى
ظلم کیا جائے گا۔ (279)اور (تمہارا قرض دار) اگر تنگدست ہو تو کشائش تک

مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مہلت دو اور اگر سمجھو تو معاف کر دینا ہی تمہارے لیے

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا (28) تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ
بہتر ہے۔ (280)اور اس دن کا خوف کرو جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

منزل ۱

عربی حاشیہ

سود ایک اجتماعی ظلم ہے جس کا نتیجہ تحمل ظلم بھی ہوتا ہے جب کہ سارا سماج ظلم کا عادی بن جاتا ہے تو خود ظالم کو بھی دوسروں کا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے۔

(26) یعنی علم ویقین رکھو کہ اس طرح خدا ورسول سے جنگ ہونے والی ہے۔

(27) عسرت۔ تنگدستی اور نظرہ۔ مہلت ہے۔

(28) مجمع البیان میں نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت بالکل آخر حیات پیغمبرؐ کی ہے جس کے بعد آپ صرف ۲۱ دن اس دار دنیا میں زندہ رہے اور پھر انتقال فرما گئے۔

اردو حاشیہ

کے علاوہ باقی معاوضات کا اضافہ حرام نہیں ہے......جس طرح کہ کافر شخص یا کافر بینک کا اضافہ جائز ہے کہ دراصل وہ مالک کا مال نہیں ہے کہ اسے سود میں دیا جائے بلکہ مسلمان کے خدا کا مال ہے جو کافر کے قبضہ میں چلا گیا ہے اور سود کے نام پر اسے برآمد کیا جا رہا ہے۔ کافر خدا کا منکر ہے تو دین خدا اس کی ملکیت کا اقرار کس طرح کرسکتا ہے۔ آیات کریمہ میں سود کے بارے میں حسب ذیل ہدایات دی گئی ہیں۔

۱۔ سودخوری خبط الحواسی ہے کہ انسان تمام اقدار کو بھول کر صرف پیسہ کی فکر میں رہتا ہے۔

۲۔ سود سے صدقہ کا جذبہ کمزور ہوتا ہے کہ اضافہ کی فکر میں رہنے والا خرچ کی فکر نہیں کرسکتا۔

۳۔ سود کی حرمت سے پہلے کے معاملات معاف کر دیئے گئے ہیں۔

۴۔ سود کو حلال اور تجارت کے مثل قرار دینے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

۵۔ سود سے بظاہر اضافہ ہوتا ہے لیکن واقعاً برکت ختم ہو جاتی ہے اور صدقہ سے بظاہر کمی ہوتی ہے لیکن واقعاً دس گناہ، سو گنا، ہزار گنا اور لاکھ گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾

وہاں ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا بدلہ مل جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ (281)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ (29) اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ (30) اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا (31) اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ ھُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ (32) ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ (33)

اے ایمان والو جب کسی معینہ مدت کے لیے قرض کا معاملہ (۱۶۸) کرو تو اسے لکھ دیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارے درمیان انصاف کے ساتھ تحریر کرے اور جسے اللہ نے لکھنا سکھایا اسے لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ وہ دستاویز لکھے اور املاوہ شخص کرائے جس کے ذمے قرض ہے اور اسے اپنے رب یعنی اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر قرضدار کم عقل یا ضعیف یا مضمون لکھوانے سے عاجز ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ املاکرائے پھر تم لوگ اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو اپنی پسند کے مطابق ایک مرد اور دو عورتوں کو (گواہ بناؤ) جن گواہوں کو تم پسند کرو

عربی حاشیہ

(29) دین اور قرض میں یہ فرق ہے کہ قرض میں وہی جنس واپس کی جاسکتی ہے اور دین میں جنس اور قیمت دونوں کا امکان رہتا ہے۔

(30) کتابت کو عدل وانصاف کے مطابق ہونا چاہیے۔ کاتب کا عادل ہونا شرط نہیں ہے۔

(31) سفیہہ۔ جو مالیات میں صحیح تصرف نہ کرسکے۔

ضعیف یعنی بچہ اور نابالغ اور جو املاء نہ کرسکے یعنی مجنون۔

(32) یہ اشارہ ہے کہ گواہ کو مسلمان ہونا چاہیے اگر خود معاملہ مسلمانوں کا ہے۔

(33) دینی اعتبار سے پسندیدہ ہونا گواہ کی عدالت کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

۶۔ سودخوری پر قائم رہنا خدا اور رسول سے جنگ کے مترادف ہے۔

۷۔ آیت کے نزول کے بعد توبہ کر لینے والوں کو اپنا اصل سرمایہ لینے کا حق ہے۔

۸۔ سودخور کافر اور گنہگار کے حکم میں ہے۔

۹۔ سود تو سود اصل قرض میں بھی پریشان حال پر جبر کرنے کا حق نہیں ہے۔

۱۰۔ سودخوار کا حساب روزِ قیامت بہت سخت ہوگا جب وہ شیطان کے زیر اثر مخبوط الحواس اور جواب دینے کے لائق بھی نہ ہوگا۔

(۱۶۸) اسلامی نظام میں مالیات کا مسئلہ انتہائی اہم اور سنگین ہے۔ لہٰذا اس سورہ مبارکہ میں اس کے تمام پہلوؤں کو واضح کر دیا گیا ہے۔ پہلے صدقات وخیرات کا ذکر کیا گیا اور اس کے آداب بیان کئے گئے...... پھر انفاق کو موضوع قرار دیا گیا اور اس کے اصول وقواعد معین کئے گئے۔ اس کے بعد قرض کا مسئلہ اٹھایا گیا کہ جب بھی قرض کا لین دین ہو تو اس کی لکھا پڑھی ضروری ہے اور اس کی بے حد تاکید ہے اگرچہ آیت کے بعض اشارات کی بناء پر فقہائے نے اسے واجب نہیں قرار دیا لیکن مسئلہ اتنا ہی سنگین ہے کہ اس کی چار مرتبہ تاکید کی گئی ہے اور پھر قرض دار کو متنبہ کیا گیا ہے کہ مضمون لکھوانے میں بے ایمانی نہ کرے اور خدا سے ڈرتا ہے۔ پھر غیر مکلّف یا نادان لوگوں کے قرض کے اصول طے کئے گئے۔ پھر کتاب کے علاوہ شہادت کی ضرورت کی طرف متوجہ کیا گیا اور اس کی افادیت کا تذکرہ کر دیا گیا۔

مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ (34) اِحْدٰىهُمَا

تا کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب گواہ گواہی کے لیے

الْاُخْرٰى ؕ وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا

طلب کیے جائیں تو انہیں انکار نہیں کرنا چاہیے اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا مدت کے تعین کے ساتھ

تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ

اسے لکھنے میں تساہل نہ کرو۔یہ بات اللہ کے نزدیک قرین انصاف ہے

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا

اور شہادت کے لیے زیادہ مستحکم طریقہ ہے اور اس سے تم اس بات کے

تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا

زیادہ نزدیک ہو جاتے ہو کہ شک و شبہ نہ کرو مگر یہ کہ تم آپس میں جو دست بدست

بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

تجارتی معاملات کرتے ہو ان کے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ ۪ وَلَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا

البتہ جب خرید و فروخت کیا کرو تو گواہ بنا لیا کرو اور کاتب اور گواہ کو نقصان نہ دیا جائے اور

شَهِیْدٌ ؕ۬ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

ایسا کرنا تمہارے حق میں گناہ کی بات ہے اور اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ تمہیں

وَیُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ

تعلیمات سے آراستہ فرماتا ہے اور اللہ تو ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔(282)اور اگر تم

عربی حاشیہ

(34) یہ اشارہ ہے کہ عورتوں کی گواہی میں سب کو ایک ساتھ گواہی دینا چاہیے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۸۲ قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے جس میں ۱۸ مختلف احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مثلاً: (۱) قرض کے لئے تحریری ثبوت کا ہونا۔ (۲) دستاویز کا کسی ثالث کا لکھنا۔ (۳) کتابت میں انصاف کا پیش نظر رکھنا۔ (۴) کتابت سے گریز نہ کرنا۔ (۵) مقروض کا املا کرنا کہ بعد میں انکار نہ کرے۔ (۶) تقویٰ کا پیش نظر رکھنا۔ (۷) مقروض نادان ہو تو ولی کا املا کرنا۔ (۸) ولی کا انصاف کو پیش نظر رکھنا۔ (۹) دو گواہوں کا گواہی دینا۔ (۱۰) گواہوں کا بالغ ہونا۔ (۱۱) گواہوں کا رجالکم یعنی مسلمانوں میں سے ہونا۔ (۱۲) مرد نہ ہوں تو دو عورتوں کا گواہ بننا۔ (۱۳) عورتوں کا متحدہ طور پر گواہی دینا۔ (۱۴) ہر قسم کے قرض کی دستاویز کا ہونا۔ (۱۵) نقدی معاملہ کا دستاویز سے آزاد ہونا۔ (۱۶) نقدی میں بھی

اردو حاشیہ

اس کے بعد نقدی تجارت کے اصول معین کئے گئے اور وہاں کتابت کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے شہادت کی اہمیت کا اظہار کیا گیا اور ان تمام مقامات پر تقویٰ اور خوف خدا کا مسلسل تذکرہ کیا گیا تا کہ انسان اس نکتہ کی طرف متوجہ رہے کہ کاروبار کا ہنر خوف خدا میں ہے بے ایمانی میں نہیں ہے۔ دور حاضر میں یہ نکات انتہائی قابل توجہ ہیں جب کہ کاروبار، شریعت سے بالاتر ایک قانون کا نام ہو گیا ہے اور کاروبار کے نام پر بہت سے حرام، حلال بھی کر لئے جاتے ہیں۔

عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ

حالت سفر میں (۱۶۹) ہو اور کوئی لکھنے والا میسر نہ آئے تو قبضے کے ساتھ رہن پر معاملہ کرو۔ اگر تم

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ

ایک دوسرے پر اعتبار کرو تو جس پر اعتبار کیاجائے اسے چاہیے کہ امانت ادا کرے

اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ

اور اپنے رب یعنی اللہ سے ڈرو اور شہادت نہ چھپاؤ اور جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہگار ہوتا ہے

قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب آگاہ ہے۔(283) جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

اور زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور تم اپنے دل (۱۷۰) کی باتیں ظاہر کرو یا چھپاؤ

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

اللہ تم سے حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے معاف کرے اور جسے چاہے عذاب دے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(284)رسول اس کتاب پر ایمان رکھتا ہے (۱۷۱)

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اورسب ایمان والے بھی اللہ

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور (وہ کہتے ہیں:) ہم رسولوں میں

عربی حاشیہ

گواہوں کا ہونا۔ (۱۷) گواہوں پرسختی کا نہ ہونا۔

(35) رہان۔ رہن کی جمع ہے یعنی وہ مال جو قرض میں بطور ضمانت رکھا جاتا ہے مقبوضہ کی قید کا اشارہ ہے کہ رہن کی تکمیل قبضہ کے بعد ہی ہوتی ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۸۴ میں محاسبہ کاموضوع قلبی اعمال میں نیت نہیں ہے .....ورنہ اسلام میں نیت کا محاسبہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶۹) یہ قرض وتجارت کا آخری مرحلہ ہے جہاں کسی وجہ سے کاتب میسر نہ ہوتو رہن سے کام لیا جائے اور وہ بھی ممکن نہ ہوتو اعتبار کا سہارا لیا جائے اور جس پر اعتبار کیا جائے وہ تقویٰ الٰہی کو نگاہ میں رکھے اور کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہ لگائے۔

(۱۷۰) قانونی اعتبار سے دل کی باتوں پر محاسبہ نہیں ہوتا ہے اور خدا اسے معاف کر دیتا ہے لیکن اس کی طرف اشارہ اس لئے ضروری تھا کہ انسان پاکیزگیٔ نفس کی فکر کرے اور یہ سمجھے کہ خدا دلوں کے فسادات سے بھی باخبر ہے۔ دل پاکیزہ ہو جائے گا تو اعمال کا فساد بھی خودبخود ختم ہو جائے گا۔

(۱۷۱) رسول اپنے احکام پر ایمان نہ رکھے تو رسول کس طرح ہوگا۔ اس مقام پر غالبًا اس نکتہ کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ بہت سے رہنما دوسروں کو ہدایات دیتے ہیں اور خود اپنی ہدایت پر عملاً اعتبار نہیں کرتے۔ رسولؐ کی شان اس سے بالکل مختلف اور بلندتر ہے۔ وہ اپنے احکام پر دوسروں سے زیادہ ایمان رکھتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے۔

اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ

تفریق کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی، پالنے والے ہم تیری بخشش کے

رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔(285)اللہ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمے داری

وُسْعَهَا (36) ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ (37) وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

نہیں ڈالتا۔ ہر شخص جو نیک عمل کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہے۔اور جو بدی کرتا ہے اس کا انجام بھی اسی کو بھگتنا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

پروردگارا! ہم سے بھول چوک (۱۷۲) ہو گئی ہو تو اس کا مواخذہ نہ فرما۔ پروردگارا!

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا (38) كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈال دیا تھا۔

قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ (39)

پروردگارا! ہم جس بوجھ کے اٹھانے کی طاقت (۱۷۳) نہیں رکھتے وہ ہمارے سر پر نہ رکھ

عَنَّا ۫ وَاغْفِرْ لَنَا ۫ وَارْحَمْنَا ۫ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

پروردگارا! ہمارے گناہوں سے در گزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا مالک ہے،

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

کافروں کے مقابلے میں ہماری نصرت فرما۔(286)

عربی حاشیہ

(36) وسعت۔ طاقت سے کمتر درجہ کا نام ہے یعنی تکالیف شریعت میں طاقت کا لحاظ نہیں کیا گیا بلکہ وسعت اور آرام کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ ورنہ انسان کی طاقت واجبات و محرمات سے کہیں زیادہ ہے۔

(37) کسب اور اکتساب میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اکتساب میں زیادہ کوشش کرنا پڑتی ہے اور اس کا رازیہ ہے کہ نیکی فطرت کے مطابق ہے اور برائی خارجی اسباب سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا واقعاً اسے حاصل کرنا پڑتا ہے۔

(38) سنگین بوجھ جیسے بنی اسرائیل میں پچاس نمازوں کا واجب ہونا، چوتھائی زکوٰۃ ادا کرنا یا بعض روایات کی بنا پر طہارت بدن کے لئے گوشت کا کاٹ ڈالنا وغیرہ۔

(39) عفو۔ گناہوں سے درگزر کرنا۔ مغفرت: معاف کرکے اس پر پردہ ڈال دینا۔ رحمت: پردہ پوشی کے بعد نعمت عطا کرنا۔

اردو حاشیہ

(۱۷۲) سہو و نسیان غیر اختیار امور ہیں۔ ان کے مواخذہ کا سوال نہیں ہے لیکن یہاں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہمیں اس لاپرواہی سے محفوظ رکھنا جس کی بناء پر سہو و نسیاب پیدا ہو جاتا ہے ورنہ انسان برابر متوجہ رہے تو سہو و نسیان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

(۱۷۳) پہلے یہ دعا کی گئی کہ سابق امتوں جیسی تکلیف نہ دینا اور پھر یہ التماس کی گئی کہ اس سے کمتر بھی ایسی تکلیف نہ ہو جو ہمارے لئے ناقابل تحمل ہو۔

آیت کریمہ کے ان فقرات کے بارے میں سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے کہ رب کریم ہر جملہ پر قبولیت کا اعلان کرتا ہے۔ لہٰذا انسان کو برابر ان دعاؤں کی تکرار کرتے رہنا چاہئے اور انہیں اپنی زندگی کا نصب العین اور مرکز نظر قرار دینا چاہئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ایاتها ۲۰۰ ۳ سُورَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ ۸۹ رکوعاتها ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ② نَزَّلَ عَلَيْكَ

الف۔لام۔میم (1) اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو زندہ (اور کائنات کا) زبردست نگہدار ہے۔(2) اس

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ

نے حق پر مبنی ایک کتاب (اے محمدؐ) آپ پر نازل کی جو سابقہ کتابوں (۱) کی تصدیق کر رہی ہے اور اس نے توریت

وَالْاِنْجِيْلَ ③ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ

و انجیل کو نازل کیا۔(3) اس سے پہلے انسانوں کی ہدایت کے لیے اور فرقان

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ

(حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کسوٹی) نازل فرمائی۔ جنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لیے سخت عذاب

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ④ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ

ہے، اللہ بڑا غالب آنے والا، خوب بدلہ لینے والا ہے۔ (4) زمین و آسمان کی

شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ⑤ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ

کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ (5) وہی تو ہے جو (ماؤں کے) رحموں میں

فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

جیسی چاہتا (۲) ہے تمہاری تصویر بناتا ہے۔ اس غالب آنے والے، حکمت کے مالک کے سوا کوئی

عربی حاشیہ

(1) تورات۔ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں شریعت۔ اس میں پانچ سفر ہیں: سفر تکوین، سفر خروج، سفر تثنیہ، سفر لاویین، سفر عدد، انجیل۔ یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں بشارت۔ یہ چار کتابیں ہیں: انجیل متی جو ۶۰ء میں مرتب ہوئی ہے آرامی لہجہ میں۔
انجیل مرقص جو ۶۳ء یا ۶۴ء میں مرتب ہوئی ہے۔ یونانی زبان میں۔ انجیل لوقا۔ جو یونانی ہی میں مرقص کے ساتھ مرتب ہوئی ہے اور انجیل یوحنا۔ جو یونانی زبان میں ۹۰ء میں مرتب ہوئی ہے۔
پانچویں صدی عیسوی کے اوائل میں یہ طے ہوگیا کہ انجیل کے کل ۲۷ سفر ہیں اور ان کا نام ''عہد جدید'' رکھا گیا۔ جس طرح کہ توریت کو عہد قدیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قرآن مجید کا کمال یہ ہے کہ وہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور آج ان کتابوں کا ثبوت سوائے قرآن مجید کے بیان کے کچھ نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قرآن ان کتابوں کی موجودہ شکل کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ اصل کتاب کا مصدق ہے تحریف کا ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲) صاحب مجمع البیان کا بیان ہے کہ یہاں سے تقریباً ۸۰ آیتیں نصاریٰ نجران کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو جناب عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے کے دعویدار تھے اور رسول اکرمؐ سے بحث کرنے کے لئے مدینہ آئے تھے۔ مسجد مسلمانوں نے اعتراض کیا۔ حضورؐ نے روک دیا اور پھر بحث کا آغاز ہوگیا۔
مذکورہ آیات میں اولاً قدرت خدا کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے خلق کرتا ہے۔ اس سے باپ بیٹے کے رشتے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
اس کے بعد قرآن مجید کے آیات کی نوعیت واضح کی گئی ہے کہ بعض فتنہ گر متشابہ الفاظ سے غلط فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کی تاویل کا علم صرف راسخون فی العلم کو ہے۔
یہ بھی حیرت انگیز بات ہے کہ فتنہ گروں نے خود اس آیت میں بھی اللہ پر وقف کا سہارا لے کر راسخون فی العلم کو تاویل قرآن کے علم سے الگ کر دیا۔
علمی رسوخ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان تمام آیات پر ایمان رکھے، ہدایت کے بعد انحراف سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا رہے۔ رحمت کا امیدوار بنا رہے۔

الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

معبود نہیں ہے۔ (6) وہی ذات ہے جس نے آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی

اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا

جس کی بعض آیات محکم (واضح) ہیں، وہی اصل کتاب ہیں اور کچھ متشابہ ہیں

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ اور تاویل کی تلاش میں متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ

جب کہ اس کی (حقیقی) تاویل تو صرف خدا اور علم میں راسخ مقام رکھنے والے ہی جانتے ہیں

تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

جو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ یہ سب کچھ

بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا

ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت تو صرف عقل مند ہی قبول

الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ

کرتے ہیں۔ (7) اے ہمارے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں کو

لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ

کجی میں مبتلا نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما، یقیناً تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ (8) اے ہمارے پروردگار!

اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بلا شبہ تو اس روز سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں۔ بے شک اللہ

عربی حاشیہ

(2) محکم۔ جس کے معنی واضح ہوں اور کسی تفسیر کی ضرورت نہ ہو۔ اور متشابہ جس کی تفسیر کی ضرورت ہو اور اس کے معنی دیگر آیات و روایات کی مدد سے واضح کئے جاسکیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ راسخون فی العلم کا عطف اللہ پر ضروری ہے ورنہ آیت کا مفہوم صرف خدا کو معلوم ہے تو تنزیل کا فائدہ ہی کیا ہے اور اب تک مفسرین نے کسی ایک آیت کو بھی خدا پر نہیں چھوڑا ہے اور ہر آیت کے مفہوم سے بحث کی ہے نیز سر تسلیم خم کر دینا رسوخ ایمان کی علامت ہے اس کا رسوخ علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

قیامت کے دن سے خوفزدہ رہے اور ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں سراپا التماس بنا رہے۔

لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (9) جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے اموال و اولاد (۳)

أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ

انہیں اللہ سے ہر گز کچھ بھی بے نیاز نہیں بنائیں گے اور یہ لوگ دوزخ کے ایندھن بن

وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ

کر رہ جائیں گے۔ (10) ان کا حال بھی فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا سا ہو گا

قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ

جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا پس اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے گرفت میں لے لیا

وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ

اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (11) (اے محمدؐ) جنہوں نے انکار کیا ہے ان سے کہہ دیجئے: (۴) تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے

وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ

اور جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے اور وہ بد ترین ٹھکانہ ہے۔ (12) تمہارے لیے ان دو گروہوں میں جو

آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ

(جنگ بدر کے دن) باہم مقابل ہوئے ایک نشانی تھی۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا

كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ

کافر تھا۔ وہ (کفار) ان (مسلمانوں) کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا (۵) مشاہدہ کر رہے تھے اور خدا

بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي

جسے چاہتا ہے اپنی نصرت سے اس کی تائید کرتا ہے۔ چشم بینا رکھنے والوں کے لیے اس واقعے میں

عربی حاشیہ

(3) داب کے معنی دوام کے ہیں۔ اب عادت اور طریقہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(4) یہود مدینہ مراد ہیں جنھیں رسول اکرمؐ نے بدر کے بعد متوجہ کیا کہ اب بغاوت چھوڑ دیں تو انھوں نے جواب دیا کہ کفار ناتجربہ کار تھے۔ ہمارا مقابلہ بہت سخت ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۳) قرآن مجید نے مختلف مقامات پر اہلِ دولت اور اصحاب ثروت کی مذمت کی ہے۔ انہیں طاغی، باغی، طماع، متکبر و مغرور وغیرہ قرار دیا ہے اور اس کا سبب خود ان کا مال نہیں ہے بلکہ ان کی ذہنیت ہے کہ وہ مال و اولاد ہی کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اور معنویات سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو فرعون والوں اور اس کے پہلے قوم نوحؑ، قوم ابراہیمؑ، قوم عاد و ثمود کے انجام کی طرف متوجہ کیا گیا کہ دولت کبھی اہل دولت کے کام نہیں آئی اور ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوا۔

(۴) رسول اسلامؐ نے یہودیوں کو نصیحت کی تو انہوں نے اپنی طاقت کا غرور ظاہر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب ذلیل ہوئے۔ بنی قریظہ مارے گئے۔ بنی نضیر نکال باہر کئے گئے۔ خیبر فتح ہو گیا۔ اہل فدک نے ہار مان لی اور یہودیوں کے مقدر میں جزیہ دینے کے سوا کچھ نہ رہ گیا۔

(۵) کاش مسلمانوں کا اپنے قرآن پر ایمان رہتا اور وہ امریکہ، روس اور اسرائیل کی طاقت سے مرعوب نہ ہوتے کہ خدا جب امداد کرتا ہے تو مسلمانوں کی طاقت کو کفار کی نگاہ میں بڑھا دیتا ہے اور وہ خود بخود مرعوب ہو جاتے ہیں..... لیکن یہاں صرف تلاوت، حافظہ اور حسن قرات کا مقابلہ ہے اور بس تفکر و تدبر اور عبرت و موعظت کا سوال ہی نہیں ہے۔

الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ

یقیناً بڑی عبرت ہے۔ (13) لوگوں کے لیے خواہشات نفس کی رغبت مثلاً

النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ

عورتیں، بیٹے، سونے اور چاندی کے ڈھیر لگے خزانے،

وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ

عمدہ گھوڑے، مویشی اور کھیتی زیب و زینت بنا دی گئی ہیں

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

مگر یہ سب دنیاوی زندگی کے سامان ہیں اور اچھا انجام تو اللہ ہی کے پاس ہے۔(14)

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

کہہ دیجئے: کیا میں تمہیں ان چیزوں سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟: جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ

رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے

اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ

نیز ان کے لیے پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہو گی اور اللہ بندوں پر خوب نگاہ

بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

رکھنے والا ہے۔ (15) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان (۶) لائے

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ

پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آتش جہنم سے بچا۔ (16) یہ لوگ صبر کرنے والے،

عربی حاشیہ

(5) قنطار مال کثیر کا نام ہے۔
مقنطرہ۔ یعنی مجتمع، خیل: اسم جمع ہے۔
مسومہ: وہ جانور ہیں جنھیں چارے کا خوب موقع ملا ہو یا ان پر خوبی کا نشان لگا دیا گیا ہو۔
انعام: اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا نام ہے۔
حسن المآب: بہترین بازگشت جس کی طرف سب رغبت کریں۔ رضوان: مرضیٔ پروردگار۔
ازواج مطہرہ: جو ہر طرح کی گندگی اور آلودگی سے پاک ہوں۔

(6) صابرین ۔ راہِ حق میں مصائب برداشت کرنے والے۔ صادقین: نقصان کے بعد بھی سچ کو جھوٹ پر مقدم کرنے والے۔ قانتین: اطاعت کرنے والے۔ اور دعا کرنے والے۔ منفقین ۔ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والے۔ مستغفرین بالاسحار۔ آخر شب میں استغفار کرنے والے جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور بستر سے اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) یہی وہ اسباب ہیں جن پر انسان ناز کرتا ہے اور جن کے ذریعہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے سب کا تذکرہ کر کے واضح کر دیا کہ ان کا انجام بہتر نہیں ہے۔ انجام اور حسن عاقبت صرف پروردگار کے ہاتھ میں ہے جس کا ذریعہ خوف الٰہی اور تقویٰ پروردگار ہے جس کے حامل افراد کے لئے جنت، نہریں، ازواج اور رضوانِ الٰہی سب کچھ ہے۔

لے دنیا پرستوں اور زینتِ حیات دنیا پر مرنے والوں کا تذکرہ کرنے کے بعد ان لوگوں کی تعریف شروع کی گئی جو صاحبانِ ایمان ہیں وہ عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں اور مال، اولاد، عورت، جانور، سونے، چاندی اور زراعت پر جان دینے کے بجائے مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ سچ پر جان دیتے ہیں، مال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور ہنگام سحر استغفار کا لطف حاصل کرتے ہیں۔

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

راست باز، مشغول عبادت رہنے والے، خرچ کرنے والے اور سحر کے اوقات میں طلب مغفرت

بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

کرنے والے ہیں۔(17)اللہ نے خود شہادت (۷) دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں

وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

اور اہل علم نے بھی یہی شہادت دی۔ وہ عدل قائم کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ؕ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ قف وَمَا

حکمت والا ہے۔ (18)اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے (۸) اور جنہیں کتاب دی گئی

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا

انہوں نے علم حاصل ہو جانے کے بعد آپس کی زیادتی کی

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ

وجہ سے اختلاف کیا اور جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتا ہے

اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ

بے شک اللہ (اس سے) جلد حساب لینے والا ہے۔(19)(اے رسولؐ) اگر یہ

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ

لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو ان کہہ دیجئے: میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا

تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کیا ہے پھر اہل کتاب اور نا خواندہ لوگوں سے پوچھیے: کیا تم نے بھی تسلیم کیا ہے؟ اگر یہ

عربی حاشیہ

فائدہ

آیت نمبر ۲۳ کے بارے میں واضح رہے کہ بدر کے شرکاء میں ۷۰ مہاجر تھے اور ۲۳۳ انصار۔ سامان جنگ میں صرف ۷۰ اونٹ ۲ گھوڑے ۶ زریں اور آٹھ تلواریں تھیں جب کہ دشمن کے پاس سو گھوڑے تھے۔ مسلمان شہداء میں ۱۴ مہاجرین تھے اور ۷ انصار جب کہ کفار کے ۷۰ مقتول تھے اور ۷۰ اسیر۔

○ آیت نمبر ۱۴ میں زین کا فاعل فطری اعتبار سے خود پروردگار ہے اور نساء و اولاد کو مقدم کر کے ان کی اصالت پر زور دیا گیا ہے۔

(7) اسلام ۔ اطاعت ، انقیاد، تسلیم اور سپردگی۔

اردو حاشیہ

(۷) خدا کے خود گواہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے صفات و کمالات اور اس کی تخلیق خود گواہ ہے کہ دوسرا خدا نہیں ہوسکتا اور یہی اس کی عدالت کی بھی دلیل ہے کہ ساری کائنات بالکل مرتب اور منظّم ہے۔

واضح رہے کہ ملائکہ اور صاحبانِ علم اس کے عدل کے گواہ ہیں تو جس مذہب میں عدل الٰہی کا عقیدہ نہیں ہے وہ ملائکہ کے خلاف اور جہالت کا مذہب ہے۔

(۸) یہ دلیل ہے کہ اصل دین اطاعت الٰہی ہے اور اس کا پیغام سارے انبیاء کرامؑ نے دیا ہے لہٰذا سب کا دین اسلام ہے جیسا کہ جناب نوحؑ سے جناب عیسٰیؑ تک سب کے تذکرہ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ

لوگ تسلیم کر لیں تو ہدایت یافتہ ہو جائیں اور اگر منہ موڑ لیں تو آپ کی ذمے داری تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝٢٠ ع اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ

اور اللہ اپنے بندوں پر خوب نظر رکھنے والا ہے۔ (20) جو لوگ اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ [8] وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ [9] ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ

آیات کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں

الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ [10]

میں سے انصاف کا (۹) حکم دینے والوں کو بھی قتل کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٢١ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ [11] اَعْمَالُهُمْ

خوش خبری سنا دیں۔ (21) ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٢٢ اَلَمْ تَرَ

میں برباد (۱۰) ہو گئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔ (22) کیا آپ

اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا [12] مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى

نے نہیں دیکھا کہ جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے انہیں کتاب خدا کی طرف بلایا جاتا ہے

كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ

تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق کج ادائی کرتے ہوئے

مُّعْرِضُوْنَ ۝٢٣ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ

منہ پھیر لیتا ہے۔ (23) ان کا یہ رویہ اس لیے ہے کہ وہ کہتے ہیں: جہنم کی آگ (۱۱) ہمیں چند روز کے سوا

عربی حاشیہ

(8) بر بنائے حسد وطلب ریاست

(9) کلمہ تاکید ہے ورنہ انبیاء کا قتل ناحق ہی ہوتا ہے اور اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جرم کا معیار شخصیت نہیں ہے عمل کا ناحق ہونا ہے تا کہ قانون عام رہے۔

(10) یہ لفظ عموماً خوشی کی خبر کے لئے استعمال ہوتا ہے مقصد یہ ہے کہ جو لوگ انبیاء کو قتل کر کے خوش ہوتے ہیں انھیں ایک خوشی کی اور خبر دے دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب مہیا کر لیا گیا ہے۔

(11) حبط اعمال۔ اعمال کی بربادی۔

(12) یہ لفظ اس لئے استعمال ہوا ہے کہ ان یہودیوں نے پوری توریت کو محفوظ نہیں کیا یا صرف الفاظ کو حفظ کیا ہے اور معانی کو ضائع کر دیا ہے۔ یہ آیت بروایتے ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک یہودیہ سے زنا کیا اور فیصلہ پیغمبرؐ کے پاس آیا۔ اور آپ نے سنگسار کا حکم دے دیا اور توریت کا

اردو حاشیہ

(۹) بعض لوگوں نے اس صفت سے یہ استفادہ کیا ہے کہ عدل و انصاف کا حکم دینا قتل کی حد تک جائز اور مستحسن ہے لہٰذا امر بالمعروف میں عدم ضرر کی قید لگانا غلط ہے لیکن بنیادی طور پر خاصانِ خدا کی تکلیف عام انسانوں سے مختلف ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اگر قیامِ حق جان دینے سے زیادہ اہم ہو جائے تو جان دے دینا بھی ضروری ہے اور اس وقت جان کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

(۱۰) دنیا میں بربادی کے معنی یہ ہیں کہ ذلت و رسوائی اور لعنت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا اور آخرت میں بربادی کے معنی یہ ہیں کہ اس ذلت کے بعد بھی عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑا۔

(۱۱) یہودیوں کے بارے میں مفسرین کا خیال یہ ہے کہ ان کے یہاں جنت و جہنم کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ ان کی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ موجود ہے لیکن بعض آیات سے صراحتاً اس کے خلاف اندازہ ہوتا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ ابتدا میں یہ عقیدہ رہا ہو اور بعد میں مصلحتاً نکال دیا گیا ہو یا یہ کہ یہ اقرار بھی صرف بطور طنز ہو اور اس کا اپنے عقیدے سے کوئی تعلق نہ ہو۔ بہرحال یہودیوں نے سرکار دو عالمؐ کے فیصلہ پر توریت کی تصدیق کا بھی اعتبار نہ کیا اور اس طرح جہنم کے حق دار ہو گئے اور ظاہر ہے کہ جب توریت کے فیصلہ کو نہ ماننے کا انجام یہ ہوا ہے تو قرآن مجید کے احکام کے نہ ماننے سے مسلمانوں کا انجام کیا ہوگا؟

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا
چھو نہیں سکتی اور جو کچھ یہ بہتان تراشی کرتے رہے ہیں اس نے انہیں اپنے دین کے بارے میں

يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ
دھوکے میں رکھا ہے۔ (24) پس اس دن ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان سب کو جمع کریں گے جس کے

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ قُلِ
آنے میں کوئی شبہ نہیں اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (25) کہہ دیجئے:

اللَّهُمَّ [13] مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ
اے اللہ! اے مملکت (۱۲) (ہستی) کے مالک تو جسے چاہے حکومت دیتا ہے اور جس سے

الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ
چاہے حکومت چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ تُولِجُ
بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (26) تو رات کو دن میں

اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ [14] النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ
اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان

مِنَ الْمَيِّتِ [15] وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن
اور بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے

تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ لَّا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ
بے حساب رزق دیتا ہے۔ (۲۷) مومنوں کو چاہیے کہ وہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو

عربی حاشیہ

حوالہ بھی دے دیا لیکن ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔

(13) اس لفظ کی اصل ہے یااللہ۔ ابتدا سے یا کو نکال دیا گیا اور اس کے بدلے آخر میں میم کو رکھ دیا گیا۔

(14) دن کے رات میں اور رات کے دن میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی دن بڑا ہو جاتا ہے اور کبھی رات۔

(15) مردہ کے زندہ اور زندہ کے مردہ سے نکالنے کا مفہوم مختلف شکلوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً حیوان سے نطفہ اور پھر نطفہ سے حیوان یا خشک دانے سے سبزہ اور سبزے سے پھر خشک دانہ یا کافر کے صلب سے مسلمان اور مسلمان کے صلب سے کافر وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۲۴ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عقیدہ مسلمانوں میں رائج ہے کہ چند روز کی سزا کے بعد جہنم سے نکل آئیں گے تو اس میں یہودیوں کی کیا خصوصیت ہے؟ لیکن اس کا

اردو حاشیہ

(۱۲) ابتداء اسلام میں اسلام غریب تھا اور سارا اقتدار فارس، روم اور یمن والوں کے پاس تھا لیکن پیغمبر اسلام کی دعاؤں اور خدمتوں کے نتیجہ میں نظام الٹ گیا اور صاحبانِ اقتدار اپنے اقتدار سے محروم ہو گئے۔ اسلام صاحب اقتدار ہو گیا اور گویا رات چھوٹی ہو گئی اور دن بڑھ گیا یا مردہ اقتدار سے زندہ حکومت نکل آئی۔

أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ

ہاں (۱۳) اگر تم ان (کے ظلم) سے بچنے کے لیے کوئی طرز عمل اختیار کرو

تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

(تو اس میں مضائقہ نہیں) اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔(28)

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ

کہہ دیجئے: جو بات تمہارے سینوں میں ہے اسے خواہ تم پوشیدہ رکھو یا ظاہر کرو

اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اللہ بہرحال اسے جانتا ہے نیز آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ بھی اس کے علم میں ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(29) اس دن ہر شخص اپنا نیک عمل حاضر پائے گا،

عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ [16]

اسی طرح ہر برا عمل بھی۔ اس روز انسان یہ تمنا کرے گا کہ

اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ

کاش یہ دن اس سے بہت دور ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے

نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ [17] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ (30) کہہ دیجئے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو

معانقہ ۳

ع ۳ / ۱۱

عربی حاشیہ

جواب یہ ہے کہ مسلمان کا عقیدہ مکمل سزا کا ہے۔صرف یہ ہے اسلام ایمان کی جزا کے لئے جہنم سے نکال لیا جائے گا نہ یہ کہ یہودیوں کی طرح چندروز کی سزا پر سارے جرائم کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ ایسا عقیدہ مسلمان میں بھی ہے تو یہودیت ہی کا ایک اثر ہے۔

ف: خدا کے ملک دینے اور لینے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اس نے عالم اسباب میں اسباب معین کردیئے ہیں اور اس سے انسان کا اپنا کام ہے۔ اس کے بعد جواب بھی انسان ہی کو دینا ہوگا۔ ملک مل جانے کا مطلب جواب دہی سے آزادی نہیں ہے۔

(16) اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ قیامت اعمال بھی مجسم ہوکر سامنے آئیں گے۔

(17) وہ سب پر مہربان ہے کہ گناہگاروں کو بھی ان کے اعمال کے نتائج کی طرف متوجہ کردیتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) کفار سے دوستی ان کے عقائد سے دوستی ہو یا اسلام کے خلاف ان کے ساتھ سازشی دوستی ہو تو صریحی کفر ہے لیکن صرف معاملات زندگی کی حد تک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اسلام کے خلاف اس کے اثرات نہ ہوں۔

دوستی کی ممانعت کے بعد تقیہ کی اجازت دی گئی ہے جو عالم اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے جس کا اقرار تفسیر رازی، تفسیر المنار وغیرہ میں کیا گیا ہے۔ شیعوں کے بارے میں تقیہ کی شہرت صرف اس لئے ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے مظالم نے انہیں تقیہ سے دوچار کردیا تھا اور ان کے تقیہ کی شہرت ہوگئی ورنہ اس کے علاوہ تقیہ کو جھوٹ یا فریب قرار دینا صریح حکم قرآن کی خلاف ورزی ہے۔ جیسا کہ جناب عمار کے بارے میں واضح کردیا گیا ہے اور صحیح بخاری میں بھی حضرت عائشہ اور ابودرداء کی روایت میں اعلان کیا گیا ہے۔

اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا،

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا
رحم کرنے والا ہے۔(31) کہہ دیجئے: [۱۴] اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، پس اگر وہ لوگ

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ [18] الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ
رو گردانی کریں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ (32) بے شک اللہ نے آدم،

وَنُوْحًا [19] وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾
نوح، آل ابراہیم اور آل عمران [۱۵] کو تمام عالمین پر برگزیدہ فرمایا ہے۔ (33)

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ
وہ اولاد جو ایک دوسرے کی نسل سے ہیں اور اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (34)

قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ
(وہ وقت یاد کرو) جب عمران [۱۶] کی عورت نے کہا: پروردگار! جو (بچہ) میرے شکم میں ہے

بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
اسے تیری نذر کرتی ہوں، وہ (اور باتوں سے) آزاد ہوگا، تو میری طرف سے قبول فرما۔ بے شک تو بڑا سننے والا،

الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَاۤ
جاننے والا ہے۔ (35) پھر جب اسے جن چکی تو کہنے لگی: مالک میں نے تو لڑکی جنی۔

اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ
اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس (مادر مریم) نے کیا جنا اور لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا تھا

عربی حاشیہ

(18) اس مقام پر دعوائے محبت کرنے کے بعد اطاعت نہ کرنے والوں اور انحراف کرنے والوں کو کافر کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

(19) لفظ نوح عجمی ہے اور غیر منصرف ہے لیکن ثلاثی ہونے کی بنا پر منصرف کر دیا گیا ہے۔ عمران بھی عجمی ہے اور غیر منصرف ہے۔ عمران سے مراد حضرت موسیٰ کے والد نہیں بلکہ حضرت مریم کے والد ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ امد محدود زمانہ کا نام ہے اور ابد دائمی زمانہ ہے یعنی امد مکانی فاصلہ نہیں ہے بلکہ زمانی فاصلہ ہے لغت میں اس لفظ کا استعمال زمان ہی کے لئے ہوتا ہے اس کے علاوہ یہ آیت کریمہ تجسیم اعمال کی بھی دلیل ہے۔

O آیت نمبر ۳۴ میں عمران سے مراد جناب مریم کے والد بزرگوار ہیں کہ انھیں کو بار بار عمران کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جناب موسیٰ کے والد گرامی کا نام قرآن میں نہیں بیان کیا گیا

اردو حاشیہ

(۱۴) آیت کریمہ نے بالکل واضح لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ عمل کے بغیر دعوائے محبت کی کوئی قیمت نہیں ہے اور عمل و اتباع کا اثر خدا کی محبوبیت اور گناہوں کی مغفرت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اتباع رسولؐ کے بغیر محبت و مغفرت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا...... بلکہ قرآن مجید تو اتباع نہ کرنے والوں کو لفظ کافر سے تعبیر کرتا ہے جو بدبختی کی سب سے بدترین منزل ہے۔

(۱۵) آدمؑ ابوالبشر اول اور نوحؑ ابوالبشر دوم ہیں کہ طوفان کے بعد دنیا سب انہیں کی تین اولاد حام، سام اور یافث سے آباد ہوئی ہیں۔
عالمین سے مراد اس دور کے افراد ہیں نہ کہ ہر زمانے کے لوگ۔

(۱۶) بنی اسرائیل میں قوقا ذبن قبیل کے دو بیٹیاں تھیں حنہ اور الیشاع حنہ کا عقد عمران سے ہوا جس سے جناب مریمؑ پیدا ہوئیں اور الیشاع کا عقد زکریا سے ہوا جس سے جناب یحییٰ پیدا ہوئے۔ اس طرح مریمؑ اور یحییٰ خالہ زاد بہن بھائی ہوئے نہ کہ عیسیٰ اور یحییٰ۔
عمران کے انتقال کے وقت حنہ حاملہ تھیں اور انہوں نے اپنے فرزند کی خدمت خانہ خدا کے لئے نذر کر لی اور اس کے بعد جناب مریمؑ پیدا ہوئیں تو ان کی کفالت کا سوال اٹھ کھڑا ہوا۔ قرعہ حضرت زکریاؑ کے نام نکلا اور خدا نے مریمؑ کی کفالت کا مکمل انتظام کر دیا کہ جناب زکریاؑ بھی حیرت زدہ رہ گئے اور قدرت

كَالْاُنْثٰى ۚ وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ

اور میں نے اس (لڑکی) کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو

وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا

شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (36) چنانچہ اس کے رب نے

بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ

اس کی نذر (لڑکی) کو بوجہ احسن قبول فرمایا اور اس کی بہترین نشوونما کا اہتمام کیا

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا

اور زکریا کو اس کا سر پرست بنا دیا۔ جب زکریا اس کے حجرہ عبادت میں جاتے

رِزْقًا[20] ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ

تو اس کے پاس طعام موجود پاتے۔ پوچھا: اے مریم! یہ (کھانا) تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ

وہ کہتی: اللہ کے ہاں سے۔ بے شک خدا جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (37) اس مقام پر

دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً

زکریاؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا: پروردگار! (۱۷) مجھے اپنی عنایت سے صالح

طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اولاد عطا کر یقیناً تو ہی دعا سننے والا ہے۔ (38) چنانچہ جب وہ حجرہ عبادت میں کھڑے

وَ هُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ[21] ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ

نماز پڑھ رہے تھے تو فرشتوں نے آواز دی: اللہ تجھے یحیٰی کی بشارت دیتا ہے۔ جو کلمہ اللہ کی طرف سے

عربی حاشیہ

ہے۔
(20) مریم کے معنی کنیز خدا کے ہیں۔
(21) محراب بیت المقدس میں عبادت کی مرکزی جگہ ہے جسے مذبح اور قربان گاہ بھی کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

نے واضح کر دیا کہ جو ہمارے گھر اور ہمارے دین کی خدمت کرتا ہے اس کے لئے ہم غیب سے رزق کا انتظام کرتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان اور ذخائر العقبیٰ وغیرہ میں جناب سیدہ کے بارے میں ایسی ہی روایت کا تذکرہ ملتا ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دینار قرض لیا اور راستہ میں مقداد کی غربت کو دیکھ کر انہیں دے دیا تو خدا نے طعام جنت بھیج دیا اور حضرت علیؑ نے سوال کیا تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور رسول اکرمؐ نے شکر خدا ادا کیا کہ علیؑ کی کیفیت زکریا جیسی ہے اور فاطمہؑ کی حالت مریم جیسی۔
صحیح مسلم میں جناب فاطمہؑ کو سیدہ نساء المومنین اور صحیح بخاری میں سیدہ نساء اہل الجنہ کہا گیا ہے۔ ذخائر العقبیٰ میں رسول اکرمؐ کا قول ہے کہ مریمؑ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور فاطمہؑ ہر زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔
(۱۷) آیات کا سلسلہ قدرت کاملہ پروردگار کے بیان سے متعلق ہے یہاں نصاریٰ کے وفد کے سامنے رسول اکرمؐ نے سارے حقائق تاریخ کا اظہار فرمایا اور یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ ابن اللہ نہیں ہیں قدرت خدا کا ایک اثر ہیں اور بس!
جناب مریم کے پاس غیبی اور بلا فصل میوے دیکھ کر جناب زکریاؑ نے دعا کی کہ پروردگار تو بے فصل کے میوے پیدا کر سکتا ہے تو ضعیفی میں اولاد بھی دے سکتا

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ (22) مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ

ہے وہ اس کی تصدیق کرنے والا، سیادت کا مالک، خواہشات پر ضبط رکھنے والا، نبوت کے مقام پر فائز

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ

اور صالحین میں سے ہو گا۔ (39) زکریا بولے: پروردگار! میرے ہاں لڑکا کہاں سے پیدا ہوگا

قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ (23) قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ

میں تو سن رسیدہ ہوچکا ہوں اور میری عورت بانجھ ہے۔ اللہ نے فرمایا: ایسا ہی ہو گا

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (40) عرض کیا: پالنے والے! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ (24) اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

اللہ نے فرمایا: تمہاری نشانی یہ ہوگی کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارے کے علاوہ بات نہ کرو گے اور اپنے رب کو

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

خوب یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ (41) اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا:

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ (25) وَاصْطَفٰكِ عَلٰى

اے مریم! اللہ نے تمہیں (۱۸) برگزیدہ کیا ہے اور تمہیں پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں تمام دنیا کی عورتوں

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ

پر برگزیدہ کیا ہے۔ (42) اے مریم! اپنے رَبّ کی اطاعت کرو اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے

وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

ساتھ رکوع کرتی رہو۔ (43) یہ غیب کی خبریں (۱۹) ہم آپ کو وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں۔

عربی حاشیہ

(22) بعض مفسرین کے نزدیک جناب عیسیٰ مراد ہیں کہ جناب یحییٰ نے ان کی تصدیق کی ہے اور بعض کے نزدیک کتابِ خدا اور قانون الٰہی مراد ہے۔ سید۔ یعنی رئیس قوم بشرطیکہ منافق نہ ہو کہ بقول پیغمبرؐ منافق کو سید نہیں کہا جا سکتا۔ (تفسیر البحر المحیط ابن حیان اندلسی)

حصور۔ گناہوں سے پرہیز کرنے والا یا عورتوں سے الگ رہنے والا۔

من الصالحین۔ اشارہ ہے کہ پورا سلسلہ نسب نیک کردار لوگوں کا ہے۔

(23) عاقر عقیم۔ وہ عورت جس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔

(24) یہ تین دن کے لئے بات کرنے سے عاجزی کا اظہار ہے۔ مافی الضمیر کا اظہار صرف رمز اور اشارہ سے ہوگا۔

عشی۔ زوال سے غروب تک۔ ابکار: فجر سے دن چڑھے تک۔

(25) پہلا انتخاب لڑکی ہونے کے باوجود

اردو حاشیہ

ہے۔ اس نے یحییٰ کی بشارت دے دی تو جناب زکریاؑ نے قدرت کاملہ کے مزید اظہار کے لئے یہ سوال کر دیا کہ یہ کس طرح ہو گا۔ جواب ملا کہ یہ ہماری قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس کا مادی اسباب سے کوئی تعلق نہیں ہے تاکہ عیسائیوں کو ہوش آ جائے کہ جو زکریاؑ کو ضعیفی میں اولاد دے سکتا ہے وہ مریمؑ کو بلاشوہر بھی صاحبِ اولاد بنا سکتا ہے۔

(۱۸) ان فقرات میں جناب مریمؑ کے فضائل کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ بلاشوہر کی اولاد جناب مریمؑ کا امتیاز ہے۔ اس سے ابن اللّٰہی کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ شرف ہر ایک کو نصیب ہوتا ہے...... اور یہ قدرت کا نظام ہے کہ شرف و عزت دینے کے بعد شکریہ اور عبادت و اطاعت کا مطالبہ ضرور ہوتا ہے تاکہ اسلام دینِ محبت و قرابت نہ بننے پائے۔ دین اطاعت و عبادت رہے۔

(۱۹) یہ فقرہ رسول اکرمؐ کے علم غیب کی بہترین دلیل ہے اور اس کی کیفیت کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے کہ خدا کو ذاتی طور پر علمِ غیب ہے اور نبی کو خدا کی طرف سے علم عطا کیا جاتا ہے۔

اِلَیۡكَ ؕ وَمَا كُنۡتَ لَدَیۡهِمۡ اِذۡ یُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ اَیُّهُمۡ

آپ تو ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے

یَكۡفُلُ مَرۡیَمَ ۪ وَمَا كُنۡتَ لَدَیۡهِمۡ اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اور نہ ہی آپ ان کے پاس (اس وقت) موجود تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔(44)

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنۡهُ ۖ

جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تجھے اپنی طرف [۲۰] سے ایک کلمے کی

اسۡمُهُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡهًا فِی الدُّنۡیَا

بشارت دیتا ہے۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، وہ دنیا و آخرت میں آبرو مند ہو گا

وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿۴۵﴾ۙ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَهۡدِ [26]

اور مقرب لوگوں میں سے ہو گا۔(45) اور وہ لوگوں سے گہوارے میں [۲۱] اور بڑی عمر میں گفتگو کرے گا

وَكَهۡلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَكُوۡنُ لِیۡ

اور صالحین میں سے ہوگا۔ (46)مریم نے کہا: پروردگار! میرے ہاں لڑکا کس طرح ہو گا؟

وَلَدٌ وَّلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ [27] ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخۡلُقُ مَا

مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا فرمایا: ایسا ہی ہو گا اللہ جو چاہتا ہے خلق فرماتا ہے۔

یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ﴿۴۷﴾

جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہوجا تو وہ ہو جاتا ہے۔ (47)

وَیُعَلِّمُهُ الۡكِتٰبَ [28] وَالۡحِكۡمَةَ وَالتَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ ﴿۴۸﴾ۚ

اور (اللہ) اسے کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دے گا۔ (48)

عربی حاشیہ

خدمت بیت المقدس کے لئے ہوا اور دوسرا انتخاب بغیر شوہر کے ایک نبی کی ماں بننے کے لئے ہوا۔

طہارت: نسوانی عوارض سے پاک ہونا۔

فائدہ

واضح رہے کہ جناب زکریاؑ نے بلافصل رزق دیکھ کر دعا کی تھی اور جناب یحییٰؑ جناب عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے اور ان سے پہلے کے مصدق تھے۔

(26) مہد۔ گہوارہ۔ کہل۔ جوانی کی آخر منزل

(27) مس بشر۔ کنایہ ہے اس عمل سے جس سے تولید کا عمل انجام پاتا ہے۔

(28) کتاب سے مراد معنی مصدری کتابت بھی ہوسکتے ہیں اور کتاب خدا بھی۔ جس کے بعد توریت وانجیل کا ذکر صرف برائے اہمیت ووضاحت ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۲۰) ملائکہ کا جناب مریمؑ سے کلام کرنا حیرت انگیز نہیں ہے وحی احکام و شریعت انبیاء سے مخصوص ہے۔ مطلق وحی غیر نبی کی طرف بھی ہوسکتی ہے اسی لئے جناب موسیٰؑ کی والدہ کی طرف وحی کی گئی اور جناب سید سے ملائکہ نے باتیں کیں اور آپ کو محدثہ قرار دیا گیا ہے۔

(۲۱) یہ جناب عیسیٰ کے معجزات کی ایک فہرست ہے کہ وہ گہوارہ میں بھی کلام کریں گے اور بھرپور شباب کے بعد بھی یعنی اس وقت تک بہرحال زندہ رہیں گے اور ابن عباس کا بیان ہے کہ بچپنے میں جناب عیسیٰ کا کلام صرف ایک لمحہ کے لئے تھا جس میں عصمت مریم کی گواہی دی تھی اور اس کے بعد پھر کلام نہیں کیا۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ

اور (وہ) بنی اسرائیل (۲۲) کی طرف بھیجے گئے رسول کی حیثیت سے (کہے گا): میں تمہارے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ

نشانی لے کر تمہارے پاس آیا ہوں، (وہ یہ کہ) میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی شکل کا مجسمہ بناتا ہوں

فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے

وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

اور برص کے مریض کو تندرست اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اور میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ

تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ

تم کیا کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں کیا جمع کر کے رکھتے ہو۔ اگر تم صاحبان ایمان ہو تو اس میں

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ۝۴۹ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ

تمہارے لیے نشانی ہے۔ (49) اور اپنے سے پیشتر آنے والی توریت کی تصدیق کرتا ہوں

التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

اور جو چیزیں تم پر حرام کر دی گئی تھیں ان میں سے بعض کو تمہارے لیے حلال کرنے آیا ہوں

وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝۵۰

اور میں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر تمہارے پاس آیا ہوں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (50)

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۵۱

اللہ میرا رب اور تمہارا بھی رب ہے (۲۳) لہٰذا تم اس کی بندگی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ (51)

منزل ۱

عربی حاشیہ

(29) یہ علامت ہے کہ جناب عیسیٰ کل کائنات کے پیغمبر نہیں تھے صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔

فائدہ

○ واضح رہے کہ جوانی کی ابتدا شباب ہے وسطی زمانہ کہل ہے یعنی ۳۴ سے ۵۱ سال تک اس کے بعد شیخ کی منزل ہے۔ جناب عیسیٰ آسمان پر ۳۳ سال کی عمر میں گئے ہیں تو لفظ کہلا ان کے واپس آنے کی نشانی ہے۔

○ نیز یہ کہ یحییٰ کے بارے میں یفعل مایشاء اور عیسیٰ کے بارے میں یخلق مایشاء ہے گویا یہ دونوں کی خلقت کے فرق کی طرف اشارہ ہے۔

○ اخلق۔ ابرء اولیاء اللہ کی تکوینی ولایت کی طرف اشارہ ہے اور باذن اللہ یا باذن خدا تصرف شرک نہیں ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۲) جناب عیسیٰ کی رسالت سرکار دو عالمؐ کی رسالت سے مختلف ہے۔ سرکارِ دو عالمؐ کو عالمین کے لئے نبی بنایا گیا ہے اور امیین کے درمیان بھیجا گیا ہے اور جناب عیسیٰ بن اسرائیل میں نہیں بنی اسرائیل ہی کے لئے رسول بنائے گئے تھے اور انہوں نے اپنے سارے معجزات و کرامات میں اذنِ خدا کا حوالہ دیا ہے تاکہ کوئی انہیں خدا نہ تصور کرنے پائے جناب عیسیٰ کے معجزات کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ مٹی سے پرندہ بنانا۔ ۲۔ اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج کرنا۔ ۳۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ ۴۔ غیب کی خبر دینا۔

اور یہ سب حکم خدا اور تائید الٰہی سے تھا جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ انسان تائید الٰہی سے یہ سارے کام انجام دے سکتا ہے اور اپنی ذاتی طاقت سے یہ کچھ نہیں کرسکتا۔

(۲۳) اتنے کمالات کے مظاہرہ کے بعد پھر متوجہ کیا کہ خبردار مجھے خدا نہ سمجھ لینا۔ میرا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم سب کا فرض ہے کہ اس کی عبادت کرتے رہیں۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى

جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ وہ لوگ کفر (۲۴) اختیار کررہے ہیں تو بولے:

اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ (30) نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا

اللہ کی راہ میں کون میرا مددگار ہو گا؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مدد گار ہیں،

بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ

ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ (52) ہمارے پروردگار! جو تو نے نازل فرمایا

اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

اس پر ہم ایمان لائے اور ہم نے رسول کی پیروی قبول کی پس ہمارا نام بھی گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔ (53)

وَمَكَرُوْا (31) وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع اِذْ قَالَ

ان لوگوں نے (عیسیٰ کے قتل کی) تدابیر (۲۵) سوچیں اور اللہ نے (بھی جوابی) تدبیر فرمائی کہ اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ (54)

اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ (32) وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ اب میں تمہاری مدت پوری کر رہا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ (33)

اور تمہیں کافروں (کی ناپاک سازشوں) سے پاک کرنے والا ہوں اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

انہیں قیامت تک کفر اختیار کرنے والوں پر بالادست رکھوں گا پھر تم لوگوں کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

اس وقت میں (ان باتوں کا) فیصلہ کروں گا جن میں تم لوگ اختلاف کرتے رہے ہو۔ (55)

عربی حاشیہ

(30) حواری کی جمع ہے۔ یہ جناب عیسیٰ کے مخلصین کا لقب تھا جن کی تعداد بارہ تھی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حواری کپڑے دھونے والے کو کہا جاتا ہے اور یہ ان کا پیشہ تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ لقب اعمال وکردار کی صفائی کی بنا پر ملا تھا کہ حُور انتہائی صفائی اور سفیدی کو کہا جاتا ہے۔

(31) مکر مکر کے مقابلہ میں استعمال ہو تو اس سے مراد جوابی کارروائی ہے۔ یعنی کفار بُری تدبیریں کرتے ہیں اور خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ جس طرح کہ خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ جس طرح کہ خدا کو شاکر، تواب، مومن یا متکبر وغیرہ کہا جاتا ہے کہ ان سب سے اعمال کا صلہ اور جواب مراد ہے۔

(32) متوفی۔ پورا کرنے والا۔ اس کے لئے موت ضروری نہیں ہے۔ کسی بھی شکل میں مدت پوری ہوجائے چاہے زمین پر قیام کی مدت ہو تو اسے متوفی کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ مرنے والے کو متوفی کہا جاتا ہے متوفی نہیں

اردو حاشیہ

(۲۴) یہودی ابتدا میں جناب عیسیٰ کے ہم خیال تھے۔ انہوں نے توریت کی تصدیق کی تھی اور تقریباً اسی کے جیسے احکام کے مبلغ تھے۔ لیکن دھیرے دھیرے جب انہوں نے ان کی شخصیت کا احساس کیا اور انہیں اپنی شخصیت خطرہ میں دکھائی دی تو مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور ہر طرح سے ستانے لگے۔ یہ ہر دَور کے صناوید اور رؤساء کا مزاج ہوتا ہے کہ جب تک ان کے مفادات اور ان کی حیثیت عرفی خطرہ میں نہیں پڑتی وہ دین و مذہب اور اہل دین کی تائید کرتے رہتے ہیں اور جیسے ہی ان کے مفادات خطرہ سے دو چار ہوتے ہیں مخالفت کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں پروردگار نے جناب عیسیٰ کے لئے چند انصار پیدا کر دیئے کہ ان کے بغیر نبوت کا کام بھی نہیں چل سکتا۔ حوارئین نے اپنے کو انصار اللہ کہا کہ نبی کا مددگار اصل میں خدا ہی کا مددگار ہوتا ہے۔

(۲۵) یہودا نامی شخص نے جناب عیسیٰ کے خلاف سازش کی کہ انہیں گرفتار کرا کے پھانسی دلا دی جائے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو خدا نے جناب عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسے ان کی شبیہ بنا دیا۔ لوگوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ وہ فریاد کرتا رہا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا جس کے بعد پھر اس کو اصلی شکل پر پلٹا دیا گیا اور خدائی انتقام واضح ہو گیا۔

اس واقعہ سے عیسائیوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ خدائی انتقام بہت سخت ہوتا ہے اور وہ ہر ظالم کے مکر کو اسی کی طرف پلٹا دیتا ہے اور مسلمانوں کو

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي

جنہوں نے کفر اختیار کیا ان کو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا

اور ان کا کوئی فریاد رس نہ ہوگا۔ (56) اور جو لوگ ایمان لائے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

اور نیک اعمال بجا لائے اللہ انہیں ان کا پورا صلہ دے گا،

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

اللہ ظالموں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔ (57) یہ اللہ کی نشانیاں (۲۶) اور حکمت بھری نصیحتیں ہیں

الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ (58) بے شک اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی

كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ (34) مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ

مثال آدم کی سی ہے کہ اس نے پہلے اسے مٹی سے خلق کیا، پھر اسے حکم دیا: ہو جا

فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

اور وہ ہو گیا۔ (59) حق آپ کے رب کی طرف سے ہے، پس آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ (60)

فَمَنْ حَآجَّكَ (35) فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ (عیسیٰ کے بارے میں) آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیں:

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ

آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی خواتین کو بلاتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ،

عربی حاشیہ

متوفی خدا ہے۔

(33) فوقیت سے مراد نفسانی کمالات کی برتری ہے حکومت اور اقتدار کی نہیں۔

(34) اس مقام پر یہ خیال نہ ہو کہ خلق کر دینے کے بعد کن فیکون کا کیا کام تھا اس لئے کہ کن فیکون تراب کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد تھا نہ کہ پوری خلقت مکمل ہونے کے بعد۔

(35) پیغمبرؐ سے یہ خطاب مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہے ورنہ عصمت کے بعد یہ خطاب بے معنی ہو جائے گا۔ اگرچہ ذات کے اعتبار سے بعض مفسرین نے جائز قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

بھی مطمئن ہو جانا چاہئے کہ خدا حق کی نصرت میں ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جسے اہل باطل سوچ بھی نہیں سکتے۔

(۲۶) ۹ھ میں جب سرکار دو عالمؐ کے پاس مختلف وفود آ رہے تھے تو ایک وفد نصاریٰ نجران کا بھی ساٹھ افراد پر مشتمل جن کا سردار عبدالمسیح، مشیر ایہب، عالم ابو حارثہ تھا۔ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا یہ تھا کہ عیسیٰ کی الوہیت یا ابن الٰہی پر بحث کریں۔ ان لوگوں کی ایک ہی دلیل تھی کہ عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ نے حکم خدا سے جناب آدمؑ کی مثال دی جس پر ابو حارثہ کے بھائی کرز نے کہا کہ ٹھیک تو کہتے ہیں تو ابو حارثہ نے ڈانٹ دیا کہ اسے مان لیں تو کھائیں گے کیا اور قوم میں جو رعایتیں حاصل ہیں ان کا کیا حشر ہوگا۔

حضورؐ نے اس ہٹ دھرمی کو دیکھ کر لعنت کو حتمی فیصلہ کا ذریعہ بنا دیا اور مباہلہ کی دعوت دے دی جو اذن خدا اور یقین حقانیت کے بغیر ناممکن ہے۔

دوسرے دن حضورؐ، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ اور دونوں فرزند حسنینؑ کو لے کر نکلے تو عالم نصاریٰ نے اعلان کر دیا کہ مباہلہ نہ کرنا۔ یہ بددعا کر دیں گے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔ عیسائیوں کا کیا ذکر ہے۔ صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، تفسیر طبری، تفسیر رازی وغیرہ نے اس واقعہ کو متفقہ طور پر نقل کیا ہے اور فخر رازی نے اس موقع پر آیت تطہیر کی بھی تلاوت کا ذکر کیا ہے کہ حضورؐ نے اہل بیت کو جمع کر کے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور آیت مباہلہ سے حسنینؑ کے فرزند

وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ

ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو

عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَمَا

اس پر اللہ کی لعنت ہو۔(61)یقیناً یہ برحق واقعات ہیں اور اللہ کے سوا

مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۶۲﴾

کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی کی ذات غالب آنے والی اور باحکمت ہے۔ (62)

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلۡ

اگر یہ لوگ (قبول حق سے) پھر جائیں تو اللہ مفسدوں کو یقیناً خوب جانتا ہے۔ (63) کہہ دیجئے: (۲۷)

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ (36) سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ

اے اہل کتاب! اس کلمے کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے،

اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ

وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنائیں

بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا (37) مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا

اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پس اگر نہ مانیں تو

اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۶۴﴾ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ

ان سے کہہ دیجئے: گواہ رہو ہم تو مسلم ہیں۔ (64)اے اہل کتاب!

تُحَآجُّوۡنَ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَالۡاِنۡجِيۡلُ

تم ابراہیم کے بارے میں کیوں نزاع کرتے ہو حالانکہ توریت اور انجیل تو

عربی حاشیہ

(36) سواء یعنی عدل وانصاف

(37) عدی بن حاتم نے رسول اکرمؐ سے عرض کی کہ نصاریٰ کو اپنے رؤسا کو ارباب بنانے سے کیوں روکا گیا جب کہ وہ انھیں ارباب نہیں مانتے تھے۔ فرمایا کہ اگر ان کے حلال وحرام کی پابندی کرتے تھے تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ انھیں ارباب تسلیم کرتے تھے۔

اردو حاشیہ

نبیؐ ہونے پر بھی استدلال کیا ہے۔

(۲۷) یہودی اور عیسائی طرح طرح کے نظریات کے حامل تھے اور طرح طرح کی داستانیں گڑھا کرتے تھے لہٰذا انہیں اسلامی روایات کا اعتبار نہ آتا تھا۔ پروردگار نے پیغمبرؐ کے بیان کئے ہوئے تمام واقعات کو حق و حقیقت قرار دیا اور انکار کرنے والوں کو مفسد قرار دیا۔ اس کے بعد اسلام کی سلامت روی کی پالیسی کا اعلان کیا کہ ہم ایک اصولی اور منصفانہ بات پر صلح کرنے کے لئے تیار ہیں کہ شرک کو ترک کر دیا جائے۔ رؤسائے قوم کا چکر چھوڑ دیا جائے اور صرف خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے۔ اس کے بعد واضح اعلان کر دیا کہ تم لوگ راہِ راست پر نہیں آتے ہو تو ہم دبائیں گے بھی نہیں اور دبیں گے بھی نہیں۔ ہمارا کھلا اعلان ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔

اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ

ابراہیم کے بعد نازل ہوئی ہیں؟ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟(65)جن باتوں میں

حَاجَجۡتُمۡ فِيۡمَا لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ

تمہیں کچھ علم تھا ان میں تو تم نے جھگڑا کر ہی لیا اب تم ایسی باتوں میں

فِيۡمَا لَيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا

کیوں جھگڑتے ہو جن کاتمہیں کچھ بھی علم نہیں؟ اور (یہ ساری باتیں) اللہ جانتا ہے

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا

اور تم نہیں جانتے۔(66)ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ

وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۶۷﴾

وہ یکسوئی کے ساتھ مسلم تھے (۲۸) اور وہ مشرکین میں سے ہر گز نہ تھے۔ (67)

اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا

ابراہیم سے نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے ان کی پیروی کی اور اب یہ نبی

النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۸﴾

اورایمان لانے والے(زیادہ حق رکھتے ہیں) اور اللہ ایمان رکھنے والوں کا حامی اور کارساز ہے۔ (68)

وَدَّتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يُضِلُّوۡنَكُمۡ ؕ

اہل کتاب کا ایک گروہ چاہتا ہے کہ تمہیں گمراہ (۲۹) کردے۔

وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۶۹﴾

دراصل وہ اپنے آپ کو گمراہ کررہے ہیں مگر وہ شعور نہیں رکھتے۔ (69)

عربی حاشیہ

(38)باطل سے کترا کر چلنے والا۔ جناب ابراہیمؑ کی یہودیت اور عیسائیت پر بحث کرنے والے انتہائی احمق اور بے عقل ہیں کہ ان کے دور میں یہودیت اور عیسائیت کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ جناب موسیٰؑ ان کے ہزار سال کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور جناب عیسیٰؑ دو ہزار سال کے بعد۔

ف: آیت نمبر ۶۸ دلیل ہے کہ نبوت سے قربت رشتہ داری اور خاندان کے ذریعہ نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا صحیح ترین ذریعہ اتباع اور پیروی ہے اور اسی لئے مولائے کائنات نے فرمایا ہے کہ پیغمبر کا دوست وہ ہے جو خدا کی اطاعت کرے چاہے اس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو اور پیغمبر کا دشمن وہ ہے جو خدا کی نافرمانی کرے چاہے انتہائی قریبی رشتہ دار ہو۔

ف: آیت نمبر ۶۹ پیغمبر اسلام کے حسن تربیت کا اعلان ہے کہ کفار تربیت یافتہ مسلمانوں کو گمراہ نہیں کرسکتے ہیں۔ منافقین گمراہ ہوجائیں تو وہ

اردو حاشیہ

(۲۸) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر جناب ابراہیمؑ کے دور میں یہودیت اور عیسائیت نہیں تھی تو اسلام بھی نہیں تھا پھر انہیں مسلمان کیوں کہا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام دین الٰہی ہے اور وہ روز اول سے ایک دین ہے۔ جناب نوحؑ کے دور سے اس لفظ کا استعمال خود قرآن مجید میں برابر موجود ہے۔ اسلام سے مراد شریعتِ پیغمبرؐ اسلام نہیں ہے بلکہ وہ بنیادی عقائد اصول ہیں جو ہر دَور میں، متحد اور یکساں رہے ہیں۔

(۲۹) عیسائیوں میں ایک گروہ ہر دَور میں ایسا رہا ہے جس کا کام عیسائی گری رہا ہے اور ناکامی کی صورت میں اسلام کے خلاف فتنے پھیلاتا رہا ہے۔ پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کر دیا کہ خبردار ان کے کہنے میں نہ آنا اور یہ احمق تو اپنا بھی نقصان کر رہے ہیں کہ اسلام کے اصول متزلزل ہو گئے اور توحید و رسالت نہ رہ گئی تو جناب عیسیٰ کی نبوت کا اثبات کہاں سے ہو سکے گا۔ خدا انہیں عقل سلیم عطا کرے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ط قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ لا اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ط قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ج يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ

اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ تم خود ان کا مشاہدہ کر رہے ہو؟ (70) اے اہل کتاب! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں خلط کرتے ہو اور جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو؟ (71) اور اہل کتاب کا ایک گروہ (آپس میں) (۳۰) کہتا ہے: ایمان لانے والوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو انکار کردو شاید وہ (مسلمان) برگشتہ ہو جائیں۔ (72) اور (یہ لوگ آپس میں کہتے ہیں) اپنے دین کے پیروکاروں کے سوا کسی کی بات نہ مانو۔ کہہ دیجئے: ہدایت تو وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہو، (لیکن اہل کتاب باہم یہ کہتے ہیں): کہیں ایسا نہ ہو جیسی چیز تمہیں ملی ہے ویسی کسی اور کو مل جائے یا وہ تمہارے رب کے حضور تمہارے خلاف حجت قائم کرلیں۔ ان سے کہہ دیجئے: فضل و کرم تو بے شک اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑا وسعت والا، جاننے والا ہے۔ (73) وہ جسے

عربی حاشیہ

پہلے ہی سے کافر تھے اس میں تربیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

(39) یہ ایمان اعتبار کے معنی میں ہے اور اسی لئے لام کے ذریعہ متعدی ہوا ہے اور یہ یہودیوں ہی کا مقولہ ہے نہ کہ پیغمبر اسلام کا جیسا کہ بعض مفسرین نے احتمال دیا ہے۔ ''ان یوتی'' بھی یہودیوں ہی کے بیان کا تتمہ ہے۔ جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے علاوہ کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور کسی کے پاس ایسی دلیل نہیں ہے جس سے یہودی مغلوب ہوجائیں۔

اردو حاشیہ

(۳۰) یہودیوں نے کھلم کھلا ناکامی کے بعد سازش کا راستہ اختیار کیا اور یہ طے کیا کہ صبح کو مسلمانوں کے ساتھ اسلام کا اعلان کردو اور شام کو منحرف ہو جاؤ تو مسلمان خود ہی سوچیں گے کہ اسلام میں کوئی عیب ضرور ہے جو یہ لوگ واپس چلے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنے مریدوں کو ہدایات بھی دے دیں۔ غیر مذہب والوں کی بات پر اعتبار نہ کرنا، اپنی قوم کے علاوہ کسی کو فضل و کرم الٰہی کا حق دار نہ سمجھنا، مسلمانوں کو ان حقائق کی اطلاع نہ کرنا جو تمہاری کتابوں میں ہیں اور جن سے ان کے پیغمبر کی رسالت ثابت ہوتی ہے کہ اس طرح وہ تم پر غالب آ جائیں گے۔ عربوں کی امانت کو واپس نہ کرنا کہ تم فرزندانِ خدا ہو اور تمہارے لئے ساری کائنات کا مال حلال ہے۔

پروردگار عالم نے ان تمام سازشوں کو بے نقاب کردیا اور یہودیوں کے حصہ میں ذلت و رسوائی کے علاوہ کچھ نہ آیا۔

بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ۝۷۴

چاہتا ہے اپنی رحمت سے مختص کرتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔ (74)

وَمِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مَنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِقِنۡطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ

اور اہل کتاب میں کوئی ایسا بھی ہے کہ اگر آپ اسے ڈھیر دولت کا امین (۳۱) بنا دیں تو وہ آپ کو لوٹا دے گا

اِلَيۡكَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ

البتہ ان میں کوئی ایسا بھی ہے جسے اگر آپ ایک دینار کا بھی امین بنا دیں تو وہ آپ کو ادا نہیں کرے گا

اِلَيۡكَ اِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ

جب تک آپ اس کے سر پر کھڑے نہ رہیں۔ (۳۲) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں:

قَالُوۡا لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِى الۡاُمِّيّٖنَ سَبِيۡلٌ ۚ (40) وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى

ناخواندہ (غیر یہودی) لوگوں کے بارے میں ہم پر کوئی ذمے داری نہیں ہے اور وہ جان بوجھ کر

اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۝۷۵ بَلٰى مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَاتَّقٰى

اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ (75) ہاں! (حکم خدا تو یہ ہے کہ) جو بھی اپنا عہد پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ۝۷۶ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ

تو اللہ تقویٰ والوں کو یقیناً دوست رکھتا ہے۔ (76) بے شک جو لوگ اللہ کے عہد

اللّٰهِ وَاَيۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا (41) اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِى

اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے

الۡاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنۡظُرُ اِلَيۡهِمۡ يَوۡمَ

آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے نہ تو کلام کرے گا اور نہ

عربی حاشیہ

(40) قومی استحصال کا سب سے بڑا نمونہ یہ تھا کہ یہودی سارے عرب کی امانتوں کو ہضم کر جانے کو اپنا حق سمجھتے تھے کہ ان کے اس حق کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

(41) یعنی مہربانی کا کلام نہیں کرے گا ورنہ غیظ وغضب کا اظہار تو بہرحال کرے گا اور جہنم میں جانے کا حکم تو بہرحال دے گا۔

ف: آیت نمبر ۷۷ میں ثمن قلیل سے مراد تھوڑی قیمت نہیں ہے کہ زیادہ قیمت عہد فروشی کرنے والے عذاب کے دائرہ سے باہر نکل جائیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ عہد الٰہی کے مقابلہ میں جو قیمت بھی قرار دی جائے وہ قلیل ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ضمناً یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ عہد شکنی کی سزا عہد پر باقی رہنے کے بالکل متوازی ہے کہ باقی رہنے والوں کے لئے آخرت میں حصہ ہے۔ خدا ان سے کلام کرے گا اور ان کی طرف نظر رحمت کرے گا اور انھیں عذاب الیم سے محفوظ رکھے گا

اردو حاشیہ

(۳۱) اسلام نے امانت داری کو بے پناہ اہمیت دی ہے۔ سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دور جاہلیت کی ساری باتیں میرے زیر قدم ہیں سوائے امانتوں کے کہ انہیں ضرور واپس کروں گا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں کے بارے میں کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا۔

۱۔ عہد کا پورا کرنا خواہ کسی سے عہد کیا ہو۔

۲۔ والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا خواہ کیسے ہی والدین ہوں۔

۳۔ امانت کو واپس کرنا خواہ کسی کی امانت ہو۔

(۳۲) یہ اشارہ ہے کہ سارے کام ظاہری شرافت سے نہیں ہوتے اور ہر حق رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جاتا بلکہ طاقت کے زور سے لیا جاتا ہے یہودی بردرا میں ایک جیسے رہے ہیں لہٰذا تمہارا بھی فرض ہے کہ اپنے کو مسلح بناؤ اور اپنی امانتوں کو واپس لینے کے لئے ان کے سر پر کھڑے ہو جاؤ کاش مسئلہ فلسطین میں بھی مسلمان اسی عقل کو استعمال کرتے اور بزور بازو اپنا حق واپس لینے کی کوشش کرتے۔

الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ

قیامت کے دن ان کی طرف نگاہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (77) اور

مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا (42) يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

(اہل کتاب میں) یقیناً کچھ ایسے لوگ بھی ہیں (۳۳) جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ

اس طرح پھیرتے ہیں کہ تمہیں یہ خیال گزرے کہ یہ خود کتاب کی عبارت ہے حالانکہ وہ کتاب سے متعلق نہیں ہے

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور وہ کہتے ہیں: یہ اللہ کی جانب سے ہے حالانکہ یہ اللہ کی جانب سے نہیں ہوتی اور وہ جان بوجھ کر

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ

اللہ کی طرف جھوٹی نسبت دیتے ہیں۔ (78) کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ

اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

اللہ تو اسے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے:

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

اللہ کی بجائے میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہ کہے گا:)

رَبّٰنِيّٖنَ (43) بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

جو تم (اللہ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور جو کچھ پڑھاتے ہو اس کا تقاضا یہ ہے کہ

تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

تم سچے ربانی بن جاؤ۔ (79) اور یہ بات تو ناممکن ہے کہ وہ تمہیں فرشتوں

عربی حاشیہ

اور عہد شکن اس کے بالکل برعکس ہے۔

(42) زبان توڑنے مروڑنے کے دو مفہوم ہیں:

۱۔ موجودہ توریت ہی کی تلاوت میں الفاظ بدل دیتے ہیں یا معانی میں تبدیلی کر دیتے ہیں۔

۲۔ اپنے پاس سے عبارت تیار کر کے اسے کتابِ خدا کا نام دے دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ کتابِ خدا نہیں ہے۔

(43) ربانیین ربانی کی جمع ہے ربانی یعنی اللہ والا اور اس کا اطلاق صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو کتاب الٰہی پڑھتا بھی ہے اور دوسروں کو درس بھی دیتا ہے۔ بے عمل اور بے کار پڑھا لکھا انسان عالم ربانی نہیں کہا جا سکتا۔ اسلام قابلیت کا طلب گار نہیں ہے خدمتِ دین کا طلب گار ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۳) یہودیوں کی صبح و شام ایمان و کفر کی سازش کامیاب نہ ہوئی تو انہوں نے دوسرا حربہ ایجاد کیا کہ جب قوم کتابِ خدا کی دلدادہ ہے تو یا تو کتاب کی تلاوت ہی میں تحریف کر دی جائے اور پھر حسبِ منشاء معنی نکال لئے جائیں یا دوسری عبارت تیار کر کے اسے بھی کتابِ خدا کا نام دے دیا جائے اور اس سے اپنا مدعا حاصل کیا جائے جو کام عالمِ اسلام میں منافقین کرتے رہے ہیں اور آج تک کر رہے ہیں۔

انہوں نے انبیاء کی طرف یہ نسبت بھی دے دی کہ وہ خود اپنی خدائی کے دعویدار تھے حالانکہ یہ بات انتہائی غیر معقول ہے کہ خدا کا نبی اُسی کے خلاف آواز بلند کرے۔ وہ ہرگز ایسا اقدام نہیں کر سکتا۔

وَالنَّبِيّٖنَ اَرۡبَابًا‌ ؕ اَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡكُفۡرِ بَعۡدَ

اور پیغمبروں کو رب بنانے کا حکم دیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی تمہیں مسلمان ہو جانے کے بعد

اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ

کفر اختیار کرنے کا حکم دے۔(80)اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ

النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ

جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کردوں پھر آئندہ کوئی رسول (۳۴) آئے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے

جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ

اس کی تصدیق کرے تو تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہو گا اور ضرور اس کی مدد کرنا ہو گی، پھر اللہ نے پوچھا:

وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ‌ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ‌ ؕ

کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری لیتے ہو؟

قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا‌ ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ

انہوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا اللہ نے فرمایا: پس تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ

الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

گواہ ہوں۔ (81)پس جو اس کے بعد اپنے عہد سے پھر جائیں وہی لوگ

الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيۡرَ دِيۡنِ اللّٰهِ يَبۡغُوۡنَ وَلَهٗۤ اَسۡلَمَ

فاسق ہیں۔ (82) کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا (۳۵) کسی اور دین کے خواہاں ہیں؟

مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا (44) وَّكَرۡهًا وَّاِلَيۡهِ

حالانکہ آسمانوں اور زمین کی موجودات چاروناچار اللہ کے آگے سر تسلیم خم کیے ہیں اور سب کو

عربی حاشیہ

(44) حقائق دین کا اقرار سب کو کرنا ہے چاہے دنیا میں بہ رضا و رغبت کریں یا آخرت میں قہر و جبر سے یا یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحبِ اختیار بھی بالآخر قدرت خدا کے مقابلہ میں مقہور ہی ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ طوعاً تشریعی اسلام کی طرف اشارہ ہے اور کرہاً تکوینی اطاعت کی طرف .....یا طوعاً مومنین کا اسلام ہے اور کرہاً منافقین کا اسلام۔

اردو حاشیہ

(۳۴) یہ یاددہانی اس لئے کرائی گئی ہے کہ یہودیوں کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا جائے کہ پیغمبر اسلام پر ایمان کا عہد سابق کے تمام انبیاء نے کیا ہے اور اپنی امتوں کو بتایا بھی ہے تو اب کسی امت کو انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔ ورنہ ان کا شمار فاسقین میں ہو جائے گا۔

(۳۵) رسول اکرمؐ کی رسالت و نبوت ہی اصل دینِ خدا ہے۔ اس کا انکار ایک نئے دین کی تلاش ہے اور یہ تلاش کامیاب نہیں ہو سکتی کہ ساری کائنات خداوند عالم کے سامنے سربسجود ہے اور خدا ہی نے پیغمبرِ اسلامؐ کو پیغمبرؐ بنایا ہے تو اب دوسرا خدا کہاں سے لایا جائے گا جو اس نبوت کو واپس لے لے یا دوسرے کو نبی بنا دے۔

واضح رہے کہ قرآنِ حکیم نے نمائندہ پروردگار کی یہی علامت قرار دی ہے کہ وہ نفس پرست نہیں ہوتا بلکہ خدا پرست ہوتا ہے اور اسی لئے سرکار دو عالمؐ نے صحابی کو اپنے لئے سجدہ کرنے سے روک دیا اور جناب امیرؑ نے نصیری کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا کہ اپنی خدائی کے عقیدہ کو برداشت کرنا خدائی نمائندگی کے خلاف اور اس کے منافی ہے۔

يُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ

اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ (83) کہہ دیجئے: ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور جو ہماری طرف نازل ہوا ہے

اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اس پر بھی نیز ان (باتوں) پر جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ

اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی ہیں اور جو تعلیمات موسیٰؑ وعیسیٰؑ اور باقی نبیوں کو اپنے رب کی طرف سے ملی ہیں ان پر بھی

رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾

ایمان لائے ہیں۔ ہم ان کے درمیان کسی تفریق کے قائل نہیں ہیں۔ ہیں ہم تو اللہ کے تابع فرمان ہیں۔ (84)

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ (45) دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ

اور جو شخص اسلام کے سوا (۳۶) کسی اور دین کا خواہاں (۳۷) ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص

فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ

آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (85) اللہ کیونکر اس قوم کی ہدایت کرے

قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ

جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئی ہے حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ یہ رسول برحق ہیں اور ساتھ ہی ان کے پاس

وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (46) ﴿٨٦﴾

روشن دلائل بھی آگئے تھے۔ خدا ایسے ظلم کے مرتکب ہونے والوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ (86)

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ (47) اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

ان لوگوں کی جزا یہ ہے کہ ان پر اللہ، فرشتوں

عربی حاشیہ

(45) یہ علامت ہے کہ نجات کا دارومدار صرف اسلام پر ہے۔ دوسرے کسی مسلک پر مرنے والا قیامت میں خسارہ ہی میں رہے گا چاہے دنیا میں کسی قدر فائدہ کیوں نہ اٹھائے۔

(46) ظالمین وہ لوگ ہیں جو آیات بینات سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تو ان پر خدا جبر بھی نہیں کرتا۔

(47) خدا کی لعنت، عذاب اور ناراضگی ہے اور ملائکہ اور انسانوں کی لعنت اس کی دعا اور التماس ہے جس طرح کہ خدا کی صلوٰت رحمت ہے اور بندوں کی صلوات دعائے رحمت ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۶) یہ پیغمبرؐ اسلام کی طرف سے یہود و نصاریٰ کے عقائد کے مقابلہ میں آخری اعلان ہے کہ ہمارا ایمان تمام انبیاء اور تمام احکام الٰہیہ پر ہے۔ ہم خدا کے بندے ہیں تو خدا کے احکام اور خدا کے نمائندوں میں تفریق نہیں کر سکتے۔ تم واقعاً خدا کے بندے ہوتے تو اس کے انبیاءؑ اور احکام میں تفریق نہ کرتے اور سب پر برابر سے ایمان لے آتے۔

(۳۷) بعض لوگ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۲ سے یہ استدلال کرتے تھے کہ صرف خدا اور آخرت پر ایمان کافی ہے۔ چاہے انسان یہودی ہو یا عیسائی یا ستارہ پرست۔ اس آیۂ مبارک نے ان کے توہمات کی حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دین قابلِ قبول نہیں ہے اور ایمانِ خدا ایمان بالرسول سے الگ نہیں ہوسکتا۔

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ

اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ (87) وہ ہمیشہ اس لعنت میں گرفتار رہیں گے۔ نہ ان کے عذاب میں

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

تخفیف ہو گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔ (88) سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۗ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کرلی پس اللہ بڑا بخشنے والا،

رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ

رحم کرنے والا ہے۔ (89) جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

پھر وہ اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ ہر گز قبول نہ ہو گی اور یہی لوگ

الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ

گمراہ ہیں۔ (90) جنہوں نے کفر اختیار کیا اورکفر کی حالت میں مر گئے ان میں سے

كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ (48)

کسی سے اس قدر سونا بھی، جس سے روئے زمین بھر جائے، ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا

ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اگرچہ وہ اسے فدیہ میں دے دیں۔ ایسے لوگوں کے لیے درد ناک عذاب ہو گا

وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع

اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (91)

عربی حاشیہ

(48) یہ سونا بطور مثال ہے کہ بڑا سے بڑا فدیہ بھی قبول نہ کیا جائے گا ورنہ میدانِ حشر میں سونا کہاں رکھا ہے کہ کفار اس کا فدیہ پیش کرسکیں۔

ف: راہِ حق سے منحرف ہوجانے والے اور مرتد بن جانے والے کی دو قسمیں ہیں۔ یہ کبھی فطری طور سے پیدائشی مسلمان ہوتا ہے اور پھر مرتد ہوجاتا ہے اور کبھی اسلام کی طرف آکر پلٹ جاتا ہے۔ پہلی قسم کی سزا کم ہے لیکن ہے اس لئے کہ اس نے تحقیق کے بعد اسلام قبول کرکے کفر اختیار کیا ہے اور اس طرح اسلام کے حقائق اور دلائل کی توہین کی ہے لیکن دوسری قسم بہرحال واجب القتل ہے کہ یہ ارتداد اسلام کے داخلی محاذ پر ایک طرح باغیانہ قیام ہے اور معاشرہ کو برباد کرنے کی عملی تحریک ہے اور اس کی سزا ہر قانون میں قتل ہے چاہے آخرت کے اعتبار سے توبہ قبول ہی کیوں نہ ہوجائے۔

اردو حاشیہ

(۳۸) اس سے قبل والی آیت میں توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اور اس آیت میں قبول نہ ہونے کا ذکر ہے اور بعد والی آیت میں کسی طرح کی تخفیف نہ ہونے کا ذکر ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ کفار کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ جو کفر کے بعد واقعی توبہ کرلیں، ان کی توبہ قبول کرلی جائے گی۔

۲۔ جو کفر میں آگے بڑھتے چلے جائیں اور ان کی توبہ واقعی نہ ہو یعنی واقعاً کفر ہو اور بظاہر توبہ جیسے بہت سے مومنین گناہ کرتے جاتے ہیں اور توبہ کرتے جاتے ہیں۔ داڑھی منڈاتے جاتے ہیں اور اسی رخسار پر طمانچہ مار کر توبہ بھی کرتے جاتے ہیں۔ ان کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی ہے۔

۳۔ جو توبہ کریں ہی نہیں اور کفر ہی پر مرجائیں۔ ان کا فدیہ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔ توبہ کا کیا ذکر ہے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا

جب تک تم اپنی عزیز چیزوں میں سے خرچ نہ کرو تب تک کبھی نیکی کونہیں پہنچ سکتے (۳۹) اور جو کچھ

مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ

تم خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(92) بنی اسرائیل کے لیے

حِلًّا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى

کھانے کی ساری چیزیں حلال (۴۰) تھیں بجز ان چیزوں کے جو اسرائیل نے

نَفۡسِهٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰٮةُ ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا

توریت نازل ہونے سے پہلے خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔ کہہ دیجئے:

بِالتَّوۡرٰٮةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ

اگر تم سچے ہو تو توریت لے آؤ اور اسے پڑھو ۔ (93) اس کے

افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

بعد بھی جنہوں نے اللہ کی طرف جھوٹی نسبت دی وہی

هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾ قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ ‌ قف فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ

لوگ ظالم ہیں۔ (94) کہہ دیجئے: اللہ نے سچ فرمایا پس تم یکسوئی سے دین ابراہیمی کی

حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ

پیروی کرو اور ابراہیم مشرکین میں سے نہ تھے۔(95) سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت)

لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۶﴾ ج فِيۡهِ

کے لیے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے جو عالمین کے لیے بابرکت اور راہنما ہے۔ (96) اس میں

عربی حاشیہ

(49) نیکی اور ثواب کی بلند ترین منزلیں۔

(50) ملت ابراہیم ان بنیادی عقائد اور حقائق کا نام ہے جو ہر دور میں ایک ہی رہے ہیں۔ اس کا تعلق شریعت سے نہیں ہے جو ہر دور میں بدلتی رہی ہے۔

(51) بکّہ۔ مکہ کا نام ہے کہ وہاں مجمع عام کی وجہ سے ایک دوسرے کو دھکیلتے رہتے ہیں اور اسی لئے نماز میں بھی بلا تکلف ایک دوسرے کے سامنے سے گزر جاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۳۹) آیت مبارکہ کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ دین خدا قربانیوں کا دین ہے اور پسندیدہ اشیاء کی قربانی کے بغیر کوئی نیکی حاصل نہیں ہو سکتی۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ درہم و دینار کی ایجاد کے بعد شیطان نے عظیم الشان جشن منایا کہ آج میری محنت کم ہوگئی اور اب لوگ خود بخود گمراہ ہوتے رہیں گے۔ راہ خدا میں مال خرچ نہ کرنا دلیل ہے کہ انسان بندہ خدا نہیں ہے بندۂ مال ہے۔ اس کے لئے مال کو سامنے رکھ کر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴۰) جب سرکار دو عالمؐ نے اپنے کو ملت ابراہیمؑ کا پابند قرار دیا اور اونٹ کے گوشت کو حلال قرار دیا اور کعبہ کو قبلہ بنایا تو یہودیوں نے ہنگامہ کر دیا کہ یہ دونوں باتیں ملت ابراہیمؑ کے خلاف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی توریت پڑھ کر دیکھو۔ اس میں اونٹ کے گوشت کے حلال ہونے کا ذکر موجود ہے۔ توریت سے پہلے یعقوب پرہیز کیا کرتے تھے لیکن وہ کوئی حرمت کا حکم نہیں تھا تم نے رسم کو لے لیا ہے اور قانون کو بھول گئے ہو...... اور خانہ کعبہ بیت المقدس سے قدیم تر مکان ہے۔ بیت المقدس جناب سلیمان کا بنایا ہوا ہے اور کعبہ میں آج تک مقام ابراہیمؑ موجود ہے جو اس بات کا اعلان ہے کہ یہ تعمیر ابراہیمؑ ہے لہٰذا ملت ابراہیمؑ کا تقاضا ہے کہ اونٹ کے گوشت کو حلال سمجھا جائے اور کعبہ کو قبلہ بنایا جائے۔ اس پر اعتراض کرنا جہالت اور حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

واضح نشانیاں ہیں (مثلاً) مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہوا اس نے امان پالی اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (52) ؕ

جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے اور جو کوئی اس سے انکار کرتا ہے

وَمَنْ كَفَرَ (53) فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ

تو (اس کا اپنا نقصان ہے) اللہ تو تمام اہل عالم سے بے نیاز ہے۔(97) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب

الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

تم اللہ کی نشانیوں کا کیوں انکار کرتے ہو جبکہ اللہ تمہارے اعمال کا مشاہدہ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

کرنے والا ہے۔ (98) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب تم ایمان لانے والوں کو راہ خدا سے کیوں (۴۱) روکتے ہو؟

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا

تم چاہتے ہو اس راہ میں کجی آئے حالانکہ تم خود اس پر شاہد ہو (کہ وہ راہ راست پر ہیں)

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

اللہ تمہاری حرکتوں سے غافل نہیں ہے۔ (99)اے ایمان والو! اگر تم نے اہل کتاب میں سے

تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ

کسی ایک گروہ کی بات مان لی تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں

اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى

کافر بنا دیں گے۔ (100) اور تم کس طرح پھر کفر اختیار کر سکتے ہو جب کہ

عربی حاشیہ

(52)راستہ کی استطاعت کے تین جزو ہیں۔ مالی اعتبار سے زادراہ ہو صحت کے اعتبار سے قابلِ سفر ہو اور خود راستہ کھلا ہوا ہو۔

(53) آیت میں حج ترک کرنے والوں کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے جو اس کی اہمیت کی عظیم ترین دلیل ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ کعبہ کے اول بیت ہونے کے اعتبار سے حریم کعبہ پر کعبہ کا حق تمام باشندوں سے زیادہ ہے اور للناس علامت ہے کہ خدائی شے تمام عالمِ انسانیت کے فائدہ کے لئے ہوا کرتی ہے۔

- حج کے بارے میں علی الناس علامت ہے کہ یہ سارے عالم انسانیت کا فرض ہے اور کفار بھی مسلمانوں کی طرح مکلّف ہیں۔
- آیت ۹۷۔۹۸ میں اہل کتاب کے بارے میں لفظ قل استعمال ہوا ہے کہ براہِ راست بات کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں لیکن

اردو حاشیہ

(۴۱) پہلی آیت میں اہلِ کتاب کو گمراہ ہونے سے روکا گیا ہے اور اس آیت میں گمراہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کے بعد والی آیت میں صاحبانِ ایمان کو گمراہ ہونے سے منع کیا گیا ہے کہ یہودی اور عیسائی ہر دور میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ لیکن تمہارا فرض ہے کہ ہوشیار رہو اور گمراہ نہ ہو۔

عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ

تمہیں اللہ کی آیات (۴۲) سنائی جارہی ہیں اور تمہارے درمیان اللہ کا رسول بھی موجود ہے؟ اور جو اللہ سے

فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ

متمسک ہو جائے وہ ضرور راہ راست پالے گا۔(101)اے ایمان والو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِھٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اللہ کا خوف کرو جیسا کہ اس کا خوف کرنے کا حق ہے اور جان نہ دینا مگر اس حال میں کہ

مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠

تم مسلم ہو۔(102)اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ

اور تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے

بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِھٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا

تمہارے دلوں میں الفت ڈالی اور اس کی نعمت سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے

حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

کنارے تک پہنچ گئے تھے کہ اللہ نے تمہیں اس سے بچا لیا۔اس طرح اللہ اپنی آیات کھول کر تمہارے لیے بیان کرتا ہے

لَكُمْ اٰيٰتِھٖ لَعَلَّكُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝۱۰۳ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ

تا کہ تم ہدایت حاصل کرو۔(103)اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے

اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ

جو نیکی کی دعوت اور بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے

منزل ۱

عربی حاشیہ

آیت ۱۰۰ میں صاحبانِ ایمان کو براہِ راست مخاطب کیا گیا ہے۔

(54) نظام الدین نیشاپوری غرائب القرآن میں لکھتے ہیں کہ آیت کی ابدیت یہ ہے کہ رسول نہ ہوں گے تو ان کی جگہ پر اہلبیت رہیں گے جو اُن کے وارث اور قائم مقام ہیں اور یہی مفہوم حدیث ثقلین کا بھی ہے۔

(55) صراطِ مستقیم عدل وحکمت کا راستہ ہے جو بندوں کے لئے دینِ اسلام ہے ورنہ سورہ ہود میں خدا کو بھی صراط مستقیم پر کہا گیا ہے۔

(56) حبل اللہ دین الٰہی اور کتابِ خدا ہے جو عملی اعتبار سے اہلبیتؑ کی شکل میں مجسم ہو گیا ہے۔

(57) مسلمانوں کے ان تمام حالات کی مکمل تصویر کشی جناب جعفر طیار کی تقریر دربار نجاشی میں اور جناب فاطمہ زہراؑ کے خطبہ فدک میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(58) تفسیر المنار میں شیخ محمد عبدہ سے نقل

اردو حاشیہ

(۴۲) شاس بن قیس یہودی نے فتنہ برپا کرنے کے لئے اوس و خزرج کو پرانے جھگڑوں کو یاد دلا کر پھر جھگڑا مسکرانا چاہا تو آیت نازل ہوئی کہ رسولؐ کی موجودگی میں جھگڑے کا کیا جواز ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو مکمل تقویٰ کی دعوت دی گئی کہ واجبات ومحرمات کا خیال رکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ حق تقویٰ کا مطلب عصمت نہیں ہے بلکہ احکامِ شریعت کی مکمل پابندی ہے۔

پھر دین اسلام جیسی ریسمانِ ہدایت سے تمسک اور گذشتہ نسلی اختلافات کے مقابلہ میں برادری کا حوالہ دے کر ہر طرح کے اختلافات سے روکا گیا کہ اب کوئی اختلاف رونما نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد ایک جماعت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تیار کیا گیا تا کہ وہ اختلافات کی روک تھام کرتی رہے اور یہ فریضہ اگرچہ سارے مسلمانوں کا ہے لیکن ایک جماعت کو اس کام کے لئے ضرور رہنا چاہئے ورنہ فتنہ وفساد کسی وقت بھی سر اٹھا سکتے ہیں۔

آپس میں اختلافات پیدا کرانا یہودیوں اور عیسائیوں کا پرانا طریقہ ہے کہ یہودی جناب موسیٰؑ کے بعد ۷۱ فرقے ہو گئے اور عیسائی جناب عیسیٰ کے بعد ۷۲۔ قیامت یہ ہے کہ مسلمان اتنی ہدایات کے باوجود ۷۳ حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

مذکورہ تمام تذکروں کا منشاء واضح ہے کہ مسلمان یہودیت اور عیسائیت کے کردار سے محفوظ رہیں اور تفرقہ پردازی کا عمل اختیار نہ کریں۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا

اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔(104)اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونا

وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ

جو واضح دلائل آجانے کے بعد بٹ گئے اور اختلاف کا شکار ہوئے اور ایسے لوگوں کے لیے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ

بڑا عذاب ہو گا۔(105)قیامت کے دن کچھ لوگ سرخرو اور کچھ لوگ روسیاہ ہوں گے

فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ

پس روسیاہ لوگوں سے کہا جائے گا: کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا؟

إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا

پس اب اپنے اس کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔(106)اور جن کے

الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا

چہرے روشن ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے جس میں

خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ

وہ ہمیشہ رہیں گے۔(107)یہ ہیں اللہ کی نشانیاں جو صحیح انداز میں ہم آپ کو سنا رہے ہیں

وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

اور اللہ اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔(108) اور آسمانوں اور زمین کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ

اور تمام معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔(109)تم بہترین (۴۳)

عربی حاشیہ

کیا گیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ عام مسلمانوں کو امر بالمعروف میں شیعوں سے سبق لینا چاہئے کہ ایک عورت میرے گھر میں بچہ کو دودھ پلانے آئی تو اسے مذہب شیعہ کی طرف مائل کرنے لگی۔" اے کاش عام مومنین اپنے اس امتیاز کی طرف پھر دوبارہ متوجہ ہوجائیں۔

فائدہ

امام صادقؑ نے حق تقویٰ کی تفسیر اس انداز سے فرمائی ہے کہ اطاعت خدا کے بعد معصیت نہ ہو..... یاد خدا کے بعد نسیان کا غلبہ نہ ہو اور شکر خدا کے بعد کفران نعمت کی نوبت نہ آئے۔ (معانی الاخبار)

اردو حاشیہ

(۴۳) پروردگار عالم نے امت اسلامیہ کو بہترین امت بنا کر پیدا کیا ہے لیکن اس کی بہتری کی تین علامتیں قرار دی ہیں۔ لوگوں کے فائدہ کے لئے کام کرے۔ نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے منع کرے اور ان سب کے پیچھے جذبہ ایمان باللہ کا ہو۔ اب اگر ایسا نہیں ہے تو امت خیر امت کہے جانے کے قابل نہیں ہے اور جو اس قانون پر جس قدر شدت سے عمل پیرا رہے گا وہ اسی قدر خیر اور بہتری کا حامل ہوگا اور اسی لئے بعض روایات میں ائمہ معصومینؑ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کی تمام تر زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بسر ہوئی ہے اور انہوں نے قاتلوں کو بھی نیکیوں کا حکم دیا ہے اور قریب ترین دوستوں کو بھی برائیوں سے روکا ہے۔

خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (59)

امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ

اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان

الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ (60) وَاَكْثَرُهُمُ

لے آتے تو خود ان کے لیے بہتر تھا، اگرچہ ان میں سے کچھ لوگ ایمان والے ہیں لیکن ان کی اکثریت

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

فاسق ہے۔(110) یہ لوگ ایذا رسانی کے سوا (۴۴) تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر تمہارے ساتھ لڑائی کی نوبت آئی

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

تو یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر انہیں کہیں سے مدد نہیں ملے گی۔ (111) یہ جہاں بھی ہوں گے

الذِّلَّةُ (61) اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ

ذلت و خواری سے دو چار ہوں گے، مگر یہ کہ اللہ کی پناہ سے یا لوگوں کی پناہ سے متمسک ہو جائیں،

النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

یہ اللہ کے غضب میں مبتلا رہیں گے اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی ہے۔

الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ان (جرائم کے ارتکاب) کا سبب یہ ہے کہ وہ نافرمانی

عربی حاشیہ

(59) بعض حضرات کی نظر میں یہ کان تامہ ہے اور خیرامت حال ہے کہ تمہارا وجود خیرامت ہے اور بعض کے نزدیک ناقصہ ہے اور مخاطب چند افراد ہیں۔ جن کی شان عالمِ انسانیت کے لئے کام کرنا۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا ہے۔

(60) عبداللہ بن سلام جیسے لوگ مراد ہیں۔

(61) یہودیوں کی ذلت کے بارے میں مفسرین میں ہر دور میں اختلاف رہا ہے اور اپنے اپنے دور کے اعتبار سے اس کے معنی بیان کئے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہودی اپنے اصولِ حیات و معاملات کے اعتبار سے بھی ذلیل ہیں اور معاشرہ کے اعتبار سے بھی ذلیل ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اسرائیل درحقیقت ان کی حکومت نہیں ہے بلکہ امریکہ کا ایک اڈہ ہے۔ اس کی نظر بدل جائے تو ان کا خاتمہ ہوجائے گا جیسا کہ سرکار دوعالمؐ نے آخر دور میں ان کے قتل عام کی خوشخبری سنائی ہے۔

اردو حاشیہ

(۴۴) یہ صاحبانِ ایمان کے لئے ایک بشارت ہے کہ یہودیوں کا ضرر الفاظ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ ان میں ثبات قدم اور حوصلہ جنگ نہیں ہے۔

اے کاش مسلمان اپنے قرآن پر ایمان لے آتے اور یہودیوں سے مرعوب ہو کر صلح کرنے کے بجائے ان سے مقابلہ کرتے اور قرآنی وعدہ کو منظر عام پر لے آتے لیکن وہ تو خود ہی انہیں کی ایک ذہنی نسل ہیں ان سے کسی خیر کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اور زیادتی (۴۵) کرتے تھے۔ (112)سب برابر نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں کچھ

اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَھُمْ
(لوگ) ایسے بھی ہیں جو (حکم خدا پر) قائم ہیں، رات کے وقت آیات خدا کی تلاوت کرتے ہیں اور

يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ
سربسجود ہوتے ہیں۔ (113)وہ اللہ اور روزآخرت پر ایمان رکھتے ،

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي
نیک کاموں کا حکم دیتے، برائیوں سے روکتے اور بھلائی کے کاموں میں

الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا
جلدی کرتے ہیں اور یہی صالح لوگوں میں سے ہیں۔ (114)اور یہ لوگ

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾
نیکی کا جو بھی کام انجام دیں گے اس کی ناقدری نہ ہو گی اور اللہ تقویٰ والوں کو خوب جانتا ہے۔ (115)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ
جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے اللہ کے مقابلے میں ان کے اموال

اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْــــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ
اور اولاد کسی کام نہ آئیں گے اور یہ لوگ جہنمی ہیں جس میں

فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ ھٰذِهِ الْحَيٰوةِ
ہمیشہ رہیں گے۔ (116)وہ اس دنیاوی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں (۴۶)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۰ میں خیرامت کی تفسیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کی گئی ہے اور امرونہی کو ایمان پر مقدم کیا گیا ہے گویا کہ اسلامی معاشرہ میں امت کی بھلائی صرف امرونہی سے ہے اور ایمان کا دارومدار بھی اسی عمل پر ہے ورنہ امرونہی کے بغیر ایمان صرف ایک جنبش زبان ہے اور اس کی واقعی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۴۵) یہ بات صرف یہودیوں میں نہیں ہے بلکہ تمام دشمنانِ اسلام میں ہے۔ صرف یہودی اپنے مظالم میں اس قدر آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ ان کا مشن ہی نیک بندوں کا قتل کرنا ہے۔ اس کے لئے کسی مخصوص سبب کی ضرورت نہیں ہے۔ نیش عقرب نہ از پے کیس است مقتضائے طبیعتش ایں است۔

(۴۶) بعض لوگ ظاہری کارِ خیر سے ایسی حیثیت بنا لیتے ہیں کہ سادہ لوح افراد ایمان اور کردار کے مسائل کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ایمان و کردار نہیں ہے تو اپنے اوپر ظلم ہے اور ظالم کے ظاہری کارِ خیر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسے کوئی پالا کسی وقت بھی برباد کر سکتا ہے اور دیکھتے دیکھتے ساری کھیتی تباہ ہوسکتی ہے۔

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں تیز سردی ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی پر چلے

ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ

جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اسے تباہ کردے اور اللہ نے ان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

بلکہ یہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ (117) اے ایمان والو! اپنوں کے سوا دوسرں کو اپنا رازدار (۴۷) نہ بناؤ۔

بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۖ وَدُّوا مَا

یہ لوگ تمہارے خلاف شر وفساد پھیلانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ جس بات سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچے

عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي

وہی انہیں بہت پسند ہے۔ کبھی تو (ان کے دل کے کینہ و) بغض کا اظہار ان کے منہ سے بھی ہوتا ہے لیکن جو بغض و کینہ

صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِنْ كُنْتُمْ

ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ کہیں زیادہ ہے۔ بتحقیق ہم نے آیات واضح کر کے تمہارے لیے بیان کیا ہے اگر تم

تَعْقِلُونَ ﴿۱۱۸﴾ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ

عقل رکھتے ہو۔ (118) تم لوگ تو اس طرح کے ہو کہ ان سے محبت رکھتے ہو جبکہ وہ تم سے محبت نہیں رکھتے

وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا

حالانکہ تم پوری (آسمانی) کتاب کو مانتے ہو (مگر وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں:

خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا

ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں جاتے ہیں تو تم پر غصے کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ لیتے ہیں۔

عربی حاشیہ

(62) امیرالمومنینؑ نے کیا حسین بات فرمائی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو بیچ ڈالا اس نے برباد کردیا اور جس نے اپنے نفس کو خرید لیا اس نے آزاد کردیا۔

(63) بعض مفسرین نے اسے مدح قرار دیا ہے کہ مسلمان رواداد ہوتے ہیں اور کفار متعصب، حالانکہ درحقیقت یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تنبیہہ ہے کہ دشمنوں کے طرز عمل کو دیکھ کر اپنا طریقہ کار معین کرنا چاہیے۔

ف: آیت نمبر ۱۱۸ میں مسلمانوں کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ ہر کس و ناکس کو اپنا دوست اور رازدار نہ سمجھیں کہ اس طرح دشمن کو ان کے حالات معلوم کرنے کا موقع مل جائے گا اور وہ کسی وقت بھی تباہ ہو سکتے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے سی آئی۔ اے جیسے اداروں کی پیدائش سے سیکڑوں سال پہلے مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کردیا تھا لیکن افسوس کہ مسلمان آج تک ہوش میں نہ آئے اور اجنبی طاقتوں کی

اردو حاشیہ

(۴۷) یہ اسلامی سیاست کے خطوط ہیں کہ اسلام نفرت اور تعصب کو ہوا نہیں دیتا لیکن دشمن شناسی کی دعوت دیتا ہے اور یہ حکم دیتا ہے کہ دشمن درپے آزاد نہ ہو تو بہترین برتاؤ کرو لیکن اس کی خباثت واضح ہو جائے تو ہرگز اعتبار نہ کرنا ورنہ سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

فقہاء اسلام نے مسلمان عورتوں کے لئے کافر عورتوں سے بھی پردہ ضروری قرار دیا ہے، اگر یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنے مردوں سے ان کے حسن و جمال کی تعریف کریں گی اور اس طرح کوئی بھی فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے۔

بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ

ان سے کہہ دیجئے: تم اپنے غصے میں جل مرو۔ یقیناً اللہ سینوں کے راز خوب جانتا ہے۔(119) اگر تمہیں

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

آسودگی میسر آتی ہے تو (وہ) انہیں بری لگتی ہے اوراگر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر

يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ

خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی فریب کاری تمہیں

كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع وَاِذْ

کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بے شک اللہ ان کے تمام اعمال پر احاطہ رکھتا ہے۔(120) اور (اے رسول: وہ وقت یاد کرو)

غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ

جب آپ صبح سویرے اپنے گھر والوں [۴۸] کے پاس سے نکل کر ایمان والوں کو جنگ کے لیے مختلف مورچوں پر

لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ [65]

متعین کر رہے تھے اور اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(121) (یہ اس وقت کی بات ہے) جب تم میں سے

مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا اور مومنین کو چاہیے کہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ [66] بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ

اللہ پر توکل کریں۔ (122) بالتحقیق اللہ نے بدر [۴۹] میں تمہاری مدد کی جب تم کمزور تھے،

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

پس اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔(123) جب آپ مومنین سے کہہ رہے تھے:

عربی حاشیہ

دوستی پر بھروسہ کر کے مسلسل ذلت سے دوچار ہوتے جا رہے ہیں۔

(64) نیکی میں مس اور برائی میں اصابہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان ملاعین سے نیکی کا چھو جانا بھی گوارا نہیں ہے اور برائی جتنی زیادہ نازل ہو جائے ان کے لئے باعث مسرت ہے۔

(65) یہ بنی سلمہ اور بنی حارثہ تھے جو عبداللہ بن ابی کے بہکانے پر واپس ہو رہے تھے لیکن سنبھل گئے۔

(66) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے بدر میں ملائکہ کے ذریعہ نصرت کی ہے لیکن اس کی کیفیت کا اظہار نہیں کیا گیا ملائکہ بشکل بشر جنگ کر رہے تھے یا کوئی اور صورت حال تھی۔

اردو حاشیہ

(۴۸) یہاں سے جنگ احد کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جب شوال ۳ھ میں ابوسفیان نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر تین ہزار کی فوج لے کر حملہ کیا اور رسولؐ اکرم ایک ہزار افراد کو لے کر نکلے جس میں سے تین سو کو عبداللہ بن ابی منافق نے بہکا دیا اور صرف ۷۰۰ رہ گئے۔ آپ نے پچاس تیراندازوں کو عبداللہ بن جبیر کے ساتھ درہ پر مقرر کر دیا کہ فتح ہو یا شکست جگہ نہ چھوڑیں اور اس کے بعد جنگ کا آغاز ہوا۔ حضرت علیؑ نے پے در پے نو سربرآوردہ دشمنوں کو قتل کر دیا تو دشمن بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ تیراندازوں نے یہ منظر دیکھا تو درہ کو چھوڑ دیا اور دشمنوں نے دوبارہ حملہ کر دیا اور جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ رسول اکرمؐ زخمی ہو گئے۔ حمزہ شہید ہو گئے اور فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ میدانِ احد میں کل ۲۲ کفار مارے گئے اور ۷۰ مسلمان شہید ہوئے۔

(۴۹) جنگ احد کے تذکرہ کے درمیان جنگ بدر کا حوالہ دیا گیا کہ جب مسلمان بالکل بے سروسامان تھے تو ہم نے ان کی مدد کی اور ان کے اطمینان قلب کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ احد میں تو ساز و سامان موجود تھا پھر شکست کا کیا سبب ہوا؟ اس صورت حال پر ہر دور کے انسان کو غور کرنا چاہئے کہ جب تک انسان میں اخلاص ہوتا ہے اور وہ خدا و رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے، خدا ہر صورت سے اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جب ہوس دنیا پیدا ہو جاتی ہے، مال غنیمت کا

اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ

کیا تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے نازل فرما کر

الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ

تمہاری مدد کرے؟۔ (124)ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو دشمن

مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ[67] اٰلٰفٍ مِّنَ

جب بھی تم پر اچانک حملہ کر دے تمہارا رب اسی وقت پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے

الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ

تمہاری مدد کرے گا۔ (125)اور یہ بات اللہ نے صرف تمہاری خوشی

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اور اطمینان قلب کے لیے کی ہے۔(سچ تو یہ ہے کہ) اور فتح ونصرت صرف اللہ ہی کی جانب سے ہے جو بڑا غالب آنے والا،

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ

حکمت والا ہے۔ (126)(اس مدد کا مقصد یہ ہے کہ) کافروں کے ایک دستے کو کاٹ دے یا انہیں ذلیل وخوار (۵۰)

يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

کردے تا کہ وہ نامراد پسپا ہو جائیں۔ (127)(اے رسول) اس بات میں آپ کا کوئی دخل نہیں۔

شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

اللہ چاہے تو انہیں معاف کرے اور چاہے تو سزا دے کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں۔ (128)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ يَغْفِرُ لِمَنْ

اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کا مالک اللہ ہے اور اللہ جسے چاہے بخش دے

منزل ۱

عربی حاشیہ

(67) قرآن مجید میں ایک ہزار تین ہزار اور پانچ ہزار ملائکہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور شاید اس کی ترتیب یہ ہے کہ ابتداً ایک ہزار بھیجے گئے اور ان کے پیچھے دو ہزار اور روانہ کئے گئے پھر بھی اطمینان نہ ہوا اور مسلمان نئی کمک کی خبر سے گھبرا گئے تو خدا نے پانچ ہزار کا وعدہ کرلیا تا کہ اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔

اردو حاشیہ

خیال آ جاتا ہے اور رسولؐ کی ہدایات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو انجام کار شکست، ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اے کاش فتح بدر کا جشن منانے والے مسلمان دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں مجاہدین بدر کے حوصلے کا بھی ثبوت دیتے اور دور حاضر کی صورتِ حال سے دو چار نہ ہوتے۔

(۵۰) خدا کے یہاں کفار کے لئے تین طرح کے سلوک ہیں۔ مقابلہ کریں تو ذلیل ہوں۔ توبہ کریں تو معاف کر دیئے جائیں۔ اپنی بات پر جمے رہیں تو عذاب آخرت کا سامنا کریں۔

يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بہت بخشنے والا، خوب رحم کرنے والا ہے۔ (129)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً [68]

اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ [۵۱] کھایا کرو

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ

اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (130) اور اس آگ سے بچو

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (131) اور اللہ اور رسول کی اطاعت کروتا کہ

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

تم پررحم کیا جائے۔(132) اور اپنے رب کی بخشش [۵۲] اور اس جنت کی طرف جانے میں سبقت لو

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو اہل تقویٰ کے لیے آمادہ کی گئی ہے۔ (133)

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ [69] وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ

(ان متقین کے لیے) جو خواہ آسودگی میں ہوں یا تنگی میں ہر حال میں خرچ کرتے ہیں اور جو غصے کو پی جاتے ہیں

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اوراللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (134)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور جن سے کبھی نازیبا حرکت سرزد [۵۳] ہو جائے یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں تو

عربی حاشیہ

(68) اس لفظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تھوڑا بہت سود کھایا جا سکتا ہے بلکہ یہ دراصل اس دور کی صورتِ حال کی طرف اشارہ ہے اور سود کے انجام کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس طرح سود درسود دو گناہ چوگنا ہوتا رہتا ہے ورنہ سود کا ایک پیسہ بھی اسلامی نقطۂ نظر سے حرام ہے اور اس کا کھانا گناہ کبیرہ ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت ۱۲۸ کا تعلق مسائل جنگ اور معافی سے ہے اس کا شفاعت یا دعا کی تاثیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(69) راحت میں انفاق کرتے ہیں یعنی مغرور نہیں۔ تکلیف میں انفاق کرتے ہیں یعنی بخیل اور مایوس نہیں ہیں۔

غصہ کو پی جاتے ہیں یہ نفس پر قابو پانے کی علامت ہے۔ امیرالمومنین نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ غصہ کو پی جانے سے زیادہ لذیذ اور شیریں کوئی گھونٹ نہیں ہے۔ لوگوں کو معاف

اردو حاشیہ

(۵۱) سود کی حرمت اسلام کے مسلمات میں ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سود کا ایک ایک پیسہ حرام ہے۔ دگنے چوگنے کی بات صرف اس صورتِ حال کے پیش نظر کہی گئی ہے جس وقت آیت نازل ہوئی تھی ورنہ اسی وقت یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ توبہ کرنا ہے تو صرف اپنا سرمایہ لے لو اور سود کی طرف رخ بھی نہ کرو تا کہ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے ورنہ شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عذاب کے موقع پر کافرین کا ذکر اشارہ ہے کہ سود خوار کے لئے کافروں جیسا عذاب ہے اور یہ سود کے بدترین عمل ہونے کی بہترین دلیل ہے۔

(۵۲) سود کی برائیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد مغفرت، جنت اور انفاق کی دعوت دی گئی کہ انفاق میں بظاہر مال کم ہو جاتا ہے لیکن حقیقتاً یہی مال محفوظ رہتا ہے اور اسی میں برکت اور وسعت پیدا ہوتی ہے اور اسی کے نتیجہ میں جنت حاصل ہوتی ہے۔

(۵۳) انسان فطری کمزوریوں کی بنا پر غلطیاں کر بیٹھتا ہے اور شیطان اسے رحمتِ خدا سے مایوس کر کے عمل سے روک دیتا ہے۔ پروردگار نے پھر توجہ دلائی کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ راہِ راست پر آ جاؤ۔ برائیوں پر اصرار نہ کرو۔ ہم معاف کرنے والے ہیں اور جزا و انعام بھی دینے والے ہیں۔

ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ

اسی وقت خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں

الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ

اور اللہ کے سوا گناہوں کا بخشنے والا کون ہے؟ اوروہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اصرار نہیں کرتے ہیں۔ (135)ایسے لوگوں کی جزا ان کے رب کی مغفرت اوروہ باغات ہیں

وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور(نیک) عمل کرنے والوں کے لیے

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا

کیا ہی خوب جزا ہے۔ (136) تم سے پہلے (۵۴) مختلف روشیں گزر چکی ہیں

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

پس تم روئے زمین پر چلو پھرو اوردیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔(137)

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

یہ (عام) لوگوں کے لیے ایک واضح بیان ہے اور اہل تقویٰ کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔ (138)

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو (۵۵) کہ تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

تم مومن ہو۔ (139)اگر تمہیں کوئی زخم لگا ہے تو تمہارے دشمن کو بھی

عربی حاشیہ

کر دیتے ہیں کہ صبر وضبط شخصی مصالح کے تحت نہیں ہے معافی کے تحت ہے۔ امیرالمومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ معافی کو طاقت کا شکرانہ قرار دو۔

علامہ مراغی نے بیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام سجادؑ کی کنیز کے ہاتھ سے شوربہ گر گیا تو آپ نے سر اٹھا کر دیکھا اس نے کہا والکاظمین الغیظ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے صبر کرلیا۔ اس نے کہا والعافین عن الناس....فرمایا معاف کردیا۔ اس نے کہا واللہ یحب المحسنین فرمایا جا تجھے راہِ خدا میں آزاد کردیا۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۳۳ میں لفظ اعدّت علامات ہے کہ جنت وجہنم موجود ہیں اور ان کی خلقت ہوچکی ہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ کہاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی وسعت بقدر زمین و آسمان ہے تو ان کو کسی ایک جگہ پر تلاش نہیں

اردو حاشیہ

(۵۴) صاحبانِ ایمان کو دوسری قوموں کے حالات کا جائزہ لینے کی دعوت دی گئی ہے تاکہ دیکھیں کہ انبیاء کرامؑ کا اتباع نہ کرنے کا انجام کیا ہوا ہے اور وعدہ الٰہی پر اعتبار نہ کرنے والے کس طرح تباہی کے گھاٹ اتر گئے ہیں۔

(۵۵) جنگ احد کے تذکرہ کے دوران کچھ اور مسائل کا ذکر آ گیا تھا۔ اب پھر اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ تم نے نبی کی بات نہ مانی۔ سخت غلطی کی اور اس کا انجام شکست کے علاوہ کچھ نہ ہوا۔ ہم اب بھی ہدایت کرتے ہیں کہ خوف و رنج سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمت کرو۔ میدان میں قدم جماؤ آج تمہیں چوٹ لگی ہے تو بدر میں کفار بھی زخم کھا چکے ہیں۔ یہ دنیا یوں ہی منقلب ہوتی رہتی ہے۔ تم میں شہداء پیدا ہوں گے۔ دشمن کو تو یہ شرف بھی نصیب نہیں ہے۔ ہمت سے قدم آگے بڑھاؤ اور یہ یاد رکھو کہ اگر ایمان سلامت ہے تو بلندی صاحبانِ ایمان کا حصہ ہے اور ایمان پر کسی شے کی بلندی حاصل نہیں ہوسکتی۔

اے کاش ایمان کا دعویٰ کرنے والے اس معیار پر اپنے ایمان کو پرکھتے اور پھر واقعاً صاحب ایمان بن کر بلندیوں کی منزل پر فائز ہوجاتے اور راہِ خدا میں مکمل صبر و استقامت کے ساتھ جہاد کرتے۔

قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ؕ وَ تِلۡكَ الۡاَ يَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ ۚ

ویسا ہی زخم لگ چکا ہے اور یہ ہیں وہ ایام جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔

وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ؕ

اس طرح اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ مومن کون ہیں اور چاہتا ہے کہ تم میں سے کچھ کو گواہ کے طور پر لیا جائے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ‏ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ (70)

کیونکہ اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔(140) نیز اللہ ایمان والوں کو چھانٹنا (۵۶)

اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ‏ ﴿۱۴۱﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا

اور کافروں کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ (141) کیا تم (لوگ) یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں یونہی چلے جاؤ گے

الۡجَـنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَ

حالانکہ ابھی اللہ نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے جہاد کرنے والے اور

يَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ‏ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ

صبر کرنے والے کون ہیں؟ (142) اور موت کے سامنے آنے سے قبل تو تم مرنے کی

قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ ۖ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۱۴۳﴾ ع (71)

تمنا کر رہے تھے سو اب وہ تمہارے سامنے ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ (143)

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ

اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو بس رسول ہی ہیں

اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انْقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَ (72)

ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔ بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو

عربی حاشیہ

کیا جا سکتا ہے۔

(70) بعض مفسرین نے صاحبانِ ایمان کو الگ کرنے کی بات کہی ہے اور کافرین سے مراد وہ لوگ لئے ہیں جنھوں نے رسول کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور بعض لوگوں نے آزمانے کی بات کہی ہے اور کافرین سے مراد ان لوگوں کو لیا ہے جنھوں نے احد میں رسول اکرمؐ سے جنگ کی تھی۔

(71) جنگ بدر کے بعد کچھ مسلمانوں نے کہنا شروع کیا کہ ہم ہوتے تو قیامت ڈھا دیتے۔ پروردگار نے جنگِ احد میں انھیں بھی آزما لیا اور حقیقت واضح ہوگئی۔

(72) جنگ بدر کے بعد مسلمانوں میں یہ غرور پیدا ہوگیا کہ جب نبیؐ ساتھ رہیں گے تو فتح یقینی ہے۔ اس کے بعد احد میں سب کے قدم اکھڑ گئے تو قدرت نے متوجہ کر دیا کہ کامیابی نبیؐ کی موجودگی کا نتیجہ نہیں ہے، صبر وضبط، تحمل وبرداشت اور حوصلہ جہاد کا نتیجہ ہے۔ گذشتہ

اردو حاشیہ

(۵۶) جنگ احد نے تاریخ میں چند مسائل کا فیصلہ کر دیا ہے:-

۱۔ صاحبانِ ایمان کتنے ہیں۔
۲۔ شہادت کن لوگوں کا مقدر ہے۔
۳۔ ظالمین کون کون ہیں۔
۴۔ ایمان کس طرح پرکھا جاتا ہے۔
۵۔ نعمت خدا کی ناشکری کرنے والے کس طرح برباد ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کا ایک عام خیال یہ تھا کہ صرف کلمہ پڑھ لینا جنت کی ضمانت ہے اور کسی محنت ومشقت کی ضرورت نہیں ہے اور اسی لئے میدانِ جہاد میں قدم نہ جما سکے۔

قدرت نے واضح کر دیا کہ جنت میں داخلہ کے لئے جہاد اور صبر دونوں ضروری ہیں۔ ان کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔

جنگ احد نے مسلمانوں کے غرور اور حوصلوں کی حقیقت کو بھی بے نقاب کر دیا اور ان کا ایمان بھی واضح کر دیا کہ یہ رسول کے مرنے کے بعد کیا کرنے والے ہیں اور کس طرح الٹے پاؤں پلٹ جانے والے ہیں۔

تفسیر طبری میں یہ واقعہ درج ہے کہ انس بن نضر نے عمر بن الخطاب کو بھاگنے پر ٹوکا کہ آخر اس طرح بھاگنے کا کیا سبب ہے تو انہوں نے کہا کہ پیغمبر مارے

مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ

کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ جو الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور

سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ

اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا دے گا۔(144)اور کوئی جاندار اذن خدا کے بغیر نہیں مر سکتا۔ اس نے (موت کا)

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے۔ (۵۷) جو(شخص اپنے اعمال کا) صلہ دنیا میں چاہے گا

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ

اسے ہم دنیا میں دیں گے اور جو آخرت کے ثواب کا خواہاں ہو اس کو آخرت میں دیں گے

وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو اچھا صلہ دیں گے۔(145)اور کتنے ہی ایسے نبی گزرے ہیں

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ

جن کی ہمراہی میں بہت سے اللہ والوں نے جنگ لڑی لیکن اللہ کی راہ میں آنے والی مصیبتوں کی وجہ سے نہ وہ بد دل ہوئے

اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

نہ انہوں نے کمزوری دکھائی اور نہ وہ خوار ہوئے اور اللہ تو صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ (146)

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

اور ان کی دعا صرف یہ تھی: اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں سے اور ان زیادتیوں سے درگزر فرما

وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى

جو ہم نے اپنے معاملات میں کی ہیں اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلے میں

عربی حاشیہ

ادوار کے اصحاب بھی انھیں طاقتوں کے سبب کامیاب ہوئے تھے۔

فائدہ

واضح رہے کہ جنگ احد میں شکست کے اسباب حسب ذیل تھے۔

۱۔کمزور ایمان اور صرف غیبی امداد پر بھروسہ۔ ۲۔مخالفت حکم رسولؐ۔ ۳۔نومسلم افراد کی فکر مال غنیمت۔ ۴۔جنگ بدر کی فتح کا غرور۔ ۵۔مقصد کے مقابلہ میں شخصیت کا خیال اور خبر قتل پر فرار۔ ۶۔مقصد کے تحفظ کی فکر کا نہ ہونا۔

اردو حاشیہ

جا چکے ہیں۔انس نے کہا کہ خدا تو زندہ ہے اس کی راہ میں جہاد کرو اور اگر وہ مر بھی گئے ہیں تو ان کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے۔

(۵۷) اس موقع پر اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دیا گیا کہ موت وقت سے پہلے نہیں آ سکتی تو میدان میں جانے میں کیا تکلف ہے۔ جہاد کرو تا کہ موت آئے تو شہادت کا درجہ نصیب ہو۔

مذکورہ بالا آیات نے ہر دور کے مسلمانوں کی حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ وقت سے پہلے بہت رجز خوانی کرتے ہیں اور جنگ سے پہلے فتح و کامرانی کا دعویٰ کرتے ہیں، غربت میں سخاوت کا اظہار کرتے ہیں اور جب وقت آ جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جنت صرف صابرین اور مجاہدین کے لئے ہے۔

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ

ہماری مدد فرما۔ (147) چنانچہ اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور

حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

آخرت کا بہتر ثواب بھی عطا کیا اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (148)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اے ایمان والو! اگر تم نے کافروں کی اطاعت کی تو وہ تمہیں (۵۸) الٹا پھیر دیں گے

يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ

پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ (149) دراصل

اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ

اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہی بہترین مددگار ہے۔ (150) ہم عنقریب

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (73) بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ

کافروں کے دلوں میں رعب بٹھائیں گے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىھُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ

جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ

مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ

ظالموں کے لیے برا ٹھکانہ ہے۔ (151) اور بے شک اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا

اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ (74) بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ (75)

وہ پورا کیا جب تم اللہ کے حکم سے کفار کو قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ تم کمزور پڑ گئے اور امر (رسول)

عربی حاشیہ

(73) علامہ مراغی کے مطابق اس لفظ سے مراد ابوسفیان ہے جو اسلام کا شجرۂ فتن ہے۔ اس نے احد سے واپسی پر دوبارہ کفار کو آمادہ کیا کہ ماقی مسلمانوں کو بھی قتل کر دیا جائے لیکن اچانک ان کے دل میں رعب پیدا ہو گیا اور اپنے ارادہ سے باز آ گئے۔

(74) ایسا قتل عام کہ مقتول کو بھی محسوس ہونے لگے جیسا کہ احد میں ابتدا میں ہوا کہ پہاڑ سے مسلمان تیراندازی کر رہے تھے اور میدان میں تلوار چل رہی تھی یہاں تک کہ کفار کے قدم اکھڑ گئے..... لیکن......

(75) درہ پر ثابت قدم رہیں یا میدان میں اتر کر مالِ غنیمت لوٹیں۔

اردو حاشیہ

(۵۸) میدانِ احد کی داستان بھی بڑی عجیب و غریب ہے۔ ابھی صرف چند دن گذرے ہیں کہ مسلمانوں نے پروردگار کی طرف سے غیبی تائید کا مشاہدہ کیا ہے۔ ایمان و اخلاص کے اثرات دیکھے ہیں۔ ملائکہ کی فوج اور آسمانی نصرت کے نتائج کا احساس کیا ہے۔ اور یکبارگی اتنا بڑا انقلاب آ گیا کہ ذرا سا مال غنیمت دیکھ کر رسول اکرمؐ کا حکم بھول گئے۔ سردارِ لشکر کو نظر انداز کر دیا۔ شیطان کی آواز پر لبیک کہہ بیٹھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی قوم کا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اسے وقتی ذلت بھی نصیب ہو اور اس کی بدعملی کا تذکرہ قرآن حکیم میں محفوظ بھی کر لیا جائے۔

یہ بات بھی انتہائی حیرت انگیز ہے کہ جنگ احد میں لشکر کفار کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ علمبردار لشکر طلحہ بن عثمان تھا جس نے آواز دی کہ سچے مسلمان ہو تو مجھے جہنم میں بھیجو یا میری تلوار سے جنت میں جاؤ۔ جس پر حضرت علیؑ نے ایک وار میں اس کے پاؤں کاٹ دیئے اور وہ گھوڑے سے گر پڑا پھر اس کی فریاد پر چھوڑ بھی دیا کہ یہ علیؑ کے مخصوص رحم و کرم کا تقاضا تھا پھر جناب حمزہؓ نے ایسا جہاد کیا کہ بالآخر شہید ہو گئے۔ مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو کفار کے کماندار خالد بن ولید نے دوبارہ حملہ کر دیا اور جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ رسول اکرمؐ زخمی ہو گئے۔ ہندہ نے جناب حمزہؓ کا کلیجہ چبایا۔ اور آج عالمِ اسلام میں ابوسفیان، خالد، ہندہ عظیم کردار کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضرت علیؑ، حضرت حمزہؓ گویا ناقابل ذکر شخصیتیں ہیں بلکہ اتباع معاویہ کی نظر میں تو قابلِ سب و شتم بھی

فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ﴿76﴾ ط

میں تم نے باہم اختلاف کیا اور اس کی نافرمانی کی جب کہ اللہ نے تمہاری پسند کی بات (فتح و نصرت)

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ ﴿77﴾ الْاٰخِرَةَ ج

بھی تمہیں دکھا دی تھی۔ تم میں سے کچھ طالب دنیا تھے اور کچھ آخرت کے خواہاں،

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ج وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ط

پھر اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلے میں پسپا کر دیا تا کہ تمہارا امتحان لے اور اللہ نے تمہارا قصور معاف کر دیا،

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ

اللہ ایمان والوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ (152) (یاد کرو) جب تم چڑھائی کی طرف بھاگے جا رہے تھے اور

لَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ

کسی کو پلٹ کر نہیں دیکھ رہے تھے حالانکہ رسول تمہارے پیچھے تمہیں پکار رہے تھے۔ نتیجتاً اللہ نے تمہیں

فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ ﴿78﴾ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

غم (رسول) کی پاداش میں غم دیا تا کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جائے

وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

اور جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر تمہیں دکھ نہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (153) پھر

اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً

جب اس غم کے بعد تم پر امن و سکون (۵۹) نازل فرمایا تو تم میں سے ایک گروہ تو اونگھنے لگا

مِّنْكُمْ لا وَطَآئِفَةٌ ﴿79﴾ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ

جب کہ دوسرے گروہ کو اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی۔وہ ناحق اللہ پر زمانہ جاہلیت والی

عربی حاشیہ

(76) مالِ غنیمت اور کفار کی شکست۔

(77) وہ سارے مسلمان جو درہ چھوڑ کر مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور طالبانِ آخرت وہ دس نفر تھے جو عبداللہ بن جبیر کے ساتھ جمے رہے۔

(78) پہلے اصحاب نے رسولؐ کو نافرمانی کا غم دیا۔ اس کے بعد خدا نے انھیں شکست قتلِ برادران، ندامت وشرمندگی کا غم دیا تاکہ مسلمانوں میں اطاعت کا حوصلہ پیدا ہو جائے اور نافرمانی کا انجام سمجھ میں آ جائے اور آئندہ نہ مالِ غنیمت کے جانے کا غم کریں اور نہ میدان میں زخم کھانے کا ...... کہ یہی سرِ فتح اور رازِ کامرانی ہے۔

(79) پہلا گروہ مخلصین کا ہے جن کو نیند کے ذریعہ سکون دیا گیا اور دوسرا گروہ منافقین کا ہے جنھیں خوف اور حسرت سے نیند نہیں آئی۔

اردو حاشیہ

ہیں۔ فعلی الاسلام بعدہ السلام۔

(۵۹) مالک کائنات اپنے بندوں کی کس کس طرح تائید کرتا ہے اس کا ایک منظر جنگ اُحد کے تھکے ہوئے مجاہدین کی نیند بھی ہے جس نے تکانِ جنگ کا خاتمہ کر دیا اور اطمینانِ قلب کی نشاندہی کر دی اور منافقین کو یہ لذت بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایمان اور نفاق کا یہ منظر ہجرت کی رات حضرت علیؑ کی نینداور خیبر کی رات بعض افراد کی بیداری اور بے چینی میں بھی بخوبی مشاہدہ کیا گیا ہے۔

اس مقام پر منافقین کی علامت کے طور پر چند باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:-

۱۔ انہیں دین وایمان سے زیادہ اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔

۲۔ یہ خدائی معاملات میں بھی دخل اندازی کرنا چاہتے ہیں اور ہر کام اپنی رائے سے کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ یہ راہِ خدا میں شہادت کو شرف سمجھنے کے بجائے باعثِ طعن وطنز قرار دیتے ہیں۔

۴۔ ان کے قدم ہمیشہ میدان سے اکھڑ جاتے ہیں کہ ان کے کردار میں کوئی بات باعثِ ثبات قدم نہیں ہے اور ان کے دل میں واقعی ایمان و اخلاص نہیں ہے۔

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ (80)

بدگمانیاں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: کیا اس امر میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟ کہہ دیجئے: سارا اختیار

مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ؕ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ

اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ لوگ جو بات اپنے اندر چھپائے رکھتے ہیں اسے آپ پر ظاہر نہیں کرتے۔

مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ؕ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

وہ کہتے ہیں: اگر (قیادت میں) ہمارا کچھ دخل ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ کہہ دیجئے:

مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ؕ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ

اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھا ہے وہ خود اپنے

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا

مقتل کی طرف نکل پڑتے اور یہ (جو کچھ ہوا وہ اس لیے تھا) کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے

فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ (81) ؕ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اللہ اسے آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ کر واضح کر دے اور اللہ دلوں کا

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۱۵۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

حال خوب جانتا ہے۔ (154)دونوں فریقوں کے مقابلے کے روز تم میں سے

الْجَمْعَانِ ۙ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ

جو لوگ پیٹھ پھیر گئے تھے ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے شیطان نے انہیں پھسلا دیا تھا

وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ؕ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع يَا أَيُّهَا

تا ہم اللہ نے انہیں معاف کردیا یقیناً اللہ بڑا درگزر کرنے والا، بردبار ہے۔ (155)اے ایمان والو!

منزل ۱

عربی حاشیہ

(80) منافقین کا کہنا تھا کہ امور حرب میں ہمیں بھی حصہ ملنا چاہئے تھا اور ہماری رائے پر عمل ہونا چاہیے تھا۔ ایسا ہوتا تو آبادی سے باہر ہی نہ نکلتے اور یہاں عالم غربت میں نہ مارے جاتے۔

(81) بعض حضرات نے گناہوں کو مراد لیا ہے کہ گناہ ہر جگہ اپنا اثر دکھاتے ہیں اور بعض نے کمزوری اور بزدلی کو مراد لیا ہے جس سے شیطان نے فائدہ اٹھایا۔

فائدہ

طبرسی نے ابوالقاسم بلخی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ صرف ۸ انصار اور ۵ مہاجرین ثابت قدم رہ گئے تھے جنھیں حضرت علیؑ کے نام پر اتفاق ہے اور باقی کے بارے میں اختلاف ہے۔

اردو حاشیہ

۵۔ یہ ہمیشہ شیطان کے بہکانے میں آ جاتے ہیں اور شیطان کی آواز کے مقابلہ میں رسول اکرمؐ کی آواز بھی نہیں سنتے ہیں۔

۶۔ اُن کے حصہ میں حسرت و یاس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔

۷۔ یہ رحمت و مغفرت سے زیادہ مالِ غنیمت اور زندگانی دنیا کو عزیز رکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ آیاتِ بالا میں جس معافی کا اعلان ہے اس کا تعلق ان صاحبانِ ایمان سے ہے جو صرف کمزوری یا بزدلی کی بناء پر بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور واقعاً منافق نہیں تھے ورنہ منافقین کے معاف کئے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ اب منافقین کون ہیں ان کی شناخت مذکورہ بالا سات علامات سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا
کافروں کی طرح نہ ہونا جو اپنے عزیزو اقارب سے، جب وہ سفر یا جنگ پر

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى
جاتے ہیں کہتے ہیں: اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے تا کہ

لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ (82) اللّٰهُ
اللہ ان کے دلوں میں حسرت پیدا کرنے کے لیے اسے سبب بنا دیتا ہے

ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ
ورنہ حقیقتاً مارنے اور جلانے والا تو اللہ ہی ہے اور ساتھ تمہارے اعمال کا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ
خوب مشاہدہ کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔ (156) اور اگر تم راہ خدا میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ
مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے جو بخشش اور رحمت تمہیں نصیب ہو گی وہ ان سب سے بہت بہتر ہے

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ
جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ (157) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ آخر کار اللہ کی بارگاہ میں

تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ
اکٹھے کیے جاؤ گے۔ (158) (اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے (۶۰) اور اگر آپ

فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ
تندخو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس منتشر ہو جاتے، پس ان سے درگزر کرو

عربی حاشیہ

(82) واضح رہے کہ یہ بات کفار نے مقتولین سے نہیں کہی تھی۔ ان کے قتل کے بعد زندوں سے کہی تھی لہٰذا یہ لام تعلیل کا ہے جس طرح لیجعل کا لام کَی کے معنی میں ہے اور لئن کا لام قسم کے لئے ہے اور لمغفرۃ کا لام جواب قسم کے لئے ہے اور اسی طرح لئن۔ اور لالی اللہ کا لام بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۶۰) آیت کریمہ کا انداز بتا رہا ہے کہ جنگِ احد سے فرار کرنے والے اس قابل بھی نہیں تھے کہ انہیں بزمِ پیغمبرؐ میں جگہ دی جاتی اور سرکار ان سے گفتگو کرتے لیکن رب العالمین نے تبلیغ اسلام کی مصلحتوں کے پیش نظر تمام باتوں کو نظر انداز کر کے نرم گفتگو، اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا حکم دے دیا تا کہ مسلمان اسلام سے فرار نہ کرنے پائیں۔ یہاں تک کہ اتمام حجت کے لئے مشورہ کا بھی حکم دے دیا کہ ان کا خیال یہ ہے کہ ہمارے مشورہ سے جنگ ہوتی تو کامیابی ضرور ہوتی۔ اب مشورہ بھی کر لیا کرو تا کہ حجت تمام ہو جائے لیکن خبردار ان پر بھروسہ نہ کر لینا اور جب عزم مصمم ہو جائے تو بھروسہ صرف اللہ پر کرنا کہ وہ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر اعتماد کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اس کے بعد شاورھم فی الامر میں وسعت پیدا کر کے اس سے اسلام کے مشاورتی نظام پر استدلال کرنا ایک کھلی ہوئی غفلت اور جہالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کہاں اسلام کا قانون اور کہاں تالیف قلب مسلمین۔

وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (83) ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ

اور ان کے لیے مغفرت طلب کرو اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کرو پھر جب آپ عزم کر لیں تو

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ

اللہ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (159) (مسلمانو!) اگر

يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ

اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر اللہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے

ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کو پہنچے، لہٰذا ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَ مَنْ يَّغْلُلْ

بھروسہ کریں۔ (160) اور کسی نبی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ خیانت کرے [۶۱] اور جو کوئی خیانت کرتا ہے وہ قیامت کے دن

يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

اپنی خیانت (اللہ کے سامنے) حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا

وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ

اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (161) کیا جو شخص اللہ کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے

بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

جو اللہ کے غضب میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہو؟ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (162)

هُمْ دَرَجٰتٌ (84) عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

اللہ کے نزدیک ان کے لیے (مختلف) درجات ہیں اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (163)

عربی حاشیہ

(83) واضح رہے کہ اس کے قبل کی آیتوں میں بار بار لفظ امر استعمال ہو چکا ہے اور اس امر سے مراد بھی وہی امر جنگ ہے۔ اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر یہ حکم بھی فقط تسکین قلب اور دلجوئی کے لئے ہے ورنہ پیغمبرؐ امت کے مشورہ کا محتاج ہوجائے تو پیغمبر ہی نہیں ہوسکتا۔

(84) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے دونوں ہی قسمیں مراد ہیں اور مومنین ومنافقین سب ہی کے درجات ہوتے ہیں۔ نہ ایمان ایک درجہ کا ہوتا ہے اور نہ کفر ونفاق کا۔

اردو حاشیہ

(۶۱) یہ اصحاب تھے جنھوں نے سرکار پر خیانت کا الزام لگایا تھا اور اسی لئے درہ کو چھوڑ دیا تھا کہ کہیں مالِ غنیمت کی تقسیم میں ہمارا حصہ ہضم نہ کر لیں۔ مالک کائنات نے ان افراد کی تنبیہ بھی کی اور پھر خیانت کے جرم کی سنگینی کی طرف بھی متوجہ کر دیا کہ یہ لوگ خیانت نہ کرنے پائیں مگر افسوس کہ رسول اکرمؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی دخترِ پیغمبرؐ کی ساری جاگیر پر قبضہ کر لیا گیا اور اسلام میں عظیم ترین خیانت کا عمل دخل ہوگیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا

اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ (164)

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا [85] ۙ قُلْتُمْ

(مسلمانو) جب تم پر ایک مصیبت پڑی تو تم کہنے لگے: یہ کہاں سے آئی؟ جب کہ اس سے

اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

دوگنی مصیبت تم (فریق مخالف پر) ڈال چکے ہو۔ کہہ دیجئے: یہ خود تمہاری اپنی لائی ہوئی مصیبت ہے۔ بے شک اللہ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

ہر چیز پر قادر ہے۔ (165) اور دونوں فریقوں کے درمیان مقابلے کے روز تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اللہ کے اذن سے

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ [86] وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ ۙ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

تھی اور (اس لیے بھی کہ) اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مومن کون ہیں۔ (166) اور یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ

نَافَقُوْا ښ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ

نفاق کرنے والے کون ہیں۔ جب ان سے کہا گیا: آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو (۶۲) یا

ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا [87] لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ

دفاع کرو تو وہ کہنے لگے: اگر ہمیں علم ہوتا کہ (طریقے کی) جنگ ہو رہی ہے تو ہم ضرور پیچھے ہو لیتے۔

النصف

منزل ۱

عربی حاشیہ

(85) جنگ بدر میں ۷۱ کفار مارے گئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے اور جنگ احد میں ۷۱ مسلمان مارے گئے اور ایک بھی گرفتار نہیں ہوا جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ کفار کی مصیبت مسلمانوں سے دوگنی تھی۔

(86) یہ اذن علم کے معنی میں ہے ورنہ خدا کفار کو اجازت نہیں دے سکتا کہ صاحبانِ ایمان کو اذیت دیں مگر یہ کہ اجازت کا مفہوم جبراً نہ روکنا قرار دیا جائے جس کا نتیجہ علم ہی ہوگا۔

(87) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم فن جنگ سے ناواقف ہیں بلکہ ان کا کہنا تھا کہ ہمارا خیال تھا کہ مقابلہ نہیں ہوگا۔ یہ صرف لفظی بحث ہے اسی لئے ہم نے حصہ نہیں لیا تھا۔

ف: بعض مفسرین نے اسلام میں شوریٰ کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عمر کی مجلس شوریٰ کا جواز پیش کیا گیا ہے لیکن اولاً تو شوریٰ مسلمانوں کے اپنے امور میں ہوتا ہے نہ کہ امرالٰہی میں اور امامتِ امت امرالٰہی ہے

اردو حاشیہ

(۶۲) جنگِ اُحد اسلامی تاریخ کا اتنا سنگین سانحہ ہے کہ قرآن مجید نے اس کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں میں جتنی ذہنی خرابیاں تھیں ان سب کا بھی تزکرہ کیا ہے اور انہوں نے جس عملی کمزوری کا ثبوت دیا ہے اس کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اگر ایماندار ہو تو راہِ خدا میں جہاد کرو۔ دنیا دار ہو تو اپنے نفس سے دفاع کرو۔ لیکن وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے بلکہ جو راہِ خدا میں شہید ہو گئے ان کے بارے میں بھی طنز کرنے لگے کہ ہماری بات نہ مان کے اپنی جان گنوا دی۔ پروردگار عالم نے اس خیال پر شدت سے تنبیہہ کی کہ شہداء راہِ خدا کو مردہ خیال بھی نہ کرنا۔ وہ زندہ ہیں اور حقیقتاً زندہ ہیں کہ رزق بھی پا رہے ہیں۔ فضل و کرم ونعمت الٰہی سے بھی بہرہ ور ہیں۔ اپنے ساتھیوں کا انتظار بھی کر رہے ہیں اور خوف وحزن سے پاک و پاکیزہ بھی ہیں۔
ان کے جذبہ جہاد پر زخموں کا اثر نہیں ہوتا اور ہر حال میں خدا اور رسولؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ دشمن کے لشکر عظیم کی خبر ملتی ہے تو خدا کی طاقت کا حوالہ دیتے ہیں اور خدا کے لئے جیتے ہیں اور اسی کی راہ میں مر جاتے ہیں۔
یہ آیات ہر دَور کے مسلمانوں کے لئے مرقع عبرت ہیں کہ کل والوں نے کمزوری کا مظاہرہ کیا تھا اور دشمن کی طاقت سے ڈر گئے تھے تو آج تک ان کی کہانی دہرائی جا رہی ہے۔ تم بھی بزدلی کا مظاہرہ کرو گے تو قیامت تک کی ملامت وندامت کا سامنا کرو گے۔ مگر افسوس کہ احد کے منافقین کی ذہنی نسل آج

يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا

اس دن یہ لوگ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب ہو چکے تھے۔ وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے

لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ (88)

دلوں میں نہیں ہوتی اور جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔(167) یہ وہ لوگ ہیں

قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ

جو خود (پیچھے) بیٹھے رہے اوراپنے بھائیوں کے بارے میں کہنے لگے: کاش اگر وہ ہماری بات مانتے

فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَ

تو قتل نہ ہوتے۔ ان سے کہہ دیجئے: اگر تم سچے ہو تو موت کو اپنے سے ٹال دو۔ (168) اور

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ

جو لوگ راہ خدا میں مارے گئے ہیں قطعاً انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں،

أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ

اپنے رب کے پاس سے رزق پا رہے ہیں۔ (169)اللہ نے اپنے فضل و کرم سے

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ

جو کچھ انہیں دیا ہے اس پر وہ خوش ہیں اور جو لوگ ابھی ان سے نہیں جا ملے ان کے بارے میں

مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾

بھی خوش ہیں کہ انہیں (قیامت کے روز) نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی غم۔ (170)

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

وہ اللہ کی عطا کردہ نعمت اور اس کے فضل پر خوش ہیں اور اس بات پر بھی کہ اللہ مومنوں کا

عربی حاشیہ

امر مسلمین نہیں ہے اور ثانیاً یہ کہ اس شوریٰ میں تو وہ مسلمان بھی نہیں تھے جن سے خندق میں خود پیغمبرؐ نے مشورہ کیا تھا اور اس طرح سعد بن عبادہ اور ابوذر جیسی شخصیتوں کو بھی شامل نہیں کیا گیا تھا گویا یہ شوریٰ کم تھا اور شور زیادہ۔

(88)ابوسفیان نے احد سے واپسی پر راستہ میں یہ طے کیا کہ مسلمان ہار گئے ہیں واپس چل کر ان کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے اور واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اکرمؐ نے بھی اصحاب کو آواز دی۔ احد کے زخمی مجاہدین تیار ہو گئے ابوسفیان نے ابن مسعود اشجعی کی زبانی یہ فتنہ اٹھانا چاہا کہ ابوسفیان کا لشکر بہت بڑا ہے اور مقابلہ مشکل ہے۔ اتفاق سے اس نے یہ خبر حضرت علیؑ سے بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پروردگار نے انھیں الفاظ میں آیت نازل کر دی۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۶۷ میں لفظ نافقوا علامت ہے

اردو حاشیہ

بھی اسی اندازِ فکر کا شکار ہے کہ دشمن کی طاقت کی توصیف و تعریف کر کے مسلمانوں کے حوصلہ کو پست کر رہی ہے۔ کل حضرت علیؑ تھے جنہوں نے خدائی طاقت کا حوالہ دیا تھا اور آج ان کے غلام ہیں جو خدائی طاقت و نصرت کے سہارے دنیا کی ہر بڑی طاقت کو چیلنج کرنے کے لئے تیار ہیں۔

أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ

اجر ضائع نہیں کرتا۔ (171) جنہوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کے حکم کی تعمیل کی

مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ اَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَ

ان میں سے جو لوگ نیکی کرنے والے اور تقویٰ والے ہیں،

اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ (89)

ان کے لیے اجر عظیم ہے۔ (172) جب کچھ لوگوں نے ان (مومنین) سے کہا: لوگ تمہارے خلاف جمع ہوئے ہیں

قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيمَانًا ۖ وَّ قَالُوا

پس ان سے ڈرو تو (یہ سن کر) ان کے ایمان میں اور اضافہ ہوا اور کہنے لگے: ہمارے لیے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ (90) مِّنَ اللّٰهِ

اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ (173) چنانچہ وہ اللہ کی (۶۳) عطا کردہ نعمت

وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

اور فضل و کرم کے ساتھ پلٹ کر آئے، انہیں کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں ہوئی اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ

ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ (91) يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ

بڑے فضل والا ہے۔ (174) یہ (خبر دینے والا) شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے

فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

لہٰذا اگر تم مومن ہو تو ان لوگوں سے نہیں مجھ سے ڈرو۔ (175) اور (اے رسول) جو

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ

لوگ کفر میں سبقت لے جاتے ہیں (ان کی وجہ سے) آپ آزردہ خاطر نہ ہوں۔ یہ لوگ اللہ کو کچھ بھی ضرر

عربی حاشیہ

کہ ابھی مکمل طور پر منافق نہیں بنے تھے ورنہ منافقین کا ایک گروہ واپس ہو چکا تھا۔

(89) پہلے ناس سے مراد ابن مسعود جیسے لوگ ہیں اور دوسرے ناس سے ابوسفیان وغیرہ۔ خدا نے سب کا ستیاناس کر دیا۔

(90) مسلمان کمال جرات اور ہمت کا مظاہرہ کر کے زخمی حالت میں مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے تو ابوسفیان بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمان بغیر کسی اذیت و تکلیف کے فضل خدا سے صحیح وسالم واپس آ گئے۔

(91) حافظ محمد بن احمد کلبی نے تفسیر تسہیل میں نقل کیا ہے کہ شیطان سے مراد ابوسفیان ہے یا اس کا نمائندہ جس کو اس نے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

اردو حاشیہ

(۶۳) ان آیات کریمہ میں چند نکات پائے جاتے ہیں جن کی طرف عالمِ اسلام کو ہمہ وقت متوجہ رہنا چاہئے۔

۱۔ راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کا خدا مددگار ہے۔ وہ زخمی ہونے کے باوجود گھر سے نکل پڑتے ہیں تو خدا دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کر دیتا ہے اور وہ میدان چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات عزم جہاد کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ صرف خوفزدہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہنے سے نہیں حاصل ہوتی۔

۲۔ شیطان صفت انسانوں کا خاصہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو دشمن کی طاقت کا احساس دلا کر کمزور کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے زیرِ اثر وہی لوگ ہوتے ہیں جن کا ولی شیطان ہے۔ اللہ کی ولایت پر ایمان رکھنے والا ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ جنگ خندق میں دیکھا گیا ہے۔

۳۔ انسان کو کفر کی تگ و دو سے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے بیڑے سمندروں میں حرکت کرتے ہی رہتے ہیں۔ ایمان والوں پر ان باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ ان کا مددگار پروردگار ہے جو سارے بیڑوں کو ایک ساتھ غرق کرنے والا ہے۔

۴۔ دنیا کے راحت و آرام کو خدا کی نگاہ میں محبوبیت کی نشانی نہیں سمجھنا چاہئے۔ وہ کفار کو راحت و آرام دے کر چھوٹ دیتا ہے کہ گناہ کا کوئی حوصلہ باقی نہ رہ جائے۔ اس کے بعد جب چاہے گا چند لمحوں میں فنا کر دے گا۔

يُرِيدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

نہیں دے سکیں گے۔ اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے نصیب میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے لیے تو

عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا

بڑا عذاب ہے۔ (176) جنہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر خرید لیا ہے وہ بھی اللہ کو کوئی ضرر

اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

نہیں دے سکیں گے اور خود ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (177) اور کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم انہیں جو

كَفَرُوٓا اَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ [92] خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۗ اِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ

ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے۔ ہم تو انہیں صرف اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں تا کہ یہ لوگ اپنے گناہوں

لِيَزْدَادُوٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ

میں اور اضافہ کرلیں، آخر کار ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا۔ (178) اللہ مومنوں کو

الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ

اس حال میں رہنے نہیں دے گا جس حالت میں اب تم لوگ ہو جب تک پاک لوگوں کو ناپاک

الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

لوگوں سے الگ نہ کردے اور اللہ تمہیں غیب کی باتوں پر مطلع نہیں کرے گا

يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۚ

بلکہ (اس مقصد کے لیے) اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر

وَاِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا

ایمان لے آؤ، اگر تم ایمان لے آؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہیں اجر عظیم ملے گا۔ (179) اور جو لوگ

عربی حاشیہ

(92) خدا گناہ کرنے کے لئے مال نہیں دیتا ہے۔ کفار مال پانے کے بعد گناہوں میں اضافہ کردیتے ہیں اور خدا انھیں چھوٹ دے دیتا ہے اور اسی چھوٹ کی بنا پر یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کی نظیریں قرآن مجید میں بے شمار ہیں۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۷۸ میں لام عاقبت ہے لام غایت نہیں ہے کہ جبرواکراہ کاالزام عائد کیاجاسکے۔

آیت نمبر ۱۸۰ میں فضلہ علامت ہے کہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے اور آسمان و زمین کی وراثت اسی کے لئے ہے اور جب اسی کے یہاں واپس جانا ہے تو بہتر یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے دے دے۔ امام محمدؑ باقر کا ارشاد ہے کہ جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتا ہے اس کا مال اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا اگر مال کو جدا نہیں کرنا چاہتا تھا تو پھر

اردو حاشیہ

۵۔ خداوند عالم اچھے برے انسانوں سے باخبر ہے لیکن ہر ایک کو باخبر نہیں کرنا چاہتا ورنہ معاشرہ کا باقی رہنا محال ہو جائے گا اور ہر طرف نفرت کا دور دورہ ہو جائے گا۔

۶۔ پروردگار اپنے مخصوص بندوں کو غیب کے حالات سے باخبر کرتا رہتا ہے لیکن انہیں یہ ہدایت رہتی ہے کہ اس علم کو صرف مخصوص مواقع پر استعمال کریں گے باقی سارے کام ظاہری قوانین کے مطابق انجام دیں گے۔

۷۔ بخل کوئی ہنر نہیں ہے۔ یہ انتہائی عیب اور نقص ہے جس کا انجام انتہائی سخت اور دردناک ہے۔

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

اللہ کے عطا کردہ فضل میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے

هُوَ خَيۡرًا لَّهُمۡ‌ؕ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ‌ؕ سَيُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا

بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے۔ جس چیز میں وہ بخل کرتے تھے وہ

بِهٖ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ؕ وَلِلّٰهِ مِيۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ

قیامت کے دن گلے کا طوق بن جائے گی اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (180) بتحقیق اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جو کہتے ہیں:

قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيۡرٌ (93) وَّنَحۡنُ اَغۡنِيَآءُ‌ ۘ سَنَكۡتُبُ مَا

بے شک اللہ محتاج اور ہم (۶۴) بے نیاز ہیں۔ان کی یہ بات اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی

قَالُوۡا وَقَتۡلَهُمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا

ہم ثبت کریں گے اور (روز قیامت) ہم ان سے کہیں گے: لو اب جلانے والے

عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ

عذاب کا ذائقہ چکھو۔(181) یہ خود تمہارے اپنے کیے کا نتیجہ ہے اور بے شک اللہ تو بندوں پر

لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ‌ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ

ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (182) جو لوگ کہتے ہیں: ہمیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ جب تک

عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ حَتّٰى يَاۡتِيَنَا بِقُرۡبَانٍ (94)

کوئی رسول ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ لائے جس کو آگ آکر کھا جائے،

عربی حاشیہ

اپنے ہی ساتھ رکھے۔

(93) پروردگار نے اپنے بندوں کی تالیف قلب اور ان کے امتحان کیلئے قرض مانگ لیا تو یہودیوں نے کہنا شروع کردیا کہ مسلمانوں کا خدا فقیر ہے اور ہم لوگ مالدار ہیں۔ پروردگار نے اسی حماقت کا جواب دیا ہے اور دیگر جرائم کی طرف بھی متوجہ کردیا ہے۔

(94) یہ یہودیوں کی دوسری افتراپردازی ہے ورنہ خدانے ایسی کوئی بات نہیں کی اور یہودی صفت انسان ہمیشہ حق کے مقابلہ میں افتراپردازی ہی سے کام لیا کرتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۶۴) یہودیوں کی دریدہ دہنی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ خدا کے مطالبہ قرض کو امتحان کے بجائے غربت کی علامت دے کر اسلام کا مذاق اڑانے لگے اور پھر رسول اکرمؐ سے خود ساختہ معجزہ کا مطالبہ کردیا اور اس کی سند بھی فرضی عہد الٰہی کو قرار دے دیا۔

رب العالمین نے ان کی بے ایمانی کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی واضح کردیا کہ ان کے باپ دادا بھی ایسے ہی تھے اور انہوں نے بھی کبھی معجزات، مواعظ اور کتب وصحف کی پرواہ نہیں کی ورنہ انبیاء کے قتل کے مرتکب نہ ہوتے۔

تَأْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنٰتِ

ہم اس پر ایمان نہ لائیں۔ کہہ دیجئے: مجھ سے پہلے بھی رسول روشن دلیل کے ساتھ تمہارے پاس آئے اور جس کا تم

وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٨٣﴾

ذکر کرتے ہو وہ بھی لائے تو اگر تم سچے ہو تو تم لوگوں نے انہیں کیوں قتل کیا؟ (183)

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُو

(اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں (۶۵) تو (یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ) آپ سے پہلے بہت سے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ ﴿١٨٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

جھٹلائے جا چکے ہیں جو معجزات، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔ (184) ہر جاندار (۶۶) کو

الْمَوْتِ ؕ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (95) ؕ فَمَنْ

موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تمہیں تو قیامت کے دن پورا اجر وثواب ملے گا۔

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا

(در حقیقت) کامیاب وہ ہے جسے آتش جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿١٨٥﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِي

ورنہ دنیوی زندگی تو صرف فریب کا سامان ہے۔ (185) (مسلمانو!) تمہیں ضرور

أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

اپنے مال و جان کی آزمائش کا سامنا کرنا ہو گا اور تم ضرور اہل کتاب اور مشرکین سے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوٓا أَذًى

دل آزاری کی باتیں کثرت سے سنو گے اور اگر تم صبر کرو

عربی حاشیہ

(95) بعض مفسرین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اجر کا ایک حصہ قبر میں مل جائے گا اور دوسرا محشر میں یعنی تکمیل محشر میں ہوگی لیکن بظاہر آیت کی نظر صرف قیامت کی طرف ہے جہاں مکمل حساب کیا جائے گا۔

فائدہ

زُبُر عام کتابوں کا نام ہے اور کتاب منیر توریت وانجیل وغیرہ ہیں کہ ان میں نور پایا جاتا ہے .....یا زبر وعظ ونصیحت کا حصہ ہے اور کتاب منیر سے مراد اجتماعی اور انفرادی احکام کا مجموعہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۶۵) یہ وہ مرحلہ ہے جس سے ہر داعی حق کو گزرنا پڑتا ہے تبلیغ اسلام کا راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہے کانٹوں کی راہ گذر ہے۔ انبیاء اور مرسلین اسی راستہ سے گذرے ہیں۔ خاصانِ خدا نے انہیں مصائب کا سامنا کیا ہے اہلِ باطل کے پاس حق کی تکذیب اور افترا پردازی کے علاوہ کوئی حربہ کبھی نہیں رہا ہے۔

(۶۶) یہ صاحبانِ ایمان کی تسکین قلب کا بہترین سامان ہے کہ دنیا اور اس کے مصائب صرف چندروزہ ہیں۔ ایک دن سب کو مر جانا ہے۔ یہاں راحت و آرام کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ یہ تو صرف دھوکہ کا سامان ہے۔ اصل راحت وآرام جنت میں ہے جس کا حاصل ہو جانا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

خبردار! دشمنانِ خدا کے طعنوں کی پرواہ نہ کرنا۔ اپنا کام کئے جاؤ۔ یہ اذیت دیتے رہیں گے اور مہمل باتیں کرتے رہیں گے۔ لیکن تمہارا اشعار صبر اور تقویٰ کو ہونا چاہئے جو ایک صاحبِ عقل وفہم انسان کے کردار کی امتیازی صفت اور اس کی مخصوص نشانی ہے۔

كَثِيۡرًا ؕ وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ
اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ معاملات میں عزم راسخ (کی علامت)

الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾ وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا
ہے۔(186) اور (یاد کرنے کی بات ہے کہ) جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد (۶۷) لیا تھا

الۡكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ ۫ فَنَبَذُوۡهُ
کہ تمہیں یہ کتاب لوگوں میں بیان کرنا ہو گی اور اسے پوشیدہ نہیں رکھنا ہو گا

وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ وَ اشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا
لیکن انہوں نے یہ عہد پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچ ڈالا پس ان کا یہ بیچنا کتنا

يَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا
برا معاملہ ہے۔ (187) جو لوگ اپنے کیے پر خوش ہیں اور ان کاموں پر

وَّيُحِبُّوۡنَ اَنۡ يُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُوۡا فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ
اپنی تعریفیں سننا چاہتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیے لہٰذا آپ انہیں عذاب سے محفوظ نہ سمجھیں

بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ
بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔(188) اور (وہ بچ کر کہاں جائیں گے)

مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ
زمین و آسمان اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ اللہ ہر شے پر

قَدِيۡرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ
قادر ہے۔(189) بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں

عربی حاشیہ

(96) وہ کام جس پر عاقل انسان کو ہمیشہ کمربستہ رہنا چاہیے یعنی صبر اور تقویٰ۔ صاحبان عقل وفہم کی زندگی کا مستقل عزم اور شعار ہے۔

(97) بظاہر یہود ونصاریٰ مراد ہیں لیکن حکم ہر صاحبِ کتاب کے لئے عام ہے۔

(98) آیت میں دوبارہ لفظ کا تکرار مسئلہ کی اہمیت کی نشانی ہے کہ ایسے افراد کے عذاب سے بچ جانے کا تصور بھی نہیں ہوسکتا اور بالکل نہیں ہوسکتا۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۸۷ ایک عام قانون ہے کہ اہل علم پر حقائق کا بیان واجب ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ کا ارشاد ہے کہ پروردگار نے اہلِ انجیل سے انجیل سیکھنے کا عہد نہیں لیا جب تک کہ ان کے علماء سے سکھانے کا عہد نہیں لے لیا۔

اردو حاشیہ

(۶۷) امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ خدا نے جاہلوں سے سیکھنے کا عہد بعد میں لیا ہے علماء سے تعلیم دینے کا عہد پہلے لیا ہے۔ یعنی بنیادی ذمہ داری اہل علم کی ہے۔ اس کے بعد جہلاء کی ذمہ داری شروع ہوتی ہے۔ اب اگر اہل علم اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتے اور آیاتِ الٰہیہ کو چھپا دیتے ہیں یا ان میں تحریف کر دیتے ہیں یا دنیاوی مفادات کے لیے تبلیغ نہیں کرتے اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ کار خیر کو ان کی طرف منسوب کر کے ان کی تعریف کی جائے تو ایسے لوگ کسی قیمت پر عذاب جہنم سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيۡنَ

ان صاحبان عقل (۶۸) کے لیے نشانیاں ہیں۔ (190) جو اٹھتے بیٹھتے

يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَ

اور اپنی کروٹوں پر لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور

يَتَفَكَّرُوۡنَ فِيۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا

آسمانوں اور زمین کی خلقت میں غور و فکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہمارے پروردگار!

مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

یہ سب کچھ تو نے بے حکمت نہیں بنایا۔ تیری ذات (ہر عیب سے) پاک ہے، پس ہمیں عذاب جہنم سے

النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ

بچا لے۔ (191) ہمارے پروردگار! تو نے جسے جہنم میں ڈالا اسے رسوا کیا

وَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا

پھر ظالموں کا کوئی مددگار بھی نہ ہو گا۔ (192) اے ہمارے رب! ہم نے ایک

مُنَادِيًا يُّنَادِيۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ

ندا دینے والے کو سنا جو ایمان کی دعوت دے رہا تھا: اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ

تو ہم ایمان لے آئے، تو اے ہمارے رب ہمارے گناہوں سے درگزر فرما اور ہماری خطاؤں کو دور فرما اور

تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰى

نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما۔ (193) پروردگارا! تو نے اپنے رسولوں کی معرفت ہم سے جو وعدہ کیا ہے

عربی حاشیہ

(99) آیت میں ذکر، فکر اور عمل تینوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ایمان کے تین ارکان ہیں۔ ذکر زبان سے، فکر دل سے اور عمل اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے۔

(100) قرآن مجید میں اِنا بھی استعمال ہوا ہے اور اننا بھی .....دونوں کے موارد ومقامات کے مطالعہ سے بلاغت قرآن کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۸۸ ایک عام نصیحت ہے ان تمام لوگوں کے لیے جو عام طور پر اپنے عمل پر خوش رہتے ہیں اور لوگوں کی تعریف وستائش کے خواہش مند رہتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۹۱ میں صاحبانِ عقل کی پہچان ذکر، فکر، خلقت الٰہی پر اعتماد احساس مقصد۔ خیال۔ کوتاہی عمل۔ اعتبار جہنم وتصور عدم انصار کو قرار دیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶۸) یہودیوں اور عیسائیوں کی شرارتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد صاحبانِ عقل و ایمان کے صفات وکمالات کا تذکرہ کیا گیا کہ یہ صاحبانِ ذکر بھی ہیں اور صاحبانِ فکر بھی۔ ہر حال میں خدا کو یاد رکھتے ہیں اور مخلوقات میں غور وفکر کرکے اپنے ایمان میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ افعال الٰہیہ کو مبنی حکمت سمجھتے ہیں اور کسی عمل کو باطل اور بیکار نہیں قرار دیتے۔ اور جب کوئی داعی حق آواز دیتا ہے تو پوری طرح متوجہ ہو جاتے ہیں اور ایمان و استغفار میں مصروف ہو جاتے ہیں انھیں صرف اپنی عاقبت اور آخرت کی فکر ہے اور یہ اسی کے لیے فکرمند اور دست بدعا رہتے ہیں۔

رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

وہ ہمیں عطا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں ہے۔ (194)

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ

پس ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا:) میں تم میں سے کسی عمل (۶۹) کرنے والے کا

مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ

عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔ جن لوگوں نے

هَاجَرُوْا [101] وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ

ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے نیز جو لڑے اور

قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

مارے گئے ان سب کے گناہ ضرور بالضرور دور کر دوں گا اور انہیں ایسے باغات میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

ضرور بالضرور داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ [102]

یہ ہے اللہ کی طرف سے جزا اور اللہ ہی کے پاس بہترین جزا ہے۔ (195) (اے رسول) مختلف علاقوں میں کافروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ قف ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ

آمدورفت آپ کو کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔ (196) یہ چند روزہ عیش و نوش ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

جو بد ترین جائے قرار ہے۔ (197) لیکن (اس کے برعکس) جو لوگ اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں (۷۰)

عربی حاشیہ

(101) ہجرت۔ اپنے ارادہ سے مصالح اسلام کے لئے ترکِ وطن کرنا اور اخراج بجبر آوارہ وطن بنادیا جانا ہے۔ اسلام میں بلادِ کفر میں اقامۂ شعائرِ اسلام ممکن نہ ہو تو ازخود ہجرت کرنا واجب ہے تاکہ دوسرے مقام پر احکامِ اسلام پر عمل کیا جاسکے۔ حیرت کی بات ہے کہ مسلمان صرف چند روزہ آرام کے لئے بلادِ اسلام کو ترک کرکے اُدھر جاتے ہیں۔ جہاں احکامِ اسلام پر عمل کرنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور یہ قطعاً فعل حرام ہے۔

(102) کفار ہرطرف گردش بھی کرتے رہتے ہیں اور ممالک کو گردش بھی دیتے رہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ اللہ کے چہیتے اور عاقبت و آخرت کے مالک ہیں۔

اردو حاشیہ

(۶۹) سورہ آل عمران میں عقیدۂ توحید کے بعد انفاق، جہاد، صبر و تقویٰ اور جنگِ احد کی مسلسل کیفیت بیان کرنے کے بعد اب تعلیمات کے خلاصہ کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ صاحبانِ ایمان کی توجہ تمام تر اسی کی طرف ہونی چاہیے۔ وطن ترک کرنا پڑے۔ گھر سے نکال دیے جائیں، میدان جنگ میں آنا پڑے، قتل ہو جائیں کسی بات کی پرواہ نہ کریں۔ راہِ خدا میں ساری تکلیفیں برداشت کریں۔ اس کا انجام بہترین انجام ہے۔ کفار کے چند روزہ عیش و آرام سے مرعوب نہ ہوں۔ اس کا انجام بہت برا ہے۔ انسان عاقل ظاہری حالات کو نہیں دیکھتا ہے۔ انجام کار پر نگاہ رکھتا ہے۔

(۷۰) تقویٰ اسلام کا سب سے بڑا شعار ہے۔ کتاب الٰہی ہدی للمتقین سے شروع ہوئی ہے اور ہر ہر قدم پر ہر عمل خیر میں تقویٰ کی شرط بیان کی گئی ہے۔ اعمال کی قبولیت تقویٰ سے ہے۔ جنت میں داخلہ تقویٰ سے ہے، مصائب سے نجات تقویٰ کے ذریعہ ہے۔ اجر بے حساب تقویٰ میں ہے۔ پروردگار کی معیت اہلِ تقویٰ کے لیے ہے اور فلاح و کامرانی بھی اہلِ تقویٰ ہی کا حصہ ہے۔

امام جعفرؑ صادق نے تقویٰ کی بہترین تعریف یہ کی ہے کہ خدا نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس سے غائب نہ پائے اور جس چیز سے روکا ہے اس میں حاضر نہ پائے۔

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا

ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ

(ان کے لئے) ضیافت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے سب سے بہتر ہے۔ (198) اور

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ ان پر نازل

اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ

کیا گیا ہے سب پر ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ کے سامنے خشوع کرتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں کو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

تھوڑی قیمت پر فروخت نہیں کرتے۔ انہی لوگوں کے لیے ان کے رب کے پاس اجروثواب ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا

بے شک اللہ بہت جلد حساب چکانے والا ہے۔ (199) اے ایمان والو! صبر سے کام لو، استقامت کا مظاہرہ کرو،

وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

مورچہ بند رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیابی حاصل کر سکو۔ (200)

عربی حاشیہ

(103) بظاہر نجاشی اور عبداللہ بن سلام جیسے لوگ مراد ہیں لیکن واقعتاً قانون عام ہے اور رحمت الٰہی میں افراد کی تخصیص نہیں ہے۔ استحقاق درکار ہے جہاں صلاحیت ہے وہیں رحمت پروردگار بھی ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۹۶۔ ۱۹۷ علامت ہے کہ بے ایمانوں کے اطمینان اور صاحبانِ ایمان کی پریشانی کا راز یہ ہے کہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور اس کے بعد جہنم کی طویل سزا ہے۔ پھر صاحبانِ ایمان اپنی آمدنی میں پابند شریعت ہوتے ہیں اور بے ایمان آزاد ہوتے ہیں تو ان کی مال کی زیادتی حیرت انگیز نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

تقویٰ کے لیے صبر اور صبر کے ساتھ باہمی صبر کی تعلیم اور ان دونوں کے ساتھ دشمن سے جہاد کی مکمل تیاری ہی زندگی میں کامیابی اور کامرانی کا بہترین راز ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

ایاتھا ۱۷۶ ۴ سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ رکوعاتھا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ذات سے (۱) پیدا کیا اور اسی سے اس کا

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا

جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت (روئے زمین پر) پھیلا دیے

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

اور اس اللہ کا خوف کرو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو

بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱ وَ اٰتُوا

اور قرابتداروں کے بارے میں بھی (پرہیز کرو) بے شک تم پر اللہ کی نگرانی ہے۔ (1) اور

الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪

یتیموں کا (۲) مال ان کے حوالے کرو، پاکیزہ مال کو برے مال سے نہ بدلو

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا

اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھایا کرو ایسا کرنا یقیناً بہت

كَبِيْرًا ۝۲ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا

بڑا گناہ ہے۔ (2) اور اگر تم لوگ اس بات سے خائف ہو کہ یتیم (لڑکیوں) کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے

عربی حاشیہ

(1) یہ سورہ مدنی ہے۔ اس میں ۱۷۶ آیتیں ہیں اور سورہ ممتحنہ کے بعد نازل ہوا ہے۔ صاحبِ مجمع البیان نے نقل کیا ہے کہ اس کی دو آیتیں مکی بھی ہیں۔ سورہ کا آغاز عورتوں کے احکام سے ہوا ہے لہٰذا اس کا نام سورۃ نساء رکھا گیا ہے۔

(2) اس سے مراد جناب آدم ہیں جن سے تمام انسان پیدا ہوئے ہیں اور جناب حوا یعنی ان کی زوجہ کو انھیں کی جنس سے پیدا کیا گیا ہے گویا من تبعیض کے لئے نہیں بلکہ بیان جنس کے لئے ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) ابتدا میں انسانوں کو ایک اصل کی طرف متوجہ کیا گیا۔ تاکہ ہر طرح کے تفاخر اور اظہار برتری کا جذبہ ختم ہو جائے۔ اور یتیم، فقیر، لاوارث سب بھائی نظر آنے لگیں۔ اخوت و برداری کا جذبہ عام ہو اور برادری کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو۔ جس قرابت کے نام پر برادری پیدا ہوئی ہے اس کا خیال رکھا جائے اور جس خدا نے قرابت پیدا کی ہے اس کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔

(۲) یتیموں کو اولاد آدمؑ و حواؑ ہونے کا اعتبار سے برادری میں داخل کرنے کے بعد ان کے اموال کا انتظام کیا گیا اور اولیاء امر کو ان کے احکام کے بارے میں توجہ دلائی گئی۔

۱۔ ان کے مال کو ان کے حوالے کر دو۔

۲۔ خبیث وطیب کا تبادلہ نہ کرو یعنی اپنے مالِ حلال کو دے کر ان کا مال حرام نہ لو کہ وہ تمہارے لئے بھی حرام ہے۔

۳۔ ان کے اموال کو اپنے اموال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ اور حساب یاد رکھو۔

۴۔ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں ناانصافی کا خطرہ ہے تو دوسری عورتوں سے عقد کر لو اور ان میں انصاف نہ کر سکو تو ایک ہی کرو اور عورتوں کو بھی ان

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ

تو جو دوسری عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دودو، تین تین یاچار چار سے نکاح کرلو۔ اگر تمہیں خوف ہو کہ

خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

ان میں عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی عورت یا لونڈی جس کے تم مالک ہو کافی ہے، یہ ناانصافی سے بچنے کی

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ ۳ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ

قریب ترین صورت ہے۔ (3) اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔

نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ

ہاں! اگر وہ کچھ حصہ اپنی خوشی سے معاف کردیں تو اسے خوشگواری سے

هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۴ وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ

بلا کراہت کھا سکتے ہو۔ (4)اپنے وہ مال جن پر اللہ نے تمہارا نظام زندگی قائم کر رکھا ہے

جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا

بیوقوفوں کے حوالے نہ کرو (البتہ) ان میں سے انہیں کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے

لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۵ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا

اچھے پیرائے میں گفتگو کرو۔ (5) اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ

النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ

یہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پھراگر تم ان میں رشد عقلی پاؤ تو ان کے اموال ان کے

اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ

حوالے کردو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (اور مال کا مطالبہ کریں گے) فضول

عربی حاشیہ

(3) مہر کو عطیہ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ فریضہ بھی ہے اور عطیہ بھی لیکن لذت کی قیمت نہیں ہے ورنہ لذت طرفین کو حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ

ارحام کا عطف اللہ پر ارحام کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سب آدم وحوا کی اولاد اور قرابتدار ہیں۔

حُوب راغب اصفہانی کے مطابق وہ ضرورت ہے جو گناہ کی عورت دے یعنی ضرورت بھی گناہ کو جائز نہیں بناسکتی ہے۔

آیت ۳ کے دونوں حصے بالکل مربوط ہیں کہ یتیم لڑکی سے عقد میں ناانصافی کا خطرہ ہے تو آزاد سے عقد کرو جہاں سماجی دباؤ بھی رہتا ہے یہاں تحریف کا تصور غلط ہے۔

اردو حاشیہ

کا مہر ادا کردو اور اسے ایک طرح کا عطیہ اور فریضہ سمجھ کر ادا کرو تاکہ زوجیت کاروبار نہ بن جائے۔

۵۔ یتیموں کی طرح جو ناسمجھ ہیں اور بالغ ہونے کے بعد بھی اپنے اموال کا صحیح انتظام نہیں کر سکتے ہیں ان کے اموال کو بھی اپنی نگرانی میں رکھو۔

۶۔ حتی الامکان ان کے اموال کو استعمال نہ کرو اور اپنا کام اپنے مال سے چلاؤ۔

وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا

اور جلدی میں ان کا مال کھا نہ جانا۔ اگر (یتیم کا سرپرست) مالدار ہے تو وہ (کچھ کھانے سے) اجتناب کرے

فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ

اور اگر غریب ہے تو معمول کے مطابق کھا سکتا ہے پھر جب تم ان کے اموال ان کے حوالے کرو تو

فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ﴿۶﴾ لِلرِّجَالِ

اس پر گواہ ٹھہرایا کرو اور حقیقت میں حساب لینے کے لیے تو اللہ ہی کافی ہے۔ (6) جو مال ماں باپ

نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۖ وَلِلنِّسَآءِ

اور قریبی رشتے دار چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا (۳) ایک حصہ ہے اور (ایسا ہی) جو مال ماں باپ

نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ

اور قریبی رشتے دار چھوڑ جائیں اس میں تھوڑا ہو یا بہت عورتوں کا بھی ایک حصہ ہے۔

مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ ؕ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ

یہ حصہ ایک طے شدہ امر ہے۔ (7) اور جب (میراث کی) تقسیم کے وقت

اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنُ فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ

قریب ترین رشتے دار یتیم اور مسکین موجود ہوں تو اس (میراث) میں سے انہیں بھی کچھ دے دیا کرو

وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۸﴾ وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ

اور ان سے اچھے انداز میں بات کرو۔ (8) اور لوگوں کو اس بات کا خوف

تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۖ

لاحق رہنا چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑ جاتے جن کے بارے میں فکر لاحق ہوتی

عربی حاشیہ

(4) یہ اولیاء یتیم کیلئے تنبیہ ہے کہ اس مال میں سے خرچ نہ کرو بلکہ حتی الامکان اس میں اضافہ کرو اور اسے صرف مرکز ومصدر قرار دو۔

(5) یہ اسلام کا قانون مساوات ہے کہ اس نے مرد وعورت دونوں کا حصہ دلوایا ہے ورنہ جاہلیت میں میراث میں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں تھا کہ وہ جنگ وجدال میں حصہ نہیں لیتیں۔

(6) یہ اولیاء یتیم کے لئے تنبیہہ ہے کہ یتیموں کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اپنے یتیموں کے لئے پسند کرتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۳) تعدد ازواج کی مشروط اجازت اسلامی احکام کی جامعیت کا شاہکار ہے۔ دورِ حاضر کے فسادات اور انسانیت کے قتل عام کے بعد جو صورتِ حال سامنے آنے والی ہے اس کے بعد سارے عالم کو اس کی ضرورت اور افادیت کا احساس پیدا ہوگا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مغربی ممالک نے لواطہ کو جائز کر دیا ہے اور تعدد ازواج کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ بریں عقل ودانش......

ذیل میں چار آیات ہیں اور سب میں ایک الگ قانون کی وضاحت کی گئی ہے:-

۱۔ مرد اور عورت دونوں کی وراثت کا اعلان ہوا تا کہ جاہلیت کی تردید ہو جائے جہاں عورتوں اور بچوں کو میراث نہیں ملتی تھی۔

۲۔ جن لوگوں کا حق نہیں ہے وہ بھی وقت تقسیم موجود ہوں تو انہیں کچھ دے دیا جائے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو اور وہ قانون سے بدظن نہ ہو جائیں۔ انسانی فطرت ہے کہ تقسیم کو دیکھ کر دل میں طمع پیدا ہو ہی جاتی ہے۔

۳۔ اولیاء یتیم کو چاہئے کہ یتیموں کے مال میں اس انداز سے تصرف کریں کہ اگر خود ان کے بچے یتیم ہوتے تو ان کا کیا دل چاہتا۔

۴۔ یتیموں کے اموال کو ناحق استعمال نہ کیا جائے کہ یہ آگ کھانے کے مترادف ہے یعنی بقدر حق استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

(کہ ان کا کیا بنے گا) تو انہیں چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سنجیدہ باتیں کریں۔ (9) جو لوگ

يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ

ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس آگ بھرتے ہیں

بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ

اور وہ جلد ہی جہنم کی بھڑکتی آگ میں تپائے جائیں گے۔ (10) اللہ تمہاری اولاد کے

فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

بارے میں تمہیں ہدایت فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دولڑکیوں (۴) کے برابر ہے، پس اگر لڑکیاں

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً

دو سے زائد ہوں تو ترکے کا دوتہائی ان کا حق ہے اور اگر صرف ایک ہی لڑکی ہے

فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

تو نصف ترکہ اس کا ہے اور میت کی اولاد ہونے کی صورت میں والدین (۵) میں سے ہر ایک کو

مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ

ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہ ہو بلکہ صرف ماں باپ اس کے وارث ہوں تو

وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ

اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا۔ پس اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا

السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ

یہ تقسیم میت کی وصیت (۶) پر عمل کرنے اور اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔ تمہیں

عربی حاشیہ

(7) یہی حکم دولڑکیوں کا بھی ہے دو سے زیادہ کی شرط نہیں ہے۔
دوثلث یا ایک ثلث بطور فرض دینے کے بعد باقی بھی انھیں کو واپس کردیا جائے گا کہ اسلام نے اور کوئی حقدار معین نہیں کیا ہے۔

(8) یہ فلسفہ میراث کی طرف اشارہ ہے کہ درجات اور طبقات کی مصلحت افادیت ہے لیکن تم اسی سے باخبر نہیں ہو اور خدا علیم وحکیم ہے لہٰذا اس کی حکمت پر ایمان رکھنا چاہیے اور یہ سب فریضہ ہے جس میں کسی طرح کی ترمیم اور تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر۸ حکم استحبابی ہے اس لئے مقدار کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔
میراث میں للذکر مثل حظ الانثیین علامت ہے کہ اصل حصہ لڑکی کا ہے، لڑکے کا حصہ اسی کے ذریعہ طے ہوا ہے۔
فوق اثنتین میں دو اور اس سے زیادہ

اردو حاشیہ

(۴) یہ وہ صورت ہے جہاں صرف لڑکیاں وارث ہوں اور دوسرا وارث نہ ہو۔ اہل سنت باقی حصہ کو دوسرے ورثہ کو دے دیتے ہیں جب کہ ان کا کوئی ذکر آیت میں نہیں ہے۔ اور جس طاؤس کی روایت کو سند بنایا گیا ہے وہ کذاب ہے۔

(۵) لفظ اولاد عام ہے لڑکا ہو یا لڑکی اور ابوین صرف ماں باپ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا کیا حشر ہوگا؟ اہل تشیع کے نزدیک انہیں کو واپس کر دیا جائے گا کہ دوسرا وارث نہیں ہے اور اہل سنت کے نزدیک صرف باپ کو ملے گا جس کی کوئی دلیل قرآنی نہیں ہے اور رشتہ سب کا برابر کا ہے۔

(۶) آیت میں بظاہر وصیت کا ذکر پہلے ہے لیکن قانوناً قرض وصیت پر مقدم ہے چاہے قرض عرفی ہو یا قرض شرعی مثل خمس، زکوٰۃ، حج، نذورات وغیرہ اور اس کا سبب یہ ہے کہ آیت میں لفظ اَو ہے واؤ نہیں ہے اور واؤ بھی ترتیب کی دلیل نہیں ہے۔

اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً

نہیں معلوم تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں فائدے کے حوالے سے کون تمہارے زیادہ قریب ہے۔

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ (9)

یہ حصے اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ یقیناً اللہ بڑا جاننے والا، باحکمت ہے۔ (11) اور تمہیں اپنی بیویوں کے

مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

ترکے (۷) میں سے نصف حصہ ملے گا اگر ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

ان کے ترکے میں سے چوتھائی تمہارا ہوگا۔ یہ تقسیم میت کی وصیت پر عمل کرنے

يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ

اور قرض ادا کرنے کے بعد ہو گی اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو انہیں

يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا

تمہارے ترکے میں سے چوتھائی ملے گا اور اگر تمہاری اولاد ہو تو انہیں تمہارے ترکے میں سے

تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ

آٹھواں حصہ ملے گا۔ یہ تقسیم تمہاری وصیت پر عمل کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہو گی اور اگر

كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ

کوئی مرد یا عورت بے اولاد ہو اور والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن

فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ

ہو تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا پس اگر بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں

عربی حاشیہ

دونوں مراد ہیں جس طرح کہ حاجب کے بارے میں لفظ اخوہ دو کو بھی شامل ہے۔

(9) واضح رہے کہ اولاد کے نہ ہونے میں ''ماترک'' ہے اور اولاد کے ہونے میں ''ممتاترکن'' ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایک صورت میں کل ترکہ کا نصف ہے اور دوسری صورت میں اولاد کا مخصوص حصّہ نکل جانے کے بعد چوتھائی حصہ ہے لیکن ازواج کے لئے دونوں صورتوں میں ''ممماترکتم'' وارد ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں سارے ترکہ میں سے نہیں ملے گا بلکہ بعض اموال سے محروم رہیں گی جیسے کہ زمین، جائداد وغیرہ اور وہ اس لئے کہ یہ اموال غیر منقول ہیں اور زوجہ کا رشتہ منقول ہوا کرتا ہے اور وہ کسی وقت بھی طلاق لے کر جا سکتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) اسلام میں میراث کے دو اسباب ہیں:-

نسبی رشتہ...... جس میں پہلے طبقہ میں ماں باپ اور اولاد۔ دوسرے طبقہ میں برادر و خواہر اور اجداد۔ اور تیسرے طبقہ میں ماموں اور چچا وغیرہ ہیں۔

سببی رشتہ...... جس میں شوہر اور زوجہ کا رشتہ آتا ہے اور دونوں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ نسبی رشتہ دار اپنے رشتہ کے اعتبار سے وارث ہوں گے اور قریب تر کے ہوتے ہوئے دور والا وارث نہ ہوگا ورنہ ساری اولاد آدم ہر مرنے والے کی وارث ہو جائے گی...... اور سببی رشتہ ہر نسبی رشتہ دار کے ساتھ اپنے حصہ کا حق دار ہوگا کہ پہلے زوجہ یا شوہر کا حق نکال دیا جائے گا اس کے بعد نسبی رشتہ داروں میں ترکہ تقسیم ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ شوہر زوجہ کے تمام مال کا حصہ دار ہوگا اور زوجہ صرف منقولہ اموال میں سے کہ زوجہ کا رشتہ شوہر کی طرف سے قابلِ نقل و انتقال ہے شوہر کا رشتہ زوجہ کی طرف سے ایسا نہیں ہے۔

میراث کے بارے میں سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ میراث کے احکام سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ میں عنقریب دنیا سے جانے والا ہوں اور یہ علم بھی چلا جائے گا اور پھر فتنے ظاہر ہوں گے اور دو آدمی میراث میں جھگڑا کریں گے تو تیسرا فیصلہ کرنے والا نہ ملے گا۔

یہ فرائض سیکھو کہ یہ تمہارے دین کا ایک حصہ ہیں۔ ان کا علم نصف علم دین ہے اور سب سے پہلے میری امت سے یہی سلب کیا جائے گا۔

ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى
تو سب ایک تہائی حصے میں شریک ہوں گے۔ یہ تقسیم وصیت پر عمل کرنے اور

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ (10) ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
قرض ادا کرنے کے بعد ہو گی بشرطیکہ ضرر رساں نہ ہو۔ یہ نصیحت اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
بڑا دانا، بردبار ہے۔ (12) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا

وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ
جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (13) اور جو

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ
اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اللہ اسے

نَارًا خَالِدًا فِيْهَا (11) ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَالّٰتِيْ
داخل جہنم کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت آمیز سزا ہے۔ (14) اور تمہاری

يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
عورتوں میں جو بدکاری کی مرتکب ہو جاتی ہیں ان پر اپنے (مسلمانوں) میں سے

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا (12) فَاَمْسِكُوْهُنَّ
چار افراد کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو

عربی حاشیہ

(10) یہ پابندی ہے کہ انسان کو نہ ایسی وصیت کرنے کا حق ہے جس سے ورثہ کو نقصان پہنچے اور نہ ایسے فرضی قرض کے اقرار کرنے کا حق ہے جس کی بنیاد ورثہ کی ایذا رسانی پر ہو۔

(11) اہل جنت کے لئے خالدین اور اہل جہنم کے لئے خالداً استعمال ہوا ہے کہ جہنمیوں کو ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا لطف بھی حاصل نہ ہوگا کہ "مرگِ انبوہ جشنے دارد" بنالیں۔

(12) ابتداء اسلام میں زنا کی سزا خانہ قید کی تھی یہاں تک کہ موت آ جائے۔ اسلام نے اس سزا کے ساتھ اس کی تبدیلی کا بھی اشارہ دے دیا اور بعد میں اس حکم کو منسوخ کر کے غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے اور شادی شدہ کے لئے سنگسار کا حکم مقرر کر دیا۔

ف: واضح رہے کہ قانون میراث ایک فطری قانون ہے کہ انسان کسی انسان کے وجود کا ایک حصہ یا اس کے خصوصیات کا ورثہ دار ہے جو اس کے اموال کا حصہ دار بھی ہونا چاہیے ورنہ

اردو حاشیہ

صدق رسول اللہ...... بے شک امت اسلامیہ میں سب سے پہلا یہی مسئلہ پیدا ہوا اور امت اسلامیہ سے سب سے پہلے یہی علم سلب کیا گیا جب دختر پیغمبرؐ نے اپنے حق میراث کا مطالبہ کیا اور امت کے خود ساختہ رہنماؤں نے اس کا صریحی انکار کر دیا۔

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ

یہاں تک کہ موت انہیں انجام تک پہنچا دے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور

لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا (13) مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

سبیل پیدا کر دے۔ (15)اور اگر تم میں سے دو (۸) اشخاص بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو

فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اذیت دو پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بڑا

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (16)اللہ کے ذمے صرف ان لوگوں کی توبہ (قبول کرنا) ہے

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

جو نادانی میں گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ بڑا دانا،

حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

حکمت والا ہے۔(17) اور ایسے لوگوں کی توبہ (حقیقت میں توبہ ہی) نہیں جو

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

برے کاموں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو

اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ

وہ کہہ اٹھتا ہے: اب میں نے توبہ کی اور نہ ہی ان لوگوں کی (توبہ قبول ہے) جو مرتے دم تک کافر رہتے ہیں۔

عربی حاشیہ

ہر انسان آخر حیات میں محنت مشقت ترک کردے گا اور اس طرح اخلاقیات کے ساتھ اقتصادیات کا بازار بھی سرد پڑ کر رہ جائے گا جیسا کہ فرانس میں تجربہ ہو چکا ہے۔

(13)اس صیغہ مذکر سے مرد وعورت بھی مراد ہوسکتے ہیں اور دو مرد بھی جن کی بدکاری کو لواطہ کہا جاتا ہے۔

بعض روایات میں سرکار دوعالمؐ سے نقل کیا گیا ہے کہ روح کے حلق تک پہنچ جانے کے بعد بھی توبہ ہوسکتی ہے حالانکہ یہ روایت اس آیت کی صراحت کے خلاف ہے۔ خدا بغیر توبہ بھی معاف کرسکتا ہے لیکن جس توبہ کی قبولیت کا لفظ ''علی'' سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ہنگامِ موت کی توبہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) اسلام میں بدکاری کی تمام قسمیں حرام ہیں چاہے مرد وعورت کے درمیان ہو یا عورت عورت کے درمیان یا مرد مرد کے درمیان۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخری صورت کو بدترین قسم قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح ایک طرف تو نطفہ کی بربادی ہوتی ہے اور دوسری طرف مرد کی مردانگی کو نسوانیت میں تبدیل کیا جاتا ہے اور یہ انتہائی سنگین اخلاقی جرم ہے اسی لئے اسلام نے اس لواطہ کی سزا یہ قرار دی ہے کہ مجرم کو قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے یا ہاتھ پاؤں باندھ کر بلندی سے نیچے پھینک دیا جائے کہ ایسے افراد زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔

أُولَٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ

ایسے لوگوں کے لیے ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(18) اے ایمان والو!

ءَامَنُوا۟ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا۟ ٱلنِّسَآءَ[14] كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ

تمہارے لیے جائز نہیں (۹) کہ تم اپنی عورتوں کے جبراً وارث بنو اور اس نیت سے انہیں قید نہ رکھو کہ

لِتَذْهَبُوا۟ بِبَعْضِ مَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ

تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ واپس لے لو مگر یہ کہ وہ کسی مبینہ بدکاری کی

بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ

مرتکب ہوں اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں نا پسند ہیں

فَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَيَجْعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿١٩﴾

تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں تو پسند نہ ہو مگر اللہ اس میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دے۔ (19)

وَإِنْ أَرَدتُّمُ ٱسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَءَاتَيْتُمْ

اور اگر تم لوگ ایک زوجہ کی جگہ دوسری زوجہ لینا چاہو (۱۰) اور ایک کو بہت سا مال

إِحْدَىٰهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا۟[15] مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ أَتَأْخُذُونَهُۥ

دے بھی چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا۔ کیا تم بہتان اور صریح گناہ کے ذریعے

بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُۥ وَقَدْ أَفْضَىٰ[16]

مال لینا چاہتے ہو؟ (20) اور دیا ہوا مال تم کیسے واپس لے سکتے ہو جب کہ

بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَٰقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾ وَلَا

تم ایک دوسرے سے مباشرت کر چکے ہو اور وہ تم سے شدید عہد و قرار (۱۱) لے چکی ہیں؟ (21) اور ان

عربی حاشیہ

(14) اس لفظ سے عورتوں کے اموال کی میراث بھی مراد ہوسکتی ہے اور خود عورتوں کا بطور میراث لینا بھی مراد ہوسکتا ہے کہ اسلام میں دونوں ہی حرام ہیں۔

(15) عرب جب ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری سے عقد کرنا چاہتے تھے تو اس پر الزام تراشی کرتے تھے تا کہ وہ جان چھڑانے کے لئے کچھ رقم بھی دے دے اور اس سے دوسری شادی کرلیں۔ اسلام نے اس طرزِ عمل کو بہتان اور گناہ سے تعبیر کیا ہے۔

(16) افضاء کے معنی ملا دینے کے ہیں یعنی ایک وجود مکمل طور سے دوسرے وجود سے متصل ہو چکا ہے جسے عرف عام میں دخول کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کی نہایت حسین اور بلیغ تعبیر استعمال کی ہے کہ اس نے اپنا پورا وجود تمہارے وجود سے ملا دیا ہے اور تم چند پیسوں کو اس سے الگ کرنا چاہتے ہو۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۵ کے بارے میں ایک خیال یہ

اردو حاشیہ

(۹) جاہلیت میں چند ظالمانہ طریقے رائج تھے:-

۱۔ سوتیلی اولاد باپ کی منکوحہ کے سر پر کپڑا ڈال کر اسے میراث بنا لیتی تھی۔

۲۔ سوتیلی ماں کے سارے ترکہ پر قبضہ کر لیا جاتا تھا اور اسے اس کے شوہر کے ترکہ سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا۔

۳۔ اسے عقد ثانی بھی نہ کرنے دیتے تھے کہ اس طرح اپنا مال بھی لے کر چلی جائے گی۔

۴۔ عقد ثانی کی اجازت اس شرط سے دیتے تھے کہ ترکہ کا مال چھوڑ دے اور پھر چلی جائے۔

۵۔ عورتوں پر اس غرض سے سختی کرتے تھے کہ وہ اپنی جان چھڑانے کے لئے کل مہر یا کچھ مہر وغیرہ واپس کر دیں۔

اسلام نے عورت کو محترم ثابت کرنے کے لئے ان تمام قسموں پر پابندی عائد کر دی اور یہ طے کر دیا کہ دولت کی خاطر کسی طرح کا جبر جائز نہیں ہے اور وہ بدکاری بھی کریں تو بھی ان کے ساتھ معاشرت کا برتاؤ صحیح اور مناسب ہونا چاہئے اور اس میں کسی طرح کا ظلم و جبر نہیں ہونا چاہئے۔

(۱۰) اسلامی احکام میں کوئی شعبہ دوسرے شعبہ سے بالکل جدا اور مختلف نہیں ہے بلکہ ہر شعبہ میں دوسرے شعبہ کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس مقام پر بھی عقد و میراث کے مسائل کے ساتھ اخلاقی نکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ عقد ثانی تمہارا بنیادی حق ہے۔ طلاق کا تمہیں اختیار دیا گیا ہے لیکن یہ زندگی کے پیچیدہ

تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ

عورتوں سے (۱۳) نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں مگر جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا ۔

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ

یہ ایک کھلی بے حیائی اور نا پسندیدہ عمل ہے اور برا طریقہ ہے۔ (22) تم پر حرام کر دی گئی ہیں

اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ

تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں،

وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ

تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں، تمہاری وہ مائیں جو تمہیں دودھ پلا چکی ہوں اور تمہاری

الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ حُجُوۡرِكُمۡ

دودھ شریک بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں اور جن بیویوں سے تم مقاربت کر چکے ہو

مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا

ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں رہی ہوں لیکن اگر ان بیویوں سے

دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ (17) وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ

(صرف عقد ہوا ہو) مقاربت نہ ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے نیز تمہارے

الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ ۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا

صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا باہم جمع کرنا، مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا ۔

مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۲۳﴾

بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (23)

عربی حاشیہ

ہے کہ من نسائکم سے زنائے محصنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ سزا وقتی تھی جب تک دوسرا قانون نہ آجائے اور وہ سنگسار نہیں ہے کہ لفظ من استعمال ہوا ہے جو سزا کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے۔ اور اس اعتبار سے آیت ۱۶ کا حکم غیر محصنہ کا ہے اور اللذان اگرچہ مذکر ہے لیکن مرد وعورت دونوں کو شامل ہیں۔

واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۰ کا حکم اگرچہ استبدال سے متعلق ہے لیکن قانون عام ہے اور استبدال کا ذکر صرف جاہلیت کے حالات کی ترجمانی کے طور پر ہوا ہے۔

(17) ساس اور پرورده میں یہی فرق ہے کہ ساس نکاح کے ساتھ ہی حرام ہوجاتی ہے جیسے ہی عورت سے عقد کیا اس کی ماں ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اور زوجہ کی بیٹی اس وقت تک حرام نہیں ہوتی ہے جب تک کہ زوجہ سے جماع نہ کرے ورنہ عقد کے فوراً بعد طلاق دے دے تو بیٹی سے بھی عقد ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

مسائل کا حل ہے دولت کا کاروبار نہیں ہے لہٰذا خبردار اس اختیار کو بطور کاروبار استعمال نہ کرنا۔

(۱۱) عقد نکاح بھی دوسرے معاملات کی طرح کا ایک معاملہ ہے لیکن اس میں بعض ایسے خصوصیات پائے جاتے ہیں جو دوسرے معاملات میں نہیں ہیں اور اسی لئے اس کا معاہدہ بھی سخت اور سنگین قرار دیا گیا ہے۔ دیگر معاملات میں جنس کا سودا جنس سے یا مال کا سودا مال سے ہوتا ہے اور نکاح میں انسان کا سودا انسان سے یا روح کا سودا روح سے ہوتا ہے اور اس کا تقدس دیگر معاملات سے کہیں زیادہ ہے۔

(۱۲) وہ معاشرہ کتنا حیوانی رہا ہوگا۔ جب بیٹا اپنی ماں سے بدکاری کرتا ہو اور سوتیلی ماں کو زوجہ کی جگہ استعمال کرتا ہو۔ اسلام نے اس عمل کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دین اسلام پر ایک ایسا وقت بھی آ گیا تھا کہ جب یزید جیسا شرابخوار جس کی صفت تھی، سوتیلی ماؤں سے زنا کرنا، اسے خلیفۃ المسلمین تسلیم کر لیا گیا تھا اور بڑے بڑے نامور افراد نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ ایسے موقع پر ناموس اسلام وقرآن کے تحفظ کے لئے ویسی ہی قربانی درکار تھی جیسی امام حسینؑ نے پیش کی ہے۔ امام حسینؑ نہ ہوتے اور ان کی قربانی نہ ہوتی تو آج کفر کا اسلام نام ہو جاتا۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اور شوہر دار عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

(یہ) تم پر اللہ کا فرض ہے اور ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں۔

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا

ان عورتوں کو تم مال خرچ کر کے اپنے عقد میں لا سکتے ہو بشرطیکہ (نکاح کا مقصد)

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا

عفت قائم رکھنا ہو بے عفتی نہ ہو پھر جن عورتوں سے تم نے متعہ (۱) کیا ہے ان کا طے شدہ مہر بطور فرض ادا کرو

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ

البتہ طے کرنے کے بعد آپس کی رضا مندی سے مہر میں کمی بیشی کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

یقیناً اللہ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ (24) اگر تم میں سے کوئی مالی رکاوٹ کی وجہ سے

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ

آزاد مسلم عورتوں سے نکاح کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تمہاری مملوکہ مسلمان لونڈیاں سے

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ

نکاح کرے۔ اللہ تمہارے (۲) ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا حصہ ہو

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ

لہٰذا ان کے سر پرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور شائستہ طریقے سے ان کے مہر ادا کرو کہ

عربی حاشیہ

(1) وہ عورتیں جو اسلام، آزادی نکاح اور عفت کے قلعہ میں محفوظ ہیں۔

(2) عقد متعہ مراد ہے جس میں اجرت ابتدا ہی سے فرض ہوتی ہے۔

(3) طول یا مالی وسعت جس کے بغیر کسی دور میں آزاد عورتوں سے نکاح ممکن نہیں رہا ہے۔ اگرچہ اسلام نے ہرصورت میں عقد کی دعوت دی ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۴ میں اجرت کے لئے شرط استمتاع علامت ہے کہ عقد دائم مراد نہیں ہے کوئی ایسا عقد مراد ہے جس میں اجرت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

مزید یہ کہ اجرت پر زور دینا اشارہ ہے کہ اصل تشریع متعہ موجود ہے۔ آیت کریمہ مسئلہ اجرت ومہر کی ادائیگی پر زور دینے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

آیت نمبر ۲۵ میں احصان نہ شادی شدہ

اردو حاشیہ

(۱) آیت کریمہ میں عقد متعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو باتفاق مسلمین سرکار دو عالمؐ کے عہد مبارک میں حلال تھا اور اس کا ذکر صحیح بخاری کتاب الترغیب فی النکاح۔ صحیح مسلم باب نکاح المتعة میں موجود ہے اور فخر رازی اور علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں اس کا اعتراف کیا ہے اور پیغمبر اسلامؐ کے بعد عمر بن الخطاب نے اسے حرام قرار دیا ہے جس کا اعتراف تمام مفسرین ومورخین نے کیا ہے۔ علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے متعة النساء، حج تمتع اور حی علیٰ خیر العمل تینوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اور فخر رازی اور طبری نے تفسیر میں حضرت علیؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر عمر نے متعہ حرام نہ کر دیا ہوتو سوائے شقی اور بدبخت آدمی کے کوئی زنا نہ کرتا۔

بعض اہل سنت نے روایات کے سہارے حکم آیت کو منسوخ ثابت کرنا چاہا ہے حالانکہ آیت روایات احاد سے منسوخ نہیں ہوتی اور پھر حضرت عمر کا قول روایات کے جعلی ہونے کی واضح دلیل ہے ورنہ انہیں حرام کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ عقد متعہ، مہر، وارثت اولاد، عدہ وغیرہ میں نکاح جیسے قوانین کا حامل ہے۔ صرف مدت کے اعتبار سے دونوں میں فرق رکھا گیا ہے۔

(۲) یہ ترغیب کا بہترین اسلوب ہے کہ صاحبِ ایمان آزاد وکنیز میں فرق نہیں کرتا اور صرف ایمان پر نگاہ رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ بالآخر کنیزیں بھی آدمؑ و

أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا

وہ نکاح کے تحفظ میں رہنے والی ہوں بدچلنی کا ارتکاب کرنے والی نہ ہوں نہ در پردہ آشنا رکھنے والی ہوں

مُتَّخِذٰتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ (4)

پھر جب نکاح میں آنے کے بعد بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان کے لیے اس سزا کا نصف ہے

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ

جو آزاد عورتوں کے لیے مقرر ہے۔ یہ اجازت اسے حاصل ہے جسے (شادی نہ کرنے سے)

لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ (5) مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

تکلیف و مشقت کا خطرہ لاحق ہو لیکن اگر صبر کرو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا،

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ

رحم کرنے والا ہے۔ (25) اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے (اپنے احکام) کھول کھول کر بیان کرے اور تمہیں

سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ (6) عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

گزشتہ اقوام کے طریقوں پر چلائے نیز تمہاری طرف توجہ کرے اور اللہ بڑا جاننے والا،

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۖ وَيُرِيدُ

حکمت والا ہے۔ (26) اور اللہ (اپنی رحمتوں کے ساتھ) تم پر توجہ کرنا چاہتا ہے اور جو

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوٰتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿۲۷﴾

لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم بڑی بے راہ روی میں پڑ جاؤ۔ (27)

يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ

اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان (۳) کمزور پیدا

عربی حاشیہ

ہونا ہے اور نہ مسلمان ہونا ہے بلکہ باعفت ہونا ہے کہ مالکانہ جبر زنا نہیں ہے لیکن اگر زنا کریں تو سزا بہرحال دی جائے گی۔

(4) قرآن مجید نے یہ خطرہ صرف کنیزوں کے بارے میں بیان کیا تھا اور دور حاضر میں آزاد عورتیں اس کاروبار میں کنیزوں سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں گویا کہ ترقی نے آزاد عورتوں کو کنیز خصلت بنادیا ہے۔

(5) زحمت ومشقت

(6) توبہ کی تکرار کا مطلب یہ ہے کہ پہلے یہ بتایا گیا کہ یہ سارے احکام تمھاری توبہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اب یہ واضح کیا گیا ہے کہ خدا اس توبہ کا تقاضا بھی کررہا ہے۔

اردو حاشیہ

حواؑ ہی کی اولاد ہیں اور انہیں بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔ اپنے بزرگوں کی غلطی سے اسیر ہو کر کنیز ہوگئی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں بالکل حقیر قرار دے دیا جائے۔ واضح رہے کہ ابتدائی آیات میں شادی شدہ کنیزوں سے عقد کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ گرفتار ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گی، یا مسلمان انہیں خریدے گا، تو ان کے شوہروں سے ان کا رشتہ ختم ہو جائے گا اور مسلمان کے لئے حلال ہو جائیں گی۔

(۳) اسلام میں نکاح اور متعہ وغیرہ کے احکام اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ انسان اپنے جنسی جذبہ کی تسکین کا سامان کر سکے اور یہ تخفیف وسہولت کا بہترین راستہ ہے۔ ورنہ شیاطین ہر وقت حرام پر اکسانے کے لئے آمادہ رہتے ہیں اور انسان کمزور واقع ہوا ہے اس کے لئے حلال کے راستے بند ہو گئے تو وہ آسانی حرام کے راستے پر چلا جائے گا اور اسی لئے بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ مہنگی شادی بدکاری کو سستا بنا دیتی ہے۔

ضَعِيفًا ﴿۲۸﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ

کیا گیا ہے۔ (28) اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

ناحق (۴) طریقے سے نہ کھایا کرو مگر یہ کہ آپس کی رضا مندی سے تجارت کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿۲۹﴾

تم اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (29)

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ

اور جو شخص ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا ہم اسے جہنم کی آگ میں جھلسا دیں گے

نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿۳۰﴾ إِنْ تَجْتَنِبُوا

اور یہ کام اللہ کے لیے آسان ہے۔ (30) اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں (۵) سے اجتناب کرو

كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں

مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ

عزت کے مقام میں داخل کر دیں گے۔ (31) اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے

عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ

بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ (۶) کیا کرو۔ مردوں کو اپنی کمائی کا صلہ اور عورتوں کو اپنی کمائی کا

مِمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ

صلہ مل جائے گا اور اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب

منزل ۱

عربی حاشیہ

(7) امیرالمومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ انسان اتنا کمزور ہے کہ ایک کھٹمل پریشان کردیتا ہے، ایک اُچھو قتل کردیتا ہے اور ایک پسینہ قابلِ نفرت بنادیتا ہے۔

(8) ذکر استثناء دلیل ہے کہ تجارت میں مساوات شرط نہیں ہے۔ کمی زیادتی بھی جائز ہے بشرطیکہ ملاوٹ اور فریب کاری نہ ہو۔

(9) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسانیت کے قتل عام سے روکا گیا ہو کہ عالم انسانیت ایک نفس کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حکم خدا کی خلاف ورزی کے ذریعہ اپنے نفس کی ہلاکت سے روکا گیا ہو۔

(10) یہ مِن تبعیض کے لئے نہیں ہے بلکہ بیان کے لئے ہے جس طرح کہ مما اکتسبن کا مِن بھی بیان کے لئے ہے کہ ہر ایک اپنی کل کمائی کا مالک ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) اسلامی قانون میں مالیات کا سب سے بڑا احترام یہی ہے کہ اس نے بلا سبب شرعی دوسرے کے مال کو ہاتھ لگانے کو بھی حرام کر دیا ہے اور ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ کوئی کسی کے مال کو اس کی مرضی کے بغیر ہاتھ لگائے۔ اس نے ان حدود سے تجاوز کرنے والوں کی سزا جہنم قرار دی ہے۔ جس سے مال کی اہمیت اور اس کے احترام کا واضح اشارہ ملتا ہے۔

(۵) یہ تو بہرحال مسلم ہے کہ اسلام میں گناہ دو طرح کے ہیں:
کبیرہ اور صغیرہ، صغیرہ ہی کو بعض مقامات پر سیئات یا لمم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ علماء اسلام میں دونوں کی تشریح میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام گناہ معصیت پروردگار کے اعتبار سے کبیرہ کا درجہ رکھتے ہیں لیکن انہیں میں بعض بعض کی نسبت سے زیادہ سنگین ہیں کہ ان پر عذاب کی خاص خبر دی گئی ہے اور اس اعتبار سے انہیں کبیرہ کہا جاتا ہے۔

(۶) اس آرزو سے مراد بدنفسی، بدنیتی اور حسد کا جذبہ ہے جو کسی وقت بھی انسان کو گمراہ کرسکتا ہے ورنہ صرف تمنا کرنا غبطہ ہے اور غبطہ حرام نہیں ہے...... لیکن یہ بہرحال ایک اخلاقی بات ہے کہ انسان دوسرے کے مال پر نگاہ کرنے کے بجائے فضل خدا پر نگاہ رکھے اور اسی سے مانگتا رہے اور اس کے حکم کے مطابق

شَيۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلۡنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ

علم رکھتا ہے۔ (32) اور ہم نے ان سب ترکوں کے وارث مقرر کیے ہیں جو ماں باپ

وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ؕ وَالَّذِيۡنَ عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَاٰتُوۡهُمۡ نَصِيۡبَهُمۡ ؕ

اور رشتے دار چھوڑ جاتے ہیں اور جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے انہیں بھی ان کا حصہ دے دو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ شَهِيۡدًا ﴿۳۳﴾ ع اَلرِّجَالُ (11) قَوّٰمُوۡنَ

بے شک اللہ ہر چیز پر حاظر و ناظر ہے۔ (33) مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔

عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ وَّبِمَآ

اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں

اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ

پس جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں، اللہ نے جن چیزوں (مال و آبرو) کا تحفظ چاہا ہے

بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ

ان کی غیر حاضری میں ان کی محافظت کرتی ہیں اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو

وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ ۚ فَاِنۡ

انہیں نصیحت کرو اور (اگر باز نہ آئیں تو) خواب گاہ الگ کردو اور (اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو)

اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان کے خلاف بہانہ تلاش نہ کرو یقیناً

عَلِيًّا كَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا

اللہ بالا تر اور بڑا ہے۔ (34) اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو

ع ۸ / ۲

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے بعض گناہوں کو کبیرہ کہا ہے اور بعض کو سیئہ یا لمم اور یہی دو قسم کے گناہوں کی تفریق ہے۔ روایات نے کبیرہ کی علامت ممانعت کے علاوہ جہنم کی وعید کو بھی قرار دیا ہے اور کبیرہ سے اجتناب کے بعد صغیرہ کی پردہ پوشی علامت ہے کہ انسان صغیرہ میں بھی آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے اور اس سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

(11) رجال سے مراد شوہر اور فساد سے مراد بیویاں ہیں۔ قوام نگراں اور حاکم کو کہا جاتا ہے اور وجہ حکومت ذاتی فضیلت کے علاوہ نفقہ ہے جو شوہر کے ذمہ ہے اور زوجہ کے ذمہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

کوشش کرتا رہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ جس کو جس حال میں رکھتا ہے اسی میں مصلحت ہوتی ہے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے۔

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ (12)
ایک منصف مرد کے رشتے داروں میں سے اورایک منصف عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو۔
اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
اگر وہ دونوں اصلاح کی کوشش کریں تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کرے گا۔ یقیناً اللہ بڑا علم رکھنے والا،
خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ
باخبر ہے۔ (35)اور تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک قرار نہ دو اور
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي (13) الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
ماں باپ، زیادہ قریبی رشتے داروں، تیموں، مسکینوں،
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
قریب رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھنے والے رفیقوں، مسافروں اور جو
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ
(غلام و کنیز) تمہارے قبضے میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ بے شک
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
اللہ کو غرور کرنے والا، (اپنی بڑائی پر) فخر کرنے والا پسند نہیں ہے۔ (36) (وہ لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں)
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
جو خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں عطا کیا ہے
مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾
اسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ (37)

عربی حاشیہ

(12) بعض لوگوں نے اس کا فاعل حکمین کو قرار دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا تو کام ہی اصلاح ہے اس میں اگر کا کیا کام ہے۔ اس لئے بعض مفسرین نے خود شوہر اور زوجہ کو مراد لیا ہے۔

(13) ذوالقربیٰ، قرابتدار جیسے بھائی چچا وغیرہ یتیم جس کا باپ مرجائے۔ مسکین جس کے معاش کا سہارا نہ ہو، جارذی القربیٰ قریب کا ہمسایہ۔ جارِ الجنب دور کا ہمسایہ۔ صاحب بالجنب پہلونشین چاہے حضر میں یادرس وعمل وغیرہ میں۔ صرف مالی مقصود نہیں ہے بلکہ کسی طرح کا نیک برتاؤ ہو چاہے مزاج پرسی نصیحت، مشورہ، حاجت روائی، رازداری، غض نظر، اور امانت داری اور عاریت ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ

آیت نمبر ۳۵ میں حکماً من اہلہ ایک خانگی عدالت کی تشکیل ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ احساس محبت وقرابت کام کرتا رہتا ہے۔ گھر کے

اردو حاشیہ

(۷) آیت کریمہ نے شوہر اور زوجہ کو مرد اور عورت سے تعبیر کیا ہے کہ ہر شوہر اس قابل نہیں ہوتا۔ یہ اس کے مرد ہونے کا خاصہ ہے کہ اسے حاکم بنادیا گیا ہے اور یہ حکومت بھی پیدائشی حق نہیں ہے بلکہ بعض فضیلتوں اور نفقہ کی بناء پر ہے۔ ورنہ نفقہ ترک کردے تو حکومت کا حق بھی ختم ہو جائے گا اور حاکم شرع کے ذریعہ نفقہ وصول کیا جائے گا بلکہ اسے طلاق پر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ شوہر کی حکومت صرف تین باتوں میں ہے اور بس:-

۱۔ طلاق شوہر کے اختیار میں ہے۔ ۲۔ عورت مجامعت سے انکار نہیں کرسکتی۔

۳۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ شوہر حاکم مطلق نہیں اور نہ زوجہ اس کی خادمہ اور نوکرانی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس سے جبراً گھر کا کام لینا بھی حرام ہے۔

۲ عورت کی نافرمانی کے بالتدریج تین علاج ہیں: موعظہ کیا جائے۔ اس کا اثر نہ ہو تو پہلو میں: لٹانا چھوڑ دے۔ اس کا بھی اثر نہ ہو تو ہلکی مرمت کرے۔ لیکن نافرمانی جائز مطالبات میں ہونی چاہئے ورنہ ناجائز مطالبات میں حاکم شرع شوہر کو سزادے گا۔ عورت کو مجبور نہیں کرسکتا۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور (وہ لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں) جو اپنا مال صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور وہ

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ

نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں (۸) اور نہ روز آخرت پر ۔ بات یہ ہے کہ شیطان جس کا رفیق ہو جائے تو

قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ (14)

وہ بہت ہی برا رفیق ہے۔ (38) اور اگر یہ لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے اور اللہ کی عطا کردہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

روزی میں سے خرچ کرتے تو اس میں انہیں کوئی نقصان نہ تھا اور اللہ تو ان کا حال اچھی

عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ

طرح جانتا ہے۔ (39) یقیناً اللہ (کسی پر) ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر (کسی کی)

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

ایک نیکی ہو تو اللہ اسے دگنا کر دیتا ہے اور اپنے ہاں سے اسے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔(40)

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى

اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو ان لوگوں پر

هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا

بطور گواہ پیش کریں گے۔ (41) اس روز کافر اور جو لوگ رسول کی نافرمانی کرتے رہے تمنا کریں گے کہ

الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ

کاش (زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں دفن ہو کر) زمین کے برابر ہو جائیں اور وہ اللہ سے کوئی بات

عربی حاشیہ

راز باہر نہیں جاتے ہیں۔ فریقین مصالحت کا اہتمام کرتے ہیں اور اخراجات کے زیر بار نہیں ہوتے ہیں۔

(14) ان کلمات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام بخل اور ریاکاری کو خلاف ایمان سمجھتا ہے اور بخیل اور امت ریاکار اس کی نظر میں کسی کافر سے کم نہیں ہیں اور اس کا راز واضح ہے کہ بخیل خدا کی رزاقیت پر ایمان نہیں رکھتا اور ریاکار اس کے علاوہ بھی کسی کو قابل عبادت یا مالک یوم الدین سمجھتا ہے۔

اردو حاشیہ

آخر میں خدا کو علی و کبیر کہا گیا ہے کہ حکومت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ تمہارا دماغ خراب ہو جائے کہ خدا تم سے بھی بلند اور بزرگ تر ہے۔ اس کے آگے کسی کی حکومت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۸) اسلام میں ریاکاری بدترین صفت ہے جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ روز قیامت ریاکار کو اس شخص کے حوالے کر دیا جائے گا جس کے لئے اس نے عمل کیا ہے اور وہ خدائی اجر سے محروم کر دیا جائے گا۔ یہی حال بخیل کا بھی ہے جس کے بارے میں حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ کس قدر بدنصیب بخیل ہے کہ دنیا میں فقرا جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں رؤسا جیسا حساب دیتا ہے۔

(۹) ہر امت کے گواہ انبیاء کرامؑ ہیں اور انبیاء کرامؑ کے گواہ سرکار رسالتؐ ہیں اور اس میں کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ معصوم کو گواہی کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ جب روز قیامت معصوم سے تبلیغ کا حساب لیا جا سکتا ہے تو گواہی بھی طلب کی جا سکتی ہے۔

روایت میں ہے کہ سرکار دو عالمؐ انبیاء کرامؑ کی گواہی صدر اول کے دو عظیم شہید حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ سے دلوائیں گے اور اپنی تبلیغ کی گواہی میں حضرت علیؑ کو پیش کریں گے۔

حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

چھپا نہ سکیں گے۔ (42) اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جایا کرو

وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى[15] حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا

جب تک تم یہ نہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور جنابت کی حالت میں بھی

اِلَّا عَابِرِيْ[16] سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ

جب تک غسل نہ کر لو مگر یہ کہ کسی راستے سے گزر رہے ہو اور اگر تم بیمار ہو

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ[17]

یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر آیا ہو یا تم نے

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور تمہیں پانی میسر نہ آئے تو پاک مٹی

طَيِّبًا[18] فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پر تیمم کرو چنانچہ چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا،

عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

بخشنے والا ہے۔ (43) کیا آپ نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا

الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا

کچھ حصہ دیا گیا تھا (لیکن) وہ ضلالت خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی

السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

گمراہ ہو جاؤ۔ (44) اور اللہ تمہارے دشمنوں کو بہتر جانتا ہے اور تمہاری سرپرستی کے لیے اللہ کافی ہے اور تمہاری

منزل ۱

عربی حاشیہ

(15) یہ اشارہ ہے کہ نشہ ترک کیا جائے نہ یہ کہ نشہ باقی رہے اور نماز ترک کر دی جائے اس لئے کہ نماز تو بہرحال واجب ہے۔ ''حتی تعلموا'' علامت ہے کہ اسلام بے خبری کی نماز کو پسند نہیں کرتا۔ انسان کو وہ نماز پڑھنی چاہیے جس میں اُسے یہ معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

(16) یہ حکم نماز کے لئے نہیں بلکہ محلِ نماز مسجد کے لئے ہے کہ وہاں سے جنابت کی حالت میں صرف گزر سکتا ہے ٹھہر نہیں سکتا۔

(17) غائط پست جگہ کو کہتے ہیں جہاں عام طور پر لوگ پیشاب پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ اس سے کنایۃً پیشاب پاخانہ ہی مراد ہوتا ہے۔

(18) ب تبعیض کے لئے ہے اور یہ علامت ہے کہ سارے چہرے اور ہاتھ پر تیمّم نہیں ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اس آیت کریمہ کے ۲۵ معنی بیان کئے گئے ہیں اور ہر شخص نے اپنے نظریئے کے مطابق اس کی توجیہہ اور تفسیر

اردو حاشیہ

(۱۰) شراب کی حرمت کا اعلان بالتدریج کیا گیا ہے۔ اور اس آیت کے لئے ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ نے نشہ میں غلط نماز پڑھا دی اور عبدالرحمٰن بن عوف نے شراب کی دعوت کی تھی جب کہ ابوداؤد کی روایت ہے کہ مرد انصاری نے دعوت کی تھی اور عبدالرحمٰن مدعو تھے اور تفسیر طبری میں ہے کہ عبدالرحمٰن پیش نماز تھے۔ اور یہی بات درمنثور میں بھی ہے بلکہ درمنثور میں یہ بھی ہے کہ دعوت حضرت علیؑ نے کی تھی اور نماز ابوبکرؓ نے پڑھائی تھی اور مسند احمد و نسائی میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ ترمذی کا راوی ایک مشہور دشمن اہل بیت ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ شراب رجس ہے اور رجس اہل بیت کے قریب نہیں آ سکتا۔ لہٰذا آیت سے مراد حضرت علیؑ نہیں ہو سکے البتہ دیگر ''صحابہ کرام'' کے بارے میں اس بات کا امکان قوی پایا جاتا ہے اس لئے کہ وہ دور جاہلیت میں شراب کے عادی رہ چکے تھے۔

(۱۱) نہ ملنے کا مقصد یہ ہے کہ واقعاً نہ ہو یا اس انسان کے لئے نہ ہونے کے برابر ہو جیسے مریض۔ کہ مریض کے تیمّم کے لئے پانی کے نہ ہونے کی شرط نہیں ہے بلکہ اس کے حق میں ضرر کافی ہے چاہے پانی موجود ہی کیوں نہ ہو۔

وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

مدد کے لیے بھی اللہ ہی کافی ہے۔ (45) یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا

جو کلمات (۱۳) کوان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے سنااور نہ مانا

وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ

اور سنو (لیکن) تیری بات سنی نہ جائے اور اپنی زبانوں کو مروڑ کر دین پر طعن کرتے ہوئے کہتے ہیں:

طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

''راعنا'' اور اگر وہ کہتے: ہم نے سنا اور مان لیا اور سنئے ہم پر نظر کیجیے

وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ

تو یہ ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر

لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

لعنت کر رکھی ہے اس لیے سوائے تھوڑے لوگوں کے وہ ایمان نہیں لاتے۔ (46)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی تھی اس پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے

لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓي

جو تمہارے پاس موجود کتاب کی بھی تصدیق کرتا ہے قبل اس کے کہ ہم بہت سے چہروں کو بگاڑ کر

اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ

ان کی پیٹھ کی طرف (۱۳) پھیر دیں یا ہم ان پر اسی طرح لعنت کریں جس طرح ہم نے ہفتہ (کے دن) والوں پر لعنت کی اور

عربی حاشیہ

کی ہے جس کی تفصیل بحث کتب فقہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(19) یہودیوں کی ایک خصلت یہ بھی ہے کہ کسی سے بھی بات نہیں کرتے اور الفاظ یا معانی میں تحریف ضرور کرتے ہیں اور انھیں سکھایا گیا کہ پیغمبر اسلام سے ''سمعنا واطعنا'' واسمع وانظرنا'' جیسے الفاظ سے خطاب کریں کہ ہم نے آپ کی بات سنی، اطاعت کی، آپ بھی ہماری سنیں اور ہم پر نظر مرحمت کریں لیکن ان شیاطین نے سب بدل دیا۔ سمعنا کہا تو عصینا جوڑ دیا کہ ہم نے سنا بھی اور نافرمانی بھی کی اور اسمع کہا تو غیر سمع کا اضافہ کردیا کہ آپ ہماری سنیں لیکن ہم آپ کی نہ سنیں گے اور ''وانظرنا'' کو ''راعنا'' میں تبدیل کردیا جو رعایت سے بھی بنایا جاسکتا ہے اور ''راعی'' چرواہے سے بھی ہوسکتا ہے۔ ایسے یہودی خصلت ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اسی لئے قرآن کریم کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا پڑا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) تحریف کی دو قسمیں ہوتی ہیں لفظی اور معنوی۔ یہودیوں نے اپنی کتاب میں دونوں طرح کی تحریف کی ہے۔ چنانچہ مولانا رحمت اللہ نے اپنی کتاب اظہار الحق میں ایسے سو مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں یہودیوں نے توریت میں لفظی تحریف کی ہے اور پھر علامہ شیخ جواد بلاغی طاب ثراہ نے بھی رحلہ مدرسیہ میں ان حقائق کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور یہودیوں کی لفظی اور معنوی تحریف کا پردہ چاک کیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا رحمت اللہ نے یہودیوں کی سو مخالفتوں کا ذکر کیا ہے اور علامہ شرف الدین موسوی نے نص و اجتہاد میں مسلمانوں کی سو مخالفتوں کا ذکر کیا ہے جہاں مسلمان حکمرانوں نے احکام دین کو ٹھکرا کر اپنے ذاتی اجتہاد سے کام لیا ہے اور اس طرح اتحاد و کردار کا ایک عجیب و غریب منظر سامنے آگیا ہے اور مکہ میں ہونے والی یہودیوں اور مشرکین کی سازش کا تسلسل بھی سامنے آگیا ہے۔

(۱۳) یہ کنایہ ہے کہ ایسے افراد ظاہری اعتبار سے بھی مسخ شدہ معلوم ہوتے ہیں اور معنوی اعتبار سے بھی ان پر مستقبل کے راستے بند ہو جاتے ہیں جیسے پشت کی طرف منہ کرلیا ہو اور راستہ نظر نہ آتا ہے۔

اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ

اللہ کا حکم تو ہو کر رہتا ہے۔ (47) اللہ اس بات کو یقیناً معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرایا جائے

وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ

اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے بارے میں وہ چاہے گا [۱۴] معاف کر دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ

بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ

کسی کو شریک قرار دیا اس نے تو عظیم گناہ کا بہتان باندھا۔ (48) کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا

یُزَکُّوۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَ لَا یُظۡلَمُوۡنَ

جو اپنے آپ کو پاک باز [۱۵] خیال کرتے ہیں، نہیں بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور ان پر ذرہ برابر بھی

فَتِیۡلًا ﴿۴۹﴾ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ؕ

ظلم نہیں ہو گا۔ (49) دیکھ لیجیے: یہ لوگ اللہ پر کیسے جھوٹ باندھ لیتے ہیں

وَ کَفٰی بِہٖۤ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۵۰﴾ ٪ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا

اور صریح گناہ کے لیے یہی کافی ہے۔ (50) کیا آپ نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا

نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ [20] وَ الطَّاغُوۡتِ

جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے؟ جو غیر اللہ معبود اور طاغوت پر

وَ یَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ہٰۤؤُلَآءِ اَہۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ

ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں: یہ لوگ تو اہل ایمان سے بھی زیادہ

اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ ؕ وَ مَنۡ

راہ راست پر ہیں۔ (51) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے

عربی حاشیہ

(20) جنگ احد کے بعد یہودیوں نے کفار سے مل کر اسلام کے خلاف سازش کرنا چاہی اور کفار نے اعتبار کے لئے بتوں کو سجدہ کرنے کی شرط لگائی تو کعب بن اشرف نے سجدہ کرلیا اور سازش مکمل ہوگئی۔ حالانکہ یہودی بت پرست نہیں ہیں۔ پھر کفار کی تعریف شروع کی کہ تمھارا طریقہ کار خدمت حرم وغیرہ کا مسلمانوں سے بہتر ہے۔ قرآنِ حکیم نے اس بدترین سازشی کردار کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے لئے بے دین اپنے مفروضات کو بھی قربان کردیتے ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت ۴۸ میں جس مغفرت کا ذکر ہے اس کے پانچ اسباب ہیں توبہ، حسنات، اجتناب کبائر، شفاعت، عفو خداوندی ان اسباب کے بغیر بخشش کا کوئی تصور نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) اس ابہام میں تحریک عمل کو محفوظ رکھا گیا ہے اور یہ وعدہ نہیں کیا گیا کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ کو معاف کر دیا جائے گا بلکہ مسئلہ کو مشیت پر موقوف کیا گیا ہے کہ جب تک انسان کو مشیت کا علم نہیں ہے اسے اپنی مغفرت کا انتظام خود کرتے رہنا چاہیئے۔

(۱۵) یہودی ہمیشہ اپنی بڑائی کا اظہار کیا کرتے تھے کہ ہم اولیاء اللہ، انبیاء اللہ، احباء اللہ، شعب اللہ وغیرہ ہیں۔ جس طرح بعض ملکوں، قوموں اور شہروں کے لوگ اپنے کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا دوسرے درجہ کا انسان قرار دیتے ہیں۔ رب العالمین نے اس توہم کی تردید کرتے ہوئے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے کہ تعریف ہمارا کام ہے اور ہم ایمان و کردار کے بغیر کسی کی بڑائی کا اعلان نہیں کرتے۔

يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ
اس کے لیے آپ کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔(52) کیا حکومت (۱۶) میں ان کا کوئی حصہ ہے؟

مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ
اگر ایسا ہوتا تو یہ دوسرے لوگوں کو کوڑی برابر بھی نہ دیتے۔ (53) کیا یہ لوگ

يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا ہے؟

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ
اگر ایسا ہے تو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب (۱۷) و حکمت عطا کی اور ان کو عظیم

مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ
سلطنت عنایت کی۔ (54) پس ان میں سے کچھ اس پر ایمان لے آئے اور کچھ نے رو گردانی کی

عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور (ان کے لیے) جہنم کی بھڑکتی آگ ہی کافی ہے۔ (55) جنہوں نے ہماری آیات کو

بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ
ماننے سے انکار کیا ہے یقیناً انہیں ہم عنقریب آگ میں جھلسا دیں گے۔ جب بھی ان کی کھالیں گل جائیں گی

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
ان کی جگہ ہم دوسری کھالیں (۱۸) پیدا کریں گے تا کہ یہ لوگ عذاب چکھتے رہیں۔ بے شک اللہ غالب آنے والا،

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
حکمت والا ہے۔ (56) اور جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہیں انہیں ہم جلد ہی

عربی حاشیہ

(21) یہودیوں کو سمجھنا چاہیے کہ خدا کے مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں ہے اور امریکہ بھی صرف اپنی مدد کر رہا ہے یہودیوں کی نہیں۔ جس طرح کہ دورِ حاضر میں روس افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کی حمایت کر رہا ہے بلکہ اس نکتہ کو ضمیر فروش مسلمانوں کو بھی سمجھنا چاہیے کہ کفار سب اپنے مطلب کے ہیں اور مسلمانوں کا وفادار کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔

(22) امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ واقعی محسود ہم اہلبیتؑ ہیں۔ اور یہ بات واضح بھی ہے کہ انسان جس قدر صاحبِ کمال ہوگا اسی قدر محسود بھی ہوگا۔ بے کمال حاسد ہوسکتا ہے محسود نہیں ہوسکتا۔

(23) نارا۔ یعنی بالنار کہ ہم کفار کو آگ میں بھون دیں گے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) یہودیوں کی ہزاروں برائیوں میں سے دو یہ بھی ہیں کہ انہیں ملک مل جائے تو دوسرے بندگانِ خدا کو ذرہ برابر کچھ نہ دیں گے اور ساری چیزوں پر اپنا ہی قبضہ رکھیں گے، جس کا مشاہدہ فلسطین میں ہو رہا ہے اور دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس پر بھی نظر رکھیں گے اور ہمیشہ حسد کرتے رہیں گے۔ امتِ اسلامیہ کو ان دونوں کرداروں سے محفوظ رہنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا حشر بھی یہودیوں کے ساتھ ہو جائے۔

(۱۷) روایات میں کتاب سے مراد قرآن، حکمت سے مراد نبوت، ملک عظیم سے مراد امامت اور آل ابراہیمؑ سے مراد آل محمدؐ ہیں اور یہ بات بالکل واضح بھی ہے۔

(۱۸) امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ دوسری کھال کا کیا قصور ہے اسے کیوں جلایا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوسری بھی ہے اور پہلی بھی ہے جس طرح اینٹ کو توڑ کر دوبارہ اینٹ بنائی جائے تو یہ دوسری اینٹ صورتاً دوسری ہے لیکن واقعاً پہلی ہی ہے۔

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا

جن میں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہیں اور ہم انہیں گھنے سایوں میں داخل

ظَلِيْلًا ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ (24) اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ

کریں گے۔ (57) بے شک اللہ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں (۱۹) کو ان کے اہل کے سپرد کردو

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (25) ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو۔ اللہ

نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۵۸ يٰٓاَيُّهَا

تمہیں مناسب ترین نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تو ہر بات کو خوب سنتا، دیکھتا ہے۔ (58) اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا (26) اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور تم میں سے جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت کرو

مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ

پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ اور

الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بھلائی ہے

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اور اس کا انجام بھی بہتر ہو گا۔ (59) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا

عربی حاشیہ

(24) اسلام میں امانتداری اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ کسی مرحلہ پر بھی خیانت کی اجازت نہیں دی گئی ہے، چاہے صاحبِ امانت کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو۔

(25) اسلام میں حکومت بطور ولایت ہو یا بطور قضاوت دونوں میں عدالت ایک بنیادی شرط ہے۔ عدالت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو انسان واصل جہنم ہوجائے گا۔ پیغمبرؐ اسلام کا ارشادگرامی ہے کہ جسے قاضی بنادیا گیا سمجھو کہ اُسے بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا۔

(26) تکرار لفظِ اطاعت دلیل ہے کہ رسولؐ کی اطاعت ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے اور ان کا قول ایک مستقل مدرک شریعت ہے اور پھر اطاعت خدا کے حکم میں خود رسولؐ بھی شامل ہے کہ اس پر بھی اطاعت خدا واجب ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۹) لفظ امانت عام ہے وہ مال ہو یا علم یا راز یا احکام دین یا کوئی شے جس کو خدا نے یا انسان نے بندے کے پاس رکھوا دیا ہے اس کا اہل تک پہنچانا ضروری ہے اور خیانت کرنا حرام ہے اور اسی لئے رسول امینؐ خدا سے قرآن و اہل بیت لائے تو امت کے حوالے کر گئے اور اپنے ساتھ واپس لے کر نہیں گئے۔

يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو کتاب آپ پر نازل ہوئی اورجو کچھ آپ (۲۰) سے پہلے نازل

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

کیا گیا ہے سب پر ایمان لائے ہیں مگر اپنے فیصلوں کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کرتے ہیں

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

حالانکہ انہیں طاغوت کا انکار کرنے کا حکم دیاگیا تھا اور شیطان انہیں گمراہ کر کے

يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى

راہ حق سے دور لے جانا چاہتا ہے۔(60) اور جب ان سے کہا جاتاہے کہ جو حکم اللہ نے

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ

نازل فرمایا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آجاؤ تو آپ ان منافقین کو دیکھتے ہیں کہ آپکی طرف آنے سے

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ۚ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ

کتراتے ہوئے ٹال مٹول کرتے ہیں۔ (61) پھر ان کا کیا حال ہو گا جب ان پر اپنے ہاتھوں

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ

لائی ہوئی مصیبت آ پڑے گی؟ پھر وہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے آئیں گے (اور کہیں گے:)

بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝۶۲ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

قسم بخدا ہم تو خیر خواہ تھے اور باہمی توافق (۲۱) چاہتے تھے۔ (62) یہ وہ لوگ ہیں

يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ

جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے۔ آپ انہیں خاطر میں نہ لایئے

منزل ۱

عربی حاشیہ

(27) ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہوگیا۔ یہودی نے کہا کہ اپنے پیغمبر سے فیصلہ کراؤ کہ وہ رشوت نہیں لیتے۔ منافق نے کہا کہ کعب الاشراف سے فیصلہ کراؤ کہ وہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے۔ پروردگار نے منافق کی مکمل تنبیہ کرکے دو نکات کی طرف اشارہ کردیا۔

ا۔ منافقین مذہب میں صرف فائدہ دیکھتے ہیں اور جہاں نقصان ہوتا ہے وہاں رائے بدل دیتے ہیں۔

۲۔ یہودی کے فیصلہ پر آمادہ ہوجانے سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے کہ یہودی بھی اپنے فائدہ ہی کے چکر میں رہتا ہے اور سرکار دو عالمؐ سے فیصلہ ان کی صداقت اور حقانیت کی بنا پر نہیں کرا رہا ہے بلکہ اس کے پیچھے بھی افادیت اور ذاتی منفعت کا جذبہ کام کر رہا ہے۔

(28) تنبیہ کے تین مرحلے ہیں۔ پہلے مرحلہ میں اعراض کیا جائے پھر نصیحت کی جائے اور آخر میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ علماء

اردو حاشیہ

(۲۰) امام رازی فرماتے ہیں کہ اطاعت مطلقہ کے لئے عصمت ضروری ہے اور معصوم سے مراد اجماع ہے۔

میری گذارش یہ ہے کہ اس طرح عصمت کی ضرورت ثابت ہوگئی اور یہ طے ہوگیا کہ عصمت کی ضرورت کا تصور صرف مذہب شیعہ میں نہیں ہے بلکہ اہلِ سنت میں بھی ہے۔ رہ گیا اجماع یا اہلِ بیت کا مراد ہونا تو اس مسئلہ کو بھی خدا و رسول ہی کی طرف پلٹا دینا چاہئے۔ خدا نے اہلِ بیت کو مرکز تطہیر بنایا ہے اور رسولؐ نے انہیں ہمسر قران اور احد الثقلین کہا ہے اور اجماع کے بارے میں ایسی کوئی صریحی ہدایت نہیں ہے لہٰذا صرف اہل بیت معصومینؑ کی اطات واجب ہے اور ہر حاکم وقت کی اطاعت واجب نہیں ہے کہ یہ تصور حزب الشیطان، عملا الاستعمار اور دعاظ السلاطین کی دین ہے...... اور بس......!

(۲۱) حیرت انگیز بات ہے کہ یہودی پیغمبرؐ اسلام سے فیصلہ کرانے کی بات کرے اور مسلمان یہودی سے فیصلہ کرانے کی تحریک کرے لیکن دور حاضر میں بھی ایسے کردار پائے جاتے ہیں کہ جب انسان اپنوں سے حق کا خطرہ محسوس کرتا ہے تو دوسروں کے پاس چلا جاتا ہے تا کہ باطل کے سہارے اپنا کام نکال لے۔ امیر المومنینؑ نے وفات پیغمبرؐ کے بعد ابوسفیان کی کمک کو ٹھکرا کر واضح کردیا کہ حق سے محرومی برداشت کی جاسکتی ہے لیکن باطل کی حمایت برداشت نہیں کی جاسکتی۔

وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

اور انہیں نصیحت کیجئے اور ان سے ان کے بارے میں ایسی باتیں کیجئے جو موثر ہوں۔ (63) اور ہم نے جو بھی

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا

رسول بھیجا اس لیے بھیجا ہے (۲۲) کہ باذن خدا اس کی اطاعت کی جائے اور جب یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم

اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ (29)

کر بیٹھے تھے تو اگر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ

مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پاتے۔ (64) (اے رسول) تمہارے رب کی قسم

لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنائیں

يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا

پھر آپ کے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی رنجش نہ آئے بلکہ وہ (اسے) بخوشی

تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا (30) اَنْفُسَكُمْ

تسلیم کریں۔ (65) اور اگر ہم ان پر اپنے آپ کو ہلاک کرنا اور اپنے گھروں کو

اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ

خیر باد کہنا واجب قرار دے دیتے تو ان میں سے کم لوگ ہی اس پر عمل کرتے

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

حالانکہ اگر یہ لوگ انہیں کی جانے والی نصیحتوں پر عمل کرتے تو یہ ان کے حق میں بہتر

عربی حاشیہ

کرام اور مبلغین ان تینوں ہدایات پر عمل کرتے رہتے تو امت اسلامیہ اصلاح عمل سے بہت زیادہ قریب تر ہوتی۔

(29) اسلام مکاروں اور دسیسہ کاروں کی وساطت کا منکر ہے لیکن اللہ والوں کو مغفرت کا وسیلہ ضرور قرار دیتا ہے اور اسی لئے رسولؐ کے پاس آنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے حق الناس مراد نہیں ہے ورنہ وہ معاف کیا جاتا ہے۔ اس کے واسطے استغفار نہیں کیا جاتا۔

(30) پروردگار ایسا حکم نہیں دے سکتا جوان کی طاقت سے بالاتر ہو یہودیوں کو قتل عام کا حکم ان کی شرارتوں کی بنا پر دیا گیا تھا لیکن صاحبان ایمان میں ایسے افراد بہرحال موجود ہیں کہ اگر خدا ایسا حکم دے دے تو فوراً عمل کریں گے۔

اردو حاشیہ

(۲۲) یہ بھی ایک دائمی کردار ہے کہ لوگ دشمنان اسلام اور حکام جور سے مل کر اپنا کام نکالتے ہیں اور سادہ لوح افراد کو یہی سمجھاتے رہتے ہیں کہ ہم یہ سارا کام صرف آپ لوگوں کے مفاد کے لئے کر رہے ہیں۔ پروردگار عالم نے ایسے منافق اور مکار لوگوں سے کنارہ کش رہنے کا حکم دیا ہے اور انہیں ہدایت کرتے رہنے کی بھی تاکید کی ہے۔

وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا

اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔ (66)اور اس صورت میں ہم انہیں اپنی طرف سے

عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ

اجر عظیم عطا کرتے۔ (67)اور ہم انہیں راہ مستقیم کی راہنمائی بھی کرتے۔ (68) اور جو اللہ

يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور رسول کی اطاعت (۲۳) کرے وہ ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ (31) وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور یہ لوگ کیا ہی

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ

اچھے رفیق ہیں۔ (69) یہ فضل اللہ کی طرف سے ملتا ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ

اور علم و آگاہی کے لیے تو اللہ ہی کافی ہے۔ (70)اے ایمان والو اپنے بچاؤ کا سامان اٹھا لو (۲۴)

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ (32) اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ

پھر دستہ دستہ یا سب مل کر نکل پڑو۔ (71) البتہ تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو

لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ

(جہاد سے) ضرور کتراتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو کہتا ہے: اللہ نے مجھ پر خاص فضل کیا

عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہ تھا۔(72) اور اگر تم پر اللہ کی طرف سے

منزل ۱

عربی حاشیہ

(31)صدیق کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ اس کا عمل اس کے قول کی تصدیق کرے اور وہ دوسروں میں صداقت کردار پیدا کرا سکے ایسا انسان واقعی اعتبار سے معصوم کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا۔

شہداء سے مراد راہ خدا میں جان قربان کرنے والے ہیں جنھیں پروردگار عالم گواہی کا شرف بھی عطا کرتا ہے۔

(32) ثبات یعنی گروہ نفر یعنی خروج۔ اس مقام پر جنگ کے لئے گھر سے نکلنا مراد ہے۔ تبطۂ۔ سستی کرنے پر آمادہ کرنا۔ شہد۔ حاضر

اردو حاشیہ

(۲۳) منافقین کو توجہ دلائی گئی ہے کہ جب تم نے رسالت کا کلمہ پڑھا ہے تو رسول کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے پھر تم اطاعت کیوں نہیں کرتے ہو...... یاد رکھو کہ اگر تم نے رسولؐ سے اعراض کیا تو ہم تمہاری توبہ بھی قبول نہ کریں گے اور تم کو صاحبِ ایمان بھی تسلیم نہ کریں گے۔ رسول اکرمؐ کی ذات اتنی عظیم ہے کہ دنیا میں ان کے فیصلوں کو باقاعدہ تسلیم کئے بغیر انسان صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا اور آخرت میں ان کی سفارش کے بغیر بخشش نہیں ہوسکتی اور وہ کسی منافق کی سفارش نہیں کریں گے۔ کاش امت اسلامیہ سرکار دو عالمؐ کی اس عظمت سے باخبر ہوتی اور دورِ قدیم کا نفاق چھوڑ کر واقعی اسلام کے دامن میں پناہ لیتی۔ رسول اکرمؐ کے فیصلہ غدیر پر عمل کیا جاتا اور ان کی شفاعت کے عقیدہ کو اختیار کیا جاتا۔

(۲۴) اسلام کا سب سے بڑا مدعا خدا و رسولؐ کی اطاعت ہے۔ اور اس کے مطابق دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح اسی اطاعت و فرمانبرداری میں مضمر ہے۔ اطاعت خدا و رسولؐ سے گریز کرنے والا دنیا و آخرت دونوں مقامات پر خسارہ میں رہتا ہے۔

اطاعت کے دنیاوی فوائد کے علاوہ آخرت میں انبیاء اور صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت ہے جس کی تعریف خود قرآن مجید نے کی ہے کہ یہ بہترین رفاقت ہے اور یہ اللہ کا مخصوص فضل و کرم ہے۔

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ
فضل و کرم ہو جائے تو وہ اس طرح کہ گویا تم میں اور اس میں کوئی دوستی نہ تھی

بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا
ضرور کہے گا: کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو میں بھی بڑی کامیابی

عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ
حاصل کرتا۔ (73) اب ان لوگوں کو اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو اپنی دنیاوی زندگی کو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ[33] وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ
آخرت کی زندگی کے بدلے فروخت کرتے ہیں اور جو راہ خدا میں لڑتا ہے

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾
وہ مارا جائے یا غالب آئے (دونوں صورتوں میں) ہم اسے عنقریب اجر عظیم دیں گے۔ (74)

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ[34]
آخر تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ (۲۵) میں اوران بے بس کیے گئے

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
مردوں، عورتوں، اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو پکارتے ہیں:

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ
اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے بڑے ظالم ہیں

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا سر پرست بنا دے اور اپنی طرف سے کسی کو

منزل ۱

عربی حاشیہ

(33) یہ لفظ علامت ہے کہ اسلام کا جہاد دنیا کے حصول کے لئے نہیں دنیا کے قربان کرنے کے لئے ہوتا ہے تا کہ آخرت زندہ رہے۔ اسلام قوموں کے استحصال، زمینوں کے تسلّط، نئے بازاروں کی تلاش اور خام مواد کے مراکز تلاش کرنے کے لئے جہاد نہیں کرتا۔

(34) قرآن مجید میں قوموں کے دونوں طبقات کے لئے یہ ایک بہترین اصطلاح ہے جس میں نہ ظالموں کو طاقت ور مانا گیا ہے اور نہ مظلوموں کو کمزور قرار دیا گیا ہے۔ ظالم مستکبر کہے جاتے ہیں یعنی بڑے بننے والے اور مظلوم مستضعف یعنی جنھیں کمزور بنا دیا گیا ہے تا کہ دونوں طبقات کو اپنی صحیح حیثیت کا بھی اندازہ ہو سکے۔

فائدہ

اشد تثبیتاً علامت ہے کہ اطاعت سے ایمان میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔
آیت نمبر ۱۶۹ اشارہ ہے کہ تشکیل معاشرہ

اردو حاشیہ

(۲۵) اہلِ ایمان کے لئے یہ عام قانون ہے جو ہر دَور اور ہر جگہ کے لئے عمومیت رکھتا ہے اور یہ عقلی تقاضا بھی ہے کہ انسان کو زندہ رہنا ہے تو اپنے تحفظ کا سامان فراہم کرے اور یہ سامانِ تحفظ بھی حالات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ لاٹھی ڈنڈے کا زمانہ ہو تو انسان کو اس سے مسلّح رہنا چاہئے اور راکٹ اور میزائل کا دور ہو تو انسان کو اس سے مسلّح ہونا چاہئے۔

تجربات اس بات کے گواہ ہیں کہ دنیا میں ساری خوبیوں اور خرابیوں کی جڑ علم اور ہنر ہے علم صحیح راستہ پر لگ جاتا ہے تو فلک پیمائی شروع ہو جاتی ہے اور علم راستے سے ہٹ جاتا ہے تو ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی تجربات شروع ہو جاتے ہیں اور جب کہ یہ طے شدہ ہے کہ یہ سارا فساد علم و ہنر ہی کے غلط مصرف سے پیدا ہوا ہے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے تحفظ کے لئے اس علم و ہنر سے بھی آراستہ رہے تا کہ کسی وقت بھی خطرہ سے دوچار نہ ہو سکے۔ آج دنیا کی بڑی طاقتیں سیکڑوں کی تعداد میں بم بنانے کے بعد بھی کسی مسلمان ملک کے ایک بم بنانے کو برداشت نہیں کر سکتیں کہ انہیں اندازہ ہے کہ اس طرح عالمِ اسلام ہمارے شر سے محفوظ ہو جائے گا اور ہماری اجارہ داری خطرہ میں پڑ جائے گی۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس تکنیک کی بھی اطلاع رکھیں تا کہ ظالموں کے حملوں کا دفاع کر سکیں اور اپنے عالمی وجود کو محفوظ بنا سکیں۔ اسلامی اخلاق و تہذیب کا علم بھی دفاع کا ایک اہم سامان ہے جس سے مشرق و مغرب کے تہذیبی حملے کا

لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ؕ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ
ہمارے لیے مددگار بنا دے؟ (75) ایمان لانے والے اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ
لڑتے ہیں اور کفار طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں پس تم شیطان کے

فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ
حامیوں سے لڑو۔ (مطمئن رہو کہ) شیطان کی عیاریاں یقیناً

ضَعِيۡفًا ۚ﴿۷۶﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ
نا پائدار ہیں۔ (76) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا:

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ
اپنا ہاتھ (۲۶) روکے رکھو، نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو؟ پھر جب ان پر

اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ
جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے کچھ تو لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرا جاتا ہے

اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ
یا اس سے بھی بڑھ کر اور کہنے لگے: ہمارے پروردگار! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کیا؟

لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ
ہمیں تھوڑی مہلت کیوں نہ دی؟ ان سے کہہ دیجئے: دنیا کا سرمایہ بہت تھوڑا ہے

وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۷۷﴾
اور متقی انسان کے لیے نجات اخروی زیادہ بہتر ہے اور تم پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (77)

عربی حاشیہ

کے چار عناصر ہیں: انبیاء۔ ہادی۔ سچے پیرو اور قربانی دینے والے۔

(35) واضح رہے کہ قرآن مجید نے شیطان کے مکر کو کمزور قرار دیا ہے اور سورہ یوسف میں عورتوں کے مکر کو عظیم قرار دیا ہے اور اس کی ایک واضح وجہ یہ بھی ہے کہ مکر اور طاقت میں ایک طرح کا اختلاف ہے۔ طاقت زیادہ ہوتی ہے تو مکر کمزور ہوتا ہے اور طاقت کم ہوتی ہے تو سارا کام مکر ہی سے نکالا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

دفاع کیا جا سکتا ہے جو دورِ حاضر کا سب سے خطرناک اور سخت حملہ ہے۔

(۲۶) ہجرت کے بعد جو مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے کفار نے انہیں بے حد ستایا اور ان غریبوں کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہ گیا تو اسلام نے حکم جہاد دے دیا اور اس میں خدا اور مستضعفین دونوں کا حوالہ دے دیا کہ خالص مومنین کے لئے صرف راہ خدا ہی میں جہاد کافی ہے اور کمزور عقیدہ والوں کے لئے جذباتی مسائل کی طرف بھی متوجہ کرنا ضروری تھا کہ تمہاری برادری کے لوگ پامال ہو رہے ہیں اور تم جہاد سے کنارہ کشی کر رہے ہو۔ سوچو اگر ان کی جگہ پر تم ہوتے اور وہ سستی کا مظاہرہ کرتے تو تمہارا کیا انداز ہوتا اور تم ان کے بارے میں کیا خیالات قائم کرتے۔

اس کے بعد اطمینانِ نفس کے لئے خدائی قوت اور شیطانی کمزوری کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے خسارہ میں نہیں رہتے اور انہیں دنیا یا آخرت میں کچھ نہ کچھ ضرور مل جاتا ہے۔

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ
(تمہیں موت کا خوف ہے) تم جہاں کہیں بھی ہو خواہ تم مضبوط قلعوں میں
بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ (36) یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ
بند رہو موت تمہیں آلے گی اور انہیں اگر کوئی سکھ پہنچے تو کہتے ہیں:
مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ
یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی دکھ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں
مِنۡ عِنۡدِکَ ؕ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ فَمَالِ ہٰۤؤُلَآءِ
یہ آپ کی وجہ (۲۷) سے ہے۔ کہہ دیجیے: سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔
الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ حَدِیۡثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ
پھر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں ہی نہیں آتی؟ (78) تمہیں جو سکھ پہنچے
حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ۫ وَ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ ؕ
وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو دکھ پہنچے وہ خود تمہیں اپنی طرف سے ہے
وَ اَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ﴿۷۹﴾ مَنۡ
اور ہم نے آپ کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور (اس پر) گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔ (79)
یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَ مَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو
عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ﴿ؕ۸۰﴾ وَ یَقُوۡلُوۡنَ طَاعَۃٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوۡا
ان کا نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا۔ (80) اور یہ لوگ (منہ پر تو) کہتے ہیں: اطاعت کے لیے حاضر (ہیں)

عربی حاشیہ

(36)اس آیت میں حسنہ اور سیئۃ سے مراد عالم طبیعت کے وہ آثار ہیں جنھیں پسندیدہ یاناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے۔منافقین کا طریقہ تھا کہ جب راحت وآرام کے اسباب نظر آتے تو خدا کا کرم قرار دیتے اور قحط و خشک سالی ہوجاتی تو پیغمبر کی نحوست سے تعبیر کرتے (معاذ اللہ) پروردگار نے سختی سے تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب میری طرف سے ہے۔خبردار میرے پیغمبر کے بارے میں کچھ نہ کہنا......رہ گیا اس کا سبب اور منشاتو.....نیکی ہوتو اللہ کی طرف سے ہے اور برائی اور مصیبت ہوتو خود تمہاری طرف سے ہے یعنی تمھارے اعمال کا نتیجہ ہے۔حسنہ اور سیئہ کا اچھے بُرے اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اسے عقیدۂ جبر کی دلیل بنا لیا جائے۔فعل حسن اور ہوتا ہے اور حسنہ اور.....!

اردو حاشیہ

(۲۷) یہ ہر دور کے جذباتی مسلمانوں کی تنبیہ ہے کہ مکہ میں کچھ مسلمان تکلیفوں کو دیکھ کر برابر جہاد کی اجازت طلب کرتے تھے اور جب مدینہ میں جہاد واجب ہو گیا تو بہانے کرنے لگے کہ جذباتی انسان ہمیشہ اپنی مرضی سے کام کرنا چاہتا ہے مرضی پروردگار سے نہیں...... اور اسلام جذباتی قربانی کا نام نہیں ہے بلکہ جذبات کی قربانی کا نام ہے۔

واضح رہے کہ پروردگار عالم نے مکہ میں جہاد کو روک کر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دے دیا تا کہ مسلمانوں پر واضح رہے کہ جس دور میں جہاد نہیں ہوتا اس دور میں نماز اور زکوٰۃ ہی جہاد کے ہم پلہ ہے۔نماز جذبہ انا کی قربانی ہے اور زکوٰۃ حبِ مال کی فدا کاری۔

۳؎ بدنفس اور بدعقیدہ افراد اپنے آگے کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور پیغمبرؐ پر بھی الزام عائد کرنے سے باز نہیں آتے۔حیرت کی بات ہے کہ کل وانوں نے خدا کو الگ کر کے برائیوں کا الزام نبیؐ پر لگایا تھا آج کے پڑھے لکھے مسلمان عقیدہ جبر کی ترویج کر کے ہر برائی کا ذمہ دار خود خدا کو ٹھہرا رہے ہیں گویا صدر اول کا نفاق پھر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر میدان میں آ گیا ہے۔

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ (37) طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ

لیکن جب آپ کے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ آپ کی باتوں کے خلاف رات کو مشورے کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

یہ لوگ راتوں کو جو مشورہ کرتے ہیں اللہ اسے لکھ رہا ہے۔ پس (اے رسول) آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور اللہ پر

اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ

بھروسہ کریں اور کارسازی کے لیے اللہ کافی ہے۔ (81) کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟

كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا (38) كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بڑا اختلاف پاتے۔ (82)

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ

اور جب ان کے پاس امن یا خوف (۲۸) کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو وہ اسے خوب پھیلاتے ہیں

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي (39) الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ

اور اگر وہ اس کو رسول اور اپنے میں سے صاحبان امر تک پہنچا دیتے تو ان میں سے

الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اہل تحقیق اس خبر کی حقیقت کو جان لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت نہ ہوتی

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ

تو چند ایک افراد کے سوا تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ (83) (اے رسول)

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ (40) اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

راہ خدا میں قتال کیجئے۔ آپ صرف اپنی ذات کے ذمے دار ہیں اور آپ مومنین کو ترغیب دیں۔

عربی حاشیہ

(37) تبییت۔ راتوں کو سازشیں کرنا اور غلط تدبیریں مرتب کرنا۔

(38) غیر خدا کا کلام حالات اور کیفیات کا تابع ہوتا ہے۔ اس پر مزاج اور معلومات کی بھی اثراندازی ہوتی ہے اور اس طرح مختلف طرح کے فرق خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں۔ لیکن کلام خدا، حالات، مزاج، اختلافاتِ معلومات اور تبدیل کیفیات سے بالاتر ہے لہٰذا اس میں اختلاف کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(39) جن افراد کو پیغمبرؐ نے ذمہ دار بنایا ہے اور ان میں حقائق کے سمجھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

(40) اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اکیلے میدان میں نکل پڑیئے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ دوسروں کو آمادہ کرتے رہیں لیکن ان کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ ان کی نالائقی سے رنجیدہ اور مایوس ہوجائیں۔

اردو حاشیہ

(۲۸) یہ بھی منافقین کا ایک کردار ہے کہ رسول اکرمؐ کے سامنے آ کر مسلسل اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں اور باہر نکل کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کردار کا بار بار تذکرہ کیا ہے کہ یہ کردار ہر دور میں زندہ ہے اور اس کی طرف ہر دور کے ذمہ دار آدمی کو متوجہ رہنا چاہیئے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّكُفَّ بَاۡسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاۡسًا وَّاَشَدُّ تَنۡكِيۡلًا ﴿۸۴﴾

عین ممکن ہے کہ اللہ کافروں کا زور روک دے اور اللہ بڑا طاقت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔

مَنۡ يَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنۡ لَّهٗ نَصِيۡبٌ مِّنۡهَا ۚ وَمَنۡ يَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنۡ لَّهٗ كِفۡلٌ مِّنۡهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقِيۡتًا ﴿۸۵﴾

(84) جو شخص اچھی بات کی حمایت اور سفارش کرتا ہے وہ (۲۹) اس میں سے حصہ پائے گا اور جو بری بات کی حمایت اور سفارش کرتا ہے وہ بھی اس سے کچھ حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (85)

وَاِذَا حُيِّيۡتُمۡ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ اَوۡ رُدُّوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَسِيۡبًا ﴿۸۶﴾

اور جب تمہیں سلام کیاجائے تو تم اس سے بہتر سلام کرو یا انہی الفاظ سے جواب دو۔ اللہ یقیناً ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (86)

(النصف)

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجۡمَعَنَّكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيۡثًا ﴿۸۷﴾ ع

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تم سب کو بروز قیامت جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ضرور جمع کرے گا اوراللہ سے بڑھ کر سچی بات کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟(87)

فَمَا لَكُمۡ فِى الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِئَتَيۡنِ وَاللّٰهُ اَرۡكَسَهُمۡ بِمَا كَسَبُوۡا ؕ اَتُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ

پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے (۳۰) میں دو گروہ ہو گئے ہو؟ اور اللہ نے ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے انہیں اوندھا کر دیا ہے۔

عربی حاشیہ

(41) اس لفظ سے سلام کے واجب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جواب نہ دینے کا محاسبہ کیا جائے گا۔

فائدہ

آیت نمبر ۸۰ حجیت سنت کی بہترین دلیل ہے اور اسی راہ سے عترت سے تمسک ضروری ہوگا۔ نیز لفظ حفیظ اشارہ ہے کہ نبی حافظ امت ہے مستقل ذمہ دارنہیں ہے۔

آیت نمبر ۸۲ میں تفکر اسباب وعلل پر غور کرنا ہے اور مدبر عواقب ونتائج پر غورکرنا ہے ..... بلکہ تدبر دلیل ہے کہ قرآن معمہ نہیں ہے قابلِ فہم ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۹) افواہیں پھیلانا اور سوچے سمجھے بغیر خبروں کا نشر کرنا ہر دَور کے منافقین اور سادہ لوح عوام کا خاصہ رہا ہے۔ ہوشیار دشمن مخلصین کی اسی حماقت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مختلف خبریں مصلحت کے خلاف گڑھ کر میدان میں ڈال دیتا ہے۔ پھر سادہ لوح اور احمق افراد اس کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ اور مجاہدین کے حوصلوں کو پست بناتے رہتے ہیں۔ دین اسلام نے اس کی شدت سے ممانعت کی ہے اور واضح حکم دیا ہے کہ خبروں کو رسولؐ اور اولی الامر کے سامنے پیش کرو اور دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ تصدیق کر دیں تو اس کے بعد نشر کرو کہ ان میں ادراک کی واقعی صلاحیت ہے اور تمہارے پاس نہیں ہے

(۳۰) جنگ کے مواقع پر دوطرح کے افراد خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور بعض ان کی حوصلہ شکنی کے درپے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے صاف واضح کر دیا ہے کہ تمہاری سفارشات کا جو بھی اثر ہوگا اس کا ایک حصہ تمہیں بھی دیا جائے گا چاہے اچھی سفارش کرو یا بُری۔ اگر تم نے حوصلے پست کرادے تو شکست کا ذمہ دار تمہیں بھی قرار دیا جائے گا اور تم شیطان کی طرح غیر متعلق بن کر الگ نہیں ہو سکتے۔

تَهۡدُوۡا مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ
کیا تم لوگ اللہ کے گمراہ کردہ کو ہدایت دینا چاہتے ہو؟ حالانکہ جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے تم کوئی راستہ

سَبِيۡلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ كَمَا كَفَرُوۡا فَتَكُوۡنُوۡنَ
نہیں پاؤ گے۔ (88) وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ جیسے وہ خود کافر ہیں

سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوۡا فِىۡ
تا کہ تم سب یکساں ہو جاؤ لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک

سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ
وہ راہ خدا میں ہجرت نہ کریں۔ اگر وہ ہجرت سے منہ موڑ لیں تو

حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ وَلِيًّا وَّلَا
انہیں جہاں پاؤ پکڑ لو اور قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور

نَصِيۡرًا ۙ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ (42) اِلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ
مددگار نہ بناؤ۔ (89) البتہ وہ منافقین اس حکم میں شامل نہیں جو ایسے لوگوں سے جاملیں جن کے

وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡكُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ
اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو یا وہ اس بات سے دل تنگ ہو کر تمہارے پاس آ جائیں کہ

اَنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ اَوۡ يُقَاتِلُوۡا قَوۡمَهُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ
تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا

لَسَلَّطَهُمۡ عَلَيۡكُمۡ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ ۚ فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ
اور وہ تم سے ضرور لڑتے لہٰذا اگر وہ تم سے الگ رہیں اور تم سے جنگ نہ کریں

منزل ۱

عربی حاشیہ

(42) منافقین کا ایک گروہ جس نے ہجرت نہیں کی اور مکہ میں رہ گیا تاکہ ہرطرح کی حفاظت میں رہیں۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ تھے، ایک رعایت کا حامی تھا اور ایک سزا کا کہ حکم خدا کے بعد بھی ہجرت نہیں کی ہے۔

پروردگار عالم نے اس اختلاف کی طرف اشارہ کرکے واضح کر دیا ہے کہ رعایت کی پالیسی غلط ہے۔

اردو حاشیہ

لے منافق اسلام میں ایک تاریخی کردار ہے جس نے اسلام کی سہولت سے فائدہ اٹھا کر ہر دور میں نقصان پہنچایا ہے۔ ان آیات میں انہیں منافقین کی مختلف قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے:-

۱۔ بعض نے حکم رسولؐ کے بعد بھی ہجرت نہیں کی جب کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت واجب تھی۔

۲۔ بعض مخلص مومنین کو اندر اندر کفر کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔

اسلام نے پہلے گروہ کو نظر انداز کر دیا ہے اور دوسرے کے قتل عام کا حکم دے دیا ہے اور یہ حکم لااکراہ فی الدین کے منافی بھی نہیں ہے کہ وہ کفار کے بارے میں ہے اور منافقین اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں لہٰذا ان کے اعمال کا شدت سے محاسبہ کیا جائے گا۔

۳۔ بعض معاہدہ والی قوم سے مل کر جنگ سے بچنا چاہتے ہیں۔

۴۔ بعض جنگ کے خطرہ سے گھبراتے ہیں اور کسی سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔

اسلام نے ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے کہ اسلام زبردستی جنگ کو مسلط نہیں کرتا اور حتی الامکان جنگ سے احتراز کرتا ہے اور یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے ان کے حوصلے پست کر دیئے ہیں ورنہ وہ لڑنے پر آمادہ بھی ہو سکتے تھے۔

فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ
اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لیے ان پر

اللّٰهُ لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوۡنَ اٰخَرِيۡنَ
بالادستی کی کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔ (90) تم لوگوں کو دوسری قسم کے منافق

يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّاۡمَنُوۡكُمۡ وَيَاۡمَنُوۡا قَوۡمَهُمۡ ؕ كُلَّمَا رُدُّوۡۤا
بھی ملیں گے جو تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اوراپنی قوم سے بھی امن میں

اِلَى الۡفِتۡنَةِ اُرۡكِسُوۡا فِيۡهَا ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَعۡتَزِلُوۡكُمۡ وَيُلۡقُوۡۤا
رہنا چاہتے ہیں لیکن اگر فتنہ انگیزی کا موقع ملے تو اس میں اوندھے منہ کود پڑتے ہیں۔

اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوۡۤا اَيۡدِيَهُمۡ فَخُذُوۡهُمۡ وَ
ایسے لوگ اگر تم لوگوں سے جنگ کرنے سے باز نہ آئیں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام نہ دیں

اقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ ؕ وَاُولٰٓئِكُمۡ جَعَلۡنَا لَكُمۡ
اور دست درازی سے بھی باز نہ آئیں تو جہاں کہیں وہ ملیں انہیں پکڑو اور قتل کرو اور ان پر

عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ يَّقۡتُلَ
ہم نے تمہیں واضح بالادستی دی ہے۔ (91) اور کسی مومن کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے

مُؤۡمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـًٔا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ
مومن کو قتل (۳۱) کر دے مگر غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے

مُّؤۡمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا ؕ
وہ ایک مومن غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے

عربی حاشیہ

(43) امام رازی کہتے ہیں کہ جب اسلام سے معاہدہ کرنے والی قوم سے مل جانا دنیا میں قتل سے بچاسکتا ہے تو اللہ سے محبت کرنے والے اہلبیتؑ کی پناہ میں داخل ہوجانا عذاب آخرت سے بھی بچاسکتا ہے۔

(44) یہ غیر جانبدار گروپ ہے جو ہر دور میں دہری پالیسی کا حامل رہتا ہے اور دونوں طرف اپنے تعلقات بنائے رکھتا ہے اور وقت پڑ جانے پر اپنے اصل گروپ سے مل جاتا ہے۔

فائدہ

۱۔ ارکسھم رکس سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اوندھا کر دینا یا پھیر دینا۔

آیت نمبر ۸۱ کا حکم مکہ کے منافقین کا ہے۔ مدینہ میں یہ حکم تبدیل ہوگیا کہ اس طرح دشمن اپنے اصحاب کے قتل کا طعنہ دیں گے۔

۳۔ آیت نمبر ۹۱ میں ثقفتموہم استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں مہارت کے ساتھ گرفتار کرنا ورنہ وجدان صرف پالینے کے معنی ہیں اس

اردو حاشیہ

۵۔ بعض امن کی پالیسی کا اعلان کرتے ہیں لیکن موقع پڑنے پر فتنوں میں کود پڑتے ہیں۔ یہ اگر صلح کا پیغام نہ دیں اور ہاتھ نہ روکیں تو ان کی سزا بھی قتل عام ہے اورصرف امن کے اعلان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک واقعاً امن کی پالیسی اختیار نہ کریں۔

(۳۱) اسلام نے مومن کی زندگی کو انتہائی محترم قرار دیا ہے اور اس کے قتل کو کسی اعتبار سے بھی جائز نہیں قرار دیا۔ یہ اور بات ہے کہ قاتل کے اسلام کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ قاتل ہونا اور ہے اور کافر ہونا اور...... اگر چہ قصداً قتل کرنا کسی کفر سے کم نہیں ہے کہ انسان مومن کی زندگی کو برداشت نہیں کرتا تو اس کی نظر میں ایمان کی کیا قیمت ہے۔

قتل کے دو پہلو ہیں۔ انسانی زندگی کا خاتمہ اور حکم خدا کی خلاف ورزی۔ اسلام نے سزا میں دونوں کا لحاظ رکھا ہے۔

انسانی حقوق کے اعتبار سے دیت واجب کر دی ہے اور خدائی نافرمانی کے اعتبار سے کفارہ واجب کر دیا ہے جو قتل عمد میں غلام آزاد کرنا۔ ۶۰ روزے رکھنا اور ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور شبہ عمد یا خطا محض میں غلام آزاد کرنا اور یہ ممکن نہ ہو تو ۶۰ روزے رکھنا اور وہ بھی ممکن نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کا اطعام کرنا ہے۔

اس کے بعد دیت میں بھی یہ احتیاط رکھی گئی ہے کہ اگر مقتول کے ورثہ یا مسلمانوں کے معاہدہ میں ہیں تو انہیں دیت دے دی جائے اور اگر کافی ہیں تو انہیں دیت نہ دی جائے گی ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے مال سے کفار کو تقویت حاصل ہو جائے البتہ غلام بہرحال آزاد کرنا ہوگا۔

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پس اگر وہ مومن مقتول تمہاری دشمن قوم سے تھا تو (قاتل)

مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

ایک مومن غلام آزاد کرے اور اگر وہ مقتول ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو تو

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ

اس کے وارثوں کو خونبہا دیا جائے اور ایک غلام آزاد کیا جائے اورجسے غلام میسر نہیں

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ؗ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ

وہ دو ماہ متواتر روزے رکھے۔ یہ ہے اللہ کی طرف سے توبہ اور اللہ بڑا

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

علم والا، حکمت والا ہے۔ (92) اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

اس کی سزا جہنم ہے (۳۲) جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی اور ایسے شخص کے لیے اس نے

وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ

ایک بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (93) اے ایمان والو! جب تم راہ خدا میں (جہاد کے لیے) نکلو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا (45) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ

تو تحقیق سے کام لیا کرو اورجو شخص تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ

السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؗ

تم مومن نہیں ہو۔ تم دنیاوی مفاد کے طالب ہو جب کہ اللہ کے پاس

عربی حاشیہ

کے لئے کوئی زحمت اور مہارت درکار نہیں ہے۔

(45) اسلام میں قتل کی تین قسمیں ہیں۔ قتل عمد۔ جہاں انسان جان بوجھ کر کسی کی جان لیتا ہے۔ شبہہ عمد جہاں مارنے کا ارادہ ہوتا ہے لیکن قتل کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا ہے۔ خطا۔ جہاں مقتول کا تصور ہی نہیں ہوتا ہے اور اچانک وہ زد میں آجاتا ہے۔ پہلی قسم کی سزا آخرت میں جہنم اور دنیا میں قصاص یا دیت ہے۔ دیت کی مقدار تقریباً $3\frac{1}{2}$ کلو سونا ہے جو مقتول کے ورثہ کو دیا جائے گا۔ دوسری قسم کی سزا صرف دیت ہے قصاص کا حق نہیں ہے اور دیت خود قاتل کو دینا پڑتی ہے۔ تیسری قسم کی سزا دیت ہے مگر اس کی ذمہ داری باپ کے قرابتداروں بھائی چچا اور ان کی اولاد پر ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۲) یہ ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو ہمیشہ قانون کی نگاہوں سے بچ نکلنا چاہتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ دنیاوی سزا سے محفوظ ہو گئے تو گویا بالکل محفوظ رہے۔ اسلام اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ دنیاوی سزا برداشت کر لینا آسان ہے آخرت کا عذاب برداشت کرنا مشکل ہے جس کی شدت کا یہ عالم ہے کہ اس میں جہنم بھی ہے۔ غضب خدا بھی ہے اور لعنت پروردگار بھی ہے اور پھر عذابِ عظیم بھی ہے جو اگرچہ ایک دوسرے کا لازمہ ہیں لیکن جرم کی شدت کا احساس دلانے کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ
غنیمتیں بہت ہیں۔ پہلے خود تم بھی تو ایسی حالت میں مبتلا تھے (۳۳) پھر اللہ نے تم پر

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾
احسان کیا لہٰذا تحقیق سے کام لو۔ یقیناً اللہ تمہارے اعمال سے خوب با خبر ہے۔ (94)

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ
بغیر کسی معذوری کے گھر میں بیٹھنے والے مومنین اور راہ خدا میں

الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ
جان و مال سے جہاد کرنے والے یکساں نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے بیٹھے (۳۴) رہنے والوں کے

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ (46) عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
مقابلے میں جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ زیادہ رکھا ہے۔

دَرَجَةً (47) ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ
گو اللہ نے سب کے لیے نیک وعدہ فرمایا ہے مگر بیٹھنے والوں کی نسبت جہاد کرنے والوں کو

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً
اجر عظیم کی فضیلت بخشی ہے۔(95) (ان کے لیے) یہ درجات اور مغفرت اوررحمت اللہ کی طرف سے

وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ
ہے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (96) وہ لوگ جو اپنے آپ پر

تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ
ظلم کر رہے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں:

عربی حاشیہ

(46)اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے جہاد کے لئے ایک سریہ روانہ کیا۔ وہاں ان لوگوں نے ایک شخص کے پاس مال دیکھ لیا تو اسے قتل کرنا چاہا کہ اس طرح مالِ غنیمت مل جائے گا۔ اس نے سلام کرکے کلمۂ اسلام زبان پر جاری کیا۔ مسلمان سپاہی نے پھر بھی قتل کردیا اور پیغمبر اسلامؐ سے یہ عذر کیا کہ اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس عمل سے برأت کا اظہار فرمایا اور یہ قانون نافذ کردیا کہ تحقیق کے بغیر اقدام کرنا حرام ہے اور جان، مال آبرو کے معاملات میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

(47) قرآنِ مجید نے جب بھی جہاد کا حکم دیا ہے اموال کو نفوس پر مقدم رکھا ہے کہ مالی قربانی نفس کی قربانی کے مقابلہ میں آسان ہے۔ لیکن جب مومنین کے جان ومال کی

اردو حاشیہ

(۳۳) حقیقت یہ ہے کہ تبلیغ کا اس سے زیادہ حسین انداز نہیں ہوسکتا کہ انسان کو خود اس کی کمزوری کا احساس دلا دیا جائے اور پھر بتایا جائے کہ خدائی احسان کا بدلہ احسان ہی ہے دوسروں پر ظلم وستم نہیں ہے۔

(۳۴) راہِ خدا میں جہاد کے سلسلے میں چند قسم کے افراد اور کردار ہوتے ہیں:-

۱۔ جو قوت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جہاد کرتے ہیں۔
۲۔ جو کسی مجبوری کی بناء پر شریک جہاد نہیں ہو سکتے۔
۳۔ جو واجب کفائی ہونے کی بناء پر شرکت نہیں کرتے ہیں۔
۴۔ جو وجوب عام کے بعد بھی شرکت نہیں کرتے۔

قرآن مجید نے پہلے قسم کے مجاہدین کی فضیلت کا تذکرہ معذورین کے مقابلہ میں کیا ہے کہ نیکی کا وعدہ دونوں کے لئے ہے لیکن مجاہدین کا درجہ بہر حال بلند ہے۔ اس کے بعد ان کا فضل وجوب کفائی کی بناء پر بیٹھ رہنے والوں کے مقابلہ میں بیان کیا گیا کہ ان کے لئے اجر عظیم، درجات، رحمت اور مغفرت الٰہی ہے۔ اس کے بعد ان کاہلوں اور بہانہ بازوں کا ذکر کیا گیا جن کے پاس خود ساختہ مجبوریوں کا عذر تھا انہوں نے ہجرت نہ کرکے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور یہ اسی ظلم کی حالت میں دنیا سے اٹھائے جائیں گے۔
آخر میں ان واقعی کمزور مردوں، بچوں اور عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہجرت کرنے کے قابل ہی نہ تھے کہ خدا ان کو معاف کرنے والا اور بخش دینے والا ہے۔

كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ

تم کس حال میں مبتلا تھے؟ وہ کہتے ہیں: ہم اس سر زمین میں بے بس تھے۔

تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ

فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی سرزمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

پس ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ (97) البتہ

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جو مرد، عورتیں اور بچے کوئی ذریعہ اور نکلنے کی

حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ

کوئی راہ نہیں پاتے۔ (98) عین ممکن ہے اللہ انہیں

اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ

معاف کردے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ (99) اور جو

يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا [48]

اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت سی پناہ گاہیں

كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا

اور کشائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ

ہجرت[۳۵] کی غرض سے نکلے پھر راستے میں اسے موت آجائے تو اس کا

عربی حاشیہ

خریداری کا ذکر کیا گیا تو نفس کو مال پر مقدم کیا گیا کہ جنت خریدنے والے نفس کی قربانی کو بھی مال ہی کی قربانی کی طرح آسان اور معمولی تصور کرتے ہیں۔

(48) قرآن مجید نے مجاہدین کے اجرو ثواب کا تذکرہ مختلف لہجوں میں کیا ہے۔ درجہ، حسنٰی، اجرعظیم، درجات، مغفرت، رحمت وغیرہ اور یہ علامت ہے کہ اسلام میں مجاہدین کا مرتبہ انتہائی عظیم ہے اور اسی لئے روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر نیکی سے بالاتر نیکی ہے لیکن شہادت سے بالاتر کوئی نیکی نہیں ہے اور یہ علامت ہے کہ شہید سے بالاتر کوئی نیک کردار نہیں ہے اور سیدالشہداء سے بالاتر کوئی انسان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۵) اسلام ایک عقیدہ ہے جس کے مقابلہ میں وطن، قوم، قبیلہ اور خاندان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ہجرت کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ مہاجر اپنے عقیدہ کی بالاتری کا اعلان کرتا ہے اور عقیدہ کے مقابلہ میں تمام مادی تعلقات کو بے قیمت قرار دیتا ہے بشرطیکہ ہجرت خدا ورسولؐ کی راہ میں ہو۔ پناہ گاہ تلاش کرنے یا دولت کمانے کی غرض سے نہ ہو کہ یہ ہجرت ان فضائل کی حق دار نہیں ہے اور نہ خدا ایسے مہاجرین کے اجر وثواب کا ذمہ دار ہے۔ وہ اپنی راہ کے مہاجرین کو اہمیت دیتا ہے۔ دولت اور راحت کی راہ کے مہاجرین کو نہیں۔

أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَ

اجر اللہ کے ذمے ہو گیا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (100) اور

إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

جب تم زمین میں سفر کے لیے نکلو تو اگر تمہیں (۳۶) کافروں کے حملے کا خوف ہو تو

تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ

تمہارے لیے نماز قصر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

كَفَرُوْا ۗ إِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَ إِذَا

یہ کافر لوگ یقیناً تمہارے صریح دشمن ہیں۔ (101) اور (اے رسول) جب

كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ

آپ خود ان کے درمیان موجود ہوں اور آپ خود ان کے لیے نماز قائم کریں

مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْٓا أَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَإِذَا سَجَدُوْا

تو ان میں سے ایک گروہ (۳۷) آپ کے ساتھ مسلح ہو کر نماز پڑھے

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۖ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى

پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو ان کو تمہارے پیچھے ہونا چاہیے اور دوسرا گروہ

لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ

جس نے نماز نہیں پڑھی ان کی جگہ آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور

أَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ

اپنے بچاؤ کا سامان اور اسلحہ لیے رہیں کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم ذرا

عربی حاشیہ

فائدہ

واضح رہے کہ ہجرت فطرت حیات بھی ہے اور علامت قربانی بھی ہجرت سے نئی حکومت کی تاسیس بھی ہوئی ہے اور ہجرت معنوی ترک معاصی کی بھی مستلزم ہے۔

طبری کے بیان کے مطابق اسلامی سال کا ہجرت سے شروع کرنا خلافت دوم کے دور میں حضرت علیؑ کے مشورہ سے ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۶) آیت نے سفر اور خوف دونوں کو یکجا کر دیا ہے کہ یہ نماز قصر کا سب سے واضح موقع ہے ورنہ روایات کی بناء پر تنہا سفر میں بھی قصر ہوتا ہے چاہے وہاں دشمن کا کوئی خوف نہ ہو۔

(۳۷) یہ نماز خوف کی ترکیب ہے کہ مجاہدین کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک گروہ جنگ کرے اور دوسرا نماز پڑھے۔ پھر جب ایک رکعت تمام ہو جائے تو وہ باقی نماز فرادیٰ تمام کر کے مورچہ سنبھال لے اور دوسرا گروہ دوسری رکعت میں آ کر شامل جماعت ہو جائے۔ اور اس طرح دونوں کو ثواب جماعت بھی مل جائے اور کفار کو حملہ کرنے کا موقع بھی نہ ملے۔

حدیبیہ سے پہلے جب کفار اور مسلمانوں میں معمولی مڈبھیڑ ہوئی تو خالد بن ولید نے یہ نسخہ ایجاد کیا کہ نماز کے وقت حملہ کر دیا جائے۔ قدرت نے اس سازش کو بھی بے نقاب کر دیا اور بیک وقت سب کو نماز پڑھنے سے روک دیا۔

کربلا میں ظہر کے ہنگام نمازیوں پر حملہ خالد بن ولید کی تمناؤں کی تکمیل تھا اور اس بات کا اعلان تھا کہ لشکر یزید کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ دورِ جاہلیت کی ایک یادگار ہے۔

اَسۡلِحَتِكُمۡ وَاَمۡتِعَتِكُمۡ فَيَمِيۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ مَّيۡلَةً

اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں

وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى مِّنۡ

اوراگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف میں ہو یا تم بیمار ہو تو اسلحہ

مَّطَرٍ اَوۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَنۡ تَضَعُوۡۤا اَسۡلِحَتَكُمۡ ۚ وَخُذُوۡا

اتار رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنے بچاؤ کا سامان لیے رہو۔

حِذۡرَكُمۡ (49) ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۱۰۲﴾

بے شک اللہ نے تو کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کررکھا ہے۔ (102)

فَاِذَا قَضَيۡتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذۡكُرُوا (50) اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّ

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں)

عَلٰى جُنُوۡبِكُمۡ ۚ فَاِذَا اطۡمَاۡنَنۡتُمۡ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

اللہ کو یاد کرو پھر جب اطمینان حاصل ہو جائے تو (معمول کی) نماز قائم کرو۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ (51) كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ﴿۱۰۳﴾

بے شک وقت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنا مومنین پر فرض ہے۔ (103)

وَلَا تَهِنُوۡا فِى ابۡتِغَآءِ الۡقَوۡمِ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا تَاۡلَمُوۡنَ

اور تم ان کافروں کے تعاقب میں تساہل سے کام نہ لینا۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو

فَاِنَّهُمۡ يَاۡلَمُوۡنَ كَمَا تَاۡلَمُوۡنَ ۚ وَتَرۡجُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ

انہیں بھی تمہاری ہی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے جیسی تکلیف تمہیں پہنچتی ہے اور اللہ سے

عربی حاشیہ

(49) مُراغم ہجرت کے ٹھکانوں کی تعبیر ہے کہ ان مقامات پر پناہ لے کر دشمنوں کی ناک رگڑ دی جاتی ہے اور رحمت خدا کا واضح اعلان کیا جاتا ہے۔

(50) یہ علامت ہے کہ مسلمان اسلحہ سے معاف بھی کردیا جائے تو حفاظتی تدابیروں سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا ہر وقت انتظام رہنا چاہیے اور اس کی طرف سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

(51) نماز کے بعد بھی ذکر خدا کی تعلیم مسلمان کے لئے ایک دستور حیات ہے کہ خدا صرف نماز ہی میں یاد نہیں کیا جاتا بلکہ نماز ختم کرنے کے بعد بھی اسے اٹھتے بیٹھتے لیٹتے سوتے یاد رکھنا چاہیے۔

اردو حاشیہ

مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ

جیسی امید (۳۸) تم رکھتے ہو ویسی امید وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (104) اے رسول ہم نے

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ

یہ کتاب حق کے ساتھ آپ کی طرف نازل کی ہے تا کہ جیسے اللہ نے آپ کو بتایا ہے اسی کے مطابق

وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

لوگوں میں فیصلے کریں اور خیانت کاروں کے طرفدار نہ بنیں۔ (105) اور اللہ سے طلب مغفرت کریں یقیناً اللہ

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ

بڑا در گزر کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (106) اور جو لوگ اپنی ذات سے

يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا (52)

خیانت (۳۹) کرتے ہیں آپ ان کی طرف سے ان کا دفاع نہ کریں بے شک اللہ خیانت کار اور گناہ گار کو

اَثِيْمًا ﴿١٠٧﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ (53)

پسند نہیں کرتا۔ (107) یہ لوگ (اپنی حرکتوں کو) لوگوں سے تو چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپا سکتے

اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ

اور اللہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ لوگ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں میں رات کو تدبیریں سوچتے ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ

اور اللہ ان کی تمام حرکتوں پر احاطہ رکھتا ہے۔ (108) دیکھو! تم نے

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

دنیاوی زندگی میں تو ان کا دفاع کیا مگر روز قیامت

عربی حاشیہ

(52) نماز ایک فریضہ ہے اور وقت معین کے ساتھ فریضہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ وقت نماز میں کوتاہی کرنا اصل نماز میں کوتاہی کرنے کے مترادف ہے اور اسی لئے علماء اسلام نے بلا عذر نماز کے قضا کر دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ عذر کی تفصیل بھی احکام شریعت سے دریافت کرنی چاہئے۔ خودساختہ خیالات کا نام عذر شرعی نہیں ہے۔ انسان کو یقین ہو جائے کہ رات کو دیر تک جاگنا نماز صبح کے قضا ہو جانے کا باعث ہوگا تو سو جانا ضروری ہے اور جاگنا حرام ہے۔ اس کے لئے کارِ خیر کا عذر بھی کارگر نہیں ہوسکتا۔

(53) انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ وہ جب بھی کسی دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو درحقیقت اپنی ہی ذات کے ساتھ خیانت کرتا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۰۱ میں ان خفتم کی قید عام

اردو حاشیہ

(۳۸) اسلام اور کفر کا سب سے بڑا امتیاز یہی ہے کہ مسلمان کے پاس عقیدہ توحید ہے اور وہ ہر دکھ درد تکلیف کے ساتھ ایک اجر خداوندی کی توقع رکھتا ہے۔ کفار اس عقیدے سے محروم ہیں لہٰذا ان کی قسمت میں دکھ درد اور رنج و الم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مسلمان کو ہر دور میں اس نکتہ کو نظر میں رکھنا چاہئے اور اس فلسفہ کے پیش نظر راہِ خدا میں جہاد کرنا چاہئے کہ تکلیف تو سب کو پہنچتی ہے مسلمان ہو یا کافر لیکن اجر و ثواب صرف مسلمان کو ملتا ہے اور اس تصور کے بعد بھی مسلمان جہاد کا حوصلہ نہ پیدا کر سکے تو یہ انتہائی بدبختی کی بات ہے جس میں آج کی امتِ اسلامیہ مبتلا ہے۔

(۳۹) انصار میں بنو بیرق کے تین بھائیوں نے ایک شخص کے گھر چوری اور ایک یہودی کے گھر سارا سامان رکھ دیا۔ اس کے بعد جس نے سرکار دو عالمؐ سے شکایت کی اسی کو چور قرار دے دیا اور اتنے شواہد جمع کر دیئے کہ گویا اپنے خیال میں آپ کو مطمئن کر دیا۔

پروردگار عالم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ خبردار مجرمین کی حمایت نہ کرنا۔ تم دوسروں پر الزام لگا کر اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہو اور خدا سے اپنے جرم کو نہیں چھپا سکتے ہو۔

مفسرین نے اس واقعہ کے ذیل میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ مجرمین کے طرف داروں نے سرکارِ دو عالمؐ کو مطمئن کر لیا تھا اور آپ نے بے گناہ انسان کو تنبیہ

عَنۡهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَمۡ مَّنۡ يَّكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا ﴿۱۰۹﴾

ان کا دفاع کون کرے گا اور کون ان کا وکیل ہو گا؟(109)

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا[54] اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ

جو برائی کا ارتکاب کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو

اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ اِثۡمًا

وہ اللہ کو درگزرکرنے والا، رحم کرنے والا پائے گا۔ (110)اور جو برائی کا

فَاِنَّمَا يَكۡسِبُهٗ عَلٰى نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۱۱﴾

ارتکاب کرتا ہے وہ اپنے لیے وبال کسب کرتا ہے اور اللہ تو بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔ (111)

وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓــَٔةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓـــًٔا

اور جس نے خطا یا گناہ کر کے اسے کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا اس نے

فَقَدِ احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۱۲﴾ ع وَلَوۡلَا فَضۡلُ

ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (112) اور (اے رسول) اگر اللہ کا فضل

اللّٰهِ عَلَيۡكَ وَرَحۡمَتُهٗ لَهَمَّتۡ طَّآئِفَةٌ[55] مِّنۡهُمۡ اَنۡ

اور اس کی رحمت آپ کے شامل حال نہ ہوتی تو ان کے ایک گروہ نے تو آپ کو

يُّضِلُّوۡكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَضُرُّوۡنَكَ

غلطی میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا حالانکہ وہ خود کو ہی غلطی میں ڈالتے ہیں

مِنۡ شَىۡءٍ ؕ وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ

اور وہ آپ کا تو کوئی نقصان نہیں کر سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت

ع ۸/۱۴

عربی حاشیہ

حالات کی ترجمانی ہے۔ مثل فی حجورکم۔ یہ مستقل شرط نہیں ہے اور لاجناح مثل حکم سعی وجوب کی علامت ہے۔

(54)انسان مکاری کرنا چاہتا ہے تو اللہ سے اپنے عیب کو چھپائے کہ سزا دینے والا وہی ہے اور جب یہ ممکن نہیں ہے تو بندوں سے چھپا کر جرم کرنے سے کیا فائدہ بندے لفظوں کے علاوہ کیا سزا دے سکتے ہیں اور الفاظ ہوا میں منتشر ہوجایا کرتے ہیں۔

(55) سوء۔ وہ برائی جو دوسروں کے ساتھ کی جائے۔

ظلم نفس۔ وہ زیادتی جو اپنے نفس کے ساتھ کی جائے۔

اثم۔ وہ گناہ جو دیدہ ودانستہ کیا جائے۔

خطیئۃ۔ وہ غلطی جو نا قابلِ معافی ہو اور صرف جہالت کی بنا پر اسے خطا کہا جاتا ہو۔

اردو حاشیہ

بھی کر دی تھی جس پر خدا نے آپ کو استغفار کرنے کا حکم دے دیا ہے کہ کتاب خدا کے ہوتے ہوئے خلافِ حکم خدا فیصلہ نہ کرنا چاہئے۔ لیکن یہ سارے خیالات ان نظریات کا نتیجہ ہیں جن میں نبیؐ کی حیثیت ایک عام انسان کی سی قرار دے دی گئی ہے اور عصمت کے واقعی مفہوم کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ورنہ یہ واقعہ کسی بات کی دلیل ہے تو صرف اس بات کی کہ اسلام انصار و مہاجرین کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی نگاہ میں ایمان اور کردار کے علاوہ کوئی شے نہیں ہے اور انسان صاحبِ ایمان و کردار ہے تو بہرحال قدر و قیمت رکھتا ہے اور صاحبِ ایمان و کردار نہیں ہے تو اس کی حمایت اور طرف داری بھی ایک جرمِ عظیم ہے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

نازل کی اور آپ کو ان باتوں کی تعلیم دی جنہیں آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا

بڑا فضل ہے۔ (113) ان لوگوں کی بیشتر سر گوشیوں میں کوئی خیر (۴۰) نہیں ہے

مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ (56) اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ

مگر یہ کہ کوئی صدقہ، نیکی یا لوگوں میں اصلاح کی تلقین کرے

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ

اورجو شخص اللہ کی خوشنودی کے لیے ایسا کرے تو اسے عنقریب

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔ (114) اور جو شخص ہدایت کے واضح ہونے کے بعد

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ (57) الْمُؤْمِنِيْنَ

بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

ہم اسے ادھر (۴۱) ہی چلنے دیں گے اور ہم اسے جہنم میں جھلسا دیں گے جو بد ترین ٹھکانہ ہے۔ (115)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ

اللہ صرف شرک سے درگزر نہیں کرتا اس کے علاوہ جس کو وہ چاہے

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ

معاف کردیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا

منزل ۱

عربی حاشیہ

(56) یہ فقرات واضح دلیل ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام نے کسی مجرم کی حمایت نہیں کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں اور مفسرین کا یہ خیال کہ یہ آیت پیغمبرؐ کی تنبیہ کے لئے نازل ہوئی ہے ایک ہذیان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔

(57) صدقہ۔ راہ خدا میں مال خرچ کرنا۔ معروف۔ نیک گفتگو کرنا اور اصلاح بین الناس۔ لوگوں کے درمیان صلح ومصالحت کی فکر کرنا۔ یہی وہ کام ہیں جو خدا کے لئے انجام دیئے جائیں تو اجر عظیم کا باعث ہوتے ہیں۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۱۳ میں فضل اور رحمت اور علم مالم یعلم دلائل عصمت کی طرف اشارہ ہے جراثیم جاننے والا ڈاکٹر گندا پانی نہیں پیتا ہے اور جاہل آدمی پی لیتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴۰) سازشی ذہن ہمیشہ راز داری کی باتیں کیا کرتے ہیں اور ان کا موضوع فتنہ وفساد کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ قرآن مجید نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس راز داری میں کوئی خیر نہیں ہے جب تک کہ اس کے موضوعات تین طرح کے نہ ہوں صدقہ، نیکی اور اصلاح اور پھر سب کا مقصد مرضی پروردگار ہو۔ فخر رازی کا بیان ہے کہ اس آیت سے زیادہ جامع کوئی آیت نہیں ہے جس میں تین لفظوں میں زندگی کے سارے خیر کو سمیٹ دیا گیا ہے۔

(۴۱) یہ لفظ علامت ہے کہ انسان اپنے اعمال میں مجبور نہیں ہے اور پروردگار اس کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق برتاؤ کرے گا اور اسی کو اضلال اور ہدایت وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ضَلٰلًا بَعِيۡدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنۡ يَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا‌ ۚ

وہ گمراہی میں دور تک چلا گیا۔ (116)وہ اللہ کے سوا صرف مونث (۴۲)صفت چیزوں کو پکارتے ہیں

وَاِنۡ يَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَيۡطٰنًا مَّرِيۡدًا ۙ‏ ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ‌ ۘ وَقَالَ

اور وہ تو بس باغی شیطان ہی کو پکارتے ہیں۔ (117) اللہ نے اس پر لعنت کی اور اس نے اللہ سے کہا:

لَاَ تَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۙ‏ ﴿۱۱۸﴾ (58) وَّلَاُضِلَّنَّهُمۡ

میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ ضرور لے کررہوں گا۔ (118) اور میں انہیں

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ (59) الۡاَنۡعَامِ وَ

ضرور گمراہ کروں گا اورانہیں آرزوؤں میں ضرور مبتلا رکھوں گا اور انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور جانوروں کے

لَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنَ

کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت میں ضرور رد وبدل (۴۳)کریں گے

وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا ؕ‏ ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمۡ

اور جس نے اللہ کے سوا شیطان کو اپنا سر پرست بنالیا وہ صریح نقصان میں رہے گا۔ (119) وہ انہیں

وَيُمَنِّيۡهِمۡ‌ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا‏ ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓـئِكَ

وعدوں اور امیدوں میں الجھاتا ہے اوران کے ساتھ شیطان کے وعدے بس فریب پر مبنی ہوتے ہیں۔(120) یہی لوگ

مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ وَلَا يَجِدُوۡنَ عَنۡهَا مَحِيۡصًا‏ ﴿۱۲۱﴾ وَ

ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے بچ نکلنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔ (121) اور

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں عنقریب ہم انہیں ایسی جنتوں میں

عربی حاشیہ

(58)وہ راستہ جسے خدا نے صاحبانِ ایمانِ کے لئے مقرر کیا ہے اور جس پر صاحبانِ ایمان گامزن ہیں نہ کہ جسے خود صاحبانِ ایمان نے طے کرلیا ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے اس سے اجماع کو مراد لیا ہے جب کہ آیت حیاتِ پیغمبرؐ میں نازل ہوئی ہے اور اجماع آپ کے بعد کی پیداوار ہے۔

(59)چونکہ انسان میں ایک قوتِ شر بھی پائی جاتی ہے اور وہی شیطان کا اصلی وسیلہ اور ذریعہ ہے لہٰذا اس نے آدھی انسانیت کو اپنا حصہ قرار دے لیا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۱۷ میں مونث معبودوں سے بت مراد ہیں یا یہ لفظ انث سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کمزوری اور یہ عام معبودوں کی طرف اشارہ ہے کہ سب کے سب کمزور اور بے طاقت ہیں۔

اردو حاشیہ

(۴۲) جاہلیت میں عربوں نے ملائکہ کو عورتوں کی شکل دے دی تھی اور انہیں بنات اللہ سے تعبیر کیا تھا پھر بتوں کی شکل میں ان کے مجسمے بنائے اور پھر دھیرے دھیرے انہیں کو اصل خدا بنا لیا اور یہ سب کچھ شیطان کے اشارہ پر کیا تو قرآن مجید نے اسے عورتوں کی پرستش اور شیطان کی عبادت سے تعبیر کیا ہے۔

(۴۳) شیطان کی اتباع کی ایک علامت خدائی خلقت میں تغیر پیدا کرنا بھی ہے۔ انسان اپنے جسم میں حکم خدا کے مطابق تغیر پیدا کرتا ہے یعنی بال کاٹتا ہے، ناخن کاٹتا ہے، ختنہ کرتا ہے تو یہ شیطانی حرکت نہیں ہے۔ لیکن حکم خدا کے خلاف تغیر پیدا کرتا ہے تو یہ تغیر ہی شیطانی اتباع کی بہترین علامت ہے جیسا کہ داڑھی منڈانے میں ہوتا ہے اور اسی لئے بعض روایات میں اس آیت سے داڑھی منڈانے کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے کہ یہ تغیر مرضی پروردگار کے خلاف ہے۔

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ وَعۡدَ

داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اوروہ وہاں ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا

اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیۡلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیۡسَ

سچا وعدہ ہے اور بھلا اللہ سے بڑھ کر سچی بات کرنے والا کون ہو سکتاہے؟ (122) نہ تمہاری

بِاَمَانِیِّکُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ ؕ مَنۡ یَّعۡمَلۡ

آرزوؤں سے بات بنتی ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں سے۔ جو برائی کرے گا

سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا

وہ اس کی سزا پائے گا اور اللہ کے سوا نہ اسے کوئی کار ساز میسر ہو گا اور نہ

نَصِیۡرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ

کوئی مددگار۔ (123) اور جو نیک اعمال (۴۴) بجا لائے خواہ مرد ہو یا عورت

اُنۡثٰی وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَا

اوروہ مومن ہو تو (سب) جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ برابر

یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ

ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (124) اور اس سے بہتر اور کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے نیک کردار بن کر

وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ

اپنے وجود کو اللہ کے سپرد کیا اور یکسوئی کے ساتھ ملت ابراہیمی کا اتباع کیا؟

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِیۡمَ خَلِیۡلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور ابراہیم کو تو اللہ نے اپنا دوست بنایا ہے۔ (125) اور جو کچھ آسمانوں

عربی حاشیہ

(60)عرب جاہل بتوں کے نام پر جانوروں کے کان چیر دیا کرتے تھے اور مختلف انداز سے خدائی تخلیق میں تبدیلی کر دیا کرتے تھے تو شیطان نے اسے بھی اپنا کارنامہ قرار دے دیا اور قرآن نے بھی اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔

(61)خُلود کا ذکر جنت کے بارے میں بھی ہے اور جہنم کے بارے میں بھی ...... لیکن جنت کے بارے میں ابدیت کا بھی ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے نکلنے کا امکان ہے لیکن جنت سے نکالے جانے کا امکان نہیں ہے اور یہاں خُلود درحقیقت ابدیت ہی کے معنی میں ہے۔

(62)ہر قوم اپنے نظریات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ فقط ہمارے خیالات اور مفروضات ہی پر نجات مل جائے گی اور برائیوں کی سزا نہیں ملے گی۔ قرآن مجید نے اسے بالکل صاف اور واضح کر دیا ہے کہ ان امیدوں سے

اردو حاشیہ

(۴۴) اسلام دین ایمان وعمل ہے۔ اس نے قومیت یا جماعت کی بنیاد پر نجات کا پیغام نہیں دیا ہے جیسا کہ اہل کتاب کا خیال تھا کہ صرف یہودی اور عیسائی ہی جنت میں جا سکتے ہیں یا پھر بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ مسلمان جہنم میں نہیں جا سکتے۔ اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی برداشت کرنا پڑے گی اور نیک عمل کرو گے تو اس کا انعام بھی ملے گا۔

اس طرز فکر کو بہترین دین سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت دو طریقوں سے کی گئی ہے۔

پہلے عمل صالح کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ایمان کی شرط لگائی گئی ہے اور اس کے بعد اسلام وتسلیم کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ حسن عمل و کردار کی شرط لگائی گئی ہے جس سے اس امر کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے کہ نہ ایمان عمل کے بغیر کار آمد ہو سکتا ہے اور نہ عمل ایمان کے بغیر۔ مولائے کائنات نے اسی نکتہ کو نہایت حسین الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔ "**بالایمان یُستدل علی الصالحات و بالصالحات یُستدل علی الایمان۔**"

ایمان سے نیک اعمال کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور نیک اعمال سے ایمان کا پتہ ملتا ہے۔

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

اور زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب احاطہ رکھنے والا ہے۔ (126)

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ

اور لوگ آپ سے عورتوں (۴۵) کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے:

وَمَا يُتْلٰي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا

اللہ تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہے اور کتاب میں تمہارے لیے جو حکم بیان کیا جاتا ہے

تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا كُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْھُنَّ

وہ ان یتیم عورتوں کے متعلق ہے جن کا مقررہ حق تم انہیں ادا کرتے

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰي

اور ان سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہو اور ان بچوں کے متعلق ہے جو بے بس ہیں

بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

اور یہ حکم بھی دیتا ہے کہ یتیموں کے بارے میں انصاف کرو اور تم بھلائی کا جو کام بھی انجام دو گے تو اللہ یقیناً اس سے

عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِھَا نُشُوْزًا [63]

خوب آگاہ ہے۔(127) اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے بے اعتنائی (۴۶) یا

اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا

بے رخی کا اندیشہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ آپس میں مصالحت کرلیں اور صلح تو

صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ [64] ۭ

بہرحال بہتر ہی ہے اور بخل تو ہر نفس کے سامنے دھرا رہتا ہے

عربی حاشیہ

کام چلنے والا نہیں ہے اور جو جیسا کرے گا ویسا نتیجہ ضرور سامنے آئے گا۔

(63) یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ ابراہیم کی خُلت عام انسانوں کی جیسی نہیں ہے جہاں برابری کے تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ ابراہیمؑ اس خلت کے بعد بھی بندہ ہیں اور خدا کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔

جناب ابراہیمؑ کی خلت کے بارے مختلف اقوال ہیں کہ یہ مہمان نوازی کا نتیجہ ہے یا قربانی کا یا کسی اور خاص صفت کا لیکن حقیقت ہے کہ پروردگار عالم ایسا عظیم خطاب دوست کی راہ میں ہر طرح کے ایثار اپنے محبوب کی مکمل اطاعت کے بغیر ادا نہیں کرسکتا یہ اور بات ہے حبیب کا درجہ خلیل سے بلند تر ہوتا ہے۔

(64) نشوز۔ اظہار برتری کا نام ہے یعنی زوجیت کے حقوق کے زیر بار نہ جانا۔

اردو حاشیہ

(۴۵) سورہ کے آغاز میں بھی عورتوں اور یتیموں کے احکام کا ذکر کیا گیا تھا اور اب اختتام میں بھی انہیں کا تذکرہ ہو رہا ہے تاکہ بات مکمل ہو جائے اور ان تمام جاہلانہ رسوم کی مکمل تردید ہو جائے جو عورتوں اور یتیموں کے بارے میں پائی جاتی ہیں کہ یتیم عورتوں کو میراث نہیں دی جاتی۔ انہیں زوجیت پر مجبور کیا جاتا ہے تاکہ ان کا مال اپنے ہی گھر میں رہ جائے اور ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا ہے اور کمزور بچوں کو بھی میراث سے محروم رکھا جاتا ہے کہ وہ جنگ کرنے کے قابل نہیں نہیں۔ اور ان سب کی تردید یہ نکتہ ہے کہ میراث کی بنیاد قرابت ہے، مرد، عورت اور کمزوری یا طاقت نہیں ہے۔

(۴۶) اسلام نے مرد کا حق عورت پر یہ قرار دیا ہے کہ امور زوجیت میں اس کی اطاعت کرے اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ نکالے اور عورت کا حق مرد پر یہ قرار دیا ہے کہ اس کے نام ونفقہ کا انتظام کرے اور اس کے ساتھ ہمبستری کرے۔ اب اگر شوہر حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے یا اس سے کنارہ کشی اختیار کرے تو دونوں کو اختیار ہے کہ ایک دوسرے کے فطری بخل کو نگاہ میں رکھتے ہوئے کچھ کم پر صلح کرلیں۔

حقوق کا درجہ فرائض کا نہیں ہے کہ اس میں کمی نہ ہو سکے۔ یہ اختیاری معاملہ ہے جس میں کم پر مصالحت کی جاسکتی ہے۔

وَ اِنۡ تُحۡسِنُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

لیکن اگر تم نیکی کرو اور تقوی اختیار کرو تو اللہ تمہارے سارے اعمال سے یقیناً

خَبِیۡرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ

خوب باخبر ہے۔ (128) اور تم بیویوں کے درمیان پورا عدل قائم نہ کر سکو گے (۴۷) خواہ تم

وَ لَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡہَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ

کتنا ہی چاہو لیکن ایک طرف اتنے نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو معلق چھوڑ دو

وَ اِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۲۹﴾

اور اگر تم اصلاح کرو اور تقوی اختیار کرو تو اللہ یقیناً درگزر کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (129)

وَ اِنۡ یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنۡ سَعَتِہٖ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ

اور اگر میاں بیوی دونوں نے علیحدگی اختیار کی تو اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اور اللہ

وَاسِعًا حَکِیۡمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی (65)

بڑی وسعت والا، حکمت والا ہے۔ (130) اور جو کچھ آسمانوں اورزمین میں ہے

الۡاَرۡضِ ؕ وَ لَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ

سب اللہ کی ملکیت ہے۔ بتحقیق ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو نصیحت کی ہے

وَ اِیَّاکُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَ اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی

اور تمہیں بھی یہی نصیحت ہے کہ تقوی اختیار کرو اور اگر کفر اختیار کرو گے تو

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیۡدًا ﴿۱۳۱﴾

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ بڑا بے نیاز، قابل ستائش ہے۔ (131)

منزل ۱

عربی حاشیہ

(65) شحّ اور بخل میں فرق یہ ہے کہ بخل صرف مال میں ہوتا ہے اور شحّ ہر طرح کی کنجوسی کا نام ہے چاہے محبت ہی میں کیوں نہ ہو اور یہ بخل ہمیشہ انسان کی فطرت کے سامنے حاضر رہتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۲۹ میں عدم امکان قلبی رجحان کے اعتبار سے ہے ورنہ حقوقی عدالت بہرحال ممکن ہے اور اسی کی بنا پر تعدد ازواج جائز ہے۔ جیسا کہ ابن ابی العوجار کے اعتراض پر امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا تھا اور ہر دور میں خاصانِ خدا کی سیرت رہی ہے جب کہ قلبی محبت کے اعتبار سے بعض اوقات مساوات ناممکن یا نامناسب اور حق تلفی کے مترادف ہوجاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۴۷) بعض لوگ افراط و تفریط کے عادی ہو جاتے ہیں اور ان کا فلسفہ یہ ہوتا ہے کہ یا مکمل انصاف کریں گے یا بالکل نہ کریں گے۔ پروردگار عالم نے صاف واضح کر دیا ہے کہ مکمل انصاف توجہ، محبت اور کیفیت جماع میں ناممکن ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ نان ونفقہ اور ہمبستری میں بھی انصاف نہ کیا جائے اور اسے بیچ ادھڑ میں معلق چھوڑ دیا جائے کہ نہ لطف زوجیت ملے اور نہ اختیار طلاق...... خبردار ایسا نہ کرنا کہ یہ تقویٰ الٰہی کے خلاف ہے اور خدا اس کی سخت سزا دے سکتا ہے۔ تم اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا سکتے ہو تو خدا تمہاری کمزوری کی بنا پر تمہیں فنا بھی کر سکتا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾
اور اللہ ہی ان سب چیزوں کا مالک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور کفالت کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔(132)

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ
لوگو! اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر کے تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے اور

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ
اس بات پر تو اللہ خوب قدرت رکھتا ہے۔ (133) جو (فقط) دنیاوی مفاد کا طالب ہے

الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
پس اللہ کے پاس [۴۸] دنیا و آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے اور اللہ خوب

سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (134) اے ایمان والو! انصاف کے سچے داعی بن جاؤ

بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ
اور اللہ کے لیے گواہ بنو اگرچہ تمہاری ذات [۴۹] یا تمہارے والدین اور رشتے داروں کے

وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى
خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی امیر [۵۰] یا فقیر ہے تو اللہ ان کا بہتر خیر خواہ ہے لہٰذا تم

بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا [66] ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا [67] اَوْ
خواہش نفس کی وجہ سے عدل نہ چھوڑو اور اگر تم نے کج بیانی سے کام لیا یا (گواہی دینے سے)

تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا
پہلو تہی کی تو جان لو کہ اللہ تمہارے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔(135)اے ایمان والو!

عربی حاشیہ

(66)اس مقام پر اس جملہ کی تین مرتبہ تکرار ہوئی ہے۔
پہلی مرتبہ اس حقیقت کے اظہار کے لئے کہ خدا دونوں کو غنی بنا سکتا ہے اس لئے کہ زمین و آسمان کی کل کائنات اس کی ملکیت ہے۔
دوسری مرتبہ یہ بتانے کے لئے کہ کافر اس کے اختیار سے باہر نہیں ہے اور کل کائنات اسی کے اختیار میں ہے اور تیسری مرتبہ اس نکتہ کی وضاحت کے لئے کہ وہ ایک قوم کو فنا کرکے اس کی جگہ دوسری قوم کو ایجاد کرسکتا ہے۔ اس میں اس کے لئے کوئی زحمت نہیں ہے کہ زمین اور آسمان کی کل ملکیت اسی کے لئے ہے۔
(67)"ان" کی کے معنی میں ہے۔ یعنی خواہشات کی پیروی سے پرہیز کرو تاکہ عادل ہوجاؤ۔

اردو حاشیہ

(۴۸) یہ کم ظرف اور دنیا دار لوگوں کی تنبیہ ہے جو اپنے اعمال و خیرات کا بدلہ دنیا ہی میں لینا چاہتے ہیں اور قرآن مجید نے ان کو ان کی حماقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر دنیا و آخرت میں تضاد ہوتا تو کسی حد تک معقول بھی تھا کہ انسان دنیا ہی کو اختیار کر لیتا لیکن جب دونوں کا جمع کرنا ممکن ہے تو کس قدر نادانی اور حماقت کی بات ہے کہ انسان دائمی انعام کو چھوڑ کر صرف چندروزہ راحت و آرام پر قناعت کرنے کے لئے تیار ہوجائے۔
(۴۹) اسلام کا یہ وہ سخت ترین قانون ہے جس کی روشنی میں انسان اپنے کردار کا جائزہ لے تو اپنے کو اسلام سے کوسوں دور محسوس کرے گا۔ بھلا وہ کون سا عادی انسان ہے جو اپنے نفس کے اندر اتنا حوصلہ پیدا کرے کہ اپنی ذات یا اپنے قرابت داروں کے مقابلہ میں حق کو مقدم رکھ سکے اور صحیح صحیح گواہی دے سکے۔ انسان ہمیشہ اپنی ذات کو حقائق کا محور و مرکز بنائے رکھتا ہے اور اسی کی روشنی میں سارے اعمال انجام دینا چاہتا ہے۔
خوش نصیب ہیں وہ افراد جو آیت کے معیار پر پورے اتر جائیں اور واقعی صاحبانِ ایمان کہے جانے کے قابل ہوجائیں۔
(۵۰) گواہی میں کوتاہی کے جو فلسفے تراشے جاتے ہیں ان میں کبھی غیرت کا خیال آڑے آتا ہے کہ اس غریب کے خلاف گواہی دیں گے تو یہ کہاں سے حق ادا کرے گا اور کبھی دولت کا خوف مانع ہوتا ہے کہ اس سے انسان سے خطرہ ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى

اللہ پر اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے سچا ایمان لے آؤ

رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ

اور اس کتاب پر بھی جو اس نے اس سے پہلے نازل کی ہے اور جس نے اللہ،

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ

اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت کا انکار کیا وہ گمراہی میں

ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ

بہت دور چلا گیا۔ (136) جو لوگ ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے

كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا [68] لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے انہیں نہ تو اللہ معاف کرے گا اور نہ ہی انہیں ہدایت کا

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا [69] ﴿۱۳۷﴾ؕ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَاۨ ﴿۱۳۸﴾

راستہ دکھائے گا۔ (137) (اے رسول) منافقوں کو دردناک عذاب کا مژدہ سنا دو۔ (138)

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

جو ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا یہ لوگ ان سے

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ؕ وَقَدْ

عزت کی توقع رکھتے ہیں؟ بے شک ساری عزت تو خدا کی ہے۔ (139) اور بتحقیق

نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

اللہ نے (پہلے) اس کتاب میں تم پر یہ حکم نازل فرمایا کہ جہاں کہیں تم سن رہے ہو کہ

عربی حاشیہ

(68) لی کے معنی لپیٹنے اور مروڑے کے ہیں یعنی گواہی دینے میں ایسا توڑ مروڑ نہ کرو کہ اصل مضمون ہی خبط ہو جائے۔

(69) کفر میں ایسی شدت اور ایسا تعصب جو زندگی کے آخری لمحات تک باقی رہے اور انسان اسی حالت میں دنیا سے گزر جائے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۳۶ میں آمنو کا خطاب یا ان اہل کتاب سے متعلق ہے ہے جو چار کتابوں کے علاوہ دیگر کتب کے قائل نہیں ہیں یا ان مسلمانوں سے ہے جن کا ایمان صرف اجمالی تھا اور تفاصیل پر ایمان نہیں رکھتے تھے تو انھیں تفصیلی ایمان کی دعوت دی گئی ہے۔

ف: اس مقام پرا یک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملائکہ تو صرف اللہ کی ایک مخلوق ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ سے مراد یا وحی لانے والے فرشتے ہیں یا وہ فرشتے ہیں جنھیں نظام کائنات

اردو حاشیہ

پروردگار نے دونوں موانع کو برطرف کر دیا کہ تم ان باتوں کی فکر نہ کرو۔ خدا ان دونوں سے تمہاری نسبت زیادہ قریب تر ہے اور دونوں ہی اس کے بندے ہیں۔ تمہارا کام سچی گواہی دے دینا ہے اس کے بعد کے معاملات ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

اللہ کی آیات (۵۱) کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو جب تک وہ

غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ

کسی دوسری گفتگو میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی انہی کی طرح کے ہو جاؤ گے۔ بے شک اللہ تمام منافقین

وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ۝۱۴۰ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ

اور کافرین کو جہنم میں یکجا کرنے والا ہے۔ (140) یہ (منافق) تمہارے حالات کا انتظار کرتے ہیں کہ

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَ

اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح حاصل ہو تو کہتے (۵۲) ہیں: کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟اور

اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ

اگر کافروں کو کچھ کامیابی مل جائے تو (ان سے) کہتے ہیں: کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے؟

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

(اس کے باوجود ہم نے تمہارے ساتھ جنگ نہ کی) اور کیا ہم نے تمہیں مومنوں سے بچا نہیں لیا؟ اللہ قیامت کے دن

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝۱۴۱ (70) اِنَّ

تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ ہرگز کافروں کو مومنوں پر غالب نہیں آنے دے گا۔ (141) یہ

الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ (71) وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى

منافقین (اپنے زعم میں) اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ انہیں دھوکہ دے رہا ہے اور جب یہ

الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ

نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو سستی کے ساتھ لوگوں کو دکھانے کے لیے اٹھتے ہیں اور اللہ کو

عربی حاشیہ

کا کام سپرد کیا گیا ہے اور دونوں صورتوں میں ان پر ایمان یا شریعت پر ایمان کا ایک حصہ ہے یا حکمت وتدابیر الٰہی پر ایمان کا ایک لازمہ ہے۔

(70) راہ جنت وہدایت مراد ہے اور خدا کے ہدایت نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ بندوں کو گمراہی میں دیکھنا چاہتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان بندوں میں ہدایت کی صلاحیت نہیں رہ گئی ہے تو اب انھیں جنت کا راستہ بھی نہیں دکھایا جاسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۴۱ میں مسلمانوں کے لئے لفظ فتح استعمال ہوا ہے اور کفار کے لئے لفظ نصیب جواس بات کی علامت ہے کہ کفار کی کامیابی صرف وقتی ہے اور مسلمانوں کی فتح واقعی اور حقیقی ہے اور آج اگر اس کے برعکس منظر نظر آتا ہے تو اس کا راز یہ ہے کہ آج کا مسلمان حقیقی مسلمان نہیں ہے اور اس نے زندگی کے ہر محاذ پر اسلام کو نظر انداز کردیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵۱) اکثر لوگوں کو سوسائٹی کو برتنے کی بیماری ہوتی ہے اور وہ کسی حال میں بھی سوسائٹی کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ مکہ میں بھی تھے جنہیں سورۂ انعام میں ٹوکا گیا تھا اور مدینہ میں بھی پیدا ہوئے تھے جن کی اس آیت میں تنبیہ کر دی گئی ہے اور مسلمانوں کو ایک مکمل قانونِ معاشرت دے دیا گیا ہے کہ خبردار غلط سوسائٹی میں داخل نہ ہونا اور جہاں دین کا مذاق اڑایا جارہا ہو وہاں بیٹھنا بھی گوارا نہ کرنا کہ اس طرح تمہارا شمار بھی انہیں کفار میں ہو جائے گا اور تم منافق کہے جانے لگو گے جسے قیامت کے دن کفار کے ساتھ جہنم میں اکٹھا کر دیا جائے گا۔

(۵۲) منافقین کا طریقہ کار ہر دور میں یہی رہا ہے کہ وہ دونوں طرف کے تعلقات رکھتے ہیں اور ہر ایک سے اس کے مزاج کے مطابق بات کرتے ہیں جو کھلا ہوا جھوٹ ہوتا ہے اور ان کا نفاق کسی وقت بھی جھوٹ سے الگ نہیں ہوتا۔ کافر اس اعتبار سے ان سے بہتر ہوتا ہے کہ اس کے یہاں صرف عقیدہ کا فساد ہوتا ہے اس کے بعد وہ اپنے کو کافر کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا اور منافق کافر ہونے کے اعتبار سے بدعقیدہ بھی ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے کے اعتبار سے بدعمل بھی ہوتا ہے اور اسی لئے منافق کی سزا کافر سے بدتر قرار دی گئی ہے کہ اس میں کفر کی بدعقیدگی بھی ہے اور جھوٹ کی بدعملی بھی جو تمام برائیوں کی جڑ اور سارے فسادات کی کنجی ہے۔

اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ

کم ہی یاد کرتے ہیں۔ (142) یہ لوگ نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ان کی طرف بلکہ درمیان میں

وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

سرگرداں ہیں اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لیے تم کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ (143)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

اے ایمان والو! تم مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ۔

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا

کیا تم چاہتے ہو کہ خود اپنے خلاف اللہ کے پاس صریح دلیل

مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

فراہم کرو؟ (144) منافقین تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ

اور آپ کسی کو ان کا مددگار نہیں پائیں گے۔ (145) البتہ ان میں سے جو لوگ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں اور

اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اللہ سے متمسک رہیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کریں تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ

اور اللہ عنقریب مومنوں کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (146) اگر تم شکر ادا کرو

اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ اور اللہ بڑا قدردان، جاننے والا ہے۔ (147)

عربی حاشیہ

(71) اللہ نے صاحبانِ ایمان پر کفار کو کوئی راہ نہیں دی ہے۔ یہ بات عقائدی اعتبار سے بھی درست ہے کہ اسلامی دلائل کے مقابلہ میں کفار کے اوہام وخیالات وخرافات کی کوئی قیمت نہیں ہے اور فقہی اعتبار سے بھی ایک قانون کی حیثیت رکھتی ہے جس سے علماء اعلام نے مختلف مقامات پر استدلال کیا ہے کہ کفر کو اسلام پر مقدم نہیں کیا جا سکتا مسلمان کا قصاص کافر سے لیا جا سکتا ہے لیکن کافر کا قصاص مسلمان سے نہیں لیا جا سکتا۔

(72) ذبذبہ فضائی حرکت سے پیدا ہونے والی آواز کی حکایت کا نام ہے۔ منافقین کو لفظ مذبذب سے تعبیر کرنے میں ان کے حالات کی مکمل ترجمانی کی گئی ہے جس سے بہتر تعبیر ممکن نہیں ہے۔

(73) جہنم کے طبقات کو درکات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور درکات کا مفہوم درجات جیسا ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ درجات کا استعمال بلندی میں ہوتا ہے اور درکات کا استعمال پستیوں میں اور اسی لئے جنت کے لئے درجات کا لفظ استعمال ہوتا ہے جہنم کے لئے درکات کا۔

اردو حاشیہ

(۵۳) احکام کی دنیا میں جب بھی لفظ ایمان استعمال ہوتا ہے تو اس سے ظاہری اسلام ہی مراد ہوتا ہے اور اسی لئے احکام کے مکلّف مخلص مومنین بھی ہوتے ہیں اور منافقین بھی ہوتے ہیں۔ منافقین کا خیال یہ ہوتا ہے کہ کفار کی طاقت زیادہ ہے لہٰذا ان سے وابستگی ضروری ہے اور اسلام یہ بتانا چاہتا ہے کہ خدا سے بالاتر کوئی طاقت نہیں ہے لہٰذا اس سے وابستہ رہنا چاہئے اور اخلاص کے ساتھ وابستہ رہنا چاہئے تاکہ پھر کسی غیر کی طرف نظر کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

(۵۴) یہ اس بات کا صریحی اعلان ہے کہ رب العالمین اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرنا چاہتا اور اس کو جہنم بنا کر انتقام لینے کا یا اقتدار ظاہر کرنے کا شوق نہیں ہے...... وہ بندوں کے اعمال کی بنا پر انہیں سزا دیتا ہے اور بندے ہی ہیں جو اسے سزا دینے پر آمادہ کرتے ہیں ورنہ وہ ارحم الراحمین اور خیر الغافرین ہے کاش اس کے بندے بھی تائبین اور صالحین ہو جاتے......!

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ (1) مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ

اللہ اس بات کو پسند (۱) نہیں کرتا کہ کوئی (کسی کی) برملا برائی کرے۔ مگر یہ کہ مظلوم واقع ہوا ہو

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ

اور اللہ بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔ (148) اگر تم کوئی نیک کام علانیہ یا خفیہ کرو

اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ

اور برائی سے در گزر کرو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا، قدرت والا ہے۔ (149) جو اللہ

الَّذِيْنَ (2) يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا

اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور رسولوں کے درمیان

بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ

تفریق ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم بعض پر ایمان لائیں گے

بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ ۙ

اور بعض کا انکار کریں گے وہ اس طرح کفر و ایمان کے درمیان ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ (150)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

ایسے لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت آمیز

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (151) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں

يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

اور ان میں سے کسی ایک کے درمیان کسی تفریق کے بھی قائل نہیں ہیں اللہ عنقریب ان کا اجر انہیں عطا فرمائے گا

عربی حاشیہ

1-غیبت اسلام میں سخت ترین جرم ہے لیکن اس سے بھی مظلوم کو مستثنٰی رکھا گیا ہے۔

2-یہ ان یہودیوں کا ذکر ہے جن کا ایمان جناب موسیٰ پر تھا اور جناب عیسیٰؑ اور پیغمبر اسلامؐ کے منکر تھے۔ اور یہ ان عیسائیوں کا ذکر ہے جن کا ایمان جناب عیسیٰؑ پر تھا اور سرکار دو عالمؐ کے منکر تھے۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام میں غیبت کرنا اور کسی کی واقعی برائی بھی بیان کرنا ایک بدترین جرم ہے جسے قرآن کی زبان میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے لیکن اس مسئلہ میں بہت سے مواقع کو مستثنٰی بھی قرار دیا گیا ہے جن میں سے ایک مظلوم کی فریاد ہے کہ وہ اپنے ظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر سکتا ہے چاہے ظلم انفرادی ہو یا اجتماعی۔

اور اس آیت سے حکام جور کے خلاف احتجاج کرنے کا جواز بھی ظاہر ہوتا ہے اور مظلوم کو علی الاعلان ان پر تنقید کرنے کا حق بھی حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اس اعلان سے دوسرا فساد نہ پیدا ہو کہ اسلام فساد کو فساد سے روکنے کا قائل نہیں ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ

اور اللہ بڑا درگزر کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (152) اہل کتاب آپ سے مطالبہ [۲] کر رہے ہیں کہ

تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ [3] فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ

آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار لائیں جب کہ یہ لوگ اس سے بڑا مطالبہ موسیٰ سے کر چکے ہیں

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

چنانچہ انہوں نے کہا: ہمیں علانیہ طور پر اللہ دکھا دو۔ ان کی اسی زیادتی کی وجہ سے

بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

انہیں بجلی نے آلیا پھر انہوں نے گوسالہ کو (اپنا معبود) بنایا جب کہ ان کے پاس اللہ کی

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا

واضح نشانیاں آچکی تھیں۔ اس پر بھی ہم نے ان سے درگزر کیا اور موسیٰ کو ہم نے واضح

مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ

غلبہ عطا کیا۔ (153) اور ہم نے ان کے میثاق کے مطابق کوہ طور کو ان پر اٹھایا اور

قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا

ہم نے انہیں حکم دیا: دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور ہم نے ان سے کہا:

تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

ہفتہ کے دن تجاوز نہ کرو اور (اس طرح) ہم نے ان سے ایک پختہ عہد [۳] لیا۔(154)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ

پھر اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کے سبب (یہود نے) اللہ کی آیات کا انکار کیا اورانبیاء کو

عربی حاشیہ

3- یہودیوں کا کہنا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کو مکمل توریت ملی ہے ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ پر مکمل کتاب نازل نہ ہو جائے۔ پروردگار نے جواب دیا کہ ہم نے گذشتہ مطالبات کو پورا کر دیا لیکن یہ بے ایمان کہاں ایمان لے آئے لہٰذا آپ کسی مطالبہ پر عمل کرنے کا سوال نہ کریں۔

واضح رہے کہ جناب موسیٰؑ سے مدینہ میں رہنے والے یہودیوں نے خدا کے دیدار کا تقاضا نہیں کیا تھا لیکن چونکہ یہ سب انھیں یہودیوں کے پیرو تھے اور لہٰذا انھیں بھی شریک جرم قرار دے دیا گیا۔

ف: آیت نمبر ۱۴۹ کے بارے میں ایک خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظالم کے واسطے درگزر کی دعوت ایک طرح کی ظلم کی حوصلہ افزائی ہے اور اس طرح دنیا میں ظلم کو فروغ حاصل ہوگا لیکن اس کا واضح جواب یہ ہے کہ یہ اس موقع کے لئے جب ظلم شکست کھا چکا ہو اور اس کے حوصلے

اردو حاشیہ

(۲) معجزہ کا مطالبہ کرنا ہر ایمان لانے والے کا حق ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نیت ایمان لانے اور حق کو سمجھنے کی ہو ورنہ اگر صرف تفریح یا عناد کی بناء پر نئے نئے معجزات کا مطالبہ کیا جاتا ہے یا ناممکن قسم کے معجزات کا مطالبہ ہوتا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ رد کر دینا ہی ضروری ہوتا ہے تا کہ ایمان لانے میں نبی کی بات ماننے کا جذبہ پیدا ہو اور اپنی بات منوانے کا جذبہ نہ پیدا ہو سکے۔

آج کل بے شمار ایسے مسلمان پائے جاتے ہیں جو منت مراد کی بناء پر مسلمان ہو جاتے ہیں اور ان کا عقیدہ صرف یہ ہوتا ہے کہ نبیؐ یا امامؑ سے جو مانگو مل جاتا ہے۔ اس کے بعد جب کسی موقع پر نہیں ملتا یا نبیؐ یا امامؑ خود ہی خمس و زکوٰۃ کا مطالبہ کر دیتے ہیں تو یہ لوگ ایمان سے منحرف ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ بات بالکل عجیب و غریب دکھائی دیتی ہے اس لئے کہ ان کا مزاج بات منوانے کا ہوتا ہے بات ماننے کا نہیں ہوتا اور اسلام بات ماننے اور سر تسلیم خم کر دینے کا نام ہے بات منوا لینے کا نام نہیں ہے۔

(۳) سورہ مبارکہ میں پھر ایک مرتبہ یہودیوں کے جرائم کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ انبیاء کے قاتل، عہد کے توڑنے والے، آیات الٰہی کا انکار کرنے والے، حقائق کو نہ سمجھنے والے، حضرت مریمؑ پر بہتان لگانے والے، حضرت عیسیٰ کو اپنے خیال میں قتل کرنے والے، سود کھانے والے، دوسروں کا مال ہڑپ کر جانے

الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّ قَوۡلِهِمۡ قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ[4] ؕ بَلۡ طَبَعَ

ناحق قتل کیا اور کہا: ہمارے دل غلاف میں محفوظ ہیں (اللہ نے انہیں سزا دی ان کے دل غلاف میں محفوظ نہیں) بلکہ

اللّٰهُ عَلَيۡهَا بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفۡرِهِمۡ[5]

ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر مہر لگا دی ہے لہٰذا اسی وجہ سے یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔(155) نیز ان کے کفر

وَقَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا ۙ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا

کے سبب اور مریم پر عظیم بہتان باندھنے کے سبب۔ (156) اور ان کے اس قول کے سبب کہ

الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَ

ہم نے اللہ کے رسول مسیح بن مریم کو قتل کیا ہے [۴] جب کہ فی الحقیقت انہوں نے نہ انہیں قتل کیا

مَا صَلَبُوۡهُ وَلٰكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ

اور نہ سولی چڑھایا بلکہ دوسرے کو ان کے لیے شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے

لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

اس میں اختلاف کیا ہے وہ اس میں شک میں مبتلا ہیں اور ظن کی پیروی کے علاوہ انہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں

وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اور انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔(157) بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھایا اور بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا،

عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ

حکمت والا ہے۔ (158) اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے

بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ[6] ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۚ﴿۱۵۹﴾

ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ (مسیح) ان پر گواہ ہوں گے۔ (159)

عربی حاشیہ

پست ہو چکے ہوں، ورنہ ظلم کی سرکوبی اور ظالم کے خلاف قیام اسلام کا اوّلین فریضہ ہے۔

4-یہودی پیغمبرؐ سے مذاق کرتے تھے کہ ہمارے دل اس انداز کے بنائے گئے ہیں کہ آپ کی کوئی بات سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے۔ قدرت نے جواب دیا کہ یہ خلقت کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ یہ کفر کا اثر ہے۔

5-ان دو آیتوں میں تین جہتوں سے تین مرتبہ یہودیوں کے کفر کا اعلان کیا گیا ہے اور واقعاً یہ بدترین کافر ہیں جن کے جرائم کی ایک طویل فہرست انھیں آیات میں موجود ہے۔

6-بعض مفسرین نے ضمیر کا مرجع اہلِ کتاب کو قرار دیا ہے کہ ہر انسان اپنی موت سے پہلے وقت آخر حقائق کو دیکھ کر ایمان لے آئے گا اور بعض نے مرجع حضرت عیسیٰ کو قرار دیا ہے کہ جب وہ آسمان سے زمین پر آئیں گے اور حضرت مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو سارے اہلِ کتاب ان کی حقیقت پر ایمان لے

اردو حاشیہ

والے اور اس طرح کے بے شمار جرائم کے مجرم ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس قدر واضح تذکروں کے بعد اور عالمِ اسلام میں صبح و شام قرآن حکیم کی تلاوت کے باوجود بعض مسلمان حکمران یہودیوں پر بھروسہ کر کے ان سے صلح کرنے کے لئے تیار ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فطرتاً خود بھی یہودی ہیں یا اسلام کے خلاف کسی عظیم سازش میں ملوث ہیں۔

(۴) جناب عیسیٰ کی زندگی کی ابتدا بھی اختلافی رہی ہے اور انتہا بھی۔ ابتدا میں بدزبان یہودیوں نے ان کی ماں کے کردار پر اعتراض کیا اور احمق عیسائیوں نے انہیں ابن اللہ بنا دیا...... اور انتہا میں یہودیوں نے یہ اعلان کیا کہ وہ سولی پر چڑھا دیئے گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیئے گئے اور عیسائیوں نے یہ عقیدہ قائم کیا کہ سولی پر لٹکا کر دفن تو کئے گئے تھے لیکن پھر واپس آ گئے...... جب کہ کسی کے پاس کسی بات کی کوئی دلیل نہیں ہے اور قرآن مجید کا حتمی فیصلہ یہ ہے کہ مریمؑ طاہرہ ہیں۔ عیسیٰ عبداللہ ہیں...... اور انہیں نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ سولی دی گئی ہے بلکہ خدا نے آسمان پر اٹھا لیا ہے اور جب مرضی پروردگار ہوگی دوبارہ زمین پر واپس آئیں گے اور حضرت مہدی کے پیچھے نماز جماعت ادا کریں گے۔

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ
یہود کے ظلم اور اکثرلوگوں کو راہ خدا سے روکنے کے سبب بہت سی پاک چیزیں جو (پہلے)

لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا
ان پر حلال تھیں ہم نے ان پر حرام کر دیں۔ (160) اور اس سبب سے بھی کہ

وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ
وہ سود خوری کرتے تھے جب کہ اس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا مال ناحق کھانے کے سبب سے بھی اور

اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ
ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (161) لیکن ان میں سے جو

فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ (7) يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَ
علم میں راسخ ہیں اوراہل ایمان ہیں وہ اس پر ایمان لاتے جو آپ پر نازل کیا گیا اور

مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ (8) الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ
جو آپ سے پہلے نازل کیا گیااورنماز قائم کرنے والوں اور زکوۃ دینے والوں

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا
نیز اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والوں کو ہم اجر عظیم

عَظِيۡمًا ﴿۱۶۲﴾ ع اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ
دیں گے۔ (162) (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی (۵)بھیجی ہے جس طرح نوح اور

مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ
ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی اور جس طرح ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق،

عربی حاشیہ

آ ئیں گے۔ اور ان کی باتوں کوتسلیم کرلیں گے۔جن میں سے ایک حضرت مہدی کی امامت بھی ہے۔

7-بعض مفسرین نے مومنوں سے مراد مسلمانوں کو لیا ہے اور بعض نے اہلِ کتاب ہی کے سادہ لوح مقلدین کو مراد لیا ہے۔

8-المقیمین کالفظ خصوصیت کی بنا پر ہے اور المؤتون کا رفع علامت ہے کہ اصلی نمازی وہی ہیں جو زکوۃ دینے والے اور خدا وآخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ یہودیوں کے مقابلہ میں اتمام حجت کا ایک طریقہ ہے کہ اگر اس قدر انبیاء صرف وحی کی بناء پر نبی مان لئے گئے ہیں تو پیغمبر اسلام کو کیوں نہیں مانا جاتا جب کہ ان کی طرف بھی وحی آئی ہے اور خدا خود اس بات کی گواہی دیتا ہے۔

یہودیوں ہی کی خاطر جناب موسیٰؑ کا ذکر الگ سے کیا گیا ہے اور ان کی صفت کلیمیت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰؑ کی کلیمیت پر ایمان رکھتے ہو ویسے ہی خدا سارے انبیاء پر اپنا کلام نازل کرتا ہے چاہے براہِ راست گفتگو نہ کرے تو ان سب پر ایمان لے آؤ۔

وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ

یعقوب، اولاد عیسیٰ، ایوب، یونس،

هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَ رُسُلًا قَدْ

ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔ (163) ان رسولوں پر

قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

(وحی بھیجی) جن کے حالات کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کے حالات کا ذکر ہم (۹) نے

عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

آپ سے نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے تو خوب باتیں کی ہیں۔ (164) (یہ سب) بشارت دینے والے

وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ

اور تنبیہ کرنے والے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کسی

الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ

حجت کی گنجائش نہ رہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (165) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ

يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ

جو کچھ اس نے آپ پر نازل کیا ہے وہ اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ساتھ فرشتے بھی

يَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

گواہی دیتے ہیں اور گواہی کے لیے تو اللہ ہی کافی ہے۔ (166) بے شک جنہوں نے

وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

کفر اختیار کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا وہ گمراہی میں دور تک نکل گئے۔ (167)

منزل ۱

عربی حاشیہ

9-جنابؑ یعقوب کے بارہ فرزندوں کی اولاد میں بارہ منتخب افراد جن کی طرف وحی نازل ہوئی ہے کہ ان میں سے انبیاء گزرے ہیں۔

10-ملت اسلامیہ میں کل انبیاء کی تعداد میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ تعداد ایک طرف صرف ۳۱۳ بتائی گئی ہے اور دوسری طرف ۱۴ لاکھ ۲۴ ہزار لیکن مشہور روایات کی بنا پر ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے۔

11-ملائکہ کی شہادت پیغمبرؐ اسلام کی عظمت وجلالت کے اظہار کے لئے ہے ورنہ پروردگار کی گواہی کے بعد کسی کی گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۶۶ میں کما اوحینا اشارہ ہے کہ اسلام میں تمام شریعتوں کے محاسن پائے جاتے ہیں .....اور زبور آسمانی کتاب ہونے کے باوجود چونکہ تشریعی کتاب نہیں ہے لہٰذا داؤد کا شمار اولوالعزم پیغمبروں میں نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) اس اجمال و ابہام میں بڑی معنویت پائی جاتی ہے اور اس سے بے شمار اعتراضات کا جواب مل جاتا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سارے انبیاء مشرق ہی میں کیوں آئے ہیں اور مغرب کو ان سے کیوں محروم رکھا گیا ہے اور پھر مغرب پر خدا کی حجت کس طرح تمام ہوئی ہے......!

ان دونوں باتوں کا جواب اس ایک فقرہ میں ہے کہ ہم نے بہت سے رسولوں کا تزکرہ نہیں کیا تو ہوسکتا ہے کہ وہ سب مغرب کے رسول ہیں یا وہ بھی مشرق کے رہنے والے ہوں اور ان کے نمائندے اتمام حجت کے لئے مغرب کی طرف گئے ہوں اور جب تک مکمل تفصیل موجود نہیں ہے اس قسم کے سوالات اٹھانے کا کوئی حق بھی نہیں ہے۔

یہ بات بہرحال مسلمات میں سے ہے کہ خدا زمین کو حجت سے خالی نہیں چھوڑ سکتا چاہے وہ نبیؑ یا رسول ہو یا کتاب اور شریعت یا ہدایت کا کوئی دوسرا طریقہ......!

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ ظَلَمُوۡا لَمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَ
جنہوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم کرتے رہے اللہ انہیں ہر گز نہیں بخشے گا اور

لَا لِیَہۡدِیَہُمۡ طَرِیۡقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِیۡقَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ
نہ ہی ان کی راہنمائی کرے گا۔ (168) سوائے راہ جہنم کے جس میں وہ ابد تک

فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا ﴿۱۶۹﴾ یٰۤاَیُّہَا
ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ کے لیے نہایت سہل ہے۔ (169) اے لوگو!

النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَقِّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَاٰمِنُوۡا
یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں پس تمہارے حق میں

خَیۡرًا لَّکُمۡ ؕ وَ اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
بہتر ہے کہ تم ان پر ایمان لے آؤ اور اگر تم کفر اختیار کرو تو (جان لوکہ) آسمانوں اور زمین کی

وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۱۷۰﴾ یٰۤاَہۡلَ
موجودات کا مالک اللہ اور اللہ بڑا علم رکھنے والا، حکمت والا ہے۔ (170) اے اہل کتاب

الۡکِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ
اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہو۔

اِلَّا الۡحَقَّ ؕ اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ
بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم تو اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم تک پہنچا دیا

وَ کَلِمَتُہٗ ۚ اَلۡقٰہَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡہُ ۫ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ
اور اس کی طرف سے وہ ایک روح ہیں لہٰذا اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ

عربی حاشیہ

اسباط سَبط کی جمع ہے یعنی قبائل بنی اسرائیل ...... مراد انبیاء کرامؑ ہیں۔

12- مفسرین کا بیان ہے کہ پہلی آیت میں کفر کے ساتھ راستہ روکنے کا ذکر ہے جو یہودیوں کی خصلت ہے اور دوسری آیت میں کفر کے ساتھ ظلم کرنے کا ذکر ہے جو مشرکین کا کاروبار ہے اور اسی لئے ایک کو گمراہ کہا گیا ہے اور دوسرے کو خالص جہنمی۔

13- یہاں جہنم کے بارے میں خلود کے ساتھ ابدیت کا بھی ذکر ہے جو علامت ہے کہ ان لوگوں کو جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

14- اگرچہ اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ دونوں ہیں لیکن اس آیت میں نصاریٰ ہی مراد ہیں کہ وہی جناب عیسیٰ کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور اقانیم ثلاثہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ خدا ہر مسلمان کو ''اقانیم ثلاثہ'' کے عقیدہ سے محفوظ رکھے۔

15- عیسائی مبشرین نے کلمہ اور روح کے

اردو حاشیہ

(۷) عقائد میں غلو ہر قوم کے بعض افراد کی بیماری ہے اور انسان کا یہ خاصہ ہے کہ جس سے عقیدت پیدا کر لیتا ہے اسے اس کی حد سے آگے بڑھائے بغیر مطمئن نہیں ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی یہی کاروبار مختلف مراحل پر ہوتا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ والے کبھی ایسی جہالتوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے اور اپنے امکان بھر اس کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ خود جناب عیسیٰ نے اس تصور کے پیدا ہونے سے پہلے ہی گہوارہ ہی سے اپنی بندگی کا اعلان کر دیا تھا اور پھر زندگی بھر عبادت الٰہی کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا اور اس کے بعد بھی جب زمین پر آئیں گے تو عبادت ہی کریں گے۔

عیسائیوں کے لئے یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ اگر جناب عیسیٰ اتنی مسلسل عبادت کے بعد بھی خدا کہے جا سکتے ہیں تو جس کے پیچھے وہ نماز جماعت پڑھیں گے اس کے بارے میں کیا عقیدہ قائم کیا جائے گا۔

وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ
اور یہ نہ کہو کہ تین ہیں۔ اس سے باز آ جاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ
یقیناً اللہ تو بس ایک ہی معبود ہے ۔ اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
آسمانوں اور زمین میں موجود ساری چیزیں اسی کی ہیں اور کارسازی کے لیے

وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا
اللہ کافی ہے۔ (171) مسیح نے کبھی بھی اللہ کی بندگی کو ⁽⁸⁾ عار نہیں سمجھا

لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ
اور نہ ہی مقرب فرشتے (اسے عار سمجھتے ہیں) اور جو اللہ کی بندگی کو عار سمجھتا ہے

عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا
اور تکبر کرتا ہے اللہ ان سب کو (ایک دن) اپنے سامنے جمع کرے گا۔ (172) پھر ایمان لانے والوں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ
اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو اللہ ان کا پورا اجر دے گا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ
اور انہیں اپنے فضل سے مزید عطا کرے گا اور جن لوگوں نے (عبادت کو) عار سمجھا اور

اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ
تکبر کیا انہیں اللہ دردناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا

عربی حاشیہ

لفظ سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ جناب عیسیٰؑ نص قرآن اللہ کا ایک جزو یا خدائی کا ایک مخصوص کلمہ ہیں جن کا قیاس عام بندوں پر نہیں کیا جاسکتا لیکن ان احمقوں نے یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ قرآن مجید نے اس آیت میں ان کے اس مفہوم کو غلو سے بھی تعبیر کیا ہے اور انھیں ثلاثہ کے عقیدہ سے روکا ہے۔کلمہ وروح جناب عیسیٰ کی بغیر باپ کے ولادت کی طرف اشارہ ہے جس طرح جناب آدم کے بارے میں "نفخت فیہ من روحی" کہا گیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ عام انسانوں کی تخلیق میں کلمہ کن کے ساتھ مادی اسباب بھی ہوتے ہیں اور جناب عیسیٰ کے بارے میں خدا نے براہ راست مریم ہی کی طرف اس کلمہ کا القا کر دیا ہے اور اسی مادی تخلیق سے بے نیازی کی بنا پر انھیں روح سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ بہترین بات یہ ہے کہ جب خود عیسیٰ کو بندگی سے انکار نہیں تو عیسیٰ والوں کو انکار کرنے کا کیا حق ہے۔

اردو حاشیہ

(٨) یہ استدلال کا ایک بہترین طریقہ ہے کہ خود صاحب معاملہ کو گواہی میں پیش کیا جائے اور قوم کو اس کی سفاہت اور حماقت پر متنبہ کیا جائے کہ جب خود حضرت عیسیٰ اپنی بندگی کے منکر نہیں ہے اور اپنے کو عبداللہ کہہ رہیں تو ماننے والوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ان کی بات کو ٹھکرا کر کوئی دوسرا عقیدہ قائم کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ عقیدت انسان کو اس قدر اندھا بنا دیتی ہے کہ حضرت علیؑ اپنے کو بندۂ خدا کہتے ہیں اور نصیری ان کو خدا کہتے ہیں۔ خلفاء اسلام اپنی ناواقفیت، خطا کاری اور حضرت علیؑ کی مدد کے بغیر ہلاکت کا اعلان کرتے ہیں اور نادان مسلمان انہیں حضرت علیؑ سے افضل و برتر قرار دیتے ہیں

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

نہ کوئی سر پرست اور نہ کوئی مدد گار پائیں گے۔ (173) لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

روشن نور نازل کیا ہے۔ (174) لہٰذا جو اللہ پر ایمان لے آئیں اور

اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ

اس سے متمسک رہیں تو وہ جلد ہی اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ

اور انہیں اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ دکھائے گا۔ (175) لوگ آپ سے

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ [16] اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ

(کلالہ کے بارے میں) دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے: اللہ کلالہ کے بارے میں

لَهٗ وَلَدٌ [17] وَّلَهٗۤ اُخْتٌ [18] فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَ هُوَ

تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک[9] بہن ہو تو

يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

اسے (بھائی کے) ترکے سے نصف حصہ ملے گا اور اگر بہن (مر جائے اور اس) کی کوئی اولاد نہ ہو تو

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً

بھائی کو بہن کا پورا ترکہ ملے گا اور اگر بہنیں دو ہوں تو دونوں کو (بھائی کے) ترکے سے دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن

عربی حاشیہ

واضح رہے کہ جناب عیسیٰ کو سولہ مقامات پر ابن مریم کہا گیا ہے اور یہاں حصر کے ساتھ اعلان ہوا ہے اور رسول کلمہ یا روح ہونا خود مخلوق ہونے کی دلیل ہے روح منہ اسی طرح ہے جس طرح آسمان زمین کے بارے میں جمیعاً منہ ہے۔(حاشیہ ۱۳)

16- کلالہ کے معنی لغت میں احاطہ کے ہیں۔ اس سے والدین اور اولاد کے علاوہ دیگر رشتہ دار مراد ہوتے ہیں کہ یہی لوگ انسان کو گھیرے رہتے ہیں اور آباء و اولاد تو اس کے ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو کلالہ اور احاطہ نہیں کہا جا سکتا۔

17- ولد لڑکا اور لڑکی دونوں کو کہا جاتا ہے۔

18- یہاں بھائی بہن سے مراد حقیقی اور پدری ہیں، مادری بھائی بہن کی میراث کا تذکرہ اس سورہ کے شروع میں ہو چکا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) یہ بہن کے لئے فریضہ ہے۔ اس کے بعد باقی مال اسے بطور رد مل جائے گا۔ اہل سنت کے یہاں باقی مال عصبہ کو ملتا ہے جس کا قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

واضح رہے کہ آیت میں صرف اولاد کے نہ ہونے کا ذکر ہے حالانکہ کلالہ کے لئے شرط ہے کہ نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ۔ جیسا کہ تمام عالم اسلام کے مسلمات میں سے ہے اور لفظ کلالہ کے مفہوم کا تقاضا بھی ہے۔

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ

دونوں ہیں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا۔ اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے

تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔ (176)

اٰیاتها ۱۲۰ ۔ ۵ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۲ ۔ رکوعاتها ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (19) ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ

اے ایمان والو! عہد و پیمان [1] پورا کیا کرو۔ تمہارے لیے چرنے والے مویشی حلال کیے گئے ہیں

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ

سوائے ان کے جو آئندہ تمہیں بتا دیے جائیں گے [2] (مگر) حالت احرام میں

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

شکار کو حلال تصور نہ کرو بے شک اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ (1) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

تم اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانور کی

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا

اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے باندھ دیے جائیں اور نہ ان لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل

عربی حاشیہ

19-عقد وہ معاہدہ اور التزام ہے جو لوگ آپس میں کرتے ہیں۔

بہیمۃ۔ جانور (پرندوں کے علاوہ) انعام۔ گائے، بکری، اونٹ۔ حُرم۔ حالت احرام اور حدود حرم دونوں کو شامل ہے۔ شعائر۔ شعیرہ کی جمع ہے یعنی علامت اور نشانی ہے۔

شہرالحرام۔ وہ مہینے جن میں جنگ حرام ہے۔ ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب۔

ہدی۔ قربانی کا جانور

قلائد۔ وہ جانور جسے راہ خدا میں نذر کرنے کے لئے گلے میں قلاوہ یا ہار ڈال دیا جائے۔

شنآن۔ بغض وعداوت۔ تعاون۔ باہمی امداد سے عمل انجام دینا۔

20-یہ صیغہ امر صرف پابندی اٹھانے اور جواز کے لئے ہے۔ اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام میں معاملات کو عقود سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس میں دو آدمی آپس میں عہد و پیمان کرتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے جیسے کہ عقدِ تجارت، عقدِ اجارہ، عقدِ نکاح وغیرہ۔

(۲) جانوروں میں دو طرح کی پابندیاں ہیں۔ حالتِ احرام میں شکار نہ کیا گیا ہو اور

مردار، سور، خون اور غیر خدا کے نام کا ذبیحہ نہ ہو، جس کی طرف دوسری آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا

اور خوشنودی کی تلاش میں بیت الحرام کی طرف جارہے ہوں۔

يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ہاں! جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کر سکتے ہو اور جن لوگوں (۳) نے تمہیں مسجد الحرام جانے سے روکا تھا

أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا

کہیں ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم بھی (ان پر) زیادتیاں کرنے لگو اور (یادرکھو) نیکی اور تقویٰ میں

عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

ایک دوسرے (۴) کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرو اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ﴿٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (1) وَالدَّمُ وَلَحْمُ

یقیناً بہت سخت ہے۔ (2) تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، سور کا گوشت اور (وہ جانور)

الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ

جس پر اللہ کے سوا کسی کا نام لیا گیا ہو یا جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ

یا سینگ لگ کر مرگیا ہو یا اسے درندے نے کھایا ہو سوائے اس کے جسے تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ

اور جسے تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور جوئے کے تیروں کے ذریعہ تمہارا تقسیم کرنا بھی حرام ہے۔

فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا

یہ سب فسق ہیں۔ آج کافر لوگ تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں پس تم ان (کافروں) سے نہیں مجھ سے ڈرو۔

عربی حاشیہ

1-اسلام نے دس طرح کے حیوانیات کو حرام قرار دیا ہے۔
۱۔میتہ۔ جس کا شرعی قوانین کے مطابق ذبیحہ نہ ہو۔
۲۔خون۔ جو گوشت کی شکل میں نہ ہو۔
۳۔سور کا گوشت، چربی وغیرہ۔
۴۔جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔
۵۔منخنقہ جس جانور کو گلا گھونٹ کر ماردیا جائے۔
۶۔موقوذہ۔ جس کو مارمار کر ہلاک کردیا جائے۔
۷۔مترویہ۔ جسے بلندی سے گراکر مار دیا جائے۔
۸۔نطیحہ۔ جسے سینگ لڑاکرختم کرادیا جائے۔
۹۔ جسے درندہ کھاکر چھوڑ دے۔
۱۰۔جوجاہلیت کے محترم پتھروں کے

اردو حاشیہ

(۳) ٦ھ میں مکہ اور خانہ خدا پر کفار و مشرکین کا قبضہ تھا تو انہوں نے مسلمانوں کو طواف کعبہ سے روک دیا تھا۔ ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تو فطری طور پر جذبہ انتقام پیدا ہوا۔ پروردگار عالم نے فوراً پابندی عائد کر دی کہ خبردار پرانی عداوت نئے ظلم پر آمادہ نہ کر دے اور ظلم کا جواب ظلم سے صرف میدانِ جنگ میں دیا جاتا ہے ہر جگہ نہیں۔

(۴) یہ اسلام کا ایک عظیم اجتماعی اور سیاسی نظام ہے کہ انسان پر باہمی تعاون لازم بھی ہے اور حرام بھی...... اور دونوں میں حد فاصل عمل کی نوعیت ہے۔ عمل حلال اور خیر ہے تو تعاون ضروری ہے اور عمل حرام اور گناہ ہے تعاون حرام ہے۔
سماج کی اجتماعی اور انقلابی تحریکات میں اس نکتہ کا پیشِ نظر رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے اور اس کے بغیر کوئی اقدام جائز نہیں ہوتا ہے۔

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ

آج (۵) میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اوراپنی نعمت تم پر پوری کردی اور

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا پس جو شخص گناہ کی طرف مائل ہوئے بغیر

دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ

بھوک کی وجہ سے (ان حرام چیزوں سے پرہیز نہ کرنے پر) مجبور ہو جائے تو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۚ قُلْ

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ (3) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے۔ کہہ دیجئے:

اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکار بھی جو تمہارے لیے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جنہیں تم نے

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ

سدھا رکھا ہے اور انہیں تم شکار پر چھوڑتے ہو۔ جس طریقے سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے اس کے مطابق تم نے

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ

انہیں سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑیں اسے کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۚ وَطَعَامُ

یقیناً بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (4) آج تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫

اور اہل کتاب کا کھانا (۶) تمہارے لیے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے

عربی حاشیہ

سامنے بھینٹ چڑھایا جائے۔ انصاب۔ اصنام کے علاوہ دوسرے پتھر ہیں۔ اصنام با تصویر ہوتے ہیں اور انصاب سادہ۔

واضح رہے کہ یہ تمام قسمیں موقع کی مناسبت سے بیان کی گئی ہیں ورنہ ان کے علاوہ کتا، درندے، حشرات الارض اور مسخ شدہ جانور وغیرہ بھی حرام ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) مفسرین نے اس آج کے بارے میں کافی اختلاف کیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آج اب کے معنی میں ہیں کہ جب سارے احکام بیان کر دیئے گئے اور حرام و حلال کو واضح کر دیا گیا تو گویا اب دین کامل ہو گیا اور نعمت تمام ہوگئی......لیکن اکثر مفسرین اور مورخین بلکہ محدثین نے بھی اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ یہ آیت ۱۰ ھ میں حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں نازل ہوئی ہے جب پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تھا اور اسلام کی تشریعی حیثیت کے مکمل کرنے کے ساتھ اس کی تنفیذ کا کام بھی مکمل کر دیا تھا اور امت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ میرے بعد اسلام کی تنفیذ کا مکمل اختیار علیؑ کو ہے اور وہ اسی طرح تمہارا مولا ہے جس طرح میں تمہارا مولا ہوں۔

مفسرین نے مولا کے معنی میں بھی جھگڑا اٹھایا ہے لیکن اصل واقعہ سے انکار نہیں کیا جس کے راوی ۱۲۰ صحابی، ۸۴ تابع اور ۳۶۰ حفاظ حدیث ہیں اور جس کا تذکرہ مسند احمد بن حنبل، خصائص، نسائی، متدرک حاکم، مناقب خوارزمی اور استیعاب وغیرہ میں موجود ہے اور جس کی تفصیل الغدیر کی بارہ جلدوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(۶) بعض حضرات نے اس سے اہلِ کتاب کا ذبیحہ مراد لیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ لفظ طعام قرآن مجید میں دریائی جانور، پانی، گوشت اور مختلف معنوں

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ

اور پاکدامن مومنہ عورتیں نیز جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان کی پاکدامن عورتیں بھی

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

(حلال کی گئی ہیں) بشرطیکہ ان کا مہر دے دو اور ان کی عفت کے محافظ بنو،

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَ

چوری چھپے آشنائیاں یا بدکاری نہ کرو اورجو کوئی ایمان سے منکر ہوا

مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

اس کا عمل ضائع ہو گیا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى (ع ١ ٥ ٥)

میں سے ہو گا۔ (5) اے ایمان (٧) والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو

الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى [2] الْمَرَافِقِ وَ

اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو

امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ [3] وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ

نیز اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو۔

كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى

اگر تم حالت (٨) جنابت میں ہو تو پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو

سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آیا ہو

عربی حاشیہ

2-یہ لفظ اشارہ ہے کہ عورتوں کو جو رقم بطور اجرتِ زنا دی جاتی ہے اس سے عورت حلال نہیں ہوتی ہے۔ اس کے حلال ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اجرت بطور مہر دی جائے اور باقاعدہ عقد کیا جائے۔ دورِ حاضر میں تحفہ کے عوض جنسی تعلقات بدکاری ہیں ان کا نکاح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

3-الیٰ۔ ہاتھ کی حد بندی ہے دھونے کی حد بندی نہیں ہے اور اسی لئے اس میں مِن کا ذکر نہیں ہے۔

٢ ''ب'' علامت ہے کہ مسح کا سر سے الصاق کافی ہے۔ پورے سر کا مسح کرنا لازم نہیں ہے۔ ارجلکم میں لام پر اگرچہ زبر ہے لیکن اس کا تعلق وجوہکم وایدیکم سے نہیں ہے کہ غسل کا حکم تمام ہو چکا ہے اور اب مسح کا ذکر ہو رہا ہے اور کلامِ الٰہی میں ایسی بے ربط بات نہیں ہو سکتی ہے۔

اردو حاشیہ

میں استعمال ہوا ہے لہٰذا اہلِ کتاب کا ذبیحہ بھی شرائط کے ساتھ جائز ہونا چاہئے اور ان کا قیاس دیگر مشرکین پر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ صراحتاً مشرک نہیں ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ طعام مصدری اعتبار تو ہر ماکول کے بارے میں استعمال ہو سکتا ہے اور ہوا بھی ہے لیکن طعام ماکول کے معنی میں پانی یا بعض دوسری چیزوں کو نہیں کہا جاتا۔ لہٰذا ان آیات کا سہارا لے کر ذبیحہ کا جائز قرار دینا ایک بالکل عجیب وغریب بات ہے۔ اہلِ کتاب کا خود پاک ہونا اور ہے اور ان کے ذبیحہ کا جائز ہونا اور ہے......!

(٧) آیت کریمہ میں وضو کا قانون بیان کیا گیا ہے اور اس کی اجمالی ترکیب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تفصیلی احکام روایات میں موجود ہیں جہاں چہرہ اور ہاتھ کے دھونے کا طریقہ، سر کے مسح کرنے کی جگہ، پیروں کا مسح یا اس کے دھونے کا مسئلہ سب کی تفصیل موجود ہے اور روایات کا کام ہی یہ ہے کہ قرآن مجید کے اجمال کی تشریح اور تفصیل بیان کرے اور صریح حکم قرآن کے خلاف نہ ہو ورنہ قرآن پیروں کے مسح کا حکم دے اور روایت دھونے کا ذکر کر دے تو ایسی روایت قابلِ اعتبار نہیں ہے چاہے اس کا راوی کوئی بھی انسان کیوں نہ ہو۔

(٨) جنابت کی حالت میں غسل کا حکم بیان کرنے کے بعد دونوں طرح کے حالات کو جمع کر لیا گیا جہاں غسل واجب ہوتا ہے جیسے جنابت یا وضو واجب ہوتا

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو پھر تمہیں پانی میسر نہ آئے تو

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

پاک مٹی سے تیمّم (۸) کرو پھر اس سے تم اپنے چہروں

لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

اور ہاتھوں کا مسح کرو اللہ تمہیں مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ وَاذْكُرُوْا

بلکہ وہ تمہیں پاک اور اپنی نعمت تم پر مکمل کرنا چاہتا ہے شاید تم شکر کرو۔ (6) اور اس نعمت کو

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ

یاد کرو جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے اور اس عہد و پیمان کو بھی

اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

جو اللہ نے تم سے لے رکھا ہے جب تم نے کہا تھا: ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا

دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ (7) اے ایمان والو! اللہ کے لیے بھر پور قیام کرنے والے (۹)

قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی

قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ

دشمنی تمہاری بے انصافی کا سبب نہ بنے۔ (ہر حال میں) عدل کرو! یہی تقویٰ کے قریب ترین ہے

عربی حاشیہ

4-یہاں بھی ''ب'' کا وجود دلیل ہے کہ سارے چہرے یا ہاتھ کا مسح لازم نہیں ہے ورنہ اس ''ب'' کی ضرورت نہ ہوتی۔

واضح رہے کہ تیمّم کا حکم تین مصلحتیں رکھتا ہے:

۱۔انسان کو غسل کی زحمت سے بچا لیا جائے۔

۲۔اس کی طہارت کا انتظام کر دیا جائے۔

۳۔اس پر نعمت کا اتمام کر دیا جائے۔

اور یہ سب اس بات کی علامت ہیں کہ تیمّم ایک سہولت ہے طہارت ہے اور نعمت ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان تیمّم کو حقیر سمجھتا ہے اور اس کا دل تیمّم سے نہیں بھرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ خدا نہیں ہے بندہ نفس ہے اور اس نے سہولت، نعمت اور طہارت کی قدر نہیں کی ہے۔

اردو حاشیہ

ہے جیسے پیشاب، پیخانہ وغیرہ اور پھر سب کا مشترک بدل تیمّم بیان کیا گیا اور اس کی ترکیب کی طرف اشارہ کیا گیا کہ تیمّم چاہے غسل کے بدلے ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کا تعلق سارے بدن سے نہیں ہے۔ صرف چہرہ اور ہاتھوں کے ایک حصہ کا اور وہ بھی ان تفصیلات کے ساتھ جن کی طرف روایات صحیحہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(۹) ایک مسلمان کی صحیح زندگی یہی ہے کہ اس کا ہر اقدام للہ ہو اور جو بات کہے یا جو کام کرے اس میں للّٰہیت پائی جاتی ہو اور دنیا داری کا شائبہ نہ ہو اور اس کے بعد ہر انداز سے عدالت کے ساتھ شہادت کے لئے تیار رہے اور بغض و عداوت یا انتقام کی بنا پر جادہ اعتدال سے منحرف نہ ہونے پائے کہ اسلام ایسے انتقام کو تقویٰ کے خلاف سمجھتا ہے اور وہ مسلمان کو متقی دیکھنا چاہتا ہے۔ منحرف یا حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا نہیں دیکھنا چاہتا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ
اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (8) اللہ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ
ایمان والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں سے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم

عَظِيْمٌ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ
کا وعدہ کر رکھا ہے۔ (9) اور جنہوں نے کفر اختیار کیا اورہماری آیات کو

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔ (10) اے ایمان والو! اللہ کا یہ احسان یاد رکھو کہ

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ
جب ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے

اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ
تمہاری طرف (بڑھنے والے) ان کے ہاتھ روک دیے اور اللہ سے ڈرتے رہو

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ
اور مومنوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (11) اور اللہ نے

مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ
بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیبوں کا

نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ
تقرر کیا اور اللہ نے (ان سے) کہا: (۱۰) اگر تم نے نماز قائم کی

عربی حاشیہ

فائدہ

اوجاء احد منکم کا عطف اذا قمتم پر ہے ورنہ آوٗ بمعنی واوٗ ہونا۔

نیز آیت نمبر ۷ میں میثاق فطری بھی ہے باعتبار عالم ذرا اور تشریعی بھی ہے باعتبار اسلام۔

5-پروردگار عالم نے ہر دور میں اور ہر مقام پر صاحبانِ ایمان کی مدد کی ہے جیسا کہ خود سرکار دو عالمؐ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ غطفان کی جنگ کے موقع پر سرراہِ آرام فرما رہے تھے کہ ان کے سردار نے آپ پر حملہ کرنا چاہا آپ اچانک اٹھ گئے تو اس نے کہا کہ اس وقت آپ کو کون بچاسکتا ہے؟ فرمایا میرا خدا یہ سن کر اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور آپ نے تلوار کو اٹھا کر پوچھا کہ اب تجھے کون بچاسکتا ہے؟ اس نے بے ساختہ اقرار کرلیا کہ آپ کا رحم وکرم اور یہ کہہ کر مسلمان ہوگیا۔

6-نقیب وہ افراد ہوتے ہیں جو قوم کے حالات کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور قوم میں

اردو حاشیہ

(۱۰) قدرت کا ہر دَور میں ایک نظام رہا ہے کہ اس نے اپنے بندوں سے کچھ مطالبات کئے ہیں اور کچھ وعدے کئے ہیں۔ بنی اسرائیل کے سلسلے میں بھی ان سے معیت کا وعدہ کیا اور ان کے سامنے پانچ شرائط رکھ دیئے:

۱۔ نماز قائم کرنا۔
۲۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔
۳۔ رسولوں پر ایمان لانا۔
۴۔ رسولوں کی امداد کرنا۔
۵۔ بندگانِ خدا کو قرض دینا اور ان کی مالی امداد کرنا۔

ان شرائط پر عمل درآمد کے بعد گناہوں کی معافی بھی ہے اور جنات و باغات کا وعدہ بھی ہے اور شرائط پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں لعنت اور سنگ دلی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

امت اسلامیہ کو ان تذکروں کے ذریعے متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہیں بھی ان شرائط وقواعد پر عمل کرنا ہوگا اور اس کے بغیر تمہیں بھی جنات اور باغات کا منہ دیکھنے کو نہیں ملے گا بلکہ لعنت اور عذاب کے حق دار ہو جاوٗ گے۔

وَ اٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَ
اور زکوٰۃ ادا کی اور اگر تم میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور

اَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ
اللہ کو قرض حسن دیتے رہو تو میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارے گناہوں کو تم سے

سَیِّاٰتِکُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا
ضرور دور کردوں گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
پھر اس کے بعد تم میں سے جس کسی نے بھی کفر اختیار کیا بتحقیق وہ راہ راست سے

السَّبِیْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِھِمْ مِّیْثَاقَھُمْ لَعَنّٰھُمْ وَجَعَلْنَا
بھٹک گیا۔ (12) پس ان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت بھیجی

قُلُوْبَھُمْ قٰسِیَۃً ۚ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ [7] ۙ
اور ان کے دل سخت کر دیے۔ یہ لوگ (کتاب اللہ کے) کلمات کو اپنی جگہ سے الٹ پھیر کر دیتے ہیں

وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ ۚ وَلَا تَزَالُ [8] تَطَّلِعُ عَلٰی
اور انہیں جو نصیحت کی گئی تھی وہ اس کا ایک حصہ بھول گئے اور آئے دن ان کی کسی خیانت پر آپ آگاہ ہو رہے ہیں

خَآئِنَۃٍ مِّنْھُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَ
البتہ ان میں سے تھوڑے لوگ ایسے نہیں ہیں۔ سو ان سے درگزر کیجئے اور معاف کر دیجئے۔

اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ مِنَ الَّذِیْنَ
بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (13) اور ہم نے ان لوگوں سے

عربی حاشیہ

سردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

7- یہودیوں نے دونوں طرح کی تحریف کی ہے۔ کتاب خدا کے الفاظ بھی بدلے ہیں اور معانی میں بھی تحریف کی ہے۔

8- یہ اشارہ ہے کہ یہودیوں میں خیانت کار پیدا ہوتے رہیں گے اور رسول اکرمؐ کو ان سب کا علم ہے اور خیانت کاروں میں سے مستثنیٰ صرف چند افراد ہیں جنھوں نے اسلام قبول کرلیا ہے ......اور رسول اسلامؐ ہر شخص کے بارے میں درگزر کرنے اور نظر انداز کرنے کے لئے مامور ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ توکل بیکاری نہیں ہے بلکہ مکمل کوششوں کے ساتھ خدا پر اعتماد ہے جو تقویٰ کا بھی ماحصل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) یہودیوں کی خیانت ایک فطری صفت کی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ جب، جہاں اور جس عالم میں رہیں گے خیانت کار رہیں گے اور ان سے کسی عہد و پیمان اور دیانت داری کی امید نہیں ہے۔ عبداللہ بن سلام جیسے چند افراد راہِ راست پر آ گئے۔ یہ صرف قدرت پروردگار تھی اور اس حقیقت کے اظہار کا نتیجہ تھا کہ خیر و شر فطری جبر کا نام نہیں ہے اور اس میں انسان کا اپنا اختیار بہر حال کام کرتا ہے ورنہ اصل مزاج یہودیت خیانت اور بدعہدی ہی ہے جس کا مشاہدہ چودہ صدیوں سے برابر ہو رہا ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا

بھی عہد لیا تھا جو کہتے ہیں: ہم نصاریٰ ہیں پس انہوں نے بھی اس نصیحت کا

مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ (9) فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ

ایک حصہ فراموش کر دیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے قیامت تک کے لیے

الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ

ان کے درمیان بغض و عداوت ڈال دی اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اللہ

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

عنقریب انہیں جتا دے گا۔ (14) اے اہل کتاب ہمارے رسول تمہارے پاس (۱۲) کتاب

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ

(خدا) کی وہ بہت سی باتیں تمہارے لیے کھول کر بیان کرنے کے لیے آئے ہیں

الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

جن پر تم پردہ ڈالتے رہے ہو اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتے ہیں۔ بتحقیق تمہارے پاس اللہ کی جانب سے

نُوْرٌ (10) وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ

نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔ (15) جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو امن و سلامتی

رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضا کے طالب ہیں اور وہ اپنے اذن سے

اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

انہیں ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور انہیں راہ راست کی رہنمائی فرماتا ہے۔ (16)

عربی حاشیہ

9-عیسائی یہودیوں کے مقابلہ میں اپنے کو زیادہ ایماندار اور شریف سمجھتے تھے۔ پروردگار نے ان کے حالات کی بھی ترجمانی کردی کہ ان سے بھی ایمان کا عہد لیا گیا ہے اور انھیں بھی انجیل کی نصیحت دی گئی ہے لیکن انھوں نے بھی وہی کیا ہے جو یہودیوں نے کیا تھا تو ان کا عذاب بھی اس دنیا میں باہمی اختلاف کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کا واضح نمونہ یہ ہے کہ عیسائیوں کا جتنا قتلِ عام خود عیسائیوں کے ہاتھوں ہوا ہے اتنا کسی دوسری قوم کے ذریعہ نہیں ہوا ہے۔

10- بعض لوگوں نے نور سے مراد اسلام کو لیا ہے اور بعض نے سرکار دوعالمؐ کی ذات گرامی کو اور بعض نے قرآن مجید کو اور یہ سب ہی صحیح ہے۔ لیکن اگر نور کے مصادیق پر نگاہ ڈالی جائے اور آیت کو محدود نہ رکھا جائے تو رسول اکرمؐ کے ساتھ قرآن مجید ہی کی طرح اہلبیتؑ طاہرین بھی وہ نور کے مجسمے تھے جنھیں خدا نے ہدایت

اردو حاشیہ

(۱۲) یہودی اور عیسائی عقائد کے اعتبار سے ضرور اختلاف رکھتے ہیں لیکن ذاتی خصلتوں اور اسلام کے مقابلہ میں بغاوتوں اور شرارتوں کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں رکھتے۔ دونوں نے کتابِ خدا میں تحریف کی ہے۔ دونوں نے عہد الٰہی کو نظر انداز کیا ہے۔ دونوں نے سرکارؐ دو عالم کے تذکروں کو چھپایا ہے۔ دونوں نے آپ پر ایمان لانے سے گریز کیا ہے اور دونوں نے امتِ اسلامیہ پر ہر ظلم وستم کو روا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ "الكفر كله ملة واحدة"

پروردگار عالم نے ان سب کے مقابلہ میں اتمام حجت کے لئے اپنے رسولؐ کو بھیجا جس نے توریت وانجیل کے بعض اسرار بیان کر کے اپنے علم کا بھی اعلان کر دیا اور اہلِ کتاب کی خیانت کی بھی نشاندہی کر دی اور پھر رسولؐ کے اتباع کے تین عظیم فوائد کی طرف اشارہ کیا گیا:

۱۔ انسان سلامتی کے راستے پر آ جاتا ہے۔

۲۔ کفر وجہالت کی تاریکی سے اسلام وتوحید کے نور کی طرف آ جاتا ہے۔

۳۔ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ
تحقیق وہ لوگ کافر ہوگئے جو کہتے ہیں: عیسٰی بن (۱۳) مریم ہی خدا ہے۔ ان سے کہہ دیجئے:

مَرۡيَمَ‌ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ
اللہ اگر مسیح بن مریم، ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو ہلاک کردینا چاہے تو

يُّهۡلِكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ
اس کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے؟ اور اللہ تو آسمان و زمین

جَمِيۡعًا‌ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا‌ؕ
اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے۔

يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۷﴾ وَ
وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہرشے پر قادر ہے۔ (17) اور

قَالَتِ الۡيَهُوۡدُ وَالنَّصٰرٰى نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ‌ؕ قُلۡ
یہود ونصاریٰ کہتے ہیں: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہہ دیجئے:

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمۡ بِذُنُوۡبِكُمۡ‌ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ‌ؕ
پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمھیں عذاب کیوں دیتا ہے؟ بلکہ تم بھی اس کی مخلوقات میں سے بشر ہو۔ وہ جسے چاہے

يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ
بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان موجود ہے

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا‌ۖ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهۡلَ
سب پر اللہ کی حکومت ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (18) اے اہل کتاب

عربی حاشیہ

خلق کے لئے معین فرمایا تھا۔

فائدہ

واضح رہے کہ عداوت ظاہری دشمنی ہے اور بغضاء باطنی بغض ہے اور الی یوم القیامہ اشارہ ہے کہ ظہور امام کے بعد بھی یہ جماعت بطور اقلیت باقی رہے گی اگرچہ غلبہ اسلام ہی کا رہے گا۔

11-یہ عذاب دنیا وآخرت دونوں کو شامل ہے ورنہ یہود ونصاریٰ عذاب آخرت سے انکار کر سکتے ہیں اور عذاب دنیا سے مراد وہ بربادی ہے جس کا سامنا بخت نصر اور فراعنہ کے ہاتھوں یہودیوں نے کیا اور آپس کے اختلافات سے عیسائیوں نے برداشت کی۔

اردو حاشیہ

بے شک اسلام عالمی سلامتی کا پیغام ہے جس میں صرف جنگ وجدال سے سلامتی نہیں ہے بلکہ ہر اخلاقی، اقتصادی، اجتماعی، عقائدی اور سیاسی فساد سے سلامتی ہے اور ہر طرح کی نورانیت اور روشنی ہے اور وہ مکمل طور پر صراطِ مستقیم کی راہنمائی کرتا ہے۔

(۱۳) عیسائیوں نے حضرت عیسٰی کی خدائی کا عقیدہ قائم کیا تو قرآن مجید نے صرف ایک لفظ میں اس کی کمزوری کا اعلان کر دیا کہ عیسٰی مر سکتے ہیں اور انہیں بچانے والا کوئی نہیں ہے اور اس طرح عیسائیوں کی بے عقلی کا بھی اظہار کر دیا کہ یہ احمق عیسٰی کی موت کے بھی قائل ہیں اور خدائی کے بھی جب کہ موت اور خدائی دونوں ناقابل اجتماع باتیں ہیں۔

(۱۴) ہر دَور اور ہر قوم میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جو اپنی نجات کو اس طرح قطعی اور یقینی قرار دے دیتے ہیں کہ گویا خداوند عالم سے ان کی کوئی خاص رشتہ داری ہے یا کچھ خاص قسم کی دوستی ہے۔ اس طرزِ فکر کے موجد بھی یہود ونصاریٰ تھے اور پروردگار نے ان کے جواب میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ یہاں کسی قرابت اور تعلقات کا گذر نہیں ہے۔ جو جیسا کرے گا اس کا ویسا ہی انجام ہوگا اور انجام کا ایک رخ دنیا ہی میں دکھلا دیا تا کہ آخرت کے لئے عبرت حاصل ہو جائے اور ایسے مہمل نظریات کو ذہن سے نکال دیا جائے۔

الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ (12) مِّنَ

ہمارے رسول تمہارے پاس بیان (احکام) کے لیے رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت تک

الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ

بند رہنے کے بعد آئے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔

جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٩ ع

پس اب تمہارے پاس وہ بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا آ گیا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (19)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے (۱۵) میری قوم! تم اللہ کی

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ

اس نعمت کو یاد رکھو جو اس نے تمہیں عنایت کی ہے۔ اس نے تم میں انبیاء پیدا کیے،

اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٠ يٰقَوْمِ

تمہیں بادشاہ بنا دیا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو اس نے عالمین میں کسی کو نہیں دیا۔ (20) اے قوم

ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ

اس مقدس سر زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر فرمائی ہے اور

لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٢١ قَالُوْا

پیچھے نہ ہٹنا ورنہ خسارے میں رہو گے۔ (21) وہ کہنے لگے:

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ (13) ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

اے موسیٰ وہاں تو ایک طاقتور قوم آباد ہے اور جب تک وہ اس زمین سے نکل نہ جائیں ہم تو اس میں ہرگز

عربی حاشیہ

12- جناب عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کے بعد جتنے دن وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع رہا اور ہدایت کا کاروبار اوصیاء کے ذریعہ چلتا رہا اسے زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔

13- جبار بہت بڑے مصلح کو بھی کہتے ہیں جو ہر شکستہ استخوان کا جوڑنے والا ہو اور بہت بڑے متکبر و ظالم کو بھی کہتے ہیں جو ہر ایک پر ظلم کرنے والا ہو۔ اس مقام پر یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

جبار اس صاحب عظمت و بزرگی کو بھی کہتے ہیں جس بلندیوں تک کسی کی دسترس نہ ہو اور اس اعتبار سے مالکِ کائنات کو بھی جبار سماوات وارضین کہا جاتا ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ ارض مقدسہ شامات کا علاقہ ہمیشہ گہوارہ ادیان رہا ہے اور خدا نے اس کا وعدہ بشرطہ عدم انحراف کیا ہے ورنہ انجام تائہین جیسا ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۱۵) بنی اسرائیل کی عالمین میں افضیلت یہی ہے کہ پروردگار نے انہیں بے شمار نعمتیں بغیر کسی زحمت کے عطا کر دیں اور اس طرح مکمل طور پر حجت تمام کر دی۔

ان کے درمیان انبیاء بھیج دیے، انہیں بادشاہت دے دی، ان سے ارض فلسطین کا وعدہ کر لیا، انہیں من و سلویٰ جیسی غذا دے دی، ان کے سروں پر ابر کا سایہ کر دیا، ان کی خاطر پتھر سے چشمہ جاری کر دیا لیکن جب دشمن سے جہاد کا وقت آیا تو یہ میدان چھوڑ کر الگ ہو گئے جو اس بات کی علامت ہے کہ خدائی نعمتیں عظمت کی دلیل نہیں ہیں ثباتِ قدم عظمت کی دلیل ہے ورنہ یہودی قابل لعنت و مذمت نہ قرار پاتے۔

یہودیوں کی اس بزدلی اور نمک فراموشی کے مقابلہ میں دو مومن بندوں کا خلوص تھا جو جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے اور دنیا پر واضح کر دیا کہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے طاقت اور تعداد پر نظر نہیں کیا کرتے۔ وہ نصرت الٰہی کے بھروسے میدان میں کود پڑتے ہیں اور اپنی فتح کا مکمل یقین رکھتے ہیں۔

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

داخل نہیں ہوں گے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ (22)

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

خوف (خدا) رکھنے والوں میں سے دو اشخاص جنہیں اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا کہنے لگے:

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

دروازے کی طرف سے ان پر حملہ کردو پس جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے

غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

تو فتح یقیناً تمہاری ہو گی اور اگر تم مومن ہو تو اللہ پر بھروسا کرو۔(23)

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! جب تک وہ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ [14] فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

آپ (۱٦) اور آپ کا پروردگار جا کر جنگ کریں ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔ (24)

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ

موسیٰ نے کہا: پروردگارا! میرے اختیار میں میری اپنی ذات اور میرے بھائی کے سوا کچھ نہیں ہے لہٰذا تو ہم میں

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

اور اس فاسق قوم میں جدائی ڈال دے۔ (25) اللہ نے فرمایا: وہ ملک ان پر

عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً [15] ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۗ فَلَا

چالیس سال تک حرام رہے گا۔ وہ زمین میں سر گرداں پھیریں گے لہٰذا آپ

عربی حاشیہ

قوم جبارین عمالقہ ہیں جن کی حکومت مصر پر ۲۲۱۲ ق م سے ۱۷۰۳ ق م تک ۵۰۰ سال رہی ہے۔

14- رب العالمین کو رب موسیٰ سے تعبیر کرنا یہودیوں کی انتہائی شرارت اور خباثت کی علامت ہے۔

15- یہ ایک اشارہ ہے کہ کسی قوم کو تبدیل ہونے میں تقریباً ۴۰ سال کا زمانہ لگتا ہے جب ایک نسل ختم ہوجاتی ہے اور دوسری نسل جوان ہوکر منظر عام پر آجاتی ہے۔ بنی اسرائیل بھی صحرائے سینا میں ۴۰ سال ٹھوکریں کھاتے رہے اور اپنی بے ایمانی کی سزا برداشت کرتے رہے۔

اردو حاشیہ

(۱٦) یہودیوں کی پہلی خباثت تو یہ تھی کہ اتنی نعمتیں لینے کے بعد بھی حکم خدا کی اطاعت نہ کی اور دوسری شیطنت یہ تھی کہ خدا پر بھی طنز کرنے لگے کہ وہ خود جا کر لڑے۔ ہم اس چکر میں پڑنے والے نہیں ہیں۔ خدا نے ان پر یہ عذاب نازل کیا کہ انہیں چکر ہی میں ڈال دیا اور چھوٹے سے صحرا میں چالیس سال تک دوڑتے رہے اور باہر نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ یہ انجام ہر اس قوم کا ہوتا ہے جو خدائی نعمتیں لینا جانتی ہے اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا نہیں جانتی۔

تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ

ان فاسقوں کے بارے میں افسوس نہ کیجئے۔ (26) اور آپ انہیں آدم کے بیٹوں

اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ[16] مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ

کا حقیقی قصہ سنائیں (۱۷) جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور

يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا (پہلے نے) کہا: اللہ تو صرف

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے۔ (27) اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے گا

مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ

تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں۔ میں تو عالمین کے پروردگار

رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ

اللہ سے ڈرتا ہوں (28) میں چاہتا ہوں کہ میرے اور اپنے گناہ میں

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

تم ہی پکڑے جاؤ اور دوزخی بن کر رہ جاؤ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (29)

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

چنانچہ اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل کی ترغیب دی اور اس نے اسے قتل کر ہی دیا اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ (30)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ

پھر اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھودنے لگا تا کہ اسے دکھا دے کہ

عربی حاشیہ

16-ان دونوں فرزندوں کا نام ہابیل وقابیل تھا اور ہابیل نے تندرست دنبہ قربان کیا تھا اور قابیل نے سوکھی بالیاں.....اور اس دور میں قبولیت کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ نازل ہوتی تھی اور وہ اسے جلا دیتی تھی۔ جناب ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی بالیاں پڑی رہ گئیں اور وہ جل گیا۔

آیات قرآنی میں ان تفصیلات کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ

واضح رہے کہ عیسائیوں کا یہ دعویٰ کہ قرآن نے قابن کو قابیل کر دیا ہے ایک جہالت اور حماقت ہے۔ قرآن مجید میں اولاد آدمؑ کے ناموں کا تذکرہ نہیں ہے اور نہ قربانی کی قبولیت کی نوعیت کا کوئی تذکرہ ہے۔ یہ تمام باتیں حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ شیطانی تسلط کی دوسری داستان ہے جہاں آدمؑ وحواؑ جیسے پاکیزہ کردار ماں باپ کی اولاد میں شیطان نے حسد کی آگ بھڑکا دی اور بالآخر بھائی بھائی کا قاتل بن گیا اور واقعہ نے صاف واضح کر دیا کہ ہر قتل میں مقتول کا قصور نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی قاتل کا حسد ہی قتل کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور وہ ہر طرح کے شیطانی اقدام پر تیار ہو جاتا ہے۔

یہ واقعہ تاریخ انسانیت کے ہر دور کے دو کرداروں کی طرف توجہ دلانے والا ہے کہ انسان میں خدا کو بھول کر۔ خدا کے نام پر سوکھی بالیاں دینے والے بھی ہوتے ہیں اور تقویٰ الٰہی، خوفِ خدا اور عدم ظلم کا اعلان کر کے بہترین مال راہ خدا میں نذر کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور خدا صرف مخلصین اور متقین کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ تاریخ اسلام میں بھی ہر موڑ پر حاسد ومحسود کے مرقع نظر آئیں گے اور ظالموں کے دامن کردار پر ظلم وقتل کے دھبے دکھائی دیں گے اور قصہ اولاد آدم آواز دیتا رہے گا کہ جب نبی خدا کا فرزند قاتل اور حاسد ہو سکتا ہے تو ساتھی اور صحابی کی کیا حیثیت ہے۔ بے کمالی ہمیشہ حسد پر آمادہ کرتی ہے اور حسد بہر حال قتل تک پہنچا دیتا ہے۔

يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ
اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔ کہنے لگا: افسوس مجھ پر کہ

اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ
میں اس کوے کے برابر بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا۔

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۚۛ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا
پس اس کے بعد اسے بڑی ندامت ہوئی۔ (31) اسی وجہ سے ہم نے

عَلٰى بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ
بنی اسرائیل پر یہ حکم مقرر کر دیا کہ جس نے کسی ایک کو قتل کیا جب کہ (۱۸) یہ قتل خون کے بدلے میں

اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ
یا زمین میں فساد پھلانے کے جرم میں نہ ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور

مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَقَدْ
جس نے کسی ایک کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچائی اور بتحقیق

جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ
ہمارے رسول واضح دلائل لے کر ان کے پاس آئے پھر اس کے بعد بھی ان میں سے

ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ
اکثر لوگ ملک میں زیادتیاں کرتے رہتے ہیں۔ (32) جو لوگ اللہ

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ
اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں (۱۹) اور روئے زمین میں

عربی حاشیہ

17- قابیل کے ہابیل کو قتل کر دینے اور روئے زمین پر اس طرح کے فساد کے رونما ہونے کی بنا پر قتل کے لئے سخت ترین قانون ضروری ہو گیا اور بنی اسرائیل کا انتخاب اس لئے ہوا کہ ان کے فسادات عالم آشکار تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے شدید حکم کے باجود ان کے اسراف اور خونریزی میں کوئی فرق نہیں آیا۔
18- اس فساد سے مراد راہ زنی ہے جس کے بعد بندگانِ خدا کا گھر سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ خدا و رسولؐ سے اعلانِ جنگ کی کھلی ہوئی شکل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) جہاں تک سزا کا تعلق ہے سزا میں کسی طرح کی تعدی اور زیادتی جائز نہیں ہے اور یہ دین الٰہی کا سب سے بڑا عادلانہ نظام ہے کہ ایک جان کے بدلے ایک ہی جان کا قانون بنایا گیا ہے لیکن انسان کو اس کے جرم کی سنگینی سے باخبر کرتے ہوئے اس نکتہ کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ قتل کے دو اسباب ہوتے ہیں یا انسان قصاص اور فساد وغیرہ کی بنا پر مارا جاتا ہے تو یہ قتل درحقیقت اس جرم کا قتل ہوتا ہے جس کی بناء پر مجرم کو سزا دی گئی ہے...... یا قتل بلا کسی سبب کے واقع ہوتا ہے تو یہ قتل درحقیقت عالمِ انسانیت کا قتل ہوتا ہے کہ قاتل کی نگاہ میں انسانی نفس کی کوئی قیمت نہیں ہے ورنہ بلا سبب قتل کا اقدام نہ کرتا۔
یہی صورتِ حال زندگی دینے کی بھی ہے کہ اس کا موضوع کوئی خاص سبب ہے تو خیر...... ورنہ موضوع انسان برائے انسان ہے تو ایک عالم انسانیت کو زندگی دینے کے مترادف ہے۔
(۱۹) رہزنی اسلام میں ایسا سنگین جرم ہے کہ اس کے نتیجہ میں قتل، لوٹ مار، ہتک عزت، بندگانِ خدا کو خوفزدہ کرنا، کاروبار حیات کا معطل کر دینا، قانون کی کھلی ہوئی خلاف ورزی کرنا، جرائم کے بارے میں جری اور جسور ہو جانا اور اس طرح کے بے شمار فسادات پیدا ہوتے ہیں جن کی بناء پر اسلام نے اس کی سزا بھی سخت مقرر کی ہے اور اسے خدا اور رسول سے جنگ کے مترادف قرار دیا ہے تا کہ یہ سلسلہ موقوف ہو جائے اور شاید اسی لئے گرفتاری سے پہلے توبہ کر لینے

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ

فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا بس یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں

وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ [19] اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ

یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا ملک بدر کیے جائیں۔

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے

عَظِيْمٌ ۙ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا

عذاب عظیم ہے۔ (33)سوائے ان لوگوں کے جو تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں

عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور یہ بات ذہنوں میں رہے کہ اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (34)اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ [20] وَ

اللہ سے ڈرو اوراس کی طرف (قربت کا) ذریعہ تلاش کرو اوراس کی

جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

راہ میں جہاد کرو شاید تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ (35) جو لوگ

كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

کافر ہو گئے ہیں اگر ان کے پاس زمین کے تمام خزانے ہوں اور اسی کے برابر

مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا

مزید بھی ہو اور وہ یہ سب کچھ روز قیامت کے عذاب کے بدلے فدیہ میں دینا چاہیں

عربی حاشیہ

19- محارب اور رہزن کی ہر سزا میں مبالغہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور سخت ترین سزا دی گئی ہے۔ ہاتھ پاؤں کاٹنے میں اختلاف بہت ضروری ہے کہ داہنا ہاتھ ہوتو بایاں پیر تا کہ دور سے اس کے جرم کا اعلان ہوجائے اور یہ احساس اسے جرائم سے روکنے کا سبب واقع ہوسکے۔

20- تقویٰ برائیوں سے روکنے اور وسیلہ کی جستجو کارخیر کرنے کی کھلی ہوئی دعوت ہے۔ جہاد ان دونوں راہوں میں زحمت برداشت کرنا ہے بعض روایات میں وسیلہ کا مصداق محمدؐ وآل محمدؐ کو قرار دیا گیا ہے کہ وہ خیر مجسم ہیں اور اس میں کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۳۴ کی چاروں سزائیں نوعیتِ جرم کے اعتبار سے ہیں اختیاری نہیں ہیں اور توبہ سے صرف حق اللہ معاف ہوسکتا ہے حق بالعباد نہیں۔

اردو حاشیہ

والے کو معاف کر دیا گیا ہے کہ مقصد حالات کی اصلاح کرنا ہے اور وہ توبہ سے حاصل ہوگئی ہے تو مزید کسی اقدام کی ضرورت نہیں ہے۔

تُقْبِلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَنْ

تو بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔(36) وہ آتش جہنم سے

يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ

نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے نکل نہ سکیں گے اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا [21]

ہمیشہ کا عذاب ہے۔ (37) اور چوری کرنے والا مردہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو[۲۰]

جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾

اللہ کی طرف سے یہ ان کے کرتوت کی سزا ہے اوراللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (38)

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ

پس جو شخص اپنی زیادتی کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو اللہ یقیناً اس کی

يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ

توبہ قبول کرے گا بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ (39) کیا تجھے علم نہیں کہ

اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ

آسمانوں اور زمین میں سلطنت اللہ کے لیے ہے؟ وہ جسے چاہے

وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾

عذاب دیتا ہے اور جسے چاہے بخش دیتا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (40)

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ

اے رسول! اس بات سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں کہ کچھ لوگ

عربی حاشیہ

21-ید سے مراد باتفاق مسلمین داہنا ہاتھ ہے لیکن اس میں بھی یہ اختلاف ہے صرف انگلیاں کاٹی جائیں گی یا ہتھیلی بھی قطع کردی جائے گی۔ ائمہ اہلبیتؑ نے ہتھیلی کاٹنے سے ممانعت کی ہے کہ وہ اعضاء سجدہ میں شامل ہے اور اعضاء سجدہ خدا کے لئے ہیں اور ان کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۸ میں نکال پیش بندی کے لئے سزا ہے جس طرح جانور کے لگام لگائی جاتی ہے اور توبہ کا امکان قبل ثبوت جرم ہے تاکہ بات اختیاری رہے اور اسی لئے اصلح کہا گیا ہے۔

نیز یہ کہ قرآن مجید میں یا ایہاالرسول کا خطاب یہاں بھی ہے اور غدیر میں بھی ہے اور دونوں کے مضامین میں یکجا طور پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۰) اسلام نے چوری کی سزا دینے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ جرم ہر اعتبار سے چوری کہے جانے کے قابل ہو اور اس کا کوئی شرعی جواز موجود نہ ہو اور اس سلسلہ میں حسب ذیل شرائط کا تذکرہ کیا گیا ہے:-

۱۔ مال محفوظ جگہ پر ہو۔
۲۔ قیمت کم سے کم ۴/۱ دینار ہو۔
۳۔ چور بالغ ہو۔
۴۔ چور عاقل ہو۔
۵۔ باپ بیٹے کے مال کی چوری کرنے والا نہ ہو۔
۶۔ زمانہ قحط نہ ہو کہ اس دور میں ہر بھوکے کو کھانے کا حق دیا گیا ہے۔

اسلام جہاں سزاؤں میں شدت کا قائل ہے وہاں جرم کے ثبوت میں بھی انتہائی احتیاط سے کام لیتا ہے تاکہ کسی بے گناہ کو سزا نہ دی جا سکے اور سماج میں جرائم کو نپنپنے کا موقع بھی نہ مل سکے۔

فِی الۡکُفۡرِ مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَلَمۡ

کفر اختیار کرنے میں بڑی تیزی دکھاتے ہیں۔ وہ خواہ ان لوگوں میں سے ہوں

تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُهُمۡ ۚۛ وَمِنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا ۚۛ سَمّٰعُوۡنَ

جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں جب کہ ان کے دل ایمان نہیں لائے

لِلۡکَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ ۙ لَمۡ یَاۡتُوۡكَ ؕ

اور خواہ ان لوگوں میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں۔ یہ لوگ جھوٹ (بولنے) کے لیے

یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ

جاسوسی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لیے جاسوسی کرتے ہیں

اُوۡتِیۡتُمۡ هٰذَا فَخُذُوۡهُ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ فَاحۡذَرُوۡا ؕ

جو ابھی آپ کے دیدار کے لیے نہیں آئے۔ وہ کلام کو صحیح معنوں سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں:

وَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتۡنَتَهٗ (22) فَلَنۡ تَمۡلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

اگر تمہیں یہ حکم ملا تو مانو نہیں ملا تو بچے رہو۔ جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو اسے بچانے کے لیے

شَیۡـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُرِدِ اللّٰهُ اَنۡ یُّطَهِّرَ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ

اللہ نے آپ کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا ہی نہیں چاہا

لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ ۚۖ وَّلَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿٤١﴾

ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔ (41)

سَمّٰعُوۡنَ (23) لِلۡکَذِبِ اَکّٰلُوۡنَ لِلسُّحۡتِ ؕ فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡکُمۡ

یہ لوگ جھوٹ (بولنے) کے لیے جاسوسی کرنے والے حرام مال خوب کھانے والے ہیں۔ اگر یہ لوگ

عربی حاشیہ

22- بعض مفسرین نے فتنہ سے کفر مراد لیا ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اسے کافر بنا دیتا ہے اور بعض نے فتنہ سے عذاب کو مراد لیا ہے کہ خدا کفر کا ارادہ نہیں کرسکتا عذاب کا ارادہ کرسکتا ہے لیکن بظاہر اس سے یہودیوں کی حرکت مراد ہے جسے خدا نے بجر روکنے کا ارادہ نہیں کیا۔

23- یہودیوں کی اس صفت کی دوبارہ تکرار کی گئی ہے کہ یہ ان کی نمایاں ترین صفت ہے۔

سحت ۔ مال حرام کا نام ہے اور اس میں سود وغیرہ کے ساتھ وہ کمیشن بھی شامل ہے جس کے ذریعہ مسلمان حکام اسلامی مفادات کا سودا کررہے ہیں۔

اردو حاشیہ

(٢١) خیبر کے یہودیوں میں دو آدمیوں نے زنا کیا اور ان کی سزا توریت کے مطابق سنگساری قرار پائی تو بعض لوگوں نے یہ سازش کی کہ اس مقدمہ کا فیصلہ پیغمبر اسلامؐ سے کرایا جائے شاید سزا ہلکی ہوجائے اور وفد کو اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ اگر یہی فیصلہ کریں تو نہ ماننا۔ آپ نے وہی فیصلہ کردیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو توریت کے خلاف ہے۔ آپؐ نے علماء توریت کو طلب کرلیا اور ان سے گواہی دلوا دی تو یہودی ذلیل وخوار ہوگئے۔

واضح رہے کہ ہر دَور میں ایسے افراد ضرور رہتے ہیں جو خدا و رسولؐ کے فیصلہ میں بھی اپنی پسند اور ناپسند کو شامل کرنا چاہتے ہیں اور ناپسندیدہ فیصلوں کو رد کر دیتے ہیں۔ یہ یہودی صفت انسان منافقین ہیں اور واقعی مسلمان کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ

آپ کے پاس (کوئی مقدمہ لے کر) آئیں تو ان میں فیصلہ کریں یا ٹال دیں (آپ کی مرضی) اور اگر آپ نے

يَّضُرُّوۡكَ شَيۡـــًٔا‌ ؕ وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ‌ ؕ

انہیں ٹال دیا تو یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر آپ فیصلہ کرنا چاہیں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيۡفَ يُحَكِّمُوۡنَكَ وَ

بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (42) اور یہ لوگ آپ کو منصف کیسے بنائیں گے

عِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰىةُ فِيۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوۡنَ مِنۡۢ

جب کہ ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہونے کے باوجود

بَعۡدِ ذٰلِكَ‌ ؕ وَمَاۤ اُولٰۤـئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۳﴾ ع اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا

یہ لوگ منہ پھیر لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ (43) ہم نے توریت نازل کی

التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ

جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اطاعت گزار انبیاء اس کے مطابق یہودیوں کے

الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ [24]

فیصلے کرتے تھے اور علماء اور فقہاء بھی جنہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا

وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا

ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے

عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا [25] النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا

لہٰذا تم لوگوں سے خوفزدہ نہ ہونا بلکہ مجھ سے خوف رکھنا اور میری

عربی حاشیہ

24- ربانی۔ رب کی طرف منسوب ہے یعنی وہ شخص جو اپنے اقوال وافعال سے رضائے رب کا طلب گار رہتا ہے۔

احبار۔ حبر کی جمع ہے یعنی عالم۔

25- یہ خطاب علماء یہود سے ہے کہ جب تم کو کتابِ خدا کا امین اور محافظ بنایا گیا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اپنے دلوں میں غیر خدا کے خوف کو جگہ نہ دو اور آیاتِ الٰہیہ کا کاروبار نہ کرو کہ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے والا کافر ہوا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ
آیات کو تھوڑی سی قیمت پر نہ بیچنا اور جو لوگ

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا
اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلے نہ کریں پس وہ کافر ہیں۔ (44) اور ہم نے

عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ
توریت میں ان پر (یہ قانون) لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان،

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ
آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ [26] بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ
اور دانت کے بدلے دانت ہیں اور زخموں کا بدلہ (ان کے برابر) لیا جائے، پھر جو قصاص کو

لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
معاف کر دے تو یہ اس کے لیے (گناہوں کا) کفارہ شمار ہوگا اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ
پس وہ ظالم ہیں۔ (45) اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ
جو اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی

فِیْهِ هُدًی وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ
جس میں ہدایت اور نور تھا اور جو اپنے سے پہلے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتی تھی

عربی حاشیہ

26-بہ کا مرجع حق قصاص ہے جس کو معاف کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور ھو کا مرجع تصدق یعنی معافی ہے جس کو دوسرے گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ قصاص کا قانون دور قدیم سے چلا آرہا ہے اور اس کا تذکرہ توریت میں بھی تھا اور بلا امتیاز کیا گیا تھا۔ اسلام پر اعتراض مہمل ہے اس نے تو عفو کی گنجائش بھی رکھ دی ہے کہ اگر قانون میں سختی ہے تو اپنے رحم و کرم کا مظاہرہ کر دیں۔

اردو حاشیہ

(۴۲) اہلِ کتاب کے معاملات کے بارے میں علماء اسلام میں شدید قسم کے اختلافات پائے جاتے ہیں کہ ان کے مقدمات اسلامی عدالت میں لئے جائیں یا نہ لئے جائیں اور لئے جائیں تو فیصلہ کا انداز کیا ہوگا......لیکن اس آیت کریمہ نے جس بات کی نشاندہی کی ہے وہ یہ ہے کہ ابتداءً حاکم اسلامی کو اختیار ہے کہ وہ ان کے مقدمات میں فیصلہ کرے یا ان سے کنارہ کش ہو کر انہیں انہیں کے علماء اور حکام کے حوالہ کر دے لیکن اس کے بعد اگر مقدمہ لے لیا ہے تو پھر ان کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ فیصلہ عدل و انصاف یعنی اسلامی قانون کے مطابق کیا جائے گا۔

اس کے بعد پروردگار عالم نے توریت کے نزول اور اس کے نور و ہدایت ہونے کا ذکر کیا ہے جس سے ایک غلط فہمی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ فیصلہ توریت ہی کے مطابق کیا جائے گا جس طرح کہ گذشتہ انبیاء جناب داؤدؑ، سلیمانؑ، زکریاؑ اور یحییٰؑ وغیرہ نے کیا ہے اور گذشتہ دور کے علماء یہود اور اہل اللہ کیا کرتے تھے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ تذکرہ اس توریت کا ہے جو خدا نے نازل کی تھی اور جس کے انبیاء اور بعض علماء امانت دار تھے اس کے بعد توریت میں تحریف کا سلسلہ شروع ہوگیا اور آج وہ اپنی شکل میں باقی نہیں ہے لہٰذا اس موجودہ توریت کے مطابق فیصلہ کرنا انسانی خواہشات کے مطابق فیصلہ کرنے کے مترادف ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد چند احکام قصاص کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہیں کہ توریت کے بہت سے احکام آج بھی

التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ

اور اہل تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔ (46) اور اہل انجیل

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ

کو چاہیے کہ وہ ان احکام کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے انجیل میں نازل کیے ہیں اور جو لوگ اللہ کے

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ فاسق ہیں۔ (47) اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

ہے جو حق پر مبنی ہے اور اپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان پر

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ

نگران و حاکم ہے لہٰذا آپ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کریں اور

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ

جو حق آپ کے پاس آیا ہے اسے چھوڑ کر آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔

جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ایک دستور اور طرز عمل مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا

تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن اللہ نے تمہیں جو حکم دیا ہے اس میں تمہیں آزمانا چاہتا ہے

الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

لہٰذا نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں ان حقائق کی

عربی حاشیہ

27-ابتدا میں انجیل کو ہدایت اور نور کہا گیا اس کے بعد ہدایت اور صاحبانِ تقویٰ کے لئے موعظت کہا گیا جو اس بات کی علامت ہے کہ کتابِ خدا روشنی ہر انسان کو دیتی ہے لیکن اس سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو صاحبانِ تقویٰ اور پرہیزگار ہوتے ہیں جس طرح کہ قرآن نے خود اپنے بارے میں بھی ہدی للمتقین کہا ہے۔

28- مذکورہ آیات میں خلاف تنزیل فیصلہ کرنے والوں کو کافر، فاسق اور ظالم سے تعبیر کیا گیا ہے اور دین اسلام میں کافر عقیدہ کو مان کر عمل میں انحراف کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور ظالم کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے کہ دونوں ہی اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد کبھی کبھی کفر کا استعمال عمل کے بارہ میں اور فسق کا استعمال عقیدہ کے بارہ میں بھی ہوتا ہے جس سے مسئلہ کی اہمیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اس مقام پر تینوں الفاظ کا ایک ساتھ استعمال کرنا

اردو حاشیہ

شریعت اسلامی میں موجود ہیں اور منسوخ نہیں ہوئے ہیں۔

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَ

خبر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ (48) اور جو حکم اللہ (۲۳) نے نازل فرمایا ہے

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ

اس کے مطابق ان میں فیصلے کریں اور آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں۔

بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ

کہیں یہ لوگ اللہ کی طرف سے آپ پر نازل شدہ کسی دستور کے بارے میں آپ کو فتنے میں نہ ڈالیں۔ اگر یہ نہ مانیں

اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ

تو جان لیجئے کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کے سبب انہیں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے اور لوگوں میں سے

لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ

اکثر یقیناً فاسق ہیں۔ (49) کیا یہ لوگ جاہلیت کے دستور کے خواہاں ہیں؟ اہل یقین کے لیے

مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ (50) اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ [29] وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ

اپنا دوست نہ بناؤ یہ لوگ آپس میں دوست ضرور ہیں اور تم میں سے

[30] أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ

جو انہیں دوست بناتا ہے وہ یقیناً انہیں میں سے ہے بیشک

اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِينَ

اللہ ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (51) پس آپ دیکھتے ہیں کہ

عربی حاشیہ

علامت ہے کہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے اور ایسا آدمی ہر لفظ کا حقدار اور سزاوار ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ٤٦ میں ابتدا میں انجیل کے لئے ''فیہ ہدیٰ'' ہے اور آخر میں ''ہدیٰ وموعظۃ'' ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ عام لوگوں کے لئے انجیل میں ہدایت کا سامان ہے اور صاحبانِ تقویٰ کے لیے انجیل مجسمہ ہدایت ہے جس طرح کہ قرآن کریم ''ہدیً للمتقین'' ہے لیکن یہ تمام باتیں اصل انجیل کے لئے ہیں نہ کہ تحریف شدہ کتاب کے لئے۔

29-اس سے مراد وہ یہود ونصاریٰ ہیں جو صاحبانِ ایمان سے برسرِ پیکار رہتے ہیں یا وہ محبت ہے جو اُن کی یہودیت یا عیسائیت کی بنا پر ہو اور جس سے ایمان کا ضعف ظاہر ہو ورنہ معاملات دنیا کے اعتبار سے دوستی رکھنا جرم نہیں ہے۔

30-اگرچہ یہود ونصاریٰ کے درمیان تاریخی اعتبار سے بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں اور ان میں خونریز جنگیں بھی ہوئی

اردو حاشیہ

(۲۳) واضح رہے کہ قرآن مجید نے توریت و انجیل کے وقتی احکام کے خلاف فیصلہ کرنے والوں کو کافر، فاسق اور ظالم کے لفظ سے یاد کیا ہے تو قرآن مجید کے دائمی احکام کے خلاف فیصلہ کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا۔ پھر اس حکم کے خلاف جس کے نازل ہونے کا صراحتاً اعلان ہوا ہے کہ اے رسولؐ اس حکم کو پہنچا دو جو تم پر خدا کی طرف سے نازل کیا جا چکا ہے یعنی ولایت علی بن ابی طالب جس کے بارے میں خود پیغمبرؐ سے کہا گیا تھا کہ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو گویا رسالت کی تبلیغ ہی نہیں کی۔ تو جب رسول تبلیغ میں کوتاہی کر کے حکم خدا کی تعلیم نہ کرنے والوں میں شمار ہو سکتا ہے (معاذ اللہ) تو امت اگر اس تنزیل کے مطابق فیصلہ نہ کرے اور حکومت سازی میں مصروف ہو جائے تو اسے کس رخ سے مسلمان، مومن یا عادل کہا جا سکتا ہے۔

پیغمبرؐ کا فرض ہے کہ امت کے ہر مسئلہ میں حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں اور کسی کی خواہش کا احترام نہ کریں۔ اس کے بعد امت خود اپنی خواہشات کی رو میں منحرف ہو جائے تو خدا دنیا میں عتاب نازل کرے گا اور آخرت میں بھی سزا دے گا۔

اور واضح رہے کہ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے کو اسلام جاہلیت سے تعبیر کرتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے بعد ولایت علی کا انکار کر کے حکومت کا فیصلہ نہیں ہو رہا تھا بلکہ اسلام میں جاہلیت کی واپسی کی راہیں ہموار کی جا رہی تھیں جس کے نتائج آج تک دیکھنے میں آ رہے ہیں۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ

جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ ان میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ

ہمیں اس بات کاخوف ہے کہ کہیں ہم پر کوئی گردش نہ آپڑے سو قریب ہے کہ

اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ (31)

اللہ فتح دے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے پھر یہ لوگ اپنے اندر چھپائے ہوئے نفاق پر

نٰدِمِيْنَ ؕ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَۤاءِ الَّذِيْنَ

نادم ہوں گے۔ (52) اور اہل ایمان کہیں گے: کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ

کی انتہائی کڑی قسمیں کھاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں؟ ان کے اعمال ضائع ہو گئے

اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پس وہ نامراد ہو کر رہ گئے۔ (53) اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی

مَنْ يَّرْتَدَّ (32) مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ

اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ سے محبت

بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ

کریں گے اور جن سے اللہ محبت کرے گا۔ مومنین کے ساتھ نرمی سے اور کافروں کے ساتھ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ؗ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ

سختی سے پیش آنے والے ہوں گے۔ راہ خدا میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی

عربی حاشیہ

ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں سب ایک دوسرے کے دوست ہیں جیسا کہ آج کل برابر دیکھنے میں آرہا ہے۔

31- منافقین اس خوف سے کفار سے ملے رہتے ہیں کہ ان کی فتح کا خطرہ رہتا ہے لیکن جب فتح مسلمانوں کے حصہ میں آجاتی ہے یا کوئی دوسرا امر رونما ہوجاتا ہے یعنی ان کا نفاق کھل جاتا ہے تو بہت پشیمان ہوتے ہیں۔ دورحاضر میں ہراختلاف میں ایسے اقتدار پرست دیکھنے میں آجاتے ہیں جن کے حصہ میں ندامت اورخسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

32- اسلام نے منافقین کے حرکات کو ارتداد سے تعبیر کیا ہے اور متنبہ کیا ہے کہ خدا کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے پاس حقیقی صاحبان ایمان بھی ہیں جن میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں۔

اردو حاشیہ

لَوۡمَةَ لَآىِٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا،

وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِيۡنَ

بڑا علم والا ہے۔ (54) تمہارا ولی تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور

اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَ

وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں

هُمۡ رٰكِعُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَالَّذِيۡنَ

زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (55) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو اپنا ولی بنائے گا تو

اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۵۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

(وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گا اور) اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔(56) اے ایمان والو!

اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا

کفار اور وہ لوگ جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی جنہوں نے

وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَ

تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنایا ہے انہیں

الۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۷﴾

اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ کا خوف کرو اگر تم اہل ایمان ہو۔ (57)

وَاِذَا نَادَيۡتُمۡ [33] اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوۡهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ

اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ لوگ اسے مذاق اور تماشا بنا لیتے ہیں

عربی حاشیہ

فائدہ

واضح رہے کہ فتح جنگی کامیابی ہے اور امرمن اللہ اقتصادی، فکری یا اجتماعی غلبہ کی تعبیر ہے۔ کفار پر بھروسہ بہرحال غلط ہے اور سچ تاریخی تجربات بے حد تلخ ہیں۔

33- یہودیوں اور عیسائیوں میں عبادت کے موقع پر سنکھ اور بگل بجانے کا رواج تھا تو جب اسلام میں اذان شروع ہوئی تو اس کا مذاق اڑانے لگے اور اتنی عقل استعمال نہیں کی کہ باجوں میں کوئی معنویت نہیں ہوتی ہے اور اذان صرف ایک آواز نہیں ہے بلکہ اسلام کا ایک مکمل پیغام ہے۔ افسوس کہ آج بھی بہت سے مسلمان اپنے باجوں کو اسلام کے پیغام سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ خدا انھیں عقل سلیم عطا کرے۔

اردو حاشیہ

(۲۴) قرآن مجید نے اس آیت کریمہ اور اس صفحہ کی آخری آیت کریمہ میں یہود و نصاریٰ، استہزاء کرنے والے اہلِ کتاب اور کفار کی دوستی سے منع کیا ہے اور درمیان میں منافقین کی حرکات کا بھی اعلان کیا ہے۔ پھر بتایا ہے کہ کفار سے دوستی ارتداد تک پہنچا دیتی ہے اور خدا کو کسی کے ارتداد کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ ایسی قوم کو بھی لا سکتا ہے جو بہترین اوصاف کی حامل ہو، محبّ خدا بھی ہو اور محبوبِ خدا بھی۔ مومنین کے سامنے خاکسار بھی ہو اور کفار کے لئے سخت ترین بھی، راہِ خدا میں جہاد بھی کرے اور کسی کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کرے...... اور یہی قوم اس قابل ہے کہ اسے اپنا ولی اور سرپرست بنایا جائے اور اسی کو پروردگار نے اس وقت ولی قرار دیا ہے جب اس نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے اور اس قوم کو ولی و سرپرست بنانے والوں کا مقدر فتح و کامرانی اور غلبہ و عزت ہے۔

مفسرین کی اکثریت نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس قوم سے مراد حضرت علیؑ کی ذات گرامی ہے جو اپنے مقام پر ایک قوم کی حیثیت رکھتی ہے اور جس نے خیبر میں زبانِ پیغمبرؐ سے محبّ اور محبوب خدا ہونے کی سند حاصل کی ہے اور جس کا کردار یہ رہا ہے کہ صاحبانِ ایمان کے سامنے انتہائی خاکسار اور کفار کے مقابلہ میں ضیغم پروردگار رہے۔ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کیا ہے اور بعض جمل و صفین جیسے جہاد بھی کئے ہیں جہاں لوگوں کی ملامت کا اندیشہ تھا لیکن اس کی بھی پرواہ نہیں کی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ (58) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب [۲۵] آیا

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ

تم صرف اس بات پر ہم سے نفرت کرتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس کی کتاب پر ایمان لائے ہیں۔ جو ہماری طرف نازل ہوئی

اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور جو پہلے نازل ہوئی، (یہ کوئی وجہ نفرت نہیں ہے بلکہ) وجہ یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ (59)

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ [34] مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ

کہہ دیجئے: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں پاداش کے اعتبار سے

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ

اس سے بھی بدتر لوگ کون ہیں؟ وہ (لوگ ہیں) جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا

وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ

اور جن میں سے کچھ کو اس نے بندر اور سور بنا دیا اور جو شیطان کے پجاری ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ بھی بدترین ہے اور

اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا

یہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ (60) اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں:

اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ

ہم ایمان لے آئے تھے حالانکہ وہ کفر لے کر آئے تھے اور کفر ہی کو لے کر چلے گئے اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

جو کچھ یہ (دلوں میں) چھپائے ہوئے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ (61) اور ان میں سے

عربی حاشیہ

34- یعنی اگر ہمارا ایمان کوئی برائی اور عیب ہے تو اس سے بدتر وہ لوگ ہیں جن کا یہ انجام ہوا ہے جس کا تذکرہ مختلف آیات میں کیا گیا ہے اور یہاں سب کو جمع کر دیا گیا ہے یعنی یہودی۔

اردو حاشیہ

فخر رازی وغیرہ نے آیت کے حضرت علیؑ کی شان میں نزول کا اقرار تو کیا ہے لیکن ولی کے معنی دوست وغیرہ کے قرار دیئے ہیں جب کہ ایک ہی لفظ ولی خدا، رسولؐ اور علیؑ تینوں کے لئے استعمال ہوا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک ہی لفظ چند مختلف معانی میں استعمال نہیں ہوسکتا۔

(۲۵) یہ عجیب و غریب بات ہے کہ قرآن مجید اکثر مقامات پر یہودیوں اور عیسائیوں کے تذکرہ کے ساتھ منافقین کا تذکرہ ضرور کرتا ہے اور عالمِ اسلام کو اس پوشیدہ خطرہ کی طرف متوجہ رکھنا چاہتا ہے۔ جو صرف صدر اسلام میں نہیں تھا بلکہ ہر دَور میں رہا ہے اور آج بھی ہے۔ اس کی حرکات کی نشاندہی بھی مختلف آیاتِ قرآنی میں کر دی گئی ہے تاکہ مسلمان اس کردار سے ہوشیار بھی رہیں اور اپنی زندگی میں ایسے کردار کو داخل بھی نہ ہونے دیں۔

(۲۶) آیت کریمہ اس حقیقت کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ پروردگار عالم کی نگاہ میں صرف گناہ گار ہی مجرم نہیں ہوتے بلکہ ان گناہوں پر خاموش رہ جانے والے اور انہیں منع نہ کرنے والے افراد بھی مجرم شمار کئے جاتے ہیں چاہے ان کا تعلق اللہ والے مقدسین سے ہو یا اہلِ علم و فضل سے۔ اسلام نہ ایسے مقدسین کو پسند کرتا ہے اور نہ ایسے اہلِ علم کو جو برائیوں کو دیکھتے رہیں اور اپنے ذاتی مفادات کے پیشِ نظر خاموش رہ جائیں اور کسی طرح کا اقدام نہ کریں۔

يُسَارِعُوْنَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ

اکثر کو آپ گناہ، زیادتی اور حرام کھانے کے لیے دوڑتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۲ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ

کتنا برا کام ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ (62) ان کے علماء و فقہاء

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ

انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟

السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (35) ۝۶۳ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (36)

ان کا یہ عمل کتنا برا ہے۔ (63) اور یہود کہتے ہیں:

يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ

(وقف لازم)

اللہ کے ہاتھ بندھے (۲۷) ہوئے ہیں۔ خود ان کے ہاتھ باندھے جائیں

يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا

اور ان پر لعنت ہو اس (گستاخانہ) بات پر بلکہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے

مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَ

عطا فرماتا ہے اور (اے رسول) آپ کے رب کی طرف سے جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی

اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ

سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ کرے گی اور ہم نے قیامت تک کے لیے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ

یہ جب جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ اسے بجھا (۲۸) دیتا ہے اور یہ لوگ

عربی حاشیہ

35-واضح رہے کہ جس طرح کفار اور منافقین کے اعمال کو بدترین عمل کہا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں اور علماء دین کے سکوت کو بھی بدترین کام قرار دیا گیا ہے۔

36-ہاتھ سے مراد مادی ہاتھ نہیں ہیں کہ ان کے کھلنے اور بندھنے کا بھی کوئی اثر نہیں ہے مفلس کے ہاتھ کھلے بھی رہیں تو کوئی فائدہ نہیں ہے اور کریم کے ہاتھ باندھ بھی دئے جائیں تو کرم کا سلسلہ برقرار رہ سکتا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جس سے بخل کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں دونوں ہاتھوں کا کھلا ہونا مکمل سخاوت کا اعلان ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ جہلاء کے لئے یعلمون اور دانشوروں کے لئے ایصنعون ان کی شاطرانہ حرکتوں کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۷) بظاہر تو یہ ایک شخص نے کہا تھا لیکن یہ پوری یہودی قوم کی آواز ہے جس کا منشا یہ ہے کہ ساری زمین اور اس کی دولت اس کے ہاتھ آجائے اور نہ ملے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا مجبور اور بخیل ہے۔ قرآن مجید نے اس کا واضح سا جواب یہ دیا ہے کہ خدا کے کرم میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے۔ وہ عطا کرنے پر مجبور بھی نہیں ہے اور نہ کسی کے اکسانے میں آتا ہے کہ گھبرا کر ساری کائنات حوالے کر دے۔

(۲۸) یہ صاحبانِ ایمان کے لئے مژدۂ اطمینان ہے کہ اپنے ایمان پر قائم رہو اور یہودیوں کے فتنوں سے خوفزدہ نہ ہو کہ خدا تمہاری مدد کرنے والا ہے۔

فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ

زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (64) اور اگر

اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کے گناہ معاف کر دیتے

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ

اور انہیں نعمتوں والی جنتوں میں داخل کر دیتے۔ (65) اور اگر یہ اہل کتاب توریت

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ [37]

و انجیل اور ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل شدہ دیگر تعلیمات کو قائم رکھتے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط

تو وہ اپنے اوپر کی (آسمانی برکات) اور نیچے کی (زمینی برکات) سے مالا مال ہوتے۔ ان میں کچھ میانہ رو بھی ہیں

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ

لیکن ان میں اکثریت بد کردار لوگوں کی ہے۔ (66) اے رسول! جو کچھ آپ کے پروردگار کی

مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو

رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا۔ بے شک اللہ

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ [38]

کافروں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (67) (اے رسول کہہ دیجئے) اے اہل کتاب! جب تک تم

ع ٩ / ١٠ / ١٣

عربی حاشیہ

37- یہ آیت دلیل ہے کہ برکات و آفات کا سرچشمہ مقدر نہیں ہے بلکہ انسان کا کردار ہے جو دنیا کو مرکز خیرات یا منزل آلام و آفات بنا دیتا ہے اور یہ کام بھی اجتماعی طور پر انجام پاتا ہے۔ صرف دو ایک افراد کے اعمال و افعال سماج کے نقشہ کو نہیں بدلا کرتے بلکہ وہ بھی انھیں آفات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اقامۂ احکام سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کے تغیرات کا دارومدار دو ایک اعمال خیر پر نہیں ہے بلکہ سارے احکام الٰہی کے قائم کرنے پر ہے جس کے بغیر یہ دنیا صلاح و فلاح کا مرکز نہیں بن سکتی ہے۔

38- یہ علامت ہے کہ مالک کائنات کی نگاہ میں مذہب کا دارومدار صرف چند کلمات یا اعترافات پر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ان تمام احکام کے قیام سے ہے جو اس کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں اور جس کے بغیر وہ کسی مذہب والے کو اہلِ مذہب نہیں سمجھتا۔

اردو حاشیہ

حَتّٰى تُقِيۡمُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ

توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے کو قائم نہ کرو تم کسی قابل اعتناء

رَّبِّكُمۡ‌ؕ وَلَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ

مذہب پر نہیں ہو اور (اے رسول) آپ کے رب کی طرف سے جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے وہ ان میں سے

طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا‌ ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ

اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ کرے گی مگر آپ ان کافروں کے حال پر افسوس نہ کریں۔ (68) جو لوگ

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِئُوۡنَ وَالنَّصٰرٰى

اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل انجام دیتے ہیں وہ خواہ مسلمان ہوں

مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ (39)

یا یہودی صابی ہوں یا عیسائی انہیں (روز قیامت) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی

وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ‏ ﴿۶۹﴾ لَقَدۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ

وہ محزون ہوں گے (69) بتحقیق ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا

وَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهِمۡ رُسُلًا‌ ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَهۡوٰٓى

اور ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے لیکن جب بھی ان کی طرف کوئی رسول ان کی خواہشات کے

اَنۡفُسُهُمۡ ۙ فَرِيۡقًا كَذَّبُوۡا وَفَرِيۡقًا يَّقۡتُلُوۡنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوۡۤا (40) اَلَّا

خلاف کچھ لے کر آیا تو انہوں نے بعض کو تو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ (70) اور ان کا یہ خیال تھا

تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ فَعَمُوۡا وَصَمُّوۡا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ثُمَّ عَمُوۡا

کہ ایسا کرنے سے کوئی فتنہ نہیں ہو گا اس لیے وہ اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے ان کی

عربی حاشیہ

39-یہ آیت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ادعائے ایمان بھی کافی نہیں ہے جب تک حقیقت ایمان نہ ہو اور تنہا ایمان بھی کافی نہیں ہے جب تک عمل صالح اس کے ہمراہ نہ ہو۔

40- کفار حقائق کی پرواہ نہیں کرتے صرف حالات کی فکر میں رہتے ہیں لہٰذا جب دیکھا کہ کوئی فتنہ اور مصیبت نہیں ہے تو حقائق کا انکار کردیا۔ پھر جب اہل بابل نے مرمت کی تو توبہ کرلی اور جب خدا نے معاف کردیا تو پھر اس اندھے پن اور بہرے پن پر اتر آئے کہ جناب زکریا اور یحیٰؑ کو قتل کردیا جناب عیسیٰؑ کو جھٹلا دیا۔ جناب مریم پر الزام لگادیا اور اس طرح اپنی واقعی سرشت کو طشت از بام کردیا۔

ف: آیت بلغ کے بارے میں ایک فتنہ یہ بھی اٹھایا گیا ہے کہ حکم تبلیغ خود علامت ہے کہ یہ ابتدائے اسلام کی مکی آیت ہے لہٰذا اس کا واقعہ غدیر سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن آیت کے ذیل میں فی بلغت رسالتہ کا لہجہ دلیل ہے کو آیت تبلیغ

اردو حاشیہ

(۲۹) آیت کا انداز بتا رہا ہے کہ پیغام اتنا ہی اہم ہے کہ اس کا نہ پہنچانا ساری رسالت کے نہ پہنچانے کے مترادف ہے اور اس کی تبلیغ کا خطرہ اس وقت بھی باقی رہ گیا تھا جب اسلام سارے مراحل سے گذر چکا تھا اور خیبر و خندق کے معرکے سر ہو چکے تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ خطرہ پیغمبرؐ اسلام کی حیات کے لئے نہیں تھا اور نہ آپ کو اس امر کی پرواہ تھی کہ اس کی خاطر تبلیغ حکم میں تاخیر فرماتے۔ آپ دینِ اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانی دے چکے تھے اور ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔

خطرہ اس بدنامی کا تھا کہ لوگ خاندان پرستی کا الزام لگا دیں گے اور پھر دین سے منحرف ہو جائیں گے اور برسہا برس کی محنت خطرہ میں پڑ جائے گی۔

علماء اسلام نے اس حکم کے بارے میں بہت سی تاویلیں تلاش کی ہیں۔ لیکن بالآخر یہ اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد پیغمبرؐ اسلام نے حضرت علی کو میدانِ غدیرِ خم میں اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے یہ اعلان کیا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی بھی مولا ہے جیسا کہ فخر رازی نے بھی اسے قول عاشر کے طور پر درج کیا ہے۔

اور صاحب تفسیر المنار نے بھی لکھا ہے کہ حدیث من کنت مولاہ کی روایت مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے کی ہے اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا

وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ

توبہ قبول کی پھر ان میں اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ (71) وہ لوگ

الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ

یقیناً کافر ہو گئے جو کہتے ہیں: مسیح بن مریم ہی خدا ہیں (۳۰) جب کہ خود مسیح کہا کرتے تھے:

الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ

اے بنی اسرائیل تم اللہ ہی کی پرستش کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ

بے شک جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا بتحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ

النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا

جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (72) بتحقیق وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جو کہتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ [41] ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ

اللہ تین میں کا تیسرا ہے جب کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اگر

لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ [42]

یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہیں آتے تو ان میں سے کفر کرنے والوں پر درد ناک عذاب

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

ضرور واقع ہوگا۔ (73) آخر یہ لوگ اللہ کے آگے توبہ کیوں نہیں کرتے اور مغفرت کیوں نہیں مانگتے؟ اللہ بڑا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ

بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (74) مسیح بن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی

عربی حاشیہ

رسالت کے بعد نازل ہوئی ہے اور اس کا ابتدائے تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

41-عیسائی اپنے عقیدے میں اس قدر دیوانے ہیں کہ کبھی حضرت عیسیٰ ہی کو واقعی خدا قرار دے دیتے ہیں اور کبھی انھیں تین خداؤں میں سے ایک قرار دیتے ہیں جب کہ اسلام کی نگاہ میں دونوں ہی عقائد فاسد اور باطل ہیں۔

42-یہ علامت ہے کہ عیسائیوں کا اصل عقیدہ توحید ہی تھا۔ اس کے بعد یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ بعض توحید پر باقی رہ گئے اور بعض تثلیث کے چکر میں پڑ گئے۔ آخر دور میں سب کے سب تثلیث کے پرستار ہو گئے اور عقیدۂ توحید کا خاتمہ ہو گیا۔

اردو حاشیہ

ہے اور اس خطبہ کی توثیق کی ہے جس میں اس اعلان کے ساتھ۔ "**قد ترکت فیکم الثقلین**" کا ذکر بھی ہے اور یہ حضرت علیؑ کی نصرت اور محبت کی دلیل ہے اور اسی لئے ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور اس کو بالکل پیغمبرؐ اکرم کی محبت کے برابر قرار دیتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ عترت اور کتاب میں جدائی ممکن نہیں ہے اور دونوں رسولؐ کے خلیفہ ہیں اور اسی لئے جس بات پر عترت کا اجماع ہو جاتا ہے ہم اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ورنہ خدا اور رسولؐ کی طرح رد کر دیتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ ثابت ہو گیا کہ آیت سے مراد ولایت علیؑ بن ابی طالب ہے اور باقی مسائل کے لئے تفصیلی بحثوں کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

(۳۰) محبت اور عداوت دونوں انسانوں کو اندھا اور بہرہ بنا دیا کرتی ہیں۔ دوست محبت میں حد سے آگے نکل جاتا ہے اور دشمن دشمنی میں اور دونوں ہی عقل سے عاری ہو جاتے ہیں۔ جناب عیسیٰ کے بارے میں بھی یہی صورتِ حال پیش آئی کہ یہودیوں نے ان کی دشمنی میں انہیں ناجائز فرزند سے تعبیر کیا اور عیسائیوں نے محبت میں انہیں اللہ کا بیٹا یا پھر اللہ ہی قرار دے دیا جب کہ دونوں ہی باتیں حقائق سے چشم پوشی اور کنارہ کشی کا نتیجہ ہیں۔

ورنہ یہ لوگ عقل استعمال کرتے تو انہیں اندازہ ہو جاتا کہ ناجائز فرزند صاحب کتاب و منصب نہیں ہوتا اور رسول خدا بندہ خدا ہوتا ہے خدا نہیں ہوتا۔

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ

بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ (راستباز خاتون) تھیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھو

الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٧٥

ہم کس طرح ان کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں پھر دیکھو یہ لوگ کدھر الٹے جارہے ہیں۔(75)

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا

کہہ دیجئے: کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیز کی پرستش کرتے ہو جو تمہارے نقصان اور نفع پر کوئی اختیار نہیں رکھتی؟

نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٧٦ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور اللہ ہی خوب سننے، جاننے والا ہے۔ (76) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب

لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ

اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو

ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ

جو پہلے ہی گمراہی میں مبتلا ہیں اور دوسرے بہت سے لوگوں کو بھی گمراہی میں ڈال چکے ہیں اور سیدھے راستے سے

السَّبِيْلِ ۝٧٧ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

بھٹک گئے ہیں۔ (77) بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے ان پر لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے

وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ

اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (78) اور جن برے کاموں کے وہ مرتکب ہوئے تھے

عربی حاشیہ

43- اُنظر کی تکرار علامت ہے کہ مسئلہ انتہائی واضح ہے جو ادنیٰ فکر سے بھی معلوم ہوسکتا ہے اور صرفِ نظر سے بھی لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اس کا ادراک نہیں کر رہے ہیں۔

44- مفسرین کا بیان ہے کہ جناب داؤد نے شنبہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا اور یہ لوگ باز نہ آئے تو انھوں نے لعنت کی اور حضرت عیسیٰ سے پانچ ہزار آدمیوں نے آسمانی دسترخوان کا مطالبہ کیا اور ان کی دعا پر وہ نازل بھی ہوگیا لیکن وہ کھانے کے بعد بھی ایمان نہیں لائے تو انھوں نے بھی لعنت کی۔ جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لعنت کوئی بُرا کام نہیں ہے اور اس کا مستحق ہر وہ انسان یا گروہ ہے جو نبی خدا کے احکام کی مخالفت کرے اور کھلی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے۔

اردو حاشیہ

عیسائیوں کے پاس حضرت عیسیٰ کی خدائی کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے اور قرآن مجید نے مختلف انداز کے دلائل کا انبار لگا دیا ہے جن میں معنویت کے علاوہ محسوس دلائل کا بھی ایک سلسلہ ہے کہ ان کے پہلے بھی صاحبانِ اعجاز رسول گذر چکے ہیں اور کوئی خدا نہیں تھا۔ ان کی ماں صدیقہ ہیں تو ان کے کردار پر الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے تو خدا نہیں ہو سکتے کہ خدا کھلانے والے کا نام ہے کھانے والا کا نام نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰؑ خدا کے مقابلہ میں کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں لہٰذا ان کی عبادت نہیں کی جا سکتی ہے...... حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰؑ کی وضاحت کے بعد بھی عیسائی انہیں خدا ہی کہتے رہے جس طرح خہ حضرت علیؑ کی مسلسل عبادت کے باوجود نصیری انہیں خدا کہتے رہے اور خلفاء اسلام کے مسلسل اعتراضات کے بعد بھی مسلمان انہیں حضرت علیؑ سے افضل قرار دے رہے ہیں۔ محبت وعقیدت انسان کو جہاں بھی نہ لے جائے کم ہے۔ خدا اس اندھی عقیدت اور عداوت سے محفوظ رکھے۔

(۳۱) ان آیات کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ قومی نقطہ نگاہ سے یہودی عالمِ اسلام سے دور تر ہیں اور عیسائیوں کے دل میں محبت اور قربت کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اسی کی روشنی میں عیسائیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا گیا ہے۔ حالانکہ صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کے مظالم کا جائزہ لیا جائے

فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

ان سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے ان کا یہ عمل کتنا برا ہے۔ (79) آپ ان میں سے

يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ

بیشتر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ (مسلمانوں کے مقابلے میں) کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

اپنے لیے آگے بھیجا ہے وہ نہایت برا ہے جس سے اللہ ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ (80)

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا

اور اگر وہ اللہ اور نبی اور ان کی طرف نازل کردہ کتاب پر ایمان رکھتے تو

اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ (81)

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ

(اے رسول) اہل ایمان کے ساتھ عداوت میں یہود اور مشرکین کو

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ

آپ پیش پیش پائیں گے اور ایمان والوں کے ساتھ دوستی میں

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ

نصاریٰ کو قریب تر پائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عالم

قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور درویش صفت لوگ ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ (82)

عربی حاشیہ

45- قسیس مذہب عیسائی کے عالم کا نام ہوتا ہے جو لذات دنیا کو ترک کر کے آبادی سے دور پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لے لیتا ہے۔ قسیس اصل میں کشیش ہے جو سریانی زبان کا لفظ تھا اور بعد میں عربی میں آ کر قسیس ہو گیا۔

46- بعض مفسرین نے النبی سے رسولِ اکرم کو مراد لیا ہے کہ آپ کو بار بار اس لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۷ میں پہلے گمراہ ہونے والوں سے مراد غالباً وہ مشرکین ہیں جو عیسائیوں سے پہلے برہما، وشنو، مہیش کی خدائی کے قائل تھے اور اسی کا اثر عیسائیوں نے قبول کر لیا۔

اردو حاشیہ

اور یہ دیکھا جائے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے اور اٹلی والوں نے طرابلس میں، فرانس والوں نے الجزائر، تونس، مغرب اور شام میں اور انگلینڈ والوں نے مصر، عراق، اور سوڈان میں کیا کیا ستم ڈھائے ہیں اور آج اقوام متحدہ میں کس طرح اسرائیلی اور یہودیوں کی حمایت کی جا رہی ہے تو صاف اندازہ ہو جائے گا کہ کفر کا مزاج ایک ہے اور اس کے اسلام سے قریب تر ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

اتنا فرق ضرور ہے کہ عربستان میں دولت کمانے کا ٹھیکہ دو قوتوں نے لے رکھا ہے۔ یہودی داخلی تجارت پر قابض تھے اور مشرکین رحلۃ الشتاء والصیف کے مالک تھے اور اسلام کے عادلانہ قوانین نے دونوں کے مفادات کو خطرہ میں ڈال دیا تھا تو ان کی عداوت دین کے علاوہ دنیاداری کی بناء پر بھی سامنے آ گئی اور عیسائیوں کا ایسا کوئی معاملہ نہیں تھا اور وہ صرف مذہب کی بناء پر اسلام کے مخالف تھے۔

آیاتِ کریمہ میں جن افراد کو مسلمانوں سے قریب تر کہا گیا ہے وہ سارے عیسائی نہیں ہیں بلکہ ان کا ایک گروہ ہے جس کے اوصاف کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے اور اسی لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حبشہ کا بادشاہ تھا اور جب جناب جعفر طیارؓ نے ہجرت کے موقع پر اس کے دربار میں تعارفی خطبہ پڑھا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ

اور جب وہ رسول کی طرف نازل ہونے والے کلام کو سنتے ہیں (۱) تو تم دیکھتے ہو کہ

مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا

معرفت حق کی بدولت ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ کہتے ہیں: پروردگارا ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمیں

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا

گواہی دینے والوں میں شامل فرما۔ (83) اور ہم کیوں نہ اللہ پر اور اس حق پر ایمان لائیں

مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

جو ہمارے پاس آیا ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک بندوں کی صف میں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

شامل کر لے گا۔ (84) اللہ نے اس بات کے عوض انہیں ایسی جنتوں سے نوازا ہے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیکوکاروں کا یہی صلہ ہے۔ (85)

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا

الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا

وہ جہنمی ہیں۔ (86) اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے

طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

حلال کر دی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز بھی نہ کرو اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو

عربی حاشیہ

1- آیت نجاشی اور اس کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

2- یہ صحابہ کی اس جماعت کے بارے میں ہے جس نے رہبانیت اور ترک دنیا کا راستہ اختیار کرلیا تھا اور حلالِ خدا کو اپنی ذات کے لئے حرام بنالیا تھا۔ خدا کو یہ طریقہ پسند نہ آیا لہٰذا اس نے ان کی تنبیہ کردی کہ نہ حلال کو حرام بناؤ اور نہ حلال کے استعمال کرنے میں حد سے تجاوز کر کے حرام تک پہنچ جاؤ جو بہت سے ناواقف اور غرض مند انسانوں کا طریقہ ہوا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) ابتدائے اسلام میں مشرکین نے اپنے مفادات کو خطرہ میں دیکھ کر مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تو سرکار دو عالم نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور جناب جعفر طیار کو قافلہ سالار بنا دیا۔ یہ ہجرت ایک طرف مسلمانوں کی تسکین کا ذریعہ تھی کہ اذیت کے ماحول سے نکل گئے اور دوسری طرف اسلام کی اشاعت کا بہترین وسیلہ تھی جو اجتماعی ہجرت کے بغیر ممکن نہ تھی۔ چنانچہ جناب جعفرؑ نے نجاشی کے یہاں پناہ لی اور ادھر مشرکین نے عمرو عاص وغیرہ کو بھیج دیا کہ ان لوگوں کو واپس لے آئے۔ انہوں نے نجاشی کو تحفہ تحائف دے کر واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس نے جناب جعفرؑ سے صورتِ حال دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نہ ان کے غلام ہیں۔ نہ مقروض ہیں اور نہ کسی کو قتل کر کے آئے ہیں۔ ہم ان کے مظالم سے پناہ لینے آئے ہیں اور ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم آخری پیغمبرؐ پر ایمان لے آئے ہیں جس کے پیغامات یہ ہیں...... یہ سن کر نجاشی دنگ رہ گیا کہ یہ تو بعینہٖ حضرت عیسیٰؑ کے پیغامات ہیں اور قرآن سنانے کی فرمائش کی۔ جناب جعفرؑ نے سورہ مریمؑ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور عمرو عاص کے منہ پر ایک طمانچہ مار کر اسے نکال باہر کر دیا اور مسلمان وہاں ایک مدت تک سکون و اطمینان سے رہے۔ اور یہ جناب جعفرؑ کی ایسی فتح تھی کہ جب فتح خیبر کے موقع پر وہ واپس آئے تو پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ میں کس چیز سے زیادہ مسرت کا اظہار کروں۔ فتح خیبر سے یا رجوع جعفرؑ سے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ موقع انتہائی حسین تھا جب روحِ ابو طالبؑ وجد کر رہی تھی کہ

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا

یقیناً دوست نہیں رکھتا۔ (87) اور جو حلال اور پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہیں

طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا

عنایت کر رکھی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اس اللہ کا خوف کرو جس پر تمہارا ایمان ہے۔ (88)

يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ [3] اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ

اللہ تمہاری بے مقصد قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن جو پختہ قسمیں تم کھاتے ہو

بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ

ان کامواخذہ ہوگا۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ

جو تم اپنے گھروالوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے اور جسے

رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۖ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

یہ میسر نہ ہو وہ تین دن روزے رکھے۔جب تم قسم کھاؤ (اور اس توڑ دو)

اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۖ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۖ كَذٰلِكَ

تو یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اللہ اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اپنی آیات تمہارے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (89) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ [4] وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

شراب (۲) اور جوا اور مقدس تھان اور پانسے سب ناپاک شیطانی عمل ہیں

عربی حاشیہ

3- یہ فی مِن کے معنی میں ہے اور مواخذہ سے مراد دنیاوی مواخذہ کفارہ وغیرہ ہے۔

عقد ایمان سے مراد وہ قسمیں ہیں جو باقاعدہ قصدوارادہ کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔

کفارہ اس عمل کو کہتے ہیں جو گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اس کے ظاہری اثرات کو زائل کردیتا ہے۔

حفظ ایمان سے مراد قسم کے مطابق عمل کرنا ہے اور مخالفت سے محفوظ رہنا ہے۔

لفظ اوسط کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ متوسط کے معنی میں ہے اور بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ عالی کے معنی میں ہے اوسط اور اعلیٰ درجہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اوسط میں بھی زبان ومکان وغیرہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

4- واضح رہے کہ اسلام نے شراب نوشی، قمار بازی اور بت پرستی سب کو ایک صفت میں رکھا ہے اور سب کو رجس اور عمل شیطان سے

اردو حاشیہ

اسلام کے دو فاتح اکٹھا ہورہے ہیں۔ ایک بیٹے نے یہودیت کے محاذ کو فتح کیا ہے اور دوسرے نے عیسائیت کے محاذ کو...... یا ایک نے زور بازو کو مظاہرہ کیا ہے اور دوسرے نے زورِ بیان کا ایک نے قرآن کی عظمت کا اظہار کیا ہے اور دوسرے نے اہلِ بیت کی جلالت کا ایک نے کفر کے حوصلے پست کئے ہیں اور دوسرے نے اسلام کی شوکت میں اضافہ کیا ہے اور یہ تمام باتیں عین ان کی توقع اور تمنا کے مطابق واقع ہوئی ہیں۔

(۲) دین اسلام نے شراب اور جوائے کی شدت سے مخالفت کی ہے اور اس کے دینی اور دنیاوی نقصانات سے آگاہ کیا ہے کہ شراب عقل کی بربادی اور جوا مال کی بربادی اور حرام خوری کی دعوت ہے۔

لیکن حیرت کی بات ہے کہ مسلمان معاشروں میں ان مفاسد کی طرف سے توجہ ہٹتی جارہی ہے اور شراب سے پرہیز کرنے والے بھی جوے کی لعنت میں گرفتار ہیں اور عالمِ اسلام کی یہ بدذوقی ہے کہ دنیا کے مشہورترین جواریوں کو بھی خادم الحرمین کا درجہ دینے کے لئے تیار ہے۔ اسلام کا اس سے بڑا مذاق اور ضمیر فروشی کا اس سے زیادہ واضح مظاہرہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا

پس اس سے پرہیز کرو تا کہ تم نجات حاصل کر سکو۔ (90) شیطان

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي

تو بس یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان

الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں یاد خدا اور نماز سے باز رکھے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

تو کیا تم باز رہوگے؟ (91) اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو

وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

اور اپنا بچاؤ کرو پھر اگر تم نے منہ پھیر لیا تو جان لو ہمارے رسول کی ذمے داری تو بس واضح طور پر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

حکم پہنچا دینا ہے۔ (92) جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجا لائے ان کی

الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَ

ان چیزوں پر کوئی گرفت نہ ہوگی جو وہ کھا پی چکے بشرطیکہ (آئندہ) پرہیز کریں اور ایمان پر قائم رہیں اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ

نیک اعمال بجا لائیں پھر پرہیز کریں اور ایمان پر قائم رہیں پھر پرہیز کریں اور نیکی کریں

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ

اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (93) اے ایمان والو! اللہ ان شکاروں (۳) کے ذریعے

عربی حاشیہ

تعبیر کیا ہے اور پھر شراب اور جوئے کے دو مزید مقاصد کی طرف متوجہ کیا ہے کہ سماجی زندگی میں ان سے جھگڑے فساد پیدا ہوتے ہیں اور مذہبی زندگی میں انسان یاد خدا سے غافل ہوجاتا ہے جس کا مشاہدہ اکثر شرابیوں اور جواریوں کے حالات میں کیا جاتا ہے کہ شرابی عقل سے بیگانہ ہوجاتا ہے اور جواری جوئے میں اس قدر محو ہوجاتا ہے کہ پھر یادِ خدا کیا فرائض تک یاد نہیں رہ جاتے اور ہار جیت میں مار پیٹ تک کی نوبت آجاتی ہے یا کم ازکم بغض وحسد ضرور پیدا ہوجاتا ہے۔

5-شراب کی حرمت کا حکم آنے کے بعد صحابہ نے یہ سوال اٹھایا کہ جولوگ اس سے پہلے پی کر مرگئے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا تو جواب ملا کہ اگر انھوں نے تقویٰ سے کام لیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور تقویٰ تین مرحلوں پر ضروری تھا حکم شراب آنے سے پہلے باقی محرمات سے پرہیز کیا ہو۔

اردو حاشیہ

(۳) اس شکار سے مراد خشکی کے جانوروں کا شکار ہے جو انسانوں کے لئے آسان ہے اور وہاں تک ہاتھوں اور نیزوں کی رسائی ممکن ہے۔

اس شکار کا قانون یہ ہے کہ حدود حرم یا حالتِ احرام میں اسے حرام رکھا گیا ہے اور اس کی سزا یہ قرار دی گئی ہے کہ اگر اس کا مثل فراہم ہوتا ہے تو جس جانور کو دو عادل افراد مثل قرار دے دیں اسے خانہ کعبہ کے قریب ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کردیا جائے اور مثل ممکن نہ ہو تو اس کی قیمت کا گندم لے کر تین پاؤ یا 1-1/2 کلو کے حساب سے مساکین میں تقسیم کردیا جائے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر تین پاؤ کے بدلے ایک روزہ رکھا جائے تاکہ احرام کی مخالفت یا حدود حرم کی توہین کا مزہ چکھا جاسکے۔ واضح رہے کہ فقہ السنہ کے مطابق حدود حرم شمال میں تنعیم تک یعنی مکہ سے ۶ کلومیٹر دور تک اور جنوب میں ۱۲ کلومیٹر تک اور مشرق میں جعرانہ یعنی ۱۵ کلومیٹر تک ہیں......!

اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗۤ اَیْدِیْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِیَعْلَمَ

تمہیں آزمائش میں ڈالے گا جنہیں تم اپنے ہاتھوں اور اپنے نیزوں کے ذریعے پکڑتے ہو تا کہ

اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

اللہ یہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ طور پر کون ڈرتا ہے پس اس کے بعد بھی جو حد سے تجاوز کرے اس کے لیے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ

درد ناک عذاب ہے۔ (94) اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا

اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر (کوئی جانور) مار دے تو جو جانور اس نے مارا ہے

قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ

اس کے برابر ایک جانور مویشیوں میں سے قربان کرے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل افراد کریں۔

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے یا مسکینوں کو کھانا کھلانے کا کفارہ دے یا اس کے برابر روزے رکھے

صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ

تا کہ اپنے کیے کا ذائقہ چکھے۔ جو ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا اور اگر کسی نے

مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اس غلطی کا اعادہ کیا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ بڑا غالب آنے والا انتقام لینے والا ہے۔ (95)

اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ [7] وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ ۚ

تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔ یہ تمہارے

عربی حاشیہ

۲۔حکم شراب آنے کے بعد شراب سے پرہیز کیا ہو۔

6-شراب چھوڑنے کے بعد باقی گناہوں سے بھی پرہیز کیا ہوتا کہ نیک عمل کرنے والوں میں شمار ہو سکے۔

7-بحر سے مراد سمندر نہیں ہے بلکہ عام پانی کا ذخیرہ ہے چاہے نہر یا تالاب ہی کیوں نہ ہو۔ طعام بحر سے اس شکار کا کھانا بھی مراد ہوسکتا ہے اور شکار کے علاوہ دریا کی دوسری غذائیں بھی مراد ہوسکتی ہیں۔

اردو حاشیہ

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا

اور مسافرین کے فائدے میں ہے اور جب تک تم احرام میں ہو خشکی کا شکار تم پر حرام کر دیا گیا ہے اور جس

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

اللہ کے سامنے جمع کیے جاؤ گے اس سے ڈرتے رہو۔ (96) اللہ نے قابل احترام گھر کعبہ، (۴)

الْحَرَامَ قِيٰمًا (8) لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۗ

حرمت والے مہینے، قربانی اور جن جانوروں کے گلے میں پٹے باندھے گئے ہوں

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سب کو لوگوں کے لیے قیام کا ذریعہ بنایا تا کہ تم جان لو کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔ (97) جان لو کہ اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى

سخت سزا دینے والا ہے اور بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا بھی ہے۔ (98) رسول کی ذمے داری

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

بس حکم پہنچا دینا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔ (99)

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ

(اے رسول) کہہ دیجئے: پاک (۵) اور ناپاک برابر نہیں ہو سکتے خواہ ناپاک کی فراوانی تمہیں

الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

بھلی لگے۔ پس اے صاحبان عقل اللہ کی نافرمانی سے بچو شاید تمہیں نجات مل جائے۔ (100)

عربی حاشیہ

8- قیام۔ ذریعۂ اصلاح کا نام ہے گویا حرم الٰہی کو امتِ اسلامیہ کی اصلاح کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور حج کے اجتماعات بہترین سیاسی اجتماعات ہیں جن میں امت کی اصلاح کے مسائل طے کئے جاسکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۴) بظاہر یہ بات خانہ کعبہ کے بارے میں کہی گئی ہے لیکن یہ قانون پورے ارض حرم کا ہے اور اسی لئے کعبہ کا بدل بیت الحرام قرار دیا گیا ہے۔

قیاماللناس۔ اس فلسفہ کا اعلان ہے جس کے تحت محترم مہینے، حج، قربانی وغیرہ کا قانون بنایا گیا ہے کہ ان سب کا مقصد امن عالم کا قیام ہے۔ محترم مہینوں میں جنگ کو روکا گیا ہے۔ قربانی کے ذریعہ حوصلہ قربانی پیدا کرایا گیا ہے اور ارض حرم کو عالمی اجتماعات کا مرکز قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح مسلمان ایک نقطہ پر جمع ہو کر اپنے صلاح و فلاح کے بارے میں گفت وشنید کر سکتے ہیں اور اپنے عالمی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ حج ایک بہترین سیاسی عبادت ہے جس میں اسلامی عبادت اور سیاست کا امتزاج نمایاں طور پر نظر آتا ہے ورنہ اس کے ظاہری اعمال بظاہر کوئی معنویت نہیں رکھتے ہیں۔

(۵) یہ ایک عام قانون ہے جس سے خبیث وطیب ایثار اور خبیث وطیب افراد سب مراد ہیں کہ خبیث لاکھ اچھا معلوم ہو طیب کے برابر نہیں ہوسکتا۔ طیب خدا کی نگاہ میں پاکیزہ ہوتا ہے اور خبیث خدا کی نگاہ میں خبیث ہوتا ہے اور خدا کی نگاہ سے گر جانے کے بعد کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

دنیا میں خبیث افراد کا راحت و آرام میں رہنا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ وہ نگاہِ خدا میں محبوب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ متاع دنیا کا قانون الگ ہے اور محبوبیت پروردگار کا نظام الگ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کروکہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں (٦) تو تمہیں بری لگیں

تَسُؤْكُمْ ج وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ط

اوراگر ان کے بارے میں نزول قرآن کے وقت پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی

عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ط وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَأَلَهَا

(جو کچھ اب تک ہوا اس سے) اللہ نے درگزر فرمایا اور اللہ بڑا بخشنے والا، بردبار ہے۔ (101) ایسی باتیں

قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ

تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر وہ لوگ انہی باتوں کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ (102) اللہ نے

اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ [9] وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ لا وَ

نہ کوئی بحیرہ بنایا ہے اور نہ سائبہ اورنہ وصیلہ اور

لَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ط وَ

نہ حام بلکہ کافر لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اور ان میں

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

اکثر تو عقل ہی نہیں رکھتے۔ (103) اور جب ان لوگوں سے کہا

إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

جاتا ہے کہ اس دستور کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ تو وہ کہتے ہیں:

عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا

ہمارے لیے وہی دستور کافی ہے جس پر ہم نے اپنے (٧) باپ دادا کو پایا خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور

عربی حاشیہ

9- بحیرہ۔ وہ ناقہ ہے جسے پانچ یا دس بچوں کے بعد بتوں کی راہ میں آزاد کر دیا جاتا تھا۔ بحر کے معنی کان پھاڑ دینے کے ہیں۔

سائبہ۔ وہ ناقہ ہے جسے کسی مرض یا جنگ سے نجات کی خوشی میں آزاد کر دیا جاتا تھا۔

وصیلہ۔ وہ بکری ہے جس کے یہاں جوڑواں بچہ پیدا ہوا اور پھر اس کا نر بچہ بتوں کی قربانی کے لائق نہ رہ جائے۔

حام۔ وہ نرجانور ہے جو دس بچے پیدا کرا چکا ہو اور اسے آزاد کر دیا گیا ہو۔

آیت نمبر ۱۰۰ دلیل ہے کہ دنیا میں خبیث کی اکثریت ہے لیکن اکثریت خبیث کو طیب کا ہم وزن نہیں بناسکتی۔ آیت نمبر ۱۰۱ میں غیر ضروری اور نامناسب سوالات سے منع کیا گیا ہے ورنہ اسلام میں طلب علم ضروری اور مستحسن عمل ہے جس کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

(٦) یہ غیر ضروری سوالات کی ممانعت ہے جس طرح کسی نے حضورؐ سے پوچھ لیا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا جہنم میں ہے۔ دوسرے نے سوال کیا کہ کیا حج ہر سال واجب ہے فرمایا چپ رہو ورنہ میں نے ہاں کہہ دیا تو واجب ہو جائے گا اور پھر عمل نہ کرو گے۔

(٧) عربوں نے اپنے بتوں کے احترام میں چند طرح کے جانور ان کے نام پر حرام کر دیئے تھے اور اسلام میں اس رائج رکھنا چاہا تھا تو ارشاد ہوا کہ اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ خدا پر صریحی افترا ہے۔

يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا

نہ ہی ہدایت پر ہوں۔ (104) اے ایمان والو! اپنی فکر کرو اگر تم خود راہ راست پر ہو تو

يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

جو گمراہ ہے تمہارا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ تم سب کو پلٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر وہ تمہیں آگاہ کرے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (105) اے ایمان والو! جب تم میں سے

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ

کسی کی موت کا وقت آجائے تو وصیت کرتے وقت گواہی کے لیے تم میں سے

اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ

دو عادل شخص موجود ہوں یا جب تم سفر پر ہو اور موت کی مصیبت پیش آرہی ہو تو

ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ

دوسرے دو (غیر مسلموں) کو گواہ بنا لو۔ اگر تمہیں ان گواہوں پر شک ہو جائے

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لو کہ وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم گواہی کا کوئی معاوضہ نہیں لیں گے

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ

اگرچہ رشتے داری کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم خدائی شہادت کو چھپائیں گے۔

شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا

اگر ہم ایسا کریں تو گنہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔ (106) اگر انکشاف [۸] ہو جائے کہ

عربی حاشیہ

10- بعض مفسرین کو اس جملہ سے امر بالمعروف کے خلاف کا توہم ہوگیا ہے اور انھوں نے اس کی توجیہ میں ۳۳ صفحات لکھ مارے ہیں۔ فخر رازی نے اس کی ۸ توجیہیں کی ہیں حالانکہ مسئلہ بالکل واضح ہے کہ انسان اپنے تحفظ کا انتظام کرے اور اس کی ایک شق یہ ہے کہ احکام خدا پر عمل کرے اور انھیں احکام میں امر بالمعروف کا حکم بھی ہے۔ اب اس کے بعد اگر کوئی گمراہ ہوجائے تو امر کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسانیت کی تباہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب تقلید آباء بھی ہے جس کی بیماری ہر دور میں رہی ہے اور اس کی مذمت قرآن مجید نے بڑے کھلے الفاظ میں کی ہے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جب تمہارے باپ دادا صاحبانِ علم و ہدایت نہیں تھے تو ان کی تقلید کے کیا معنی ہیں۔ یہ تو یہود و نصاریٰ کا عالم تھا لیکن آج دنیائے اسلام و ایمان میں بھی ایسے نادان و احمق پائے جاتے ہیں جو باپ دادا کی احمقانہ رسموں کو کلیجے سے لگائے بیٹھے ہیں جب کہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے پاس دین و دنیا کا اتنا علم بھی نہیں تھا جتنا خود ان کے پاس ہے اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ ان کی تربیت انہیں رسموں کی چھاؤں میں ہوئی ہے اور انہیں ابتدا سے انہیں رسموں کی لوریاں دی گئی ہیں تو اگر صاحبانِ ایمان ایسی حماقتیں کر سکتے ہیں تو اگر دوسرے لوگ حقائق کے روشن ہو جانے کے بعد بھی باپ دادا کے مذہب پر اڑے ہوئے ہیں تو کیا حیرت کی بات ہے۔

اِسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ

ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ کا ارتکاب کیا تھا تو ان کی جگہ دو اور افراد

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ [11] الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ

جن کی حق تلفی ہو گئی ہو اور وہ (میت کے) قریبی ہوں کھڑے ہو جائیں اور اللہ کی قسم کھائیں کہ

اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے کوئی تجاوز نہیں کیا۔ اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ

ہو جائیں گے۔ (107) اس طرح زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ لوگ صحیح شہادت کریں

اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

یا اس بات کا خوف کریں کہ ان کی قسموں کے بعد ہماری قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور اللہ سے

وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ

ڈرو اور سنو اللہ فاسق لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (108) (اس دن کا خوف کرو) جس دن اللہ سب رسولوں کو

اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ [12] لَنَا ۭ

جمع کر کے ان سے پوچھے گا: (امتوں کی طرف سے) تمہیں کیا جواب ملا؟ وہ عرض کریں گے: (تیرے علم کی نسبت)

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

ہمیں علم ہی نہیں غیب کی باتوں کو یقیناً تو ہی خوب جانتا ہے۔ (109) جب عیسیٰ بن مریم سے اللہ نے فرمایا:

اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ

یاد کیجئے میری اس نعمت کو جو میں نے آپ اور آپ کی والدہ کو عطا کی جب میں نے

عربی حاشیہ

11- اس جملہ کی وضاحت میں بڑے تفصیلی بیانات پائے جاتے ہیں اور بعض مفسرین نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ قرآن مجید میں اس سے زیادہ مشکل کوئی جملہ نہیں ہے لیکن بعض مفسرین نے اس مشکل کو اس طرح حل کیا ہے کہ علیہم کا مرجع ورثہ کو قرار دیا جائے کہ میت کے سارے حقوق کے ذمہ دار ورثہ ہی ہوتے ہیں اور اس طرح مفہوم یہ ہوگا کہ دو آدمی ان میں سے قسم کھائیں گے جن پر وہ تمام فرائض عائد ہوتے ہیں جو ان کے مورث پر عائد ہوتے تھے۔

اور بعض کا خیال ہے کہ استحق جرم اور حق پر تجاوز کے معنی میں ہے یعنی وہ افراد جن کے حق پر پہلے دونوں گواہوں نے تجاوز اور تعدی سے کام لیا ہے یعنی ورثہ۔

12- یہ انکار علم خدا کے بارے میں ہے کہ بشر کو اس کے سامنے اظہار علم کا حق نہیں ہے اور اسے یہی کہنا چاہیے کہ تو سب کچھ جانتا ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۹) ایک مسلمان اور دو عیسائی سفر میں نکلے۔ راستہ میں مسلمان کا وقت احتضار آ گیا تو اس نے وصیت نامہ لکھ کر سامان کے اندر رکھ دیا اور ساتھیوں سے کہہ دیا کہ میرے بعد میرا سامان میرے ورثہ تک پہنچا دینا۔ ان لوگوں نے سامان کو پہنچایا لیکن کچھ قیمتی سامان نکال لیا۔ ورثہ نے فہرست دیکھ کر مطالبہ کیا لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ سامان ایک شخص کے پاس نظر آیا تو دریافت کیا گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے زندگی میں خرید کیا تھا تو آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ اگر ان دونوں کی گواہی میں شک ہے تو اب ورثہ قسم کھائیں کہ ان کی شہادت زیادہ صحیح اور سچی ہے اور اپنی قسم میں اس بات کا اعلان کریں کہ ہم نے حق سے تجاوز نہیں کیا ہے ورنہ ہمارا شمار بھی ظالمین میں ہو جائے گا۔

بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا ۚ وَاِذۡ
روح القدس کے ذریعے آپ کی تائید کی۔ آپ گہوارے (۱۰) میں اور بڑے ہو کر

عَلَّمۡتُكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَالتَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۚ وَاِذۡ
لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور جب میں نے آپ کو کتاب، حکمت، توریت اور انجیل کی تعلیم دی اور جب

تَخۡلُقُ مِنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـئَةِ الطَّيۡرِ بِاِذۡنِىۡ (13) فَتَنۡفُخُ فِيۡهَا
آپ میرے حکم سے مٹی سے پرندے کا پتلا بناتے تھے پھر آپ اس میں پھونک مارتے تھے تو

فَتَكُوۡنُ طَيۡرًاۢ بِاِذۡنِىۡ وَتُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِىۡ ۚ
وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور آپ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے صحت یاب کرتے تھے

وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِىۡ ۚ وَاِذۡ كَفَفۡتُ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ
آپ میرے حکم سے مردوں کو (زندہ کر کے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل کو

عَنۡكَ اِذۡ جِئۡتَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
اس وقت آپ سے روک رکھا جب آپ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے تو ان میں سے کفر

مِنۡهُمۡ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذۡ اَوۡحَيۡتُ (14) اِلَى
اختیار کرنے والوں نے کہا تھا: یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔ (110) اور جب میں نے

الۡحَوَارِيّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِىۡ وَبِرَسُوۡلِىۡ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡهَدۡ
حواریوں پر الہام کیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آئیں تو وہ کہنے لگے: ہم ایمان لے آئے

بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذۡ قَالَ الۡحَوَارِيُّوۡنَ يٰعِيۡسَى
اور گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔ (111) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ

عربی حاشیہ

13- جناب عیسیٰ نے اپنے معجزہ کے ہرمرحلہ پر اذن پروردگار کا حوالہ دیا ہے تا کہ کسی شخص کو ان کی خدائی کا عقیدہ قائم کرنے کا جواز نہ مل جائے۔

14- وحی کا ایک طریقہ قلبی الہام بھی ہے جو اس مقام پر مقصود ہے کہ حواریین منزل وحی رسالت نہیں تھے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس مقام پر یہ بات قابلِ غور ہے کہ جناب عیسیٰؑ بچپنے میں رسول تھے یا نبی...... نبوت کے بارے میں انہوں نے خود اعلان کیا ہے کہ خدا نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے لیکن نبی پیغمبر نہیں ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے ان کے تکلم سے استدلال کیا ہے کہ وہ انتہائی کمسنی میں بھی قوم کے رہنما اور اللہ کے رسول تھے۔ حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کلام کا تعلق تعلیمات الٰہی اور پیغامات شریعت سے نہیں تھا، وہ کلام صرف جناب مریمؑ کی عصمت و عفت کے اظہار سے متعلق تھا اور اسے رسالت نہیں کہا جا سکتا ہے۔ بنا بریں یہ تصور کہ جناب عیسیٰؑ بچپنے ہی سے رسول تھے اور رسول اکرمؐ ۴۰ سال کے بعد رسول قرار دیئے گئے ایک بے بنیاد تصور ہے جیسا کہ انجیلوں میں خود اس بات کا اعتراف موجود ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے ۳۰ سال کی عمر میں تبلیغ شروع کی ہے اور کار رسالت کا آغاز کیا ہے۔

جناب عیسیٰؑ کے صاحبِ کمالات و معجزات ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کی صراحت خود قرآن مجید میں موجود ہے لیکن کمالات کی دنیا اور ہوتی ہے اور رسالت و پیغمبری کی دنیا اور۔

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا

بن مریم! کیا آپ کا رب ہمارے لیے آسمان سے

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

کھانے (۱۱) کا خوان اتار سکتا ہے؟ تو عیسیٰ نے کہا: اگر تم مومن ہو تو

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

اللہ سے ڈرو۔ (112) انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس دسترخوان میں سے

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ

کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور یہ جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور اس پر

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ

ہم گواہ رہیں۔ (113) تب عیسیٰ بن مریم نے دعا کی: اے اللہ! اے ہمارے پروردگار!

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

آسمان سے ہمارے لیے کھانے کا ایک خوان نازل فرما کہ ہمارے اگلوں (۱۲) اور پچھلوں کے لیے وہ دن عید

وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے کہ تو بہترین رزق دینے والا ہے۔ (114)

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ

اللہ نے فرمایا: میں یہ خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں لیکن اگر اس کے بعد تم میں سے کوئی کفر اختیار کرے گا تو

اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ

اسے میں ایسا عذاب دوں گا کہ اس جیسا عذاب عالمین میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔ (115) اور (وہ وقت یاد کرو)

عربی حاشیہ

15-اس لفظ سے اظہار ہوتا ہے کہ دسترخوان کا مطالبہ کرنے والوں کو مکمل ایمان حاصل نہ تھا اگرچہ انھوں نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا تھا اور دسترخوان کے ذریعہ اطمینان قلب کا مطالبہ کرنا چاہتے تھے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ ان کا ایمان بالکل مکمل تھا اور وہ اہل یستطیع کے ذریعہ قدرتِ خدا میں شک نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ ان کا منشا یہ تھا کہ خدا اپنی حکمت و مصلحت کے اعتبار سے دسترخوان نازل کر سکتا ہے کہ یہ بات اس کے مصالح ربوبیت کے مناسب اور شایان شان ہو اور اس کا راز یہ تھا کہ وہ جناب موسیٰ کے دور میں من وسلویٰ کے نزول کا انجام دیکھ چکے تھے اور انھیں خطرہ تھا کہ پروردگار اس کے بعد کوئی دسترخوان نازل نہیں کرے گا۔

16- جناب عیسیٰؑ نے دعا کر کے اس توہم کی تردید کر دی کہ آسمان کے معاملات میں میرا کوئی عمل دخل ہے یا میں بھی خدائی کا کوئی

اردو حاشیہ

(۱۱) اس دستر خوان کے بارے میں مفسرین نے بڑے بڑے تفصیلات بیان کئے ہیں اور اس کے تمام کھانوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کا مدرک اسرائیلیات کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہٰذا اجمالی ایمان ہی کافی ہے۔

امیر المومنینؑ نے اپنے خطبہ میں جناب عیسیٰؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ پتھر کا تکیہ بناتے تھے موٹا لباس پہنتے تھے معمولی غذا کھاتے تھے۔ بھوک ان کی غذا نور ماہتاب ان کا چراغ مشرق ومغرب ان کا سائبان اور زمین سے اگنے والی گھاس ان کا پھل تھی۔ نہ کوئی زوجہ جو فتنوں میں مبتلا کر سکے۔ نہ اولاد جس کا رنج ہو۔ نہ مال جو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ نہ طمع جو باعثِ ذلت ہو۔ دونوں پیر ان کی سواری اور دونوں ہاتھ ان کے خادم تھے لیکن اس کے باوجود قوم نے انہیں الزامات سے معاف نہیں کیا اور جادوگر کہہ دیا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔

(۱۲) جناب عیسیٰؑ کا مطالبہ قوم کے تقاضے کی ترجمانی اور اپنی طرف سے اتمامِ حجت کی بنا پر تھا ورنہ نبی خدا کو ان مادی غذاؤں کی پرواہ نہیں ہوتی ہے وہ راہِ خدا میں ہر طرح کی مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے اور یہیں سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریین اور سرکار دوعالم کے مخلص اصحاب میں کس قدر فرق تھا کہ حواریین نے طرح طرح کی غذاؤں کا مطالبہ کر دیا اور اصحاب مخلصین نے طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کیا اور اف تک نہیں کی۔ اور اسی معیار پر امام حسینؑ کو کہنے کا حق تھا کہ جیسے اصحاب مجھے ملے ہیں ان کی نظیر کہیں بھی نہیں پیدا ہوئی ہے کہ تین دن کی بھوک اور پیاس کے باوجود

اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ
جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور

اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ
میری والدہ کو خدا بناؤ؟ عیسیٰ نے عرض کی: تو پاک ہے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں

اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ
جس کا مجھے کوئی حق ہی نہیں؟ اگر میں نے ایسا کچھ کہا ہوتا تو تجھے علم ہوتا کیونکہ تو

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
میرے دل کی بات جانتا ہے لیکن میں تیرے اسرار نہیں جانتا۔ یقیناً تو ہی غیب کی باتیں

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ
خوب جاننے والا ہے۔ (116) میں نے تو ان سے صرف وہی کہا جس کا تو نے

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا
مجھے حکم دیا تھا کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ جب تک میں

دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ
ان کے درمیان رہا میں ان پر گواہ رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو خود ہی ان پر نگران ہے

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ
اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔ (117) اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے (۱۳) ہی بندے ہیں

عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾
اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو ہی غالب آنے والا اور حکمت والا ہے۔ (118)

عربی حاشیہ

شریک یا حصہ دار ہوں اور پروردگار نے بھی یہ واضح کر دیا کہ یہ دسترخوان صرف امتحان اور اتمام حجت کے لئے ہے ورنہ بنی اسرائیل میرے کوئی چہیتے بندے نہیں ہیں اور جن کے ایمان و اخلاص وکردار کی بناپر دسترخوان نازل کردیا جاتا ہے۔ وہ اور ہوتے ہیں اور ان سے اس لہجہ میں گفتگو نہیں کی جاتی ہے بلکہ وہ خود کہتے ہیں لانریدمنکم جزاءً ولاشکورا۔

17- جناب عیسیٰ پراتنی نعمتیں نازل کرنے کے بعداوران کے ہاتھوں سے اس قدر کرامات کا اظہار کرنے کے بعد پھر یہ چاہا کہ ان کی خدائی کا تصور ذہنوں سے نکال دیا جائے اور اس مرتبہ خود انھیں کو مخاطب بنایا گیا تاکہ اس نکتہ کا اظہار کیا جاسکے کہ جس بات کا دعویٰ وہ خود نہیں کرتے ہیں اس کا عقیدہ پیدا کرنے کا کیا حق ہے کیاارادتمندوں کو نبی سے آگے بڑھ جانے کا حق ہے اور ان کے پاس نبی سے بھی زیادہ علم ہے۔

اردو حاشیہ

سماوی دسترخوان یا ارضی غذاؤں کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں اور جہاد راہِ خدا کے لئے کمر باندھے ہوئے ہیں۔

(۱۳) اس فقرہ سے نبوت کے جن جذبات کی ترجمانی ہوتی ہے ان کا اظہار لفظوں کے ذریعہ ناممکن ہے۔ ایسے سخت ترین حالات میں بھی نبی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی قوم پر عذاب نازل ہو جائے اور خدائی معاملات میں دخل بھی نہیں دے سکتا ہے تو انتہائی حسین لہجہ میں گذارش کرتا ہے کہ بالآخر یہ سب تیرے ہی بندے ہیں۔

امام سجاد نے بھی کس حسین انداز سے مناجات کی ہے اور یہ فقرات عرض کئے ہیں کہ پروردگار تو ہمیں جنت میں جگہ دے گا اور تیرا رسول خوش ہوگا کہ میرا امتی جنت میں آگیا اور جہنم میں ڈال دے گا تو تیرے دشمن خوش ہوں گے کہ تیرا کلمہ گو جہنم میں چلا گیا اور مجھے یقین ہے کہ تو رسول کے مقابلہ میں دشمن کی خوشی کو مقدم نہ کرے گا۔

اللہ! قربان جائیے اس حسن طلب پر۔ ایسی معرفت ہو تو انسان امام کہا جائے اور ایسی مناجات کرے تو کلیم بھی رشک کریں۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

اللہ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی۔ ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے وہ اللہ سے راضی ہوں گے

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

اور اللہ بھی ان سے راضی ہوگا۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (119) آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾

اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے سب پر اللہ کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(120)

آیاتها ۱۶۵ — ۶ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۵۵ — رکوعاتها ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

ثنائے کامل (1) اللہ کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیااور تاریکیوں اور روشنی کو بنایا

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾

پھر بھی یہ کافر(دوسرے دیوتاؤں کو) اپنے رب کے برابر لاتے ہیں۔ (1)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی

اسی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت کا تعین کیا اور ایک مقررہ مدت اس کے

عربی حاشیہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۱۸ میں مشرکین کے بارے میں سفارش نہیں ہے بلکہ اپنی بے بسی کا اعلان ہے ورنہ سفارش مقصود ہوتی عزیز حکیم کے بجائے غفور رحیم کا لفظ استعمال کیا جاتا۔

1-اس لفظ کا مادہ عدول ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ حق سے باطل کی طرف عدول کرتے ہیں اور عدل ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کو اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں۔

2- بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ پہلی مدت پیدائش سے موت تک ہے اور دوسری موت سے قیامت تک ہے اور بعض کا خیال ہے کہ دوسری مدت حساب وکتاب سے الیٰ ماشاء اللہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) سورہ مبارکہ کا آغاز عظمتِ پروردگار کے تذکرے سے کیا گیا ہے جس میں آسمان و زمین کی خلقت اور نور وظلمت کی تخلیق و تقدیر بھی شامل ہے جو کسی غیر خدا کے بس کی بات نہیں ہے اور جس کے بعد شرک یا خدا سے انحراف کا کوئی عقلی جواز نہیں رہ جاتا ہے۔

اور اسی لئے کفر اختیار کرنے والوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ خدا قدرت کے اعتبار سے خالق ہے عظمت کے اعتبار سے زمین و آسمان کا معبود ہے علم کے اعتبار سے تمہارے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے اور قوموں کے ساتھ سلوک کے اعتبار سے منحرفین کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر دوسری قوموں کو آباد کرنے والا ہے۔

عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي

پاس ہے پھر بھی تم تردد میں مبتلا ہو۔ (2) اور آسمانوں میں اور زمین میں وہی ایک اللہ ہے۔

الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳

وہ تمہاری پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی جانتا ہے۔ (3)

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا

اور اللہ کی نشانیوں میں سے جو نشانی بھی ان کے پاس آتی ہے یہ اس سے

مُعْرِضِيْنَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ

منہ موڑ لیتے ہیں۔ (4) چنانچہ جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بھی جھٹلا دیا پس جس چیز کا

يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

یہ لوگ مذاق اڑاتے رہے ہیں اس کی خبر عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گی۔ (5) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ

ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو نابود کیا جنہیں ہم نے زمین میں

نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّ

وہ اقتدار دیا تھا جو ہم نے تمہیں نہیں دیا؟ اور ہم نے ان پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور

جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

ان کے نیچے نہریں جاری کر دیں پھر ہم نے ان کے گناہوں کے سبب انہیں ہلاک کر دیا

وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ (6) اور (اے رسول) اگر ہم کاغذوں پر

عربی حاشیہ

3- حرف فی علامت ہے کہ اللہ معنی معبود استعمال ہوا ہے ورنہ وہ آسمان وزمین کا خدا ہے آسمان وزمین میں خدا نہیں ہے۔

4- قرن کے معنی فخر رازی کے بیان کے مطابق ۴۰ سال یا ۸۰ سال کے ہوتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے اور یہاں اہل قرن یعنی ایک نسل مراد ہے۔

5- لفظ سماء بارش کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ بارش آسمان ہی سے ہوتی ہے۔

اردو حاشیہ

كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ 6 فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

لکھی (۲) ہوئی کوئی کتاب بھی آپ پر نازل کرتے اور یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اسے چھو بھی لیتے تب بھی کافر یہی کہتے کہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

یہ ایک صریح جادو کے سوا کچھ نہیں۔ (7) اور کہتے ہیں: اس (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا

مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝

اور اگر ہم نے فرشتہ نازل کردیا ہوتا تو (اب تک) فیصلہ بھی ہو چکا ہوتا پھر انہیں (ذرا) مہلت نہ دی جاتی۔ (8)

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر ہم اسے فرشتہ قرار دیتے بھی تو مردانہ (۳)شکل میں قرار دیتے اور ہم انہیں اسی شبہ میں مبتلا کرتے جس میں

يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ 7 بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

وہ اب مبتلا ہیں۔ (9) اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر ہوتا رہا ہے۔

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

آخر کار تمسخر کرنے والوں کو اسی بات نے گرفت میں لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ (10)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان سے کہہ دیجئے: زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ

کیا انجام ہوا ہے؟ (11) ان سے پوچھ لیجئے: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہہ دیجئے:

لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ 8 عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

(سب کچھ) اللہ ہی کا ہے۔ اس نے رحمت کو اپنے ذمے لیا ہے۔ وہ تم سب کو قیامت کے دن

عربی حاشیہ

6- قرطاس۔ (قاف پر تینوں حرکتیں جائز ہیں) وہ چیز جس پر لکھا جائے۔

واضح رہے کہ اس سورہ کے آغاز میں تین طرح کے لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو لوگ خدا کو خالق ارض وسما نہیں تسلیم کرتے ہیں۔

7- جو لوگ نور اور ظلمت کے لئے الگ الگ خالق کے قائل ہیں۔

8- جو لوگ دیگر اشیاء کو پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں اور اس کی عظمت وجلالت کا احساس نہیں رکھتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) بعض لوگوں کی ہر دَور میں یہ خواہش رہی ہے کہ ہماری فرمائش کے مطابق معجزات کا ظہور ہوا اور جو ہم کہیں وہ پروردگار کرے۔ یہ بے چارے یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ بندوں پر خدا کے احکام کی تعمیل واجب ہے خدا پر ان کے خواہشات کی تکمیل واجب نہیں ہے کہ یہ جس طرح کے معجزات کا مطالبہ کریں اس کا اظہار کر دیا جائے۔

پھر ان کا حال بھی معلوم ہے کہ اگر ان کی فرمائش کے مطابق مرتب کتاب بھی نازل کر دی جائے تو یہ اسے بھی جادو ہی سے تعبیر کریں گے اور پھر فرشتوں کے نزول اور ان کے مشاہدہ کا مطالبہ کریں گے حالانکہ فرشتہ ان کے سامنے پیش کر دیا گیا تو ہر طرح کی حجت تمام ہو جائے گی اور عذاب کے نازل ہونے میں کوئی تاخیر نہ رہ جائے گی۔

(۳) کفار کے احمقانہ مطالبات میں ایک یہ مطالبہ بھی شامل تھا کہ انسان کے بجائے فرشتے کو رسول ہونا چاہئے تھے اور ہم اپنے جیسے انسان پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

مالک کائنات نے اتمام حجت کے آخری مرحلہ کے طور پر انہیں سمجھایا کہ اگر فرشتہ بھی بھیجا ہوتا تو فرشتے کی شکل میں نہ ہوتا کہ فرشتہ نہ انسان کے باعثِ انس

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ
جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ضرور بالضرور جمع کرے گا جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ
نہیں لائیں گے۔ (12) اور جو (مخلوق) رات اور دن میں بستی ہے وہ سب اللہ کی ہے اور وہ بڑا

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ
سننے والا، جاننے والا ہے۔ (13) کہہ دیجئے: کیا میں آسمانوں اور زمین کے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ
خالق اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا آقا بناؤں؟ (۴) جب کہ وہی کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔ کہہ دیجئے:

اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
مجھے یہی حکم ہے کہ سب سے پہلے اس کے آگے سرِ تسلیم خم کروں اور یہ (بھی کہا گیا ہے) کہ تم ہرگز

الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۴ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ
مشرکین میں سے نہ ہونا۔ (14) (یہ بھی) کہہ دیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ
عذاب کا خوف ہے۔ (15) جس شخص سے اس روز یہ (عذاب) ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے (بڑا ہی) رحم کیا

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔ (16) اور اگر اللہ تمہیں کوئی ضرر پہنچائے تو

كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى
خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی نعمت عطا کرے تو وہ

عربی حاشیہ

9- حاق۔ احاطہ کے معنی میں ہے یعنی جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔
یہ بھی ایک رحمتِ الٰہی ہے کہ اس نے رحمت کو اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے۔
10- خسارہ نفس یہ ہے کہ انسان اپنے وجود کے مادی یا معنوی تقاضوں سے غافل ہو جائے اور اسے ہلاکت کی راہ پر لگا دے۔ ایسا آدمی صاحبِ ایمان نہیں ہو سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

ہو سکتا ہے اور نہ قابل تقلید۔ وہ بھی بشر ہی کی شکل میں ہوتا اور ویسے ہی لباس میں ملبوس ہوتا۔ جس میں انسان ہوتا ہے...... تو اب کے بعد کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ جو خدا تمہارے خیال میں ملک کو بشر سے بہتر بنا سکتا ہے وہی بشر کو ملک سے افضل بھی قرار دے سکتا ہے اور اس طرح تمہارے مطالبہ کی بھی تکمیل ہو سکتی ہے۔

(۴) کفار کو ان کی غلطی پر متوجہ کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ استدلال اختیار کیا گیا ہے کہ پہلا سوال یہ ہے کہ جب خدا ہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے تو دوسرے کو ولی اور سرپرست کیسے بنایا جائے گا۔
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں تو اس کی نافرمانی میں عذاب کا بھی خطرہ ہے اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے علاوہ بھی کسی کے پاس کوئی اختیار ہے۔
تیسری بات یہ ہے کہ مصیبت ٹال بھی دی جائے تو یہ بھی اس کا رحم و کرم ہے اور مصیبت نازل بھی ہو جائے تو اس کا ہٹانا بھی اسی کے اختیار میں ہے تو جب سارا اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس کے علاوہ کوئی صاحب اختیار و اقتدار نہیں ہے تو کس طرح اس کی نافرمانی کی جائے اور کس طرح دوسروں کو اس کے برابر قرار دیا جائے یا اسے چھوڑ کر دوسروں کی طرف رجوع کیا جائے۔

كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ

ہر چیز پر قادر ہے۔ (17) اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی بڑا حکمت والا،

الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۸﴾ قُلۡ اَىُّ شَىۡءٍ اَكۡبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ (11)

باخبر ہے۔ (18) ان سے پوچھیے کہ کس کی گواہی سب سے بڑی ہے؟ کہہ دیجئے:

اللّٰهُ ۙ شَهِيۡدٌۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ۚ وَاُوۡحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ

اللہ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی نازل کیا گیا ہے

لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ (12) ؕ اَئِنَّكُمۡ لَتَشۡهَدُوۡنَ اَنَّ مَعَ

تا کہ میں تمہیں اور جس تک یہ پیغام (۵) پہنچے سب کو تنبیہ کروں۔ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی

اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخۡرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشۡهَدُ ۚ قُلۡ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

اور معبود ہے؟ کہہ دیجئے: میں تو ایسی گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دیجئے: معبود تو صرف وہی ایک ہے

وَّاِنَّنِىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ

اور میں اس سے بیزار ہوں جو شرک تم کرتے ہو۔ (19) جنہیں ہم نے کتاب دی ہے

يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ۘ اَلَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا

وہ اس (رسول) کو ایسے پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں (۶) کو پہچانتے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں

اَنۡفُسَهُمۡ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى

ڈال رکھا ہے پس وہی ایمان نہیں لاتے۔ (20) اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۱﴾

جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اس کی آیات کو جھٹلائے؟ یقیناً ایسے ظالم کبھی نجات نہیں پائیں گے۔ (21)

عربی حاشیہ

11- فطر کے معنی شق کرنے کے ہیں یہاں مراد وہ شان ایجاد ہے جس کی پہلے سے کوئی مثال نہ رہی ہو۔

12- ایک ہی فرد کی طرف سے سوال و جواب علامت ہے کہ حزبِ مخالف کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں ہے جس طرح پروردگار لمن الملک کہہ کر خود ہی جواب دیتا ہے۔

فائدہ

رحمتِ الٰہی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جب اپنے کرم کا اظہار کیا تو صاف کہا کہ تمھارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لکھ لیا ہے اور جب روزے کے وجوب کا ذکر کیا تو فرمایا کہ تم پر روزے لکھ دیئے گئے ہیں کہ یہ کام مشقت کا ہے اور اسے اپنی طرف براہِ راست منسوب نہیں کرنا چاہتا ہے۔

آیت کریمہ سے ایک اور وجوب کا پتہ چلتا ہے جس کی بنیاد کسی مولا کے حکم پر نہیں ہوتی ہے بلکہ خود اپنی رحمت اور حکمت پر ہوتی ہے جسے

اردو حاشیہ

(۵) قرآن مجید ابدی تعلیمات کا مجموعہ ہے اور اس کے احکام کا تعلق ایک دور، ایک ملک یا ایک قوم سے نہیں ہے اور سرکار دو عالمؐ بھی اس کے ذریعہ ہر قوم کو عذاب خدا سے ڈرانے والے ہیں کہ جہاں تک قرآن پہنچتا رہے گا اپنے ساتھ پیغمبر اسلام کی رسالت بھی لے کر جائے گا اور اس طرح آپ کی رسالت بھی ہمہ گیر، آفاقی، دائمی اور ابدی حیثیت رکھتی ہے۔

(۶) اگر چہ بظاہر عظمت پیغمبرؐ کے اظہار کے لئے اولاد کے بجائے باپ دادا کا ذکر ہونا چاہئے تھا لیکن یہ بلاغت قرآنی ہے کہ اس نے اولاد کا ذکر کیا ہے تا کہ دنیا کو متوجہ کیا جا سکے کہ باپ دادا کا معاملہ اتنا یقینی نہیں ہوتا ہے جس قدر اولاد کا مسئلہ یقینی ہوتا ہے اور کفار بھی اولاد کے معاملہ میں زیادہ یقین رکھنے والے تھے چاہے انہیں اپنے آبا و اجداد کے بارے میں کوئی علم نہ رہا ہو۔

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا
اور جس دن ہم تمام لوگوں کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکوں سے پوچھیں گے:
اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ
تمہارے وہ شریک اب کہاں ہیں جن کا تمہیں زعم تھا؟ (22) تو ان سے
فِتْنَتُهُمْ [13] اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾
اور کوئی عذر بن نہ سکے گا سوائے اس کے کہ وہ کہیں: اپنے رب اللہ کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ (23)
اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
دیکھیں: انہوں نے اپنے آپ پر کیسا جھوٹ بولا اور جو کچھ وہ افترا کرتے تھے کس طرح بے حقیقت
يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰى
ثابت ہوا؟ (24) اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کان لگا کر آپ کی باتیں سنتے ہیں
قُلُوْبِهِمْ [14] اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا
لیکن ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ انہیں سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی (بہرہ پن) ہے
كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ
اور وہ تمام نشانیاں (۷) دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ جب یہ کافر آپ کے پاس
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ [15] ﴿۲۵﴾
آپ سے جھگڑنے کے لیے آتے ہیں تو کفار کہتے ہیں: یہ تو بس قصہ ہائے پارینہ ہیں۔ (25)
وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ
اور یہ لوگوں کو (اس سے) روکتے ہیں اور (خود بھی) اس سے دور رہتے ہیں اور وہ صرف اپنے آپ کو

عربی حاشیہ

وجوب حکمتی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

13- یہ علامت ہے کہ قرآن کسی ایک دور کے لئے نہیں ہے اور نہ رسالت رسول اعظمؐ کسی ایک زمانہ یا علاقہ تک محدود ہے۔

14- فتنہ کے معنی امتحان، مصیبت، کفر، گناہ، گمراہی، بلااور معذرت کے ہیں۔ اس مقام پر آخری معنی زیادہ مناسب ہیں۔

15- یہ کفر کا اثر ہے کہ گویا دل پر پردے پڑگئے ہیں اور کان بہرے ہوگئے ہیں ورنہ پروردگار کسی کے ہدایت قبول کرنے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور نہ یہ اس کی حکمت بالغہ کے شایانِ شان ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) شرارت اور شیطنیت کے حربے کس قدر لامحدود ہیں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کفار ومشرکین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا جواب نہ لا سکے تو یہ الزام لگانے لگے کہ اس میں کیا۔ یہ تو صرف کہانیوں کی ایک کتاب ہے۔ ظالموں نے یہ بھی سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ کہانیوں کا انداز اور ہوتا ہے اور قرآن کریم کا انداز اور ہے۔ اسے کسی رخ سے کہانی کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ یہ عبرت، درس اور موعظت کا ایک بہترین مرقع ہے۔ جس سے انسان اپنی زندگی میں انقلاب عظیم پیدا کرسکتا ہے۔

أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ

ہلاکت میں ڈال رہے ہیں مگر اس کا شعور نہیں رکھتے۔(26) اور اگر آپ (وہ منظر) دیکھیں جب وہ جہنم کے کنارے کھڑے

فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ

کیے جائیں گے تو کہیں گے: کاش ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کی تکذیب نہ کریں اور ہم ایمان والوں

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ[16] مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ ۖ

میں شامل ہو جائیں۔ (27) بلکہ ان پر وہ سب کچھ واضح ہو گیا جسے یہ پہلے چھپا رکھتے تھے

وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٨﴾ وَ

اور اگر انہیں واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔(28)

قَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾

اور کہتے ہیں: ہماری اس دنیاوی (٨) زندگی کے سوا کچھ بھی نہیں اور ہم (مرنے کے بعد) دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔(29)

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا

اور اگر آپ (وہ منظر) دیکھ لیں جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو وہ فرمائے گا:

بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا[17] ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا

کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) حق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ ہمارے رب کی قسم (یہ حق ہے) وہ فرمائے گا: پھر اپنے

كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ

کفر کے بدلے عذاب چکھو۔ (30) وہ لوگ گھاٹے میں رہ گئے جو اللہ سے ملاقات کو جھٹلاتے ہیں

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً[18] قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا

یہاں تک کہ جب اچانک ان پر قیامت آجائے گی تو یہی لوگ کہیں گے: افسوس ہم نے

ع ۳ ۱۰ ۹

عربی حاشیہ

16- اسطور کی جمع ہے یعنی بے بنیاد قصے اور کہانیاں اور بعض لوگوں کے خیال میں مثل ابابیل کے واحد ہی ہے۔

واضح رہے کہ آیت ۲٦ بھی تسلسل کے ساتھ مشرکین ہی کے بارے میں ہے اگرچہ بعض بنی امیہ کے نمک خوار مفسرین نے اسے سلسلہ سے الگ کر کے جناب ابوطالبؑ کی طرف موڑ دیا ہے کہ وہ لوگوں کو رسول اکرمؐ سے روکتے تھے اور خود ان سے دور بھاگتے تھے جو بات تاریخی حقائق کے سراسر خلاف اور اموی فتنہ کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

17- ما سے عذاب آخرت مراد ہے جس کا اخفاء یعنی انکار کر رہے تھے اور دوبارہ واپس کر دیئے جائیں تو پھر انکار کریں گے۔

18- یہ علامت ہے کہ روز قیامت بولنے کا موقع دیا جائے گا لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ یہ وہاں بھی جھوٹی قسم ہی کھائیں گے۔

اردو حاشیہ

(٨) کفار نے زندگانی دنیا کو اہمیت دی اور آخرت کا انکار کر دیا تو پروردگار نے آخرت کی اہمیت اور اس کے دردناک عذاب کی طرف متوجہ کیا اور پھر اس زندگانی دنیا کی حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ یہ کھیل تماشے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اصل آخرت ہے جس کی بھلائی صاحبانِ تقویٰ کو ملنے والی ہے۔ غیر متقی افراد کا انجام بہرحال بہت برا ہوگا۔

فَرَّطْنَا فِيهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ

اس میں کتنی کوتاہی کی اور اس وقت وہ اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے۔ دیکھو کتنا برا ہے

أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ

یہ بوجھ جو یہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ (31) اور دنیا کی زندگی ایک کھیل

وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾

اور تماشے کے سوا کچھ نہیں اور اہل تقویٰ کے لیے دار آخرت ہی بہترین ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (32)

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ لَا

ہمیں علم ہے کہ ان کی باتیں [۹] یقیناً آپ کے لیے رنج کا باعث ہیں پس یہ صرف آپ کی

يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾ وَ

تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم لوگ در حقیقت اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ (33)

لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا

اور بتحقیق آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جاتے رہے اور تکذیب و ایذاء پر

وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ

صبر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی اور اللہ کے کلمات تو کوئی نہیں بدل سکتا

وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾ وَإِنْ كَانَ

چنانچہ سابقہ پیغمبروں کی خبریں آپ تک پہنچ چکی ہیں۔ (34) اور ان لوگوں کی

كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا

بے رخی اگر آپ پر گراں گزرتی ہے تو آپ سے [۱۰] ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۸ میں تمنا کے ساتھ کذب کا لفظ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ تمنا انشاء کی قسموں میں ہے اور کذب کا تعلق خبر سے ہوتا ہے لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اس تمنا کے ساتھ مستقبل میں نیک عمل کرنے کی خبر بھی ہے اور اس خبر کے اعتبار سے ان ظالموں کو جھوٹا کہا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) ظاہر ہے کہ کسی بھی انسان کو جھٹلایا جائے گا تو اسے دکھ ہوگا لیکن پروردگار نے پیغمبرؐ کے غم کو ہلکا کرنے کے لئے بات کا رخ اپنی طرف موڑ دیا کہ آپ خود کچھ نہیں ہیں۔ آپ تو ہمارے رسول ہیں آپ کی تکذیب ہماری تکذیب ہے تو جب ہم اس تکذیب کو برداشت کر رہے ہیں تو آپ کیوں نہیں کریں گے پھر آپ سے پہلے والے انبیاء نے بھی برداشت کیا ہے اور اس برداشت کے بعد ہی ہم نے مدد نازل کی ہے۔ ہم صبر کا امتحان کئے بغیر معیت کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں۔

(۱۰) یہ انداز خطاب بتا رہا ہے کہ کفار کا مطالبہ نہایت سنگین ہے اور پیغمبر کو ہرگز زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ ان کی باتوں کو اہمیت دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ پیغمبرؐ اسلام سے متعلق بات نہیں ہے اور نہ وہ کفار کی فرمائش کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اہلِ دنیا کو تنبیہ کرنے کا بہترین طریقہ ہے کہ خبردار ان سے کوئی مطالبہ نہ کرنا۔ ان کے بس میں اپنا کوئی معجزہ نہیں ہے۔ معجزات ہم دیتے ہیں اور ہمارے اوپر کسی کی حکومت نہیں چل سکتی ہے۔

فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ

یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کریں پھر ان کے پاس کوئی نشانی لے کر آئیں اور اگر اللہ چاہتا

اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾

تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس آپ ہرگز نادانوں میں سے نہ ہوں۔ (35)

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ [19] يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ

یقیناً مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو تو اللہ (قبروں سے) اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف

ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ

پلٹائے جائیں گے۔ (36) اور وہ کہتے ہیں: اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی

قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

معجزہ نازل کیوں نہیں ہوا؟ کہہ دیجیے: اللہ معجزہ نازل کرنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ

يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ

نہیں جانتے۔ (37) اور زمین پر چلنے والے تمام جانور اور ہوا میں اپنے دو پروں سے اڑنے والے

بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ [20] أَمْثَالُكُمْ ۚ [21] مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

سارے پرندے بس تمہاری طرح کی امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ

پھر سب اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے۔ (38) اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے

وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ

اور گونگے ہیں جو تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے

عربی حاشیہ

19- بغتۃ۔ اچانک اور ناگہانی اور ساعۃ قیامت کا نام ہے جو اگرچہ ایک دن ہے لیکن خدا کے سریع الحساب ہونے کے اعتبار سے اسے ایک ساعت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اوزار۔ وزر کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بوجھ..... یعنی ان لوگوں کا حال جانوروں جیسا ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ سامان کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور یہ گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے۔

20- لعب ولہو دونوں بے مقصد کام ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ لعب میں وقتی مسرت اور خوشی کا خیال ہوتا ہے اور لہو میں یہ بھی نہیں ہوتا ہے اور انسان ہر طرف سے غافل رہتا ہے۔

21- جو لوگ دعوت الٰہی قبول نہیں کرتے انھیں مردوں سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اصل زندگی بندگی ہی کا نام ہے۔ باقی تو صرف حیوانی زندگی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) آیات کریمہ میں قدرت خدا کے اعلان کے بعد انسان کو اس کی فطرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ ہم نے اس کی فطرت میں اپنی توحید اور عظمت کے دلائل ودیعت کر دیے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اگر مصیبت پڑ جاتی ہے تو سب کو ہم یاد آتے ہیں کسی کو اس کا اپنا خدا یاد نہیں آتا ہے اس لئے کہ یہ بات اس کی فطرت میں محفوظ ہے کہ کائنات کا اختیار رب العالمین کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کوئی صاحب اختیار نہیں ہے۔ باطل پرستوں کا یہ انداز کار ہر مرحلہ پر دیکھا گیا ہے کہ پہلے اپنے خودساختہ رہبروں کے پیچھے چلتے ہیں اور حق کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس کے بعد جب مصیبت پڑ جاتی ہے تو اپنے والے یاد نہیں آتے ہیں بلکہ ہر مصیبت میں اہل حق ہی کو آواز دیتے ہیں۔

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ

سیدھے راستے پر لے آتا ہے۔ (39) کہہ دیجئے: کیا تم نے غور کیا کہ اگر تم لوگوں پر اللہ کا عذاب

اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

آجائے یا قیامت آ جائے تو کیا تم (اس وقت) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ)

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ

اگر تم سچے ہو۔ (40) بلکہ تم (اس وقت) اللہ ہی کو پکارو گے اور اگر اللہ چاہے تو یہ مصیبت تم سے ٹال دے گا جس کے لیے

اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى

تم اسے پکارتے تھے اور جنہیں تم نے شریک بنا رکھا ہے انہیں اس وقت تم بھول جاؤ گے۔ (41) اور آپ سے پہلے

اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ [22] بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

بھی بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر انہیں سختیوں [۱۲] اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی

يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ

کا اظہار کریں۔ (42) پھر جب ہماری طرف سے سختیاں آئیں تو انہوں نے عاجزی کا اظہار کیوں نہ کیا؟

قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

بلکہ ان کے دل اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر کے دکھائے۔ (43)

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ

پھر جب انہوں نے وہ نصیحت فراموش کر دی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر طرح (کی خوشحالی)

شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ ان بخششوں پر خوب خوش ہو گئے تو ہم نے اچانک انہیں

عربی حاشیہ

22- تمام مخلوقات میں ایک طرح کی قومیں اور جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ کمالِ قدرت خدا ہے کہ اس نے عقل سے الگ رکھنے کے باوجود یہ سلیقہ عطا کر دیا ہے تو جو ایسی قدرت رکھنے والا ہے وہ کیا ایک نیا معجزہ نہیں پیش کر سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) یہ قدرت کا ایک نظامِ عقاب و عتاب ہے کہ وہ پہلے پیغام پہنچاتا ہے اس کے بعد مختلف مصیبتوں کے ذریعہ متوجہ کرتا ہے کہ بندہ ہوش میں آ جائے اور جب یہ سب تدبیرین بے اثر ہو جاتی ہیں تو رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے انسان جی بھر کر گناہ کر لے اور کوئی حسرت باقی نہ رہ جائے جیسا کہ گذشتہ اقوام کے حالات میں دیکھا گیا ہے۔

اس کے بعد جب ان میں غرور پیدا ہونے لگتا ہے کہ اتنی سرکشی اور بغاوت کے بعد بھی خدا کچھ نہیں کر سکا اور راحت و آرام کے دروازے کھلے ہوئے ہیں تو اچانک عذاب نازل ہو جاتا ہے اور سارا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور انسان یکسر مایوس ہو جاتا ہے کہ اب خدا کے علاوہ کسی دوسرے سہارے کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ [23]

اپنی گرفت میں لے لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ (44) اس طرح ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی

ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

اور ثنائے کامل اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ (45) کہہ دیجئے: (کافرو) تم یہ تو دیکھو کہ

اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

اگر اللہ تمہاری سماعت (۱۳) اور تمہاری بصارت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ [24]

اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو تمہیں یہ (چیزیں) عطا کرے؟ دیکھو ہم کس طرح اپنی آیات بیان کرتے ہیں

ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ

پھر بھی یہ لوگ منہ موڑ لیتے ہیں۔ (46) کہہ دیجئے: بھلا تم یہ تو دیکھو کہ اگر اللہ کا عذاب

اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

تم پر اچانک یا اعلانیہ طور پر آجائے تو کیا ظالموں کے سوا کوئی ہلاک ہوگا؟ (47)

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ

اور ہم تو رسولوں کو صرف بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے بنا کر بھیجتے ہیں پھر جو ایمان لے آئے

اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اصلاح کر لے تو ایسے لوگوں کے لیے نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ محزون ہوں گے۔ (48)

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا وہ اپنے گناہوں کی پاداش میں عذاب میں

عربی حاشیہ

23-اس سے لوح محفوظ یا قرآنِ حکیم مراد ہے جس میں تفصیلاً یا اجمالاً سارے تذکرے بقدرِ ضرورت موجود ہیں۔

24-یعنی ان کی نافرمانی کے بعد انھیں باساء (فقروفاقہ) یاضراء (امراض واسقام) میں مبتلا کر دیا گیا۔

فائدہ

آیت نمبر ۴۲ کا واضح اعلان ہے کہ پروردگار بغاوت کے ساتھ ہی عذاب کا سلسلہ شروع نہیں کرتا ہے بلکہ بعض اوقات اس کے برعکس نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور جب بندہ پوری طرح مطمئن ہوجاتا ہے تو اچانک عذاب نازل کر دیتا ہے اور اسے اس کی اوقات سے باخبر کر دیتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) پروردگار عالم نے پہلے اپنے اختیار و اقتدار کا تذکرہ کیا اس کے بعد دوسرے خداؤں کی بے کسی اور بے بسی کی طرف متوجہ کیا کہ یہ ہمارے مقابلہ میں کسی طرح کام آنے والے نہیں ہیں۔ ہماری اس قدر وضاحتوں کے بعد بھی تمہاری عقل میں بات کیوں نہیں آتی ہے۔ یہ ہمارا کرم ہے کہ ہم ان باتوں کے بعد بھی ظالمین کے علاوہ کسی پر عذاب نہیں کرتے اور مرسلینؑ کو صرف پیغام رسانی کا ذریعہ بنا کر بھیجتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں ہمارا خوف پیدا کرائیں اور تمہیں راہِ راست پر لے آئیں۔

يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ

بتلا ہوں گے۔ (49) کہہ دیجئے: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف

يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا

اس حکم کی پیروی کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی ہوتی ہے۔ کہہ دیجئے: کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا

غور نہیں کرتے؟ (50) اور آپ اس قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو متنبہ کریں جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے

اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ

رب کے سامنے ایسی حالت میں جمع کیے جائیں گے کہ اللہ کے سوا ان کا نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ شفاعت کنندہ شاید

يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

وہ تقویٰ اختیار کریں (51) اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب سے دعا کرتے ہیں

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ

اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ کریں نہ آپ پر ان کا کوئی بار حساب ہے اور نہ ہی ان پر

مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

آپ کا کوئی بار حساب ہے کہ آپ انہیں (اپنے سے) دور کردیں پس (اگر ایسا کیا تو)

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

آپ ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ (52) اور اسی طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے

عربی حاشیہ

25- مبلس مایوس کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے شیطان کو ابلیس کہا گیا ہے کہ وہ رحمتِ خدا سے مایوس ہو چکا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۵۲ واضح دلیل ہے کہ الٰہی اخلاق کی بنیاد اس بات پر ہے کہ صاحبانِ ایمان کو محفل سے الگ نہ کیا جائے اور ان کے ایمان کا احترام کیا جائے۔ اب اگر ایک طرف خدا صاحب خلق عظیم قرار دے اور دوسری طرف رسول تو مواعنی کہتے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ بعض افراد اپنی جسارتوں کی بنا پر اپنی ایمانی صلاحیتوں کو برباد کر چکے تھے اور ان کا شمار اہلِ ایمان میں نہیں ہوسکتا تھا۔

اردو حاشیہ

(۱۴) مذہب میں سودے بازی کا رواج بہت پرانا ہے اور ہر شخص اس میں اپنی ایک الگ حیثیت چاہتا ہے چنانچہ کفار نے بھی یہ مطالبہ کیا کہ ہم اسلام لانے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ غربا اور فقراء آپ کی محفل میں نہ آیا کریں ورنہ ہم ان کے برابر بیٹھ کر اپنی حیثیت خراب نہیں کر سکتے ہیں۔ پروردگار عالم نے اس مطالبہ کو شدت سے ٹھکرا دیا اور غربا و فقراء کی تعریف بھی کر دی...... تاکہ ان روسا پر واضح ہو جائے کہ تمہارے مطالبہ کی تکمیل کے بعد تم ایمان لے بھی آئے تو یہ رسولؐ اور دین خدا پر ایمان نہ ہوگا، یہ اپنی حیثیت اور شخصیت پر ایمان ہوگا اور اسلام اس طرح کے ایمان کا متحمل نہیں ہے جہاں شخصیت پرستی اور قوم پرستی کا جذبہ پایا جاتا ہو۔

لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ

یوں آزمائش میں ڈالا کہ وہ یہ کہہ دیں کہ کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل و کرم کیا ہے؟ کیا اللہ

بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

اپنے شکر گزار بندوں کو بہتر نہیں جانتا؟ (53) اور جب آپ کے پاس ہماری آیات پر ایمان لانے والے لوگ آجائیں

بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ [26] عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ

تو ان سے کہیے: سلام علیکم تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ تم میں سے

الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ

جو نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے

بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

اور اصلاح کرلے تو وہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (54) اور اسی طرح آیات کو

الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع قُلْ اِنِّيْ

ع ٦ ١٢

ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ مجرموں کا راستہ نمایاں ہو جائے (55) کہہ دیجیے:

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو ان کی بندگی سے مجھے منع کیا گیا ہے۔ کہہ دیجیے: میں تمہاری

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

خواہشات کی اتباع نہیں کروں گا اور اگر ایسا کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ افراد میں شامل

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ

نہیں رہوں گا۔ (56) کہہ دیجیے: میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر قائم ہوں اور تم اس کی

عربی حاشیہ

26- آخر میں آنے والا دابرالقوم کہا جاتا ہے یعنی نسل، سلسلہ، جڑ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

بِهٖ ؕ مَا عِنۡدِیۡ مَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِهٖ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا
تکذیب کر چکے ہو۔ جس چیز کی تمہیں جلدی ہے وہ میرے پاس نہیں ہے۔ فیصلہ تو صرف اللہ ہی کرتا ہے

لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الۡحَقَّ وَهُوَ خَیۡرُ الۡفٰصِلِیۡنَ ﴿۵۷﴾ قُلۡ لَّوۡ اَنَّ
وہ حقیقت بیان فرماتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (57) کہہ دیجئے: جس چیز کی

عِنۡدِیۡ مَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِهٖ لَقُضِیَ الۡاَمۡرُ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَكُمۡ ؕ
تمہیں جلدی ہے اگر وہ میرے پاس موجود ہوتی تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِالظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ[27] الۡغَیۡبِ لَا
اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ (58) اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا

یَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ
کوئی نہیں جانتا اوروہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز سے واقف ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا

مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا
مگر وہ اس سے آگاہ ہوتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ

رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِیۡ
اور کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔ (59) اور وہی تو ہے

یَتَوَفّٰىكُمۡ[28] بِالَّیۡلِ وَیَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّهَارِ ثُمَّ
جو رات کو تمہاری روحیں قبض (۱۵) کرتا ہے اوردن میں تم جو کچھ کرتے ہو اس کا علم رکھتا ہے پھر

یَبۡعَثُكُمۡ فِیۡهِ لِیُقۡضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ ثُمَّ اِلَیۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ ثُمَّ
وہ دن میں تمہیں اٹھا دیتا ہے تا کہ معینہ مدت پوری کی جائے پھر تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر

عربی حاشیہ

27- خدا اپنی آیات کو مختلف انداز سے پیش کرتا ہے اور بندے ہمیشہ اعراض سے کام لیتے ہیں۔

28- کفار نے طرح طرح کے معجزات کا مطالبہ کیا۔ کبھی نعمتوں کے انبار طلب کئے ..... کبھی کھانے پینے کا مطالبہ کیا..... کبھی کھانے پینے پر اعتراض کیا کہ یہ باتیں شان رسالت کے خلاف ہیں۔ پیغمبرؐ نے سب کی تردید کر دی کہ میں نہ خدائی خزانوں کا مالک ہوں، نہ ذاتی طور پر عالم الغیب ہوں اور نہ کوئی فرشتہ ہوں۔ خدا کا رسول ہوں تبلیغ احکام کے لئے آیا ہوں۔ ماننا ہو تو مانو اور نہ ماننا تو عذابِ الٰہی کا انتظار کرو۔

اردو حاشیہ

(۱۵) اس سورہ مبارکہ میں ابتدا ہی سے دشمنانِ دین کے اعتراضات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کے مسلسل جوابات دیئے گئے ہیں اور اسی لئے اکثر آیات کا سلسلہ قُل سے شروع ہوتا ہے جو قرآن مجید میں عام طورسے پر اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا مقصد اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی تعلق پیغمبرؐ کی ذات سے نہیں ہے بلکہ وہ ایک ترجمان کی حیثیت رکھتا ہے جس سے جو کہلوایا جاتا ہے وہ کہہ دیتا ہے تمہیں جو اعتراض کرنا ہے اس پروردگار پر کرو جو پس پردہ کام کر رہا ہے۔

ابتدا میں یہ اعتراض بیان کیا گیا کہ کھلم کھلا فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا اور اس کا جواب دیا گیا۔

پھر استہزا کا ذکر کیا گیا اور اس کے مختلف جوابات دیئے گئے۔

پھر غیر خدا کو ولی بنانے کا مطالبہ دہرایا گیا اور اس کے جوابات دیئے گئے۔

پھر حسب خواہش معجزات کا مطالبہ کیا گیا اور اس کا جواب دیا گیا اور مختلف شکلوں میں دیا گیا۔

پھر عذاب کی عجلت کا سوال اٹھایا گیا کہ اگر آپ رسول برحق ہیں تو ہم تکذیب کرنے والوں پر جلدی عذاب نازل کر دیجئے اور اس کا جواب دیا گیا۔

يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ

وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (60) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُم حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اورتم پر نگہبانی کرنے والے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی ایک کو موت آ جائے تو ہمارے بھیجے ہوئے

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ

(فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ (61) پھر وہ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف

مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾

لوٹائے جائیں گے۔ آگاہ رہو فیصلہ کرنے کا حق صرف اسی کو حاصل ہے اور وہ نہایت سرعت سے حساب لینے والا ہے۔ (62)

قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ [29] الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا

کہہ دیجئے: کون ہے جو تمہیں صحراؤں اور دریاؤں کی تاریکیوں میں نجات دیتا ہے؟ جس سے تم گڑگڑا کر

وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾

اور چپکے چپکے التجا کرتے ہو اگر اس (بلا) سے ہمیں بچا لیا تو ہم شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ (63)

قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ

کہہ دیجئے: تمہیں اس سے اور ہر مصیبت سے اللہ ہی نجات دیتا ہے پھر بھی تم

تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ

شرک کرتے ہو۔ (64) کہہ دیجئے: اللہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ تمہارے اوپر سے یا

عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ [30] أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ

تمہارے قدموں کے نیچے سے تم پر کوئی عذاب تم پر بھیج دے یا تمہیں فرقوں میں تقسیم کر کے ایک کو

عربی حاشیہ

29-غدوہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک اور عشی مغرب سے عشاء تک یا زوال سے غروب تک کا وقفہ ہے۔

30-اسلامی تہذیب کا شاہکار یہ سلام ہے جس میں اسلام کے پیغام سلامتی کی نشاندہی بھی ہے اور مخاطب کیلئے دعائے خیر بھی ہے کہ اسلام ہر شخص کو دوسرے کی سلامتی کی خواہش اور اس کے حق میں دعا کی تاکید کرتا ہے۔ دنیا کے سلاموں میں سلامتی اور خیریت کا ذکر آ بھی جائے تو دعا کا عنصر مفقود نظر آتا ہے اور یہ بہت بڑا مذہبی اور عقائدی نقص ہے۔

افسوس ہے کہ ایسے جامع اور پاکیزہ سلام کے ہوتے ہوئے رؤسا و امراء نے آداب عرض کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا جو مخاطب کی بزرگی کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اپنی حیثیت کا اعلان اور ہے اور دوسرے کے حق میں دعائے خیر اور ہے۔

ریاست اپنی شخصیت کا اظہار چاہتی ہے اور

اردو حاشیہ

اور اس طرح دشمنان دین کے مسلسل اعتراضات کا تذکرہ اور ان کے جوابات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ہر مکی سورہ کی شان ہے کہ اس میں اعمال سے زیادہ عقائد پر زور دیا گیا ہے اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کی وضاحت کی گئی ہے۔

(١٦) صدر اسلام کے اعتراضات میں ایک اہم اعتراض قیامت سے متعلق تھا جو کسی طرح کفار و مشرکین کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں تھی۔ مالک کائنات نے اس مسئلہ کو محسوسات کے طور پر حل کیا ہے کہ جس طرح روزانہ تمہیں نیند آتی ہے اور تم موت کی طرح بے خبر سو جاتے ہو جہاں تمہیں خود اپنا ہوش نہیں رہ جاتا ہے کہ یہ کہہ سکو کہ دوبارہ ہم نے خود اپنے کو بیدار کیا ہے بلکہ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کوئی دوسری بالاتر طاقت ہے جس نے دوبارہ اٹھا کر بٹھا دیا ہے۔ اسی طرح موت کے بعد بھی وہی طاقت قیامت کے دن بیدار کرنے والی ہے اور وہی ساری زندگی کے حرکات و سکنات کا حساب لینے والی ہے اور اس کے حساب میں کوئی زحمت نہیں ہے کہ وہ سریع الحساب اور بہت تیز حساب کرنے والا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے دیگر احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ دنیا کے ہولناک مراحل اور مصائب سے نجات دلانے والا بھی اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

دوسرے کی طاقت کا ذائقہ چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیات کو کس طرح مختلف انداز میں

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ

بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ جائیں۔ (65) اور آپ کی قوم نے اس (قرآن) کی تکذیب کی ہے

الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ

حالانکہ یہ حق ہے۔ کہہ دیجئے: میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ (66) اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ

ہر خبر کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ (67) اور جب آپ دیکھیں کہ لوگ ہماری آیات کے بارے (۱۷) میں

اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ

چہ میگوئیاں کر رہے ہیں تو آپ وہاں سے ہٹ جائیں یہاں تک کہ وہ کسی دوسری گفتگو میں لگ جائیں

وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ

اور اگر کبھی شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آنے پر آپ ظالموں کے ساتھ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ

نہ بیٹھیں۔ (68) اور اہل تقویٰ پر ان (ظالموں) کا کچھ بار حساب نہیں

شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ ذَرِ الَّذِيْنَ

تاہم نصیحت کرنا چاہیے شاید وہ اپنے آپ کو بچالیں۔ (69) اور (اے رسول) جنہوں نے

اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ

اپنے دین کو کھیل اور تماشا (۱۸) بنایا ہوا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دے رکھا ہے

عربی حاشیہ

اسی لئے طلبگارِ سلام رہا کرتی ہے اور اسلام دعائے سلامتی دیتا ہے اور اسی لئے چھوٹے بڑے سب کو سلام کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

31-مفاتح مَفتح کی جمع ہے یعنی خزانہ اور مفاتیح مفتاح کی جمع ہے یعنی کنجی۔

32-وفات اور موت کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں یعنی عدم الحیات اور یہ لفظ اکثر مجازاً نیند کے بارے میں بھی استعمال ہوتا ہے جہاں انسان کی مدتِ حیات ایک طرح سے پوری ہوجاتی ہے اور بیداری کے وقت ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اس طرح حشر ونشر کا ایک نمونہ روزانہ پیش کردیا جاتا ہے تا کہ قیامت کا عقیدہ کمزور نہ ہونے پائے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۲ میں قیامت کے اجتماع کو رحمت الٰہی قرار دیا گیا تھا اور آیت ۵۴ میں گناہوں کے بعد توبہ واصلاح کی بنیاد پر معافی کو رحمت بے پایاں کا نمونہ قرار دیا گیا ہے جو

اردو حاشیہ

(۱۷) صاحبانِ ایمان کے لئے ایک بہترین نسخۂ ہدایت یہ ہے کہ دشمنانِ دین کی محفلوں سے اعراض کریں اور جس وقت وہ دین ودیانت کے خلاف باتیں کر رہے ہوں ان کی بزم میں نہ بیٹھیں اور اگر بے خیالی میں بیٹھ بھی گئے ہوں تو فوراً اٹھ جائیں اور اپنے بائیکاٹ سے اپنی بے زاری کا اعلان کریں اور جب تک کوئی دوسری معقول گفتگو نہ شروع ہو جائے ان کی محفلوں میں بیٹھنے کا ارادہ نہ کریں۔

(۱۸) دین کے معاملہ میں مختلف قسم کے افراد ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے دین پر مکمل طور سے عمل کرتے ہیں اور بعض اس کو صرف غرض کے مواقع پر استعمال کرتے ہیں اور بعض اس کے احکام کو دو حصوں میں بانٹ دیتے ہیں...... بعض احکام کو قابلِ عمل قرار دیتے ہیں اور بعض کو نظرانداز کر دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنالیا ہے ورنہ ان کے ذہن میں قانون الٰہی ہوتا تو اس پر عمل درآمد کرنے میں اپنی ذاتی فکر اور رائے کو دخل نہ دیتے۔

ایسے افراد کے ساتھ ایک بڑا محتاط طرزِ عمل بتایا گیا ہے کہ عملاً ان سے کنارہ کشی بھی کی جائے تا کہ انسان ان کے جرم میں شریک نہ ہو سکے اور بالکل قطع تعلق بھی نہ کرلیا جائے کہ وہ اپنے جرائم میں مکمل طور پر آزاد ہو جائیں بلکہ قرآن کے ذریعہ ان کو برابر نصیحت کی جاتی رہے تا کہ راہِ راست پر آنے کے امکانات باقی رہیں۔

بِهٖٓ اَنۡ تُبۡسَلَ نَفۡسٌۢ بِمَا كَسَبَتۡ ۖ لَيۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

آپ انہیں چھوڑ دیں البتہ اس (قرآن) کے ذریعے انہیں نصیحت ضرور کریں مبادا کوئی شخص اپنے کیے کے بدلے

وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ ۚ وَاِنۡ تَعۡدِلۡ كُلَّ عَدۡلٍ لَّا يُؤۡخَذۡ مِنۡهَا ؕ

پھنس جائے کہ اللہ کے سوا اس کا نہ کوئی کارساز ہو اور نہ ہی شفاعت کنندہ اور اگر وہ ہر ممکن معاوضہ دینا چاہے

اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ اُبۡسِلُوۡا بِمَا كَسَبُوۡا ۚ لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ

تب بھی اس سے قبول نہ ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی کرتوتوں کی وجہ سے گرفتار بلا ہوئے۔ ان کے کفر کے عوض

حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ قُلۡ اَنَدۡعُوۡا

ان کے لیے پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے۔ (70) کہہ دیجئے: کیا ہم اللہ کو

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى

چھوڑ کر انہیں پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکتے ہیں نہ برا؟ اور کیا اللہ کی طرف سے ہدایت ملنے کے بعد

اَعۡقَابِنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسۡتَهۡوَتۡهُ الشَّيٰطِيۡنُ

ہم اس شخص کی طرح الٹے پاؤں پھر جائیں جسے شیاطین نے بیابانوں میں راستہ بھلا دیا ہو

فِى الۡاَرۡضِ حَيۡرَانَ ۖ لَهٗۤ اَصۡحٰبٌ يَّدۡعُوۡنَهٗۤ اِلَى الۡهُدَى

اور وہ سرگرداں ہو؟ جب کہ اس کے ساتھی اسے بلا رہے ہوں کہ سیدھے راستے کی طرف ہمارے پاس چلا آ۔

ائۡتِنَا ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى ؕ وَاُمِرۡنَا لِنُسۡلِمَ

کہہ دیجئے: ہدایت تو صرف اللہ کی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم رب العالمین کے آگے

لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنۡ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوۡهُ ؕ وَ

سر تسلیم خم کر دیں۔ (71) اور یہ کہ نماز قائم کرو [19] اور تقوائے الٰہی اختیار کرو اور

عربی حاشیہ

واقعہ ایک انتہائی عظیم رحمت ہے ورنہ اسے معاف نہ کرنے کا اختیار بہرحال حاصل تھا۔

33- ہولناک مراحلِ حیات کو ظلمات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ خشکی میں ہوں یا دریاؤں میں اور خدا ہی دونوں سے نجات دلانے والا ہے اور اسی لئے اس کے وجود پر دریائی سفر ہی سے استدلال کیا گیا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۶۸ بہترین اخلاقی تعلیم ہے جو ہر دور میں کام آنے والی ہے اور اس میں یہ توازن رکھا گیا ہے کہ ابتداء میں پابندی بھی عائد کی گئی ہے اور پھر سہو و نسیان اور غفلت کی معنی بھی دی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ توجہ کے بعد ہی ہوش آجانا چاہیے ورنہ یہ خباثت نفس کی بہترین دلیل ہوگی۔

اردو حاشیہ

انہیں عذابِ الٰہی سے باخبر کیا جائے، خدا کے اقتدار و اختیار کی باتیں بتائی جائیں۔ غیر اللہ کی بے کسی اور بے بسی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ شیطان کے اتباع کی صورتِ حال کی طرف توجہ دلائی جائے کہ انسان کس طرح صحرائے حیات میں ٹھوکریں کھاتا ہے اور حیران و سرگرداں مارا مارا پھرتا ہے اور اسے کوئی راستہ نہیں ملتا ہے۔

(۱۹) ہدایت الٰہی کے ساتھ قیام نماز کا تذکرہ بتاتا ہے کہ اصل ہدایت نماز کا قیام اور تقویٰ الٰہی ہے ان دونوں باتوں سے الگ رہنے والے کبھی ہدایت یافتہ نہیں کہے جا سکتے ہیں۔ نماز ہی پر سارے اعمال کا دار و مدار ہے اور تقویٰ ہی ایمان کی واقعی علامت ہے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ
وہی تو ہے جس کی بارگاہ میں تم جمع کیے جاؤ گے۔ (72) اوروہی ہے جس نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ وَ یَوۡمَ یَقُوۡلُ کُنۡ
اور زمین کو برحق پیدا کیا اور جس دن وہ کہے گا ہو جا! تو ہو جائے گا۔اس کا قول حق پر مبنی ہے

فَیَکُوۡنُ ۬ؕ قَوۡلُهُ الۡحَقُّ ؕ وَلَهُ الۡمُلۡكُ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ ؕ
اور اس دن بادشاہی اسی کی ہوگی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ وہ پوشیدہ

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ⁽³⁴⁾ وَهُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۷۳﴾ وَ اِذۡ
اور ظاہری باتوں کا جاننے والاہے اوروہی با حکمت خوب باخبر ہے۔ (73) اور جب

قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ⁽³⁵⁾ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیۡۤ اَرٰىكَ
ابراہیم نے اپنے باپ (۲۰) (چچا) آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو؟ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو

وَقَوۡمَكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ⁽³⁶⁾ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَکُوۡتَ
صریح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔ (74) اور اس طرح ہم ابراہیم کو

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلِیَکُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ
آسمانوں اور زمین کی حکومت دکھاتے تھے تا کہ وہ اہل یقین میں سے ہو جائیں۔ (75) چنانچہ جب

عَلَیۡهِ الَّیۡلُ رَاٰ کَوۡکَبًا ۚ⁽³⁷⁾ قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ
ابراہیم پر رات کی تاریکی چھائی تو ایک ستارہ دیکھا کہنے لگے: یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگے:

قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِیۡنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ
میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (76) پھر جب چمکتا چاند دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے

عربی حاشیہ

34- اوپر سے آنے والا عذاب بجلی یا طوفان وغیرہ اور زیرقدم عذاب زلزلہ وغیرہ ہے۔

35- خدائی خبروں کی صداقت کا معیار یہ نہیں ہے کہ جب کوئی چاہے ان کا ظہور ہوجائے۔ ہرخبر کا ایک وقت اوراس کی ایک جگہ معین ہے جس کے آجانے کے بعداس کا ظہور بہرحال ہوجائے گا۔

36-یہ علامت ہے کہ بے دین افراد سے ترک معاشرت ضروری ہے لیکن انھیں بالکل نظر انداز بھی نہیں کیاجاسکتا ہے اور یاددہانی بہرحال ضروری رہے گی۔

37-بسل۔منع کرنے کو کہتے ہیں اور اسی لئے جوشخص دشمنوں کو روک لیتا ہے اسے شجاع باسل کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۰) آزر کے بارے میں یہ اختلاف کہ وہ جناب ابراہیمؑ کا باپ تھا یا چچا، اس اختلاف کا نتیجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے آبا و اجداد میں کوئی کافر ومشرک ہوسکتا ہے یا نہیں۔ جومسلمان اس امکان کے قائل ہیں وہ ظاہری الفاظ پر ایمان رکھتے ہیں اور آذر کو باپ ہی تسلیم کرتے ہیں اور جن کی نگاہ میں یہ امکان نہیں ہے کہ خودسرکار دوؐ عالم نے اپنے نور کا اصلاب وارحام مطہرہ سے گزرنا بیان کیا ہے تو وہ آزر کو چچا تسلیم کرتے ہیں اور باپ کی صرف تربیت کے اعتبار سے قرار دیتے ہیں۔ بہرحال حق یہی ہے کہ آبا و اجدادِ پیغمبر کو موحد ہونا ہی چاہئے اور مشرک نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن یہ مسئلہ اسلام کا ایسا مسلم مسئلہ نہیں ہے کہ اس کے انکار کرنے والے کو کافر قرار دے دیا جائے۔

هٰذَا رَبِّیۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ

اور جب چاند چھپ گیا تو بولے: اگر میرا رب میری راہنمائی نہ فرماتا تو میں بھی

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا

ضرور گمراہوں میں سے ہو جاتا۔ (77) پھر جب سورج کو جگمگاتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے

رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا

پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے: اے قوم جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے

تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ

بیزار ہوں۔ (78) میں نے تو اپنا رخ پوری یکسوئی سے اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور

الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَۚ ﴿۷۹﴾ وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗؕ

زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (79) اور ابراہیم کی قوم نے ان سے بحث کی تو انہوں نے کہا:

قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا

کیا تم مجھ سے اس اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہو جس نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے؟ اور جن چیزوں کو

تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔاؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ

تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو ان سے مجھے کوئی خوف نہیں مگر یہ کہ میرا پروردگار کوئی امر چاہے میرے پروردگار کے علم نے

شَیْءٍ عِلْمًاؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ كَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ

ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا تم سوچتے نہیں ہو؟ (80) اور میں تمہارے بنائے ہوئے شریکوں سے

وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ

کیونکر ڈروں جب کہ تم ان چیزوں کو اللہ کا شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کی کوئی دلیل

عربی حاشیہ

فائدہ

آیت نمبر ۷۰ میں ولی وشفیع کا انکار اور آیت نمبر ۷۱ میں غیر مفید اور غیر مضر یعنی بیکار قسم کے افراد کی دعوت و عبادت میں ''منِ دون اللہ'' کی قید اس امر کی نشاندہی ہے کہ خدا سے قطع نظر کر کے نہ کوئی ولی ہے اور نہ شفیع اور نہ کسی کا پکارنا صحیح ہے لیکن خدا کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیت کے بھروسہ پکارنے پر کسی طرح کی پابندی بھی نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۸۱ بہترین طرزِ گفتگو ہے کہ جب اہل باطل اصل خدا کا خوف نہیں رکھتے اور اس کا شریک قرار دیتے ہیں تو اہلِ حق کو باطل کے خداؤں کا خوف کیا ہوسکتا ہے اور ان کی کیا حقیقت وحیثیت ہے۔

اردو حاشیہ

اس انداز استدلال سے ہرگز یہ غلط فہمی نہ ہو کہ جناب ابراہیمؑ نے ستارہ یا چاند یا سورج کو خدا تسلیم کر لیا ہے اور نہ یہ ایک نشست کا مناظرہ ہے۔ یہ تو کائنات کی صورتِ حال ہے جس سے جناب ابراہیمؑ نے وجود خدا پر اسدتدلال کر کے یہ بھی واضح کر دیا کہ بغیر دلیل کا مذہب کوئی قیمت نہیں رکھتا ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ دلیل کے لئے منطق وفلسفہ کے الجھاؤ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف آسمان کے چاند تارے کا دیکھ لینا ہی توحید پروردگار کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

(۲۱) باطل جب دلائل کے میدان میں شکست خوردہ ہو جاتا ہے تو تخویف وترہیب کا سہارا لیتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ نے اس مسئلہ کو بھی حل کر دیا کہ خدائے برحق کے ماننے والے باطل سے ہرگز نہیں ڈرا کرتے اور جب بے جان خداؤں سے کس طرح خوفزدہ ہو جائیں گے کاش امتِ اسلامیہ بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتی۔

سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾
اس نے تم پر نازل نہیں کی؟ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو تو بتاؤ کہ کونسا فریق امن و اطمینان کا زیادہ مستحق ہے؟ (81)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ
جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (۲۲) سے ملوث نہیں کیا یہی لوگ امن میں ہیں اور

وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَ تِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰهَاۤ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ
یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (82) اور یہ ہماری وہ دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں عنایت فرمائی۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ [38] مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۸۳﴾ وَ
جس کے ہم چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب علم والا ہے۔ (83) اور

وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ [39] ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَیْنَا
ہم نے ابراہیم کو اسحاق (۲۳) اور یعقوب عنایت کیے، سب کی راہنمائی بھی کی

مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ
اور اس سے قبل ہم نے نوح کی راہنمائی کی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف،

مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِیَّا
موسیٰ اور ہارون کی بھی اور نیک لوگوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ (84) اور زکریا،

وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى وَ اِلْیَاسَ [40] ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِسْمٰعِیْلَ
یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس سب صالحین میں سے تھے۔ (85) اور اسماعیل،

وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ مِنْ [41]
یسع، یونس اور لوط سب کو عالمین پر فضیلت ہم نے عطا کی۔ (86) اور اسی

عربی حاشیہ

38- عذاب کی یہ کیفیت کہ نہ کوئی مددگار ہو، نہ سفارش کرنے والا اور نہ کسی طرح کا فدیہ قبول کیا جائے۔ کھولتا ہوا پانی پلایا جائے اور دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ انسان اس کا تصور بھی کرلے تو معصیت کرنے کی جرأت نہ پیدا ہوسکے۔

39- یہ تقسیم بندوں کے اعتبار سے ہوتی ہے کہ بعض چیزیں ان کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور بعض نگاہوں سے اوجھل ہیں ورنہ خدا کے اعتبار سے کل کائنات حضور وشہود ہے اس کے یہاں غیب کا تصور بھی نہیں ہے۔

40- لفظ آزر قواعد کے اعتبار سے وزن فعل اور عجمیت یا علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے اور آزر حقیقت کے اعتبار سے جناب ابراہیمؑ کا چچا یا نانا تھا۔ آپ کے والد محترم کا نام تارخ تھا۔ اگرچہ بعض مفسرین نے ظاہر قرآن ہی پر زور دیا ہے اور اُسے باپ ہی تسلیم کیا ہے۔

41- جس طرح خدا نے جناب ابراہیمؑ

اردو حاشیہ

(۲۲) قدرت کی نگاہ میں تنہا ایمان کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ انسان کا ایمان ظلم سے آلودہ نہ ہو اور ظلم کا نہ ہونا ہی امن و اطمینان کا ذریعہ ہے ورنہ ظلم کے ساتھ امن وسکون کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اس مقام پر ظلم سے کفر وشرک بھی مراد ہو تو بھی ظلم کی تعبیر میں عمومیت پائی جاتی ہے اور اس پر توجہ دینا ضروری ہے۔

(۲۳) اس مقام پر ۱۸ انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں ہدایت یافتہ نیک کردار، افضل و برتر، منتخب اور صاحبانِ کتاب وحکم ونبوت ہونے کا اعلان کیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نگاہِ قدرت میں قابل اتباع افراد ایسے ہی ہوتے ہیں جو اس کی طرف سے منتخب اور اس کے نزدیک صاحبِ کردار اور ہدایت یافتہ ہوں۔ ہر کس و ناکس ہدایت کا حق دار اور اتباع کا سزاوار نہیں ہوسکتا ہے۔

اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ

طرح ان کے آباء اور ان کی اولاد اوران کے بھائیوں کو بھی (فضیلت دی) اور ہم نے انہیں منتخب کر لیا اور ہم نے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۸۷ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ

راہ راست کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ (87) یہ ہے اللہ کی ہدایت جس سے وہ اپنے بندوں میں سے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

جسے چاہے نوازے اوراگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کے کیے ہوئے تمام اعمال

يَعْمَلُوْنَ ۝۸۸ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ

برباد ہو جاتے ۔ (88) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔

وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا

اب اگر یہ لوگ ان کاانکار کریں تو ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کر رکھے ہیں (۲۴) جو ان کے

بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝۸۹ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

منکر نہیں ہیں۔ (89) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے تو آپ بھی انہی کی ہدایت کی اقتدا کریں۔

اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى

کہہ دیجئے: میں اس (تبلیغ قرآن) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو عالمین کے لیے فقط

لِلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۰ ع وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ

ایک نصیحت ہے۔ (90) اور انہوں نے اللہ کو ایسے نہیں پہچانا جیسے اسے پہچاننے کا حق تھا جب انہوں نے کہا: (۲۵)

اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ

اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ان سے پوچھیں: پھر وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آئے تھے کس نے نازل کی

عربی حاشیہ

پر بتوں کی حقیقت واضح کر دی اِسی طرح انھیں زمین وآسمان کی خلقت کے کرشمے بھی دکھلا دیئے۔

42- یہ استدلال کا بہترین طریقہ ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے تنقید اور اعتراض کرنے کے بجائے پہلے دشمن کے عقیدہ کو بظاہر تسلیم کرلیا جائے اس کے بعد اس کے نتائج پر بحث کی جائے تا کہ اسے بھی یہ سوچنے کا موقع ملے کہ ہمارے عقیدہ کے اثرات نا قابلِ فہم اور نا قابل قبول ہیں۔

فائدہ

آیت نمبر ۸۹ دلیل ہے کہ کفراختیار کرنے والے افراد کے مقابلہ میں ہر دور میں ایسے افراد رکھے جاتے ہیں جن کے کردار میں اس طرح کی کمزوریوں کا گزر نہیں ہوتا ہے اور وقت پر دین خدا کے وہی کام آتے ہیں۔ خیبر کے موقع پر رسول اکرمؐ نے اسی حقیقت کا مظاہرہ فرمایا تھا اور خدانے ''ومن یرتد منکم عن دینہ'' کے ذیل

اردو حاشیہ

(۲۴) یہ قدرت کا ایک ابدی اعلان ہے کہ دین خدا کفار و منکرین کے انکار سے فنا ہونے والا نہیں ہے اور اس کے لئے ہر دَور میں ایک قوم کو معین کر دیا گیا ہے جن کے کردار میں کفر و انکار کا گذر نہیں ہے اور یہی دین کی حفاظت کرنے والی قوم ہے جس کی طرف گذشتہ آیات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مرتد بھی ہو جائے تو خدا ایک قوم کو لے آئے گا جو اس کی محبوب و محبّ اور مومنین کے مقابلہ میں متواضع اور کفار کے مقابلہ میں سختی کرنے والی ہو گی اور پھر جنگ خیبر کے موقع پر سرکار دو عالمؐ نے ایسے ہی اوصاف مولائے کائنات کے بارے میں بیان کر کے اس قوم کی فرد اول و اکمل کی نشاندہی بھی کر دی تھی۔

(۲۵) اگر چہ ان کلمات کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کے کہنے والے مشرکین عرب تھے یا یہودی لیکن یہ بہرحال مسلم ہے کہ یہ کسی مسلمان کی آواز نہیں ہوسکتی اور اس کا کہنے والا کوئی کافر ہی ہوسکتا ہے اور یہیں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کے اہل حرم کی موجودگی میں جب نشۂ حکومت میں چور یزید یہ اعلان کر رہا تھا کہ ''فلا خبر جاء ولا وحی نزل''......تو یہ اسلام کا نعرہ نہیں تھا بلکہ کفر کا نعرہ تھا...... یا خلافتِ عثمان کے موقع پر جب ابوسفیان نے مشورہ دیا تھا کہ خلافت کو گیند کی طرح نچاؤ نہ کوئی جنت ہے اور نہ جہنم تو یہ بھی جاہلی فکر کی ترجمانی تھی اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا اور اس پر خلیفۃ المسلمین کا ٹوکنا واجب تھا کہ خلیفہ اسلام کا ذمہ دار ہوتا ہے اور وہ کافرانہ مشورے برداشت نہیں کر سکتا ہے۔

بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا

جو لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی؟ اس کا کچھ حصہ تم ورق ورق کر کے دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپا لیتے ہو

وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ

اور تمہیں وہ علم سکھایا گیا تھا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا کہہ دیجئے: اللہ ہی نے

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِىْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

(اسے نازل کیا تھا) پھر انہیں ان کی بیہودگیوں میں کھیلتے چھوڑ دیں۔ (91) اور یہ کتاب بھی جو بڑی بابرکت ہے

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ

ہم نے نازل کی ہے اور جو اس سے پہلے آنے والی کی تصدیق کرتی ہے تا کہ آپ (ام القری) اہل مکہ اور اس کے اطراف

مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ

میں رہنے والوں کو تنبیہ کریں اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہی اس (قرآن) پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ

عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ (92) اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ

كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَىْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

پر جھوٹ بہتان باندھے یا یہ دعویٰ کرے کہ مجھے پر وحی ہوئی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں ہوئی اور جو یہ کہے کہ

مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

جیسا اللہ نے نازل کیا ہے ویسا میں بھی نازل کر سکتا ہوں اور کاش آپ ظالموں کو سکرات موت کی حالت میں

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

دیکھ لیتے جب فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے کہہ رہے ہوں: نکالو اپنی جان کہ آج تمہیں ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا

عربی حاشیہ

میں جس قوم کا وعدہ کیا تھا رسول اکرمؐ ان کی فرد اعلیٰ کو منظر عام پر لے آئے تھے۔

43-اسلام میں بلندی کا معیار ایمان اور عمل صالح ہے اور دونوں کے درجات ہیں لہٰذا انسانوں میں درجات کا ہونا ناگزیر ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۹۱ دلیل ہے کہ کفار کا انبیاء کرام کے مقابلہ میں سب سے بڑا حربہ یہی رہا ہے کہ خدا کی طرف سے تنزیل کا انکار کر دیا جائے اور اس طرح اعتراف نبوت سے نجات مل جائے۔ قرآن کریم نے اس طرزِ عمل کی تردید کر کے واضح کر دیا کہ فلاخبر جاء ولا وحی نزل .... اسلام کی آواز نہیں ہے۔ کفار کا نعرہ ہے جسے مسلمان کی زبان سے ادا کرایا جارہا تھا اور جس کا مقابلہ انتہائی ضروری تھا۔

اردو حاشیہ

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ

کیونکہ تم اللہ پر ناحق باتوں کی تہمت لگایا کرتے تھے اور اللہ کی نشانیوں کے مقابلے میں سرکشی

عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ (44)

کیا کرتے تھے۔(93) اور لو آج تم ہمارے پاس اسی طرح تنہا (۲۶) آ گئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى

اور جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا تھا وہ سب اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور تمہارے ساتھ ہم تمہارے

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ

وہ سفارشی نہیں دیکھ رہے ہیں جن کے بارے میں تمہارا یہ خیال تھا کہ وہ تمہارے کام بنانے میں شریک ہوں گے۔

تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع اِنَّ

آج تمہارے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے وہ سب ناپید ہو گئے۔(94) بے شک

اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ (45) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ

اللہ نے دانے اور گھٹلی کا شگافتہ کرنے والا ہے وہی مردے سے زندہ کو اور زندہ سے

الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ

مردے کو نکالنے والا ہے۔ یہ ہے اللہ پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ (95) وہ صبح کا

الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ

شگافتہ کرنے والا ہے اور اس نے رات کو باعث سکون اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

یہ سب غالب آنے والے، دانا کی بنائی ہوئی تقدیر ہے۔ (96) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے

عربی حاشیہ

44- واضح رہے کہ جناب اسحاقؑ جناب ابراہیمؑ کے براہِ راست فرزند ہیں جن کی والدہ سارہ تھیں اور جناب یعقوبؑ ان کے فرزند تھے لیکن قرآن مجید نے بیٹے کے بیٹے کو بھی بیٹا ہی قرار دیا ہے۔

45- جناب عیسیٰؑ کے کوئی باپ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود ماں کے رشتہ سے جناب ابراہیمؑ کی ذریت میں شمار کر لئے گئے جو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے اولاد رسولؐ ہونے کی بہترین دلیل ہے جیسا کہ امامؑ نے حاکمِ وقت کے سامنے بطور استدلال پیش کیا تھا۔

46- یہ من تبعیض کے لئے ہے کہ ان انبیاء میں سے بعض کے آباء و اولاد و اخوان کو منتخب قرار دیا گیا ہے ورنہ بعض کی اولاد تو کافر تک تھی اور بعض کے یہاں اولاد ہی نہیں تھی۔

47- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ان افراد سے کفار و مشرکین مراد ہیں حالانکہ جواب میں جناب موسیٰ اور توریت وغیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے

اردو حاشیہ

(۲۶) انسان کے لئے کیا عبرت ناک موقع ہے کہ جانکنی کا عالم ہے۔ فرشتے ہاتھ بڑھائے جان نکالنے کی فکر میں ہیں اور کافر سے کہہ رہے ہیں کہ اب اپنی جان نکالو اور اپنے اختیارات کا مظاہرہ کرو۔ دیکھو کس طرح خدا کی بارگاہ میں خالی ہاتھ جا رہے ہو نہ سامان دنیا کام آ رہا ہے اور نہ وہ خدا کام آ رہے ہیں جن کا کلمہ پڑھا کرتے تھے اور آج انتہا ابتدا ہی جیسی ہوتی تو کم از کم سوال و جواب ہی سے محفوظ رہتے لیکن یہاں تو قیامت یہ ہے کہ تنہائی ابتدا جیسی ہے اور حساب و کتاب انتہائی درجہ کا ہے۔

(۲۷) ان آیات میں پروردگار نے منکرین کے مقابلہ میں اپنی مختلف نشانیوں کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ وہ دانہ کو شگافتہ کرنے والا ہے اور یہ اس کی قدرت ہے کہ دانہ دونوں طرف سے شگافتہ ہوتا ہے ایک سے جڑ تیاری ہوتی ہے اور دوسرے سے تنا بنتا ہے۔

۲۔ وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے جس کا ایک مصداق یہی ہے کہ سڑ گل جانے والے دانے سے درخت نکال دیتا ہے اور اچھے خاصے ہرے بھرے درخت سے بیجان بیج پیدا کر دیتا ہے۔

۳۔ وہ نورِ سحر کا اجاگر کرنے والا ہے اور رات کے اندھیرے کو شگافتہ کر کے اجالے کو سامنے لانے والا ہے۔

لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ

ستارے بنائے تا کہ تم ان کے ذریعے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرو۔ اہل علم کے لیے

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

ہم نے اپنی آیات کھول کر بیان کی ہیں۔ (97) اور وہی ہے جس نے تم سب کو ایک ہی ذات سے پیدا کیا

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ (46) وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

پھر ایک جائے استقرار ہے اور ایک جائے ودیعت۔ ہم نے صاحبان فہم کے لیے آیات کو کھول کر

لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

بیان کر دیا ہے۔ (98) اور وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے ہم نے ہر طرح کی

بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا

روئیدگی نکالی پھر اس سے ہم نے سبزہ نکالا جن سے ہم تہہ بہ تہہ گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں

مُّتَرَاكِبًا (47) ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ

اور کھجور کے شگوفوں سے آویزاں گچھے اور انگور، زیتون اور انار کے باغات

مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ

(جن کے پھل) ایک دوسرے سے مشابہ اور (ذائقے میں) جدا جدا ہیں۔ذرا اس کے

مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ (48) ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ

پھل کو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو۔اہل ایمان کے لیے یقیناً

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ

ان میں نشانیاں ہیں۔ (99) اور ان لوگوں نے جنات کو اللہ کا شریک بنایا حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے

عربی حاشیہ

جواس بات کی علامت ہے کہ یہ اشارہ یہودیوں کی طرف ہے مشرکین کی طرف نہیں ہے۔

48-یہ ابتدائے تبلیغ کی طرف اشارہ ہے ورنہ رسول عالمین کا رسول ہے اوراس کے پیغام کا تعلق صرف مکہ اور اس کے اطراف سے نہیں ہے اور شاید کہ اسی عمومیت کی طرف من حولها سے اشارہ کیا گیا ہے ورنہ ام القریٰ کے ساتھ کسی لفظ کا ذکر نہ ہوتا۔

49- یہ معادجسمانی کی طرف اشارہ ہے کہ پہلی خلقت کا تعلق بہرحال صرف روح سے نہیں تھا اوراس میں جسم بھی شامل تھا۔

50-پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے دانہ کو شگافتہ کرکے اس میں سے درخت پیدا کردیتا ہے تو گویا بیجان بیج اچھا خاصادرخت نکال دیتا ہے اور جاندارحیوان سے بیجان نطفہ پیدا کردیتا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۰۱ کفار کی بے عقلی پر بہترین اورحسین ترین طنز ہے کہ ان احمقوں کو اولاد بنانا

اردو حاشیہ

۴۔ اس نے رات کوسکون اورشمس وقمرکو حساب کا ذریعہ بنایا ہے جس سے انسان زندگی کا کاروبار کرسکتا ہے۔

۵۔ اس نے ستاروں کو رہنمائی کا مرتب نظام بنا دیا ہے جس سے بے سہارا مسافروں کو صحراؤں میں راستہ مل جاتا ہے۔

۶۔ اس نے کل عالم بشریت کو ایک آدم سے پیدا کردیا ہے اور سب کے لئے الگ الگ مرکز بنا دیتے ہیں۔

۷۔ اس نے پانی برسا کر مردہ زمینوں کو زندہ کردیا ہے۔

۸۔ اس نے بالیاں اور گچھے پیدا کئے ہیں جن کی ساخت بتاتی ہے کہ کسی مدبر نے سجا کر رکھا ہے۔

۹۔ اس نے کھجور کے درخت اونچے بنائے تو گچھے نیچے کردیئے تا کہ استفادہ میں آسانی ہو۔

۱۰۔ اس نے پھلوں کو آپس میں مشابہ بھی بنایا ورمختلف بھی بنایا جوخود ایک مستقل قدرت کی دلیل ہے۔

۱۱۔ اس نے پھلوں کو پیدا کر کے پکا دیا ہے۔ پکانے میں لذت کا اضافہ ہوگیا ہے اور انتہائی کمزور کو طاقت ور بنانے کا منظر بھی شامل ہے۔اس کے بعد بھی انسان ایمان نہ لائے تو یقیناً انتہائی نالائقی ہے۔

وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اور نادانی سے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ ڈالیں۔ جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں وہ ان سے پاک اور

يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ

بالاتر ہے۔ (100) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اس کی کوئی شریک زندگی نہیں ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کیا ہے اوروہ ہر چیز کا خوب

عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

علم رکھتا ہے۔ (101) یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے

فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

لہٰذا اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔ (102) نگاہیں اسے (۲۸) پا نہیں سکتیں جب کہ

وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ (49) قَدْ جَآءَكُمْ

وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ نہایت باریک بین، بڑا باخبر ہے۔ (103) تمہارے رب کی طرف سے

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ

تمہارے پاس بصیرت افروز دلائل آ گئے ہیں۔ اب جس نے آنکھ کھول کر دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بن گیا

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

اس نے اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ (104) اور ہم اس طرح آیات مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں جس سے وہ یہ کہیں گے

وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ (50) وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ

کہ آپ نے (کسی سے قرآن) پڑھا ہے اور اس لیے بھی کہ ہم یہ بات اہل علم پر واضح کر دیں۔ (105) آپ کے پروردگار کی طرف سے

عربی حاشیہ

تھی تو زوجہ بھی ایجاد کی ہوتی اور کم از کم اتنی عقل تو استعمال کرتے کہ جس کے زوجہ نہ ہو اس کی اولاد کس طرح ہو سکتی ہے۔

51- عام طور سے مفسرین نے اس سے صلب پدر اور رحم مادر مراد لیا ہے لیکن اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے ایک احتمال یہ ہے کہ خلقت کے بعد ایمان کی طرف اشارہ ہو کہ بعض کا ایمان مستقر اور ثابت ہوتا ہے اور بعض کا متزلزل۔

52- تہ بہ تہ یعنی ایسی بالیاں پیدا کرتا ہے جن میں دانے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔

53- پھل کا نکلنا ایک قدرت خدا ہے اور اس کا پکنا دوسری قدرت کا کرشمہ ہے۔

54- یہ کمال بلاغت ہے کہ لفظ لطیف سے پہلے جملہ کی دلیل بیان کی گئی ہے اور لفظ خبیر سے دوسرے جملہ کی۔

55- کفار کا الزام تھا کہ قرآن وحی نہیں ہے بلکہ رسولؐ نے کسی کے پاس پڑھ لیا ہے۔ پروردگار نے اتمام حجت کے لئے طرح طرح

اردو حاشیہ

(۲۸) پروردگار کی رویت کے بارے میں جناب موسیٰؑ کے دور سے ایک اختلاف چلا آ رہا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے کفار کہا کرتے تھے کہ خدا کو دکھائی دینا چاہیے اور اب بعض مسلمان اسی سبق کو دہرانے لگے ہیں۔ مالک کائنات نے مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا کہ اس کی لطافت رویت کے لئے سازگار نہیں ہے اور وہ بصارت کی زد میں نہیں آ سکتا ہے اور پھر اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ کر دیا کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تم اس کی زد سے بچ کر نہیں جا سکتے ہو۔

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾

آپ پر جو وحی ہوئی ہے اس کا اتباع کریں، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور مشرکین سے کنارہ کش ہو جائیں۔ (106)

وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ مَآ أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾

اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو یہ لوگ شرک کر ہی نہیں سکتے تھے اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ ہی آپ ان کے ذمہ دار ہیں۔ (107) اور اللہ کو چھوڑ کر جنہیں یہ پکارتے ہیں انہیں برا نہ کہو۔ مبادا وہ عداوت اور نادانی میں اللہ کو برا کہنے لگے۔ اس طرح ہم نے ہر قوم کے لیے ان کے اپنے کردار کو دیدہ زیب بنایا ہے پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے پس وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ (108)

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَٰنِهِمْ لَئِن جَآءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَٰتُ عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَآ إِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ أَفْـِٔدَتَهُمْ وَأَبْصَٰرَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِۦٓ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾

اور یہ لوگ اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی معجزہ آئے تو یہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔ کہہ دیجئے: اللہ کے پاس یقیناً معجزے بہت ہیں، لیکن (مسلمانو!) تمہیں کیا معلوم کہ معجزے آ بھی جائیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ (109) اور ہم ان کے دل و نگاہ کو اس طرح پھیر دیں گے جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑے رکھیں گے۔ (110)

عربی حاشیہ

کی آیتیں بیان کر دیں کہ اب بھی کہنا چاہیں تو کہیں کہ کسی کے پاس پڑھ لیا ہے۔ کم از کم جاننے والوں پر تو واضح ہو گیا ہے۔

56- یعنی خدا نے انسان کا مزاج ایسا بنایا ہے کہ ہر قوم اپنے عمل کو اچھا سمجھتی ہے ورنہ وہ باطل کو آراستہ کر کے پیش کرے۔ یہ اس کے علم و حکمت کے سراسر خلاف ہے۔

57- یعنی خدا ان کی حقیقت سے باخبر ہے کہ یہ معجزہ کے آنے کے بعد بھی اسی طرح ایمان نہ لائیں گے جس طرح پہلے لائے تھے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۰۸ اسلام کی عظیم ترین سیاسی اور اخلاقی تعلیم ہے کہ اولاً تو سب وشتم کا اثر کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح جاہل افراد پروردگار کو بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں اور مسلمان اس جسارت کا سبب بنتا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۹) یہ اسلام کا عظیم اخلاقی نقطہ ہے جس سے اس کی عملی سیاست کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انسان کی اس کمزوری پر نگاہ رکھتا ہے کہ جب اس کے معبودوں کو برا کہا جائے گا تو وہ بھی تمہارے معبود کو برا کہے گا اور اس طرح خدا کو برا بھلا کہلانے کے مجرم تم خود قرار پاؤ گے۔

(۳۰) کفار آئے دن جدید ترین معجزات کے مطالبات کیا کرتے تھے کہ ہماری پسند کے معجزات دکھلاؤ تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ پروردگار نے رسول کی رسالت کی شان کو واضح کر دیا کہ رسولؐ کا کام صرف پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ وہ مالکِ اختیار نہیں ہے۔ معجزات سب ہمارے اختیار میں ہیں لیکن ہم بھی ان معجزات کو پیش نہ کریں گے کہ ہم تمہارے انجام سے باخبر ہیں اور تمہاری خواہش کا اتباع نہیں کر سکتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان پر فرشتے (۱) بھی نازل کردیں اور مردے بھی ان سے باتیں کرنے لگیں

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ

اور ہر چیز کو ہم ان کے سامنے جمع کر دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے ہاں اگر

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ

اللہ چاہے (تو اور بات ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ جہالت میں ہیں۔ (111) اور اسی طرح

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ

جن وانس کے شیطانوں کو ہر نبی کے لیے ہم نے دشمن قرار (۲) دیا ہے جو ایک دوسرے کو

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ

فریب کے طور پر ملمع آمیز باتیں سکھایا کرتے ہیں اوراگر آپ کا رب چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے

رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ

پس انہیں بہتان تراشی کی حالت میں چھوڑ دیں۔ (112)اور (انہیں یہ مہلت اس لیے ملی ہے) تا کہ

اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا

جوآخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ملمع آمیز باتوں کی طرف مائل رہیں اوروہ اس سے راضی رہیں اور جن حرکتوں میں یہ

مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ [1] ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ

لوگ لگے ہوئے ہیں انہی میں مصروف رہیں۔ (113) کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں؟ حالانکہ اس نے

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

آپ کی طرف مفصل کتاب نازل کی ہے اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن

عربی حاشیہ

1-ابوحیان اندلسی کا بیان ہے کہ آیت کاانداز بلاغت کا شاہکار ہے کہ پہلے شیاطین کی سرگوشیوں کا ذکر کیا گیا پھر ان کی طرف دلوں کا جھکاؤ بیان ہوا پھر ان کی خوشی کا تذکرہ ہوا اور آخر میں ان کے بھی افترااور گناہ میں مبتلا ہوجانے کا ذکر کیا گیا اور حقیقت یہ ہے کہ گمراہی کا کام اس ترتیب سے انجام پاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) کفار کے طرح طرح کے مطالبات کا اجمالی جواب دینے کے بعد تفصیلی معجزات کی طرف اشارہ کیا گیا اور آخر میں یہ کہہ دیا گیا کہ کل کائنات جن وانس وحوش وطیور سب مل کر بھی گواہی دینے لگیں تو بھی یہ ظالم ایمان نہ لائیں گے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بے ایمانوں کا مزاج ہی الگ ہوتا ہے۔تو اگر یہ کل کائنات کی گواہی کا انکار کر سکتے ہیں تو غدیر کے تقریباً سوالا کھ کے مجمع کا انکار کرنے میں کیا زحمت ہے۔

(۲) یہ ایک محاورہ ہے جو ہمیشہ کمال عطا کرنے پر استعال کیا جاتا ہے کہ جب کسی کوکمال عطا کیا جاتا ہے تو قہراً اس کے حاسد اور دشمن پیدا ہو جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ نہ کمال دیا ہوتا اور نہ حاسد پیدا ہوتے تو گویا کہ حاسد کمال دینے والے ہی نے پیدا کئے ہیں حالانکہ اس نے کمال پیدا کیا ہے حاسد تو اپنے نفس کی خباثت سے پیدا ہوتے ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل ہوا ہے لہٰذا آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا

نہ ہوں۔ (114) اور آپ کے رب کا کلمہ سچائی اور عدل کے اعتبار سے کامل ہے۔ اس کے کلمات کو تبدیل

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ [2] ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ

کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (115) اور اگر آپ زمین پر

مَنْ فِي الْاَرْضِ [3] يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

بسنے والے لوگوں کی اکثریت کے کہنے پرچلیں گے تو وہ راہ خدا سے آپ کو بہکا دیں گے

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

یہ لوگ تو صرف ظن پر چلتے ہیں [۳] اور یہ صرف قیاس آرائیاں ہی کیا کرتے ہیں۔ (116) بے شک آپ کا رب

اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹک گیا اور ہدایت پانے والوں سے بھی وہ خوب آگاہ ہے۔ (117)

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ [4] ﴿۱۱۸﴾

لہٰذا اگر تم اللہ کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہو تو وہ (ذبیحہ) کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (118)

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا [5] ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ

اور کیا وجہ ہے کہ تم وہ (ذبیحہ) نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے؟ حالانکہ اللہ نے جن چیزوں کو

لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا

اضطراری حالت کے سوا تم پر حرام قرار دیا ہے ان کی تفصیل اس نے تمہیں بتا دی ہے اور بے شک اکثر لوگ

عربی حاشیہ

2-صداقت وعدالت قول وعمل کے اعتبار سے واقعی بنیادیں ہیں۔لہٰذا ان میں تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

3-اگرچہ نبی کے بارے میں غیر خدا کی اطاعت کا تصور نہیں ہے لیکن خدا کو اس لہجہ میں بات کرنے کا حق ہے تاکہ مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ ہوجائے۔

4-واضح رہے کہ گوشت کھانا شرط ایمان نہیں ہے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحبان ایمان صرف وہ گوشت استعمال کرتے ہیں جسے نام خدا لے کر ذبح کیا گیا ہو۔

5- کفار مسلمانوں کو یہ کہہ کر بہکایا کرتے تھے کہ جب انسانوں کے مارے ہوئے کو کھالیتے ہو تو جسے خدا نے مار دیا ہے اسے کیوں نہیں کھاتے ہو۔خداوند عالم نے اس کے دونوں پہلوؤں کا جواب دیا کہ نام خدا لیا جائے تو کھانا چاہیے کہ وہ محرمات میں شامل نہیں ہے اور نامِ خدا نہ لیا جائے تو ہرگز نہ کھایا جائے کہ یہ

اردو حاشیہ

(۳) اگر دنیا کے تمام مختلف عقائد کا جائزہ لیا جائے اور سب کی مردم شماری کی جائے تو اندازہ ہوگا کہ کائنات کی اکثریت گمراہی کے راستے پر ہے اور اس کے پاس ظن وتخمین کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اکثریت کے فلسفہ کو رد کر دیا ہے اور حق وصدق کے اتباع کا حکم دیا ہے ورنہ اکثریت کے اتباع میں ضلالت اور گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

لَيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اپنی خواہشات کی بناء پر نادانی میں گمراہ ہوتے ہیں۔ آپ کا رب حد سے تجاوز کرنے والوں کو

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

یقیناً خوب جانتا ہے۔ (119) اور تم ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کو ترک کر دو۔ جو لوگ گناہ کا

يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا

ارتکاب کرتے ہیں بے شک وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ (120) اور جس

تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ

(ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اسے مت کھاؤ کیونکہ یہ سنگین گناہ ہے اور

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ

شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں یقیناً شکوک پیدا کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے بحث کریں اور اگر آپ نے ان کی

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

اطاعت کی تو آپ بھی مشرک بن جائیں گے۔ (121) کیا وہ شخص (۴) جو مردہ تھا پھر ہم نے

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ

اسے زندہ کر دیا اور اسے روشنی بخشی جس کی بدولت وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے

مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہو اور اس سے نکل نہ سکتا ہو؟

لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ

یوں کافروں کے لیے ان کے کرتوت خوشنما بنا دیے گئے ہیں۔ (122) اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں

عربی حاشیہ

فسق اور نافرمانی ہے اور اس سے نامِ خدا کی عظمت کا انکار لازم آتا ہے۔

ف: لفظ شیاطین شیطان کی جمع ہے اور شیطان ہر باغی، سرکش اور موذی کو کہا جاتا ہے چاہے اس کا تعلق انسان سے ہو یا جنات سے البتہ ابلیس اس ناری مخلوق کا نام ہے جس نے جناب آدمؑ کے سجدہ سے انکار کیا تھا گویا شیطان اسم جنس ہے اور ابلیس اسم خاص۔

ف: آیت نمبر ۱۲۰ میں گناہ کے ساتھ کسب کا لفظ علامت ہے کہ بعض لوگ سرمایۂ حیات کو صرف کر کے گناہوں کا سودا کرتے ہیں۔ اور یہ انتہائی ذلت اور خسارہ کی بات ہے۔

6- شیاطین کا ہر دور میں یہ طریقہ رہا ہے کہ سادہ لوح افراد کے دلوں میں وسوسہ پیدا کر کے الگ ہوجاتے ہیں اور وہ اہل حق وحقیقت سے لڑتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسی خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ ایسا کرنے والا خود بھی مجرمین ہی میں شمار

اردو حاشیہ

(۴) یہ اسلام وکفر کی حسین ترین تمثیل ہے کہ انسان گویا مردہ تھا اسلام نے اسے زندہ بنا دیا اور پھر ایک نورانیت عطا کر دی ہے جس کے سہارے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے یعنی اپنی زندگی کے جملہ مسائل اسی اسلام سے حل کرتا ہے اور ہر مسئلہ میں اسی سے روشنی حاصل کرتا ہے...... اور کافر اسی موت کی تاریکی میں پڑا ہوا ہے جس سے نکلنا نصیب نہیں ہوا اور شیاطین نے کفار کی نگاہ میں اس تاریکی اور موت کی کیفیت ہی کو آراستہ کر دیا ہے کہ وہ اس سے نکلنے کا ارادہ بھی نہیں کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آیات شریفہ جناب حمزہؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں لیکن مضمون بہرحال جامع اور عام ہے جو ہر دور اور ہر جگہ صادق آتا رہتا ہے۔

قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ
وہاں کے بڑے[۵] بڑے مجرموں کو مسلط کر دیا کہ وہاں پر برے منصوبے بناتے رہیں (درحقیقت) وہ غیر شعوری طور پر

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ
اپنے ہی خلاف منصوبے بناتے ہیں۔ (123) اور جب کوئی آیت ان کے پاس آتی ہے تو کہتے ہیں:

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ
ہم اس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک ہمیں بھی وہ چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔ جن لوگوں نے جرم کا ارتکاب کیا ہے انہیں ان کی مکاریوں کی

صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾
پاداش میں اللہ کے ہاں عنقریب ذلت اورشدید عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔(124)

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ
پس جسے اللہ ہدایت بخشنا[۶] چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا
اور جسے گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو ایسا تنگ گھٹا ہوا کر دیتا ہے

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى
گویا وہ آسمان کی طرف چڑھ رہا ہو۔ ایمان نہ لانے والوں پر اللہ اس طرح

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ
ناپاکی مسلط کرتا ہے۔ (125) اور یہ آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے

عربی حاشیہ

ہوتا ہے۔

7-یہ اسلام کا قانونِ جرم وسزا ہے کہ غرور سے کام لیا ہے تو ذلیل ہونا پڑے گا اور مکاری کی ہے تو عذابِ شدید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

8-دورِ قدیم میں یہ مشکل کام کے لئے محاورہ تھا کہ گویا آسمان پر چڑھنے کا مطالبہ کر دیا گیا ہے لیکن آج اس بلاغت کا بھی اندازہ ہوگیا کہ انسان جب فضا میں بلند ہوتا ہے تو سینہ میں ایک مخصوص قسم کی تنگی کا احساس کرتا ہے اور یہ قرآنِ مجید کی عظیم ترین بلاغت اور معنویت ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) سرکارِ دوعالم کی تسکین قلب کا بہترین سامان ہے کہ اشرار اور شیاطین صرف مکہ میں نہیں ہیں۔ ہر دور میں اور ہر جگہ ایسے مجرمین پیدا ہوتے رہے ہیں اور ان کی پیدائش قوانین فطرت کے عین مطابق ہے لہٰذا اس صورتِ حال کو ہماری طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے اور ہم نے بھی یہ موقع صرف اس لئے دے دیا ہے کہ ان کی مکاری کا نقصان انہیں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے اور یہ عقل وشعور سے اتنی دور چلے گئے ہیں کہ انہیں اس نقصان کا اندازہ بھی نہیں ہو رہا ہے۔

(۶) فخر رازی نے اپنے مسلک کی بنا پر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہدایت اور ضلالت دونوں کا ذمہ دار خدا ہے۔ وہی کسی کو ہدایت دیتا ہے اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے حالانکہ آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آیت میں صرف دونوں کی کیفیت کا ذکر کیا گیا ہے کہ ہدایت دینے میں دل کشادہ ہوتا ہے اور گمراہی میں دل تنگ ہو جاتا ہے۔ اب ہدایت کہاں سے آتی ہے اور ضلالت کا سرچشمہ کیا ہے یہ مسئلہ اس آیت میں نہیں چھیڑا گیا ہے اور نہ آیت کا اس سے کوئی تعلق ہے۔ یہ مسئلہ قرآن مجید میں بار بار بیان ہوگیا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ

غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں واضح کر دی ہیں۔ (126) ان کے پروردگار کے ہاں

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ

ان کے اعمال کے عوض ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کا کارساز ہے۔ (127) اور اس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ[9] الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ

اللہ سب کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا) اے گروہ جنات! تم نے انسانوں (کی گمراہی) میں بڑا حصہ لیا۔

الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ

انسانوں میں سے جنات کے ہمنوا کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہم نے ایک دوسرے (۷) سے خوب استفادہ کیا ہے

بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ

اور اب ہم اس وقت کو پہنچ گئے ہیں جو وقت تو نے ہمارے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ اللہ فرمائے گا: اب آتش جہنم ہی

مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ

تمہارا ٹھکانہ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے سوائے اس کے جسے اللہ (نجات دینا) چاہے، آپ کا رب یقیناً بڑا حکمت والا،

عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا

علم والا ہے۔ (128) اور اس طرح ہم ظالموں کو ان کے ان کرتوتوں کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے ہیں

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ۧ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

ایک دوسرے پر مسلط کریں گے۔ (129) اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

خود تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو میری آیات تمہیں سناتے تھے

عربی حاشیہ

9- معشر جمع یا اسم جمع ہے جس کا کوئی واحد نہیں ہے۔ یہاں مراد شیاطین کا گروہ ہے۔

ف: سرکارؐ دوعالم سے دریافت کیا گیا کہ شرح صدر کے معنی کیا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایک نور ہے جسے رب العالمین انسان کے قلب میں پیدا کر دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کا ذہن کشادہ ہوجاتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ انسان اس دارِ فریب سے کنارہ کش ہوجاتا ہے اور دار الخلود کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور وقت گذر جانے سے پہلے ہی موت کے سلسلہ کی مکمل تیاری کر لیتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) انسان و جنات دونوں کے شیاطین آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہیں کہ انہیں اُن سے فائدہ ہوتا ہے اور انہیں ان سے۔ انسان جنات کی اطاعت کرتے ہیں تو انہیں ریاست کا درجہ مل جاتا ہے اور جنات انسانوں کے لئے خواہشات ولذات کے نئے نئے راستے کھولتے ہیں تو انہیں فائدہ ہو جاتا ہے انجام کار دونوں ایک دوسرے سے بے زاری کریں گے اور دونوں ہی کو جہنم میں رہنا پڑے گا۔ صدر اسلام میں بلکہ ہر دور میں بعض مسلمان عوام اور حکام کے طرزِ عمل کو دیکھا جائے تو شیاطین کا نقشہ مجسم ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ وہ بیعت لے کر ریاست چلاتے ہیں اور یہ بیعت کر کے بیت المال کی دولت سمیٹتے ہیں اور پھر دونوں کا انجام ایک ہی جیسا ہونے والا ہے۔

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ

اور آج کے دن کے وقوع کے بارے میں تمہیں متنبہ کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اپنے خلاف گواہی

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ

دیتے ہیں اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکہ دے رکھا تھا اور آج وہ اپنے خلاف گواہی دے رہے ہیں

كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۱۳۰ ذٰلِكَ [10] اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ

کہ وہ کافر تھے۔ (130) وہ اس لیے کہ آپ کا رب بستیوں کو ظلم سے

الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝۱۳۱ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ [11]

تباہ نہیں کرتا کہ اس کے باشندے بے خبر ہوں۔ (131) اور ہر شخص کے لیے اس کے

مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۲

اعمال کے مطابق درجات ہوں گے اور آپ کا رب لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ (132)

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ

اور آپ کا رب بے (۸) نیاز، رحمت کا مالک ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں

يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

ختم کر کے تمہاری جگہ جسے چاہے جانشین بنا دے جیسا کہ خود تمہیں

ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ

دوسروں کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ (133) جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے بے شک وہ واقع ہونے ہی والا ہے اور

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ

تم اللہ کو مغلوب نہیں کر سکتے۔ (134) کہہ دیجئے: لوگو! تم اپنی جگہ عمل کرتے جاؤ

عربی حاشیہ

10- یہ اشارہ ہے رسولوں کے بھیجنے کی طرف کہ انھیں اتمام حجت کے لئے بھیجا گیا ہے اور خدا اتمام حجت کے بغیر عذاب نہیں کرتا ہے۔

11- بیشک ہر قسم کے اعمال کے درجات ہیں۔ برائیوں میں ایک انسان کی غلامی سے قوموں کے استحصال تک اور ایک بچی کے قتل سے ایٹم بم کی تباہ کاری تک اور نیکیوں میں ایک غریب کی امداد سے قوموں کی زندگی تک اور ایک ظالم کے قتل سے استعمار کے استیصال تک یہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) اس نکتہ کے ذریعہ کفار و مشرکین کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہمیں تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم نے پچھلی قوموں کو ہٹا کر ان کی جگہ پر تمہیں رکھا ہے تو تمہیں بھی فنا کر کے دوسری قومیں آباد کر سکتے ہیں لیکن یہ ہمارا کرم ہے کہ ہم نے تم کو تباہ و برباد نہیں کیا اور راہِ راست پر آنے کا موقع دیا ہے اور اس طرح ہم صرف بے نیاز ہی نہیں ہیں بلکہ قابل حمد بھی ہیں۔ بے نیازی کا تقاضا تھا کہ تمہیں نیست و نابود کر دیتے لیکن یہ حسین و جمیل اعمال کے اختیار کرنے کا تقاضا ہے کہ ہم نے تم کو چھوٹ دے رکھی ہے۔

إِنِّي عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ

میں بھی عمل کرتا ہوں۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام کار اچھا ہوتا ہے۔ (بہرحال)

الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٥﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا

ظالموں کے لئے فلاح کی کوئی گنجائش نہیں۔ (135) اور یہ لوگ اللہ کی

ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ

پیدا کردہ چیزوں مثلاً کھیتی اور چوپاؤں میں اللہ کا ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے زعم میں

بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ

کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کا اور یہ ہمارے شریکوں (بتوں) کا ہے تو جو (حصہ) ان کے

فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ

شریکوں کے لیے مخصوص ہے وہ اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو (حصہ) اللہ کے لیے متعین ہے

شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ

وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے یہ لوگ کتنے برے فیصلے کرتے ہیں۔ (136) اور اسی طرح

لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ

ان کے شریکوں نے اکثر مشرکوں کی نظر میں انہی کے بچوں کے قتل کو ایک اچھے عمل کے طور پر جلوہ گر کیا ہے

لِيُرْدُوهُمْ [12] وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ [13] ۖ وَلَوْ شَاءَ

تا کہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ بنا دیں اور اگر اللہ چاہتا

اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوا

تو وہ ایسا نہ کر سکتے پس آپ انہیں چھوڑ دیں کہ وہ بہتان تراشی کرتے رہیں۔ (137) اور یہ

عربی حاشیہ

12- یہ لام لامِ عاقبت کہا جاتا ہے کہ شرکاء نے قتل اولاد کا مشورہ تباہی اور بربادی کی غرض سے نہیں دیا تھا۔ وہ تو اپنے بتوں کی عظمت اور ان کی تقدیس کا اظہار کرنا چاہتے تھے لیکن انجام کار یہی ہوا کہ انسان تباہ ہوتے رہے اور افراد کی آبادی میں نمایاں کمی ہوتی رہی۔

13- یہ لہجہ بار بار پیغمبرؐ اسلام کی تسکین خاطر کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ آپ قوم کے حالات سے رنجیدہ نہ ہوں اور اپنا کام کئے جائیں۔ جب ہم قادر مطلق ہوکر ان کی گمراہی کو برداشت کر رہے ہیں تو آپ تو ہماری مشیت کے پابند ہیں۔

ف: بتوں کی طرف سے قتل اولاد کے آراستہ کردینے میں یہ احتمال ہے کہ ان کے نام پر قربانیاں دیتے ہیں یا لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے ہیں یا جانور کا گوشت بڑے پجاریوں پر صرف کرنے کے بعد جب فاقوں کی نوبت آجاتی ہے۔ اپنے ہی بچوں کو ذبح کردیتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۹) قیامت ہے کہ کل کائنات کو خدا نے پیدا کیا ہے اور بتوں کا اس تخلیق میں کوئی دخل نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بت پرستوں نے یہ نظام بنایا ہے کہ ایک حصہ بتوں کا قرار دے کر خواص کے حوالے کر دیا اور ایک معمولی حصہ خدا کے حوالے کر دیا۔ پھر اگر دونوں مخلوط ہو گئے تو بتوں کا حصہ خدا کے حصہ سے نکال لیا اور خدا کا حصہ ضائع ہو جانے دیا...... حالانکہ اصولی طور پر دونوں ہی بے نیاز تھے۔ خدا کو کوئی ضرورت نہ تھی اور بتوں کے لئے کوئی مصرف نہ تھا وہ کسی حصہ کو بھی نہ لے سکتے تھے لیکن اس کے باوجود ایسی تقسیم کی گئی جو خدا کی عظمت کی تنقیص اور بتوں کی تقدیس کا ذریعہ تھی اور یہ بدترین فیصلہ تھا جسے کوئی صاحبِ عقل برداشت نہیں کرسکتا۔ واضح رہے کہ گمراہ کرنے میں شرکاء (بتوں) کا ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔ وہ تو بالکل بے کس و بے بس ہوتے ہیں۔ یہ کاروبار ان کے نام کے پجاری کیا کرتے ہیں جو ہر ایسی قوم میں ہوتا ہے جہاں ساکت وصامت کو اہمیت دی جاتی ہے اور ناطق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

هٰذِهٖۤ اَنۡعَامٌ وَّ حَرۡثٌ حِجۡرٌ ﴿14﴾ لَّا يَطۡعَمُهَاۤ اِلَّا مَنۡ

اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے اپنے زعم میں کہتے ہیں: یہ جانور اور کھیتی ممنوع (۱۰) ہیں

نَّشَآءُ بِزَعۡمِهِمۡ وَاَنۡعَامٌ حُرِّمَتۡ ظُهُوۡرُهَا وَاَنۡعَامٌ

انہیں صرف وہی کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں اور کچھ جانور ایسے ہیں جن کی پیٹھ

لَّا يَذۡكُرُوۡنَ اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا افۡتِرَآءً عَلَيۡهِ‌ؕ سَيَجۡزِيۡهِمۡ

(پر سواری یا بار برداری) حرام ہے اور کچھ جانور ایسے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ اللہ عنقریب انہیں ان کی

بِمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوۡا مَا فِىۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ

بہتان تراشیوں کا بدلہ دے گا۔ (138)اور کہتے ہیں: جو بچہ ان جانوروں کے شکم میں ہے

خَالِصَةٌ لِّذُكُوۡرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزۡوَاجِنَا‌ ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ

وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری بیویوں پر حرام ہے اور اگر وہ بچہ

مَّيۡتَةً فَهُمۡ فِيۡهِ شُرَكَآءُ‌ ؕ سَيَجۡزِيۡهِمۡ وَصۡفَهُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ

مرا ہوا ہو تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔ اللہ ان کے اس بیان پر انہیں عنقریب سزا دے گا۔ یقیناً وہ

حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ

بڑا حکمت والا، دانا ہے۔ (139)وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے بیوقوفی سے

سَفَهًۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّحَرَّمُوۡا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ﴿15﴾ افۡتِرَآءً عَلَى

جہالت کی بناء پر اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ نے جو رزق انہیں عطا کیا ہے اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے اسے حرام کر دیا۔

اللّٰهِ‌ ؕ قَدۡ ضَلُّوۡا وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿16﴾ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِىۡۤ

بے شک یہ لوگ گمراہ ہو گئے اور ہدایت پانے والے نہ تھے۔ (140)اور وہی ہے

عربی حاشیہ

14- جن جانوروں پر پابندی لگا دی جائے اور مخصوص افراد کے علاوہ کوئی استعمال نہ کر سکے۔

15- خدا نے جن جانوروں کو حلال رزق بنادیا تھا ان لوگوں نے اپنی تقسیم کے ذریعہ انھیں بھی حرام کرلیا اور پھر شیاطین کے چکر میں آکر اور اولاد کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح دنیا و آخرت دونوں کے خسارہ میں رہے۔

16- آیت میں کفار و مشرکین کے سات عیوب کا ذکر کیا گیا ہے اور سب قابل مذمت ہیں۔ خسارہ، سفاہت ، جہالت ، تحریم حلال، افترا، ضلالت، عدم ہدایت۔ گویا بقول فخر رازی اولاد کا قتل کرنا اور حلال خدا کو حرام کرنا ان سات دفعات کے تحت جرم عظیم ہے۔ کاش امام رازی متعہ کو حرام کرنے والوں کے بارے میں بھی یہی فیصلہ کرتے کہ اس طرح نسلوں کا خون بھی ہوا ہے اور حلال خدا کو حرام بھی بنایا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اقوام عالم میں استحصال کی بیماری ہر دور میں رہی ہے۔ چنانچہ کفار نے بھی زراعت اور حیوانات کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا۔ کچھ تو مذہب کے ٹھیکیداروں کے لئے مخصوص کیا۔ کچھ کو صرف مردوں کے لئے رکھا۔ کچھ میں دوسرے انداز کا استحصال کیا اور اس طرح عوام الناس کو رزق خدا سے محروم کر دیا۔ جب کہ پروردگار عالم سب کا پالنے والا ہے اور اس نے ان منافع کو سب کے لئے مشترکہ طور پر پیدا کیا تھا اسی لئے اس نے ان حرکات کو مختلف قسم کے عیوب سے تعبیر کیا ہے اور انہیں متوجہ کیا ہے کہ اولاً تو یہ تقسیم ہی غلط ہے پھر اس کا خدا کی طرف منسوب کرنا قیامت بالائے قیامت ہے لیکن استحصال گروں کا طریقہ یہی رہا ہے کہ اپنے سارے خیالات و مزعومات کو مذہب کا نام دے کر خدا کے نام پر رواج دیتے ہیں اور اس طرح اپنے منافع کا انتظام کرتے ہیں۔

فرضی محرمات پر تنقید کرنے کے بعد حلال اشیاء کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اور اس میں نباتات، حیوانات سب کو شامل کر کے اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہمارے اس مفصل بیان کے بعد کسی کو اپنی طرف سے حلال و حرام میں دخل اندازی کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے کاش امت اسلامیہ بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ رہتی اور استحصال پسند عناصر سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی فکر کرتی۔

أَنْشَأَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ

جس نے مختلف باغات پیدا کیے کچھ چھتریوں چڑھے ہوئے بیلوں کی شکل میں اور کچھ بغیر چڑھے

وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ

نیز کھجور اور کھیتوں کی مختلف ماکولات اور زیتون اور انار جو باہم مشابہ بھی ہیں اور غیر مشابہ بھی

مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ

پیدا کئے تیار ہونے پر ان کے پھلوں کو کھاؤ البتہ ان کی فصل کاٹنے کے دن

اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ

اس (اللہ) کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو بتحقیق اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ ۙ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ

فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (141) اور مویشیوں میں کچھ بوجھ اٹھانے والے (پیدا کیے)

فَرْشًا [17] ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

اور کچھ بچھانے (کے وسائل فراہم کرنے) والے۔ اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ۙ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ [18] ۚ

اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو؟ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(142) آٹھ جوڑے [(۱۱)] ہیں

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

دو بھیڑ کے اور دو بکری کے آپ ان سے پوچھ لیجیے: کیا اللہ نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادائیں؟ یا وہ (بچے) جو دونوں ماداؤں

عربی حاشیہ

17- جن کو لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے یا جن کے اون وغیرہ سے فرش بنائے جاتے ہیں۔

18- زوج۔ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی جوڑا بھی ہو۔

ضان۔ بھیڑ کے لئے مخصوص ہے اور بکری پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

معز۔ بکری کو کہتے ہیں جس کا واحد ماعز ہے جو نر اور مادہ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ابل۔ اونٹ ہے چاہے نر ہو یا مادہ۔ الگ الگ نر کو جمل اور مادہ کو ناقہ کہا جاتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ حق یوم الحصاد سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم مدینہ میں ہجرت کے بعد نازل ہوا ہے اور یہ سورہ مکی ہے یہ حق زکوٰۃ کے علاوہ ہے جو فقراء و مساکین کو محصول لیتے وقت بغور کار خیر دیا جاتا ہے اور دیا جانا چاہیے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) آیات کریمہ میں حلال جانوروں کی تمام قسموں کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے بعد ان کفار سے سوال کیا گیا ہے کہ یہ سب تو حلال ہیں۔ اب جن کو تم نے حرام قرار دیا ہے ان کے حرام ہونے کی دلیل کیا ہے۔ کیا تم خدائی قانون سازی کے وقت موجود تھے یا تم نے خود یہ احکام وضع کر لئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تمہارے موجود ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے افتراء کیا ہے اور احکامِ خدا میں دخل اندازی ہی سب سے بڑا جرم ہے۔

اس کے بعد اس حرام سازی کی سزا کا اعلان کیا گیا ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے حرام کیا ہے وہ حرام نہیں ہیں البتہ اس کی سزا میں ہم نے ناخن دار جانور اور گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی ہے اور یہ صرف ان کی بغاوتوں کی سزا ہے ورنہ عام حالات میں یہ چیزیں جائز ہیں۔

الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـــُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ١٤٣ۙ وَ

(بھیڑ یا بکری) کے پیٹ میں ہیں؟ اگر تم لوگ سچے ہوتو مجھے کسی علمی حوالے سے بتاؤ۔ (143)

مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ

اور دو اونٹوں میں سے اوردو گایوں میں سے (یہ بھی) پوچھ لیں کہ کیا اس نے دونوں کے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

نرحرام کیے ہیں یا دونوں کی مادائیں؟ یا وہ (بچے) جو دونوں ماداؤں کے پیٹ میں ہیں؟

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ تمہیں یہ حکم دے رہا تھا؟ پس اس سے بڑھ کر

مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ

ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے تا کہ لوگوں کو بغیر کسی علم کے گمراہ کرے؟

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ١٤٤ۧ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ

بتحقیق اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ (144) کہہ دیجئے: جو وحی [۱۲] میرے پاس آئی ہے۔

مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ

اس میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام ہو مگر یہ کہ مردار ہو

يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ

یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت کیونکہ یہ ناپاک ہیں یا ناجائز ذبیحہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

پس اگر کوئی مجبور ہوتا ہے (اور ان میں سے کوئی چیز کھا لیتا ہے) نہ (قانون کا) باغی ہو کر اور نہ (ہی ضرورت سے)

عربی حاشیہ

19-وہ ناخن دار جانور جن کی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ شترمرغ ، بطخ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۱۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام میں ان چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کا کھانا حرام نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اب تک جو وحی نازل ہو چکی ہے اس میں اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہیں ہے یا ان محرمات کا تعلق حیوانیات سے ہے اور حیوانیات کے علاوہ دوسری چیزوں میں اور چیزیں بھی حرام ہو سکتی ہیں لیکن وہ جانوروں کے موضوعِ بیان سے خارج ہیں۔

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

تجاوز کا مرتکب ہو کر تو آپ کا رب یقیناً بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (145)اور ہم نے

هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ [20] ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا

یہود پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا تھا اور بکری اور گائے کی چربی حرام کر دی تھی

عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ [21] اَوِ

سوائے اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا آنتوں میں

الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ

یا ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی ہو، ایسا ہم نے ان کی سر کشی کی سزا کے طورپر کیا

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ

اور ہم صادق القول ہیں۔ (146) اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیں: کہ تمہارا پروردگار

ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

وسیع رحمتوں کا مالک ہے تا ہم مجرموں سے اس کا عذاب ٹالا بھی نہیں جا سکتا۔ (147)

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ

عنقریب (۱۳)مشرکین کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہی ہم

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

کسی چیز کو حرام کرتے۔ اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ

انہوں نے ہمارا عذاب چکھ لیا۔ کہہ دیجئے: کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے

حالانکہ ہر صاحبِ عقل جانتا ہے کہ خدا جبر نہیں کرتا ہے اور وہ جبر کرتا تو ایمان لانے پر کرتا نہ کہ خرافات بکنے پر۔

عربی حاشیہ

20-پیٹھ کی چربی آنتوں کی چربی۔ حوایا۔ حاویہ کی جمع ہے۔ ہڈیوں سے مخلوط چربی اور دُم کی چربی کو کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک ایسی چیز ہے جس میں شکم کے اندر کی تمام چیزیں شامل ہیں۔

21-حجۃ بالغہ ایسی دلیل کو کہا جاتا ہے جو قوت کے اعتبار سے اتنی مضبوط ہو کہ بدی کو بالکل ثابت کردے اور عذر کے تمام راستے بند کردے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے مردار، خون اور سور کے گوشت کو رجس سے تعبیر کیا ہے اور بغیر نام خدا کے ذبح ہونے والے جانور کو فسق کہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ ابتدائی تینوں چیزوں میں ذاتی طور پر کثافت اور نجاست پائی جاتی ہے اور بغیر نام خدا کے ذبح ہونے والے جانور میں کوئی طبی یا طبیعی عیب نہیں ہے بلکہ اس کا عیب صرف اخلاقی اور مذہبی ہے کہ اس کے ذبح کرنے میں اس خدا کو نظر انداز کر دیا گیا ہے

اردو حاشیہ

(۱۳) بے ایمان انسان کی فطرت ہے کہ پہلے اپنے عیب کو حسن ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بعد جب اس مہم میں ناکام ہو جاتا ہے تو دوسروں کے سر ذمہ داری ڈال دیتا ہے چنانچہ مشرکین نے بھی یہی کیا ہے کہ پہلے اپنے کو حلال وحرام کا ٹھکیدار بنایا۔ پھر جب اس کا اثبات نہ کر سکے تو خدا کو اس کا ذمہ دار بنا دیا

مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ

جسے ہمارے سامنے لا سکو؟ تم تو صرف گمان کے پیچھے چلتے ہو اور یہ کہ

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (22) ج

تم فقط قیاس آرائیاں کرتے ہو۔ (148) کہہ دیجئے: اللہ کے پاس نتیجہ خیز دلائل ہیں

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ

پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو (جبراً) ہدایت دے دیتا۔(149)(ان سے) کہہ دیجئے: اپنے گواہوں کو

الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

لے آؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے اس چیز کو حرام کیا ہے پھر اگر وہ (خود ساختہ)

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

شہادت دیں بھی تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی

بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ

پیروی (۱۴) نہ کریں جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور دوسروں کو اپنے رب کے

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

برابر سمجھتے ہیں۔(150) کہہ دیجئے: آؤ میں تمہیں وہ چیزیں بتا دوں جو تمہارے رب نے تم پر

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا

حرام کر دی ہیں وہ یہ کہ تم لوگ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین پر

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (23) ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

احسان کرو اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں

عربی حاشیہ

جس نے اسے پیدا کرکے انسانوں کے حلال بنادیا ہے۔

22-املاق۔افلاس ہے کہ تملق اسی سے نکلا ہے کہ غریب آدمی ارباب دولت کی خوشامد کرتا ہے تاکہ ان سے مال حاصل کرسکے۔اس آیت میں موجود غربت کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر غربت کے خوف کا ذکر ہے اسی لئے یہاں حاضرین کے رزق کا ذکر مقدم کیا گیا ہے اور وہاں اولاد کے رزق کے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے۔

23-جاہلیت میں علانیہ زنا حرام تھا اور خفیہ طریقہ سے جائز تھا جس طرح کہ آج کی جاہلیت میں بالجبر حرام ہے اور رضا مندی کے ساتھ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) پیغمبرؐ یوں بھی کسی کے خواہشات کا اتباع نہیں کرسکتا ہے۔لیکن پروردگار نے تین اسباب بھی بیان کر دیئے ہیں تاکہ مسئلہ عام قانون کی شکل اختیار کرلے۔

۱۔ یہ ہماری آیات کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

۲۔ ان کا ایمان روز آخرت پر نہیں ہے۔

۳۔ یہ دوسرے افراد کو پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ کسی قیمت پر قابل اتباع نہیں ہوتے ہیں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا

اور انہیں بھی اور علانیہ اور پوشیدہ کسی طور بھی بے حیائی (۱۵) کے قریب نہ جاؤ اور

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ

جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا

تا کہ تم عقل سے کام لو۔ (151) اور یتیم کے مال (۱۶) کے نزدیک نہ جانا مگر ایسے طریقے سے جو (یتیم کے لیے)

بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ

بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنے رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔

وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا

ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمے داری نہیں ڈالتے اور جب بات کرو

قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ

تو عدل کے ساتھ اگرچہ اپنے قریب ترین رشتے داروں کیخلاف ہی کیوں نہ جائے اور اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کرو۔

ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ هَٰذَا

یہ وہ ہدایات ہیں جو اللہ نے تمہیں دی ہیں شاید تم یاد رکھو۔ (152) اور تحقیق یہی

صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

میرا سیدھا راستہ ہے۔ اسی پر چلو اور مختلف راستوں پر نہ چلو ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا کر

بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾

پراگندہ کر دیں گے۔ اللہ نے تمہیں یہ ہدایات (اس لیے) دی ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (153)

المنزل۲

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۵۱ میں دس احکامِ الٰہیہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

24- کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ ۲۔ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ ۳۔اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ۴۔بداعمالیوں کے قریب بھی نہ جانا۔ ۵۔کسی بے گناہ کو قتل نہ کرنا۔ ۶۔مالِ یتیم پر غلط تصرف نہ کرنا۔ ۷۔ناپ تول میں انصاف سے کام لینا۔ ۸۔گفتگو میں عدالت کا لحاظ رکھنا۔ ۹۔عہدالٰہی کو پورا کرنا۔ ۱۰۔راہ خدا کا اتباع کرنا اور مختلف راستوں کی طرف نہ جانا۔

سارے احکام دوامی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے بہتر حیات کا کوئی پروگرام ممکن نہیں ہے۔

25- یہ شدت، قوت اور بلندی کے معنی میں ہے کہ بلوغ کی عمرجوانی کی توانائی اور طاقت کی بلندی کے شباب کی عمر ہوتی ہے۔

26- کہاجاتا ہے کہ سرکار دوعالمؐ نے

اردو حاشیہ

(۱۵) بدکاریوں کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں ہر برا کام شامل ہو جاتا ہے جیسے زنا، لواطہ، ظلم، بے حیائی، جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، شرک، عقوق والدین، قتل نفس محترم، اکلِ مالِ یتیم وغیرہ بعض کو پروردگار نے الگ سے بھی بیان کیا ہے تا کہ اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکے اور بعض کو اسی عمومی دائرہ میں شامل رکھا ہے۔

(۱۶) یتیم اسے کہاجاتا ہے جس کا باپ مرگیا ہو لیکن یہ قانون ہر اس شخص کے لئے ہے جو ذاتی طور پر تصرفات کے قابل نہ ہو چاہے بالغ ہی کیوں نہ ہو جیسے دیوانہ اور احمق وغیرہ...... اولیاء کی ذمہ داری ہے کہ ان کے اموال میں تصرف کرنے کے لئے احسن طریقہ اختیار کریں اور جب تک ان کا فائدہ نہ ہو مال کو ہاتھ نہ لگائیں۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا
پھر (۱۷) ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تا کہ نیکی کرنے والے پر اپنی نعمت پوری کر دیں اور اس میں ہر چیز کی تفصیل

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾
بیان ہو اور ہدایت اور رحمت (کا باعث) ہو تا کہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لے آئیں۔ (154)

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ
اور یہ ایک مبارک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو شاید تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ
رحم کیا جائے۔ (155) تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو (۱۸) کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر

مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا
نازل ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔ (156) یا تم یوں کہتے کہ

لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ
اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہو جاتی تو ہم ان سے بہتر ہدایت لیتے پس اب تمہارے

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ
پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ
اس کے بعد اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ
اور ان سے منہ موڑے؟ جو لوگ ہماری آیات سے منہ موڑ لیتے ہیں انہیں ہم

عربی حاشیہ

زمین پر ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ شیاطین کے گمراہ کرنے کے راستے ہیں

27-مفسرین نے اس بات پر طویل بحث کی ہے کہ ''ثم'' بعد کے لئے آتا ہے اور توریت قرآن سے پہلے نازل ہوئی ہے حالانکہ واضح سی بات ہے کہ اس کا نزول پہلے ہوا ہے لیکن حوالہ تو بعد ہی میں دیا جا رہا ہے۔

28-صدف۔خود اعراض کرنے اور دوسروں کو منع کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) اس تذکرہ سے یہودیوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ہم نے توریت میں تمام احکام تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں تو اب تمہیں ہمارے قانون میں دخل اندازی کرنے کا کیا حق ہے اور یہودیوں کی سرشت کا لحاظ کر کے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ شاید یہ آخرت پر ایمان لے ہی آئیں۔

(۱۸) مشرکین کے دو طرح کے اعتراضات تھے۔ایک تو یہ کہ توریت و انجیل دوسری قوموں پر یعنی دوسری زبانوں میں نازل ہوئی ہیں اور ہم اس کی تعلیم سے بے خبر ہیں لہٰذا ہم سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ وہ تو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابیں ہیں ہم سے ان کا کیا تعلق ہے۔
پروردگار عالم نے دونوں کا بیک وقت جواب دیا کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اور ایک عرب پر اسی لئے نازل کیا ہے کہ تمہیں کسی طرح کا عذر اور بہانہ کرنے کا موقع نہ ملے اور ہماری حجت تم سب پر تمام رہے۔

بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿١٥٧﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ

اس روگردانی پر بد ترین سزا دیں گے۔ (157) کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس

الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ

فرشتے آئیں (۱۹) یا آپ کا رب خود آئے یا آپ کے رب کی کچھ نشانیاں آ جائیں؟ جس روز آپ کے رب کی

يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

بعض نشانیاں آ جائیں گی تو پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو (نشانی کے آنے سے)

آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوا

پہلے ایمان نہ لا چکا ہو یا حالت ایمان میں اس نے کوئی کار خیر انجام نہ دیا ہو۔ کہہ دیجئے:

إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا (29)

انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔ (158) جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہوں میں بٹ گئے

لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

بے شک آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا معاملہ یقیناً اللہ کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتائے گا کہ

بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ

وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ (159) جو اللہ کے پاس ایک نیکی لے کر آئے گا اسے دس گنا (۲۰) اجر ملے گا

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾

اور جو برائی لے کر آئے گا اسے صرف اسی برائی جتنا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (160)

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ دِينًا قِيَمًا

کہہ دیجئے: میرے پروردگار نے مجھے صراط مستقیم دکھائی ہے جو ایک استوار دین ہے۔

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ کتاب موسیٰ کے تمام وکامل ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کے بعد کسی کتاب اور شریعت کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ہر قانون اپنے دور کے لئے کامل ہوتا ہے اس کے بعد دوسرے قانون کی بہرحال ضرورت ہوتی ہے۔ اور شاید یہی راز ہے کہ توریت کو کتاب کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور قرآن مجید کو بینہ کہا گیا ہے کہ اس کے تعلیمات اس قدر واضح اور روشن ہیں کہ اب کسی انکار کی گنجائش نہیں ہے اور نہ کسی دوسری کتاب اور شریعت کی احتیاج ہے۔

29- شیع۔ جمع ہے جس کا واحد ہے شیعہ یعنی گروہ۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مذہب میں گروہ گروہ ہوگئے ہیں لیکن وہ فرقہ جو باطل کے مقابلہ میں ہمیشہ ایک رہا وہ مراد نہیں ہوسکتا ہے۔ صاحب تفسیر المنار کا کہنا ہے کہ اس سے اہلِ کتاب مراد ہیں کہ اگر مسلمان بھی ایسے ہی ہوگئے تو رسول ان سے بھی برأت اور

اردو حاشیہ

(۱۹) مفسرین کا کہنا ہے کہ ملائکہ سے مراد ملائکہ موت، پروردگار سے مراد کا عذاب اور نشانیوں سے مراد علامات قیامت ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد سوائے ایمان اور عمل صالح کے اور کچھ کام نہ آئے گا۔

(۲۰) یہ پروردگار کا نظام مرحمت ہے جس کے بارے میں سرکار دوؐ عالم نے فرمایا ہے کہ نیکیوں کا ثواب دس گناہ اور برائیوں کا عذاب ایک گناہ ہے اور حیرت ہے ان لوگوں پر جو ایک گناہ کو دس گناہ پر مقدم کر دیتے ہیں یعنی دنیاداری کرنا ہے تب بھی یہ سوچنا چاہئے کہ نیکی میں معاوضہ زیادہ ہے اور دین دار ہیں تو یہ احساس کرنا چاہئے کہ ثواب اختیار کرنے کے لائق ہوتا ہے نہ کہ عذاب۔

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ

یہی ملت ابراہیم (اور توحید کی طرف) یکسوئی کا دین ہے اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (161) کہہ دیجئے:

صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب یقیناً اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ (162)

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ (163)

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۗ وَلَا تَكْسِبُ

کہہ دیجئے: کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا رب بناؤں؟ حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى

اپنے کیے کا خود ذمے دار ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف

رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

لوٹ کر جانا ہے پھر (وہاں) وہ تمہیں بتائے گا جس چیز کے بارے میں تم لوگ اختلاف کرتے تھے۔ (164)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب (۲۱) بنایا ہے اور تم میں سے بعض پر بعض کے درجات بلند کیے تا کہ

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ اِنَّ رَبَّكَ

جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں وہ تمہیں آزمائے۔ بے شک آپ کا رب (جہاں)

سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

جلد عذاب دینے والا ہے (وہاں) وہ یقیناً بڑا غفور، رحیم بھی ہے۔ (165)

عربی حاشیہ

بیزاری کا اعلان کریں گے اور یہ بات یقیناً درست ہے مگر افسوس کہ مسلمان بھی بعد رسول مستحق تبرا ہو گئے۔

30- پہلے والی آیت میں عقیدہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس آیت میں اعمال کا تذکرہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہی دونوں جوہر ہیں۔

31- یہ صرف سزا کے بارے میں ہے ورنہ جزا کی منزل میں ہر انسان دوسرے کے عمل سے استفادہ کرسکتا ہے جو بات مطابق عقل بھی ہے اور مطابق شرع بھی۔

ف: جاء بالحسنہ علامت ہے کہ ہر شخص قیامت میں اپنے اعمال کے ساتھ آئے گا اور دس گنا کم سے کم ثواب ہے ورنہ اس سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے جس طرح سزا میں مثل باعتبار مقدار عمل نہیں ہے بلکہ اس میں عمل کی کیفیت اور دیگر خصوصیات کا لحاظ بھی شامل ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۱) قرآن مجید نے بار بار اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ روئے زمین میں انسان کی ملکیت مطلق العنانی اور آزادی کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی نیابت و خلافت ہے جس میں انسان مالک حقیقی کی طرف سے اشیاء پر تصرف کرتا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر تصرف کرنا حرام ہے۔ اس نے ظاہری ملکیت بھی دی ہے اور صلاحیتوں کا فرق بھی رکھا ہے اور درجات بھی قائم کئے ہیں لیکن یہ سب امتحان اور آزمائش کے لئے ہے کہ ہم سے کیا لیا ہے اور ہماری راہ میں کیا خرچ کیا ہے یا ہماری دی ہوئی دولت کو کس کی راہ میں خرچ کر دیا ہے اور امانت داری کا پاس ولحاظ کیوں نہیں رکھا ہے۔

رب العالمین ہر مومن کو اس امانت داری کا لحاظ رکھنے کی توفیق کرامت فرمائے۔

اٰیاتها ۲۰۶ | ۷ سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ ۳۹ [1] | رکوعاتها ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

الف لام میم صاد۔ (1) یہ کتاب آپ پر (اس لیے) نازل کی گئی ہے کہ آپ اس سے لوگوں کو تنبیہ کریں اور اہل ایمان

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا [2] مَآ

کے لیے نصیحت ہو پس آپ کو اس سے کسی قسم کی دل تنگی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ (2) اس کتاب کی

اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ

پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا دوسرے آقاؤں کا اتباع نہ کرو

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا

مگر تم نصیحت کم قبول کرتے ہو۔ (3) اور کتنی ایسی بستیاں [(۱)] ہیں جنہیں ہم نے تباہ کیا ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا

بَاْسُنَا [3] بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

یا ایسے وقت جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے۔ (4) پس جب ہمارا عذاب ان پر آیا

بَاْسُنَآ [4] اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ

تو وہ صرف یہی کہہ سکے: واقعی ہم ظالم تھے۔ (5) پس جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ہر صورت میں

اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ ۙ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

ان سے سوال کریں گے اور خود پیغمبروں سے بھی ہم ضرور پوچھیں گے۔ (6) پھر ہم پورے علم و آگہی سے

تاکہ انسان کو ہوش آ جائے اور حکمِ الٰہی سے بغاوت نہ کرے۔

عربی حاشیہ

1- یہ سورہ مکی ہے۔ اس کی سات آیتیں ۱۶۳ سے ۱۷۰ تک مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور اس کی کل آیتیں ۲۰۶ ہیں۔

2- پہلے نبی کو تبلیغ کا حکم دیا گیا اور پھر قوم کو اطاعت کا..... کہ علماء کی ذمہ داری پہلے ہے اور عوام کی ذمہ داری بعد میں ہوتی ہے۔

3- کہا جاتا ہے کہ قوم لوط پر عذاب رات کے وقت نازل ہوا ہے اور قوم شعیب پر دن کے وقت۔

4- باس شدت وقوت وشجاعت کے معنی میں بھی ہے اور حرج ونقصان کے معنی میں بھی ہے اور اس لئے لاباس کہا جاتا ہے لیکن یہاں پر عذاب الٰہی مراد ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) آیت میں بیان کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے رسولؐ اکرم کو تبلیغ کا حکم دیا گیا اور یہ اشارہ دیا گیا کہ عوام کے انکار اور ان کے طرزِ عمل سے بددل نہ ہوں۔ اس کے بعد لوگوں کو اطاعت اور اتباع پر آمادہ کیا گیا اور آخرت میں اطاعت نہ کرنے کے انجام کے طور پر اس تباہی کا تذکرہ کیا گیا جس میں گذشتہ قومیں مبتلا ہو چکی ہیں

بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ ﴿۷﴾ وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَئِذِ ۨالۡحَـقُّ‌ ۚ فَمَنۡ

ان سے سرگزشت بیان کریں گے اور ہم غائب [۲] تو نہیں تھے۔ (7) اور اس دن (اعمال کا) تولنا برحق ہوگا،

ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ

پھر جن (کے اعمال) کا پلہ بھاری ہوگا پس وہی فلاح پائیں گے۔ (8) اور جن کا پلہ

مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بِمَا كَانُوۡا

ہلکا ہوگا وہ لوگ ہماری آیات سے زیادتی کے سبب

بِاٰيٰتِنَا يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۹﴾ وَلَـقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا

خود گھاٹے میں رہے۔ (9) اور ہم نے تمہیں زمین میں بسایا [۳] اور اس میں

لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ‌ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ وَلَـقَدۡ خَلَقۡنٰكُمۡ

تمہارے لیے سامان زیست فراہم کیا مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔ (10) تحقیق ہم نے تمہیں خلق [۴] کیا

ثُمَّ صَوَّرۡنٰكُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ ‌ۖ فَسَجَدُوۡۤا

پھر تمہیں شکل و صورت دی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لیے سجدہ کرو پس سب نے

اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ

سجدہ کیا صرف ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ تھا۔ (11) فرمایا: تجھے کس چیز نے

اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ‌ ؕ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ

سجدہ کرنے سے باز رکھا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ بولا: میں آدم سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے

نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهۡبِطۡ مِنۡهَا فَمَا يَكُوۡنُ

پیدا کیا [۵] ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (12) فرمایا: یہاں سے اتر جا! تجھے حق نہیں کہ

عربی حاشیہ

5- مفسرین نے قیامت کے ترازو کے بہت سے اوصاف بیان کئے ہیں حالانکہ ظاہر یہی ہے کہ میزان ہر اس شئے کا نام ہے جس سے نیک و بد کا حساب لگالیا جائے چاہے وہ انسان ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ حضرت علیؑ کو "میزان الاعمال" کہا گیا ہے۔

6- یہ لا زائدہ ہے اس لئے کہ شیطان سجدہ کرنے سے رکا تھا نہ کرنے سے نہیں لیکن یہ حرف زائد عین بلاغت ہے جیسا کہ ترجمہ سے اندازہ ہوگیا ہوگا۔

7- یہ دلیل ہے کہ آگ میں بھی صلاحیت حیات پائی جاتی ہے اور ہر مخلوق کا حساب الگ الگ ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۶ میں سوال کی تاکید ان آیات کے منافی نہیں ہے جن میں سوال کرنے کی نفی کی گئی ہے اس لئے کہ قیامت کے مختلف مراحل ہیں بعض میں منھ پر مہر لگی ہوگی۔ بعض میں سوال وجواب ہوگا اور بعض

اردو حاشیہ

(۲) محاسبہ کا صحیح انداز یہی ہے کہ پہلے قوموں سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے تعلیمات پر کس حد تک عمل کیا ہے۔ پھر ان کے رسولوں سے ان کے بیانات کے بارے میں دریافت کیا جائے اور آخر میں متوجہ کر دیا جائے کہ ہمارے یہاں غلط بیان کا امکان نہیں ہے کہ ہم خود بھی ہر واقعہ میں حاضر تھے اور کسی منزل پر غائب نہیں تھے۔

(۳) بعض مفسرین نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ یہ پروردگار کا سب سے بڑا کرم ہے کہ اس نے انسان کو تسخیر طبیعت کی طاقت دے دی ہے ورنہ انسان کو اس کی کمزوری کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ کائنات کے کسی ذرّہ سے استفادہ کرنے کے لائق نہ ہوتا۔

(۴) اولاد آدم پر تخلیق اور تصویر کا احسان جتانے کے بعد اس کرامت کی طرف متوجہ کیا گیا جو اسے نسلی طور پر حاصل ہوئی ہے کہ اس کے باپ کے سامنے ملائکہ سے سجدہ کرا دیا گیا تھا۔

(۵) شیطان نے حکم خدا کے مقابلہ میں اپنے قیاس کا سہارا لیا اور قابل لعنت ہوگیا جو اس بات کی علامت ہے کہ احکام خدا میں قیاس کی گنجائش نہیں ہے اور قیاس انسان کو قابل لعنت بنا دیتا ہے...... لیکن شیطان نے اتنا ضرور واضح کر دیا کہ افضل کو غیر افضل کے سامنے نہیں جھکایا جا سکتا اور یہی وہ نکتہ ہے جسے صدر

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ

یہاں تکبر کرے پس نکل جا! تیرا شمار ذلیلوں میں ہے۔ (13) بولا:

اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

مجھے روز قیامت تک مہلت دے۔ (14) فرمایا: بے شک تجھے مہلت دی گئی۔ (15)

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ⁸ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾

بولا: جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کی گھات میں ضرور بیٹھا رہوں گا۔(16)

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ

پھر ان کے آگے پیچھے (۶) دائیں بائیں (ہر طرف) سے ضرور

اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

انہیں گھیر لوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ (17)

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فرمایا: تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا! ان میں سے جو بھی تیرا اتباع کرے گا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

تو میں تم سب سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا۔ (18) اور اے آدم! آپ اور آپ کی زوجہ

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ

اس جنت میں سکونت اختیار کریں اور دونوں جہاں سے چاہیں کھائیں مگر اس درخت کے نزدیک نہ جانا

الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ

ورنہ آپ دونوں ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔(19) پھر شیطان نے انہیں بہکایا

عربی حاشیہ

مراحل میں اعضاء وجوارح سے حقائق کا اظہار ہوگا یعنی سوال وجواب الفاظ میں نہ ہوگا بلکہ فطری اعتبار سے جواب نمایاں ہوجائے گا۔

8-یہ علامت ہے کہ شیطان صراط مستقیم کے آس پاس ہی ملتا ہے ورنہ بہکانے کے لئے افراد کہاں سے لائے گا۔

اردو حاشیہ

اسلام کے مسلمان نہ سمجھ سکے اور نفس پیغمبرؐ سے بیعت لینے کے لئے تیار ہو گئے۔

(۶) جب شیطان نے چاروں سمتوں پر قبضہ کرلیا تو قدرت نے فوق وتحت کے دوراستے کھول دیئے کہ آسمان سے رحمت نازل ہوگی اور زمین سے رحمت کے چشمے پھوٹیں گے اور انسان شیطانی بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا

تا کہ اس طرح ان دونوں کے شرم کے مقامات جو ان سے چھپائے رکھے گئے تھے ان کے لیے نمایاں ہو جائیں

رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا

اور کہا: تمہارے رب نے اس درخت سے تمہیں صرف اسے لیے منع کیا ہے کہ مبادا تم فرشتے بن جاؤ

مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

یا زندہ جاوید بن جاؤ۔ (20) اور اس نے قسم کھا کر دونوں (۷) سے کہا: میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ (21)

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

پھر فریب سے انہیں (اس طرف) مائل کر دیا۔ جب انہوں نے درخت کو چکھ لیا تو ان پر

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ

ان کے شرم کے مقامات نمایاں ہو گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑنے لگے اور ان کے رب نے

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

انہیں پکارا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور تمہیں بتایا نہیں تھا کہ شیطان

لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ

یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے؟ (22) دونوں نے کہا: پروردگارا! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا

نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (23) فرمایا: ایک دوسرے کے

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ

دشمن بن کر نیچے اتر جاؤ اور زمین میں ایک مدت تک تمہارا قیام اور سامان

عربی حاشیہ

9- منافقین نے اس نسخہ کو سیکھ لیا تھا کہ نبی کی نظر میں اعتبار پیدا کرنے کے لئے قسم کا سہارا لینا چاہیے۔

10- جناب آدم وحوا کو جنت جیسی جگہ پر ستر پوشی کا خیال تھا۔ یہ ان کے کمال نفس کی علامت ہے ورنہ اولاد آدم تو دنیا میں بھی لباس سے بے نیاز ہوتی جارہی ہے۔

11- جناب آدم، حوا اور ابلیس سب مخاطب ہیں اور اولاد آدم کا فرض ہے کہ شیطان کو اپنا دشمن سمجھے اور اس سے ہوشیار رہے کہ سب سے خطرناک دشمن وہی ہوتا ہے جو نظر نہیں آتا ہے۔ شیطان انسان کو دیکھ رہا ہے اور انسان شیطان کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

ف: واضح رہے کہ جناب آدم کے لئے شجرہ کے قریب جانے کی ممانعت اگرچہ بطریق ترک اولیٰ تھی لیکن خلیفہ اللہ کے لئے ترک اولیٰ بھی اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اسے اس قسم کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے جن سے جناب آدم کو

اردو حاشیہ

(۷) شیطان نے اکثریت کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ ایک اقلیت پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا۔ وہ صرف اکثریت ہی کو گمراہ کر سکتا ہے۔

(۸) شیطان نے جناب آدمؑ کو جنت سے نکالنے کے لئے تقریر بھی کی، قسم بھی کھائی، تدبیر بھی بتائی اور بہت سے جتن کئے حالانکہ جناب آدمؑ خلیفہ ارض تھے اور انہیں دنیا میں آنا ہی تھا۔ شیطان نے وہ راستہ نکال دیا جس کے ذریعہ وہ دنیا میں آ گئے۔ صرف وہ راستہ شیطان کے بیان پر اپنانے کی بناء پر ترک اولیٰ کے مرتکب ہو گئے اور قرآن مجید نے یہ مرقع عبرت محفوظ کر لیا کہ خبردار شیطان کوئی کام کی بات بھی بتائے تو اس کے کہنے پر اعتماد نہ کرنا۔ وہ کسی کا دوست نہیں ہے۔ اس کا کاروبار گمراہ کرنے کا ہے اور وہ اس سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ جناب آدمؑ جنت سے باہر آئے تو لباس ساتھ نہ آ سکا۔ اب ان بندوں کا کیا مرتبہ ہوگا جن کے واسطے اس دنیا میں رہ کر جنت سے لباس آیا ہو۔

اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِیۡهَا تَحۡیَوۡنَ وَ فِیۡهَا تَمُوۡتُوۡنَ وَ مِنۡهَا

زیست ہوگا۔(24)فرمایا: زمین ہی میں تمہیں جینا اور وہی تمہیں مرنا ہوگا اور (آخرکار) اسی میں سے

تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۲۵﴾ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ

تمہیں نکالا جائے گا۔(25)اے فرزندان آدم!(۹) ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو

سَوۡاٰتِکُمۡ(12) وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ

چھپائے اور تمہارے لیے آرائش بھی ہو اور سب سے بہترین تو لباس تقویٰ ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے

اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ

شاید یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ (26)اے اولاد آدم! شیطان تمہیں کہیں اس طرح نہ بہکادے

کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّةِ یَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا

جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا (۱۰) اور انہیں بے لباس کیا تا کہ ان کے

سَوۡاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىکُمۡ هُوَ وَ قَبِیۡلُهٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ؕ

شرم کے مقامات انہیں دکھائے۔ بیشک شیطان اور اس کے رفیق کار تمہیں ایسی جگہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں

اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۷﴾ وَ اِذَا

جہاں سے انہیں تم نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا آقا بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔(27)اور جب

فَعَلُوۡا فَاحِشَةً قَالُوۡا وَجَدۡنَا عَلَیۡهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا

یہ لوگ کسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا ہے اور اللہ نے

بِهَا ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ

ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ کہہ دیجئے: اللہ یقیناً بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو

عربی حاشیہ

دوچار ہونا پڑا۔

اور ان نتائج کا راز بھی شاید یہ تھا کہ جناب آدم کے لئے وہ دور مستقبل کی تیاری کا دور تھا تو انھیں شیطان کی کسی بات کو قبول کرنے پر اتنے سنگین نتائج سے دوچار ہونا پڑا کہ آئندہ پر آگاہ رہیں اور اپنی اولاد کو آگاہ کرتے رہیں۔

12-سوءاۃ۔ ہر وہ چیز جس کا تذکرہ برا سمجھا جاتا ہو۔ یہاں شرمگاہ مراد ہے۔ خدانے تین طرح کے لباس قرار دیئے ہیں۔ لباس ستر جس سے شرمگاہ کا پردہ ہوتا ہے۔ لباس ریش جس سے زینت و آرائش کا انتظام کیا جاتا ہے اور لباس تقویٰ جس سے گناہوں کی گرمی اور سردی سے حفاظت کی جاتی ہے اور سب سے بہتر یہی لباس ہے جو دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر کام کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) جناب آدمؑ و حواؑ کا قصہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مقصد عالم انسانیت کو پرانے واقعات سے باخبر رکھنا یا کہانیاں سنانا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آدمؑ کی اولاد ان واقعات سے عبرت حاصل کرے جیسا کہ خود آیات میں اشارہ کیا گیا ہے اور بار بار شیطان کو دشمن کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اولاد آدم کا دشمن کہا گیا ہے حالانکہ اس کی دشمنی براہِ راست جناب آدمؑ سے تھی لیکن اس نے انتقام کا عہد کر لیا ہے لہٰذا تحفظ کا انتظام ضروری ہے۔

(۱۰) بعض واعظین کرام نے نہایت حسین نکتہ بیان کیا ہے کہ جنت میں رہ جانا آسان ہے اور باہر سے جانا مشکل ہے لیکن جب شیطان اپنی اس مکاری میں ''بظاہر'' کامیاب ہو گیا کہ جو جنت میں تھے انہیں باہر نکال لایا تو اولاد آدمؑ اپنے بارے میں کیا سوچ رہی ہے اور اس نے اپنے کو کیوں کر مطمئن بنا لیا ہے جب کہ جنت میں معصیت کا امکان نہ تھا اور جناب آدمؑ معصوم بندے تھے اور دنیا دار تکلیف ہے۔ یہاں گناہ کا بھی امکان ہے اور اولاد آدم معصوم بھی نہیں ہے۔

مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ ۟ وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ

جن کا تمہیں علم ہی نہیں؟ (28) کہہ دیجئے: میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ

عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ [13] وَّ ادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ؕ

ہر عبادت کے وقت تم اپنی توجہ مرکوز رکھو اور اس کے مخلص فرمانبردار بن کر اسے پکارو۔ جس طرح اس نے تمہیں ابتدا میں

کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ﴿ؕ۲۹﴾ فَرِیۡقًا ہَدٰی وَ فَرِیۡقًا

پیدا کیا ہے اسی طرح پھر پیدا کیے جاؤ گے۔ (29) اس نے ایک گروہ کو ہدایت دے دی ہے اور دوسرے

حَقَّ عَلَیۡہِمُ الضَّلٰلَۃُ ؕ اِنَّہُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ

گروہ پر گمراہی پیوست ہو چکی ہے ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیاطین (۱۱) کو

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ

اپنا آقا بنا لیا ہے اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ ہدایت یافتہ ہیں۔ (30) اے بنی آدم!

خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ [14] وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا

ہر عبادت کے وقت اپنی زینت (۱۲) (لباس) کے ساتھ رہو اور کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔

تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۱﴾ ع قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ [15]

اللہ اسراف کرنے والوں کو یقیناً دوست نہیں رکھتا۔ (31) کہہ دیجئے: اللہ کی اس زینت کو

اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ ہِیَ

جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی کس نے حرام کیا اور پاک رزق کو؟ کہہ دیجئے:

لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ

یہ چیزیں دنیاوی زندگی میں بھی ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن تو خالصتاً انہی کے لیے ہوں گی

عربی حاشیہ

13- اقامۂ وجہ سے مراد عبادت ہے اور ''کل مسجد'' سے مراد کوئی ایک مسجد ہے ورنہ ایک انسان ہر مسجد میں عبادت نہیں کر سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عبادت مسجد ہی میں ہو چاہے کہیں بھی ہو۔

14- مسجد اسم ظرف ہے جس کے معنی مکان سجدہ یا زمان سجدہ کے ہیں۔

15- زینت کو اپنی طرف منسوب کر کے اس کی حلیت کا بھی اعلان کیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ زینت وہی ہے جسے خدا اپنا بنا سکے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) قرآن مجید نے مسجدوں میں عبادت نہ کرنے والوں کو گمراہ قرار دیا ہے اور گمراہی کا راز شیطانوں کی دوستی کو قرار دیا ہے۔ لہٰذا صاحبانِ ایمان کا فرض ہے کہ مساجد میں عبادت کریں اور اخلاص کے ساتھ عبادت کریں۔ اس میں ریاکاری کو شامل نہ ہونے دیں کہ خدا سب کو روزِ قیامت اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے والا اور ان کے اعمال کا محاسبہ کرنے والا ہے۔

(۱۲) جاہلیت کے دور میں عربوں کا خیال تھا کہ جن کپڑوں میں گناہ کئے ہیں ان میں طواف نہیں ہو سکتا اور جن میں طواف ہوتا ہے وہ استعمال نہیں ہو سکتے اور اس بنا پر برہنہ طواف کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس کی سختی سے ممانعت کی۔ پہلے وقت عبادت زینت کا حکم دیا پھر طیبات اور زینت کو حرام کرنے والوں کی تنبیہ کی تا کہ کسی کو اپنی طرف سے حلال و حرام تیار کرنے کا موقع نہ ملے اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ طیبات صاحبانِ ایمان ہی کا حصہ ہیں لہٰذا ان سے پرہیز نہیں کرنا چاہئے البتہ اسراف سے محفوظ رہنا چاہئے کہ پروردگار اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا

ہم اہل علم کے لیے آیات کو اس طرح کھول کر بیان کرتے ہیں۔(32) کہہ دیجئے:

حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ[16] مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ

میرے رب نے علانیہ اور پوشیدہ بے حیائی کے ارتکاب، گناہ، ناحق زیادتی اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اس بات کو حرام کیا ہے کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری

سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ

اور یہ کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرو جنہیں تم نہیں جانتے۔ (33)اور ہر قوم کے لیے

اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ

ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو نہ ایک گھڑی

لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

تاخیر کر سکتے ہیں اور نہ جلدی۔ (34)اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس خود تم ہی میں سے رسول آئیں

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا

جو تمہیں میری آیات سنایا کریں تو (اس کے بعد) جو تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پس انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ محزون ہوں گے۔ (35)اور جو لوگ ہماری آیات کی

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

تکذیب کرتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں وہی اہل جہنم ہیں جہاں وہ

عربی حاشیہ

16-فواحش تمام برے قسم کے اعمال ہیں چاہے ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔
اثم۔ ہر خلاف حکم پروردگار بات جسے گناہ کہا جاتا ہے۔
بغی بغیر الحق۔ یعنی ظلم۔

اردو حاشیہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ

ہمیشہ رہیں گے۔ (36)اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر

کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یَنَالُہُمْ نَصِیْبُہُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ ؕ [17]

جھوٹ [۱۳] بہتان باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے؟ ایسے لوگوں کو وہ حصہ ملتا رہے گا

حَتّٰیٓ اِذَا جَآءَتْہُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَہُمْ ۙ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا

جو ان کی قسمت میں لکھا ہے چنانچہ جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی قبض روح کے لیے آئیں گے تو کہیں گے:

کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَہِدُوْا

کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ وہ کہیں گے: وہ ہم سے غائب ہو گئے

عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ اَنَّہُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ

اور اب وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ واقعی کافر تھے۔ (37) اللہ فرمائے گا: تم لوگ

خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ ؕ کُلَّمَا

جن و انس کی ان قوموں کے ہمراہ جہنم میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جا چکی ہیں۔

دَخَلَتْ اُمَّۃٌ لَّعَنَتْ اُخْتَہَا ؕ حَتّٰیٓ اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْہَا

جب بھی کوئی جماعت جہنم میں داخل ہو گی اپنی ہم خیال جماعت پر لعنت بھیجے گی

جَمِیْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىہُمْ لِاُوْلٰىہُمْ [18] رَبَّنَا ہٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِہِمْ

یہاں تک کہ جب وہاں سب جمع ہو جائیں گے تو بعد والی جماعت پہلی کے بارے میں کہے گی: ہمارے رب!

عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا

انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہٰذا انہیں آتش جہنم کا دوگنا عذاب دے اللہ فرمائے گا: سب کو دوگنا عذاب ملے گا لیکن تم

عربی حاشیہ

17- کتاب سے مراد قسمت کا لکھا ہوا۔ جو جس کے حصہ میں رزق یا عمر کا حصہ طے ہو گیا ہے وہ اُسے بہرحال ملے گا چاہے مومن ہو یا کافر۔

18-اولیٰ اور اخریٰ سے مراد فقط قبل و بعد کے زمانے والے نہیں ہیں بلکہ پیر اور ان کے مرید بھی ہیں اور اسی لئے بعد والوں نے کہا کہ انھوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ بعض مفسرین نے ''لکل امتہ اجل'' میں امت سے مذہب مراد لیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے بعد دوسرے دین کی ضرورت پڑے گی۔ حالانکہ قرآن مجید میں ۶۴ مقامات پر لفظ امت استعمال ہوا ہے اور ہر مقام پر گروہ کے معنی میں ہے کسی مقام پر مذہب کے معنی میں نہیں ہے۔

اسی طرح بعض افراد نے ''اما یاتینکم'' کا مخاطب مسلمانوں کو قرار دے کر یہ نتیجہ بھی نکالا

اردو حاشیہ

(۱۳) آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الزام لگانے والوں نے خدا کو بھی معاف نہیں کیا اور اس کے خلاف الزام تراشتے رہے ہیں اور اس کی اپنی آیتوں کی بھی تکذیب کرتے رہے ہیں۔

یہ تو پروردگار کا کرم تھا کہ اس نے دار دنیا میں نہ روزی بند کی اور نہ زندگی کم کر دی بلکہ جس قدر طے کر دیا تھا وہ سب دے دیا اور اصل حساب کو آخرت کے حوالے کر دیا۔ جب اہلِ تقویٰ اور صلاح والوں کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن اور کفار و مشرکین اور تکذیب کرنے والوں کا نہ کوئی ٹھکانہ ہوگا نہ سہارا اور ان کا انجام بہت برا ہوگا۔

(۱۴) اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے نفسیات کا بنیادی فرق یہ ہے کہ اہلِ جنت میں ایک دوسرے سے ہمدردی ہوگی اور اہلِ جہنم میں ایک دوسرے کے بارے میں بدترین عذاب کا تقاضا کرے گا اور ایک دوسرے کے اعمال کی طرف اشارہ کرکے یہ کہے گا کہ اس کے عذاب میں اضافہ کر دیا جائے۔

یہ صورتِ حال اس بات کی علامت ہے کہ انسان کو اپنے اعمال و افعال کے بارے میں خود اپنی عقل سے فیصلہ کرنا چاہئے اور دوسروں کے بہکانے میں نہیں آنا چاہئے۔

تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

نہیں جانتے۔ (38) ان کی پہلی جماعت دوسری جماعت سے کہے گی:

مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ ع إِنَّ

تمہیں ہم پر کون سی بڑائی حاصل ہے؟ پس تم اپنے کیے کے بدلے عذاب چکھو۔ (39)

ع ٨ ١١

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ

جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے تکبر کیا ہے ان کے لیے آسمان کے

أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي

دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور ان کا جنت میں جانا اس طرح محال ہے جس طرح سوئی کے ناکے سے

سَمِّ الْخِيَاطِ [19] ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ

اونٹ کا گزرنا اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ (40)ان کے لیے جہنم ہی

مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾

اوڑھنا اور بچھونا (١٥) ہو گی اور ہم ظالموں کو ایسا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (41)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا

اور ایمان لانے والے اور نیک اعمال بجا لانے والے اہل جنت ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَ

ہم کسی شخص کو (نیک اعمال کی بجا آوری میں) اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ دار نہیں ٹھہراتے۔(42)اور

نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ [20] تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ

ہم ان کے دلوں میں موجود کینے نکال دیں گے۔ان کے (محلات کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی

عربی حاشیہ

ہے کہ اس کے بعد بھی رسول آنے والے ہیں حالانکہ آیت کا تسلسل گواہ ہے کہ مخاطب دورِ آدم سے دور خاتم تک کا عالم بشریت ہے اور ان کے سامنے مرسلین برابر آتے رہے ہیں اس کا بالخصوص امت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

19- سم الخیاط۔ سوئی کے ناکہ کا نام ہے اور یہ مثل اس وقت استعمال ہوتی ہے جب کہ عمل کے ناممکن ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

20- یہ علامت ہے کہ اہل بغض وحسد جنت میں نہیں جاسکتے ہیں اور جنت میں جانے والوں کی شان یہ ہے کہ ان میں بغض وحسد نہ ہوگا اور نہ اس کی کوئی وجہ ہے اس لئے کہ بغض وحسد وہاں ہوتا ہے جہاں غربت و دولت اور شہرت وگمنامی جیسے عناصر پائے جاتے ہیں۔

ف: جنت کے وراثت ہونے کی ایک توجیہہ روایات میں یہ وارد ہوئی ہے کہ فطری طور پر ہر انسان میں جنت وجہنم دونوں کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور گویا اس کی جگہ دونوں جگہ موجود

اردو حاشیہ

(۱۵) جہنم کے عذاب کا یہ مختصر ترین نقشہ ہے کہ نیچے آگ کا فرش ہوگا اور اوپر آگ کا اوڑھنا ہوگا۔ آسمان کے دروازے بند ہوں گے اور جنت میں جانے کا کوئی امکان نہ ہوگا...... یہ مادی اور معنوی تکلیف انسان کے لئے ناقابل تصور ہے اور انسان تصور کر لے تو گناہ کرنے کی جرات بھی نہ پیدا ہو سکے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ

اور وہ کہیں گے: ثنائے کامل ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا

لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ

تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے اور اس وقت ان (مومنین) کو یہ ندا آئے گی

وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳

کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے صلے میں ہے جنہیں تم بجا لاتے رہے ہو۔ (43)

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

اور اہل جنت اہل جہنم سے پکار کر کہیں گے: ہم نے وہ تمام وعدے سچے پائے جو ہمارے پروردگار نے

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا

ہم سے کیے تھے۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدوں کو سچا پایا؟ وہ جواب دیں گے:

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝۴۴

ہاں تو ان (دونوں) کے درمیان میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (44)

الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ [21] عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ

جو لوگوں کو راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور

هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝۴۵ وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَی الْاَعْرَافِ [22]

وہ آخرت کے منکر ہیں۔(45) اور (اہل جنت اور اہل جہنم) دونوں کے درمیان ایک حجاب ہو گا

رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

اور بلندیوں (۱۷) پر کچھ ایسے افراد ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی شکلوں سے پہچان لیں گے اور اہل جنت سے پکار کر کہیں گے:

عربی حاشیہ

ہے۔ اب اس کے بعد مومن نیک عمل کر کے جنت میں کافر کو ملنے والی جگہ حاصل کر لیتا ہے اور کافر اپنی بداعمالیوں سے جہنم میں مومن کو ملنے والی جگہ لے لیتا ہے اور دونوں ایک طرح کے وارث ہو جاتے ہیں۔

لیکن ایک توجیہ یہ بھی ممکن ہے کہ وراثت بلا زحمت ملکیت کا نام ہے اور اہل جنت کو جنت اگرچہ اعمال خیر کے نتیجہ میں ملی ہے لیکن ان اعمال کا مقصد جنت کا حصول نہیں تھا بلکہ رضائے خدا کا حصول تھا۔

21-لعنت کے حقدار تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

۱۔ راہ خدا سے روکنے والے

۲۔ اخلاص کے بجائے کجی پیدا کرنے والے۔

۳۔ آخرت کا انکار کرنے والے۔

22- اعراف عرف کی جمع ہے یعنی بلند مقامات۔

اردو حاشیہ

(۱۶) اہلِ جنت کی یہی خصوصیت ہے کہ ان کے سینوں میں بغض و حسد کا گذر نہیں ہے اور انہوں نے ہمیشہ دوسروں کا خیال رکھا ہے اور اسی لئے پروردگار نے انہیں جنت کا وارث قرار دے دیا ہے اور وارثت سے ان کے استحقاق اور اختیار کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۱۷) یہ بات مسلمات میں ہے کہ جنت و جہنم کے درمیان ایک طبقہ ہے جسے اعراف کہا جاتا ہے اور اس میں وہ تمام افراد رکھے جائیں گے جو جنت یا جہنم کے مستحق نہ ہوں گے۔

چاہے ان کے نیک و بد اعمال برابر ہوں یا وہ کسی وجہ سے جنت میں یا جہنم میں جانے کے قابل نہ ہوں کہ بہت سے افراد ایسے ہیں جن کے پاس نہ ایسی نیکیاں ہوں گی جن سے جنت کا استحقاق پیدا کر سکیں اور نہ ایسی برائیاں ہوں گی جن کی بنا پر جہنم میں ڈالے جا سکیں۔ مثال کے طور پر عقلی اعتبار سے دیوانے رہے ہیں یا معاشرتی طور پر ایسے علاقہ میں رہے سہے ہیں جہاں بظاہر دین کا پیغام نہیں پہنچا۔ اگرچہ ان کے بارے میں بھی یہ روایت ہے کہ انہیں جہنم کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ تیار ہو گئے تو جنت میں بھیج دیا جائے گا کہ ان میں جذبہ اطاعت پایا جاتا ہے۔ اور اگر بحث کرنے لگے کہ بلاقصور کیوں جہنم میں جائیں تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا کہ میدانِ حشر میں بھی بغاوت کا جذبہ سلامت ہے اور عذاب کا منظر دیکھنے کے بعد بھی اطاعت کے لئے تیار نہیں ہوئے تو دنیا میں کیا عالم ہوتا۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝٤٦ وَاِذَا صُرِفَتْ

تم پر سلامتی ہو، یہ لوگ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر امیدوار ہوں گے۔ (46) اور جب

اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

ان کی نگاہیں اہل جہنم کی طرف پلٹائی جائیں گی تو وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار!

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٧ ع وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا

ہمیں ظالموں کے ساتھ شامل نہ کرنا۔ (47)اور اصحاب اعراف کچھ ایسے لوگوں کو بھی پکاریں گے

يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ [23] قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا

جنہیں وہ ان کی شکلوں سے پہچانتے ہوں گے اور کہیں گے: آج نہ تو تمہاری جماعت تمہارے کام آئی

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٤٨ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ

اور نہ تمہارا تکبر۔ (48) اور کیا یہ (اہل جنت) وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ

اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ

ان تک اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی؟ (آج انہی لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ) جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا

تَحْزَنُوْنَ ۝٤٩ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

اور نہ تم محزون ہو گے۔ (49)اور اہل جہنم اہل جنت کو پکاریں گے: تھوڑا پانی ہم پر انڈیل دو

اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا

یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں دے دو۔ وہ جواب دیں گے: بے شک اللہ نے

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٥٠ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ

جنت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کیا ہے۔(50) جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا دیا تھا

عربی حاشیہ

23- یہ کچھ مخصوص علامات ہوں گی ورنہ عام علامات سے تو ہر شخص پہچان سکتا ہے۔

ف: لفظ موذن کے بارے میں روایات میں وراد ہوا ہے کہ اس سے حضرت علیؑ مراد ہیں اور وہ قیامت کے دن اسی طرح لعنت کی آواز بلند کریں گے جس طرح روز حج اکبر برأت مشرکین کی آواز بلند کی تھی۔

رجال اعراف کے بارے میں بھی بعض روایات میں ضعفاء مومنین کا ذکر ہے اور بعض میں انبیاء کرام اور ائمہ طاہرینؑ کا.....اور شاید اس کا راز یہ ہے کہ ضعیف العمل افراد اپنے اعمال کی وجہ سے رکے رہیں گے اور ائمہ طاہرینؑ اپنی شفاعت کے لئے ٹھہرے رہیں گے کہ پورا قافلہ گزر جائے تو میر کارواں جنت کی طرف قدم آگے بڑھائے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) پیٹ ایسا ظالم ہے کہ جہنم میں جانے کے بعد بھی کھانے پینے کی فکر ختم نہیں ہوئی اور وہاں بھی مطالبہ برقرار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ نعمتیں ان کے لئے ہیں جنہوں نے یہاں حلال وحرام کا خیال رکھا ہے ورنہ جن لوگوں نے دنیا کو کھیل تماشہ بنا لیا تھا ان کے لئے وہاں کی نعمتیں حرام کر دی جائیں گی اور اس حرمت پر قہراً اور جبراً عمل کرنا پڑے گا۔

لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ[24] كَمَا

اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈالا تھا۔ پس آج ہم انہیں اسی طرح بھلا دیں گے

نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

جس طرح وہ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے تھے اور ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔ (51)

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

اور ہم ان کے پاس ایک کتاب لا چکے ہیں جسے ہم نے از روئے علم واضح بنایا ہے جو ایمان لانے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ[25] ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ

ہدایت و رحمت ہے۔ (52) کیا یہ لوگ اس کتاب کے صرف مصداق کے منتظر ہیں؟ جس روز

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ

وہ مصداق سامنے آئے گا جو لوگ اس سے پہلے اسے بھولے ہوئے تھے وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار کے پیغمبر

رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

حق لے کر آئے تھے۔ کیا ہمارے لیے کچھ سفارشی ہیں جو ہماری شفاعت کریں یا ہمیں (دنیا میں) واپس کر دیا جائے

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ

تا کہ جو عمل (بد) ہم کرتے تھے اس کا غیر (عمل صالح) بجا لائیں؟ انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

جو جھوٹ وہ گھڑتے رہتے تھے ان سے ناپید ہوگئے۔ (53) تمہارا رب یقیناً وہ اللہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں [۱۹] میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہوا۔ وہ رات سے

عربی حاشیہ

24- خدا کے نسیان کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ واقعاً بھول جاتا ہے۔ جب اس نے ایسے بندے بنادیئے ہیں جن پر سہو ونسیان طاری نہیں ہوتا ہے تو اس کی شان تو بہرحال بلند وبالا ہے۔ اس کے نسیان کے معنی نظرانداز کردینے کے ہیں کہ وہ انھیں قابلِ توجہ بھی نہ قرار دے گا۔

25- تاویل کے اصل معنی بازگشت کے ہیں اور اسی بنا پر قیامت کو تاویل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تاویل قرآن بھی الفاظ کے معنی کا نام نہیں ہے ان حقائق کا نام ہے جن کی طرف ان الفاظ اور معانی کی بازگشت ہوتی ہے اور جن کے اظہار کے لئے یہ الفاظ نازل ہوئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۹) مفسرین کے درمیان چھ دن کی تفسیر میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں بعض حضرات کی نظر میں چھ خدائی دن مراد ہیں اور بعض کی نظر میں تخلیق کے چھ مراحلے مراد ہیں اور بعض کے نزدیک تخلیق کی چھ صورتیں مراد ہیں جن کی آخری صورت ہماری موجودہ دنیا ہے۔ آیات وروایات میں اس مسئلہ کی مکمل تشریح نہیں ہے لہٰذا ہمیں بھی اس کی فکر سے بے نیاز رہنا چاہئے اور ایک اجمالی ایمان پر اکتفا کرنا چاہئے۔

الْعَرْشِ ۗ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ

دن کو ڈھانپ دیتا ہے جو اس کے پیچھے دوڑتی چلی آتی ہے اور سورج

وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ

اور چاند اور ستارے سب اس کے تابع فرمان ہیں۔ آگاہ رہو! آفرینش اسی کی اور امر بھی اسی کا ہے۔

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۴ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ

بڑا بابرکت ہے اللہ جو عالمین کا رب ہے۔ (54) اپنے رب کو عاجزی اور خاموشی سے پکارو۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۵۵ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

بے شک وہ تجاوز (۲۰) کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (55) اور تم زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اس میں

اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

اصلاح (۲۱) ہونے کے بعد اور اللہ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو۔ اللہ کی رحمت یقیناً

مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ

نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ (56) اور وہی تو ہے جو ہواؤں کو خوش خبری کے طور اپنی رحمت کے

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ

آگے آگے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ ابر گراں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم انہیں کسی مردہ زمین (۲۲) کی طرف

مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برسا کر اس سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

مردوں کو بھی (زمین سے) نکالیں گے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ (57) اور پاکیزہ زمین

عربی حاشیہ

26-عرش کا ذکر اکیس آیات میں ہوا ہے اور سات مقامات پر استواء کا ذکر آیا ہے اور اس کا مدعا کائنات پر اقتدار کا اظہار ہے گویا ساری کائنات اس کے تحت حکومت کے نیچے ہے اور وہ صاحب عرش ہے۔

27- خلق پیدا کرنے کا نام ہے اور امر تدبیر وتصرف کا نام ہے یعنی وہی پیدا بھی کرتا ہے اور وہی انتظام وانصرام بھی کرتا ہے۔

28-بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ دوعالمؐ نے بلند آواز سے دعا کرنے والوں کو ٹوکا کہ تمھارا خدا بہرا نہیں ہے اور تم سے دور بھی نہیں ہے۔

ف: ستۃ ایام کے بارے میں بعض مفسرین کا بیان ہے کہ ایام ادوار کے معنی میں ہے اور وہ چھ دور یہ ہیں: ا۔ یہ سارا زمانہ ایک گیس کا مجموعہ تھا جو تیز چکر لگانے کی بنا پر منتشر ہوگیا اور کروات وجود میں آگئے۔

۲۔کروات ٹھنڈے ہوکر قابلِ سکوت

اردو حاشیہ

(۲۰) دعاؤں میں زیادتی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان بہت دعائیں کرے۔ یہ بات تو محبوب کردگار ہے۔ زیادتی کے معنی یہ ہیں کہ اس کے آداب کا لحاظ نہ کرے اور گڑگڑائے تو ریاکاری کے لئے یا آہستہ دعا کرے تو نفسانیت کی بنیاد پر کہ کوئی دوسرا شریک اجر وثواب نہ ہونے پائے۔ دعا میں تضرع وزاری کے ساتھ اخلاص اور راز داری کے لئے مومنین کی حاجت برآری کا جذبہ ضروری ہے۔

(۲۱) پروردگار عالم نے اس زمین کو اس قدر باصلاحیت بنایا ہے کہ انسان اس کی صلاحیتوں کا حساب نہیں کرسکتا ہے۔ کھانا، پینا، لباس، مکان، راحت، آرام سب اسی زمین کی صلاحیتوں کا نتیجہ ہے یہاں تک کہ بعض علماء طبیعات نے لکھا ہے کہ ایک پٹرول سے تین ہزار قسم کی مصنوعات تیار ہوتی ہیں مگر افسوس کہ ظالموں نے ان صلاحیتوں کو بھی ضائع کردیا اور زمین میں فساد پیدا کرکے ہر خیر کو شر کے راستے پر لگا دیا۔

(۲۲) ایک ہوا اور بادل کے عمل کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ بظاہر بے جان ہوا اور بادل مل کر کس طرح مردہ زمینوں کو زندہ کر دیتے ہیں تو یہ اندازہ ہوجائے گا کہ ایک خالق ومالک کس طرح مردہ کو زندہ کرسکتا ہے۔

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا

اپنا سبزہ اپنے رب کے حکم سے نکالتی ہے اور خراب زمین کی پیداوار بھی ناقص ہوتی ہے۔

نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ

یوں ہم شکر گزاروں کے لیے اپنی آیات کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں۔(58)ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پس انہوں نے کہا: اے قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾

کوئی معبود نہیں ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں ایک عظیم دن کے عذاب کا ڈر ہے۔(59)

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾

ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: ہم تو تمہیں صریح گمراہی میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ (60)

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

کہا: اے میری قوم میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ عالمین کے پروردگار کی طرف سے

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ

ایک رسول ہوں۔(61) میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔(62) کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ خود تم میں سے ایک شخص کے پاس

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے نصیحت آئی تا کہ وہ تمہیں تنبیہ کرے؟ اور تم تقویٰ اختیار کرو اور شاید تم

عربی حاشیہ

ہو گئے۔

۳۔ایک نظام شمسی بنا اور زمین سورج سے الگ ہوگئی۔

۴۔زمین سرد ہو کر قابل سکونت ہوگئی۔

۵۔زمین میں سبزہ اور درخت پیدا ہو گئے۔

۶۔زمین میں انسان اور حیوان نمودار ہو گئے۔

ف: اخاف علیکم اشارہ ہے کہ اگر تمہیں اس کے بیان عذاب کا یقین نہیں بھی ہے تو کم سے کم اس کا خوف تو ہوگا اور مرد عاقل کا فریضہ ہے کہ جہاں خوف پیدا ہو جائے وہاں اپنے بچاؤ کی فکر کرے اور بلاسبب اپنے کو مبتلائے عذاب نہ کر دے۔

29- نکد۔ وہ شے ہے جو زحمت اور مشقت سے پیدا ہو یعنی مشقت زیادہ ہے اور پیداوار کم۔

30- ملاء۔ کسی قوم کے رؤسا اور اشراف

اردو حاشیہ

(۲۴) جناب نوحؑ کا نام عبدالاعلیٰ یا عبدالملک تھا۔ ان کا شجرہ نسب نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ ہے۔ جناب ادریسؑ کے بعد یہ پہلے نبی تھے۔ جناب آدمؑ کی وفات کے ۱۲۶ برس بعد پیدا ہوئے۔ اڑھائی ہزار سال عمر پائی۔ ۹۵۰ برس تبلیغ کی۔ خوفِ خدا میں پر شدت گریہ سے نوح لقب پایا۔ آدم ثانی اور شیخ الانبیاء بھی کہے جاتے ہیں۔

آپ کا اندازِ گفتگو بتا رہا ہے کہ نبی خدا مقامِ ہدایت میں غصہ اور غیظ سے کام نہیں لیتا ہے۔ قوم نے انہیں گمراہ کہہ دیا لیکن انہوں نے پلٹ کر گمراہ کہنے کے بجائے اپنی رسالت، نصیحت اور علمیت کا اعلان فرمایا اور اس تعجب کا ازالہ فرمایا کہ خدا کسی بھی بندے کو پیغمبر بنا سکتا ہے۔ پیغمبری کے لئے ملک یا جن ہونا ضروری نہیں ہے۔

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي

اس طرح رحم کے مستحق بن جاؤ۔ (63) مگر ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں اور کشتی میں

الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

سوار ان کے ساتھیوں کو بچا لیا اور جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی انہیں غرق کر دیا کیونکہ وہ

قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

اندھے لوگ تھے۔ (64) اور قوم عاد کی طرف ہم نے انہی کی برادری کے ایک فرد ہود [۲۴] کو بھیجا انہوں نے کہا: اے قوم!

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ

اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم (ہلاکت سے) بچنا نہیں چاہتے؟ (65) ان کی

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ

قوم کے کافر سرداروں نے کہا: تو تم ہمیں تو احمق لگتے ہو

وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ

اور ہمارا گمان یہ ہے کہ تم جھوٹے بھی ہو۔ (66) انہوں نے کہا: اے قوم! میں احمق نہیں ہوں

سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ

بلکہ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔ (67) میں تمہیں اپنے رب کے

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ

پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا ناصح اور امین ہوں۔ (68) کیا تمہیں اس بات پر

جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ

تعجب ہوا کہ خود تم میں سے ایک شخص کے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے نصیحت آئی

عربی حاشیہ

کو کہا جاتا ہے۔ یہی قوم کے ٹھیکیدار ہوتے ہیں اور گمراہی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کی انانیت ہدایت کے راستہ کو روک کر ساری قوم کو برباد کر دیتی ہے۔

31-یہ واحد جمع دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی کشتی کے بھی ہیں اور کشتیوں کے بھی۔

32-اَعْمٰی بصارت کے اندھے کو کہا جاتا ہے۔

33-یہ قوم یمن میں احقاف میں عمان اور حضر موت کے درمیان آباد تھی۔

34-جناب نوح اور جناب ہود کا سارا واقعہ ایک جیسا ہے صرف چار طرح کے فرق پائے جاتے ہیں۔

ا۔ جناب نوح نے عذاب عظیم کی بات کی تھی اور جناب ہود نے صرف ڈرنے کی بات کہی ہے کہ اب قوم عذاب کے حالت سے باخبر ہو چکی تھی۔

اردو حاشیہ

(۲۴) جناب ہود پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی زبان میں کلام کیا۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ قحطان، مقحط، قاحط، فالغ۔ آپ کی قوم اولاد جناب نوح میں تھی جسے شیطان نے گمراہ کر کے راستے سے ہٹا دیا تھا اور ان لوگوں نے بت پرستی اور فساد فی الارض کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ آپ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے تبلیغ فرمائی لیکن قوم اپنی جہالت اور حماقت سے باز نہیں آئی۔

اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ

تاکہ وہ تمہیں تنبیہ کرے؟ اور یاد کرو جب اس نے قوم نوح کے بعد تمہیں (۲۵) جانشین بنایا اور تمہاری جسمانی ساخت

فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

میں وسعت دی (تنو مند کیا) پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ شاید تم فلاح پاؤ۔ (69)

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ

انہوں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم تنہا اللہ کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا پرستش

اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں؟ پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے لیے وہ (عذاب) لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ (70)

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ

ہود نے کہا: تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب مقرر ہو چکا ہے۔

اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے

مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ

رکھ لیے ہیں؟ اللہ نے تو اس بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے پس تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

انتظار کرتا ہوں۔ (71) ہم نے اپنی رحمت سے ہود اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع

اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی (کیونکہ) وہ تو ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔ (72)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ انبیاء کرام کو قوم کا بھائی یا قرابت داری کی بنا۔ پر کہا گیا ہے یا انسانی ہمدردی کی بناء پر .... ورنہ مذہبی اعتبار سے ان کی برادری قوم سے بالکل مختلف تھی۔ وہ توحید کے علمبردار تھے اور قوم شرک کی پرستار!

35- قوم نوح نے ضلالت کی بات کہی اور قوم ہود نے سفاہت کا الزام لگایا کہ جناب نوح بغیر پانی کے کشتی بنا رہے تھے تو انھیں گمراہ کہا گیا اور جناب ہود نے قوم کو ان کی حماقت پر متنبہ کیا تو انھوں نے اسی بات کو دہرا دیا۔

36- جناب نوح نے لعلکم ترحمون کہا اور جناب ہود نے لعلکم تفلحون کہا انھوں نے عذاب کی خبر دی تھی اور انھوں نے صرف نجات کی بات بتائی ہے۔ جناب ہود کی قوم نے عذاب پر چیلنج کیا تھا لیکن جناب نوح کے بارے میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

37- واضح رہے کہ حضرت ہود حضرت نوح کی آٹھویں پشت میں تھے۔ ہود بن عبداللہ

اردو حاشیہ

(۲۵) قوم عادؑ انتہائی خوش حال قوم تھی۔ ساری دنیا میں ان کے برابر آرام و آسائش میں کوئی قوم نہ تھی لیکن بت پرستی کو شعار بنائے ہوئے تھے۔ انبیاء کی بات پر توجہ نہ دیتے تھے۔ پروردگار نے ابتداء میں قحط کے ذریعہ ان کی تنبیہ کی۔ جب راستہ پر نہ آئے اور عذابِ الٰہی کو چیلنج کرنے لگے تو ایک سیاہ ابر آیا۔ یہ پانی کے تراشے ہوئے اس کے نیچے جمع ہو گئے اور اس میں سے آگ برسنے لگی اور تیز آندھی بھی شروع ہو گئی اور اس طرح سب اڑنے اور جلنے لگے۔ یہاں تک کہ چارشنبہ سے چارشنبہ تک سات دن کے اندر پوری قوم کا خاتمہ ہو گیا۔

شاید اسی لئے بعض روایات میں چہارشنبہ کے دن کو منحوس قرار دیا گیا ہے اگرچہ وہ صرف قوم عاد کے لئے منحوس ثابت ہوا تھا اور عذاب کا سلسلہ پورے ہفتہ برقرار رہا تھا۔

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے انہی کی برادری کے ایک فرد صالح (۲۶) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے قوم!

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ

واضح دلیل آچکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے ایک نشانی ہے۔ اسے اللہ کی زمین میں چرنے دینا

اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْكُرُوْۤا

اور اسے برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آلے گا۔ (73) اور (وہ وقت)

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ

یاد کرو جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں آباد کیا۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ

آج تم میدانوں میں محلات تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر

بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

مکانات بناتے ہو پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد

مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کرتے نہ پھرو۔ (74) ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کمزور طبقہ اہل ایمان سے کہا:

لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے گئے (رسول) ہیں؟

عربی حاشیہ

بن ریاح بن حلوث بن عاد بن عوص بن سام بن نوح۔

38- ثمود عرب کا ایک قبیلہ تھا جو اپنے جد ثمود بن عامر کے نام سے مشہور ہوا اور اس کا مرکز حجاز اور شام کے درمیان مقام حجر میں تھا۔

39- قوم عاد کی تباہی کے بعد روئے زمین پر قوم ثمود کا قبضہ ہوا اور وہ ان کی جانشین قرار پائی جو اللہ کا ایک احسان عظیم تھا لیکن انھوں نے اس احسان کی قدر نہیں کی اور تباہ و برباد ہوگئے۔

40- اس اشارہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قوم ثمود ایک ترقی یافتہ تمدن کی مالک تھی اور باقاعدہ زندگی گزار رہی تھی اور بقول بعض مفسرین اسی آرام و آسائش نے اسے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کردیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۲۶) جناب صالحؑ، جناب نوحؑ کی نویں پشت میں تھے۔ صالح بن عبید بن آصف بن ناسخ بن عبید بن عاذر بن ثمود بن عامر بن سام بن نوح۔

مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

انہوں نے جواب دیا: جس پیغام کے ساتھ انہیں بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان (۲۷) لاتے ہیں۔ (75)

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

متکبرین نے کہا: جس پر تمہارا ایمان ہے ہم تو اس کے منکر ہیں۔ (76)

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ (41) وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ

آخر انہوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے: اے صالح!

ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو ہمارے لیے وہ (عذاب) لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ (77) چنانچہ انہیں

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

زلزلے نے گرفت میں لے لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ (78) پس صالح

وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ

اس بستی سے نکل پڑے اور کہا: اے میری قوم! میں نے تو اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا

لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ

اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔ (79) اور لوط (۲۸) (کا ذکر کرو)

لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا میں

مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ

کسی نے اس کا ارتکاب نہیں کیا؟ (80) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے

عربی حاشیہ

41- قوم ثمود پہاڑوں کی تسخیر کی بنا پر جناب صالحؑ سے یہ مطالبہ کر رہی تھی کہ پہاڑ ہی سے ناقہ نکالا جائے چنانچہ انھوں نے نکال دیا اور ایسا بابرکت بنایا کہ اس کے دودھ سے ساری قوم سیراب ہوتی تھی لیکن ظالموں نے اسے بھی ختم کر دیا جو علامت ہے کہ شیاطین بابرکت وجود کو بھی برداشت نہیں کرسکتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۵ میں قرآن مجید نے روٴسا وقوم کو مستکبرین اور ضعفاء قوم کو مستضعفین سے تعبیر کیا ہے۔ گویا نہ بڑے لوگ واقعی بڑے تھے اور نہ کمزور لوگ واقعی کمزور۔ یہ حالات کی ستم ظریفی تھی کہ کچھ افراد نے اپنے کو بڑا بنا لیا اور دوسروں کو ظلم وستم کے ذریعہ کمزور بنایا۔

آیت نمبر ۷۹ میں یہ احتمال بھی ہے کہ جناب صالح کی گفتگو عذاب سے پہلے بطور اتمام حجت ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ عذاب کے نازل ہونے کے بعد ارواح سے خطاب کیا گیا ہو۔

اردو حاشیہ

(۲۷) صاحبانِ ایمان کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ مستکبرین کے جاہ وجلال سے مرعوب نہیں ہوتے اور ان کے روبرو اپنے ایمان و ایقان کا اعلان کرتے ہیں۔

مستکبرین کا انجام ہمیشہ تباہی اور بربادی ہوتا ہے اور اللہ والے ہمیشہ سربلند اور سرفراز رہتے ہیں۔

سرکار دوعالم کا ارشاد ہے کہ اولین میں بدترین شخص ناقہ صالح کا ظالم تھا اور آخرین میں بدترین شخص علیؑ ابن ابی طالب کا قاتل ہے...... تفسیر ثعلبی، تفسیر رازی۔

(۲۸) جناب لوطؑ، جناب ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ بابل میں پیدا ہوئے اور وہاں اشوری حکومت کے مرکز کی طرف ہجرت کر گئے اور شرق اردن میں آباد ہو گئے۔

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ جناب لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ انہیں موتفکات کی ہدایت پر مامور کیا گیا تھا۔ یہ لوگ خوشحال اور بخیل تھے۔ مہمانوں سے گھبراتے تھے۔ مہمانوں کو روکنے کا راستہ اغلام میں تلاش کیا اور دھیرے دھیرے عورتوں کو چھوڑ بیٹھے۔

قرآن مجید نے اغلام کو اسراف سے تعبیر کیا ہے جو انتہائی حسین اور بلیغ تعبیر ہے۔

دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ

اپنی خواہش پوری کرتے ہو، بلکہ تم تو تجاوز کار ہو۔ (81) اور ان کی قوم

جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ

کے پاس کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ کہیں: انہیں اپنی بستی سے نکال دو۔

قَرۡيَتِكُمۡ ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَ

یہ بڑے پاکیزہ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ [۲۹] (82) چنانچہ ہم نے لوط اور

اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۖ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ [42] ﴿۸۳﴾ وَاَمۡطَرۡنَا

ان کے گھر والوں کو نجات دی سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ (83) اور ہم نے

عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا [43] ؕ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۸۴﴾ ع

اس قوم پر ایک بارش برسائی پھر دیکھو ان مجرموں کا کیا انجام ہوا۔ (84)

وَ اِلٰى مَدۡيَنَ [44] اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا

اور اہل مدین کی طرف ہم نے انہی کی برادری کے ایک فرد شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے قوم!

اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ

اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے پاس

مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَ الۡمِيۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا

تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے لہٰذا تم ناپ اور تول پورا کرو

النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں اصلاح ہو چکی ہو تو

عربی حاشیہ

ف: لفظ اہل میں اگرچہ عمومیت پائی جاتی ہے لیکن دیگر آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب لوط پر ان کے خاندان والوں کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لے آیا لہٰذا اہل اپنے اصلی معنی میں ہے۔

42-غابر گزر جانے والے کو بھی کہتے ہیں اور رہ جانے والے کو بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں کہ زوجہ لوط عذاب والوں کے درمیان رہ گئی۔

43-یہ بارش کی ایک خاص قسم تھی کہ آسمان سے پتھر برس رہے تھے۔ اسلام نے اگر بدکاری کی ایک سزا سنگساری قرار دی ہے تو قدرت نے بھی قوم لوط کے ساتھ یہی سلوک بہت پہلے کیا تھا۔

44-اہل مدین عرب ہیں اور ان کا مسکن شام کے اطراف میں تھا ان کا تعلق نسل ابراہیمؑ سے تھا اور جناب شعیبؑ بھی عرب پیغمبروں میں سے تھے۔

اردو حاشیہ

(۲۹) یہ ہر بدکار قوم کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ نیک کرداروں کو برداشت نہیں کرتی ہے اور ان پر پاکبازی کا الزام لگاتی ہے اور اس طرح ان کا مذاق اڑاتی ہے۔

جناب لوطؑ کی قوم میں زوجہ کا ہلاک ہو جانا علامت ہے کہ کردار کی خرابی اور خیانت کے بعد نبی کی زوجیت بھی کارآمد نہیں ہوا کرتی ہے۔

رشتہ داریوں پر ناز کرنے والے قرآن مجید کے ان بیانات پر غور کریں اور ایمان و کردار کی فکر کریں۔

اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اس میں فساد نہ پھیلاؤ، اگر تم واقعی مومن ہو تو اس میں خود تمہاری

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

بھلائی ہے۔ (85) اور اللہ پر ایمان لانے والوں کو خوف زدہ (۳۰) کرنے،

تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

انہیں اللہ کے راستے سے روکنے اور اس میں کجی پیدا کرنے کے لیے ہر راستے پر

اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ

(راہزن بن کر) مت بیٹھا کرو اور یہ بھی یاد کرو کہ جب اللہ نے تمہیں

قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اقلیت سے اکثریت کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا

کیا انجام ہوا۔ (86) اور اگر تم میں سے ایک گروہ میری رسالت پر ایمان لاتا ہے

بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کر کے دیکھو یہاں تک کہ

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ

اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر

الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

فیصلہ کرنے والا ہے۔ (87)

عربی حاشیہ

اصحاب مدین کا کام ناپ تول میں خیانت کرنا اور سرِ راہ بیٹھ کر لوگوں کو ڈرانا دھمکانا اور راہِ خدا سے روکنا تھا۔ جناب شعیبؑ نے انھیں امور کی اصلاح کی دعوت دی اور مفسدین کے انجام سے باخبر کیا۔

ف: کہا جاتا ہے کہ مدین جناب ابراہیمؑ کے ایک فرزند کا نام تھا اور یہ علاقہ آخر میں انھیں کے نام پر مدین کے نام سے موسوم ہو گیا۔

اردو حاشیہ

(۳۰) ابن عباس کا بیان ہے کہ یہ لوگ ہر راستہ پر بیٹھ کر جناب شعیب کے پاس آنے والوں کو روکتے تھے۔ انہیں ڈراتے دھمکاتے تھے اور طرح طرح کی باتیں بناتے تھے جو آج تک تمام مفسدین کا کاروبار ہے کہ وہ قوم کو اہل حق سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور لوگوں کا راستہ روک کر انہیں دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا: اے شعیب! ہم تجھے

یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ

اور تیرے مومن ساتھیوں کو اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے مذہب (۱) میں واپس آنا ہوگا۔

فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى

شعیب نے کہا: اگر ہم بیزار ہوں تو بھی؟ (88) اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آ گئے

اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ

تو ہم اللہ پر بہتان باندھنے والے ہوں گے جب کہ اللہ نے ہمیں اس (باطل) سے نجات دے دی ہے

وَ مَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ

اور ہمارے لیے اس مذہب کی طرف پلٹنا کسی طرح ممکن نہیں مگر یہ کہ ہمارا رب اللہ چاہے۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ

ہمارے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے

بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾

اور ہماری قوم کے درمیان برحق فیصلہ کر کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (89)

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا

اور قوم شعیبؑ کے کافر سرداروں نے کہا: اگر تم لوگوں نے شعیبؑ کی پیروی کی تو

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

یقیناً تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔ (90) چنانچہ انہیں زلزلے نے آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۹۲ میں قوم کی دھمکیوں کا جواب ہے کہ وہ جناب شعیبؑ کو آبادی سے نکالنا چاہتے تھے انھیں خسارہ سے ڈرارہے تھے قدرت کے اعلان عذاب کے بعد وہ خود ہی فنا ہوئے دوسرے کو کیا نکالیں گے اور یہ بربادی ہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اب اس سے بڑا خسارہ کیا ہوگا۔

1-یہ قوم کو تنبیہ کرنے کا لہجہ ہے کہ اُن کے مذہب سے علیحدگی ایک طرح کی نجات ہے اور اُس مذہب میں داخل ہو جانا خدا پر الزام ہے ورنہ جناب شعیبؑ کبھی ان کے مذہب پر نہیں تھے کہ نجات کا سوال پیدا ہوتا۔

2-فیصلہ میں مشکلات کی گرہیں کھل جاتی ہیں اس لئے فیصلہ کو فتح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قبل بعثت جناب شعیبؑ کے سکوت سے قوم کو یہ خیال تھا کہ یہ ہمارے ہی مذہب پر ہیں اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے جب جناب شعیبؑ نے تبلیغ شروع کی تو قوم کے مستکبرین نے کہا کہ ہم اس تبلیغ کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ یا تو بستی سے باہر نکل جائیں یا پرانے طریقہ پر پلٹ آئیں کہ نہ ہمارے خداؤں کی تائید کریں اور نہ تردید...... لیکن جناب شعیبؑ نے حکم خدا کو مقدم رکھتے ہوئے تبلیغ کا کام جاری رکھا اور قوم برابر تکذیب کرتی رہی یہاں تک کہ عذاب نازل ہو گیا اور سب تباہ و برباد ہو گئے۔

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ
اوندھے پڑے رہ گئے۔ (91) جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی (ایسے تباہ ہوئے)

لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚۛ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ
گویا وہ کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ شعیبؑ کی تکذیب کرنے والے خود

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ
خسارے میں رہے۔ (92) شعیبؑ ان سے نکل آئے اور کہنے لگے: اے قوم!

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ
میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچائے اور تمہیں نصیحت کی تو (آج) میں کافروں پر رنج و غم

كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ
کیوں کروں؟ (93) اور ہم نے جس بستی (۲) میں بھی نبی بھیجا وہاں کے رہنے والوں کو

اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ
تنگی اور سختی میں مبتلا کیا کہ شاید وہ تضرع کریں۔ (94) پھر

بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ
ہم نے تکلیف کو آسودگی میں بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوشحال ہو گئے اور کہنے لگے:

مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا
ہمارے باپ دادا پر بھی برے اور اچھے دن آتے رہے ہیں پھر ہم نے اچانک انہیں گرفت میں لیا اور انہیں خبر تک

یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا
نہ ہوئی۔ (95) اور اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے (۳)

المنزل ۲

عربی حاشیہ

3- یہ علامت ہے کہ حقائق کا اتباع نہ کرنے والے اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ ان کی تباہی پر افسوس کیا جائے۔

4- یعنی حالات کی تبدیلی ایک فطری امر ہے۔ اس میں کسی نبی کی حقانیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔

ف: لفظ عفو کبھی کثرت اور زیادتی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی ترک کردینے اور روگردانی کر لینے کے معنی میں اور بعض اوقات کسی چیز کے آثار کے محو کردینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس مقام پر مختلف اعتبارات سے تینوں معانی مراد لئے جا سکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) قوم نوحؑ، قوم ہودؑ، قوم صالحؑ کے عذاب کا تذکرہ کرنے کے بعد قدرت نے فلسفہ عذاب کو واضح کیا کہ دنیا میں عذاب کا مقصد کوئی انتقام یا تباہ کاری نہیں ہوتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ راہِ راست پر آ جائیں مگر وہ اس کے بعد بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں تو انہیں تباہ و برباد کر دینا پڑتا ہے تا کہ دوسری قومیں مکمل طور پر عبرت حاصل کر سکیں اور یہ عذاب اچانک نازل ہوتا ہے اس کے لئے کوئی تمہید نہیں ہوتی ہے تا کہ دوسری قومیں وقت اور آثار کا انتظار نہ کریں اور ہر وقت صراطِ مستقیم کی تلاش میں رہیں۔

(۳) آیت کریمہ نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ایمان اور تقویٰ کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اثرات مادی وسائل کا نتیجہ نہیں ہیں۔ مادی وسائل مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں کام کرتے ہیں اور قدرتی وسائل زمین و آسمان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہ صاحبانِ ایمان کو زمین و آسمان کی برکتوں سے نواز دیتا ہے اور انہیں کسی کا محتاج نہیں رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کو دنیا کی کوئی طاقت چیلنج کر سکتی ہے۔ ان کا مددگار خدا ہے جو زمین و آسمان دونوں کا خالق ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صاحبانِ ایمان و تقویٰ کام کرنا چھوڑ دیں اس لئے کہ تقویٰ کے معنی ہی عمل کرنے کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ منکرین اپنے عمل پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ والے غیبی امداد پر بھی تکیہ رکھتے ہیں اور جانتے

عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ[5] مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا

تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى

ہم نے ان کے اعمال کے سبب انہیں گرفت میں لیا۔ (96) کیا ان بستیوں کے لوگ بے فکر ہیں کہ

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَ

ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آجائے جب وہ سورہے ہوں؟ (97) یا کیا

اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

ان بستیوں کے لوگ بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن کو آجائے جب وہ

يَلْعَبُوْنَ[6] ﴿٩٨﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

کھیل رہے ہوں؟ (98) کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے خوف نہیں کرتے؟ اللہ کی تدبیر سے تو فقط خسارے میں

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ

پڑنے والے لوگ بے خوف ہوتے ہیں۔ (99) جو لوگ اہل زمین (کی ہلاکت) کے بعد

يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ

زمین کے وارث ہوئے ہیں کیا ان پر یہ بات عیاں نہیں ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو

اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

ان کے جرائم پر انہیں گرفت میں لے سکتے ہیں؟ اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں پھر

يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

وہ کچھ نہیں سنتے۔ (100) یہ وہ بستیاں ہیں جن کے حالات ہم آپ کو سنا رہے ہیں

ع ۱۲ / ۲

عربی حاشیہ

5- برکات آسمان یعنی بارش وغیرہ برکات زمین یعنی پیداوار، سبزہ زار اور پٹرول وغیرہ۔

باس۔ یعنی عذاب بیات۔ رات کا وقت ضحیٰ۔ چاشت کا وقت

6- عذاب الٰہی کے سلسلہ میں سونے یا کھیلنے کا تذکرہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عذاب اچانک نازل ہوسکتا ہے جب انسان کو مطلق توجہ نہ ہو ورنہ عذاب الٰہی کو نہ بیدار افراد روک سکتے ہیں اور نہ ہوشیار لوگ۔ اس کی طرف سے اپنے کو محفوظ سمجھ لینے والے ہی خسارہ میں رہنے والے ہیں۔

اردو حاشیہ

ہیں کہ عمل اور محنت کو بار آور بنانے والا وہی پروردگار ہے اور وہی ان کے عمل میں برکت عطا فرماتا ہے۔

أَنْبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ ۚ فَمَا
اور ان کے پاس ان کے پیغمبر واضح دلائل لے کر آئے لیکن جس چیز کو

كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ (7)
وہ پہلے جھٹلا چکے تھے۔ وہ اس پر ایمان لانے کے لیے آمادہ نہ تھے۔

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَٰفِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا
اللہ اس طرح کافروں کے دلوں پرمہر لگا دیتا ہے۔ (101) اور ہم نے

لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ
ان میں سے اکثر کو بد عہد پایا اور اکثر کو ان میں

لَفَٰسِقِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَٰتِنَا
فاسق پایا۔ (102) پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِۦ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ
فرعون اور اس کے سرکردہ لوگوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان نشانیوں کے ساتھ زیادتی کی پھر دیکھ لو

عَٰقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰفِرْعَوْنُ إِنِّي
مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔ (103) اور موسیٰ نے کہا: اے فرعون!

رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا
میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ (104) مجھ پر لازم ہے کہ

أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
میں اللہ کے بارے میں صرف حق بات کروں۔ میں تیرے رب کی طرف سے واضح دلیل لے کر

عربی حاشیہ

7- مہر لگا دینا بے توفیقی کی علامت ہے کہ انسان اپنی گمراہی پر قائم رہتا ہے تو خدا بھی اپنے توفیقات کو سلب کر لیتا ہے اور گویا انھیں ہدایت سے محروم کر دیتا ہے۔ ورنہ وہ بہر حال اپنے بندوں سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر آ جائیں اور تباہ و برباد نہ ہوں۔

ف: آیت نمبر ۱۰۲ میں عہد سے مراد تکوینی عہد بھی ہوسکتا ہے جو خدا نے ہر مخلوق سے روز اوّل خلقت لے لیا ہے اور تشریعی عہد بھی ہوسکتا ہے جو انبیاء کرام دینداری کے سلسلہ میں اپنی امتوں سے لیا کرتے تھے اور جس کی پابندی اصل دین داری اور ایمان داری تھی۔

اردو حاشیہ

فَاَرۡسِلۡ مَعِیَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ[8] اِنۡ کُنۡتَ جِئۡتَ

تیرے پاس آیا ہوں لہٰذا تو بنی اسرائیل (۴) کو میرے ساتھ جانے دے۔ (105) فرعون نے کہا: اگر تم سچے ہو

بِاٰیَۃٍ فَاۡتِ بِہَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلۡقٰی

اور کوئی نشانی لے کر آئے ہوتو اسے پیش کرو۔ (106) موسیٰ نے

عَصَاہُ فَاِذَا ہِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّ نَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا ہِیَ

اپنا عصا پھینکا تووہ دفعتاً ایک سچ مچ کا اژدھا بن گیا۔ (107) اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا

بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ

تو وہ ناظرین کے سامنے یکایک چمکنے لگا۔ (108) قوم فرعون کے سرداروں نے کہا:

اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُّرِیۡدُ اَنۡ یُّخۡرِجَکُمۡ مِّنۡ

یہ یقیناً بڑا ماہر جادوگر ہے۔ (109) یہ تمہیں تمہاری سر زمین سے نکالنا چاہتا ہے۔

اَرۡضِکُمۡ ۚ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِہۡ وَ اَخَاہُ وَ

بتاؤ اب تمہاری کیا صلاح ہے؟ (110) انہوں نے کہا: موسیٰ اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دو

اَرۡسِلۡ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ یَاۡتُوۡکَ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیۡمٍ ﴿۱۱۲﴾

اور ہرکاروں کو شہروں میں روانہ کر دو۔ (111) وہ تمام ماہر جادو گروں کو تمہارے پاس لائیں۔ (112)

وَ جَآءَ السَّحَرَۃُ فِرۡعَوۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ کُنَّا

اور جادوگر فرعون کے پاس آئے کہنے لگے: اگر ہم غالب رہے تو

نَحۡنُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمۡ وَ اِنَّکُمۡ لَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾

ہمیں صلہ ضرور ملنا چاہیے۔ (113) فرعون نے کہا: ہاں یقیناً تم مقرب بارگاہ ہو جاؤ گے۔ (114)

عربی حاشیہ

8-دور قدیم میں روم کے بادشاہوں کالقب قیصر، فارس کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ، حبش کے بادشاہوں کا لقب نجاشی اور مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون ہوا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ کے دور کے فرعون کا نام منفتاح تھا جسے ولید بن مصعب بن ریان کہا جاتا ہے۔

فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے تو اللہ نے جناب موسیٰؑ اور جناب ہارونؑ کو ہدایت کے لئے بھیجا۔ وہ بے باکی سے دربار میں داخل ہوگئے اور اپنے عصا سے دروازہ کھول لیا۔ فرعون سے اپنی رسالت کا ذکر کیا۔ اس نے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے عصا اور ید بیضا کا مظاہرہ کیا۔ اس نے مقابلہ کا انتظام کیا اور بالآخر رسوا ہوا اور جادوگر ایمان لے آئے۔

ف: جناب موسیٰ کا پہلا کمال یہ تھا کہ فرعون کو براہِ راست فرعون کہہ کر مخاطب کیا اور کسی طرح کے خوف کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے بعد ہزاروں

اردو حاشیہ

(۴) جناب موسیٰؑ کا ارشاد گرامی اس بات کی دلیل ہے کہ نبی خدا قوم کو مصائب سے نجات دلانے اور ان کی دنیا و آخرت کا انتظام کرنے کے لئے اقدام کرتا ہے۔ اسے سلطنت اور حکومت کا کوئی شوق نہیں ہوتا ہے اور فرعون کا سارا فساد اس شاہانہ مزاج کا نتیجہ ہے کہ اپنا اقتدار سلامت رہے چاہے قوم کسی قدر تباہ ہو جائے اور حقائق کسی قدر پامال کیوں نہ ہو جائیں۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ
انہوں نے کہا: اے موسیٰ! پہلے تم پھینکتے ہو یا

الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ
ہم پھینکیں؟ (115) موسیٰ نے فرمایا: تم پھینکو پس جب انہوں نے پھینکا تو لوگوں کی نگاہوں [۵] کو مسحور

وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ
اور انہیں خوفزدہ کردیا اور انہوں نے بہت بڑا جادو پیش کیا۔ (116) اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا
موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا پھینک دیں چنانچہ اس نے یکا یک ان کے خود ساختہ جادو کا

يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ۚ
نگلنا شروع کیا۔ (117) اس طرح حق ثابت ہوا اور ان لوگوں کا کیا دھرا باطل ہو کر رہ گیا۔ (118)

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ ۚ وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ
پس وہ وہاں شکست کھا گئے اور ذلیل ہو کر لوٹ گئے۔ (119) اور سب جادوگر

سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ ۙ رَبِّ
سجدے میں گر پڑے۔ (120) اور کہنے لگے: ہم رب العالمین پر ایمان [۶] لے آئے۔ (121) جو

مُوْسٰى [9] وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ [10]
موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ (122) فرعون نے کہا: قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا

اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ
تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً یہ تو ایک سازش ہے جو تم نے اس شہر میں کی ہے تا کہ

عربی حاشیہ

جادوگروں کی آمد سے بھی متاثر نہیں ہوئے اور نہایت اطمینان کے ساتھ سب کا مقابلہ کیا۔

قدرت نے بھی جناب موسیٰ کو دو معجزات عطا فرمائے۔ عصا جو ان کے منذر ہونے کی علامت تھا اور ید بیضا جوان کے مبشر ہونے کی نشانی تھا اور ایک نبی کو انھیں دونوں حیثیتوں کا حامل ہونا چاہیے۔

9-یہ وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ فرعون رب العالمین سے اپنی ذات مراد نہ لے لے کہ وہ خود بھی ربوبیت کا دعویدار تھا۔

10-یہ ہے باطل کا انداز فکر کہ اہل حق حق کو قبول کرنے کے لئے بھی باطل سے اجازت طلب کریں۔ استحصال کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) قرآن مجید کا یہ فقرہ اور سورہ طٰہ کی آیت نمبر ٦٦ دلیل ہے کہ جادوگروں کے جادو کی کوئی حقیقت نہیں تھی اور انہوں نے صرف نظر بندی سے کام لیا تھا اور ان کا کاروبار فقط اس نظر بندی سے چل رہا تھا۔ انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ نبوت کی نگاہ میں جلوہ الوہیت ہوتا ہے اور اس کی نگاہ پر ان نظر بندیوں کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ جادوگر اپنے دور میں دین و مذہب کے ٹھیکیدار شمار کئے جاتے تھے اور انہوں نے تحفظ دین کے بارے میں بھی فرعون سے سودے بازی شروع کر دی تھی جو ہر دور کے خودساختہ مذہبی ٹھیکیداروں کا حال ہوتا ہے کہ وہ مذہب کی حفاظت کے نام پر سودے بازی کرنے لگتے ہیں گویا مذہب کسی اور کا ہے اور یہ صرف کرائے کے کاریگر یا واقعاً بازی گر ہیں۔

(٦) اہلِ ایمان پر حق واضح ہو جاتا ہے تو وہ کسی طاقت اور جبروت کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور برملا اپنے ایمان کا اعلان کر دیتے ہیں۔ فرعون نے لاکھ دھمکی دی کہ ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں کاٹ دوں گا سولی پر لٹکا دوں گا لیکن اہلِ ایمان کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں بہرحال اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے اور اس طرح جلدی حاضری کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ

اہل شہر کو یہاں سے بے دخل کرو پس عنقریب تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔(123) میں تمہارے ہاتھ

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ

اور پاؤں مخالف سمتوں سے ضرور کاٹوں گا پھر تم سب کو ضرور بالضرور سولی

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ ۚ وَمَا

چڑھا دوں گا۔ (124) انہوں نے کہا: ہمیں تو اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ (125) اور تو

تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ

ہم سے صرف اس لیے انتقام لے رہا ہے کہ جب ہمارے رب کی نشانیاں ہمارے پاس آئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ؑ وَقَالَ

اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہمیں اس دنیا سے مسلمان اٹھا لے۔ (126) اور قوم

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ

فرعون کے سرداروں نے کہا: فرعون! کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے دے گا کہ

لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ[11] ؕ قَالَ

وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور وہ تجھ سے اور تیرے معبودوں سے دست کش ہو جائیں؟

سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ[12] نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا

فرعون بولا: ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور ہمیں ان پر

فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا

بالادستی حاصل ہے۔ (127) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد طلب کرو

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے قتل کے بجائے جناب موسیٰ کے قتل کی بات کیوں نہیں کی۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو وہ مومن آل فرعون کی تقریر سے خوفزدہ ہوگیا تھا کہ اگر یہ نبی برحق ہیں تو عذاب بھی نازل ہوسکتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد ملک میں جناب موسیٰ کی حیثیت اس قدر بلند ہوگئی تھی کہ ان کا قتل کرنا عام بنی اسرائیل کی طرح آسان نہیں رہ گیا تھا۔

11-اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرعون نے اپنے علاوہ بھی بہت سے خدا بنا رکھے تھے اور اسی مناسبت سے اپنے کو رب اعلیٰ سے تعبیر کیا کرتا تھا۔

12-لڑکیوں کے باقی رکھنے کا راز یہ تھا کہ ان سے کام لیا جائے اور ان کے وجود سے استفادہ کیا جائے۔

اردو حاشیہ

(۷) وہ تھا فرعون کا اندازِ گفتگو اور یہ ہے نبی خدا کا طرزِ فکر...... نبی خدا ہمیشہ قوم کو خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جناب موسیٰؑ کے ہاتھ میں بے پناہ خدائی طاقت موجود تھی جو ہر فرعون کے استیصال کے لئے کافی تھی لیکن انہوں نے اپنی کمک کا وعدہ نہیں کیا بلکہ خدا سے استعانت کا حوالہ دیا اور پھر صبر کی دعوت دی کہ صبر کے بغیر خدا بھی کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔ صبر ہر وسعتِ حال کے لئے کلید کی حیثیت رکھتا ہے اور صبر کے بغیر کوئی مشکل آسان نہیں ہوسکتی ہے۔

بِاللّٰهِ وَ اصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۟ۙ یُوۡرِثُهَا مَنۡ
اور صبر کرو۔ بے شک یہ سر زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے

یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَ الۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوۡۤا
جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور نیک انجام اہل تقویٰ کے لیے ہے۔ (128) (قوم موسیٰ نے)

اُوۡذِیۡنَا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَاۡتِیَنَا وَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا ؕ
کہا: آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں اذیت دی گئی اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔

قَالَ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَ یَسۡتَخۡلِفَكُمۡ
موسیٰ نے کہا: تمہارا رب عنقریب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا

فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرَ كَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾٪ وَ لَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ
اور زمین میں تمہیں خلیفہ بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (129) اور بتحقیق ہم نے

اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِیۡنَ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ
آل فرعون کو قحط سالی اور پیداوار کی قلت میں مبتلا کیا شاید وہ نصیحت

یَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ (13) قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ
حاصل کریں۔ (130) پس جب انہیں آسائش حاصل ہوتی تو کہتے: ہم اس کے مستحق (۸) ہیں

وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوۡا بِمُوۡسٰی وَ مَنۡ مَّعَهٗ ؕ
اور اگر برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی بد شگونی ٹھہراتے۔

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا
آگاہ رہو! ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے لیکن ان میں سے اکثر

عربی حاشیہ

13-الحسنہ پر الف لام ہے اور سیئۃ نکرہ ہے جو علامت ہے کہ نیکیاں برابر آتی رہیں اور مصیبتیں کبھی کبھی نازل ہوتی تھیں۔

اردو حاشیہ

(۸) شرارت پسند عناصر اپنے کو خدا کا رشتہ دار تصور کرتے ہیں اور ہر نیکی پر اپنا حق سمجھتے ہیں۔ پھر جب مصیبت یا بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس کی نسبت اللہ والوں کی طرف دے دیتے ہیں حالانکہ وہ تمام اسباب اور اسرار سے خوب باخبر ہے۔

يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوۡا مَهۡمَا تَاۡتِنَا بِهٖ مِنۡ اٰيَةٍ لِّتَسۡحَرَنَا

نہیں جانتے۔ (131) اور کہنے لگے: اے موسیٰ! ہم پر جادو کرنے کے لیے خواہ کیسی نشانی لے آؤ

بِهَا ۙ فَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ

ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ (132) پھر ہم نے بطور

الطُّوۡفَانَ[14] وَالۡجَرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ

کھلی نشانیوں کے ان پر طوفان، ٹڈی دل، جوؤں، مینڈکوں

مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾

اور خون کا عذاب نازل کیا مگر وہ تکبر کرتے رہے اور وہ جرائم پیشہ لوگ تھے۔ (133)

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيۡهِمُ الرِّجۡزُ قَالُوۡا يٰمُوۡسَى ادۡعُ لَنَا

اور جب ان پر کوئی بلا نازل ہو جاتی تو کہتے: اے موسیٰ! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں جیسا کہ

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ لَئِنۡ كَشَفۡتَ عَنَّا الرِّجۡزَ

اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے (کہ وہ آپ کی دعا سنے گا) اگر آپ نے ہم سے عذاب دور کر دیا تو

لَنُؤۡمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرۡسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ

ہم آپ پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی ضرور آپ کے ساتھ جانے دیں گے۔ (134)

فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الرِّجۡزَ اِلٰۤى اَجَلٍ هُمۡ بٰلِغُوۡهُ

پھر جب ہم ایک مقررہ مدت کے لیے جس کو وہ پہنچنے والے تھے عذاب کو دور کر دیتے

اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ

تو وہ عہد کو توڑ ڈالتے۔ (135) تب ہم نے ان سے انتقام (۹) لیا پھر انہیں دریا میں غرق کر دیا

عربی حاشیہ

14- قوم فرعون پر پانچ طرح کے عذاب نازل ہوئے۔ پہلے طوفان آیا جو بستیوں کو بہا لے گیا۔
اس کے بعد ٹڈیاں آئیں جو کھیتوں کو چر گئیں۔ پھر جوئیں پیدا ہوئیں جنھوں نے انسانوں اور جانوروں کا جینا دوبھر کر دیا۔ پھر مینڈک آ گئے جو انسانوں کی ناک تک سے نکلنے لگے اور آخر میں سارا پانی خون ہو گیا اور یہ لوگ سیرابی تک کو ترسنے لگے لیکن اس کے بعد بھی ایمان نہیں لائے۔
ف: واضح رہے کہ حالات و حادثات سے نیک و بد فال حاصل کرنا دورِ قدیم سے چلا آ رہا ہے حالانکہ اس کا واقعی کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ صرف نفسیاتی اثر ضرور ہوتا ہے کہ فال نیک سے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور فال بد سے ہمتیں پست ہو جاتی ہیں اور شاید اسی لئے اسلام نے فالِ نیک کو جائز قرار دیا ہے اور فالِ بد کو ناجائز اور حرام کر دیا ہے کہ اس طرح انسان کی

اردو حاشیہ

(۹) پہلے قوم کے حوصلے اس قدر بلند تھے کہ ہم کسی قیمت پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس کے بعد عذاب کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر عذاب کے دور ہو جانے پر ایمان کا وعدہ کرنے لگے اور جب مسلسل کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا اور انہیں یہ زعم ہو گیا کہ ہم اس طرح نبی خدا کو دھوکہ دے کہ کام نکال لیتے ہیں تو خدا نے اتمام حجت کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد انتقامی کارروائی شروع کر دی اور سب غرقاب ہو کر رہ گئے۔
اس کے بعد اس نے مستضعفین کو مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا تاکہ مستکبرین کو اندازہ ہو جائے کہ "ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں......" اور مستضعفین بھی مطمئن ہو جائیں کہ خالق کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔"

فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿۱۳۶﴾

کیونکہ انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور وہ ان سے لاپروائی برتتے تھے۔ (136)

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ

اور ہم نے ان لوگوں کو جو بے بس کر دیے گئے تھے اس سر زمین کے مشرق

الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

و مغرب کا وارث بنایا جسے ہم نے برکتوں سے نوازا تھا اور بنی اسرائیل کے ساتھ

رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَ

آپ کے رب کا وعدہ خیر پورا ہو گیا کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا اور فرعون اور

دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا

اس کی قوم جو کچھ بنایا کرتے تھے اور جو اونچی عمارتیں تعمیر کرتے تھے وہ سب کچھ ہم نے

يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۷﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ [15] فَأَتَوْا

تباہ کر دیا۔ (137) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کرایا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس پہنچ گئے

عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى

جو اپنے بتوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: اے موسیٰ!

اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ

ہمارے لیے بھی ایسا معبود بنا جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰ نے کہا: تم بڑی

تَجْهَلُونَ ﴿۱۳۸﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ [16] مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ

نادان قوم ہو۔ (138) یہ قوم جس روش پر گامزن ہے یقیناً برباد ہونے والی ہے

عربی حاشیہ

قوت عمل شل ہوجاتی ہے اور وہ ذہنی طور پر مفلوج ہوکر رہ جاتا ہے۔

ف: قوم تجہلون' علامت ہے کہ یہ قوم مسلسل جہالت سے کام لے رہی ہے۔ پہلے عظمت خدا سے جہالت کا ثبوت دیا اس کے بعد حقیقتِ اصنام سے جہالت کا اظہار کیا اور آخر میں اس قدر جاہل ثابت ہوئے تمام عالمِ وجود کو محسوسات میں محدود کردیا اور بندہ سے خدابنانے کا مطالبہ شروع کردیا۔

15- بحر سے بحرِ قلزم یعنی بحرِ احمر مراد ہے۔

16- تتبیر کے معنی ہلاکت اور بربادی کے ہیں یعنی بت پرستی کا سارا نظام اور سارے بت ہلاک اور برباد ہونے والے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۰) پروردگار نے بنی اسرائیل پر کس قدر احسانات کئے ہیں۔ جناب موسیٰ نے ۲۳ سال فرعون سے جہاد کیا اور بالآخر قوم کو بچا کر لے گئے۔ فرعون غرق ہوگیا۔ قوم دریا کے پار ہوگئی اور اس کے بعد بھی بت پرستی کو دیکھ کر بتوں کا تقاضا کرنے لگی اور وہ بھی نبی خدا سے اس سے زیادہ جہالت کا کیا تصور ہوسکتا ہے۔ قدرت نے اپنے احسانات یاد دلائے اور بتایا کہ ان احسانات کے بعد بھی دوسرا خدا تلاش کر رہے ہو۔ اس سے بڑا ظلم کیا ہوسکتا ہے۔

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا

اور جو اعمال یہ انجام دیتے ہیں وہ باطل ہیں۔ (139) موسیٰ نے کہا: کیا میں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی

وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ

اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے تمہیں عالمین پر فضیلت دی ہے۔ (140) اور (وہ وقت یاد کرو)

اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ

جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں بد ترین عذاب میں مبتلا کرتے تھے

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ

تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً

بہت بڑی آزمائش تھی۔ (141) اور ہم نے موسیٰ سے تیس (30) راتوں کا

وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ

وعدہ کیا اور دس دیگر راتوں سے اسے پورا کیا اس طرح ان کے رب کی

لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ

مقررہ میعاد چالیس راتیں پوری ہو گئی، اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا:

قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور اصلاح کرتے رہنا اور مفسدوں کا راستہ اختیار نہ کرنا۔ (142)

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ [17]

اور جب موسیٰ ہماری مقررہ میعاد پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے:

عربی حاشیہ

17- کلام الٰہی الفاظ کے ذریعہ ضرور ہوتا ہے لیکن ان الفاظ کے لئے وہ کام و دہن کا محتاج نہیں ہے بلکہ جس چیز میں چاہتا ہے کلام پیدا کر دیتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ جناب ہارونؑ خود بھی پیغمبر تھے لیکن جناب موسیٰؑ نے انھیں اپنا خلیفہ نامزد کیا۔ اس لئے کہ پیغمبری کے باوجود انھیں قیادت امت کا منصب حاصل نہیں تھا اور اسے جناب موسیٰؑ نے اپنی غیبت کے موقع پر عنایت فرمایا جو اس بات کی بھی علامت ہے کہ قیادت و امامت کا شرف اصل نبوت سے بھی بالاتر ہے جو بعض انبیاء کو حاصل ہوتا ہے اور بعض کو نہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۱) قوم نے جناب موسیٰؑ سے کتاب کا تقاضا کیا۔ قدرت نے ذی قعدہ بھر روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد دس دن نزول توریت کے مقرر کئے۔ جناب موسیٰؑ، جناب ہارونؑ کو خلیفہ بنا کر توریت کو لینے چلے گئے۔ قوم گمراہ ہو گئی اور وعدہ الٰہی کا انتظار نہ کر سکی۔ اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ نبی اپنا جانشین مقرر کئے بغیر قوم سے الگ نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۲) بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ بھی قوم کا تقاضا تھا جسے جناب موسیٰؑ نے دہرا دیا تھا ورنہ انہیں تو معلوم تھا کہ خدا قابلِ رویت نہیں ہے اور یہ بات بڑی حد تک معقول بھی ہے۔ اگرچہ یہ بھی امکان ہے کہ جناب موسیٰؑ نے خود ہی اتمام حجت کے لئے یہ مطالبہ کیا ہو کہ ہر نبی اپنی قوم کے حالات اور اس کے ذہنی کیفیات سے باخبر ہوتا ہے۔ اگرچہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ امت قرآن نے اس واقعہ سے بھی کوئی سبق نہیں لیا اور آج بھی صرف روایات کی بناء پر رویت خدا کا عقیدہ لئے بیٹھی ہے اور روز قیامت اس کے دیدار کا انتظار کر رہی ہے۔

رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ

پروردگارا! مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کروں۔ فرمایا: تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکو گے

انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ [18] مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ

لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھو پس اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی

پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے

صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَکَ تُبۡتُ اِلَیۡکَ

پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کرنے لگے: پاک ہے تیری ذات میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں

وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی اصۡطَفَیۡتُکَ

اور میں ایمان لانے میں سب سے پہلا ہوں۔ (143) فرمایا: اے موسیٰ! میں نے لوگوں میں سے آپ کو

عَلَی النَّاسِ [19] بِرِسٰلٰتِیۡ وَ بِکَلَامِیۡ ۫ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَیۡتُکَ

اپنے پیغامات اور ہمکلامی کے لیے منتخب [۱۳] کیا ہے لہٰذا جو کچھ میں نے آپ کو عطا کیا ہے

وَ کُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ کَتَبۡنَا لَہٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ

اسے اخذ کریں اور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں۔ (144)اورہم نے موسیٰ کے لیے

مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَۃً وَّ تَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ ۚ

(توریت کی) تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اورہر چیز کی تفصیل لکھی (اور حکم دیا)

فَخُذۡہَا بِقُوَّۃٍ وَّ اۡمُرۡ قَوۡمَکَ یَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِہَا ؕ

کہ اسے پوری قوت سے سنبھالیں اور اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس میں سے شائستہ ترین باتوں کو

عربی حاشیہ

18- پروردگار نے امکان رویت کو پہاڑ کے استقرار پر مبنی قرار دے دیا تھا اور جب پہاڑ باقی نہ رہ سکا تو اب رویت کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اور نہ اس مسئلہ میں کسی حدیث پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

19- اس سے مراد اسی دور کے انسان ہیں اور اسی لئے تمام پیغامات کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ جناب موسیٰ کے علاوہ بہت سے پیغمبر تھے۔

جناب موسیٰ کا اس وقت کلیم ہونا یقیناً ان کے لئے ایک شرف تھا لیکن سرکار دو عالمؐ کا مرتبہ اپنے مقام پر محفوظ ہے جنھیں منزل معراج میں شرف تکلم عطا کیا گیا ہے۔

ف: جناب موسیٰ کی کلیمیت کے ساتھ رسالت کا ذکر علامت ہے کہ یہ امتیاز عام انسانوں کے مقابلہ میں ہے ورنہ اس سے بالاتر کلیم بھی ہوسکتے ہیں۔

نیز یہ کہ توریت "من کل شئی موعظہ" ہے اور قرآن "تبیانا لکل شیءٍ" ہے لہٰذا اس کا

اردو حاشیہ

(۱۳) یہ انتخاب اس امر کی علامت ہے کہ جناب موسیٰؑ کا مطالبہ دیدار کسی ضعف ایمان و عقیدہ کا نتیجہ نہیں تھا ورنہ ایسے اعمال پر تنبیہ کی جاتی ہے عہدہ نہیں دیا جاتا ہے۔

سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ⁽²⁰⁾ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ

اپنا لو۔ عنقریب میں تمہیں نافرمانوں کا ٹھکانہ دکھا دوں گا۔ (145) میں انہیں اپنی آیات سے دور

الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ وَاِنۡ

رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور تمام نشانیاں دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہیں لاتے

يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا بِهَا‌ ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ

اور اگر یہ راہ راست دیکھ بھی لیں تو اس راستے کو اختیار نہیں کرتے اوراگر انحراف کا

الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ‌ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الۡغَىِّ

راستہ دیکھ لیں تو اس راستے کو اپنا لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا‌ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا

ان لوگوں نے ہماری نشانیوں کی تکذیب کی اور ان سے غفلت

عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ

برتتے رہے۔ (146) اور جنہوں نے ہماری آیات اور آخرت کی پیشی کی تکذیب کی

الۡاٰخِرَةِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ‌ ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا

ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ کیا ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی بدلہ مل سکتا ہے

كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰى مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ

جو وہ کرتے رہے ہیں؟ (147) اور موسیٰ کے (کوہ طور پر جانے کے) بعد [14] ان کی قوم نے

حُلِيِّهِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ⁽²¹⁾ ؕ اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّهٗ لَا

اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنا لیا (یعنی) ایسا جسم جس میں بیل کی آواز تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ

عربی حاشیہ

مرتبہ توریت سے یقیناً بالاتر ہے۔

20-یہ ایک محاورہ ہے کہ ہم عنقریب نافرمانوں کے گھر دکھلا دیں گے یعنی ان کے انجام کو بے نقاب کردیں گے۔

21-سامری نے تصویر نہیں بلکہ مجسمہ بنایا تھا اور اس کی ترکیب اس انداز سے رکھی تھی کہ اس میں آواز پیدا ہو۔ (بقولے)

22-یہ شرمندگی کا محاورہ ہے کہ انسان شدت ندامت میں ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور اس طرح اس کا دہن ہاتھ پر گر پڑتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) جناب موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد سامری نے موقع کو غنیمت سمجھا۔ اس نے بنی اسرائیل کی ذہنیت کو دیکھ لیا تھا کہ یہ ۲۳ سال جناب موسیٰؑ کے جہاد اور ان کی تبلیغی خدمات کے باوجود جب دریا پار بت پرستوں کو دیکھتے ہیں تو ایک مصنوعی خدا کا مطالبہ کر دیتے ہیں چنانچہ بنی اسرائیل کی اسی خواہش کا سہارا لے کر اس نے ایک مجسمہ تیار کیا اور قوم میں اعلان کر دیا کہ یہی تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے۔ قوم نے اپنی جہالت و حماقت کی بناء پر اس کی پرستش شروع کر دی اور جناب ہارونؑ کی ایک نہ سنی جس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ گمراہ قوم نبی کے جانشین کی پرواہ نہیں کرتی ہے اور اپنے خود ساختہ کو ہر حق اور حقیقت پر مقدم کر دیتی ہے۔

قدرت نے اس خدا سازی کا ایک ہی جواب دیا کہ آواز کا پیدا ہو جانا کمال نہیں ہے۔ اتنا تو دیکھو کہ یہ نہ بات کرسکتا ہے اور نہ ہدایت دے سکتا ہے اور ایسا عاجز و مجبور خدا نہیں ہوسکتا ہے۔ سرکار دوؐ عالم کے بعد امت اسلامیہ میں ایسا ہی انقلاب آیا تھا جیسا کہ جناب موسیٰؑ کے کوہِ طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل میں آیا تھا۔ قوم نے صرف آواز کو ہنر بنا لیا اور ہدایت کی صلاحیت کو یکسر نظر انداز کر دیا۔

يُكَلِّمُهُمْ وَ لَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَ كَانُوْا
یہ نہ تو ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ ان کی راہنمائی کر سکتا ہے۔ ایسے کو انہوں نے معبود بنالیا اور وہ زیادتی کے

ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَ لَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَ رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ
مرتکب تھے۔ (148) اور جب وہ سخت نادم ہوئے اور دیکھ لیا کہ گمراہ ہوگئے ہیں تو

ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْ لَنَا
کہنے لگے: اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمیں معاف نہ فرمائے تو ہم حتمی طور پر

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى
خسارے میں رہ جائیں گے۔ (149) اور جب موسیٰ نہایت غصے اور رنج کی حالت میں

قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ
اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو کہنے لگے: تم نے میرے بعد بہت بری جانشینی کی۔

بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ
تم نے اپنے رب کے حکم سے عجلت کیوں کی؟ اور (یہ کہہ کر) تختیاں پھینک دیں

بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ
اور اپنے بھائی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ہارون نے کہا:

اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ
اے ماں جائے! یقیناً قوم نے مجھے کمزور بنا دیا تھا اور وہ مجھے قتل کرنے والے تھے

الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ
لہٰذا آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیں اور مجھے ان ظالموں میں شمار نہ کریں۔ (150) موسیٰ نے کہا:

عربی حاشیہ

ف: سامری کا سونے کا خدا بنانا یہودی قوم کی زر پرستی کی بہترین علامت ہے اور بنی اسرائیل کے پاس اس قدر سونے کا راز یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی عورتوں نے فرعونیوں سے زیورات عاریت لئے تھے اور جب فرعون والے سب غرق ہوگئے تو یہ ان کے پاس رہ گئے اور یہ بطور کفران نعمت خدا سازی میں صرف کر دیا۔

ف: بظاہر جناب موسیٰؑ کا الواح توریت کو ڈال دینا اور جناب ہارونؑ کو سرزنش کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے بغیر بنی اسرائیل کو جرم کی سنگینی کا احساس نہیں دلایا جا سکتا تھا لہٰذا یہ عمل بے حد ضروری تھا۔

23-اسف۔شدت غضب کو بھی کہتے ہیں اور حزن والم کو بھی۔ جناب موسیٰ قوم کی حالت پر محزون بھی تھے کہ یہ گمراہ ہوگئے ہیں اور انھیں غصہ بھی تھا کہ انھوں نے میرا انتظار نہیں کیا اور اتنا بڑا اقدام کر بیٹھے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) جناب موسیٰؑ اور ہارون کے بارے میں یہ بات زبان زد ہے کہ جناب موسیٰؑ غصہ ور تھے اور جناب ہارون نرم مزاج۔ حالانکہ یہ بات انتہائی عجیب وغریب ہے۔ نبی خدا اور ذمہ دارِ دین مزاجی کمزوریوں کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ جناب موسیٰؑ اس وقت ذمہ دار دین تھے۔ ان کی جگہ پر جناب ہارون ہوتے تو ان کا طرزِ عمل بھی یہی ہوتا جو موسیٰؑ نے اختیار کیا تھا۔ توریت کی تختیوں کو ڈال دینا اور ہارون کے بالوں کو کھینچنا صورتِ حال پر انتہائی غضب کی نشاندہی ہے جب اغیار پر غصہ نہیں اتارا جا سکتا ہے تو اپنوں ہی کو ذریعہ بنا کر غیظ وغضب کو اظہار کیا جاتا ہے اور اس لئے بعد میں ہارون کے حق میں دعا بھی کی اور تختیوں کو اٹھا لیا کہ وہ ٹوٹی نہیں تھیں اور نہ خراب ہی ہوئی تھیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب سے بڑھ کر

الرَّاحِمِينَ ﴿١٥١﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ

رحم کرنے والا ہے۔ (151) جنہوں نے گو سالہ کو(معبود) بنایا بے شک ان پر عنقریب

غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ [24] فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ

ان کے رب کا غضب واقع ہوگا اور دنیاوی زندگی میں ذلت اٹھانا پڑے گی اور بہتان پردازوں کو ہم

نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا

ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (152) اور جنہوں نے گناہ کا ارتکاب کیا پھر اس کے بعد

مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ

توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو آپ کا رب اس (توبہ) کے بعدیقیناً بڑا معاف کرنے والا:

رَحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ

رحم کرنے والا ہے۔ (153) اورجب موسیٰ کا غصہ فرو ہو گیاتو انہوں نے (توریت کی) وہ تختیاں اٹھائیں

وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾

جن کی تحریر میںان لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت تھی جو اپنے پروردگار سے خائف رہتے ہیں۔ (154)

وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا [25] لِمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا

اور موسیٰ نے ہماری مقررہ میعاد کے لیے اپنی قوم سے ستر افراد (۱۶)منتخب کیے پھر جب انہیں زلزلے نے

أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ

گرفت میں لیا (تو) موسیٰ نے عرض کی: پروردگارا! اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھے پہلے ہی

عربی حاشیہ

24 یہ علامت ہے کہ گوسالہ پرست کبھی توبہ کرنے والے نہیں ہیں اور یہ ہمیشہ غضب الٰہی کے حقدار رہیں گے اور ذلیل رہیں گے۔

دورِ حاضر میں اسرائیل کی حکومت ذلت کے خاتمہ کی نشانی نہیں ہے بلکہ یہ خود ایک ذلت ہے کہ کوئی قوم ہر طرف سے موردِ لعنت ہو اور اس کے مددگار بھی اُسے صرف آلۂ کار کی حیثیت سے استعمال کرتے ہوں اور کوئی درجہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔

25-واضح رہے کہ یہ میقات توبہ واستغفار کا ہے۔ اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے جب جناب موسیٰ ستر آدمیوں کو دیدار الٰہی کے نام پر کوہ طور پر لے گئے تھے۔

اگرچہ بعض روایات میں دونوں میقات کو ایک قرار دیا گیا ہے اور گویا ایک ہی واقعہ کے دو حصے بیان ہوئے ہیں اور اس کا شاہد رجفہ کو قرار دیا گیا ہے جس کا استغفار کے بعد کوئی امکان نہیں ہے۔!

اردو حاشیہ

(۱۶) یہ توبہ کا مرحلہ ہے کہ جہاں پروردگار کا حکم ہوا تھا کہ قوم کے وہ افراد توبہ کرنے کے لئے آئیں جنہوں نے گوسالہ پرستی میں حصہ نہ لیا ہو۔

جناب موسیٰؑ نے اس طرح کے ستر افراد کا انتخاب کیا اور کوہِ طور پر لے گئے لیکن انہیں بھی زلزلہ کا سامنا کرنا پڑا اور جب یہ فریاد کی کہ ہم نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی تو ارشاد ہوا کہ تم نے روکا کیوں نہیں تھا۔ دینِ خدا میں خشک مقدسین کا گذر نہیں ہے۔ مجاہدین اور مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو لوگ یہ کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں کہ قوم کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ وہ بھی ایک دن زلزلہ کے جھٹکوں کا شکار ہوں گے تو انہیں اپنے تقدس یا اعراض کا صحیح اندازہ ہوگا۔

قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ

ہلاک کر دیتا کیا تو ہمارے کم عقل لوگوں کے اعمال کی سزا میں ہمیں ہلاک کر دے گا؟

اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ

یہ تو تیری ایک آزمائش تھی جس سے تو جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

تو ہی ہمارا آقا ہے پس ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو معاف کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔(155)

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا

اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھلائی مقرر فرما۔

هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ (26) اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ

ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے۔ ارشاد فرمایا: عذاب تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور

رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ

میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔ پس اسے میں ان لوگوں کے لیے

يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا

مقرر کردوں گا جو تقویٰ رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ (27)

ایمان لاتے ہیں۔ (156) (یہ رحمت ان مومنین کے شامل حال ہو گی) جو لوگ اس رسول کی

الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

پیروی کرتے ہیں جو نبی امی کہلاتے ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت

عربی حاشیہ

26- عذابِ الٰہی صرف مستحقین کے لئے ہے اور رحمت کا دائرہ عام ہے پھر رحمت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک رحمت دنیا ہے جو ہر شے اور ہر شخص کو شامل ہے اور ایک رحمت آخرت ہے جو عنقریب صاحبانِ تقویٰ کے لئے لکھی جائے گی اور اسی لئے مستقبل کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

27- یہ رسول اکرمؐ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے کسی شخص کے سامنے زانوے ادب تہ نہیں کیا اور کسی مدرسہ میں نہیں پڑھا۔ یہ لفظ اُمّی کی بار بار تکرار دشمنانِ اسلام کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ آپ نے کسی راہب سے اسلام سیکھ لیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) اس مقام پر پروردگار عالم نے آخرت کی رحمت یعنی اجر وثواب کے ذیل میں ایمان، تقویٰ اور زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے اور نماز کا تذکرہ نہیں کیا ہے جب کہ اکثر مقامات پر نماز کا تذکرہ مقدم رکھا گیا ہے۔ شاید اس کا راز یہ ہو کہ جن یہودیوں پر حجت تمام کی گئی ہے وہ نماز کی حد تک آسانی سے آ سکتے تھے لیکن دولت پرست ہونے کے اعتبار سے مال نہیں خرچ کر سکتے تھے۔ اس لئے انہیں متوجہ کیا گیا کہ تنہا ایمان کافی نہیں ہے۔ بندگانِ خدا سے مالی ہمدردی بھی کرنا ہو گی۔ اس کے بغیر نجات اور کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وَالۡاِنۡجِيۡلِ يَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهٰٮهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ

اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں

وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ‌ ؕ

اور ان پر لدے ہوئے بوجھ اور (گلے کے) طوق اتارتے ہیں،

فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ

پس جو ان پر ایمان لاتے ہیں ان کی حمایت اور ان کی مدد اور اس نور کی

الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗ ۤ ۙ(28) اُولٰۤئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۱۵۷ ع قُلۡ

پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (157) کہہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا ۨ الَّذِىۡ

دیجیے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں

لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ

جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی

وَيُمِيۡتُ‌ ۖ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِىِّ الۡاُمِّىِّ

اور وہی موت دیتا ہے لہٰذا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ، اس امی نبی پر

الَّذِىۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ

جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو شاید تم ہدایت

عربی حاشیہ

28- اس لفظ سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ رسول اپنا اسلام اور قرآن ساتھ لے کر آئے تھے اور کبھی جاہل کتاب نہ تھے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ جس طرح نور قرآن حضور پر نازل ہوا تھا ویسے ہی کوئی نور حضور کے ساتھ بھی نازل ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) بنی اسرائیل میں بعض احکام انتہائی سنگین تھے کہ طہارت کے لئے نجس جگہ کا گوشت کاٹ دیا جائے قصاص میں فقط قتل کیا جائے اور دیت کا امکان نہ ہو، توبہ کرنے کے لئے اپنے ہی کو قتل کر دیا جائے۔ ہفتہ کے دن شکار نہ کیا جائے۔ سرکار دو عالم کے آنے کے بعد یہ احکام ختم ہو گئے اور یہ سنگین بوجھ اٹھا لیا گیا۔ پھر عالم انسانیت کو اس قید و بند سے بھی نجات مل گئی جس میں جاہلیت نے جکڑ رکھا تھا۔

زمانہ بعثت کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اسلامی احکام کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کس قدر آسان ترین قانون کا نام ہے اور رحمۃ للعالمین نے کس طرح انسانوں کو بے شمار قید و بند سے نجات دلائی ہے۔

تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤی اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ
حاصل کرلو۔ (158) اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی تھی جو حق کے مطابق راہنمائی

بِالۡحَقِّ وَ بِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ قَطَّعۡنٰہُمُ اثۡنَتَیۡ عَشۡرَۃَ
اور اسی کے مطابق عدل کرتی تھی۔ (159) اور ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں

اَسۡبَاطًا [29] اُمَمًا ؕ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اِذِ اسۡتَسۡقٰىہُ
تقسیم کرکے جدا جدا جماعتیں بنائیں اور ہم نے موسیٰ کووحی کی

قَوۡمُہٗۤ اَنِ اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ۚ فَانۡۢبَجَسَتۡ
جب ان کی قوم نے ان سے پانی طلب کیا کہ اپناعصا پتھر پر مارو

مِنۡہُ اثۡنَتَا عَشۡرَۃَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ
چنانچہ اسے سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر جماعت نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کرلیا

مَّشۡرَبَہُمۡ ؕ وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡہِمُ الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہِمُ
اور ہم نے ان کے سروں پر بادل کا سائبان بنایا اور ان پر من و سلویٰ نازل کیا

الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ؕ کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ؕ وَ
جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں انہیں کھاؤ اور (بعد میں نافرمانی کی وجہ سے)

مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ اِذۡ
یہ لوگ ہمارے ساتھ نہیں (۱۹) بلکہ خود اپنے ساتھ ظلم کرتے تھے۔ (160) اور جب

قِیۡلَ لَہُمُ اسۡکُنُوۡا ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃَ [30] وَ کُلُوۡا مِنۡہَا حَیۡثُ
ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ اس مقام پر "فانبجست" کہا گیا ہے اور سورہ بقرہ میں "فانفجرت" کہا گیا ہے۔ جس میں بنیادی فرق یہ ہے کہ انجاس آہستہ آہستہ پانی نکلنے کو کہا جاتا ہے اور انفجار تیزی سے چشمہ جاری ہونے کو..... گویا یہ چشمے ابتدا میں آہستہ آہستہ شروع ہوئے اور بعد میں ان کی روانی تیز ہوگئی تاکہ قوم دہشت زدہ نہ ہوجائے۔

29-سبط عام طور سے نواسے کو اور حفید پوتے کو کہا جاتا ہے لیکن لغوی اعتبار سے سبط کا لفظ عام ہے۔ بنی اسرائیل جناب یعقوبؑ کی بارہ اولاد کی طرف منسوب ہیں لہٰذا انھیں اسباط کے بارہ گروہ کہا جاتا ہے۔

30- بیت المقدس یا قریہ اریحا، مراد ہے جہاں داخل ہونے کے لئے خاص آداب بتائے گئے تھے لیکن ظالموں نے حطہ کو حنطہ بنادیا۔

اردو حاشیہ

(۱۹) احکام الٰہی کی مخالفت رب العالمین کے حق میں ظلم ہے لیکن آیت میں دوسرے نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اشرار کو یہ خیال ہے کہ ہم خدا پر ظلم کررہے ہیں اور اس طرح اپنی فتوحات کا اعلان کررہے ہیں حالانکہ درحقیقت یہ خدا کے اوپر نہیں بلکہ خود اپنے اوپر ظلم کررہے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہے کہ اس کا احساس ہوجائے تو شاید یہ حرکتیں کرنا چھوڑ دیں۔

شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

اور حطہ کہتے ہوئے اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوجاؤ ہم تمہاری خطائیں

خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

معاف کر دیں گے۔ نیکی کرنے والوں کو ہم عنقریب مزید عطا کریں گے۔ (161) مگر ان میں سے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا

ظالم لوگوں نے وہ لفظ بدل ڈالا برخلاف اس کے جو انہیں کہا گیا تھا

عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع

پھر ان کے اس ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا۔ (162)

وَسْـَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ[31] م

اور ان سے اس بستی (۲۰) کے بارے میں پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔

اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ

جب یہ لوگ ہفتہ کے دن خلاف ورزی کرتے تھے اور مچھلیاں ہفتہ کے دن

سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ

ان کے سامنے سطح آب پرا بھر آتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں۔

كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ

اس طرح ہم ان کی نافرمانی کی وجہ سے انہیں آزماتے تھے۔ (163) اور جب

اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ

ان میں سے ایک فرقے نے کہا: ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاکت یا شدید عذاب میں

عربی حاشیہ

31-۔بحر احمر کے کنارے سے ایلہ یا مدین مراد ہے جہاں کے لوگوں نے شنبہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام لیا تھا۔

ف: آیت نمبر ۱۶۲ میں جرم کو ظلم کہا گیا ہے اور سورہ بقرہ میں فسق کہا گیا تھا گویا یہ جرم خدا کے اعتبار سے نافرمانی تھا اور اپنے نفس کے اعتبار سے ظلم۔

اردو حاشیہ

(۲۰) اہلِ قریہ پر شنبہ کے دن شکار حرام کر دیا گیا تو انہوں نے دریا کے کنارے گڑھے کھود دیئے جن میں ہفتہ کے دن مچھلیاں جمع ہو جاتی تھیں اور وہ اتوار کے دن پکڑ لیا کرتے تھے۔ پروردگار عالم نے اس طرزِ عمل کو ظلم اور فسق سے تعبیر کیا ہے اور باعثِ عذاب قرار دیا ہے۔

اہلِ قریہ سے سوال کرنے کا فلسفہ یہ تھا کہ یہودیوں کو اندازہ ہو جائے کہ اپنی جس تاریخ سے تم خود باخبر نہیں ہو وہ تاریخ ہم جانتے ہیں اور اس طرح تم کو آگاہ کر رہے ہیں کہ ہماری نبوت میں شک نہ کرنا کہ یہ خلاف عقل ہے۔ ہم نے تمہارے سامنے تمام دلائل و براہین واضح کر دیئے ہیں تو اس کے بعد شک و شبہ سے کام لینا بددیانتی اور جہالت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ قَالُوۡا مَعۡذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمۡ وَ

ڈالنے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (ہم یہ نصیحت) تمہارے رب کی بارگاہ میں عذر پیش کرنے کے لیے کرتے ہیں اور

لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖۤ اَنۡجَيۡنَا

(اس لیے بھی کہ) شاید وہ تقویٰ اختیار کریں۔ (164) پس جب انہوں نے وہ باتیں

الَّذِيۡنَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَ اَخَذۡنَا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا

فراموش کر دیں جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے برائی سے روکنے والوں کو نجات دی

بِعَذَابٍۭ بَـئِيۡسٍۭ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ

اور ظالموں کو ان کی نافرانی [۲۱] کی وجہ سے برے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ (165) پھر جب انہوں نے

مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِئِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِذۡ

اس امر میں سرکشی کی جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا: خوار ہو کر بندر [۲۲] بن جاؤ۔ (166) اور (یاد کریں)

تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ

جب آپ کے رب نے اعلان [۲۳] کیا کہ وہ ان (یہودیوں) پر قیامت تک

يَّسُوۡمُهُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ

ایسے لوگوں کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو انہیں بدترین عذاب دیں گے آپ کا رب یقیناً جلد سزا دینے والا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعۡنٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اُمَمًا ۚ

اور بلا شبہ وہ غفور، رحیم بھی ہے۔ (167) اور ہم نے انہیں زمین میں مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔

مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنۡهُمۡ دُوۡنَ ذٰلِكَ وَبَلَوۡنٰهُمۡ

ان میں کچھ لوگ نیک اور کچھ لوگ دوسری طرح کے تھے اور ہم نے آسائشوں

عربی حاشیہ

ف: مسخ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ جنس اور نوع کی تبدیلی ممکن نہیں ہے لہٰذا اس سے صفات کی تبدیلی مراد ہے حالانکہ اس عدم امکان پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا مسخ حقیقی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ نوع کی تبدیلی میں صفات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور بوڑھے بے حیاؤں کو سور کی شکل میں تبدیل کیا گیا ہے اور نقال نوجوانوں کو بندروں کی شکل میں۔

32- مفعول لہ ہے یعنی ہمارا مقصد یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں عذر پیدا کرلیں کہ ہم نے اپنی جیسی کوشش کی ہے اور شاید اثر ہو ہی جائے۔

33- بار بار اتمام حجت کرنے کے بعد بھی اثر نہ ہوا تو خدا نے انھیں مسخ کر دیا۔ وہ دنیا میں سزا نہیں دیتا ہے لیکن کبھی کبھی اتمام حجت کے لئے یہ کام بھی ضروری ہو جایا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۱) ایسے نادان مخلصین ہر دَور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جو مصلحین کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ قوم کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور اپنے کو پریشانی میں نہ ڈالا جائے لیکن قرآن مجید کی ہدایت دلیل ہے کہ انسان بارگاہِ الٰہی میں معذور بننا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ ہدایت کرتا رہے کہ شاید قوم پر اثر ہو ہی جائے تو دہرا فائدہ ہوگا۔

(۲۲) کہا جاتا ہے کہ یہ جناب داؤد کی بددعا کا اثر ہے ورنہ یہودیوں کے آج کے مظالم اس دَور سے کہیں زیادہ ہیں لیکن اس کے باوجود آج کوئی عذاب نازل نہیں ہوتا ہے کہ آج بددعا کرنے والا کوئی پیغمبر موجود نہیں ہے۔

(۲۳) یہودیوں کی تاریخ ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کی تاریخ ہے۔ پہلے فراعنہ، باطبین، فارس، خلفاء اسکندر اور نصاریٰ کے زیرِ عتاب رہے۔ اس کے بعد خطہ عرب میں پناہ لی تو اسلام کے ہاتھوں ذلت برداشت کی اور جزیرۃ العرب سے نکالے گئے اور آج بھی استعمار کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ورنہ ان کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے اور اگر چند مسلمان ان کو اہمیت دے رہے ہیں تو وہ بھی درحقیقت نسلاً یا مذہباً انہیں میں سے ہیں اور دنیا میں کوئی بھی حکومت یا جماعت انہیں مستقل حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسرائیل برائے نام حکومت ہے ورنہ درحقیقت استعمار کی ایک کالونی ہے اور اس کے

بِالۡحَسَنٰتِ وَ السَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنۡۢ

اور تکلیفوں کے ذریعے انہیں آزمایا کہ شاید وہ باز آجائیں۔(168) پھر ان کے بعد

بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡکِتٰبَ یَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا

ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جو کتاب اللہ کے وارث بن کر اس ادنی زندگی کا

الۡاَدۡنٰی وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَیُغۡفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنۡ یَّاۡتِهِمۡ عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ

مال و متاع سمیٹتے تھے اور کہتے تھے: ہم جلد ہی بخش دیے جائیں گے اور اگر ایسی ہی

یَاۡخُذُوۡهُ ؕ اَلَمۡ یُؤۡخَذۡ عَلَیۡهِمۡ مِّیۡثَاقُ الۡکِتٰبِ اَنۡ لَّا

اور متاع ان کے سامنے آجائے تو اسے بھی اچک لیتے۔ کیا ان سے کتاب کا میثاق نہیں لیا گیا تھا کہ

یَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ وَ دَرَسُوۡا مَا فِیۡهِ ؕ وَ الدَّارُ

وہ اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ بھی نہ کہیں گے۔ اور جو کچھ کتاب کے اندر ہے اسے یہ لوگ پڑھ چکے ہیں

الۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ الَّذِیۡنَ

اور اہل تقویٰ کے لیے آخرت کی زندگی ہی بہترین زندگی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ (169) اور جو لوگ

یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ

کتاب اللہ سے متمسک رہتے اور نماز قائم کرتے ہیں ہم ایسے مصلحین کا

اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ اِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ کَاَنَّهٗ

اجر ضائع نہیں کرتے۔ (170) اور (یہ بات بھی یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر اس طرح اٹھایا

ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوۡۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ ۚ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ

گویا وہ سائبان ہو اور انہیں یہ گمان تھا کہ وہ ان پر گرنے ہی والا ہے۔ (ہم نے ان سے کہا) جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے پوری قوت

عربی حاشیہ

34- اس قوم پر تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور جب مال دنیا ہاتھ آجاتا ہے تو فوراً اس کی طرف دوڑ پڑتی ہے جب کہ توریت میں اس حرکت کے خلاف ہدایت موجود ہے اور آخرت دنیا سے بہرحال بہتر ہے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید کی نگاہ میں مصلح صرف وہ افراد ہیں جو کتاب الٰہی سے باقاعدہ تمسک رکھتے ہیں اور عملی طور پر نماز قائم کر کے عبد و معبود کے رشتہ کو استوار رکھتے ہیں اور ہر وقت پروردگار کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھتے ہیں۔ ایسے افراد کے علاوہ کسی شخص کو بھی مصلح قرار دینے کا کوئی قرآنی جواز نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

علاوہ کچھ نہیں ہے اور کالونی بن جانا خود ہی ایک ذلت اور رسوائی ہے۔

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَ اِذْ اَخَذَ

کے ساتھ اس سے متمسک رہو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو شاید کہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔ (171) اور جب

رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشتوں (۲۴) سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان پر خود انہیں گواہ بنا کر پوچھا تھا:

اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (35) شَهِدْنَا

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا: ہاں! (تو ہمارا رب ہے) ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾

(یہ اس لیے ہوا تھا کہ) قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔ (172)

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً

یا یہ کہو کہ شرک تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادانے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد کی اولاد ہیں

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ

تو کیا اہل باطل کے قصور کے بدلے میں ہمیں ہلاکت میں ڈالو گے؟ (173) اور

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ

اس طرح ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں شاید کہ یہ لوٹ آئیں۔ (174) اور

اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

انہیں اس شخص کا حال سنا دیجئے (۲۵) جسے ہم نے اپنی آیات دیں مگر وہ انہیں چھوڑ نکلا پھر شیطان نے

فَاَتْبَعَهُ (36) الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا

اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ (175) اور اگر ہم چاہتے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ پہاڑ کے سائبان کی طرح بلند ہوجانے کے بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں بعض اسے ایک قسم کا معجزہ قرار دیتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ پہاڑ ٹیڑھا ہوگیا اور وہ سر پر محسوس ہونے لگا بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا الگ ہوکر سر پر سے گزر گیا۔

35- بلیٰ حرف جواب ہے جو نفی کے انکار کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی خدا کا پروردگار نہ ہونا محل انکار ہے تو وہ پروردگار ہے ورنہ اگر بلیٰ کی جگہ پر نعم کہہ دیتے تو اسی نفی کا اقرار ہوجاتا اور یہ کفر ہوجاتا۔

36- شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور اسے اپنا مرشد بنالیا۔ یہ بھی شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ وہ حیثیت اور شخصیت والوں کو مرید نہیں بناتا کہ وہ متنفر ہوجائیں بلکہ انھیں مرشد قرار دے لیتا ہے تاکہ ان کی انانیت اور خود پسندی برقرار رہے اور اسے گمراہ کرنے کا موقع مل جائے۔

اردو حاشیہ

(۲۴) یہ مسئلہ علماء اسلام کے سامنے معرکہ آرا رہا ہے کہ روز الست آدمؑ کی پشت سے تمام ذریت کو نکال کر ان سے باقاعدہ سوال و جواب کیا گیا تھا یا یہ صرف ایک تمثیل ہے کہ قدرت نے تمام اولاد آدمؑ کو اس فطرت اور مزاج کا حامل بنا کر پیدا کیا ہے کہ اگر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ تمہارا خدا کون ہے تو پروردگار کے علاوہ کسی کا نام نہ لیں گے۔ عالم ذر کے بارے میں روایات بھی پائی جاتی ہیں اور بعض علماء اعلام نے انکار بھی کیا ہے لیکن مسئلہ اس قدر واضح اور ضروری نہیں ہے کہ اس کے منکر علماء کو خارج از اسلام قرار دے دی جائے۔ اگرچہ اس کے اقرار میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۲۵) کہا جاتا ہے کہ اس کا نام بلعم بن باعور تھا جسے آیاتِ الٰہی کا علم تھا اور اس کا درجہ بہت بلند تھا لیکن فرعون نے اسے خرید لیا اور جناب موسیٰؑ کے حق میں بددعا کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ یہ اور بات ہے کہ جب چلنے لگا تو گدھے نے ساتھ نہیں دیا اور زبان حال سے بول اٹھا کہ میں نبی خدا کے خلاف قدم نہیں اٹھا سکتا اور اسی لئے مثل مشہور ہوگئی کہ بلعم بن باعور کا گدھا اس سے زیادہ سمجھ دار تھا۔

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ

تو ان آیات کے طفیل اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن یہ شخص تو زمین بوس ہو گیا تھا

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ

اور اپنی نفسانی خواہش کا تابعدار بن گیا تھا لہٰذا (۲۶) اس کی مثال اس کتے کی سی ہو گئی کہ

يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

اگر تم اس پر حملہ کرو تو بھی زبان لٹکائے رکھے۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ

جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں پس آپ انہیں یہ حکایت سنا دیجئے کہ شاید وہ فکر کریں۔ (176) بدترین

مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا

مثال ہے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں اور خود اپنے نفسوں پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ

ظلم کرتے ہیں۔ (177) راہ راست وہ پاتا ہے جسے اللہ ہدایت عطا کرے اور جنہیں

يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ [37]

اللہ گمراہ کرے وہ خسارے میں ہیں۔ (178) اور تحقیق ہم نے

كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ

جن و انس کی ایک کثیر تعداد کو (گویا) جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے ۔ ان کے پاس دل تو ہیں

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ

مگر وہ ان سے سوچتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے

عربی حاشیہ

ف: عالم ذر کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ آدم کی پشت یا آدم کو الگ کر کے انھیں شعور دے کران سے سوال و جواب کیا گیا اور اس کے ذریعہ اتمام حجت کیا گیا لیکن یہ بات زیادہ قابلِ اعتماد نہیں ہے کہ آیت میں ذریت آدمؑ کا ذکر ہے آدمؑ کا نہیں۔

پھر اس سلسلہ کی روایات بھی بے حد اختلاف رکھتی ہیں اور مجموعی طور پر فطری استعداد کے علاوہ کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

37-یہ لام عاقبت ہے یعنی ان لوگوں کی تخلیق کا آخری انجام جہنم ہے۔ گویا انھیں جہنم ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ نفس واحدہ سے مراد واحد شخص یعنی حضرت آدمؑ نہیں ہیں کہ ان کے اور حوا کے بارے میں باقی تذکروں کا تصور کبھی نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس سے مراد واحد نوعی ہے جس کا انطباق ہر شخص پر ہوسکتا ہے اور قرینہ بھی یہ ہے کہ اس کے بعد کے تمام صیغے جمع کے ہیں

اردو حاشیہ

(۲۶) دنیا میں ہر لالچی کا یہی حال ہوتا ہے کہ اسے قریب آنے دو یا نکال باہر کرو۔ اس کی زبان بہرحال نکلی رہے گی اور وہ اپنے طمع اور تشنگی کا اظہار کرتا ہی رہے گا۔

(۲۷) آیات الٰہی سے انکار کرنے والوں کا آخری انجام جہنم ہے اور ان کی علامت یہ ہے کہ یہ خدائی صلاحیت کو بروئے کار لا کر حق کی معرفت حاصل نہیں کرتے۔ رب العالمین نے اتمام حجت کے لئے آنکھ، کان اور دل تینوں کا حوالہ دیا ہے اور رسول اکرمؐ نے بھی غدیر خم میں حضرت علیؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا تھا کہ "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" تاکہ آنکھیں دیکھ لیں، کان سن لیں اور دل سمجھ لیں کہ علیؑ مولا اور حاکم ہو گئے۔

شریعت اسلام نے بھی تین اشیاء کو سند قرار دیا ہے۔ قول معصوم، فعل معصوم اور تقریر معصوم۔ قول کا تعلق سننے سے ہے، فعل کا تعلق دیکھنے سے ہے اور تقریر و سکوت کا تعلق سمجھنے سے ہے۔ انسان نے ان تینوں صلاحیتوں سے کام نہ لیا تو اس کا انجام جہنم ہے اور گویا اسے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

بِهَا ۖ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾

سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ یہی لوگ تو (حق سے) غافل ہیں۔ (179)

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ

اور زیبا ترین نام اللہ ہی کے لیے ہیں پس تم اسے (۳۸) انہی (اسمائے حسنیٰ) سے پکارو اور انہیں چھوڑو دو

يُلْحِدُونَ (38) فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾

جو اللہ کے اسماء میں کج روی کرتے ہیں۔ وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ (180)

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾

اور جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے ان میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اسی کے مطابق عدل کرتی ہے۔ (181)

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ (39) مِنْ حَيْثُ لَا

اور جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں ہم انہیں بتدریج اس طرح گرفت میں لیں گے کہ انہیں خبر تک

يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ

نہ ہوگی۔ (182) اور میں انہیں ڈھیل دوں گا۔ یقیناً میری تدبیر نہایت مضبوط ہے۔ (183) کیا ان

يَتَفَكَّرُوا ۜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ

لوگوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی (محمد ﷺ) میں کسی قسم کا جنون نہیں ہے؟ وہ تو بس صاف صاف تنبیہ

مُبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ (40) السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

کرنے والے ہیں۔ (184) کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت

وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ

اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں ان میں غور نہیں کیا اور یہ نہیں سوچا کہ

عربی حاشیہ

تثنیہ کے نہیں ہیں۔

38-اسماء الٰہی میں بے دینی کی ایک صورت یہ ہے کہ نام خدا سے بتوں کے نام نکالے جائیں جیسے آلہ سے لات، عزیز سے عزّیٰ، منان سے منات وغیرہ اور دوسری صورت یہ ہے کہ نامناسب ناموں کا خدا پر اطلاق کیا جائے۔

39-استدراج خدائی عتاب کا سنگین ترین طریقہ ہے جہاں انسان بظاہر اپنے کو راحت و آرام میں دیکھ کر خوش ہوجاتا ہے اور ایک مرتبہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔

40-ملکوت ملک عظیم کا نام ہے جس میں واو اور ت مبالغہ کیلئے شامل کی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۸) اللہ کے تمام نام احسن اور اعظم ہیں۔ ناموں کی عظمت ذات اور مفہوم کے اعتبار سے ہوتی ہے اور خدا کی عظمت اور اس کے صفات کی عظمت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اسے اس کے ناموں ہی سے پکارنا چاہئے اور اس میں کسی طرح کی بیدینی نہ کرنی چاہئے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہے کہ انسان ۹۹ اسماء کے اندر محدود ہو جائے یا جوشن کبیر کے ایک ہزار اسماء اوصاف کے اندر محدود ہو جائے اس لئے کہ تمام علماء اعلام نے ہر دور میں مختلف زبانوں کے ناموں کا اطلاق کیا ہے جب کہ ان میں سے کوئی نام شریعت میں وارد نہیں ہوا ہے۔

قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾
شاید ان کی موت کا وقت نزدیک ہو رہا ہو؟ آخر اس (قرآن) کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ (185)

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ
جسے اللہ گمراہ کرے کوئی اس کی ہدایت کرنے والا نہیں اور اللہ ایسے لوگوں کو ان کی اپنی سرکشی میں بھٹکتا ہوا

يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ
چھوڑ دیتا ہے۔ (186) یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت واقع

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ
ہونے کا وقت کب ہے؟ کہہ دیجئے: اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ
وہی اسے وقت آنے پر ظاہر کر دے گا۔ (قیامت کا واقع ہونا) آسمانوں اور زمین کا بڑا بھاری حادثہ ہو گا

كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
جو ناگہاں پوچھتے ہیں گویا آپ اس کی کھوج میں ہوں۔ کہہ دیجئے: اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے لیکن

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا
اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (187) کہہ دیجئے: میں خود بھی اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں

ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
البتہ اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب کی خبریں جانتا ہوتا

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ
تو بہت سے فائدے حاصل کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف بھی نہ پہنچتی۔ میں تو بس

عربی حاشیہ

ف: علم قیامت کے اپنی ذات تک محدود رکھنے کا منشاء یہ ہے کہ ہر شخص خود سازی میں مصروف رہے اور کسی آن اپنی اصلاح سے غافل نہ ہونے پائے کہ قیامت کسی وقت بھی اچانک آسکتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۹) بعض مفسرین نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ رسول بالکل بے بس اور ایک عام بشر جیسا ہوتا ہے کہ اسے نہ غیب کا علم ہوتا ہے اور نہ نفع و نقصان کا اختیار...... اور یہ بات اس حد تک صحیح ہے کہ نبی و رسول ایک انسان ہوتا ہے اور ذاتی طور سے رب العالمین کا محتاج اور بے بس ہوتا ہے لیکن اس کے بعد وہ عام انسانوں کی طرح مرحمت الٰہی سے محروم رہ جائے یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے۔ جو خدا اسے رسالت و نبوت عطا کرتا ہے وہی علم اور اختیار بھی دیتا ہے اور اس طرح ساری کائنات سے ممتاز بنا دیتا ہے۔ ذاتی اعتبار سے وہ نہ صاحب علم غیب ہوتا ہے نہ صاحب قدرت و اختیار لیکن خدا کی عطا اور کرم کے اعتبار سے وہ تمام کمالات کا مالک ہوتا ہے۔

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ

ایمان والوں کو تنبیہ کرنے اور بشارت دینے والا ہوں۔ (188) وہی تو ہے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے سکون حاصل کرو پھر اس کے بعد

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا (41) حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ

جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا (مقاربت کی) تو عورت کو ہلکا سا حمل ہو گیا جس کے ساتھ وہ چلتی پھرتی رہی

بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا

پھر جب وہ حمل بھاری ہوا تو دونوں (میاں بیوی) نے اپنے رب اللہ سے دعا کی کہ اگر تو نے ہمیں سالم بچہ دیا تو

لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ

ہم ضرور تیرے شکرگزار ہوں گے۔ (189) پس اس کے (بعد) (۳۰) جب اللہ نے انہیں سالم بچہ عطا کیا تو وہ دونوں اللہ کی

شُرَكَآءَ فِيْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

اس عطا میں (دوسروں کو) اللہ کے شریک ٹھہرانے لگے۔ اللہ ان کی مشرکانہ باتوں سے بالاتر ہے۔ (190)

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ (42) ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا

کیا یہ لوگ ایسوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کوئی خلق نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہوتے ہیں؟ (191) اور جو

يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ

نہ تو ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی خود اپنی مدد کرنے پر قادر ہیں۔ (192) اور

اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اگر تم انہیں راہ راست کی طرف بلاؤ تو وہ تمہاری اطاعت نہیں کریں گے۔ تمہارے لیے یکساں ہے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ خدا کے تمام اسماء حسنیٰ ہیں اور ان میں قبح کا کوئی پہلو نہیں ہے اور ان کی تعداد بھی محصور نہیں کی جا سکتی ہے کہ صاحب اسماء کے کمالات غیر محدود ہیں اور ہر کمال کے اظہار کے لئے ایک لفظ درکار ہے البتہ اہم شے ان الفاظ کا واسطہ دینا نہیں ہے بلکہ ان کے معانی کا اپنے اندر جذب کر لینا ہے جس کے بعد دعا کی قبولیت تقریباً یقینی ہو جاتی ہے۔

41- تغشی ڈھانپ لینا ہے اور یہ ہم بستری کے لئے بہترین کنایہ ہے۔ حمل کو لئے پھرنا اسقاط نہ کرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کی گرانی قرب ولادت کا استعارہ ہے۔

42- بتوں کے بارے میں سارے الفاظ ذوی العقول والے استعمال ہوئے ہیں کہ کفار انہیں خدا کا درجہ دیتے تھے اور پھر یہ بھی اظہار کرنا تھا کہ اگر یہ خدا ہیں تو کس قدر بے بس ہیں اور کیا اس طرح کا بے بس بھی خدا ہو سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۰) بعض مفسرین نے اس بات کو جناب آدمؑ اور جناب حواؑ پر منطبق کیا ہے کہ انہوں نے خدا سے دعا کی اور جب اس نے فرزند دے دیا تو شیطان کے بہکانے سے اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا اور خدا نے اس طرز عمل پر تنقید کی کہ یہ کمال ناشکری ہے جو آدمؑ کو زیب نہیں دیتا...... لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے تصورات نبی خدا کے بارے میں انتہائی مہمل اور بے بنیاد ہیں۔ یہ ایک تمثیل ہے جو ہر انسان کے حال پر منطبق ہوتی ہے اور ہر انسان ولادت کے موقع پر طرح طرح کی دعائیں کرتا ہے اور عہد و پیمان کرتا ہے اس کے بعد جب کام نکل جاتا ہے تو خدائی دین کو مختلف افراد و اشخاص کی طرف منسوب کر کے ان کا کارنامہ قرار دے دیتا ہے اور خدائی فضل و احسان کی طرف سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔

اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

خواہ تم انہیں دعوت دو یا تم خاموشی اختیار کرو۔ (193) اللہ کے سوا

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

تم جنہیں پکارتے ہو بے شک وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں پس اگر تم سچے ہو تو تم انہیں ذرا پکار کر تو دیکھو۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ

انہیں چاہیے کہ تمہیں (تمہاری دعاؤں کا) جواب دیں۔ (194) کیا ان کے پاس

يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ

چلنے کے لیے پاؤں پکڑنے کے لیے ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھیں

يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا

اور سننے کے لیے کان ہیں؟ کہہ دیجئے: تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرے خلاف (جو) تدبیریں

شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّىَ اللّٰهُ

(کر سکتے ہو) کرو اور مجھے مہلت تک نہ دو۔(195) بے شک میرا آقا تو

الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ [44] وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ

وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور جو صالحین کا کارساز ہے۔ (196) اور اللہ کے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ

سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی

اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا

خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ (197) اور اگر تم انہیں ہدایت کے لیے بلاؤ تو وہ تمہاری بات بھی

عربی حاشیہ

43- ایک بندۂ خدا کی طرف سے تمام خداؤں کو اس طرح کا چیلنج دلیل ہے کہ باطل خدا بن کر بھی بے بس ہی رہتا ہے اور بندہ حق بندہ ہوکر بھی سارے باطل خداؤں سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کاش مسلمان اس نکتہ کی طرف متوجہ ہوجاتے۔

44- یہ مشرکین کو ایک اور تنبیہ ہے کہ ہمارا خدا صاحبِ کتاب بھی ہے اور صالحین کا حامی ومددگار بھی اور تمھارے بت کسی قابل نہیں ہیں اور اس بات کی تکرار اس لئے کی گئی ہے کہ باطل عقائد سے نجات صرف دولفظوں سے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے بار بار تکرار کی ضرورت پڑتی ہے اور طرح طرح سے تنبیہ کرنا پڑتی ہے۔

اردو حاشیہ

يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

نہیں سن سکتے اور بظاہر تمہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ (198)

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

(اے محمد ﷺ) درگزر (۳۱) سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔ (199)

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ (45) مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ

اور اگر شیطان آپ کو اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگیں۔ یقیناً وہ بڑا سننے والا،

اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ

جاننے والاہے۔ (200) بے شک جو لوگ اہل تقویٰ ہیں انہیں جب کبھی شیطان کی طرف سے

طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾

کسی خطرے کا احساس ہوتاہے تو وہ چوکنے ہو جاتے ہیں اور انہیں اسی وقت سوجھ آجاتی ہے۔ (201)

وَ اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَ اِذَا

اور ان کے (شیطانی) بھائی بند انہیں گمراہی میں کھینچتے لیے جاتے ہیں پھر وہ (انہیں گمراہ کرنے میں) کوتاہی بھی نہیں کرتے۔ (202) اور جب

لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

آپ ان کے سامنے کوئی معجزہ نہیں لاتے تو کہتے ہیں: تم نے خود اپنے لیے کسی نشانی کا انتخاب کیوں نہ (۳۲) کیا؟ کہہ دیجئے:

مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

میں یقیناً اس وحی کا پابند ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف بھیجی جاتی ہے۔ یہ (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے

وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ اِذَا قُرِئَ

تمہارے لیے باعث بصیرت اور مومنوں کے لیے ہدایات ورحمت ہے۔ (203) اور جب

عربی حاشیہ

45- شیطان کی طرف سے بہکانے کی کوشش ہر شخص کے لئے ہوتی ہے اور کوئی بھی انسان بشری حیثیت سے اس کے چکر میں آسکتا ہے اگر رحمت الٰہی شامل حال نہ ہو اور اسی لئے استفادہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۱) امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس سے زیادہ اخلاقیات کے لئے جامع کوئی فقرہ نہیں ہے کہ انسان وہ راستہ اختیار کرے جس میں دوسروں کو زحمت و مشقت نہ ہو۔ نیکیوں کا حکم دیتا رہے تاکہ معاشرہ گمراہ نہ ہونے پائے اور کوئی جہالت اور نادانی کی بات کرے تو اس سے مقابلہ کرنے کے بجائے کنارہ کشی اختیار کرے اور شیطان دخل اندازی کرنا چاہے تو خدا کی پناہ مانگے کہ اس سے بہتر پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔

(۳۲) کفار رسول اکرمؐ پر طرح طرح کے طنز کرتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اگر خدا ہماری خواہش کے مطابق معجزہ نہیں دیتا تو آپ بھی تو رسول ہیں، خود معجزہ کا انتخاب کر لیں۔ پروردگار عالم نے کہا کہ آپ انہیں سمجھا دیں کہ رسولؐ کا کام حکم خدا کا اتباع کرنا ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے کوئی اقدام نہیں کر سکتا ورنہ رسول ہی نہ رہ جائے گا۔

پھر قرآن میں ہر طرح کی ہدایت اور دلیل موجود ہے۔ انہیں ایمان لانا ہوگا تو انہیں آیات کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے دیگر دلائل اور معجزات کی ضرورت ہی نہیں ہے اور نہ ماننا ہوگا تو کوئی معجزہ کارآمد ثابت نہ ہوگا۔

الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۲۰۴

قرآن پڑھا جائے تو پوری توجہ کے ساتھ اسے سنا کرو اور خاموش رہا کرو، شاید تم پر رحم کیا جائے۔ (204)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ

(اے رسول) اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ دل ہی دل میں

الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ

اور زبان سے دھیمی آواز میں صبح و شام یاد کیا کرو اور غافل لوگوں

الْغٰفِلِيْنَ ۝۲۰۵ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

میں سے نہ ہونا۔ (205) جو لوگ آپ کے رب کے حضور میں مقرب (۳۳) ہوتے ہیں وہ یقیناً اس کی عبادت کرنے سے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝۲۰۶ السجدة

نہیں اکڑتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز رہتے ہیں۔ (206)

اٰیاتھا ۷۵ ۸ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸ رکوعاتھا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

(اے رسول) لوگ آپ سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں۔ (۱) کہہ دیجئے: یہ انفال اللہ اور رسول کے ہیں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

پس تم لوگ اللہ کا خوف کرو اور باہمی تعلقات مصالحانہ رکھو اور اگر تم مومن ہو تو اللہ

عربی حاشیہ

46- تلاوت قرآن کے وقت خاموشی سے سننا ایک امر مستحب ہے۔ صرف نماز کی حالت میں یہ ضروری ہے کہ ماموم امام کی تلاوت کو غور سے سنے اور خود تلاوت نہ کرے۔

1- انفال نفل کی جمع ہے۔ نفل کے معنی زیادتی اور فضل کے ہیں۔ علماء تفسیر میں بحث ہے کہ اس سے مراد عام مالِ غنیمت ہے یا صرف جنگ بدر کا مال غنیمت ہے لیکن روایات کی بنا پر انفال ان چیزوں کا نام ہے جن میں کسی بشر کا دخل نہ ہو جیسے بغیر جنگ کے حاصل ہونے والی زمینیں، بنجر زمینیں، رہن زمینوں کے مالک فنا ہو جائیں، پہاڑوں کی بلندیاں، دامنِ کوہ، نیستان، معادن، بادشاہوں کے مخصوص اموال۔

اردو حاشیہ

(۳۳) یہ لفظ صرف ملائکہ کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر وہ بندۂ خدا جو مقام تقرب میں خدا کی بارگاہ میں حضور حاصل کر لے اسی کو ''عند ربک'' کہا جا سکتا ہے جیسا کہ شہداء راہِ خدا کے بارے میں کہا گیا ہے۔

(۱) مسلمانوں میں مالِ غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا کہ یہ صرف مجاہدین کا حصہ ہے یا غنیمت جمع کرنے والوں کا بھی حصہ ہے۔ رب العالمین نے واضح کر دیا کہ یہ مسئلہ جہاد سے متعلق ہے۔ انفال کا حق ف خدا و رسول کو ہے۔ وہ جسے چاہیں دے سکتے ہیں اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ (1) مومن توصرف وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتاہے

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ

تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② ج

ان کے ایمان میں اضافہ ہوتاہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (2)

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ ط

جو نماز قائم کرتے ہیں اورجو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (3)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ

یہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجات ہیں

رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ ج كَمَآ اَخْرَجَكَ

اور مغفرت اور باعزت روزی ہے۔ (4) (انفال کے بارے میں صورت حال ویسے ہی ہے) جیسے

رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپ کے رب نے آپ کو (۲)حق کے ساتھ گھر سے (جنگ کے لیے) نکالا جب کہ (یہ امر) مومنوں کی ایک جماعت پر

لَكٰرِهُوْنَ ⑤ لا يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا

سخت گراں گزرا تھا۔ (5) حق ظاہر ہو چکنے کے بعد یہ لوگ آپ سے الجھ رہے تھے گویا

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥ ط وَاِذْ يَعِدُكُمُ

وہ سامنے نظر آنے والی موت کی طرف ہانکے جارہے ہیں۔ (6) اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ

عربی حاشیہ

2- توکل کے معنی بیکاری اور رحمت خدا کے انتظار کے نہیں ہیں۔ توکل کے معنی یہ ہیں کہ عمل اور محنت کے ساتھ نتیجہ کے بارے میں مالک پر اعتماد کیا جائے کہ نتائج عمل سب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ چاہے تو ہر سعی رائیگاں ہی رہے گی۔

اردو حاشیہ

(۲) یہاں سے جنگ بدر کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ ۱۳ سال مکہ میں زحمتیں برداشت کرنے کے بعد جب حضور اکرمؐ مدینہ میں آئے تو کفار نے اذیتوں کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔ سرکار نے اسلامی ہیبت قائم کرنے کے لئے چاروں طرف مسلمانوں کی طاقت پھیلانا شروع کی۔ اس دوران ابوسفیان مال تجارت لے کر شام سے واپس آ رہا تھا جس میں وہ اموال بھی تھے جو مہاجرین مکہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔ آپ نے اصحاب کو حکم دیا کہ راستہ روک کر اپنے اموال واپس لے لیں۔ بعض اصحاب نے کمزوری کا مظاہرہ کیا اور بالآخر تیار ہو کر نکلے۔ ادھر مدینہ کے یہودیوں نے مخبری کر دی اور ابوسفیان نے مکہ سے کمک طلب کر لی اور خود سمندری راستہ سے نکل گیا۔ کمک کی فوج ایک ہزار کے قریب تھی جس میں ۴۰۰ گھوڑے تھے۔ مسلمانوں نے معذرت کی کہ اس طاقت سے مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ آپ نے سمجھایا کہ یا مالِ قافلہ ملے گا یا فتح جنگ۔ لوگوں نے کہا کہ مال ہی بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جہاد کی کامیابی زیادہ بہتر ہے۔ بالآخر جنگ ہوئی اور ادھر سے عتبہ، شیبہ اور ولید نکلے اور ادھر سے عبیدہ، حمزہؓ اور حضرت علیؑ برآمد ہوئے۔ حضرت علیؑ نے ولید کو فنا کیا۔ حمزہ اور شیبہ میں جنگ جاری رہی۔ حضرت علیؑ نے شیبہ کو بھی ختم کیا۔ عبیدہ اور عتبہ کا مقابلہ سخت تھا آپ نے عتبہ کو بھی فنا کیا اور اس طرح ستر کفار قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں میں سے صرف چودہ قتل ہوئے اور اسیر ایک بھی نہیں ہوا۔ اصحاب کی یہ بحث خلافِ شان ایمان و صحابیت تھی لیکن سب برابر نہیں ہوتے۔

اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآٮِٕفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ

تم لوگوں سے وعدہ فرما رہا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ آجائے گا

غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ وَيُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّحِقَّ

اور تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمہارے ہاتھ آجائے جب کہ اللہ چاہتا تھا کہ حق کو

الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقۡطَعَ دَابِرَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۙ‏ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الۡحَـقَّ

اپنے فرامین کے ذریعے ثبات بخشے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ (7) تاکہ حق کو

وَيُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ‌ ۚ‏ ﴿۸﴾ اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ

ثبات مل جائے اور باطل نابود ہو جائے خواہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ (8) (یاد کرو) جب تم

رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓٮِٕكَةِ

اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی اور فرمایا: میں پے در پے آنے والے ایک ہزار فرشتوں

مُرۡدِفِيۡنَ‏ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَٮِٕنَّ بِهٖ

سے تمہاری مدد کروں گا۔ (9) اور اس مدد کو اللہ نے بس تمہارے لیے بشارت اور اطمینان قلب کا باعث بنایا

قُلُوۡبُكُمۡ‌ ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ

اور (یہ باور کرایا کہ) نصرت تو صرف اللہ کی جانب سے ہے۔ بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا،

حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾ اِذۡ يُغَشِّيۡكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ وَيُنَزِّلُ

حکمت والا ہے۔ (10) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ امن دینے کے لیے

عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَيُذۡهِبَ

تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس سے

عربی حاشیہ

3- ماقبل کی آیت میں حق سے مراد خدائی وعدہ نصرت ہے اور اس آیت میں حق سے مراد اسلام اور باطل سے مراد کفر ہے۔

مجرمین۔ اسلام کے دشمنوں کا لقب ہے۔

4- قدرت نے مسلمانوں کے اطمینان کے لئے بالترتیب ایک ہزار تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کی امداد کا وعدہ کیا ہے۔

5- آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملائکہ کی امداد بشارت فتح اور اطمینانِ قلب کے لئے تھی ورنہ جہاد مسلمانوں ہی کو کرنا تھا۔ مسلمانوں کا کام تھا کہ جہاد کریں اور ملائکہ کا کام تھا کہ ان کے دلوں کو مطمئن اور قدموں کو ثابت رکھیں۔

6- بارش کا ایک فائدہ طہارت تھا اور دوسرا فائدہ شیطانی وسوسہ کا علاج کہ تالاب پر دشمن کا قبضہ ہے۔ اب تم سب پیاسے مرجاؤ گے۔ اور تیسرا فائدہ زمین کا جم جانا ہوا جس کے بعد قدم ثابت رہ سکیں ورنہ ریت میں قدم جمانا بہت

اردو حاشیہ

(۳) جنگ بدر میں ۳۱۳ مسلمان اور وہ بھی بے سروسامانی کے عالم میں کہ صرف ایک یا دو گھوڑے تھے اور دشمن ہزار کی تعداد میں مسلح...... ظاہر ہے کہ مسلمانوں پر ہراس طاری ہونا ہی چاہئے تھا۔ پھر جب کہ پانی پر بھی دشمن کا قبضہ ہو چکا تھا۔

قدرت نے ایسے ماحول میں مسلمانوں کی مختلف انداز سے غیبی امداد کی اور قیامت تک کے لئے امت قرآن کو متوجہ کر دیا کہ راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ جہاد کرو گے تو غیبی امداد کا دروازہ کھلا رہے گا لیکن مکاری اور لفظی بازی گری یا شخصیت پرستی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

بدر میں قدرت کی غیبی امداد کے مظاہر حسب ذیل تھے:

۱۔ اطمینان قلب کے لئے ملائکہ بھیج دیئے گئے۔
۲۔ تھکن دور کرنے کے لئے نیند غالب کر دی گئی۔
۳۔ طہارت کے لئے بارش کر دی گئی۔
۴۔ غسل یا وسوسہ شیطانی کے علاج کے لئے پانی فراہم کر دیا گیا۔
۵۔ زمین کو بارش سے سخت بنا دیا گیا اور کفار کی طرف کیچڑ ہوگئی۔
۶۔ ملائکہ کو ثبات قدم کے انتظام پر مامور کر دیا گیا۔
۷۔ دشمن کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا گیا جس سے ان کے حوصلے پست ہوگئے۔

عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ وَلِيَرۡبِطَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ وَ يُثَبِّتَ

تمہیں پاک کرے اور تم سے شیطانی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو مضبوط بنائے

بِهِ الۡاَقۡدَامَ ؕ ۝۱۱ اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰۤـئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ

اور تمہارے قدم جمائے رکھے۔ (11) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب آپ کا رب فرشتوں کو وحی کر رہا تھا کہ

فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا

تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو میں تمہارے ساتھ ہوں، عنقریب میں کافروں کے

الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا ❼ فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ

دلوں میں رعب ڈالوں گا لہٰذا تم ان کی گردنوں کے اوپر ضرب لگاؤ اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کے

كُلَّ بَنَانٍ ؕ ۝۱۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ۚ

پوروں پر وار کرو۔ (12) یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ

اورجو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اللہ یقیناً سخت عذاب

الۡعِقَابِ ۝۱۳ ذٰلِكُمۡ فَذُوۡقُوۡهُ وَاَنَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابَ

دینے والا ہے۔ (13) یہ ہے تمہاری سزا پس اسے چکھو اور بتحقیق کافروں کے لیے دوزخ کا

النَّارِ ۝۱۴ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمُ الَّذِيۡنَ

عذاب ہے۔ (14) اے ایمان والو! جب میدان جنگ میں کافروں سے

كَفَرُوۡا زَحۡفًا فَلَا تُوَلُّوۡهُمُ الۡاَدۡبَارَ ۚ ۝۱۵ وَمَنۡ يُّوَلِّهِمۡ

تمہارا سامنا ہو جائے تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ (15) اور جس نے اس روز

عربی حاشیہ

مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ے میں قافلہ تجارت کو غیر ذات الشوکہ کہا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ لشکر ذات الشوکہ ہے اور یہ اس بناء پر ہے کہ شوک کانٹے کو کہتے ہیں اور یہ لفظ نیزوں کی انیوں اور پھر ہر طرح کے اسلحہ کے بارے میں استعمال ہونے لگا۔

7۔بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حکم ملائکہ کے لئے ہے کہ اس سے پہلے کا حکم انھیں کے لئے تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے کہ جہاد اصل میں انھیں کا فریضہ ہے۔

ف: جہنم کے لئے لفظ ماویٰ اور پناہ گاہ دلیل ہے کہ فرار کرنے والے ہمیشہ پناہ گاہ کی تلاش میں رہتے ہیں اور انھیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ ان کی واقعی پناہ گاہ صرف جہنم ہے اور بس!

اردو حاشیہ

رحمت کے دروازے آج بھی کھلے ہوئے ہیں بشرطیکہ فلسطین، افغانستان اور دیگر مقامات کے مسلمان راہِ خدا میں جہاد کا حوصلہ پیدا کرلیں اور صرف قیامت ملت کا شوق نہ رکھیں اور دشمنوں کے ہاتھ خودفروشی کا عمل انجام نہ دیں۔

يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى
پیٹھ پھیری مگر یہ کہ جنگی چال کے طور پر ہو یا کسی فوجی دستے سے

فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ
جا ملنے کے لیے تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪
اور بہت بری جگہ ہے۔ (16) پس انہیں تم نے قتل (۴) نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ 8
اور (اے محمدؐ) جب آپ کنکریاں پھینک رہے تھے اس وقت آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے کنکریاں پھینکی تھیں

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾
تا کہ اپنی طرف سے مومنوں کو بہتر آزمائش سے گزارے۔ بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (17)

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا
یہ بھی تمہاری بات اور رہی کافروں کی بات تو اللہ ان کی مکاری کا زور توڑ دینے والا ہے۔ (18) (کافروں سے کہہ دو کہ)

فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ
اگر تم فیصلہ چاہتے ہو (۵) تو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا ۔ اب اگر تم باز آ جاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے

تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ
اور اگر تم نے (اس جرم کا) اعادہ کیا تو ہم بھی (اس سزا کا) اعادہ کریں گے اور تمہاری جماعت کثیر

كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ہو بھی تو تمہارے کسی کام نہ آئے گی اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ (19) اے ایمان والو!

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۹ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا تعلق مشرکین سے ہے اور انھیں تنبیہ کی گئی ہے لیکن بعض حضرات نے سیاق آیات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کا تعلق بھی ضعیف عقیدہ قسم کے مسلمانوں سے جن کی امید فتح پوری ہوگئی لیکن اس کے بعد بھی رسول اکرمؐ سے مالِ غنیمت کے بارے میں اختلاف کررہے تھے ان پر اعتماد نہیں کررہے ہیں۔

8-بلاامتحان کے معنی میں بھی ہے اور احسان کے معنی میں بھی اور یہاں احسان ہی مراد ہے کہ خدا اپنے احسانات کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) آیت شریفہ کے ایک فقرہ میں مسلمانوں کی اصلاح ہے اور دوسرے میں رسول اکرمؐ کی عظمت کا اظہار......مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اپنی فتح پر ناز نہ کرو۔ یہ تمہارا کارنامہ نہیں ہے۔ یہ خدائی امداد کا نتیجہ ہے۔
اور رسولؐ کو بتایا گیا ہے کہ آپ کا عمل درحقیقت اللہ کا عمل ہے اور اس طرح پروردگار آپ کی امت پر اپنے احسانات کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔

(۵) مشرکین نے جنگ بدر میں نکلنے سے پہلے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعا کی تھی کہ جو بلندترین گروہ ہے (یعنی ہم) اس کی فتح ہو۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تمہاری دعا قبول کرلی اور جو ہماری نگاہ میں بلندترین تھا اسے فتح دے دی ہے۔

اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم حکم سننے کے بعد اس سے
تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ
روگردانی نہ کرو۔ (20) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے یہ تو کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا مگر درحقیقت
هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۱ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ
وہ سنتے نہ تھے۔ (21) یقیناً اللہ کے نزدیک تمام جانداروں میں بد ترین
الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۲۲ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ
وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ (22)اور اگر اللہ ان میں بھلائی
فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا
(کا مادہ) دیکھ لیتا تو انہیں سننے کی توفیق دیتا اور اگر انہیں سنوا دیتا تو وہ بے رخی
وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا
کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے۔ (23) اے ایمان والو! اللہ اور رسولؐ کی پکار پر
لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا
لبیک کہو جب وہ تمہیں حیات آفرین باتوں کی طرف بلائیں اور جان لو کہ
اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ
اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور یہ بھی کہ تم سب اسی کی طرف
تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
جمع کیے جاؤ گے۔ (24) اور اس فتنے سے بچو جس کی لپیٹ میں تم میں سے صرف ظلم (۷) کرنے والے

عربی حاشیہ

9-بنی عبداللہ بن قصی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا کہنا تھا کہ ہم لوگ محمدؐ کے پیغام کے بارے میں گونگے اور بہرے ہیں۔ خدا نے ان سب کو روزِ بدر فنا کردیا صرف دو نفر باقی بچے۔

10-یعنی انسان چاہتا کچھ اور ہے اور ہوتا کچھ اور ہے۔

11-خدا کی طرف سے کوئی ارضی یا سماوی مصیبت نازل ہوتی ہے تو اس میں مبتلا سب ہوجاتے ہیں چاہے اس کا سبب کچھ بھی رہا ہو۔

اردو حاشیہ

(۶) حقیقت یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ جس امر کی دعوت دیتے ہیں اس میں قلب ونظر کی زندگی ہوتی ہے اور انسان کی حیات جاودانی کا انتظام ہوتا ہے۔ حد یہ ہے کہ وہ میدانِ جہاد میں شہادت کی دعوت دیتے ہیں تو شہادت بھی ہلاکت اور فنا کا پیغام نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں بھی حیات ابدی کا پیغام ہوتا ہے اور انسان زندہ جاوید ہوجاتا ہے۔

(۷) تفسیر طبری اور تفسیر رازی میں ہے کہ زبیر رسول اکرمؐ سے محوِ گفتگو تھے کہ حضرت علیؑ کا گذر ہوگیا۔ آپ نے زبیر سے علیؑ کے بارے میں سوال کیا۔ زبیر نے کہا کہ اپنی اولاد سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا اس وقت سے بچو جب ان سے جنگ کے لئے جاؤ۔ خود زبیر کا بیان ہے کہ مدتوں مجھے یہ احساس نہیں ہوا کہ اس سے مراد ہم لوگ ہیں۔

مِنكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

ہی نہیں (سب) آئیں گے اور یہ جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (25)

وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم تھوڑے تھے، تمہیں زمین میں کمزور سمجھا جاتا تھا

تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم

اور تمہیں خوف رہتا تھا کہ کہیں لوگ تمہیں ناپید نہ کردیں تو اللہ نے تمہیں پناہ دی

بِنَصْرِهِۦ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾

اور اپنی نصرت سے تمہیں تقویت پہنچائی اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی تا کہ تم شکر کرو۔ (26)

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ[12] وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا

اے ایمان والو! اللہ اور رسول (۸) کے ساتھ خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں بھی

أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ

خیانت نہ کرو درحا لیکہ تم جانتے ہو۔ (27) اور جان لو کہ تمہارے اموال

وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ[13] وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾

اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور بے شک اللہ ہی کے ہاں اجر عظیم ہے۔ (28)

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تووہ تمہیں (حق و باطل میں) تمیز کرنے کی

فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ

طاقت عطا کرے گا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۹ میں تقویٰ اور قوت تفرقۂ حق و باطل کا رابطہ دلیل ہے کہ تقویٰ عملی ہونے کے علاوہ عقلی اور فکری بھی ہوتا ہے جہاں انسان ہرطرح کے تعصب اور تنگ نظری سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اس کے لئے حق و باطل کا امتیاز آسان تر ہوجاتا ہے۔ ھدی للمتقین میں بھی بعض حضرات نے یہی تقویٰ مرادلیا ہے۔

12-خداورسول سے خیانت درحقیقت احکامِ دین سے خیانت کی حسین ترین تعبیر ہے۔ باہمی امانتوں میں خیانت اموال کی خیانت بھی ہے اور مقدسات ومقدرات کی خیانت بھی۔

ملک الٰہی پر غاصبانہ قبضہ اور کفار سے سازباز خدا اور رسول کے ساتھ بدترین خیانت ہے۔

13-خیانت کے اسباب میں مال واولاد ہے اسی لئے اسے آزمائش قرار دیا گیا ہے اور اجر آخرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) بنی قریظہ کے تقاضائے صلح پر پیغمبر اسلامؐ نے سعد بن معاذ کوحکم بنادیا تو ابولبابہ نے یہودیوں کوقتل کی دھمکی دے دی جو ایک طرح کی خیانت تھی۔ پھر جب آیت نازل ہوگئی تو اپنے کوستونِ مسجد سے باندھ کر سات دن تک استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے معاف کر دیا اور سرکار نے آ کر کھول دیا۔ یہ ستون آج بھی ''اسطوانہ ابی لبابہ'' کے نام سے موجود ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ خدا و رسولؐ کے معاملات میں ادنیٰ سی دخل اندازی بھی اس قدر طویل استغفار کی طلب گار ہوتی ہے چہ جائیکہ ان کی مرضی کے خلاف پورے اسلام کی سربراہی کا فیصلہ کرلیا جائے۔

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بڑے فضل والا ہے۔ (29) اور (وہ وقت یاد کریں) جب یہ کفار آپ کے خلاف

لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَ

تدبیر[9] سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کردیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو نکال دیں۔ وہ اپنی چال سوچ رہے تھے اور

يَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۳۰﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اللہ اپنی تدبیر کررہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (30) اور جب انہیں

آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ

ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ایسی باتیں

إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۱﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ

ہم بھی بنا سکتے ہیں یہ تو وہی داستان ہائے پارینہ ہیں۔ (31) اور (یہ بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا:

إِنْ كَانَ هَٰذَا[14] هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا

اے اللہ! اگر یہ بات حق ہے تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے

حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا

پتھر برسایا ہم پر کوئی درد ناک عذاب نازل کر۔ (32) اور اللہ ان پر

كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ

عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہیں اور نہ ہی اللہ انہیں عذاب دینے والا ہے

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ

جب وہ استغفار کر رہے ہوں۔ (33) اور اللہ ان پر عذاب[10]

عربی حاشیہ

14- یہ دیوانگی اور تعصب کی آخری حد ہے کہ انسان دشمنوں کے بارے میں عذاب طلب کرنے کے بجائے اپنے بارے میں عذاب کی دعا کرنے لگے ورنہ یہ دعا کرتے کہ اگر ان کا بیان غلط ہے تو ان پر عذاب نازل کردے۔

اردو حاشیہ

(۹) اہلِ مدینہ کے مکہ آ کر اسلام قبول کرنے پر کفار میں کھلبلی مچ گئی اور ''ندوہ'' میں اجتماع ہوگیا۔ ابوالخیر نے کہا کہ محمدؐ کو قید کر دیا جائے۔ ہشام بن عمرو بولا ملک بدر کر دیا جائے۔ ابوجہل نے کہا کہ سارے قبائل مل کر قتل کر دیں تاکہ بنی ہاشم انتقام نہ لے سکیں۔ ادھر خدا نے حکمِ ہجرت دے دیا اور رسول اکرمؐ حضرت علیؑ کو بستر پر لٹا کر امانتیں واپس کرنے کی ذمہ داری سپرد کر کے ہجرت فرما گئے۔ صبح کو انکشاف ہوا تو کفار ذلیل و رسوا ہوئے اور ان کی مکاری کے مقابلہ میں خدائی تدبیر کی عظمت کا راز واضح ہوگیا۔

(۱۰) جب کفار استغفار نہیں کر رہے ہیں اور عذاب رکا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی دل و جان پیغمبرؐ موجود ہے جس کے وجود کو قدرت نے اہلِ زمین کے لئے امن وامان کا سبب بنا دیا ہے جیسا کہ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں روایات میں بھی وارد ہوا ہے۔

اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا

کیوں نہ نازل کرے جب کہ وہ مسجد الحرام کا راستہ روکتے ہیں

اَوْلِيَآءَهٗ ط اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ

حالانکہ وہ اس مسجد کے متولی نہیں ہیں؟ اس کے متولی تو صرف تقویٰ والے ہیں لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (34) اور خانہ کعبہ کے پاس ان کی نماز (صرف) (۱۲)

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ط فَذُوْقُوا

سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔ پس اب اپنے

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کفر کے بدلے عذاب چکھو۔ (35) جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ اپنے اموال

كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ

(لوگوں کو) راہ خدا سے روکنے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ ابھی مزید

سَبِيْلِ اللّٰهِ ط فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

خرچ کرتے رہیں گے پھر یہی بات ان کے لیے باعث ندامت بنے گی

حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۵ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ

پھر وہ مغلوب ہوں گے اور کفر کرنے والے جہنم کی طرف اکٹھے

يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

کیے جائیں گے۔ (36) تاکہ اللہ ناپاک کو پاکیزہ سے الگ کر دے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۵ دلیل ہے کہ ہر طریقۂ عبادت عبادت کہے جانے کے قابل نہیں ہے بلکہ اس کے لئے مالک کی بارگاہ میں قابلِ قبول ہونے کی شرط ہے جس طرح کہ دورِ حاضر میں وجد وجذب وحال وقال کو نعت رسولؐ یا منقبت اولیاء کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے اور مزخرف حرکات کو مذہب کا ایک حصہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

15- یہ اشارہ ہے کہ مقدسات مذہب کا ولی وسرپرست اور ذمہ دار صرف متقی افراد کو ہونا چاہیے۔ غیر متقی افراد کو متولی بننے کا حق نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ یہ قانون ہر دور میں پامال کیا گیا ہے اور مذہبی عمارتوں کے متولی عام طور سے خائن اور بد دیانت افراد ہوتے رہے ہیں جنھوں نے مساجد کو برباد کیا ہے اور اوقات کو بیچ کھایا ہے۔

16- مکاء سیٹی اور تصدیہ تالی ہے کہ کفار کی عبادت انھیں طریقوں میں منحصر تھی۔

اردو حاشیہ

(۱۱) کفار پر بطور نمونہ کچھ عذاب دنیا میں بھی نازل ہوتا ہے تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو سکے جس طرح کہ جنگ بدر کی شکست کے سلسلہ میں ہوا کہ امیہ بن خلف جس نے جناب بلال کو ان کے اسلام لانے پر اس قدر ستایا تھا کہ انہیں جلتی ریت پر لٹا دیا کرتا تھا اور طرح طرح کی اذیت دیا کرتا تھا۔ بدر کے دن اللہ نے اس کو سزا دی اور بلال ہی نے اسے قتل کیا اور تلوار کی نوک پر اس کا سر اٹھا لیا اور فرط مسرت سے جھومنے لگے۔

(۱۲) آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفار مسجد الحرام میں نماز کے نام پر جمع ہوتے تھے اور تالیاں اور سیٹیاں بجایا کرتے تھے اور قدرت واضح کرنا چاہتی ہے کہ ہر نماز عذاب سے بچانے کا ذریعہ نہیں ہے۔ اس کا جامع الشرائط اور با اخلاص ہونا ضروری ہے۔

وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ

اور ناپاکوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باہم ملا کر یکجا کر دے پھر اس

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے۔ (دراصل) یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ع قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا

خسارے میں ہیں۔ (37) کفار سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ پہلے (ان سے سرزد)

يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ

ہو چکا اسے معاف کر دیا جائے گا اور اگر انہوں نے (پچھلے جرائم کا) اعادہ کیا تو گذشتہ اقوام کے ساتھ

مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا

جو کچھ ہوا وہ (ان کے بارے میں بھی) نافذ ہو گا۔ (38) اور تم لوگ کافروں سے جنگ کرو

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

یہاں تک کہ فتنہ باقی [۱۳] نہ رہے اوردین سارا اللہ کے لیے خاص ہو جائے، پھر اگر وہ

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا

باز آجائیں تو اللہ یقیناً ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (39) اور اگر وہ منہ پھیر لیں

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ

تو جان لو کہ اللہ تمہارا سر پرست ہے۔ جو بہترین سر پرست اور بہترین

النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

مددگار ہے۔ (40)

عربی حاشیہ

17-سنت الاولین سے مراد خدا کا وہ برتاؤ ہے جو اس نے گذشتہ دور میں کفار اور معاندین کے ساتھ کیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں اگرچہ بعض مفسرین نے فتنہ سے صرف کفروشرک کو مراد لیا ہے لیکن بظاہر اس کا مفہوم عام ہے اور اسلامی جہاد کا مقصد سماج کو ہرطرح کے فتنہ وفساد سے پاک کر دینا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) ہر دَور میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جنہیں جہاد سے نفرت تھی یا طول جہاد سے اکتا جایا کرتے تھے اور پرسکون زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ مسلمان کا فرض ہے کہ اس وقت تک جہاد جاری رکھے جبتک فتنہ کا خاتمہ نہ ہو جائے ورنہ دنیا دینِ الٰہی پر متحد نہ ہو جائے۔ اسلامی جہاد کی آخری حد سنہ و سال سے معین نہیں کی جاسکتی ہے۔ اسلامی جہاد کی آخری حد فتنہ کے خاتمہ اور دین کی سرفرازی سے معین کی جاسکتی ہے۔

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ

اور جان لو کہ جو غنیمت تم نے حاصل کی ہے اس کا پانچواں (۱) حصہ اللہ،

وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ

اس کے رسول اور قریب ترین رشتے داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔

ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی

اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے فیصلے کے روز جس دن

عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی

دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے تھے اپنے بندے پر نازل کی تھی اور اللہ

کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۱﴾ اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَۃِ الدُّنۡیَا وَ ہُمۡ

ہر شے پر قادر ہے۔ (41) (وہ وقت یاد کرو) جب تم (وادی) (۲) قریبی ناکے پر اور وہ

بِالۡعُدۡوَۃِ الۡقُصۡوٰی وَ الرَّکۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ ؕ وَ لَوۡ

دور کے ناکے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی جانب تھا اوراگر تم باہمی مقابلے کا عہد کر چکے

تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِی الۡمِیۡعٰدِ ۙ وَ لٰکِنۡ لِّیَقۡضِیَ

ہوتے تب بھی مقررہ وقت میں تم ضرور اختلاف کرتے لیکن (جو کچھ ہوا وہ) اس لیے تھا کہ

اللّٰہُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلًا ۬ۙ لِّیَہۡلِکَ مَنۡ ہَلَکَ عَنۡۢ

اللہ اس امر کو پورا کرے جس کا فیصلہ وہ کر چکا تھا تا کہ ہلاک ہونے والا

بَیِّنَۃٍ وَّ یَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیۡعٌ

واضح دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور زندہ رہنے والا واضح دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور یقیناً اللہ خوب سننے والا،

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ خمس کا حق سادات کسی نسلی امتیاز کی بنا پر نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس لئے ہے کہ انھیں زکوٰۃ سے الگ رکھا گیا ہے اور اس کا راز بھی یہ ہے کہ زکوٰۃ عوامی فائدہ کے لئے تھی تو رسول اکرمؐ نے اپنے خاندان کو اس سے الگ رکھنا چاہا تا کہ کسی قسم کی بدنامی کا امکان نہ پیدا ہو سکے۔

1-غنیمت لغوی اعتبار سے ہر فائدہ کو کہا جاتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے میدانِ جنگ سے حاصل ہونے والے مال کو غنیمت کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا اجتماعی فائدہ ہے اور غیر مقصود فائدہ ہے کہ جہاد مال غنیمت کے لئے نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ بقاء دین کے لئے ہوتا ہے۔

2-عدوہ مثلث العین ہے اور اس کے معنی ہیں میدان کا کنارہ۔

اردو حاشیہ

(۱) رب العالمین نے خمس کے وجوب کے سلسلہ میں جنگ بدر کی نصرت کا حوالہ دیا ہے تا کہ مسلمان مال کی کمی سے اسی طرح نہ گھبرائے جس طرح اصحاب بدر افراد کی کمی سے پریشان نہ تھے اور قدرت نے ان کی کمی کو پورا کر دیا تھا۔

خمس صاحبِ ایمان کا کام ہے اور جس کا نصرت الٰہی پر ایمان نہیں ہے وہ خمس ادا نہیں کر سکتا ہے۔

خمس کا تعلق صرف اصطلاحی غنیمت سے نہیں ہے بلکہ ہر فائدہ میں خمس واجب ہے۔ جس کی تفصیل روایات اہلِ بیت میں موجود ہیں جو وارثِ قرآن بھی ہیں اور شریکِ قرآن بھی ہیں۔

(۲) جنگ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اولاً خدا نے تمہارا محلِ وقوع کفار سے بہتر رکھا۔

پھر قافلہ نشیب کی طرف چلا گیا کہ مال غنیمت کی لالچ جنگ سے مانع نہ ہو جائے۔ پھر اللہ نے دشمنوں کی تعداد کو مسلمانوں کی نظر میں کم کر دیا کہ ان کے حوصلے پست نہ ہونے پائیں...... اور کفار کی نظر میں مسلمانوں کی تعداد کم کر دی کہ وہ زیادہ انتظام نہ کرنے پائیں...... اور پھر ان سب وسائل سے اپنے فیصلہ کو بروئے کار لے آیا کہ تمام امور کی بازگشت بہرحال اللہ ہی کی طرف ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ

جاننے والا ہے۔ (42) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے آپ کے خواب میں (کافروں کے لشکر کو)

اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ

تھوڑا دکھلایا اور اگر آپ کو ان کی مقدار زیادہ دکھلاتا تو (اے مسلمانو) تم ہمت ہار جاتے اور اس معاملے میں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾

جھگڑا شروع کر دیتے لیکن اللہ نے (تمہیں) بچا لیا۔ بے شک وہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ (43)

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم مقابلے پر آگئے تھے تو اللہ نے کافروں کو

وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ

تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھایا اور تمہیں بھی کافروں کی نظروں میں تھوڑا کر کے دکھایا تا کہ اللہ کو جو

مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کام کرنا منظور تھا وہ کر ڈالے اور تمام معاملات کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔ (44) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

جب کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت (۳) سے یاد کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا

تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (45) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرواور آپس میں

تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ

نزاع (۴) نہ کرو ورنہ ناکام رہو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو،

عربی حاشیہ

3-بدر کا معرکہ بظاہر اچانک ہوا ہے کہ دشمن سے لڑائی کا عہد و پیمان نہیں ہوا تھا بلکہ مسلمان صرف قافلہ کا راستہ روکنے آئے تھے اور اسی لئے ہنگامی حالات میں جہاد پر آمادہ ہوگئے ورنہ شائد مدینہ ہی سے نکلنا جھگڑے میں پڑ جاتا۔

4- اختلاف نظر عیب نہیں ہے مگر وہ اختلاف عیب ہے جو کمزوری اور ساکھ اکھڑ جانے کا باعث بن جائے۔

ف: واضح رہے کہ نصفِ خمس سادات کے لئے کسی رشتہ کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ ان کے استحقاق کی بنا پر ہے اور اسی لئے صرف فقراء کے لئے ہے اور وہ بھی ایک سال کے مصارف کے برابر اس سے زیادہ بہرحال جائز نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اشارہ ہے کہ اسلام میں کامیابی کے دو ہی راز ہیں...... شجاعت قدم اور اخلاص...... یادِ خدا سے مراد زبانی ذکر نہیں ہے بلکہ ایسی یاد جو اس کی نصرت پر اعتماد پیدا کرائے اور اس کے احکام کی مکمل اسی پابندی پر آمادہ کرے۔

(۴) درحقیقت کامیابی کے یہ کل پانچ عناصر ہیں:

۱۔ ثباتِ قدم۔
۲۔ ذکرِ خدا۔
۳۔اطاعت خدا و رسولؐ۔
۴۔عدم اختلاف۔
۵۔صبر

صبر کے بغیر کوئی شے کام آنے والی نہیں ہے اور ہر کامیابی کی کنجی صبر ہی کو قرار دیا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا

بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (46) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا

مِنۡ دِیَارِہِمۡ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ

جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے نکلے ہیں اور اللہ کا راستہ

سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ﴿۴۷﴾ وَ اِذۡ زَیَّنَ

روکتے ہیں اور اللہ ان کے اعمال پر خوب احاطہ رکھتا ہے۔ (47) اور جب شیطان نے

لَہُمُ الشَّیۡطٰنُ اَعۡمَالَہُمۡ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الۡیَوۡمَ

ان کے اعمال آراستہ (۵) کرکے انہیں دکھائے اور کہا: آج لوگوں میں سے کوئی تم پر

مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیۡ جَارٌ لَّکُمۡ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ

فتح حاصل کر ہی نہیں سکتا اور میں تمہارے ساتھ ہوں پھر جب دونوں گروہوں کا مقابلہ ہوا تو

نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیۡہِ وَ قَالَ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّنۡکُمۡ اِنِّیۡۤ اَرٰی مَا

وہ الٹے پاؤں بھاگ گیا اور کہنے لگا: میں تم لوگوں سے بیزار ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں

لَا تَرَوۡنَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ ؕ وَ اللّٰہُ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع

جو تم نہیں دیکھ رہے۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ یقیناً سخت عذاب دینے والا ہے۔ (48)

اِذۡ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ

جب (ادھر) منافقین اور جن کے دلوں میں بیماری تھی کہہ رہے تھے: انہیں تو

غَرَّ ہٰۤؤُلَآءِ دِیۡنُہُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ

ان کے دین نے دھوکہ دے رکھا ہے جب کہ اگر کوئی اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ یقیناً بڑا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۶ میں ہوا کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ ہوا کے مخالف ہوجانے کے بعد کشتیاں منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتی ہیں اور ہوا ہی کے زور پر ہر قوم کا پرچم بھی لہراتا ہے ورنہ لپٹ کر رہ جائے گا۔

5-ابوجہل بدر کے لئے لشکر لے کر نکلا تو اس کا اعلان تھا کہ آج ہمارے برابر طاقت کسی کے پاس نہیں ہے ہم بدر میں رقص ورنگ کی محفل جمائیں گے اور مسلمانوں کا راستہ روک دیں گے۔ قرآن حکیم میں انھیں تینوں جذبات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

6-یہ وہ مسلمان ہیں جن کے عقائد کمزور تھے اور حالات کے رخ پر چل رہے تھے۔ حالات خراب دیکھ کر کہنے لگے کہ دین نے بڑا دھوکہ دیا ہے اور مفت میں قتل کرادیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) شیطان ہر دور میں یہی کام انجام دیتا رہتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو ورغلا کر میدان تک لے آتا ہے اور پھر ساتھ چھوڑ دیتا ہے...... شیطان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کس طرح یہ کام انجام دیتا ہے یہ ایک راز ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ اگر کل بدر میں سراقہ بن حارث کی شکل میں آیا تھا تو آج سارے عالمِ اسلام میں امریکہ اور روس کی شکل میں یہی کام انجام دے رہا ہے جس کا تجربہ برسوں سے ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود نادان مسلمان حکام اس کے وعدوں پر اعتبار کرکے اپنے کو مصائب میں مبتلا کرتے جا رہے ہیں اور باہمی اختلافات کے نتائج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (49) اور کاش آپ (اس صورت حال کو) دیکھ لیتے جب فرشتے

كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ

(مقتول) کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے، ان کے چہروں [۶] اور پشتوں پر ضربیں لگا رہے تھے

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ

اور (کہتے جارہے تھے) اب جلنے کا عذاب چکھو۔ (50) یہ عذاب تمہارے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ

کا نتیجہ ہے ورنہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (51) ان کا حال فرعونیوں اور ان سے

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

پہلوں کی طرح ہے۔انہوں نے اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث

بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ

انہیں پکڑ لیا بے شک اللہ قوت والا، سخت عذاب دینے والا ہے۔ (52) ایسا

بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ

اس لیے ہوا کہ اللہ جو نعمت کسی قوم کو عنایت فرماتا ہے اس وقت تک اسے نہیں بدلتا

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [7] وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾

جب تک وہ خود اسے نہیں بدلتے اور اللہ خوب سننے والا، اور جاننے والا ہے۔ (53)

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا

جیسے فرعون والوں اور ان سے پہلوں کا حال ہے۔ انہوں نے اپنے رب کی

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۸ میں یہ احتمال بھی ہے کہ شیطان نے وسوسوں کے ذریعہ گمراہ کیا ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ کسی شخص کی شکل میں آیا ہو جس طرح کہ ہجرت کے موقع پر آیا تھا اور اس کے مجسم نہ ہوسکنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

7- یہ علامت ہے کہ قوم فرعون پر عذاب ان کے انکار کی بنا پر ہوا تھا ورنہ خدا نعمت دے کر واپس نہیں لیا کرتا ہے اور اکثر تو کفر کے بعد بھی دیتا ہی رہتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۴ میں آل فرعون کا ذکر تکرار نہیں ہے بلکہ پہلے یہ ذکر نعمت کی تغییر کے بارے میں ہوا تھا اور اب غرقاب ہوجانے کے ذیل میں ہوا ہے یعنی ملی ہوئی نعمت کے چلے جانے اور نہ آئے ہوئے عذاب کے آجانے دونوں حالات کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) یہ مادی سزا بھی ہوسکتی ہے جو ہمارے مشاہدہ سے بالاتر ہے اور معنوی بھی ہوسکتی ہے کہ عذاب ہر طرف سے انہیں گھیرے رہتا ہے اور اسی عالم میں ان کی روح قبض کی جاتی ہے۔

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ

نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کے گناہوں کے سبب انہیں ہلاکت میں ڈال دیا اور فرعونیوں کو

فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ [8]

غرق کر دیا کیونکہ وہ سب ظالم تھے۔ (54) یقیناً اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والوں میں

عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ

بد ترین وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ (55) جن سے

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

آپ نے عہد (۷) لیا پھر وہ اپنے عہد کو ہر بار توڑ ڈالتے ہیں

مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

وہ ڈرتے نہیں ہیں۔ (56) اگر یہ لوگ لڑائی میں آپ کے ہاتھ آ جائیں تو (انہیں کڑی سزا دے کر)

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ [9] لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا

ان کے ذریعے بعد میں آنے والوں کو بھگا دیں اس طرح شاید یہ عبرت حاصل کریں۔ (57) اور اگر

تَخَافَنَّ [10] مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

آپ کو کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو تو ان کا عہد اسی طرح مسترد کر دیں جیسے انہوں نے کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

بے شک اللہ خیانت کاروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (58) کفار یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ نکلے ہیں۔

كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ

وہ (ہمیں) عاجز نہ کر سکیں گے۔ (59) اور ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۵۹ میں لفظ قوۃ اس قدر عام ہے کہ اس کا اطلاق ہر دور کے وسائل دفاع پر ہوسکتا ہے اور اس کی مزید تاکید اس امر سے کی گئی ہے کہ دشمن خدا تمھارا دشمن بھی ہے لہٰذا اس کے دفاع کی تیاری کرو اور اس کی طرف سے غافل نہ ہوجاؤ۔

8- دابہ ہر زمین پر رینگنے والے اور چلنے والے کو کہا جاتا ہے لیکن عام طور سے جانوروں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور شاید اسی لئے کفار کو جملہ دواب سے بدتر کہا گیا ہے۔

9- کفار کے حمایتی بھی مراد ہوسکتے ہیں اور بعد میں آنے والی قومیں بھی۔

10- وہ خوف جو یقین کی حدوں میں ہو۔ اس کے ساتھ یہ حق دیا گیا ہے کہ عہد شکن کے ساتھ علی الاعلان عہد شکنی کی جائے اور اس کے عہد کو اس کے منھ پر ماردیا جائے۔

اردو حاشیہ

(۷) بنی قریظہ نے عہد کیا تھا کہ کفار کا ساتھ نہ دیں گے لیکن پہلے بدر میں ساتھ دیا، پھر معذرت کر لی اور پھر خندق میں ساتھ دیا تو آیت کے ان کی مراعات ختم کر دیں اور سزا کو ضروری قرار دے دیا کہ یہودیوں کی سرشت ہی میں عہد شکنی شامل ہے۔

مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
جہاں تک تم سے ہو سکے طاقت (٨) مہیا کرو اور پلے ہوئے

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ
گھوڑوں کو مستعد رکھو تا کہ تم اس سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں

دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا
نیز دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے

مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا
اور راہ خدا میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا ثواب ملے گا اور تم پر

تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ
زیادتی نہ ہوگی۔ (60) اور (اے رسول) اگر وہ صلح و آشتی کی طرف مائل (٩) ہو جائیں تو آپ بھی مائل ہو جائیے

عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦١ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا
اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ یقیناً وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (61) اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں

اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۗ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ
تو آپ کے لیے یقیناً اللہ کافی ہے۔ وہی تو ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنین کے ذریعے

بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝٦٢ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۗ لَوْ
آپ کو قوت بخشی ہے۔ (62) اور اللہ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کی ہے۔

اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
آپ روئے زمین کی ساری دلت خرچ کرتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ٦٢ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دشمنانِ اسلام عام طور پر صلح کی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن اس کے باوجود اسلام نے اس تحریک کو رد نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مقابلہ میں نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے کہ اگر دشمن دھوکہ دینا جانتا ہے تو پروردگار مدد کرنا بھی جانتا ہے۔ تم کو چاہیے کہ صلح کی تحریک کو رد نہ کرو اور اس کے بعد معاملات کو خدا کے حوالے کردو۔

اردو حاشیہ

(٨) یہ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے کہ مسلمانوں کو ہر دَور میں کفار کے مقابلہ کے لئے طاقت کا انتظام رکھنا چاہیئے کہ یہ دنیا ہمیشہ اہلِ قوت کے ہاتھ میں رہتی ہے اور وہی اس کے سیاہ وسفید کے مالک ہوتے ہیں۔ آج امریکہ اور روس کے بلاک کی بنیاد بھی ان کی مادی قوت ہی ہے تو اگر مسلمان مقابلہ کی قوت پیدا کرلیں تو یہ سارا طلسم ٹوٹ جائے گا اور دنیا اسلام کے زیرِ نگیں آ جائے گی۔ گھوڑوں کا ذکر بطور مثال کیا گیا ہے کہ اس کی صف بندی سے ہیبت پیدا ہوتی ہے ورنہ ہر طرح کے سامان حرب کا فراہم کرنا مسلمانوں کا فرض ہے جیسا کہ خود سرکار دوؐ عالم نے تیر اندازی کی تاکید کی تھی۔ اور پھر راہِ خدا میں خرچ کا مطالبہ کیا ہے کہ قوت کی فراہمی سرمایہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ مال بھی خرچ کریں اور طاقت بھی فراہم کریں تا کہ کفر کا جادو ختم ہو جائے۔

(٩) یہ اس وقت ممکن ہے جب واقعی سلامتی کے خواہاں ہوں ورنہ مکاری کا علاج الگ ہے اور عہد شکنی کی سزا پہلے بیان ہو چکی ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

لیکن اللہ نے ان (کے دلوں) کو جوڑ دیا۔ یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (63) اے نبی!

النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع

آپ کے لیے اور آپ کی اتباع کرنے والے مومنین کے لیے اللہ کافی ہے۔ (64)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ

اے نبی! مومنوں کو جنگ کی ترغیب دیں۔ اگر تم میں

يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

بیس صابر (جنگجو) ہوں تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور اگر تم میں سو افراد ہوں تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے

كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ

کیونکہ وہ ایسے لوگ (۱۰) ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔ (65) اب اللہ نے تم لوگوں سے ہلکا کر دیا ہے

عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا [12] ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

اور اللہ کو علم ہوا ہے کہ اب تم میں کمزوری آگئی ہے لہٰذا اب اگر تم میں

صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ

سو صابر افراد ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں تو

يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

دو ہزار پر باذن خدا غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (66)

عربی حاشیہ

11- یہ آیت اور اس کے بعد کی آیت علامت ہے کہ نصرت الٰہی کے ساتھ بھی مومنین کی امداد کی ایک خاص اہمیت ہے اور اسی لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ عرش اعظم پر یہ فقرہ لکھا ہوا ہے کہ ہم نے نبی کی تائید علیؑ کے ذریعہ کی ہے۔

12- ضِعف دگنے کو کہتے ہیں اور ضُعف کمزوری کو۔ ضُعف عام طور سے عقل کی کمزوری کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) میدانِ جہاد میں ثبات قدم کے لئے صبر اور فہم درکار ہے اور صاحبانِ ایمان دونوں سے مسلح ہوتے ہیں اس لئے خدا ان کی تائید کرتا ہے اور دس گنا یا کم سے کم دو گنے پر بھی انہیں غالب بنا دیتا ہے۔

بعض علماء نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ دگنے سے کم دشمن کے مقابلہ میں فرار کرنا حرام ہے۔ اس قدر جہاد تو کمزور مسلمانوں پر بھی واجب ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى [13] حَتّٰى يُثْخِنَ فِي

یہ کسی نبی کے شایان نہیں ہے کہ زمین میں دشمن کو کچل دینے سے پہلے

الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ

اس کے پاس قیدی ہوں۔ تم لوگ دنیاوی مفاد چاہتے ہو جبکہ اللہ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے

الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ

یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (67) اگر اللہ کی طرف سے

اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞

ایک بات لکھی نہ جا چکی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کی تمہیں بڑی سزا ہو جاتی۔ (68)

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

بہرحال اب تم نے جو مال حاصل کیا اسے حلال اور پاکیزہ طور پر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ [14] فِيْۤ

یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (69) اے نبی! جو قیدی تمہارے قبضے میں ہیں

اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا

ان سے کہہ دیں کہ اگر اللہ کو علم ہوا کہ تمہارے دلوں میں کوئی اچھائی ہے تو

يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

جو تم سے لیا گیا ہے وہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا،

رَّحِيْمٌ ۞ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ

رحم کرنے والا ہے۔ (70) اور اگر یہ لوگ آپ سے خیانت کرنا چاہیں تو اس سے پہلے وہ اللہ کے ساتھ

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید نے مسلمان اقلیت کی کامیابی کا راز صبر کو قرار دیا ہے اور اسی بنا پر صرف بیس کی مثال دی ہے جو صبر کے سہارے خدا کو ساتھ لے کر دس گنا لشکر پر غالب آسکتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۷ میں پہلا خیر اللہ کی نظر میں اسلام اور ایمان ہے اور دوسرا خیر دشمن کی نظر میں مال دینا ہے جو اسلام کی نگاہ میں عقیدہ کے مقابلہ میں کوئی خیر نہیں۔

13-اسریٰ اسیر کی جمع ہے۔ اثخان۔ شدت کے معنی میں ہے اور عرض وہ شے ہے جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔

14- کہا جاتا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے عباس سے فدیہ طلب کیا تو انھوں نے کہا کہ میں تو مسلمان تھا مجھے زبردستی میدان میں لایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے تو تمھیں اس کا اجر مل جائے گا۔ کہا کہ میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔ فرمایا جو اپنی بیٹی کے پاس رکھ کر آئے ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۱) اسلامی شوکت کے مکمل اور محفوظ ہو جانے سے پہلے کفار کا قتل عام ضروری ہے اور قیدی بنانے کا کوئی سوال نہیں ہے کہ وہ بعد میں خطرہ بن جائیں گے۔ شوکت اسلام کے محفوظ ہو جانے کے بعد قیدی بنانے کا حق ہے اور یہ اختیار پیغمبرؐ کو ہے کہ وہ بلا فدیہ کے آزاد کر دے یا فدیہ لے کر آزاد کر دے۔

بعض مسلمانوں نے بدر میں قیدی بنایا اور پھر مال لے کر آزاد کر دیا۔ رب العالمین نے اس امر کی مذمت کی ہے اور اسے باعثِ عذاب قرار دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس نے معاف کرنے کا فیصلہ بھی کر دیا تھا ورنہ عذاب نازل ہو جاتا اور اب مال لے لیا ہے تو اسے استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی ہے۔

مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ اِنَّ

خیانت کر چکے ہیں پس اس نے انہیں (آپ کے) قابو میں کر دیا اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (71) بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور انہوں نے اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

راہ [۱۲] خدا میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے پناہ دی اور مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ [15] ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

اور جو لوگ ایمان تو لائے مگر انہوں ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں ان کی ولایت سے

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ

تمہارا کوئی تعلق نہیں البتہ اگر انہوں نے دینی معاملے میں تم لوگوں سے مدد مانگی تو

اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

ان کی مدد کرنا تم پر اس وقت فرض ہے جب یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہ ہو

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جس سے تمہارا معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال پر خوب نظر

بَصِيْرٌ ۝۷۲ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

رکھتا ہے۔ (72) اور جنہوں نے کفر کیا ہے وہ ایک دوسرے [۱۳] کے مددگار ہیں۔

[16] اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝۷۳ ؕ

اگر تم لوگ اس (دستور) پر عمل نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔ (73)

عربی حاشیہ

کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا میرے خدا نے بتایا ہے۔

کہا کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ راز میرے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔

15-اس آیت میں ولایت نصرت اور سرپرستی ہے اور آخری آیت میں ولایت احقیت بالمیراث کے معنی میں ہے۔

16-یہ حرف مرکب ہے اِن اور لا سے یعنی اگر تم ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷۲ میں مہاجرین اولین کی تعریف کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انھیں جملہ اسلامی احکام سے بالاتر بنا کر ان کا احترام کیا جائے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کا یہ عمل محترم ہے۔ اس کے بعد وہ کردار کا تحفظ کریں تو محترم رہیں گے ورنہ نہیں رہ جائیں گے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) آیت کریمہ کا صاف اعلان ہے کہ اسلام میں تنہا ایمان کی کوئی اہمیت نہیں ہے جب تک اس کے مطابق عمل نہ ہو اور یہ عمل روز اول مکہ میں ہجرت اور جہاد کی شکل میں تھا اور مدینہ میں نصرت اور پناہ دینے کی شکل میں ظاہر ہوا کہ ان اعمال کے بعد ایک کی نصرت دوسرے پر فرض تھی۔ جب تک ظلم کرنے والا مسلمانوں کے معاہدہ میں نہ ہو کہ عہد شکنی باعث بدنامی ہے اور وہ جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی ہجرت نہ کرے تو اسے نصرت کا کوئی حق نہیں ہے۔

سوال صرف یہ ہے کہ جب مسلمان بے سروسامان ہجرت کر رہے تھے تو مال سے جہاد کرنے کے کیا معنی تھے؟ اس کا ایک امکان یہ ہے کہ وہ جہاد مراد ہو جو مکہ میں ہجرت سے پہلے کیا تھا یا خود مکہ میں اموال کو چھوڑ کر راہِ خدا میں ہجرت کر جانا ہی جہاد شمار کیا گیا ہو۔

(۱۳) مقصد یہ ہے کہ کفار آپس میں کسی قدر اختلاف رکھتے ہوں اسلام کے مقابلہ میں سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں لہٰذا تمہیں بھی ان کے مقابلہ میں متحد رہنا چاہئے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور جو لوگ ایمان لائے اور مہاجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
نیز جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن (۱۴) ہیں۔

حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ان کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔(74)اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے

مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ
اور ہجرت کی اور تمہارے ہمراہ جہاد کیا وہ بھی تم میں شامل ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ
اور اللہ کی کتاب میں خونی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع
بے شک اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(75)

اٰیاتها ۱۲۹ — ۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ — رکوعاتها ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ
اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (اعلان) بیزاری ہے ان مشرکوں کی طرف جن سے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱﴾ ؕ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
تمہارا معاہدہ (۱) تھا۔ (1) پس تم لوگ اس ملک میں چار مہینے چل پھر لو

عربی حاشیہ

اردو حاشیہ

(۱۴) امام زین العابدینؑ نے صحیفہ سجادیہ میں ان اصحاب کی بے پناہ تعریف کی ہے جو اسبات کی دلیل ہے کہ مذہب اہلِ بیتؑ میں صحابہ کرام کے اخلاص کی بہترین قدر دانی کی جاتی ہے البتہ منافقین کی کسی فرق میں کوئی قیمت نہیں ہے۔

صحیفہ سجادیہ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے۔

(۱) ۸ھ میں مکہ کے فتح ہونے کے بعد اور شوکت اسلام کے مکمل ہو جانے کے بعد قدرت نے مشرکین سے عام بے زاری کا اعلان کر دیا جس کے لئے باتفاق مفسرین و مورخین حضرت علیؑ کا انتخاب کیا گیا اور انہوں نے ابوبکر کو معزول کر کے ۱۰ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کے پاس یہ اعلان پڑھ کر سنا دیا اور کفار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کا اعلان ہو گیا لیکن اس کے بعد بھی جن لوگوں سے کسی خاص مدت کا معاہدہ تھا جیسے بنی کنانہ وغیرہ انہیں اس مدت تک چھوٹ دے دی گئی کہ اسلام عہد شکنی کا الزام نہیں لینا چاہتا تھا۔

وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي

اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا

الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ [1] مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ

کرنے والا ہے۔ (2) اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن

الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَ

لوگوں کے لیے اعلان ہے کہ اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور

رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

اس کا رسول بھی پس اگر تم توبہ کرلو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اگر منہ پھیر لو گے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ (3) البتہ جن مشرکین تمہارا معاہدہ تھا

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا

پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی قصور نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو

فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ایسے لوگوں کے ساتھ جس مدت کے لیے معاہدہ ہوا ہے اسے پورا کرو، بتحقیق اللہ اہل تقویٰ کو

الْمُتَّقِيْنَ ۝٤ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ [2] الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

دوست رکھتا ہے۔ (4) پس جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکن کو

عربی حاشیہ

1- اذان اعلانِ عام ہے اور حج اکبر کا دن ۱۰ ذی الحجہ کا دن ہے جسے حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سال مسلمان اور کفار سب جمع تھے۔ اس کے بعد پھر ایسا اجتماع نہیں ہوسکا۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے ایک سال کے بعد ۹ھ میں ہوا ہے اور چار ماہ کی مدت ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۰ ربیع الآخر تک ہے۔ واضح رہے کہ حج اکبر جمعہ یا جمعرات سے طے نہیں ہوتا ہے بلکہ جب عبادت میں سیاست کا پہلو شامل ہوجاتا ہے اور حج میں کفار سے بیزاری کا اعلان عام کیا جاتا ہے تب حج حج اکبر کہے جانے کے قابل ہوتا ہے۔

2- یہاں وہ چار مہینے مراد نہیں ہیں جن میں جہاد حرام ہے بلکہ یہ چار مہینے مراد ہیں جن میں چھوٹ دی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

حَيْثُ وَ جَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ

تم جہاں پاؤ قتل (۲) کرو اور انہیں پکڑو اور گھیرو اور ہر گھات پر

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا

ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ تو بہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بڑا در گزر کرنے والا،

رَّحِيْمٌ ۝ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

رحم کرنے والا ہے۔ (5) اور اگر مشرکین (۳) میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ مانگے

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۗ

تو اسے پناہ دے دیں تا کہ وہ کلام اللہ کو سن لے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ كَيْفَ يَكُوْنُ

ایسا اس لیے ہے کہ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔ (6) اللہ اور اس کے رسول

لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا

کے نزدیک کوئی عہد مشرکین کے لیے کیسے ہو سکتا ہے بجز ان لوگوں کے

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا

جن سے تم نے مسجد الحرام کے پاس معاہدہ کیا ہے؟ پس جب تک وہ تمہارے ساتھ (اس عہد پر) قائم رہیں

لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ

تم بھی ان کے ساتھ قائم رہو۔ یقیناً اللہ اہل تقویٰ (۴) کو دوست رکھتا ہے۔ (7) (ان سے عہد)

عربی حاشیہ

3-اسلام میں صرف توبہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ نماز اور زکوٰۃ ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ جب کفار کا اسلام نماز اور زکوٰۃ کے بغیر قابل قبول نہیں ہے تو مسلمان کا ایمان کس طرح قابل قبول ہوگا۔

4-رسول اکرمؐ نے بنی کنانہ سے مسجد الحرام کے پاس عہد و پیمان کیا تھا ورنہ جگہ کی شرط نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ اعلان برأت یک طرفہ عہد شکنی نہیں ہے بلکہ اس صورتِ حال کے لئے حفظ ماتقدم ہے جو رسول اسلامؐ کے پیش نظر تھی کہ مشرکین نے عہد شکنی کا مکمل انتظام کر لیا تھا اور کسی وقت بھی اسلام پر حملہ کر سکتے تھے۔

ف: عہد شکن گروہ سے مراد وہ مشرکین ہیں جنھوں نے بظاہر مسلمانوں سے دشمنی ترک کر دینے کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن اندر اندر سازشیں بھی کر رہے تھے۔ ورنہ قریش تو ۸ھ ہی میں اظہارِ اسلام کر چکے تھے اور یہ سورہ ۹ھ میں

اردو حاشیہ

(۲) یہ کفار کی بدعہدی، شرارت اور خانہ خدا کی بے حرمتی کی سزا ہے ورنہ اسلام لا اکراہ فی الدین کے عہد پر قائم ہے اور وہ دین میں کسی طرح کا جبر نہیں کرنا چاہتا لیکن اشرار کو آزاد بھی نہیں کرنا چاہتا بلکہ ان کی ناکہ بندی کو بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ روئے زمین پر فساد پھیلا سکیں اور اپنے حدود کے اندر رہ کر زندگی گزاریں۔

(۳) یہ اسلام کا بہترین اخلاقی اور تبلیغی پروگرام ہے کہ کوئی پناہ مانگے تو پناہ دے دو تا کہ اخلاقیات متاثر نہ ہوں اور پھر اسے کلام خدا سناتے رہو تا کہ مذہب سے باخبر ہوتا رہے اور آخر میں اس کے گھر پہنچا دو تا کہ وہ تمہارا پیغام اپنے علاقہ میں نقل کرے جہاں تمہارا نقل کرنا عام حالات میں ممکن نہیں ہے۔

(۴) دینِ اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ وہ ہر قدم پر تقویٰ کی دعوت دیتا ہے اور کسی مقام پر حکم الٰہی کی مخالفت کو جائز نہیں قرار دیتا۔ حد یہ ہے کہ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں بھی تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے تا کہ مسلمان جذبات و خواہشات کی پیروی نہ کرنے پائیں اور اسلام کے دامن پر ظلم و تعدی کا دھبہ نہ لگنے پائے۔

وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ [5]

کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اگر وہ تم پر غلبہ حاصل کر لیں تووہ نہ تو قرابتداری کا لحاظ کریں گے

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ

اور نہ عہد کا؟ وہ زبان سے تو تمہیں خوش کر دیتے ہیں مگر ان کے دل انکار پر تلے ہوئے ہیں اور ان میں

فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا

اکثر لوگ فاسق ہیں۔ (8) انہوں نے اللہ کی آیات کے عوض تھوڑی سی قیمت وصول کر لی ہے

عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا

اور وہ اللہ کے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ یقیناً جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے۔ (9) نہ

يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ [6] اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

تو یہ کسی مومن کے حق میں قرابتداری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کااور یہی لوگ زیادتی کا ارتکاب

الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا

کرنے والے ہیں۔ (10) پس اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اورزکوۃ دیں

الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

تو وہ تمہارے (۵) دینی بھائی ہیں اورعلم رکھنے والوں کے لیے ہم آیات کو واضح کر کے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

بیان کرتے ہیں۔ (11) اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ دیں

عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ [7]

اور تمہارے دین کی عیب جوئی کرنے لگ جائیں تو کفر کے اماموں سے جنگ کرو

عربی حاشیہ

نازل ہوا ہے۔

5- آل ہمسائگی یا قرابت داری ہے اور ذمہ عہد و پیمان اور قول وقرار ہے۔

6- یہ تکرار دلیل ہے کہ انھیں رسول اکرمؐ اور صحابہ ہی سے اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ ہر مومن کے دشمن ہیں اور انھیں اسلام وایمان سے اختلاف اور عداوت ہے۔

7- سربراہوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ عوام الناس کو جنگ پر وہی اکساتے ہیں اور انھیں کا خوف مسلمانوں کے دلوں سے نکل جانا چاہیے۔ کاش مسلمان سربراہوں میں بھی یہ حوصلہ پیدا ہوجائے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ ائمہ کفر سے مراد سردار قریش نہیں ہیں کہ ان کی ایک جماعت بدر میں قتل ہوچکی تھی اور دوسری فتح مکہ میں اعلان اسلام کرچکی تھی۔ اس سے مراد مشرکین کے عام سربراہ اور لیڈر ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) گذشتہ آیت میں توبہ کے بعد فقط راستہ چھوڑ دینے کی دعوت دی گئی تھی اور اس آیت میں برداری کی تعلیم بھی دی گئی ہے تاکہ مسلمان نومسلم افراد سے بالکل بے تعلق نہ ہو جائیں اور انہیں بھی اپنی برادری کا درجہ دیں۔

اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ

کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید وہ باز آجائیں۔ (12) کیا تم ایسے لوگوں سے

قَوۡمًا نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَ

نہیں لڑو گے جو اپنی قسمیں توڑ دیتے ہیں اور جنہوں نے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا تھا؟

هُمۡ بَدَءُوۡكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ ‌ؕ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ‌ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ

انہی لوگوں نے تم سے زیادتی میں پہل بھی انہوں نے کی تھی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟

اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوۡهُمۡ يُعَذِّبۡهُمُ

اگر تم مومن ہو تو اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ (13) ان سے لڑو تا کہ

اللّٰهُ بِاَيۡدِيۡكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنۡصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ وَ يَشۡفِ

اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے اور انہیں رسوا کرے اور ان پر تمہیں فتح دے

صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۙ﴿۱۴﴾ وَيُذۡهِبۡ غَيۡظَ قُلُوۡبِهِمۡ‌ ؕ وَ

اور مومنین کے دلوں کو ٹھنڈا کرے۔ (14) اور ان کے دلوں کا غصّہ نکالے اور

يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۵﴾ اَمۡ

اللہ جسے چاہتا ہے توبہ نصیب کرتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (15) کیا تم

حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَكُوۡا وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا

لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے؟ حالانکہ اللہ (۷) نے

مِنۡكُمۡ وَلَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوۡلِهٖ وَلَا

ابھی یہ بھی نہیں دیکھاہے کہ تم میں سے کس نے جہاد کیا اور کس نے اللہ اس کے رسول

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین نے آیت نمبر ۱۴ سے عقیدہ جبر ثابت کرنا چاہا ہے جب کہ رب العالمین کا بایدیکم کہنا خود دلیل ہے کہ وہ مسلمانوں کے عمل کو اپنا قرار دے کر ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ان کی نصرت اور ان کے دلوں کی تسکین کا بھی ذکر کیا ہے ورنہ عمل اجباری ہوتا تو تسکین قلب کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا اور نصرت کے کیا معنی تھے۔

اردو حاشیہ

(۶) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض مسلمان جہاد کے نام سے خوفزدہ تھے اور اسلام کے نام پر جہاد سے دلچسپی نہ رکھتے تھے تو انہیں کفار کے مظالم یاد دلائے گئے کہ ان لوگوں نے دس سالہ امن و امان کے معاہدہ کو توڑا ہے اور اس سے پہلے رسولؐ کے مکہ سے نکال دینے کی سازش کی ہے اور پھر بدر کے میدان میں جنگ کی ابتدا بھی کی ہے تو کیا ان مظالم کے بعد بھی تمہاری غیرت بیدار نہیں ہوتی ہے اور تم ان سے جہاد کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

(۷) دین خدا میں دعویٰ کی کوئی اہمیت نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ دلیل نہ ہو۔ اہل ایمان کا ایمان بھی دو طریقوں سے پرکھا جاتا ہے:

۱۔ راہِ خدا میں جہاد کریں۔

۲۔ دشمن اسلام سے ساز باز نہ کریں۔ ورنہ ان دونوں باتوں کے بغیر اسلام و ایمان بالکل بے قدر و قیمت ہو کر رہ جاتا ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً [8] ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا

اور مومنین کے سوا اور کسی کو اپنا بھیدی نہیں بنایا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (16) مشرکین کو

كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا [9] مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ

یہ حق حاصل نہیں کہ مساجد کو آباد کریں درآنحالیکہ وہ خود اپنے کفر کی

عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ

شہادت دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال برباد ہو گئے

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ

اور وہ آتش میں ہمیشہ رہیں گے۔ (17) اللہ کی مسجدوں کو یقیناً وہی لوگ آباد (۸) کر سکتے ہیں جو اللہ

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَ

اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز قائم کرتے ہوں نیز زکوٰۃ ادا کرتے ہوں

لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ

اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھاتے ہوں۔ امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ [10] الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ

ہو جائیں گے۔ (18) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کی آباد کاری کو

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اس شخص کے برابر قرار دیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور

جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟ اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے

عربی حاشیہ

8-ولیجہ قریب ترین دوست کو کہا جاتا ہے جومحرم اسرار بھی ہوتا ہے۔

9-عمارت کے معنی آباد کرنے کے بھی ہیں اور عبادت کرنے کے بھی ہیں۔ مشرکین سے نہ مساجد کی آبادی کی توقع ہے اور نہ عبادت الٰہی کی کہ خود اپنے کفر کا گواہ عبادت نہیں کرسکتا ہے۔

10-سقایہ اس آلہ کو بھی کہتے ہیں جس کے ذریعہ پانی پلایا جاتا ہے۔اورخود پانی پلانے کو بھی کہتے ہیں اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۸ نے واضح کردیا ہے کہ تعمیر مساجد کا کام کامل الایمان قسم کے افراد کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے ورنہ اس کے بغیر مساجد کی آبادی ممکن نہیں ہے اور مسجدوں کے سیاسی اکھاڑے اور نفسانیت کے اڈے بن جانے کا خطرہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) صاحبانِ ایمان کو غیرت دلائی گئی ہے کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور بندگانِ خدا کا فرض ہے کہ اپنے گھروں سے زیادہ اللہ کے گھر کی آبادی کی فکریں کریں۔ یہ کام مشرکین کا نہیں ہے بلکہ یہ کام صاحبانِ ایمان کا ہے۔

مساجد کو آباد کرنے کے لئے پانچ شرائط ضروری ہیں:

۱۔ خدا پر ایمان ہو تا کہ خانہ خدا سے دلچسپی پیدا ہو۔

۲۔ آخرت پر ایمان ہو تا کہ دنیا کا فائدہ نہ تلاش کریں۔نماز قائم کرے تا کہ آبادی کی فکر رکھے۔

۳۔ نماز قائم کرے تا کہ آبادی کی فکر رکھے۔

۴۔ زکوٰۃ ادا کرے تا کہ آبادی کی راہ میں خرچ کر سکے۔

۵۔ خدا کے علاوہ کسی کا خوف نہ رکھتا ہو تا کہ صرف چند افراد کے طعن وطنز کرنے سے مسجد چھوڑ نہ دے۔مسجد کی تولیت اور اس کے انتظام کی ذمہ داری اس سے زیادہ شرائط کی متقاضی ہے۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ (19) جو لوگ ایمان لائے اور

هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

ہجرت کی اور اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے راہِ خدا میں

اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک نہایت عظیم درجہ رکھتے ہیں اور وہی لوگ

الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ [11] مِّنْهُ وَ

کامیاب ہیں۔ (20) ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی کی اور

رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ ۙ

ان جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی نعمتیں ہیں۔ (21)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ان میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کے پاس عظیم ثواب ہے۔ (22)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ

اے ایمان والو! تمہارے آباء اور تمہارے بھائی اگر ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں

اَوْلِيَآءَ [12] اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ

تو انہیں اپنا ولی نہ بناؤ اور یاد رکھو کہ تم میں سے جو لوگ انہیں ولی بنائیں گے

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ

وہ ظلم کا ارتکاب کرنے والے ہوں گے۔ (23) کہہ دیجئے:

عربی حاشیہ

آیت نمبر ۱۹ میں اس سے بالاتر درجہ کا تذکرہ ہے جس کا مصداق باتفاق محدثین صرف حضرت علیؑ ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

11- صاحبانِ ایمان سے تین چیزوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایمان ہجرت اور جہاد تو تین ہی چیزوں کا وعدہ بھی کیا گیا ہے رحمت، رضائے الٰہی اور جنت۔

12-اسلام میں ماں باپ اور بھائیوں کی محبت مطلوب ومحبوب ہے لیکن اگر وہ کفر کو ایمان پر مقدم کریں تو یہ محبت حرام ہے اس لئے کہ اصل شے قرابت نہیں ہے اصل شے دین ومذہب ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) عباس بن عبدالمطلب کو حاجیوں کی سقایت پر ناز تھا طلحہ بن شیبہ کلید برداری پر ناز کر رہے تھے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے تم سب سے پہلے نماز ادا کی ہے اور ایمان کا اعلان کیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت علیؑ کی افضلیت کا اعلان ہو گیا۔

كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ۚ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ

تمہارے آباء اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور تمہاری وہ تجارت جس کے بند ہونے کا تمہیں خوف ہے اور تمہاری پسند کے مکانات اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو ٹھہرو! یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کی راہنمائی نہیں کیا کرتا۔ (24) بتحقیق اللہ بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین (۱۰) کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے تمہیں غرور میں مبتلا کر دیا تھا مگر وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (25) پھر اللہ نے

ع ۳ ۹/۸

عربی حاشیہ

13- حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے جہاں کی جنگ کو غزوہ حنین، غزوہ اوطاس اور غزوہ ہوازن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مواطن کثیرہ سے مراد جنگ بدر جنگ بنی نضیر، بنی قریظہ اور فتح مکہ وغیرہ ہے۔

واضح رہے کہ حنین کی صورت حال اس قدر سنگین تھی کہ بارہ ہزار میں سے صرف دس افراد حضرت علیؑ کے ساتھ میدان میں رہ گئے تھے۔ باقی سب فرار کر گئے تھے جن میں حضرات خلفاء اسلام بھی شامل تھے اور قرآن نے بھی ایک مجموعی فرار کا ذکر کیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۴ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ دنیاوی مفادات کو جہاد پر مقدم کرنے والوں کو شدید حالات اور بدترین مستقبل کا انتظار کرنا چاہیے۔ رب العالمین ایسے لوگوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے کہ انھوں نے دین کو سبک قرار دیا ہے اور اس کے حقائق کی توہین کی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) فتح مکہ کے بعد بنی ہوازن وثقیف نے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ایک عظیم لشکر تیار کیا۔ رسول اکرمؐ کو اطلاع دی گئی تو آپ بھی دس ہزار انصار و مہاجرین اور دو ہزار نو مسلم ابوسفیان اور معاویہ جیسے افراد کو لے کر روانہ ہو گئے۔ کفار نے درہ پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کے پہنچتے ہی تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف دس افراد باقی رہ گئے۔ علیؑ، عباسؓ، فضل بن عباس، مغیرہ بن الحارث، زید بن اسامہ، ایمن بن ام ایمن وغیرہ۔ عباس نے مسلمانوں کو آواز دی۔ اے بیعت شجرہ والو! اے سورہ بقرہ والو! واپس آ جاؤ۔ مسلمان واپس آ گئے اور گھمسان کا رن پڑا تو کفار مغلوب ہو گئے۔ کفار کا سربراہ ابوجرول تھا۔ حضرت علیؑ نے اسے قتل کر دیا تو کفار کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو کثیر مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ چھ ہزار عورتیں اور بچے قیدی بنے۔ ۲۴ ہزار اونٹ ملے اور تقریباً ۴۰ ہزار گائے اور بکریاں ہاتھ آئیں۔ علامہ شرقادی نے کتاب ''محمد رسول الحریۃ'' میں لکھا ہے کہ ابوسفیان وغیرہ جنگ کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کو فرار پر آمادہ کرنے کے لئے ساتھ لگ گئے تھے۔

فخر الدین رازی کا بیان ہے کہ کثرت پر ناز ابوبکرؓ کو پیدا ہوا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ اب ہم نہیں ہار سکتے ہیں۔

سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ
اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور تمہیں نظر نہ (۱۱) آنے والے

جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ
لشکر اتارے اور کفار کو عذاب میں مبتلا کر دیا اور کفر اختیار کرنے والوں کی

جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ
یہی سزا ہے۔ (26) پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہتا ہے توبہ نصیب فرماتا ہے

عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (27) اے ایمان والو!

آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ 14 فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
مشرکین تو بلاشبہ ناپاک ہیں (۱۲) لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجدالحرام کے

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا 15 ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ
قریب نہ آنے پائیں اور اگر (مشرکین کا داخلہ بند ہونے سے) تمہیں غربت (۱۳) کا خوف ہے تو

يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
(اس کی پروا نہ کرو) اگر اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا۔ یقیناً اللہ بڑا جاننے والا،

حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ
حکمت والا ہے۔ (28) اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جنگ کرو جو اللہ (۱۴) اور

الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا
روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ حرام کیا ہے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ رب العالمین نے سکینہ نازل کرنے میں رسول اکرمؐ اور مومنین کا ذکر کیا ہے اور ''علیکم'' نہیں کہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ سکون واطمینان کا تعلق منافقین اور میدان سے بھاگ جانے والوں سے نہیں ہے۔

14- نجس مصدر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین مجسمہ نجاست اور نجس العین ہیں۔

مسجدالحرام فقط بطور مثال ہے ورنہ ہر مسجد کا نجاست سے محفوظ رکھنا واجب ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) اس لشکر سے ملائکہ بھی مراد ہو سکتے ہیں اور دوسری غیبی طاقتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں کہ خدائی لشکر کا کوئی حساب نہیں کر سکتا ہے۔

(۱۲) مشرکین کے نجس العین ہونے کا اعلان اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا داخلہ ہر حالت میں اور ہر مسجد میں حرام ہے کہ مساجد بیوت خدا ہیں اور بیوت اللہ اپنے احترام میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض احکام کے اعتبار سے آپس میں فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ مشرکین کے اس تذکرہ کے بعد اہل کتاب کا تذکرہ اور سورہ بقرہ و بینہ میں اہل کتاب کا مشرکین کے مقابلہ میں تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ احترام مسجد کے اعتبار سے دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہے اور دونوں کا داخلہ ممنوع ہے کہ دونوں کفر میں مشترک حیثیت کے مالک ہیں۔

(۱۳) یہ نکتہ ہر دور کے مسلمانوں کے لئے اور بالخصوص آج کے مسلمان حکام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اراضی اسلام میں کفار کا داخلہ صرف اس بنا پر کہ ان کے بغیر معاشی حالات خراب ہو جائیں گے خدائی وعدہ پر بے اعتمادی کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ کاش خدام حرمین اور مدعیان توحید اس نکتہ کو سمجھتے اور امریکہ اور روس کو بلا واسلامیہ میں جگہ نہ دیتے۔

يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اسے حرام نہیں ٹھہراتے اور نہ ہی دین حق قبول کرتے ہیں (ان سے جنگ جاری رکھو)

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ [16] عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ

یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔ (29) اور

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ [17] ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى

یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ

یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں ان لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہیں جو ان سے

قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [18] مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى

پہلے کافر ہو چکے ہیں۔ اللہ انہیں غارت کرے، یہ کدھر بہکتے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ

پھرتے ہیں؟ (30) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ

اپنا رب بنا لیا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ

اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

خدائے واحد کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ذات

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ

ان کے شرک سے پاک ہے۔ (31) یہ لوگ اپنی پھونکوں سے نور خدا کو

عربی حاشیہ

15-اس سے مراد ۹ھ ہے جب حضرت علیؑ نے سورہ برائت کی تبلیغ کر کے یہ اعلان کیا تھا۔

16-جزیہ وہ ٹیکس ہے جو اراضی اور اموال کے بجائے اشخاص اور افراد پر لگایا جاتا ہے۔

17-یہودیوں کا یہ عقیدہ اگرچہ معروف نہیں ہے لیکن ان کا اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں ایسا عقیدہ رائج تھا۔

18-جس طرح کہ مشرکین ملائکہ کو بنات اللہ کہا کرتے تھے یا اور دوسرے مہمل عقائد کے حامل تھے۔

ف: عزیر یہودیوں کے ایک سردار تھے جنھوں نے بخت النصر کی تباہی کے بعد ایران کے بادشاہ کورش سے مل کر اپنی قوم کو آزادی دلوائی تھی اور دوبارہ توریت کی تدوین کی تھی جس کی بنا پر یہودی انھیں ابن اللہ کہنے لگے تھے اگرچہ حضرت موسیٰ کے خدمات ان سے بھی زیادہ تھیں۔

اردو حاشیہ

(۱۴) اہلِ کتاب اگرچہ اہلِ کتاب ہیں لیکن ان کے ایمان باللہ کا انکار کیا گیا ہے کہ اولاً تو یہ حرام و حلال خدا پر ایمان نہیں رکھتے ہیں دین حق کی پابندی نہیں کرتے ہیں، عالموں اور راہبوں کو رب بنائے ہوئے ہیں اور پھر خدا کا بیٹا بھی قرار دیتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ ان کا ایمان نہ ہونے کے برابر ہے۔

اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ
بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے کے علاوہ کوئی بات نہیں مانتا

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ (32) اسی نے اپنے رسول کو ہدایت

بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ
اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے

لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا
اگرچہ مشرکین کو برا ہی لگے۔ (33) اے ایمان والو! (اہل کتاب کے)

مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ
بہت سے علماء اور راہب لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ
اور انہیں راہِ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی

يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ
ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہِ خدا میں (۱۵) خرچ نہیں کرتے

اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ
انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (34) جس روز وہ مال آتش جہنم میں

نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ
تپایا جائے گا اور اسی سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی۔

النصف

عربی حاشیہ

19- نور الٰہی سے مراد دین اسلام ہے جسے مشرکین اور اہلِ کتاب مٹادینا چاہتے تھے اور خدانے اس کی بقا کا وعدہ کیا ہے۔

20- اگرچہ حیاتِ پیغمبرؐ میں اسلام ساری طاقتوں پر غالب آچکا تھا لیکن دوسری طاقتوں کا خاتمہ اسی وقت ہوگا جب پیغمبرؐ کا آخری وارث آخری جہاد کرے گا جس کی خبر خود سرکار دوعالمؐ نے بھی دی ہے۔

21- درمنثور کی روایت ہے کہ عثمان نے اس واؤ کو نکال کر بات کو اہلِ کتاب کی طرف موڑ دینا چاہا تھا جو بات معاویہ نے حضرت ابوذر سے کہی کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے حالانکہ مسلمانوں کا اجماع دلیل ہے کہ آیت عام ہے اور سونا چاندی بھی صرف مثال ہے۔ ذخیرہ اندوزی کا انجام روز قیامت بہت برا ہونے والا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) یہ آیت دلیل ہے کہ صاحبانِ دولت پرخمس و زکوٰۃ کے علاوہ راہِ خدا میں انفاق کرنا بھی لازم ہے اور ذخیرہ اندوزی حرام ہے جیسا کہ جناب ابوذر نے معاویہ سے کہا تھا جس کی شکایت پر عثمان نے انہیں شہر سے باہر نکال دیا اور وہ ربذہ میں انتقال کر گئے۔ ابوذر کا اعلان عین اسلام تھا۔ ان کے اوپر اشتراکیت کی تہمت ظلم عظیم ہے۔ اشتراکیت پیداوار سے شروع ہوتی ہے اور ابوذر تقسیم کے مرحلہ پر بات کر رہے تھے۔

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ

یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا لہٰذا اب اسے چکھو جسے تم

تَكْنِزُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ

جمع کیا کرتے تھے۔ (35) کتاب خدا میں مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک

شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

یقیناً بارہ (۱۶) مہینے ہے جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔

مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا

ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں۔ یہی مستحکم دین ہے

تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً

لہٰذا ان چار مہینوں میں (۱۷) تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور تم سب مل کر مشرکین سے

كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

لڑو جیسا کہ وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تقویٰ والوں

الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۶ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ [22] زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ

کے ساتھ ہے۔ (36) (حرمت کے مہینوں میں) تقدیم وتاخیر بیشک کفر میں

بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ

اضافہ کرنا ہے جس سے کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ وہ کسی سال ایک مہینے کو حلال

عَامًا لِّيُوَاطِــــُٔـوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ

اور کسی سال اسے حرام قرار دیتے ہیں تا کہ وہ مقدار بھی پوری کر لیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ چار ماہ کی جنگ بندی دور جناب ابراہیمؑ سے رائج تھی اور یہ جنگ کے انجام کے بارے میں سوچنے کا بہترین موقع تھا اور اس طرح سپاہیوں کی ذہنی تربیت بھی ہوجاتی۔

22-نسئی کے معنی تاخیر کے ہیں۔ کفار محترم مہینوں کا خیال تو کرتے تھے لیکن اپنے مفادات کے مطابق اسے آگے پیچھے کردیا کرتے تھے۔ اس سال محرم کو محترم قرار دیا اور اگلے سال محرم میں جنگ کر کے صفر کو محترم بنادیا۔ خدا نے اسے کفر میں اضافہ قرار دے کر واضح کردیا کہ محترم وہ ہے جسے ہم محترم قرار دیں نہ کہ ہمارے بندے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) یہ عالم طبیعت کا خاصہ ہے کہ اس کی تخلیق ہی اس انداز سے ہوئی ہے کہ مہینے بارہ ہوں اور یہ دلیل ہے کہ مہینوں کا معیار چاند ہے سورج نہیں ہے کہ سورج ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے۔ چاند گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور ایک دن گم ہو جاتا ہے پھر ظہور کر کے نئے مہینے کا پتہ دیتا ہے۔ اسلام نے اجزاء روز کے احکام سورج سے وابستہ کئے ہیں۔ صبح، ظہر، عصر، مغرب وغیرہ اور اجزاء سال و ماہ کے احکام چاند سے وابستہ کئے ہیں جیسے حج وغیرہ۔

واضح رہے کہ مہینے سب اللہ کے ہیں لیکن ایک جیسے نہیں ہیں۔ رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ محرم، محترم ہیں کہ ان میں جہاد حرام ہے اگرچہ دفاع واجب ہے کہ اس کا وقت معین نہیں ہے۔

(۱۷) یہ علامت ہے کہ حکم خدا کی خلاف ورزی اور محترم مہینوں میں کفار سے جنگ کرنا کفار پر ظلم نہیں ہے خود اپنے اوپر ظلم ہے اور تقویٰ کا لحاظ ہر مرحلہ حیات پر ضروری ہے۔

اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ اَعۡمَالِهِمۡ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى

اور ساتھ ہی خدا کے حرام کو حلال بھی کر لیں۔ ان کے برے اعمال انہیں بھلے کر کے دکھائے جاتے ہیں اور اللہ

الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ؏ ﴿۳۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَكُمۡ

کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ (37) اے ایمان والو! (۱۸) تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے

اِذَا قِيۡلَ لَـكُمُ انْفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى

کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو؟ کیا تم آخرت کی

الۡاَرۡضِ ؕ اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ ۚ فَمَا

جگہ دنیاوی زندگی کو زیادہ پسند کرتے ہو؟ دنیاوی زندگی کی متاع

مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنۡفِرُوۡا

تو آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ (38) اگر تم نہ نکلو گے

يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا

تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کرے گا اور تم اللہ کو

تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا

کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ (39) اگر تم

تَـنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

رسولؐ کی مدد نہ کرو گے تو (جان لو کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت کی

ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا [23]

جب کافروں نے انہیں نکالا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے وہ دو میں کا دوسرا تھا

عربی حاشیہ

ف: جنگ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو سات قسم کی تاکید کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ پہلے ایمان والوں کو مخاطب بنایا گیا پھر سفر کا حکم دیا گیا پھر فی سبیل اللہ کا حوالہ دیا گیا۔ پھر آخرت کو یاد دلایا گیا پھر متاع دنیا کو قلیل قرار دیا گیا پھر عذاب الیم کی تہدید کی گئی اور منظر تاریخ سے مٹا کر دوسری قوم کو لانے کا ذکر کیا گیا کہ مسئلہ انتہائی اہم اور سنگین تھا۔

23- یہ ہجرت کا حوالہ ہے کہ خدا نے ہجرت کے موقع پر اپنے رسول کی مدد کی ہے ان پر سکون نازل کیا ہے۔ ان کی مدد کو ملائکہ کے لشکر بھیجے ہیں اور بقول فخرالدین رازی جب ابوبکر نے کفار کی آہٹ پا کر رسول کو خطرہ میں دیکھ کر رونا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ رنجیدہ نہ ہو خدا ہمارے ساتھ ہے تو انھوں نے پھر پوچھا کیا واقعاً خدا ہمارے ساتھ ہے تو آپ نے فرمایا بیشک!

واضح رہے کہ سکینہ کے نازل ہونے میں

اردو حاشیہ

(۱۸) یہاں سے جنگ تبوک کا تذکرہ شروع ہوتا ہے کہ جب اسلام کی شوکت کو دیکھ کر روم کے بادشاہ ہرقل نے اسلام پر حملہ کا ارادہ کیا تو پیغمبرؐ اسلام نے لشکر سازی کا حکم عام دے دیا اور ۳۰ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ دیا کہ آپ کو معلوم تھا کہ اس سال جنگ کی نوبت نہ آئے گی اور فرمایا کہ تم ویسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ تم میرے خلیفہ ہو اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدود روم کے قریب پہنچنے کے بعد اس علاقہ کے امیر نے جزیہ لے کر صلح کرنے کا پیغام دیا۔ آپ نے قبول کر لیا اور آگے بڑھ کر تبوک میں قیام کیا جو مدینہ اور شام کے درمیان تقریباً نصف راہ پر ہے۔ اتفاقاً تبوک کا حاکم شکار پر نکلا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے اسے بھی گرفتار کر لیا اور اس طرح ۲۰ دن کے اندر سارا علاقہ آزاد ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو سکون کا موقع ملا۔ یہ واقعہ رجب ۹ھ کا ہے۔ ابن ابی منافق نے بہت سے مسلمانوں کو راستہ سے ڈرا کر واپس کر دیا اور حضرت ابوذر پیدال چل کر اس سفر میں رسول اکرمؐ کے ساتھ ہوئے۔

تبوک تنہا معرکہ ہے جس میں حضرت علیؑ شریک نہیں تھے اور اس کا راز یہی تھا کہ جنگ ہونے والی نہیں تھی اور آخر وقت میں ان کی خلافت کا عملی اعلان بھی کر دینا مقصود تھا۔

تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا رنج نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے ان پر

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

اپنا سکون نازل فرمایا اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور یوں اس نے

السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

کافروں کا کلمہ نیچا کر دیا اور اللہ کا کلمہ تو سب سے بالاتر ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا،

حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا [24] وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا

حکمت والا ہے۔ (40) (مسلمانو) تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حالت میں) نکل پڑو

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرو۔ اگر تم سمجھو

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا [25] قَرِيْبًا

تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (41) اگر آسانی سے حاصل ہونے والا

وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ

کوئی فائدہ ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور آپ کے پیچھے چل پڑتے لیکن یہ مسافت انہیں دور نظر آئی

الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

اور اب وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے: اگر ہمارے لیے ممکن ہوتا تو یقیناً ہم آپ کے ساتھ چل دیتے۔

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ

(ایسے بہانوں سے) وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ کو علم ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹ

عربی حاشیہ

تنہا رسول اکرمؐ کا تذکرہ ہے کسی اور کا نہیں ہے۔

24-خفاف جمع خفیف جن کے لئے جہاد آسان ہو اور ثقال جمع ثقیل جن کے لئے جہاد مشکل ہو یا خفاف نہتے اور ثقال مسلح۔ نفیر عام میں سب پر جہاد واجب ہوجاتا ہے۔

25-عرض۔ جو سامان سرِ ردست فراہم ہوجائے۔ سفر قاصد آسان سفر ہے اور شقہ وہ سفر ہے جس میں زحمت کا سامنا کرنا پڑے۔

اردو حاشیہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى

بول رہے ہیں۔ (42) (اے رسول) اللہ آپ کو معاف [19] کرے آپ نے انہیں کیوں اجازت دے دی قبل اس کے کہ

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے؟ (43)

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ

جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے اموال

الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے ہرگز آپ سے اجازت نہیں مانگیں گے اور اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا

تقویٰ اختیار کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔(44) ایسی اجازت یقیناً وہی لوگ مانگیں گے جو

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں مبتلا ہیں۔

فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ

پس اس طرح وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں۔ (45) اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے

لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً [26] وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

کچھ تیاری کرتے لیکن اللہ کو ان کا قیام کرنا ناپسند تھا اس لیے اس نے (ان سے توفیق سلب کر کے) انہیں ہلنے نہ دیا

وَ قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ

اور کہہ دیا گیا: تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ (46) اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو

المنزل ۲

عربی حاشیہ

26-عدہ۔ سامانِ جہاد کے لئے نکلنا ہے اور خبال۔ رائے میں اضطراب کا نام ہے۔ فتنہ سے مراد دین میں شبہات پیدا کرنا جو منافقین کا قدیمی شعار رہا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ ایسے افراد کے ہوتے ہوئے سارے اصحاب پر کس طرح اعتبار کرلیا جاتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۳ میں عفو کا ذکر کسی غلطی کی دلیل نہیں ہے کہ آیت نے خود واضح کر دیا ہے کہ منافقین جہاد کرنے والے نہیں تھے صرف خدا یہ چاہتا تھا کہ مسلمان انھیں پہلی ہی فرصت میں پہچان لیں اور یہ بات عفو سے حاصل نہیں ہوسکی لیکن یہ بھی منافقین کی تنبیہ ہی کے لئے ہے اور اس کا کسی عمل کے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۹) بعض مسلمانوں نے شام کے سفر میں کوئی ظاہری فائدہ نہ دیکھ کر بہانہ کیا اور وطن میں رہ جانے کی اجازت طلب کی۔ رسول اکرمؐ ان کی نیت سے باخبر تھے کہ یہ ساتھ جا کر مزید فتنہ برپا کریں گے اس لئے آپ نے اجازت دے دی۔ پروردگارِ عالم نے ان مسلمانوں کی خباثت پر تنبیہ کرنے کے لئے پیغمبرؐ سے اس لہجہ میں گفتگو کی کہ آپ کو اجازت نہیں دینی چاہئے تھی اور ان کے جھوٹ کو واضح کر دینا تھا لیکن ہم نے اس بات سے درگذر کیا۔ ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنی مرضی سے اجازت نہیں دی تھی لیکن خدا نے اس لہجہ کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کی عظیم غلطی پر متنبہ کیا ہے کہ انہیں مرضی معبود کے خلاف بات کرنے کا حق نہیں ہے۔ جس کا ثبوت اس کے بعد کا فقرہ ہے کہ خدا بھی ان کے ایسے خروج کو پسند نہیں کرتا تھا جس کا مقصد فتنہ وفساد اور مسلمانوں میں دہشت اور وحشت پیدا کرانا ہو جیسا کہ حنین کے موقع پر ابوسفیان نے کیا اور احد کے موقع پر ابن ابیؑ نے کیا...... گویا نگاہ پروردگار میں جہاد کے مقصد سے خروج محبوب اور فرض ہے اور فتنہ و فساد کے ارادے سے خروج مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ

تمہارے لیے صرف خرابی میں اضافہ کرتے اور تمہارے درمیان فتنہ کھڑا کرنے کیلئے

الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے درمیان ان کے جاسوس موجود ہیں اور اللہ ظالموں کا

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا

حال خوب جانتا ہے۔ (47) یہ لوگ پہلے بھی فتنہ انگیزی کی کوشش کرتے رہے ہیں اور آپ کے لیے

لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ

بہت سی باتوں میں الٹ پھیر بھی کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا فیصلہ غالب ہوا اور

كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ

وہ برا مانتے رہ گئے۔ (48) ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے: مجھے اجازت دیجئے

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

اور مجھے فتنے (۲۰) میں نہ ڈالیے۔ دیکھو یہ فتنے میں پڑ چکے ہیں اور جہنم نے ان کافروں کو

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَ اِنْ

یقیناً گھیر رکھا ہے۔ (49) اگر آپ کا بھلا ہوتا ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے اور اگر

تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ

آپ پر کوئی مصیبت آئے تو کہتے ہیں: ہم نے پہلے ہی سے اپنا معاملہ درست کر رکھا ہے

قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ

اور خوشیاں مناتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ (50) کہہ دیجئے: اللہ نے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۹ دلیل ہے کہ منافقین ہردور میں صرف بہانہ بازی کرتے رہے ہیں اور اپنے کو ضرورت سے زیادہ عقل مند تصور کرکے انجام سے بے خبر رہے ہیں جب کہ ان کے حرکات کا انجام دنیا میں فتنوں میں مبتلا ہو جانا ہے اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

27-یہ جنگ حنین میں ابوسفیان اور جنگ احد میں ابن ابی جیسے افراد کی فتنہ پردازی کی طرف اشارہ ہے۔

28-مفسرین کا اتفاق ہے کہ جنگ تبوک کے موقع پر جد بن قیس (راس المنافقین) نے رسول اکرمؐ سے اجازت چاہی کہ مجھے معاف کردیں میں ایک جنس زدہ آدمی ہوں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مبتلائے گناہ ہوجاؤں گا۔ قدرت نے واضح کردیا کہ یہ فقط بہانہ بازی ہے ورنہ جہاد سے فرار کرنا اس سے بڑا گناہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۰) منافقین کا طرزِ عمل یہ رہتا ہے کہ اولاً جہاد راہِ خدا سے فرار کرتے ہیں اور پھر جب میدانِ جہاد تک آ جاتے ہیں تو اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کا نقصان ہو جائے اور کفر کو فتح و کامرانی حاصل ہو جائے اور سادہ لوح عوام کو یہ سمجھاتے رہتے ہیں کہ اس جہاد میں نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر مسلمانوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے تو اپنے ساتھیوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ ہم نے انہیں حالات کے پیش نظر میدان کا رخ نہیں کیا تھا۔

آیت کریمہ نے اس مہمل بات کا یہ جواب دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہر حال میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ وہ زندہ رہتے ہیں تو فاتح ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں تو شہید کہے جاتے ہیں۔ نقصان صرف کفار کے لئے ہے جنہیں دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ الیم کے علاوہ کچھ نہیں ملتا ہے۔

إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ
ہمارے لیے جو مقدر فرمایا ہے اس کے سوا ہمیں کوئی حادثہ ہرگز پیش نہیں آتا۔ وہی ہمارا کارساز ہے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا
اور مومنین کو چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ (51) کہہ دیجئے: کیا تم ہمارے بارے میں

إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ (29) ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ
دو بھلائیوں (فتح یا شہادت) میں سے ایک ہی کے منتظر ہو اور ہم تمہارے بارے میں اس بات کے

يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ
منتظر ہیں کہ اللہ خود اپنے پاس سے تمہیں عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں عذاب دلوائے

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ أَنْفِقُوا
پس اب تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔(52) کہہ دیجئے: تم اپنا مال

طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا
بخوشی خرچ کرو (۲۱) یا بادل نخواستہ، تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ

فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ
تم فاسق قوم ہو۔(53)اور ان کے خرچ کیے ہوئے مال کی قبولیت کی راہ میں بس یہی رکاوٹ ہے کہ

إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ
انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور نماز کے لیے آتے ہیں

إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾
تو کاہلی کے ساتھ اور راہِ خدا میں تو بادل نخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں۔(54)

عربی حاشیہ

29- مسلمان کا انجام یا فتح ہے یا شہادت اور دونوں ہی نیکیاں ہیں اور کفار کے لئے عذاب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ وہ بظاہر فاتح بھی ہوجائیں تو آخرت میں عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

گویا مالک کائنات نے اس حقیقت کا اعلان کردیا ہے کہ مردِ مسلمان کی دنیا میں شکست اور ناکامی کوئی لفظ نہیں ہے۔ یہ مسلمان ہر حال میں فاتح اور کامیاب رہتا ہے چاہے جنگ جیتنے کی شکل میں ہو یا شہادت کی شکل میں۔

اردو حاشیہ

(۲۱) منافقین چاہتے تھے کہ کچھ رقم دے کر جہاد سے نجات حاصل کرلیں۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ یہ رقمیں قابلِ قبول نہیں ہیں چاہے بظاہر خوشی خوشی ہی کیوں نہ دیں اس لئے کہ ان کا ایمان اللہ و رسولؐ پر نہیں ہے اور بے ایمان کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہوتا ہے۔

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ

لہٰذا ان کے اموال اور اولاد کہیں آپ کو فریفتہ نہ کر دیں۔ اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ

لِیُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَ

ان چیزوں سے انہیں دنیاوی زندگی (۲۲) میں بھی عذاب دے اور کفر کی حالت میں ہی

هُمۡ كٰفِرُوۡنَ (30) ﴿۵۵﴾ وَیَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمۡ لَمِنۡكُمۡ ؕ وَمَا هُمۡ

ان کی جان نکلے ہو۔(55) وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل ہیں حالانکہ وہ تمہاری جماعت

مِّنۡكُمۡ وَلٰكِنَّهُمۡ قَوۡمٌ یَّفۡرَقُوۡنَ (31) ﴿۵۶﴾ لَوۡ یَجِدُوۡنَ مَلۡجَاً اَوۡ

میں شامل نہیں ہیں۔ دراصل وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔(56) اگر انہیں کوئی پناہ گاہ یا غار

مَغٰرٰتٍ اَوۡ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوۡا اِلَیۡهِ وَهُمۡ یَجۡمَحُوۡنَ ﴿۵۷﴾

یا سر چھپانے کی جگہ میسر آ جائے تو وہ اس کی طرف لپکتے ہوئے جائیں گے۔ (57)

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّلۡمِزُكَ فِی الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنۡ اُعۡطُوۡا مِنۡهَا

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو صدقات

رَضُوۡا وَاِنۡ لَّمۡ یُعۡطَوۡا مِنۡهَاۤ اِذَا هُمۡ یَسۡخَطُوۡنَ ﴿۵۸﴾

(کی تقسیم) (۲۳) میں آپ کو طعنہ دیتے ہیں۔ (58)

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ رَضُوۡا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ ۙ وَقَالُوۡا

اگر اس میں سے انہیں کچھ دے دیا جائے تو

حَسۡبُنَا اللّٰهُ سَیُؤۡتِیۡنَا اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَرَسُوۡلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ

خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اس میں سے کچھ نہ دیا جائے

عربی حاشیہ

ف: آیت صدقات میں لفظ انما دلیل ہے کہ صدقات کا مصرف مفت خور اور کاہل افراد نہیں ہیں بلکہ وہ مستحق افراد میں جو حالات سے مجبور ہیں یا کوئی دینی اور قومی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

30-ارادہ الٰہی کا تعلق ان کی موت سے ہے نہ کہ کفر سے۔ کفران کا اختیاری عمل ہے اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

31-فرق کے معنی خوف وہراس کے ہیں۔

ملجاء وہ جگہ ہے جہاں پناہ لی جا سکے۔

مغارات۔ مغارہ کی جمع ہے یعنی پست جگہ غار وغیرہ۔ مدخل۔ زمین میں وہ گھسنے کی جگہ جہاں مشکل سے انسان جا سکے۔ جماح۔ وہ تیزی جس کا مقابلہ مشکل ہو۔

اردو حاشیہ

(۲۲) منافقین مدینہ کے لئے مال اور اولاد دونوں باعث عذاب بن گئے کہ اولاد حلقہ بگوش اسلام ہوگئی اور ابن ابی کا بیٹا تک مسلمان ہوگیا اور اموال ان کی مرضی کے خلاف اسلام کی طرف چلے گئے اور یہ ان کے حق میں بدترین عذاب ہے ورنہ عذاب آخرت اس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔

(۲۳) ہرقوص بن زہیر ذوالخویصرہ نے تقسیم غنیمت کے وقت رسولؐ پر اعتراض کیا کہ انصاف سے کام لیجئے۔ فرمایا میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا رہنے دو اس کے پیچھے ایک بڑی جماعت ہے جو بظاہر بہت نماز روزہ والے ہیں اور واقعاً دین سے خارج ہیں۔ ان کا سردار ایک شخص ہے جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی جیسا ہے ابوسعید کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے خوارج کو قتل کیا تو ان کا سردار اسی صفت کا حامل تھا۔ درمنثور۔ تفسیر طبری۔

إِلَى اللَّهِ رٰغِبُونَ ﴿٥٩﴾ إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ
تو بگڑ جاتے ہیں۔ (59) یہ صدقات تو صرف فقیروں،

الْمَسٰكِينِ وَالْعٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ
مساکین اور صدقات کے کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مقصود ہو

فِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ؕ
اور غلاموں کی آزادی اور قرضداروں اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے والوں) اور مسافروں کے لیے ہیں۔

فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ؕ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ
یہ اللہ کی طرف سے ایک مقرر حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔(60)اور ان میں

الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ؕ قُلْ
کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نبی کو اذیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ کانوں (۲۴) کے کچے ہیں۔

أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ
کہہ دیجئے: وہ تمہاری بہتری کے لیے کان دے کر سنتا ہے۔ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور

رَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ
مومنوں کے لیے تصدیق کرتا ہے اورتم میں سے جو ایمان لائے ہیں ان کے لئے رحمت ہیں اور جو لوگ

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ
اللہ کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔(61) یہ لوگ تمہیں

لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ
راضی کرنے کے لیے اللہ کی قسمیں کھاتے (۲۵) ہیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے

عربی حاشیہ

32- صدقات سے مراد زکوٰۃ واجب ہے۔فقیرومسکین جوسال بھر کے خرچ کے مالک نہ ہوں۔
عامل جس کو امام یا نائب امام کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر معین کیا جائے۔
مولفۃ القلوب جن کو اسلام کی طرف لانے یا اسلامی مفادات کے تحفظ کے لئے مال دیا جائے۔
فی الرقاب۔ غلاموں کی آزادی کے لئے مال صرف کرنا۔
غارمین۔ قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے لوگ۔
فی سبیل اللہ۔ اسلامی اورعوامی مفادات کا ہر کارخیر۔
ابن السبیل۔غربت زدہ مسافر۔

اردو حاشیہ

(۲۴) پیغمبرؐ اسلام ظاہری حالات کی بناء پر عمل کرتے تھے اور اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں کرتے تھے تو منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ تو صرف کان ہیں اور سب کی سن لیتے ہیں۔ قدرت نے جواب دیا کہ اسی میں تمہارے لئے خیر ہے۔ یہ صاحبانِ ایمان کی تصدیق کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کے حق میں رحمت ہیں کہ ان کے بیانات کا مواخذہ نہیں کرتے ہیں صرف عمل درآمد میں احتیاط سے کام لیتے ہیں۔

(۲۵) منافقین کا خیال ہے کہ اپنی جھوٹی قسموں سے خدا اور رسولؐ کو راضی کر لیں گے۔ رب العالمین نے ہدایت کی کہ راضی کرنا ہے تو توبہ و استغفار سے راضی کرو۔ جھوٹی قسمیں مزید ناراضگی کا باعث ہوسکتی ہیں۔

اِنۡ کَانُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّہٗ مَنۡ یُّحَادِدِ

اگر یہ مومن ہیں۔ (62) کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور

اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خَالِدًا فِیۡہَا ؕ ذٰلِکَ

اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ

الۡخِزۡیُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۶۳﴾ یَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ

بہت بڑی رسوائی ہے۔ (63) منافقوں کو (۲۶) یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں ان کے

عَلَیۡہِمۡ سُوۡرَۃٌ تُنَبِّئُہُمۡ بِمَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ قُلِ اسۡتَہۡزِءُوۡا ۚ

خلاف مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہوجائے جو ان کے دلوں کے راز فاش کر دے۔ ان سے کہہ دیجئے:

اِنَّ اللّٰہَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ

تم استہزا کیے جاؤ. اللہ یقیناً وہ راز فاش کرنے والا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔(64)اور اگر آپ ان سے

لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰہِ وَ

دریافت کریں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف مشغلہ اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دیجئے:

اٰیٰتِہٖ وَ رَسُوۡلِہٖ کُنۡتُمۡ تَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا

کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے؟ (65) عذر تراشی مت کرو۔

قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ ؕ اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَۃٍ

تم ایمان (۲۷) لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم نے تم میں سے ایک جماعت کو

مِّنۡکُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَۃًۢ بِاَنَّہُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۶۶﴾ ع

معاف کر بھی دیا تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے۔ (66)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۶۲ یرضوہ کی ضمیر واحد دلیل ہے کہ خدا اور رسول کی رضا الگ الگ نہیں ہے بلکہ دونوں کی مرضی ایک ہی ہے اور اس میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

33- محاورہ۔ مخالفت کے معنی میں ہے اس کی اصل حد ہے یعنی انسان اس طرف سے الگ ہوگیا جس طرف رہنا چاہیے تھا۔

34-خوض ولعب یعنی غیر سنجیدہ اور تفریحی گفتگو منافقین نے جنگ تبوک کے راستے میں آپس میں مہمل باتیں کیں اور بعد میں معذرت کی کہ ان باتوں میں واقعیت نہیں تھی۔ صرف راستہ کاٹنے کے لئے مذاق ہورہا تھا۔ جس طرح آج بھی بعض مومنین آپس کے مذاق کے لئے خدا اور رسول کو اپنے مذاق کا موضوع بنالیتے ہیں۔ یہ جنگ تبوک کے بچے ہوئے منافقین ہیں جو مومنین کی شکل میں نمودار ہوگئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲۶) منافقین کے لئے دار دنیا میں سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ انہیں کسی آن سکون نہیں ملتا اور ہر آن یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں ہمارے دل کا راز فاش نہ ہوجائے۔ آج یہ خطرہ کم ہے کہ کوئی بظاہر عالم الغیب نہیں ہے۔ کل یہ خطرہ شدید تھا کہ نزول قرآن کا سلسلہ جاری تھا۔ کسی وقت بھی کوئی آیت نازل ہوسکتی تھی اور ان کے دل کا راز فاش ہوسکتا تھا۔

(۲۷) منافقین کسی وقت بھی صاحبِ ایمان نہ تھے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب تک استہزاء کا اقرار نہیں کیا تھا مسلمان کہے جاتے تھے اور اب جب کہ استہزاء کرنے کا اقرار کرلیا ہے۔ تو بالکل کافر ہوگئے ہیں اور ناقابلِ معافی ہوگئے ہیں۔

ان میں ایک گروہ سرداروں کا ہے جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے وہ بہرحال معاف نہ کیا جائے گا چاہے کمزور عقل والے عوام معاف کردیئے جائیں۔

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتُ بَعۡضُهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ

منافق مرد اور عورتیں ایک ہی طرح کے ہیں۔ وہ برے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں

بِالۡمُنۡكَرِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ وَيَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ

اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ روکے رکھتے ہیں۔ انہوں نے

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمۡ ؕ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۶۷﴾

اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا ہے۔ بے شک منافقین ہی فاسق ہیں۔ (67)

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ

اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کر رکھا ہے

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ هِىَ حَسۡبُهُمۡ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمۡ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی ان کے لیے کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۶۸﴾ ۙ كَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ كَانُوۡۤا اَشَدَّ

قائم رہنے والا عذاب ہے۔ (68) (تم منافقین) ان لوگوں کی طرح (ہو) جو تم سے پہلے تھے۔

مِنۡكُمۡ قُوَّةً وَّاَكۡثَرَ اَمۡوَالًا وَّ اَوۡلَادًا ؕ فَاسۡتَمۡتَعُوۡا

وہ تم سے زیادہ طاقتور اور اموال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر تھے۔

بِخَلَاقِهِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِكُمۡ كَمَا اسۡتَمۡتَعَ

انہوں نے اپنے حصے سے خوب مزے لوٹے پس تم بھی اپنے حصے کے مزے

الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ بِخَلَاقِهِمۡ وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِىۡ

اسی طرح لوٹ رہے ہو جس طرح تم سے پہلوں نے اپنے حصے کے خوب مزے لوٹے

عربی حاشیہ

35-یاد رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خلاف تحریک چلانا منافقین کا کام ہے۔ یہ اہل ایمان کا شعار نہیں ہے۔

نیز آیت نے منافقین کی پانچ علامتوں کا ذکر کیا ہے۔ امر بالمنکر، نہی عن المعروف بخل، نسیان خدا، اور فسق کہ مومنین مخلصین کو ان تمام باتوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔

ف: منافقین کے مقابلہ میں مومنین کے اوصاف کا ذکر کیا گیا تو امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر کے ساتھ بخل کے مقابلہ میں زکوٰۃ، نسیانِ خدا کے مقابلہ میں اقامۂ صلوٰۃ اور فسق کے مقابلہ میں اطاعتِ خدا ورسول کا ذکر کیا گیا ہے جس سے نماز، زکوٰۃ اور اطاعت کی اہمیت کا مکمل اندازہ ہوجاتا ہے۔

اردو حاشیہ

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج

اور جس طرح وہ باطل بحثیں کرتے تھے تم بھی کرتے رہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں

وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ

برباد ہو گئے اور یہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (69) کیا ان کے پاس ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

پہلے لوگوں کی خبر نہیں پہنچی؟ (مثلاً) قوم نوح (۲۸) اور عاد وثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور

اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِکٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

الٹی ہوئی بستیوں والوں کی جن کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر آئے۔

بِالْبَيِّنٰتِ ج فَمَا کَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

پھر اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ یہ خود اپنے اوپر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

ظلم کرتے رہے۔ (70) اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے بھی خواہ ہیں۔

بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

وہ نیک کاموں کی ترغیب (۲۹) دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں

وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ

اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ بڑا غالب آنے والا،

عربی حاشیہ

36-اعمال کی دنیا میں بربادی، اہل عقل وانصاف کی نظر میں بے قدر و قیمت ہونا اور آخرت میں بربادی اجر وثواب سے محروم ہونا ہے۔

37-الٹ دی جانے والی بستیوں سے مراد قوم لوط کا علاقہ ہے جس کی بداعمالیوں کی بنا پر ان کا تختہ اُلٹ دیا گیا اور انشاء ان تمام ملکوں کا تختہ الٹ دیا جائے گا جنھوں نے اس عمل بدکو مباح اور جائز قرار دے دیا ہے اور وہ چرچ بھی برباد ہوجائیں گے جنھوں نے حکام کی خوشامد میں اتنے بڑے جرم کو مشروع قرار دے دیا ہے جس کی اسلام میں سزا قتل سے کمتر ہرگز نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۸) دور پیغمبرؐ کے منافقین کو متوجہ کیا گیا ہے کہ تم نے کوئی نیا کارنامہ انجام نہیں دیا ہے۔ تمھاری جیسی قومیں بہت گذر چکی ہیں اور تم سے اچھے حالات میں گذر چکی ہیں لیکن اپنی منافقت اور بداعمالی کی بناء پر عذاب کا شکار ہوگئیں۔ قوم ابراہیمؑ سے نعمتیں سلب ہوگئیں۔ قوم عادؑ پر تیز آندھیوں کا عذاب آیا۔ قوم نوحؑ غرق کر دی گئی۔ قوم ثمودؑ پر صیحہ کا عذاب آیا۔ قوم مدین پر سایہ کا عذاب آیا اور قوم لوطؑ کی بستی الٹ پلٹ دی گئی۔ تو تم بھی بچنے والے نہیں ہو۔ اب بھی غنیمت ہے ہوش میں آ جاؤ۔

(۲۹) واضح رہے کہ مومنین کی علامت امر بالمعروف، نہی عن المنکر، نماز کا قیام، زکوۃ کی ادائیگی اور اللہ و رسول کی اطاعت ہے جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہی مومن ہیں ورنہ ان کا شمار منافقین میں ہوگا۔

حَكِيۡمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ

حکمت والا ہے۔ (71) اللہ نے ان مومن مردوں اور مومنہ عورتوں سے ایسی بہشتوں کا

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَمَسٰكِنَ

وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے

طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ (38) ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ

اور ان دائمی جنتوں میں پاکیزہ قیام گاہیں ہیں اور اللہ کی طرف سے خوشنودی تو ان سب سے (۳۰) بڑھ کر ہے۔

ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (72) اے نبی! کفار اور منافقین سے لڑو

الۡكُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ (39) وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَمَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ

اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۷۳﴾ يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوۡا ؕ وَلَقَدۡ

جو برا ٹھکانہ ہے۔ (73) یہ لوگ اللہ کی قسم کھا (۳۱) کر کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا

قَالُوۡا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ وَكَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ وَهَمُّوۡا

حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں

بِمَا لَمۡ يَنَالُوۡا ۚ وَمَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰهُمُ (40) اللّٰهُ وَ

اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کی ٹھان (۳۲) لی تھی جو وہ نہ کر پائے اور انہیں اس بات پر غصہ ہے کہ

رَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ ۚ

اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان (مسلمانوں) کو دولت سے مالا مال

عربی حاشیہ

38- عدن یعنی خلود اور دوام وہ جنتیں جن میں ہمیشگی اور دوام پایا جاتا ہے۔
رضائے الٰہی اور اس کی عظمت کا تذکرہ دلیل ہے کہ قرآنِ مجید صرف مادی نعمتوں کا تذکرہ نہیں کرتا ہے بلکہ روحانی نعمت کو ہر مادّی نعمت سے زیادہ اہم اور بلندتر قرار دیتا ہے۔

39- منافقین کے ساتھ نرمی کے برتاؤ نے انھیں جری کردیا اور انھوں نے پیغمبرؐ کو کان کہنا شروع کردیا تو سختی کا حکم نازل ہوگیا اور طریقہ جہاد کو حالات پر چھوڑ دیا گیا۔ وہ تلوار سے بھی ہوسکتا ہے اور زبان سے بھی۔

40- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ ضمیر بھی منافقین ہی کی طرف پلٹتی ہے کہ انھیں مالِ غنیمت مل گیا تو ناراضگی دکھلانے لگے کہ سب کے برابر کیوں ملا ہے۔ زیادہ ملنا چاہیے تھا اور انتہائی نالائقی ہے۔

ف: منافقین سے جہاد تہدید، تنبیہ اور سرزنش کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے جس کی صراحت اسی

اردو حاشیہ

(۳۰) حقیقت امر یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے مقابلہ میں کوئی شے نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ بیت نے جنت و کوثر کے لئے کوئی عمل نہیں کیا اور شبِ ہجرت رضائے الٰہی کے لئے جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔

(۳۱) منافقین کی علامتوں میں سب سے بڑی علامت جھوٹ ہے کہ نفاق جھوٹ کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے ورنہ اپنے کفر کا اقرار کرنا پڑے گا۔

(۳۲) مفسرین اور مورخین نے لکھا ہے کہ جنگ تبوک کی واپسی پر بعض منافقین نے چاہا کہ پیغمبرؐ کو گھاٹی میں گرا کر ہلاک کردیں اور اونٹ کو بھڑکا بھی دیا...... لیکن خدا نے بچا لیا اور ایک بجلی چمکی جس سے راستہ واضح ہوگیا۔ عمار یاسر نے منافقین کو گرفتار کرلیا اور حذیفہ کے پاس ان سب کا نام محفوظ کرا دیئے گئے۔ یہ ہے مسلمانوں کے ایک طبقہ کا کردار۔ زبان پر آمنا وصدقنا اور عمل سے قتلِ پیغمبرؐ کا اہتمام۔ استغفر اللہ۔

وَ اِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۷۴﴾

کر دیا ہے پس اگر یہ لوگ توبہ کر لیں توان کے حق میں بہتر ہو گا اور اگر منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر ان کا نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار۔ (74)

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾

اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں (۳۳) نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور ضرور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ (75)

فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

لیکن جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور (عہد سے) روگردانی کرتے ہوئے پھر گئے۔ (76)

فَاَعْقَبَهُمْ [41] نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾

پس اللہ نے ان کے دلوں میں اپنے حضور پیشی کے دن تک نفاق کو باقی رکھا کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ بد عہدی کی اور وہ جھوٹ بولتے رہے۔ (77)

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۷۸﴾ ۚ

کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ان کے پوشیدہ رازوں اور سرگوشیوں سے واقف ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتوں سے بھی خوب آگاہ ہے؟ (78)

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی

جو لوگ (۳۴) ان مومنوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو برضا و رغبت خیرات کرتے ہیں

عربی حاشیہ

آیت میں موجود ہے اور ان کے نفاقی عمل کے واضح ہو جانے کے بعد مسلح جنگ کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے کہ نفاق کو کسی حال میں برداشت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

41۔ بعض مفسرین نے اس کا فاعل خدا کو قرار دیا ہے اور پھر جبر واختیار کی بحث میں پڑ گئے ہیں کہ خدا کس طرح نفاق کو دلوں میں قائم کر دے گا لیکن بہتر یہی ہے کہ فاعل بخل کو بنایا جائے اور یلقونہ کا مرجع بھی بخل کی جزا کو قرار دیا جائے۔

"لایجدون الا جهدهم" دلیل ہے کہ اسلام میں کثرتِ عمل کی اہمیت نہیں ہے اخلاص عمل کی اہمیت ہے اور وہ غربت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۳) ثعلبہ بن حاطب نے حضور سے دعا کی التماس کی کہ مال مل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ قلیل پر شکر ہی کافی ہے۔ اس نے اصرار کیا آپ نے دعا کر دی۔ خدا نے برکت دے دی۔ صحرا میں جانور چرانے لگا اور نماز ترک ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے زکوٰۃ کے عامل بھیجے تو اس نے کہا کہ یہ تو ایک قسم کا جزیہ ہے چنانچہ آیت نازل ہوگئی تو آپ نے اس آیت کی اطلاع کی۔ اس نے آکر معافی مانگنا چاہی اور زکوٰۃ دینا چاہی آپ نے انکار کر دیا۔ کہ زکوٰۃ کو جزیہ کیوں کہا۔ ایسی ذہنیت والے کا مال درکار نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی عمل قابلِ قبول ہے۔

(۳۴) منافقین زیادہ خرچ کرنے والے مومنین کو ریاکار اور کم آمدنی کے باوجود خرچ کرنے والوں کو پانچویں سوار کا الزام دیتے ہیں کہ انہیں بھی مقابلہ کرنے کا شوق ہے، تاکہ اس طرح انفاق کا راستہ بند ہو جائے۔

الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ
اور جنہیں اپنی محنت و مشقت کے سوا کچھ بھی میسر نہیں ان پر

فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ
ہنستے بھی ہیں اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لیے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ [42] ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
عذاب ہے۔ (79) (اے رسول) آپ ایسے لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں یا دعا نہ کریں

سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
(مساوی ہے) اگر ستر بار بھی آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع فَرِحَ
اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا۔ (80)

الْمُخَلَّفُوْنَ [43] بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا
(غزوہ تبوک میں) پیچھے رہ جانے والے رسول اللہ کا ساتھ دیے بغیر بیٹھے رہنے پر خوش ہیں۔

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا
انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے کو ناپسند کیا

لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا
اور کہنے لگے: اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجئے: جہنم کی آتش کہیں زیادہ گرم ہے۔

يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ
کاش وہ سمجھ پاتے۔ (81) انہیں چاہئے کہ کم ہنسا کریں اور زیادہ رویا کریں۔ یہ ان کے

عربی حاشیہ

42- کلمہ اَوْ تخییر کے لئے نہیں ہے بلکہ مساوات کے لئے ہے کہ دونوں صورتوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ستر کا عدد بھی صرف محاورہ ہے جس سے کفار کی بدبختی کا اظہار کیا گیا ہے نہ یہ کہ رسول کی دعا قبول نہ ہوگی بلکہ وہ کسی قیمت پر ایسا غیر مفید اور بے اثر کام کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

43- جن لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا گیا تھا اور انھوں نے نہ جانے کی اجازت لے لی تھی۔ خلاف سے مراد رسول اکرمؐ کے جانے کے بعد بھی ہوسکتا ہے اور آپ کی مخالفت میں بھی ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىِٕفَةٍ

اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے ہیں۔ (82) پھر اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کے

مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

پاس واپس لے جائے اور وہ آپ سے (ساتھ) نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپ کہہ دیں:

مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِیْتُمْ

اب تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ ہی میرے ساتھ کسی دشمن سے لڑائی کرو گے۔

بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ (44) ﴿۸۳﴾ وَ لَا تُصَلِّ

پہلی مرتبہ تم نے بیٹھے رہنے کو پسند کیا لہٰذا اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔(83)اور ان میں سے

عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

جو کوئی مر جائے اس پر آپ کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے (۳۶) ہوں۔

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ

انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے او رنافرمانی کی حالت میں مرے ہیں۔ (84) اور

لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ

ان کی دولت اور اولاد کہیں آپ کو فریفتہ نہ کریں۔ اللہ تو بس ان چیزوں کے ذریعے

بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِذَاۤ

انہیں دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ کفر کی حالت میں ان کی جان نکلے ہو۔ (85) اور جب

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ

کوئی ایسی سورت نازل ہوتی ہے (جس میں کہا جاتا ہے) کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرو

عربی حاشیہ

44-عورتیں، بچے اور بوڑھے جو جہاد کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

ف: آیت نمبر ۸۴ میں منافقین کی تخصیص اس بات کی دلیل ہے کہ مومن کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر اس کے حق میں دعا کرنا اور مومن کی قبر کی زیارت کرنا ایک ایمانی امتیاز ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ مومن اور منافق میں کوئی فرق نہ رہ جائے گا۔

اردو حاشیہ

(۳۵) عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد یہ اختلاف پیدا ہوا کہ اس منافق کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے۔ جبریل امین آیت لے کر آ گئے اور رسول اکرمؐ نے نماز سے انکار کر دیا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے نماز پڑھ دی کہ مجھے استغفار کا اختیار دیا گیا ہے حالانکہ یہ مہمل سی بات ہے...... استغفار کا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔اسے بے اثر ثابت کیا گیا ہے۔

(۳۶) رسول اکرمؐ کا طریقہ تھا کہ قبر پر کھڑے ہوکر مرنے والے کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے۔منافقین کے بارے میں اس امر سے بھی روک دیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ مومن کی قبر کی زیارت اور اس کے قریب کھڑے ہوکر دعا کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم، فتح الباری فی شرح البخاری میں وارد ہوا ہے کہ حضورؐ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے بارے میں خدائے کریم سے اجازت طلب کی اور وہ مل گئی اور فتح الباری میں یہاں تک ہے کہ حضور نے اعلان کر دیا کہ پہلے میں نے منع کیا تھا مگر اب اجازت دیتا ہوں۔

اس مسئلہ پر تمام عالم اسلام کا اتفاق ہے صرف وہابی افراد سیاسی مصالح کے تحت عظمت اولیاء اللہ کو گھٹانے کے لئے زیارت قبور پر پابندیاں عائد کرتے ہیں۔

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ

تو ان (منافقین) میں سے دولت مند افراد آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمیں چھوڑ جائیں کہ ہم بیٹھنے والوں کے

الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

ساتھ (بیٹھے) رہیں۔ (86) انہوں نے گھر بیٹھنے (۳۷) والی عورتوں میں شامل رہنا پسند کیا اور ان کے دلوں پر

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ

مہر لگا دی گئی پس وہ کچھ سمجھنے کے قابل ہی نہ رہے۔ (87) جب کہ رسول اور ان کے ساتھ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

ایمان لانے والوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اب ساری خوبیاں انہی کے لیے ہیں اور وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ (88)

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان کے لیے اللہ نے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی عظیم کامیابی ہے ۔ (89) اور کچھ

الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ

عذر تراشنے والے صحرا نشین بھی (آپ کے پاس) آئے کہ انہیں بھی (پیچھے رہ جانے کی) اجازت دی جائے

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جھوٹ بولا وہ (گھروں میں) بیٹھے رہے۔ ان میں سے جو کافر ہو گئے ہیں

عربی حاشیہ

45- جہاد راہِ خدا اور شہادت کی پریشانی ہمیشہ صاحبان مال و دولت اور اصحاب شان وحیثیت کو ہوا کرتی ہے۔ مستضعفین تو ہمیشہ جان دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

نیز منافقین کا مالدار ہونا ان کے تقرب کی علامت نہیں ہے بلکہ ان کے حق میں اتمام حجت ہے جس کے بعد سخت عذاب الٰہی کا سامنا بھی کرنا ہوگا۔

ف: منافقین کے دلوں پر اس وقت مہر لگا دی گئی جب انھوں نے غلط بہانے بنا کر گھر بیٹھنے والوں کا ساتھ دے دیا اور مجاہدین راہِ خدا کی صف میں شامل نہیں ہوئے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام میں جبر نہیں ہے لیکن بداعمالیوں کی سزا ضرور ہے اس سے کوئی انسان معاف نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ بداعمالیاں سلب توفیق کا سبب بھی بن جاتی ہیں۔

اردو حاشیہ

(۳۷) اسلام کا قانون جہاد اس قدر جامع ہے کہ اس میں کسی مجبور پر جبر نہیں کیا گیا ہے اور کسی حیلہ ساز اور بہانہ باز کو آزاد نہیں کیا گیا ہے اور اسی لئے ان افراد کی سخت مذمت کی گئی ہے جو بہانے کر کے بیٹھ گئے چاہے شہری ہوں یا دیہاتی جا جھوٹ بول کر گھر سے نہ نکلے ہوں یا اپنے میدان میں نہ جانے ہی پر خوش ہوں یا مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے رہے ہوں یا ان کے حوصلے پست کرتے رہے ہوں یا صاحبِ ثروت ہو کر بھی راہ خدا میں مال خرچ نہ کیا ہو...... اور ان افراد کی معذوری کا اعلان کیا گیا ہے جو ضعیف الحال اور فقیر تھے یا بیماری کے سبب جہاد میں جانے سے عاجز تھے یا ان کے پاس خرچ کرنے کا مال نہ تھا یا مکمل تیاری کے باوجود سواری کا انتظام نہیں تھا اور حضورؐ نے خود ہی معاف کر دیا تھا جس کی علامت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے کہ جہادِ راہ خدا میں شرکت نہ کر سکے۔

ان دونوں صنفوں کے بعد ان مجاہدین کی تعریف بھی کی گئی ہے جنہوں نے اپنے جان و مال سے جہاد کیا ہے اور ہر طرح کی قربانی دی ہے۔

مِنۡهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۹۰﴾ [46] لَيۡسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى

انہیں درد ناک عذاب پہنچے گا۔ (90) ضعیفوں اور مریضوں اور ان لوگوں پر

الۡمَرۡضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ مَا يُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ

جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اوراس کے

اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ؕ مَا عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ مِنۡ سَبِيۡلٍ ؕ

رسول کے خیر خواہ ہوں۔ نیک لوگوں پر الزام کی کوئی راہ نہیں ہوتی

وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۱﴾ ۙ وَّلَا عَلَى الَّذِيۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡكَ

اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (91) اور نہ ہی ان لوگوں پر کوئی الزام ہے جنہوں نے آپ سے

لِتَحۡمِلَهُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ ۖ تَوَلَّوْا

درخواست کی تھی کہ آپ ان کے لیے سواری فراہم کریں۔ آپ نے کہا میرے پاس کوئی سواری موجود نہیں کہ

وَّاَعۡيُنُهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوۡا مَا

تمہیں اس پر سوار کروں۔ (یہ سن کر) وہ واپس گئے جب کہ ان کی آنکھیں اس غم میں آنسو بہا رہی تھیں کہ ان کے پاس خرچ

يُنۡفِقُوۡنَ ﴿۹۲﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ

کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ (92) الزام تو بس ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہونے کے باوجود آپ سے درخواست

وَهُمۡ اَغۡنِيَآءُ ۚ رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ ۙ

کرتے ہیں (کہ جہاد سے معاف کئے جائیں)۔ انہوں نے گھر بیٹھنے والی عورتوں میں شامل رہنا

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۳﴾

پسند کیا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی لہذا وہ نہیں جانتے۔ (93)

عربی حاشیہ

46- کچھ دیہاتوں نے معذرت کی اور کچھ جھوٹے لوگوں نے بہانہ نکالا۔ قرآن نے پہلے گروہ کو نظر انداز کر دیا اور دوسرے کو عذاب الیم کی خبرسنائی اور عذاب سے ان لوگوں کو مخصوص کیا جو صرف بزدل نہیں ہیں بلکہ واقعاً کافر ہیں۔

47- یہ ایک قانون عام ہے کہ مجبور افراد کو بھی بقدار امکان عمل کرنے کے بعد ہی معاف کیا جاتا ہے اور ہر مجبوری کے ساتھ اخلاص بہرحال ضروری ہوتا ہے۔

48- یہ ضعفاء کے علاوہ افراد ہیں کہ وہ بالکل فقیر تھے اور سواری طرف سے مجبور تھے۔ لیکن جذبہ جہاد اس قدر قوی تھا کہ سواری نہ ملنے کی صورت میں جانے سے خوش نہیں تھے بلکہ جہاد سے محرومی پر اشک افشانی کررہے تھے۔ کاش دورِ حاضر کے مسلمانوں میں بھی ایسا جذبۂ جہاد پیدا ہو جاتا۔

اردو حاشیہ

(۳۸) ان افراد کے نام تاریخ میں معقل بن یسار، حجر بن حناد، عبداللہ بن کعب، سالم بن عمیر، عبداللہ بن معقل، عتبہ ابن زید اور ابو عتبہ ہیں کہ ان میں صرف اب عمیر کو سواری نصیب ہوئی اور باقی سب واپس چلے گئے۔ اگرچہ اس لشکر میں ۲۰ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا

جب تم ان کے پاس واپس پہنچ جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے۔ کہہ دیجئے:

تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ

عذر مت تراشو! ہم تمہاری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ اللہ نے ہمیں

اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

تمہارے حالات بتادیے ہیں اور عنقریب اللہ تمہارے اعمال دیکھے گا اور اس کا رسول بھی پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم لوگ غیب وشہود کے جاننے والے کی طرف پلٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ

کرتے رہے ہو۔ (94) جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے

لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ

اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے درگزر کرو پس تم ان سے درگزر کر دینا۔ یہ لوگ ناپاک ہیں

وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ

اوران سے سرزد ہونے والے اعمال کی سزا میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔(95) یہ تمہارے سامنے

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

قسم کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ

تو اللہ یقیناً فاسق قوم سے راضی نہ ہوگا۔ (96) یہ بادیہ نشین بدو کفر اور [1] نفاق میں

عربی حاشیہ

ف: منافقین کو رجس کہہ کر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ نفاق واقعاً ایک کثافت اور پلیدگی ہے جو منافق کے دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور جس کا انجام جہنم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس لفظ سے یہ بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ جن افراد سے رجس کو دور رکھا گیا ہے ان کے کردار میں نفاق کی کوئی گنجائش نہیں ہے.... نفاق ان کی دشمنی کا نام ہے جو دشمن کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

1-منافقین کا اعراض سے مطلب مواخذہ نہ کرنا اور نظرانداز کردینا ہے اور خدا کا اعراض سے مقصد کنارہ کشی اور قطع تعلق کرلینا ہے کہ رجس اور نجاست اسی قابل ہوا کرتی ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

2-یہ صاحبانِ ایمان کے لئے ایک طرح کی تنبیہ ہے کہ خبردار جن لوگوں سے خدا راضی نہیں ہے ان سے تمھیں بھی راضی ہونے کا حق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) واضح رہے کہ کفر و اسلام شہر اور دیہات کی میراث نہیں ہیں۔ نہ شہری زندگی اسلام کی ضمانت ہے کہ اس میں صنادید قریش اور یہود مدینہ بھی پیدا ہوتے ہیں اور نہ دیہاتی زندگی کفر و نفاق کی ضمانت ہے کہ اس میں بڑے بڑے مخلص صاحبانِ ایمان پیدا ہوئے ہیں۔ شہری اور دیہاتی زندگی میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ دیہات والا عام طور سے علوم اور معلومات سے دور رہتا ہے اور اسی لئے اپنے نظریات میں شدید اور جہالت سے قریب تر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کا ایمان و اخلاص بھی شدید تر ہوتا ہے جیسا کہ خود اسی آیت کے آخر میں بیان کیا گیا ہے۔

معلومات سے دور ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ راہِ خدا میں مال خرچ بھی کرتے ہیں اور اسے گھاٹا بھی سمجھتے ہیں۔ ورنہ شہری قسم کے ہوشیار ہوتے تو خرچ ہی نہ کرتے۔ ان لوگوں کی منافقت کا اثر یہ ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ یہ سب تباہ ہو جائیں تو ہمیں اس خسارہ سے بھی نجات مل جائے۔

بہر حال اعرابیت ایک کردار ہے جس کی روح جہالت اور کفر و نفاق میں شدت ہے۔ یہ جہاں بھی پیدا ہو جائے اسے اعراب ہی کہا جائے گا چاہے دنیا کے متمدن ترین علاقہ ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو۔

كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ

انتہا ئی سخت ہیں اور اس قابل ہی نہیں کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو کچھ نازل کیا ہے

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ

ان کی حد ود کو سمجھ سکیں اور اللہ بڑا دا نا ، حکمت وا لا ہے۔(97)اور انہی

الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ

بدوؤ ں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ راہ خدا میں خرچ کر تے ہیں اسے تا وا ن سمجھتے ہیں اور اس

بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

انتظار میں رہتے ہیں کہ تم پر گر دش ایا م آئے ، بر ی گر دش خو د ان پر آئے اور اللہ خو ب سننے والا

عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

جا ننے وا لا ہے ۔(98) اور انہی بد و ؤ ں میں کچھ لوگ ایسے بھی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایما ن ر کھتے ہیں

الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

اور جو کچھ (راہ خدا میں) خر چ کرتے ہیں اسے اللہ کے تقرب اور رسولؐ سے دعا لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ

ہا ں یہ ان کے لیے تقر ب کا ذر یعہ ہے اور اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کر ے گا ۔

رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ؑ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

بے شک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کر نے والا ہے ۔(99) اور مہا جرین و انصا ر میں سے

مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ [4] وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

جن لو گو ں نے سب سے پہلے سبقت کی اور جو نیک چا ل چلن

عربی حاشیہ

3- عربی۔ ہر عرب سے تعلق رکھنے والے کو کہا جاتا ہے اور اعرابی صرف دیہات کے لوگوں کو کہاجاتا ہے۔عربی کی جمع عرب اور اعرابی کی جمع اعراب کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔اگرچہ یہ اعرابی کی جمع نہیں ہے اور نہ لفظ اعراب عرب کی جمع ہے۔ اعراب دیہاتیوں کو کہاجاتا ہے اور عرب شہری اور دیہاتی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت میں لفظ مہاجر یاانصار یاتابع اصطلاحی طور پر استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اس سے مراد راہِ خدا میں ہر ہجرت کرنے والا اور اسے پناہ دینے والا اور اس کا اتباع کرنے والا ہے چاہے وہ کسی دور تاریخ میں کیوں نہ پیدا ہو۔

4-راہِ خدا میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے والے مہاجر ہیں اور انھیں پناہ دینے والے انصار اور یہ دونوں بہترین شرف ہیں اور ان کے سابقین جنھوں نے شوکت اسلام سے

اردو حاشیہ

بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ

ہیں ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ

اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے

ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾ وَ مِمَّنۡ حَوۡلَکُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ

یہی عظیم کامیابی ہے۔ (100) اور تمہارے گرد و پیش کے بدوؤں میں

مُنٰفِقُوۡنَ ؕۛ وَ مِنۡ اَہۡلِ الۡمَدِیۡنَۃِ ۟ۛ مَرَدُوۡا عَلَی النِّفَاقِ ۟

اور خود اہل مدینہ میں بھی ایسے منافقین ہیں جو منافقت پر اڑے ہوئے ہیں۔

لَا تَعۡلَمُہُمۡ ؕ نَحۡنُ نَعۡلَمُہُمۡ ؕ سَنُعَذِّبُہُمۡ مَّرَّتَیۡنِ ⁵

آپ انہیں نہیں جانتے (لیکن) ہم انہیں جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں دوہرا عذاب دیں گے

ثُمَّ یُرَدُّوۡنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ ۚ وَ اٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا

پھر وہ بڑے عذاب کے لیے لوٹائے جائیں گے۔ (101) اور کچھ دوسرے لوگ جنہوں نے

بِذُنُوۡبِہِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰہُ

اپنے گناہوں کا اعتراف کیا انہوں نے نیک عمل کے ساتھ دوسرے برے عمل کو مخلوط کیا۔ بعید نہیں کہ

اَنۡ یَّتُوۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذۡ مِنۡ

اللہ انہیں معاف کرے۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (102) (اے رسول) آپ

اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَ صَلِّ

ان کے اموال میں سے صدقہ لیجیے۔ اس کے ذریعے آپ انہیں پاکیزہ اور بابرکت بنائیں اور ان کے حق میں

عربی حاشیہ

پہلے یہ کارنامے انجام دیئے ہیں وہ یقیناً قابلِ تعریف ہیں اور قیامت تک ان کا اتباع کرنے والے بھی انھیں کے جیسے رہیں گے کہ خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔

5-مارد۔ سرکش اور چالاک انسان کو کہتے ہیں اور یہ شہری ہی ہے کہ یہ صفت دیہاتیوں کے مقابلہ میں شہریوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

6-عذاب آخرت سے پہلے دو عذاب سے مراد دنیا کی رسوائی اور قبر کا عذاب ہے یا عالمِ احتضار اور قبر کا عذاب ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) آیات کریمہ نے عالمِ اسلام کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا ہے:

۱۔ ہجرت اور نصرت کی طرف سبقت کرنے والے۔

۲۔ سابقین کا اتباع کرنے والے۔

۳۔ دیہات کے منافقین۔

۴۔ شہر کے ہوشیار منافقین۔

اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کے اعمال نیک و بد مخلوط تھے اور انہوں نے جنگ تبوک میں شرکت نہیں کی اور پھر توبہ کرنے آئے۔ ان دس افراد میں ابولبابہ بھی تھے جنہوں نے اپنے کو ستون مسجد سے باندھ لیا تھا اور پھر آیت کے نزول کے بعد پیغمبرؐ نے آ کر انہیں کھولا تو سارا مال لا کر دے دیا کہ اسی نے جہاد سے روکا تھا اور حضورؐ نے بحکم خدا قبول بھی کر لیا۔

واضح رہے کہ عمل ہجرت یا نصرت سے خدا کا راضی ہو جانا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے اور انہیں گناہوں کا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے...... جو جیسا کرے گا ویسی جزا یا سزا بہرحال دی جائے گی۔

اس مقام پر ایک لمحہ فکریہ یہ بھی ہے کہ جنگ تبوک ۹ھ تک مدینہ اور اس کے اطراف میں منافقین بھرے ہوئے تھے تو ۱۱ھ میں یہ سب کہاں چلے گئے اور وفات رسولؐ کے بعد سارا مدینہ اہل حل وعقد کا شہر کس طرح بن گیا اور سارے بزم نشین عادل کس طرح قرار پا گئے۔

عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۳﴾

دعا بھی کریں۔ یقیناً آپ کی دعا ان کے لیے کی موجب تسکین ہے اور اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (103)

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ

کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقات بھی وصول

وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۴﴾

کرتا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے؟ (104)

وَقُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ

اور کہہ دیجئے: لوگو! عمل کرو کہ تمہارے عمل کو عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومنین دیکھیں گے

وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا

اور پھر جلد ہی تمہیں غیب و شہود کے جاننے والے کی طرف پلٹا دیا جائے گا پھر وہ تمہیں بتا دے گا

كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ۚ وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰهِ اِمَّا

کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (105) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے۔

يُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰۶﴾

وہ چاہے انہیں عذاب دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ بڑا دانا، حکیم ہے۔ (106)

وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّكُفۡرًا وَّتَفۡرِيۡقًۢا [7]

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی ضرار[۳] رسانی اور کفر اور مومنین میں

بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ

پھوٹ ڈالنے کے لیے نیز ان لوگوں کی کمین گاہ کے طور پر جو پہلے اللہ اور اس کے رسول کے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۰۴ میں ان کی توبہ کے قبول ہونے کا ذکر ہے جنھوں نے علی الاعلان توبہ کی ہے اور صدقہ بھی دیا ہے اور نمبر ۱۰۶ میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنھوں نے توبہ کا اظہار اور اعلان نہیں کیا اور صرف اپنی حیثیت عرفی کے تحفظ میں لگے رہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۰۸ میں جس مسجد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد مسجد قبا ہے کہ اس کی تاسیس روز اوّل سے ہی تقویٰ پر ہوئی ہے ورنہ دیگر محترم مساجد میں بھی پیغمبر اکرمؐ نماز ادا کر سکتے تھے اور اس میں کوئی اشکال نہ تھا۔

7- یہ جملہ مذمت کی بنیاد پر منصوب ہے۔

ضرار۔ نقصان پہنچانا۔

ارصاد۔ انتظار کرنا اور سامان فراہم کرنا۔

شفا۔ کنارہ

جرف۔ وادی کا وہ کنارہ جدھر پانی کا بہاؤ ہو۔

ہار۔ یعنی کمزور۔ گرنے والا۔

اردو حاشیہ

(۳) ابو عامر راہب مدینہ کا ایک نصرانی تھا اس نے روزِ اول سے اسلام کی مخالفت شروع کر رکھی تھی۔ سرکارؐ نے مدینہ میں قدم جمائے تو مکہ بھاگ گیا۔ مکہ فتح ہوا تو طائف چلا گیا۔ طائف کے لوگ اسلام لے آئے تو شام بھاگ گیا اور وہاں سے منافقین کو لکھا کہ تم لوگ مسجد قبا کے پاس ایک مسجد بناؤ اور اسے اپنا قلعہ قرار دو۔ میں قیصر روم کے یہاں سے فوج لے کر آ رہا ہوں۔ لوگوں نے فی الفور شاندار مسجد بنا دی اور سرکار سے افتتاح کی خواہش کی کہ یہ ہمارے گھروں سے قریب تر ہے اور کمزور لوگوں کے لئے کافی کارآمد ہے۔ آپ نے تبوک کی واپسی تک ملتوی کر دیا اور واپس آ کر بحکمِ خدا اسے منہدم کرا دیا۔

واضح رہے کہ ایسے ابو عامر ہر دَور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور مسجد ضرار ہر دور میں تعمیر ہوتی رہی ہے۔ اسلام کے نام پر اسلام کی تباہی کا منصوبہ کفر کا بہت پرانا حربہ ہے۔ افسوس کہاں آج کوئی ان حقائق کا بے نقاب کرنے والا نہیں ہے اور نفاق برابر ترقی کر رہا ہے اور اسلام کے نام پر اسلام کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ خدا نے چاہا تو وارث پیغمبرؐ پردہ غیب سے باہر آ کر ان حقائق کو پھر سے بے نقاب کرے گا۔

مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ

ساتھ لڑ چکے ہیں اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارے ارادے فقط نیک تھے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ

يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ

یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (107) آپ ہرگز اس مسجد میں کھڑے نہ ہوں ۔البتہ جو مسجد

أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ

پہلے ہی دن سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ

فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا [8] ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ

اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف اور پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزہ رہنے

الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ

والوں کو پسند کرتا ہے۔ (108) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا

مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ

اور اس کی رضا طلبی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی

عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَ

بنیاد گرنے والی کھائی کے کنارے پر رکھی ہو چنانچہ وہ (عمارت) اسے لے کر آتش جہنم میں جا گرے؟

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ

اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ۔(109) ان لوگوں کی بنائی ہوئی یہ عمارت

الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ

ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل پاش پاش ہو جائیں

عربی حاشیہ

یہ مسجد ضرار مسجد قبا کے قریب منافقین کے قلعہ کے طور پر تعمیر ہوئی تھی اور لوگوں نے پیغمبرؐ اسلام سے اس کا افتتاح کرانا چاہا تھا تو قدرت نے اس کے انہدام کا حکم دے دیا۔

8-اکثر مفسرین نے اس سے ظاہری طہارت مراد لی ہے اور ایک امکان یہ بھی ہے کہ طہارت باطن یعنی خود نماز مراد ہو۔

اردو حاشیہ

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۝۱۱۰ اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

اور اللہ بڑا دانا حکمت والا ہے۔ (110) یقیناً اللہ نے مومنوں سے

اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوۡنَ

ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض خرید لیے ہیں۔ وہ

فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَيُقۡتَلُوۡنَ ۚ وَعۡدًا عَلَيۡهِ

اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔

حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ ؕ وَمَنۡ اَوۡفٰى

یہ توریت وانجیل اور قرآن میں اللہ کے ذمے پکا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر

بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ (9)

اپنا عہد پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس تم نے اللہ کے ساتھ جو سودا کیا ہے

بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝۱۱۱ اَلتَّاۤئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ

اس پر خوشی مناؤ اور یہ تو بڑی کامیابی ہے۔ (111) (یہ لوگ) توبہ کرنے والے، عبادت گزار،

الۡحٰمِدُوۡنَ السَّاۤئِحُوۡنَ الرّٰكِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ

ثناء کرنے والے، (راہ خدا میں) سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے،

الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ

نیکی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور

الۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۱۲ مَا

حدوداللہ کی حفاظت کرنے والے اور (اے رسولؐ) مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔ (112)

عربی حاشیہ

9- واضح رہے کہ خدا ثواب کا وعدہ کرے تو وہ وعدہ واجب الوفاء ہوتا ہے اور عذاب کا وعدہ کرے تو اس معاف کردینے کا اختیار بہرحال رہتا ہے اور یہ عیب نہیں ہے بلکہ حسن ہے۔

ف: واضح رہے کہ مسجد ضرار کا جلا دینا اور کوڑا گھر بنا دینا مسجد کے احترام کے منافی نہیں ہے بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ یہ عمارت مسجد نہیں ہے اور نہ ہر مسجد کی شکل کا نام مسجد ہوسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱۲ نے صاف واضح کردیا ہے رب العالمین سے جنت کا سودا کرنے والے انفرادی اور اجتماعی تمام قسم کے صفات حسنہ سے متصف ہوتے ہیں اور اقتدار پا جانے کے بعد بھی حدود الٰہیہ کا تحفظ کرتے ہیں کہ ان تمام امور کے بغیر کوئی نفس اس قابل نہیں ہوسکتا ہے کہ رب العالمین اسے جنت کے عوض خرید کر اس کی مبارکباد پیش کرے۔

اردو حاشیہ

كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

نبی (۴) اور ایمان والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت طلب کریں

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا

خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ یہ بات ان پر

تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَا كَانَ

عیاں ہو چکی ہے کہ وہ جہنم والے ہیں۔ (113) اور (ہاں)

اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ (10) اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّ

ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) کے لیے مغفرت طلب کرنا اس وعدے کی وجہ سے تھا

عَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ

جو انہوں نے اس کے ساتھ کر رکھا تھا لیکن جب ان پر یہ بات کھل گئی کہ وہ دشمن خدا ہے

مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا (11) كَانَ اللّٰهُ

تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ یقیناً ابراہیم نرم دل اور بردبار تھے۔ (114) اور اللہ کسی قوم کو

لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا

ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہیں کرتا جب تک ان پر یہ واضح نہ کر دے کہ

يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ

انہیں کن چیزوں سے بچنا ہے۔ بتحقیق اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔ (115) آسمانوں

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَ

اور زمین کی سلطنت یقیناً اللہ ہی کے لیے ہے زندگی بھی وہی دیتا ہے اور

عربی حاشیہ

10- چونکہ جناب ابراہیمؑ کی پرورش آذر کے ہاتھوں ہوئی تھی لہٰذا اسے باپ سے تعبیر کیا گیا ہے اور وعدہ کے بارے میں بھی بعض مفسرین کا خیال ہے کہ جناب ابراہیم نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمھارے حق میں استغفار کروں گا اس لئے استغفار کر دیا اور بعض کا خیال ہے کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ ایمان لے آؤں گا اس لئے استغفار کر دیا۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد کسی مومن کا مشرک کے حق میں استغفار کرنا جائز نہیں ہے۔

11- یہ اشارہ ہے کہ جب تک خدا نے استغفار کی حرمت کا اعلان نہیں کیا۔ اس وقت تک صاحبان ایمان کے استغفار کا مواخذہ بھی نہ ہوگا۔

واضح رہے کہ آیت استغفار کا کوئی تعلق حضرت ابوطالبؑ سے نہیں ہے کہ ان کا انتقال ہجرت سے پہلے ہی ہوگیا تھا اور سورۂ توبہ 9 ہجری میں نازل ہوا ہے۔ یہ صرف دشمنانِ

اردو حاشیہ

(۴) مفسرین نے آیت کے بارے میں تین احتمالات دیئے ہیں:

۱۔ بعض مسلمانوں نے اپنے مشرک بزرگوں کے بارے میں استغفار کی خواہش پیغمبرؐ اسلام سے کی تو آیت نازل ہوئی کہ یہ جائز نہیں ہے۔

۲۔ رسول اکرمؐ نے خود اپنی والدہ کے بارے میں استغفار کی اجازت مانگی تو آیت نازل ہوئی۔

۳۔ رسول اکرمؐ نے جناب ابوطالب کے بارے میں استغفار کرنا چاہا تو خدا نے منع کر دیا کہ وہ مسلمان نہیں تھے۔

یہ تیسرا قول بہرحال باطل ہے کہ ابوطالب کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہو چکا تھا اور یہ سورہ ۹ ھ میں نازل ہوا ہے تو اب تک پیغمبرؐ کا طرزِ عمل کیا تھا؟ یہی حال جناب آمنہ کے بارے میں ہے کہ ان کا انتقال بھی بہت پہلے ہو چکا تھا لہٰذا آیت درحقیقت تمام مسلمانوں کے تقاضے کے بارے میں ہے اور ابوطالب کا نام صرف اموی محدثین نے بغض علیؑ کے انتقام میں شامل کر دیا ہے۔

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ
موت بھی اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔(116) بتحقیق اللہ نے

تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ
نبی پر اور ان مہاجرین وانصار پر مہربانی فرمائی جنہوں نے مشکل گھڑی (۵) میں

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ
نبی کا ساتھ دیا تھا بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دلوں میں

يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ
کجی آنے ہی والی تھی ۔پھر اللہ نے انہیں معاف کر دیا ۔بے شک وہ اُن پر

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ [12] الَّذِيْنَ
بڑا شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔(117) اور ان تینوں کو بھی (معاف کر دیا)

خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا
جو (تبوک میں)پیچھے رہ گئے جب اپنی وسعت کے باوجود زمین ان پر تنگ ہو گئی تھی

رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا
اور اپنی جانیں خود ان پر دوبھر ہو گئی تھیں اور انہوں نے دیکھ لیا کہ

مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ
اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں تو اللہ نے ان پر مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔(118) اے ایمان والو !اللہ سے ڈرو

عربی حاشیہ

اسلام کی ایک سازش ہے جس کے ذریعہ رسولؐ اسلام کے مربی اور اسلام کے محسن اول کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔

12- کعب بن مالک۔ مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ۔ یہ تینوں بقول مورخین اچھے دیندار لوگ تھے لیکن سستی کی بناپر جنگ تبوک کے لئے نہیں نکلے تو حضورؐ نے ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا۔ یہ سخت پریشان ہوئے کچھ دنوں کے بعد ان کی بیویوں کو بھی قطع تعلق کا حکم دے دیا اور پچاس راتیں اسی طرح گزر گئیں تو تنگ آکر توبہ واستغفار کرنے لگے تو خدا نے رحم کھا کر توبہ کو قبول کرلیا اور مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور ان لوگوں نے سارا گھر لٹانے کا عزم کرلیا تو حضور نے منع فرمایا کہ کچھ خرچ کرو اور کچھ بچا کر رکھو البتہ غلط بیانی سے کبھی کام نہ لینا اور ہمیشہ صادقین کے ساتھ رہنا اور کبھی ان سے الگ نہ ہونا۔

اردو حاشیہ

(۵) جنگ تبوک کی غربت کا یہ عالم تھا کہ مسلمان ایک ناقہ پر یکے بعد دیگرے سواری کرتے تھے۔ اونٹ کے کوہان میں جمع شدہ پانی سے پیاس بجھاتے تھے اور انتہائی معمولی غذا پر گزارہ کر رہے تھے۔ اسی لئے قرآن نے ان حالات میں سفر کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔

اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ

اور سچوں کے ساتھ (۶) ہو جاؤ۔ (119) اہل مدینہ اور گرد و پیش کے

الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ

بدوؤں کو یہ حق حاصل ہی نہ تھا کہ وہ اپنی جانوں کو رسول کی

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

جان سے زیادہ عزیز سمجھیں ۔یہ اس لیے کہ انہیں پیاس کی تکلیف ہو گی

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا

اور نہ مشقت کی اور نہ راہ خدا میں بھوک کی اور نہ وہ کوئی ایسا

نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ

قدم اٹھائیں گے جو کافروں کو ناگوار گزرے اور نہ انہیں

مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا

دشمن سے کوئی گزند پہنچے گا مگر یہ کہ ان کے لیے نیک عمل

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

لکھا جاتا ہے ۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً

ثواب ضائع نہیں کرتا ۔ (120) اور (اسی طرح)وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں

وَّلَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور جب کوئی وادی (بغرض جہاد) پار کرتے ہیں

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۹میں من الصادقین کے بجائے مع الصادقین کا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ صادقین کا ایک مخصوص گروہ ہے جس کی معیت کا تمام صاحبان کو حکم دیا گیا ہے اور وہ معصومینؑ ہی ہوسکتے ہیں جن کے فرداوّل کا نام حضرت علیؑ ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) جن صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم اہلِ ایمان وتقویٰ کو دیا گیا ہے وہ صرف زبان اور قول کے صادقین نہیں ہیں بلکہ قول، عمل، وعدہ اور کردار ہر اعتبار سے صادقین ہیں تاکہ سارا عالمِ ایمان وتقویٰ ان کے ساتھ چل سکے اور وہ سب کے قائد قرار پاسکیں۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ

تو یہ سب ان کے حق میں لکھ دیا جا تا ہے تا کہ اللہ انہیں انکے اچھے اعمال کا صلہ دے۔ (121) اور یہ تو

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

نہیں (۷) ہو سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں پھر کیوں نہ ہر گروہ

مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

میں سے ایک جماعت نکلے تا کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف

قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع

واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تا کہ وہ (بلا کت خیز باتوں سے) بچے رہیں۔(122)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ

اے ایمان والو !ان کافروں سے جنگ (۹) کرو جو تمہارے نزدیک ہیں

الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر ٹھوس شدت کا احساس کریں اور جان رکھو اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ

متقین کے ساتھ ہے۔ (123) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے

مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کچھ لوگ (ازراہ تمسخر) کہتے ہیں اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا

ایمان والوں کے ایمان میں تو اس نے اضافہ ہی کیا ہے اور وہ خوشحال ہیں۔ (124) اور البتہ

عربی حاشیہ

13- بعض مفسرین نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ بعض افراد جہاد کے لئے جائیں اور بعض مدینہ میں رہ کر علم دین حاصل کریں کہ علمِ دین اہل مدینہ کا فرض ہے۔ اس کے لئے سفر لازم نہیں ہے لیکن روایات اہلبیتؑ سے وہی معنی ظاہر ہوتے ہیں جو بیان کئے گئے ہیں۔

ف: رجس کی گندگی اور ناپاکی کبھی طبیعت کے لحاظ سے ہوتی ہے اور کبھی عقل کے لحاظ سے جس طرح کہ بعض امور کو شریعت نے رجس قرار دیا ہے اور بعض ہر اعتبار سے رجس ہوتے ہیں۔ کفر اور نفاق اس لغوی خباثت کا نام ہے جس سے ضد اور ہٹ دھرمی جیسی خباثتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

14- یہ ایک اصول جہاد ہے کہ ساری دنیا سے یکبارگی جنگ نہ چھیڑ دی جائے بلکہ اطراف سے کام شروع کیا جائے۔ اس کے بعد عالمی فتوحات کا انتظام کیا جائے اور ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ دشمن کو طاقت کا احساس پیدا

اردو حاشیہ

(۷) مدینہ صرف مثال کے طور پر استعمال ہوا ہے ورنہ اسلام کی مدد اور رسول اکرمؐ کی نصرت ہر مسلمان کا فرض ہے وہ کسی بھی شہر یا دیہات کا رہنے والا ہو اور اس میں کوئی زحمت بھی نہیں ہے جب خدا ہر عمل پر اجر و ثواب دینے والا ہے تو اقدام میں کیا تکلف ہے۔

(۸) اس اعلان کے بعد کہ ہر جہاد میں ہر آدمی کی شرکت واجب نہیں ہے اور یہ قائد مسلمین کی صوابدید پر ہے۔ یہ واضح کر دیا گیا کہ مسلمانوں پر ایک دوسرا سفر بھی واجب ہے کہ جہاد میں نہ جانا ہو تو علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو تعلیم دیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرائیں کہ یہ بھی ایک جہاد ہے اور جہاد ہی کی طرح واجب ہے۔

(۹) اصولِ جہاد کے بارے میں امام زین العابدینؑ کی دعا بہترین ہدایت ہے جہاں آپ نے مجاہدین کے حق میں دعا فرمائی ہے کہ ”خدایا ان کی تعداد بڑھا دے، ان کے اسلحوں کو تیز کر دے، ان کے اجتماع کی حفاظت فرما، ان کے اخراجات کی کفایت فرما، انہیں صبر کی طاقت عطا فرما، ان پر اپنی تدبیروں کے ذریعہ مہربانی فرما۔ جو نہیں جانتے ہیں انہیں بتا دے۔ جس چیز سے ناواقفیت ہیں اس کا علم دے دے۔ جنگ کے وقت ان کے دلوں سے دنیا کی یاد کو نکال دے اور ان کے قلوب سے مال کی محبت کو محو کر دے اور صرف جنت کو مرکز نظر بنا دے۔“ کہ اس سے بہتر کامیابی اور فتح کا نسخہ ناقابل تصور ہے اور ایسے افراد کو قلوب و ممالک کو فتح کرنے کا بھی حق ہے۔

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى

جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کی نجاست پر اس نے مزید نجاست کا اضافہ کیا ہے

رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ (15) ﴿١٢٥﴾ اَوَ لَا يَرَوْنَ

اور وہ مرتے دم تک کفر پر ڈٹے رہے۔ (125) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ

کہ انہیں ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے؟ پھر نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں

لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ

اور نہ ہی عبرت حاصل کرتے ہیں۔(126)اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے

سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ (16) ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ

تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں کہ کوئی تمہیں دیکھ تو نہیں رہا؟

اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ

پھر نکل بھاگتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ

یہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ (127) بتحقیق تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے

اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

تمہیں تکلیف میں دیکھنا اس پر شاق گزرتا ہے۔وہ تمہاری

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

بھلائی کانہایت خواہاں ہے اور مومنین کے لیے نہایت شفیق، مہربان ہے۔ (128) پھر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے

عربی حاشیہ

ہوجائے۔

15- نفاق درحقیقت ایک بیماری ہے اور ایسی بدترین بیماری ہے جسے قرآن کریم نے رجس اور گندگی سے تعبیر کیا ہے کہ شاید اس بنا پر لوگ اس سے پرہیز کرنے لگیں۔

16- یہ منافقین کا سب سے بڑا عیب ہے کہ وہ عظمتِ قرآن کا احساس نہیں رکھتا اور ہر آن خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں اس کا راز نہ کھل جائے اور ہر سال دو ایک مرتبہ یہ رسوائی ضرور حاصل ہوتی ہے۔

ف: رسول اکرمؐ کے بارے میں امیین کے مقابلہ میں منہم کہا گیا ہے اور مومنین کے سلسلہ میں من انفسکم کہا گیا ہے جو صاحبانِ ایمان سے قریب ترین ربط اور تعلق کی علامت ہے اور جس کے بعد آپ کے چار امتیازات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(١٠) پیغمبرؐ ایک دلِ دردمند رکھتا ہے۔ لوگوں کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے۔ ہدایت کے بارے میں حریص ہے اور رحمة للعالمین ہونے کے علاوہ مومنین کے حال پر خصوصی مہربانی رکھتا ہے۔

منافقین سے البتہ کوئی رابطہ نہیں رکھتا ہے اور ان کے مقابلہ میں خدا کی طاقت پر اعتماد کرتا ہے کہ وہی کافی ہے اور یہی اسلام کا آخری پیغام ہے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔اسی پر میرا بھروسہ ہے اور

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع

وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔(129)

اٰیاتها ۱۰۹ ﴿۱۰ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۵۱﴾ رکوعاتها ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا

الف لام را 'یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو حکمت والی ہے۔(1) کیا لوگوں کے لیے

اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ

یہ تعجب کی بات ہے کہ ہم نے خود انہیں میں سے ایک مرد کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کی تنبیہ کرے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ[1] عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ

اور جو ایمان لائیں انہیں بشارت دے کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچا مقام ہے۔

الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

(اس پر) کافروں نے کہا :یہ شخص تو بلا شبہ صریح جادوگر ہے۔ (2) یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ[2] ثُمَّ اسْتَوٰى

جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر اقتدار قائم کیا۔

عربی حاشیہ

ف: ''الیہ مرجعکم'' حصر کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ انسانیت کا قافلہ درحقیقت ایک سیر حیات میں رواں دواں ہے اور وہ اپنی کوئی بھی منزل قصد کرے اصل میں اسی رخ پر جارہا ہے جہاں سے چلا تھا اور اسے ایک دن یہ سفر اسی کی بارگاہ پر تمام کرنا ہے جس کی بارگاہ سے چلا تھا۔

1- قدم مرتبہ اور فضیلت کو کہتے ہیں جسے انسان سعی اور کوشش کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ گویا وہ اس کے قدم کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صدق اس کی صفت ہے جو بشکل مضاف الیہ استعمال ہوئی ہے مثل مسجد الجامع۔

2- ایام سے مراد روز وشب والے دن نہیں ہیں اور نہ اس وقت ان کا وجود تھا۔ یہ تخلیق کے اطوار یا درجات ہیں جنھیں ایام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورۂ مبارک کو جناب یونسؑ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ اس میں ان کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ مکہ میں نازل ہوا ہے۔ اسی لئے عقائد کا زور زیادہ ہے کہ ابتدائے تبلیغ میں اعمال پر زیادہ زور نہیں دیا جا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ بعض آیات کو مدنی قرار دیا گیا ہے۔

بہرحال ابتدا میں کفار کے اس اعتراض کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک انسان پر وحی کس طرح نازل ہو سکتی ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نہ وحی نازل کرنے والے میں کمزوری ہے اور نہ انسان نااہل ہے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ البتہ وحی ایک مخفی رمز ہے جسے ہر شخص نہ دیکھ سکتا ہے نہ محسوس کر سکتا ہے۔ اس کا اندازہ رسول کی شخصیت یا پیغام کی عظمت و جامعیت ہی سے کیا جا سکتا ہے اور بس۔

اسی لئے خدائے تعالیٰ نے اپنے اقتدار کے اکثر مظاہر کا ذکر کر دیا تاکہ کسی کو شک وشبہ کا موقع نہ مل سکے اور انسان مطمئن ہو جائے کہ اسی نے وحی نازل کی ہے اور وہی یہ کام کر بھی سکتا ہے۔

عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ

وہ تمام امور کی تدبیر فرماتا ہے۔اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

إِذْنِهِ ط ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۳﴾

یہی اللہ تو تمہارا رب ہے پس اسی کی عبادت کرو۔کیا تم نصیحت نہیں لیتے؟(3)

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ط وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ط إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ

تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اللہ کا وعدہ حق پر مبنی ہے۔وہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اورنیک اعمال بجالائے

بِالْقِسْطِ ط وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَ

انہیں انصاف کے ساتھ جزا دے اور جو کافر ہوئے انہیں اپنے کفر کی پاداش میں کھولتا ہوا پانی پینا ہوا ہوگا اور

عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۴﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ

انہیں دردناک عذاب (بھی) بھگتنا ہوگا۔(4)وہی ہے جس نے سورج کو روشن کیا

ضِيَاءً [3] وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ

اور چاند کو چمک دی اور اس کی منزلیں بنائیں تاکہ تم برسوں کی تعداد

السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ط مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ج يُفَصِّلُ

اور حساب معلوم کر سکو۔اللہ نے یہ سب کچھ ایک حقیقت کی بنیاد پر خلق کیا ہے۔

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵﴾ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَ

وہ صاحبان علم کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے۔(5)بے شک رات اور دن کی آمد و رفت میں

عربی حاشیہ

3- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ضیاء وہ ہے جس کی روشنی خود اپنی ہو اور نور وہ ہے جس کی روشنی دوسرے کی دین بھی ہوسکتی ہے لیکن بظاہر یہ معنی چاند سورج سے نکالے گئے ہیں ورنہ خدا بھی نور السماوات والارض ہے۔

خود لفظ ضیاء کے بارے میں بھی یہ اختلاف ہے کہ بعض حضرات نے اسے مفرد قرار دیا ہے اور بعض نے اسے ضوکی جمع قرار دیا ہے اور اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ سورج میں ایک رنگا رنگ قسم کی روشنی پائی جاتی ہے جسے دور حاضر میں قوس قزح کے ہفت رنگ کی طرح سات الوان پر مشتمل تسلیم کیا گیا ہے۔

ف: انسان کے بارے میں قرآنِ مجید میں مختلف النوع قسم کے بیانات پائے جاتے ہیں۔ اسے ضعیف، ظلوم، کفار، فتور، عجول، کفور، جہول وغیرہ بھی کہا گیا ہے اور احسن تقویم، علمہ البیان، علم الانسان مالم یعلم وغیرہ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ احسن

اردو حاشیہ

النَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو (ہلاکت سے)

لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ

بچنا چاہتے ہیں۔(6) بے شک جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیاوی زندگی ہی

رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ

پر راضی ہیں اور اسی میں اطمینان محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں

عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا

سے غفلت برتتے ہیں۔(7) ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان اعمال کی پاداش میں جن کا یہ ارتکاب

يَكْسِبُوْنَ ۝٨ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کرتے رہے ہیں ۔(8) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے بے شک ان کا رب

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

ان کے ایمان کے سبب انہیں نعمتوں والی جنتوں کی راہ دکھائے گا جن کے نیچے

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٩ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ

نہریں بہتی ہوں گی۔ (9) جہاں ان کی صدا سبحانک اللھم

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

(اے اللہ تیری ذات پاک ہے) ان کی تحیت سلام اور ان کی دعا کا خاتمہ الحمد للہ

الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

رب العالمین ہوگا۔(10) اور اگر اللہ لوگوں کے ساتھ (ان کی بداعمالیوں کی سزا میں) برا معاملہ کرنے میں اسی طرح

عربی حاشیہ

تقویم بھی خدا کی ہدایت حاصل نہ کرنے کی بنا پر بدترین صفات کا حامل ہوسکتا ہے۔

4- دنیا سے دل لگانے والے، آخرت سے غفلت برتنے والے عام طور سے کفار ہی ہوتے ہیں لیکن یہ خصلت صاحبانِ ایمان میں بھی پیدا ہوجاتی ہے تو ان کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو اس طرح کے کفار کا انجام ہوتا ہے۔

5- جنت ایک سکون وراحت و اطمینان کی جگہ ہے لہٰذا وہاں کے رہنے والے نہ یادِ خدا اور حمدِ الٰہی سے غافل ہوسکتے ہیں اور نہ بندوں کے ساتھ سلامتی کے علاوہ کوئی گفتگو کرسکتے ہیں۔ اسی لئے ان کا بیان تسبیح وتحمید ہے اور ان کا تحفہ سلام وسلامتی ہے۔

6- جس طرح حالات سے عاجز آکر انسان خودکشی کرنے پر تیار ہوجاتا ہے اسی طرح کفار اپنے حق میں عذاب کی دعا کرنے لگتے ہیں لیکن خدا اس عذاب کو ٹال دیتا ہے ورنہ اب تک سب کا خاتمہ ہوچکا ہوتا۔

اردو حاشیہ

بِالۡخَيۡرِ لَقُضِيَ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ

عجلت سے کام لیتا جس طرح وہ لوگ (دنیا کی) بھلائی کی طلب میں جلد بازی کرتے ہیں تو ان کی مہلت کبھی کی ختم ہو چکی

لِقَآءَنَا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ

ہوتی لیکن جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ہم انہیں مہلت دیے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔(11) اور انسان کو جب (۲)

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفۡنَا

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے، بیٹھے اور کھڑے ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس سے تکلیف دور کر دیتے ہیں

عَنۡهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنۡ لَّمۡ يَدۡعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ

تو ایسا چل دیتا ہے گویا اس نے کسی تکلیف پر جو اسے پہنچی ہمیں پکارا ہی نہیں۔ حد سے تجاوز

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدۡ

کرنے والوں کے لیے اور ان کے اعمال اسی طرح خوشنما بنادیے گئے ہیں ۔(12) اور بتحقیق

اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَمَّا ظَلَمُوۡا ۙ وَجَآءَتۡهُمۡ

تم سے پہلی قوموں کو بھی ہم نے اس وقت ہلاک کیا جب وہ ظلم کے

رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى

مرتکب ہوئے اور ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ

الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰكُمۡ خَلٰٓئِفَ فِى الۡاَرۡضِ

ایمان لاتے ۔ہم مجرموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔(13) پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں

مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لِنَنۡظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى

جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ۔(14) اور جب انہیں

عربی حاشیہ

قرن زمانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور کسی ایک دور میں زندگی گزارنے والی قوم کے بارے میں بھی اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) انسان ایک عجیب وغریب مزاج کی مخلوق ہے کہ جب حالات سے عاجز آ جاتا ہے تو بدترین عذاب کی دعا کرنے لگتا ہے اور مرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جس طرح کفار نے آسمان سے پتھروں کی بارش کی دعا کر دی۔ اس کے بعد جب عذاب شروع ہوتا ہے تو اس کے دفع ہونے کی دعا کرنے لگتا ہے۔ پھر جب عذاب دفع ہو جاتا ہے تو رب العالمین سے اس طرح منہ پھیر لیتا ہے جیسے اسے پہچانتا ہی نہیں ہے اور اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

بندوں کے بارے میں احسان فراموشی تو سمجھ میں آتی ہے کہ انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ اب آئندہ اس سے سابقہ نہ پڑے گا جس طرح عام حالات میں ہوتا ہی رہتا ہے لیکن خدا سے تو انسان کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کی طرف سے اس طرح کی غفلت علامت ہے کہ بندہ نفسانی اعتبار سے خبیث و ذلیل اور نہایت درجہ رذیل ہے ورنہ رب العالمین کے احسانات کی طرف سے غافل ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

ہماری آیات کھول کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ

اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو ۔ کہہ دیجئے: مجھے یہ اختیار نہیں کہ

اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں ۔میں تو اس وحی کا تابع ہوں جو میری طرف

اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

بھیجی جاتی ہے ۔میں اپنے رب کی نافرمانی کی صورت میں بہت بڑے دن کے عذاب

عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ

سے ڈرتا ہوں ۔(15) کہہ دیجئے :اگر اللہ چاہتا تو میں قرآن تمہیں پڑھ کر نہ سناتا اور نہ ہی

اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا

اللہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا ۔اس سے پہلے میں تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں' کیا تم عقل سے

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

کام نہیں لیتے؟ (16) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

یا اس کی آیات کی تکذیب کرے ؟مجرم لوگ یقیناً فلاح نہیں پائیں گے۔(17)اور یہ لوگ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ

اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں نہ انہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ انہیں

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر کفار کے دومطالبات میں سے رسول اکرمؐ نے صرف ایک ہی کا جواب دیا ہے کہ جب تبدیلی ممکن نہیں ہے تو دوسری کتاب کہاں سے لائی جا سکتی ہے۔

اور پھر گزشتہ زندگی کا حوالہ دے کر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ انسان کی فطری صلاحیتیں ۴۰ سال کی عمر تک بہرحال واضح ہو جاتی ہیں اور جب ایسا نہیں ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فطری صلاحیت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ وحی الٰہی کا عطیہ ہے۔

7- حقیقت امر یہ ہے کہ فلاح کا تعلق نیک اعمال اور پاکیزہ کردار سے ہے اور مجرم کے واسطے نہ دنیا میں فلاح ہے اور نہ آخرت میں۔ یہ تو فقط ایک خیال خام ہے کہ مجرمین دنیا میں بڑی کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہوگی کہ انصاف کا ایک معیار ہوتا ہے

اردو حاشیہ

(۳) کفار کی جہالتوں اور حماقتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ آئے دن نئے نئے مطالبات کرتے رہتے ہیں۔ اب ان کا ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ قرآن میں بہت سے مضامین ہماری مرضی کے خلاف آ گئے ہیں تو آپ پورا قرآن تبدیل کر دیجئے یا کم سے کم ان آیات میں تحریف کر دیجئے۔ پیغمبرؐ اسلام نے اس حرکت کو تحریف، الزام اور جرم قرار دیتے ہوئے جواب دیا کہ میں صرف وحی الٰہی کا اتباع کرتا ہوں اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ چالیس سال تک قرآن نازل نہیں ہوا تو میں نے بھی کوئی پیغام نہیں دیا اور خاموش ہی رہا جس کا طلب یہ ہے کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ہے اور صرف خدائی فرمان کا منتظر رہا ہوں۔

آیت کریمہ میں ان علماء کی بھی تنبیہ ہے جو رسول اکرمؐ کے بارے میں اجتہاد کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ بھی اپنی قل وفکر سے احکام طے کرتے تھے اور ان ترقی پسند عناصر کی بھی تنبیہ ہے جو حالات کے اعتبار سے احکام الٰہیہ کی تبدیلی کے خواہش مند رہتے ہیں۔

يَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ قُلۡ اَتُنَبِّـُٔوۡنَ

کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور (پھر بھی) کہتے ہیں: یہ اللہ کے پاس ہماری شفاعت(۴) کرنیوالے ہیں۔کہہ دیجئے:

اللّٰهَ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ

کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جو اللہ کو نہ آسمانوں میں معلوم ہے اور نہ زمین میں؟

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝١٨ وَمَا كَانَ النَّاسُ

وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ (18) اور سب انسان ایک ہی

اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخۡتَلَفُوۡا ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ 9 سَبَقَتۡ

امت تھے پھر اختلاف رونما ہوا اور اگر آپ کا پروردگار پہلے سے طے نہ کر چکا ہوتا

مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ فِيۡمَا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ۝١٩ وَ

تو ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دیا جاتا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔ (19) اور

يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلۡ

کہتے ہیں: اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟

اِنَّمَا الۡغَيۡبُ لِلّٰهِ فَانۡتَظِرُوۡا ۚ اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ

پس کہہ دیجئے: غیب تو صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ۝٢٠ ع وَاِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً مِّنۡۢ بَعۡدِ

انتظار کرتا ہوں۔(20) اور جب ہم لوگوں کو انہیں پہنچنے والے مصائب کے بعد

ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُمۡ اِذَا لَهُمۡ مَّكۡرٌ 10 فِىۡۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسۡرَعُ

اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیات کے بارے میں حیلہ بازیاں شروع کر دیتے ہیں کہہ دیجئے:

عربی حاشیہ

اور ظلم کا تو کوئی معیار نہیں ہے۔

8-اس مقام پر ضرر کو نفع پر مقدم کیا گیا ہے کہ غیراللہ معبود نقصان ہی پہنچا سکتے ہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اتفاق سے یہ نقصان بھی ان کے امکان میں نہیں ہے۔

9- کلمۃ ایک قانون ہے کہ دنیا میں ثواب وعذاب کا فیصلہ ہوگا۔ اور اس کے لئے ایک دن معین ہے۔

یہ انسانی آزادی کے بارے میں قدرت کا ایک فیصلہ ہے جو مسئلہ جبر واختیار کا بہترین حل ہے کہ قدرت نے ہی انسان کو صاحب اختیار رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں ہوسکتی۔

ف: ضراء کے مقابلہ میں سراء کے بجائے رحمت کا ذکر اشارہ ہے کہ پریشانی کا دور ہوجانا بھی رب کریم کی ایک رحمت ومہربانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

10- آیات الٰہیہ میں مکر کے معنی یہ ہیں

اردو حاشیہ

(۴) گویا خدا کی بارگاہ میں ایسے سفارش کرنے والے تلاش کر لئے ہیں جن کی اطلاع خدا کو بھی نہیں ہے جب کہ اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کا کوئی امکان نہیں ہے۔

مَكۡرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكۡتُبُوۡنَ مَا تَمۡكُرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِىۡ

اللہ کا حیلہ تم سے زیادہ تیز ہے۔ بے شک ہمارے فرشتے تمہاری حیلہ بازیاں لکھ رہے ہیں۔ (21) وہی تو ہے

يُسَيِّرُكُمۡ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنۡتُمۡ فِى الۡفُلۡكِ ۚ وَ

جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے چنانچہ (۵) جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ لوگوں کو لے کر

جَرَيۡنَ بِهِمۡ بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوۡا بِهَا جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ

باد موافق کی مدد سے چلتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں اتنے میں کشتی کو مخالف تیز ہوا کا تھپیڑا لگتا ہے

عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ

اور ہر طرف سے موجیں ان کی طرف آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (طوفان میں) گھر گئے ہیں

اُحِيۡطَ بِهِمۡ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ لَئِنۡ

تو اس وقت وہ اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس سے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں

اَنۡجَيۡتَنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنۡجٰٮهُمۡ

اس مصیبت سے بچا لیا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ (22) پھر جب خدا نے انہیں

اِذَا هُمۡ يَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

بچا لیا تو یہ لوگ زمین میں ناحق بغاوت کرنے لگے۔ اے لوگو! یہ بغاوت خود

اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ ۙ مَّتَاعَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ثُمَّ اِلَيۡنَا

تمہارے خلاف ہے دنیا کے چندروزہ مزے لے لو پھر تمہیں ہماری طرف پلٹ کرآنا ہے پھر اس وقت

مَرۡجِعُكُمۡ فَنُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ

ہم تمہیں بتائیں گے کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (23) دنیاوی زندگی

المنزل ۳

عربی حاشیہ

کہ انھیں اپنے خود ساختہ خداؤں کی طرف موڑ دیتے ہیں اور رب العالمین کا احسان ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں۔

11- ریح مذکر بھی ہے اور مونث بھی۔ اور اسی لئے اس کی صفت طیبہ بھی ہے اور عاصف بھی۔

12- حیرت کی بات ہے کہ مشرکین تو مصیبتوں میں خدا کو پکارتے ہیں اور بعض مسلمان اپنے خود ساختہ آقاؤں کو دعوت دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس اتنا شعور بھی نہیں ہے جتنا مشرکین کے پاس پایا جاتا ہے۔

13- پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ تین چیزوں کا انجام الٹا ہوتا ہے۔

ا۔ مکر کرنے والا خود اپنے مکر کا شکار ہوتا ہے۔

۲۔ بدعہدی کرنے والا خود اپنی بدعہدی میں مبتلا ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ زندگانی دنیا کی کتنی حسین تصویر ہے کہ انسان کشتی میں بیٹھا ہوا موجوں سے کھیلتا ٹھنڈی ہواؤں کا لطف لیتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اچانک ایک ایسا طوفان آیا کہ موجوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور نجات کی ساری امیدیں منقطع ہوگئیں۔ ایسے میں ایک مرتبہ پیدا کرنے والا یاد آیا اور انسان نے غرض کی بنیاد پر اسے آواز دی۔ اور رشوت کے طور پر شکر کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد جب کام نکل گیا تو اسے یکسر نظر انداز کر دیا اور یہ بھول ہی گیا کہ ابھی پھر اسی سے سابقہ پڑنے والا ہے جہاں وہ ہمارے جملہ اعمال کا محاسبہ کرنے والا ہے۔ اے کاش انسان ان مثالوں سے عبرت حاصل کرتا۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

کی مثال یقیناً اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین کی نباتات گھنی ہوگئیں

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ

جن میں سے انسان اور جانور سب کھاتے ہیں پھر جب زمین (۶) سبزے سے خوشنما

حَتّٰۤى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ

اور آراستہ ہوگئی اور زمین کے مالک یہ خیال کرنے لگے کہ اب وہ اس پر قابو پا چکے ہیں

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا

تو (ناگہاں) رات کے وقت یا دن کے وقت اس پر ہمارا حکم آپڑا تو ہم نے اسے کاٹ کر

فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ

ایسا صاف کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ بھی موجود نہ تھا۔غور وفکر سے کام لینے والوں کے لیے

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى

ہم اسطرح اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں۔(24) اللہ (تمہیں) سلامتی کے گھر کی طرف

دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

بلاتا ہے اور جسے وہ چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔(25)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ [14] ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ

جنہوں نے نیکی کی ان کے لیے نیکی ہے اور مزید بھی۔ (۷) ان کے چہروں پر نہ سیاہ دھبہ ہوگا

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور نہ ذلت (کے آثار) ۔ یہ جنت والے ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (26)

عربی حاشیہ

۳۔ظلم کرنے والا ایک نہ ایک دن خود بھی ظلم کا نشانہ بنتا ہے۔

ف: انسان کسی ایک نسل کے حالات کا بھی مکمل مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے اس لئے قرآن حکیم نے اسے مثال کے ذریعہ واضح کردیا ہے کہ جس طرح تمھارے سامنے نباتات کا حال ہوتا ہے اسی طرح انسانی نسلیں بھی پلتی بڑھتی ہیں اور ایک دن فنا ہوجاتی ہیں۔

14- رہق کے معنی ہیں ڈھانک لینا اور قتر دھویں جیسی سیاہی کا نام ہے۔

زیادۃ۔ کے بارے میں علماء تفسیر میں اختلاف ہے اور ہر شخص نے ایک نیا تصور پیش کیا ہے لیکن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ برائی کی سزا برائی کے برابر ہوتی ہے اور نیکی کا انعام نیکی سے زیادہ ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) یہ زندگانی دنیا کا دوسرا منظر ہے کہ خشک زمین پر پانی برسا ہے اور سبزہ لہلہا رہا ہے، سبزیاں پیدا ہو رہی ہیں اور انسان اور جانور مزے اڑا رہے ہیں اور زمین ایک عروس کی طرح بن سنور کر پھولوں اور سبزوں سے لدی ہوئی ہر طرح کے تصرف کے لئے تیار ہے اور انسان ایک تازہ شوہر کی طرح لذت اندوزی کے لئے آمادہ ہے کہ اچانک بلا نازل ہوگئی اور سارے مزے ہرن ہوگئے اور صرف حساب باقی رہ گیا۔

(۷) قدرت کے نظامِ عدل وفضل نے یہ اصول بنا دیا ہے کہ نیک کام کرنے والوں کو عمل سے زیادہ انعام دیا جائے گا اور بُرے کام کرنے والوں کو برائی کے برابر سزا دی جائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ نیک کردار نیکی کو دیکھتے ہیں تو چہرہ پر بشاشت طاری ہوجاتی ہے اور بدکردار اپنا انجام دیکھتے ہیں تو چہرہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور چہرہ دھواں دھواں ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا انجام یہ بھی ہونے والا ہے کہ عذاب کے سامنے آنے کے بعد جن پر بھروسہ کیا تھا وہی فرار اختیار کریں گے اور برائت و بے زاری کا اعلان کردیں گے کہ عذاب الٰہی کا مرحلہ بڑا سخت مرحلہ ہے اور وہاں کوئی کسی کا ساتھ دینے والا نہیں ہے، چاہے خدا بناؤ یا رہنما۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

اور جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیاہے تو برائی کا بدلہ برائی ہے کے برابر ہو گا اور ان پر

ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ

ذلت چھائی ہوئی ہو گی۔ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا گویا ان کے چہروں پر

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

تاریک رات کے سیاہ (پردوں کے) ٹکڑے پڑے ہوئے ہوں یہ جہنم والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔(27)اور جس دن ہم ان سب کو (اپنی عدالت میں) جمع کریں گے

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا

پھر مشرکوں سے کہیں گے :ٹھہر جاؤ پھر ہم ان میں جدائی ڈال دیں گے

بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾

تو ان کے شریک کہیں گے :تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ (28)

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ[15] كُنَّا عَنْ

پس ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے ہم تمہاری اس

عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ

عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔(29)اس مقام پر ہر کوئی اپنے اس عمل کو جانچ لے گا

وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

جو وہ آگے بھیج چکا ہوگا اور پھر وہ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو بہتان وہ باندھا کرتے تھے

عربی حاشیہ

15-ان۔ انا کامخفف ہےجس کا ثبوت لغافلین کالام ہے جو اِن نافیہ کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن کریم نے عام طور سے سمع کو واحد استعمال کیاہے اور بصر کو جمع استعمال کیا ہے جس کے ادبی نکتہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اردو حاشیہ

یَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [16]

ان سے نا پید ہو جائیں گے ۔(30) کہہ دیجئے: تمہیں آسمان (۸) اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟

اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ

سماعت اور بصارت کا مالک کون ہے؟ اور کون ہے جو بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے

الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط

بے جان کو پیدا کرتا ہے؟ اور کون امور (عالم) کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ کہیں گے: اللہ۔

فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ

پس کہہ دیجئے: تو پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں ہو؟ (31) پس یہی اللہ

رَبُّكُمُ الْحَقُّ ج فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ صلے فَاَنّٰى

تمہارا برحق پروردگار ہے پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ گیا؟ پھر تم کدھر

تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِیْنَ

پھرائے جا رہے ہو؟ (32) اس طرح (ان فاسقوں کے بارے میں) آپکے پروردگار کی بات ثابت ہو گئی کہ

فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ

یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(33) کہہ دیجئے: کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے

مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ط قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ

جو خلقت کی ابتداء بھی کرتا ہو پھر اسے دوبارہ بھی پیدا کرے؟ کہہ دیجئے اللہ خلقت کی ابتداء بھی کرتا ہے پھر اسے

ثُمَّ یُعِیْدُهٗ [17] فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ

دوبارہ بھی پیدا کرے گا پھر تم کدھر الٹے جا رہے ہو ۔(34) کہہ دیجئے: کیا تمہارے شریکوں میں سے

عربی حاشیہ

16- مشرکین نے جن کو خدا کا شریک بنالیا تھا ان کی بے چارگی کا عالم یہ ہے کہ انھیں نہ زمین و آسمان کا اختیار ہے نہ سماعت و بصارت کا اور نہ حیات وموت کا۔ تو یہ کس طرح کے خدا ہیں اور وہ کس طرح کی عقل ہے جس سے انھیں خدا تسلیم کیا جاتا ہے۔

17- مشرکین کا رد نہ کرنا علامت ہے کہ وہ اندر سے خدا کی تخلیق کے بھی قائل ہیں اور اس کی طرف سے حشر ونشر کا بھی اعتراف رکھتے ہیں۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۶ کفار کے بے بنیاد خیالات کے بارے میں ہے ورنہ اس کا اصل ظن کے معتبر ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی قطعی دلیل کے قائم ہو جانے کے بعد ظن کو معتبر تسلیم کیا جا سکتا ہے اور دنیا کے سارے کاروبار میں یہی کام ہو رہا ہے اور جملہ ظواہر کلام پر یقین کے بغیر بھی عمل ہو رہا ہے اس سے انکار کرنا ممکن نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسانی رزق زمین سے ملتا ہے یا آسمان سے۔ انسان کی عظیم ترین قوت ادراک سماعت ہے یا بصارت۔ انسانی تخلیق بے جان مواد سے زندگی کے خلیے ہیں یا خلیوں کا موت سے دوچار ہونا ہے۔ یہ سب صرف پروردگار کے اختیار میں ہے جس کا اقرار مشرکین کو بھی ہے تو پھر کس بنا پر شرکاء پر ایمان رکھتے ہیں۔

مَّنۡ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَهۡدِیۡ لِلۡحَقِّ ؕ اَفَمَنۡ

کوئی ایسا ہے جوحق کی طرف ہدایت (۹) کرے؟ کہہ دیجئے صرف اللہ حق کی طرف ہدایت کرتا ہے تو پھر (بتاؤ کہ) جوحق کی

یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ یُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا یَهِدِّیۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ

راہ دکھاتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جوخود اپنی راہ نہیں پاتا جب تک اس کی

یُّهۡدٰی ۚ فَمَا لَکُمۡ ۟ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا یَتَّبِعُ اَکۡثَرُهُمۡ

راہنمائی نہ کی جائے؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ اور تم کیسے فیصلے کررہے ہو؟ (35) ان میں سے اکثر محض ظن کی

اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پیروی کرتے ہیں جب کہ ظن (۱۰) انسان کو حق (کی ضرورت) سے ذرہ برابر بے نیاز نہیں کرتا اللہ ان کے سے

عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا کَانَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ اَنۡ

یقیناً خوب آگاہی رکھتا ہے ۔(36) اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس قرآن کو اللہ کے سوا کوئی

یُّفۡتَرٰی مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ

اور اپنی طرف سے بنا لائے بلکہ یہ تو اس سے پہلے جو (کتاب) آچکی ہے اس کی تصدیق ہے

یَدَیۡهِ وَتَفۡصِیۡلَ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۷﴾

اور تمام (آسمانی) کتابوں کی تفصیل ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ رب العالمین کی طرف سے ہے ۔(37)

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو (محمدؐ نے) اور خود بنایا ہے؟ کہہ دیجئے :اگر تم (اپنے الزام میں)

مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۸﴾

سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو بلا لاؤ۔ (38)

عربی حاشیہ

18-یہدی۔ اصل میں یہتدی ہے یعنی وہ جو بغیر ہدایت کرنے والے کے خود بھی ہدایت پانے والا نہیں ہے۔ واضح رہے کہ بت ہدایت کے بعد بھی ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔ اور نہ ان میں کوئی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یہ بیان صرف اس فرض کی بنا پر ہے کہ وہ اگر ہدایت کرنا بھی چاہیں تو پہلے خود ہی ہدایت پانے کے محتاج ہیں اور ہدایت لینے کے قابل نہیں ہیں تو ہدایت کرنے کے قابل کس طرح ہونگے۔

اس کے علاوہ معبودوں کی فہرست بتوں تک محدود نہیں ہے اور ان میں جاندار مخلوقات بھی شامل ہیں جو بہرحال محتاج ہدایت ہیں۔

اردو حاشیہ

(۹) قرآن حکیم نے مسئلہ توحید ہی سے اسلام کے سارے مسائل کا حل نکال دیا ہے اور اس کا قانون یہ ہے کہ محتاج اور بے نیاز میں مقابلہ ہو جائے تو بے نیاز کو چھوڑ کر محتاج کو اختیار کرنا خلاف عقل و منطق ہے۔ مقام توحید میں خدا بالکل بے نیاز ہے اور باقی سارے معبود محتاج ہیں اور مقامِ ہدایت میں انبیاء اور ائمہ ہدایت لے کر آئے ہیں اور قوم سے بے نیاز ہیں اور باقی افراد ہدایت کے محتاج ہیں لہٰذا بے نیازوں کو نظر انداز کر کے محتاجوں کا اتباع کرنا ایک جہالت، حماقت اور بے عقلی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۱۰) یہاں گمان سے مراد بے بنیاد عقیدہ ہے چاہے وہ بحد یقین ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ہے کہ اسے صرف بے بنیاد ہونے کی بنا پر گمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آیت نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ گمان حق کے بارے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اسی لئے اسلام نے قیاس کو حرام کر دیا ہے کہ اس کی بنیاد گمان پر ہوتی ہے اور معاملات دنیا میں گمان سے کام اس لئے لیا جاتا ہے کہ وہاں پہلے سے کوئی حق معین نہیں ہوتا ہے جس کے حصول میں گمان استعمال کیا جائے بلکہ جو طے کر لیا جاتا ہے وہی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَاْتِهِمْ
حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلا یا جو ان کے احاطہ علم (١١) میں نہیں آئی

تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ
اور ابھی اس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں کھلا اس طرح ان سے پہلو ں نے بھی جھٹلا یا تھا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝٣٩ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ
پھر دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیا ہوا ۔(39) اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں

وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝٤٠ ع
اور کچھ ایسے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور آپ کا پروردگار ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ (40)

وَ اِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ
اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے :میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل

بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝٤١
تمہارے لیے تم میرے عمل سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں ۔(41)

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَ لَوْ
اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آپ کی بات سنتے ہیں پھر کیا آپ بہروں کو بھی سنا سکتے ہیں

كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٤٢ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ
خواہ وہ عقل نہ رکھتے ہوں ؟۔(42) اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں

تَهْدِى الْعُمْىَ وَ لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝٤٣ اِنَّ اللّٰهَ لَا
پھر کیا آپ اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں خواہ وہ کچھ بھی نہ دیکھتے ہوں ؟۔(43) اللہ یقیناً لوگوں پر

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ تاویل کے معنی لوٹانے کے ہیں لہٰذا کسی اقدام کے اصلی مقصد کا بیان کرنا یا کسی بات کی حقیقی تشریح کر دینا یا کسی خواب کی تعبیر بیان کر دینا یا کسی بات کے علمی صورت اختیار کر جانے کو لفظ تاویل ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تاویل کا لفظوں کے غیر ظاہر معنی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس کا الفاظ کی دنیا سے کوئی خاص رابطہ ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۴۹ میں نفع وضرر کی مالکیت کی نفی کے ساتھ الا ماشاء اللہ دلیل ہے کہ ذاتی طور پر صاحب اختیار نہیں ہوں لیکن خدائی مشیت سے یہ اختیار بھی حاصل ہوسکتا ہے لہٰذا اس کی مطلق نفی کا استفادہ کرنا بعض مفسرین کی بدنفسی کا نتیجہ ہے اور بس۔

19- جو لوگ بظاہر بہت غور سے سنتے ہیں اور اس کے بعد بھی حقائق کا ادراک نہیں کرتے ہیں انھیں قرآن کریم اندھے اور بہرے سے تعبیر کرتا ہے کہ معیار ظاہری توجہ

اردو حاشیہ

(١١) یہ ہدایت ہے کہ کسی چیز کا مکمل علم حاصل کئے بغیر اس کی تصدیق یا تکذیب نہیں کرنی چاہئے کہ بے سمجھے بوجھے تصدیق یا تکذیب کرنا ایک غیر عاقلانہ اقدام ہے۔

يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ لوگ ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ (44)

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

اور جس (قیامت کے) دن اللہ انہیں جمع کرے گا تو (دنیا کی زندگی یوں لگے گی) گویا وہ دن کی ایک گھڑی بھر سے

يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ

زیادہ یہاں نہیں رہے وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا وہ خسارے

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

میں رہے اور وہ ہدایت یافتہ نہ تھے۔(45) اور جس عذاب کا ہم ان کافروں سے وعدہ کر رہے ہیں اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

زندگی میں دکھا دیں [۱۲] یا آپ کو پہلے ہی دنیا سے اٹھا لیں انہیں بہر حال پلٹ کر ہماری بارگاہ میں آنا ہے پھر جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں

يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ

اس پر اللہ شاہد ہے۔(46) اور ہر امت کے لیے ایک رسول (بھیجا گیا) ہے پھر جب ان کا رسول آتا ہے تو ان کے

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ

درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان پر کوئی ظلم روا رکھا نہیں جاتا۔(47) اور وہ کہتے ہیں:

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ

اگر تمہارا وعدہ (عذاب) سچا ہے تو یہ کب پورا ہو گا؟(48) کہہ دیجئے: میں اللہ کی منشا کے بغیر

ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا

اپنے نقصان اور نفع کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے جب

عربی حاشیہ

نہیں ہے۔ معیار واقعی ادراک ہے جس سے بہت سے پڑھے لکھے مسلمان بھی محروم ہیں، کفار ومشرکین کا کیا ذکر ہے۔

20- قیامت کا منظر ایسا قیامت خیز ہوگا کہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے بھی ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف سے غافل بھی ہوں گے جیسا کہ دوسرے مقام پر کہا گیا ہے کہ ماں اپنے بچے سے بھی غافل ہوجائے گی۔ اس کا ابتدائی منظروقت احتضار دیکھنے میں آتا ہے جہاں مرنے والا سب کچھ پہچانتا بھی ہے اور سب کی طرف سے غافل بھی رہتا ہے۔ قیامت کا موقع تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۱۲) کفار ومشرکین اور منکرین پر عذاب ضرور نازل ہوگا وہ پیغمبر کی زندگی میں ہو یا ان کے مرنے کے بعد۔ ہر قوم کے لئے ایک مدت معین کر دی گئی ہے۔ اس سے زیادہ مہلت نہیں دی جاسکتی۔ بدبختی ان مشرکین کی ہے کہ جو اس مہلت کا بھی مذاق اڑاتے ہیں کہ آخر آپ کا عذاب کب آنے والا ہے۔ ان کے پاس اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ اگر دن یا رات میں عذاب آ بھی گیا تو یہ کیا کر لیں گے۔ کیا ان میں عذاب کو دفع کرنے کی طاقت پائی جاتی ہے...... ہرگز نہیں۔ ایسی صورت میں ایمان لے آنا ہی بہتر اور مطابق عقل ہے...... اور یہ لوگ ایمان لائیں گے مگر اس وقت جب عذاب کا منظر دیکھ لیں گے اور قدرت آواز دے گی کہ اب؟ اب ایمان کا کیا فائدہ ہے۔ یہ تو وہی عذاب ہے جس کی جلدی کر رہے تھے اور جس کی تاخیر کا مذاق اڑا رہے تھے۔ توبہ کا بھی ایک وقت معین ہے۔ اس کے بعد توبہ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ صاحبانِ ایمان کو ان عبرت ناک بیانات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾

ان کا مقررہ وقت آئے گا تو وہ گھڑی بھر کے لیے نہ تاخیر کر سکیں گے اور نہ تقدیم۔ (49)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا

ان سے کہہ دیجئے: کیا تم نے بھی سوچا ہے کہ اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو آجائے؟ ایسی کون سی چیز ہے

يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ

جس کے لیے یہ مجرم لوگ جلد بازی کرتے ہیں۔ (50) کیا جب عذاب آچکے گا تب اس پر ایمان لاؤ گے؟

بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ

کیا اب (بچنا چاہتے ہو؟) حالانکہ تم خود اسے جلدی چاہ رہے تھے۔ (51) پھر ظالموں سے کہا جائے گا:

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ

دائمی عذاب چکھو۔ جو تم کرتے رہے ہو اس کی سزا کے علاوہ اور تمہیں کیا

تَكْسِبُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنْۢبِــُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ

مل سکتا ہے؟ (52) اور یہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں (کہ جو آپ کہہ رہے ہیں) کیا وہ سچ ہے؟ کہہ دیجئے: ہاں! میرے رب کی قسم

لَحَقٌّ ۚؔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ

یقیناً یہی سچ ہے اور تم اللہ کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے۔ (53) اور جس جس نے ظلم کیا ہے اگر اس کے پاس روئے زمین [۱۳] کی

مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

دولت بھی ہو تب بھی وہ (عذاب سے بچنے کے لیے یہ پوری دولت) فدیہ دینے پر آمادہ ہو جائے گا اور جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے

الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٥٤﴾

تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (54)

عربی حاشیہ

ف: بعض افراد نے "لکل امۃ اجل" سے اسلام کے بھی خاتمہ پر استدلال کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ بات انتہائی مہمل ہے کہ آیت الٰہیہ کا تعلق قوم سے ہے مذہب سے نہیں ہے اور قومی اعتبار سے مسلمانوں پر عذاب بھی نازل ہوسکتا ہے اس کا کوئی بھی غیر مشروط وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۳ میں لفظ حق واقع ہونے کے معنی میں ہے اور باطل کے مقابلہ میں نہیں ہے اور یہ سوال بھی زیادہ ہر حصہ صرف تمسخر کے انداز سے ہوا ہے اگرچہ بعض مشرکین کے اعتبار سے حقیقی بھی ہوسکتا ہے جس طرح کہ ندامت کا چھپانا بھی مزید رسوائی سے بچنے کی بنا پر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے فدیہ بھی کام آتا ہے اور ندامت اور شرمندگی بھی لیکن ہر چیز کا ایک وقت معین ہے۔ دنیا دار عمل ہے۔ یہیں یہ سارے کام کر لئے تو کام بھی آجائیں گے۔ اس کے بعد قیامت آ گئی اور عذاب سامنے آ گیا تو کل کائنات کا بھی فدیہ دے دیا جائے تو بھی کام آنے والا نہیں ہے۔ دنیا میں ایک ایک پیسہ کام آتا ہے اور آخرت میں خزانہ بھی کام نہیں آ سکتا ہے۔ یہ صاحبانِ ایمان کے لئے سامانِ عبرت ہے کہ کفار کی طرح مرنے کا انتظار نہ کریں اور دنیا ہی میں عمل خیر کر لیں۔ خمس، زکوٰۃ ادا کر دیں کہ آخرت میں فدیہ دینے کی ضرورت نہ پڑے اور توبہ کر لیں تاکہ وہاں شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ

آگاہ رہو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے یقیناً وہ اللہ کی ملکیت ہے اس بات پر بھی آگاہ رہو کہ

حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(55)وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت اور اسی کی طرف

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ [21]

تم سب پلٹائے جاؤ گے۔(56)اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے یہ قرآن

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

تمہارے پاس نصیحت اور تمہارے دلوں کی بیماری کے لیے شفا اور مومنین کے لیے ہدایت و رحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

بن کر آیا ہے۔(57) کہہ دیجئے: اللہ کے اس فضل اور اس کی اس رحمت کو پا کر لوگوں کو خوش ہونا چاہیے

فَلْيَفْرَحُوْا ۗ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ مَّآ

کیونکہ یہ اس (مال و متاع) سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔(58) کہہ دیجئے: کیا تم لوگوں نے اس بارے میں

أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۗ

کبھی سوچا ہے کہ جو رزق [۱۴] اللہ نے تمہارے لیے نازل کیا ہے اس میں سے تم از خود کچھ کو حرام اور کچھ کو حلال ٹھہراتے ہو؟

قُلْ آٰللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ

کہہ دیجئے: کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افتراء کر رہے ہو؟(59)اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

بہتان باندھتے ہیں ان کا کیا خیال ہے کہ قیامت کے دن اللہ ان سے کیا سلوک کرے گا؟

عربی حاشیہ

21-پروردگار نے قرآن کو چار صفتوں سے متصف کیا ہے۔ یہ صاحبانِ فہم کو نصیحت کرتا ہے۔ دل کے بیماروں کو شفا دیتا ہے۔ بہکے ہوئے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور صاحبانِ ایمان کے لئے باعث رحمت و مغفرت اور ظاہر ہے کہ ایسی صفتوں والی کتاب فضل و رحمت الٰہی ہی کا نتیجہ ہوسکتی ہے لہٰذا اس کے نزول پر صاحبانِ ایمان کو خوش ہونا ہی چاہیے کہ عظیم رحمت الٰہی نازل ہوگئی ہے اور بڑا فضل خداوندی شامل حال ہوگیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مال و دولت کی کیا حقیقت ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) بعض افراد ایسے بدبخت ہوتے ہیں کہ خدا رزق دیتا ہے تو اس میں بھی اپنی طرف سے حرام و حلال بنانا شروع کر دیتے ہیں کہ خدا منع کرتا ہے تو بھی اسے حلال کر لیتے ہیں اور اجازت دیتا ہے تو بھی حرام بنانے لگتے ہیں۔

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾

اللہ تو لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔ (60)

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ (22) وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾

اور (اے نبی) آپ جس حال میں ہوتے ہیں اور آپ قرآن میں سے اللہ کی طرف سے جو تلاوت کر رہے ہوتے ہیں اور تم لوگ جو عمل بھی کرتے ہو دوران مصروفیت ہم تم پر ناظر ہیں اور زمین و آسمان کی ذرہ برابر اور اس سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو آپ کے رب سے پوشیدہ ہو اور روشن کتاب میں درج نہ ہو۔ (61)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾

سنو! جو اولیاء اللہ ہیں انہیں نہ کوئی خوف طاری (۱۵) ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (62) جو ایمان لائے اور تقوٰی پر عمل پیرا رہے۔ (63)

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (23) وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (64)

عربی حاشیہ

22- شان اور بال کے معنی حالت کے ہوتے ہیں۔ ذرہ چھوٹی چیونٹی کو بھی کہتے ہیں اور غبار کے چھوٹے چھوٹے اجزا کو بھی۔
کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جہاں کل کائنات کے علوم کو جمع کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد کتاب مبین کا علم امام مبین کو دے دیا گیا ہے۔
ف: واضح رہے کہ نفسانی اعمال کا مرکز اگرچہ روح ہے لیکن ان کا بھی دماغ اور دل سے قریب ترین رابطہ ہے دماغ فکری اعمال سے متاثر ہوتا ہے اور دل جذباتی اعمال سے اور اس لئے قرآن مجید کو شفاء قلب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

23- صاحبانِ ایمان وتقوٰی کے لئے دنیا میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں وجہ مسرت یہ ہے کہ ان کا ایمان کامل اور تقوٰی کارآمد ہے اور خدا ان کے ساتھ ہے اور آخرت کی خوشی یہ ہے کہ جنت اور نعمات جنت انھیں کے لئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۵) بعض اہلِ علم نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ اولیاء اللہ کے بارے میں خوف وحزن کے نہ ہونے کے کیا معنی ہیں جب کہ انبیاء و مرسلینؑ کے بارے میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اس کا حل یہ نکالا ہے کہ انہیں آخرت میں خوف وحزن نہ ہوگا۔ دنیا میں بہرحال ہوسکتا ہے۔ لیکن بظاہر اس مفہوم کو عام قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اولیاء خدا خدا پر ایمان اور اس کے خوف کی بنا پر کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے اور وہ ہمیشہ اپنے مالک کا اتباع کرتے رہتے ہیں لہٰذا اپنے کسی عمل پر محزون اور رنجیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آیات وروایات میں وارد شدہ خوف وحزن کا تعلق اس مفہوم سے نہیں ہے جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ کو سانپ کا خوف نہیں تھا بلکہ قوم کی گمراہی کا خوف تھا اور اسی طرح بعض دیگر مقامات پر حزن کا اظہار غم یا واقعہ کی عظمت کی بناء پر کیا گیا ہے ورنہ پچھتانے کے معنی میں حزن ورنج اولیاء اللہ کے یہاں یقیناً نہیں پیدا ہوسکتا ہے اور یہ ایک بالکل واضح سی حقیقت ہے۔

وَ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ [24] جَمِيْعًا ؕ هُوَ

اور (اے نبی) آپ ان (کافروں) کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں ساری بالا دستی یقیناً اللہ کے لیے ہے۔

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

وہ خوب سننے والا 'دانا ہے ۔(65) آگاہ رہو! جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے

مَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَ مَا يَتَّبِعُ [25] الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

یقیناً سب اللہ کی ملکیت ہے اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے شریکوں کو

دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ

پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے پیچھے چلتے ہیں اور وہ فقط اندازوں سے

اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

کام لیتے ہیں۔(66) اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

تاکہ اس میں تم آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا ۔ بتحقیق سننے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ

میں نشانیاں ہیں ۔(67) وہ کہتے ہیں :اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے ۔اس کی ذات پاک ہے۔

هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ

وہ بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اسی کا ہے ۔کیا تمہارے پاس

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا

اس بات پر کوئی دلیل بھی ہے ؟کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو

عربی حاشیہ

ف: اولیاء اللہ وہ افراد ہیں جو مقام تقرب میں اس منزل پر فائز ہوگئے ہیں جہاں جلوۂ ربوبیت ہرآن نگاہ کے سامنے رہتا ہے اور ایسے افراد اس قدر بے نیاز غمِ دنیا ہوجاتے ہیں کہ انھیں دنیا کا خوف ہوتا ہے اور نہ اس کے فوت ہوجانے کا رنج والم ہوتا ہے۔

24-سورۃ منافقون میں عزت اللہ، رسول اور صاحبان ایمان کے لئے بیان کی گئی ہےیعنی اصل عزت اللہ کے لئے ہے اور اسی کی عزت سے رسول اور صاحبانِ ایمان بھی صاحبانِ عزت وکرامت ہیں۔

25-اولاً تو یہ شرکاء اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا اتباع کیا جائے پھر یہ واقعاً شریک بھی نہیں ہیں لہٰذا ان کا اتباع کسی شریک کا اتباع نہیں ہے بلکہ وہم وگمان کا اتباع ہے اور اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

جو تمہارے علم میں نہیں ؟(68) کہہ دیجئے: جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ یقیناً

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا

فلاح نہیں پائیں گے۔ (69) وہ دنیا کا مزہ لے لیں پھر انہیں ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا

پھر ہم انہیں شدید عذاب چکھائیں گے اس کفر کی پاداش میں جس کے وہ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ

مرتکب رہے ہیں۔(70) انہیں نوحؑ کا قصہ (۱۶) سنا دیجئے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ [26] وَتَذْكِيْرِيْ

اے میری قوم ! اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور اللہ کی آیات سنا کر تمہیں نصیحت کرنا تمہیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ

ناگوار گزرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ پر ہے سو تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر مضبوطی سے

شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا

اپنا فیصلہ کر لو پھر اس فیصلے کا کوئی پہلو تم پر پوشیدہ نہ رہے پھر میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے کر گزرو

اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ

اور مجھے مہلت بھی نہ دو ۔(71) پس اگر تم نے منہ موڑ لیا تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ

اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

نہیں مانگا میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں

عربی حاشیہ

ف: امام صادقؑ نے بشریٰ کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ صاحبانِ ایمان و تقویٰ اپنے وقت آخر رسول اکرمؐ اور مولائے کائنات کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور یہ کائنات کی سب سے عظیم ترین بشارت ہے۔

26-یہ آیت دلیل ہے کہ بیدینوں سے دینداروں کی تبلیغ اور نصیحت تو بڑی بات ہے ان کا وجود بھی برداشت نہیں ہوتا ہے اور دیندار خدا کے بھروسہ پر سب کو چیلنج کرتے رہتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۶) جب کفار و مشرکین نے پیغمبر اسلامؐ کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔ دیوانہ کہا، جادوگر کہا، قتل کا منصوبہ بنایا تو پروردگار نے بھی اشارہ کر کے براہِ راست جھگڑا کرنے کے بجائے گذشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کا تذکرہ سنایا تا کہ کفار اسی آئینہ میں اپنی شکل دیکھ سکیں کہ یہ وہی سب کچھ کہہ رہے ہیں اور کر رہے ہیں جو سابق امتوں نے کیا تھا اور پیغمبر وہی پیغام دے رہے ہیں جو سابق انبیاء نے دیا تھا۔ اس کے بعد جب قوموں نے ان کی بات کا انکار کیا اور ستانے پر آمادہ ہو گئے تو انہوں نے تن تنہا نصرت الٰہی کے بھروسہ پر پوری قوم کو چیلنج کر دیا اور کوئی کچھ نہ بگاڑ سکا بلکہ خود ہی تباہ و برباد ہو گئے ...... اسی طرح تمہارا پیغام، تمہارا اعتماد اور تمہارا چیلنج بھی سامنے آجائے گا اور انہیں اپنا انجام بھی معلوم ہو جائے گا۔

الْمُسْلِمِينَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ

شامل رہوں ۔(72) مگر جب انہوں نے نوحؑ کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں اور لوگوں کو جو ان کے ساتھ

وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

کشتی میں سوار تھے بچا لیا اور انہیں (زمین پر) جانشین بنا دیا اور ان سب کو غرق کر دیا جنھوں نے ہماری آیات کو

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن

جھٹلایا تھا پھر دیکھو جنہیں تنبیہ کی گئی تھی (نہ ماننے پر) ان کا کیا انجام ہوا ۔(73) پھر نوحؑ کے بعد

بَعْدِهِ رُسُلًا (27) إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا

ہم نے بہت سے پیغمبروں کو اپنی قوم کی طرف بھیجا پس وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے

كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ

مگر وہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لانے والے نہ تھے اس طرح ہم حد سے تجاوز

عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ

کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ۔(74) پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ

وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا

اور ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے

قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا

تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ۔(75) پھر جب ہمارے ہاں سے حق ان کے پاس آیا تو کہنے لگے:

إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ

بے شک یہ تو صریح جادو ہے ۔(76) موسیٰ نے کہا: جب حق تمہارے پاس آیا

عربی حاشیہ

27- جناب ابراہیمؑ جناب ہودؑ اور جناب صالحؑ وغیرہ مراد ہیں کہ کفار ان کی تصدیق صرف اس لئے نہیں کر سکے کہ پہلے سے ان حقائق کا انکار کر چکے تھے اور یہ حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے کہ انسان گمراہی میں اتنی دور نکل جائے کہ واپس آنا مشکل ہو جائے۔

ف: آیت نمبر ۷۳ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ نجات کا ذریعہ سفینہ نجات تھا اور یہ نجات صرف ڈوبنے سے بچنے کی حد تک محدود نہیں رہی بلکہ انھیں اہلِ ستم کے اموال واملاک کا مالک بھی بنا دیا گیا اور پھر اہلِ ستم کو غرق کر کے انھیں ہر خطرہ سے محفوظ کر دیا گیا ہو۔ ایمان وتقویٰ کا دنیاوی فائدہ ہے۔ آخرت کا اجر وثواب تو بہت ہی عظیم وکثیر ہے۔

ف: قرآن مجید نے بار بار سحر کے مقابلہ میں لفظ حق کا استعمال کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ سحر با اثر بھی ہو تو بے بنیاد ہی ہوتا ہے اور اس کی کوئی

اردو حاشیہ

لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا

تو کیا اس کے بارے میں یہ کہتے ہو: کیا یہ جادو ہے؟ جب کہ جادوگر تو کبھی فلاح نہیں پاتے۔(77) وہ کہنے لگے:

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا

کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس راستے سے پھیر دو جس پر ہم نے باپ (۱۷) دادا کو پایا ہے

الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَ

اور ملک میں تم دونوں کی بالادستی قائم ہو جائے؟ اور ہم تو تم دونوں کی بات ماننے والے نہیں ہیں۔(78) اور

قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ

فرعون نے کہا: تمام ماہر جادوگروں کو میرے پاس لے آؤ۔(79) جب جادوگر

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ

حاضر ہوئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے ڈالو۔(80) پس

اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ

جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم نے پیش کیا ہے وہ جادو (۱۸) ہے اللہ یقیناً اسے نابود کر دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

بے شک اللہ مفسدوں کے کام نہیں سدھارتا۔(81) اور اللہ اپنے فیصلوں سے حق کو ثابت کر دکھاتا ہے

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا

خواہ وہ مجرموں کو ناگوار گزرے۔(82) چنانچہ موسیٰ پر

ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهِمْ اَنْ

ان کی اپنی قوم کے چند افراد کے سوا کوئی ایمان نہ لایا فرعون اور اس کے سرداروں سے

عربی حاشیہ

حقیقت نہیں ہوتی ہے۔ ساحر کبھی کامیاب بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ اس کی نظر میں دنیاوی مفادات کے علاوہ کوئی ہدف ہی نہیں ہوتا ہے جس کی بنا پر اس کی فلاح اور کامیابی کا تصور کیا جاسکے۔

ف: بعض حضرات کا خیال ہے کہ خدا کے جادو کو باطل کردینے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی ایک حقیقت ہے لیکن خدا اسے باطل کردے گا اور بے حقیقت بنادے گا اور یہ بات صحیح بھی ہو تو اتنی بات تو بہرحال مسلم ہے کہ جادوگر سماج میں ایک مفسد کا درجہ رکھتا ہے اور نبی خدا ایک مصلح ہوتا ہے۔ خدا مفسدین کے عمل کو کامیاب نہیں ہونے دیتا ہے۔

28- یہ بات جناب موسیٰ نے بطور تحدی واستہزاء کہی تھی ورنہ نبی خدا جادوگری کے مظاہرہ کا تقاضا نہیں کرسکتا ہے۔

29- جادوگر باطل ہوتا ہی ہے عنقریب خدا اس کے باطل ہونے کا اظہار اور اعلان بھی کردے گا۔

اردو حاشیہ

(۱۷) باپ دادا کا راستہ ہر گمراہ کے لئے ایک مصیبت بن جاتا ہے اور وہ اسے ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا ہے حالانکہ درحقیقت یہ صرف ایک بہانہ ہوتا ہے اور انسان اپنی حیثیت عرفی کو خطرہ میں دیکھ کر حقائق کا انکار کرتا ہے اور پھر دوسرے افراد کو ساتھ لینے کے لئے باپ دادا کا حوالہ دیتا ہے۔

(۱۸) عام انسانوں کے لئے جادو اور معجزہ میں فرق کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ عام نگاہیں صرف ظاہر کو دیکھا کرتے ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ معجزہ اور جادو کا فرق واقعیت کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ معجزہ واقعیت کا حامل ہوتا ہے اور جادو صرف ظاہری چشم بندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس ظاہری چشم بندی کا بھی کوئی نہ کوئی اثر ضرور ہوتا ہے لیکن وہ جادوگر کی موجودگی ہی تک محدود رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور معجزہ مدتوں اپنے اثرات کو باقی رکھتا ہے۔ جادوگروں نے جناب موسیٰ کے معجزہ کی حقیقت کو پہچان لیا تو ایمان لے آئے اور فرعون جاہل کا جاہل ہی رہ گیا۔ وہ جناب موسیٰ کو بڑا جادوگر ہی سمجھتا رہا اور دولتِ ایمان سے محروم رہ گیا۔

يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ

خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ انہیں مصیبت سے دو چار کر دیں کیونکہ ملک میں فرعون کی بالادستی تھی

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ

اور وہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔(83) اور موسیٰ نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان (۱۹) لائے ہو

بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا

اور فرمانبردار بھی ہو تو اسی پر بھروسا کرو۔(84) پس انہوں نے کہا:

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾

ہم نے اللہ پر بھروسا کیا ہے۔ پروردگارا ہمیں ظالموں کے لیے (ذریعہ) آزمائش نہ بنا۔(85)

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما۔(86) اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ

موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے

اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً (30) وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ

مکانات مہیا کرو اور اپنے مکانوں کو قبلہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ

بشارت دو۔(87) اور موسیٰ نے عرض کی: اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون

وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا

اور اس کے درباریوں کو دنیاوی زندگی میں زینت بخشی اور دولت سے نوازا ہے۔

عربی حاشیہ

آخری فقرہ علامت ہے کہ خدا باطل کی تائید نہیں کرتا ہے اور یہی اس کا قانون عدالت معجزات کے برحق ہونے کی دلیل بنتا ہے۔

30- قبلہ یعنی جو چیز سامنے ہو اور اسی لئے بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مکانات کو آمنے سامنے ایک جگہ پر بناؤ کہ اس طرح علاقہ محفوظ رہتا ہے اور بعض حضرات نے قبلہ سے قبلہ ہی مراد لیا ہے کہ گھروں سے مسجدوں کا کام لیا جائے۔

ف: آیت نمبر ۸۳ کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ موسیٰ ہی کی قوم کے نوجوان تھے جو بروقت ایمان لے آئے تھے اور باقی افراد بعد میں اس قوی دھارے میں شامل ہوئے تھے جو دنیا کے ہر انقلاب کا طریقہ ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۹) ایمان والے ابتدا میں فرعون کے جاہ و جلال سے مرعوب تھے تو جناب موسیٰ ؑ نے ایک ابدی معیار بتا دیا کہ جس کا ایمان اللہ پر ہوتا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ کسی طاقت سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور یہی معنی ہیں اولیاء اللہ کے خوف و ہراس سے محفوظ رہنے کے......!

عَنْ سَبِيلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ

پروردگار! کیا یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ (دوسرں کو) تیری راہ سے بھٹکائیں؟ پروردگار! ان کی دولت کو برباد کر دے

قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾

اور انکے دلوں کو سخت کر دے تاکہ یہ لوگ دردناک عذاب کا سامنا کرنے تک ایمان نہ لائیں۔(88)

قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ [31]

اللہ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول [۲۰] کی گئی ہے پس تم دونوں ثابت قدم رہنا اور ان لوگوں کے

سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ

راستے پر نہ چلنا جو علم نہیں رکھتے ۔(89)اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے گزاردیا

الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰ

تو فرعون اور اس کے لشکرنے سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا

إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي

یہاں تک کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو کہنے لگا :میں ایمان لے آیا کہ اس ذات کے سوا

آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾

کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں سے ہوگیا ہوں۔ (90)

آلْآنَ [32] وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾

(جواب ملا)اب (ایمان لاتا ہے)جب کہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا اورفسادیوں میں سے تھا؟ (91)

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ

پس آج ہم تیری [۲۱] لاش کو بچائیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کی نشانی بنے؛

عربی حاشیہ

ف: فرعون کا ایمان لانے میں خدائے بنی اسرائیل کا حوالہ دینا دلیل ہے کہ اس ایمان کا اظہار صرف نجات کی لالچ میں تھا اور خدا نے بھی بدن کو اسی لئے محفوظ رکھ لیا کہ بعد میں فرعون والے یہ نہ کہنے پائیں کہ فرعون زندہ ہے اور اسے کوئی غرق نہیں کرسکتا ہے۔ لغت میں بدن عظیم جثہ کو کہا جاتا ہے اور یہ لفظ زرہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

31-انبیاء کرام غلطی نہیں کرسکتے مگر خدا نے تنبیہ کرکے عوام الناس کو مایوس کردیا کہ خبردار کسی نبی خدا سے اپنے اتباع کا تقاضا نہ کرنا۔ وہ ایسا کوئی اقدام نہیں کرسکتا ہے۔

32- آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا ظالم بھی ایک دن اپنے کئے پر پشیمان ضرور ہوتا ہے لیکن اس کا وقت نکل جاتا ہے تو پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور درحقیقت یہی پشیمانی مظلوم کی فتح کی نشانی بن جاتی ہے چاہے وہ فرعون کی توبہ ہو یا صدیقہ

اردو حاشیہ

(۲۰) قبطیوں کے پاس مال و دولت کی فراوانی نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا تو جناب موسیٰ ؑ نے اموال کی بربادی کی دعا کی۔ قدرت نے دعا قبول کر لی لیکن اس کے بعد موسیٰ ؑ کو استقامت کا حکم دے دیا کہ تمہیں اپنا جہادِ تبلیغ جاری رکھنا ہے اور دشمن کی بربادی سے مطمئن نہیں ہو جانا ہے۔

(۲۱) فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل کے سامنے دریا آیا تو جناب موسیٰ ؑ نے عصا مار کر راستہ بنا دیا۔ پھر سب کے الگ الگ راستے بنا دیئے اور درمیان میں پانی میں جالیاں بنا دیں تاکہ سب ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں۔ فرعون نے بھی بنا بنایا راستہ دیکھا تو اسی پر چل پڑا لیکن جب سارا لشکر پانی میں آ گیا۔ تو قدرت نے غرق کر دیا۔ فرعون نے توبہ شروع کر دی۔ قدرت نے جواب دیا کہ دوسروں کو گمراہ کرنے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوا کرتی البتہ تیرے جسم کو برائے عبرت ضرور باقی رکھا جائے گا۔

اس واقعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ نبی کے بنائے ہوئے راستہ پر چلنا بھی نجات کا سبب نہیں ہوتا ہے جب تک انسان کی نیت صاف نہ ہو ورنہ کوئی انسان نبی کے راستہ پر نبی کے خاتمہ یا ان کے پیغام کی بربادی کی نیت سے چلے گا تو بربادی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ

اگر چہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل رہتے ہیں۔ (92) بتحقیق

لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ رَزَقْنٰهُمْ

ہم نے بنی اسرائیل کو خوشگوار ٹھکانے فراہم کیے اور انہیں پاکیزہ رزق سے نوازا

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ

پھر انہوں نے اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس علم آ گیا۔ آپ کا رب قیامت کے

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

دن ان کے درمیان یقیناً ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں یہ لوگ اختلاف

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

کرتے رہے ہیں۔ (93) اگر آپ کو اس (۲۲) بات میں کوئی شبہ ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے

فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

تو ان لوگوں سے پوچھ لیں جو آپ سے پہلے کتاب پڑھ رہے ہیں۔ آپ کے

جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ لا

رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آچکا ہے لہٰذا آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ (94)

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ

اور ہرگز ان لوگوں میں سے نہ ہوں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کی ورنہ آپ نقصان اٹھانے والوں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

میں سے ہوں گے۔ (95) جن لوگوں کے بارے میں آپ کے رب کا فیصلہ قرار پا چکا ہے

عربی حاشیہ

طاہرہ سے معافی کی درخواست ہویا یزید کا اپنے محل کے اندر گریہ، یہ سب ندامتیں بعداز وقت تھیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکا۔

33- بعض حضرات نے اس منزل سے مراد ملک شام اور فلسطین کوقرار دیا ہے لیکن بظاہر مصر ہی مراد ہے کہ قدرت نے فرعون کو غرق کر کے اسی کی جگہ پر بنی اسرائیل کو آباد کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۲) یہ تبلیغ کا بہترین انداز ہے کہ دشمن کے بجائے اپنوں کو مخاطب بنایا جائے اور وہ یہ کہے کہ ہم نے تو تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے اور بات صحیح ثابت ہوئی ہے۔ اب تم بھی تجربہ کرو شاید تم پر بھی حقیقت واضح ہو جائے۔

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا

یقیناً ایمان نہیں لائیں گے۔(96) اگرچہ ان کے پاس ہر قسم کی نشانی آجائے جب تک

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ

دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۔(97) کیا کوئی بستی ایسی ہے کہ (بر وقت) ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان

فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ

اس کے لیے سود مند ثابت ہوا ہو سوائے قوم یونس[٢٣] کے؟ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دُنیا کی

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾

زندگی میں رسوائی کا عذاب اسے ٹال دیا اور ایک مدت تک انہیں (زندگی سے) بہرہ مند رکھا۔ (98)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ[34] لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ

اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو تمام اہل زمین ایمان لے آتے،

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ

پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟(99) اور کوئی

لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ[35] ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

شخص اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ انہیں پلیدی میں مبتلا کر دیتا ہے ۔(100) کہہ دیجئے: آسمانوں اور زمین میں نظر ڈالو کہ

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا

ان میں کیا چیزیں ہیں اور جو قوم ایمان لانا ہی نہ چاہتی ہو اس کے لیے آیات اور تنبی ہیں

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن کی تنزیل میں شک رسول اکرمؐ کو نہیں تھا یہ لہجہ صرف مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر استعمال کیا گیا ہے تاکہ ہر انسان کو متوجہ کیا جا سکے۔

ف: واضح رہے کہ قوم یونس نے نزول عذاب سے پہلے ہی آثار کو دیکھ کر ایک عالم کی رہنمائی میں توبہ کر لی تھی ورنہ نزول عذاب کے بعد توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور یہ بھی علم کے فوائد میں سے ایک عظیم ترین فائدہ تھا کہ عالم نے قوم کو نجات دلا دی۔

34- مشیت الٰہی کے دو طریقے ہیں۔ کبھی خدا بندوں سے کام لینا چاہتا ہے اور کبھی خود کرنا چاہتا ہے۔ بندوں کے کام میں انھیں آزاد رکھتا ہے اور اپنے کام کن فیکون کے انداز سے انجام دیتا ہے ایمان لانا بندوں کا کام ہے لہٰذا نہ خدا اس پر جبر کرتا ہے اور نہ نبی کو جبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

35-اجازت سے مراد یہ ہے کہ بندہ

اردو حاشیہ

(٢٣) جناب یونسؑ کو صاحب الحوت اور ذوالنون بھی کہا جاتا ہے۔ موصل میں نینویٰ کی سرزمین پر مدت تک تبلیغ کرتے رہے اور ایک لاکھ سے زیادہ افراد میں سے صرف دو افراد ایمان لائے ایک عالم اور ایک عابد۔ بالآخر آپ نے عذاب کی دعا کر دی قوم کو باخبر کر دیا کہ عذاب آنے ہی والا ہے اور عذاب کی آمد سے پہلے خود روانہ ہو گئے کہ یہ دردناک منظر نہ دیکھیں۔ ادھر عالم نے قوم کو ہوشیار کیا اور لوگوں نے صحرا میں جا کر ماؤں اور بچوں کو الگ کر کے فریاد کرنا شروع کی اور آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔

جناب یونسؑ دریا کے قریب پہنچے تو ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی کو ایک مچھلی نے روک لیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے غذا درکار ہے۔ قرعہ اندازی کی۔ جناب یونسؑ کا نام نکلا۔ تو انہیں مچھلی کے حوالے کر دیا گیا۔ مچھلی نے انہیں نگل لیا تو استغفار کیا اور اس کے نقصان سے محفوظ رہے۔ مچھلی نے ایک مدت کے بعد ساحل پر لا کر چھوڑ دیا۔ پلٹ کر وطن آئے تو قوم کو خوش و خرم پایا اور مطمئن ہو گئے۔ گویا ادھر توبہ نے قوم کو بچایا اور ادھر استغفار نے جناب یونسؑ کو نجات دی اور قدرت نے واضح کر دیا کہ مبلغ کو قوم سے الگ نہیں ہونا چاہیئے اور اپنا کام کرتے رہنا چاہیئے اور دشمنوں کو بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ استغفار صرف آخرت میں کام نہیں آتا ہے بلکہ دنیا کے مصائب سے بھی نجات دلا سکتا ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا

کچھ کام نہیں دیتیں۔(101) اب یہ لوگ اس کے سوا کس انتظار میں ہیں کہ اس طرح کے برے دن دیکھیں جو ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

پہلے کے لوگ دیکھ چکے ہیں؟ کہہ دیجئے پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔(102)

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا (36)

پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے یہ بات ہمارے ذمے ہے کہ

نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ

ہم مومنین کو نجات دیں۔(103) کہہ دیجئے :اے لوگو !اگر تمہیں میرے دین میں

مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کوئی شک ہے تو (جان لو کہ)تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی پرستش کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا

اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ

بلکہ میں تو صرف اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور مجھے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ (37)

یہی حکم ملا ہے کہ میں ایمان والوں میں سے رہوں ۔(104)اور یہ کہ آپ یکسوئی کیساتھ

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ

اپنا رخ دین کی طرف ثابت رکھیں اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہوں۔ (105) اور

لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ

اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکاریں جو آپ کو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے

عربی حاشیہ

ایسے حالات حاصل کرے کہ عقل استعمال کر سکے ورنہ عقل استعمال نہ کرنے والے پر رجس اور کفر ثابت ہوجاتا ہے اور وہ اسلام کے لئے موفق نہیں ہوتا ہے۔

36-اہلسنت اس نکتہ پر غور کریں جو یہ سوچتے ہیں کہ خدا عدالت سے بالاتر ہے اور جو کام چاہے انجام دے سکتا ہے۔کیا اتنے صریح وعدہ کے بعد بھی خلاف ورزی کا کوئی امکان ہے۔

37-پیغمبرؐ اسلام سے خطاب مسئلہ کی اہمیت کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے کہ اس مرحلہ پر کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ اِنۡ

اور نہ نقصان ۔اگر آپ ایسا کریں گے تو یقیناً آپ ظالموں میں شمار ہوں گے۔ (106) اور اگر

يَّمۡسَسۡكَ[38] اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنۡ

اللہ آپ کو کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس تکلیف کو دور کرے اور اگر

يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ

اللہ آپ سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل (۲۴) کو روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

فضل کرتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا ، رحم کرنے والا ہے۔ (107) کہہ دیجئے :اے لوگو! جب تمہارے

قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا

رب کی جانب سے حق تمہاری طرف آچکا ہے پس جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے

يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَ

تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اپنی ذات کو گمراہ کرتا ہے اور

مَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ؕ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰٓى اِلَيۡكَ

میں تمہارا ذمے دار نہیں ہوں۔(108) اور (اے نبی) آپ کی طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے

وَ اصۡبِرۡ[39] حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾ ع

اس کی پیروی کریں اور اللہ کا فیصلہ آنے تک صبر کریں اور وہ فیصلہ کرنے والا ہے ۔(109)

عربی حاشیہ

ف: سورہ مبارکہ ہود کے بارے میں رسول اکرمؐ کا مشہور و معروف ارشاد گرامی ہے کہ اس کی ایک آیت کے حکم استقامت نے مجھے بوڑھا بنادیا ہے اور امرالٰہی کے مطابق استقامت کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

38- اس سے مراد غیر اختیاری نقصانات ہیں جیسے ارضی اور سماوی آفات یا پیدائشی امراض کہ ان میں انسان کا دخل نہیں ہوتا ہے اور خدا ہی ان کا علاج کرسکتا ہے۔ ورنہ باقی سب کا انسان خود ذمہ دار ہے۔

39- درحقیقت صبر ہی کشائش احوال کی کلید کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بغیر کسی امر میں کامیابی نہیں ہوسکتی ہے۔ انبیاء کرام نے بھی صبر ہی کی مدد سے سارے معرکے سر کئے ہیں اور صاحبانِ ایمان کو بھی یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

اردو حاشیہ

(۲۴) لفظ فضل اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کی طرف سے برائی اور نقصان کسی عمل کے نتیجہ میں ہوتا ہے لیکن نیکی اور بھلائی صرف اس کا فضل و کرم ہے اور اس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے رد کرنے پر بھی انسان قادر نہیں ہے اور وہ اپنا فضل و کرم شامل حال کرنا چاہے تو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

اٰیاتها ۱۲۳ ۱۱ سُوْرَۃُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ ۵۲ رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ (40) ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱

الف لام را۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات مستحکم کی گئی ہیں پھر ایک باحکمت باخبر ذات کی طرف سے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔(1)

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا

کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اللہ کی طرف سے تمہیں تنبیہ کرنے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔(2) اور یہ کہ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ (41) يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے آگے توبہ کرو وہ تمہیں مقررہ مدت تک (دنیا میں) اچھا متاع زندگی فراہم کرے گا اور

يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ہر زیادہ عمل کرنے والے کو اس زیادہ کا بھی اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

دن کے عذاب کی طرف کا خوف ہے۔(3) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(4)

اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

آگاہ رہو! یہ لوگ اپنے سینوں کو لپیٹ لیتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپائیں۔ یاد رکھو! جب یہ اپنے کپڑوں سے

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

ڈھانپتے ہیں تب بھی وہ ان کی علانیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، وہ دلوں کی باتوں سے یقیناً خوب واقف ہے۔(5)

عربی حاشیہ

40- قرآن مجید میں مفاہیم کے اعتبار سے محکم اور متشابہ دونوں ہیں لیکن نظم و ضبط اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ساری آیتیں محکم اور سارے بیانات مفصل اور واضح ہیں۔

41- استغفار ماضی کے گناہوں کی معافی طلب کرنا ہے اور توبہ اس کے ماسوا مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا عزم بھی ہے جو خدا کی طرف متوجہ رہنے کا لازمہ ہے۔

ف: یثنون ثنی سے مشتق ہے جس کے معنی مختلف حصوں کے ایک دوسرے سے قریب تر کر دینے کے ہیں اور اس سے ''اثنان'' بھی نکلا ہے اور بقولے اسی سے ''ثناخوانی'' بھی ماخوذ ہوئی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۵) یہ سورۂ مبارکہ مکی ہے اور اسی لئے اس میں عقائد کی تفصیل پر زور دیا گیا ہے اور پہلے فصاحت و بلاغت قرآن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد خدائے حکیم و خبیر کا پہلا پیغام سنایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اس کے بعد توبہ و استغفار کی دعوت دی گئی ہے کہ اس کا اثر دنیا میں خوبصورت زندگی اور ایک مدت تک بقا ہے ورنہ اس راستے کے چھوڑنے والوں کو کسی وقت بھی یکسر برباد کیا جا سکتا ہے۔ پھر صاحبانِ فضل کو ان کے فضل کا بدلہ بھی ملتا ہے اور بعض روایات میں صاحبِ فضل سے حضرت علیؑ کو مراد لیا گیا ہے کہ امت میں ان سے بڑا صاحبِ فضل کون ہو سکتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جانتا ہے کہ

مُسْتَقَرَّهَا[1] وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾

اس کی جائے قرار کہاں ہے۔اورعارضی جگہ کہاں ہے سب کچھ روشن کتاب میں موجود ہے۔ (6)

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا اور

كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

اس کا عرش پانی [۱] پر تھا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سب سے بہترعمل کرنے [۲] والا کون ہے

وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ

اور(اے نبی)اگر آپ (لوگوں سے)یہ کہہ دیں کہ تم مرنے کے بعد

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا

اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے :یہ تو محض کھلا جادو ہے۔(7) اور اگر ہم

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ

ایک مقررہ مدت تک ان سے عذاب کو ٹال دیں تو وہ ضرور کہنے لگتے ہیں: اسے کس نے روک رکھا ہے؟

اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

آگاہ رہو!جس دن ان پر عذاب واقع ہوگا تو ان سے ٹالا نہیں جائے گا اورجس چیز کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ ع وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

وہی انہیں گھیرے گی۔ (8) اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد

عربی حاشیہ

ف: لفظ دابہ دبیب یعنی حرکت سے نکلا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رزق کی ضمانت حاصل کرنے کے لئے بھی حرکت کی ضرورت ہے چاہے وہ فطری اور طبیعی ہی کیوں نہ ہو۔

1- بعض حضرات نے مستقر سے دنیا کا ٹھکانا اور مستودع سے مرنے کے بعد سونپے جانے کی جگہ کو مراد لیا ہے اور بعض نے مستقر دنیا کا ٹھکانا اور مستودع دنیا میں آنے سے پہلے رحم مادر کو مراد لیا ہے جہاں انسان عارضی طور پر رہتا ہے اور یہی زیادہ مناسب بھی ہے اس لئے کہ تذکرہ رزق کا ہے اور رزق مرنے کے بعد قبر میں نہیں دیا جاتا ہے اور یہ رزق رحم مادر میں بھی ملتا ہے اور دنیا میں مخلوقات کے ٹھکانے پر بھی ملتا رہتا ہے۔

واضح رہے کہ رزق کی ضمانت کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ انسان کام کرنا اور محنت کرنا ترک کر دے۔

اردو حاشیہ

(۱) اس فقرہ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ پانی زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے موجود تھا اور اسی کی طرف امیر المومنین نے نہج البلاغہ میں بھی اشارہ کیا ہے لیکن یہ پانی کیا ہے اور کہاں سے آیا تھا اور اس سے کائنات کس طرح تیار ہوئی ہے اس کا واقعی علم سوائے پروردگار کے کسی عام انسان کو نہیں ہے۔

(۲) یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رزق کی ضمانت آرام کے لئے نہیں ہے بلکہ آزمائش کے لئے ہے کہ رب العالمین یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنے رزق کو کس راہ سے لیتا ہے اور کس راہ میں خرچ کرتا ہے۔اگر اسی کے بتائے ہوئے راستے سے حاصل جہل کرتا ہے اور اسی کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے تو کامیاب ہے ورنہ ناکام اور نامراد ہے۔

ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ

وہ نعمت اس سے چھین لیں تو بیشک وہ نا امید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ (9) اور اگر ہم اسے

نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ

تکلیفوں کے بعد نعمتوں سے نوازتے ہیں تو ضرور کہہ اٹھتا ہے: سارے دکھ مجھ سے دور ہو گئے۔

عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ

بے شک وہ خوب خوشیاں منانے اور اکڑنے لگتا ہے۔ (10) البتہ صبر کرنے والے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

نیک اعمال بجا لانے والے ایسے نہیں ہیں ان کے لیے تو مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ (11)

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَ ضَآئِقٌۢ

(اے رسولؐ) آپ (۳) کی طرف جو وحی کی گئی ہے شاید آپ اس کا کچھ حصہ چھوڑنے والے ہیں

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ

اور ان کی اس بات پر دل تنگ ہو رہے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نازل نہیں ہوا

اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ آپ تو صرف تنبیہ کرنے والے ہیں اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ۝۱۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا

ہر چیز کا ذمے دار ہے۔ (12) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے

بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

(قرآن کو) خود بنایا ہے؟ کہہ دیجئے: اگر تم سچے ہو تو

درحقیقت پیغمبرؐ سے محاسبہ نہیں ہے بلکہ کفار کی شدید تنبیہ ہے کہ تمہارا مطالبہ ہرگز قابلِ قبول نہیں ہے۔

عربی حاشیہ

محنت بہرحال ایک فریضہ ہے جس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ رزق کی ضمانت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ محنت ضائع نہ ہوگی اور اسی لئے شہداء راہِ خدا سے مرنے کے بعد رزق کا وعدہ کیا گیا ہے کہ شہادت بے اثر اور بے فیض نہیں ہوسکتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۸ میں امت معدودہ کی ایک تفسیر انصار امام مہدی سے بھی کی گئی ہے اور اس بنیاد پر یہ آیت عام ہو جائے گی صرف دور پیغمبرؐ کے مشرکین تک محدود نہ رہے گی۔

عام طور سے انسانوں میں یہ چار کمزوریاں ہوتی ہیں نعمت نہ ملنے پر مایوس اور ناشکرا ہوجاتا ہے مل جانے پر بدحواس اور متکبر ہوجاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) کفار کا مطالبہ تھا کہ قرآن کی وہ آیتیں کم کر دی جائیں جو ان کے مفادات کے خلاف ہیں یا ان کی مرضی کے مطابق معجزات دکھلائے جائیں ورنہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ قدرت نے پیغمبرؐ کو مخاطب کر کے مسئلہ کی سنگینی کا احساس دلایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اور میرا پیغمبرؐ اس قسم کا کوئی اقدام نہیں کر سکتا۔ یہ

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا

اس جیسی خود ساختہ دس (۴) سورتیں بنا لاؤ۔ (13) پھر اگر وہ تمہاری مدد کو

لَـكُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰهِ وَاَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ

نہ پہنچیں تو جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۴﴾ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَ

کیا تم اس بات کو تسلیم کرنے والے ہو؟(14) جو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کے

زِيۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِيۡهَا وَهُمۡ فِيۡهَا لَا

طالب ہوتے ہیں ان کی محنتوں کا معاوضہ ہم انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور ان کے لیے اس میں کمی نہیں

يُبۡخَسُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ لَـيۡسَ لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ

کی جائے گی۔(15) ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں آتش کے سوا

اِلَّا النَّارُ ‌ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِيۡهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا

کچھ نہ ہوگا اور وہاں ان کا عمل برباد اور ان کا کیا دھرا سب نابود

يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ وَيَتۡلُوۡهُ

ہو جائے گا۔(16) بھلا وہ شخص (افترا کر سکتا ہے) جو اپنے رب کی طرف سے واضح رکھتا ہو

شَاهِدٌ مِّنۡهُ وَمِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ مُوۡسٰٓى اِمَامًا وَّرَحۡمَةً‌ ؕ

اور اس کے پیچھے اس کے رب کی طرف سے ایک شاہد بھی آیا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب

اُولٰۤـئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ‌ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ

(بھی دلیل ہو جو) راہنما اور رحمت بن کر آئی ہو؟ یہی لوگ اس پر ایمان لائیں گئے اور دوسرے فرقوں میں سے جو کوئی (۵)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ پورے قرآن یا دس سورہ یا ایک سورہ کی تحدی ترتیب نزول کے مطابق نہیں ہے لہٰذا یا تو قرآن اور رسولؐ سے مراد قرآن اور صرف چند آیات ہیں یا یہ آیات ترتیب نزول کے خلاف دوسرے سوروں میں بحکم پیغمبرؐ رکھ دی گئی ہے۔

2- دنیا دارِ اسباب ہے۔ یہاں ہر کام اسباب کے تحت انجام پاتا ہے اور جو بھی ان اسباب کو اختیار کرے گا وہ نتائج ضرور حاصل کرلے گا لہٰذا اگر کسی نے دنیاداری کے اسباب فراہم کئے تو وہ نعمت خدا یہاں حاصل کرلے گا اور اگر کسی نے عمل آخرت انجام دیا تو وہ آخرت میں اپنا اجر حاصل کرے گا۔ خدا قانون اسباب کی بنا پر کسی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے۔ علاوہ اس کے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے جہاں تنبیہ کے لئے دنیا میں سزا دینا پڑ جائے تو وہاں بھی اسباب ہی اپنا کام کرتے ہیں اور بربادی کا سبب ہی بربادی پیدا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) پروردگار نے اپنے پیغمبرؐ کی صداقت اور اپنے قرآن کی عظمت کے اظہار کے لئے حسبِ ذیل طریقے اختیار فرمائے ہیں:

۱۔ دس سوروں کا مطالبہ کیا کہ اگر بندے بنا سکتے ہیں تو تم بھی بنا کر لے آؤ۔

۲۔ اعتراض کرنے والوں کے ساتھیوں کو چیلنج کیا کہ انہیں بھی بلا کر لے آؤ اور پھر سورے تیار کرو تا کہ اندازہ ہوجائے کہ یہ کام کسی بندے کے بس کا نہیں ہے۔

۳۔ معترضین کی عاجزی کو اپنی طرف سے تنزیل کی دلیل قرار دیا اور پھر اسلام کی دعوت دی۔

۴۔ معترضین کو دنیادار قرار دیا اور آخرت سے محرومی کی تنبیہ کی۔

۵۔ رسولؐ کے ساتھ ایک گواہ مقرر کردیا جو بروایت طبری ورازی وغیرہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

۶۔ اس سے پہلے کتاب موسیٰؑ میں رسولؐ کے تذکرہ کا حوالہ دیا کہ وہ بھی صداقت کی ایک گواہ ہے جو قوم کے لئے قابلِ اتباع اور رحمت تھی۔

۷۔ افتراء کرنے والوں کا انجام بیان کیا کہ ان کے گواہ بھی ان کے خلاف گواہی دیں گے لہٰذا خبردار غلط بیانی بند کرو اور حقائق پر ایمان لے آؤ۔

فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡهُ ۗ اِنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ

اس کاانکار کرے تو اس کی وعدہ گاہ آتش جہنم ہے، آپ اس (قرآن) کے بارے میں کسی شک میں نہ رہیں

رَّبِّكَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنۡ اَظۡلَمُ

یقیناً یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔(17)اور اس شخص سے

مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰۤـئِكَ يُعۡرَضُوۡنَ عَلٰى

بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتا ہے ایسے لوگ اپنے رب کے حضور

رَبِّهِمۡ وَيَقُوۡلُ الۡاَشۡهَادُ هٰۤؤُلَۤاءِ الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا

پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے: یہی لوگ ہیں جنہوں نے

عَلٰى رَبِّهِمۡ ۚ اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۙ ﴿۱۸﴾ الَّذِيۡنَ

اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا، دیکھو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔(18)جو لوگوں کو

يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ وَ

اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی لانا چاہتے ہیں اور

هُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۤـئِكَ لَمۡ يَكُوۡنُوۡا

یہی لوگ آخرت کے منکر ہیں۔(19) یہ لوگ زمین میں اللہ کو

مُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا كَانَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ

عاجز نہیں کرسکتے اور نہ وہی اللہ کے سوا ان کا کوئی حامی ہے۔ ان کا عذاب

اَوۡلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الۡعَذَابُ ؕ مَا كَانُوۡا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ

دوگنا کیا جائے گا کیونکہ وہ (کسی کی) سن ہی نہ سکتے تھے

وقف لازم

عربی حاشیہ

3-بعض حضرات نے اماماً ورحمہ کو شاہد سے متعلق کیا ہے اور بعض حضرات نے کتاب سے اور معنوی اعتبار سے دونوں ہی صحیح ہیں۔ شاہد بھی قوم کا قائد اور امت کے لئے رحمت ہے اور کتاب بھی ایک پیشوا کی حیثیت رکھتی ہے اور رحمت ہے بشرطیکہ تحریف کا شکار نہ ہو۔

روایات اہلبیت میں ''علیٰ بینۃ'' سے مراد سرکار دوعالم ہیں اور شاہد سے حضرت علیؑ جنھیں دوسرے مقام پر ''من عندہ علم الکتاب'' بھی کہا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) صاحبِ تفسیر المنار اور علامہ مراغی کا بیان ہے کہ ان گروہوں سے مراد بنو امیہ، بنو مغیرہ بن عبداللہ المخزومی، آل طلحہ بن عبداللہ اور دیگر یہودی ونصاری ہیں۔

السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور نہ ہی دیکھتے تھے۔ (20) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾

خسارے میں ڈال چکے ہیں اور وہ جو کچھ افترا کرتے تھے وہ بھی ان سے کھوگیا۔ (21)

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

لا زمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ سب سے زیادہ گھاٹے میں ہو گے ۔(22)(البتہ)وہ لوگ

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ

جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کرتے رہے

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ

یہی اہل جنت ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے :(23)دونوں فریقوں (مومنوں اور کافروں)

كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِيْرِ وَ السَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

کی مثال ایسی ہے جیسے (ایک طرف)اندھا اور بہرا ہو اور(دوسری طرف) دیکھنے والا اور سننے والا ہو ۔ کیا یہ دونوں

مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى

یکساں ہو سکتے ہیں ؟ کیا تم نصیحت نہیں لیتے ؟(24)اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا

(انہوں نے اپنی قوم سے کہا :)میں تمہیں صریحاً تنبیہ کرنے والا ہوں۔(25) کہ تم غیر اللہ کی عبادت نہ کرو۔

اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ

مجھے تمہارے بارے میں ایک دردناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (26) تو ان کی

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ میں تینوں مراحل باہم مربوط اور مسلسل ہیں کہ انسان پہلے مرحلۂ ایمان میں قدم رکھتا ہے پھر اس کے بعد عمل صالح تک پہنچتا ہے اور آخر میں عمل صالح کے ذریعہ بارگاہ احدیت میں سرِتسلیم خم کرنے کی ادا پیدا کرتا ہے۔ اخبات خضوع وخشوع کی اسی آخری منزل کا نام ہے جس کی بنا پر کلیب نامی شخص کو امام صادقؑ نے کلیب تسلیم کا لقب دے دیا تھا۔

4- یہ لفظ قرآن مجید میں پانچ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور اس کے بعد انّ آیا ہے اور اکثر نحویین کا کہنا ہے کہ ''لا جرم'' ملا کر فعل کے معنی دیتا ہے یعنی یہ بات ثابت ہوگئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ لا الگ ہے اور جرم الگ ہے یعنی لامحالہ کے معنی میں ہے اور اس لا کی خبر بعد والا جملہ ہے۔ فراء کا قول یہ ہے کہ ''لا جرم'' ابتداء لامحالہ کے معنی میں تھا اور اب قسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور دونوں لفظ ملا کر ایک لفظ

اردو حاشیہ

(۶) انبیاء کرام کا پیغام کس قدر صاف اور سادہ ہوتا ہے اور ان کے دل میں قوم کا کس قدر درد ہوتا ہے اس کا اندازہ جناب نوحؑ کے حالات سے کیا جا سکتا ہے جن کی قوم نے پہلے پہلے بت پرستی شروع کی تو انہوں نے غصہ کرنے کے بجائے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی اور اظہارِ ہمدردی سے کام لیا کہ انکار کرنے میں عذاب خدا کا خطرہ ہے..... لیکن اہل دنیا کی منطق ہمیشہ الگ ہوتی ہے۔ ان کے رؤساء و اشراف نے اپنی روٹی روزی کو خطرہ میں دیکھ کر دو اعتراضات اٹھا دیئے:

۱۔ آپ ہم جیسے انسان ہیں تو ہم آپ کو کس طرح نبی تسلیم کر سکتے ہیں۔

۲۔ آپ کے پاس کوئی مالی امتیاز بھی نہیں ہے اور آپ کے ماننے والے بھی سب غریب طبقہ کے لوگ ہیں تو آپ کس طرح نبی ہو سکتے ہیں۔

یہ بے چارے احمق مذہب کو دولت کی تراز و میں تولنا چاہتے تھے اور انسانیت کو رسالت کے منافی سمجھے رہے تھے۔

جناب نوحؑ نے نہایت حسین انداز میں جواب دیا کہ اب تمہیں بتاؤ کہ اگر خدا کسی بشر کو معجزہ دے اور اسے رسالت عطا کر دے اور وہ رسالت تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو کیا وہ بندۂ خدا رسالت کو چھوڑ دے گا اور اس کے پیغام کو واپس کر دے گا یا تم پر جبر کرے گا کہ تم کسی نہ کسی طرح ایمان لے ہی آؤ۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا

قوم کے کافر سرداروں نے کہا: ہماری نظر میں تو تم صرف ادنیٰ درجے کے لوگ

مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ

سطحی سوچ سے تمہاری پیروی کر رہے ہیں اور کوئی ایسی بات بھی نظر نہیں آتی

اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ

جس سے تمہیں ہم پر فضیلت حاصل ہو بلکہ ہم تو تمہیں

فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

کاذب خیال کرتے ہیں۔(27)(نوحؑ نے) کہا: اے قوم! یہ تو دیکھو کہ

كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ

اگر میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل رکھتا ہوں اور اس نے

عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ

مجھے اپنی رحمت سے نوازا ہے مگر تمہیں نظر نہ آئے تو کیا ہم تمہیں اس پر مجبور کر سکتے ہیں

لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ

جب کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو؟(28) اور اے قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے اور میں ان لوگوں کو اپنے سے دور بھی نہیں کر سکتا جو ایمان (۷) لا چکے ہیں۔

اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

یقیناً یہ تو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہل قوم ہو۔(29)

عربی حاشیہ

کی حیثیت رکھتے ہیں۔

5-اراذل ارذل کی جمع ہے اور ارذال رزل کی جمع ہے۔

بادی الرائ۔ جو بغیر سوچے سمجھے فیصلہ کردے۔

ف: واضح رہے کہ جناب نوح نے نذیر کہہ کر اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انبیاء کرام کا کام انذار ہی سے شروع ہوتا ہے اور کوئی قوم بھی جب تک خطرات کی طرف متوجہ نہیں ہوتی ہے ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہوتی ہے۔

6-یہ اشارہ ہے کہ مخلص تبلیغ کرنے والوں کی نگاہیں مال دنیا پر نہیں ہوتی ہیں اور دین کے نام پر کھانے کمانے والے دین کے مخلص نہیں ہوتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۷) اہل دنیا کی منطق ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ مذہب میں بھی اپنے امتیاز کو باقی رکھنا چاہئے اور عقائد کو بھی پیسوں کی ترازو میں تولنا چاہئے۔ جناب نوح نے واضح کر دیا کہ دین خدا میں عظمت کا معیار صرف ایمان ہے اور میں دولت مندوں کی خاطر صاحبانِ ایمان کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں جانے والے ہیں اور وہاں مجھے ان کے ساتھ برتاؤ کا حساب دینا پڑے گا۔

وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا

اور اے قوم !اگر میں انہیں دور کروں تو مجھے اللہ (کے قہر) سے کون بچائے گا ؟کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ

نصیحت نہیں لیتے؟ (30) اور میں تم سے نہ تو یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے

لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ

خزانے [۸] ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جنہیں

لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ[7] اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ

تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں ان کے دلوں کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱

اگر میں ایسا کہوں تو میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا۔ (31)

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا

لوگوں نے کہا :اے نوحؑ !تم نے ہم سے بحث کی ۔اور بہت بحث کی اب اگر

تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ

تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو (32) کہا :اسے تو بے شک اللہ ہی

بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳ وَلَا يَنْفَعُكُمْ

تم پر لائے گا اگر وہ چاہے [۹] اور تم (اسے) عاجز تو نہیں کر سکتے ۔(33) اور جب اللہ نے

نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ

تمہیں گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا تو میں اگر نصیحت کرنا بھی چاہوں تو میری نصیحت تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

عربی حاشیہ

7-ازدرا۔عیب لگانا اور حقیر وذلیل سمجھنا۔

اردو حاشیہ

(۸) جناب نوحؑ نے رسالت کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول پیغام الٰہی لانے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوتا ہے۔ وہ نہ قرآن کا مالک ہوتا ہے اور نہ علم غیب کے دعویٰ سے رسالت کو آگے بڑھاتا ہے اور نہ اپنے کو فرشتہ کہتا ہے۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے جس پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے اور اس پیغام کو بندوں تک پہنچاتا ہے۔

(۹) یہ بھی مفہوم رسالت کی ایک توضیح ہے کہ رسول عذاب کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ عذاب پروردگار کے اختیار میں ہے۔ وہ چاہے گا تو نازل کر دے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں نازل کرے گا اور اسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ پھر اس نے عذاب نازل کر دیا تو کوئی روکنے والا بھی نہیں ہے۔

يُغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۳۴ۭ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔ (34) کیا یہ لوگ کہتے ہیں: اس شخص (محمدؐ)

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا

نے یہ باتیں بنائی ہیں؟ کہہ دیجئے: اگر یہ باتیں میں نے بنائی ہیں تو میں اپنے جرم کا خود ذمے دار ہوں اور جس

بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝۳۵ۧ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ

جرم کے تم مرتکب ہو میں اس سے بری ہوں۔(35) اور نوح کی طرف یہ وحی کی گئی کہ جو لوگ

يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ

ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ آپ کی قوم میں سے ہرگز کوئی اور ایمان نہیں لائے گا لہٰذا جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ۚۖ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا

آپ اس سے رنجیدہ نہ ہوں۔(36) اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بنائیں

وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات ہی نہ کریں کیونکہ وہ ضرور ڈوبنے

مُّغْرَقُوْنَ ۝۳۷ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ

والے ہیں۔ (37) اور نوح کشتی بنانے لگے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جو وہاں سے

قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ

گزرتا وہ ان کا مذاق اڑاتا تھا۔ نوحؑ نے کہا: اگر آج تم ہمارا مذاق (۱۰) اڑاتے ہو تو کل ہم اسی طرح تمہارا مذاق اڑائیں گے

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝۳۸ۭ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ

جیسے تم مذاق اڑاتے ہو۔ (38) عنقریب تمہیں علم ہو جائے گا کس پر وہ

عربی حاشیہ

8- ظاہر کلام یہ ہے کہ یہ قوم نوح کا کلام ہے لیکن بعض مفسرین نے اسے کفار مکہ کا کلام قرار دیا ہے جو معنوی اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

9- اجرام۔ قصداً گناہ کرنا علیّ اجرامی۔ یعنی میں خود اپنے گناہوں کا ذمہ دار ہوں گا۔

10- ابتاس۔ بوس سے نکلا ہے جس کے معنی حزن وملال کے ہیں یعنی آپ ان کے اعمال سے رنجیدہ نہ ہوں۔ وہ خود اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔

11- فلک۔ واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے۔ واحد ہو تو مذکر ہے اور جمع ہو تو مؤنث۔

12- ابوحیان اندلسی کا بیان ہے کہ جناب نوح نے لکڑیاں لبنان کے جنگلوں سے فراہم کی تھیں کہ اس زمانے میں لکڑیوں کا مرکز اسی علاقہ میں تھا۔

اردو حاشیہ

(۱۰) بیدینوں کا خاصہ ہے کہ ہمیشہ دین داروں کی باتوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور واقعیات سے بے خبر رہتے ہیں اور دین دار بھی اس موقع کا انتظار کرتے رہتے ہیں جب حالات خود بیدینوں کا مذاق اڑانے لگیں اور دین دار اسے دیکھ کر خوش ہو سکیں۔

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا عذاب نازل ہوگا۔ (39)

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور (سے پانی) ابلنے لگا تو ہم نے کہا: (اے نوح!) ہر جوڑے میں سے

مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ[13] اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ[14] عَلَيْهِ

دو دو کشتی پر سوار کرو اور اپنے گھر والوں کو بھی سوائے ان کے جن کی بات پہلے ہو چکی ہے اور ان کو بھی (سوار کرو)

الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَ

جو ایمان لا چکے ہیں اگر چہ ان کے ساتھ ایمان لانے والے بہت کم تھے۔ (40) اور

قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖ۩ىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ

نوحؑ نے کہا: کشتی میں سوار ہو جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔ بتحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا

رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ

رحم کرنے والا ہے (41) اور کشتی انہیں لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی

كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ

اس وقت نوحؑ نے اپنے بیٹے[11] کو جو کچھ فاصلے پر تھا پکارا: اے بیٹا!

يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ

ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ (42) اس نے کہا:

سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ

میں پہاڑ کی پناہ لوں گا۔ وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ نوحؑ نے کہا: آج اللہ کے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۰ میں دعوت تذکر علامت ہے کہ مسئلہ اپنی فطری وضاحت کی بنا پر قوم کے علم میں ہے اور اسی لئے تذکر کے بجائے تفکر کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے کہ تذکر علم کے بعد ہوتا ہے اور تفکر علم سے پہلے۔

ف: آیت نمبر ۳۴ میں ویسا ہی مضمون ہے جو دیگر مقامات پر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر تمھاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر خدا تم سے توفیقات کو سلب کرے تو میری نصیحت بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے۔

ف: بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ کشتی نوح کی لمبائی ۱۲ سو ہاتھ اور چوڑائی ۶ سو ہاتھ تھی اور اسی لئے اس میں انسان، جانور اور ان سب کی غذاؤں کا سامان موجود تھا اور اس نے اتنے بڑے طوفان کا مقابلہ کر لیا تھا۔

13- بعض حضرات نے کلٍّ کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے تو زوجین مفعول ہوگا اور اثنین اس کی تاکید اور بعض نے کلِ زیر کے ساتھ پڑھا

اردو حاشیہ

(۱۱) ایک مبلغ کا صحیح فریضہ یہی ہے کہ کسی آن بھی اپنے کلام کی تاثیر سے مایوس نہ ہو اور برابر ہدایت قوم پر لگا رہے۔ حد یہ ہے کہ اگر جناب نوحؑ کی طرح یقین بھی ہو جائے کہ اثر نہ ہوگا تو بھی وجوب تو ساقط ہو جائے گا لیکن حسن بہرحال برقرار رہے گا اور کام کو جاری رکھنا چاہیئے۔ یہ واقعہ ہر باپ کے لئے ایک سبق ہے کہ آخر دم تک بیٹے کی ہدایت کرتے رہنا چاہیئے اور پھر سامان تسکین بھی ہے کہ اگر بیٹا ڈوب بھی جائے تو باپ اپنے کو قصوروار نہ سمجھے کہ نوحؑ جیسے پیغمبر کا بیٹا بھی غرق ہو چکا ہے اور یہی حال بیوی کا بھی ہے کہ ہدایت کرنا اپنا فرض ہے پھر اس کے بعد بچنا یا ڈوبنا اس کا اپنا عمل ہے۔

الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا

عذاب سے بچانیوالا کوئی نہیں مگر جس پر اللہ رحم کرے۔پھر دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی

الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي

اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔ (43) اور کہا گیا: اے زمین! (۱۲)

مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ

اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور

الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

کام تمام کر دیا گیا اور کشتی (کوہ) جودی پر ٹھہر گئی اور ظالموں پر

الظّٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ

نفرین ہوگئی۔ (44) اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکار کر عرض کی: اے میرے پروردگار! بے شک

ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ

میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ

الْحٰكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ [15]

کرنے والا ہے۔ (45) فرمایا: اے نوح! بے شک یہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں۔

إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

یہ غیر صالح عمل ہے لہٰذا جس چیز کا آپ کو علم نہیں اس کی مجھ سے درخواست نہ کریں۔

عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجٰهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ مبادا نادانوں میں سے ہو جائیں۔ (46) نوح نے کہا:

عربی حاشیہ

ہے تو اس کی اضافت زوجین کی طرف ہوگی اور اثنین مفعول ہوگا اور دونوں صورتوں میں کل کا عموم ساری کائنات کے بارے میں نہیں ہے بلکہ مخصوص اشیاء کے بارے میں ہے۔

14-جناب نوح کی اولاد میں حام سام۔ یافث کشتی میں سوار ہوئے اور کنعان غرق ہوگیا۔ زوجہ بھی غرق ہونے والوں میں شامل ہوگئی۔

طوفانِ نوح کے بارے میں یہ ایک بحث ہے کہ یہ علاقائی عذاب تھا یا عالمگیر تھا۔ اکثر الفاظ سے اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ ایک عالمی عذاب تھا جس کا مقصد تعبیر عرض تھا کہ آئندہ نسل کو راہِ راست پر لایا جا سکے اور بعض الفاظ پر علاقائی ہونے کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے اگرچہ یہ بہرحال طے شدہ ہے کہ ایسے عذاب سے رحمت الٰہی کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا ہے اور اس کا ذریعہ کسی کشتی نجات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

15- آیت نے صاف واضح کر دیا ہے

اردو حاشیہ

(۱۲) اربابِ بلاغت کا بیان ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت اس آیت سے زیادہ بلیغ نہیں ہے جہاں عذاب الٰہی کے خاتمہ کا عجیب و غریب منظر پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ سارا قرآن معجزہ ہی ہے۔

رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡئَلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ

میرے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں ہے

وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۷﴾

اور اگر تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔(47)

قِیۡلَ یٰنُوۡحُ اہۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ وَ

کہا گیا: اے نوح! اترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر اور ان جماعتوں پر ہیں

عَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَکَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُہُمۡ ثُمَّ یَمَسُّہُمۡ

جو آپ کے ساتھ ہیں اور کچھ جماعتیں ایسی بھی ہوں گی جنہیں ہم کچھ مدت زندگی کا موقع بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۴۸﴾ تِلۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہَاۤ

دردناک عذاب پہنچے گا۔(48) یہ ہیں غیب کی کچھ خبریں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔

اِلَیۡکَ ۚ مَا کُنۡتَ تَعۡلَمُہَاۤ اَنۡتَ وَ لَا قَوۡمُکَ مِنۡ قَبۡلِ ہٰذَا ؕۛ

اس سے پہلے نہ آپ ان باتوں (۱۳) کو جانتے تھے نہ آپ کی قوم پس صبر کریں

فَاصۡبِرۡ ؕۛ اِنَّ الۡعَاقِبَۃَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۴۹﴾ ع وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاہُمۡ

انجام یقیناً پرہیزگاروں کے لیے ہے۔(49) اور عاد کی طرف ان کی برادری کے فرد ہودؑ کو بھیجا

ہُوۡدًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ

انہوں نے کہا: اے قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔(دوسرے معبودوں کو)

اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا ؕ

تم نے صرف افتراء کیا ہے۔(50) اے قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔

عربی حاشیہ

کہ نبی کے اہل میں نسب سے شمول نہیں ہوتا ہے اس کے لئے عمل صالح درکار ہوتا ہے اور عمل صالح نہ ہو تو ابولہب بھی خارج ہو جاتا ہے اور عمل صالح ہو تو سلمانؓ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ صرف نسب سیادت پر ناز کرنے والے اس نکتہ پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دیں۔

ف: بعض حضرات نے اہل سے اخراج کا سبب یہ قرار دیا ہے کہ کنعان جناب نوح کا فرزند نہیں تھا حالانکہ یہ بات امام صادقؑ کے ارشاد گرامی کے خلاف ہے اور خود عمل غیر صالح کا لفظ بھی دلیل ہے کہ اخراج نسب کی بنیاد پر نہیں ہوا ہے بلکہ عمل غیر صالح کی بنا پر ہوا ہے۔

16- بعض مفسرین نے اس مقام پر یہ تضاد پیدا کر دیا ہے کہ خدا کہہ رہا ہے کہ جس کا علم نہیں ہے اس کا تقاضا نہ کرو اور نوح کہہ رہے ہیں کہ میں ایسا نہیں کر سکتا تو جب انھوں نے نہیں کیا ہے تو خدا کیوں ٹوک رہا ہے۔ حالانکہ واضح سی بات ہے کہ نوحؑ کا قول آئندہ کے

اردو حاشیہ

(۱۳) ذات واجب کے علاوہ کسی کا علم عین ذات نہیں ہے۔ سب کی ذات علم سے الگ ہے اور سب کو علام الغیوب کی طرف سے علم عطا ہوتا ہے۔ کسی کو یہ علم مدرسہ اور استاد سے ملتا ہے اور کسی کو وحی پروردگار کے ذریعہ اسی بناء پر ذات واجب کے علاوہ ہر ایک کی طرف عدم علم کی نسبت دی جا سکتی ہے صرف یہ کہ بندہ یہ بات نہیں کہہ سکتا ہے صرف پروردگار کہہ سکتا ہے۔

انتباہ......طوفان نوحؑ کے بارے میں ایک روایت یہ مشہور ہوگئی ہے کہ کشتی نوحؑ روز عاشور ٹھہری تھی اور جناب نوحؑ نے خوشی میں روزہ رکھا تھا اور دعوت کی تھی لہٰذا روز عاشور خوشی منانا چاہئے...... یہ بات سراسر غلط ہے اور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ روز عاشور روز شہادت فرزند رسولؐ امام حسینؑ ہے اور روزِ غم ہے۔ اس دن خوشی منانا پیغمبر اکرمؐ کے غم میں خوشی منانے کے مترادف ہے۔

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾ وَ

میرا اجر تو اس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (51) اور

یٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُرۡسِلِ

اے قوم !اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو۔وہ تم پر

السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّ یَزِدۡکُمۡ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمۡ

آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری قوت (۱۴) میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا

وَ لَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوۡا یٰہُوۡدُ مَا جِئۡتَنَا

اور مجرم بن کر منہ نہ پھیرو۔(52) کہنے لگے :اے ہود !تم ہمارے سامنے

بِبَیِّنَۃٍ وَّ مَا نَحۡنُ بِتَارِکِیۡۤ اٰلِہَتِنَا عَنۡ قَوۡلِکَ وَ

کوئی شہادت نہیں لائے اور ہم تمہاری بات پر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے

مَا نَحۡنُ لَکَ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۳﴾ اِنۡ نَّقُوۡلُ اِلَّا اعۡتَرٰىکَ

اور نہ ہی تجھ پر ایمان لا سکتے ہیں۔(53) ہم تو یہ کہتے ہیں : تجھے ہمارے معبودوں میں سے

بَعۡضُ اٰلِہَتِنَا بِسُوۡٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اُشۡہِدُ اللّٰہَ وَ اشۡہَدُوۡۤا

کسی نے آسیب (۱۵) پہنچایا ہے۔ہودؑ نے کہا: میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جنہیں تم شریک

اَنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۵۴﴾ۙ مِنۡ دُوۡنِہٖ فَکِیۡدُوۡنِیۡ جَمِیۡعًا

ٹھہراتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔(54)اب تم سب مل کر میرے خلاف سازش کرو

ثُمَّ لَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیۡ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیۡ وَ رَبِّکُمۡ ؕ

پھر مجھے مہلت نہ دو۔(55)میں نے اللہ پر بھروسا کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

عربی حاشیہ

بارے میں ہے۔اور نبی مصلحت کے علاوہ کبھی بھی ایسا کام نہیں کرسکتا ہے۔

17- جناب ہودقوم عاد ہی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ نے سب سے پہلے عربی زبان میں کلام کیا تھا اور آپ کی قبر نجف اشرف میں ہے۔

آپ نے یہ بھی واضح کردیا تھا کہ گناہ معاشرہ کی تباہی کا سبب ہوتا ہے اور اس سے بچانے کا کوئی ذریعہ استغفار کے علاوہ نہیں ہے۔

ف: ناصیہ سر کے اگلے حصہ کے بالوں کو کہا جاتا ہے اور اخذ ناصیہ اقتدار اعلیٰ کی نشانی ہے جس کے بعد بال پکڑنے والا جس کو چاہے اپنے سامنے جھکا سکتا ہے اور اس میں سرتابی اور انحراف کی طاقت نہیں رہ جاتی ہے۔ رب العالمین کا ''علیٰ صراط مستقیم'' ہونا اس امر کا اعلان ہے کہ اس کا اقتدار عدالت وحکمت سے الگ نہیں ہے اور وہ حاکم ہونے کے ساتھ عادل بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) یہ آیت دلیل ہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ امام حسنؑ نے ایک لاولد کو سات مرتبہ روزانہ استغفار کرنے کی تعلیم دی تھی اور وہ صاحبِ اولاد ہوگیا تھا اور پھر فرمایا تھا کہ میں نے یہ اس آیت کریمہ سے استنباط کیا ہے۔

(۱۵) یہ کہاں کی دیوانگی ہے کہ جو قوم کو عقل وہوش کا پیغام دے اسی کو دیوانہ کہا جائے اور اس دیوانگی کو بھی اپنے بتوں کا کارنامہ قرار دیا جائے کہ انہوں نے اپنی مخالفت کی سزا دی ہے۔ جب کہ یہ بت خود اپنے فائدہ اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا[18] ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي

کوئی جا ندار ایسا نہیں جس کی پیشا نی اللہ کی گرفت میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ۵۶ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ

سید ھے راستے پر ہے ۔(56) پھر اگر تم منہ پھیر تے ہو تو میں نے تو وہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے

اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ

جس کے ساتھ میں تمہاری طر ف بھیجا گیا تھا اور میرا رب تمہا ری جگہ اور لو گو ں کو لا ئے گا

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ ۵۷

اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ (۱۶) سکتے ۔بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔(57)

وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

پھر جب ہما را فیصلہ آیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہو د اور جو لوگ ان کے سا تھ ایمان لا ئے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ[19] مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ ۵۸ وَتِلْكَ عَادٌ ڶ

انہیں بچا لیا اور ہم نے انہیں سنگین عذاب سے نجات دی۔(58) یہ وہی عاد ہیں جنہوں نے

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ

اپنے رب کی نشا نیوں سے انکا ر کیااور اس کے رسو لو ں کی نا فر ما نی کی اور ہر سر کش

كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ ۵۹ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ

دشمن کے حکم کی پیروی کی ۔(59) اور اس دنیا میں بھی لعنت نے ان کا تعا قب کیا اور قیامت کے روز بھی

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

(ایسا ہو گا)۔واضح رہے عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ۔آ گا ہ رہو! ہوؔ د کی قو م (یعنی) عا د کے لیے

عربی حاشیہ

18-یہ پروردگار کے اقتدار اعلیٰ اور بتوں کی بے بسی کا اعلان ہے ورنہ اس کا مطلب جبر ہرگز نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا کے پتہ بھی نہیں ہلتا ہے۔

19-یہ تکرار اصل نجات کی اہمیت کے اعلان کے لئے ہے کہ ہم نے جونجات دی ہے وہ معمولی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے بہت بڑا عذاب پوشیدہ تھا جس سے نجات دے دی ہے اور اس تکرار میں بیحد بلاغت اور لطافت پائی جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) جب دشمنانِ خدا بندہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور بندہ خدا اس اطمینان سے آواز دیتا ہے کہ اپنے خداؤں کو بھی بلا لو اور میرے خلاف سازشیں کرو۔ میں تن تنہا سب کا مقابلہ کروں گا اور میرے لئے تنہا میرا خدا کافی ہے تو خدا کا کیا نقصان کیا جاسکتا ہے۔

قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

(رحمت حق سے) دوری ہو۔(60)اور ثمود کی طرف ان کی برادری کے فرد صالحؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے قوم!

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا

الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ [20] ثُمَّ تُوْبُوْٓا

اور اس میں آباد کیا (۱۷) لہٰذا تم اسی سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور توبہ کرو۔ بے شک میرا رب

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ

بہت قریب ہے (دعاؤں کو) قبول کرنے والا ہے۔(61)انہوں نے کہا: اے صالحؑ! اس سے پہلے ہم تم سے بڑی امیدیں

فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

وابستہ رکھتے تھے اب کیا تم ہمیں ان معبودوں کی پوجا کرنے سے روکتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے؟

وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

اور تم جس بات کی طرف دعوت دے رہے ہو اس بارے میں ہمیں شبہ انگیز شک ہے۔(62) صالح نے کہا، اے قوم!

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ

کیا تم نے سوچا ہے کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل رکھتا ہوں اور اس نے اپنی رحمت سے

رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا

مجھے نوازا ہے تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کے مقابلے میں میری حمایت کون کرے گا؟

تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ [21] ﴿٦٣﴾ وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ

تم تو میرے گھاٹے میں صرف اضافہ کر سکتے ہو۔(63)اور اے قوم! یہ اللہ کی اونٹنی

عربی حاشیہ

20-یہی بات جناب ہودؑ نے بھی کہی تھی اور ہر نبی کا یہی پیغام ہے کہ قوم اپنے پرانے گناہوں سے استغفار کرے اور آئندہ کے لئے عہد کرے کہ ایسا گناہ نہیں کرے گی۔

آیت نمبر ٦١ میں استعمار آبادکاری اور اقتدار اور اختیار کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہی اس کے حقیقی معنی تھے اگرچہ دور حاضر میں اسے استحصال اور تباہ کاری کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں آبادکاری کے نام پر قوموں کو غلام بنایا جاتا ہے اور علاقوں کو تباہ وبرباد کردیا جاتا ہے۔

21- یعنی تمھاری اطاعت کا ظاہری فائدہ غضب الٰہی کے مقابلہ میں فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) استعمار اصل لغت کے اعتبار سے آبادکاری کے معنی میں ہیں اور خدا نے بھی اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کر کے زمین میں آباد کر دیا ہے لیکن اہلِ دنیا نے تخریب کاری کو آبادکاری کا نام دے کر استعمار کو ایک بدترین عمل بنا دیا ہے اور اب استعمار ظلم وستم، جبر واستبداد اور استحصال واستعباد کی علامت ہے۔

اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

تمہارے لیے ایک نشانی ہے سو اسے آزاد چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے اور اسے تکلیف نہ پہنچانا

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا

ورنہ تمہیں ایک فوری عذاب گرفت میں لے گا۔(64) پس انہوں نے اونٹنی کی کونچیں [(۱۸)] کاٹ ڈالیں

فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

تو صالح نے کہا: تم لوگ تین دن تک اپنے گھروں میں بسر کرو۔یہ ایک ناقابل تکذیب وعدہ ہے۔(65)

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

پھر جب ہمارا فیصلہ آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے

مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾

نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بھی بچا لیا۔یقیناً تمہارا رب بڑا طاقتور، غالب آنے والا ہے۔(66)

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ [22] فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

اور جنہوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک ہولناک چنگھاڑ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے

جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا

پڑے رہ گئے۔(67) گویا وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے واضح رہے ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا آگاہ رہو!

رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ

ثمود کی قوم کے لیے (رحمت حق سے) دوری ہو۔(68) اور جب ہمارے فرشتے بشارت لے کر ابرہیم کے پاس پہنچے

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ

تو کہنے لگے: سلام! ابراہیم نے (جواباً) کہا: سلام! ابھی دیرینہ گزری تھی کہ

ع ۸/۶

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ ناقہ صالح کو ہلاک کرنے والا ایک ہی شخص تھا لیکن آیت نمبر ۶۵ میں اسے ایک پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ کسی جرم سے راضی ہوجانے والا اس پر سکوت کر لینے والا بھی شریک عمل تصور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ امیرالمومنینؑ نے نہج البلاغہ میں اشارہ فرمایا ہے اور دیگر روایات میں بھی اس نکتہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

22-واضح رہے کہ یہاں صیحہ کا ذکر ہے اور سورہ اعراف میں رجفہ کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی زبردست آواز بلند ہوئی کہ سب کے دل کانپ گئے اور رجفہ صیحہ کے نتیجہ کے طور پر بیان ہوا ہے تاکہ صیحہ کے ہمہ گیر اثرات کا اندازہ کیا جاسکے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) ناقہ ناقۃ اللہ اور زمین ارض اللہ ہے مگر ظالموں سے یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ جس زمین کی ساری نعمتوں پر اپنا قبضہ ہے اس کے چند دانے اللہ کی طرف منسوب ناقہ بھی کھا لے اور یہ برتاؤ اللہ والوں کے ساتھ ہر دَور میں ہوتا رہا ہے کہ اہل دنیا نے ان کی زندگی اور ان کا کھانا پینا بھی برداشت نہیں کیا اور ہمیشہ ان کی ہلاکت کے درپے رہے۔ اس کے بعد بھی اگر عذاب نہیں آیا تو صرف مصلحت پروردگار ہے اور اسی کی طرف اشارہ کر کے امام حسینؑ نے اپنے شیرخوار بچہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ گواہ رہنا میرا بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہیں ہے...... اور میں نے بہت بڑی قربانی دی ہے۔

اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيۡذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ

ابراہیم ایک بھنا (۱۹) ہوا بچھڑا لے آئے۔ (69) جب ابراہیم نے دیکھا

اِلَيۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ

ان کے ہاتھ اس (کھانے) تک نہیں پہنچتے تو انہیں اجنبی خیال کیا اوران سے خوف محسوس کیا۔فرشتوں نے کہا:

اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى قَوۡمِ لُوۡطٍ ؕ ﴿۷۰﴾ وَامۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ

خوف نہ کیجئے ہم تو قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔(70)اورابراہیم کی بیوی کھڑی تھیں

فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ ۙ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ يَعۡقُوۡبَ ﴿۷۱﴾

پس وہ ہنس پڑیں تو ہم نے انہیں اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی۔ (71)

قَالَتۡ يٰوَيۡلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوۡزٌ وَّهٰذَا بَعۡلِىۡ شَيۡخًا ؕ

وہ بولی :ہائے میری شامت! کیا میرے ہاں بچہ ہوگا جب کہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بوڑھے ہیں؟

اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوۡۤا اَتَعۡجَبِيۡنَ مِنۡ

یقیناً یہ تو بڑی عجیب بات ہے (72) انہوں نے کہا: کیا تم

اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ ؕ

اللہ کے فیصلے پر تعجب کرتی ہو؟تم اہل بیت پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ یقیناً اللہ قابل ستائش

اِنَّهٗ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنۡ اِبۡرٰهِيۡمَ الرَّوۡعُ وَ

بڑی شان والا ہے ۔(73)پھر جب ابراہیمؑ کے دل سے خوف نکل گیا اور

جَآءَتۡهُ الۡبُشۡرٰى يُجَادِلُنَا فِىۡ قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ

انہیں خوشخبری بھی مل گئی تو وہ قوم لوطؑ کے بارے میں ہم سے بحث کرنے لگے۔ (74) بے شک

عربی حاشیہ

23-حنیذ۔وہ گوشت ہے جو آگ کی گرمی سے بھونا جائے اور اس پر براہِ راست آگ کا اثر نہ ہو۔

24- بعض حضرات نے ہنسی کو استعارہ قرار دیا ہے جس طرح کہ اردو میں خوشی کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ ضحک ماہواری کے معنی میں صرف خرگوش کے بارے میں استعمال ہوتا ہے انسان کے بارے میں نہیں اور یوں بھی ماہواری شروع ہوجانے کے بعد پھر ولادت کا مسئلہ حیرت انگیز نہیں رہ جاتا جب کہ جناب سارہ نے اس خوشخبری پر اظہار تعجب بھی کیا تھا بلکہ اس سے زیادہ سنگین ترین حالات کا بھی اظہار کیا تھا۔

25- توریت کے مطابق جناب ابراہیمؑ کی عمر سو سے اوپر اور جناب سارہ کی عمر ۹۰ سال کی تھی۔

26- یہ ضمیر علامت ہے کہ رحمت و برکت کا مرکز جناب ابراہیمؑ کے اہلبیت ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۹) جناب ابراہیمؑ انتہائی مہمان نواز تھے۔لہٰذا گھر میں جو ایک بچھڑا تھا اسی کو بھون کر لے آئے۔فرشتوں نے انکار کر کے واضح کر دیا کہ فرشتے یہاں کی غذا استعمال نہیں کرتے۔ فرشتوں کا سلام کرنا اور پھر جناب ابراہیمؑ کا سلام کرنا دلیل ہے کہ مومن کی تہذیب ملاقات کے وقت سلام کرنا ہے۔

(۲۰) جناب لوط کی قوم اغلام بازی میں اس قدر آگے بڑھ گئی تھی کہ گھروں میں مہمانوں کا داخلہ مشکل ہو گیا تھا تو جب فرشتے نوجوانوں کی شکل میں وارد ہوئے تو جناب لوطؑ کو خوف پیدا ہوا کہ یہ بدنصیب ان کے ساتھ زیادتی نہ کریں اور اسی لئے اس دن کو سخت ترین دن قرار دے دیا۔قوم نے بھی نوجوانوں کو دیکھا تو دوڑ پڑی۔ جناب لوطؑ نے سمجھایا کہ آخر یہ قوم کی لڑکیاں کس دن کے لئے ہیں۔ یہ ہماری اولاد ہیں اور ہم تم کو ان سے ازدواج کی دعوت دیتے ہیں لیکن انہوں نے بکمال بے حیائی کہا کہ ہمیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ہمیں تو لڑکے چاہئیں۔ جناب لوط نے عاجز آ کر فرمایا کہ اے کاش مجھ میں مقابلہ کی طاقت ہوتی یا کوئی محفوظ جگہ ہوتی جہاں مہمانوں کو لے کر چلا جاتا تو فرشتوں نے انہیں پانچ طریقوں سے اطمینان دلایا:

۱۔ ہم اللہ کے نمائندے ہیں۔
۲۔ یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں۔
۳۔ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیے۔
۴۔ یہ قوم ہلاک ہونے والی ہے۔

اِبۡرٰهِيۡمَ لَحَلِيۡمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيۡبٌ ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ اَعۡرِضۡ

ابراہیمؑ بردبار، نرم دل، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔(75)(فرشتوں نے ان سے کہا) اے ابراہیمؑ!

عَنۡ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدۡ جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمۡ اٰتِيۡهِمۡ

اس بات کو چھوڑ دیں بے شک آپ کے رب کا فیصلہ آچکا ہے اور ان پر ایک ایسا عذاب آنے والا ہے

عَذَابٌ غَيۡرُ مَرۡدُوۡدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ

جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ (76) اور جب ہمارے فرستادے لوطؑ کے پاس آئے تو لوط

بِهِمۡ وَضَاقَ بِهِمۡ ذَرۡعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوۡمٌ عَصِيۡبٌ ﴿۷۷﴾

ان سے رنجیدہ ہوئے اور ان کے باعث دل تنگ ہوئے اور کہنے لگے یہ بڑا سنگین دن ہے۔ (77)

وَجَآءَهٗ قَوۡمُهٗ يُهۡرَعُوۡنَ اِلَيۡهِ ؕ وَمِنۡ قَبۡلُ كَانُوۡا

اور لوط کی قوم بے تحاشا دوڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور یہ لوگ پہلے سے

يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِىۡ هُنَّ

بدکاری کا ارتکاب کرتے تھے۔لوطؑ نے کہا: اے قوم! یہ میری بیٹیاں (۲۱) تمہارے لیے

اَطۡهَرُ لَـكُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ فِىۡ ضَيۡفِىۡ ؕ اَلَيۡسَ

زیادہ پاکیزہ ہیں پس تم اللہ کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا نہ کرو کیا۔تم میں کوئی

مِنۡكُمۡ رَجُلٌ رَّشِيۡدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوۡا لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا لَنَا

ہوشمند آدمی نہیں ہے ؟(78)وہ بولے تمہیں خوب علم ہے ہمیں تمہاری بیٹیوں سے

فِىۡ بَنٰتِكَ مِنۡ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعۡلَمُ مَا نُرِيۡدُ ﴿۷۹﴾

کوئی غرض نہیں ہے اور یقیناً تمہیں معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ (79)

عربی حاشیہ

زوجہ بحیثیت زوجہ نہیں ہے۔

27- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ ابراہیمؑ کی بحث خود جناب لوط کے بارے میں تھی کہ ان پر عذاب نہ نازل ہوجائے حالانکہ یہ بات صریح آیت کے خلاف ہے۔ جناب ابراہیمؑ کا اصرار کوئی جھگڑا نہیں تھا کہ نبی خدا پر خدا سے جھگڑا کرنے کا الزام آسکے۔ یہ عذاب کے برطرف ہوجانے کا تقاضا تھا جس کا اصرار محبوب ہوتا ہے اور اسی کو توبہ وانابت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا واضح ثبوت اواہ حلیم اور مسنیب جیسے الفاظ کا استعمال ہے جو ایک نبی خدا کے شان کے مطابق پڑتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ میں جناب لوط کی اپنی بیٹیاں بھی ہوسکتی ہیں اور قوم کی بیٹیاں بھی ہوسکتی ہیں کہ کسی بڑے فساد کو روکنے کے لئے قربانی بہرحال دینا پڑتی ہے اور صرف قوم کا گمراہ ہونا عقد سے مانع نہیں ہوسکتا ہے کہ ایسے حالات میں عقد کا جواز بھی ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

۵۔آپ خدا کی پناہ میں ہیں کسی قلعہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۱) نبی امت کا باپ ہوتا ہے لہٰذا امت کی لڑکیاں اس کی اپنی لڑکیاں کہی جاتی ہیں اور جناب لوطؑ نے یہ لہجہ خصوصیت کے ساتھ اختیار کیا تھا کہ شاید قوم میں دلچسپی پیدا ہوجائے لیکن لواط کا خدا برے کرے کہ وہ انسان سے ہر شرافت کو سلب کر لیتا ہے۔

دورِ حاضر کے ترقی یافتہ، قوم لوطؑ کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔عنقریب سب کا ایک ہی انجام ہونے والا ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۰﴾

لوط نے کہا: اے کاش! مجھ میں (تمہیں روکنے کی) طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا۔ (80)

قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ

فرشتوں نے کہا: اے لوطؑ! ہم آپ کے رب کے فرستادے ہیں یہ لوگ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

پس آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور اور آپ میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے

اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

سوائے آپ کی بیوی کے۔ بے شک جو عذاب دوسروں پر پڑنے والا ہے وہی اس (بیوی) پر بھی پڑے گا۔

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا

یقیناً ان کے وعدہ عذاب کا وقت صبح کا وقت ہے۔ کیا صبح کا وقت قریب نہیں؟ (81) پس جب

جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا

ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس بستی کو الٹ کر تہ و بالا کر دیا اور اس پر

عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ [28] ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ ۙ مُّسَوَّمَةً

پختہ مٹی کے پتھروں کی لگاتار بارش برسائی۔ (82) جن پر آپ کے

عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾ ع وَ اِلٰی

رب کے ہاں (سے) نشانی لگی ہوئی تھی اور یہ عذاب ظالموں سے (کوئی) دور نہیں۔ (83) اور

مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

مدین کی طرف ہم نے ان کی برادری کے فرد شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے کہا:

النصف ع ۷ ۱۵

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۸۰ کی تاویل میں قوۃ سے امام مہدیؑ اور رکن شدید سے ان کے ۳۱۳ انصار کو مراد لیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جناب لوطؑ کی آرزو تھی کہ کاش میرے پاس اس قسم کے افراد اور انصار ہوتے تو میں ہر قیمت پر معاشرتی فساد کی روک تھام کر دیتا۔

ف: قوم لوط کی سزا ان کی فطرت کے عین مطابق تھی کہ انھوں نے نظامِ فطرت کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا تھا اور سنگسار کے بارے میں یہ احتمال بھی ہے کہ تباہی سے پہلے ہوا ہو یا کہ دونوں سزائیں ایک ساتھ ہوں۔

28- کہا جاتا ہے کہ سجیلؑ سنگِ گلِ ''فارسی کا معرب ہے یعنی کھرنجے دار پتھر۔ منضود۔ یعنی مرتب و منظّم یہ اشارہ برابر بارش کی طرف ہے۔

اردو حاشیہ

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور ناپنے

اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اور تولنے میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تمہیں آسودگی میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ دن نہ آجائے

يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

جس کا عذاب تمہیں گھیرلے۔ (84) اور اے میری قوم! انصاف کے

بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

ساتھ پورا ناپا (۲۲) اور تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔(85) اللہ کی طرف سے باقی ماندہ

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا

تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تم پر نگہبان تو نہیں ہوں۔ (86) انہوں نے کہا:

يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

اے شعیبؑ! کیا تمہاری نماز (۲۳) تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں

اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ

جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں یا ہم اپنے اموال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنا بھی چھوڑ دیں؟

لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

صرف تو ہی بڑا بردبار رشد مند آدمی ہے؟۔ (87) شعیبؑ نے کہا: اے میری قوم! تم یہ تو دیکھو

عربی حاشیہ

29-بقیت اللہ۔ ہر وہ شے ہے جسے خدانے کسی خاص موقع کے لئے بچا کر رکھا ہو اور اسی لئے روایات میں امام عصرؑ کو بقیۃ اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کہ پروردگار عالم نے انھیں آخری انقلاب اور زمانہ کی واقعی اصلاح کے لئے بچا کر رکھا ہے جیسا کہ ابن صباء مالکی نے فصول مہمہ میں نقل کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۲) جناب شعیبؑ کا یہ پیغام اس بات کی علامت ہے کہ دینِ خدا صرف دین عبادت نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق عبادات اور سیاسیات سے یکساں طور پر ہوتا ہے اور نبی خدا بھی صرف چند عبادات کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کی نگاہ مسجد ہی کی طرح بازار پر بھی ہوتی ہے اور وہ سماج میں عدل وانصاف کے قیام کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

جناب شعیبؑ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بے ایمانی کے ذریعہ دولت کمانے کا طریقہ بظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور انسان اسے بھی برکت کا ذریعہ سمجھتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ جو خدا کا ذخیرہ ہے خیر اور بھلائی اسی میں ہے اور صاحبانِ ایمان اپنا خیر اسی میں تلاش کرتے ہیں۔

(۲۳) یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ دورِ قدیم سے آج تک بے ایمان جب دین کا استہزاء کرنا چاہتے ہیں تو انہیں سارے احکام دین میں ایک نماز ہی ملتی ہے جس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

قوم شعیبؑ نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ کیا نماز ہمیں بزرگوں کے راستے سے ہٹانا چاہتی ہے اور ہمارے کاروبار پر پابندی عائد کرنا چاہتی ہے۔

قدرت نے بھی آخری مرحلہ پر تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کہہ کر واضح کر دیا کہ نماز ہی ہر برائی سے روکنے والی ہے اور اسی پر سارے خیر کا دارومدار ہے۔

كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَ رَزَقَنِىْ مِنْهُ رِزْقًا

کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل کے ساتھ ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے

حَسَنًا ⁽³⁰⁾ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ

بہترین رزق (نبوت) سے نوازا ہے تو میں ایسا نہیں کر سکتا کہ جن باتوں سے تمہیں روکتا ہوں

عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا

خود انہیں کرنے لگوں۔ میں تو حسب استطاعت فقط اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے

تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

صرف اللہ ہی سے توفیق ملتی ہے۔اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔(88)

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِىْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ

اور اے میری قوم! میری مخالفت کہیں اس بات کا موجب (۲۴) نہ بنے کہ

اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا

تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو قوم نوح یا قوم ہود یا صالح کی قوم پر آیا تھا اور لوط کی قوم

قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

(کا زمانہ) تو تم سے دور بھی نہیں ہے۔(89)اورتم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے آگے توبہ کرو

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّىْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا

میرا رب یقیناً بڑا رحم کرنے والا محبت والا ہے۔(90)انہوں نے کہا: اے شعیبؑ!

نَفْقَهُ ⁽³¹⁾ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ

تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور بے شک تم ہمارے درمیان بے سہارا بھی نظر آتے ہو اور اگر

عربی حاشیہ

30-یہ علامت ہے کہ رزق حسن بے ایمانی کا محتاج نہیں ہے۔ میں بے ایمانی نہیں کرتا تھا مگر خدا نے مجھے بہترین رزق دے رکھا ہے۔

31-فقہ فہم، رجم،سنگسار ظہری۔ جسے پس پشت ڈال دیا جائے۔

ف: آیت نمبر ۸۳ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہم جنسی کے دلدادہ افراد کے لیے مخصوص قسم کے پتھروں کا انتظام کیا گیا ہے اور آخر فقرہ اشارہ ہے کہ یہ سزا ہے اور یہ بدکردار لوگوں کے لئے ہے۔

صبح کے وقت اس عذاب کا نزول یا تورات بھر مہلت توبہ دینے کی بنا پر تھا یا اس لئے کہ سب اس منظر کو دیکھ لیں کہ اس جرم کا عذاب کس قدر سنگین ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۹۱ میں قوم کے ان چار حربوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انھوں نے جناب شعیبؑ کے خلاف استعمال کئے تھے۔ اور آیت

اردو حاشیہ

(۲۴) یہ نبی خدا کا دلِ دردمند ہے کہ نالائق قوم بھی عذاب سے محفوظ رہے اور وہ قوم کا مزاج ہے کہ مذاق اڑاتی رہے اور یہ کہے کہ تمہاری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں اور تمہاری قوم نہ ہوتی تو ہم تم کو ہلاک و برباد کر دیتے اور یہ پھر نبی کا اندازِ تبلیغ ہے کہ قوم تو بہرحال مخلوق ہوتی ہے۔تمہیں مخلوقات کا اس قدر خیال ہے اور خالق کا کوئی خیال نہیں ہے جب کہ اس کا احترام زیادہ ہونا چاہئے۔ان حالات کی روشنی میں یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ جب کسی قوم کی تباہی کے دن آجاتے ہیں تو اس کی منطق کیا ہوجاتی ہے اور اس کا برتاؤ مصلحین کے ساتھ کس طرح کا ہوجاتا ہے۔

اس مقام پر یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ جب قوم کے دل میں جناب شعیبؑ کے قبیلہ کا خیال راسخ ہے تو ان کو ضعیف اور کمزور کیوں کہا جارہا ہے اور جس کے پاس اس طرح کا قبیلہ ہو وہ کمزور کس طرح کہا جاسکتا ہے......لیکن اس کا جواب یہ ہے یہ اہلِ باطل کی سیاست ہوتی ہے کہ قوم اور قبیلہ کو اس طرح اکسایا جائے کہ ہم نے تمہارے احترام میں ان کو چھوڑ رکھا ہے ورنہ اب تک تباہ و برباد کردیتے جب کہ یہ معلوم ہے کہ قوم خود بھی نبی کی ہم خیال نہیں ہے اور گمراہی میں پڑی ہوئی ہے۔

لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ

تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے (کیونکہ) تمہیں ہم پر کوئی بالادستی بھی حاصل نہیں ہے۔ (91)

يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ

شعیب نے کہا :اے قوم !کیا میرا قبیلہ تمہارے لیے اللہ سے زیادہ اہم ہے کہ تم نے اللہ کو

وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَ

پس پشت ڈال دیا ہے؟ میرا رب یقیناً تمہارے اعمال پر احاطہ رکھتا ہے۔ (92) اور

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ (32) اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

جب ہما را فیصلہ آ گیا تو اپنی رحمت سے ہم نے شعیبؑ اور ان کے ساتھ

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَ

ایمان لانے والوں کو نجات دی اورظالموں کو ہو لنا ک چیخ نے آلیا اور

ارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

وہ اپنے گھرو ں میں او ندھے پڑے رہ گئے (93) اور جب ہمارافیصلہ آ گیا

نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

تو اپنی ر حمت سے ہم نے شعیب اوران کے سا تھ ایما ن لا نے وا لو ں کو

وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

نجات دی اور ظالموں کو ہو لنا ک چیخ نے آلیا او ر وہ اپنے گھر و ں میں

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا

اوندھے پڑے رہ گئے (94) گویا کہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے آگاہ رہو! قوم مدین

عربی حاشیہ

نمبر ۹۲۔۹۳ میں ان سب کا الگ الگ جواب دیا گیا ہے کہ تم نافہم بھی ہو، نافرمان بھی ہو۔ مستحق عذاب بھی ہو اور خدا سے بچ نکلنے کے قابل بھی نہیں ہو۔

32-یہ ایک طرح کی تحدی بھی ہوتی ہے اور مرنجا مرنج پالیسی بھی کہ تم بھی اپنی جگہ اپنا کام کرتے رہو اور میں بھی اپنا کام کرتا رہوں اور پھر انجام کار دیکھنا کہ کس کا کیا حشر ہوتا ہے اور یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ نہ تم ہم سے جھگڑا کرو نہ ہم تم سے جھگڑا کریں اور دونوں انجام کا انتظار کرتے رہیں۔

ارتقاب۔ انتظار ۔جاثم ۔جوسر ڈال کر بیٹھا رہے اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔

اردو حاشیہ

بُعۡدًا لِّمَدۡيَنَ كَمَا بَعِدَتۡ ثَمُوۡدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا

(رحمت حق سے)اس طرح دور ہوئی جس طرح قوم ثمود دور ہوئی۔ (95) اور بتحقیق موسیٰ کو

مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَ

ہم نے اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا' (96) فرعون اور اس کے درباریوں کی

مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَمَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ

طرف تو انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی جب کہ فرعون کا حکم عقل کے

بِرَشِيۡدٍ ﴿۹۷﴾ يَقۡدُمُ قَوۡمَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَاَوۡرَدَهُمُ

مطابق نہ تھا۔ (97) قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے ہو گا اور انہیں جہنم تک پہنچا دے گا۔

النَّارَ ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡوِرۡدُ الۡمَوۡرُوۡدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتۡبِعُوۡا فِىۡ هٰذِهٖ

کتنی بری جگہ ہے جہاں یہ وارد کیے جائیں گے ۔(98)اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے تعاقب میں ہے

لَعۡنَةً وَّيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ ؕ بِئۡسَ الرِّفۡدُ الۡمَرۡفُوۡدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنۡ

اور قیامت کے دن بھی ۔کتنا برا صلہ ہے یہ جو (کسی کے) حصے میں آئے۔(99) یہ ان بستیوں کے

اَنۡۢبَآءِ الۡقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيۡكَ‌ مِنۡهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيۡدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَ

حالات ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں ان سے بعض کھڑی ہیں اور بعض کی جڑیں کٹ چکی ہیں۔(100)اور

مَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰـكِنۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ‌ فَمَاۤ اَغۡنَتۡ

ہم نے ان پرظلم (۲۵) نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ۔پس جب آپ کے رب کا حکم آگیا

عَنۡهُمۡ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىۡ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ

تو اللہ کے سوا جن معبودوں کو وہ پکارتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

عربی حاشیہ

ف: جناب شعیبؑ نے اپنے تعلیمات میں توحید کے فوراً بعد ناپ تول کا ذکر کرکے واضح کردیا کہ اسلامی نظام میں عقائد ہی کی طرح اقتصادیات کی بھی بے پناہ اہمیت ہے اور کوئی عقیدہ اس وقت تک کارآمد نہیں ہوسکتا ہے جب تک عمل سے ہم آہنگ نہ ہو اور قوم کے جواب نے بھی واضح کردیا ہے کہ وہ معاشی آزادی کے خواہشمند تھے جو سماج کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ہوتا ہے۔ پابندی بہرحال ضروری ہوتی ہے چاہے وہ عبادی دنیا بھی ہو یا اقتصادی دنیا میں۔

33-قدم۔ تقدم کے معنی میں ہے کہ جس طرح فرعون یہاں آگے آگے چلتا رہا ہے اورلوگ اس کا اتباع کرتے رہے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی اس کے ساتھ چلیں گے اور انجام سب کا جہنم ہوگا اور یہی اس کے اتباع کا بہترین انعام ہے جو واقعاً بدترین انعام ہے۔

34- بعض علماء آثار کا بیان ہے کہ جن

اردو حاشیہ

(۲۵) یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں تقریباً بیس مقامات پر کیا گیا ہے اور اس سے انسان کو اس کی کمزوری کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ اس کی بربادی میں خدائی ظلم کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ یہ تمام تر اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو اسے ملتا رہتا ہے اور ملتا رہے گا۔

لَمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ

اور انہوں نے تباہی کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کیا۔ (101) اور

كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ

اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ (۲۶) ہے جب وہ کسی ظالم بستی کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو اس کی گرفت

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

یقیناً دردناک اور سخت ہوا کرتی ہے ۔(102) یقیناً اس میں نشانی ہے عذاب

لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ

آخرت سے ڈرنے والے کے لیے ۔وہ ایسا دن ہوگا جس میں سب لوگ جمع کیے جائیں گے

لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا

اور وہ ایسا دن ہوگا جو سب کے مشاہدے میں ہوگا ۔(103) اور ہم اس دن کے لانے میں فقط ایک مقررہ وقت کی

لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا

وجہ سے تاخیر کرتے ہیں (104) جب وہ دن آئے گا تو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہ کر سکے گا

بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

پھر ان میں سے کچھ بد بخت اور کچھ نیک بخت ہوں گے ۔(105) جو بد بخت ہوں گے

شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ [35] وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ

وہ جہنم میں جائیں گے جس میں انہیں چلانا اور دھاڑنا ہوگا ۔(106) وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

جب تک آسمان اور زمین کا وجود ہے مگر یہ کہ آپ کا رب (نجات دینا چاہے)۔

عربی حاشیہ

کے آثار باقی رہ گئے ہیں وہ عاد وثمود کی بستیاں ہیں اور جو یکسر مٹ گئی ہیں وہ جناب نوحؑ اور جناب لوطؑ کی قوم کی بستیاں ہیں۔ واللہ اعلم

ف: "ورد" اصل میں تو پانی کے چشمہ کو کہا جاتا ہے لیکن یہاں آتش جہنم کے لئے استعمال ہوا ہے جس طرح کہ "رفد" امداد اور عطیہ کے معنی میں ہے لیکن یہاں لعنت اور عذاب کے لئے استعمال ہوا ہے کہ ان لوگوں کے لئے آگ ورد ہے اور لعنت رِفد۔ فانا للہ

35- زفیر گدھے کی ابتدائی آواز کا نام ہے اور شہیق آخری آواز کا نام ہے یعنی زفیر آواز کا کھینچنا ہے اور شہیق اس کا واپس کرنا۔

ف: آیت نمبر ۱۰۶ اور نمبر ۱۰۸ میں شقوا اور سعدوا علامت ہے کہ سعادت اور شقاوت فطری نہیں ہیں بلکہ عملی اور اختیاری ہیں اور شقوا کا فعل معروف ہونا بھی علامت ہے کہ یہ کام انسان خود کرتا ہے جب کہ سعدوا کا فعل مجہول ہونا نشانی ہے کہ یہ کام توفیق پروردگار کے بغیر

اردو حاشیہ

(۲۶) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم اہلِ ظلم کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے لیکن جب تک چاہتا ہے ڈھیل بھی دیتا رہتا ہے ورنہ دور حاضر میں کون سی برائی ہے جو دور قدیم سے کم ہے اس کے بعد بھی عذاب نازل نہیں ہوتا تو یہ مصلحت پروردگار ہے اور اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

واضح رہے کہ زلزلہ وطوفان طبیعی امور ہیں اور جو اکثر پیش آتے رہتے ہیں اور ان کا عذاب سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جب یہی حالات کسی نبی خدا کی خبر اور تہدید کے بعد پیش آجائیں تو انہیں یقیناً عذابِ الٰہی کا نام دیا جائے گا۔

إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿۱۰۷﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا

بیشک آپ کا رب جو ارادہ کرتا ہے اسے خوب بجا لاتا ہے۔(107)اور جو نیک بخت ہوں گے

فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

وہ جنت میں ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمانوں اورزمین کا وجود ہے

إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ

مگر جو آپ کا رب (۲۷) چاہے ۔ وہاں منقطع نہ ہونے والی بخشش ہو گی ۔(108) (اے نبیؐ) جس کی

فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا

یہ لوگ پوجا کر رہے ہیں اس سے آپ کو شبہ نہ ہو یہ لوگ اسی طرح پوجا کر رہے ہیں جس طرح پہلے

يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ

ان کے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور ہم انہیں ان کا حصہ (عذاب)بغیر کسی نقص و کسر کے

غَيْرَ مَنقُوصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ

پورا کریں گے۔(109)بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر ان کے بارے میں اختلاف کیا گیا

فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے فیصلہ کن کلمہ نہ کہا گیا ہوتا تو ان کا بھی فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ اس بارے میں

وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ

تردو میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں ۔(110)اور بے شک آپ کا رب ان سب کے اعمال کا

رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ

پورا بدلہ ضرور دے گا ۔وہ ان کے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔(111)جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے

عربی حاشیہ

نہیں ہوسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱۲ ہی وہ آیت ہے جس نے سرکارِ دوعالم کو ضعیف بنادیا تھا کہ اس میں استقامت کا مطالبہ کیا گیا تھا اور وہ بھی حکم خدا کے عین مطابق اور وہ بھی امت کو شریک بنا کر اور ہرطرح کے طغیان اور سرکشی کی روک تھام کے لئے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام اچھے خاصے جوان انسان کو بھی ضعیف بنا سکتا ہے۔

36-پیغمبرؐ سے خطاب صرف مسئلہ کی سنگینی کا اظہار ہے ورنہ پیغمبرؐ کے لئے ان کے باطل پر ہونے میں کسی شبہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۷) یہ صرف اقتدار الٰہی کا اعلان ہے ورنہ عدل الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ اہلِ جہنم جہنم سے نکالے جا سکتے ہیں لیکن اہلِ جنت جنت سے نہیں نکالے جاسکتے ہیں۔ مقصد صرف یہ ہے کہ جنت وجہنم خدا کے اختیار میں ہیں اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا

آپ اور وہ لوگ بھی جو آپ (۲۸) کے ساتھ (اللہ کی طرف) پلٹ آئے ہیں ثابت قدم رہیں اور حد سے تجاوز بھی نہ کریں۔

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اللہ تمہارے اعمال یقیناً خوب دیکھنے والا ہے۔(112)اور جنہوں نے ظلم (۲۹) کیا ہے ان پر تکیہ نہ کرنا

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ

ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھولے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی سرپرست نہ ہوگا پھر تمہاری کوئی مدد

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

نہیں کی جائے گی۔ (113) اور نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں

مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ

اور رات کے کچھ حصوں میں۔ نیکیاں (۳۰) بے شک برائیوں کو دور کر دیتی ہیں نصیحت ماننے والوں کے لیے

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

یہ ایک نصیحت ہے(114)اور صبر کرو یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

نہیں کرتا۔ (115) تم سے پہلے والی قوموں میں کچھ لوگ (خیر وصلاح والے)

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

کیوں (۳۱) باقی نہیں رہے جو (لوگوں کو) زمین میں فساد پھیلانے سے منع کرتے سوائے

قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

ان چند افراد کے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا؟ اور ظالم لوگ

عربی حاشیہ

37-شک مریب۔ مثل عجب عجیب اور ظل ظلیل ہے یعنی ایسا شک جو شبہ میں مبتلا کردے۔

38-دن کے دونوں طرف یعنی صبح اور ظہر وعصر۔

زلف لیل۔ یعنی رات کی ابتدائی ساعتیں جن میں مغرب وعشا کی نماز ادا کی جاتی ہیں۔

39-قرن عام طور سے ایک صدی کو کہا جاتا ہے۔

40-بقیہ۔ جو چیز باقی رہ جائے یا باقی رکھی جائے کہ اس سے بروقت کام لیا جائے اور اسی لئے کارآمد افراد کو بقیۃ السلف کہا جاتا ہے اور عقل وفہم کو بھی بقیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۸) سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا بنا دیا ہے۔ اس میں استقامت کا حکم اس قدر شدت سے دیا گیا ہے جس پر عمل جوان انسان کو بھی بوڑھا بنا دیتا ہے حقیقت امر یہ ہے کہ استقامت یعنی ہر معاملہ میں بالکل سیدھے راستے پر رہنا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے اور جو انسان جس مرتبہ کا حامل ہوتا ہے اس کے لئے استقامت کا معیار بھی اسی قدر بلند تر ہوتا ہے۔ اسلام تمام تر دینِ استقامت ہے اور اس کے سارے قوانین اور احکام کا خلاصہ انسان کے کردار میں استقامت پیدا کرانا ہی ہے اور بس......!

(۲۹) ظلم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ احکام الٰہیہ پر ظلم، بندگانِ خدا پر ظلم، خود اپنے نفس پر ظلم اور اسلام نے ہر ظلم والے پر اعتماد کرنے کو حرام قرار دے دیا ہے بلکہ اس کے خلاف جہاد کو واجب قرار دیا ہے۔

(۳۰) بے شک نماز اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ اس کے بعد جس قدر چاہے برائیاں کرے نماز بخشوا لے گی لیکن اس کا پلہ اس قدر بھاری ضرور ہے کہ بہت سی برائیوں کے عذاب کا مقابلہ کرسکتی ہے بشرطیکہ ان کا تعلق گناہانِ کبیرہ یا حقوق العباد سے نہ ہو۔

(۳۱) قوموں پر عذاب کا باعث ان کا اپنا ظلم ہوتا ہے اور اس کے مسئول وہ افراد بھی ہوتے ہیں جو صاحبانِ علم وعقل ہوتے ہیں اور پھر بھی فساد اور

مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَا كَانَ

ان چیزوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش ونوش تھا اور وہ جرائم پیشہ لوگ تھے۔ (116) اور آپ کا

رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

رب ان بستیوں کو ناحق تباہ نہیں کرتا اگر ان کے رہنے والے اصلاح پسند ہوں۔ (117)

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا

يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ [41] ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ لِذٰلِكَ [42]

مگر وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ (118) سوائے ان کے جن پر آپ کے پروردگار نے رحم فرمایا ہے

خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

اور اسی کے لیے تو اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے اور تیرے رب کا وہ فیصلہ پورا ہو گیا (جس میں فرمایا تھا) کہ میں جہنم کو ضرور بالضرور

الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

جنات اور انسانوں سب سے بھردوں گا۔ (119) اور (اے رسول) ہم پیغمبروں کے وہ تمام حالات

اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

آپ کو بتاتے ہیں جن سے ہم آپ کو ثبات قلب دیتے ہیں اور ان کے ذریعے حق بات آپ تک

الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ [43] وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ

پہنچ جاتی ہے نیز مومنین کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہو جاتی ہے (120) اور آپ ان

لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ

بے ایمانوں سے کہہ دیں کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور ہم اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہے ہیں (121) اور

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۳ میں ظالموں کی طرف میلان کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس طرح ظالموں کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے اور اہلِ حق کا وجد کمزور پڑ جاتا ہے۔

برادرانِ اسلام کو اس آیت پر غور کرنا چاہیے جو ہر حاکم کو اولی الامر کا درجہ دے کر اس کی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۲۰ دلیل ہے کہ قرآن مجید کہانی یا افسانہ نہیں ہے۔ اس کے واقعات کے چار اسباب ہیں۔ اطمینان قلب۔ بیان حق۔ وعظ و نصیحت اور یاد دہانی کہ یہی چاروں امور انسان کی کردار سازی کے عناصر اربعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

41-اختلاف انسان کی فطرت کا نتیجہ ہے۔ جسے بھی عقل دی گئی ہے اور حریت فکر کا مالک بنایا گیا ہے اس میں اختلاف کا ہونا ضروری ہے۔ اختلاف نظر کا نہ ہونا انسانیت کی موت ہے۔

اردو حاشیہ

منکرات سے نہی نہیں کرتے ہیں۔ نہی عن المنکر مذہب کے اہم ترین واجبات میں ہے۔

انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ

تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کریں گے۔ (122) اور آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ

زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے اور اسی پر بھروسا کرو

عَلَيْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

اور تمہارا رب تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ (123)

اٰیاتها ۱۱۱ — ۱۲ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ۵۳ — رکوعاتها ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا

الف لام را یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔ (1) ہم نے اسے عربی قرآن بناکر

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

نازل [۲] کیا تا کہ تم سمجھ سکو۔ (2) ہم اس قرآن کو آپ کی طرف وحی کر کے

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَ

آپ سے بہترین قصہ بیان کرنا چاہتے ہیں اور آپ اس سے پہلے

اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ

(ان واقعات) سے بے خبر تھے۔ [۳] (3) جب یوسفؑ نے

عربی حاشیہ

معصومینؑ آپس میں اختلاف نہیں رکھتے تو یہ فطرت کے اتحاد کا نتیجہ ہے ورنہ دوسروں سے بہرحال اختلاف رکھتے ہیں۔

42- خدانے بندوں کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے کہ جس طرح ہم تم پر رحمت کرتے ہیں تم بھی دوسروں پر رحم کرو۔ نہ یہ کہ ہم نے اختلاف کے لئے پیدا کیا ہے کہ ہر وقت جھگڑا کرتے رہو۔ استغفر اللہ۔

43- دورِ قدیم کے مورخین گذشتہ واقعات میں سیاست کے پہلو تلاش کررہے تھے اور آج کے مورخین اقتصاد اور علم وفن کے پہلوؤں پر زور دیتے ہیں اور قرآن موعظہ و نصیحت اور عبرت کے مرقعے پیش کرتا ہے کہ انسان انسان بن کر زندہ رہے اور اور سیاست کا مکار یا دولت کا پرستار نہ بن جائے۔

اردو حاشیہ

(۱) آیت مبارکہ کو سُن کر ہر دل میں یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ کاش خدا نے یہ چاہ لیا ہوتا اور عالمِ انسانیت کو ہر مصیبت سے نجات مل جاتی لیکن انسان یہ نہیں سوچتا کہ اس طرح انسانیت کا خاتمہ ہو جاتا اور وہ آزادی فکر وعمل سے محروم ہو جاتا جب کہ آج آزادی پر پابندی لگائی جاتی ہے تو فریاد کرنے لگتا ہے۔ یہ علامت ہے کہ وہ فطرتاً آزاد رہنا چاہتا ہے اور اسی آزادی کے تحفظ کے لئے اسے اختلاف فکر ونظر کے قابل بنایا گیا ہے۔ ہاں کوئی انسان مرکز رحم الٰہی بن جائے اور فکر مستقیم کا مالک بن جائے تو اختلاف سے نجات حاصل کرسکتا ہے جس طرح معصومین کے افکار میں اتحاد و اتفاق کا منظر دیکھنے میں آتا ہے۔

(۲) قرآن کے عربی ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ صرف عربوں کے لئے ہے اس لئے کہ الفاظ قوموں کے ساتھ مخصوص ہو سکتے ہیں۔ معانی کسی قوم کی ملکیت نہیں ہوتے ہیں اور زبان تو صرف ایک ہی اختیار کی جاسکتی ہے تو کیوں نہ اس قوم کی زبان اختیار کی جائے جو براہِ راست مخاطب ہو۔

(۳) یہ اشارہ ہے کہ یہ پورا قصہ وحی کا نتیجہ ہے ورنہ اس دور میں کوئی اس واقعہ سے باخبر نہیں تھا کہ یہ تصور کیا جائے کہ پیغمبرؐ نے کسی سے سن لیا ہوگا یا سیکھ لیا ہوگا۔

لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

اپنے باپ سے کہا: اے بابا! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا

سورج اور چاند کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (4) کہا: بیٹا! اپنا خواب

تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ[1] كَيْدًا ؕ

اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ آپ کے خلاف (۴) کوئی چال سوچیں گے

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ

کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (5) اور آپ کا رب اسی طرح آپ کو

رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ[2] وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

برگزیدہ کرے گا اور آپ کو ان باتوں کے انجام کا علم سکھائے گا اور آپ پر

عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ

اور آل یعقوب پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کریگا جس طرح اس سے پہلے آپ کے اجداد

قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع لَقَدْ

ابراہیمؑ و اسحاقؑ پر کر چکا ہے۔ بیشک آپ کا رب بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔ (6) بتحقیق

كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا

یوسفؑ اور اس کے بھائیوں (کے قصے) میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ (7) جب بھائیوں نے

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ

(آپس میں) کہا: یوسفؑ اور اس کا بھائی (ابن یامین) (۵) ہمارے ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۲۳ کے بارے میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس میں دو لفظوں میں سیر و سلوک کی پوری دنیا کو سمو دیا گیا ہے "اللہ کی عبادت کرو" اور اس پر بھروسہ کرو کہ یہی شریعت کی جان بھی ہے اور طریقت و حقیقت کی پہچان بھی۔

ف: جناب یعقوبؑ کا لہجہ دلیل ہے کہ انھیں اولاد کی مکاری کا یقین تھا اور اسی لئے اس مقام پر لفظ خوف نہیں استعمال کیا جب کہ بھیڑیے کے ذکر میں اس لفظ کا استعمال کر کے اولاد کو ان کی سازش سے باخبر کر دیا تھا۔

1- کادَ خود بھی متعدی ہے لیکن تعدیہ کے لئے لام استعمال ہوا ہے کہ اس میں حیلہ کے معنی پائے جاتے ہیں۔

2- تاویل کے معنی پلٹانے کے ہیں یعنی وہ حقیقت جو ظاہر کے پردہ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس سے حقائق کی معرفت بھی مراد ہے اور خوابوں کی تعبیر بھی کہ یہ بھی درحقیقت ایک تاویل کا علم ہے جس کے ظاہر اور واقع میں بڑا

اردو حاشیہ

(۴) کہا جاتا ہے کہ جناب یوسفؑ کی عمر سات برس کی تھی جب یہ خواب دیکھا تھا اور اس کی تعبیر یہ تھی کہ ماں باپ، بھائی سب ان کے سامنے خضوع سے پیش آنے والے ہیں اور یہ بات بھائیوں کے لئے ناقابل برداشت تھی جو آج تک برادرانِ یوسفؑ کا طریقہ کار ہے کہ ان سے چھوٹے بھائیوں کا کمال کسی قیمت پر برداشت نہیں ہوتا ہے اور ہر آن ان کے درپے قتل رہتے ہیں۔

(۵) جناب یعقوبؑ کی پہلی بیوی لیا سے چھ اولاد تھی اور دوسری بیوی روحیل سے دو بیٹے یوسفؑ اور ابن یامینؑ تھے۔ باقی سب کنیزوں کی اولاد تھے اور یہ بھی دنیا میں ایک حسد کی وجہ ہوا کرتی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ دنیا میں ہر انسان کا واحد محبوب اس کی اپنی ذات اور اپنی مصلحت ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ اولاد کوئی شے ہے اور نہ والدین اور نہ برادران۔ مصالح کے مقابلہ میں سب کا قتل عام دیکھا گیا ہے۔ اللہ والوں کی نظر میں مصلحت کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور وہ دین اور آخرت کو مصلحت قرار دیتے ہیں ورنہ مصلحت کے مقابلہ میں قرابت ان کی نگاہ میں بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی ہے۔ امیر المومنین کا ارشاد گرامی ہے کہ قرابت کو محبت کی ضرورت ہے محبت کو قرابت کی ضرورت نہیں ہے۔

عُصْبَةٌ [3] ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝۸ۚۖ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ

حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں۔ بے شک ہمارے ابا تو صریح غلطی پر ہیں۔(8)یوسفؑ کو مار ڈالو یا

اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا

اسے کسی سرزمین میں پھینک دو تا کہ تمہارے ابا کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے اور اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا

تم لوگ نیک بن جاؤ گے۔ (9) ان میں سے ایک کہنے والا بولا:

يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ [4] الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو اسے کسی گہرے کنویں میں ڈال دو

السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَالَكَ لَا

کوئی قافلہ اسے نکال کرلے جائے گا۔ (10) کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان! کیا وجہ ہے کہ

تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ مَعَنَا

آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔(11)کل اسے ہمارے

غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّىْ

ہمراہ بھیج دیجیے تا کہ کچھ کھا پی لے اور کھیل کود کرے اور ہم یقیناً اسکی حفاظت کریں گے (12) یعقوب نے کہا:

لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

تمہارا اسے لے جانا میرے لیے حزن کا باعث ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسے بھیڑیا (۶)

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ

کھا جائے اور تم اس سے غافل ہو۔ (13) کہنے لگے: ہم ایک جماعت ہیں۔ اس کے باوجود

عربی حاشیہ

دقیق ربط ہوتا ہے۔

3-عصبہ دس سے چالیس تک کی جماعت کو کہاجاتا ہے جوکسی بات کومضبوط کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

4-جُب۔ کنواں ہے اور غیابت الجب اس کی تاریکیاں جس میں کچھ نظر ہی نہ آئے جیسے پرانے کنوؤں کے طاقچے۔ سیارہ۔محو سفر قافلہ کوکہاجاتا ہے یہ سیار یعنی مسافر کی جمع ہے۔

درحقیقت آیت نمبر ۱۹ آیت نمبر ۹ کی تجویز کی ایک طرح تردید ہے کہ قتل مناسب نہیں ہے اور اگر دور دراز علاقہ میں پھینکے کا ارادہ ہے تو کنویں کے طاقچہ میں ڈال دوکسی قافلے والے خود ہی دور دراز علاقوں تک اٹھالے جائیں گے۔

اور آیت کے لہجہ سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس مشورہ دینے والے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ یوسف قتل ہوجائیں اور وہ ان کی زندگی کا تحفظ بھی کرنا چاہتا تھا۔

اردو حاشیہ

(۶) یہ جناب یعقوبؑ کا الہامی علم تھا کہ انہوں نے اولاد کو ان کی مکاری کا اشارہ دے دیا تھا لیکن اس کے بعد بھی ان احمقوں کی عقل میں نہ آیا اور وہی عذر بیان کیا جسے واقعاً عذر سمجھتے تھے۔ گمراہ انسان ہر ایک کو گمراہ ہی سمجھتا ہے۔

نَحۡنُ عُصۡبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوۡا بِهٖ وَ

اگر یوسف کو بھیڑ یا کھا جائے تو ہم نقصان اٹھانے والے ٹھہریں گے ۔(14) پس جب وہ اسے لے گئے اور

اَجۡمَعُوۡۤا اَنۡ يَّجۡعَلُوۡهُ فِىۡ غَيٰبَتِ الۡجُبِّ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ

سب نے اتفاق کرلیا کہ اسے گہرے کنویں میں ڈال دیں گے اور ہم نے یوسف کی طرف وحی کی (کہ ایک دن ایسا آئے گا)

اِلَيۡهِ لَـتُنَـبِّـئَـنَّهُمۡ بِاَمۡرِهِمۡ هٰذَا وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵﴾

کہ آپ ان کے اس فعل (شنیع) کے بارے میں انہیں ضرور بتائیں گے جب کہ انہیں اس بات کا شعور تک نہیں ہوگا۔(15)

وَجَآءُوۡۤ اَبَاهُمۡ عِشَآءً يَّبۡكُوۡنَ ؕ ﴿۱۶﴾ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا

اور یہ لوگ رات کی ابتداء میں اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ (16) کہنے لگے: اے ابا جان!

ذَهَبۡنَا نَسۡتَبِقُ وَتَرَكۡنَا يُوۡسُفَ عِنۡدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ

ہم دوڑ لگانے میں مصروف ہو گئے اور یوسف کو ہم اپنے

الذِّئۡبُ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ (5) لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۷﴾

سامان کے پاس چھوڑ گئے تو اسے بھیڑ یا کھا گیا اور آپ ہماری سچی بات کو بھی نہیں مانتے۔ (17)

وَجَآءُوۡ عَلٰى قَمِيۡصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ (6)

چنانچہ وہ یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے ۔ یعقوب نے کہا :نہیں !تم نے اپنے تئیں

لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ؕ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ

ایک بات بنائی ہے۔پس میں بہتر صبر کا مظاہرہ کروں گا اور جو بات تم بیان کررہے ہو اس پر اللہ ہی سے

عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتۡ سَيَّارَةٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَهُمۡ

مدد مطلوب ہے ۔(18) پھر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنا سقا بھیجا جس نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا

عربی حاشیہ

اردو حاشیہ

ف: امام زین العابدینؑ کا ارشاد ہے کہ جناب یعقوبؑ کے لئے یہ مصیبت اس ترک اولی کے نتیجہ میں تھی کہ انھوں نے ایک سائل کے بیان کو غیر معتبر قرار دے کر اسے صدقہ نہیں دیا تھا لہٰذا مرد مومن کی ذمہ داری ہے کہ سائلوں کے سوال کا خیال رکھے اور اپنے کو اس طرح کی مصیبت سے محفوظ بنائے۔

5- امیرالمومنینؑ نے کس قدر سچ فرمایا ہے کہ جھوٹے کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ لوگ اس کے سچ کا بھی اعتبار نہیں کرتے ہیں۔

6- کہا جاتا ہے کہ جناب یعقوبؑ نے فرمایا کہ کس قدر ہوشیار بھیڑیا تھا کہ یوسف کو کھا گیا اور کرتے کو پارہ بھی نہ ہونے دیا۔

فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوْهُ

(تو یوسف آویزاں نکلے)وہ بولا :کیا خوب !یہ تو ایک لڑکا ہے اور انہوں نے اسے

بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ

تجارتی سرمایہ بنا کر چھپا لیا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(19) اور انہوں نے یوسف کو

بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

تھوڑی سی قیمت معدودے چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا اور وہ اس میں زیادہ طمع بھی نہیں رکھتے تھے ۔(20)

وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ

اور مصر کے جس آدمی نے انہیں (۷) خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا :اس کا مقام معزز رکھنا ممکن ہے کہ

مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ

وہ ہمارے لیے فائدہ مند رہے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں

مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۘ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ

اور اس طرح ہم نے یوسف کو اس سر زمین میں تمکنت دی اور اس لیے بھی کہ

الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ

ہم انہیں ہر بات کے انجام کی تعلیم دیں اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔(21) اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے

عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ

انہیں حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیا کرتے ہیں ۔(22) اور یوسف

عربی حاشیہ

7- مفسرین کا بیان ہے کہ دور قدیم میں درہم زیادہ ہوتے تھے تو وزن کیا جاتا تھا اور کم ہوتے تھے تو گنا جاتا تھا۔ گننے کا لفظ علامت ہے کہ قیمت بہت کم تھی۔

8- قرآن مجید نے خریدار کو عزیز مصر کے نام سے یاد کیا تھا اور عزیز اس دور کی اصطلاح میں بڑے عہدیدار کو کہا جاتا تھا اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لاولد بھی تھا اور صاحبِ اقتدار بھی۔ اسی لئے اس نے یوسف کے کارآمد ہونے کا تصور قائم کیا جو نبی خدا کی شکل وصورت سے واضح ہوجاتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں یہ پہلا اجماع تھا جو برادرانِ یوسفؑ نے یوسفؑ کے خلاف کیا تھا اور آیت نمبر ۱۸ میں یہ واضح ارشاد ہے کہ گریہ صبر کے منافی نہیں ہے بلکہ رحمت و رقت قلب کی علامت ہے۔

ف: اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ آیت نمبر ۲۳ میں رب سے مراد عزیز مصر ہے جو مجازی اعتبار

اردو حاشیہ

(۷) قصہ جناب یوسفؑ کو احسن القصص سے تعبیر کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اپنے واقعات میں جس پہلو کو اہمیت دیتا ہے وہ اس قصہ میں مختلف جہات سے نمایاں طور پر نظر آتا ہے اور ہر رخ سے اس کی افادیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بھائیوں کا بھائی کے قتل پر آمادہ ہو جانا اور جھوٹ کو اس کا راستہ قرار دینا دلیل ہے کہ جھوٹ ہی ساری برائیوں کی کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔

پھر بھیڑیے کا سرالزام لگانا علامت ہے کہ ظالم ہمیشہ اپنے جرم کا رخ دوسرے بے گناہ کی طرف پھیر دیتے ہیں تاکہ ان کا دامن پاک رہے اور انہیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ خدا جس راز کو فاش کرنا چاہے اسے کوئی پوشیدہ نہیں رکھ سکتا ہے۔

قدرت کی طرف سے جناب یوسفؑ کو اطمیان دہانی کرا دی گئی کہ عنقریب تم انہیں ان کی حرکت سے باخبر کرو گے اور یہ تمہیں پہچانیں گے بھی نہیں...... یہ اشارہ ہے کہ قدرت اپنے مخلص بندوں کو کسی حال میں بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتی اور اس کا سہارا ہی مصائب میں اطمینان قلب کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے۔

عزیز مصر کے یہاں جناب یوسفؑ کا احترام خاصانِ خدا کے لئے بہترین انعام ہے کہ مظلوم کبھی بھی بے سہارا نہیں ہو سکتا اور خدا اسے جس منزل تک لے جانا چاہتا ہے ضرور لے جائے گا اور کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے۔ وہ اپنے احکام پر غالب ہے اور لوگ اس غلبہ سے بے خبر نہیں ہیں۔

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ

جس عورت کے گھر میں تھے اس نے انہیں اپنے ارادے سے منحرف کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور سارے

هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ

دروازے بند کر کے (۸) کہنے لگی: آجاؤ۔ یوسف نے کہا: پناہ بخدا! یقیناً میرے رب نے مجھے اچھا مقام دیا ہے۔

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ

بے شک ظالموں کو کبھی فلاح نہیں ملا کرتی۔(23) اور اس عورت نے تو یوسف کا ارادہ کر لیا اور یوسف بھی

لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ

اس کا ارادہ کر لیتے اگر وہ اپنے رب کی برہان (۹) نہ دیکھ چکے ہوتے۔ اس طرح ہوا تا کہ ہم ان سے بدی اور

الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اسْتَبَقَا

بے حیائی کو دور رکھیں۔ کیونکہ یوسفؑ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔(24) دونوں آگے نکلنے کی کوشش میں

الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا

دروازے کی طرف دوڑ پڑے اور اس عورت نے یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ دیا۔ اتنے میں دونوں نے اس عورت کے

الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ

شوہر کو دروازے پر موجود پایا۔ عورت کہنے لگی: جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے سوائے

اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ

اس کے کہ اسے قید میں ڈالا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے؟(25) یوسف نے کہا: یہی عورت مجھے

عَنْ نَّفْسِیْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ

اپنے ارادے سے پھسلانا چاہتی تھی۔ اور عورت کے خاندان کے کسی فرد نے گواہی (۱۰) دی کہ

عربی حاشیہ

سے پالنے والا تھا اور آیت نمبر ۴۴ میں واقعی خدا مراد ہے جس نے علم و تقویٰ اور عصمت و نبوت کو ایک برہان بنا کر یوسف کے حوالے کر دیا تھا۔

9-مراودۃ۔ مطلب برآری کے لئے دھوکہ دے کر نرمی اور محبت کا برتاؤ کرنا۔

ہیت۔ یعنی آؤ جلدی کرو۔ کسی عورت کی طرف سے یہ جملہ دلیل ہے کہ اُسے یوسف کے حسن و جمال نے بالکل دیوانہ کر دیا تھا اور اس نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اس موقع پر جناب یوسفؑ کا جواب دلیل ہے کہ نبی کس کردار کے انسان کا نام ہوتا ہے اور وہ کس طرح تبلیغ کرتا ہے کہ جب میں اپنے مالک کا اتنا خوف رکھتا ہوں تو مجھے خوفِ خدا کیوں نہیں ہوگا یا جب مجھے تیرے شوہر کے احسانات کا اس قدر خیال ہے تو خیانت پر کس طرح آمادہ ہوگئی ہے۔

10-زلیخا کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ دور حاضر کی بڑی طاقتیں زنانہ اندازِ فکر سے

اردو حاشیہ

(۸) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صورتِ حال اتنی عجیب و غریب تھی کہ اکثر مفسرین کو زبان و بیان کے کمالات دکھلانے کا موقع مل گیا اور شان عصمت سے بے نیاز ہو کر طویل ترین قصے بیان کر ڈالے حالانکہ یہ سب اسرائیلیات ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اصل واقعہ وہی ہے جس کا آیات قرآن نے تذکرہ کیا ہے۔

(۹) یہ دلیل امتیاز حق و باطل و حلال و حرام انبیاء کرامؑ کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے لہٰذا وہ کبھی گناہ کا ارادہ نہیں کر سکتے اور قرآن کریم نے بھی دلیل کا تذکرہ ارادہ کے بعد کیا ہے تا کہ صورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ ہو جائے کہ ارادہ میں کوئی کسر باقی نہیں تھی صرف دلیل الٰہی آڑے آ گئی ورنہ ایسے مواقع پر کوئی مرد اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا ہے۔

(۱۰) کہا جاتا ہے کہ یہ ایک بچہ تھا جس نے گواہی دی تھی، قرآن مجید میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ یوسف کا آدمی نہیں تھا اور زلیخا کے گھر والوں میں سے تھا اور ایسے گواہ کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے چاہے وہ بالغ و عاقل ہی کیوں نہ ہو۔ پھر روایت میں گہوارے میں ہونے کا بھی ذکر ہے۔ اس گواہی سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بعض مقامات پر دو گواہوں کے بجائے قطعی اور یقینی قرائن سے بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے جس طرح کہ جناب یوسفؑ کے مقدمہ میں عزیز مصر نے کیا ہے اور زلیخا کو خطا کار قرار دے دیا ہے۔

قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾

اگر یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو یہ سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے۔ (26)

وَ اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی اور یوسف

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهُ

سچا ہے۔ (27) جب اس نے دیکھا کہ کرتہ تو پیچھے سے پھٹا ہے تو (اس کے شوہر نے) کہا: بے شک یہ تو تم عورتوں کی

مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ

فریب کاری ہے۔ بتحقیق تم عورتوں کی فریب کاری تو بہت بھاری ہوتی ہے۔ (28) یوسف اس معاملے سے

عَنْ هٰذَا ٚ وَ اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ

درگزر کرو اور (اے عورت) تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو ہی

الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ

خطاکاروں میں تھی۔ (29) اور شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو

الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ

اس کے ارادے سے پھسلانا چاہتی ہے۔ اس کی محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔

اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ [11]

ہم تو اسے یقیناً صریح گمراہی میں دیکھ رہی ہیں۔ (30) پس اس نے جب عورتوں کی مکارانہ باتیں سنیں

اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ

تو انہیں بلا بھیجا اور ان کے لیے مسندیں تیار کیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی

عربی حاشیہ

آگے نہیں بڑھ سکی ہیں اور ان کا طریقہ کار بھی یہی ہے کہ ساری دنیا میں فساد پیدا کرکے دوسروں کو مجرم قرار دے دیا جائے۔

زلیخا کی یہ انتہائی ذہانت تھی کہ اس نے مقدمہ کو پیش کرنے کے بجائے سزا کا سوال اٹھادیا اور اس میں بھی قید پر اکتفا کرنے کے بجائے عذاب الیم کا بھی ذکر کردیا تاکہ ذہن اصل جرم کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے اور اسی بنا پر عزیز مصر نے اس کبر اور مکر کو عظیم قرار دیا ہے اور زلیخا کو خطاء کار ثابت کیا ہے اگرچہ سختی سے کام نہیں لیا ہے کہ بڑے لوگ زیادہ غیرت دار نہیں ہوتے ہیں۔

ف: ''اخرج علیہن'' دلیل ہے کہ یوسفؑ عورتوں کی محل میں داخل نہیں ہوئے بلکہ زلیخا نے کسی بہانے انھیں اندر سے باہر نکالنا چاہا تھا اور اس طرح ان پر کوئی الزام نہیں ہے۔

11- زلیخا نے اشتہار کو عورتوں کے مکر سے تعبیر کیا ہے کہ اس کا مقصد اصلاح نہیں تھا

اردو حاشیہ

وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا

(کہ پھل کاٹیں) پھراس نے یوسف سے کہا ان کے سامنے نکل آؤ۔

رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا

پس جب عورتوں نے انہیں دیکھا تو انہیں بڑا حسین پایا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں

هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ

اور کہہ اٹھیں: پاک ہے اللہ۔ یہ بشر نہیں، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔(31)اس نے کہا: یہ وہی (۱۱) ہے

لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ

جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں اور بے شک میں نے اسے اپنے ارادے سے پھسلانے کی کوشش کی

لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

مگراس نے اپنی عصمت قائم رکھی اور اگر یہ میرا حکم نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائے گا اور خوار بھی ہوگا۔(32)

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِىْۤ اِلَيْهِ ۚ وَ

یوسف نے کہا: اے میرے رب! قید مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں اور

اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّىْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ

اگر تو ان کی مکاریاں مجھ سے دور نہ فرمائے گا تو میں ان عورتوں کی طرف راغب ہو جاؤں گا اور نادانوں میں

الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ

شامل ہو جاؤں گا۔(33) پس اللہ نے یوسف کی دعا سن لی اور یوسف سے ان عورتوں کی مکاری دور کر دی۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا

بے شک وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔(34) پھر (یوسف کی پاکدامنی کی) علامات دیکھ چکنے کے باوجود

عربی حاشیہ

صرف بدنام کرنا تھا جو عام طور سے واقعات کے بیان کرنے میں عورتوں کا مزاج ہوا کرتا ہے۔

12- بعض مفسرین نے یہ لطیف بات کہی ہے کہ کھانے میں چھریوں کا رواج دور قدیم سے چلا آرہا ہے اور یہ کوئی نئی تہذیب نہیں ہے تکیہ کا ہونا فرشی نشست کی علامت ہے، میز کرسی کی نہیں۔

13- احب۔ محبوب کے معنی میں ہے اور یدعوننی کا صیغہ جمع علامت ہے کہ ایک زلیخا ہی نہیں بلکہ ساری عورتوں کی خواہش یہی تھی کہ یوسفؑ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور یہ یوسفؑ کا کمال کردار تھا کہ انھوں نے زنداں کی سختی کو عذاب کی سختی کے مقابلہ میں محبوب قرار دیا۔

جناب یوسفؑ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ گناہ سے بچنا توفیق الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور گناہوں کی طرف رغبت کرنا ایک قسم کی جہالت ہے دانشمندی نہیں ہے کہ دانشمند گناہوں سے پرہیز کرتا ہے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) یہی وہ لہجہ ہے جو دورِ حاضر کی بدنام عورتیں اختیار کرتی ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ محبت میں سب کچھ جائز ہے اور بعض جوان ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے قبضہ میں لے لینا کوئی جرم نہیں ہے۔ گویا جرم کا تعلق کردار اور عفت سے نہیں ہے بلکہ شکل اور صورت سے ہے کہ بدصورت سے تعلقات قائم کرنا جرم ہے اور حسین وجمیل انسان سے تعلقات رکھنا کمالِ کردار ہے۔

(۱۲) انسان اپنی خفت کو مٹانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا ہے۔ سارے معاملات طے ہو گئے۔ یوسف کی پاک دامنی واضح ہوگئی۔ زلیخا کا جرم ثابت ہوگیا۔ گواہ نے گواہی دے دی۔ کرتے نے ثبوت فراہم کر دیا۔ زلیخا نے اقرار کر لیا لیکن اس کے بعد بھی بے گناہ کو سزا دینا ضروری ہے تاکہ اپنا جرم منظرِ عام پر نہ آنے پائے۔ انسان ہزاروں سال آگے بڑھ جانے کے بعد بھی ابھی تک ایسی ذہنیت کا حامل ہے جو دورِ قدیم میں پائی جاتی تھی اور اس کے افکار و اطوار میں ابھی تک کوئی فرق نہیں پیدا ہوا ہے۔ اور وہ قانون یہی ہے کہ ''بے گناہ کو سزا دو تاکہ اپنا جرم عام نہ ہونے پائے۔''

الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

انہوں نے مناسب سمجھا کہ کچھ مدت کے لیے یوسف کو ضرور قید کر دیں۔(35)اور قید خانے میں یوسف کے ساتھ

فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ

دو جوان بھی داخل ہوئے۔ان میں سے ایک کہا: میں نے (خواب میں) دیکھا کہ شراب کشید کر رہا ہوں

اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ

اور دوسرے نے کہا: میں نے دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے میں سے کھا رہے ہیں

نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا

ہمیں اس کی تاویل بتادیجئے یقیناً آپ ہمیں ایک نیک انسان نظر آتے ہیں۔(36)یوسف نے کہا:

یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ

جو کھانا تم دونوں کو ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے (۱۳) میں تم دونوں کو ان باتوں کی تعبیر بتا دوں گا۔

یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

یہ ان تعلیمات میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں۔میں نے اس قوم کا

لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ

مذہب ترک کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔(37) اور

اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ [14] اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ

میں نے تو اپنے اجداد ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے مذہب کو اپنایا ہے۔

مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ

ہمیں کسی چیز کو اللہ کا شریک بنانے کا حق حاصل نہیں ہے۔

عربی حاشیہ

ف: جناب یوسف قیدیوں سے اپنا تعارف کرا کے اور اپنے عقائد کا اعلان کر کے انھیں اس نکتہ کی طرف توجہ دلا رہے تھے کہ میرا سارا علم تاویل اور سارا تقویٰ انھیں عقائد کی بنیاد پر ہے لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ تم بھی اپنے عقائد کی اصلاح کے بارے میں غور کرو تا کہ صاحبِ علم و فضل وکمال ہو جاؤ۔

14-چونکہ یہ تمام بزرگ اس دور میں عام طور سے محترم تھے اس لئے جناب یوسف نے دین خدا کو ان کا طریقہ قرار دیا کہ شاید اسی طرح مخاطب پر کچھ اثر ہو جائے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) جناب یوسفؑ نے اس قدر مہلت اس لئے لی تھی کہ قیدی بیٹھے رہیں اور وہ انہیں دین و مذہب کی باتیں بتاتے رہیں جیسا کہ بعد کے جملوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے وحی الٰہی اور علم ربانی کا اشارہ دیا اس کے بعد اپنے قیدی ہونے کی وجہ بیان کی تا کہ دوسرے قیدیوں کو بھی اپنے عقائد کے بارے میں سوچنے کا موقع ملے اور یہ ایک مومن مخلص کی خاص پہچان ہے کہ جہاں بھی رہے گا تبلیغ سے باز نہ آئے گا۔

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ہم پر اور دیگر لوگوں پر یہ اللہ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ

شکر نہیں کرتے۔(38) اے میرے زندان کے ساتھیو! کیا متفرق ارباب بہتر ہیں یا

خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

وہ اللہ جو یکتا ہے جو سب پر غالب ہے۔(39) تم لوگ اللہ کے سوا

اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

جن چیزوں کی بندگی کرتے ہو وہ تو صرف تم اورتمہارے باپ دادا کے خود ساختہ نام ہیں۔

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ

اللہ نے تو ان کی کوئی دلیل نہیں کی۔اقتدار تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو یہی مستحکم دین ہے لیکن

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ

اکثر لوگ نہیں جانتے۔(40) اے میرے زندان کے ساتھیو! تم دونوں میں سے

رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ

ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور دوسرا سولی چڑھایا جائے گا پھر پرندے اس کا سر

مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَ

نوچ کھائیں گے۔جو بات تم دونوں مجھ سے دریافت کر رہے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔(41) اور

عربی حاشیہ

15-واضح رہے کہ جناب یوسفؑ نے پیغمبر ہوکر بھی قید خانے کے قیدیوں کو لفظ صاحب سے تعبیر کیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ صرف نبی کا صاحب ہوجانا ہی کوئی شرف نہیں ہے جب تک کہ ایمان اور کردار شامل حال نہ ہوجائے۔ ایمان وکردار کے بعد تو صحابیت ایک عظیم ترین منزل شرف ہے لیکن اس کے بغیر اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

16-باطل خداؤں کے بارے میں یہ حسین ترین تعبیر ہے کہ یہ چند نام ہیں جن کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔ اور جس نام کا کوئی مصداق نہ ہو اس کی عبادت کرنا جہالت اور حماقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۴۲ میں یوسفؑ کے رب کو فراموش کرنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ قیدی کے مالک کے سامنے یوسفؑ کو فراموش کردینے کا ذکر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) جناب یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں آنے والوں میں ایک بادشاہ کا ساقی تھا اور ایک خباز۔ جناب یوسفؑ نے بتایا کہ ساقی ساقی ہی رہے گا اور خباز کو سولی دے دی جائے گی اور اس تعبیر کے بارے میں یہ لہجہ اختیار کیا کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے یعنی یہ صرف اندازہ کی تعبیر نہیں ہے بلکہ اس کا سرچشمہ علم الٰہی اور وحی ربانی ہے جس کے غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ
ان دونوں میں سے جس کی رہائی کا خیال کیا تھا یوسف نے اس سے کہا: اپنے مالک (شاہ مصر) سے

فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ
میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے اسے بھلا دیا کہ وہ اپنے مالک سے یوسف کا ذکر کرے۔یوں یوسف کئی سال زندان (۱۵) میں

سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ؑ وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ
پڑے رہے ۔(42) اور (ایک روز) بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں

سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ
سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں

وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ
اور سات خشک ۔اے درباروالو! اگر تم خوابوں کی تعبیر کر سکتے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ[17] اَحْلَامٍ ۚ
میرے اس خواب کی تعبیر مجھے آگاہ کرو ۔(43) انہوں نے کہا: یہ تو پریشان خوابوں میں سے ہے

وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَ قَالَ الَّذِیْ
اور ہم اس قسم کے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے ۔(44) اور ان دو قیدیوں میں سے جس نے

نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ[18] اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ
رہائی پائی تھی اور اسے وہ بات یاد آ گئی اس نے کہا: میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں مجھے (یوسف کے پاس زندان)

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ
بھیج دیجئے۔(45) اے یوسف! اے بڑے راستگو! سات موٹی گائیں سات دبلی گایوں کو

عربی حاشیہ

ف: اضغاث کی تعبیر اپنی جہالت کی توجیہ بھی ہوسکتی ہے اور درباری بھی کہ مصاحبین میں اس کی ہمت نہیں ہوتی کہ شاہی مزاج کے خلاف کوئی تاویل کرسکیں اور بادشاہ یہ سمجھ رہا تھا کہ کمزور گائے کے طاقت ور گائے پرحملہ کرنے کا مقصد کمزور افراد کا میری حکومت پرحملہ ہے اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔

17-ضغث۔گھاس پھوس کا نام ہے یعنی یہ مختلف اجزاہیں جو غیرمرتب طریقہ سے خواب میں جمع ہوگئے ہیں اور ان کی تعبیر ممکن نہیں ہے۔

18-امت جس طرح انسان کے ایک گروہ کو کہاجاتا ہے ویسے ہی زمانے کے ایک حصہ کو بھی کہاجاتا ہے"ادکر" کی اصل ہے "اذتکر" جو ذکر سے مشتق ہے یعنی یاد۔

اردو حاشیہ

(۱۵) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جناب یوسفؑ نے قیدی سے سفارش کرنے کے لئے کہا اور قدرت کو یہ بات ناگوار گذری لہٰذا وہ مزید قید میں پڑے رہے حالانکہ یہ بالکل واضح ہے کہ نبی مرضی خدا کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ جناب یوسفؑ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرا تذکرہ بادشاہ کے سامنے ہو جائے تاکہ اسے میرے علم کا بھی اندازہ ہو جائے اور اس گفتگو کا بھی علم ہو جائے جو میں نے ان قیدیوں سے کی ہے شاید اس طرح سے اسے بھی ہدایت کا راستہ مل جائے کہ نبی اپنا پیغام پہنچانے کے لئے مختلف راستے اختیار کرتا ہے اور کرنا بھی چاہیے جب تک راستہ خلاف شرع اور مرضی پروردگار سے متصادم نہ ہو۔
شیطان نے اسے یوسفؑ کے تذکرہ سے غافل کر دیا تو قدرت نے اپنے بندے کو نجات دلانے کے لئے بادشاہ کے خواب کو ذریعہ بنا دیا کہ اللہ کا اختیار بیدار اور خوابیدہ دونوں قسم کے انسانوں پر یکساں طور پر قائم رہتا ہے۔

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ

کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک ہیں۔ ہمیں

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ

(اس کی تعبیر) بتائیں تا کہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں

اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

(آپ کی سچی تعبیر سن کر) شاید وہ جان لیں ۔(46)یوسف نے کہا :تم سات برس تک

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ

متواتر کھیتی باڑی کرتے رہو گے ۔ان سالوں میں جو فصل تم کاٹو ان میں

سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ

قلیل حصہ تم کھاؤ باقی اس کے خوشوں ہی میں رہنے دو۔ (47) پھر اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ

سات برس ایسے سخت آئیں گے جن میں وہ غلہ کھا لیا جائے گا جو تم نے ان سالوں کے لیے

لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ

جمع کر رکھا ہو گا سوائے اس تھوڑے حصے کے جو تم بچا کر رکھو گے۔(48)اس کے بعد ایک سال

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ

ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو خوب بارش ملے گی اور اس میں وہ رس

يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا

نچوڑیں گے ۔(49)اور بادشاہ نے کہا: یوسف کو میرے پاس لاؤ پھر جب

عربی حاشیہ

19-داب۔ یعنی طریقہ یعنی حسب دستور قدیم......جناب یوسفؑ نے علم زراعت کا دقیق ترین نکتہ بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ نبی خدا دین و دنیا دونوں کا اعلم ہوتا ہے اور سرکار دو عالمؐ کی طرف یہ نسبت دینا کہ آپ نے قوم کو امور دنیا میں اعلم قرار دیا ہے صرف ایک افتراء اور توہین رسالت ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) قصہ یوسفؑ جہاں عبرت و نصیحت کے اعتبار سے احسن القصص ہے وہاں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی بہترین قصہ ہے۔ ایک ایک لفظ میں ایک ایک داستان پوشیدہ ہے۔

بادشاہ نے خواب دیکھا۔ علماء سے تعبیر دریافت کی سب عاجز رہ گئے۔ جناب یوسفؑ کے ساتھ کے قیدی کو یوسفؑ یاد آ گئے۔ اس نے ان کا تذکرہ کیا۔ بادشاہ نے قید خانہ میں بھیج دیا۔ اس نے یوسفؑ سے تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ موٹی گائیں سرسبز و شاداب سال ہیں اور دبلی گائیں قحط کے سال ہیں۔ یہی حال ہری اور خشک بالیوں کا ہے۔ اس کے بعد قحط سے مقابلہ کرنے کی ترکیب بتائی۔ نمائندہ نے آ کر تعبیر بیان کی۔ بادشاہ کو بات پسند آئی۔ اور یوسفؑ کو طلب کر کے اکرام و احترام سے نواز دیا۔

اور اس مقام پر نمائندہ نے یوسفؑ کو لفظ صدیق سے یاد کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کا علم سارے علماء کے علم سے بالاتر ہو اور وہ عالمِ ارواح کے کیفیات سے بھی باخبر ہو اور اس کا بیان ہمیشہ واقعہ کے مطابق بھی ہو۔

جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ
قاصد یوسف کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اپنے (۱۷) مالک کے پاس واپس جا

مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ
اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا مسئلہ کیا تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ میرا رب تو

رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝۵۰ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ
ان کی مکاریوں سے یقیناً خوب باخبر ہے۔(50) بادشاہ نے عورتوں سے پوچھا: اس وقت

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ
تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کو اس کے ارادے سے پھسلانے کی کوشش کی تھی؟

مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ
سب عورتوں نے کہا: پاکیزہ ہے اللہ ہم نے تو یوسف میں کوئی برائی نہیں دیکھی،

الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ٘ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ
(اس موقع پر) عزیز کی بیوی نے کہا: اب حق کھل کر سامنے آگیا۔ میں نے ہی یوسف کو اس کی

عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۵۱ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ
مرضی کے خلاف پھسلانے کی کوشش کی تھی اور یوسف یقیناً سچوں میں سے ہیں۔(51) (یوسف نے کہا:) ایسا میں نے

اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ
اس لیے کیا کہ وہ جان لے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ

كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝۵۲
خیانت کاروں کے مکر و فریب کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔(52)

عربی حاشیہ

20-غیث سے نکلا ہے تو بارش کے معنی میں ہے اور غوث سے نکلا ہے تو فریاد رسی کے معنی میں ہے۔ اور دونوں ہی مفہوم صحیح ہیں اور واضح رہے کہ خواب میں اس سال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ جناب یوسفؑ کا اضافہ ہے جو کمالِ علم کی دلیل ہے۔

ف: عزیز مصر کا خواب، ساقی کی یاددہانی یوسفؑ کی تاویل اور زلیخا کا اقرار دلیل ہے کہ رب کریم اپنے نیک بندوں کو نظرانداز نہیں کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ بندگانِ خدا کی بے نیازی ہے کہ رہائی کا نام سن کر دوڑ نہیں پڑے بلکہ پہلے اپنی برات کی فکر کی اور چاہا کہ مقدمہ عدم موجودگی میں پیش ہو اور قید سے نکلیں تو باعزت نکلیں جیسا کہ ہوا کہ بادشاہ کی بیوی نے حقائق کا اعلان کر دیا اور یوسفؑ قید خانہ سے باعزت طریقہ سے باہر آئے۔

(۱۸) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ زلیخا کا قول ہے کہ میں نے یوسفؑ کی غیبت میں خیانت نہیں کی ہے کہ ان پر کوئی الزام ثابت نہیں کیا ہے بلکہ برات کا اعلان کیا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا

اور میں اپنے نفس کی صفائی پیش نہیں کرتا، کیونکہ (انسانی) نفس تو برائی پر اکساتا ہے مگر یہ کہ

رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِکُ

میرا پروردگار رحم کرے ۔بے شک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔(53)اور بادشاہ (۱) نے کہا: اسے

ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ

میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے خاص طور سے اپنے لیے رکھوں گا پھر جب یوسف نے بادشاہ سے گفتگو کی تو اس نے کہا،

اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی

بے شک آج آپ ہمارے بااختیار امانتدار ہیں ۔(54)یوسف نے کہا: مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کریں کہ

خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا

میں بلا شبہ خوب حفاظت کرنے والا مہارت رکھنے والا ہوں۔(55)اور اس طرح ہم نے یوسف کو

لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ

اس ملک میں اقتدار دیا کہ وہ جہاں چاہے اپنا مسکن بنا لے ہم جسے چاہتے ہیں

بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾

اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اور نیک لوگوں کا اجر ہم ضائع (۲) نہیں کرتے۔ (56)

وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ ع ۷

اور آخرت کا اجر تو ایمان اور تقویٰ والوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ (57)

وَجَآءَ اِخۡوَۃُ یُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَعَرَفَہُمۡ وَہُمۡ

اور برادران یوسف (مصر) آئے اور یوسف کے ہاں حاضر ہوئے پس یوسف نے تو انہیں پہچان لیا اور وہ یوسف کو

عربی حاشیہ

ف: جناب یوسف کا اپنے کو حفیظ علیم کہنا کوئی تعریف نہیں ہے بلکہ تعارف ہے اور اس امر کی وضاحت ہے کہ مالیات کی ذمہ داری کے لئے صرف امین ہونا کافی نہیں ہے بلکہ علیم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ مستقبل کی منصوبہ بندی بھی کی جاسکے۔

1-انسان کتنا ہی بلند کردار کیوں نہ ہوجائے اسے یہ احساس رہنا چاہیے۔کہ یہ بلند کرداری رحمتِ پروردگار کا نتیجہ ہے۔

2-جناب یوسفؑ کا عہدہ نہ بادشاہ کے رحم وکرم کی بنا پر ہے اور نہ یوسفؑ کی خوشامد اور دربار داری کی بنا پر۔ یہ ان کے کمال کردار کا نتیجہ ہے۔

3-یہ علامت ہے کہ انسان بوقت ضرورت اپنی تعریف آپ کرسکتا ہے۔ جناب یوسف نے یہ بھی کردیا کہ حقوق بشر کے تحفظ کے لئے سب سے بڑا اہم عہدہ وزارتِ مالیات کا ہے۔خصوصیت کے ساتھ قحط کے

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ اس بادشاہ کا نام ولید بن ریان تھا اور وہ ملکوس خاندان کا تھا جو عربوں کا ایک قبیلہ ہے اور اسی لئے جناب یوسفؑ نے اسے عربی میں سلام کیا تھا۔ جناب یوسفؑ کی عمر اس وقت صرف ۳۰ سال کی تھی لیکن اپنے کلام اور علم وادب کی بناء پر بادشاہ کے دل میں گھر کر لیا اور وہ عہدہ دینے پر تیار ہوگیا۔ جناب یوسفؑ نے عہدہ مانگا نہیں ہے بلکہ بادشاہ نے دیا ہے اور یہ بادشاہ کی احتیاج اور یوسفؑ کی بے نیازی کی دلیل ہے بعینہ جس طرح کہ امت نے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی اور مامون نے امام رضا کو ولی عہد بنایا تھا جب کہ ائمہ معصومینؑ نے اپنی احتیاط کا اظہار نہیں کیا تھا۔

علامہ اسمٰیل حقی نے روح البیان میں مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بادشاہِ مصر جناب یوسفؑ کے کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوگیا تھا...... اور اس پر یہ بہترین اضافہ کیا ہے کہ اگر یوسفؑ کا کردار بادشاہِ مصر کو مسلمان بنا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ابوطالب کے کردار کو ان کے ایمان کی دلیل نہ قرار دیا جائے۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ قحط کے زمانے میں زلیخا بھی یوسفؑ کے پاس غلہ مانگنے کے لئے آئی تو یوسفؑ نے پوچھا کہ زلیخا یہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا" کیا کہنا اس خدا کا جس نے بادشاہوں کی معصیت کی بنا پر غلام بنا دیا اور غلاموں کو اطاعت کی بناء پر بادشاہ بنا دیا۔

لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ

پہچان نہیں رہے تھے ۔(58) اور جب یوسف ان کے لیے سامان تیار کر چکے تو کہنے لگے:(دوبارہ آؤ تو)

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ

باپ کی طرف سے اپنے ایک (۳) (سوتیلے) بھائی کو میرے پاس لانا۔کیاتم نہیں دیکھتے کہ میں پورا ناپتا ہوں

اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ

اور بہترین مہمان نواز ہوں ؟(59)پس تم اگر اس بھائی کو نہ لاؤ گے تو میرے پاس سے نہ تو تمہیں

لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ

کوئی غلہ ملے گا اور نہ ہی تم میرے نزدیک آسکو گے۔(60)انہوں نے کہا،ہم اس کے والد سے اسے طلب کریں گے

وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ

اور ہم ایسا کر کے رہیں گے ۔(61) اور یوسفؑ نے اپنے خدمتگاروں سے کہا:ان کی پونجی (جو غلے کی قیمت تھی)

فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ

انہی کے سامان میں رکھ دو تا کہ جب وہ پلٹ کر اپنے اہل و عیال کی طرف جائیں تو اسے پہچان لیں۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا

اس طرح ممکن ہے وہ واپس آجائیں ۔(62) پھر جب وہ اپنے والد کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے:اے ہمارے ابا!

يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا

ہمارے لیے غلے کی بندش ہوگئی لہٰذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تا کہ ہم غلہ حاصل کریں

نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ

اور بے شک ہم بھائی کی حفاظت کریں گے۔(63) یعقوب بولے: کیا میں اس کے بارے میں

عربی حاشیہ

زمانے میں کہ اس دور میں حقوق کی بربادی کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

جناب یوسف کے الفاظ نے وزارتِ مالیات کو وزارتِ خزانہ کا نام دے دیا تھا جو آج تک دنیا میں رائج ہے۔

4-جہاز کا لفظ حسب حالات بدلتا رہتا ہے۔عروس کا بھی جہاز ہوتا ہے اور گھر کا بھی جہاز ہوتا ہے یہاں وہ غلہ مراد ہے جس کے لئے برادرانِ یوسفؑ وطن سے آئے تھے۔ اور جناب یوسفؑ نے اپنا تعارف اس لئے نہیں کرایا کہ شاید خوف انتقام سے دوبارہ نہ آئیں اور باپ کو بھی اپنے وجود کی خبر اس لئے نہیں دی کہ یہ چند یعقوبؑ کے امتحان کی ایک تکمیل تھی۔

اردو حاشیہ

(۳) قحط کا سلسلہ فلسطین تک پہنچا گیا اور بادشاہِ مصر کی سخاوت کا بھی چرچا عام ہو گیا تو جناب یعقوبؑ نے اپنی دس اولاد کو غلہ لینے کے لئے بھیج دیا اور ابن یامین کو روک لیا۔ ان لوگوں نے جناب یوسفؑ کو نہیں پہنچانا اور گھر کے واقعات بیان کئے کہ ہمارا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے تو جناب یوسفؑ نے کہا کہ آئندہ اسے لے کر آنا ورنہ کوئی غلہ نہیں دیا جائے گا۔

عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

تم پر اسی طرح اعتماد کروں جس طرح اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) کے بارے میں کیا تھا

حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَمَّا فَتَحُوْا

اللہ بہترین محافظ ہے اور وہ سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔(64) اور جب انھوں نے

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا

اپنا سامان کھولا تو دیکھا ان کی پونجی انہیں واپس کر دی گئی ہے کہنے لگے :اے ہمارے ابا!

يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ

ہمیں اور کیا چاہیے؟ دیکھیے! ہماری یہ پونجی ہمیں واپس کر دی گئی ہے اور ہم اپنے اہل وعیال کے لیے غلہ لائیں گے

اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ

اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ زیادہ لائیں گے اور وہ غلہ آسانی سے (حاصل)

كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

ہو جائے گا۔(65) (یعقوب نے) کہا: میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ کے ساتھ

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ

عہد نہ کرو کہ تم اسے میرے پاس ضرور واپس لاؤ گے مگر یہ کہ تم (کسی مشکل میں) گھیر لیے جاؤ

فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

پھر جب انہوں نے اپنا عہد دے دیا تو یعقوب نے کہا: ہم (۴) جو بات کر رہے ہیں اس پر اللہ ضامن ہے۔(66)

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا

اور یعقوب نے کہا: بیٹو! تم سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا

عربی حاشیہ

ف: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب یعقوب[۴] بنیامین کو ایسے افراد کے ساتھ بھیجنے پر کس طرح تیار ہو گئے جن کا حسد بالکل واضح ہو چکا تھا اور جو یوسفؑ کی طرح بنیامین سے بھی جلا کرتے تھے لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اس مرتبہ کا سفر سیر وتفریح کے لئے نہیں تھا بلکہ ضروریات زندگی کے فراہم کرنے کے لئے تھا اور اس میں سازش کا خطرہ بہت کم تھا۔ پھر گذشتہ واقعہ کو تقریباً چالیس سال گزر چکے تھے اور برادرانِ یوسف کی شرمندگی کا بھی اظہار ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود ان لوگوں سے ضمانت طلب کرنے کے بعد ہی بنیامین کو روانہ کیا تھا۔

5- کہا جاتا ہے کہ یہ کچھ کھالیں اور چپلیں تھیں جنھیں دے کر غلہ لینا چاہتے تھے اور بعض مفسرین نے اس کا یہ مطلب نکالا ہے کہ یوسف نے پونجی واپس کردی اور غلہ نہیں دیا تا کہ دوبارہ بھائی کو لے کر آئیں حالانکہ یہ

اردو حاشیہ

(۴) جناب یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے عہد ضرور لے لیا لیکن اس کے بعد بھی بمقتضائے نبوت برابر حفاظتِ خدا کا حوالہ دیتے رہے کہ اعتماد اسی پر ہے اولاد پر نہیں ہے۔ پہلے خدا کو اس عہد کا ضامن قرار دیا اس کے بعد اپنے اعتماد کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ایک قانون عام کا اعلان کیا کہ صاحبان ایمان و توکل خدا ہی پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی نبی ہوتا ہے خدا نہیں ہوتا ہے۔ وہ خدائی فیصلوں کا پابند ہوتا ہے۔ خدائی فیصلہ کو تبدیل نہیں کر سکتا لہٰذا اعتماد اسی کے حکم پر ہونا چاہئے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ سے کسی طرح نہیں بچا سکتا۔

مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ

حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا

وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ

اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔(67)اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے

حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ

ان کے والد نے حکم دیا تھا تو کوئی انہیں اللہ سے بچا نے والا نہ تھا مگر یہ کہ

اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً (7) فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ

یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جسے انہوں نے پورا کر دیا اور یعقوب

وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

یقیناً صاحب علم تھے اس لیے کہ ہم نے انہیں علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ

یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَخَاهُ

نہیں جانتے۔(68)اور جب یہ لوگ یوسف کے ہاں داخل ہوئے تو یوسف نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ (۶) دی۔

قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

کہا: بے شک میں ہی تیرا بھائی ہوں پس ان لوگوں کے سلوک پر ملال نہ کرنا۔(69)

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ (8) فِیْ رَحْلِ

پھر جب (یوسف نے)ان کا سامان تیار کر لیا تو اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھ دیا (۷)

عربی حاشیہ

بات ظاہر قرآن اور شانِ یوسف دونوں کے خلاف ہے۔

6- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا فلسفہ یہ تھا کہ گیارہ افراد کو دیکھ کر نظر نہ لگنے پائے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح مختلف راستوں اور اطراف کے حالات سے واقف ہوجائیں گے۔ بہرحال خدا اور اس کا نبی اپنی مصلحت کو بہتر جانتا ہے۔

7- مختلف مفسرین نے حاجت کی مختلف تفسیریں کی ہیں لیکن بظاہر مقصود یوسف اور بنیامین کا تحفظ تھا جو بہرحال حاصل ہوگیا اگرچہ بلا بھی نازل ہوگئی کہ قافلہ پر چوری کا الزام لگ گیا۔

8- سقایہ۔ وہ برتن ہے جس سے پانی پلایا جاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد وہی صواع ہے جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے اور صواع ناپ کے پیمانے کو کہا جاتا ہے۔

عیر۔ اونٹ کا نام ہے جس سے قافلہ مراد

اردو حاشیہ

(۵) یہ فقرہ ایک واضح دلیل ہے کہ نبی کا علم امت کے علم سے مختلف ہوتا ہے اور اس کے علم کا سرچشمہ تعلیم دنیا نہیں بلکہ تعلیم الٰہی ہوا کرتی ہے۔ کاش سرکارِ دو عالمؐ کے علم پر اعتراض کرنے والے بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ ہوتے اور یعقوبؑ اور خاتم المرسلینؐ کے کمال کے فرق کو بھی محسوس کرتے۔

(۶) کہا جاتا ہے کہ جناب یوسفؑ نے سب کو دو دو کر کے بٹھایا اور جب بنیامین اکیلے رہ گئے تو انہیں اپنے پہلو میں جگہ دے دی۔ اس کے بعد رات کو اسی طرح سونے کا اہتمام کیا اور جب بنیامین اکیلے میں ملے تو فرمایا کہ کیا میں تمہارا بھائی ہوسکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری عین تمنا ہے مگر آپ یعقوبؑ اور راحیل کے فرزند تو نہیں ہیں۔ یہ سننا تھا کہ جناب یوسفؑ نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ میں یعقوبؑ اور راحیل ہی کا فرزند اور تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں۔ زمانے کے ہزار انقلابات نے یہاں تک پہنچا دیا ہے اور قدرت نے تم سے ملاقات کا یہ انتظام کر دیا ہے وہ جسے جو کچھ چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

(۷) کہا جاتا ہے کہ اس دور میں چور کی سزا مصر میں یہ تھی کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے اور مارا جائے اور شریعتِ یعقوبؑ میں یہ سزا تھی کہ اسے غلام بنا لیا جائے۔

جناب یوسفؑ کے نوکروں نے اولاد یعقوبؑ سے سزا کا اقرار لے لیا تا کہ بنیامین کو روکنے کا جواز پیدا ہو جائے۔ اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ

اَخِيهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

پھر کسی پکارنے والے نے آواز دی: اے قافلے والو! تم چور ہو۔ (70)

قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا

وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ (71) کہنے لگے:

نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ

بادشاہ کا پیالہ کھو گیا ہے اور جو اسے پیش کر دے اس کے لیے ایک بار شتر (انعام) ہے اور

اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ[9] ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ[10] مَّا

میں اس کا ضامن ہوں۔(72) قافلے والوں نے کہا: اللہ کی قسم تم لوگوں کو بھی علم ہے کہ

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا

ہم اس سرزمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔(73) انہوں نے کہا،

فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ

اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیے۔(74) کہنے لگے اس کی سزا یہ ہے کہ

وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

جس کے سامان میں (مسروقہ مال) پایا جائے وہی اپنی سزا میں رکھ لیا جائے۔ ہم تو ظلم کرنے والوں کو اسی طرح

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيهِ

سزا دیتے ہیں۔(75) پھر یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں کو (دیکھنا) شروع کیا

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا

پھر اسے اپنے بھائی کے تھیلے سے نکالا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی

عربی حاشیہ

لیا جاتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ چوری کا الزام حضرت یوسفؑ نے نہیں لگایا تھا بلکہ یہ ملازمین کی طرف سے عائد کیا گیا تھا اور حضرت یوسفؑ کی نظر میں ان کے چور کہلانے کا جواز یہ تھا کہ ان لوگوں نے خود حضرت یوسف کو باپ سے چرا لیا تھا اور یہ جرم بالکل واضح تھا۔

9- اس اعلان میں شریعت اسلام کا قانون جعالہ بھی ہے اور قانون ضمانت بھی۔
جعالہ۔ کسی کام پر اجرت کے اعلان عام کا نام ہے اور ضمانت اس کی اجرت کی ذمہ داری کا اقرار ہے۔

10- کہا جاتا ہے کہ اس علم کا راز ہے کہ برادرانِ یوسف نے وہ پونجی جو پہلے سفر میں واپس کر دی گئی اسے پھر لا کر دے دیا کہ شاید دھوکہ میں واپس چلی گئی ہے ورنہ یہ تو غلہ کی قیمت تھی۔

اردو حاشیہ

بنیامین کو روکنے کے لئے چوری کا الزام کہاں تک جائز ہے؟ تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے جس میں پروردگار عالم نے جناب یوسفؑ کو اس امر کی اجازت دے دی تھی اسے قانون عام کے طور پر نہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ درحقیقت برادرانِ یوسفؑ کی ایک سزا تھی کہ انہیں اندازہ ہو کہ جب یوسفؑ کو غلام بنا کر بیچا گیا تھا تو ان کے دل پر کیا گذری تھی اور کسی آزاد کا غلام بن جانا زیادہ سخت ہے یا کسی ایماندار کا چور بن جانا۔

لِيُوسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ
ورنہ وہ شاہی قانون کے تحت اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ کی مشیت ہو

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ
جس کے ہم چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں اور ہر صاحب علم سے

فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ
بالاتر ایک بہت بڑی دانا (۸) ذات ہے۔(76)(برادران یوسف نے) کہا: اگر اس نے چوری کی ہے

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ
(تو نئی بات نہیں) اس کے بھائی (یوسف) نے بھی تو پہلے چوری (۹) کی تھی، پس یوسف نے

نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ
اس بات کو دل میں سہ لیا اور ان پر ظاہر نہ کیا (البتہ اتنا ضرور) کہا: تم لوگ برے ہو (نہ کہ ہم دونوں) اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ
جو بات تم بیان کر رہے ہو اسے اللہ بہتر جانتا ہے۔(77) وہ کہنے لگے: اے عزیز! اس کا باپ

اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا
واقعی بہت سن رسیدہ ہو چکا ہے پس آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیں۔

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ
ہمیں آپ نیکی کرنے والے نظر آتے ہیں۔(78) کہا: پناہ بخدا! جس کے پاس سے ہمارا سامان ہمیں ملا ہے

اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ (12) اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝ ع
اس کے علاوہ ہم کسی اور کو پکڑیں؟ اگر ہم ایسا کریں تو زیادتی کرنے والوں میں ہوں گے۔(79)

عربی حاشیہ

11-قدرت نے اسے اپنی تدبیر قرار دے کر یوسف کو تہمت کے الزام سے بچالیا کہ خدائی تدبیروں کا علم صرف خدا کو ہوتا ہے اور وہی اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

قیامت تو یہ ہے کہ بھائیوں نے خود یوسفؑ پر ہی چوری کا الزام لگا دیا ہے انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف اسے دل میں ایک راز رکھا کہ بروقت اس حقیقت کو بے نقاب کیا جائے گا۔

ف: بڑے بھائی کا نام روبین یا شمعون یا یہودا بیان کیا جاتا ہے اور وہ بظاہر زیادہ ذمہ دار قسم کا انسان تھا کہ اس وقت تک واپسی پر راضی نہیں ہوا جب تک کہ باپ سے کئے ہوئے عہد کی وفا کا انتظام نہ ہو جائے۔

12-یہ جناب یوسف کا کمالِ احتیاط ہے کہ انھوں نے بھائی کے بارے میں ''چوری'' کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ ''جس کے پاس ہمارا سامان نکلا ہے'' اس لئے کہ انھیں

اردو حاشیہ

(۸) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ برادرانِ یوسف بھی صاحبانِ علم تھے لیکن یوسف کا علم ان سے زیادہ تھا۔ اور یہ کوئی عجیب وغریب بات صاحب علم کے پیچھے لگ جائیں اور اس کی زندگی کے درپے ہو جائیں۔

(۹) جناب یوسفؑ ابتدا میں اپنی پھوپھی کے یہاں رہتے تھے۔ جناب یعقوبؑ نے بلانا چاہا تو انہوں نے یوسفؑ کی کمر میں ایک کمر بند باندھ دیا اور پھر چوری ہی کے الزام میں انہیں روک لیا جس کا حوالہ برادرانِ یوسفؑ نے دیا ہے۔ قدرت نے واضح کیا کہ کل یوسفؑ پر الزام لگا تھا تو خوش ہوئے تھے۔ آج بتاؤ کیا گذر رہی ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش کا یہی مطلب ہوتا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ ⑬

پھر جب وہ اس سے مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ان کے بڑے نے کہا:

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی

اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ

تم یوسف کے بارے میں تقصیر کر چکے ہو؟لہٰذا میں تو اس سرزمین سے ہلنے والا نہیں ہوں

الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ

جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ

خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ

کرنے والا ہے۔(80) تم اپنے والد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو:اے ہمارے ابا جان!

اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا

آپ کے بیٹے نے یقیناً چوری کی ہے اور ہمیں جو علم ہوا اس کی ہم نے گواہی دی ہے

كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝۸۱ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا

اور غیب کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔(81)اور اس بستی والوں سے پوچھیے جس میں ہم ٹھہرے تھے

فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ⑭ ۝۸۲

اور اس قافلے سے پوچھیے جس میں ہم آئے ہیں اور (یقین جانیے)ہم بالکل سچے ہیں۔(82)

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ

(یعقوب نے)کہا:بلکہ تم (۱۰) نے خود اپنی طرف سے ایک بات بنا لی ہے

عربی حاشیہ

معلوم تھا کہ بنیامین نے چوری نہیں کی ہے۔

13-یہ بات زیر بحث ہے کہ کبیر سے مرادسن کے اعتبار سے بزرگ ہے یا عقل وفہم کے اعتبار سے اور بظاہر دونوں طرح کی بزرگی مقصود ہے۔

14-اس مرتبہ برادرانِ یوسفؑ کے ہاتھ جرم میں ملوث نہیں تھے لہٰذا تیور ہی کچھ اور تھے ورنہ یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے کے بعد احساس جرم نے بات کرنے کی بھی ہمت باقی نہیں رکھی تھی۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے بنیامین پر کوئی الزام نہیں لگایا تھا اور صحیح صورتِ حال کی ترجمانی کر رہے تھے تو جناب یعقوبؑ نے ان پر الزام تراشی کا الزام کس طرح لگا دیا۔کیا نبی خدا کو یہ بات زیب دیتی ہے اور وہ بغیر تحقیق کسی شخص پر الزام لگانے کا الزام لگا دے۔ مفسرین نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے نفس نے بنیامین کے چور ہونے کا تصور پیدا کیا ہے حالانکہ وہ چور نہیں ہے۔بعض نے دوسرے جوابات دیئے ہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ برادرانِ یوسفؑ کو یہ کہنے کا حق نہیں تھا کہ آپ کے فرزند نے چوری کی ہے۔اور ہم اپنے علم کے مطابق گواہی دے رہے ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے صرف بنیامین کے سامان سے پیالہ نکلتے دیکھا تھا انہیں چوری کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا اور ایسے مقدمات کی گواہی میں تفصیلی علم درکار رہتا ہے۔جناب یعقوبؑ اپنے اس بیان میں بالکل حق بجانب ہیں کہ تم نے چوری کا افسانہ خود گڑھا ہے اور تم چوری کے گواہ نہیں ہو صرف سامان برآمد ہونے کے گواہ ہو...... یہی فرق ہے جناب یوسفؑ میں ان کے بھائیوں میں کہ یوسفؑ نے یہ کہہ کر گرفتار کیا تھا کہ ان کے پاس سے مال برآمد ہوا ہے اور بھائیوں نے اسے چوری کا نام دے دیا جو ایک بے بنیاد الزام تھا۔معصوم اور غیر معصوم میں یہی فرق ہوتا ہے کہ معصوم اپنے بیانات میں محتاط ہوتا ہے اور غیر معصوم جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

جَمِيۡلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ

پس بہتر ین صبر کرو ں گا امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پا س لے آئے۔ یقیناً وہ بڑا

هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ۝۸۳ وَ تَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَ قَالَ

دانا اور حکمت والا ہے ۔(83)اور یعقو ب نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا:

يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوۡسُفَ وَابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ

ہا ئے یوسف اور ان کی آنکھیں (رو تے رو تے)غم سے سفید پڑ گئیں اور

فَهُوَ كَظِيۡمٌ ۝۸۴ قَالُوۡا تَاللّٰهِ تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ يُوۡسُفَ حَتّٰى

وہ گھٹے جا رہے تھے ۔(84) (بیٹوں نے)کہا :قسم بخدا !یو سف کو برا بر یاد کرتے کر تے

تَكُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ ۝۸۵ قَالَ اِنَّمَاۤ

آپ جا ن بلب ہو جا ئیں گے یا جان دے دیں گے۔(85) یعقوب نے کہا:

اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا

میں اپنا اضطراب اور غم صرف اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اللہ کی جا نب سے باتیں جا نتا ہوں

تَعۡلَمُوۡنَ ۝۸۶ يٰبَنِىَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ يُّوۡسُفَ وَ

جو تم نہیں جا نتے ۔(86) اے میرے بیٹو !جا ؤ یو سف اور اس کے بھا ئی کو تلا ش کرو اور

اَخِيۡهِ وَلَا تَاۡيۡــَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَاۡيۡــَٔسُ

اللہ کے فیض (۱۱) سے مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ کے فیض سے تو

مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝۸۷ فَلَمَّا دَخَلُوۡا

صر ف کا فر لو گ ما یو س ہو تے ہیں ۔(87)پھر جب وہ یو سف کے پا س

عربی حاشیہ

15-یہی بات جناب یعقوبؑ نے یوسفؑ کی خبر ہلاکت کے بعد بھی کہی تھی اور یہی اولیاء اللہ کا شعار ہے کہ ہر مصیبت کا مقابلہ صبر وسکون کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔

ف: آیات کریمہ سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جناب یعقوبؑ کا گریہ بنیامین کے حادثہ کے بعد اور شدید تر ہوگیا اور اس بنا پر اس قدر گریہ کیا کہ آنکھیں سفید ہوگئیں اور دوسری اولاد کو طنز کرنے کا موقع مل گیا۔

ف: یہ نبوت کا کمال کردار ہے کہ ایسے سخت ترین حالات میں بھی اولاد کو تلقین کرتے رہے کہ رحمت خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور یہ کہ مایوسی صرف کفر والوں کو زیب دیتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) جناب یعقوبؑ کے نبوتی تعلیمات میں سے ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ انسان نہ تنہا رحمت خدا پر بھروسہ کر کے کام ترک کردے اور نہ تنہا کام پر بھروسہ کر کے رحمتِ خدا سے مایوس ہوجائے بلکہ رحمت کا آسرا بھی رکھے اور محنت و مشقت بھی جاری رکھے اور اسی لئے آپ نے فرمایا کہ یوسفؑ کو تلاش بھی کرو اور رحمت خدا سے مایوس بھی نہ ہونا کہ یہی شان مسلمان اور صاحب ایمان ہے۔

عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ[16] وَ

داخل ہوئے تو کہنے لگے :اے عزیز !ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت تکلیف میں ہیں اور

جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ

ہم نہایت ناچیز پونجی لے کر آئے ہیں پس آپ ہمیں پورا غلہ دیجئے

وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور ہمیں خیرات (بھی) دیجئے ۔اللہ خیرات دینے (۱۲) والوں کو یقیناً اجر عطا فرماتا ہے۔(88)

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ

یوسف نے کہا :کیا تم جانتے ہو کہ جب تم نادان تھے تو تم نے یوسف اور اس کے

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ

بھائی کے ساتھ کیاسلوک کیا؟(89)وہ کہنے لگے :کیا واقعی آپ یوسف ہیں ؟کہا:

اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ۔اللہ نے ہم پراحسان کیا ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

اگر کوئی تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ

اجر ضائع نہیں کرتا۔(90)انہوں نے کہا : قسم بخدا !اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے

عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ[17] ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ[18]

اور ہم ہی خطا کار تھے ۔(91)یوسف نے کہا :آج تم پر

عربی حاشیہ

16-یہاں ضر کے معنی فاقہ کے ہیں جو قحط کا قہری اثر ہوتا ہے۔''بضاعت مزجاۃ'' حقیر اور معمولی سرمایہ کو کہا جاتا ہے۔

17-بعض علماء کا کہنا ہے کہ خطا کار کے لئے عربی زبان میں دو لفظیں ہیں ''خاطی'' اور مخطئ'' جب انسان جان بوجھ کر غلطی کرتا ہے تو خاطی کہا جاتا ہے اور جب دھوکہ میں غلطی کر بیٹھتا ہے تو اسے مخطئ کہا جاتا ہے۔

18-تثریب۔ سرزنش کرنے اور سزا دینے کے معنی میں ہے۔ جب کوئی شخص کسی کی غلطیوں کو شمار کرانے لگتا ہے تو اس عمل کو تثریب کہا جاتا ہے۔ جناب یوسفؑ نے بکمال احسان فرمادیا کہ میں تمھاری غلطیوں کو یاد نہ دلاؤں گا کہ مجھے کنویں میں ڈالا۔ پھر غلام بنا کر بیچا، پھر میرے بابا کو رلایا، پھر میرے بھائی پر الزام لگایا، پھر مجھ پر الزام لگایا، پھر میرے بابا کو میری محبت میں گمراہ قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔

حیرت انگیز بات ہے کہ ایک پیغمبر کی

اردو حاشیہ

(۱۲) ظلم کا انجام کتنا برا ہوتا ہے اور ظالم کو دنیا میں کن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی عبرت کا مرقع برادرانِ یوسفؑ کی حالت ہے کہ کس طرح یوسفؑ کے سامنے فریاد کر رہے تھے۔ کیا کوئی تصور کرسکتا ہے کہ کل جن لوگوں نے نہایت غرور کے ساتھ کنویں میں ڈالا تھا وہ آج اس طرح گڑگڑا کر صدقہ خیرات کا مطالبہ کریں گے لیکن قدرت کا انتقام بڑا شدید ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ ارحم الراحمین بھی ہے اور اعتراف گناہ پر معاف بھی کر دیتا ہے۔

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ

کوئی عتاب (۱۳) نہیں ہو گا۔ اللہ تمہیں معاف کردے گا اوروہ سب زیا دہ

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ

رحم کرنے وا لا ہے۔(92) یہ میرا کرتا لے جاؤ پھر اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو

اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع وَ

تو اس کی بصارت لوٹ آئے گی اور تم اپنے تمام اہل وعیال کے ساتھ میرے پاس آنا۔(93) اور

لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ

جب یہ قا فلہ (مصر کی زمین سے) دور ہو ا توان کے باپ نے کہا: اگر تم مجھے بہکا ہو ا نہ سمجھو

يُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ

تو یقیناً مجھے یو سف کی خو شبو آرہی ہے۔(94) لو گو ں نے کہا: قسم بخدا ! آپ اپنے

لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ [19]

اسی پر انے خبط میں (مبتلا) ہیں۔(95) پھر جب بشا رت دینے وا لا آیا

اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

تو اس نے یو سف کا کر تہ یعقو ب کے چہر ے پر ڈال دیا تو وہ دفعتاً بینا ہو گئے ' کہنے لگے:

لَّكُمْ ۚۙ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا جا نتا ہو ں جو تم نہیں جانتے ؟(96) بیٹو ں نے کہا:

يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

اے ہما رے ابا ! ہما رے گنا ہو ں کی مغفرت کے لیے دعا کیجئے۔ ہم ہی خطا کا ر تھے۔ (97)

عربی حاشیہ

اولاد کبھی ان کی طرف ضلال مبین کی نسبت دیتی ہے اور کبھی ضلال قدیم کی اور اس طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اچھے خاصے افراد بھی نبی کو گمراہ تصور کرسکتے ہیں اگر جذبہ حسد درمیان میں کارفرمائی شروع کردے۔

ف: واضح رہے کہ جناب یوسف کا وعدہ مغفرت انجام کے اعتبار سے تھا اور جناب یعقوب کا وعدہ استغفار وسیلہ مغفرت فراہم کرنے کے اعتبار سے تھا لہٰذا دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

19- کہا جاتا ہے کہ یہ وہی شخص تھا جو پہلے یوسف کی خون آلود قمیص لے کر آیا تھا اور اب یہ پیراہن لے کر آیا ہے اور دونوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔

اردو حاشیہ

(۱۳) کوئی پیغمبرؐ کا کلیجہ کہاں سے لے کر آئے گا کہ کل جناب یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو انتہائی فراخدلی سے معاف کر دیا تھا اور فتح مکہ کے موقع پر سرکارِ دوؐ عالم نے فرمایا تھا کہ تم لوگ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ آپ ایک بردار کریم اور فرزند برادرِ کریم ہیں فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد کئے جاتے ہو۔ اب تم سے کوئی محاسبہ نہیں کیا جائے گا۔ جیسے میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا کہ لاتثریب علیکم الیوم......!

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

(یعقوب نے) کہا: عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا۔ وہ یقیناً بڑا بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ

مہربان ہے۔(98) جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے (۱۴) تو یوسف نے

اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

اپنے والدین کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا: مصر میں داخل ہو جائیے اللہ نے چاہا تو

اٰمِنِيْنَ ؕ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ

امن سے رہیں گے۔(99) اور یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب ان کے آگے

سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ

سجدے (۱۵) میں گر پڑے اور یوسف نے کہا: اے ابا جان! یہی میرے اس خواب کی

قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ

تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تحقیق میرے رب نے اسے سچ کر دکھایا اور اس نے سچ مچ

اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ

مجھ پر احسان کیا جب مجھے زندان (۱۶) سے نکالا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے

بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

درمیان فساد ڈالا آپ کو صحرا سے (یہاں) لے آیا۔ یقیناً میرا رب جو چاہتا ہے

لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

اسے تدبیر خفی سے انجام دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا دانا حکمت والا ہے۔ (100)

عربی حاشیہ

20- بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جناب یعقوب کے دل میں ایک کسک باقی رہ گئی تھی اس لئے فوراً دعا نہیں کی اور سوف کہہ کر ٹال دیا حالانکہ یہ بات شانِ نبوت کے خلاف ہے۔ جب غلطی کو معاف کر دیا تو کر دیا اب کسک کا کیا سوال ہے۔ سوف کا مقصد یہ ہے کہ مناسب موقع پر دعا کروں گا اس لئے کہ استجابت دعا کے لئے مخصوص اوقات معین کئے گئے ہیں اگرچہ نبی ہر آن مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔

21- بعض حضرات کا خیال ہے کہ ابوین سے مراد باپ اور خالہ ہیں۔ اس لئے کہ ماں کا انتقال ہو چکا تھا اور بعض لوگوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ خدا نے ماں کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا تاکہ اپنے لال کا عروج دیکھ سکیں ...... واللہ اعلم۔

اردو حاشیہ

(۱۴) یوسفؑ کے پاس آنے کے بعد پھر مصر میں داخل ہونے کے بارے میں مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔
بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یوسفؑ شہر سے باہر استقبال کے لئے گئے تھے اور بعض کا خیال ہے کہ شہر کے بعد جناب یوسفؑ کا ایک مرکز بنا ہوا تھا۔ بعض کی توجیہ یہ ہے کہ مصر میں داخل ہونے کے معنی سکون و اطمینان سے قیام کرنے کے ہیں کہ اب سلاطین کا خوف نہ رہ جائے گا جیسا کہ روایات میں ہے کہ آلِ یعقوبؑ مصر میں داخل ہوئی تو کل ۷۳ افراد تھے اور ۴۰۰ برس کے بعد جناب موسیٰؑ کے ساتھ نکلے تو ۶ لاکھ ۷۰ ۵ کے قریب تھے۔

(۱۵) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ واقعی سجدہ تھا اور پروردگار کے لئے سجدہ شکر کی نوعیت کا تھا اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ سجدہ سے مراد اظہار خضوع ہے جو صاحبِ عظمت کی عظمت کے اظہار کا ایک مرسوم طریقہ تھا۔

(۱۶) یہ جناب یوسفؑ کا کمال نفس ہے کہ بھائیوں کے سامنے کنویں سے نکالنے کا ذکر نہیں کیا کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور ان کی شرارت کو بھی شیطان کی طرف منسوب کر دیا کہ یہ سب اغوا شیطان کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ انسان خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ

اے میرے رب !تو نے مجھے اقتدا ر کا ایک حصہ عنایت فرمایا اور ہر با ت کے

الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ

انجام کا علم دیا ۔ آسمانو ں اور زمین کے پیدا کر نے وا لے !تو ہی دنیا میں بھی

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ

میرا سر پر ست ہے اور آخر ت میں بھی مجھے (دنیا سے)مسلمان اٹھا لے اور نیک بند و ں

بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ

میں شا مل فر ما ۔(101)یہ غیب کی خبرو ں کا حصہ ہیں جنھیں ہم آپ کی طرف

اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ

وحی کر رہے ہیں وگر نا آپ اس [۱۷] وقت ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنا عزم اس عزم پختہ کر کے

هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

سا زش کر رہے تھے۔(102)اور آپ کتنے ہی خو اہش مند کیو ں نہ ہوں ان میں سے اکثر ایمان لا نے وا لے

بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

نہیں ہیں ۔(103) اور (حا لا نکہ) آپ اس با ت پر ان سے کو ئی اجرت بھی نہیں ما نگتے اور یہ (قر آن) عا لمین

ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع وَكَاَیِّنْ (22) مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ

کے لیے بس ایک نصیحت ہے ۔(104)اور آسما نو ں اور زمین میں

وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

کتنی ہی نشا نیا ں ہیں جن پر سے یہ لو گ بغیر اعتنا ء کے گزر جا تے ہیں۔ (105)

ع ۱۱ ۵

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ جناب یوسف کے سامنے جناب یعقوب اور بھائیوں کا سجدہ صرف رب العالمین کا سجدۂ شکر تھا اور یوسف ایک قبلہ کی حیثیت رکھتے تھے جس کے ذریعہ ان کے احترام کا اظہار کیا جارہا تھا اور اسی اعتبار سے اسے سجدۂ تعظیمی کہا جاتا ہے ورنہ غیر خدا کو سجدہ کرنا بہرحال حرام ہے اور شرک عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔

ف: بعض روایات کی بناء پر ایمان کے ساتھ جمع ہو جانے والے شرک کا نام ریاکاری ہے جو شرک خفی کا درجہ رکھتی ہے۔

22- ''کاین'' ایک کلمہ ہے جس کی اصل کاف تشبیہہ اور ''ای'' ہے۔ اس کے معنی ''کم'' کے ہیں یعنی پیغمبر آپ کی بات کا انکار کیا گیا تو کیا زمین وآسمان میں بے شمار نشانیاں ہونے کے باوجود لوگ میرے وجود کا انکار کرتے ہیں اور آیات کے سامنے سے منھ پھیر کر گزر جاتے ہیں اور جو ایمان بھی لاتے ہیں

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ منکرین کے سامنے نبوت پیغمبرؐ اسلام کی بہترین دلیل ہے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ یوسفؑ کے زمانے میں نہیں تھے اور سب کو معلوم ہے کہ انہوں نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا اور کوئی کتاب بھی نہیں پڑھی ہے تو اس قدر تفصیلی معلومات سوائے وحی پروردگار کے کسی اور ذریعہ سے کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں اور یہ انسان کی نبوت کی بہترین دلیل ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے بھی ہیں تو اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ (106)

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ

کیا یہ لوگ اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ کی طرف سے کوئی عذاب انہیں گھیر لے

السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ

یا ناگہاں قیامت کی گھڑی آجائے اور انہیں خبر تک نہ ہو؟ (107) کہہ دیجئے: یہی میرا راستہ ہے۔

سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ

میں اور میرے پیرو کار پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف

اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ

دعوت دیتے ہیں اور اتباع کرنے میں (۱۸) اور پاکیزہ ہے اللہ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (108) اور

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ

آپ سے پہلے ہم ان بستیوں میں صرف مردوں ہی کو بھیجتے رہے ہیں

اَهْلِ الْقُرٰى [23] ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ تو کیا یہ لوگ روئے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھتے کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ

ان سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا؟ اور اہل تقویٰ کے لیے تو آخرت کا

لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ

گھر ہی بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (109) یہاں تک کہ جب انبیاء

عربی حاشیہ

ان کی اکثریت کسی نہ کسی کو شریک بنا دیتی ہے۔ کوئی عزیر کو، کوئی عیسیٰ کو، کوئی ملائکہ کو اور کوئی اصنام کو خالص توحید پر ایمان لانے والے بہت کم ہیں۔

23- قریہ سے مراد دیہات نہیں ہیں۔ آبادیاں ہیں، چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی، اس کے مقابلے میں صحرا ہوتے ہیں جہاں صرف بدولوگ رہا کرتے ہیں جنھیں رسول نہیں بنایا گیا۔ لفظ رجال بھی دلیل ہے کہ کسی عورت کو رسول نہیں بنایا گیا اور خدا اپنی مصلحتوں کو بہتر جانتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) تاریخ اور روایات کی روشنی میں رسول اکرمؐ کا مکمل اتباع کرنے والا اور آپ کے ساتھ ذوالعشیرہ سے تبلیغ سورہ برات تک ہر قدم پر دعوت الی اللہ میں شریک رہنے والا اور آپ کے بعد دین الٰہی کی مکمل ذمہ داری سنبھالنے والا حضرت علیؑ بن ابی طالب کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں میں انہیں کی ایک نمایاں شخصیت ہے جس کے دامن پہ کسی طرح کے شرک کا کوئی دھبہ نہیں ہے اور جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی غیر خدا کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے۔

الرُّسُلُ وَظَنُّوٓا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّیَ
(لوگوں سے) مایوس[19] ہو گئے اور لوگ بھی یہ خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا پیغمبروں کے لیے ہماری نصرت

مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَلَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۱۰﴾
پہنچ گئی اس کے بعد جسے ہم نے چاہا اسے نجات مل گئی اور مجرموں سے تو ہمارا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا۔(110)

لَقَدۡ كَانَ فِیۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ؕ
تحقیق ان (رسولوں) کے قصوں میں عقل رکھنے والوں کے لیے عبرت[20] ہے۔

مَا كَانَ حَدِیۡثًا یُّفۡتَرٰی وَ لٰكِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ
یہ (قرآن) گھڑی ہوئی باتیں نہیں بلکہ اس سے پہلے آئے ہوئے

بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَ تَفۡصِیۡلَ كُلِّ شَیۡءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحۡمَةً
کلام کی تصدیق ہے اور یہ ہر چیز کی تفصیل (بتانے والا) اور ایمان لانے والوں کے لیے

لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ ع
ہدایت و رحمت ہے۔(111)

اٰیاتها ۴۳ — ۱۳ سُوۡرَةُ الرَّعۡدِ مَدَنِیَّةٌ ۹۶ — رکوعاتها ۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الٓمّٓرٰ ۟ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ
الف لام میم را، یہ کتاب کی آیات ہیں اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۰ میں ظنوا کا فاعل انبیاء کرام ہی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات کی سنگینی نے صاحبانِ ایمان کی طرف سے بھی خطرہ پیدا کر دیا تھا کہ شائد وہ بھی تکذیب کرنے والوں کا ساتھ دے دیں گے ورنہ خدا کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنا شان انبیاء کے خلاف ہے۔

ف: المرٰ صرف اس سورہ میں وارد ہوا ہے اور یہ الم اور الر کا مجموعہ ہے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں دونوں قسم کے سوروں کے مطالب جمع کر دیے گئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۹) کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرسلین قوم کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں اور مصلحت خدا سے عذاب میں تاخیر ہو جاتی ہے تو قوم خوش ہونے کے بجائے طنز کرنے لگتی ہے کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے اور عذاب کی کوئی حقیقت نہیں ہے جس کے بعد قہاریت پروردگار کو جلال آ جاتا ہے اور مرسلین کی نصرت اور مومنین کی نجات کے ساتھ مجرمین کی ہلاکت کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور دشمنانِ دین کا بیڑہ غرق کر دیا جاتا ہے۔

(۲۰) واضح رہے کہ قصہ حضرت یوسفؑ کوئی داستان حسن و عشق نہیں ہے جیسا کہ بعض سادہ لوح افراد کا خیال ہے کہ اسے قرآن میں ہونا ہی نہیں چاہئے تھا اور یہ قرآن کی عظمت اور اس کے تقدس کے خلاف ہے۔

یہ عبرت خیز واقعہ ہے جس میں نمایاں طور پر حسبِ ذیل نکات پائے ہیں:

(۱) انسان کو دین و مذہب کے مقابلہ میں کسی خواہش کی طرف نہیں جھکنا چاہئے۔ (۲) حق و صداقت اور تقویٰ کی راہ میں کسی بھی مصیبت کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ (۳) مصائب کتنے ہی شدید کیوں نہ ہو جائیں رحمتِ خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ (۴) سخت ترین حالات میں بھی ظالموں کی خوشامد نہیں کرنی چاہئے۔ (۵) مجرم شرمندہ ہو جائے تو اسے معاف کر دینا چاہئے اور اپنا احسان نہیں جتانا چاہئے وغیرہ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔

الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ

نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔(1) اللہ وہ ذات ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ

آسمانوں کو تمہیں نظر آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا پھر اس نے عرش پر سلطنت استوار کی اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ

سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ان میں سے ہر ایک مقررہ مدت (۱) کے لیے چل رہا ہے۔ وہی امور کی تدبیر کرتا ہے

الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲

وہی نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتا ہے شاید تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔ (2)

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا (۲) اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

اور ہر طرح کے پھلوں کے دو جوڑے (۳) بنائے۔ وہی رات سے دن

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

ڈھانک دیتا ہے غور وفکر کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ (3)

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

اور زمین میں باہم متصل ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں نیز کھیتیاں اور

زَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

کھجور کے درخت ہیں اور کچھ دوہرے تنے کے ہوتے ہیں اور کچھ دوہرے نہیں ہوتے۔

عربی حاشیہ

1-اس ضمیر کا تعلق سماوات سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانوں میں ظاہر یا باطن کوئی ستون نہیں ہے اور عمد سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ستون ہیں لیکن نظر نہیں آتے ہیں۔

2-رواسی۔ پائدار اور مستحکم اشیاء کو کہا جاتا ہے لیکن زیادہ تر اس کا استعمال پہاڑوں کے بارے میں ہوتا ہے کہ تنہا یہ لفظ استعمال کیا جائے تو پہاڑ ہی مراد ہوتے ہیں اور مستحکم پہاڑوں کا فائدہ ہی یہ ہے کہ زمین اپنے مقام پر قائم رہے اور غیر معمولی حرکت نہ کرنے پائے

نہروں کا پہاڑوں سے ربط بھی یہی ہے کہ نہروں کا سرچشمہ پہاڑوں ہی میں ہوتا ہے اور اسی کے پانی سے ان کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

3-صنوان۔ بہت سے درخت جن کی اصل ایک ہو۔ غیر صنوان جن کی جڑیں بھی الگ الگ ہوں۔

اردو حاشیہ

(۱) لاکھوں برس سے آفتاب اپنے دور کو ایک سال میں پورا کرتا ہے اور ماہتاب ایک ماہ میں اور اس میں کسی طرح کا فرق نہیں پیدا ہوا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ مدبر صاحبِ علم وحکمت اور قادر مطلق ہے اور اتفاقات سے پیدا ہو جانے کا نظریہ ایک مضحکہ خیز بات سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۲) پھیلانے کے لفظ سے یہ خیال نہ پیدا ہو کہ زمین گول نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شے طویل وعریض ہوتی ہے تو گول ہونے کے باوجود ہر طرف سے مسطح نظر آتی ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہوتا ہے۔

(۳) دور حاضر میں یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ نباتات میں بھی جوڑا پایا جاتا ہے۔ کبھی نر و مادہ ایک ہی درخت میں ہوتے ہیں اور کبھی خرمہ کی طرح الگ الگ ہوتے ہیں اور ایک کا مادہ دوسرے کی طرف ہواؤں یا پرندوں کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے اور اس میں کوئی غلطی یا اشتباہ بھی نہیں ہوتا ہے جو خالقِ حکیم کے کمالِ حکمت کی علامت ہے۔

وَّاحِدٍ ۙ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ

سب کو ایک ہی پانی سے سیراب (۴) کیا جاتا ہے لیکن پھلوں میں (لذت میں) ہم بعض کو بعض سے بہتر بناتے ہیں، عقل سے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِنْ تَعْجَبْ

کام لینے والوں کے لیے یقیناً ان چیزوں میں نشانیاں ہیں۔(4) اور اگر آپ کو تعجب ہوتا ہے تو ان (کفار)

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

کی یہ بات تعجب خیز ہے کہ جب ہم خاک ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو

جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

پیدا کیے جائیں گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہو گئے ہیں اور یہی

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور یہی جہنم والے ہیں

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔(5) اور یہ لوگ آپ سے بھلائی سے پہلے

الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ

برائی میں عجلت چاہتے ہیں جب کہ ان سے پہلے عذاب کے واقعات پیش آچکے ہیں

رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ

اور آپ کا پروردگار ظلم و زیادتی کے باوجود لوگوں سے یقیناً درگزر کرنے والا ہے اور آپ کا رب

رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یقیناً سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے۔(6) اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں: اس شخص پر

عربی حاشیہ

4-اکل۔ ہر وہ چیز جو کھائی جائے۔

5-اغلال۔ غل کی جمع ہے یعنی وہ رسی جس سے ہاتھ پس گردن سے باندھے جاتے ہیں۔

6-اولئک کی تین مرتبہ تکرار قدرت کے کمال غیظ وغضب کا اظہار ہے کہ یہ لوگ انتہائی احمقانہ باتیں کر رہے ہیں۔

واضح رہے کہ نباتات اور ثمرات میں نر اور مادہ کا مسئلہ اگرچہ دورِ حاضر میں بالکل مسلم ہو چکا ہے اس کا اشارہ قرآنِ حکیم ہی نے دیا ہے۔

7-سیئہ سے مراد عذاب، حسنہ سے مراد ثواب اور مثلات سے مراد وہ سزائیں ہیں جو سابق امتوں کو دی جا چکی ہیں۔

8-مغفرت سے مراد عذاب کی تاخیر ہے ورنہ صاحبِ مغفرت شدید العقاب نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ ایک کے لئے صاحب مغفرت ہو اور دوسرے کے لئے شدید العقاب۔

اردو حاشیہ

(۴) ایک زمین میں مختلف قسم کے نباتات اور ایک دریا میں مختلف قسم کی مچھلیاں اس بات کی علامت ہیں کہ مخلوقات کے پیچھے کوئی ایک مدبر اور صاحبِ حکمت طاقت ہے جو اس انداز سے کائنات کو چلا رہی ہے ورنہ حالات کی وحدت میں مخلوقات کا یہ تنوع ناممکن ہے۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ

اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی (۵) نازل کیوں نہیں ہوتی؟ آپ تو محض تنبیہ کرنے والے ہیں

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ ع اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ

اور ہر قوم کا ایک راہنما ہوا کرتا ہے۔ (7) اللہ ہی جانتا (۶) ہے کہ ہر مادہ (مونث)

مَا تَغِيْضُ (9) الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ

کیا اٹھائے ہوئے ہے اور ارحام کیا گھٹاتے اور کیا بڑھاتے ہیں اور اس کے ہاں

بِمِقْدَارٍ ۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۹

ہر چیز کی ایک مقدار ہے۔(8) (وہ) پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا بزرگ برتر ہے۔ (9)

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا آواز سے کوئی پردہ شب میں چھپا ہوا ہو

مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ (10)

یا دن کی روشنی میں (سرعام) چل رہا ہو (اس کے لیے) برابر ہے۔(10) ہر شخص کے آگے

مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ

اور پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے (پہرے دار) مقرر ہیں جو بحکم خدا

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ کسی قوم کا حال (۷) یقیناً اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ

وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کو برے حال سے دوچار کرنے کا ارادہ کر لے تو اس کے ٹلنے کی

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷ اشارہ ہے کہ رسول کا کام انذار ہے اور انذار کے علاوہ اظہارِ معجزہ اس کا فرض نہیں ہے نیز یہ کہ لفظ ہاد کا تعلق رسول سے نہیں ہے کہ درمیان میں ''لکل قوم'' ایک کلمہ مستقل ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ تسلسل اندا کا باقی رکھنا ہادی یعنی امام کا کام ہے۔

9- غیض زمین میں پانی جذب ہوجانے کے معنی میں ہے لیکن یہاں مراد عام کی ہے۔

10- بعض حضرات کا خیال ہے کہ معقبات وہ فرشتے ہیں جو انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور بعض کا خیال ہے کہ انسان کی ذہنی اور فطری صلاحیتیں ہیں جو اس کی حفاظت کا کام انجام دیتی ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) کفار کی ہمیشہ یہ ضد رہتی تھی کہ ہماری خواہش کے مطابق معجزات دکھلائے جائیں اور جب ایک معجزہ آجاتا تھا تو دوسرے کا تقاضا کر دیتے تھے تاکہ ایمان نہ لانا پڑے۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ نبی کا کام عذاب الٰہی سے ڈرانا اور ہادی کا کام رہنمائی کرنا ہے۔ وہ قابلِ اتباع ہوتا ہے قوم کے خواہشات کا اتباع کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔

(۶) یہ قدرت کے کمال علم واقتدار کا ایک نمونہ ہے کہ وہ تین پردوں کے اندر تشکیل پانے والے بچہ کے بارے میں ہر طرح کا علم رکھتا ہے اور سب کچھ اس کے اشاروں پر ہو رہا ہے۔ بچہ کیسا ہے، کتنے ہیں، کتنے باقی رہ گئے ہیں اور کتنے ختم ہو گئے ہیں۔ سارے حقائق اس کے کمالِ علم واقتدار کے علامات ہیں۔

(۷) قوم ذاتی طور پر بہتر ہو تو خدا عذاب نہیں کرتا جب تک بدکردار نہ ہو جائے اور بدتر ہو تو خدا رحمت نہیں نازل کرتا جب تک کہ بہتر نہ ہو جائے اور سچی بات یہ ہے کہ انسان جب تک جہاد نہیں کرتا۔ ذلت سے نہیں بچتا اور جب تک زمین میں محنت نہیں کرتا فقر و فاقہ سے محفوظ نہیں ہوتا اور جب تک درسگاہوں کا بندوبست نہیں کرتا جہالت کے عذاب سے نجات نہیں پاتا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی ہی حالت بدلنے کا

وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ

کوئی صورت نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ کے سوا ان کا کوئی مدد گار ہوتا ہے۔ (11) وہی ہے جو تمہیں ڈرانے

الْبَرْقَ خَوْفًا (11) وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ

اور امید دلانے کے لیے بجلی کی چمک دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔ (12) اور

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَ يُرْسِلُ

(بجلی کی) گرج اس کی ثناء کے ساتھ اور فرشتے اس کے خوف سے لرزتے ہوئے

الصَّوَاعِقَ (12) فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ

تسبیح کرتے ہیں اور وہی بجلیوں کو روانہ کرتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گراتا ہے جب وہ اللہ کے بارے

فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ

میں الجھ رہے ہوتے ہیں اور وہ سخت طاقت والا ہے۔ (13) صرف اللہ کو پکارنا برحق ہے

وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

اور وہ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہیں وہ انہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے ایسے ہی

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ

جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف (۸) پھیلائے ہوئے ہو کہ پانی (از خود) اس کے منہ تک پہنچ جائے

بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ

حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی دعا (اسی طرح) محض بے سود ہی ہے۔ (14) اور آسمانوں

يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا

اور زمین میں بسنے والے سب بشوق یا بزور اور ان کے سائے بھی صبح و شام

عربی حاشیہ

11-یہ مفعول لہ بھی ہوسکتا ہے اور حال بھی واقع ہوسکتا ہے۔ ثقال وہ بادل ہیں جن میں پانی بھرا رہتا ہے۔

12-یہ عذاب کی بجلیاں ہیں ورنہ عام بجلیوں میں اچھے یا برے کی تفریق نہیں ہوتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۸ حمل کی تینوں کیفیتوں کی طرف اشارہ ہے کہ کبھی ۹ مہینہ رحم میں رہتا ہے اور کبھی کم مدت میں پیدا ہوجاتا ہے اور خدا کو ان سب کا علم پہلے ہی سے ہوتا ہے کہ وہ صرف نر و مادہ ہی سے نہیں بلکہ تمام کیفیات سے باخبر ہوتا ہے۔

ف: کُرہ۔ باطنی کراہت کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کَرہ ظاہری کراہت کے لئے یعنی غیر مومن کی کراہت خارجی عوامل کے زیر اثر ہے ورنہ فطرت کے اعتبار سے وہ بھی خضوع و خشوع کے لئے تیار رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) یہ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ غیر خدا کی طرف ہاتھ بڑھانا سراب کی طرف ہاتھ بڑھانے کے مانند ہے۔ نہ سراب سے سیرابی ہوتی ہے اور نہ غیر خدا سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔

(۹) قرآن مجید نے کفر و ایمان کی مختلف مثالیں بیان کی ہیں۔ کفر اندھا پن ہے اور اسلام بینائی۔ کفر ظلمت ہے اور ایمان روشنی۔ ظاہر ہے کہ اندھا پن بینائی کے جیسا نہیں ہوسکتا ہے اور ظلمت روشنی کی جیسی نہیں ہوسکتی ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ اسلام پانی ہے اور کفر اوپر آ جانے والا پھین۔ اسلام دھات ہے اور کفر اوپر جمع ہوجانے والا جھاگ۔

جھاگ ہمیشہ اوپر اور غالب دکھائی دیتا ہے لیکن جوش ختم ہوتے ہی فنا ہوجاتا ہے اور پانی اور سونا وغیرہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کام آنے والا ہے۔

پانی بنیادی ضرورت کی طرف اشارہ ہے اور دھات دیگر ضروریات کی طرف۔ اسلام دونوں ہی مراحل پر کام آتا ہے اور کفر کہیں کام نہیں آتا ہے۔

وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ[13] وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی کے لیے سر بسجو د ہیں۔(15)ان سے پو چھیے:آسما نو ں اور زمین کا

وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ

پر ور دگارکو ن ہے؟ کہہ دیجئے :اللہ ہے ۔کہہ دیں :تو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ایسو ں کو

اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ

اپنا او لیا ء بنا یا ہے جو اپنے نفع و نقصان کے بھی ما لک نہیں ہیں ؟ کہہ دیجئے:

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي

کیا بینا اور نا بینا بر ابر ہو سکتے ہیں ؟اور کیا ظلمت اور نور برابر ہو سکتے ہیں؟

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا

کیا جنہیں ان لو گو ں نے اللہ کی خلقت کی طر ح کچھ خلق کیا ہے

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

جس کی وجہ سے مخلوقات کا مسئلہ ان پر مشتبہ ہو گیا ہو ؟کہہ دیجئے ہر :چیز کا خالق

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ

صر ف اللہ ہے اور وہ یکتا 'بڑا غا لب ہونے وا لا ہے ۔(16)اللہ نے آسمان سے

السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ

پا نی بر سا یا پھر نا لے اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگے پھر نا لے پر پھو لا ہو ا

السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

جھا گ آ گیا اور ان (دھاتوں) پر بھی ایسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں جنہیں لو گ زیور

السجدة ۳

عربی حاشیہ

13-غدو۔ غداۃ کی جمع ہے یعنی صبح۔
آصال۔ اصیل کی جمع ہے یعنی شام عصر سے مغرب تک کا وقت۔
سایہ کا سجدہ کرنا عمومیت قدرت کی علامت ہے کہ حقائق تو حقائق ہیں ان کے سائے بھی سجدہ کناں ہیں صوفیوں کی نگاہ میں ''من فی السماوات'' سے مراد اجسام ہیں اور سایہ سے مراد ارواح ہیں۔ واللہ اعلم۔
واضح رہے کہ لفظ ضلال ہر شے پر سایہ رکھنے کی دلیل نہیں ہے

اردو حاشیہ

ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ

اور سا مان بنا نے کے لیے آگ میں تپا تے ہیں ۔اس طر ح اللہ حق و با طل کی

اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ

مثا ل بیا ن کر تا ہے پھر جو جھا گ ہے وہ تو نا کا رہ ہو کر نا پید ہو جا تا ہے

جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ

اور جو چیز لو گو ں کے فائدے کی ہے وہ زمین میں ٹھہر جا تی ہے۔

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا

اللہ اس طر ح مثا لیں پیش کر تا ہے۔ (17) جنہوں نے اپنے رب کی دعو ت مان لی

لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا

ان کے لیے بہتر ی ہے اور جنہوں نے اس کی دعوت قبول نہیں کی وہ اگر ان سب چیزوں کے مالک بن جائیں

فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

جو زمین میں ہیں اور اتنی دولت مزید بھی سا تھ ہو تو وہ (آخرت میں) ان سب کو (اپنی نجا ت کے لیے)

لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۬ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

فدیہ دے دیں ایسے لو گو ں کا برا حساب ہو گا اور جہنم ان کا ٹھکا نا ہو گا اور وہ برا ٹھکا نا ہے۔ (18)

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ

کیا جو شخص یہ جا نتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نا زل کیا گیا ہے وہ برحق ہے اس شخص کی طرح

هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ

ہو سکتا ہے جو نابینا (۱۰) ہے ؟نصیحت تو بس عقل وا لے ہی قبو ل کر تے ہیں۔(19) جو اللہ کے عہد کو

عربی حاشیہ

14-حلیہ۔سونے چاندی کے زیور۔اور متاع لوہے تانبے وغیرہ کے آلات۔

اردو حاشیہ

(۱۰) کھلی ہوئی بات ہے کہ حق کا جاننے اور ماننے والا اندھے آدمی کے جیسا نہیں ہوسکتا ہے۔صاحب بصیرت اور ہوتا ہے اور گم کردہ راہ اور۔ روایات میں اس صاحبِ بصیرت سے حضرت علیؑ کو مراد لیا گیا ہے جو یقیناً اس کی فرد اکمل ہیں۔

بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ [15]

پورا کرتے ہیں اور پیمان کو نہیں توڑتے۔(20)اور اللہ نے جن رشتوں کو

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ [16]

قائم رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں قائم رکھتے ہیں اوراپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور برے حساب سے بھی

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

خائف رہتے ہیں۔(21)اور جو لوگ اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر کرتے ہیں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ

نماز قائم کرتے ہیں اورجو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ [17] اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ذریعے برائی کو دور کرتے ہیں آخرت کا گھر ایسے ہی لوگوں

الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

کے لیے ہے۔(22) ایسی دائمی جنتیں ہیں جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

اور ان کے اباء اور ان کی بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی اورفرشتے ہر دروازے سے

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

ان کے پاس آئیں گے ۔(23)(اور کہیں گے)تم پر سلامتی ہو یہ تمہارے صبر کا صلہ ہے۔پس عاقبت کا گھر

عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ

کیا ہی عمدہ گھر ہے۔(24)اور جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑدیتے ہیں

عربی حاشیہ

15-جفاء۔باطل اور بیکار۔

16-ہروہ بات جس پرعقل یاشرع سے دلیل قائم ہوجائے اسے عہدخدا کہا جاتا ہے۔

17-برادران ایمانی سے تعلقات رکھنا ایمان کی نشانی اور پروردگار کی اطاعت ہے۔

ف: سوءالحساب کوئی ظالمانہ حساب نہیں ہے بلکہ سختی کے ساتھ ہرعمل کے محاسبہ کا نام ہے جس طرح کہ خود اہل دنیا دار دنیا میں پائی پائی کا حساب لیتے ہیں اور انھیں خوف ہے کہ آخرت میں انھیں بھی اسی طرح کا حساب دینا پڑے گا اور یہ ان کے حق میں بدترین حساب ہوگا ورنہ وہ بھی خدا کے بارے میں ظلم کا تصور نہیں رکھتے ہیں کہ خدا کا خوف ظلم کی بنیاد پر نہیں بلکہ عدل کی بنیاد پر ہے۔

ف: واضح رہے کہ انسان کا ایک رشتہ اس کے پروردگار سے ہے، ایک نبی وامام سے ہے اور ایک اپنے معاشرہ سے اور اس کا فرض ہے کہ ہررشتہ کا احترام کرے اور اس کا محرک خوف

اردو حاشیہ

مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ

اور اللہ نے جن رشتوں کو جوڑ نے کا حکم دیا ہے انہیں منقطع کر دیتے ہیں

وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ

اور زمین میں فساد پھیلا تے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لیے ٹھکانا بھی

الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَ

براہو گا۔(25)اللہ جس کی چا ہے روزی بڑھاتا [11] اور گھٹا تا ہے اور لوگ

فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

دنیاوی زندگی پرخوش ہیں جب کے دنیا وی زندگی آخرت کے مقا بلے میں ایک عارضی

اِلَّا مَتَاعٌ [18] ﴿٢٦﴾ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

سامان ہے۔(26) اور جو لوگ کا فر ہو گئے ہیں وہ کہتے ہیں:اس (رسول) پر اپنے رب کی طرف سے کوئی معجزہ

اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ

کیوں نازل نہیں ہوتا؟ کہہ دیجئے: اللہ جسے چا ہے گمراہ [12] کر دیتا ہے اور جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے اپنی طرف

اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ

اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔(27)(یہ وہ لوگ ہیں)جو ایما ن لا ئے ہیں اور ان کے دل

بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ اَلَّذِيْنَ

یاد خدا سے مطمئن ہو جا تے ہیں اور یاد رکھو!یاد خدا سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔(28) جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى [19] لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾

ایما ن لا ئے اور نیک اعمال سرانجام دیے ان کی نیک نصیبی ہے اور ان کے لیے بہترین ٹھکا نہ ہے۔ (29)

عربی حاشیہ

خدا کو قرار دے۔ خوف خدا اور خوف سوء الحساب کا فرق یہ ہے کہ خوف خدا کا محرک اس کی عظمت وکبریائی کا احساس ہوتا ہے اور یہ حساب وکتاب سے بالکل الگ ایک شے ہے۔

نیز یہ کہ خوف میں لفظ رب کا استعمال ہوا ہے اور طلب میں وجہ رب کا جو رضائے الٰہی کے معنی میں ہے اور جس کا حصول صبر کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ صبر بھی وہ صبر جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہو نہ کہ مجبوری اور بے کسی کی بنا پر۔

18-نیکی سے مراد معافی ہے اور برائی سے مراد قصاص اور بدلہ وغیرہ ہے ورنہ آخرت کا عذاب ٹالا نہیں جاسکتا ہے۔

19-متاع۔ لذت کے معنی میں ہے اور تنوین اس کی قلت اور حقارت کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

(١١) رزق کی وسعت اور تنگی عالمی صورتِ حال کی بہترین تصویر کشی ہے کہ رب العالمین نے رزق کی ضمانت لینے کے باوجود اس کی وسعت و تنگی کو بندے کے حوالے کر دیا ہے اور اس کی محنت و مشقت کو ذی اثر قرار دے دیا ہے۔ بے شک رزق نازل آسمان ہی سے ہوتا ہے لیکن اس کے اسباب سب زمین سے متعلق ہیں چاہے وہ محنت ہو یا کاہلی یا ماحول کی خوبی اور خرابی...... کہ جیسے بھی حالات ہوں گے ویسا ہی رزق وسیع یا تنگ ہو جائے گا۔

(١٢) بارہا اشارہ کیا جا چکا ہے کہ خدا کی طرف سے گمراہی ایک منفی عمل ہے یعنی وہ اپنی مخصوص ہدایت اور توفیق سے محروم کر دیتا ہے خود گمراہ نہیں کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہدایت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے جو اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں کہ توجہ ان کا کام ہے اور ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ

(اے رسول)اسی طرح ہم نے آپ کو ایسی قوم میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں تاکہ

لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

آپ ان پر اس (کتاب) کی تلاوت کریں جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے جبکہ یہ لوگ خدائے رحمان کو

بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

نہیں مانتے۔کہہ دیجئے: وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور اسی کی

وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

طرف میرا رجوع ہے۔(30)اگر قرآن ایسا (١٣) ہوتا جس سے پہاڑ چل پڑتے یا

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ

زمین پھٹ جاتی یا مردے کلام کرتے (تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے) بلکہ یہ سارے امور

جَمِيْعًا ط اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ

اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔کیا اہل ایمان پر یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ اگر اللہ چاہتا تو

لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تمام انسانوں کو ہدایت دے دیتا اور ان کافروں (١٤) پر ان کے اپنے کردار کی

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

وجہ سے آفت نہ آتی رہتی ؟یا ان کے گھروں کے قریب (مصیبت) آتی رہے گی

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٣١﴾ ع وَلَقَدِ

یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے۔ یقیناً اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔(31)اور آپ سے پہلے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ میں جنت کے ابواب درحقیقت نیک اعمال کے ابواب ہیں ہرعمل ایک دروازۂ جنت کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیز روایات میں جنت کے آٹھ دروازے وارد ہوئے ہیں اور آیت میں جہنم کے سات دروازے ہیں جو اس بات کی علامت ہیں کہ رحمت کے دروازے عذاب کے دروازوں سے زیادہ ہیں۔

ف: کفار ومشرکین کو لفظ رحمان سے شدید ترین اختلاف تھا اور اس کا برابر استہزاء کرتے رہتے تھے اور اسی لئے صلح حدیبیہ میں بسم اللہ پر بھی اعتراض کردیا تھا۔ رب العالمین نے جواب دے دیا کہ یہ اس قدر بے عقل ہیں کہ اس رحمت کا بھی انکار کررہے ہیں جو مومن اور مشرک دونوں کے لئے عام اور شامل ہے۔

20-طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کی اصل حضرت علیؑ کے گھر میں ہے اور جس کے بارے میں پروردگار نے حضرت عیسیٰ

اردو حاشیہ

(١٣) کفار طرح طرح کے مطالبے کرتے تھے اور صاحبانِ ایمان بھی ان کے ایمان لانے کے لئے اسی قدر بے چین رہتے تھے کہ کسی طرح ان کی مرضی کا معجزہ آجائے اور یہ ایمان لے آئیں۔ پروردگار نے بتایا کہ یہ کسی قیمت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ان کی طرف سے مایوس ہوجاؤ کہ اس قرآن کے آنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے تو اب کب ایمان لائیں گے۔

(١٤) کفار کے بارے میں یہ منظر ہر دور میں دیکھا جاسکتا ہے کہ عذاب الٰہی خود ان کے دیار پر یا ہمسایہ پر نازل ہوتا رہتا ہے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔صاحبانِ ایمان کی پہچان یہی ہے کہ عتاب الٰہی دیکھیں تو ہوشیار اور بیدار ہوجائیں۔کفار کو یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی ہے۔

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے پھر میں نے ان کافروں کو ڈھیل دی

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۲ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ

انہیں اپنی گرفت میں لے لیا (تو دیکھ لو) میرا عذاب کیسا شدید تھا۔(32) کیا وہ اللہ جو ہر نفس کے عمل پر کڑی نظر رکھتا ہے

عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ

(بے حس بتوں کی طرح ہوسکتا ہے جنہیں) ان لوگوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے؟ کہہ دیجئے: ان کے نام (اور اوصاف)

سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ [22]

بیان کرو (جیسے اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہیں)۔ کیا تم اللہ کو ایسی خبر دینا [۱۵] چاہتے ہو جسے وہ اس زمین میں نہیں جانتا یا

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا

یہ محض ایک کھوکھلی بات ہے؟ بلکہ دراصل کافروں کے لیے ان کی مکاری مزین کردی گئی اور ان کے لیے ہدایت کا

عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۳ لَهُمْ

راستہ مسدود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے گمراہ کردے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔(33) ان کے لیے

عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ

دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو زیادہ مشقت والا ہے

وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ

اور انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔(34) اہل تقویٰ سے جس جنت کا

الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ [23]

وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان ایسی ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اس کے میوے اور

عربی حاشیہ

کو خبر دی تھی کہ نبی آخر کی زوجہ خدیجہ سے فاطمہؑ جیسی بیٹی ہوگی اور حسنؑ و حسینؑ جیسے نواسے جو راہِ حق میں شہید ہوں گے اور ان کی محبت اور اطاعت کرنے والوں کے لئے درخت طوبیٰ ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی۔

21- اس مقام پر یاس علم کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ مایوس اس بات کا علم رکھتا ہے کہ یہ کام نہیں ہوسکتا ہے۔

22- قرع۔ ایک چیز کو دوسری چیز سے ٹکرا دینا یعنی ہلاک کردینے والی مصیبت جو اینٹ سے اینٹ بجا دے۔

23- یعنی لفظ شریک ایک لفظ ہے جس کے کوئی معنی نہیں ہیں معنوی اعتبار سے خدا کا شریک تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

آیت نمبر ۳۱ دلیل ہے کہ یہ جس قسم کا معجزہ طلب کررہے ہیں وہ اس قرآن میں موجود ہے لیکن نہ ان میں قوت ادراک ہے اور نہ یہ سر تسلیم خم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ صرف ایک ضد

اردو حاشیہ

(۱۵) کفار کے حق میں یہ لطیف ترین طنز ہے کہ یہ خدا کو اس کے شریک کی اطلاع دے رہے ہیں گویا وہ باخبر نہیں ہے۔ زمین کی تخصیص اس لئے ہے کہ بتوں کو شریک بنایا گیا تھا ورنہ اس کا شریک نہ زمین میں کوئی ہے اور نہ آسمان میں۔

ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ

ان کا سایہ دائمی ہیں ۔یہ ہے اہل تقویٰ کی عاقبت اور کافروں کا انجام تو

النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ

آتش ہے ۔(35)اور جنہیں ہم (۱۶) نے کتاب دی ہے وہ آپ کی طرف نازل ہونے والے کتاب سے خوش ہیں

اِلَيْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ

اور بعض فرقے ایسے ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے۔کہہ دیجئے :مجھے تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا

میں اللہ کی بندگی کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں‘ میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف

وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَ لَئِنِ

مجھے رجوع کرنا ہے ۔(36)اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی میں ایک دستور بنا کر نازل کیا ہے

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

اور اگر آپ نے علم آجانے کے بعد بھی لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں آپ کو

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ؑ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا

نہ کوئی حامی ملے گا اور نہ کوئی بچانے والا۔(37)تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی

مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا

بہت سے رسول بھیجے اور انہیں ہم نے ازواج اور (۱۷) اولاد سے بھی نوازا اور کسی رسول کو

كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ

یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نشانی لے آئے ۔ہر زمانے کے لیے

عربی حاشیہ

ہے جس پر اڑے ہوئے ہیں ورنہ کم سے کم مسلسل مصائب ہی انھیں حق کی طرف متوجہ کردینے کا سبب بن جاتے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید حقائق کے قبول کرلینے والوں کو اہل ایمان اور اہل کتاب سے تعبیر کرتا ہے اور انکار کرنے والوں کو احزاب سے تعبیر کرتا ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ایمان والے ایک جماعت ہوتے ہیں جن پر ایمان کی حکمرانی ہوتی ہے اور منکرین گروہوں میں بٹے ہوتے ہیں اور ان کا کوئی جامع نہیں ہوتا ہے کہ خواہشات میں اجتماع ممکن نہیں ہے۔

24-اکل۔ جو چیز کھائی جائے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) اکثر مفسرین اہل سنت کا خیال ہے کہ اس سے نومسلم یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور علامہ طبری نے فرمایا ہے کہ اس سے اصحابِ رسولؐ مراد ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ شیعہ عام اصحابِ رسولؐ کے مخالف نہیں ہیں ورنہ تفسیر کا رخ نومسلم افراد کی طرف موڑ دیتے اور اصحاب کی مدح گوارا نہ کرتے۔

(۱۷) دورِ پیغمبرؐ کے کفار بھی آج کے بعض انسانوں کی طرح تقویٰ اور تقدس اور معیار رہبانیت اور ترک دنیا کو سمجھتے تھے اور ازواج و اولاد کے سلسلہ کو منافی رسالت تصور کرتے تھے۔ پروردگار نے اس نظریہ کی تردید کی کہ اس سے پہلے کتنے مرسلین گذر چکے ہیں جن کے متعدد ازواج بھی تھیں اور اولاد بھی تو پھر ان سب کو ماننے کے بعد ان کے انکار کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔

أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ

ایک دستور ہوتا ہے ۔(38) اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے

وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے ۔(39)اور جو وعدے ہم ان سے کر رہے ہیں خواہ ان کا کچھ حصہ ہم آپ کو

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَ

(زندگی میں)دکھا دیں یا ہم آپ کو اٹھا لیں بہر حال آپ کے ذمے صرف پیغام پہنچانا اور

عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا

ہمارے ذمے حساب لیناہے۔(40) کیا ان لوگوں کونظر نہیں آتا کہ ہم زمین کا رخ کرتے ہیں تو اس کو

مِنْ أَطْرَافِهَا [26] وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ

اطراف سے کم کرتے چلے آتے ہیں؟اللہ حکم صادرفرماتا ہے اس کے حکم کو پس پشت ڈالنے والا کوئی نہیں اور وہ

سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

بہت جلد حساب کر لینے والا ہے ۔(41) اور بے شک ان سے پہلے والوں نے بھی مکاریاں کی ہیں لیکن تمام تر

فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

تدبیریں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ہر نفس کے عمل سے باخبر ہے اور کافروں کو

وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ

عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ عاقبت کا مسکن کس کے لیے ہے ۔(42)اور کافر کہتے ہیں کہ

كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا [27] قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي

آپ رسول نہیں ہیں کہہ دیجئے :میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے اللہ

عربی حاشیہ

25- وہ بہترین مذاہب کے لوگ جو اسلام کی مخالفت پر لگے ہوئے تھے۔

26- یعنی ہر چیز کی ایک مدت اور میعاد معین ہے چاہے وہ معجزہ ہو یا عذاب الٰہی۔ وقت سے پہلے کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے۔

27- زمین کا نقص کبھی اس طرح سامنے آتا ہے کہ زمین دارالاسلام میں شامل ہوجاتی ہے اور کفار کا علاقہ کم ہوجاتا ہے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ عذاب الٰہی نازل ہوجاتا ہے اور اصل زمین ہی کم ہوجاتی ہے کہ یہ دونوں امتیازات پروردگار کے ہاتھوں میں ہیں۔ اس کے فیصلے کوکوئی چیلنج نہیں کرسکتا ہے۔

ف: پروردگار ہر شے کی علت ناقصہ یعنی سب کا بھی علم رکھتا ہے اور علت تامہ یعنی شرائط اور مواقع کے برطرف ہونے کا بھی علم رکھتا ہے۔ پہلی قسم کے اعلان میں تبدیلی ہوسکتی ہے لیکن دوسری قسم میں تبدیلی ممکن نہیں ہے اور یہ پہلی قسم ہی بدا کا موضوع ہے جس کے ذریعہ بہت سے

اردو حاشیہ

وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اور وہ جس کے پاس کتاب (۱۸) کا علم ہے کافی ہیں۔(43)

اٰیاتھا ۵۲ | ۱۴ سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْمَ مَکِّیَّۃٌ ۷۲ | رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

الف لام را، یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے اذن سے

اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾

اندھیروں (۲) سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، غالب آنے والے قابل ستائش اللہ کے راستے کی طرف۔(1)

اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ

جس اللہ کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی تمام موجودات ہیں

لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ

اور کافروں کے لیے عذاب شدید کی تباہی ہے۔(2) جو آخرت کے مقابلے میں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

دنیاوی زندگی سے محبت کرتے ہیں اور راہ خدا سے روکتے ہیں اور اس میں

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ

انحراف لانا چاہتے ہیں یہ لوگ گمراہی میں دور تک چلے گئے ہیں۔(3) ہم نے

عربی حاشیہ

کار ہائے خیر کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور بہت سی برائیوں سے روکا جاتا ہے ورنہ علت تامہ میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

ف: ابوسعید خدری نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے کہ "عندہٗ علم من الکتاب" سلیمانؑ کے وصی کی شان میں ہے اور "من عندہ علم الکتاب" میرے وصی علی بن ابی طالب کی شان میں ہے۔

28- یہ مادیات کا مقدمہ نہیں ہے جس میں دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اپنے بھیجنے کی گواہی دے گا اور صاحبِ علم کتاب رسول کے صاحبِ کتاب ہونے کی گواہی دے گا اور رسالت انھیں دونوں باتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

1- اس مقام پر استحباب کے معنی زندگانی دنیا کو آخرت پر مقدم کرنے کے ہیں جو ہر کافر کی فطرت کے نتیجہ ہے بلکہ جس شخص میں بھی یہ فطرت پائی جاتی ہے وہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی معنوی اعتبار سے کافر ہی رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) خدا نہ مجبور ہے اور نہ بے عدل و حکمت۔ وہ اپنے احکام کے بارے میں مکمل اختیار رکھتا ہے اور عدل وحکمت کے تقاضوں کی بنا پر بعض احکام کو باقی رکھتا ہے اور بعض کو منسوخ کر دیتا ہے اور سب کی اصل اس کے پاس پہلے سے محفوظ ہے۔ وہ تجربات کی بنا پر تبدیلی نہیں کرتا ہے بلکہ وقت اور مدت اور مصلحت کے پورے ہو جانے کے بعد حکم کو بدل دیتا ہے۔

(۱) اکثر مفسرین کے نزدیک صاحب علم کتاب سے مراد حضرت علیؑ کی ذات گرامی ہے بعض لوگوں نے از راہِ تعصب عبداللہ بن سلام کو مراد لیا ہے جب کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوا ہے اور عبداللہ بن سلام نے مدینہ میں اسلام کیا ہے...... تفسیر سیوطی۔

(۲) نبوت کا مقصد اور کتابوں کی تنزیل کا واقعی ہدف یہی ہے کہ عالم بشریت کو تاریکی اور گمراہی سے نکال کر منزل ہدایت تک پہنچایا جائے ورنہ صرف گوشہ عافیت میں تسبیح وتہلیل کرنا ہوتی تو اس کے لئے کتاب اور رسالت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ کام زہد خشک سے بھی ہوسکتا تھا۔

اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ

کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی قوم کی زبان کے ساتھ (۳) تا کہ وہ انہیں وضاحت سے بات سمجھا سکے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہی

الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ

بڑا غالب آنے والا ،حکمت والا ہے ۔(4)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا

اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ وَذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰٮمِ

(اور حکم دیا) کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ اور انہیں ایام خدا یاد دلاؤ۔

اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ﴿۵﴾ وَاِذۡ قَالَ

ہر صبر و شکر کرنے والے کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں ۔(5) اور (یاد کیجئے:)

مُوۡسٰى لِقَوۡمِهِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ اَنۡجٰٮكُمۡ

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا :اللہ نے تمہیں جس نعمت سے نوازا ہے اسے یاد کرو

مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَـكُمۡ سُوۡۤءَ الۡعَذَابِ وَ

جب اس نے تمہیں فرعونیوں سے نجات بخشی۔وہ تمہیں بدترین عذاب دیتے تھے اور

يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ ؕ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس میں

بَلَاۤءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ ﴿۶﴾ وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكُمۡ

تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان تھا ۔(6)اور (اے مسلمانو یاد کرو)جب تمہارے پروردگار نے

عربی حاشیہ

2-ایام اللہ وہ دن ہیں جن دنوں میں پروردگار کسی خاص نعمت یا کرامت کا اظہار کرتا ہے اور بنی اسرائیل کے لئے ایسے دن بار بار آئے ہیں جب خدا نے ان پر نعمتیں نازل کی ہیں لیکن انھوں نے ان نعمتوں کی قدر نہیں کی اور ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے۔

ف: لفظ نور کی وحدت اس کی اجتماعیت اور لفظ ظلمات کی کثرت اس کی پراگندگی کی طرف اشارہ ہے اور لفظ اخراج علامت ہے کہ قرآن پر عملدرآمد کرانے کے لئے ایک ذمہ دار کی ضرورت ہے اور یہ اخراج عمل میں نہ آیا تو انسان اندھیرے ہی میں پڑا رہ جائے گا۔

ف: شکر کا پہلا مرحلہ احساس وادراک انعام خدا اور دوسرا مرحلہ زبانی تشکر ہے اور آخری مرحلہ عملی شکر یہ ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ شکر نعمت محرمات سے اجتناب کرنے کا نام ہے کہ نعمت خدا کو حرام میں صرف کرنا ناشکری ہے شکریہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) کسی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجنا اور ہے اور صرف اہلِ زبان کی طرف بھیجنا اور ہے۔ اللہ نے پیغمبرؐ کو عربی زبان کے ساتھ بھیجا ہے صرف عربوں کی طرف نہیں بھیجا ہے بلکہ عربی سے وسیع تر کوئی اور عالم آشنا زبان ہوتی تو پروردگار اسی زبان میں اپنے پیغام کو ارسال کرتا۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ

خبردار کیا کہ اگر تم شکر کرو تو میں تمہیں ضرور زیادہ (۴) دوں گا اور اگر نا شکری کرو

عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝٧ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ

تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔ (7) اور موسیٰ نے کہا: اگر تم اور زمین میں بسنے والے

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝٨

سب ناشکری کریں تو بھی یقیناً اللہ بے نیاز لائق حمد ہے۔ (8)

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَ

کیا تمہا رے پا س ان لوگوں کی خبرنہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں

عَادٍ وَ ثَمُودَ وَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ

(مثلاً) نوح عاد اور ثمود کی قوم اور جوان کے بعد آئے جن کا

إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا

علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے

أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا

تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ پر رکھ دیے اور کہنے لگے ہم تو ا س رسالت کے منکر ہیں

أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَ إِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ

جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو اس میں ہم شبہ انگیز

مُرِيبٍ ۝٩ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ

شک میں ہیں(9)ان کے رسولوں نے کہا کیا (تمہیں) اس اللہ کے بار ے میں

عربی حاشیہ

3-بعض حضرات کا خیال ہے کہ انسان نعمتوں کا شکریہ ادا کرے گا تو دنیا ہی میں نعمتوں میں اضافہ ہوجائے گا اور یہ کسی حد تک صحیح بھی ہے لیکن عذابِ شدید کا قرینہ بتارہا ہے کہ اضافہ نعمت اور عذابِ شدید دونوں آخرت میں ہیں۔

4- ہاتھوں کا منھ کی طرف پلٹا دینا شدتِ غیظ وغضب اور انتہائی بے رخی کی علامت ہے یعنی چپ رہو۔

5-شک مریب۔مثل عجب عجیب ایک محاورہ ہے جس سے شک کے اعلیٰ درجہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) اللہ نے بنی اسرائیل کو بے شمار نعمتیں عطا کیں۔انہیں فرعون اور فرعونیوں کے شر سے بچایا اور اس کے بعد ان سے صرف شکر نعمت کا مطالبہ کیا اور اس وعدہ کے ساتھ کہ اس سے دنیا میں بھی نعمتوں کو دوام حاصل ہو گا لیکن ان لوگوں نے شکریہ ادا نہ کیا تو خدا نے بے نیازی کا حوالہ دے کر گذشتہ امتوں کے انجام کو یاد دلایا لیکن بنی اسرائیلی اپنے انکار پر اڑے رہے اور ایک احمقانہ بات یہ کہی کہ تم لوگ ہمیں باپ دادا کے طریقہ سے روکنا چاہتے ہو......ان احمقوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ باپ دادا کے طریقہ سے انحراف کوئی عیب نہیں ہے۔عیب صراطِ مستقیم اور راہ حق سے انحراف ہے۔اب اگر باپ دادا ایسے پتھروں کو خدا مان رہے تھے جن پر راستہ چلنے والے کتے بھی پیشاب کر دیتے ہیں تو ان سے انحراف کرنا ہی کمالِ عقل کی دلیل ہے اوران کی اطاعت وعبادت ہی ایک جنون اور دیوانگی ہے لیکن بنی اسرائیلی کوعقل وانصاف سے کیا واسطہ؟

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ

شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے وہ تمہیں اس لئے دعوت دیتا ہے

ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ

تاکہ تمہارے گناہ بخش دے اور ایک معینہ مدت تک تمہیں مہلت دے ۔ وہ کہنے لگے

اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا

تم تو ہم جیسے بشرہوتم ہمیں ان معبودوں سے روکنا چاہتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا

كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ(6) مُّبِیْنٍ ⑩ قَالَتْ

پوجا کر تے تھے۔ پس اگر کوئی کھلی دلیل ہے تو ہمارے پا س لے آوَ۔(10) ان کے

لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ

رسولوں نے ان سے کہا بے شک ہم تم جیسے بشر (۵) ہیں لیکن اللہ

یَمُنُّ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ

اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتاہے احسان کرتا ہے اور ہمارے اختیار میں نہیں

نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ

کہ ہم تمہارے سا منے کوئی دلیل (معجزہ) اذن خدا کے بغیر پیش کریں اور مومنوں کواللہ پر ہی

الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ

توکل کرنا چاہیے۔(11)اور ہم اللہ پر توکل کیوں نہ کریں جب کہ اس نے ہمارے راستے

هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَ

ہمیں دکھا دیے ہیں ۔(منکرو) جواذیتیں تم ہمیں دے رہے ہو اس پر ہم ضرور صبر کریں گے اور

عربی حاشیہ

6-دلیل اور برہان کو سلطان بھی کہاجاتا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان مخالف پر تسلط حاصل کرتا ہے۔

ف: اعمال کی تاثیر کے بارے امام صادقؑ کاارشاد ہے کہ گناہ انسان کوسب سے پہلے نماز شب سے محروم کردیتا ہے اور پھر یونہی اپنا اثر دکھلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا اثر زندگی پر اس سے زیادہ تیز ترہوجاتا ہے جتنا ایک چھری گوشت پراثر کرتی ہے اور زندگی تباہ وبرباد ہوکررہ جاتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں توکل کی نسبت صاحبان ایمان کی طرف ہے اور آیت نمبر ۱۲ میں متوکلین کی طرف ہے یعنی بے ایمان بھی کسی پر بھروسہ کرنا چاہے تو خدا کے علاوہ کوئی بھروسہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔توکل وکیل قرار دینا ہے اور وکالت کے لئے علم،قدرت،امانت اور ہمدردی ضروری ہے جو خدا کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) انبیاء کرام اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ بشریت اور رسالت میں کوئی تضاد نہیں ہے اور عین ممکن ہے کہ پروردگار کسی بشر ہی کو رسالت کا عہدہ سپرد کردے۔ یہ اور بات ہے جس بشر کو رسالت کا کام سپرد کیا جائے گا وہ عام انسانوں جیسا نہ ہوگا اور بلند ترین صفات و کمالات کا مالک ہوگا۔

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔(12)اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

اپنی سر زمین سے ضرور نکال دیں (۱) گے یا بہر صورت تمہیں ہمارے دین میں واپس آنا ہوگا۔

فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

اس وقت ان کے رب نے ان پر وحی کی کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔(13)اور ان کے بعد

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ

اس سرزمین میں ہم ضرور تمہیں آباد کریں گے۔یہ(خوشخبری)اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے(کے دن)سے ڈرتا ہو اور اسے

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا [7] وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ

میرے وعدہ عذاب کا خوف بھی ہو۔(14)اور انبیاء نے فتح و نصرت مانگی تو ہر سرکش دشمن نامراد ہو کر رہ گیا۔(15)اس کے بعد

وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ [8] ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ

جہنم ہے اور وہاں اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔(16)جسے وہ گھونٹ گھونٹ

وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا

پیے گا مگر وہ اسے نہایت ناگوار گزرے گا۔ اسے ہر طرف سے موت آئے گی

هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ [9] ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

مگر وہ مرنے نہ پائے گا۔اور اس کے پیچھے(مزید)سنگین عذاب ہو گا۔(17)جن لوگوں نے

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے آندھی کے دن

عربی حاشیہ

7- طلب فتح و نصرت کے معنی میں ہے کہ اللہ والے اس سے نصرت اور فتح کے طلبگار رہتے ہیں اور ظالم اس نعمت سے بھی محروم اور مایوس ہیں۔
جبار اس ظالم کو کہا جاتا ہے جو اپنی بڑائی ظاہر کر کے اپنی واقعی کمزوری کا اعلان کرتا جاتا ہے اور اس کی پردہ پوشی میں لگا رہتا ہے۔
عنید حق سے صریحی انحراف اور انکار کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔
روایات میں ولید کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ اس نے قرآنِ مجید سے تفاءل کیا تو یہی آیت نکلی جس کے نتیجہ میں اس نے قرآن کو تیروں سے پارہ پارہ کر دیا۔
8- صدید۔ وہ پانی ہے جس میں خون اور پیپ کی آمیزش ہو۔
9-یعنی عذاب مسلسل بڑھتا ہی رہے گا جس طرح کہ کوئی چیز گاڑی بنائی جائے تو جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا اس کے گاڑھے پن

اردو حاشیہ

(۱) کفر والوں نے ہمیشہ یہی حربہ اختیار کیا ہے کہ جب دلائل کے ساتھ حق کا مقابلہ نہ کر سکے تو تشدد پر اتر آئے کہ تشدد کے ذریعہ اپنی بات منوالیں حالانکہ حق خود ایک طاقت ہے اور حق طاقت کے زور پر ثابت نہیں ہوا کرتا۔
پروردگار نے بھی مرسلین کو اطمینان دلایا کہ ہم ظالمین کو تباہ و برباد کر کے تمہیں زمین کا وارث بنائیں گے کہ آخری غلبہ بہر حال حق ہی کے لئے ہے۔ باطل کسی قدر غلبہ و اقتدار کیوں نہ حاصل کرے اس کے اقتدار کے لئے دوام و ثبات نہیں ہے۔
یہ اور بات ہے کہ حق والوں کی ذمہ داری ہے کہ مالکِ کائنات پر اعتماد کر کے اپنے جہاد کو جاری رکھیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جائیں۔
ظالمین کے مظالم کے نتائج راکھ کی طرح اڑ جائیں گے اور حق کا اقتدار کوہِ گراں کی طرح ثابت و قائم رہے گا۔

يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ

تیز ہوا نے اڑا دیا ہو۔ وہ اپنے اعمال کا کچھ بھی (پھل) حاصل نہ کر سکیں گے۔یہی تو

هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

بہت گہری گمراہی ہے۔ (18) کیاتم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور

الْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

زمین کو برحق پیدا کیا ہے؟ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق

جَدِيدٍ ﴿١٩﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾ وَبَرَزُوا [10]

لے آئے۔(19)اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔(20) اور سب

لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا

اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے جو (دنیا میں) بڑے بنتے تھے کہیں گے:

كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ

ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو؟وہ کہیں گے:

اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۚ قَالُوا [11] لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ

اگر اللہ نے ہمارے لیے کوئی راستہ چھوڑ دیا ہوتا تو ہم تمہیں بھی بتا دیتے۔ہمارے لیے یکساں ہے کہ

عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ ﴿٢١﴾ ع وَقَالَ

ہم فریاد کریں یا صبر کریں۔ ہمارے لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں ۔(21)اور (قیامت کے دن)

الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان (۷) کہہ اٹھے گا :اللہ نے تمہارے ساتھ یقیناً سچا وعدہ کیا تھا

ع ۹ ۱۵

عربی حاشیہ

میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

ف: واضح رہے کہ کفار کے اعمال کا بے اثر ہوجانا جنت اور نعمتِ جنت کے اعتبار سے ہے ورنہ اگر ان کے اعمال کا محرک مادی فائدہ اور شہرت وغیرہ نہیں ہے اور انھوں نے انسانی فائدہ کے لئے عمل انجام دیا ہے تو انھیں اس کا اجر ضرور ملے گا چاہے دنیا ہی میں ملے یا آخرت میں تخفیف عذاب کی شکل میں ہو۔

ف: خدا کے لئے بروز وظہور کے معنی اس کے علم کے لئے ظہور کے نہیں ہیں بلکہ اس صورتِ حال کے ہیں جہاں ظالموں کو بھی اندازہ ہوجائے گا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں اور اب کسی بات کے چھپانے کا امکان نہیں ہے اور اسی لئے آپس میں بحث شروع ہوگئی اور خدا نے بھی بات کرنے کی طاقت دے دی تاکہ دونوں ایک دوسرے کے انجام کو دیکھ اور سمجھ سکیں۔

10- یہ فعل ماضی ہے مگر مراد مستقبل ہے یعنی میدانِ حشر۔ اس لئے کہ جب بات یقینی

اردو حاشیہ

(۷) قرآن مجید میں شیطان رجیم کا ذکر بار بار اور مختلف انداز سے کیا گیا ہے۔ کہیں شیاطین انس وجن کا ذکر ہے اور کہیں جنود ابلیس کا۔

کہیں شیطان کے غیر مرئی ہونے کا تذکرہ ہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو اور کہیں اولیاء الشیطان کا...... کہیں شیطان کے گناہ گاروں اور افترا پردازوں پر نازل ہونے کا ذکر ہے اور کہیں شیاطین کے مکروفریب کا۔

جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شیطان ایک حقیقت ہے اور اس کا کام دھوکہ دینا ہے۔ صاحبانِ ایمان کا فرض ہے کہ اس کے مکر سے محفوظ رہیں اور یہ بات بغیر تقویٰ الٰہی اور خوف خدا کے ممکن نہیں ہے۔ علم وعقل تقویٰ کے بغیر انسان کے لئے وبال جان کی حیثیت رکھتے ہیں کہ خارجی عوامل باطنی خواہشات اور وسوسوں کے مقابلہ میں نہیں آسکتے۔

وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر کوئی زور نہیں چلتا تھا

إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي

مگر یہ کہ میں نے تمہیں صرف دعوت دی اور تم نے میرا کہنا مان لیا۔پس اب تم

وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ [12] وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ

مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود کو ملامت کرو (آج) نہ تو میں تمہاری فریادرسی کرسکتا ہوں اور نہ تم میری فریادرسی کرسکتے ہو۔

إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ

پہلے تم جو مجھے (اللہ کا) شریک بناتے تھے میں (اب) یقیناً اس سے بیزار ہوں۔

الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ

ظالموں کے لیے تو یقیناً دردناک عذاب ہے۔(22)اور جو ایمان لائے

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

اور نیک اعمال بجا لائے وہ ان جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا

وہ اپنے رب کی اجازت سے ہمیشہ ان میں رہیں گے۔وہاں (آپس میں)ان کی تحیت

سَلَامٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً

سلام ہوگی۔(23) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال پیش کی ہے کہ کلمہ طیبہ (۸) شجرہ طیبہ کی مانند ہے

[13] كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾

جس کی جڑ مضبوط گڑی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں؟ (24)

عربی حاشیہ

ہوتی ہے تو اسے ماضی کی شکل میں بھی بیان کیا جاسکتا ہے اور اس سے اس کی قطعیت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

11-اس ہدایت سے مراد نجات ہے کہ اگر ہم کو عذاب سے نجات مل جاتی تو ہم تمہیں بھی اس راستہ کی ہدایت کردیتے۔لیکن جب ہم اپنے کو نہیں بچاسکتے تو تمھیں کیا بچائیں گے۔

12-صراخ فریاد ہے اور مصرخ فریاد کو پہنچنے والا۔قیامت کا منظر اس قدر ہولناک ہوگا کہ یہ پیرمریدوں کے کام آئیں گے اور نہ مرید پیروں کے اور سب کو اپنا اپنا حساب دینا ہوگا۔

13-روایت میں شجرہ طیبہ کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ پیغمبرؐ اس کی جڑ ہیں اور علیؑ اس کی فرع، ائمہؑ اس کے ثمرات ہیں اور شیعہ اس کے اوراق۔

اور یہ شجرہ ان تمام خصوصیات کا حامل ہے جن کا تذکرہ آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ اس کی اصل ثابت ہے فرع آسمانی ہے ثمرات

اردو حاشیہ

(۸) بعض مفسرین نے کلمہ طیبہ سے کلمہ توحید کو مراد لیا ہے اور یہ بھی صحیح ہے لیکن اس کے دائرہ میں وہ تمام کلمات آجاتے ہیں جن کی بنیاد کلمہ توحید اور کلمہ حق پر ہے۔

تُؤْتِیْٓ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَاؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ
وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت (۹) پھل دے رہا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثا لیں

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ
اس لیے دیتا ہے تا کہ لو گ نصیحت حاصل کر یں ۔(25) اور کلمہ خبیثہ کی مثال

خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ﹰ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ
اس شجر ہ خبیثہ کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھا ڑ پھینکا گیا ہو اور اس کے لیے

مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ
کو ئی ثبات نہ ہو۔ (26) اللہ ایمان (۱۰) والوں کو دنیا وی زندگی میں بھی

الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ
اور آخرت میں بھی قول ثا بت پر قا ئم رکھتا ہے اور ظالمو ں کو

الظّٰلِمِیْنَ ﻗﻒ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ع اَلَمْ تَرَ اِلَى
گمراہ کر دیتا ہے اور اپنی مشیت کے مطا بق عمل کر تا ہے ۔(27) کیا آپ نے

الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
ان لو گو ں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو نا شکر ی سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے

دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَاؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ
گھر میں اتا ر دیا ؟(28) وہ جہنم ہے جس میں وہ جھلس جا ئیں گے جو بد تر ین ٹھکا نہ ہے۔(29) اور

جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا
انہوں نے اللہ کے لیے کچھ ہمسر بنا لیے تا کہ راہ خدا سے (لوگوں کو) گمراہ کر یں۔ ان سے کہہ دیجئے:

عربی حاشیہ

بلافصل ہیں ،فوائد دائمی ہیں افادیت اذن الٰہی کے مطابق ہے اور سارے اجزا ایک مخصوص نظام کے تحت عمل انجام دے رہے ہیں۔

ف: نعمت خدا کو کفر سے تبدیل کر دینا یا شکر کے بجائے کفرانِ نعمت کرنا ہے یا نعمت سے کفر کے لئے استفادہ کرنا ہے کہ انسانوں میں دونوں قسم کے مجرم پائے جاتے ہیں خصوصیت کے ساتھ نعمت نبوت وامامت کے سلسلہ میں تو کفرانِ نعمت بالکل واضح طور پر موجود ہے اور اس کا نتیجہ پوری قوم کو دارالبوار اور جہنم کا حقدار بنا دیتا ہے جیسا کہ متعدد روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

14- کلمہ خبیثہ وہ کلمہ ہے جو عالم انسانیت کے لئے مضر اور نقصان دہ ثابت ہو، چاہے وہ مسلمان کی زبان سے برآمد ہو یا کافر کی زبان سے۔ اسی بناپر کلمۂ شرک سے لے کر کذب وافترا اور لہو ولعب تک سارے کلمات کلمات خبیثہ کا مصداق ہیں کہ ان سے عالم

اردو حاشیہ

(۹) شجرہ حق اور کلمہ حق کوئی فصلی درخت نہیں ہے کہ ایک زمانے میں پھل ہی پھل دکھائی دیں اور دوسرے زمانے میں خشک ہو جائے۔ یہ وہ درخت ہے جس کے ثمرات ہر دور اور ہر زمانہ میں سامنے آتے رہیں گے اور عالمِ انسانیت ان سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ اور اسی افادیت نے اسے کلمہ طیبہ بنایا ہے جس طرح کہ عالمِ انسانیت کے نقصان نے کلمہ شرک کو کلمہ خبیثہ بنا دیا ہے، جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور آسانی سے اکھاڑ کر پھینکا جا سکتا ہے جس طرح کہ سرکار دوؐ عالم نے ۲۳ سال کی محنت میں پورے عربستان سے اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دیا تھا اور کلمہ طیبہ کی بنیادیں قائم کر دی تھیں۔

(۱۰) صاحبانِ ایمان سے مراد قول وعمل اور گفتار وکردار دونوں کے مومن ہیں۔ صرف چند کلمات خیر کو زبان پر جاری کرنے والے افراد کو حقیقی صاحبِ ایمان نہیں کہا جا سکتا ہے۔ دور حاضر میں جو لوگ کلمہ خبیثہ اور شجرۂ خبیثہ کی مکمل حمایت کر رہے ہیں اور عالمِ انسانیت کو ایٹمی اور کیمیاوی اسلحوں سے تباہ کرنے کے منصوبے بنانے والوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں انہیں کسی قیمت پر صاحبِ ایمان نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ان کا انجام ان کافروں سے بھی بدتر ہوگا جو کھل کر اپنے کفر کا اعلان کرتے ہیں اور اسلام وایمان کو بدنام نہیں کرتے ہیں۔

فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ

(کچھ دن) لطف اٹھا لو آخر کار تمہارا ٹھکانہ آتش ہے ۔(30) میرے ایمان والے بندوں سے کہہ دیجئے:

اٰمَنُوۡا يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّ

نماز قائم کریں۔اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر

عَلَانِيَةً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ [16] فِيۡهِ وَلَا

خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سودا ہوگا نہ دوستی کام

خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ

آئے گی ۔(31) اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا

پھر اس سے تمہاری روزی کے لیے پھل پیدا کیے اور کشتیوں کو تمہارے لیے مسخر کیا

لَّكُمۡ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡفُلۡكَ لِتَجۡرِىَ فِى الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ۚ

تاکہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور دریاؤں کو بھی

وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡاَنۡهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ

تمہارے لیے مسخر کیا۔(32) اور اسی نے ہمیشہ چلتے رہنے والے سورج اور چاند کو

دَآئِبَيۡنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰٮكُمۡ [17] مِّنۡ

تمہارے لیے مسخر کیا اور رات اور دن کو بھی تمہارے لیے مسخر بنایا ۔(33) اور اسی نے

كُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡهُ ‌ؕ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ

تمہیں ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے۔

عربی حاشیہ

انسانیت کو نقصان ہی پہنچتا ہے۔ایک ناصح نے ٹیگور سے سچ کہا تھا کہ تم بیشک بڑے شاعر ہو لیکن گھر میں آگ لگی ہے اور تم گانے لکھ رہے ہو کیا ان گانوں اور ترانوں سے کسی بھوکے کا پیٹ بھر سکتا ہے یا کسی مریض کا علاج ہو سکتا ہے۔

15-یصلون یعنی اس کی آگ میں تپیں گے۔

16-بیع سے مراد وہ ہے جسے دے کر انسان جہنم سے نجات حاصل کرنا چاہے گا۔

17-یہ صحیح ہے کہ پروردگار انسان کے ہر مطالبہ کو پورا نہیں کرسکتا اس لئے کہ اکثر مطابقت مصلحت کے خلاف ہوتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی نعمت کا شمار کرنا ناممکن ہے۔

ف: تسخیر کائنات یعنی کل کائنات کا انسان کے فائدہ کے لئے بنا دینا ایک عظیم ترین احسان پروردگار ہے جو عظمت انسان کے لئے عظیم ترین دلیل بھی ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی مذہب نے انسان کی اس عظمت کا اعلان نہیں کیا ہے۔

اردو حاشیہ

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ

انسان یقیناً بڑا ہی بے انصاف نا شکرا ہے۔(34) اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب ابراہیمؑ نے

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ

دعا کی: پروردگار! اس شہر کو پر امن بنا اور مجھے اور میری اولاد (۱۱) کو

نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ (18) اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا

بت پرستی سے بچا۔(35) پروردگارا! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے

مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ

پس جو شخص میری پیروی کرے وہ میرا (۱۲) ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے تو

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ

تو یقیناً بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔(36) اے ہمارے پروردگار! میں نے

ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ (19) عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ

اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ

ہمارے پروردگارا! تاکہ یہ نماز قائم کریں لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دل

تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ

ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ یہ

يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا

شکر گزار بنیں۔(37) ہمارے رب! جو کچھ ہم پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو کچھ

عربی حاشیہ

ف: کہاجاتا ہے کہ ایک انسان کے جسم میں اوسط طور پر ایک کروڑ زندہ خلیے ہوتے ہیں اور سب کا انسانی زندگی میں کوئی نہ کوئی دخل ضرور ہوتا ہے۔ تو انسان صرف ان خلیوں کو شمار کر کے ان کا شکریہ بھی نہیں ادا کرسکتا ہے باقی نعمتوں کا کیا ذکر ہے۔ انسان کی احسان ناشناسی نے اسے ظلوم اور کفار بنا دیا ہے۔

18- چونکہ کفار بت پرستی کی وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں اس لئے بتوں کو گمراہ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ بتوں میں تو گمراہ کرنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

19- یہ علامت ہے کہ کعبہ کی بنیاد بہت قدیم ہے اور وہ جناب آدمؑ کے دور سے موجود ہے۔ جناب ابراہیم و اسماعیل نے تو اس کی دیواروں کو بلند کر کے عمارت مکمل کی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) اولاد ابراہیمؑ میں بت پرستوں کا وجود اس امر کی دلیل ہے کہ دعائے ابراہیمؑ کا تعلق تمام اولاد سے نہیں تھا بلکہ بعض مخصوص افراد سے تھا۔ اگرچہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ دعا عام تھی اور وہ بر بنائے فریضہ نبوت تھی۔ اب اس کے بعد قبول کرنا یا نہ کرنا پروردگار کا کام ہے۔ ایسی دعاؤں کا ہونا ضروری ہے قبول ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲) اس جملہ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کسی نبی خدا سے ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک انسان اطاعت و اتباع کامل کے درجہ تک نہ پہنچ جائے اور اسی نکتہ کو پیش نظر رکھ کر سرکار دوؐ عالم نے علیؑ منی۔ الحسنؑ منی۔ حسینؑ منی۔ فاطمہ بضعۃ منی اور آخر میں سلمان منا اہل بیت کا اعلان کیا تھا کہ اہلِ بیت طاہرینؑ پیغمبرؐ کا کامل اتباع کرنے والے تھے اور سلمان اہلِ بیتؑ کا مکمل اتباع کرنے والے تھے۔

نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَ
ہم ظاہر کرتے ہیں تو اسے جانتاہے۔ اللہ سے کوئی چیز نہ تو زمین میں چھپ سکتی ہے۔

لَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ
نہ آسمان میں۔(38)ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لئے جس نے عالم پیری میں مجھے

اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾
اسماعیل اور اسحاق عنایت کئے۔ میرا رب تو یقیناً دعاؤں کا سننے والا ہے۔ (39)

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ
پروردگارا! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی۔

رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ
ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔(40)ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ
اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت سے نواز۔ (41)اور ظالم جو کچھ کر رہے ہیں

اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
آپ اس سے اللہ کو غافل تصور نہ کریں۔ اللہ نے بے شک انہیں اس دن تک مہلت دے رکھی ہے

لِيَوْمٍ تَشْخَصُ [21] فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ [22] مُقْنِعِيْ
جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔(42)وہ سر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے۔

رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْئِدَتُهُمْ
ان کی نگاہیں خود ان کی طرف بھی لوٹ نہیں رہی ہوں گی اور ان کے دل (خوف کی وجہ سے) کھوکھلے

عربی حاشیہ

20- کہا جاتا ہے کہ جناب اسماعیل جناب ابراہیمؑ کی ۹۹ سال کی عمر میں پیدا ہوئے ہیں اور جناب اسحاق اس کے تیرہ سال کے بعد۔

21- شخص بصر۔تیز نگاہ کو کہاجاتا ہے جہاں انسان کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور وہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔

22-ہطع۔ تیز رفتاری سے چلنا اور مقنع جو ہول کے مارے سراٹھائے چلا جار ہا ہو۔ ہواء۔ یعنی لاشئ گویا دل سے ہر شعور وادراک نکل چکا ہوگا اور بالکل مدہوش اور بیہوش جیسے ہوں گے۔

ف: جناب ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی ہیں شہر کی امنیت اپنی اور اپنی اولاد کی بت پرستی سے حفاظت، نماز کا قیام، لوگوں کی محبت، ثمرات کا رزق قبولیت دعا اور والدین اور صاحبان ایمان کے لئے دعائے مغفرت اور یہی دعائیں درحقیقت ایمان کا سرمایہ اور کردار کی روح ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۳) اس مقام پر یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں دعاؤں کو ایک شمار کیا جائے یعنی لوگوں کے دل انکی طرف متوجہ ہو جائیں تا کہ وہ وہاں پھل وغیرہ لے کر آئیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ پھلوں کا انتظام ازغیب ہو اور دلوں کی توجہ ان کی محبوبیت کی علامت قرار پائے۔

(۱۴) جناب ابراہیمؑ نے ذریت کے لئے امامت اور اقامہ صلوٰۃ دونوں کی دعا کی ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نگاہِ خلیل میں نماز اور امامت میں انتہائی گہرا ربط پایا جاتا ہے اور دونوں ایسے عظیم شرف ہیں جن کے لئے خلیل تمنا اور دعا کرتا ہے۔ کیا کہنا اس بندہ کا جو اس منزل پر کمال کردار کا مظاہرہ کر سکے اشهد انک قد اقمت الصلوۃ اور یہ فقرہ امام ہی سے کہا جاتا ہے۔

هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ

ہو چکے ہوں گے۔ (43) اور لوگوں کو اس دن کے بارے میں تنبیہ کیجئے جس دن ان پر عذاب آئے گا

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ

تو ظالم لوگ کہیں گے: ہمارے رب ہمیں تھوڑی (۱۵) مدت کے لئے ڈھیل دے دے۔ اب ہم تیری دعوت پر

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ

لبیک کہیں گے اور رسولوں کا اتباع کریں گے۔ (انہیں جواب ملے گا:) کیا اس سے پہلے تم قسمیں نہیں کھاتے تھے

مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ

کہ تمہارے لئے کسی قسم کا زوال نہیں ہے؟(44) حالانکہ تم ان لوگوں کے گھروں میں آباد تھے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

جواپنے آپ پر ظلم کرتے تھے اور تم پر یہ بات واضح ہوچکی تھی کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ

اور تمہارے لئے مثالیں بھی بیان کی تھیں۔(45)اور انہوں نے اپنی مکاریاں کیں اور ان کی مکاریاں

اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾

اللہ کے سامنے تھیں اگرچہ ان کی مکاریاں ایسی تھیں کہ جن سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔ (46)

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

پس آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ اللہ یقیناً بڑا غالب آنے والا،

ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ

انتقام لینے والا ہے۔ (47) یہ(انتقام) اس دن ہوگا جب یہ زمین کسی اور زمین سے بدل دی جائے گی اور

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۷ میں پیغمبرؐ سے خطاب مسئلہ کی اہمیت کے اظہار کے لئے ہے ورنہ پیغمبر سے زیادہ خدا کے صادق الوعد ہونے کا اعتبار کس کو ہوگا جو ساری دنیائے کفر سے خدائے قہار کے وعدہ کے بھروسہ پر ہی مقابلہ کرتا ہے۔

23-خدا کے پاس ان کی تمام مکاریوں کا علم محفوظ ہے اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے ہیں۔

24-صفد۔قید۔

سرابیل۔ جمع سریال یعنی پیراہن۔

قطران۔ایک طرح کا تیل ہے جس سے خارش زدہ اونٹ کی مالش کی جاتی ہے۔

"تغشی وجوہ ہم النار"۔ یعنی آگ چاروں طرف سے گھیرے گی اور نجات کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۱۵) انسان دار دنیا میں بڑے بڑے دعویٰ کرتا ہے اور زبان کے زور پر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے کہ بالکل مطمئن رہو۔ قیامت کوئی چیز نہیں ہے اور ہول قیامت سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد جب قیامت کے حالات سے دوچار ہو گا تو واپسی کی درخواست کرے گا۔ پروردگار نے اس درخواست کا تذکرہ کرکے واضح کردیا ہے کہ ایسی کوئی درخواست قابلِ قبول نہیں ہے اور انسان کو جو کچھ بھی عمل کرنا ہے اسی دار دنیا میں کرنا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب انسان کو واپس نہ آنے کا یقین ہے تو اس کے کردار کا یہ عالم ہے کہ ایک لمحہ اطاعت خدا کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔ تو اگر ایک مرتبہ بھی واپسی کا موقع مل گیا تو دوبارہ آکر اور بدتر اعمال کرے گا اور یہی تصور کرے گا کہ اب تو واپسی کی درخواست بھی منظور ہو جاتی ہے۔ رب العالمین نے اس واپسی سے مایوس کرکے اور گذشتہ اقوام کا حوالہ دے کر انسان کو صاف صاف اور نہایت درجہ حسن وخوبصورتی کے ساتھ اعمالِ خیر کی دعوت دی ہے بشرطیکہ انسان متوجہ ہو جائے اور عبرت حاصل کرسکے۔

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ زمین و آسمان کی تبدیلی کا مفہوم فنا نہیں ہے بلکہ موجودہ صورت حال کی تبدیلی ہے کہ موجودہ صورت قیامت کی شکل نہیں ہے اور قیامت کے لئے تبدیلی ناگزیر ہے اور اس امر کی طرف کیفیات قیامت میں برابر اشارہ کیا ہے۔

سورہ ابراہیم کی ابتدا و انتہا دعوت توحید ہے اور یہی حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کی ابتدا اور انتہا بھی ہے۔

اردو حاشیہ

السَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

آسمان بھی، اور سب خدائے واحد و قہار کے سامنے پیش ہوں گے۔(48)اس دن آپ مجرموں کو

يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ

ایک ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے۔ (49)ان کے لباس گندھک کے ہوں گے

قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

اور آگ ان کے چہروں پر چھائی ہوئی ہو گی۔ (50)تاکہ اللہ ہر نفس کو اس کے عمل کی

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

جزا دے ۔ اللہ یقیناً بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ (51)یہ (قرآن) لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ایک پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو تنبیہ کی جائے اور وہ جان لیں کہ معبود تو

وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

بس وہ ایک ہی ہے نیز عقل والے نصیحت حاصل کریں۔(52)

اٰیاتھا ۹۹ | ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴ | رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

الف لام را، یہ کتاب اور قرآن مبین کی آیات ہیں۔(1)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲

ایک وقت ایسا ہوگا کہ کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (2)

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ کھائیں اور مزے کریں اور (طویل) آرزوئیں انہیں غافل بنا دیں کہ عنقریب انہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝۳ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا

معلوم ہو جائے گا۔ (3)اورہم نے کسی بستی کو ہلاکت میں نہیں ڈالا مگر یہ کہ اس کے لئے

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ

ایک معینہ مدت [۱] لکھی ہوئی تھی۔(4)کوئی قوم اپنی معینہ مدت سے نہ آگے نکل سکتی ہے اور

مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵ وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ (5)اور (کافر لوگ) کہتے ہیں: اے وہ شخص جس پر ذکر

الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ

نازل کیا گیا ہے یقیناً تو مجنون ہے۔ (6)اگر تو سچا ہے تو ہمارے سامنے

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا

فرشتوں کو کیوں نہیں لاتا۔ (7) (کہہ دیجئے) ہم فرشتوں کوصرف (فیصلہ کن)

بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں او رپھر کافروں کو مہلت نہیں دیتے۔ (8)اس ذکر کو یقیناً ہم ہی نے

الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

اتارا [۲] ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (9) اور بتحقیق ہم نے

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید کے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہنے کے دلائل میں زمانۂ پیغمبرؐ میں حافظانِ قرآن کا وجود، سرکار کی طرف سے کاتبین وحی کا تقرر، رہبرانِ اسلام کی طرف سے عمل بالقرآن کی دعوت، فقہ اسلامی میں قرآن کی مرجعیت کے علاوہ حدیث ثقلین بہترین ثبوت ہے جس میں ہدایت امت کے لئے کتاب اللہ اور تشریح کتاب کے لئے عترت کے باقی رہنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

1- یہ اشارہ اس سورہ کی طرف ہے جس کا سلسلہ شروع ہورہا ہے۔

2- رب تکثیر کے لئے ہے یعنی قیامت کے دن کفار کی اکثریت یہ تمنا کرے گی کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوگئے ہوتے۔

3- انسان کی تباہی کا سب سے بڑا راز اس کی ہی امیدیں ہیں جن کا لامتناہی سلسلہ ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ اس سوال کا جواب ہے کہ جب یہ لوگ اپنی گمراہی پر اڑے ہوئے ہیں اور راہِ حق نہیں اختیار کرتے ہیں تو ان پر عذاب کیوں نہیں نازل ہو جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے ہر قریہ پر عذاب کا ایک وقت معین کر دیا ہے جب تک وہ وقت نہیں آ جاتا ہے ہم انہیں چھوٹ دیتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد پھر کسی طرح کی مہلت نہیں دی جاتی ہے۔

(۲) یہ رب العالمین کی طرف سے عظمت قرآن کا اعلان ہے کہ اسے ہم نے ہی نازل کیا ہے اور اس میں کسی بندے کا ایک حرف یا ایک آیت کے برابر حصہ نہیں ہے اور پھر ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں کہ اس میں باطل کی آمیزش یا اس کی تباہی و بربادی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ واضح اعلان ہے کہ قرآن میں کسی طرح کی تحریف ممکن نہیں ہے نہ اس میں کوئی آیت کم ہوسکتی ہے اور نہ زیادہ۔

اس کی ترتیب بھی وحی الٰہی کے مطابق ہے اگر چہ تنزیل کے مطابق نہیں ہے کہ تنزیل حالات کے اعتبار سے ہوئی ہے اور ترتیب مقصد اور مضامین کے اعتبار سے ہوئی ہے جس طرح کہ انسان مکان کی تعمیر کے سارے سامان مختلف اوقات میں جمع کرتا ہے اور اس کے بعد تعمیر عمارت کے سلیقہ ہی سے کرتا ہے خریداری کی ترتیب سے نہیں۔

مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

آپ سے پہلے بھی گزشتہ قوموں میں رسول بھیجے ہیں۔(10)اور ان کے پاس کوئی رسول

رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ

ایسا نہیں آیا جس کا انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔ (11)اسی طرح ہم اس ذکرکو مجرموں کے

قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ

دلوں میں سے گزارتے ہیں(12)کہ وہ اس رسول پر ایمان نہیں لائیں گے۔

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ

پہلوں کی روش بھی یہی رہی ہے۔ (13)اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں

فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا

اور وہ روز روشن میں اس پر چڑھتے چلے جائیں۔ (14)تو یہی کہیں گے: ہماری آنکھوں کو

بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ

یقیناً مدہوش کیا گیا ہے بلکہ ہم پرجادو کیا گیاہے۔ (15)اور بتحقیق ہم نے آسمان میں نمایاں ستارے

بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ

بنا دیئے اور دیکھنے والوں کے لئے انہیں زیبائی بخشی(16)اور ہم نے ہر شیطان مرد ود سے

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ

انہیں محفوظ کر دیا۔(17) ہاں کہ کوئی (شیطان) (۳) اگر کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرے تو ایک چمکتا ہوا

شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ (18)اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ

عربی حاشیہ

4-ذکر۔ قرآن مجید کا لقب ہے اور پیغمبر اسلامؐ کو بھی ذکر کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کہ دونوں کا کام خدا کو یاد دلانا ہے۔

ف: واضح رہے کہ تحریف قرآن کی اکثر روایتیں احمد بن محمد بن سیاری سے نقل ہوئی ہیں اور یہ شخص فاسد المذاہب تھا لہٰذا اس کا اعتبار نہیں ہے۔

امیرالمومنینؑ کے جمع کردہ قرآن میں ناسخ ومنسوخ، شان نزول اور تشریح وتفسیر کا اضافہ تھا آیات کا کوئی اضافہ نہیں تھا اور نہ اس کا تحریف سے کوئی تعلق ہے۔

ف: بعض مفسرین کا بیان ہے کہ سماء آسمان حق وحقیقت ہے جہاں شیاطین دخل اندازی کرنا چاہتے ہیں اور پروردگار نجوم ہدایت رہبرانِ دین کے ذریعہ انھیں دفع کردیتا ہے اور حق وحقیقت کی حفاظت فرماتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) اہلِ جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ شیاطین آسمان سے ملائکہ کی باتیں سن کر کاہنوں کو بتا دیتے ہیں اور وہ انہیں کے ذریعہ غیب کی اطلاع دیا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کی شدت سے تردید کردی کہ شیاطین وہاں جانا بھی چاہیں تو شعلے ان کا پیچھا کر لیتے ہیں اور وہ کوئی آسمانی راز زمین تک نہیں لا سکتے ہیں۔

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا

گاڑ دیئے اور ہم نے زمین میں معینہ مقدار کی ہر چیز اگائی۔ (19) اور ہم نے تمہارے لئے زمین میں

لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ

سامان زیست فراہم کیا اور ان مخلوقات کے لئے بھی جن کی روزی تمہارے ذمے نہیں ہے (20) اور کوئی چیز

مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ

ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں پھر ہم اسے مناسب مقدار کے ساتھ

مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ[6] فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

نازل کرتے ہیں۔ (21) اور ہم نے باردار کنندہ ہوائیں چلائیں پھر ہم نے آسمان سے

مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا

پانی برسایا پھر اس سے تمہیں سیراب کیا۔ (ورنہ) تم اسے جمع نہیں رکھ سکتے تھے۔ (22) اور بے شک

لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔ (23) اور تحقیق

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

ہم تم میں سے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور پچھلوں کو بھی جانتے ہیں۔ (24)

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

اور آپ کا رب ہی ان سب کو (ایک جگہ) جمع کرے گا بے شک وہ بڑا حکمت والا، علم والا ہے۔ (25)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ[7] مِّنْ حَمَاٍ

تحقیق ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے سے تیار شدہ

عربی حاشیہ

5- آسمان کے بارہ حصوں کے نام برج ہیں جن میں آفتاب ایک ایک مہینہ رہتا ہے اور ماہتاب ڈھائی ڈھائی دن۔ آفتاب کا سفر ایک سال میں طے ہوتا ہے اور ماہتاب کا سفر ایک ماہ میں۔ بروج کے نام حسب ذیل بتائے جاتے ہیں۔ حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔

6- ہواؤں کو دو اعتبار سے ذریعہ پیدائش بنایا گیا ہے کبھی پانی کو لے جا کر مردہ زمینوں کو زندہ بناتی ہیں اور کبھی نر درخت کا مادہ مادہ درخت تک پہنچا کر اسے پیدائش کے قابل بناتی ہیں۔

7- صلصال۔ خشک مٹی جو پکائی نہ گئی ہو۔
حماء۔ وہ مٹی جو سیاہی مائل ہو جائے۔
مسنون۔ وہ مٹی جو نرمی کی بناء پر مختلف شکلوں میں تبدیل کی جا سکے۔

اردو حاشیہ

(۴) قدرت کے پاس ہر شے کا ذخیرہ موجود ہے تمہیں تمہاری محنت و مشقت کے حساب ہی سے دیا جاتا ہے اور یہی تمہارے حق میں رزق کی تنزیل ہے ورنہ اس کے خزانہ قدرت میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں ہے۔
اس نے سب کا رزق پیدا کیا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے اور تمہارے حیوانات کا رازق بھی ہے۔ تم ان کے رازق نہیں ہو۔ اسی نے ہوائیں چلائی ہیں۔ اسی نے پانی برسایا ہے۔ اس نے غلہ اگایا ہے اور اسی نے پھل پیدا کئے ہیں۔ وہی اولین و آخرین کا جاننے والا اور سب کا ایک جگہ جمع کرنے والا ہے۔ تمہیں اس کے معاملات میں داخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بس محنت کرو اور رزق خدا حاصل کرتے رہو۔

مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾ وَ الۡجَآنَّ خَلَقۡنٰهُ مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ

خشک مٹی سے پیدا کیا۔(26)اور اس سے پہلے ہم لو(یعنی گرم ہوا) سے جنوں کو

السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ وَ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ

پیدا کر چکے تھے۔(27)اور (وہ موقع یاد رکھو) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: میں سڑے ہوئے

بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیۡتُهٗ

گارے سے تیار شدہ خشک مٹی سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔(28)پھر جب میں اس کی تخلیق

وَنَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِیۡنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ

مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ۔(29)پس تمام

الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰۤی اَنۡ یَّكُوۡنَ

فرشتوں نے سجدہ کر لیا۔(30) سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں

مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ

شامل ہونے سے انکار کر دیا۔(31)اللہ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں

السّٰجِدِیۡنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ

شامل نہ ہوا؟(32)کہا: میں ایسے بشر کو سجدہ کرنے کا نہیں ہوں جسے تو نے سڑے ہوئے

صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا

گارے سے (۵) تیار شدہ خشک مٹی سے پیدا کیا ہے۔(33)اللہ نے فرمایا: نکل جا! اس مقام سے

فَاِنَّكَ رَجِیۡمٌ [8] ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَیۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰی یَوۡمِ

کیونکہ تو مردود ہوچکا ہے۔ (34) اور تجھ پر تا روز قیامت

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ خزائن خدا ذخیرہ اندوزی کے معنی میں نہیں ہے۔ یہ وہ مقدرات ہیں جو علم خدا میں محفوظ ہیں اور حسب ضرورت و مصلحت ان کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

ف: انسان کا کالی مٹی سے بننا اور پھر اس میں روح الٰہی کا پھونکا جانا اس کے نزول صعود کی بہترین علامت ہے کہ روح خدا سے رابطہ اسے اشرف مخلوقات بنا سکتا ہے اور اس سے قطع تعلق اسے پھر کیچڑ سے ملا سکتا ہے۔

8-رجیم سنگسار کئے ہوئے کو کہتے ہیں لیکن یہاں رحمت خدا سے دور کردیئے جانے والا مراد ہے۔گویا عذاب کے پتھر سے اسے سنگسار کردیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) ابلیس کی ماہیت اور حقیقت کے بارے میں بحث ایک غیر ضروری موضوع ہے۔ اتنا بہرحال ثابت ہے کہ اس کی گمراہی کا ایک راز عنصریت اور مادیت کا مسئلہ تھا کہ اس نے آدمؑ کی معنویت اور منزلت کے بجائے ان کی مادی حیثیت پر نگاہ کی اور اسے اپنی شیطنت کا ایک ذریعہ بنا لیا جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ہڈی اور گوشت پر نگاہ رکھنے والوں کو چاہیئے کہ معنویت اور نسبت پر توجہ دیں اور قومی اور عنصری تصورات سے ذہن کو بالاتر بنائے رکھیں تاکہ شیطنت سے محفوظ رہیں۔

الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

لعنت پڑ گئی۔(35) کہا: پرودگارا! پھر مجھے لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن۔ (قیامت) تک مہلت دے دے۔ (36)

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

فرمایا: تو مہلت ملنے والوں میں سے ہے۔ (37) معین وقت کے

الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ [9] لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ

دن تک(38)(ابلیس نے) کہا: میرے رب! چونکہ تو نے مجھے بہکایا ہے۔ (لہٰذا) میں بھی زمین میں

فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ

ان کے لئے (باطل کو) ضرور آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو ضرور بالضرور بہکاؤں گا۔ (39)ان میں سے

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔(40)اللہ نے فرمایا: یہی راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔(41)

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

جو میرے بندے ہیں ان پر یقیناً تیری بالادستی نہ ہوگی۔ سوائے ان بہکے ہوئے

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾

لوگوں کے جو تیری پیروی کریں۔(42)ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ (43)

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ [10] مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

جس کے سات دروازے [۶] ہیں ہر دروازے کے لئے ان کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ (44)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ

(ادھر) اہل تقویٰ یقیناً باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔(45)(اُن سے کہا جائے گا) سلامتی و امن کے ساتھ

عربی حاشیہ

9- شیطان کی ایک شیطنت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی گمراہی کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے جو علامت ہے کہ عقیدۂ جبر انسانی اور ایمانی ذہن کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ صرف ایک شیطانی وسوسہ ہے اور بس!

10- جہنم کا ہر دروازہ ایک مخصوص جماعت کے لئے ہے جس سے وہی جماعت داخل ہوگی اور دوسرے افراد کے لئے دوسرا دروازہ ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۶) جہنم کے ابواب دروازوں کی شکل میں بھی ہو سکتے ہیں اور طبقات کی شکل میں بھی اس لئے کہ جب اعمال اور معاصی میں تفاوت ہو گا تو سزاؤں کے درجات میں بھی بہرحال تفاوت ہوسکتا ہے۔

اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا

ان میں داخل ہو جاؤ۔(46)اور ان کے دلوں میں جو کینہ ہوگا ہم نکال دیں گے وہ برادرانہ طور پر تختوں پر

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(47)جہاں انہیں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی

مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ

نہ انہیں وہاں سے نکالا جائے گا۔(48)(اے رسول) میرے بندوں کو بتا دو کہ یقیناً میں بڑا درگزر کرنے والا، (۷)

الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ

مہربان ہوں۔ (49)اور یہ کہ میرا عذاب بھی یقیناً بڑا دردناک عذاب ہے۔(50)اور انہیں

عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا

ابراہیمؑ کے مہمانوں کا حال بھی سنا دو۔(51) جب وہ ابراہیمؑ کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا:

قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

سلام! ابراہیم نے کہا: ہم تم سے خوفزدہ ہیں۔(52) کہنے لگے: آپ خوف نہ کریں ہم آپ کو

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ

ایک دانا لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ (53) کہا: کیا تم مجھے اس وقت خوشخبری دیتے ہو جب بڑھاپے نے

مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ

مجھے گرفت میں لے لیا ہے؟ کس بات کی خوشخبری دیتے ہو؟(54) کہنے لگے: ہم نے آپ کو

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ

سچی خوشخبری دی ہے آپ مایوس نہ ہوں۔ (55)ابراہیم بولے: اپنے رب کی رحمت سے

عربی حاشیہ

11-یہ کرم پروردگار ہے کہ رحمت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور تاکید کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اور عذاب کے موقع پر اپنا ذکر کرنے کے بجائے براہِ راست عذاب کو دردناک کہہ دیا گیا ہے۔

نیز یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ متقین کے لئے آٹھ نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اس امر کی طرف اشارہ کردیا گیا کہ گناہگار بھی یکسر محروم نہیں رہیں گے بلکہ ان کے حق میں مغفرت کا بھی امکان پایا جاتا ہے اور اس کی بشارت بھی دی گئی ہے۔

ف: واضح رہے کہ اگرچہ جناب اسماعیل کی پیدائش بھی ضعیفی ہی میں ہوئی تھی ۱۰۔ ۱۲ سال مزید گزر جانے کے بعد تعجب کا امکان بہرحال پیدا ہو جاتا ہے اور اس تعجب کی بنیاد مایوسی پر بہرحال قائم نہیں تھی۔

اردو حاشیہ

(۷) شیطان کے انجام اور صاحبانِ ایمان کے درجات کا ذکر کرنے کے بعد پروردگار نے اپنے بندوں کو اس خاص نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ نہ رحمت سے مایوس ہو جائیں اور نہ عذاب کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں بلکہ خوف و رجا کے درمیان زندگی گذاریں کہ اس کی رحمت بے پناہ ہے اور اس کا عذاب انتہائی سخت اور دردناک ہے۔

رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (12) ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

تو صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ (56) پھر فرمایا: اے فرستادگان!

اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ

تمہاری مہم کیا ہے؟ (57) کہنے لگے: ہم ایک مجرم قوم کی طرف

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ (13) اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾

بھیجے گئے ہیں۔ (58) مگر آل لوطؑ کے ان سب کو ہم ضرور بچائیں گے۔ (59)

اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

البتہ ان کی بیوی کے بارے میں ہم نے یہ طے کیا ہے کہ وہ ضرور پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔ (60) جب

اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

یہ فرستادگان آل لوط کے ہاں آئے۔ (61) تو لوطؑ نے کہا: تم تو ناآشنا لوگ ہو۔ (62)

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ

کہنے لگے: ہم آپ کے پاس وہی چیز لے کر آئے ہیں جس کے بارے میں لوگ شک کر رہے تھے۔ (63) اور

اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ

ہم تو آپ کے پاس امر حق لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ (64) لہٰذا آپ اپنے گھر والوں کو لے کر

مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

رات کے کسی حصے میں یہاں سے چلے جائیں اور آپ ان کے پیچھے چلیں اور آپ میں سے کوئی شخص مڑ کر

اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ

نہ دیکھے اور جدھر جانے کا حکم دیا گیا ہے ادھر چلے جائیں۔ (65) اور ہم نے لوط کو اپنا فیصلہ پہنچا دیا

عربی حاشیہ

12- یہ علامت ہے کہ جناب ابراہیمؑ کا سوال اور تعجب بربنائے مایوسی نہیں تھا بلکہ بربنائے اطمینان تھا۔

13- آل لوط کی نجات کے وعدہ کے ساتھ زوجہ کی ہلاکت کی خبر علامت ہے کہ زوجہ شرف کے اعتبار سے آل میں شمار نہیں ہوتی ہے اور نبی کی زوجیت عذاب سے بچانے کی ضمانت بھی نہیں ہے۔ عذاب صرف ایمان اور کردار سے دور ہوسکتا ہے زوجیت اور رشتہ سے نہیں۔

اردو حاشیہ

(۸) جناب ابراہیمؑ نے فرشتوں کو مہمان دیکھ کر ان کے سامنے کھانا پیش کیا اور انہوں نے انکار کر دیا تو خوفزدہ ہوئے کہ شاید یہاں بھی کوئی عذاب آنے والا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم آپ کے حق میں بشارت لے کر آئے ہیں اور قوم لوطؑ کے حق میں عذاب کی خبر لائے ہیں۔ یعنی ایک ہی قسم کا فرشتہ ایک کے حق میں بشیر ہے اور دوسرے کے حق میں نذیر...... جو شان پروردگار عالم نے اپنے رسولؐ کی قرار دی ہے کہ انہیں کو بشیر بھی بنایا ہے اور انہیں کو نذیر بھی وہی نیک اور مخلص بندوں کے حق میں بشیر ہیں اور وہی بے ایمان اور بدکردار افراد کے حق میں نذیر...... اور اس سے شانِ رحمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

اَلْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ
کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔(66)ادھر شہر کے لوگ

اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ
خوشیاں مناتے (لوط کے گھر) آئے۔(67)لوطؑ نے کہا: بلاشبہ یہ میرے مہمان ہیں

ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾
لہٰذا تم مجھے رسوا نہ کرو۔ (68) اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بدنام نہ کرو۔ (69)

قَالُوْۤا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيْۤ
کہنے لگے: کیا ہم نے تمہیں ساری دنیا کے لوگوں (کی پذیرائی) سے منع نہیں کیا تھا؟(70)لوطؑ نے کہا: یہ میری بیٹیاں ہیں

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ
اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو۔ (71)(اے رسول) آپ کی زندگی کی قسم! یقیناً وہ بدمستی میں

يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا
بدہوش تھے۔ (72)پھر سورج نکلتے وقت انہیں خوفناک آواز نے گرفت میں لے لیا۔ (73)پھر ہم نے

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ
اس بستی کو الٹ کر تہہ و بالا کرکے رکھ دیا اور ہم نے ان پر کھنگریلے پتھر

سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا
برسائے۔(74)ان واقعات میں صاحبان فراست کے لئے نشانیاں ہیں۔(75)اور یہ بستی زیر استعمال

لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾
گزرگاہ (۱۰) میں (آج بھی) موجود ہے۔(76)اس میں ایمان والوں کے لئے یقیناً نشانی ہے۔(77)

عربی حاشیہ

14- قوم لوط اس قدر بدکردار تھی کہ عذاب کے فرشتوں کو بھی اپنی بدکاری کا بہترین شکار بنانا چاہا اور آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگے کہ بہترین خوبصورت شکار مل گیا ہے اور جناب لوط کی ایک سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ ایسے حالات میں خدا ایسی قوم پر عذاب نہ کرتا تو کیا کرتا۔

عذاب میں بھی نسلوں کے خاتمہ کا ذکر اس امر کی علامت ہے کہ ان کا عمل نسلوں کے خاتمہ کے لئے تھا تو خدا نے ان کی نسلوں کا خاتمہ ہی کر دیا کہ ایسے افراد کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے۔

15- نبی امت کا باپ ہوتا ہے لہٰذا امت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں کہی جاتی ہیں ورنہ جناب لوط کے پاس اتنی بیٹیاں کہاں کہ ساری قوم سے عقد کرکے ان کی ضرورت کو پورا کردیتے۔

16- سچی فراست اور ہوشیاری والے انسان کو متوسم کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) قوم لوطؑ پر اتنے سخت عذاب کا نازل ہونا اور اس تذکرہ کا قرآن حکیم میں محفوظ ہو جانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جس قوم نے بھی اس عمل بد کو اختیار کیا ہے اس کا انجام قوم لوط جیسا ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔

دور حاضر میں سارے ترقی یافتہ ممالک میں عمل لواطہ کا قانونی طور پر جائز ہونا اور اس کا بڑھتا ہوا ذوق درحقیقت ان قوموں اور ملکوں کی تباہی کا بہترین پیش خیمہ ہے اور صاحبانِ ایمان کو چاہیئے کہ اسی آغاز کو دیکھ کر انجام کی طرف سے مطمئن ہو جائیں کہ "ان الباطل کان زھوقا" باطل ایک دن بہرحال فنا ہونے والا ہے۔

(۱۰) اس نکتہ کی نشاندہی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے جن قوموں پر عذاب نازل کیا ہے ان کی بستیاں آج بھی سرراہ ہیں کہ جو انسان عبرت حاصل کرنا چاہے وہ خود جا کر مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کر سکتا ہے۔

وَ اِنۡ كَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ لَظٰلِمِيۡنَ ۙ﴿۷۸﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ ۘ

اور ایکہ والے یقیناً بڑے ظالم تھے۔ (78) تو ہم نے ان سے انتقام لیا

وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ؕ﴿۷۹﴾ وَ لَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ

اور یہ دونوں بستیاں ایک کھلی شاہراہ پر واقع ہیں۔ (79) اور بتحقیق حجر کے باشندوں نے بھی

الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ﴿۸۰﴾ وَ اٰتَيۡنٰهُمۡ اٰيٰتِنَا فَكَانُوۡا عَنۡهَا

رسولوں کی تکذیب کی۔ (80) اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں لیکن وہ ان سے

مُعۡرِضِيۡنَ ۙ﴿۸۱﴾ وَ كَانُوۡا يَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا

منہ پھیرتے تھے۔ (81) اور وہ پہاڑوں کو تراش کر پر امن مکانات

اٰمِنِيۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ ۙ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ

بناتے تھے۔ (82) اور انہیں بھی صبح کے وقت ایک خوفناک آواز نے گرفت میں لے لیا۔ (83) پس

اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ؕ﴿۸۴﴾ وَ مَا خَلَقۡنَا

جو وہ کرتے رہے ان کے کام نہ آیا۔ (84) اور ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان موجودات کو برحق پیدا کیا ہے اور

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ ﴿۸۵﴾

قیامت یقیناً آنے والی ہے لہٰذا (اے رسول) ان سے باوقار انداز میں درگزر کرو۔ (85)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۶﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ

یقیناً آپ کا رب خالق اور بڑا دانا ہے۔ (86) اور بتحقیق ہم نے

عربی حاشیہ

17- ایکہ جھاڑیوں والے جنگل کو کہا جاتا ہے۔ اصحاب ایکہ سے مراد جناب شعیب کی قوم ہے۔

18- اس مقام پر امام سے مراد راستہ ہے کہ وہ بھی انسان کو منزل تک پہنچاتا ہے۔

19- حجر ایک کوہستانی علاقہ کا نام ہے جہاں جناب صالح کی قوم یعنی ثمود رہا کرتے تھے۔

ف: آیت نمبر ۸۰ کی طرح مختلف آیات میں مرسلین کی تکذیب کا ذکر ہے حالانکہ ہر قوم کے لئے صرف ایک نبی تھا اور یہ علامت ہے کہ ایک پیغمبر کا انکار درحقیقت تمام پیغمبروں کا انکار ہے اور سب کا ہدف ہمیشہ متحد ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

سَبۡعًا[20] مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ

آپ کو (باربار) دہرائی جانے والی سات [(۱۱)] (آیات) اور عظیم قرآن عطا کیا ہے۔(87)(اے رسول) آپ

عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا

اس سامان عیش کی طرف ہرگز نگاہ نہ اٹھائیں جو ہم نے ان (کافروں) میں سے مختلف جماعتوں کو دے رکھا ہے

تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾

اور نہ ہی ان کے حال پر رنجیدہ خاطر ہوں اور آپ مومنین کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔(88)

وَقُلۡ اِنِّیۡۤ اَنَا النَّذِیۡرُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَی

اور کہہ دیجئے: میں تو صریحاً تنبیہ کرنے والا ہوں۔(89) جیسا (عذاب) ہم نے دھڑے بندی کرنے والوں پر

الۡمُقۡتَسِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیۡنَ[21] جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِیۡنَ ﴿۹۱﴾

نازل کیا تھا۔(90) جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔(91)

فَوَرَبِّكَ لَنَسۡـَٔلَنَّهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ (الربع)

پس آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے۔(92)ان اعمال کی بابت جو وہ کرتے رہے ہیں۔(93)

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا

آپ کو جس چیز کا حکم ملا ہے اس کا واشگاف الفاظ میں اعلان کریں اور مشرکین کا اعتبار نہ کریں۔(94) آپ کے واسطے

كَفَیۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِیۡنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیۡنَ یَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

ان تمسخر کرنے والوں سے نمٹنے کے لئے یقیناً ہم کافی ہیں۔(95) جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی معبود بنا لیتے ہیں

اٰخَرَ ۚ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ یَضِیۡقُ

عنقریب انہیں (اپنے انجام کا) علم ہو جائے گا۔(96)اور بتحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے

عربی حاشیہ

ف: مقتسمین وہ افراد بھی ہیں جو احکام الٰہیہ کو تقسیم کر لیتے ہیں اور بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو انکار کر دیتے ہیں اور وہ جماعتیں بھی ہیں جو مصلحتاً الگ الگ ہوکر اسلام پر اعتراض کرتی ہیں تاکہ اعتراض کرنے والوں کی کثرت نظر آنے لگے۔

ف: یہ آیات واضح دلیل ہیں کہ تسبیح خدا، سجدہ اور عبادت جملہ مشکلات کا حل ہیں اور ان کے بغیر مشاکل حیات کا کوئی حل ممکن نہیں ہے نیز یہ کہ پیغمبر سے خطاب علامت ہے کہ یقین سے مراد موت ہے ورنہ پیغمبر روزِ اوّل سے مرتبہ یقین پر فائز تھے۔

20- سبع مثانی سے مراد سورہ حمد ہے کہ اس کی سات آیتیں ہیں اور بروایتے دومرتبہ نازل ہوا ہے یا ہر نماز میں دومرتبہ پڑھا جاتا ہے۔

21- عضین۔ عضہ کی جمع ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے یا عضہ کی جمع ہے یعنی اکاذیب اور غلط بیانیوں کا مجموعہ۔

اردو حاشیہ

(۱۱) اصحاب حجر نے صرف جناب صالحؑ کی تکذیب کی تھی لیکن قرآن نے جمع کا لفظ استعمال کیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ایک پیغمبر کی تکذیب درحقیقت سارے پیغمبروں کی تکذیب ہے کہ سب کا خدا ایک ہے اور سب اسی کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

(۱۲) بعض مفسرین نے اس لفظ سے ابتدائی سات سورے مراد لئے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے سورہ حمد ہی مراد ہے جو آیات کے ہر اعتبار سے سبع ہے اور صفات کے اعتبار سے مثانی (دہرا) ہے یعنی دومرتبہ نازل ہوا ہے یا دومرتبہ ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے یا دہرے مطالب پر حاوی ہے کہ آدھے میں خدا کا ذکر ہے اور آدھے میں بندہ کا ذکر ہے یا کوئی اور سبب ہے جس کا علم صرف پروردگار کو ہے لیکن بہرحال یہ ایک سورہ ہے جو پورے قرآن عظیم کے مقابلے میں قابل ذکر ہوا ہے کہ تفصیل کے اعتبار سے جو کچھ کل قرآن میں ہے وہ سورہ حمد کے اجمال میں موجود ہے اور اسی لئے اسے ام الکتاب کہا جاتا ہے۔

صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

آپ یقیناً دل تنگ ہو رہے ہیں۔(97) پس آپ اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں

السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

میں ہو جائیں۔(98) اور اپنے رب کی اتنی عبادت کریں کہ آپ کو یقین (موت) آجائے۔(99)

آیاتها ۱۲۸ ۔ ۱۶ سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ ۷۰ ۔ رکوعاتها ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اللہ کا امر آ گیا پس تم اس میں عجلت نہ کرو وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ

جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔(1) اپنے حکم سے فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے بندوں میں سے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا

جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے (اس حکم کے ساتھ) کہ انہیں تنبیہ کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا

فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى

تم میری مخالفت سے بچو۔(2) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جو

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ

شرک یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے بالاتر ہے۔(3) اس نے انسان کو ایک بوند سے پیدا کیا پھر وہ

عربی حاشیہ

1-اگرچہ عذاب الٰہی ابھی آیا نہیں ہے مگر چونکہ یقینی ہے لہٰذا بشکل ماضی بیان کیا گیا ہے۔

2- روح سے مراد وحی الٰہی ہے کہ وہ کائنات کے جسم میں ایک روح کی حقیقت رکھتی ہے۔

3-انسان کتنی جلدی اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے اور خالق و مالک سے بحث کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) کفار نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یعنی بعض حصوں پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوئے اور بعض کا صاف انکار کر دیا تو پیغمبرؐ اسلام کو اس صورتِ حال پر بہرحال افسوس ہوا کہ یہ لوگ بلا سبب تباہ اور گمراہ ہوئے جا رہے ہیں۔

رب کریم نے تسلی دی کہ آپ ان کی فکر نہ کریں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید و عبادت کرتے رہیں کہ عبادت ہی سکون نفس کا بہترین ذریعہ ہے اور عبادت سے بہتر تسکین قلب کا کوئی سامان نہیں ہے۔

(۲) کفار و مشرکین بار بار پیغمبر اسلامؐ کا مذاق اڑاتے تھے کہ آپ جس عذاب سے ڈرانے والے تھے وہ کہاں چلا گیا اور کیوں نازل نہیں ہوتا۔ اُدھر مصلحت پروردگار انہیں ڈھیل دے رہی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیغمبر اسلامؐ محزون ہوئے اور آپ کے حزن و ملال کو دیکھ کر قدرت نے عذاب کے قریب تر ہونے کی اطلاع دے دی اور کفسر کے پانچ سربراہوں پر دنیا ہی میں عذاب نازل کر دیا۔

ولید بن مغیرہ کے پاؤں میں تیر چبھ گیا اور وہ مر گیا۔

عاص بن وائل کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔

اسود بن مطلب اندھا ہو کر مر گیا۔

خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۴﴾ وَ الۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمۡ فِيۡهَا

یکا یک کھلا جھگڑالو بن گیا۔(4)اور اس نے جانوروں کو پیدا کیا جن میں تمہارے لیے

دِفۡءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ لَكُمۡ فِيۡهَا

گرم پوشاک اور فوائد ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔(5)اور ان میں تمہارے لیے

جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَ حِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ﴿۶﴾ وَ تَحۡمِلُ

رونق بھی ہے جب تم انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور صبح کو چرنے کے لئے بھیجتے ہو۔(6) اور وہ

اَثۡقَالَكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ

تمہارے بوجھ اٹھا کر ایسے علاقوں تک لے جاتے ہیں جہاں تم جانفشانی کے بغیر

اِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۙ﴿۷﴾ وَّ الۡخَيۡلَ وَ الۡبِغَالَ وَ

نہیں پہنچ سکتے تھے۔تمہارا رب یقیناً بڑا شفیق، مہربان ہے۔(7)اور(اس نے) گھوڑے خچر اور گدھے بھی (اس لیے پیدا کیے)

الۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَ زِيۡنَةً ؕ وَ يَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾

تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہارے لیے زینت بنیں، ابھی اور بھی (۳) بہت سی چیزیں پیدا کرے گا جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔(8)

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِيۡلِ وَ مِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ

اور سیدھا راستہ (دکھانا) اللہ کے ذمے ہے اور بعض راستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو

لَهَدٰىكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹﴾ ع هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

تم سب کو ہدایت کرتا۔(9)وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے

مَآءً لَّكُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّ مِنۡهُ شَجَرٌ فِيۡهِ تُسِيۡمُوۡنَ ﴿۱۰﴾

تمہیں پینے کو ملتا ہے اور اس سے درخت اگتے ہیں جن میں تم جانور چراتے ہو۔ (10)

عربی حاشیہ

4-دف گرمی کا سامان ہے اور دیگر منافع میں دودھ گھی، زمین کا جوتنا وغیرہ شامل ہے۔

یعنی پہلا مرحلہ دفع ضرر کا ہے اور دوسرا حصول فائدہ کا یا یوں کہا جائے کہ لباس اور مکان (خیمہ) کی اہمیت کھانے سے زیادہ ہے اور لفظ جمال بھی دلیل ہے کہ معاشرہ کا حسن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ خود کفیل ہو جائے اور غذا اور لباس و مسکن کا مسئلہ حل ہو جائے۔

ف: آیات کریمہ میں جانور پالنے اور زراعت کرنے کی اہمیت کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے بغیر کسی معاشرہ کا حسن قائم نہیں رہ سکتا اور اسی اعتبار سے جانوروں کو زینت کہا گیا ہے کہ ان کے بغیر بڑے بڑے ممالک بھی زندہ نہیں رہ سکتے ہیں آلات اور اسلحہ نہ غذا سے بے نیاز بنا سکتے ہیں اور نہ پیداوار ہے۔

اردو حاشیہ

اسود بن عبد یغوث جلندر کی بیماری میں مر گیا اور حرث بن طلالہ کے ناک سے پیپ جاری ہو گئی اور وہ اسی طرح فی النار ہو گیا۔

(۳) یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ رب العالمین کی نعمتیں صرف چند جانوروں تک محدود نہیں ہیں بلکہ آخر دنیا تک جتنی بھی نعمتیں ایجاد ہوتی رہیں گی اور جس قدر بھی وسائل نقل و حمل پیدا ہوتے رہیں گے وہ سب اسی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہوں گے اور اس کے کرم سے ہٹ کر کوئی شے عالم وجود میں نہیں آ سکتی ہے۔

يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَ الزَّيۡتُوۡنَ وَ النَّخِيۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّ تَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَ تَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ

جس سے وہ تمہارے لیے کھیتیاں، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ غوروفکر سے کام لینے والوں کے لیے ان چیزوں میں یقیناً نشانی ہے۔(11)اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند (۴) کو مسخر کیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں۔عقل سے کام لینے والوں کے لیے ان چیزوں میں یقیناً نشانیاں ہیں۔(12)اور تمہارے لیے زمین میں رنگ برنگ کی جو مختلف چیزیں اگائی ہیں نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے (۵) ان میں یقیناً نشانی ہے۔(13)اور اسی نے (تمہارے لیے) سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤاور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنتے ہو اور آپ دیکھتے ہیں کہ کشتی سمندر کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہے تا کہ تم اللہ کا فضل (روزی)

عربی حاشیہ

5- اس مِن میں تبعیض کا مفہوم پایا جاتا ہے اور دوسرے مِن میں سببیت کا بھی مفہوم پایاجاتا ہے کہ پانی سے درخت بھی پیدا ہوتے ہیں۔

6- یہ علامت ہے کہ مذکورہ اشیاء صرف بطور مثال بیان کی گئی ہیں ورنہ رب العالمین کی نعمتیں قابلِ احصاء وشمار نہیں ہیں۔

7- یہ اشارہ ہے کہ زمین کے اوپر کی طرح زمین کے اندر بھی مختلف النوع نعمتیں پائی جاتی ہیں۔

8- مخر کے معنی پانی میں شگاف ڈالنے کے ہیں یعنی کشتیاں سینہ سمندر کو چیرتی چلی جارہی ہیں اور سمندر کی تہہ اس قدر سخت نہیں ہے کہ کشتی خشکی کی طرح ٹکرا کر رہ جائے۔

ف: تحقیقات کے مطابق زیتون میں اصلاح بدن کی طاقت کھجور کے اندر کیلشیم اور فاسفورس اور انگور کی دوائی طاقت اس امر کی علامت ہے کہ یہ صرف اس دور کے پھلوں کا تذکرہ نہیں

اردو حاشیہ

(۴) رات دن کے ساتھ آفتاب و ماہتاب کا تذکرہ اشارہ ہے کہ رات کا وجود ماہتاب کے بغیر بھی ہوسکتا ہے اور آفتاب کے برکات میں سے ایک برکت دِن کا وجود ہے ورنہ دن کے علاوہ بھی اس کے بے شمار فائدے ہیں جو اس کی تسخیر کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں ورنہ صرف دن ہی ہوتا اور دیگر برکات وخیرات نہ ہوتے۔

(۵) بلاغت کی دنیا میں یہ نکتہ قابل صدتوجہ ہے کہ رب العالمین نے نباتات کو صاحبانِ فکر کے لئے نشانی قرار دیا ہے اور کائنات سماوی کو صاحبانِ عقل کے لئے آئیت بنایا ہے اور اس کے بعد زمین کے اندر کے ذخائر کو صاحبانِ ذکر وفکر و دعوت ونصیحت کے لئے علامت قرار دیا ہے...... اے کاش کوئی ان نکات پر سنجیدگی سے غور کر کے اسے کے وقائق وحقائق کو دریافت کرسکتا اور دوسرے افراد کو ان سے فیضیاب کرسکتا۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ

تلاش کرو اور شاید تم شکرگزار بنو۔(14) اور اس نے زمین میں پہاڑوں (۱) کو گاڑ دیا تا کہ

تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور نہریں جاری کیں اور راستے بنائے تا کہ تم راہ پاتے رہو۔(15)

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ

اور علامتیں بھی (بنائیں) اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ معلوم کر لیتے ہیں۔(16) کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے

لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا

جو پیدا نہیں کرتا؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟(17) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ

اللہ یقیناً بڑا درگزر کرنے والا، مہربان ہے۔(18) اور اللہ سب سے باخبر ہے جو تم پوشیدہ رکھتے ہو

وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا

اور جو ظاہر کرتے ہو۔(19) اور اللہ کو چھوڑ کر جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں

يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ

وہ کسی چیز کو خلق نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔(20) وہ زندہ نہیں مردہ ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

اور انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔(21) تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے

فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ

لیکن جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل (قبول حق کے لیے) آمادہ نہیں ہیں اور

عربی حاشیہ

ہے بلکہ ہر دور میں کام آنے والے پھلوں کی طاقت وصلاحیت کا تذکرہ ہے جس سے ہر دور کا انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ جس طرح زمین پر پہاڑ اور دوسری علامتیں ہیں اور آسمان پر ستارے ہیں اسی طرح مذہبی دنیا میں ائمہ طاہرینؑ علامتِ ہدایت اور رسول اکرمؐ کی شخصیت نجم ہدایت ہے جس کے بغیر راہِ حق کا دریافت کرنا ناممکن ہے اور ہر قافلۂ بشریت کے بھٹک جانے کا امکان ہے۔

9-''رواسی'' پائیدار پہاڑ اور ''مید'' کشتیوں کے اضطراب کو کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان غور کرے تو پروردگار عالم نے ہر ذرہ کائنات میں اپنے فضل و کرم اور احسانات کا ایک خزانہ بند کر دیا ہے پہلے زمین پھر زمین کا پانی پر قیام، پھر حرکت کو روکنے کے لئے پہاڑ، پھر چلنے کے لئے راستے پھر راستوں میں نہریں پھر نہروں اور راستوں میں علامتیں، پھر آسمان پر شناخت راہ کے ستارے اور پھر اس کے علاوہ بے شمار اور مخلوقات جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قادر مطلق بھی ہے اور ارحم الراحمین بھی ہے۔

حیرت ان لوگوں کی عقل پر ہے جو ایسے قادر مطلق کے مقابلہ میں ان بے جان بتوں کو لے آتے ہیں جو نہ اپنے کام آ سکتے ہیں اور نہ اپنے ماننے والوں اور چاہنے والوں کے......! بے شک انتہائی حسین اور بلیغ بات کہی ہے اس مفسر نے جس نے یہ جملہ درج کیا ہے کہ عقل بشری کے انحطاط کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات اور عالم علوی کے خالق کا مقابلہ ان سر راہ افتادہ پتھروں سے کرے جن پر نجس العین کتے بھی پیشاب کر دیتے ہیں......'' وا اسفاه علىٰ هذه العقليهة الصنمية۔

هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ[10] اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ

وہ تکبر کر رہے ہیں۔(22) یہ حقیقت ہے کہ وہ جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے

مَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ

اللہ اسے جانتا ہے۔ وہ تکبر کرنے والوں کو یقیناً پسند نہیں کرتا۔(23) جب ان سے کہا جاتا ہے:

مَّاذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ[11] الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾

تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو کہتے ہیں: داستانہائے پارینہ۔ (24)

لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ

(گویا) یہ لوگ قیامت کے دن اپنا سارا بوجھ اور کچھ ان لوگوں کا

اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

بوجھ بھی اٹھانا چاہتے ہیں جنہیں وہ نادانی میں گمراہ کرتے ہیں دیکھو! کتنا برا بوجھ ہے

يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ

جو یہ اٹھا رہے ہیں۔(25) تحقیق ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکاریاں کی ہیں

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ[12] فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

لیکن اللہ نے ان کی عمارت کو بنیاد سے اکھاڑ دیا پس اوپر سے چھت

فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ان پر آگری اور انہیں وہاں سے عذاب نے آ لیا جہاں سے انہیں توقع نہ تھی۔ (26)

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ[13] اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

پھر اللہ انہیں قیامت کے دن رسوا کرے گا اور (ان سے) کہے گا: کہاں ہیں

عربی حاشیہ

10-لا جرم۔ بعض لوگوں کی نگاہ میں ایک کلمہ ہے جس کے معنی ہیں یقیناً اور بعض کی نگاہ میں مرکب ہے یعنی لا شک اور لا ریب۔

11-اساطیر۔ اسطورہ کی جمع ہے جس طرح کہ اعاجیب اعجوبہ کی جمع ہے۔

اساطیر ان داستانوں کو کہا جاتا ہے جو کتابوں میں لکھ دی گئی ہیں اور ان کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔

12-قواعد وہ ستون ہیں جن پر عمارت قائم ہوتی ہے۔ گویا عذاب الٰہی نے پوری خیالی عمارت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

13-انسان غور کرے تو قیامت کی بے بسی کے موقع پر صرف اس سوال کے جواب کا مطالبہ کر لینا کہ وہ شرکاء کہاں ہیں جنھیں میرا شریک بنایا گیا تھا، ہزار عذاب جہنم سے بدتر عذاب ہے کہ روحانی تکلیف جسمانی تکلیف سے کہیں زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے۔

اردو حاشیہ

الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تُشَآقُّوۡنَ فِيۡهِمۡ‌ؕ قَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا
میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم جھگڑتے تھے؟ (اس وقت)

الۡعِلۡمَ اِنَّ الۡخِزۡىَ الۡيَوۡمَ وَالسُّوۡۤءَ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَۙ‏ ﴿۲۷﴾
صاحبان علم کہیں گے: آج کافروں کے لیے یقیناً رسوائی اور برائی ہے۔ (27)

الَّذِيۡنَ تَتَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰۤـئِكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ‌ ۖ فَاَلۡقَوُا
فرشتے جن کی روحیں اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہوں تب وہ کافر تسلیم کا

السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعۡمَلُ مِنۡ سُوۡٓءٍ‌ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا
اظہار کریں گے (اور کہیں گے:) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔ (۷) ہاں! جو کچھ تم کرتے تھے اللہ یقیناً اسے

كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ‏ ﴿۲۸﴾ فَادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَـنَّمَ خٰلِدِيۡنَ
خوب جانتا ہے۔ (28) پس اب جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لیے ان دروازوں میں

فِيۡهَا‌ ؕ فَلَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ‏ ﴿۲۹﴾ وَقِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ
داخل ہو جاؤ کہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہایت برا ہے۔(29)اور متقین سے پوچھا جاتا ہے:

اتَّقَوۡا مَاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ‌ ؕ قَالُوۡا خَيۡرًا‌ ؕ لِّـلَّذِيۡنَ
تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: بہترین (۸) چیز۔ نیکی کرنے والوں کے لیے

اَحۡسَنُوۡا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةٌ‌ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ‌ ؕ
اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہترین ہے ہی اور اہل تقویٰ کے لیے

وَلَنِعۡمَ دَارُ الۡمُتَّقِيۡنَۙ‏ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا
یہ کتنا اچھا گھر ہے۔(30) یہ لوگ دائمی جنت میں داخل ہوں گے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ دوسروں کے گناہوں کی ذمہ داری اس طریقہ کار یا حرفِ باطل کی ایجاد کی بنا پر ہے جس نے دوسرے گروہ کو گمراہ کردیا ہے اور اس طرح یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا بوجھ ہے جو راہِ باطل کی دعوت دینے کی بنا پر ان کے ذمہ آیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۰ میں لفظ خیر جامع ترین لفظ ہے جس سے قرآن مجید کے ہر منزلِ حیات پر خیر ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ لفظ نور۔ شفا۔ رحمت وغیرہ سے زیادہ جامع ہے اس لئے پروردگار نے ایسے عقیدہ رکھنے والے افراد کی جزا بھی حسنہ کہہ کر عام کردی ہے کہ جیسا حسین اور محکم عقیدہ تھا اسی انداز کی عام اور بہترین جزا ہے اور یہی بہترین منزل متقین ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) کفار و مشرکین کی بے حیائی کی انتہا یہ ہے کہ موت کے لمحات میں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے اور اطاعت کی آمادگی ظاہر کر کے یہ اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے کبھی کوئی برائی نہیں کی ہے جب کہ پروردگار نے خود یہ واضح اعلان کر دیا ہے کہ اس وقت کی ندامت ہرگز کام آنے والی نہیں ہے۔

(۸) کتنا فرق ہے کفار و مشرکین اور صاحبانِ ایمان کے ان خیالات و نظریات میں کہ صاحبانِ ایمان سے اسی قرآن کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو خالق و مالک پر اس قدر اعتبار رکھتے ہیں کہ خیر کے علاوہ کچھ نہیں کہتے ہیں اور کفار و مشرکین اسی قرآن کو اساطیر الاولین سے تعبیر کرتے ہیں اور بالکل بے بنیاد قرار دیتے ہیں۔

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ لَہُمۡ فِیۡہَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں ان کے لیے جو چاہیں گے (۹) موجود ہو گا۔

کَذٰلِکَ یَجۡزِی اللّٰہُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ

اللہ اہل تقویٰ کو ایسا اجر دیتا ہے۔(31) جن کی روحیں فرشتے پاکیزہ حالت میں

طَیِّبِیۡنَ ۙ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ بِمَا

قبض کرتے ہیں (اور انہیں) کہتے ہیں: تم پر سلام ہو! اپنے نیک اعمال کی جزا میں

کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۲﴾ ہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ (14) اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ

جنت میں داخل ہو جاؤ۔(32) کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے (ان کی جان کنی کے لیے)

اَوۡ یَاۡتِیَ اَمۡرُ رَبِّکَ ؕ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ

ان کے پاس آئیں یا آپ کے رب کا فیصلہ آئے؟ ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

وَ مَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾

اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔ (33)

فَاَصَابَہُمۡ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَ حَاقَ (15) بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا

آخرکار انہیں ان کے برے اعمال کی سزائیں ملیں اور جس چیز کا یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۳۴﴾ ع وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا لَوۡ شَآءَ

اسی نے انہیں گھیر لیا۔(34) اور مشرکین کہتے ہیں: اگر اللہ چاہتا تو ہم

اللّٰہُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ شَیۡءٍ نَّحۡنُ وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا

اور ہمارے باپ دادا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش نہ کرتے اور نہ اس کے

عربی حاشیہ

14- یہ نظر انتظار کے معنی میں ہے گویا کفار اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ فرشتے عذاب لے کر آجائیں تو یہ ایمان لانے کا ارادہ کریں۔

15- حاق بہم یعنی احاط بہم چاروں طرف سے گھیر لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس امر کا اجزا کے بجائے اعمال کی طرف منسوب کرنا علامت ہے کہ اعمال ہی روز قیامت مجسم ہوکر سامنے آئیں گے اور اپنے عامل اور مجرم کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔ اس عمل کے لئے جزا وغیرہ کے مقدر ماننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مسئلہ تجسم اعمال اسلام کا تقریباً مسلم مسئلہ ہے۔

ف: بلاغ مبین پیغام الٰہی کا پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ پیش کر دینا ہے جس کے بعد کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہ جائے اور یہ انبیاء کرام کی ایک بڑی ذمہ داری رہی ہے جس راہ میں سب نے بیحد مشکلات کا

اردو حاشیہ

(۹) جنت کی اس صفت کا مقابلہ دنیا کی کسی نعمت سے نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں انسان کو بقدر ضرورت بھی سامان مل جائے تو بہت ہے۔ بقدر خواہش ملنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی خواہشات ایک طرح سے لامحدود ہیں اور دنیا کی نعمتیں بہرحال محدود ہیں لیکن جنت کو مالک کائنات نے جملہ خواہشات کا علاج بنایا ہے کہ وہاں انسان جو چیز بھی حاصل کرنا چاہے گا اسے سامنے حاضر ملے گی۔ اور اس طرح یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ضرورت کے لئے دنیا بنائی گئی ہے اور خواہشات کے لئے جنت۔

وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا

حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا، تو کیا رسولوں پر واضح انداز میں تبلیغ کے سوا کوئی اور ذمہ داری ہے؟(35)اور بتحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض کے ساتھ ضلالت پیوست ہو گئی لہٰذا تم لوگ زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا تھا۔ (36) اگر آپ (۱۰) ان کی ہدایت کے خواہاں ہوں بھی تو اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا جنہیں وہ ضلالت میں ڈال چکا ہو اور نہ ہی کوئی ان کی مدد کرنے والا ہو گا۔(37)اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں: جو مر جاتا ہے اسے اللہ زندہ کر کے نہیں اٹھاتا۔ کیوں نہیں اٹھائے گا؟

عربی حاشیہ

سامنا کیا ہے اور اس کا جبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

16-اپنے اعمال اور اپنی گمراہی کی ذمہ داری پروردگار کے سرڈال دینا ہر دور کے گمراہوں کا طریقہ رہا ہے۔عقیدۂ جبر درحقیقت کسی ایک امت کی ایجاد نہیں ہے بلکہ ہر دور کے گمراہوں کا یہی فلسفہ رہا ہے جو وراثتاً منتقل ہوتا رہتا ہے۔

17-رسول ظاہری بھی ہوسکتا ہے اور باطنی بھی کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے عقل کو باطنی رسول کہا گیا ہے اور رسول کو ظاہری عقل۔

18-جہد۔ زحمت برداشت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پورا زور دے کر قسم کھائے کہ لوگوں کو اعتبار آ ہی جائے کہ قیامت آنے والی نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) حرص انسانی زندگی میں اچھی صفت نہیں ہے لیکن ہدایت کی حرص یقیناً ایک بہترین صفت ہے اور یہ اسی انسان میں پیدا ہوسکتی ہے جسے راہِ حق سے بے پناہ دلچسپی ہو اور وہ قوم سے بھی مکمل ہمدردی رکھتا ہوں اور ہر آن یہی چاہتا ہو کہ ساری قوم راہِ راست پر آ جائے اور کوئی گمراہ نہ ہونے پائے لیکن ظاہر ہے کہ یہ حرص اور یہ خواہش ارادہ تکوینی نہیں ہے کہ اس کا وقوع بہرحال ہو جائے لیکن یہ طرح کا جذبہ محبت ہے جو انسان کی ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے لیکن اسے منزل جبر تک نہیں پہنچا سکتا ہے کہ منزل جبر تک پہنچنے کے بعد انسان ہدایت یافتہ بھی ہو جائے تو اجر وثواب سے بہرحال محروم رہے گا اور رسول کبھی اس امر کا خواہش مند نہیں ہوسکتا ہے کہ قوم اجر وثواب اور آخرت سے محروم ہو جائے۔

عَلَيۡهِ حَقًّا وَّ لٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۳۸﴾

یہ ایک ایسا برحق وعدہ ہے جو اللہ کے ذمے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (38)

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىۡ يَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ وَ لِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ

تا کہ اللہ ان کے لیے وہ بات واضح طور پر بیان کرے جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں

كَفَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰذِبِيۡنَ‏ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَىۡءٍ اِذَاۤ

اور کافر لوگ بھی جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔(39)جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں تو

اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا

بے شک ہمیں اس سے یہی کہنا ہوتا ہے: ہو جا! (۱۱) پس وہ ہو جاتی ہے۔(40)اور جنہوں نے

فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِى الدُّنۡيَا

ظلم کا نشانہ بننے کے بعد اللہ کے لیے ہجرت کی انہیں ہم دنیا ہی میں ضرور

حَسَنَةً‌ ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ‌ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۴۱﴾

اچھا مقام دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔ (41)

الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ‏ ﴿۴۲﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔(42) اور ہم نے آپ سے پہلے

مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ‌ فَسۡـئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ

بھی مردان (حق) ہی کی طرف وحی بھیجی ہے۔ اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو

اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۴۳﴾ بِالۡبَيِّنٰتِ (19) وَالزُّبُرِ‌ ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ

تو اہل ذکر (۱۲) سے پوچھ لو۔(43) (جنہیں) دلائل اور کتابیں دے کر بھیجا تھا اور (اے رسول) آپ پر بھی ہم نے

المنزل ۳

عربی حاشیہ

ف: ہجرت فی اللہ کمال اخلاص کی علامت ہے اور مظلومیت کی شرط اشارہ ہے کہ حتی الامکان ظلم کو برداشت کرنا چاہیے اس کے بعد جب مصلحت اسلام کا تقاضا ہو تب ہجرت کرنا چاہیے نہ یہ کہ مصائب کا رخ دیکھ کر فرار اختیار کرلیا جائے۔ اور میدان کو خالی چھوڑ دیا جائے۔

ف: مالک کائنات نے معجزات اور کتب کے مقابلہ میں قرآن مجید کو ذکر قرار دیا ہے جو یاددہانی کے معنی میں ہے اور یہ تسلسل دعوت الٰہی کی بہترین دلیل ہے اور ایسے ذکر کے اہل ذکر علماء یہود ونصاریٰ نہیں بلکہ ائمہ اطہار ہیں اگرچہ کفار کے حق میں علماء یہود ونصاریٰ بھی اہل ذکر تھے جو حق کی گواہی دے سکتے تھے۔

19- بينات۔ بينه کی جمع ہے۔ واضح نشانی یعنی معجزہ۔ زُبر۔ زبور کی جمع ہے یعنی کتب اور صحیفے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) جس نے ایک اشارہ کُن سے پوری کائنات پیدا کر دی ہے اس کے لئے دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے وہ ایک حرف کُن سے قیامت بھی اٹھا سکتا ہے اور قیامت میں مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اس کے بارے میں اس طرح کی تشکیک کائنات کے پہلے وجود ہی کے بارے میں تشکیک کے مترادف ہے۔

(۱۲) یوں تو یہ حکم عام ہے اور ہر شخص کا فرض ہے کہ جس بات کو نہیں جانتا ہے اس کے جاننے والوں سے دریافت کرے اور جہالت پر اڑا نہ رہے لیکن روایات میں اہل ذکر سے اہل بیت طاہرینؑ کو مراد لیا گیا ہے کہ وہ دنیا کے تمام حقائق کے جاننے والے ہیں اور ہر نہ جاننے والے کی علمی تشنگی کو رفع کرنے والے ہیں۔

اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ

ذکر اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو وہ باتیں کھول کر بتا دیں جو ان کے لیے نازل کی گئی ہیں اور شاید وہ

يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيۡنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّخۡسِفَ

(ان میں) غور کریں۔(44) جو بدترین مکاریاں کرتے ہیں کیا وہ اس بات سے بے خوف ہیں کہ

اللّٰهُ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ يَاۡتِيَهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا

اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے [١٣] یا ان پر ایسی جگہ سے عذاب لے آئے کہ جہاں سے

يَشۡعُرُوۡنَ ۙ﴿۴۵﴾ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ فِيۡ تَقَلُّبِهِمۡ [20] فَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ۙ﴿۴۶﴾

انہیں خبر ہی نہ ہو؟(45) یا انہیں آتے جاتے ہوئے (عذاب الٰہی) پکڑ لے؟ پس وہ اللہ کو عاجز تو کر نہیں سکتے۔(46)

اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۴۷﴾

یا انہیں خوف میں رکھ کر گرفت میں لیا جائے؟ پس تمہارا رب یقیناً بڑا شفقت کرنے والا، مہربان ہے۔(47)

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا [21] ظِلٰلُهٗ عَنِ

کیا انہوں نے اللہ کی مخلوقات میں ایسی چیز نہیں دیکھی جس کے سائے

الۡيَمِيۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ

دائیں اور بائیں طرف سے عاجز ہو کر اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے جھکتے ہیں؟(48) اور

لِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّةٍ وَّ

آسمانوں اور زمین میں چلنے والی مخلوق اور فرشتے سب اللہ کے لیے

الۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوۡنَ رَبَّهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ

سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔(49) وہ اپنے رب سے جو ان پر بالادستی رکھتا ہے ڈرتے ہیں

عربی حاشیہ

20- تقلب۔ چلتے پھرتے یا عالمِ مسافرت میں اور ''تخوف'' دہشت کے عالم میں یا بقول طبرسی دھیرے دھیرے کہ ایک دن مکمل استیصال ہو جائے۔

21- تفیأ۔ سایہ کا پلٹنا کہ وہ صبح کو مغرب کی طرف رہتا ہے اور زوال کے بعد مشرق کی طرف پلٹ آتا ہے اور دونوں حالتوں میں حکم خدا کا تابع ہوتا ہے یعنی اسی کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(١٣) اللہ نے کفار کو چار طرح کے دنیاوی عذاب سے باخبر کیا ہے:

١۔ زمین میں دھنسا دیئے جائیں جس طرح کہ قارون کو دھنسا دیا گیا ہے۔

٢۔ اچانک عذاب آ جائے جس طرح کہ قوم لوطؑ پر عذاب نازل ہوا ہے۔

٣۔ سفر کی حالت میں تباہ ہو جائیں جیسا کہ بعض دیگر اقوام کا حشر ہوا ہے۔

٤۔ دھیرے دھیرے گھٹتے گھٹتے ایک دن فنا ہو جائیں اور انہیں اندازہ بھی نہ ہو۔

وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدة وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا

اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔(50)اور اللہ نے فرمایا: تم دو معبود نہ بنایا کرو۔

اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾

معبود تو بس ایک ہی ہے پس تم صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ (51)

وَ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا [22] ۭ

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی ملکیت ہے اور دائمی اطاعت صرف اسی کے لیے ہے۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

تو کیا تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟(52)اور تمہیں جو بھی نعمت حاصل ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ [23] ﴿۵۳﴾ ۚ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو تم اس کے حضور زاری [۱۴] کرتے ہو۔(53) پھر جب اللہ تم سے تکلیف

الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ ۙ لِيَكْفُرُوْا

دور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔(54)اس طرح وہ ان نعمتوں کی ناشکری کرنا

بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ

چاہتے ہیں جو ہم نے انہیں دے رکھی ہیں سو ابھی تم مزے کر لو کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔(55)اور یہ لوگ ہمارے دیے

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ [24] نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

ہوئے رزق میں سے ان کے لیے حصے مقرر کرتے ہیں جنہیں یہ نہیں جانتے۔ اللہ کی قسم اس افتراء کے بارے میں

كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ

تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔(56)اور انہوں نے اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دے رکھی ہیں جس سے وہ پاک و منزہ ہے

عربی حاشیہ

22-واصب یعنی دائم یعنی اطاعت مستمر۔

23-جوار۔ بلند آواز سے فریاد کرنا۔

24- یہ جہالت بتوں کی بھی صفت ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتے ہیں اور مشرکین کی بھی صفت ہے کہ وہ ان بتوں کی حقیقت سے بھی بےخبر ہیں کہ ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ف: سایہ موجودات کی بقا مسافر کی راحت اور اشیاء کے مشاہدہ کا بہترین ذریعہ ہے اور اسی لئے قرآن مجید نے اسے مستقل حیثیت دی ہے اور اس کے تابع حکم خدا ہونے کا اشارہ دیا ہے۔

ف: دفن بنات کا سلسلہ اگرچہ دو قبیلوں کی جنگ اور صلح سے شروع ہوا لیکن بعد میں ایک عام سماجی رسم کی شکل اختیار کر گیا جس کے اسباب اقتصادی، اجتماعی اور صنفی قسم کے تھے اور انھوں نے قوم کو حیوانیت کی منزل تک پہنچا دیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کی شدت سے مخالفت کی اور بیٹیوں کو بلند ترین درجہ عنایت فرمایا یہاں تک کہ انھیں گل زندگی قرار دے دیا۔

اردو حاشیہ

(۱۴) یہ انسانی فطرت کا سب سے بڑا عیب ہے کہ اولاً تو اللہ سے نعمت لے کر اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔

اور پھر جب مصیبت آن پڑتی ہے تو دوبارہ پھر اسی سے فریاد شروع کر دیتا ہے۔

اور پھر جب وہ مصیبت رفع ہو جاتی ہے تو اس کا شریک بنانے لگتا ہے اور کسی قیمت پر صراطِ مستقیم پر آنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔

وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ

اور (یہ لوگ) اپنے لیے وہ (اختیار کرتے ہیں) جو یہ خود پسند کریں (یعنی لڑکے)۔(57)اور جب ان میں سے کسی کو

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ

بیٹی کی خوشخبری (۱۵) دی جاتی ہے تو مارے غصے کے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔(58)اس بری خبر کی وجہ سے

سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى

وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کیا اسے ذلت کے ساتھ زندہ رہنے دے یا اسے

التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

زیر خاک دبا دے؟ دیکھو! کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں؟(59)جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ

ان کے لیے بری صفات ہیں اور اللہ کے لیے تو اعلیٰ صفات ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ

حکمت والا ہے۔(60)اور اگر لوگوں کے ظلم کی وجہ سے اللہ ان کا مواخذہ کرتا

عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

تو روئے زمین پر ایک جاندار بھی (زندہ) نہ چھوڑتا لیکن اللہ انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے پس جب

جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾

ان کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو وہ نہ گھڑی بھر کے لیے پیچھے ہو سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ (61)

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

اور یہ لوگ وہ چیزیں اللہ کے لیے قرار دیتے ہیں جو خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں

عربی حاشیہ

25-وہ انسان جو غصہ سے تباہ ہوا جارہا ہو اور اس کا اظہار نہ کر سکے تو گویا وہ خون یا زہر کے گھونٹ پی رہا ہے۔

26-مثل۔صفت کے معنی میں ہے کہ کفار کے پاس بدترین صفات ہیں اور رب العالمین کے پاس بلندترین صفات ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۵) دورِ جاہلیت کے خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ ان سے لڑکیوں کا وجود برداشت نہیں ہوتا تھا۔کوئی انہیں زندہ دفن کر دیتا تھا۔کوئی بلندی سے پھینک دیتا تھا۔کوئی پانی میں غرق کر دیتا تھا اور کوئی ذبح کر دیتا تھا۔ اور اسی کا نام حیا و غیرت رکھ لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کو دفن کرنا چاہا تو اس نے فریاد کی کہ بابا میری خطا کیا ہے لیکن اس نے دفن کر دیا جس کے بعد مسلمان بھی ہو گیا تو بقول خود اسے اسلام میں کوئی مزہ نہیں آیا اور کسی طرح کا سکون نصیب نہیں ہوا۔

بے شک جاہلیت میں لڑکیوں کو بے قصور مار ڈالنا ایک عظیم جرم تھا لیکن یہ جرم اس جرم سے یقیناً ہلکا تھا جو آج کے دور میں استعمار گر افرادِ عالم انسانیت پر ڈھا رہے ہیں اور ایک ایٹمی تجربہ کے لئے لاکھوں بے قصور انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اور انہیں کسی طرح کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔

اسلام نے بیٹی کو باپ کی زندگی کے لئے سامان سکون و راحت اور اس کے جنازہ کے لئے رونق و زینت قرار دیا ہے اور سرکار دو عالمؐ کی تو نسل بھی دنیا میں بیٹی کے دم سے قائم ہوئی ہے۔

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

کہ ان کے لیے بھلائی ہے جب کہ ان کے لیے یقیناً جہنم کی آگ ہے اور یہ لوگ سب سے پہلے پہنچائے

مُّفْرَطُوْنَ[27] ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

جائیں گے۔(62)اللہ کی قسم! آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف ہم نے (رسولوں کو) بھیجا لیکن شیطان نے

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ

ان کے اعمال انہیں آراستہ کر کے دکھائے پس آج وہی ان لوگوں کا سرپرست ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ

دردناک عذاب ہے۔(63)اور ہم نے صرف اس لیے آپ پر کتاب نازل کی ہے تا کہ آپ وہ باتیں ان کے لیے

لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

واضح طور پر بیان کریں جن میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ

رحمت ثابت ہو۔(64)اور اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۸ ۵ ۱۴

زندہ کیا اس کی موت کے بعد۔ سننے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانی ہے۔ (65)

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ

اور تمہارے لیے مویشیوں میں یقیناً ایک سبق ہے۔ ان کے شکم میں موجود گوبر اور خون کے درمیان سے

مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ[28] لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

ہم تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۔ (66)

عربی حاشیہ

27-مفرط۔ ر پر زبر کے ساتھ۔ وہ شخص جسے آگے بڑھادیا جائے۔ اور ر کے زیر کے ساتھ خود حد سے آگے بڑھ جانے والا اور ر پر تشدید کے ساتھ کوتاہی کرنے والا ہے۔

28-دودھ کی کل حقیقت یہی ہے کہ جانور کی غذا کا ایک حصہ گوبر بن کر نکل جاتا ہے اور ایک حصہ خون کی شکل میں تبدیل ہوجاتا ہے اور یہی خون تھنوں میں پہنچ کر دودھ کی شکل اختیار کرلیتا ہے تو کیا ایک غذا کو اتنے مراحل سے گزار کر گوبر بننے والی چیز کو دودھ بنا دینا قدرت ورحمت پروردگار کی نشانی نہیں ہے۔

ف: اجل مسمیٰ بظاہر وقت موت ہی ہے جس موقع تک ہر انسان کو مہلت دی جاتی ہے کہ اگر توبہ کرنا چاہے تو کرلے ورنہ اُسے ہلاک برباد کر دیا جائے گا۔

اردو حاشیہ

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا
اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشے کی چیزیں بناتے ہو اور پاک رزق بھی
وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ
بنا لیتے ہو۔ عقل سے کام لینے والوں کے لیے اس میں ایک نشانی ہے۔ (67) اور
اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ
آپ کے رب نے شہد کی مکھی پر وحی (۱۶) کی کہ پہاڑوں اور درختوں اور لوگ
مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں گھر (چھتے) بنائے۔ (68) پھر ہر قسم کے پھل (کا رس) چوس لے
فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ
اور اپنے پروردگار کی طرف سے تسخیر کردہ راہوں پر چلتی جائے۔ ان مکھیوں کے شکم سے
مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
مختلف رنگوں کا مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ غوروفکر کرنے والوں کے لیے
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۛ وَ
اس میں ایک نشانی ہے۔ (69) اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے اور
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ
تم میں سے کوئی نکمی ترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تا کہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے،
شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى
اللہ یقیناً بڑا جاننے والا، قدرت والا ہے۔ (70) اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر

عربی حاشیہ

29- یہ انسانی اعمال کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اس شیرہ سے شراب بھی بنالیتا ہے اور بہترین رزق بھی..... اس مسئلہ کا حلال وحرام سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ کونسی غذا حلال ہے اور کون سی حرام۔

واضح رہے کہ قرآن مجید نے پانی سے زمین کی زندگی کو سننے والوں کے لئے نشانی قرار دیا ہے اور شیرہ سے غذا فراہم کرنے کو عقل والوں کے لئے اور پھلوں سے شہد بنانے کو فکر والوں کے لئے جو اس بات کی علامت ہے کہ زمین کی زندگی واضح ترین مسئلہ ہے اور شیرہ سے غذا کی تشکیل قدرے عقل کی محتاج ہے اور پھلوں کے رس سے شہد کی تعمیر ایک مکمل فکر کی طلبگار ہے جس کے بعد ہی قدرت خدا کا مکمل اندازہ ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ شہد کی مکھی کا وجود اور اس کا عمل آئندہ پھلوں کی پیدائش کا بھی بہترین سبب ہے جس کے بغیر پھلوں کے فنا ہوجانے کا بھی امکان پایا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) یہ قدرت کی نشانیوں میں سب سے عظیم تر نشانی ہے ورنہ غذا کو دودھ میں تبدیل کر دینا یا مردہ زمین کو چند قطرے پانی سے زندہ بنا دینا بھی کوئی معمولی نشانی نہیں ہے۔

شہد کی مکھی کے لئے ایک فطری اشارہ ہے جو اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے کہ وہ تین مقامات پر اپنے گھر بناتی ہے۔ پھر مختلف مقامات سے رس فراہم کرتی ہے اور اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کرتی ہے اور آخر میں قانون الٰہی کے مطابق کام انجام دے کر شہد تیار کر لیتی ہے۔

یہ بھی صاحبانِ فکر ونظر کے لئے ایک اشارہ ہے کہ جو حکم خدا کے مطابق اس کے راستوں پر اطاعت کے ساتھ چلتا ہے وہی عالمِ انسانیت کے لئے بہترین شہد اور شفا کا سامان فراہم کرسکتا ہے ورنہ جو اس کے راستہ سے منحرف ہو جائے گا وہ شہد کو بھی زہر بنا سکتا ہے شہد فراہم نہیں کرسکتا۔

بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَآدِّي رِزْقِهِمْ عَلَى
رزق میں فضیلت دی ہے۔ پھر جنہیں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَآءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ
دینے والے نہیں (۱۷) ہیں کہ دونوں اس رزق میں برابر ہو جائیں ۔ کیا یہ لوگ اللہ کی نعمت سے

يَجْحَدُونَ ﴿٧١﴾ وَ اللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ
انکار کرتے ہیں؟(71)اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں

أَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَّ
اور اس نے تمہاری ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کیے اور تمہیں

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَ بِنِعْمَتِ
پاکیزہ چیزیں عنایت کیں۔ تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی

اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿٧٢﴾ وَ يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا
نعمت کا انکار کریں گے؟(72) اور اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ ایسوں کی پوجا کرتے ہیں

يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ (30) وَ الْأَرْضِ شَيْئًا وَّ
جنہیں نہ آسمانوں سے کوئی رزق دینے کا اختیار ہے اور نہ زمین سے اور نہ ہی وہ اس کام کو

لَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٧٣﴾ ۚ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ
انجام دے سکتے ہیں۔(73)پس اللہ کے لیے مثالیں نہ دیا کرو، (ان چیزوں کو)

اللَّهَ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا
یقیناً اللہ بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(74)اللہ ایک غلام (۱۸) کی مثال بیان فرماتا ہے

عربی حاشیہ

30-انسان کا رزق زمین میں بھی ہے اور آسمان میں بھی ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین سے غلہ پیدا ہوتا ہے بت نہ رزق کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی اور چیز کا۔

اردو حاشیہ

(۱۷) جب بندے اپنی فضیلت میں اپنے غلاموں کو شریک نہیں بناتے تو خدا اپنے کاروبار میں مخلوقات کو کس طرح شریک بنا لے گا آخر یہ بات ان مشرکین کی عقل میں کیوں نہیں آتی ہے۔

(۱۸) پروردگار عالم نے بتوں کی بے بسی کا تذکرہ کرنے کے بعد انسان کو مختلف مثالوں کے ذریعہ یہ سمجھایا ہے کہ اگر بے اختیار غلام صاحبِ خیر کے برابر نہیں ہوسکتا، گونگا انسان عدل و انصاف کا حکم دینے والے کے برابر نہیں ہوسکتا تو آخر یہ عاجز، بے بس اور گونگے بت رب العالمین کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔
انسان اس قدر عقل سے دور کیوں ہو گیا ہے اور اسے اس فرق کا اندازہ کیوں نہیں ہوتا ہے۔

عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا یَقۡدِرُ عَلٰی شَیۡءٍ وَّ مَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا

جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کسی چیز پر قادر نہیں اور دوسرا (وہ شخص) جسے ہم نے اپنی طرف سے

رِزۡقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّ جَهۡرًا ؕ هَلۡ

اچھا رزق دے رکھا ہے پس وہ اس رزق میں سے پوشیدہ وعلانیہ طور پر خرچ کرتا ہے۔

یَسۡتَوٗنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾

کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (75)

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَیۡنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبۡكَمُ [31] لَا یَقۡدِرُ

اور اللہ دو مردوں کی مثال دیتا ہے۔ ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر بھی قادر نہیں ہے

عَلٰی شَیۡءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰی مَوۡلٰىهُ ۙ اَیۡنَمَا یُوَجِّهۡهُّ لَا

بلکہ وہ اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ وہ اسے جہاں بھی بھیجے کوئی بھلائی نہیں لاتا۔

یَاۡتِ بِخَیۡرٍ ؕ هَلۡ یَسۡتَوِیۡ هُوَ ۙ وَ مَنۡ یَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ

کیا یہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو انصاف کا حکم دیتا ہے

وَ هُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۷۶﴾ ع وَ لِلّٰهِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ

اور خود صراط مستقیم پر قائم ہے؟ (76) اور آسمانوں اور زمین کا غیب

وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ مَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ

اللہ کے لیے خاص ہے اور قیامت کا معاملہ تو ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا

اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۷۷﴾ وَ اللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ

بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(77)اور اللہ نے تمہیں

عربی حاشیہ

31-۔ابکم۔یعنی گونگا اور کلّ یعنی کاہل جو خود کچھ نہیں کرتا ہے اور دوسرے پر بوجھ بنا رہتا ہے اور اسی لئے روایات میں وارد ہا ہے کہ جو کاہل انسان دوسرے کے سر کا بوجھ بنا رہتا ہے وہ ملعون اور رحمتِ خدا سے دور ہے۔ رحمت خدا اہلِ جہد و جہاد کا حصہ ہے کاہلوں کا ورثہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

مِّنۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَـكُمُ

تمہاری ماؤں (۱۹) کے شکموں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے

السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝٧٨ اَلَمۡ

تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے کہ شاید تم شکر کرو۔(78) کیا

يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ

انہوں نے ان پرندوں کو نہیں دیکھا جو فضائے آسمان میں مسخر ہیں؟ اللہ کے سوا انہیں کسی نے

اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝٧٩ وَاللّٰهُ

تھام نہیں رکھا۔ ایمان (۲۰) والوں کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں۔(79) اور اللہ نے

جَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۢ بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ

تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے اور اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لیے

الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ

ایسے گھر بنائے جنہیں تم سفر کے دن اور حضر کے دن میں ہلکا محسوس کرتے ہو اور ان جانوروں

اِقَامَتِكُمۡ ۙ وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا وَاَوۡبَارِهَا وَاَشۡعَارِهَاۤ

(مثلاً بھیڑ) کی اون اور (اونٹ کی) پشم اور (بکرے کے) بالوں سے گھر کا سامان اور ایک مدت تک

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ ۝٨٠ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمۡ مِّمَّا

کے لیے (تمہارے) استعمال کی چیزیں بنائیں۔(80) اور اللہ نے تمہارے لیے اپنی پیدا کردہ

خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ

چیزوں سے سائے بنائے اور پہاڑوں میں تمہارے لیے پناہ گاہیں بنائیں

عربی حاشیہ

32-ام کی جمع امات ہوتی ہے لیکن اس میں ایک ہا کا اضافہ کردیا گیا ہے تاکہ صاحبانِ عقل اور بے عقلوں کی جمع میں فرق ہوجائے۔ لیکن بعض حضرات کی نظر میں یہ ہا تاکید کے لئے ہے۔

33- سکن۔ عمل سکون واستقرار۔ ظعن۔ سفر۔ صوف۔بھیڑی کا اون۔ وبر۔ اونٹ کے روئیں۔ شعر۔ بکری کے بال۔ اثاث۔گھر کا سامان۔ متاع جس سے فائدہ اٹھایاجائے۔ ظلال۔ظل کی جمع ہے یعنی سائے۔ اکنان۔ کن کی جمع ہے یعنی جہاں انسان چھپ سکے۔سرابیل۔سربال کی جمع ہے یعنی قمیص اور پیراہن۔ باس۔شدت یعنی جنگ اور لباسِ جنگ کا نام ہے''زرہ''۔

ف: رزق کے مسئلہ میں خدا کے اختیارات اور اس کی ضمانت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور سعی وکوشش کی تاثیر سے بھی انکار نہیں کیاجاسکتا ہے اور دونوں کے توافق کا نتیجہ یہ

اردو حاشیہ

(۱۹) تخلیق کائنات کے بعد انسان کو خود اس کی خلقت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ پیدا ہوا تھا تو اس قدر جاہل تھا کہ کچھ نہیں جانتا تھا اور اس کے بعد اس کی دی ہوئی صلاحیتوں سے اتنا اونچا ہوگیا کہ اسی کا انکار کرنے لگا جب کہ نعمتوں کے احساس اور احسان شناسی کا تقاضا تھا کہ اس کا شکر گزار ہوتا اور کفرانِ نعمت نہ کرتا۔

(۲۰) انسان پرندوں کے حالات پر غور کرے تو ایمان کے بے شمار راستے کھل جاتے ہیں۔ ایک جہاز کو فضا میں روکنے کے لئے کتنی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے اور کتنے آلات استعمال کرنا پڑتے ہیں اور اس کے بعد بھی ایندھن ختم ہوجائے تو فوراً ہی گر پڑتا ہے اور یہاں ایک ایک پرندہ مدتوں سے پرواز کررہا ہے نہ ایندھن استعمال ہوتا ہے اور نہ آلات۔ صرف ایک قدرت خدا ہے جو سب کو فضائے بسیط میں روکے ہوئے ہے اور اسی کے اشارہ پر ساری کائنات چل رہی ہے۔

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ[34] وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ ط

اور تمہارے لیے ایسی پوشاکیں بنائیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسی پوشاکیں

كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

جو تمہیں جنگ سے بچائیں۔ اس طرح اللہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے شاید تم فرمانبردار بن جاؤ۔ (81)

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ

پھر اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو (اے رسول) آپ کی ذمے داری تو صرف واضح انداز میں تبلیغ کرنا ہے۔(82) یہ لوگ اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

نعمت کو پہچان لیتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر تو کافر ہیں۔ (83)

(ع ۱۱/۱۷)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ

اور اس روز ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے پھر کافروں کو نہ تو اجازت دی جائے گی اور نہ ہی

كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ[35] ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

ان سے اپنے عقاب کو دور کرنے کے لیے کہا جائے گا۔(84) اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ

تو نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔(85) اور

اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ

جنہوں نے شرک کیا ہے جب وہ اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے:

شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ج فَاَلْقَوْا

ہمارے پروردگار! یہ ہمارے وہی شریک ہیں جنہیں ہم تیری بجائے پکارتے تھے تو وہ (شرکاء)

عربی حاشیہ

ہے کہ انسان نہ اس قدر دوڑ دھوپ کرے کہ خدا سے اعتماد اٹھ جائے اور نہ اس قدر کاہل ہوجائے کہ کوشش کرنا بند کردے صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ کوشش کرتا رہے اور رحمت الٰہی پر اعتماد بھی رکھے کہ وہ محنت کو ضائع نہ ہونے دے گا۔

34-اس حر سے مراد سردوگرم دونوں ہیں۔ حرارت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ عربستان کے لباس عام طور سے گرمی ہی سے بچانے کے لئے ہوا کرتے تھے۔

35-یعنی اتنا موقع بھی نہ دیا جائے گا کہ خدا کو راضی کرنے کے لئے کسی قول یا فعل کا انتظام کرسکیں۔

اردو حاشیہ

(۲۱) جب پروردگار عالم ان بندوں کو قابلِ معافی نہیں قرار دیتا جو خیمہ ڈیرہ کی نعمت سے فیضیاب ہوتے ہیں اور معمولی مکانات کے رہنے والے یا معمولی لباس کے پہننے والے ہیں اور رزق خدا کھا کر اس کی رزاقیت کا اقرار نہیں کرتے ہیں اور اس کے فضل و کرم کو اپنے شرکاء کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تو ان قوموں کو کس طرح معاف کر دے گا، جنہیں پٹرول کی بے پناہ دولت دی ہے اور وہ اس بے حساب دولت سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اطاعتِ خدا نہیں کرتے ہیں اور غیر اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور انہیں کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور عظمت پروردگار کا کھلم کھلا عملاً انکار کرتے ہیں۔

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ
اس بات کو مسترد کر دیں گے (اور کہیں گے:) بے شک تم جھوٹے (۲۲) ہو۔(86) اور اس دن وہ اللہ کے آگے

يَوْمَئِذِ ࣙالسَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾
سر تسلیم خم کر دیں گے اور ان کی افتراء پردازیاں ناپید ہو جائیں گی۔(87)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ
جنہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) راہ خدا سے روکا ان کے لیے ہم عذاب پر

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَ يَوْمَ
عذاب کا اضافہ کریں گے اس فساد کے عوض جو یہ پھیلاتے رہے۔(88) اور (انہیں اس دن سے آگاہ کیجئے)

نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ
جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ خود انہیں میں سے اٹھائیں گے اور

جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لے آئیں گے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب ہر چیز کو

الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى
بڑی وضاحت سے بیان کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت بنا کر

لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ
نازل کی ہے۔(89) یقیناً اللہ عدل اور احسان (۲۳) اور قرابتداروں کو (ان کا حق)

ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ
دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۸۳ میں ثم کا استعمال دلیل ہے کہ عرفان نعمت انکار سے مانع ہوتا ہے لیکن دوسرے عوامل گمراہی عمل کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ انسان ان سے مغلوب ہوکر انکار کر دیتا ہے جس طرح کہ نعمت نبوت وامامت کا انکار کیا گیا ہے کہ اس کا سبب بھی سیاسی اور دنیاوی عوامل واسباب ہیں۔

ف: ''تبیان'' کہا جاتا ہے کہ تبیان اور تلقاء کے علاوہ یہ مصدر ہمیشہ ت کے زبر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔(روح البیان)

36- سلم۔ انقیاد اور اطاعت۔

37- اگرچہ دنیا میں پیغمبرؐ کی بھی ایک امت تھی لیکن قیامت میں انھیں ساری امتوں اور ساری نبوتوں کے گواہ کی حیثیت سے لایا جائے گا اور یہ علامت ہے کہ ان کی رسالت کا تعلق تمام امتوں اور نبوتوں سے ہے۔

38- فحشاء۔ بدکاری مثل زنا۔ لواط، شراب، جوا، جھوٹ، بہتان وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲۲) قیامت کا منظر واقعاً قیامت کا منظر ہوگا جب مشرکین اپنے خداؤں کی طرف رخ کر کے انہیں ذمہ دار ٹھہرائیں گے اور ان کے خدا انہیں جھوٹا قرار دے کر یہ الزام لگائیں گے کہ انہوں نے ہمیں کیوں شریک بنایا تھا۔ ہم تو شریک بننے کے لائق نہیں تھے۔ یہ ان کی حماقت اور جہالت ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

(۲۳) ابن مسعود کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں تمام ابواب خیر وشر کی جامع اس سے بہتر کوئی آیت نہیں ہے۔ جس میں ہر طرح کے خیر کا حکم موجود ہے اور ہر طرح کی برائی سے روکا گیا ہے۔

عثمان بن مظعون کہتے ہیں کہ میں اسلام تو لے آیا تھا لیکن اطمینان اس آیت کے نزول کے بعد ہی ہوا کہ واقعاً اسلامی تعلیمات جامع ترین اور مفید ترین تعلیمات ہیں۔

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۰﴾ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا

وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت قبول کرو۔(90)اور جب تم عہد کرو تو اللہ سے

عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ

عہد کو پورا کرو اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو جب کہ تم

قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

اللہ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ

تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ

اسے جانتا ہے۔(91)اور تم اس عورت (۲۴) کی طرح نہ ہونا جس نے پوری طاقت سے

قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ

سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ تم اپنی قسموں کو آپس میں

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ

فساد کا ذریعہ بناتے ہو تا کہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ جائے۔اس بات کے ذریعے

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اللہ یقیناً تمہیں آزماتا ہے اور قیامت کے دن تمہیں وہ بات کھول کر ضرور بتا دے گا جس میں تم اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

کرتے رہے۔(92)اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے

وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ

گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کے بارے میں

عربی حاشیہ

منکر۔ ہروہ عمل جسے عقل سلیم یا شرع مقدس بُرا قرار دے۔

بغی۔ یعنی قول یا عمل سے کسی شخص پر ظلم وتعدی کرنا۔

39- عہد۔ ہر وہ پابندی جو انسان خود اپنے اوپر عائد کرے۔

نقض۔ عہد کو توڑ دینا۔

توکید۔ تاکید کی اصل ہے کہ اس میں واؤ ہے الف نہیں ہے۔

40- انکاث۔ نکث کی جمع ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے۔

دخل۔ ہر غیر صحیح کام جسے درمیان میں لے آیا جائے۔

ف: ''تبیان لکل شئ'' سے مراد ان تمام امور کا بیان ہے جو انسانی تربیت کے اصل اور مصدر کا بیان ہے جس کی تفصیل رسول اور اولی الامر سے معلوم ہوگی یاد رہے کہ قرآن پہلے مرحلہ پر بیان ہے اس کے بعد ہدایت اور پھر عمل کرنے

اردو حاشیہ

(۲۴) مکہ میں ایک احمق عورت تھی جو دن بھر سوت کاتتی تھی اور شام کو توڑ ڈالتی تھی۔ قرآن مجید نے عہد شکنی کرنے والوں کو اسی عورت سے تشبیہ دی ہے کہ یہ لوگ عہد کرتے ہیں اور پھر وفا نہیں کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ باہمی قرارداد میں نام خدا نہ آئے تو وعدہ ہے اور نام خدا آجائے تو عہد ہے۔ وعدہ کا وفا کرنا ایک اخلاقی امر ہے اور عہد کا پورا کرنا شرعاً واجبات میں ہے کہ اس کی مخالفت کرنے میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا [41]
تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔(93) اور تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد کا ذریعہ نہ بناؤ کہ

بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ
قدم جم جانے کے بعد اکھڑ جائیں اور راہ خدا سے روکنے کی پاداش میں

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾
تمہیں عذاب چکھنا پڑے اور (ایسا کیا تو) تمہارے لیے بڑا عذاب ہے۔ (94)

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ
اور اللہ کے عہد کو تم قلیل معاوضے میں نہ بیچو۔ اگر تم جان لو تو تمہارے لیے صرف

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ
وہی بہتر ہے جو اللہ کے پاس ہے۔(95) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم (۲۵) ہو جائے گا اور

مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ
جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر کیا ہے ان کے بہترین اعمال کی

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ
جزا میں ہم انہیں اجر ضرور دیں گے۔(96) جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ [42]
بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اور ان کے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ [43] مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾
بہترین اعمال کی جزا میں ہم انہیں اجر (بھی) ضرور دیں گے۔ (97)

عربی حاشیہ

والے کے لئے رحمت اور آخر میں تکمیل عمل پر اطاعت گزاروں کے لئے بشارت۔

ف: قرآنی مثال واضح کر رہی ہے کہ عہد شکنی ایک زنانہ عمل ہے جس میں کسی طرح کی مردانگی نہیں پائی جاتی ہے اور اسی تناظر میں صلح امام حسنؑ کے بعد حاکم شام کے عمل کو دیکھنا چاہیے۔

41- ان آیات میں عہد شکنی سے بار بار منع کیا گیا ہے اور ہر مرتبہ اس کا ایک نیا نمونہ بیان کیا گیا ہے۔

کبھی یہ کہا گیا ہے کہ عہد شکنی مت کرو کہ تم نے خدا کو کفیل بنایا ہے اور کبھی یہ کہا گیا کہ عہد کے ذریعہ خدا تمھارا امتحان لے رہا ہے۔ مبادا کہ تم ناکامیاب ہوجاؤ اور کبھی دوسرے افراد کی گمراہی کے خطرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اس طرح راہِ خدا سے روکنے کے مجرم قرار پاسکتے ہو۔

42- اگرچہ حیاتِ طیبہ کا واقعی مصداق جنت کی زندگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ لیکن خاصان خدا کی ذکر فکر سے معمور زندگی کو بھی

اردو حاشیہ

(۲۵) اسلام نے انسانی فکر کی بلندی کے لئے جو اسباب فراہم کئے ہیں ان میں سے ایک عقیدہ آخرت بھی ہے کہ انسان فطری طور پر مفاد پرست ہے اور وہ فائدے سے ہٹ کر کچھ سوچنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے اور اسے جب تک کسی کام میں فائدہ نظر نہیں آتا ہے وہ ہنسی خوشی اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔ پروردگارِ عالم نے اس فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے فائدہ کے مفہوم کو وسیع تر بنا دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ تم کوئی کام بھی فائدہ کے بغیر نہ کرو لیکن فائدہ کو صرف دنیا کے چند سکوں تک محدود نہ رکھو بلکہ فائدہ کا تصور اس سے کہیں زیادہ طویل و عریض اور وسیع تر قرار دو کہ دنیا کا فائدہ فنا ہو جانے والا ہے اور آخرت کا فائدہ باقی رہ جانے والا ہے اور اسی نکتہ کو جب انسان سمجھ لیتا ہے تو حر بن یزید ریاحی بن جاتا ہے اور جب اس نکتہ سے غافل ہو کر ملک رے کے چکر میں پڑ جاتا ہے تو عمر بن سعد بن جاتا ہے۔ دونوں کا بنیادی فرق فقط عقیدہ آخرت پر اعتماد اور اس کے مقابلہ میں دنیا داری اور مادیت پرستی میں مضمر ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

پس جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو راندہ درگاہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ

الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لیا کریں۔(98)شیطان کو یقیناً ان لوگوں پر کوئی بالادستی حاصل نہ ہو گی جو ایمان لائے ہیں

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔(99)اس کی بالادستی تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اسے اپنا

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ

(ع ۱۳ ۱۱ ۱۹)

سرپرست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔(100)اور جب ہم ایک آیت کو

اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ

کسی اور آیت سے بدلتے ہیں تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا نازل کرے۔ یہ لوگ کہتے ہیں:

اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

تم تو بس خود ہی گھڑ لاتے ہو۔ درحقیقت ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(101) کہہ دیجئے! اسے روح القدس [۲۶] نے

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل کیا ہے تا کہ ایمان لانے والوں کو ثابت (قدم) رکھے اور

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت ثابت ہو۔(102) اور بتحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ (آپ کے بارے میں)

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ [44]

کہتے ہیں: اس شخص کو ایک انسان سکھاتا ہے۔ حالانکہ جس شخص کی طرف یہ نسبت دیتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے

عربی حاشیہ

پاکیزہ حیات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

43- جزا کا معیار احسن اعمال ہے لیکن اس کا تعلق اعمالِ خیر کے درمیان بہترین عمل سے نہیں ہے بلکہ تمام زندگی کے اعمال کے مقابلہ میں بہترین اعمال سے ہے..... اور وہ ہر اطاعت پروردگار پر صادق آتا ہے۔

44- عجمی وہ شخص ہے جو عرب سے باہر کا رہنے والا ہو اور اعجمی وہ شخص ہے جس کی زبان صاف نہ ہو چاہے وہ عربستان ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو۔

کفار نے تعلیم قرآن کی نسبت ایک مرد رومی کی طرف دی تھی جو حضور سے قرآن سیکھنے آیا کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ عجمی بھی تھا اور اعجمی بھی جب کہ قرآن مجید عربی ادب اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار اور معجزہ ہے۔

ف: "ماعنداللہ" صرف صدقات و خیرات اور کار خیر کا نام نہیں ہے اور نہ ان کا انحصار خدائی خزانوں میں ہے۔ انسان خود بھی ایمان و کردار سے

اردو حاشیہ

(۲۶) جبریل کو روح القدس اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک مقدس کتاب کے لانے والے اور اس کے پیغام کے پہنچانے والے تھے۔

وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور یہ (قرآن) تو واضح عربی زبان ہے۔(103) جو لوگ اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

یقیناً اللہ ان کی ہدایت نہیں کرتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (104)

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ

جھوٹ تو صرف وہی لوگ افتراء کرتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر ایمان

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔(105) جو شخص اللہ کا انکار کرے اس پر

اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ

ایمان لانے کے بعد سوائے اس کے جسے مجبور (۲۷) کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ

(تو کوئی حرج نہیں) لیکن جنہوں نے دل کھول کر کفر اختیار کیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

بڑا عذاب ہے۔(106) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں

عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

دنیا کی زندگی کو پسند کیا ہے اور اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا۔ (107)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ

یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے

عربی حاشیہ

عنداللہ ہوجائے تو بقائے دوام حاصل کرسکتا ہے ورنہ کائنات کا مزاج فنا پسند ہے اور ہر شے ہمیشہ روبہ زوال ہے سالگرہ سال میں اضافہ نہیں ہے ایک سال کے اپنے پاس سے گرنے کا نام ہے۔

ف: سید قطب کا بیان ہے کہ ۱۹۵۴ء میں روس میں قرآن مجید پر اعتراض کرنے کا سیمینار ہوا تو آخر میں اعلان کیا گیا کہ یہ محمدؐ یا عرب کے بس کا کلام نہیں ہے۔ اس میں باہر والوں کا بھی ہاتھ ہے ورنہ اس قدر جامع کلام ناممکن ہے۔ عدو شود سبب خیر.....

45- کلمہ حصر علامت ہے کہ دنیا میں افتراپردازی کرنے والے مسلمان بھی ہیں تو یہ درحقیقت کافر اور ملعون ہیں۔ اور آخرت میں ان کا حشر کفار ہی جیسا ہوگا۔

اور اسی لئے روایت میں وارد ہوا ہے کہ سرکار دوعالمؐ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اور اس کے بعد اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی جس کا

اردو حاشیہ

(۲۷) علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ کفار نے ابتدائی دور کے مسلمان عمار، یاسر، سمیہ، صہیب، بلال، حباب اور مسلم وغیرہ کو اس قدر ستایا کہ یاسر اور سمیہ کو قتل ہی کر ڈالا اور عمار پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ انہوں نے عاجز آ کر زبان پر کلمہ کفر جاری کر دیا۔ اصحاب میں شور ہو گیا اور عمار کافر ہو گئے۔ سرکار دو عالمؐ کو اطلاع ملی تو فرمایا عمار سراپا اسلام سے معمور ہیں اور ایمان ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔ پھر جب عمار روتے ہوئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ جبر کریں تو پھر وہ کلمات ادا کر دینا کہ رب العالمین نے تمہاری شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

آیت کریمہ تقیہ کے جواز اور اس کے ممدوح ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ اور اس کے بعد تقیہ کا مذاق اڑانا اور اسے کتمان حق سے تعبیر کرنا قرآن مجید سے صریحی جہالت یا اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

وَاَبۡصَارِهِمۡ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ

مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔(108)لازماً آخرت میں

اَنَّهُمۡ فِي الۡاٰخِرَةِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

یہی لوگ خسارے میں رہیں گے۔(109) پھر آپ کا پروردگار

لِلَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰهَدُوۡا

یقیناً ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آزمائش میں مبتلا (۲۸) ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا

وَصَبَرُوۡٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع

(ع ۱۴ ۱۰ ۲۰)

اور صبر سے کام لیا ان باتوں کے بعد آپ کا رب یقیناً بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ (110)

يَوۡمَ تَاۡتِيۡ كُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ [46] عَنۡ نَّفۡسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ

اس دن ہر شخص اپنی صفائی کی حجتیں قائم کرتے ہوئے پیش ہو گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا

نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(111) اور اللہ ایسی بستی کی مثال دیتا ہے

مَثَلًا قَرۡيَةً كَانَتۡ اٰمِنَةً مُّطۡمَئِنَّةً يَّاۡتِيۡهَا رِزۡقُهَا

جو امن سکون سے تھی، ہر طرف سے اس کا وافر رزق اسے پہنچ رہا تھا پھر اس نے

رَغَدًا مِّنۡ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ

اللہ کی نعمات کی ناشکری شروع کی تو اللہ نے ان حرکتوں کی

لِبَاسَ الۡجُوۡعِ وَالۡخَوۡفِ بِمَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدۡ

وجہ سے انہیں بھوک اور خوف کا ذائقہ چکھا دیا۔ (112) اور بتحقیق ان کے

عربی حاشیہ

مفہوم یہ ہے کہ اگر جھوٹ بولے گا تو سمجھو کہ مسلمان نہیں ہے۔

لیکن واضح رہے کہ اکراہ اور مجبوری کے مقام کو قرآن مجید ہی نے مستثنیٰ کر دیا ہے جو تقیہ کے جواز کی بہترین دلیل ہے بشرطیکہ اس سے دین خطرہ میں نہ پڑتا ہو ورنہ تقیہ حرام ہوجائے اور حفظِ دین بہرحال واجب ہوگا۔

ف: آیت نمبر ۱۱۲ میں لباس کے ساتھ ذائقہ کا لفظ علامت ہے کہ جس طرح کھانے کپڑے کی طرف سے مطمئن تھی اسی طرح عذاب نے انھیں گھیر لیا اور لباس اور غذا دونوں کی جگہ بھوک اور خوف نے لے لی کہ بھوک غذا بن گئی اور خوف لباس جس سے بچنے کے لئے اب کوئی دوسرا لباس نہیں ہے۔ کاش ضرورت سے زیادہ غذائیں تیار کر کے پھینکنے والے اس صورتِ حال کی طرف متوجہ ہوتے اور اس سے عبرت حاصل کرتے۔

46- جدال عن النفس یعنی دفاع کرنا اور

اردو حاشیہ

(۲۸) یہ آیت کریمہ ان اصحاب کے بارے میں ہے جنہوں نے ہجرت نہیں کی اور بعض کفار کے ہم خیال بھی ہو گئے اور بعد میں ہوش آیا تو توبہ بھی کی اور ہجرت بھی کی۔ اب چونکہ ان کی ہجرت میں جہاد بھی شامل ہو گیا جو دلیل اخلاص تھا تو پروردگار نے انہیں معاف کر دیا۔

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

پاس خود انہی میں سے ایک رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا پس انہیں عذاب نے اس حال میں

وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

آ لیا کہ وہ ظالم تھے۔(113)پس جو حلال اور پاکیزہ رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اسے کھاؤ

وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا

اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو۔(114)اس نے تو تم پر

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ

صرف مردار اورخون اور سور کا گوشت اور اس چیز کو جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو حرام کر دیا ہے۔ پس اگر کوئی

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ

مجبور ہوتا ہے نہ (قانون کا) باغی ہو کر اور نہ (ضرورت سے) تجاوز کا مرتکب ہو کر تو اللہ یقیناً بڑا

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ

معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(115)اور جن چیزوں پر تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگاتی ہیں

الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

ان کے بارے میں نہ کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ

الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا

تم اللہ پر جھوٹ افتراء کرو۔ جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ یقیناً فلاح

يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

نہیں پاتے۔(116)چند روز کیف ہے اور پھر ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (117)

عربی حاشیہ

نجات کے لئے کوشش کرنا۔

47-اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مکہ والے ہی مراد ہیں کہ انھیں دعائے خلیل کے طفیل رزق صالح مل رہا تھا لیکن انھوں نے کفر اختیار کیا اور آخرت میں بھوک اور خوف کا شکار ہوگئے۔

48-اس دائرہ میں وہ جانور بھی شامل ہیں جنھیں غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہے اور وہ جانور بھی شامل ہیں جنھیں خدا کے نام پر ذبح نہیں کیا جاسکتا جیسے کتا وغیرہ۔ ورنہ آیت کریمہ میں صرف سور کا ذکر ہے اور دیگر جانوروں کا تذکرہ نہیں ہے۔

مذکورہ اشیاء میں بھی بعض کی حرمت طبی ہے اور بعض کی اخلاقی کہ اسلام دونوں باتوں پر نگاہ رکھتا ہے اور صرف طبی نقصانات کا لحاظ نہیں رکھتا ہے۔

نیز واضح رہے کہ یہودیوں کے لئے مزید اشیاء کی حرمت ان کے اعمال کی سزا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۹) یہ قدرت کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ وہ پہلے انسان کو مختلف نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اس کے بعد اس سے شکر کا مطالبہ کرتا ہے۔ اب اگر شکریہ ادا کر دیتا ہے یعنی نعمتوں کو اس کے بتائے ہوئے راستوں پر صرف کر دیتا ہے تو وہ مزید نعمتیں عطا کر دیتا ہے اور اگر کفرانِ نعمت کرتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے تو وہ اس نعمت کو بھی سلب کر لیتا ہے اور اسے مختلف قسم کے عذاب میں بھی مبتلا کر دیتا ہے اور اس عذاب کی ایک نمایاں مثال بھوک اور خوف ہے کہ قرآن مجید نے ان دونوں چیزوں کا ذکر مختلف مقامات پر کیا گیا ہے۔

کہیں ''انسان کا امتحان بھوک اور خوف سے ہوگا۔''

کہیں ''منکرین نعمت کو بھوک اور خوف کی سزا دی جائے گی۔

کہیں ''رب البیت العتیق کی عبادت کرو کہ یہ عبادت انسان کو بھوک میں کھانا دلاتی ہے اور خوف میں امن کا سامان فراہم کرتی ہے۔''

اور درحقیقت دورِ حاضر کا سب سے بڑا عالمی مسئلہ بھی یہی بھوک اور خوف کا مسئلہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یقیناً انسان نے کفرانِ نعمت کیا ہے تو یہ عذاب نازل ہوگیا ہے اور مالک کی عبادت اور اطاعت شروع کر دے گا تو یقیناً یہ عذاب برطرف ہو جائے گا۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ

اور جنہوں نے یہودیت اختیار کی ہے ان پر وہی چیزیں ہم نے حرام کر دیں جن کا ذکر پہلے ہم

قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾

آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔(118)

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا

پھر بے شک آپ کا رب ان کے لئے جنہوں نے نادانی میں برا عمل کیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی

مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ

اور اصلاح کر لی تو یقیناً اس کے بعد آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا،

رَحِيمٌ ﴿١١٩﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً [49] قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ

مہربان ہے۔(119)ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت [۳۰] تھے اللہ کے فرمانبردار اور (اللہ کی طرف) یکسو

يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ

ہونے والے تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔(120)(وہ) اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اللہ نے انہیں

وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

برگزیدہ کیا اور صراط مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کی۔(121)اور ہم نے دنیا میں انہیں بھلائی دی

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ

اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہیں۔(122)(اے رسول) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ

اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾

یکسوئی کے ساتھ ملت ابراہیمی کی پیروی کریں اور ابراہیم مشرکین میں سے نہ تھے۔ (123)

عربی حاشیہ

اس سے عام قانون کا استفادہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ عمومی حرمت پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

ف: آیت کریمہ میں توبہ کے لئے ثم۔من بعد ذلک اور ''من بعدہا'' کے الفاظ دلیل ہیں کہ توبہ کی قبولیت انتہائی آسان شئے نہیں ہے اس کے لئے وقفہ درکار ہے اور ندامت کے ساتھ کردار کی اصلاح ضروری ہے ورنہ صرف استغفار کا کوئی اثر نہیں ہے۔

49- مفسرین نے امت کے چار معنی بیان کئے ہیں جن میں سے ایک مستقل قوم کے معنی ہیں اور ایک امام اور پیشوا کے معنی ہیں۔

50- ہفتہ کے بارے میں یہودیوں میں طرح طرح کے اختلافات تھے۔ یہ بھی اختلاف تھا کہ یہ عید کا دن ہے یا نہیں۔ یہ بھی اختلاف تھا کہ اس دن شکار ہوسکتا ہے یا نہیں۔ یہ بھی اختلاف تھا کہ اس دن کوئی کام کیا جائے یا نہیں وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۳۰) کفار ومشرکین کو ان کی جہالت اور حماقت پر تنبیہ کرنے کے بعد جناب ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ کفار کے نزدیک بھی محترم تھے تو یہ ایک اشارہ تھا کہ پھر ان کے راستہ کو کیوں اختیار نہیں کرتے ہو۔

وہ مطیع خدا بھی تھے۔ باطل سے کنارہ کش بھی تھے، شکر گزار بندے بھی تھے، منتخب خدا بھی تھے، صراط مستقیم پر بھی تھے، دنیا میں نیکی کے مالک بھی تھے اور وہ آخرت کے صالحین میں سے بھی تھے۔

ان کے اتباع کا حکم پیغمبرؐ اسلام کو بھی دیا گیا ہے کہ دونوں کا راستہ ایک ہی ہے اور اس طرح کفار کو اطمینان ہو جائے گا کہ یہ ابراہیمؑ کے خلاف کوئی مذہب لے کر نہیں آئے ہیں۔

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ

سبت (کا احترام) ان لوگوں پر لازم کیا گیا تھا جنھوں نے اس بارے میں اختلاف کیا اور آپ کا

لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾

رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں یہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔ (124)

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ (51) وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

(اے رسول) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دیں

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ

اور ان سے بہتر انداز میں بحث کریں۔ یقیناً آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے

ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ

بھٹک گیا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔(125)اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو

فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ

اسی قدر بدلہ لو جس قدر تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اگر تم نے صبر کیا تو یہ صبر کرنے والوں کے

خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا

حق میں بہتر ہے۔(126)اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر صرف اللہ کی مدد سے ہے اور ان (مشرکین)

تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾

کے بارے میں حزن نہ کریں اور نہ ہی ان کی مکاریوں سے تنگ ہوں۔ (127)

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ع

اللہ یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (128)

عربی حاشیہ

51- حکمت یعنی بات کو دلائل وبراہین کے ذریعہ محکم بنا کر پیش کیا جائے۔
موعظہ حسنہ یعنی اس طرح بات کہی جائے کہ انسان کو خود اپنی غلطی کا احساس ہوجائے اور تنبیہ نہ کرنا پڑے۔
جدال احسن یعنی مقصد اظہار حق ہو۔ صرف اپنی برتری یا اپنی بات کی برتری مقصود نہ ہو۔

ف: اس مقام پر جناب ابراہیمؑ کی چار صفتیں اور اس کے مقابلہ میں انھیں ملنے والی پانچ نعمتیں بیان کی گئی ہیں اور پورے سورہ نحل میں چالیس عظیم نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی لئے اسے سورہ نعم کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۱) بعض مفسرین کا بیان ہے کہ جنگِ احد کے مظالم کے بعد مسلمانوں نے طے کر لیا تھا کہ ہمیں موقع ملا تو ہم بھی لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے تو رب العالمین نے ہدایت دی کہ خبردار تعدی سے کام نہ لینا کہ صبر سے کام لینا بہتر ہے۔ اگرچہ امداد الٰہی کے بغیر صبر کرنا بھی آسان کام نہیں ہے لیکن صبر کے نتائج ہمیشہ بہتر ہی ہوتے ہیں۔
اس اعتبار سے یہ آیت مدنی ہے اگرچہ اصل سورہ مکی ہے اس لئے کہ احد کے واقعہ مدینہ میں پیش آیا ہے مکہ میں نہیں۔

اٰیاتھا ۱۱۱ ۱۷ سُوْرَۃُ بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّۃٌ ۵۰ رکوعاتھا ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ

جس کے گرد وپیش میں ہم نے برکتیں رکھیں تا کہ ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں،

اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی

یقیناً وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(1)اور ہم نے موسیٰ کو

الْکِتٰبَ وَ جَعَلْنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

کتاب دی اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت قرار دیا کہ میرے علاوہ

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝۲ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ

کسی کو کارساز نہ بناؤ۔(2) چونکہ تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا۔

کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۝۳ وَ قَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

نوح یقیناً بڑے شکر گزار بندے تھے۔(3)اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں

فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ

آگاہ کر دیا تھا کہ تم زمین میں دو مرتبہ ضرور فساد برپا کرو گے اور ضرور بڑی

عربی حاشیہ

ف: واقعہ معراج نہ کشش زمین سے متصادم ہے اور نہ خلائی زندگی سے۔ اس کی راہ میں نہ گرمی آفتاب رکاوٹ ہے اور نہ خلائی شعاعیں۔ زمانہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ یہ سفر مخصوص قدرت پروردگار کا نتیجہ ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

1- سبحان تسبیح اور پاکیزگی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کا محل استعمال تعجب کا موقع ہوتا ہے۔

اسراء کے معنی رات کے سفر کے ہیں۔

لیلاً تھوڑے سے وقت کی طرف اشارہ ہے اور عبد جسم وروح کے مجموعہ کا نام ہے۔

مسجد الحرام خانہ کعبہ کے گرد مسجد کا نام ہے اور بروایتے یہ معراج حضرت ام ہانی دختر حضرت ابوطالب کے گھر سے ہوئی تھی۔

مسجد اقصیٰ ہیکل سلیمانی کا نام ہے جسے بُعد مسافت کی بنا پر اقصیٰ کہا گیا ہے۔ برکت سے مراد دین ودنیا دونوں طرح کے خیرات ہیں

اردو حاشیہ

(۱) ان آیات میں معراج پیغمبر کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے دو سفر تھے۔ ایک سفر مکہ سے مسجد اقصیٰ تک تھا اور دوسرا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف تھا۔ بعض مفسرین نے پہلے سفر کو اسرا کہا ہے اور دوسرے کو معراج اور بعض نے دونوں کو معراج سے تعبیر کیا ہے۔

یہ معراج درحقیقت جسمانی طور پر واقع ہوئی تھی جس کی بہترین دلیل خود لفظ عبد ہے اور سبحان کے ذریعہ مسئلہ کے قابل تعجب ہونے کا اظہار کیا گیا ہے اور خود سرکار دو عالم کا بھی بیان ہے کہ مجھے براق نامی سواری پر لے جایا گیا اور ظاہر ہے کہ یہ ساری باتیں جسمانی سفر ہی میں ہو سکتی ہیں روحانی سفر میں نہیں۔

اور حضرت عائشہ کی طرف یہ نسبت کہ جسم رسولؐ بستر پر تھا یہ صرف ایک افتراء ہے اس لئے کہ ان کی شادی ہجرت کے بعد ہوئی ہے اور معراج ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے چاہے ۲۷ رجب کو ہو یا بروایتے ۱۷ ربیع الاول کو اور اس وقت ان کے گھر یا بستر میں ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

واضح رہے کہ مسجد اقصیٰ ایک محترم اور مقدس مقام پر ہے جسے قبیلہ یبوسیین نے آباد کیا تھا اور اس کا مرکز صہیون نامی پہاڑ تھا۔ (۲۵۰۰ ق م) میں سالم یبوسی نے اسے آباد کیا تھا اور اس کے بعد مسلمانوں نے اس علاقہ میں مسجدیں بنائیں۔

ابتدا بعثت میں مکہ کی زندگی میں اور پھر مدینہ میں آ کر ۱۳ ماہ تک مسلمانوں نے اسی کی طرف نمازیں پڑھی تھیں۔

عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ

طغیانی دکھاؤ گے۔(4)پس جب دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت آیا تو

عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ

ہم نے اپنے زبردست طاقتور جنگجو بندوں کو تم پر مسلط کیا پھر وہ گھر گھر گھس گئے

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

اور یہ پورا ہونے والا وعدہ تھا۔(5)پھر دوسری بار ہم نے تمہیں ان پر

وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ

غالب کر دیا اور اموال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہاری تعداد

نَفِيْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ

بڑھا دی۔(6)اگر تم نے نیکی کی تو اپنے لئے نیکی کی اور اگر تم نے برائی کی تو بھی اپنے حق میں کی

اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا

پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے ایسے دشمنوں کو مسلط کیا) وہ تمہارے چہرے بدنما کر دیں

وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

اور مسجد (اقصیٰ) میں اس طرح داخل ہو جائیں جس طرح اس میں پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے

مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

اور جس جس چیز پر ان کا زور چلے اسے تباہ کر دیں۔(7) امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر

يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

رحم کرے گا اور اگر تم نے (شرارت) دہرائی تو ہم بھی (اسی روش کو) دہرائیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے

عربی حاشیہ

کہ یہ مرکز انبیاء بھی ہے اور مرکز نعمات دنیا بھی۔

2-قضاء الیٰ کے ساتھ ہوتو اطلاع کے معنی میں ہوتا ہے۔

3-بعثت،علیٰ کے ساتھ ہوتو تسلط اور غلبہ کے معنی میں ہوتی ہے۔

پہلی مرتبہ کی تباہی سے مراد بخت نصر کا حملہ ہے جس نے ۴۰ ہزار یہودیوں کو قتل کر دیا تھا اور اس کا زمانہ ۵۸۶ ق۔م۔کا ہے۔ اور دوسرا حملہ ملک روم طیوس کا ہے جس نے دس لاکھ یہودیوں کا قتل کیا تھا اور اس کا زمانہ ۷۰ء کا تھا اور دونوں کے درمیان تقریباً ۶۰۰ برس کا فاصلہ ہے۔

اردو حاشیہ

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی مسلمانوں اور عیسائیوں کا مشترکہ مسئلہ ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۶۷ء میں امریکہ اور برطانیہ کی سازش سے اس پر یہودیوں کا قبضہ ہوگیا اور اس میں رقص و رنگ کی محفلیں قائم ہوگئیں اور یہ علاقہ اسرائیلی حکومت میں شامل ہوکر مسلمانوں اور ان کے حکام کی بے غیرتی کا مرثیہ پڑھ رہا ہے۔

حَصِيْرًا ۝۸ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ

قید خانہ بنا رکھا ہے۔(8)یہ قرآن یقیناً اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھی (۲) ہے اور

يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

ان مومنین کو جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ

اَجْرًا كَبِيْرًا ۝۹ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

ان کے لیے بڑا اجر ہے۔(9)اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لیے ہم نے

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۰ وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(10)اور انسان کو جس طرح خیر مانگنا چاہیے

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱ وَ جَعَلْنَا

اسی انداز سے شر مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔(11)اور ہم نے

الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰيَةَ

رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے پھر ہم نے رات کی نشانی کو ماند کر دیا

النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور سالوں کا شمار

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝۱۲ وَ

اور حساب معلوم کر سکو اور ہم نے ہر چیز کو پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔(12)اور

كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ

ہم نے ہر انسان کا نامہ اعمال اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن

عربی حاشیہ

ف: انسان احسن تقویم بھی ہے اور عجول بھی اور یہ جلد بازی اس کی تباہی کا بدترین سبب بن سکتی ہے اگروہ احسن تقویم ہونے کی بنا پر قرآنی ہدایت سے فائدہ حاصل نہ کرے اور اس کے پروگرام پرعمل نہ کرے۔دعاؤں میں قبولیت کی فوری خواہش اسی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔

4-حصیر فرش بھی ہے اور قید خانہ بھی اورجہنم کفار کے لئے دونوں حیثیتیں رکھتا ہے۔

5-انسان کی ایک نادانی یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی حالات سے عاجز آ کرموت یا عذاب کی دعا کرنے لگتا ہے اور یہ صرف جلد بازی کا نتیجہ ہوتا ہے ورنہ وعدہ الٰہی برحق ہے کہ ''ان مع العسر یسراً'' ہر تکلیف کے ساتھ آرام اور آسانی بھی ہے۔

6-محو سے مراد فنا کردینا نہیں ہے بلکہ اس کے آثار کا نگاہوں سے اوجھل ہوجانا ہے اور اسی لئے رات کے محوکرنے کا ذکرنہیں ہے بلکہ اس کی نشانی کے محوکرنے کا ذکر ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) قرآن مجید ایک سیدھے راستے اور صراطِ مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے جس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کے جملہ احکام فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔

۲۔ اسلام علم پر ایمان رکھتا ہے اور جہالت اور اندھی تقلید کی شدید مخالفت کرتا ہے۔

۳۔ اسلام عقل کو دعوتِ فکر دیتا ہے اور آنکھ بند کر کے ایمان کی دعوت قبول نہیں کرتا ہے۔

۴۔ اسلام آزادیٔ فکر کا حامل ہے اور ہر شخص کو اپنی بات پیش کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

۵۔ اسلام کسی فرد یا جماعت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ وہ ایک آفاقی اور کائناتی نظام ہے۔

۶۔ اسلام جہاد کی دعوت دیتا ہے اور ذلت کی زندگی سے عزت کی موت کو بہتر قرار دیتا ہے۔

۷۔ اسلام پہلے ساری ملکیت کو خدا کے لئے قرار دیتا ہے اور پھر وہیں سے ملکیتوں کو تقسیم کرتا ہے۔

۸۔ اسلام زندگی کے ساتھ چلتا ہے اور ہر دور کے حالات کے اعتبار سے قوانین میں امکانی لچک پیدا کرتا ہے۔

الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى

ہم اس کے لیے ایک کتاب پیش کریں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔(13) پڑھ اپنا نامہ اعمال!

بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

آج اپنے حساب کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔(14) جو ہدایت حاصل کرتا ہے

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا

وہ اپنے لیے ہدایت حاصل کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنے ہی خلاف گمراہ ہوتا ہے

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور جب تک ہم کسی رسول کو مبعوث نہ کریں عذاب

نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا

دینے والے نہیں ہیں۔(15) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہیں تو اس کے عیش پرستوں (۳) کو حکم دیتے ہیں

مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

تو وہ اس بستی میں فسق و فجور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تب اس بستی پر فیصلہ عذاب لازم ہو جاتا ہے پھر ہم اسے پوری طرح

تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ

تباہ کر دیتے ہیں۔(16) اور نوحؑ کے بعد کتنی نسلوں کو ہم نے ہلاکت میں ڈال دیا

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ

اور آپ کا رب ہی اپنے بندوں کے گناہوں پر آگاہی رکھنے اور نگاہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔(17) جو

كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

شخص عجلت پسند ہے تو ہم جسے جو چاہیں اس دنیا میں اسے جلد دیتے ہیں

عربی حاشیہ

7- اللہ نے تلاش رزق کیلئے دن کا وقت رکھا ہے تا کہ انسان صاف اور واضح سودا کرے اور خیانت اور ملاوٹ کا کاروبار نہ کر سکے۔

8- عرب نیکی اور برائی کے فال کے لئے طائروں کو استعمال کرتے تھے قرآن مجید نے بھی نامۂ اعمال کو طائر سے تعبیر کیا ہے جس سے اچھے یا برے انجام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔
اسلام نے بدشگونی سے منع کیا ہے لیکن بدعملی کو بدشگونی میں شمار کیا ہے جیسے یہ کہ عورت کے مہر کی زیادتی اس کی نحوست کی علامت ہے....

اردو حاشیہ

(۳) مترفین صرف مالداروں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ عیش پرستوں کا نام بھی جیسے کہ دورِ حاضر کے بعض مسلمان بادشاہوں کا حال ہے۔ قرآن مجید میں مترفین کا ذکر آٹھ مقامات پر آیا ہے اور ہر جگہ مذمت کے ساتھ آیا ہے۔ مترفین کی وجہ سے سارے قریہ کی تباہی کا راز شاید یہ ہے کہ اہل قریہ ان کو برداشت کرتے ہیں اور ان کے خلاف آواز نہیں بلند کرتے ہیں، انہیں ووٹ دیتے ہیں اور اس طرح سب ان کے شریک ظلم اور پھر مستحق عذاب ہو جاتے ہیں۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ "حق کے بارے میں چپ رہنے والا گونگے شیطان کے مانند ہے۔ اور ظلم پر راضی ہو جانے والا خود بھی ظالم ہے۔

ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصۡلٰهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿١٨﴾ وَمَنۡ

پھر ہم نے (۴) اس کے لیے جہنم کو مقرر کیا ہے جس میں وہ مذموم اور راندہ درگاہ ہو کر جھسم ہو جائے گا۔(18) اور جو

اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

شخص آخرت کا طالب ہے اور اس کیلئے جتنی سعی درکار ہے وہ اتنی سعی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے

كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنۡ

تو ایسے لوگوں کی سعی مقبول ہو گی۔(19) ہم (دنیا میں) ان کی بھی اور ان کی بھی آپ کے پروردگار کے عطیے سے

عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿٢٠﴾ اُنۡظُرۡ

مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کا عطیہ (کسی کے لیے بھی) ممنوع نہیں ہے۔(20) دیکھ لیجئے!

كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ

ہم نے کس طرح ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور آخرت تو درجات کے اعتبار سے زیادہ بڑی

وَّاَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا ﴿٢١﴾ لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ

اور فضیلت کے اعتبار سے بھی زیادہ بڑی ہے۔(21) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ ورنہ مذموم

مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿٢٢﴾ ع وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ

اور بے یارومددگار (۵) ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔(22) اور آپ کے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی

اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ

نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو۔ (۶) اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس ہوں

اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَ

اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے

عربی حاشیہ

ف: ''سعی مشکور'' جنت سے کہیں زیادہ قیمتی ہے کہ یہ مخلوقات کی کوئی قسم نہیں ہے بلکہ خالق کی قدردانی ہے اور وہ ایک لامحدود شے ہے۔ نیز یہ کہ یہ جزا دنیا کی راحت کے منافی بھی نہیں ہے۔ صرف دنیا کا وسیلۂ آخرت ہونا ضروری ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں استقلال نہ پیدا کرسکے۔

9- یہ اشارہ ہے کہ ہر طالبِ دنیا کو بھی جو چاہتا ہے وہ میسر نہیں ہوتا ہے مگر سب کو دنیا ہی میں حسب حیثیت ضرور مل جاتا ہے۔

10- تنہا آخرت کے نام پر سعی کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ویسی سعی کا ہونا ضروری ہے جو آخرت کی سعی کہے جانے کے قابل ہو۔

11- دنیا میں تو صرف دولت وفقر، علم وجہل، صحت ومرض اور زندگی کے حالات کا فرق ہے۔ آخرت میں جنت وجہنم کا فرق ہے۔ جو سابقہ تمام درجات سے بالاتر اور سخت تر ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) قرآن مجید نے بار بار یہ واضح کیا ہے کہ نہ تنہا ایمان باعثِ نجات ہے اور نہ تنہا عمل۔ آخرت کے طلب گاروں کا فرض ہے کہ صاحبانِ ایمان بھی ہوں اور آخرت کے لئے سعی بھی کرتے رہیں تاکہ ان کی سعی قابلِ قبول قرار پاسکے۔

(۵) یہ بہترین نکتہ ہے کہ متعدد خداؤں کے ماننے والوں کی طرف سے سارے خدا بے پرواہ ہو جاتے ہیں اور وہ لاوارث رہ جاتا ہے۔ ہر خدا اسے دوسرے خدا کے حوالے کر دیتا ہے جو دورِ حاضر میں بہت سے مسلمان حکام کا حشر ہو رہا ہے کہ وہ ہر بڑی طاقت کو خدا بنائے ہوئے ہیں اور سب انہیں ذلت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

(۶) رسول اکرمؐ کی خدمت میں ایک شخص اذن جہاد کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا کہ بے شک۔ فرمایا جاؤ ان کی خدمت کرو کہ یہی جہاد ہے۔

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ

عزت وتکریم کے ساتھ بات کرنا۔(23)اور مہرومحبت کے ساتھ ان کے آگے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو

الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

اور دعا کرو: پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پالا تھا۔ (ے) (24)

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۚ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ

تمہارا پروردگار زیادہ باخبر ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہوئے تو وہ پلٹ کر آنے والوں کے لیے

كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ

یقیناً بڑا معاف کرنے والا ہے۔(25)قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دیا کرو

الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ

اور مساکین اور مسافروں کو بھی اور فضول خرچی نہ کیا کرو۔(26)فضول خرچی

الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۚ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

کرنے والے یقیناً شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا

لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ

بڑا ناشکرا ہے۔(27)اور اگر آپ اپنے پروردگار کی رحمت کی تلاش میں جس کی آپ کو امید بھی ہو

رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ

ان لوگوں کی طرف توجہ نہ کر سکیں تو ان سے نرمی کے ساتھ بات کریں۔(28) اور نہ تو آپ

يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (14) وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ کر رکھیں اور نہ ہی اسے بالکل کھلا چھوڑ دیں ورنہ آپ ملامت کا نشانہ

عربی حاشیہ

12- یہ اشارہ ہے کہ خبردار والدین کی خدمت سے بددل نہ ہونا کہ خدا دلوں کے حالات سے بھی باخبر ہے۔

13-اسراف ضرورت سے زیادہ صرف کرنے کو کہتے ہیں اور تبذیر بے محل صرف کرنے کا نام ہے۔ چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

14-جس کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے جاتے ہیں وہ مجبور ہو جاتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ خود اپنے کو مجبور بنالیتا ہے اور آخرت میں نادم بھی ہوتا ہے کہ فقیروں کی طرح جیا ہے اور امیروں کی طرح حساب دے رہا ہے۔

ف: لفظ اُف اور تُف کثافت اور گندگی اور ناخن کے میل کے معنی میں تھا پھر اس کے بعد ہر کثیف بات کے لئے استعمال ہونے لگا۔ آخر میں ناگواری کی آہ کے لئے بھی استعمال ہونے لگا اور اسلام نے اس سے بھی روک دیا۔

ف: تبذیر۔ مال کا بیج کی طرح ادھر اُدھر چھڑک دینا ہے اور قرابتدار سے مراد جناب

اردو حاشیہ

(ے) والدین کے حق کے بارے میں امام سجادؑ کی دعا کے الفاظ یہ ہیں "پروردگار کہاں میری تربیت میں ان کی مسلسل مشغولیت، کہاں میری حفاظت میں ان کی شدید زحمت، کہاں میرے لئے وسعت فراہم کرنے میں ان کی اپنے نفس پر تنگی؟ اور کہاں میں...... وہ تو مجھ سے اپنا حق بھی نہیں مانگتے ہیں اور میں یہ جانتا بھی نہیں ہوں کہ مجھ پر کس قدر ان کا حق ہے اور میں ان کی خدمت کا حق ادا بھی نہیں کرسکتا ہوں۔"

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور تہی دست ہو جائیں گے۔(29) یقیناً آپ کا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کر دیتا ہے۔

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع وَلَا تَقْتُلُوْٓا

(ع ۳ ۸)

وہ اپنے بندوں کے بارے میں یقیناً نہایت باخبر، نگاہ رکھنے والا ہے۔(30) اور تم اپنی اولاد کو

اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ[15] وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ

تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کیا کرو۔ ہم انہیں رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔

قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ

ان کا قتل یقیناً بہت بڑا گناہ ہے۔(31) اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یقیناً یہ

فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ

بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔(32) اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے تم اسے قتل نہ کرو

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلوم مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو (قصاص کا) اختیار دیا ہے۔

سُلْطٰنًا[16] فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا

پس اسے بھی قتل میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً نصرت اسی کی ہو گی۔(33) اور تم

تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ

یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جس میں بہتری ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو

اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَ

پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔(34) اور

عربی حاشیہ

فاطمہؑ ہیں جنھیں رسول اکرمؐ نے اس آیت کے بعد فدک ہبہ کر دیا تھا۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۹ ایثار کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ فراخدلی اس وقت ممنوع ہے جب انسان کا اپنا مستقبل خطرہ میں پڑ جائے یا آئندہ اولاد کو فاقوں کا شکار ہونا پڑے ورنہ ایثار بہترین صفت ہے جس کی اسلام نے بے پناہ تعریف کی ہے۔

15-چونکہ والدین کو فاقہ کا خوف تھا اس لئے خدا نے پہلے اولاد ہی کے رزق کا ذکر کیا ہے۔

16-مقتول کے وارث کو اختیار ہے چاہے قصاص لے یا دیت لے لے اور حاکم شرع کا فرض ہے کہ اس کی مدد کرے بلکہ یہی فرض صاحبانِ ایمان کا بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) علامہ طبرسیؒ نے مشہور مفسر سدی سے نقل کیا ہے کہ ذی القربیٰ سے مراد رسول اکرمؐ کے قرابت دار ہیں اور ابو بکر مالکی نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ قرابت داروں میں رسولؐ اکرام کے قرابت دار بطریق اولیٰ شامل ہیں۔

اس کے بعد قرآن حکیم نے ایک خاص ہدایت دی ہے کہ انسان قرابت دار، مسکین اور یتیم و مسافر کو کچھ دے یا نہ دے مگر کم سے کم محبت آمیز گفتگو تو کرے کہ انہیں اپنی بیکسی اور لاوارثی کا احساس نہ ہو۔

اور خرچ کرنے کے مواقع پر بھی اس طرح خرچ کرے کہ خالی ہاتھ رہ جائے اور نہ اس طرح بخل کرے کہ دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو جائیں یعنی یہاں لوگ مذمت کریں اور وہاں پروردگار سختی سے محاسبہ کرے۔

واضح رہے کہ کارِ خیر میں اسراف کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس راہ میں انسان بھرا گھر بھی لٹا دے گا تو برمحل ہی رہے گا لیکن اس کا خیال رہے کہ کارِ خیر میں فرائض سے غافل نہ ہو جائے کہ اہل و عیال کا نفقہ یا خمس و زکوٰۃ جیسے فرائض کو ترک کر کے کارِ خیر شروع کر دے کہ ایسے مستحبات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ اِذَا کِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ ؕ ذٰلِکَ

تم ناپتے وقت پیمانے کو پورا کر کے دو اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھو۔ بھلائی اسی میں ہے اور انجام بھی

خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا [17] ﴿۳۵﴾ وَ لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ

اسی کا زیادہ بہتر ہے۔(35)اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے

اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ

علم نہیں ہے کیونکہ کان اور آنکھ اور دل یقیناً ان سب سے باز پرس

مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۶﴾ وَ لَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا [18] ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ

ہو گی۔(36)اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ بلاشبہ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ ہی

الۡاَرۡضَ وَ لَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۷﴾ کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ

بلندی کے لحاظ سے پہاڑوں تک پہنچ سکتے ہو۔(37)ان سب کی برائی آپ کے

عِنۡدَ رَبِّکَ مَکۡرُوۡہًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِکَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤی اِلَیۡکَ رَبُّکَ

رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔(38)یہ حکمت کی وہ باتیں ہیں جو آپ کے پروردگار نے

مِنَ الۡحِکۡمَۃِ ؕ وَ لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰی فِیۡ

آپ کی طرف وحی کی ہیں اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ ورنہ ملامت کا نشانہ

جَہَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا [19] ﴿۳۹﴾ اَفَاَصۡفٰکُمۡ رَبُّکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ

اور راندہ درگاہ بنا کر جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے۔(39) (اے مشرکین!) کیا تمہارے رب نے

وَ اتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنَاثًا ؕ اِنَّکُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا

تمہیں بیٹے دیے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا؟ بتحقیق تم لوگ بہت بڑی (گستاخی کی)

عربی حاشیہ

17- تاویل۔ بازگشت یعنی انجام۔

18- مرح۔ غرور یا تکبر ہے اور یہ قرآن کی بہترین تعبیر ہے۔ اکڑنے والا زمین کو ٹھوکر مار کر چلتا ہے تو اسے شگافتہ نہیں کر سکتا اور سر اٹھا کر چلتا ہے تو پہاڑ تک نہیں پہنچ سکتا یعنی جمادات سے مقابلہ کرنے کے قابل بھی نہیں ہے تو دوسری مخلوقات کا کیا ذکر ہے۔

19- مدحور۔ رحمت خدا سے دور۔

ف: زنا کے قریب جانے سے ممانعت درحقیقت بے پردگی، نامحرم کے ساتھ خلوت، گندے لٹریچر سے دلچسپی، شادیوں پر بے جا پابندیاں اور اس طرح کے تمام اسباب پر مشتمل ہے اور اسلام کی نگاہ میں سب غلط ہے۔

ف: تمام احکام اور محرمات کے ذکر کے بعد شرک کی ممانعت کا تذکرہ دلیل ہے کہ تمام برائیاں اسی ایک برائی سے پیدا ہوتی ہیں اور محرمات کا ارتکاب ایک طرح کا انکارِ خدا یا شرک ہے جس کی بنا پر انسان مالک کی مخالفت

اردو حاشیہ

(۹) مولائے کائنات حضرت علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والے اس دن کیا کریں گے جب کانوں سے اعلان غدیر کے سننے، آنکھوں سے دست پیغمبرؐ پر علیؑ کے بلند ہونے اور دل سے مولائیت کے اقرار کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَ

بات کرتے ہو۔(40)اور ہم نے اس قرآن میں (دلائل کو) مختلف انداز میں بیان کیا ہے تا کہ یہ لوگ نصیحت

مَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا

حاصل کریں مگر وہ مزید دور جا رہے ہیں۔(41) کہہ دیجئے: اگر اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہوتے

يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ

جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تو وہ مالک عرش تک پہنچنے کے لیے راستہ تلاش کرتے۔(42)پاکیزہ

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ

اور بالاتر ہے وہ ان باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(43)ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں

السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا

جو موجودات ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی ثناء میں

يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ

تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے (۱۰) نہیں ہو۔ اللہ یقیناً نہایت بردبار،

حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ

معاف کرنے والا ہے۔(44)اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور آخرت پر

بَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ﴿٤٥﴾

ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک نامرئی پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ (45)

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ

اور ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں

عربی حاشیہ

کی ہمت پیدا کرلیتا ہے۔

20- جاہلیت والوں نے اپنے لئے لڑکے پسند کئے تھے اور خدا کے لئے لڑکیاں اور شاید اس کا راز یہ تھا کہ ان کی نگاہ میں خدا کے لئے لڑکیاں پالنا آسان ہے اور اس کے لئے لڑکیاں باعث ذلت بھی نہیں ہیں۔

21-اس کا ایک مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ تم لوگ تو بندے ہو۔ اگر کوئی دوسرا خدا بھی ہوتا تو وہ صاحبِ عرش کی اطاعت وعبادت کرتا تو تم کیوں نہیں کر رہے ہو۔

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسرا خدا ہوتا تو صاحبِ عرش سے مقابلہ کو پہنچتا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔

22-مستور بمعنی ساتر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے بعد بھی کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح تسبیح کرنے کے بجائے اس قدر غافل ہو گیا ہے کہ ان کی تسبیح کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے جب کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی زبان حال سے محوِ تسبیح ہے اور اس کی عظمت و جلالت اور وحدانیت و کبریائی کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ بقول عرفا (اللہ کی دو کتابیں ہیں ایک قرآنِ حکیم ہے اور ایک کتاب کائنات جس کا لفظ لفظ اور صفحہ صفحہ اس کی عظمت وجلالت کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی خالقیت و مالکیت کا اعلان کر رہا ہے۔'' اور جب عام ذرات کائنات محوِ تسبیح ہیں تو ان افراد کا کیا کہنا جن کا وجود ہی سراپا عظمت پروردگار کی نشانی ہے۔

آیت کریمہ سے ان روایات کی بھی تصدیق ہوتی ہے جن میں خاکِ شفا کی تسبیح کے تسبیح پروردگار کرنے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہر ذرہ کائنات محوِ تسبیح ہے تو ان ذرات کا کیا کہنا جن مین خون فرزند رسولؐ جذب ہو جائے جس نے وقت آخر بھی ذکر خدا کرتے کرتے جان جان آفرین کے حوالے کر دی ہو۔

مر گئے پیاس میں دم عشق کا بھرتے بھرتے
قاتل آیا بھی پئے قتل تو ڈرتے ڈرتے

وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى

سنگینی کر دیتے ہیں اور جب آپ قرآن میں اپنے یکتا رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ نفرت سے

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ

اپنی پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔(46) ہم خوب جانتے ہیں کہ جب یہ لوگ آپ کی طرف کان لگا کر

يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ

سنتے ہیں تو کیا سنتے ہیں اور جب یہ لوگ سرگوشیاں کرتے ہیں تو یہ ظالم کہتے ہیں: تم (لوگ) تو

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ

ایک سحرزدہ آدمی کی پیروی کرتے ہو۔(47) دیکھ لیں! ان لوگوں نے آپ کے بارے میں

الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا

کس طرح کی مثالیں بنائی ہیں پس یہ گمراہ ہو چکے ہیں چنانچہ یہ کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔(48) اور وہ کہتے ہیں: کیا جب

كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا[23] ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟(49)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

کہہ دیجئے: تم خواہ پتھر ہو جاؤ یا لوہا۔(50) یا کوئی ایسی مخلوق جو

فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ

تمہارے خیال میں بڑی ہو (پھر بھی تمہیں اٹھایا جائے گا) پس وہ پوچھیں گے: ہمیں دوبارہ کون واپس لائے گا؟

فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ[24] اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ

کہہ دیجئے: وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ پس وہ آپ کے آگے سر ہلائیں گے اور

عربی حاشیہ

23-رُفات۔ وہ شے جو ریزہ ریزہ ہو کر پراگندہ ہو جائے۔

24-نغض راس۔ استہزاء اور تمسخر میں سر مٹکانے کے معنی میں ہے۔

ف: تسبیح کائنات کے بارے میں امام صادق کا ارشاد ہے کہ دیوار کا گرنا بھی ایک قسم کی تسبیح ہے اور مچھلی کا گرفتار ہو جانا بھی اس کے تسبیح ترک کر دینے کا ایک اثر ہے۔

تسبیح کائنات کے اس قدر واضح ہونے کے بعد بھی نہ سمجھنا یا تو مشرکین کے بارے میں ہے یا تمام افراد کا اُس کی حقیقی حیثیت سے بے خبر ہونا ہے۔

اردو حاشیہ

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ

کہیں گے: یہ کب (۱۱) ہو گا؟ کہہ دیجئے: ہو سکتا ہے وہ وقت قریب ہو۔(51) جس دن

يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی ثناء کرتے ہوئے تعمیل کرو گے اور (اس وقت) تمہارا یہ گمان ہو گا کہ تم (دنیا میں)

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

تھوڑی دیر رہ چکے ہو۔(52) اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ

وہ بات کرو جو بہترین ہو کیونکہ شیطان ان میں فساد ڈلواتا ہے۔ بتحقیق شیطان

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ

انسان کا کھلا دشمن ہے۔(53) تمہارا رب تمہارے حال سے زیادہ باخبر ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے

اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَ

اور اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور (اے رسول!) ہم نے آپ کو ان کا ضامن بنا کر نہیں بھیجا۔(54) اور

رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

(اے رسول) آپ کا رب آسمانوں اور زمین کی موجودات کو بہتر جانتا ہے اور تحقیق ہم نے

بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ

انبیاء میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو ہم نے زبور عطا کی ہے۔(55) کہہ دیجئے:

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ

جنہیں تم اللہ کے سوا (اپنا معبود) سمجھتے ہو انہیں پکارو۔ پس وہ نہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں

عربی حاشیہ

25- یوم سے مراد قیامت، دعوت سے مراد نفخ صور اور حمد سے مراد اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ حاضری ہے۔

26- نزغ۔فساد برپا کرنا ہے۔

27- زبور۔فعل بمعنی مفعول ہے یعنی کتاب۔ عام طور سے جناب داؤد کی کتاب کو زبور کہا جاتا ہے۔

حضرت داؤد کا ذکر شاید اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ بادشاہت میں شہرت رکھتے ہیں تو جس طرح خدا ایک بادشاہ کو نبی بنا سکتا ہے اور کتاب دے سکتا ہے اسی طرح پیغمبرؐ جیسے یتیم کو بھی نبوت ورسالت عطا کرسکتا ہے کہ وہ اپنے مصالح کو بہتر جانتا ہے۔ یا اس کا راز یہ ہو کہ جس طرح داؤد کو موسیٰ کے بعد کتاب عطا ہوئی ہے اسی طرح قرآن بھی نازل ہوسکتا ہے یا اس کا اشارہ اس امر کی طرف ہو کہ زبور قول احسن کا بہترین نمونہ ہے کہ اس میں ادعیہ، اور اوراد اخلاقی مسائل کا تذکرہ پایا جاتا ہے یا اس کے

اردو حاشیہ

(۱۱) کفار کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ مٹی کا ڈھیر کس طرح زندہ کیا جا سکتا ہے۔قرآن مجید نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے اسی طرح دوبارہ زندہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

پھر دوسرا اعتراض یہ تھا کہ یہ سب کب ہو گا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ عنقریب ہونے والا ہے۔اس لئے کہ مستقبل کی ہر بات کو قریب ہی کہا جاتا ہے اگر اس کا وقوع یقینی ہو۔

الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿۵۶﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ

اور نہ (ہی اسے) بدل سکتے ہیں۔(56) جن (معبودوں) کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب (۱۲) تک

إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ

رسائی کے لیے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ قریب ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کی امید میں رہتے ہیں

وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿۵۷﴾

اور اس کے عذاب سے خائف بھی، کیونکہ آپ کے رب کا عذاب یقیناً ڈرنے کی چیز ہے۔ (57)

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ

اور کوئی بستی (۱۳) ایسی نہیں جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کریں یا

مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿۵۸﴾

سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں۔ یہ بات کتاب (تقدیر) میں لکھی جا چکی ہے۔ (58)

وَمَا مَنَعَنَا (28) أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور نشانیاں بھیجنے سے ہمارے لیے کوئی مانع نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان سے پہلے کے لوگوں نے

الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا

اسے جھٹلایا ہے اور (مثلاً) ثمود کو ہم نے اونٹنی کی کھلی، نشانی دی تو انہوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا

نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۵۹﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ

اور ہم ڈرانے کیلئے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔(59) اور (اے محمدؐ! وہ وقت یاد کریں) جب ہم نے

أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا (29) الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً

آپ سے کہا تھا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھلایا ہے

عربی حاشیہ

اس بیان کی طرف اشارہ ہو کہ اس میں صالحین کی حکومت اور ان کی وراثت زمین کا ذکر کیا گیا ہے جس کا حوالہ خود قرآن مجید نے بھی دیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۷ دلیل ہے کہ جنھیں مشرکین نے خدا بنالیا ہے وہ خود بھی وسیلۂ تقرب کے تلاش کرنے والے ہیں اور عذاب الٰہی سے خوفزدہ رہتے ہیں تو انھیں خوف خدا کیوں نہیں ہے۔ قرآن مجید میں لفظ وسیلہ دو مقامات پر آیا ہے اور یہ جواز توسل کا بہترین اشارہ ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۴ میں شیطان کے جملہ حربوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آواز کے ذریعہ پروپیگنڈہ طاقت کے ذریعہ سریع الحرکہ فوج، اموال کے ذریعہ اقتصادی بدنظمی، اولاد کے ذریعہ نسلوں کی تباہی اور وعدوں کے ذریعہ نفسیاتی گمراہی اور یہ تمام باتیں دورِ حاضر کے شیاطین میں بخوبی پائی جاتی ہیں۔

28- اللہ نے قریش کے حسبِ خواہش

اردو حاشیہ

(۱۲) ان معبودوں سے مراد ملائکہ اور حضرت عیسیٰؑ اور عزیرؑ وغیرہ جیسے افراد ہیں کہ وہ خود رب العالمین کی بندگی اور اس سے تقرب کی فکر میں ہیں۔ ان کی خدائی کے دعویٰ کے کیا معنی ہیں ورنہ بے چارے اصنام تو تقرب الٰہی کے تلاش کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔

(۱۳) بعض مفسرین نے قریہ کو عام قرار دیا ہے کہ سب کو قیامت سے پہلے فنا ہو جانا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ مفسدین کی فنا کا اعلان اور ظہور مہدیؑ کی بشارت ہے جیسا کہ سنن ابوداؤد میں وارد ہوا ہے کہ اگر عمر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیتؑ میں سے میرے ہمنام کو لے آئے اور وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے۔

اور تقریباً یہی مضمون سنن ابن ماجہ ۲ حدیث نمبر ۴۰۸۳ میں بھی وارد ہوا ہے۔

لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا

اور وہ درخت جسے قرآن میں ملعون ٹھہرایا گیا ہے اسے ہم نے صرف لوگوں کی آزمائش قرار دیا اور ہم انہیں ڈراتے ہیں

يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۚ﴿۶۰﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

مگر یہ تو ان کی بڑی سرکشی میں اضافے کا سبب بنتا جاتا ہے۔(60)اور (یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے کہا:

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ

آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے کہا: کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے

لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ

مٹی [۱۴] سے پیدا کیا ہے؟(61)پھر کہا: دیکھ تو سہی! یہی ہے وہ جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟

عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ

اگر تو نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دی تو قلیل تعداد کے سوا میں اس کی

ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

سب اولاد کی جڑیں ضرور کاٹ [۱۵] دوں گا۔(62)(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: دور ہو جا! ان میں سے جو کوئی تیری

فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ

پیروی کرے گا تو تم سب کے لیے جہنم کی سزا ہی یقیناً مکمل سزا ہے۔(63)اور ان میں سے تو

اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ

جس جس کو گمراہ کر سکے اپنی آواز سے گمراہ کر اور اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان پر

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ

چڑھائی کر دے اور ان کے اموال اور اولاد [۱۶] میں ان کا شریک بن جا اور انہیں (جھوٹے) وعدوں میں لگا رکھ

عربی حاشیہ

معجزات اس لئے نہیں دیے کہ اس کا ایک نظام یہ رہا ہے کہ جس قوم نے بھی اپنے مطلوبہ معجزات کا انکار کردیا اسے بہرحال ہلاک کردیا گیا ہے۔

29- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ رسول اکرمؐ نے مکہ میں داخلہ کا خواب دیکھا تھا۔ اور پھر جب حدیبیہ میں صلح کرلی تو اصحاب کو شک ہوگیا اور یہ اس کا جواب دیا گیا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ نے بنی امیہ کو منبر پر کودتے دیکھا تھا اور اس سے محزون ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہی ہیں۔ اگرچہ فخرالدین رازی نے یہ احتمال بھی دیا ہے کہ شائد اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے کہ بظاہر دونوں ایک ہی ہیں۔

30- استفزار۔ آہستہ آہستہ دعوت دینا اور جلبہ شور مچانا ہے یعنی شیطان پہلے چکنی چپڑی باتوں سے بہکاتا ہے اور پھر اس کے بعد للکار کے حملہ کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) شیطان کی سب سے بڑی شیطنت یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے بھی بحث کرتا ہے اور اس کے احکام کو بھی چیلنج کرتا ہے اگرچہ اسے یہ احسان ہے کہ اگر آدمؑ افضل ہوتے تو میں سجدہ کر لیتا اور اس طرح وہ ان افراد سے بہرحال بہتر ہے جو افضل ماننے کے بعد بھی مولا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(۱۵) شیطان کی دوسری شیطنت یہ ہے کہ وہ اصل کا بدلہ اولاد سے لیتا ہے اور ان کے گلے میں پھندا ڈالنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شیطان اپنی بات منوانے کے لئے گلے میں رسی ڈالنا چاہتا ہے یہ اور بات ہے کہ مخلص بندے اس کے بعد بھی شیطان کی اطاعت کرنے والے نہیں ہیں۔

(۱۶) اموال میں شرکت آمدنی کے ناجائز ذرائع اور خرچ کے بے جا مصارف کے ذریعہ ہوتی ہے جس طرح کہ اولاد میں شرکت کبھی کبھی زنا اور بدکاری کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی غلط تربیت اور بے جا آزادی کے ذریعہ...... اور شیطان کے پرفریب وعدوں کی بہترین مثال یہ ہے کہ وہ کسی سے کہتا ہے کہ جہنم کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کسی سے کہتا ہے کہ ابھی عمل کے لئے بہت زندگی پڑی ہے۔ جوانی میں لذت کوشی سے کام لو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ

اور شیطان سوائے دھوکے کے انہیں اور کوئی وعدہ نہیں دیتا۔(64)میرے بندوں پر تیری

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ

کوئی بالادستی نہیں ہے اور آپ کا پروردگار ہی ضمانت کے لیے کافی ہے۔(65) تمہارا پروردگار وہ ہے

يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ

جو سمندر میں تمہارے لیے کشتی چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو۔ اللہ تم پر

كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ

یقیناً نہایت مہربان ہے۔(66)اور جب سمندر میں تمہیں کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو سوائے اللہ کے

ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

جن جن کو تم پکارتے تھے وہ سب ناپید ہو جاتے ہیں پھر جب اللہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ

تو تم منہ موڑنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ثابت ہوا ہے۔(67) تو کیا تم اس بات سے خائف نہیں ہو

يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

کہ اللہ تمہیں خشکی کی طرف زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی چلا دے۔

ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ

پھر تم اپنے لیے کوئی ضامن نہیں پاؤ گے۔(68) آیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ

فِيْهِ[31] تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ

اللہ تمہیں دوبارہ سمندر کی طرف لے جائے پھر تم پر تیز ہوا چلا دے پھر تمہارے کفر کی

عربی حاشیہ

رب العالمین نے دونوں صورتوں میں اپنے مخلص بندوں کی محافظت کا وعدہ کیا ہے۔

ف: انسان کے بارے میں کرامت کا لفظ داخلی خصوصیات کے اعتبار سے ہے اور فضیلت کا لفظ خارجی اور اکتسابی امتیازات کے اعتبار سے یا کرامت مادی شرافت ہے اور فضیلت معنوی اور روحانی شرف۔

انسان کی افضلیت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ اس کے وجود میں عقل اور خواہش کا امتزاج پایا جاتا ہے اور وہ اس کے توازن کے ذریعہ جملہ مخلوقات سے افضل ہوسکتا ہے ورنہ بعض جانوروں سے بدتر بھی ہوسکتا ہے کہ جانور عقل سے محروم ہے اور انسان عقل سلیم کی دولت سے بھی بہرہ یاب ہے۔

لفظ بنی آدمؑ بھی اس کی فضیلت کے ایک بنیادی سبب کی طرف اشارہ ہے۔

31-اگر یہ طے بھی ہو جائے کہ تباہی اور بربادی صرف سمندر میں ہے تو خدا دوبارہ وہاں

اردو حاشیہ

الرِّيۡحِ فَيُغۡرِقَكُمۡ بِمَا كَفَرۡتُمۡ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَكُمۡ عَلَيۡنَا

پاداش میں تمہیں غرق کر دے؟ پھر تمہیں اپنے لیے اس بات پر ہمارا پیچھا کرنے والا

بِهٖ تَبِيۡعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِىۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِى الۡبَرِّ وَ

کوئی نہ ملے گا۔(69)اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی

الۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰى كَثِيۡرٍ

اور سمندر میں سواری دی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر

مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلًا ﴿۷۰﴾ يَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍۢ

انہیں بڑی (۱۷) فضیلت دی۔(70)قیامت کے دن ہم ہر گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ

بِاِمَامِهِمۡ‌ ۚ فَمَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ فَاُولٰۤـئِكَ يَقۡرَءُوۡنَ

بلائیں گے پھر جن کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس وہ اپنا نامہ اعمال

كِتٰبَهُمۡ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنۡ كَانَ فِىۡ هٰذِهٖۤ

پڑھیں گے اور ان پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہو گا۔(71)اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا

اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنۡ

وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ اندھے سے بھی بدتر ہو گا۔(72)اور (اے رسول) یہ لوگ آپ کو

كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِىَ

اس وحی سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے تا کہ آپ وحی سے ہٹ کر کوئی

عَلَيۡنَا غَيۡرَهٗ ‌ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡكَ خَلِيۡلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ

اور بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کریں۔اس صورت میں وہ ضرور آپ کو دوست بنا لیتے۔(73)اور اگر ہم آپ کو

عربی حاشیہ

واپس بھی لے جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں تقاضائے عقل یہی ہے کہ انسان اطاعت خدا کرے اور فرار کی کوشش نہ کرے۔

32- تبیع ۔خون کا تقاضا کرنے والے۔

33- کتاب۔ نامۂ اعمال کا نام ہے اور فتیل حقیر شے کو کہا جاتا ہے۔

34-یہ علامت ہے کہ انسان فطری طور پر شر کا بھی امکان رکھتا ہے لیکن جسے عصمت عطا کر دی جائے اس کے یہاں یہ امکان خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) بعض مفسرین نے کثیر کو جمیع کے معنی میں قرار دے کر انسان کو تمام کائنات سے افضل قرار دیا ہے جو ظاہر آیت کے مطابق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود انسان بہرحال ایک شریف مخلوق ہے اور اس کے بعض افراد یقیناً تمام کائنات سے افضل ہیں لیکن ہر فرد کا تمام مخلوقات سے افضل ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱۸) انسان کی ذاتی شرافت کے حسبِ ذیل اسباب بیان کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ اسے اللہ نے بہترین شکل و صورت عطا کی ہے۔
۲۔ اسے عقل کے جوہر سے نوازا گیا ہے۔
۳۔ اس میں طرح طرح کے متضاد جذبات رکھے گئے ہیں۔
۴۔ اس میں ترقی کرنے کا جذبہ رکھا گیا ہے۔
۵۔ اس کے لئے مکمل قانون حیات وضع کیا گیا ہے۔
۶۔ اسے ماضی سے سبق لینے، حال سے مقابلہ کرنے اور مستقبل کے لئے تیاری کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔
۷۔ اسکے لئے جزا و سزا کا ایک مکمل نظام مقرر کیا گیا ہے۔

ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔـا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا

ثابت قدم نہ رکھتے تو بلاشبہ آپ کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔(74)اس

لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

صورت میں ہم آپ کو زندگی میں بھی دوہرا عذاب اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھا دیتے پھر آپ ہمارے مقابلے میں

عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

کوئی مددگار نہ پاتے۔(75)اور یہ لوگ آپ کا قدم اس سرزمین سے اکھاڑنے کی کوشش میں رہے ہیں تا کہ

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾

آپ کو یہاں سے نکال دیں اور اگر یہ ایسا کریں گے تو آپ کے بعد یہ زیادہ دیر یہاں نہیں ٹھہر سکیں گے۔(76)

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

یہ ہمارا دستور ہے جو ان تمام رسولوں کے ساتھ رہا ہے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا اور آپ ہمارے دستور العمل

لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى

میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔(77)زوال آفتاب (۲۰) سے لے کر رات کے اندھیرے تک

غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

(ظہر، عصر، مغرب و عشاء کی) نماز قائم کرو اور فجر کی نماز بھی کیونکہ فجر کی نماز کی گواہی

مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى

دی جاتی ہے۔(78)اور رات کا کچھ حصہ قرآن کے ساتھ بیداری میں گزارو۔ یہ ایک زائد (عمل) صرف

اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ

آپؐ کے لیے ہے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔(79) اور یوں کہیے: پروردگارا!

عربی حاشیہ

35-یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ شخصیت اور حیثیت سزا کو کم نہیں کرتی ہے بلکہ بڑھا دیتی ہے۔
ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷۴ کے ذیل کی روایتیں اکثر مدینہ کی ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور بعض روایتیں اصلاً شان پیغمبرؐ کے خلاف ہیں لہٰذا ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

36-لام سببیت کا ہے یا عند کے معنی میں ہے۔
دلوک۔ زوال آفتاب ہے اور غسق لیل۔ تاریکی شب ہے۔ قرآن فجر صبح کی تلاوت ہے جس سے نماز صبح مراد ہے۔
مشہود۔ جس کی ملائکہ گواہی دیتے ہیں یا جس وقت تمام حواس حاضر رہتے ہیں۔

37-قرآن کے ساتھ بیداری سے مراد نماز شب ہے جو پیغمبرؐ پر ایک اضافہ واجب ہے اور جس کا نتیجہ مقام محمود یعنی منزل شفاعت ہے۔
ف: آیت نمبر ۷۸ تنہا آیت ہے جس میں جملہ نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا

اردو حاشیہ

(۱۹) آیت کا ارتباط دلیل ہے کہ انسان کی کرامت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ روز قیامت بہترین امام اور پاکیزہ ترین نامہ اعمال کے ساتھ آئے ورنہ وہاں کسی طرح کی رعایت اور طرف داری کا امکان نہیں ہے۔

(۲۰) واضح رہے کہ قرآن کریم نے نماز کے تین ہی اوقات بیان کئے ہیں۔ دو نمازوں کو زوال سے وابستہ کیا ہے اور دو کو تاریکی شب سے اور ایک کو فجر سے لہٰذا تین اوقات پر اعتراض کرنا قرآن سے ناواقفیت کی واضح دلیل ہے۔

مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ

تو مجھے (ہر مرحلہ میں) سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ (اس سے) نکال اور اپنے ہاں سے

مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾ وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ

مجھے ایک قوت عطا فرما جو مددگار ثابت ہو۔(80)اور کہہ دیجئے: حق آ گیا

الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ وَ نُنَزِّلُ مِنَ

اور باطل مٹ گیا۔ باطل کو تو یقیناً مٹنا ہی [۲۱] تھا۔(81)اور ہم قرآن میں سے

الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَ لَا یَزِیۡدُ

ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیے تو شفا اور رحمت ہے لیکن ظالموں کے لیے تو صرف

الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ

خسارے میں [۲۲] اضافہ کرتی ہے۔(82)اور جب ہم انسان کو نعمتوں سے نوازتے ہیں تو وہ

وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ کَانَ یَـُٔوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ

روگردانی کرتا ہے اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔(83) کہہ دیجئے:

کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰی

ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پس تمہارا رب بہتر علم رکھتا ہے کہ کون بہترین

سَبِیۡلًا ﴿۸۴﴾ ع وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ

راہ راست پر ہے۔(84)اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہہ دیجئے:

رَبِّیۡ وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾ وَ لَئِنۡ

روح میرے رب کے امر سے متعلق (ایک راز) ہے اور تمہیں تو بہت کم علم دیا گیا ہے۔(85)اور اگر ہم چاہیں

عربی حاشیہ

ہے اگرچہ تفصیل کے لئے روایات کی بہرحال ضرورت ہے لیکن اصل وقت معین کر دیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ لفظ نافلہ اصطلاحی نہیں ہے بلکہ اضافہ کے معنی میں ہے اور اسی لئے پیغمبرؐ پر نماز شب واجب ہے۔

38-صدق کے ساتھ داخلہ اور خارجہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان جہاں جائے اور جو کام کرے اس میں اول سے آخر تک صدق نیت اور اخلاص برقرار رہے۔

39-روح حیات عالم خلق اور عالم اسباب کی چیز نہیں ہے اس کا تعلق عالم امر سے ہے اور اس کا علم مکمل طور پر کسی کو نہیں دیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۱) یہ ایک وعدہ الٰہی ہے جس کا وقتی صورت حال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وقتی طور پر باطل اپنی جولانیوں کا مظاہرہ کر سکتا ہے لیکن دائمی اقتدار و اختیار صرف حق کے لئے ہے۔ صاحبانِ ایمان کو اس وعدہ الٰہی کی بنا پر مطمئن ہو جانا چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ انجام کار انہیں کے ہاتھوں میں ہے۔

(۲۲) قرآن زندگی میں شفا اور مرنے کے بعد رحمت ہے لیکن اس سے استفادہ کے لئے عقیدہ و عمل دونوں میں ظلم سے اجتناب ضروری ہے ورنہ خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔

شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ

تو ہم نے جو کچھ آپ کی طرف وحی کی ہے وہ سب سلب کر لیں پھر آپ کو ہمارے مقابلے میں

عَلَیۡنَا وَكِیۡلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ

کوئی حمایتی نہیں ملے گا۔(86) سوائے آپ کے رب کی رحمت کے آپ پر

كَانَ عَلَیۡكَ كَبِیۡرًا ﴿۸۷﴾ قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَ

یقیناً اس کا بڑا فضل ہے۔(87) کہہ دیجئے: اگر انسان اور جن سب مل کر

الۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ

اس قرآن کی مثل لانے کی کوشش کریں تو وہ اس کی مثل لا نہیں سکیں گے

وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ

اگرچہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔(88) اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں

فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤی اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا

ہر مضمون کو لوگوں کے لیے مختلف انداز میں بیان کیا ہے لیکن اکثر لوگ کفر پر

كُفُوۡرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ

ڈٹ گئے۔(89) اور کہنے لگے: ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے جب تک آپ ہمارے لیے زمین کو شگافتہ کر کے

الۡاَرۡضِ یَنۡۢبُوۡعًا ﴿۹۰﴾ اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ

ایک چشمہ جاری نہ کریں۔(90) یا آپ کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا تَفۡجِیۡرًا ﴿۹۱﴾ اَوۡ تُسۡقِطَ

ایسا باغ ہو جس کے درمیان آپ نہریں جاری کریں۔(91) یا آپ آسمان کو

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید جملہ اقسام کے امراض سے شفا ہے اور مستقبل کی کردار سازی کے لئے وسیلۂ رحمت ہے۔ ظالمین کا فائدہ نہ اٹھانا ان کی بدسرشتی کا اثر ہے کہ ہر شخص اپنی سیرت اور عادت کے مطابق عمل کرتا ہے اور بعض روایات میں شاکلہ زینت کو کہا گیا ہے کہ عمل کا اصل مصدر و منشا نیت ہی ہے۔

ف: کفار کے مطلوبہ معجزات اگرچہ مختلف قسم کے تھے لیکن ان کا انکار اصل معجزہ کی نفی نہیں تھا بلکہ اس میں یہ اشارہ موجود تھا کہ معجزہ رسول کا کام نہیں ہے خدا کا کام ہے اور خدا بھی مہمل مطالبات کو منظور نہیں کر سکتا ہے کہ ان میں بعض بالکل لغو ہیں اور بعض کا مطلب انسان کو فنا کر دینا ہے اور بس!

40- یہ قدرت کی طرف سے پہلا چیلنج ہے جس میں پورے قرآن کا جواب مانگا گیا ہے۔ اس کے بعد دس سورے اور پھر ایک سورے کے جواب کا مطالبہ کیا گیا ہے اور دشمن

اردو حاشیہ

(۲۳) یہ ہر دور کے مادی انسان کا خاصہ رہا ہے کہ اس کی نظر میں معنویت اور اخلاقی اقدار کی کوئی قیمت نہیں رہی ہے اور اس نے صرف مادیات اور مالیات کو اہمیت دی ہے۔

کفار نے بھی رسول اکرمؐ سے اسی طرح کے مطالبات کئے تھے جن کا ماحصل یہ تھا کہ منصب رسالت صاحبانِ مال و ثروت کو ملنا چاہئے اور بظاہر غریب اور نادار آدمی کو رسالت کا کوئی حق نہیں ہے۔

سرکار دو عالمؐ نے مختصر سا جواب یہ دے دیا کہ معجزات میرے کام نہیں ہیں۔ یہ پروردگار کے اشارے ہیں، ان کے بارے میں مجھ سے کوئی مطالبہ کرنا سراسر نادانی ہے۔

کفار نے ان باتوں سے عاجز آ کر ایک نیا حربہ ایجاد کیا اور عوام کو یہ سمجھانا شروع کر دیا کہ یہ ان تمام باتوں پر قادر بھی ہو جائیں تو ان پر ایمان نہ لانا کہ خدا کسی بشر کو رسول نہیں بنا سکتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اس سے پہلے ان تمام انبیاء کی نبوت کے قائل تھے جو یقیناً بشر تھے اور بشر ہی رہے۔

السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ

ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں جیسا کہ خود آپ کا زعم ہے یا خود اللہ اور

الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ

فرشتوں کو سامنے لے آئیں۔(92)یا آپ کے لیے سونے کا ایک گھر ہو یا آپ آسمان پر

تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ [41] حَتّٰى تُنَزِّلَ

چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک آپ ہمارے لیے ایسی کتاب

عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

اپنے ساتھ اتار نہ لائیں جسے ہم پڑھیں۔ کہہ دیجئے: پاک ہے میرا رب۔ میں تو صرف پیغام پہنچانے والا

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ

انسان ہوں۔(93)اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو اس پر ایمان لانے میں اور کوئی چیز

الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا [42] ﴿۹۴﴾

مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے: کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (94)

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا

کہہ دیجئے: اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے بس رہے ہوتے تو بھی ہم آسمان سے

عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

ایک فرشتے کو رسول بنا کر ان پر نازل کرتے۔(95) کہہ دیجئے: میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ

گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔ وہی اپنے بندوں کا حال یقیناً خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔(96)اور

عربی حاشیہ

اسے بھی پورا نہیں کر سکے۔ یہ اور بات ہے کہ ایمان بھی نہیں لائے۔

41۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مطالبات بھولے پن اور سادگی کا نتیجہ تھے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ایک مستقبل فکر کارفرما تھی جس کی بنیاد مادیت اور مالی وجاہت پر تھی ورنہ سادہ لوح انسان بھی اس طرح کی باتیں نہیں کرتا ہے۔

42۔ یہ حسین ترین تعبیر ہے اس حقیقت کے اظہار کیلئے کہ بشریت اور رسالت میں تضاد نہیں ہے۔ بلکہ رسالت بشریت کی معراج کی علامت ہے۔

ف: آیت نمبر ۹۵ میں ملائکہ کا مطمئن ہونا علامت ہے کہ نبی کی ضرورت اطمینان کے لئے نہیں ہے بلکہ ارتقاء وتکامل کے لئے ہے اور وہ سکون واطمینان کے بعد بھی ضروری ہے۔

اور بعض علماء نے فی الارض سے کشش وثقل ارض پر بھی استدلال کیا ہے کہ اس کے بغیر

اردو حاشیہ

يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ
ہدایت یافتہ وہ ہے جس کی اللہ ہدایت کرے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو آپ اللہ کے سوا
اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ
ان کا کوئی کارساز نہیں پائیں گے اور قیامت کے دن ہم انہیں اوندھے منہ اندھے اور گونگے
عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا ؕ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتۡ
اور بہرے (۴۴) بنا کر اٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ جب آگ فرو ہونے لگے گی تو ہم اسے ان پر
زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا
اور بھڑکائیں گے۔(97) یہ ان کے لیے اس بات کا بدلہ ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کا
وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ
انکار کیا اور کہا: کیا جب ہم ہڈیاں اور خاک ہو جائیں گے تو کیا پھر ہم نئے سرے سے خلق کر کے
خَلۡقًا جَدِيۡدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ
اٹھائے جائے گے؟(98) کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ وَجَعَلَ
خلق کیا ہے وہ ان جیسوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے؟ اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے
لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾ قُلۡ
جس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن ظالم لوگ انکار پر تلے ہوئے ہیں۔(99) کہہ دیجئے:
لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّىۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ
اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں پر اختیار رکھتے تو تم خرچ کے خوف سے

النصف

عربی حاشیہ

اطمینان سے چلنا ممکن نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ اہل جہنم بعض مراحل میں اندھے گونگے بہرے ہوں گے اور بعض میں جملہ حواس سے کام لیں گے اور یہ تکمیل عذاب کا نقشہ ہے کہ عذاب کی پوری کیفیت محسوس کررہے ہیں لیکن کوئی اختیار نہیں ہے یا کوئی منفعت بخش بات نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں اور نہ کہہ سکتے ہیں۔

43- خبو۔ساکت وجامد ہوجانا۔

اردو حاشیہ

(۴۴) عذابِ الٰہی کی شدت ایک ایسی مصیبت ہے جس کے بعد عذاب برداشت کرنے والے کے ہوش و حواس معطل ہو جاتے ہیں اور اسے کسی طرح کا ادراک نہیں رہ جاتا ہے۔

یہ سزا اس بات کی ہے کہ ان کافروں نے دار دنیا میں کسی طرح کی قوتِ سماعت و بصارت و بیان کو حق کی راہ میں صرف نہیں کیا ہے۔

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَلَقَدْ

انہیں روک لیتے اور انسان بہت تنگ دل واقع ہوا ہے۔(100)اور بتحقیق

اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ

ہم نے موسیٰ کو نو (9)واضح (۲۵) نشانیاں دی تھیں یہ بات خود بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے۔ جب

جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى

موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان (موسیٰ) سے کہا: اے موسیٰ! میرا خیال ہے کہ تم

مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ

سحر زدہ ہو گئے ہو۔(101) موسیٰ نے کہا: (اے فرعون دل میں) تو یقیناً جانتا ہے کہ ان نشانیوں کو آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ

کے پروردگار نے ہی بصیرت افروز بنا کر نازل کیا ہے اور اے فرعون! میرا خیال ہے کہ تو ہلاک

مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ

ہو جائے گا۔(102)پس فرعون نے ارادہ کر لیا تھا کہ انہیں زمین سے ہٹا دے تو ہم نے اسے اور اس کے

وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ ۙ وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

ساتھیوں کو ایک ہی ساتھ غرق کر دیا۔(103)اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا:

اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ

تم اس سرزمین میں سکونت اختیار کرو (۲۶) پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو ایک ساتھ لے

لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ ؕ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

آئیں گے۔(104)اور اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور اسی حق کے ساتھ یہ نازل ہوا ہے اور (اے محمدؐ) ہم نے

عربی حاشیہ

44-قتر تنگی سے کام لینا۔ یہ تمام انسانوں کی صفت نہیں ہے بلکہ انسانوں کے سلوک کی ایک تصویر کشی ہے۔

45-مسحور بمعنی ساحر بھی ہوسکتا ہے اور معنی مفعول بھی کہ فرعون کی نگاہ میں موسیٰ جادوگر تھے یا ان کو جادوگر بنا دیا گیا تھا۔

46-بصائر روشن کرنے والی نشانیاں اور مثبور ہلاک ہونے والا۔

ف: جناب موسیٰ کے معجزات عصا۔ ید بیضا، طوفان۔ ٹڈی دل۔ جوں۔ مینڈک۔ خون۔ دریا میں راستہ اور من وسلویٰ وغیرہ ہیں جن کی تعداد نو سے بہر حال زیادہ ہے لیکن اس مقام پر صرف وہ معجزات مراد ہیں جو فرعون کے مقابلہ میں تھے۔ ان کے علاوہ بنی اسرائیل کے لئے من وسلویٰ وغیرہ اس دائرہ سے باہر ہے کہ اس کا تعلق فرعون کے مقابلہ سے نہیں تھا۔

اردو حاشیہ

(۲۵) بعض روایات میں ان آیات کے ذیل میں حسبِ ذیل نشانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ طوفان ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، اموال کی بربادی، عصا، ید بیضا اور کافروں کو غرق کر دینا۔

(۲۶) منشاء الٰہی یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے شر سے نجات دلا دی جائے اور انہیں اس احسان کا احساس دلایا جائے تاکہ اس کے بعد عمل خیر کریں اور کفرانِ نعمت نہ کریں لیکن بنی اسرائیل نے یہ کچھ کر کے نہ دیا اور اپنی فطرت پر جمے رہے۔

وقف لازم

اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى

آپ کو صرف بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(105) اور قرآن کو ہم نے جدا جدا (۲۷) کر کے نازل کیا ہے تا کہ

النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ

آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے۔(106) کہہ دیجئے: تم خواہ ایمان لاؤ

لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى

یا ایمان نہ لاؤ، اس سے پہلے جنہیں علم (۲۸) دیا گیا ہے جب یہ پڑھ کر انہیں سنایا جاتا ہے تو یقیناً وہ

عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ

ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔(107) اور کہتے ہیں: پاک ہے ہمارا پروردگار

رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

اور ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہوا۔(108) اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور روتے جاتے ہیں

السجدة ۳

يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا

اور ان کا خشوع مزید بڑھ جاتا ہے۔(109) کہہ دیجئے: اللہ کہہ کر پکارو

الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا (47) فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا

یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔ جس نام سے بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (48) وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ

اور آپ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھیں نہ بہت آہستہ بلکہ درمیانی راستہ

سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ

اختیار کریں۔(110) اور کہہ دیجئے: ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا

عربی حاشیہ

47- اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پانی چشمہ سے صاف وشفاف چلتا ہے لیکن راستہ میں آلودہ ہوجاتا ہے یابات ابتدا میں بہترین ہوتی ہے اور بعد میں حالات کی تبدیلی یا حافظہ کی خرابی کی نذر ہوجاتی ہے اور اس کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ رب العالمین نے واضح کیا کہ قرآن ایسا نہیں ہے۔ اس کی ابتدا وانتہا ایک جیسی ہے اور یہ قرآن خدا کی بارگاہ سے چلا تو حق کے ساتھ چلا اور نبی کے پاس رہا تو حق کے ساتھ رہا اور اس میں کسی طرف سے باطل کی دخالت نہیں ہوسکی ہے۔

48- کفار کے درمیان لفظ رحمان مرسوم نہیں تھا تو انھیں خدا کے اس نام پر اعتراض ہوا۔ قرآن مجید نے واضح کردیا کہ عبادت ذات کی ہوتی ہے نام کی نہیں ہوتی ہے لہٰذا اسے اس کے کسی بھی نام سے پکارا جائے کوئی حرج نہیں ہے۔

49-امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جہر بلند آواز کا نام ہے اور مخافتہ اتنا آسان پڑھنا

اردو حاشیہ

(۲۷) یہ ایک حقیقت ہے کہ مالکِ کائنات نے کُل قرآن کا علم رسول اکرمؐ کو دے دیا تھا اور شبِ قدر میں اسے لوح محفوظ سے نازل بھی کر دیا تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امت کے لئے اس کی آیات کا نزول ۲۳ سال تک برابر ہوتا رہا ہے اور ایسا نہیں ہوا کہ بغیر تنزیل الٰہی کے رسول اکرمؐ جب چاہیں اور جس آیت کو چاہیں پڑھ کر سنا دیں یا اس کی تبلیغ شروع کر دیں آپ مکمل طور پر وحی الٰہی کے پابند تھے اور جس طرح آیات کا نزول ہوتا تھا اسی طرح پڑھ کر سنا دیتے تھے تا کہ قوم سمجھتی بھی رہے اور اسی کے مطابق عمل بھی کرتی رہے۔

(۲۸) حجاز میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو دین ابراہیمؑ پر قائم تھے اور اپنی پاکیزہ فطرت کی بنا پر بت پرستی اور رسوم جاہلیت کے سخت مخالف تھے۔ ان پر آیاتِ قرآن کا دہرا اثر ہوتا تھا۔ کبھی کلامِ الٰہی کے تصور سے سجدہ میں گر پڑتے تھے کہ رب العالمین ہم سے خطاب کر رہا ہے اور کبھی مضمون آیات سے بے ہوش ہو جاتے تھے اور مسلسل گریہ کرتے رہتے تھے۔ رب کریم سب کو ایسی ہی توفیق خیر عطا فرمائے۔

يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ

اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ ناتواں ہے کہ کوئی اس کی سرپرستی کرے

الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾

اور اس کی بڑائی کماحقہ بیان کرو۔(111)

آیاتھا ۱۱۰ — ۱۸ سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹ — رکوعاتھا ۱۲

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ

کسی قسم کی کجی نہیں رکھی۔(1) نہایت مستحکم ہے تا کہ اس کی طرف سے آنے والے

لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

شدید عذاب سے خبردار کرے اور ان مومنین کو بشارت دے جو نیک عمل کرتے ہیں کہ

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّ

ان کے لیے بہتر اجر ہے۔ (2) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (3) اور

يُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ

انہیں تنبیہ کرے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے۔(4) اس بات کا علم

عربی حاشیہ

ہے کہ خود بھی نہ سن سکے۔ درمیانی طریقہ یہ ہے کہ نہ شور ہو اور نہ مکمل غفلت۔

1-عوج۔ عین پر زبر کے ساتھ مادیات میں استعمال ہوتا ہے اور عین پر زیر کے ساتھ معنویات میں۔

2-خدا کے لئے اولاد کے قائل تین طرح کے گروہ تھے۔

کفار۔ جو ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے۔

یہودی۔ جو عزیز کو ابن اللہ کہتے تھے۔

عیسائی۔ جو عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے تھے۔

ف: واضح رہے کہ مسئلہ جہر واخفات دو قسم کی نمازوں کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اعتدالی روش کی طرف اشارہ ہے کہ ہر عمل میں اعتدال رہے اور کوئی ایسا کام نہ ہو کہ دشمن کو اعتراض کرنے کا موقع مل جائے اور مزید منحرف ہوجائے جیسا کہ بعض تبلیغی پروگراموں میں لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا اثر ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ
نہ انہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ یہ بڑی (جسارت کی) بات ہے جو

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ
ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ یہ تو محض جھوٹ بولتے ہیں۔(5) پس اگر یہ لوگ

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا
اس (قرآنی) مضمون پر ایمان نہ لائے تو ان کی وجہ سے شاید آپ اس رنج میں

الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً
اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔(6) روئے زمین پر جو کچھ موجود [۱] ہے اسے ہم نے زمین کے لیے زینت بنایا تا کہ

لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا
ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سب سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔(7) اور اس پر جو کچھ ہے

عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ
اسے ہم (بھی) بنجر زمین بنا دیں گے۔(8) کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں

الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ
کہ غار اور کتبے والے ہماری قابل تعجب [۲] نشانیوں میں سے تھے؟(9) جب

اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ
ان جوانوں نے غار میں پناہ لی تو کہنے لگے: اے ہمارے پروردگار!

لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰
ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عنایت فرما اور ہمیں ہمارے اقدام میں کامیابی عطا فرما۔(10)

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید کے لئے لفظ حدیث کا استعمال علامت ہے کہ اس کے بیانات تازہ تازہ اور نو بہ نو ہیں لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ ظالم اس کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے ہیں جب کہ تازہ ترین باتوں کی طرف توجہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔

3- یہ رہنما کی قوم سے بے پناہ محبت کی علامت ہے جس طرح کہ ایک باپ اپنی اولاد کی طرح اصلاح کے لئے جان بھی دے دیتا ہے۔

4- صعید۔ خاک ہے اور جرز چٹیل میدان جس میں کسی چیز کے اُگنے کا امکان نہ ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) واضح رہے کہ روئے زمین کی ساری زیب و زینت انسان کے امتحان اور اس کے ابتلاء کے لئے ہے عیش پرستی اور تغافل کے لئے نہیں ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو اس کی پیداوار سے ریاست قائم کر لیتے ہیں اور زکوٰۃ کا خیال بھی نہیں کرتے ہیں۔

(۲) اصحابِ کہف کی داستان ہر دور میں مشہور رہی ہے۔ اور سرکار دو عالمؐ کے زمانے میں اس میں عجیب و غریب قسم کی باتوں کا اضافہ ہو گیا تھا اس لئے پروردگار نے حق و صداقت کے ساتھ اس واقعہ کا تذکرہ کر دیا تا کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے۔

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چند افراد خدا کی مخصوص توفیق اور اپنی فطرت سلیم کی بنا پر توحید پرست ہو گئے تھے۔ دقیانوس بادشاہ نے انہیں اس قدر ستایا کہ حق کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آخر میں غار میں جا کر پناہ لے لی۔ رب کریم نے انہیں سلا دیا اور پھر برسوں کے بعد اٹھایا۔ جب وہ بازار میں سکہ لے کر گئے تو معلوم ہوا کہ یہ دورِ قدیم کے لوگ ہیں اور بحث شروع ہو گئی کہ انہوں نے کتنے دنوں آرام کیا ہے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ خدا اپنے مخلص پرستاروں کو ظالموں کے شر سے بچا بھی سکتا ہے اور انہیں دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس کی راہ میں قیام کریں اور کسی ظالم کے ظلم کی پرواہ نہ کریں۔

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾

پھر کئی سالوں تک غار میں ہم نے ان کے کانوں پر (نیند کا) پردہ ڈال دیا۔(11)

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ ہم دیکھ لیں کہ ان دو جماعتوں میں سے کون ان کی مدت قیام کا بہتر شمار کرتی ہے۔(12)

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾

ہم آپ کو ان کا حقیقی واقعہ سناتے ہیں۔وہ کئی جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے انہیں مزید ہدایت دی۔(13)

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾

اور جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کیا پس انہوں نے کہا: ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے، (اگر ہم ایسا کریں) تو ہماری یہ بالکل نامعقول بات ہو گی۔(14)

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

ہماری اس قوم نے تو اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنایا ہے۔ یہ ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لائے؟ پس اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے والوں سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے؟(15)

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

جب تم نے مشرکین اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے کنارہ کشی اختیار کی ہے

عربی حاشیہ

5- کہف۔ بڑے قسم کے غار کو کہتے ہیں۔ اور رقیم اس تختی کا نام ہے جس پر اصحابِ کہف کے نام مرقوم تھے۔

6-ربط قلب۔سکون واطمینان اور پختہ عزائم کا نام ہے اور شطط حد سے گزر جانے والے کلام کو کہا جاتا ہے۔

7-اعتزال۔ کنارہ کش ہونا۔ مرفق۔ سہولت اور آسائش کا سامان۔

ف: اصحاب کہف سن رسیدہ تھے لیکن انھیں فتیٰ کہا گیا ہے جس کے بارے میں امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جو ایمان اور تقویٰ اختیار کرے وہی فتیٰ ہے اور اسی کلام سے لافتیٰ الاعلیؑ کی عظمت اور معنویت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

ف: اصحابِ کہف کے چھ خصوصیات تھے:۔

۱۔غار کا دہانہ انتہائی مناسب تھا۔

۲۔غار کے اندر وسیع جگہ موجود تھی۔

۳۔ان کی نیند عام نیند سے مختلف تھی۔

۴۔وہ سونے میں کروٹ بدل رہے تھے۔

اردو حاشیہ

اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

تو غار میں (۳) چل کر پناہ لو۔ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے

يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا

معاملات میں تمہارے لئے آسانی فراہم کرے گا۔(16)اور آپ دیکھتے ہیں کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے

طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ (8) عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ

تو ان کے غار سے (۴) داہنی طرف سمٹ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے

تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ

بائیں طرف کترا جاتا ہے اور وہ غار کی کشادہ جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ

جسے اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا (9)

آپ کوئی سرپرست ورہنما نہ پائیں گے۔(17) اور آپ خیال کریں گے کہ یہ بیدار ہیں

وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ

حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ بدلاتے رہتے ہیں

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

اور ان کا کتا غار کے دھانے پر دونوں ٹانگیں پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر آپ انہیں جھانک کر دیکھیں

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَ

تو ان سے ضرور الٹے پاؤں بھاگ نکلیں اور ان کی دہشت آپ کو گھیر لے۔(18)اسی

عربی حاشیہ

۵۔ان کا کتا بھی ان کے ساتھ شریکِ عمل تھا۔

۶۔ان کا منظر ہیبت ناک تھا اور خدا نے رعب کے ذریعہ ان کی امداد کی تھی۔

8-تزاور۔ انحراف کرنا اور کترا کر نکل جانا۔ گویا آفتاب ان کی امداد پر مامور تھا۔ فجوہ۔وسیع جگہ۔

9-ایقاظ۔ یقظ کی جمع ہے یعنی بیدار۔ رقود۔ راقد کی جمع ہے یعنی خوابیدہ۔ وصید۔ ڈیوڑھی یا آنگن۔

اردو حاشیہ

(۳) اصحابِ کہف چھ نفر تھے۔ ان کے قریہ کا نام طرسوس تھا اور بادشاہِ وقت کا نام دقیانوس تھا جو بت پرستی کی جبراً دعوت دیتا تھا اور انکار کرنے والوں کو سخت اذیت دیا کرتا تھا۔

(۴) اس واقعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ رب کریم کے پاس امداد بالغیب کے بے شمار راستے ہیں جن کا اہل دنیا احساس بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

اور اسی واقعہ سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جو خدا چند مخلص بندوں کے لئے سیر آفتاب یا شعاعِ آفتاب کا رخ موڑ سکتا ہے وہ کسی خاص مخلص بندے کے لئے مغرب سے آفتاب پلٹا بھی سکتا ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی شے بعید نہیں ہے صرف عمل میں اخلاص کی ضرورت ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ

انداز سے ہم نے انہیں بیدار کیا تا کہ یہ آپس میں پوچھ گچھ کر لیں۔چنانچہ ان میں سے

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ

ایک نے پوچھا: تم لوگ یہاں کتنی دیر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ایک دن یا (۵) اس سے بھی کم۔

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ

انہوں نے کہا: تمہارا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ تم کتنی مدت رہے ہو پس تم اپنے میں سے

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى (10)

ایک کو اپنے اس سکے کے ساتھ شہر بھیجو اور وہ دیکھے کہ کونسا کھانا سب سے ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

پھر وہاں سے کچھ کھانا لے آئے اور اسے چاہیے کہ وہ ہوشیاری سے جائے اور کسی کو تمہاری خبر

بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ

نہ ہونے دے۔(19) کیونکہ اگر وہ تم پر غالب آگئے تو وہ تمہیں سنگسار کر دیں گے

اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾

یا اپنے مذہب میں پلٹائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو تم ہر گز فلاح نہیں پاؤ گے۔ (20)

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اور اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان سے باخبر کر دیا وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ (11)

اور یہ کہ قیامت (کے آنے) میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ

عربی حاشیہ

10-ورق۔ واو پر زبر اور رے پر زیر یا واو پر زیر ہے اور رے ساکن دونوں کے معنی سکہ دار درہم کے ہیں۔ اور واضح رہے کہ اصحاب کہف کی نیند کی مدت ۳۰۹ سال بیان کی گئی ہے۔

اور ولیتلطف کی تا پر قرآن مجید حروف کے اعتبار سے نصف ہوجاتا جو قرآن مجید میں لطف اور لطافات کی مرکزیت کی طرف بہترین اشارہ ہے۔

واضح رہے کہ اصحاب کہف نے صدیوں کی بھوک کے باوجود ہر غذا کو پسند نہیں کیا بلکہ پاکیزہ غذا کا انتظام کیا تا کہ ایمان اور تقویٰ کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔ آیت کا آخری ٹکڑا تقیہ کا بہترین اعلان ہے کہ اصحاب کہف کے خصوصیات میں ایک تقیہ بھی ہے جو ان کے ایمان اور فتوت و جوانمردی کا نتیجہ ہے۔

ف: اصحابِ کہف کے مرکز پر مسجد بنانا بزرگوں کی یادگار قائم کرنے کی بہترین دلیل ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ آخری آرام گاہ

اردو حاشیہ

(۵) یہ جواب بتا رہا ہے کہ تین سو برسوں میں بھی کوئی تغیر نہیں پیدا ہوا تھا ورنہ اس طرح کا جواب نہ ہوتا۔

یہ بھی اس امر کا واضح اشارہ ہے کہ پروردگار اپنے مخلص بندوں کے لئے ہر طرح کا اہتمام کر دیتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس کی راہ میں مخلص رہیں اور باطل کی اطاعت نہ کریں۔

اَمۡرَهُمۡ فَقَالُوا ابۡنُوۡا عَلَيۡهِمۡ بُنۡيَانًا ؕ رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ

ان کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو کچھ نے کہا: ان (کے غار) پر عمارت بنا دو۔ ان کا رب ہی

بِهِمۡ ؕ قَالَ الَّذِيۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰۤى اَمۡرِهِمۡ لَنَتَّخِذَنَّ

ان کا حال بہتر جانتا ہے۔جنہوں نے ان کے بارے میں غلبہ حاصل کیا وہ کہنے لگے: ہم ان کے غار پر

عَلَيۡهِمۡ مَّسۡجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ ۚ

ضرور ایک مسجد بناتے ہیں۔(21) کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ تین (۶) ہیں، چوتھا ان کا کتاہے

وَيَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَةٌ سَادِسُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ رَجۡمًا ۢ بِالۡغَيۡبِ ۚ

اور کچھ کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں، چھٹا ان کا کتا ہے۔ یہ سب دیکھے بغیر اندازے لگا رہے ہیں

وَيَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَةٌ وَّثَامِنُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ ؕ قُلۡ رَّبِّىۡۤ اَعۡلَمُ

اور کچھ کہیں گے: وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ کہہ دیجئے: میرا رب ان کی تعداد کو

بِعِدَّتِهِمۡ مَّا يَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا قَلِيۡلٌ ۙ فَلَا تُمَارِ فِيۡهِمۡ

بہتر جانتا ہے ان کے بارے میں کم ہی لوگ جانتے ہیں لہٰذا آپ ان کے بارے میں سطحی گفتگو کے

اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسۡتَفۡتِ فِيۡهِمۡ مِّنۡهُمۡ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

علاوہ کوئی بحث نہ کریں اور نہ ہی ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت کریں۔ (22)

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَاىۡءٍ اِنِّىۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ

اور آپ کسی کام کے بارے میں ہرگز یہ نہ کہیں کہ میں اسے کل کروں گا۔(23) مگر یہ کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۖ وَاذۡكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيۡتَ وَقُلۡ عَسٰۤى

اللہ چاہے (۷) اور اگر آپ بھول جائیں تو اپنے پروردگار کو یاد کریں اور کہیں:

عربی حاشیہ

کے پاس سجدہ ہوسکتا ہے اور اس میں کسی شرک کا امکان نہیں ہے۔

11-اصحاب کہف کے بارے میں طرح طرح کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ایک اختلاف یہ ہے کہ یہ غار کہاں ہے۔بعض کا کہنا ہے کہ فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ہے، بعض کہتے ہیں کہ موصل میں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اندلس میں غرناطہ کی طرف ہے۔

دوسرا اختلاف زمانہ کا ہے کہ یہ واقعہ قبل مسیح کا ہے یابعد مسیح کا۔ تیسرا اختلاف اس کھانے میں ہے جس کو خریدا گیا تھا کہ وہ کھجور تھا یا کشمش یا گوشت۔

چوتھا اختلاف ان کے کتے کے رنگ کے بارے میں ہے کہ وہ گندمی رنگ کا تھا یا اس پر مختلف نقش ونگار تھے۔

اور پانچواں اختلاف ان کی تعداد کے بارے میں ہے جس کا تذکرہ خود آیت میں بھی کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) نصاریٰ نجران پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں آئے تو اصحابِ کہف کا تذکرہ نکل آیا بعض نے کہا کہ تین ہیں اور بعض نے کہا کہ پانچ۔ مسلمانوں نے کہا کہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے اور بظاہر یہی صحیح بھی ہے کہ قرآن مجید میں باقی دونوں اقوال کو اندازے سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن اس آخری قول پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا ہے۔

(۷) ہر کام پر انشاء اللہ کہنا اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ مشیت پروردگار ہر ارادہ اور خواہش سے بالاتر ہے اور اس کے مقابلہ میں کسی کے ارادہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فقہی اعتبار سے معاملات میں انشاء اللہ صرف تبرک کے طور پر کہا جا سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ واقعی مشیت خدا پر معلق کر دیا ہے تو معاملہ ہی باطل ہے کہ معاملات حتمیت چاہتے ہیں ان میں تعلیق کی کوئی گنجائش نہیں ہے چاہے کسی چیز پر معلق رکھا جائے۔

اَنۡ یَّهۡدِیَنِ رَبِّیۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَ

امید ہے میرا رب اس سے قریب تر حقیقت کی طرف میری راہنمائی فرمائے گا۔(24)اور

لَبِثُوۡا فِیۡ كَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیۡنَ وَ ازۡدَادُوۡا

وہ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور نو کا اضافہ

تِسۡعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَهٗ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ

کیا۔(25) آپ کہہ دیجئے: ان کے قیام کی مدت اللہ بہتر جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی غیبی باتیں

وَ الۡاَرۡضِ ؕ اَبۡصِرۡ بِهٖ وَ اَسۡمِعۡ ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ

صرف وہی جانتا ہے۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔ اس کے سوا ان کا کوئی

وَّلِیٍّ ۫ وَّ لَا یُشۡرِكُ فِیۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَ اتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ

سرپرست نہیں اور نہ ہی وہ کسی کو اپنی حکومت میں شریک کرتا ہے۔(26)اور(اے محمدؐ!) آپ کے پروردگار کی کتاب

اِلَیۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ۟ وَ لَنۡ تَجِدَ

کے ذریعے جو کچھ آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھ کر سنا دیں۔کوئی اس کے کلمات کو بدلنے والا نہیں ہے اور نہ ہی

مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ

آپ اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پائیں گے۔(27)اور (اے محمدؐ) اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت میں محدود رکھیں

رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَ لَا

جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیریں۔ (۸)

تَعۡدُ عَیۡنٰكَ عَنۡهُمۡ ۚ تُرِیۡدُ زِیۡنَةَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَ

کیا آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کے خواہشمند ہیں؟ اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں

عربی حاشیہ

12- بعض مفسرین نے اس انداز بیان کی توجیہ کی ہے کہ شمسی اعتبار سے ۳۰۰ سال اور قمری اعتبار سے ۳۰۹ سال ہوتے ہیں کہ دونوں میں سوسال کے بعد تین سال کا فرق ہوجاتا ہے۔

13- کہاجاتا ہے کہ عینیہ فرازی جیسے کفار نے سلمان جیسے مسلمانوں کی غربت کو دیکھ کر یہ مطالبہ کیا کہ انھیں بزم سے ہٹا دیا جائے تو ہم اسلام لا سکتے ہیں۔قدرت نے جواب دے دیا کہ آپ انھیں مخلص غریبوں کے ساتھ صبر کریں اور دولت مندوں کی فکر نہ کریں۔

ف: تعداد کے بارے میں حرف آخر آٹھ ہے کہ اسے اندازہ نہیں کہا گیا ہے اور اس کے واو کو ثمانیہ کہا جاتا ہے جو عام طور سے اس عدد کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) کفار و مشرکین اور دنیا پرستوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر فضیلت کا معیار مال دنیا اور ثروت مادی ہی کو قرار دیتے ہیں اور اسلام حقائق و معارف کے مقابلہ میں کسی چیز کی قدر و قیمت کا قائل نہیں ہے اس لئے رب العالمین نے رسول اکرمؐ کو مخاطب قرار دے کر واضح کر دیا کہ خبردار ایمان کے مقابلہ میں دولت والوں کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھنے پائے کہ یہ امت کی تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہے۔

لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ

وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ

حد سے گزرا ہوا ہے۔(28) اور کہہ دیجئے: کہ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے

شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ ہم نے ظالموں کے لیے یقیناً ایسی آگ تیار کر رکھی ہے

لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

جس کی قناتیں انہیں گھیرے میں لے رہی ہوں گی اور اگر وہ فریاد کریں تو ایسے پانی سے ان کی داد رسی ہو گی

يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ

جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو گا ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا۔ بدترین مشروب

وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور بدترین جائے گاہ ہے۔(29) جو ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾

تو ہم نیک اعمال بجا لانے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ (30)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

ان کے لیے دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ [14] مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ

وہ سونے کے کنگنوں سے مزین ہوں گے اور باریک ریشم اور اطلس کے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ٢٩ نے واضح کر دیا ہے کہ ظالمین کا۔ حال جہنم میں بھی دنیا ہی جیسا ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہاں شعلوں کے پردے ہوں گے اور پگھلی دھات کا دور شراب چہروں پر بدنمائی کے اثرات ہوں گے اور رفاقت ومصاحبت کے لئے جہنم کا ماحول۔ اللہ ہر صاحب ایمان کو اس صورتِ حال اور تجسیم اعمال سے محفوظ رکھے۔

14-اساور۔ اسوار کی جمع ہے۔
سندس۔ باریک ریشم کو کہا جاتا ہے۔
استبرق دبیز قسم کے ریشم کو۔ ارائک۔ اریکہ کی جمع ہے یعنی تخت۔

اردو حاشیہ

ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا
سبز کپڑوں میں ملبوس مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ
بہترین ثواب ہے اور خوبصورت منزل۔ (31) اور (اے محمدؐ)

لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ
ان سے دو آدمیوں کی ایک مثال [۹] بیان کریں جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا کیے

اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ؕ﴿۳۲﴾
اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگا دی اور دونوں کے درمیان کھیتی بنائی تھی۔ (32)

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّ
دونوں باغوں نے خوب پھل دیا اور ذرا بھی کمی نہ کی اور ان کے درمیان

فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۙ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ
ہم نے نہر جاری کی۔(33)اور اسے پھل ملتا رہتا تھا پس باتیں کرتے ہوئے اس نے

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ [15] اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾
اپنے ساتھی سے کہا: میں تم سے زیادہ مالدار ہوں اور افرادی قوت میں بھی زیادہ معزز ہوں۔ (34)

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ
اور وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا۔ کہنے لگا: میں نہیں سمجھتا کہ

اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ
یہ باغ کبھی فنا ہو جائے گا۔(35) اور میں خیال نہیں کرتا کہ قیامت آنے والی ہے

عربی حاشیہ

15- محاورہ۔ آپس میں گفتگو کرنا اور نفر۔ انصار و اعوان کے معنی میں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۱ دلیل ہے کہ اہلِ جنت بھی روحانی راحتوں کی طرح جسمانی لذتوں سے بہرہ یاب ہوں گے اور جن تمام لذتوں کو یہاں ترک کیا ہے سب کا نعم البدل وہاں مل جائے گا۔ بہترین لباس، حسین ترین زیور عمدہ نشست گاہ اور بلند ترین محفل عیش و عشرت۔

اردو حاشیہ

(۹) معنویات کے تذکرہ کے بعد مسئلہ کو مزید واضح کرنے کے لئے مادی اور محسوس مثال کا سہارا لیا گیا ہے کہ ایک انسان کے پاس ایسے عمدہ باغات تھے کہ اس میں غرور پیدا ہو گیا اور اس نے غریب صاحبانِ ایمان کے مقابلہ میں اکڑنا شروع کر دیا اور اس حقیقت کو بھول گیا کہ دینے والا واپس بھی لے سکتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ غرور کام نہ آیا اور سب تباہ و برباد ہو گیا۔

رب العالمین نے اس مقام پر تمام نعمتوں کو اپنی طرف منسوب کیا ہے تاکہ انسان کے ہوش و حواس باقی رہیں اور اس میں کسی طرح کا غرور نہ پیدا ہونے پائے۔

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ ...

لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾

اور اگر مجھے میرے رب کے حضور پلٹا دیا گیا تو میں ضرور اس سے بھی اچھی جگہ پاؤں گا۔ (36)

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ

اس سے گفتگو کرتے ہوئے اس کے ساتھی نے کہا: کیا تو اس اللہ کا انکار کرتا ہے

خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ

جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفے سے پیدا کیا پھر تجھے ایک معتدل

رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿٣٨﴾

مرد بنایا؟(37) لیکن میرا رب تو اللہ ہی ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔(38)

وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا

اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں نہیں کہا: ماشاء اللہ (١٠) لاقوۃ الا باللہ؟ (ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہے۔

بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿٣٩﴾ۚ

طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ ہے)؟ اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔(39)

فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ يُرْسِلَ

تو بعید نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تیرے باغ سے بہتر عنایت فرمائے اور

عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ۙ

تیرے باغ پر آسمان سے آفت بھیج دے اور وہ صاف میدان بن جائے۔(40)

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَ

یا اس کا پانی نیچے اتر جائے پھر تو اسے طلب بھی نہ کر سکے۔ (41) چنانچہ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ فریق اول نے بظاہر خدا کا انکار نہیں کیا تھا لیکن فریق دوم نے اسے کافر قرار دے دیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ قدرت خدا کا انکار یا اپنی استقلال مالکیت کا خیال یا عقائد صحیحہ کا استہزاء بھی ایک طرح کا انکار خدا ہے جسے صراحتاً ظاہر نہیں کیا جاتا ہے بلکہ دل میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔

16- یہ اہلِ دنیا کی مخصوص منطق ہے کہ جس طرح ہم دنیا میں عیش کرتے رہے ہیں اگر مرگئے اور کوئی قیامت آ بھی گئی تو جس نے ہمیں یہاں دولتمند بنایا ہے وہ وہاں بھی ہمارے لئے مخصوص انتظام کرے گا۔

اردو حاشیہ

(١٠) ایمان والوں کی منطق کفر والوں کے اندازِ فکر سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ کفر والے اپنے غرور میں مگن رہتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت سب ہمارے اختیار میں ہے اور ایمان والوں کو جو کچھ مل جاتا ہے اسے خدا کا عطیہ کہتے ہیں اور جو نہیں ملتا ہے اس کے بارے میں امیدوار رہتے ہیں کہ مالکِ کائنات ہی سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔

أُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ

اس کے پھلوں کو (آفت نے) گھیر لیا پس وہ اپنے باغ کو اپنی چھتوں پر گرا پڑا دیکھ کر

فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ (17) عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي

اس سرمائے پر کف افسوس ملتا رہ گیا جو اس نے اس باغ پر لگایا تھا اور کہنے لگا: اے کاش! میں اپنے پروردگار

لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ

کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔(42)اور (ہوا بھی یہی کہ) اللہ کے سوا

يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

کوئی جماعت اس کے لیے مددگار ثابت نہ ہوئی اور نہ ہی وہ بدلہ لے سکا۔ (43)

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ

یہاں سے عیاں ہوا کہ اقتدار تو خدائے برحق کے لیے مختص ہے۔ اس کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا ہوا

عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ

انجام اچھا ہے۔(44)اور ان کے لیے دنیاوی زندگی کی یہ مثال پیش کریں: یہ زندگی

أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ

اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین (۱۱) کی روئیدگی گھنی ہو گئی

فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی ہوائیں اسے اڑاتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ مُقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ

قدرت رکھتا ہے۔(45) مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور ہمیشہ

عربی حاشیہ

17-خاویہ۔خالی اور جھک جانے والے کے معنی میں ہے۔
عرش۔ بلندی کو کہتے ہیں لیکن مقصد یہ ہے کہ سارا باغ شاخوں سمیت زمین کے برابر ہوگیا۔

18-ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں نقل کیا ہے کہ خدا حکم کے اعتبار سے قادر اور خلق کے اعتبار سے مقتدر ہے یعنی وہ ہر شئے کے بارے میں حکم دے سکتا ہے اور پھر اس نے حکم دے کر پیدا بھی کر دیا ہے اور یہ اس کے مقتدر ہونے کی علامت ہے۔

ف: آیات کریمہ نے صاف واضح کر دیا کہ:
۱۔مادی نعمتیں بھروسہ کے قابل نہیں ہیں۔
۲۔مصیبت میں مصاحب کام نہیں آتے ہیں۔
۳۔نزول بلا کے بعد بیداری بیکار ہے۔ ۴۔فقر ذلت کی دلیل نہیں ہے اور دولت بھی کوئی عزت نہیں ہے۔ ۵۔انسان کو ہمیشہ اپنی خلقت کو یاد رکھنا چاہیے تا کہ گمراہ نہ ہونے پائے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) زندگانی دنیا کی یہ ایک بہترین مثال ہے جس سے انسان عبرت حاصل کر سکتا ہے کہ ایک دن زمین کو بالکل خالی دیکھتا ہے پھر برستا ہوا پانی نظر آتا ہے پھر اس کے زیر اثر سبزہ روئیدہ ہوتا ہے اور ساری زمین پر مخمل جیسا فرش بچھ جاتا ہے۔ پھر یہی سبزہ چند دنوں میں بھوسہ ہو جاتا ہے اور ہوائیں اسے اڑا لے جاتی ہیں......اتنی محسوس حقیقت کے بعد بھی انسان عبرت حاصل نہیں کرتا ہے تو یہ ایک انتہائی افسوس ناک بات ہے۔

الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا
باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور امید کے اعتبار سے بھی

وَّخَيْرٌ اَمَلًا [19] ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ
بہترین ہیں۔(46)اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو آپ صاف میدان دیکھیں گے

بَارِزَةً [20] ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا
اور سب کو ہم جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔(47)اور وہ صف در صف

عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا [21] ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ
تیرے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے (تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا:) تم اسی طرح ہمارے پاس آ گئے ہو جیسا کہ ہم نے

مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَ
پہلی بار تمہیں خلق کیا تھا، بلکہ تمہیں تو گمان تھا کہ ہم نے تمہارے لیے وعدے کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا ہے۔(48)اور

وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا
نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت آپ دیکھیں گے کہ مجرمین اس کے مندرجات کو

فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا
دیکھ کر لرز رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں: ہائے ندامت! یہ کیسا نامہ اعمال ہے؟ اس نے

يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا
کسی چھوٹی اور بڑی بات کو نہیں چھوڑا (بلکہ) سب کو درج کر لیا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع وَاِذْ
وہ ان سب کو حاضر پائیں گے اور آپ کا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔(49)اور (یہ بات بھی)

عربی حاشیہ

ف: انسانی زندگی کے لئے مالی اور افرادی طاقت بے حد ضروری ہے اور اسی بنا پر لوگوں کی نگاہ میں بیٹوں کی اہمیت تھی لیکن قرآن مجید نے یہ واضح کردیا کہ یہ سب صرف حیات دنیا کی زینت ہیں۔ آخرت میں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے لئے عمل خیر درکار ہے اور اس کی بلندترین قسم محبت اہلبیتؑ ہے اگرچہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

19- کار خیر ہی ایک عمل ہوتا ہے جس سے امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ باقی جس چیز سے بھی انسان امیدیں وابستہ کرتا ہے سب مایوسی کا شکار ہوجاتی ہیں کہ مال یا اولاد دونوں ہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

20-میدان حشر میں زمین کو بالکل صاف کردیا جائے گا تاکہ اولین و آخرین کو جمع کیا جاسکے۔

21-بعض حضرات کا خیال ہے کہ محشر میں سب قطار اندر قطار حاضر ہوں گے اور بعض

اردو حاشیہ

(۱۲) انسانی زندگی کی زینتیں دو طرح کی ہوتی ہیں بعض زینتیں انفرادی ہوتی ہیں جنہیں انسان اپنی ذات کے لئے فراہم کرتا ہے اور بعض اجتماعی ہوتی ہیں جو اجتماع میں کام آتی ہیں۔ اجتماعی زینتوں کو باقیات صالحات کہا جاتا ہے جس کا ثواب بھی بہت ہے اور جس سے آخرت میں امیدیں بھی وابستہ کی جاسکتی ہیں ورنہ انفرادی زینتوں کا تو حساب ہی دینا پڑے گا، ان سے امیدیں کیا وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

یاد کریں جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ

وہ جنات میں سے تھا پس وہ اپنے رب کی اطاعت سے خارج ہو گیا۔ تو کیا تم لوگ

وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ

میرے سوا اسے اور اس کی نسل کو اپنا سرپرست بناؤ گے۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟

لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

یہ ظالموں کے لیے برا بدل ہے۔(50) میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا

وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

مشاہدہ نہیں کرایا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق کا اور میں کسی گمراہ کرنے والے کو اپنا

الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ

مددگار بنانے والا نہیں ہوں۔(51) اور جس دن اللہ فرمائے گا: انہیں بلاؤ جنہیں تم نے

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

میرا شریک ٹھہرایا تھا تو وہ انہیں بلائیں گے لیکن وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور ہم ان کے درمیان

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

ہلاکت کی ایک جگہ بنا دیں گے۔(52) اور مجرمین اس دن آتش جہنم کا مشاہدہ کریں گے

فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا [22] وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع

اور سمجھ جائیں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور وہ اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔(53)

ع ۷ ۱۹

عربی حاشیہ

کہتے ہیں درجات الگ الگ کر دیے جائیں گے اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ بالکل مرتب اور منظم انداز سے پیش کیے جائیں۔

22- مواقع۔ یعنی واقع اور مصرف یعنی گریز کی جگہ اور بچ نکلنے کی منزل۔

ف: آیت نمبر ۵۱ دلیل ہے کہ بندگانِ خدا گمراہوں کی کمک حاصل نہیں کرتے ہیں اور اسی لئے حضرت علیؑ نے ابوسفیان کی مدد کو اور امام حسینؑ نے عبیداللہ بن حر کی مدد کو رد کر دیا تھا اور یہیں سے جناب ابوطالبؑ کے ایمان و کردار پر مکمل روشنی پڑتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) بعض مفسرین کے خیال میں یہ ایک اشارہ ہے کہ ملائکہ حکم خدا سے سرتابی نہیں کرتے اور ابلیس کی سرتابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ قوم جن سے تعلق رکھتا تھا۔

اور ابلیس کو حکم خدا اس لئے شامل ہو گیا تھا کہ اس نے ملائکہ کی صفوں میں داخلہ لے لیا تھا اور خود اپنے کو حکم خدا کا مصداق بنا لیا تھا اور ایسا نہیں بھی تھا تو اسے متکبرانہ انداز سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے تھی کہ خالق سے اس لہجہ میں بات کرنا خود ہی جرم ہے۔ حکم خدا شامل ہو یا نہ ہو۔

(۱۴) شیطان کی ذریت سے مراد اس کے چیلے اور پیروکار ہیں جس کی طرف مختلف مقامات پر اشارہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے یہ دلچسپ تحقیق بھی بیان کی ہے کہ شیطان کی ایک ران میں عضو تناسل ہے اور دوسری میں فرج اور وہ انہیں دونوں سے اولاد پیدا کراتا رہتا ہے۔

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ
اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لیے ہر مضمون کو مختلف انداز میں

مَثَلٍ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَ مَا
بیان کیا ہے مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو ثابت ہوا ہے۔(54)اور جب

مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی وَ یَسْتَغْفِرُوْا
ان کے پاس ہدایت آ گئی تھی تو ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے معافی طلب کرنے سے لوگوں کو کسی چیز نے

رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ (23) الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ
نہیں روکا سوائے اس کے کہ ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو جائے جو ان سے پہلوں کے ساتھ ہوا یا

الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا
ان کے سامنے عذاب آ جائے۔(55)اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ بشارت دیں

مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
اور تنبیہ کریں اور کفار باطل باتوں کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں تا کہ وہ اس طرح

بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَ مَاۤ
حق بات کو مسترد کر دیں۔انہوں نے میری آیات کو اور ان باتوں کو جن کے ذریعے

اُنْذِرُوْا هُزُوًا (24) ﴿۵۶﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ
انہیں تنبیہ کی گئی تھی مذاق بنا لیا۔(56)اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے

فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی
نصیحت کی گئی تو اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور جو ان گناہوں کو بھول گیا جنہیں وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکا تھا؟

عربی حاشیہ

ف: کفار واقعاً عذاب کے منتظر نہیں تھے لیکن ان کا کفر اور ان کے کردار کی کمزوری علامت ہے کہ گویا عذاب کا انتظار ہے اور اس کے بغیر سیدھے ہونے والے نہیں ہیں اور شاید اسی لئے رسول کو نذیر وبشیر کہہ کر واضح کر دیا گیا کہ عذاب کا لانا رسول کا کام نہیں ہے۔

23-سنت الاولین وہ خدائی طریقہ کار ہے جو سابق امتوں میں اختیار کیا گیا تھا اور جس کے بعد پوری پوری قوم برباد ہوگئی تھی۔ اب یہ لوگ بھی ایسے ہی برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں اور اس کے بغیر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

24- استہزاء۔فقط زبان ہی سے نہیں ہوتا ہے بلکہ عمل سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ''کوئی بھی قرآن کا پڑھنے والا اس پر عمل نہ کرے اور جہنم میں چلا جائے تو سمجھ لو کہ یہ آیات خدا کا مذاق اڑانے والا تھا''۔

اردو حاشیہ

قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا‌ ؕ وَ

ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر یقیناً پردے ڈال دیے ہیں تا کہ وہ سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں کو سنگین کر دیا ہے

اِنۡ تَدۡعُهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى فَلَنۡ يَّهۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾

(تا کہ وہ سن نہ سکیں) اور اب اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں بھی تو یہ کبھی راہ راست پر نہیں آئیں گے۔(57)

وَرَبُّكَ الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَةِ‌ؕ لَوۡ يُؤَاخِذُهُمۡ بِمَا

اور آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا، رحمت کا مالک ہے۔ اگر وہ ان کی حرکات پر انہیں گرفت میں لینا چاہتا

كَسَبُوۡا لَعَجَّلَ لَهُمُ الۡعَذَابَ‌ ؕ بَلْ لَّهُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ

تو انہیں جلد ہی عذاب دے دیتا لیکن ان کے لیے وعدے کا وقت مقرر ہے۔ وہ (اس سے بچنے کیلئے) اس کے سوا

يَّجِدُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖ مَوۡئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلۡكَ الۡقُرٰٓى اَهۡلَكۡنٰهُمۡ

کوئی پناہ گاہ ہرگز نہیں پائیں گے۔(58) اور ان بستیوں کو ہم نے اس وقت ہلاکت میں ڈال دیا جب انہوں نے

لَمَّا ظَلَمُوۡا وَجَعَلۡنَا لِمَهۡلِكِهِمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۵۹﴾ ع وَاِذۡ قَالَ

ظلم کیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کے لیے بھی ایک وقت مقرر کر رکھا تھا۔(59) اور (وہ وقت یاد کرو) جب

مُوۡسٰى لِفَتٰٮهُ لَاۤ اَبۡرَحُ[25] حَتّٰۤى اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَيۡنِ اَوۡ

موسیٰ [۱۵] نے اپنے جوان سے کہا: جب تک میں دونوں سمندروں کے سنگم پر نہ پہنچوں اپنا سفر جاری رکھوں گا

اَمۡضِىَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَيۡنِهِمَا نَسِيَا حُوۡتَهُمَا

خواہ برسوں چلتا رہوں۔(60) جب وہ ان دونوں کے سنگم پر پہنچ گئے تو وہ دونوں اپنی مچھلی بھول گئے

فَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ سَرَبًا[26] ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ

تو اس مچھلی نے چیر کر سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا۔(61) جب وہ دونوں آگے نکل گئے

عربی حاشیہ

25-برح۔ افعال ناقصہ میں ہے یعنی مسلسل یہ عمل کرتا رہوں گا۔

مجمع البحرین۔ وہ جگہ ہے جہاں دو دریا مل جاتے ہیں۔ مفسرین نے اس سلسلہ میں بہت سے دریا ڈھونڈھ نکالے ہیں مگر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا۔

حقب۔ زمانہ اور وقت کو کہا جاتا ہے بعض نے ۸۰ سال کو حقب کہا ہے۔

26-سرب۔ اندرونی راستہ کو کہا جاتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ دلوں پر پردہ اور کانوں کا بہرا پن گذشتہ اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس کا عقیدہ جبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) جناب موسیٰ ؑ کے اس واقعہ میں مفسرین کے درمیان بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔

ایک اختلاف یہ ہے کہ موسیٰ ؑ سے مراد کون موسیٰ ہیں۔ بعض یہودیوں کا خیال ہے کہ یہ موسیٰ ؑ بن میشا بن یوسف ؑ بن یعقوب ؑ تھے جن کا زمانہ جناب موسیٰ ؑ سے پہلے تھا اور اکثر مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ جناب موسیٰ ؑ بن عمران ہی تھے۔

دوسرا اختلاف اس جوان کے بارے میں ہے جو جناب موسیٰ ؑ کے ساتھ تھا کہ وہ کون تھا۔ اکثر حضرات نے کہا ہے کہ وہ جناب یوشعؑ بن نون تھے جو جناب موسیٰ ؑ کے بھانجے تھے اور بعد میں ان کے وصی بھی قرار پائے تھے۔

تیسرا اختلاف اس بندہ خدا کے بارے میں ہے جس سے ملاقات کے لئے گئے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام خضرؑ تھا اور بعض کا خیال ہے کہ ان کا نام فلیا بن ملکان تھا اور خضرؑ ان کا لقب تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں خدا نے طویل حیات عطا کی ہے۔

بعض مفسرین نے ان کو ملائکہ میں شمار کیا ہے۔

لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ [27]

تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا: ہمارا کھانا لاؤ ہم اس سفر سے یقیناً تھک گئے۔ (62)

قَالَ اَرَءَيۡتَ اِذۡ اَوَيۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ فَاِنِّىۡ نَسِيۡتُ

جوان نے کہا: بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے

الۡحُوۡتَ ۡ وَمَاۤ اَنۡسٰنِيۡهُ اِلَّا الشَّيۡطٰنُ اَنۡ اَذۡكُرَهٗ ۚ

تو میں مچھلی وہیں بھول گیا؟ اور مجھے شیطان کے سوا کوئی نہیں بھلا سکتا کہ میں اسے یاد کروں

وَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰ لِكَ مَا كُنَّا

اور اس مچھلی نے تو عجیب طریقے سے دریا میں اپنی راہ بنائی۔(63) موسیٰ نے کہا: یہی تو ہے جس کی ہمیں

نَبۡغِ ۖ فَارۡتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۙ ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ

تلاش تھی۔چنانچہ وہ اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس ہوئے۔(64)وہاں ان دونوں نے

عِبَادِنَاۤ اٰتَيۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا

ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور اپنی طرف سے

عِلۡمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوۡسٰى هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنۡ تُعَلِّمَنِ

علم سکھایا تھا۔ (65) موسیٰ نے اس سے کہا: کیا میں آپ کے پیچھے چل سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے وہ مفید

مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ

علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے؟(66)اس نے جواب دیا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں

صَبۡرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ﴿۶۸﴾ [28]

کر سکیں گے۔(67)اور اس بات پر بھلا آپ کیسے صبر کر سکتے ہیں جو آپ کے احاطہ علم میں نہیں ہے؟ (68)

عربی حاشیہ

ف: ساتھی نے نسیان کی نسبت شیطان کی طرف دی کہ وہ عالم وقت سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ ڈال رہا ہے جب کہ جناب موسیٰ نے اس راہ میں برسوں کا راستہ طے کرنے کا عزم کرلیا تھا اور طلب علم کی واقعی شان یہی ہے کہ اس راہ میں زحمتوں کا خیال نہیں کیا جاتا ہے۔

27- نَصَب۔ تھکن

28- خُبر۔ علم ومعرفت۔

ف: ''التغرق'' کا لام لام عاقبت ہے کہ خضر نے جو عمل انجام دیا ہے اس کا نتیجہ اہل کشتی کے غرق ہوجانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے ورنہ خضر کا مقصد لوگوں کو غرق کردینا بہرحال نہیں تھا اور نہ جناب موسیٰ کا یہ اعتراض تھا۔

اردو حاشیہ

چوتھا اختلاف اس واقعہ کے سبب کے بارے میں ہے اور مشہور یہ ہے کہ کسی نے جناب موسیٰؑ سے پوچھا تھا کہ اس وقت سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں...... تو حکم خدا ہوا کہ مجمع البحرین پر جا کر میرے ایک بندہ سے ملاقات کرو کہ وہ تم سے بڑا عالم ہے اور خبردار کوئی شخص اپنے بارے میں ایسی بلندی کا تصور نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) جناب موسیٰ علیہ السلام اور خضرؑ کے واقعہ میں بے شمار خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کا فیصلہ عام قوانین کی بنا پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر موسیٰ علیہ السلام اور یوشع کا مچھلی کو بھول جانا، مجمع البحرین سے گذر جانا اور وہاں اس بندہ صالح کو نہ دیکھنا، مچھلی کا سرنگ کے ذریعہ دریا میں چلا جانا اور دونوں انسانوں کا متوجہ نہ ہونا مچھلی کے چلے جانے کے بعد ایک ایسے اہم واقعہ کا بھی ذکر نہ کرنا اور مزید راستہ طے کر لینا جس کے بعد واپسی کی ضرورت پڑے اس لئے کہ جناب خضر سے ملاقات بہرحال مجمع البحرین ہی پر طے ہوئی تھی، پھر جناب خضرؑ کا عہد لینا اور جناب موسیٰ علیہ السلام کا اجمالی اقرار کرنا اور پھر دوبارہ تاکیدی اقرار کرنا اور پھر بار بار ٹوکنا۔ خضرؑ کا متوجہ کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کا متوجہ نہ ہونا یا مزید سوالات کرتے رہنا وغیرہ۔

ان حقائق کی تحقیق کے لئے بڑی تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔ اجمالی بات صرف یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اس پورے واقعہ سے اپنے بندوں کو یہ سمجھانا

قَالَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعۡصِیۡ لَکَ

موسیٰ نے کہا: انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں

اَمۡرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِیۡ عَنۡ شَیۡءٍ حَتّٰۤی

کروں گا۔(69)اس نے کہا: اگر آپ میرے پیچھے چلنا چاہتے ہیں تو آپ اس وقت تک کوئی بات مجھ سے نہیں پوچھیں گے

اُحۡدِثَ لَکَ مِنۡہُ ذِکۡرًا ﴿۷۰﴾ؑ فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی

جب تک میں خود اس کے بارے میں آپ سے ذکر نہ کروں۔(70) چنانچہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں

السَّفِیۡنَۃِ خَرَقَہَا ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَہَا لِتُغۡرِقَ اَہۡلَہَا ۚ لَقَدۡ

سوار ہوئے تو اس نے کشتی میں شگاف ڈال دیا موسیٰ نے کہا: کیا آپ نے اس میں شگاف اس لیے ڈالا ہے کہ سب کشتی والوں کو غرق کر دیں؟

جِئۡتَ شَیۡئًا اِمۡرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ

یہ آپ نے بڑا ہی نامناسب اقدام کیا ہے۔(71) اس نے کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ

مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَ لَا

صبر نہیں کر سکیں گے؟(72) موسیٰ نے کہا: مجھ سے جو بھول ہوئی ہے اس پر آپ میرا مواخذہ نہ کریں اور

تُرۡہِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾ فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا

میرے اس معاملے میں مجھے سختی میں نہ ڈالیں۔(73) پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ دونوں

غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ

ایک لڑکے سے ملے تو اس نے لڑکے کو قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: کیا آپ نے ایک بے گناہ کو بغیر قصاص کے

لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾

مار ڈالا؟ یہ تو آپ نے واقعی برا کام کیا۔(74)

عربی حاشیہ

29- ذکر۔ بیان۔

30- امر۔ عجیب اور ناپسندیدہ قسم کی بات۔

31- ارہاق۔ سختی کا برتاؤ کرنا اور ایسے کام پر آمادہ کرنا جو بظاہر انسان کے بس کا نہ ہو۔

واضح رہے کہ مذکورہ آیات میں جس نسیان کا ذکر کیا گیا ہے وہ حقیقی نسیان نہیں تھا جسے منصب الٰہی کے منافی قرار دیا جائے۔ یہ ایک طرح کی واقعہ کی تصویر کشی ہے ورنہ ایک مرتبہ دونوں کے بھول جانے کا ذکر ہوتا اور پھر دوسری مرتبہ صرف یوشع کے بھولنے کا ذکر ہوتا اور وہ بھی مچھلی کے بھولنے کا نہیں تذکرہ کے بھولنے کا ذکر؟

اس مقام پر کافی تفکر اور تدبر کی ضرورت ہے۔

اردو حاشیہ

چاہا ہے کہ کسی وقت بھی اپنی برتری کا خیال نہ کریں کہ کسی گوشۂ دنیا میں بھی تم سے بالاتر انسان پیدا ہوسکتا ہے اور پھر وہی تمہارا استاد بھی قرار پا سکتا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کا وعدہ کے بعد بھی ٹوکتے رہنا اس بات کی علامت ہے کہ ایفائے وعدہ بہترین کارخیر ہے لیکن اس کے باوجود ظاہری قانون کے خلاف کوئی عمل ہو تو اس پر احتجاج کرنا ضروری ہے اس لئے کہ امر بالمعروف ایک فریضہ ہے اور بات موسیٰ اور خضر کی نہیں ہے۔ امت اسلامیہ کیلئے یہ ایک درس عمل اور تصویر عبرت ہے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ

اس نے کہا: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے؟(75) موسیٰ نے کہا:

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ

اگر اس کے بعد میں نے آپ سے کسی بات پر سوال کیا تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں میری طرف سے آپ یقیناً

مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ

عذر کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔(76) پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک بستی والوں کے

اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا

ہاں پہنچ گئے تو ان سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے ان کی پذیرائی سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے

جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ

وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی تھی پس اس نے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ

تو اس کی اجرت لے سکتے تھے۔(77) انہوں نے کہا: بس یہی میری اور آپ کی جدائی کا لمحہ ہے۔

بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾

اب میں آپ کو ان باتوں کی تاویل (١٩) بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ (78)

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

وہ کشتی چند غریب لوگوں کی تھی جو سمندر میں محنت کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ

اسے عیب دار بنا دوں کیونکہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر (سالم) کشتی کو

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین کا اصرار ہے کہ وہ بچہ بالغ تھا کہ نابالغ کو قصاص کی بنا پر قتل نہیں کیا جا سکتا ہے اور موسیٰ کا اعتراض یہی تھا کہ قصاص کے بغیر آپ نے کس طرح قتل کر دیا۔

31- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس قریہ کا نام انطاکیہ تھا اور امام جعفر صادقؑ کی روایت میں اس کا نام ناصرہ وارد ہوا ہے۔

32- بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ کھانا دینے کے بجائے ضیافت سے انکار کا ذکر کر کے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ مہمان نوازی سے انکار کر دینا انتہائی ذلیل عمل ہے۔ اور اسی بنیاد پر اہل قریہ نے رسول اکرمؐ سے درخواست کی تھی کہ اس لفظ کو بدل کر اَتَوا کر دیا جائے کہ اہلِ قریہ مہمان نوازی کے لئے آگئے اور آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وحی الٰہی میں ترمیم ممکن نہیں ہے جو قرآن کی حفاظت الٰہی کی بہترین دلیل ہے۔

33- یہ لفظ علامت ہے کہ سفینہ سے مراد

اردو حاشیہ

(١٩) حسن اتفاق یہ ہے کہ اس پورے واقعہ میں جناب موسیٰ علیہ السلام بھی نبی اور صاحب شریعت ہیں اور جناب خضرؑ بھی ایک بندہ صالح نبی خدا اور صاحب علم لدنی ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا فرض ہے کہ اپنی شریعت کے قانون پر عمل کریں اور جناب خضرؑ کی ذمہ داری ہے کہ حسب وعدہ اپنے الہامی علم کا مظاہرہ کر کے موسیٰ علیہ السلام کی مخصوص انداز سے رہنمائی کرتے رہیں۔

دونوں میں اختلاف نظر یا اختلاف رائے ذاتی افکار کا اختلاف نہیں ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح تفسیری مفہوم ظاہری معنی سے الگ ہوتا ہے اور دونوں میں تضاد نہیں ہوتا ہے بلکہ دونوں الٰہی مفاہیم ہوتے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات ظاہری قانون کے مطابق تھی جس کے لحاظ سے بولنا ان کا فرض شریعت تھا کہ جب کوئی عجیب بات دیکھیں تو اس کی طرف توجہ ضرور لائیں چاہے خضرؑ پر اس کے عمل کی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو۔ اور جناب خضرؑ کا فرض تھا کہ اپنے علم خاص کی طرف توجہ دلاتے رہیں کہ آپ کو یہی علم دینے کیلئے میں نے ساتھ لیا ہے یا واضع لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے بیانات کا موضوع احکام شریعت تھے اور جناب خضرؑ کی تاویلات کا محور اسرار الٰہی تھے اور اسرار الٰہی احکام شریعت کی پابندی کے خلاف نہیں ہوا کرتے ہیں بلکہ دونوں کا میدان الگ الگ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے تاویل کی صحت پر کوئی بحث نہیں کی اور خاموش ہو گئے۔

سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

جبراً چھین لیتا تھا۔(79)اور لڑکے (کا مسئلہ یہ تھا کہ اس) کے والدین مومن تھے

فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَا أَنْ

اور ہمیں اندیشہ ہوا کہ لڑکا انہیں سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دے گا۔(80) پس ہم نے چاہا کہ ان کا رب

يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَ

انہیں اس کے بدلے ایسا فرزند دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔(81)اور

أَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ

رہی دیوار تو وہ اسی شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا

وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ۚ فَأَرَادَ

خزانہ موجود تھا اور ان کا باپ نیک شخص تھا لہٰذا آپ کے رب نے چاہا کہ

رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً

یہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور آپ کے رب کی رحمت سے

مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا [34]

اپنا خزانہ نکالیں اور یہ میں نے اپنی جانب سے نہیں کیا۔ یہ ہے ان باتوں کی تاویل

لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ

جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔(82)اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے:

سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ

جلد ہی اس کا کچھ ذکر تمہیں سناؤں گا۔(83) بے شک ہم نے اسے زمین میں اقتدار عطا کیا اور ہم نے اسے زمین میں

عربی حاشیہ

بے عیب کشتی ہے ورنہ سوراخ کر دینے کا فائدہ کیا ہوگا۔

34- یہ اشارہ ہے کہ تاویل کسی واقعہ کی حقیقت کا نام ہے کسی اجنبی لفظ کے غیر متعلق معنی کا نام نہیں ہے۔

ف: قصہ موسیٰ و خضر سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاش علم میں دور دراز کا سفر سیرت انبیاء میں شامل ہے اور خضر کے علم کا راز ان کی عبدیت میں پوشیدہ ہے اور یہ کہ ہر امر میں عجلت مناسب نہیں ہے اور خدائی امور میں ظاہر کے ساتھ ایک باطن بھی ہوتا ہے جسے ہر شخص نہیں جانتا ہے۔

اردو حاشیہ

وَاٰتَيۡنٰهُ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ سَبَبًا ۙ‏ ﴿۸۴﴾ فَاَتۡبَعَ سَبَبًا‏ ﴿۸۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا

اقتدار عطا کیا[٢٠] اور ہم نے ہر شے کے (مطلوبہ) وسائل بھی اسے فراہم کیے۔(84) چنانچہ پھر وہ راہ پر ہولیا۔(85) یہاں تک کہ

بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِىۡ عَيۡنٍ حَمِئَةٍ

جب وہ سورج کے غروب کی جگہ پہنچا تو اس نے سورج کو سیاہ رنگ کے پانی میں

وَّوَجَدَ عِنۡدَهَا قَوۡمًا ؕ قُلۡنَا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ

غروب ہوتے دیکھا اور اس کے پاس اس نے ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا: اے ذوالقرنین!

تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ حُسۡنًا‏ ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا

انہیں تکلیف پہنچاؤ یا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو (تمہیں اختیار ہے)۔(86) ذوالقرنین نے کہا:

مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

جو ظلم کا ارتکاب کرے گا عنقریب ہم اسے سزا دیں گے پھر جب وہ اپنے پروردگار کی طرف پلٹایا جائے گا تو وہ اسے برا عذاب

نُّكۡرًا‏ ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالۡحُسۡنٰى‌ ۚ

دے گا۔(87) لیکن جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے بہت اچھا اجر ملے گا

وَسَنَقُوۡلُ لَهٗ مِنۡ اَمۡرِنَا يُسۡرًا ؕ‏ ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا‏ ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى

اور ہم بھی اپنے معاملات میں اس سے نرمی کے ساتھ بات کریں گے۔(88) پھر وہ راہ پر ہولیا۔(89) یہاں تک کہ

اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَطۡلُعُ عَلٰى قَوۡمٍ لَّمۡ نَجۡعَلْ

جب وہ طلوع آفتاب کی جگہ پہنچا تو دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جن کے لیے ہم نے

لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ۙ‏ ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَيۡهِ

آفتاب سے بچنے کی کوئی آڑ نہیں رکھی۔(90) اسی طرح (کا حال تھا) اور جو کچھ ان کے پاس تھا

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر کام کے لئے ایک سبب ہوتا ہے اور اس کا فراہم ہوجانا رحمت پروردگار ہے اور یہ کہ سورج جیسی عظیم مخلوق کا انجام بھی غروب ہی ہے اور ہر انسان کو اس کے عمل کے اعتبار سے نتائج کا ذمہ دار بننا چاہیے۔

35-سَبَب ہر وہ ذریعہ ہے جس سے انسان اپنے مقصد اور مدعا کو حاصل کر سکے۔ جیسے علم، ہنر، طاقت، ساز و سامان وغیرہ۔

36-حَماء۔ کالی مٹی۔ عَین حمئہ۔ وہ چشمہ جہاں کالی کیچڑ پائی جاتی ہو۔

اردو حاشیہ

(٢٠) ذوالقرنین کے بارے میں پہلی بحث یہ ہے کہ یہ کون تھے؟ بعض لوگوں نے انہیں فرشتہ کہا ہے اور بعض نے اسے ارسطو کے شاگرد سکندر مقدونی کا لقب بتایا ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں بے ربط ہیں اس لئے کہ واقعہ انسانی دنیا کا ہے اور پھر سکندر بت پرست تھا اور ذوالقرنین ایک مرد مومن تھے ان کا سکندر سے کوئی تعلق نہیں تھا چاہے وہ سکندر بھی ذوالقرنین رہا ہو۔

دوسری بحث خود ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ میں ہے بعض حضرات کی نگاہ میں وہ دو سینگ کی وجہ سے ذوالقرنین تھے اور بعض کی نگاہ میں دو صدیوں کی وجہ سے ذوالقرنین کہے جاتے تھے اور بعض لوگ مشرق و مغرب کی حکومت کی بنا پر انہیں ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بہرحال انہیں اتنے قدرتی اسباب و وسائل حاصل تھے کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے آخری حدود تک سفر کیا تھا اور مغرب میں دشمنانِ خدا کو سزا دی ہے پھر مشرق میں وحشی قوم کا جائزہ لیا ہے اور درمیانی علاقہ میں قوم کے تحفظ کا انتظام کیا ہے۔

خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ

ہمیں اس کی مکمل خبر تھی۔(91) پھر وہ راہ پر ہو لیا۔(92) یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو

وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا

اسے ان دونوں پہاڑوں کے اس طرف ایک ایسی قوم ملی جو کوئی بات سمجھنے کے قابل نہ تھی۔(93) لوگوں نے کہا:

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ

اے ذوالقرنین! یاجوج (۲۱) اور ماجوج یقیناً اس سرزمین کے فسادی ہیں کیا ہم آپ کے لیے

فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا [37] عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

کچھ سامان کا انتظام کریں تا کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند باندھ

سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ

دیں؟(94) ذوالقرنین نے کہا: جو طاقت میرے رب نے مجھے عنایت فرمائی ہے وہ بہتر ہے لہٰذا تم محنت کے ذریعے

اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا [38] ۙ ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ [39] الْحَدِيْدِ ؕ

میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان بند باندھ دوں گا۔(95) تم مجھے لوہے کی چادریں لا کر دو یہاں تک کہ جب

حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا

اس نے دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا کو برابر کر دیا تو اس نے لوگوں سے کہا: آگ پھونکو یہاں تک کہ جب اسے بالکل آگ بنا دیا

جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ؕ ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا

تو اس نے کہا: اب میرے پاس تانبا لے آؤ تا کہ میں اس (دیوار) پر انڈیلوں۔(96) اس کے بعد

اَنْ يَّظْهَرُوْهُ [40] وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا

وہ نہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ ہی اس میں (۲۲) نقب لگا سکیں۔(97) ذوالقرنین نے کہا:

عربی حاشیہ

37- خرج۔ وہ معاوضہ جو کسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

38- ردم۔ روک اور باندھ۔

39- زبر۔ زبرہ کی جمع ہے یعنی ٹکڑے۔

صدف۔ پہاڑ کے کنارے کو کہتے ہیں۔ یعنی کنگرے۔

قطر۔ تانبا، لوہا اور پگھلا ہوا سیسہ سب کو کہا جاتا ہے۔

40- یظہروہ۔ یعنی بلندی تک جانا۔

ذوالقرنین نے اتنی بلند دیوار بنائی کہ یاجوج وماجوج چڑھ نہ سکیں اور اتنی پختہ بنائی کہ اس میں سوراخ بھی نہ بنا سکیں۔ اور یہ دیوار نہ دیوار چین ہے اور نہ سد مآب کہ ان دونوں پر آیات کے خصوصیات منطبق نہیں ہوتے ہیں۔ دراصل یہ دیوار دریائے خزر اور دریائے سیاہ کے درمیان قفقاز کی دیوار ہے جو آج بھی لوہے کی نظر آتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۱) شیخ مراغی کا خیال ہے کہ یاجوج وماجوج تا تار اور مغل قومیں ہیں جن کی اصل ترک ہے اور ان کا سلسلہ تبت سے بحر منجمد تک پھیلا ہوا ہے جن میں کا ایک نمونہ چنگیز اور ہلاکو خان تھے اور سد ذوالقرنین بلخ میں جیحون کے پیچھے ہے جسے باب الحدید کہا جاتا ہے واللہ اعلم۔

(۲۲) صاحبانِ ایمان اسی طرح اپنی صلاحیتوں کو قوم کے فائدہ کیلئے صرف کرتے ہیں اور دشمنان انسانیت کا مقابلہ کرتے ہیں۔

رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۞ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۞ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۞ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۞ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۞ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۞ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۞ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

یہ میرے رب کی طرف سے رحمت ہے لہٰذا جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اسے زمین بوس کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے۔(98) اور اس دن ہم انہیں ایسے حال میں چھوڑ دیں گے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔(99) اور اس دن ہم جہنم کو کافروں کے (۲۳) سامنے پیش کریں گے۔(100) جن کی نگاہیں ہماری یاد سے پردے میں پڑی ہوئی تھیں اور وہ کچھ سن بھی نہیں سکتے تھے۔(101) کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو سرپرست بنائیں گے؟ ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے مہمان سرابنا کر تیار رکھا ہے۔(102) کہہ دیجئے: کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب (۲۴) سے نامرادکون لوگ ہیں؟(103) جن کی سعی دنیاوی زندگی میں لاحاصل رہی جب کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ درست کام کر رہے ہیں۔(104) یہ وہ لوگ ہیں

عربی حاشیہ

ف: اخسرین عملاً کے بجائے اعمالاً کی تعبیر بتاتی ہے کہ انھیں ہر کاروبار حیات میں خسارہ کا سامنا ہے اور ان کے کسی خسارہ کی دوسرے عمل کے فائدہ سے تلافی نہیں ہوسکتی ہے کہ ان کے اعمال کی بنیاد جہالت اور خودرائی وخوش فہمی پر ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

41- بعض مفسرین نے وعدہ رب سے مراد قیامت کولیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ وعدہ پورا ہو چکا ہے اور چنگیز و ہلاکو کی شکل میں یاجوج وماجوج نکل کر دنیا میں فساد برپا کر چکے ہیں اور بعض نے اس واقعہ کو دجال کے قتل کے بعد کا واقعہ قرار دیا ہے جس کا وقت بظاہر بہت جلد آنے والا ہے۔

42- تفسیر طبری میں ہے کہ رسول اکرمؐ سے صور کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک سینگ جیسا آلہ ہے جسے پھونکا جائے گا تو قیامت آجائے گی۔

اردو حاشیہ

(۲۳) انسان غور کرے تو عذاب کی منزل میں اصل عذاب اتنا سخت محسوس نہیں ہوتا ہے جتنا سخت اس عذاب کا سامنے آجانا اور یہ محسوس کرنا ہوتا ہے کہ اس عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا اور مستقل اسی میں رہنا پڑے گا۔ اس میں جسمانی تکلیف سے پہلے ایک روحانی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے جو جسمانی تکیف سے زیادہ شدید تر ہوتی ہے۔

(۲۴) آیت نے صاف واضح کر دیا ہے کہ عمل خیر کا معیار نہ اپنی پسند ہے اور نہ اپنے چاہنے والوں کی پسند عمل خیر کا معیار صرف حکم الٰہی ہے عمل اس کے مطابق ہے تو عمل خیر ہے ورنہ وقت کی بربادی اور صلاحیت کی تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ

جنہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں اور اللہ کے حضور جانے کا انکار کیا جس سے ان کے اعمال برباد ہو گئے لہٰذا ہم قیامت کے دن

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا

ان کے لیے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔(105)ان کے کفر کرنے اور ہماری آیات اور رسولوں کا

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

استہزاء کرنے کی وجہ سے ان کی سزا یہی جہنم ہے۔(106)جو لوگ ایمان لائے ہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا [43] ﴿١٠٧﴾

اور نیک اعمال بجا لائے ہیں ان کی میزبانی کے لیے یقیناً جنت الفردوس ہے۔ (107)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں سے کہیں اور جانا پسند نہیں کریں گے۔(108) کہہ دیجئے: میرے پروردگار کے

مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ

کلمات (لکھنے) کے لیے (۲۵) اگر سمندر روشنائی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن میرے رب کے کلمات

رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ [44] مِّثْلُكُمْ

ختم نہ ہوں گے اگرچہ ہم اتنے ہی مزید سے کمک رسانی کریں۔(109) کہہ دیجئے: میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں (۲۶)

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

مگر میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود تو بس ایک ہی ہے لہٰذا جو اللہ کے حضور جانے کا امیدوار ہے

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾

اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائے۔(110)

عربی حاشیہ

43-نُزل۔ وہ جگہ ہے جو نزیل یعنی آنے والے کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔

فردوس۔ جنت کی بلند ترین منزل کا نام ہے جس کی جمع فرادیس ہے۔

44-ابن عباس کا بیان ہے کہ اس آیت سے خدا نے اپنے رسول کو تواضع اور انکساری کی تعلیم دی ہے۔

ف: اخسرین کے اعمال کے لئے وزن کا قائم نہ ہونا جب کہ وزن اعمال ایک برحق عقیدہ ہے یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کے اعمال کا کوئی وزن ہی نہیں ہے جس کے لئے میزان قائم کی جائے۔

اردو حاشیہ

(۲۵) کلمات الٰہیہ صرف الفاظ وعبارات کا نام نہیں ہے بلکہ ہر ارادہ الٰہی ایک کلمہ ہے اور ہر موجود جو اپنے وجود سے اپنے خالق کی عظمت کی نشاندہی کرے ایک کلمہ ہے اور اس طرح کلمات الٰہیہ کا احصاء ممکن نہیں ہے۔

(۲۶) بشریت کیلئے وحی کی قید اس امر کی علامت ہے کہ رسول کو ہر جہت سے اپنا جیسا سمجھنا ان سے یکسر ناواقفیت کی علامت ہے۔ ان کی بشریت میں یقیناً یہ امتیاز ہوتا ہے کہ انہیں منزل وحی بنا دیا جائے اور دوسرے افراد کو بہرحال یہ شرف نہیں دیا جاتا ہے۔

آیاتہا ٩٨ ١٩ سُوۡرَةُ مَرۡيَمَ مَكِّيَّةٌ ٤٤ رکوعاتہا ٦

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ﴿١﴾ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ ﴿٢﴾ اِذۡ

کاف، ہا، یا، عین، صاد۔(1) یہ اس رحمت کا ذکر ہے[1] جو آپ کے رب نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی تھی۔(2) جب

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّىۡ

انہوں نے اپنے رب کو دھیمی آواز میں پکارا۔(3) عرض کی: پروردگارا! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور بڑھاپے کی وجہ سے

وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَيۡبًا وَّلَمۡ اَكُنۡۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾

سر کے سفید بال چمکنے لگے ہیں اور اے میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی ناکام نہیں رہا۔ (4)

وَاِنِّىۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِىَ مِنۡ وَّرَآءِىۡ وَكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا فَهَبۡ لِىۡ

اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو مجھے

مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۙ ﴿٥﴾ يَّرِثُنِىۡ وَيَرِثُ مِنۡ اٰلِ يَعۡقُوۡبَ ۖ

اپنے فضل سے ایک جانشین عطا فرما۔(5) جو میرا وارث بنے اور آل یعقوب کا وارث بنے

وَاجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسۡمُهٗ

اور میرے پروردگار! اسے (اپنا) پسندیدہ بنا۔(6) (جواب ملا) اے زکریا! ہم آپ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں

يَحۡيٰى ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ

جس کا نام یحییٰ ہے۔ اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہمنام نہیں بنایا۔(7) عرض کی: پروردگارا! میرے ہاں

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ لفظ ندا اور خفی میں تضاد نہیں ہے۔ خفی مخفی کے معنی میں ہے اور مخفی مقام پر بلند آواز سے دعا کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ دعائے اولاد میں خفی کی لفظ انتہائی بلاغت کی حامل ہے۔

1- بعض روایات میں یہ حروف اسماء حسنیٰ کی طرف اشارہ ہیں۔ ک کافی ہ ہادی ی ولی ع عالم اور ص صادق الوعد کی طرف اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ ک سے کربلا، ہ سے ہلاکت، ی سے یزید، ع سے عطش اور ص سے صبر مراد ہے۔ اور اسی لئے امام حسینؑ سفرِ کربلا میں برابر حضرت یحییٰ کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔

2- موالی۔ اولاد عم کو کہا جاتا ہے جو نبی اسرائیل کے اشرار تھے اور ان سے میراث کی تباہی کا اندیشہ تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ میراث نبوت نہیں ہے کہ اسے خطرہ لاحق نہیں ہوتا ہے، یہ جناب زکریا کا ترکہ ہے جس کے برباد ہوجانے کا خطرہ تھا اور یہ انبیاء کے یہاں میراث کی

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں جناب مریم کے تذکرہ سے پہلے جناب زکریاؑ کے یہاں ولادت کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ دنیا کو یہ اندازہ ہو جائے کہ خدا نظام تخلیق میں عام حالات اور اسباب کا پابند نہیں ہے۔ وہ 99 سال کی عمر میں جناب زکریا کے یہاں اولاد پیدا کر سکتا ہے جب کہ ان کی زوجہ بھی بوڑھی اور بانجھ تھیں تو بغیر شوہر کے جناب مریم کے یہاں بھی فرزند پیدا کر سکتا ہے۔

اور اسی لئے جناب زکریا کی زبان سے یہ بھی کہلوا دیا کہ یہ بات بہت مشکل ہے کہ ایک بوڑھے مرد کے یہاں بانجھ عورت سے بچہ پیدا ہو جائے اور اس کا جواب بھی دے دیا کہ خدا کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس وقت کم از کم بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت کا ذریعہ تو موجود ہے وہ تو بالکل عدم سے وجود میں لانے والا ہے تو اسکے لئے یہ تخلیق کون سا مشکل کام ہے۔

جناب زکریا کی دعا نے یہ بھی واضح کر دیا کہ انبیاء کرام مادی وراثت کیلئے بھی پسندیدہ فرزند چاہتے ہیں تا کہ مال برباد نہ ہونے پائے۔ صاحبانِ ایمان کو بھی یہی دعا کرنی چاہیے اور ایسی ہی تربیت دینی چاہیے کہ وارث مال کو تباہ و برباد نہ کرنے پائے۔

غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ﴿۸﴾

بیٹا کس طرح ہو گا جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں؟ (8)

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ

فرمایا: اسی طرح ہوگا۔ آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے: یہ تو میرے لیے آسان ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے خود آپ کو بھی

مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَیْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ

تو میں نے پیدا کیا ہے جب کہ آپ کوئی چیز نہ تھے۔ (9) کہا: اے پروردگار! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔

اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾

فرمایا: آپ کی نشانی یہ ہے کہ آپ تندرست ہوتے ہوئے بھی کامل تین راتوں تک لوگوں سے بات نہ کر سکیں گے۔ (10)

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ

پھر وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے اشارتاً کہا:

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾ یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ

صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔ (11) اے یحییٰ! کتاب (خدا) کو محکم تھام لو۔

وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴿ۙ۱۲﴾ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ

ہم نے انہیں بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ (12) اور اپنے ہاں سے مہر و پاکیزگی دی تھی

وَ كَانَ تَقِیًّا ﴿ۙ۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَ لَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ﴿۱۴﴾

اور وہ پرہیزگار تھے۔ (13) اور وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش و نافرمان نہیں تھے۔ (14)

وَ سَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ [4]

اور سلام ہو ان پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن انہوں نے وفات پائی اور جس دن انہیں زندہ کر کے اٹھایا

عربی حاشیہ

بہترین دلیل ہے۔

3-یہ جناب زکریا کی طرف سے قدرتِ خدا میں شک وشبہ نہیں ہے بلکہ صورتِ حال کا ذکر کر کے قدرت خدا کا اظہار واعلان کیا گیا ہے۔

اپنے بارے میں اس انداز سے گفتگو کرنا ہرزبان میں رائج ہے اور اس طرح اپنی ہستی سے زیادہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ف: حضرت یحیٰی کے ہمنام کا نہ ہونا دراصل ان کے بے مثل ہونے کی علامت ہے اور اسی نے قبل کی قید بھی لگائی گئی ہے۔

4- آیات میں جناب یحیٰی کے حسب ذیل اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

بچپنے میں عہدہ ملا۔ خدا نے خاص رحمت عنایت کی۔ پاکیزہ نفسی ملی۔ متقی ہوئے۔ والدین نیکوکار ہوئے۔خلقِ خدا کے لئے جبار نہ بنے۔معصیت کا ارادہ نہ کیا اور ان تین اوقات میں سلام کے حقدار بنے جن میں انسان کی دنیا

اردو حاشیہ

حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا

جائے گا۔(15) اور (اے محمدؐ!) اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے [۲] جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مشرق

مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا

کی جانب گئی تھیں۔(16) پھر انہوں نے ان سے پردہ اختیار کیا تھا پس ہم نے

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا [5] فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾

ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا پس وہ ان کے سامنے مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (17)

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

مریم نے کہا: اگر تو پرہیز گار ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ (18)

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾

اس نے کہا: میں تو بس آپ کے پروردگار کا پیغام رساں ہوں تا کہ آپ کو پاکیزہ بیٹا دوں۔ (19)

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ

مریم نے کہا: میرے ہاں بیٹا کیسے ہو گا؟ مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکردار بھی

لَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

نہیں ہوں۔(20) فرشتے نے کہا: اسی طرح ہو گا۔ آپ کے پروردگار نے فرمایا: یہ تو میرے لیے آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا

اور یہ اس لیے ہے کہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لیے نشانی قرار دیں اور ہماری طرف سے رحمت ثابت ہو اور یہ کام

مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

طے شدہ تھا۔(21) اور مریمؑ اس بچے سے حاملہ ہو گئیں اور وہ اسے لے کر دور چلی گئیں۔ (22)

عربی حاشیہ

اور آخرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے ان متعدد اوصاف کا تذکرہ اور ان پر مسلسل سلام ان کی خاص عظمت کی علامت ہے جیسا کہ قصص الانبیاء میں وارد ہوا ہے کہ فلسطین کا حاکم ہیرودوس اپنی بھتیجی پر عاشق ہو گیا اور اس سے عقد کرنا چاہا تو جناب یحییٰ نے کہہ دیا کہ یہ عقد حرام ہے۔ اس نے ایک دن اس سے عقد کا فیصلہ کر ہی لیا تو اس لڑکی نے کہا کہ میرا مہر یحییٰ کا سر ہے اور بادشاہ نے انھیں قتل کرا دیا جس کی طرف امام حسینؑ نے سفر کربلا میں آخری اشارہ کیا تھا کہ دنیا کی ذلت کی حدیہ ہے کہ یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو بطور تحفہ پیش کیا جائے۔

5- اس روح سے مراد جبریل امین ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) جناب یحییٰ علیہ السلام اور جناب زکریاؑ کے تمہیدی تذکرہ کے بعد اب اصل تذکرہ شروع ہوتا ہے اور آغاز بیان جناب عیسیٰ علیہ السلام کی کیفیت ولادت سے ہوتا ہے جس طرح جناب یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ کیا گیا تھا۔

جناب مریم ایک گوشہ میں تھیں اور گھر والوں سے پردہ کئے ہوئے تھیں اور بعض مفسرین کے مطابق غسل کر رہی تھیں۔ جس کا ذکر آیت میں نہیں ہے کہ ایک فرشتہ بشر کی شکل میں سامنے آیا اور ان کی وہی حالت ہوئی جو ایک شریف النفس عورت کی ہونی چاہیے۔ انہوں نے اپنی مجبوری کو دیکھ کر تقویٰ اور خوف خدا کا حوالہ دیا اور اس نے حکم خدا ہی کے حوالے سے اپنی آمد کا تذکرہ کیا اور اولاد دینے کی بات کہی۔ جناب مریم نے بغیر شوہر کے اولاد ہونے پر تعجب کا اظہار کیا تو فرشتے نے جواب دیا کہ خدا اسباب کا پیدا کرنے والا ہے وہ اسباب کا پابند نہیں ہے اور پھر فرزند دیدیا۔ اس طرح کہ گریبان میں ایک پھونک مار کر انہیں حاملہ بنا دیا اور پھر جب ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک نئی پریشانی ہو گئی اور پھر وہی سب کچھ کہا جو ایک غیرت دار عورت کو کہنا چاہیے لیکن عزت و شرف دینے والا لوگوں کے طعن وطنز کی پرواہ نہیں کرتا اور وہ ہر طرح کا اہتمام و انتظام کر دیا کرتا ہے چنانچہ اس نے انتظام کر دیا اور جناب مریم کو صاحب اولاد بنا دیا۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ

پھر زچگی کا درد انہیں کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں: اے کاش!

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ

میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور صفحہ فراموشی میں کھو چکی ہوتی۔(23)فرشتے نے مریم کے پائین پا سے

تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾

آواز دی: غم نہ کیجیے! آپ کے پروردگار نے آپ کے قدموں میں ایک چشمہ جاری کیا ہے۔ (24)

وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور کھجور کے تنے کو ہلائیں کہ آپ پر تازہ کھجوریں گریں

جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ

گے۔(25) پس آپ کھائیں اور پیئیں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں اور اگر کوئی آدمی نظر آئے

مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

تو کہہ دیں: (۳) میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ

کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔(26)پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا

لوگوں نے کہا: اے مریم! تو نے بہت غضب کی حرکت کی۔(27)اے ہارون کی بہن!

كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ ۖ فَاَشَارَتْ

نہ تیراباپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکردار تھی۔(28)پس مریم نے بچے کی طرف

عربی حاشیہ

6-اجاء۔ جاء کا متعدی ہے جس کے معنی اضطرار کے ہیں۔

7-بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ نے ہی ولادت کے بعد آواز دی تھی۔ اگرچہ بعض مفسرین نے جبریل کی آواز کا ذکر کیا ہے۔

8-پروردگار نے مریم کے لئے ازغیب بلافصل کے میوے پیدا کردیئے لیکن یہ حکم دیا کہ درخت کو ہلاؤ تو پھل گریں گے تاکہ اولاد آدم کے لئے یہ نصیحت رہے کہ رزق دینا خدا کا کام ہے لیکن محنت کرنا بہرحال ایک ضروری امر ہے۔

9-بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہارون اس دور کے ایک بدکار آدمی کا نام تھا اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت ہارون ہیں جن کی نسل میں جناب مریم تھیں۔

اردو حاشیہ

(۳) پروردگار نے جناب مریم کو ازغیب اولاد دی تو انہیں حالات کا مقابلہ کرنے کی توفیق بھی دی اور نذر کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔

جناب مریم نے بھی خدائی ذریعہ کو استعمال کیا اور قوم کو اشارہ کر دیا کہ اس بچہ سے گفتگو کرو۔ قوم نے جواب دیا کہ ہم اس بچہ سے کیسے بات کریں جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہے حالانکہ زحمت قوم کو بات کرنے کی نہیں تھی زحمت بچہ کو بات کرنے میں تھی لیکن یہ قدرت کا انتظام تھا کہ اس نے قوم کو عاجزی کے اقرار پر مجبور کر دیا اور اپنے نمائندہ کو عاجز اور مجبور نہیں ثابت ہونے دیا۔

اِلَيۡهِ‌ؕ قَالُوۡا كَيۡفَ نُكَلِّمُ مَنۡ كَانَ فِى الۡمَهۡدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾

اشارہ کیا لوگ کہنے لگے: ہم اس سے کیسے بات کریں جو بچہ ابھی گہوارے میں ہے۔(29)

قَالَ اِنِّىۡ عَبۡدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰٮنِىَ الۡكِتٰبَ وَجَعَلَنِىۡ نَبِيًّا ۙ‏ ﴿۳۰﴾ وَّ

بچے نے کہا: میں اللہ کا بندہ (۴) ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔(30)اور

جَعَلَنِىۡ مُبٰـرَكًا اَيۡنَ مَا كُنۡتُ وَاَوۡصٰنِىۡ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

میں جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا

مَا دُمۡتُ حَيًّا ‌ۖ ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِىۡ وَلَمۡ يَجۡعَلۡنِىۡ جَبَّارًا

حکم دیا ہے۔(31)اور اپنی والدہ کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا قرار دیا ہے اور اس نے مجھے سرکش اور شقی

شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوۡمَ وُلِدْتُّ وَيَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ

نہیں بنایا۔(32)اور سلام ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں وفات پاؤں گا اور جس روز

يَوۡمَ اُبۡعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰ لِكَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ‌ ۚ قَوۡلَ

زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔(33)یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے) وہ حق بات

الۡحَـقِّ الَّذِىۡ فِيۡهِ يَمۡتَرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنۡ يَّتَّخِذَ

جس میں لوگ شبہ کر رہے ہیں۔(34)اللہ کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔

مِنۡ وَّلَدٍ‌ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ

وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے۔ جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو بس اس سے فرماتا ہے: ہو جا سو وہ

فَيَكُوۡنُ ؕ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ ؕ هٰذَا

ہو جاتا ہے۔(35)اور یقیناً اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے پس اسی کی بندگی کرو۔

عربی حاشیہ

ف: کھجور کا انتظام دلیل ہے کہ ولادت کے بعد یہ سب سے بہترین غذا ہے کہ اس میں تیرہ (۱۳) حیاتین اور پانچ وٹامن پائے جاتے ہیں اور کیلشیم بھی بکثرت ہے۔

ف: آیات کریمہ میں جناب عیسیٰ کے ساتھ صفات، دو اعمال اور ایک دعا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ صفات میں بندہ خدا ہونا۔ صاحب کتاب ہونا نبی خدا ہونا۔ بابرکت ہونا۔ ماں کے لئے نیکوکار ہونا۔ جبار نہ ہونا۔ شقی نہ ہونا۔ اعمال میں نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا اور دعا میں تین اہم اوقات میں سلامتی کا طلب گار ہونا۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ ایک عجیب وغریب بات ہے کہ نبی خدا اپنے کو بندۂ خدا کہہ رہا ہے اور اس کے ماننے والے اسے فرزند خدا کہہ رہے ہیں اور یہ ایک اشارہ ہے کہ یہ رسم دورِ قدیم سے چلی آ رہی ہے کہ کسی شخصیت کو ماننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی بات کو بھی مان لیا جائے بلکہ اکثر ماننے والے شخصیت پرست ہوتے ہیں اور بات کا اتباع نہیں کرتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ پہلے یہ کام عیسائی کیا کرتے تھے اور اب یہی کام مسلمان اور مؤمنین کر رہے ہیں کہ ایمان اور عقیدت کے باوجود احکام پر عمل نہیں کرتے اور اپنے کو سب سے بڑا ماننے والا تصور کرتے ہیں اور جو جس قدر ماننے والا کہا جاتا ہے وہ اسی قدر بدعمل اور بے عمل بھی ہو جاتا ہے۔

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ[10] مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

یہی راہِ راست ہے۔(36) مگر (مختلف) فرقوں نے باہم اختلاف کیا پس تباہی

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ

ان کافروں کے لیے ہو گی جب وہ بڑے دن کا مشاہدہ کریں گے۔(37) جس دن وہ

بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ

ہمارے سامنے ہوں گے تو اس وقت کیا خوب سننے والے اور کیا خوب دیکھنے والے ہوں گے لیکن آج یہ ظالم لوگ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ

صریح گمراہی میں ہیں۔(38) اور (اے رسول!) انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے جب قطعی فیصلہ

الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ

کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور یہ ایمان نہیں لاتے۔(39) اور ہم ہی

نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ

زمین کے اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہوں گے پھر وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔(40) اور

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا[11] نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾

اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجیے۔ یقیناً وہ بڑے سچے نبی (۵) تھے۔ (41)

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ[12] يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ

جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) سے کہا: اے ابا! آپ اسے کیوں پوجتے ہیں جو نہ سننے کی اہلیت رکھتا ہے اور نہ دیکھنے کی اور

لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ

نہ ہی آپ کو کسی چیز سے بے نیاز کرتا ہے۔(42) اے ابا! بتحقیق میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس

عربی حاشیہ

10- جناب عیسیٰ کے بارے میں طرح طرح کے اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔ بعض نے انھیں جبار شقی سے تعبیر کیا ہے اور بعض نے انھیں ابن اللہ کہہ دیا ہے اور بعض اہلِ انصاف بندۂ خدا کہتے رہے ہیں جو آج بھی کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد کفار کا انجام قیامت میں بہت بدتر ہونے والا ہے۔

11- صدق۔ صداقت واخلاص میں ایک بلندترین مقام کا نام ہے۔

12- واضح رہے کہ آذر کے بارے میں یہ طے شدہ ہے کہ وہ بت پرست تھا اور جناب ابراہیمؑ کے والد کے بارے میں واضح روایت ہے کہ ان کا نام تارخ تھا اور وہ موحد تھے لیکن جناب ابراہیمؑ نے آذر کو چار مرتبہ بابا کہہ کر خطاب کیا کہ شاید اس طرح وہ راہ راست پر آجائے لیکن اس کے جواب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس کو توفیق خیر حاصل نہ ہو وہ کبھی راہِ راست پر نہیں آسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) جناب ابراہیمؑ صدیق تھے تو انہوں نے سچی سچی بات کہہ دی اور بتوں کی حقیقت کو واضح کر کے آذر کو دین خدا کی دعوت دیدی تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ صدیق بت پرستی کے خلاف آواز بلند کرتا ہے خود بت پرستی نہیں کرتا ہے۔

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ

نہیں آیا پس آپ میری بات مانیں۔ میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔(43)اے ابا!

لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾

شیطان کی پوجا نہ کریں کیونکہ شیطان تو خدائے رحمٰن کا نافرمان ہے۔ (44)

يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ

اے ابا! مجھے خوف ہے کہ خدائے رحمٰن (۶) کا عذاب آپ کو گرفت میں لے لے۔ ایسا ہوا تو آپ شیطان کے دوست

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ

بن جائیں گے۔(45)اس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہو گیا ہے؟

لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ [13]

اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے ضرور سنگسار کروں گا اور تو ایک مدت کے لیے مجھ سے دور ہو جا۔(46)ابراہیم نے کہا:

عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَ

آپ پر سلام ہو! میں آپ کے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا۔ یقیناً وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔(47)اور

اَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى

میں تم لوگوں سے نیز اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو ان سے علیحدہ ہو جاتا ہوں اور میں اپنے پروردگار ہی کو پکاروں گا۔

اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا

مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب سے مانگ کر کبھی ناکام نہیں رہوں گا۔(48) پھر جب ابراہیمؑ ان لوگوں سے

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ

اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پوجتے تھے ان سے کنارہ کش ہوئے تو ہم نے انہیں اسحاقؑ اور یعقوبؑ (۷) عطا کیے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ سائنسی اعتبار سے بچہ کی ولادت میں اوول کا وجود بہرحال ضروری ہے اور سپرماٹوزا کا دوسرا بدل بھی ہوسکتا ہے لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سائنٹیفک اصولوں کے خلاف بھی نہیں ہے۔ قدرت خدا تو ہر شے سے بالاتر ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۰ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قیامت کا ذکر ہے تو ''الینا یرجعون'' بے معنی ہے اور فنائے دنیا کا ذکر ہے تو ''من علیہا'' بے معنی ہے اور اسی لئے بعض حضرات نے دونوں لفظوں کو ایک کردیا ہے حالانکہ درمیان میں واو بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم زمین کے بھی وارث ہیں اور اہلِ زمین کے بھی اور بظاہر اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

13-یہ اخلاق ابراہیمی کی بلند ترین منزل ہے کہ وہ سنگسار کی بات کر رہا ہے اور یہ سلامتی کا پیغام دے رہے ہیں تاکہ اس کا دل نرم ہوجائے اور اگلی نسلوں کے لئے یہ سبق رہے

اردو حاشیہ

(۶) یہ بت پرستی کی مذمت میں بہترین لہجہ ہے کہ عذاب کو رحمان کا عذاب قرار دیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ یہ عمل اتنا بدترین عمل ہے کہ اس پر رحمان بھی عذاب نازل کرنے کیلئے تیار ہوجاتا ہے جبار وقہار کا کیا ذکر ہے۔

(۷) یہ ایک حقیقت ہے کہ راہِ خدا میں کوئی قربانی ضائع نہیں ہوتی ہے۔ جب جناب ابراہیمؑ نے بت پرستی سے انکار کرکے بت پرستوں سے کنارہ کشی کرلی تو خدا نے انہیں اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ ان کی نسل میں اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسے پیغمبر قرار دیئے اور ایک پاکیزہ ذریت کا سلسلہ قائم کردیا۔

وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا

اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔(49)اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے بھی نوازا اور انہیں

لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ ع وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ

اعلیٰ درجے کا ذکر جمیل بھی عطا کیا۔(50) اور اس کتاب میں موسیٰ کا ذکر کیجئے۔

ع ٣/١٠/٦

إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ

وہ یقیناً برگزیدہ (٨) نبی مرسل تھے۔(51)اور ہم نے انہیں طور کی

جَانِبِ الطُّورِ [14] الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ

داہنی جانب سے پکارا اور رازدار بنانے کیلئے انہیں قربت عطا کی۔(52)اور ان کے بھائی

مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

ہارون کو ہم نے اپنی رحمت سے نبی بنا کر (بطور معاون) انہیں عطا کیا۔(53)اور اس کتاب میں

إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا

اسماعیلؑ کا ذکر کیجئے۔ وہ یقیناً وعدے کے سچے (٩) اور نبی مرسل

نَبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ

تھے۔(54)وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے

عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ

نزدیک پسندیدہ تھے۔(55)اور اس کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کیجئے وہ یقیناً

كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا [15] ﴿٥٧﴾ أُولَٰئِكَ

راست گو نبی تھے۔(56)اور ہم نے انہیں اعلیٰ مقام پر اٹھایا۔(57)اولاد آدم میں سے

عربی حاشیہ

کہ راہِ خدا میں لہجہ کو ہمیشہ نرم رکھنا پڑتا ہے۔ یہاں ''فظاغلیظا'' کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ف: آیات کریمہ میں اہلِ باطل سے گفتگو کرنے کے طریقہ، اہل علم کے اتباع کی دعوت اور خاصانِ خدا کے تذکرہ کی وضاحت کی گئی ہے جو انسان کی کردار سازی کے بہترین عناصر ہیں۔

ف: رسالت کا مرتبہ نبوت سے بالاتر ہے۔ رسول پیغامبر ہوتا ہے اور نبی صرف حامل وحی ہوتا ہے لیکن ان آیات میں نبوت کا ذکر رسالت کے بعد کیا گیا ہے لہٰذا اس سے مراد یا تو لغوی اعتبار سے صرف بلندی ہے یا اس اشتباہ کا ازالہ ہے کہ یہ پیغمبری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ خدائی اخبار اور وحی الٰہی کا نتیجہ ہے۔

14- طور۔ مصر اور مدین کے درمیان ایک پہاڑ کا نام ہے۔(بروایتے)

نجی۔ یعنی راز کی بات کرنے والا۔

قرب۔ سے قرب معنوی مراد ہے۔ خدا کے یہاں قرب مکانی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اور

اردو حاشیہ

(٨) کسی بندہ کا خلوص درجہ کمال کو پہنچتا ہے تو خدا اس مخلص کو مخلص بنا لیتا ہے اور اس کے اخلاص کو مستند قرار دیدیتا ہے۔

(٩) وعدہ کا پورا کرنا شرعی اعتبار سے واجب ہو یا نہ ہو اخلاقی اعتبار سے انسانی زندگی کی بہترین صفت ہے۔ یہاں تک کہ جناب اسماعیلؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے انتظار کرنے کا وعدہ کرلیا تھا تو کئی دن تک انتظار کرتے رہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ وعدہ کی بے وفائی میں مصروفیت کا بہانہ کر دینا انسان کے نفس کی کمزوری کی بہترین علامت ہے۔

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ

یہ وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا اور (۱۰) ان میں سے جنہیں ہم نے

اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا اور ابراہیم و اسرائیل کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے

اِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جنہیں ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب ان پر رحمٰن کی آیات کی تلاوت کی جاتی

اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

السجدة ۵

تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے۔(58) پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے

خَلْفٌ (16) اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے چل پڑے پس وہ عنقریب ہلاکت سے

يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

دو چار ہوں گے(59) مگر جو توبہ کریں، ایمان لائیں اور نیک اعمال

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ ﴿۶۰﴾

بجا لائیں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہو گا۔(60)

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ

ایسی جاودانی بہشت (میں) جس کا اللہ نے اپنے بندوں سے غیبی وعدہ فرمایا ہے۔ یقیناً اس کا

كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ

وعدہ آنے والا ہے۔(61) وہاں وہ بیہودہ باتیں نہیں سنیں گے (۱۱) سوائے سلام کے

عربی حاشیہ

داہنی جانب سے مراد بھی موسیٰ کے داہنی جانب ہے ورنہ پہاڑ میں داہنا بایاں نہیں ہوتا ہے۔

15- یہ جناب ادریس کی معنوی بلندی کی طرف بھی اشارہ ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اس سے آسمان پر بلندی کو مراد لیا ہے۔ واضح رہے کہ جناب ادریس جناب نوح کے پر دادا تھے اور یہ جناب آدم سے زیادہ قریب تر ہیں۔

16- عام طور سے خَلَف نیک اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے اور خَلْف شریر اولاد کے لئے اور کبھی کبھی دونوں لفظیں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتی ہیں۔

واضح رہے کہ اس بدترین نسل کا کل عیب دولفظوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس نے نماز کو برباد کیا ہے اور خواہشات کا اتباع کیا ہے لہٰذا ہر شخص اپنے خلف یا ناخلف ہونے کا صحیح فیصلہ کرسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) ذریت آدمؑ میں جناب ادریس وغیرہ ہیں اور اولادِ نوحؑ میں جناب ابراہیمؑ وغیرہ ہیں اور ان کی ذریت میں جناب موسیٰ علیہ السلام ہیں اور سب کی مشترکہ صفت خوفِ خدا میں گریہ وسجدہ کرنا ہے۔

(۱۱) آیت کا صاف اعلان ہے کہ جنت میں لغو آوازوں کا گذر بسر نہیں ہے۔ اب گانے بجانے کے شوقین افراد کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے شوق کی تسکین کیلئے اپنا ٹھکانا کہاں بنائیں گے۔

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ

اور وہاں انہیں صبح وشام رزق ملا کرے گا۔(62) یہ وہ جنت ہے جس کا وارث (١٢)

الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا

ہم اپنے بندوں میں سے متقین کو بنائیں گے۔(63) اور ہم (فرشتے) (١٣)

نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا

آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نہیں اُتر سکتے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو

خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾

کچھ اس کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اورآپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔(64)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ

وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور

اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۗ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا[17] ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ

اسی کی بندگی پر ثابت قدم رہو۔ کیا اس کا کوئی ہمنام تمہارے علم میں ہے؟(65) اور انسان کہتا ہے:

الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ[18]

جب میں مر جاؤں گا تو کیا میں زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟(66) کیا اس انسان کو

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾

یاد نہیں کہ ہم نے اسے پہلے اس وقت پیدا کیا جب وہ کچھ بھی نہ تھا؟ (67)

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ

آپ کے رب کی قسم! پھر ہم ان سب کو اور شیاطین کو (١٤) ضرور جمع کریں گے پھر جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل

عربی حاشیہ

ف: کہاجاتا ہے کہ جناب ادریس جناب نوح کے پردادا تھے اور انھوں نے ہی کتابت اور خیاطت کا کام ایجاد کیا تھا۔

ف: بعض افراد نے آیت نمبر ٦٧ پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی کام کے کر لینے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ انسان دوبارہ بھی کر سکے لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ انسان کے اعمال میں بہت سے غیر اختیاری امور بھی دخیل ہوتے ہیں اس لئے اس کے لئے تکرار عمل مشکل ہوجاتی ہیں لیکن رب العالمین کا ہر عمل مکمل طور پر اختیاری ہوتا ہے لہٰذا اس کے یہاں کوئی مشکل نہیں ہے۔

17- سمی۔ ہمنام یعنی مثل ونظیر۔

18- ذکر۔ تذکر کے معنی میں ہے یعنی یاد کرنا۔

اردو حاشیہ

(١٢) لفظ وراثت اشارہ ہے کہ پروردگار عالم نے جنت کو صاحبانِ تقویٰ کی ملکیت بنا دیا ہے تو جو شخص امام المتقین ہوگا اسکے اختیارات کا عالم کیا ہوگا۔

(١٣) روایت میں ہے کہ نزول وحی میں کچھ عرصہ توقف ہوگیا تو پیغمبرؐ اسلام نے جبریل امین سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سب خدا کے اختیار میں ہے۔ ماضی، مستقبل اور حال سب اس کے اختیار میں ہے اور میرے بس میں کچھ نہیں ہے۔

(١٤) انسان جب شیطان کے گمراہ کرنے میں آ جاتا ہے تو سب سے پہلے روز قیامت سے غافل ہو جاتا ہے اور معاد کا انکار کرنے لگتا ہے۔

قرآن مجید نے بھی بار بار اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قیامت کا انکار عقل ومنطق کے خلاف ہے اور وسوسہ شیطانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ قیامت کے دن ایسے افراد کو ان کے شیاطین کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا اور جو جتنا بڑا مجرم ہوگا اسے اسی ترتیب کے ساتھ سب سے پہلے جہنم میں داخل کیا جائے گا اور سب سے بدتر جگہ رکھا جائے گا اور اسکے بعد سب ایک کے بعد ایک جہنم میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔

جَهَنَّمَ جِثِيًّا[19] ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ[20] أَيُّهُمْ

ضرور حاضر کریں گے۔(68) پھر ہم ہر فرقے میں سے ہر اس شخص کوجدا کر دیں گے

أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ

جو رحمٰن کے مقابلے میں زیادہ سرکش تھا۔(69) پھر یہ بات ہم بہتر جانتے ہیں کہ جہنم میں جھلسنے کا زیادہ

أَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا[21] كَانَ عَلٰى

سزاوار ان میں سے کون ہے۔(70) اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہو گا جو جہنم پر وارد نہ ہو۔

رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ

یہ حتمی فیصلہ آپ کے رب کے ذمے ہے۔(71) پھر ہم اہل تقویٰ کو نجات دیں گے اور ظالموں کو

الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

اس میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے۔(72) اور جب انہیں ہماری صریح آیات سنائی جاتی ہیں

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ اٰمَنُوْٓا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ

تو کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں: دونوں فریقوں میں سے کون بہتر مقام پر (فائز) ہے (۱۵)

مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا[22] ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ

اور کس کی محفلیں زیادہ بارونق ہیں؟(73) اور ہم ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں

هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِءْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ

جو سامان زندگی اور نمود میں ان سے کہیں بہتر تھے۔(74) کہہ دیجئے: جو شخص گمراہی میں ہے

فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰىٓ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

اسے خدائے رحمٰن لمبی مہلت دیتا ہے لیکن جب وہ اس کا مشاہدہ کریں گے

عربی حاشیہ

19-جثی۔جاث کی جمع ہے یعنی گھٹنوں کے بل بیٹھنے والا۔

20-شیعہ۔کسی ایک بات پر اتفاق کرنے والی جماعت۔

عتی اورعتو۔دونوں تکبر اور سرکشی کے معنی میں ہیں۔

21-یہ ورود حضور اور مشاہدہ کے معنی میں ہے کہ ہر شخص کو صراط سے گزرنا ہوگا تو جہنم کو بہرحال دیکھے گا اور اس کا سامنا کرے گا۔

22-ندی۔محفل، قرن۔ایک دور کے لوگ، اثاث۔گھر کا ساز وسامان، رئی۔منظر وہیئت، مد۔مہلت، جند۔مددگار، مرد۔عاقبت، انجام اور بازگشت

ف: بعض روایات میں آیت نمبر ۷۱ کے ورود کو دخول کے معنی میں بیان کیا گیا ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ مومن کے لئے آگ سرد ہوجائے گی اور کافر کے لئے مزید بھڑک جائے گی اور اس کا فلسفہ یہ بیان کیا گیا ہے جہنم سے

اردو حاشیہ

(۱۵) یہ منطق ہر دور کے گمراہوں میں رائج رہی ہے کہ انہوں نے حقائق کا فیصلہ مال ودولت اور دنیاوی وجاہت کی بنا پر کیا ہے اور اسی بات نے فرعون وشداد ونمرود کو خدا بنا دیا تھا اور اسی بات نے مشرکین مکہ کو مرسلؐ اعظم کا مذاق اڑانے پر آمادہ کیا تھا اور یہی بات آج کے مسلمانوں سے سپر پاورز کی چوکھٹ پر سجدے گزاری ہے ورنہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس منطق کی کوئی قیمت نہیں ہے اور یہ مادیت پرستی کے علاوہ کچھ نہیں ہے جسے خدا پرستی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اِمَّا الۡعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَیَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ شَرٌّ

جس کا وعدہ ہوا تھا خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت تو اس وقت انہیں معلوم ہو گا کہ کس کا مقام زیادہ برا ہے

مَّكَانًا وَّ اَضۡعَفُ جُنۡدًا ﴿۷۵﴾ وَ یَزِیۡدُ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ

اور کس کا لاؤ لشکر زیادہ کمزور ہے۔(75) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ ان کی

اهۡتَدَوۡا هُدًی ؕ وَ الۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ

ہدایت میں اضافہ فرماتا ہے اور آپ کے پروردگار کے نزدیک باقی رہنے والی نیکیاں ثواب کے

رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ كَفَرَ

لحاظ سے بہتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔(76) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے

بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ[23] الۡغَیۡبَ اَمِ

اور کہتا ہے: مجھے مال اور اولاد کی عطا ضرور [۱٦] بالضرور جاری رہے گی؟(77) کیا اس نے غیب کی اطلاع

اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكۡتُبُ[24] مَا یَقُوۡلُ

حاصل کی ہے یا خدائے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟(78) ہرگز نہیں، جو کچھ یہ کہتا ہے ہم اسے لکھ لیں گے

وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّ نَرِثُهٗ[25] مَا یَقُوۡلُ وَ

اور ہم اس کے عذاب میں مزید اضافہ کر دیں گے۔(79) اور جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہو جائیں گے اور

یَاۡتِیۡنَا فَرۡدًا ﴿۸۰﴾ وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوۡنُوۡا

وہ ہمارے سامنے اکیلا حاضر ہو گا۔(80) اور انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہیں تاکہ ان کے لیے

لَهُمۡ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَیَكۡفُرُوۡنَ بِعِبَادَتِهِمۡ وَ یَكُوۡنُوۡنَ

باعث تقویت بنیں۔(81) ہرگز نہیں، (کل) یہ سب ان کی عبادت ہی سے انکار کر دیں گے اور ان کے

عربی حاشیہ

گزرنے کے بعد جنت کی لذت میں اضافہ ہوجائے گا۔

ف: آیت نمبر ۸۲ میں دونوں احتمال پائے جاتے ہیں کہ عبادت گزار معبودوں کے منکر ہوجائیں یا معبود اپنے بندوں کی عبادت سے انکار کردیں اور ان کے مخالف ہوجائیں۔ روایات میں ہے کہ یہ عبادت رکوع وسجود نہیں ہے بلکہ معصیت خالق میں اطاعت مخلوق خود بھی ایک عبادت ہے۔

23- اس میں ایک ہمزہ استفہام بھی ہے جو انکار کے معنی دے رہا ہے یعنی ان لوگوں کو غیب پر کوئی اطلاع نہیں ہے۔

24- یہ سین تحقیق کے معنی میں ہے یعنی سب کچھ ہمارے پاس لکھا ہوا اور محفوظ ہے۔

25- یہ و راثت سلب کر لینے کے معنی میں ہے کہ جس مال و اولاد کے بارے میں بک رہا ہے سب لے لیں گے اور یہ اکیلا قیامت کے دن محشور ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۱٦) تفاسیر میں وارد ہوا ہے کہ اس سے مراد عمرو بن عاص کا باپ عاص بن وائل ہے جس نے اس طرح کی مہمل بات کہی تھی۔ اور قدرت نے اسے سخت قسم کی تہدید کی ہے۔

عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

سخت مخالف ہوں گے۔(82) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے جو انہیں

تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾

اکساتے رہتے ہیں؟(83) پس آپ ان پر (عذاب کے لیے) عجلت نہ کریں۔ ہم ان کی گنتی یقیناً پوری کریں گے۔(84)

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ

اس روز ہم متقین کو خدائے رحمٰن کے پاس مہمانوں کی طرح جمع کریں گے۔(85) اور مجرموں کو

الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ

جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح ہانک کر لے جائیں گے۔(86) کسی کو شفاعت کا

اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے رحمٰن سے عہد لیا ہو۔(87) اور وہ کہتے ہیں: رحمٰن نے کسی کو فرزند بنا (۱۷)

وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

لیا ہے۔(88) بتحقیق تم بہت سخت بیہودہ بات (زبان پر) لائے ہو۔(89) قریب ہے کہ

مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا

اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں۔(90) اس بات پر کہ انہوں نے

لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾

رحمٰن کے لیے فرزند (کی موجودگی) کا الزام لگایا ہے۔(91) اور رحمٰن کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔(92)

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ

جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اس رحمٰن کے حضور صرف بندے کی حیثیت سے

عربی حاشیہ

26-اس کا حقیقی مفہوم پریشان کرتے رہنا ہے جو کافرین کا مقدر ہے۔

27-وفد۔ وافد کی جمع ہے یعنی وارد ہونے والا مہمان اور وِرد پیاسے جانور کو کہا جاتا ہے۔

28-فرزند بنانا احتیاج کی دلیل ہے اور خدا محتاج نہیں ہے۔ پھر فرزند باپ کا جزء ہوتا ہے اور خدا بالکل واحد ہے اور کوئی اس کا جزء نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب نے کسی نہ کسی کو خدا کا فرزند بنانے کی جسارت کی ہے اور رب العالمین نے بار بار مختلف لہجوں میں اس کا جواب دیا ہے لیکن اس مقام پر ذرا زیادہ سخت لہجہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس عقیدہ پر تو زمین و آسمان کو تباہ و برباد ہو جانا چاہیے تھا کہ یہ عقیدہ توحید کی تباہی ہے اور عقیدہ توحید کے بعد کائنات میں باقی ہی کیا رہ جاتا ہے۔
انسان کو اتنا شعور ہونا چاہیے کہ بندگی اور فرزندی میں شدید قسم کا تضاد ہے اور جب کل کائنات اس کی بارگاہِ عظمت و جلالت میں مصروف بندگی ہے تو پھر فرزندی کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے۔

عَبۡدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدۡ اَحۡصٰىهُمۡ وَعَدَّهُمۡ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ

پیش ہوگا۔(93) بتحقیق اس نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور انہیں گن کر شمار کر رکھا ہے۔(94) اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے

الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سامنے تنہا حاضر ہونا ہے۔(95) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں ان کے لیے

سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ

رحمٰن عنقریب دلوں میں محبت پیدا کرے گا۔(96) (اے محمدؐ!) پس ہم نے یہ قرآن آپ کی زبان میں

لِتُبَشِّرَ بِهِ الۡمُتَّقِيۡنَ وَتُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا [29] ﴿۹۷﴾ وَكَمۡ

یقیناً آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے صاحبان تقویٰ کو بشارت دیں اور جھگڑالو قوم کی تنبیہ کریں۔(97) اور ہم نے

اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ

ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا ہے۔ کیا آج آپ کہیں بھی ان میں سے

اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾ ع

کسی ایک کا نشان پاتے ہیں یا ان کی کوئی آہٹ سنتے ہیں؟(98)

آیاتها ۱۳۵ | ۲۰ سُوۡرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ۴۵ | رکوعاتها ۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم۔

طٰهٰ [1] ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً

طا، ہا۔(1) ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔(2) خوف رکھنے والوں کے لیے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیات کریمہ میں متقین کے لئے حشر اور وفد کی لفظ ہے اور مجرمین کے لئے سوق اور ورد کی لفظ ہے۔ پھر مجرمین کو جہنم کی طرف ہنکایا جائے گا اور متقین کو جنت کی بجائے رحمان کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا جو جنت سے بالاتر مقام ہے اور اس کے لئے لفظ رحمان بھی بے پناہ بلاغت کا حامل ہے۔

ف: بخاری اور مسلم وغیرہ میں ہے کہ خدا جب کسی بندہ سے محبت یا نفرت کرتا ہے تو جبریل کو محبت اور نفرت کا حکم دیتا ہے اور پھر اس کے بعد تمام آسمانوں میں اعلان کرا دیتا ہے جس کے بعد محبوب خدا سب کا محبوب اور مبغوض خدا سب کا مبغوض۔

29-لد۔ الد کی جمع ہے یعنی بہت جھگڑا کرنے والا۔

رکز۔ یعنی مخفی آواز۔

اردو حاشیہ

(۱) محمد بن احمد کلبی نے تسہیل میں اور شیخ ازہر علامہ مراغی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ‏ ﴿۳﴾ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ

یہ صرف ایک یاد دہانی ہے۔(3) یہ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو

الۡعُلٰى ؕ‏ ﴿۴﴾ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى

بنایا ہے۔(4) وہ رحمٰن جس نے عرش پر اقتدار قائم کیا۔(5) جو کچھ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان اور جو کچھ زمین کی تہہ میں ہے سب کا وہی

الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ﴿۷﴾

مالک ہے۔(6) اور اگر آپ پکار کر بات کریں تو وہ رازوں کو بلکہ اس سے زیادہ مخفی باتوں کو بھی یقیناً جانتا ہے۔(7)

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى‏ ﴿۸﴾ وَهَلۡ اَتٰٮكَ

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بہترین نام اسی کے ہیں۔(8) اور کیا آپ تک

حَدِيۡثُ مُوۡسٰى‌ۘ ﴿۹﴾ اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا

موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے؟(9) جب انہوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا:

اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ

ٹھہر جاؤ! میں نے کوئی آگ دیکھی ہے۔ شاید میں اس میں سے تمہارے لیے کوئی انگارہ لے آؤں یا آگ پر

عَلَى النَّارِ هُدًى‏ ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ؕ‏ ﴿۱۱﴾ اِنِّىۡۤ

پہنچ کر راستے کا پتہ کر لوں۔(10) پھر جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو آواز آئی: اے موسیٰ!(11) میں ہی

اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ‌ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ

آپ کا رب ہوں۔ پس اپنی جوتیاں اتار دیں۔ بتحقیق آپ طویٰ کی مقدس وادی میں

عربی حاشیہ

2- لفظ طٰہٰ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کی نگاہ میں یہ خدا کا نام ہے، بعض کی نظر میں رسول اکرمؐ کا نام ہے۔ بعض نے اسے مقطعات میں شمار کیا ہے اور فخر الدین رازی نے امام صادقؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ طہارت اہلبیتؑ ہے اور ہ ہدایت اہلبیتؑ اور شاید انھیں دونوں کے مرکز ہونے کے اعتبار سے سرکار دو عالمؐ کو طٰہٰ کہا جاتا ہے۔

3- استواء۔ استیلاء غلبہ اور اقتدار کے معنی میں ہے۔

4- قرآن مجید نے بار بار جناب موسیٰ کا ذکر کیا ہے اور یہاں سے پھر یہ تذکرہ شروع ہو رہا ہے کہ اس تذکرہ میں عبرت کا بے حساب سامان موجود ہے۔ خصوصاً قوم موسیٰ کی شرارت و شیطنت اور جناب موسیٰ کا صبر و تحمل۔

اردو حاشیہ

(۲) جناب موسیٰ کی پوری زندگی عبرتوں کا مرقع ہے۔ فرعون کے شدید مظالم کے ماحول میں پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی نیل کی موجوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ پھر فرعون کے قصر میں رہے۔ پھر بکریاں چراتے رہے پھر غریب الوطنی کے مصائب کا سامنا کیا اور آخر کار بدترین قوم کے مصائب کا مقابلہ کیا۔ فرعون کے آدمی سے اپنے دوست کو بچانے کیلئے اس کا خاتمہ کر دیا تو آبادی چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ مدین میں جناب شعیبؑ کی لڑکی سے عقد ہو گیا۔ زوجہ کو لے کر چلے تو ایک رات میں انتہائی تاریکی اور سردی کے عالم میں راستہ تلاش کر رہے تھے اور ادھر زوجہ دردِ زہ میں مبتلا تھی کہ اچانک ایسے عالم میں آگ کو دیکھا اور ادھر بڑھے کہ سردی کا علاج کر سکیں یا کوئی دوسرا راستہ معلوم ہو سکے تو اچانک ندائے قدرت آنے لگی اور کلیمیت کا شرف حاصل ہو گیا۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا

ہیں۔(12) اور میں نے آپ کو منتخب کر لیا ہے لہٰذا جو وحی کی جا رہی ہے اسے سنیں۔(13) میں ہی اللہ ہوں۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس صرف میری بندگی کرو اور میری یاد (۳) کے لیے نماز قائم کریں۔ (14)

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ میں اسے پوشیدہ رکھوں گا تا کہ ہر فرد کو اس کی سعی کے مطابق

بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَ

جزا ملے۔(15) پس جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے کہیں وہ آپ کو اس راہ سے

اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾

نہ روک دے۔ ایسا ہوا تو آپ ہلاک ہو جائیں گے۔(16) اور اے موسیٰ یہ آپ (۴) کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟(17)

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

موسیٰ نے کہا: یہ میرا عصا ہے۔ اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں

وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

اور میرے لیے اس میں کئی اور مفادات بھی ہیں۔(18) فرمایا: اے موسیٰ! اسے پھینکیں۔ (19)

فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة

پس موسیٰ نے اسے پھینکا تو وہ یکا یک سانپ بن کر دوڑنے لگا۔(20) اللہ نے فرمایا: اسے پکڑ لیں اور ڈریں نہیں۔

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

ہم اسے اس کی پہلی حالت پر پلٹا دیں گے۔(21) اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں رکھیے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ نعلین کے اتارنے کا حکم مراد چپڑے کی وجہ سے نہیں ہے کہ یہ بات ابتداہی سے موسیٰؑ کی شان کے خلاف ہے یہ دراصل احترامِ مقام کی طرف اشارہ ہے اور باطنی اعتبار سے خوف بربادی اہل وعیال اور خوف فرعون کے دل سے نکال دینے کی طرف اشارہ ہے۔

ف: جناب موسیٰؑ کا خوف ایک فطری صورت حال کی ترجمانی ہے ورنہ فرعون جیسے جابر سے مقابلہ کرنے والا سانپ سے کیا ڈر سکتا ہے۔ قدرت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ فرعون کی جبروتیت کو فنا کر دینے کے لئے ایک عصا بھی کافی ہے زیادہ اسلحوں کی ضرورت نہیں ہے۔

5- پروردگار کو اپنے ہر بندے کو ہدایت دینے اور متنبہ کرنے کا حق ہے اس سے کسی بندہ معصوم کی عصمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

6- توکا۔ تکیہ کرنا، سہارا لینا۔ ہش۔ درختوں کے پتے جھاڑنا۔ مآرب۔ ضرورتیں اور

اردو حاشیہ

(۳) وحی الٰہی اور پیغام نبوت کے تین اہم ارکان ہیں:

۱۔ توحید الٰہی پر ایمان رکھنا۔
۲۔ یادِ خدا کیلئے نماز قائم کرنا۔
۳۔ قیامت پر یقین رکھنا۔

اس عقیدہ و عمل کے بغیر کوئی انسان کسی نبی کا ماننے والا نہیں کہا جا سکتا ہے۔

(۴) اس مقام پر یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے خواب میں جناب موسیٰ علیہ السلام اور مرسل اعظمؐ کو دیکھا کہ جناب موسیٰؑ نے کہا کہ آپ نے اپنی امت کے علماء کو ہم انبیاء کے برابر بنا دیا ہے ایسا کیوں ہے؟ تو مرسل اعظمؐ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے ایک عالم کو طلب کرتا ہوں آپ امتحان لے لیجئے۔ اور یہ کہہ کر مقدس اردبیلی کو طلب کیا مقدس اردبیلی آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا نام احمد ہے باپ کا نام محمد وطن اردبیل، تعلیم نجف اشرف میں اور استاد شہید ثانی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک سوال پر اس قدر طویل جواب کی کیا ضرورت تھی؟ عرض کی حضور خدا نے بھی اتنا ہی پوچھا تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ اور آپ نے اس قدر مفصل جواب دیا تھا کہ یہ میرا عصا ہے اس پر تکیہ کرتا ہوں اس سے درختوں کے پتے توڑتا ہوں اور اس کے دوسرے بہت سے مقاصد بھی ہیں۔

یہ سن کر جناب موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ بیشک اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾

تو وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے۔(22)

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

(یہ اس لیے) کہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیاں دکھا دیں۔(23)اب آپ فرعون کی طرف جائیں کہ وہ سرکش

طَغٰى ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ

ہو گیا ہے۔(24) موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! میرا سینہ (۵) کشادہ فرما۔(25)اور میرے کام کو میرے لیے آسان

اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾

کر دے۔(26)اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔(27) تا کہ وہ میری بات سمجھ جائیں۔(28)

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي [8] ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ

اور میرے کنبے میں سے میرا ایک وزیر بنا دے۔(29)میرے بھائی ہارون کو۔(30)اسے میرا پشت پناہ

اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾

بنا دے۔(31)اور اسے میرے امر (رسالت) میں شریک بنا دے۔(32) تا کہ ہم تیری خوب تسبیح کریں۔(33)

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ

اور تجھے کثرت سے یاد کریں۔(34)یقیناً تو ہی ہمارے حال پر خوب نظر رکھتا ہے۔(35)فرمایا:

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ

اے موسیٰ! یقیناً آپ کو آپ کی مراد دے دی گئی۔(36)اور تحقیق ہم نے ایک مرتبہ پھر

مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ [9] اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾

آپ پر احسان کیا۔(37)جب ہم نے آپ کی والدہ کی طرف اس بات کا الہام کیا جو بات الہام کی جاتی ہے۔(38)

عربی حاشیہ

مقاصد۔

7-سیرت کا لفظ دلیل ہے کہ معجزہ اور جادو کا ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ جادو کا اثر ظاہر اور صورت پر ہوتا ہے اور معجزہ میں حقیقت اور واقعیت تبدیل ہوجاتی ہے اور اسی لئے فرعونیوں کے جادو کے بارے میں کہا گیا ہے کہ سحروا اعین الناس'' انھوں نے آنکھوں پر جادو کر دیا۔

8- واضح رہے کہ جناب موسیٰ نے وزیر بنایا نہیں بلکہ خدا سے مطالبہ کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کا وزیر بھی خدا ہی بناتا ہے نبی یا عام بندے نہیں بنا سکتے ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ کام جس قدر اہم ہوتا ہے ویسے ہی شرائط اور اوصاف درکار ہوتے ہیں اور اسی لئے حضرت موسیٰ نے پہلے اپنے بارے میں شرح صدر، سہولت امر، فصاحت وبلاغتِ بیان کی دعا کی اور اس کے بعد ہارون جیسے وزیر کا مطالبہ کیا کہ ان کمالات کے بعد بھی

اردو حاشیہ

(۵) موسیٰ علیہ السلام جیسے غریب الوطن اور بے سہارا انسان کو اتنی بڑی ذمہ داری سپرد کر دی جائے تو مددگار کے بغیر کیسے کام کریں گے لیکن سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے کہ بعینہٖ یہی دعا پیغمبر اسلامؐ نے بھی کی تھی اور حضرت علیؑ کو مثل ہارون قرار دیا تھا بلکہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ حضرت علیؑ کے فرزندوں کے نام بھی پیغمبر اسلامؐ نے حسنؑ وحسینؑ حضرت ہارونؑ کے فرزندوں کے نام کے مطابق ہی رکھے تھے۔

اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ

(وہ یہ) (۶) کہ اس (بچے) کو صندوق میں رکھ دیں پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دیں

فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ

تو دریا اسے ساحل پر ڈال دے گا۔ میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھا لے گا اور

اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾

میں نے آپ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی تا کہ آپ میرے سامنے پرورش پائیں۔ (39)

اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ

(وہ وقت یاد کرو) جب آپ کی بہن (فرعون کے پاس) گئیں اور کہنے لگیں: کیا میں تمہیں ایسا شخص بتا دوں

فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤی اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ

جو اس بچے کی پرورش کرے؟ اس طرح ہم نے آپ کو آپ کی ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور

قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ؕ

وہ رنجیدہ نہ ہوں اور آپ نے ایک شخص کو قتل کیا پس ہم نے آپ کو غم سے نجات دی اور ہم نے آپ کی

فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ [10] ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ

خوب آزمائش کی، پھر سالوں تک آپ مدین والوں کے ہاں مقیم رہے پھر اے موسیٰ! اب عین مقرر وقت پر

یّٰمُوْسٰی ﴿۴۰﴾ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ﴿۴۱﴾ۚ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ

آ گئے ہیں۔(40) اور میں نے آپ کو اپنے لیے اختیار کیا ہے۔(41) لہٰذا آپ اور آپ کا بھائی میری آیات

بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿۴۲﴾ۚ اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

لے کر جائیں اور دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔(42) دونوں فرعون کے پاس جائیں کہ وہ سرکش

عربی حاشیہ

مددگار بہرحال ضروری ہے۔ جس طرح کہ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کے بارے میں دعا کی تھی۔

9- یہ وحی الہام کے معنی میں ہے۔

مایوحیٰ۔ میں ما مصدریہ ہے۔

یم۔ کے معنی سمندر کے ہیں۔ اور تصنع کے معنی تربیت کے ہیں۔

10- مدین۔ شام کے جنوب میں ایک شہر تھا۔ جناب شعیب اسی شہر کے رہنے والے تھے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جبل عامل کے ایک قریہ کا نام ہے جسے قدس کہا جاتا ہے لیکن اس خیال کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔

ف: موسیٰؑ کے ابتدائی دور کے واقعات رسالت کے بعد بیان ہوئے ہیں کہ اصل رسالت ہے۔ یہ واقعات بطور یاددہانی بیان ہوئے ہیں اور ان میں سب سے بڑا درس یہ ہے کہ قدرت نے دایہ۔ صندوق بنانے والے بڑھئی۔ دریا سے نکالنے والے ملازم اور خود

اردو حاشیہ

(۶) فرعون کا طریقہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں لڑکا پیدا ہوتا تو اسے ذبح کرا دیتا اور لڑکی پیدا ہوتی تو اپنی خدمت کیلئے رکھ لیتا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی والدہ گرامی سخت پریشان تھیں۔ قدرت نے اشارہ کر دیا کہ تم انہیں صندوق میں رکھ کر دریا کے حوالے کر دو۔ انہوں نے حکم خدا پر عمل کیا۔ ادھر فرعون کی کنیزیں نہانے کیلئے دریا پر آئی ہوئی تھیں انہوں نے صندوق کو دیکھ کر اٹھا لیا اور فرعون کی زوجہ نے صندوق میں چاند سے بچہ کو دیکھا تو لاولد ہونے کی بنا پر اسے لے لیا اور اس کی پرورش شروع کر دی۔ ادھر جناب موسیٰ علیہ السلام نے تمام عورتوں کا دودھ پینے سے انکار کر دیا تو قدرت نے ان کی بہن کو قصر فرعون تک پہنچا دیا اور انہوں نے ایک خاتون کا مشورہ دیا۔ ان لوگوں نے ان خاتون کو طلب کیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس طرح وعدہ الٰہی پورا ہو گیا کہ ہم تمہارے فرزند کو تم سے ملا دیں گے اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کی طرف پلٹا دیں گے۔ اُدھر دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ جناب موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنے ایک دوست کی فریاد پر ایک فرعونی کو قتل کر دیا اور انتقام کے خوف سے باہر نکل گئے اور کئی برس تک مدین میں مقیم رہے جہاں عقد کیا اور بطور مہر دس سال تک جناب شعیبؑ کی بکریاں چرائیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مہر کا ادا کرنا ایک انتہائی اہم کام ہے چاہے اس راہ میں بکریاں چرانے ہی کا کام انجام دینا پڑے ہمارے سماج کو اس تذکرہ قرآنی سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

طَغٰی ﴿۴۳﴾ فَقُوۡلَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی ﴿۴۴﴾

ہو گیا ہے۔(43) پس دونوں اس سے نرم لہجے میں بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔ (44)

قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ﴿۴۵﴾

دونوں نے کہا: ہمارے پروردگار! ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا مزید سرکش ہو جائے گا۔ (45)

قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَ اَرٰی ﴿۴۶﴾ فَاۡتِیٰہُ فَقُوۡلَاۤ

فرمایا: آپ دونوں خوف نہ کریں میں آپ دونوں کے ساتھ ہوں اور (دونوں کی بات) سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ (46) دونوں اس کے

اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّکَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ۙ وَ

پاس جائیں اور کہیں: ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور

لَا تُعَذِّبۡہُمۡ ؕ قَدۡ جِئۡنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰی

ان پر سختیاں نہ کر۔ بلاشبہ ہم تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر تیرے پاس آئے ہیں اور سلام ہو اس پر

مَنِ اتَّبَعَ الۡہُدٰی ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡنَاۤ اَنَّ الۡعَذَابَ

جو ہدایت کی پیروی کرے۔ (47) ہماری طرف یقیناً وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس شخص کے لیے معین ہے

عَلٰی مَنۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنۡ رَّبُّکُمَا یٰمُوۡسٰی ﴿۴۹﴾

جو تکذیب کرے اور منہ موڑے۔ (48) فرعون نے کہا: اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ (49)

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی ﴿۵۰﴾

موسیٰ نے جواب دیا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت بخشی پھر ہدایت دی۔ (50)

قَالَ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰی ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلۡمُہَا عِنۡدَ رَبِّیۡ

فرعون بولا: پھر گزشتہ نسلوں کا کیا بنا؟ (51) موسیٰ نے کہا: ان کا علم میرے رب کے پاس

عربی حاشیہ

فرعون، سب کے مخالف ہونے کے باوجود موسیٰ کو محفوظ کر لیا۔

11- اگر چہ فرعون کی نصیحت قبول کرنے اور اس کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن مبلغ کا فرض ہے کہ مقامِ تبلیغ میں نرم لہجہ سے کام لے اور منکر کو انکار کے لئے کوئی بہانہ فراہم نہ ہونے دے کہ وہ سخت لہجہ ہی کو بہانہ بنا کر انکار کر دے گا۔ اور اپنے سر انکار کا الزام نہ لے گا۔

12- یعنی فرعون! رب تو پیدا کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ تو کس طرح رب ہو سکتا ہے جس نے خود اپنے کو بھی نہیں پیدا کیا ہے۔

13- جناب موسیٰ نے فرعونی عقل کے مطابق دلیل لانے سے بچنے کے لئے اور قوم کو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ جواب دیا ہے، ورنہ بت پرستوں کا انجام سب کو معلوم ہے۔

اردو حاشیہ

فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ

ایک کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔(52) جس نے تمہارے لیے

لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّ

زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے اور

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ

آسمانوں سے پانی برسایا پھر اس سے ہم نے مختلف نباتات کے جوڑے

شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

اگائے۔(53) تم بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ صاحبان علم (۷) کے لیے اس میں یقیناً بہت سی

النُّهٰى ﴿۵۴﴾ؑ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ[14] وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ

نشانیاں ہیں۔(54) اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں

تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ

دوبارہ نکالیں گے۔(55) اور بتحقیق ہم نے فرعون کو ساری نشانیاں دکھا دیں سو اس نے پھر بھی تکذیب کی

وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ

اور انکار کیا۔(56) فرعون نے کہا: اے موسیٰ! کیا تم اپنے جادو کے زور سے (۸) ہمیں ہماری سرزمین سے نکالنے

يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

ہمارے پاس آئے ہو؟(57) پس ہم بھی تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو پیش کریں گے لہٰذا ہمارے اور اپنے درمیان

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾[15] قَالَ

ایک وقت جس کی نہ ہم خلاف ورزی کریں اور نہ تم اور صاف میدان مقرر کر لو۔(58) موسیٰ نے کہا:

المنزل ۴

ع ۱۱

عربی حاشیہ

ف: جناب موسیٰ نے اپنا پیغام پانچ نکاتی منشور کی شکل میں پیش کیا اور نہایت ادب کے ساتھ پیش کیا لیکن بدسرشت انسان پر کسی معقول بات کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

ف: آیت کریمہ میں ان چار بنیادی ضرورتوں کا ذکر کیا گیا ہے:

- O زمین کا ہموار ہونا سکون وآرام کے لئے۔
- O زمین میں راستوں کا ہونا سفروسیاحت کے لئے۔
- O پانی کا برسنا زندہ رہنے کے لئے۔
- O نباتات غذا اور سامان زندگی تیار کرنے کیلئے۔

14- سرکار دوعالمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ زمین تمھاری ماں ہے اور تمھارے حال پر مہربان ہے۔

بیشک اس نے ہمارے وجود کا مواد فراہم کیا ہے اور ہمیں غذائیں دے کر ماں کی طرح

اردو حاشیہ

(۷) سرکار دو عالمؐ سے سوال کیا گیا کہ یہ صاحبانِ عقل کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جن کے اخلاق بہتر اور عقل پختہ ہو، فقراء ،ایتام اور ہمسایہ کا خیال رکھتے ہوں، لوگوں کو کھانا کھلاتے ہوں اور عالمی سطح پر سلامتی کا پیغام دیتے ہوں۔

(۸) فرعون کو خوب معلوم تھا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں اور جادوگر میں اتنا دم نہیں ہوتا ہے کہ وہ قوموں کو علاقوں سے باہر نکال دے لیکن قوم کو دھوکہ میں رکھنے کیلئے اس نے جادو کا سہارا لیا اور پھر جادوگر اکٹھا کر لئے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے بھی چھٹی کا دن مقرر کیا اور دوپہر کے نزدیک کا وقت رکھا تا کہ ساری قوم اکٹھا ہو جائے اور سب یہ منظر دیکھ لیں۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کے اندازِ گفتگو سے قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ یہ کسی جادوگر کا اندازِ بیان نہیں معلوم ہوتا ہے اور بعض تو مقابلہ سے الگ ہونے لگے لیکن جاہلوں کی رائے غالب آ گئی اور مقابلہ طے ہو گیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے پھر افتراء اور بہتان سے ڈرایا کہ اس کے بعد عذاب بھی نازل ہو سکتا ہے اور تباہ و برباد بھی ہو سکتے ہو۔ لیکن فرعونیوں کو ہوش نہیں آیا اور مقابلہ پر آ گئے اور انجام وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔

مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾

تمہارے ساتھ جشن کے دن کا وعدہ ہے اور یہ کہ دن چڑھے لوگ جمع کیے جائیں۔ (59)

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

پس فرعون نے پلٹ کر اپنی ساری مکاریوں کو یکجا کیا پھر (مقابلے میں) آ گیا۔(60) موسیٰ نے ان سے کہا:

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَ

تم پر تباہی ہو! تم اللہ پر جھوٹ بہتان نہ باندھو ورنہ اللہ تمہیں ایک عذاب سے نابود کرے گا اور

قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ

جس نے بھی بہتان باندھا وہ نامراد رہا۔(61) پھر انہوں نے اپنے معاملے میں آپس میں اختلاف کیا اور

اَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ

باہم مشورے کرتے رہے۔(62) وہ کہنے لگے یہ دونوں تو بس جادوگر ہیں۔ دونوں چاہتے ہیں کہ

يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری اس سرزمین سے نکال باہر کریں اور دونوں تمہارے اس مثالی مذہب کا

الْمُثْلٰى[16] ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ

خاتمہ کر دیں۔(63) لہٰذا اپنی ساری تدبیریں یکجا کرو پھر قطار باندھ کر میدان میں آؤ اور آج جو جیت جائے گا

مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ

وہی فلاح پائے گا۔(64) (جادو گروں نے) کہا: اے موسیٰ! تم پھینکو گے

نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

یا پہلے ہم پھینکیں؟ (65) موسیٰ نے کہا: نہیں تم پھینکو۔ اتنے میں ان کی رسیاں

عربی حاشیہ

پالا ہے اور جھولا جھلا کر آرام دیا ہے۔

15- موعد۔ اسم زمان ہے یعنی وقتِ مقرر۔

سوًی۔ برابر زمین اور کھلا میدان۔ یوم الزینۃ۔ عید کا دن۔

16- طریقہ مثلٰی۔ یعنی دین و مذہب۔ مثلٰی۔ امثل کی تانیث ہے اور امثل کے معنی افضل اور بہتر کے ہیں۔

استعلاء۔ مقابلہ میں غالب آ جانے کے معنی میں ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۵ کی مناسبت سے امیرالمومنینؑ کا بہترین ارشاد گرامی ہے کہ نماز کا پہلا سجدہ زمین سے رابطہ کی طرف اشارہ ہے۔ سجدہ سے سر اٹھانا زمین سے خلقت ہے دوسرا سجدہ زمین میں واپسی ہے اور دوسرے سجدہ سے سر اٹھانا حشر و نشر کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ [17]

اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو دوڑتی محسوس ہوئیں۔ (66) پس

فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ

موسیٰ نے (۹) اپنے اندر خوف محسوس کیا۔(67) ہم نے کہا: خوف نہ کریں یقیناً آپ ہی غالب آنے والے

الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا [18]

ہیں۔(68) اور جو کچھ آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے اسے پھینک دیں کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ ان سب کو نگل جائے گا۔

صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ

یہ لوگ جو کچھ بنا لائے ہیں وہ فقط جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر جہاں بھی ہو کامیاب نہیں ہوسکتا۔(69) پھر جادوگر

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾

سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے: ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔ (70)

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي [19]

فرعون بولا: تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ یہ یقیناً تمہارا بڑا ہے

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ

جس نے تمہیں جادو سکھایا۔ اب میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کٹوا دوں گا

خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا

اور کھجور کے تنوں پر تمہیں یقیناً سولی چڑھوا دوں گا پھر تمہیں ضرور معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے سخت

أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا

اور دیرپا عذاب دینے والا کون ہے۔(71) جادوگروں نے کہا: جو دلائل ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ جناب موسیٰؑ کا دعوت سحر دینا واقعی نہیں بلکہ بطور تحدی ہے اور ان کا خوف بھی سانپ سے نہیں بلکہ لوگوں کی گمراہی سے متعلق ہے جس طرح کہ اصل جادو ایک کیمیاوی عمل تھا اور اس کی کوئی دوسری حقیقت نہ تھی۔

17- اوجس۔ احساس اور خیال کے معنی میں ہے۔

تلقف۔ ہڑپ کر لینے کے معنی میں ہے۔

18- یہ اِنَّما ان اور ما کا مجموعہ ہے جس میں ما موصولہ ہے اور الذی کے معنی میں ہے۔

19- کبیر۔ یعنی استاد۔ من خلاف۔ یعنی ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر۔

اردو حاشیہ

(۹) بہت سے مفسرین کا خیال ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے جادو کو دیکھ کر ڈر گئے حالانکہ یہ بات یکسر غلط ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے جادو کی حقیقت معلوم تھی اور ان کے ڈرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس بات سے یقیناً خوفزدہ تھے کہ کہیں قوم گمراہ نہ ہو جائے اور فرعون کا جادو واقعاً نہ چل جائے اور اسی لئے پروردگار نے انہیں ان کی بلندی اور برتری کا یقین دلایا ہے اور جادو کے جادو ہونے کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

واضح رہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے پہل کرنے کا مطالبہ کر کے دو باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پہلی بات یہ کہ اللہ والے آخری امکان تک پہل نہیں کرتے ہیں اور حملہ آور کے حملہ کا جواب دیتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جادو دکھلانے کی دعوت نہیں تھا کہ اسے خلافِ شان نبوت قرار دے دیا جائے۔ یہ صرف ایک طرح کی بے نیازی اور برتری کا اعلان تھا کہ تم جو کچھ چاہو جادو کر دو۔ میری صحت پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے اور میں ذرہ برابر بھی متاثر ہوسکتا تو اس بے نیازی کے لہجہ میں چیلنج نہ کرتا۔

مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِىْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ

ان پر اور جس نے ہمیں خلق کیا ہے اس پر ہم تجھے مقدم نہیں رکھیں گے لہٰذا اب تو نے

اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ (٧٢) اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا

جو فیصلہ کرنا ہے کر ڈال۔ تو بس اس دنیا کی زندگی کا خاتمہ کر سکتا ہے۔(72) ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں تا کہ

لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ

وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور جس جادوگری پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اسے بھی معاف کر دے اور اللہ سب سے بہتر

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (٧٣) اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ

اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔(73) بے شک جو مجرم بن کر اپنے رب کے پاس آئے گا اس کے لیے

جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (٧٤) وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا

یقیناً جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔(74) اور جو مومن بن کر اس کے پاس

قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ (٧٥)

حاضر ہو گا جبکہ وہ نیک اعمال بھی بجا لا چکا ہو تو ایسے لوگوں کے لیے بلند درجات ہیں۔(75)

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۠ (٧٦) وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

اور یہی پاکیزہ رہنے والے کی جزا ہے۔(76) اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ

مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا

میرے بندوں کو لے کر رات کے وقت چل پڑیں اور ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا دیں۔ پھر آپ کو

عربی حاشیہ

20- یہ کمال ایمان کی دلیل ہے کہ اتنے بڑے ظالم و جابر بادشاہ کی پرواہ کئے بغیر انسان حقائق کا اعلان کر دے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق کا اعلان کیا جائے۔

21- مجرم کوئی بھی ہو اس کا انجام جہنم ہے اور جنت صرف اس مومن کا حصہ ہے جو اپنے عقیدہ کے مطابق عمل صالح انجام دیتا ہے۔

22- اسراء۔ رات کا سفر ہے۔

ف: بعض مفسرین نے آیت نمبر ۷۲ میں ''والذی فطرنا'' کو جملہ قسمیہ قرار دیا ہے اور اسے عطف نہیں مانا ہے۔

بہرحال جادوگروں کے انقلاب کا سرچشمہ علم تھا جو ایمان کی طرف لے آیا کہ انھیں جادو کی حقیقت کا علم تھا اور اب جادو اور معجزہ کا فرق بھی معلوم ہو گیا جسے انھوں نے بینات سے تعبیر کیا ہے۔

اردو حاشیہ

فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ

(فرعون کی طرف سے) نہ پکڑے جانے کا خطرہ ہو گا اور نہ ہی (غرق کا) خوف۔(77) پھر فرعون نے

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَ

اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور پھر سمندر ان پر ایسا چھایا کہ جس طرح چھا جانا چاہیے تھا۔(78) اور

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور ہدایت کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔(79) اے بنی اسرائیل!

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

تمہارے دشمن سے یقیناً ہم نے تمہیں نجات دی اور تمہیں طور کی دائیں جانب

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ

وعدہ دیا اور ہم نے تم پر (۱۰) من وسلویٰ نازل کیا۔(80) جو پاکیزہ رزق

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس میں سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ

میرا غضب نازل ہو گا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا، بتحقیق وہ ہلاک ہو گیا۔(81) البتہ جو

لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى [23] ﴿۸۲﴾

توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل انجام دے پھر راہِ راست پر چلے تو میں اسے خوب بخشنے والا ہوں۔(82)

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ

اور (فرمایا:) اے موسیٰ! آپ نے اپنی قوم سے پہلے (آنے میں) جلدی کیوں کی؟(83) موسیٰ نے عرض کیا:

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷۷ میں خوف وخشیت کی تکرار اس لئے ہے تاکہ فرعون کا خوف بھی ختم ہوجائے اور دریا میں غرق ہونے کا بھی۔ اگرچہ فرعونیوں کو دیکھ کر اصحاب موسیٰ خوفزدہ ہوگئے اور ''انالمدرکون'' کا نعرہ بلند کردیا جو تاریخ صحابیت کا پہلا بدنما داغ ہے کہ نبی کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی دشمن کا خوف پریشان کئے ہوئے ہے اور خدا کی معیت کا اعتبار نہیں ہے۔

23- اہتداء کے ظاہری معنی اس مقام پر یہ ہیں کہ راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہے اور صواعق محرقہ کی روایت ہے کہ اس سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے راستہ پر گامزن ہوجانا مراد ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) حیرت کی بات ہے کہ جس قوم پر پروردگار نے اس قدر احسانات کئے ہوں کہ فرعون جیسے ظالم کے شر سے نجات دلائی ہو۔ دریا میں راستہ بنا دیا ہو۔ من وسلویٰ جیسا رزق فراہم کر دیا ہو توریت جیسی کتاب عطا کر دی ہو وہ اتنی جلدی اور اس طرح گمراہ ہو جائے کہ اعمال کے بجائے بنیادی عقیدہ توحید ہی گمراہی کا ہدف بن جائے اور معرفت خدا تک سلامت نہ رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ مسلمانوں میں پیغمبرؐ کے دفن ہوتے ہی اختلاف شروع ہوگیا۔ یہ انتہائی حیرت کی بات ہے......!

تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اختلاف پیغمبرؐ کے بعد ہوا ہے ان کے بارے میں نہیں ہوا ہے۔ اور تم یہودیوں کا یہ حال ہے کہ ابھی دریا کے پانی سے پاؤں خشک نہیں ہونے پائے تھے کہ تم نے اپنے پیغمبر ہی سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ لوگوں کی طرح آپ بھی ہمارے لئے کوئی خدا بنا دیں تاکہ ہم اس کی پرستش کریں یہ صورت حال امت اسلامیہ سے زیادہ حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

أُولَآءِ عَلٰٓى أَثَرِيْ[24] وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾

وہ میرے پیچھے آرہے ہیں اور میرے رب! میں نے تیری طرف (آنے میں) جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو جائے۔(84)

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ

فرمایا: پس آپ کے بعد آپ کی قوم کو ہم نے آزمائش میں ڈالا ہے اور سامری نے انہیں

السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوسٰى إِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

گمراہ کر دیا ہے۔(85)چنانچہ موسیٰ غصے اور حزن کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹے۔

أَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ

بولے: اے میری قوم! کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟

أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ

کیا مدت تمہارے لیے لمبی ہو گئی تھی؟ یا تم نے یہ چاہا کہ تمہارے رب کا غضب

غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَا

تم پر آ کر رہے؟ اس لیے تم نے میرے ساتھ وعدہ خلافی کی؟(86) انہوں نے کہا:

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِيْنَةِ[25]

ہم نے آپ سے وعدہ خلافی اپنے اختیار سے نہیں کی بلکہ ہوا یہ کہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ لادا گیا تھا

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ

تو ہم نے اسے پھینک دیا اور سامری نے بھی اس طرح ڈال دیا۔(87)اور ان کے لیے ایک بچھڑے کا

عِجْلًا جَسَدًا لَهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوسٰى ۥ

قالب بنا کر نکالا جس میں گائے کی سی آواز تھی پھر وہ بولا: یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا (۱۱) معبود پھر وہ اسے

عربی حاشیہ

24- ''فی الاثر'' میں گنجائش ہوتی ہے کہ تاخیر سے آئے لیکن ''علی الاثر'' کے معنی یہ ہیں کہ بس پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔

25-بنی اسرائیل کونجات کا یقین ہوگیا تو چلتے وقت فرعونیات کے زیورات لے لئے کہ اس طرح ہمارے ذریعہ محفوظ رہیں گے اور بعد میں حسبِ عادت اسی سونے کا خدا بنالیا۔

کہاجاتا ہے کہ ایک سامری کی شاطرانہ حرکت سے جناب موسیٰ کے تمام توحیدی تعلیمات بے اثر ہوگئے اور چھ لاکھ افراد سامری کے چکر میں آگئے۔صرف بارہ ہزار افراد توحید پر باقی رہ گئے اور تاریخ نے اس نکتہ کو محفوظ کرلیا کہ نہ نبی کا ساتھ گمراہی سے بچانے کی ضمانت ہے اور نہ اکثریت حقانیت کی علامت ہے۔تاریخ میں ایک سامری بھی پیدا ہوجائے تو قوم کی اکثریت کوتباہ و برباد کرسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) ہر امت اپنے نبی کے بعد اسی طرح گمراہ ہوتی ہے کہ اپنے ہارون کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پیچھے لگ جاتی ہے جن سے نہ کسی فائدہ کی توقع ہوتی ہے اور نہ نقصان کی اور صرف اس لئے کہ انہیں سونے سے سجا کر رکھا جاتا ہے۔

فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ

بھول گیا۔(88) کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ (بچھڑا) ان کی کسی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا اور وہ نہ ان کے کسی نفع اور نہ کسی

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ

نقصان کا اختیار رکھتا ہے۔(89)اور ہارون نے ان سے پہلے کہہ دیا تھا: اے میری قوم! بے شک تم

اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے ہو جب کہ تمہارا پروردگار تو رحمٰن ہے لہٰذا تم میری پیروی کرو اور میرے حکم کی

اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

اطاعت کرو۔(90)وہ کہنے لگے: ہم موسیٰ کے ہمارے پاس واپس آنے تک برابر اسی کی پرستش میں منہمک

مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ ﴿٩٢﴾

رہیں گے۔(91)موسیٰ نے کہا: اے ہارون! جب آپ دیکھ رہے تھے کہ یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ (92)

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

تو میری پیروی کرنے سے (١٢) آپ کو کس چیز نے روکا؟ کیا آپ نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟(93)ہارون نے

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ

جواب دیا: اے ماں جائے! میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیں۔ مجھے تو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔(94) کہا: اے سامری! تیرا مدعا (١٣)

يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

کیا ہے؟(95)اس نے کہا: میں نے ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جس کا دوسروں نے مشاہدہ نہیں کیا پس میں نے

عربی حاشیہ

ف: جناب ہارون نے گوسالہ کے فتنہ، خدا کے رحمان۔ اپنے نبی اور واجب الاطاعہ ہونے کا اعلان کرنے کے بعد قوم میں افتراق کے خوف سے سکوت اختیار کرلیا اور یہی طریقہ مثیل ہارون حضرت علیؑ نے اختیار کیا تھا لہٰذا دونوں کا کردار متحد ہے۔

26- نقصان کے لفظ کو مقدم کر کے بتایا گیا ہے کہ جو نقصان نہ پہنچا سکتا ہو وہ فائدہ کیا پہنچائے گا۔ (یہ بیچارہ تو اس قدر بے بس ہے کہ اس سے کوبری کی بھی توقع نہیں کی جاسکتی ہے اور یہ احمق اس سے خدائی کی امید لگائے بیٹھے ہیں)

27- جناب موسیٰ نے دیکھا کہ قوم پر غصہ کا اظہار نہیں ہوسکتا تو جناب ہارون کو ذریعہ بنالیا اور یہ واضح کردیا کہ جب حق کی راہ میں بھائی سے مواخذہ ہوسکتا ہے تو دوسرے افراد کیا ذکر ہے۔

اردو حاشیہ

(١٢) جناب موسیٰ علیہ السلام کا سوال اپنے مقام پر برحق ہے کہ قوم گمراہ ہو رہی تھی تو تمہیں میرے پاس چلا آنا چاہیے تھا اور صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہیے تھا اور جناب ہارونؑ کا جواب بھی اپنے مقام پر بالکل صحیح تھا کہ اس طرح قوم میں قتل وغارت شروع ہو جاتا اور مومن وکافر جنگ چھڑ جاتی۔ میں نے کم سے کم اس جنگ کو تو روک رکھا تھا اور اس طرح اپنے فرضِ ہدایت کو انجام دے رہا تھا۔ اور ہر شخص کو بہرحال اپنے فرض پر عمل کرنا چاہیے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام اپنے فرض کو انجام دے رہے تھے اور جناب ہارونؑ اپنی ذمہ داری کی راہ پر گامزن تھے جو خاصانِ خدا کا خاص طریقہ کار ہوتا ہے۔

(١٣) سامری کی ساری زندگی صحراؤں میں درندوں کے ساتھ گزر گئی اور انسانوں کے درمیان رہنا نصیب نہیں ہوا۔

یہ بھی ایک انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ جادوگر صرف ایک معجزہ دیکھ کر مومن ہو گئے اور بنی اسرائیل نے بے شمار معجزات دیکھے مگر کافر کے کافر رہ گئے۔ اب خدا ہی اس قوم یہود کو توفیق عطا فرمائے۔

قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِىۡ

فرستادہ خدا کے نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر خاک) اٹھالی پھر میں نے اسے (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور میرے نفس کو یہ

نَفۡسِىۡ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ

عمل پسند آیا۔(96) موسیٰ نے کہا: دور ہو جا (تیری سزا یہ ہے کہ) تجھے زندگی بھر یہ کہتے رہنا ہوگا: مجھے ہاتھ

لَا مِسَاسَ ۖ وَاِنَّ لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ ۚ وَانْظُرۡ اِلٰٓى اِلٰهِكَ

نہ لگانا اور تیرے لیے ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں ہے اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ

الَّذِىۡ ظَلۡتَ عَلَيۡهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّهٗ فِى الۡيَمِّ

جس (کی پوجا) میں تو منہمک تھا۔ ہم اسے ضرور جلا ڈالیں گے پھر اس (کی راکھ) کو اڑا کر دریا میں ضرور بکھیر

نَسۡفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ

دیں گے۔(97) بتحقیق تمہارا معبود تو وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر

شَىۡءٍ عِلۡمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ مَا قَدۡ سَبَقَ ۚ

محیط ہے۔(98) (اے محمدؐ) اسی طرح ہم آپ سے گزشتگان کی خبریں بیان کرتے ہیں اور ہم نے آپ کو

وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ مِنۡ لَّدُنَّا ذِكۡرًا ۚ ﴿۹۹﴾ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ

اپنے ہاں سے ایک نصیحت عطا کی ہے۔(99) جو اس سے منہ موڑے گا پس بروز قیامت وہ یقیناً ایک

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ۙ ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

بوجھ اٹھائے گا۔(100) جس میں یہ لوگ ہمیشہ مبتلا رہیں گے اور قیامت کے دن یہ ان کے لیے بدترین

حِمۡلًا ۙ ﴿۱۰۱﴾ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ

بوجھ ہوگا۔(101) اس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو جمع کریں گے (خوف کے مارے) جن کی آنکھوں کا رنگ

عربی حاشیہ

28- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ رسول سے مراد جبریل ہیں جن کے گھوڑوں کے قدموں کی خاک سامری نے اٹھالی تھی اور اس کی برکت سے گوسالہ میں آواز پیدا ہوگئی تھی اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ بھی سامری کا ایک جھوٹ تھا کہ اپنی گمراہی میں جبریل کو بھی شریک کرلے اور اس کے لئے جھوٹ بولنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ رسول سے مراد خود موسیٰؑ ہیں اور اثر سے مرادان کے تعلیمات ہیں جن کا ایک حصہ سامری نے لے لیا تھا اور پھر اسے پھینک دیا اور گمراہی کی طرف مائل ہوگیا جیسا کہ جنگ جمل کے موقع پر امیر المومنینؑ نے حسن بصری کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ سامری کی طرح میرے بیانات نوٹ کررہا ہے اور پھر لوگوں کو جنگ کے خلاف ورغلا رہا ہے۔ (احتجاج طبرسی) سامری شمرون کی طرف نسبت رکھتا تھا نہ کہ سامرہ کی طرف۔

29- ذکر سے مراد قرآنِ مجید ہے اور

اردو حاشیہ

زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ

بدلا ہوا ہوگا۔(102)(اس وقت) وہ آپس میں دھیمے دھیمے کہیں گے: (دنیا میں) تم صرف دس دن (۱۴) رہے ہو گے۔(103) ہم

اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ

خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ کرتے ہیں جب ان میں سے زیادہ صائب الرائے کا یہ کہنا ہوگا کہ تم تو صرف ایک

اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ

دن رہے ہو۔(104)اور لوگ آپ سے ان پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔پس آپ کہہ دیجئے: میرا رب انہیں

نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ

اڑا کر بکھیر دے گا۔(105) پھر اسے ہموار میدان بنا کر چھوڑے گا۔(106) نہ آپ اس میں کوئی ناہمواری دیکھیں گے

لَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ

نہ بلندی۔(107)اس دن وہ لوگ منادی کے پیچھے دوڑیں گے جس میں کوئی انحراف نہ ہوگا اور رحمٰن کے سامنے

الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ

آوازیں دب جائیں گی۔ پس آپ آہٹ کے سوا کچھ نہ سنیں گے۔(108)اس روز کسی کی

لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ

شفاعت فائدہ نہ دے گی سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے (۱۵) اور اس کی بات کو پسند

قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ

کرے۔(109)وہ لوگوں کے سامنے اور پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے اور وہ کسی کے احاطہ علم میں

بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ

نہیں آ سکتا۔(110)سب کے سر اس حی وقیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے اور جو کوئی ظلم کا بوجھ

عربی حاشیہ

اس میں جملہ مذہبی حقائق کا تذکرہ موجود ہے۔ اور وہ یادِ خدا کا بہترین ذریعہ ہے۔

30- قرآن سے اعراض عقیدہ میں بھی ہوسکتا ہے اور عمل میں بھی اور دونوں کا انجام بہت برا ہے جیسا کہ سرکاردوعالمؐ نے فرمایا ہے کہ جو قرآن کے حرام کو حلال بنائے گا اس کا ایمان قرآن پر نہیں ہے اور اس کا شمار بھی اعراض کرنے والوں ہی میں ہوگا۔

ف: عشرہ دہائی کا پہلا عدد ہے اور یوم اکائی کا پہلا عدد ہے اس لئے یوم کہنے والے کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے کہ برزخ کی مقدار قیامت کے مقابلہ میں بہت مختصر اور قلیل ہے۔

31- بعض لوگوں نے اس لفظ سے نیلگوں چشم مراد لیا ہے کہ آنکھوں کا یہ رنگ بہت خراب ہوتا ہے اور روم والوں کی آنکھیں ایسی ہی ہوتی ہیں اور وہ عیسائی ہیں .....حالانکہ یہاں روم والوں کا ذکر نہیں ہے اور زرق درحقیقت بدرنگ کو کہاجاتا ہے چاہے وہ

اردو حاشیہ

(۱۴) خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس گفتگو کا ماحصل کیا ہے اور یہ اندازے کیوں بیان کئے جا رہے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے عیش و آرام میں زندگی گزارنے والوں کو یہ احساس پیدا ہوگیا ہے کہ قیامت بہت جلد آ گئی ہے اور دنیا میں صرف دس دن رہنا نصیب ہوا ہے اور اسی لئے زیادہ ہوش مند انسان نے یہ کہا ہے کہ دس دن تو بہت ہوتے ہیں۔تم نے صرف ایک ہی دن گزارا ہے اور کل زندگانی دنیا کی اہمیت ایک دن سے زیادہ نہیں ہے اصل تو قیامت ہے جو قیامت ہے اور اسے آخر تک برداشت کرنا پڑے گا۔

(۱۵) اس جملہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ قیامت میں شفاعت کے امکانات ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہرکس وناکس سے یہ امیدوابستہ کر لینا صرف جہالت اور نادانی ہے۔ شفاعت کیلئے خدائی اجازت ضروری ہے اور اجازت کیلئے باتوں کا پسندیدہ ہونا ضروری ہے یعنی یہ شفاعت وہی افراد کر سکتے ہیں جو مرضی خدا کے طلبگار اور خریدار رہے ہوں اور اس کے علاوہ کسی پر نگاہ نہ رکھتے ہوں۔ بندوں کی مرضی پر چلنے والے محشر میں کسی کے کام نہیں آ سکتے ہیں۔

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اٹھائے گا وہ نامراد ہو گا۔(111)اور جو نیک اعمال بجا لائے اور وہ مومن بھی ہو تو

فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

اسے نہ ظلم کا خوف ہو گا نہ حق تلفی کا۔(112)اور اسی طرح ہم نے یہ قرآن عربی میں نازل کیا اور (۱۶) اس میں

وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ

مختلف انداز میں تنبیہیں بیان کی ہیں کہ شاید وہ پرہیزگار بن جائیں یا قرآن ان کے لیے کوئی نصیحت وجود

ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

میں لائے۔(113) پس وہ بادشاہ حقیقی اللہ برتر ہے اور آپ پر ہونے والی اس کی وحی کی تکمیل سے پہلے

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کریں اور کہہ دیا کریں: پروردگارا! میرے علم میں اضافہ فرما۔ (114)

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ

اور بتحقیق ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں کوئی عزم

عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

نہیں پایا۔(115)اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کے لیے سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

ع ۶ ۱۱ ۱۵

اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

اس نے انکار کیا۔(116) پھر ہم نے کہا اے آدم! یہ آپ اور آپ کی زوجہ کا دشمن ہے۔ (۱۷) کہیں یہ آپ دونوں کو

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا

جنت سے نکال نہ دے پھر آپ مشقت میں پڑ جائیں گے۔(117) یقیناً اس جنت میں آپ نہ تو بھوکے رہیں گے

المنزل ۴

عربی حاشیہ

نیلا رنگ ہو یا کوئی اور۔ قیامت میں کفار کا رنگ بہرحال خراب ہوگا۔

ف: واضح رہے کہ شفاعت اسلام کا ایک برحق مسئلہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ صرف شفاعت کرنے والے کا مازون اور پسندیدہ گفتار ہونا ضرور ہے ورنہ کوئی شفاعت کارگر نہ ہوگی۔ شفاعت بد کرداری کی دعوت نہیں ہے۔ صاحبانِ کردار کو بعض گناہوں پر مایوسی سے بچانے کی ضمانت ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ نے حاجب تہرانی کو خواب میں تعلیم دی "حاجب اگر معاملۂ حشر با علیؑ است شرم از رخ علیؑ کن و کمتر گناہ کن"۔

ف: بعض اوقات کمال اشتیاق میں ادب امور کا ظہور ہوتا ہے جس کی حقیقت کا اندازہ عام انسانوں کو نہیں ہوتا ہے اور وہ اس کی نقل کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے پروردگار نے رسول کو مخاطب کر کے عجلت سے روک دیا تا کہ قوم کے لئے ایک نمونہ عمل بن جائے اور یہ واضح

اردو حاشیہ

(۱۶) کہا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ جبریل امین کے ساتھ آیات قرآن کو دہراتے جاتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں تو خدا نے منع کر دیا اور وعدہ کر لیا کہ ہم آپ کو سہو و نسیان سے بچائے رکھیں گے آپ عجلت سے کام نہ لیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل حقیقت کے برعکس ہے جس کا حافظہ کمزور ہوتا ہے وہ پہلے پوری بات سن لیتا ہے تا کہ اسے یاد رکھ سکے۔ وہ ساتھ ساتھ دہراتا رہے گا تو کبھی یاد نہ رکھ سکے۔

درحقیقت یہ آیت کریمہ مقام تبلیغ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ پہلے وحی الٰہی مکمل ہو جائے اس کے بعد آپ پڑھ کر سنائیں اور تبلیغ کا کام شروع کریں تا کہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اور اس کا تعلم اور تلاوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

(۱۷) جناب آدمؑ روئے زمین کیلئے خلیفہ بنائے گئے تھے اور ان کے سامنے دو راستے تھے۔

۱۔ جنت میں آرام کریں اور اپنے فرض خلافت کو نظر انداز کر دیں۔

۲۔ دنیا میں آ کر فرض خلافت انجام دیں اور یہاں کی زحمتیں برداشت کریں۔

جناب آدمؑ نے دوسرا راستہ ضروری سمجھا اور شیطان کے وسوسہ کو بہترین ذریعہ قرار دیا جس کی بنا پر شیطان کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے وسوسہ میں کامیاب ہو گیا

وَلَا تَعۡرٰی ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّکَ لَا تَظۡمَؤُا فِیۡہَا وَلَا تَضۡحٰی ﴿۱۱۹﴾ فَوَسۡوَسَ

اور نہ ننگے۔(118)اور یقیناً اس میں آپ نہ تو پیاسے رہیں گے اور نہ دھوپ کھائیں گے۔(119) پھر شیطان نے

اِلَیۡہِ الشَّیۡطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ ہَلۡ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الۡخُلۡدِ (32)

ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا: اے آدم! کیا میں تمہیں ہمیشگی کے درخت اور لازوال سلطنت کے بارے

وَمُلۡکٍ لَّا یَبۡلٰی ﴿۱۲۰﴾ فَاَکَلَا مِنۡہَا فَبَدَتۡ لَہُمَا سَوۡاٰتُہُمَا وَ

میں بتاؤں؟(120)چنانچہ دونوں نے اس میں سے کھایا تو دونوں کیلئے ان کے ستر کھل گئے اور

طَفِقَا یَخۡصِفٰنِ عَلَیۡہِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّۃِ ۫ وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ

دونوں نے اپنے اوپر جنت کے پتے گانٹھنے شروع کر دیے اور آدم نے اپنے رب کے حکم میں کوتاہی کی تو غلطی میں

فَغَوٰی ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجۡتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیۡہِ وَہَدٰی ﴿۱۲۲﴾ قَالَ

رہ گئے۔(121) پھر ان کے پروردگار نے انہیں برگزیدہ کیا اور ان کی توبہ قبول کی اور ہدایت دی۔(122) فرمایا:

اہۡبِطَا مِنۡہَا جَمِیۡعًۢا بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ

یہاں سے دونوں اکٹھے اتر جائیں۔ آپ ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے پھر اگر میری طرف سے آپ کے پاس

ہُدًی (33) ۬ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ ہُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشۡقٰی ﴿۱۲۳﴾ وَمَنۡ

کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ شقی۔(123)اور جو

اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ (34) فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّنَحۡشُرُہٗ

میرے ذکر سے منہ موڑے گا اسے یقیناً ایک تنگ زندگی نصیب ہو گی اور بروز قیامت ہم اسے

یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی وَقَدۡ

اندھا محشور کریں گے۔(124)وہ کہے گا: پروردگار! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟

عربی حاشیہ

رہے کہ عجلت سرعت کے علاوہ ایک کیفیت ہے۔ سرعت مطلوب ہے اور عجلت غیر مطلوب۔

32-اس حقیقت کا اندازہ حضرت علیؑ کی مناجات کے ان فقرات سے ہوتا ہے کہ "پروردگار یہ تیری مخلوقات کس قدر عظیم ہے اور تیری قدرت کے مقابلہ میں کس قدر حقیر ہے۔ یہ تیرا ملک کس قدر ہیبت ناک ہے جب کہ جو ہم نے نہیں دیکھا ہے وہ اس سے بھی کہیں زیادہ عظیم ہے اور دنیا میں تیری نعمتیں کس قدر کامل ہیں جب کہ آخرت کے مقابلہ میں یہ بہت چھوٹی ہیں۔

33- اسلام میں علم وہی ہے جو دین اور دنیا دونوں میں کام آئے ورنہ دنیا کی تباہی کے علم کو جہالت کہا جاتا ہے۔علم نہیں کہا جاتا ہے۔

34- تنگی معیشت سے مراد قلتِ مال ودولت ہی نہیں ہے بلکہ وہ قلق نفس بھی ہے جس سے ہر وہ انسان دوچار رہتا ہے جس کے دل میں یادخدا نہیں ہوتی ہے چاہے بظاہر کافر ہو یا

اردو حاشیہ

ہے اور آدمؑ اس بات پر مطمئن تھے کہ وہ اپنے فرض کی منزل تک پہنچ گئے ہیں اور خلافت فی الارض کا کام انجام دے سکتے ہیں۔

كُنۡتُ بَصِيۡرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتۡكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيۡتَهَا ۚ

حالانکہ میں تو بینا تھا۔(125) جواب ملے گا: ایسا ہی ہے! ہماری نشانیاں تیرے پاس آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا تھا

وَكَذٰلِكَ الۡيَوۡمَ تُنۡسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ مَنۡ اَسۡرَفَ وَلَمۡ

اور آج تو بھی اسی طرح بھلایا جا رہا ہے۔(126) اور ہم حد سے تجاوز کرنے والوں اور اپنے رب کی نشانیوں پر

يُؤۡمِنۡۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبۡقٰى ﴿۱۲۷﴾

ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو زیادہ شدید اور تا دیر باقی رہنے والا ہے۔(127)

اَفَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ يَمۡشُوۡنَ فِىۡ

کیا انہوں نے اس بات سے کوئی ہدایت حاصل نہیں کی کہ ان سے پہلے بہت سی نسلوں کو ہم نے ہلاک کر دیا جن کی بستیوں میں آج

مَسٰكِنِهِمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ

یہ لوگ چل پھر رہے ہیں؟ اس بات میں یقیناً ہوش مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(128) اور اگر آپ کے رب کی طرف

سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ ؕ فَاصۡبِرۡ

سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی اور ایک مدت کا تعین نہ ہو چکا ہوتا تو (عذاب کا نزول) لازمی تھا۔(129) لہٰذا جو کچھ

عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ

یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کریں اور طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب (۱۸) آفتاب سے پہلے اپنے پروردگار کی

وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ وَاَطۡرَافَ

ثناء کی تسبیح کریں اور کچھ اوقات شب میں اور دن کے اطراف میں بھی اس کی تسبیح کیا کریں

النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا

تا کہ آپ خوش رہیں۔(130) اور (اے رسول) دنیاوی زندگی کی (۱۹) اس رونق کی طرف

عربی حاشیہ

مسلمان۔ یادِ خدا سکون نفس کا بہترین نسخہ ہے جس کے بعد مصائب میں بھی نفس مطمئن رہتا ہے اور قتل ہو جانے میں بھی شہادت کا لطف آتا ہے۔

ف: آدمؑ کا عہد درخت کے قریب نہ جانے کا حکم ہے اور نسیان اس کا ترک کر دینا ہے اور عزم کا نہ ہونا ارادہ مستحکم کا نہ ہونا ہے جس کی رہنما اور رہبر کو سخت ضرورت ہے لیکن یہ سب ایک ترک اولیٰ سے زیادہ نہیں ہے۔

ف: اجل مسمّیٰ ہر شخص اور قوم کی زندگی کے خاتمہ کی آخری اور حتمی مدت ہے جس کے بغیر عذاب نازل نہیں ہوتا اور عذاب کا نازل نہ ہونا پروردگار کا کفار کے عمل سے غافل ہونے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک نظام جزا و سزا کا تقاضا ہے ورنہ وہ ہر شخص سے باخبر اور ہر بات پر قادر ہے۔

35- یہ علامت ہے کہ نسیان صرف بھول جانا ہی نہیں ہے بلکہ بھلا دینا اور عملاً نظر انداز کر دینا بھی نسیان ہے جس میں ہر دور کی اکثریت مبتلا رہتی ہے اور عمل کے بغیر جنت

اردو حاشیہ

(۱۸) آیت کریمہ کو اوقات نماز پر منطبق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے کہ انسان کو ہمہ وقت تسبیح خدا کرنا چاہیے اور صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عملی اعتبار سے بھی اس کی پاکیزگی اور بے نیازی کا اقرار و اعلان کرنا چاہیے۔

(۱۹) کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک یہودی سے قرض مانگا اس نے رہن کا مطالبہ کیا تو آپ رنجیدہ ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

لیکن بظاہر دونوں باتوں میں کوئی خاص ارتباط نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کو دوسرے کے مال کی طرف نگاہ نہیں کرنی چاہیے کہ خدا نے جس کو جس قدر زیادہ دیا ہے اس کا امتحان بھی اتنا ہی سخت ہے اور حساب بھی اسی اعتبار سے سخت ترین ہوگا۔

مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ

اپنی نگاہیں اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو ہم نے آزمانے کے لیے ان میں سے مختلف لوگوں کو دے رکھی ہے

فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٣١ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

اور آپ کے رب کا دیا ہوا رزق بہتر اور زیادہ دیرپا ہے۔(131) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ

ثابت قدم رہیں۔ ہم آپ سے کوئی رزق نہیں مانگتے بلکہ آپ کو رزق ہم دیتے ہیں اور انجام اہل تقویٰ ہی

لِلتَّقْوٰى ۝١٣٢ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ

کے لیے ہے۔(132) اور لوگ کہتے ہیں: یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟

بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٣٣ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ

کیا ان کے پاس اگلی کتابوں میں سے واضح ثبوت نہیں آیا؟(133) اور اگر ہم (نزول قرآن سے)

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا

پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے: ہمارے پروردگار! تو نے ہماری طرف

رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝١٣٤

کسی رسول کو کیوں نہیں بھیجا کہ ذلت و رسوائی سے پہلے ہی ہم تیری آیات کا اتباع کر لیتے؟ (134)

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ

کہہ دیجئے: سب انتظار میں ہیں لہٰذا تم بھی انتظار کرو پھر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست پر

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝١٣٥ ع

چلنے والے کون ہیں اور ہدایت پانے والے کون ہیں۔(135)

عربی حاشیہ

کی سند لینا چاہتی ہے۔

36- واضح رہے کہ دنیا کا عیش وعشرت آخرت کے عذاب سے بچانے کا ذریعہ نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ اقوام کے انجام سے ظاہر ہو چکا ہے۔

37- آناء اللیل۔ رات کی ساعتیں اور اطرافِ نہار صبح وشام کے اوقات ہیں۔ اگرچہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ قبل طلوع فجر نماز صبح اور قبل غروب نماز عصر اور رات کے وقت مغرب وعشا اور اطراف نہار سے مراد نماز ظہر ہے جو آدھے دن کا آخری طرف ہے اور دوسرے آدھے کا پہلا طرف۔

38-اقسام کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(٢٠) نماز کی تعلیم دینا ایک فریضہ اسلام ہے اور اس کی راہ میں صبر کرنا ایک اخلاقی جراٴت ہے اور یہ بہرحال یاد رکھنا چاہیے کہ نماز روزی کمانے میں حائل نہیں ہوتی کہ اولاً تو اس کا وقت مختصر ہوتا ہے اور پھر کاروبار ہاتھ سے نکل بھی جائے تو رازق انسان کا کاروبار نہیں ہے اس کا پروردگار ہے اور انجام صاحبانِ تقویٰ کے ہاتھ میں ہے اہل دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

اٰیاتها ۱۱۲ ۲۱ سُوْرَةُ الْاَنْۢبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ رکوعاتها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ[1] وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے جب کہ وہ غفلت میں منہ

مُّعْرِضُوْنَ ۚ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ[2] مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

پھیرے ہوئے ہیں۔(1)ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی تازہ نصیحت آتی ہے

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ هُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا

یہ لوگ اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔ (2) ان کے دل لغویات میں

النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ

مصروف ہوتے ہیں اور ظالم آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں: یہ شخص بھی تم جیسا بشر ہے۔

اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ

تو کیا تم لوگ دانستہ طور پر جادو کے چکر میں آتے ہو؟(3)رسول نے کہا: میرا پروردگار

الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؗ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④

ہر وہ بات جانتا ہے جو آسمان و زمین میں کہی جاتی ہے اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (4)

بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ

بلکہ وہ کہتے ہیں: یہ (قرآن) تو پریشان خوابوں کا ایک مجموعہ ہے[1] بلکہ یہ اس کا خود ساختہ ہے بلکہ یہ تو شاعر ہے

عربی حاشیہ

ف: روایات میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص قلب سے سورۂ انبیاء کی تلاوت کرتا ہے اس سے وہ تمام انبیاء مصافحہ کرتے ہیں جن کا ذکر اس سورہ مبارکہ میں ہے اور اسے سلام بھی کرتے ہیں۔

1- حساب سے مراد قیامت ہے اور قرب کا مقصد یہ ہے کہ قیامت یقینی ہے اور جو بھی یقینی آنے والا ہے اس کو قریب ہی سمجھنا چاہیے۔

2- ذکر قرآن ہے اور محدث کا مطلب یہ ہے کہ برابر تازہ بہ تازہ آیات اور سورے نازل ہورہے ہیں۔ یہ قرآن کے قدیم ہونے کے نظریہ کی بہترین تردید ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اندازِ تبلیغ پیغمبرؐ عظمت کردار پیغمبرؐ بلاغت تعلیمات پیغمبرؐ نے عربوں کو اس قدر بوکھلا دیا تھا کہ ان کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ قوم کو کیا کہہ کر منحرف کریں اور کس طرح انہیں پیغمبرؐ کے خلاف ورغلائیں۔

اس لئے پہلے قرآن کو جادو کہا اور جب اس کا اثر نہ ہو سکا تو خواب پریشاں کے مجموعہ سے تعبیر کیا اور جب یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا تو من گھڑت سے تعبیر کیا اور جب یہ بکواس بھی کارگر نہ ہوئی تو شاعری قرار دیدیا اور اسی طرح باتیں بناتے رہے اور درپردہ اقرار کرتے رہے کہ ان کے کلام اور پیغام کا جواب ممکن نہیں ہے ورنہ جس چیز کا جواب ممکن ہوتا ہے اس کے بارے میں اس طرح کے مہمل الزامات نہیں تراشے جاتے۔

فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ﴿٥﴾ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ

ورنہ یہ کوئی معجزہ پیش کرے جیسے پہلے انبیاء (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے تھے۔ (5) ان سے پہلے جس بستی کو بھی

مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا

ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لائی۔ تو کیا یہ لوگ ایمان لائیں گے؟ (6) اور ہم نے آپ سے پہلے

قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن

بھی مردان حق ہی کی طرف وحی بھیجی ہے۔ اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو

كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ

اہل ذکر سے پوچھ لو۔ (7) اور ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھاتے ہوں

الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ

اور نہ ہی وہ ہمیشہ (زندہ) رہنے والے تھے۔ (8) پھر ہم نے ان کے ساتھ وعدہ پورا کیا

فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ﴿٩﴾ لَقَدْ

پس ہم نے انہیں اور جنہیں ہم نے چاہا بچا لیا اور تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ (9) تحقیق ہم نے

أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠﴾ وَكَمْ

تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ (۲) تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (10) اور ہم

قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا

نے کتنی ظالم بستیوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیا اور ان کے بعد

قَوْمًا آخَرِينَ ﴿١١﴾ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا

دوسری قوم کو پیدا کیا۔ (11) پس جب انہوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا تب وہ

عربی حاشیہ

3- یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قدرت کا ایک نظام یہ بھی ہے کہ وہ اپنی نشانی کے انکار کو برداشت کر لیتا ہے لیکن منھ مانگی نشانی بھیج دی جائے اور پھر قوم ایمان نہ لائے تو اس قوم کو تباہ و برباد ہی کر دیا جاتا ہے۔

4- یہ پیغمبرؐ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے بدو عربوں کو اس قابل بنا دیا کہ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا جائے۔ کاش ان کے پاس اتنی بھی عقل ہوتی اور اس احسان کا ادراک کر سکتے۔

5- قصم۔ کمر توڑ دینا اور تباہ و برباد کر دینا۔ اس مقام پر ذکر یاد دہانی اور نصیحت کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں تمھارے لئے سامان عبرت و نصیحت موجود ہے اور تمھیں یاددہانی بھی کرائی گئی ہے تو آخر تم عقل استعمال کیوں نہیں کرتے ہو۔

ف: جملہ نعمتوں کے مقابلہ میں مساکن کا ذکر علامت ہے کہ انسانی زندگی میں مسکن اور مکان

اردو حاشیہ

(۲) بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جتنا بڑا کارنامہ پیغمبر اسلامؐ نے انجام دیا ہے اس کی مثال کسی قوم کی تاریخ میں ممکن نہیں ہے کہ ایک انسان ۲۳ سال کے اندر ایک قوم، ایک تاریخ، ایک حکومت، ایک دور مرتب کر کے چلا جائے، یہ صرف تائید الٰہی اور معجزہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

يَرْكُضُونَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ

وہاں سے بھاگنے لگے۔(12) بھاگو نہیں، اپنی عیش پرستی میں اور اپنے گھروں کی

فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ﴿١٣﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا

طرف لوٹ جاؤ۔ شاید تم سے پوچھا جائے۔(13) کہنے لگے: ہائے ہماری تباہی!

كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿١٤﴾ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ

بے شک ہم لوگ ظالم تھے۔(14) اور وہ فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں (جڑوں سے)

حَصِيدًا خَامِدِينَ ﴿١٥﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا

کاٹ کر خاموش کر دیا۔(15) اور ہم نے اس آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کو

بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿١٦﴾ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ

بیہودہ خلق نہیں (۳) کیا۔(16) اگر ہم کھیل کا ارادہ کرتے تو ہم اپنے پاس سے بنا لیتے اگر ہم کرنے والے ہوتے

مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٧﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى

(تمہیں خلق کرنے کی کیا ضرورت تھی)۔(17) بلکہ ہم باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں

الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ

جو اس کا سر کچل دیتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے اور تم پر تباہی ہو ان باتوں کی وجہ سے

مِمَّا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ

جو تم بناتے ہو۔(18) اور آسمانوں اور زمین میں موجود مخلوقات اسی کی ہیں اور جو

عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ﴿١٩﴾

اس کے پاس ہیں وہ اللہ کی عبادت (۴) سے نہ تو تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی اکتاتے ہیں۔ (19)

المنزل ۴

عربی حاشیہ

کی بے پناہ اہمیت ہے اور زندگی اس وقت تک پرسکون نہیں ہوسکتی ہے جب تک انسان ایک مسکن کا مالک نہ ہو۔ یہی حال دنیا کا بھی ہے اور یہی حال آخرت کا بھی ہے۔

6- رکض۔ تیز رفتاری سے دوڑنے کو کہاجاتا ہے۔ ان بیچارے کفار کو خیال تھا کہ اس طرح بھاگ کر عذاب سے بچ جائیں گے۔ قدرت نے متنبہ کردیا کہ جن چیزوں نے خدا سے غافل بنادیا تھا اور جن چیزوں کے بل بوتے پر حق کا انکار کیا تھا ان کا سہارا کیوں نہیں لیتے ہو۔ بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔

7- یعنی لہوولعب ہماری شان کے خلاف ہے ورنہ ہم ایسا کرنا چاہتے تو اس کا انداز بھی جانتے تھے۔ تمھارے مشورہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اور نہ تمھاری طرح مال واولاد اور عورتوں کو ذریعہ بناتے۔

اردو حاشیہ

(۳) قرآن مجید میں ایسی بے شمار آیتیں ہیں جو اس حقیقت کا اظہار کرتی ہیں کہ خدائی اعمال وافعال بے مقصد اور مہمل نہیں ہوتے اور اس کے ہر عمل کی کوئی نہ کوئی غرض اور غایت ہوتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس غرض کا تعلق نظام کائنات یا فائدہ عباد سے ہوتا ہے۔ اس سے خدا کا اپنا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی ہستی اپنی مخلوقات سے فائدہ حاصل کرسکتی ہے۔ سب کے پاس اسی کا دیا ہوا ہے اسے کوئی کیا دے سکتا ہے۔

(۴) مفسرین نے ان افراد سے ملائکہ کو مراد لیا ہے حالانکہ یہ ہر اس بندہ خدا کی شان ہے جو بارگاہ الٰہی میں حاضر وموجود کہے جانے کے قابل ہو چاہے ملک مقرب ہو یا نبی مرسل یا مومن مخلص۔

يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿۲۰﴾ أَمِ اتَّخَذُوٓا

وہ شب و روز تسبیح کرتے ہیں، تساہل نہیں برتتے۔(20) کیا انہوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيهِمَآ

زمین سے ایسے خدا بنا رکھے ہیں جو انہیں (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائیں گے؟ (21) اگر اس آسمان وزمین میں

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اللہ کے سوا خدا ہوتا تو دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ پس پاک ہے، اللہ پروردگار عرش ان باتوں سے

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ﴿۲۳﴾

جو یہ بناتے ہیں۔(22) اپنے افعال کا وہ جوابدہ نہیں (۵) جب کہ اوروں سے باز پرس ہو گی۔ (23)

اَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ

کیا انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے ہیں؟ کہہ دیجئے: تم اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ میرے ساتھ

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ [8] ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

والوں کی کتاب اور مجھ سے پہلے والوں کی کتاب ہے۔ (ان میں کسی غیر اللہ کا ذکر نہیں)

لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

بلکہ اکثر لوگ حق کو جانتے نہیں اس لیے (اس سے) منہ موڑ لیتے ہیں۔(24) ہم نے آپ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

جو بھی رسول بھیجا ہے اس کی طرف یہی وحی کی ہے۔ بتحقیق میرے سوا کوئی معبود نہیں

اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

پس تم صرف میری عبادت کرو۔(25) اور وہ کہتے ہیں: اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ وہ پاک ہے

عربی حاشیہ

8- ساتھ والوں کے ذکر سے مراد قرآن ہے اور پہلے والوں کے تذکرہ سے مراد دوسرے صحیفے ہیں، جو سب کے سب توحید کے داعی اور شرک کے مخالف تھے۔

ف: آیت نمبر ۱۸ علامت ہے کہ حق بے پناہ طاقت کا مالک ہے کہ اسے باطل کی طرف پھینک بھی دیا جائے تو باطل کا دماغ پارہ پارہ ہو جائے گا۔ باطل ایک کمزور تو ہم کا نام ہے اور حق ایک توانا اور طاقت ور عقیدہ کا۔

ف: واضح رہے کہ ملائکہ میں چھ اہم صفتیں پائی جاتی ہیں:۔ ۱۔ یہ بندگان خدا ہیں۔ ۲۔ محترم ہیں۔ ۳۔ امر الٰہی پر سبقت نہیں کرتے ہیں۔ ۴۔ حکم الٰہی پر عمل کرتے ہیں۔ ۵۔ ناپسندیدہ شخص کی شفاعت نہیں کرتے ہیں۔ ۶۔ خوف خدا سے لرزتے رہتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) بعض لوگوں نے اس آیت کے ذریعہ عدل خدا کا انکار کیا ہے کہ خدا بالکل آزاد ہے۔ عدل یا ظلم جو کچھ چاہے کر سکتا ہے اس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے حالانکہ یہ انداز فکر خود ایک ظلم ہے۔ ایسے بیانات سے اپنی پاکیزگی کا اظہار مقصود ہوتا ہے نہ کہ ظلم و ستم کا ورنہ فرعون و نمرود و شداد اور رب العالمین کے بیانات میں کیا فرق رہ جائے گا۔

آیت کریمہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کی عظمت باز پرس سے بالاتر ہے نہ یہ کہ اس کے اعمال ظالمانہ اور بے رحمانہ ہوتے ہیں۔

سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ۙ﴿۲۶﴾ لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ

(ایسی باتوں سے)، بلکہ یہ تو اللہ کے محترم بندے ہیں۔(26)وہ تو اللہ (کے حکم) سے پہلے بات (بھی)

وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ

نہیں کرتے اور اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔(27)اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے روبرو اور جو ان کے

وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰى وَهُمۡ مِّنۡ

پس پردہ ہیں اور وہ فقط ان لوگوں کی شفاعت کر سکتے ہیں جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ کی ہیبت سے

خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّىۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ

ہراساں رہتے ہیں۔(28)اور ان میں سے جو کوئی یہ کہہ دے کہ اللہ کے علاوہ میں بھی

فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع

معبود ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیتے ہیں، چنانچہ ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔(29)

اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

کیا کفار اس بات پر توجہ نہیں دیتے کہ یہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے (۶) پھر ہم نے

كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ

انہیں جدا کر دیا ہے اور تمام جاندار چیزوں کو ہم نے پانی (۷) سے بنایا ہے؟ تو کیا (پھر بھی)

حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلۡنَا فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ

وہ ایمان نہیں لائیں گے؟(30)اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنا دیے تا کہ وہ لوگوں سمیت

تَمِيۡدَ بِهِمۡ ۖ وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ

متزلزل نہ ہو اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنائے تا کہ

عربی حاشیہ

9-یہودیوں نے عزیر کو، عیسائیوں نے مسیح کو اور مشرکین نے ملائکہ کو خدا کی اولاد میں شامل کر دیا اور اس پر یہ اضافہ کر دیا کہ خدا نے جنات سے عقد کیا ہے تو ملائکہ جیسی بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں۔نعوذ باللہ۔

10-مشرکین کا خیال تھا کہ ملائکہ اللہ کی اولاد میں ہیں اور ہم ان کے ذریعہ سے کام نکال سکتے ہیں۔خدا نے واضح کر دیا کہ ملائکہ ہمارے پسندیدہ بندوں کے علاوہ کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے لہٰذا ان سے توقع وابستہ کرنا ایک خیالِ خام کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

11-بعض حضرات نے اسے ''حَيًّا'' پڑھا ہے یعنی ہم نے پانی کے ذریعہ صرف جاندار کو نہیں پیدا کیا ہے بلکہ بے جان کو بھی اس کے ذریعہ جاندار بنا دیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) دور حاضر کی تازہ ترین دریافت یہ ہے کہ یہ پورا نظام شمسی باہم متصل تھا اور اس کے بعد تمام کواکب کو الگ کیا گیا ہے تو زمین بھی اس سے جدا کر کے فضائے بسیط میں ڈال دی گئی اور وہ مسلسل گردش کر رہی ہے جس کی طرف وحوالارض اور مہد وغیرہ کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

(۷) روایات اہلبیتؑ میں اس امر کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا ہے اس کے بعد آسمان و زمین کی تخلیق کی ہے اور یہی بات اس آیت کریمہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ

لوگ راہ پائیں۔(31)اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا اور

عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَ

اسکے باوجود وہ اس کی نشانیوں سے منہ موڑتے ہیں۔(32)اور اسی نے

النَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ [12] يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾

شب و روز اور آفتاب و ماہتاب پیدا کیے۔ یہ سب کسی نہ کسی فلک میں تیر رہے ہیں (33)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ

ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی انسان کو حیات جاودانی نہیں دی۔ تو کیا اگر آپ انتقال کر جائیں

فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ

تو یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟(34)ہر نفس کو موت (کا ذائقہ) چکھنا ہے اور ہم برائی

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا رَاٰكَ

اور بھلائی (٨) کے ذریعے تمہاری آزمائش کرتے ہیں اور تم پلٹ کر ہماری طرف آؤ گے(35) اور کافر جب بھی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ

آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا بس استہزاء کرتے ہیں (٩) (اور کہتے ہیں:) کیا یہ وہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا

يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾

(برے الفاظ میں) ذکر کرتا ہے؟ حالانکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔ (36)

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ [13] ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾

انسان عجلت پسند خلق ہوا ہے۔عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا پس تم جلد بازی نہ کرو۔ (37)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ ذی حیات کی پانی سے خلقت باعتبار آب بھی ہوسکتی ہے اور باعتبار نطفہ بھی گیلی مٹی میں بھی مٹی کے ساتھ پانی کی آمیزش ضروری ہے۔

ف: قیامت ہے کہ کفار خود رحمان کا انکار کئے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب پیغمبر بتوں کا انکار کرتا ہے یا ان کی حقیقت کا اعلان کرتا ہے تو اس پر اظہار تعجب کرتے ہیں۔ اور اس کا استہزاء کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔

12- ''کل فی فلک'' کا الٹا بھی ''کل فی فلک'' بنتا ہے جو ایک طرح کی دائری حرکت کی طرف اشارہ ہے اور یسبحون کا صیغہ اس حرکت کے مختلف منازل کے اعتبار سے استعمال ہوا ہے۔

13- عجلت۔ کام کا قبل از وقت ہوجانا اور سرعت کام کا اول وقت میں ہوجانا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کار خیر میں سرعت مطلوب ہے۔

اردو حاشیہ

(٨) ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؑ کی بیماری میں ایک شخص نے مزاج پوچھا کہ آپ کیسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ برے حال میں اس نے عرض کی کہ یہ جواب آپ کو زیب نہیں دیتا ہے۔ فرمایا کہ قرن کہتا ہے کہ خدا اچھے برے ہر حال سے آزماتا ہے تو اچھا حال صحت اور مالداری ہے اور برا حال غربت اور بیماری ہے۔

(٩) اہل باطل کے پاس اس سے بڑا کوئی حربہ نہیں ہے کہ دلائل و براہین کا جواب دینے کے بجائے استہزا اور تمسخر سے کام لیں اور اس طرح حقائق کو ہوا میں اڑا دیں حالانکہ یہ لوگ اس بات سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں کہ استہزا اور تمسخر کی عادت خود انسان کی شخصیت کو مسخرہ بنا دیتی ہے۔ آپ نے یقیناً دیکھا ہو گا کہ جو لوگ مذاق اڑانے کے ماہر ہوتے ہیں عام طور سے لوگ ان کی شخصیت کو بھی ایک مسخرہ ہی سمجھتے ہیں اور اس سے تمسخر ہی کا کام لیا کرتے ہیں۔ انہیں سنجیدگی سے کسی طرح کی حیثیت نہیں دی جاتی ہے۔

قدرت نے بھی یہ نظام بنا لیا ہے کہ جس قوم نے رہنما کا مذاق اڑایا اسے ایک نہ ایک دن اس صورت حال کا سامنا ضرور کرنا پڑا جس کا مذاق اڑا رہی تھی اور اس کے بعد وہ خود ایک مذاق بن کر رہ گئی۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

اور وہ کہتے ہیں: اگر آپ سچے ہیں تو بتائیں یہ (عذاب کا) وعدہ کب پورا ہو گا؟(38)

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ

کاش! کفار کو اس وقت کا علم ہو جاتا جب وہ آتش جہنم کو نہ اپنے چہروں سے اور نہ ہی

النَّارَ وَ لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ

اپنی پشتوں سے ہٹا سکیں گے اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔(39) بلکہ یہ

تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا

(قیامت کا ہولناک عذاب) ان پر اچانک آئے گا تو انہیں بدحواس کر دے گا پھر انہیں نہ اسے ہٹانے کی استطاعت ہوگی اور نہ ہی

هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

انہیں مہلت دی جائے گی۔(40) اور بتحقیق آپ سے پہلے بھی رسولوں کا استہزاء ہوتا رہا ہے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

مگر ان استہزاء کرنے والوں کو اسی عذاب نے آ گھیرا جس کا وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ

استہزاء کیا کرتے تھے۔(41) کہہ دیجئے: رات اور دن میں رحمٰن سے تمہیں کون بچائے گا؟

مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾

بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔(42)

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کیا ہمارے علاوہ بھی ان کے معبود ہیں جو انہیں بچا لیں؟ وہ تو خود اپنی

عربی حاشیہ

عجلت مطلوب نہیں ہے اور اسے کار شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ انسان فطرتاً جلد باز واقع ہوا ہے حالانکہ ایسا قاعدہ کلیہ نہیں ہے اور ہشیار افراد ایسے ہیں جو فکر و نظر کے بغیر کام انجام نہیں دیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان ظالموں کی یہ فطرت ضرور ہے اور ان کے جیسے بے شمار افراد ہیں جو قوت صبر کی کمی اور کمزوری کی بنا پر ہر کام کو قبل از وقت انجام دینا چاہتے ہیں۔ انسان کو اس ظالمانہ خصلت سے بہر حال پرہیز کرنا چاہیے۔

اردو حاشیہ

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا

مدد کی بھی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی ہماری طرف سے انہیں بچایا جائے گا۔(43) بلکہ ہم تو انہیں

هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا

اور ان کے آباء کو سامان زیست دیتے رہے یہاں تک کہ ان پر عرصہ دراز گزر گیا۔

يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ

تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم عرصہ زمین (۱۰) ہر طرف سے تنگ کر رہے ہیں؟ تو کیا (پھر بھی) یہ لوگ

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ

غالب آئیں گے؟(44) کہہ دیجئے: میں وحی کی بناء پر تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں

الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ

مگر جب بہروں کو تنبیہ کی جائے تو وہ کسی پکار کو نہیں سنتے۔(45) اور اگر انہیں آپ کے

نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا

پروردگار کا تھوڑا سا بھی عذاب چھو جائے تو وہ ضرور کہنے لگ جائیں گے: ہائے ہماری تباہی!

كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ

ہم یقیناً ظالم تھے۔(46) اور ہم قیامت کے دن عدل کا ترازو قائم کریں گے

الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ

پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا اور اگر رائی کے دانے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوا

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

تو ہم اسے اس کے لیے حاضر کریں گے اور حساب کرنے کیلئے ہم کافی ہیں۔ (47)

عربی حاشیہ

14- مفسرین نے اس لفظ کے متعدد معنی نقل کئے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ یہاں صحبت سے اس کے لازمی معنی مراد ہیں یعنی پناہ دینا کہ جو کسی کو اپنے ساتھ لے لیتا ہے گویا اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور یہی عرب کا محاورہ بھی ہے۔

15- جو لوگ حق کی آواز نہیں سنتے ہیں انھیں قرآن کی اصطلاح میں بہرا کہا جاتا ہے چاہے کیسے ہی سننے والے کان کیوں نہ رکھتے ہوں۔

ف: زمین کا نقص فرش خاکی کے نقص اور اہل علم وعقل کے نقص دونوں کی بنا پر ہوسکتا ہے کہ اہل زمین کی کمی زمین ہی کے نقائص میں شمار ہوتی ہے۔

ف: قیامت کا دقیق ترین حساب یوں واضح کیا گیا ہے کہ وہاں میزان ہے۔ وہ بھی عادلانہ ہے۔ اس میں ظلم کا امکان نہیں ہے۔ ظلم کسی شے پر نہیں وہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ خدا حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) کفار کی بے عقلی کی انتہا یہ ہے کہ روز بروز حق کے غلبہ کو دیکھتے جا رہے ہیں اور اس کے بعد بھی اپنی اوقات کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

انصاف کی وہ ترازو جس پر سارے اعمال تو لے جائیں گے اور اسی کے مطابق ہر ایک کی جزا اور سزا کا فیصلہ کیا جائے گا۔ مختلف مفسرین کی نگاہ میں مختلف چیزوں کا نام ہے۔ اس پر بہر حال سب کا اتفاق ہے کہ وہاں کوئی ترازو نہیں ہوگی پھر اسکے بعد بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد احکام شریعت ہیں کہ انہیں کی میزان پر ہر ایک کے عمل کے صحیح وغلط یا نیک و بد ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

اور بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد خود قرآن کریم ہے کہ اسی کے تعلیمات سے عقائد اور اعمال دونوں کا فیصلہ کیا جائے گا کہ کونسا عقیدہ مطابق قرآن ہے اور کونسا عقیدہ خلاف قرآن یا کونسا عمل مطابق قرآن ہے اور کون سا عمل خلاف قرآن۔

اور ان تفاسیر کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس بندہ کے عقیدہ وعمل کی صحت کی پروردگار نے ضمانت لے لی ہو وہ خود بھی میزان الاعمال ہے کہ اس کے عقائد واعمال کے میزان پر سب کے عقائد واعمال کو تولا جا سکتا ہے جیسا کہ جناب امیرؑ کی زیارت میں وارد ہوا ہے کہ السلام علیک یا میزان الاعمال! سلام اللہ علیک یا اباالحسن۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِیَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ﴿۵۵﴾

اور بتحقیق ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان اور ایک روشنی اور ان متقین کے لیے نصیحت عطا کی۔(48) جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے بھی خوف کھاتے ہیں۔(49) اور یہ قرآن بھی ایک مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ کیا تم اس کے بھی منکر ہو؟(50) اور بتحقیق ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے عقل کامل عطا کی تھی اور ہم اس کے حال سے باخبر تھے۔ (51)
جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے گرد تم جمے رہتے ہو؟(52) کہنے لگے: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ہے۔ (53)
ابراہیم نے کہا: یقیناً تم خود اور تمہارے باپ دادا بھی واضح گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (54)
وہ کہنے لگے: کیا آپ ہمارے پاس حق لے کر آئے ہیں یا بیہودہ گوئی کر رہے ہیں؟ (55)

عربی حاشیہ

16- بعض مفسرین نے رشد کو عام عقل سلیم اور فہم صحیح کے معنی میں قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے نبوت کو مراد لیا ہے جو ہر رشد سے بالاتر ایک رشد ہے اور جو جناب ابراہیمؑ کو بہت پہلے ہو چکی تھی اور جس کے بارے میں خدا سے بہتر جاننے والا کوئی نہیں تھا۔

17- تمثال۔ عام طور سے مجسمہ کو کہا جاتا ہے لیکن بعض اوقات مجازاً تصویر کو بھی تمثال کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ

ابراہیم نے کہا: بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو

فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ

پیدا کیا اور میں تم سب پر اس بات کا گواہ ہوں۔(56)اور اللہ کی قسم!

لَاَكِیْدَنَّ (18) اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾

جب تم یہاں سے پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے ان بتوں کی خبر لینے کی تدبیر ضرور سوچوں گا۔(57)

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

چنانچہ ابراہیم نے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا سوائے ان کے بڑے (بت) کے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔(58)

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ (19) هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾

وہ کہنے لگے: جس نے ہمارے معبودوں کا یہ حال کیا ہے یقیناًوہ ظالموں میں سے ہے۔ (59)

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾

کچھ نے کہا: ہم نے ایک جوان کو ان بتوں کا (برے الفاظ میں) ذکر کرتے ہوئے سنا ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں۔(60)

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

کہنے لگے: اسے سب کے سامنے پیش کرو تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں۔(61)

قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾

کہا: اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کا یہ حال تم نے کیا ہے؟(62)

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

ابراہیم نے کہا: بلکہ ان کے اس بڑے [11] (بت) نے ایسا کیا ہے سو ان سے پوچھ لو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۸ اشارہ ہے کہ ہدایت کے لئے تین باتوں کا ہونا ضروری ہے ایک نظام ہو جو حق و باطل میں تمیز پیدا کر سکے۔ ایک روشنی ہو جس کے ذریعہ فرقان کو دیکھا جا سکے۔ اور ایک یاددہانی کا ذریعہ ہوتا کہ درمیان راہ انسان گمراہ نہ ہو سکے۔

ف: قیامت ہے کہ بے جان پتھروں کی پرستش ظلم نہیں ہے اور ان کا توڑ کر انسانیت کو ان سے نجات دلا دینا ظلم ہے بریں عقل و دانش بباید گریست۔

18- افسوس کہ خدا ایسے مجبور کہ اپنے کو بھی نہ بچا سکیں اور بندے ایسے غافل کہ انھیں خدا کی بھی تباہی کی خبر نہ ہو۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

19- حیرت کی بات ہے کہ بت پرست اس بات کی تحقیق کر رہے ہیں کہ ان کے خداؤں کو کس نے مارا ہے جب کہ انھیں یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ ان کے خداؤں نے اس مارنے

اردو حاشیہ

(۱۱) بعض نافہم افراد نے طرز استدلال سے ناواقفیت کی بنا پر جناب ابراہیمؑ پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جناب ابراہیمؑ کا پورا جواب مشروط ہے کہ اگر یہ بولنے کے لائق ہیں تو یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے اور اگر نہیں ہیں تو بات ہی ختم ہوگئی پھر ان کے بڑے سے مراد کیا ہے اس کی وضاحت بھی نہیں کی گئی ہے اور ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی ہی ذات کو مراد لیا ہو یا واقعی خدائے اکبر کو مراد لیا ہو اور اس طرح غلط بیانی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

اگر یہ بولتے ہوں۔(63)(یہ سن کر) وہ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور کہنے لگے:

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا[20] عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ

حقیقتاً تم خود ہی ظالم ہو۔(64)پھر انہوں نے اپنے سروں کو نیچا کر لیا (اور ابراہیم سے کہا:)

عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ

تم جانتے ہو کہ یہ نہیں بولتے۔ (65) ابراہیم نے کہا: تو پھر تم اللہ کو

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ ؕ اُفٍّ

چھوڑ کر انہیں کیوں پوجتے ہو جو تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان؟(66) تف ہو

لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

تم پر اور ان معبودوں پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (67)

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا[21] اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾

وہ کہنے لگے: اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو۔ (68)

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ ۙ

ہم نے کہا: اے آگ! ٹھنڈی [۱۲] ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔ (69)

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ ۚ وَنَجَّيْنٰهُ

اور انہوں نے ابراہیم کے ساتھ اپنا حربہ استعمال کیا لیکن ہم نے خود انہیں ناکام بنادیا۔(70)اور ہم

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سر زمین کی طرف لے گئے جسے ہم نے عالمین کے لیے بابرکت بنایا ہے۔ (71)

عربی حاشیہ

والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔

20- یہ قدرت کا ایک انتقام تھا کہ کفار کی عقلوں پر ایسے پردے پڑ گئے کہ گھبرا کر جناب ابراہیم سے کہنے لگے کہ تمھیں تو معلوم ہے کہ یہ بولنے کے لائق نہیں ہیں اور اس طرح اپنا اسلحہ حزب مخالف کے حوالے کردیا اور جناب ابراہیم کے لئے تبلیغ کا بہترین راستہ نکل آیا کہ جو اپنے وجود کا دفاع نہیں کرسکتے ہیں اور اپنے ظالم کا پتہ نہیں بتاسکتے ہیں اور کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ وہ خدا کس طرح ہوسکتے ہیں اور انھیں خدا کس عقل کی بنا پر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

21- وامصیبتا۔ خدا بندوں کی مدد کے محتاج ہیں اور بندے پھر انھیں خدا مانے ہوئے ہیں جس طرح کہ بعض مسلمان طالبانِ ہدایت کو اپنا ہادی اور راہنما تسلیم کئے ہوئے تھے اور وہ انھیں سے سیدھا کردینے کی درخواست کررہے تھے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) اس واقعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ باطل کسی قدر تدبیریں کرنا چاہیے خدائے برحق بچانا چاہتا ہے تو اس کے بندہ کو کوئی مٹا نہیں سکتا اور یہی وہ ایمان ہے جس سے دور حاضر کی اکثریت محروم ہوگئی ہے اور اس طرح باطل کے حوصلے بلند ہوتے جا رہے ہیں ورنہ کسی بھی نمرود میں اہل حق کو جلانے کی ہمت نہیں ہوسکتی تھی۔ بہرحال اہل ایمان کو ہمیشہ اس نکتہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ دشمن اگر قولیت نگہباں قوی تر است!‘‘

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً ؕ وَ کُلًّا جَعَلۡنَا صٰلِحِیۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلۡنٰہُمۡ اَئِمَّۃً یَّہۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِمۡ فِعۡلَ الۡخَیۡرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۚ وَ کَانُوۡا لَنَا عٰبِدِیۡنَ ﴿ۚۙ۷۳﴾ وَ لُوۡطًا اٰتَیۡنٰہُ حُکۡمًا وَّ عِلۡمًا وَّ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡقَرۡیَۃِ الَّتِیۡ کَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فٰسِقِیۡنَ ﴿ۙ۷۴﴾ وَ اَدۡخَلۡنٰہُ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہٗ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۷۵﴾ وَ نُوۡحًا اِذۡ نَادٰی مِنۡ قَبۡلُ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَنَجَّیۡنٰہُ وَ اَہۡلَہٗ مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿ۚ۷۶﴾ وَ نَصَرۡنٰہُ مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بطور عطیہ دیے اور ہم نے ہر ایک کو صالح بنایا۔(72) اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق رہنمائی کرتے تھے [22] اور ہم نے نیک عمل کی انجام دہی اور قیام نماز اور ادائیگی زکوٰۃ کے لیے ان کی طرف وحی کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔(73)اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نے انہیں بستی کے شر سے نجات دی جہاں کے لوگ بے حیائی کا ارتکاب کرتے تھے یقیناً وہ بری اور بدکردار قوم تھی۔(74)اور ہم نے انہیں (لوط کو) اپنی رحمت میں داخل کیا وہ یقیناً صالحین میں سے تھے۔(75)اور نوح کو بھی (ہم نے نوازا) جب انہوں نے ابراہیم سے پہلے (ہمیں) پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول کی۔ پس انہیں اور ان کے گھر والوں کو ہم نے بڑی پریشانی سے نجات دی۔(76)اور اس قوم کے مقابلے میں ہم نے ان کی مدد کی جو ہماری نشانیوں کی

عربی حاشیہ

ف: حضرت ابراہیمؑ کے نہ جلنے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عالم اسباب رب العالمین کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ چاہے تو سب بنا سکتا ہے اور چاہے تو اسی کو جلا بھی سکتا ہے۔

ف: امامت میں یہدون بامرنا کی قید اسی لئے ہے کہ اس کا سلسلہ باطل کی قیادت سے الگ ہوجائے جہاں ہدایت کے بجائے دعوت ہے اور امرالٰہی کے بجائے جہنم کی طرف دعوت ہے۔

22- امامت وقیادتِ امت کے لئے پانچ باتوں کا ہونا ضروری ہے:۔

۱۔حکم خدا سے ہدایت کرے۔

۲۔نیکیاں انجام دے۔

۳۔نماز قائم کرے۔

۴۔زکوٰۃ ادا کرے۔

۵۔ہرحال میں عبادت الٰہی انجام دیتا رہے اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے۔

اردو حاشیہ

بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾

تکذیب کرتی تھی۔ یقیناً وہ برے لوگ تھے چنانچہ ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ (77)

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ (23) اِذْ نَفَشَتْ

اور داؤد اور سلیمان کو بھی (نوازا) جب وہ دونوں ایک کھیت کے بارے (۱۳) میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں

فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾

رات کے وقت لوگوں کی بکریاں بکھر گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ (78)

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؗ وَّ سَخَّرْنَا

تو ہم نے سلیمان کو اس کا فیصلہ سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو (۱۴)

مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾

داؤد کے لیے مسخر کیا جو ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور ایسا کرنے والے ہم ہی تھے۔ (79)

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ (24) لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ

اور ہم نے تمہارے لیے انہیں زرہ سازی کی صنعت سکھائی تا کہ تمہاری لڑائیوں میں وہ تمہارا بچاؤ کرے

فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً

تو کیا تم شکر گزار ہو؟(80)اور سلیمان کے لیے تیز ہوا (کو مسخر کیا)

تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ

جو ان کے حکم سے اس سرزمین تک چلتی تھی جسے ہم نے بابرکت بنایا تھا اور

كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ (25) مَنْ

ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں۔(81) اور شیاطین میں سے کچھ

عربی حاشیہ

23- حرث۔ کھیت یا باغ۔ نفش۔ جانور کا رات کے وقت نگہبان کے بغیر چرنا۔

24- لبوس۔ زرہ

مشہور ہے کہ جناب داؤد ایک راستہ سے جا رہے تھے اور ایک اجنبی شخص سے پوچھا کہ تمھارا داؤد کے بارے میں کیا خیال ہے تو اس نے کہا کہ بہترین آدمی ہیں اگر بیت المال سے گزارے کا مال نہ لیں۔ یہ سُن کر جناب داؤد نے عہد کرلیا کہ آئندہ صرف محنت کی کمائی کھائیں گے اور بیت المال سے ایک پیسہ بھی نہ لیں گے اور خدا کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اس نے ان کے ہاتھ میں لوہے کو موم بنا دینے کی صلاحیت دے دی اور وہ زرہ بنا کر بیچنے لگے۔

25- شیاطین سے مراد جنات ہیں جو دریاؤں سے موتی نکالا کرتے تھے اور تعمیرات وغیرہ کا کام انجام دیا کرتے تھے۔

جناب سلیمان کے بارے میں امیرالمومنینؑ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر کسی شخص کے

اردو حاشیہ

(۱۳) قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص کی بکریاں رات کے وقت دوسرے شخص کے کھیت میں گھس گئیں اور کافی نقصان کیا صبح کے وقت مقدمہ جناب داؤدؑ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے نقصان کا اندازہ کر کے فیصلہ کر دیا کہ بکریاں کھیت کے مالک کو دیدی جائیں۔ جناب سلیمانؑ نے عرض کی کہ بابا! زیادہ مناسب یہ ہے کہ کھیت کا مالک بکریوں سے نقصان کے برابر استفادہ کرے اور بکریوں کا مالک کھیت کو درست کر دے اور پھر ہر مال اسکے مالک کے حوالے کر دیا جائے۔ جناب داؤد نے اس فیصلہ کو پسند فرمایا اور پھر اہل علم میں یہ بحث چھڑ گئی کہ انبیاء کے درمیان اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا اور خدا نے دونوں کے بارے میں قوت فیصلہ عطا کرنے کا اعلان کر دیا جس کا آخری حل یہ نکلا کہ بنیادی قانون وہی تھا جو جناب داؤدؑ نے بیان کیا تھا۔ اس کے بعد پروردگار نے جناب سلیمانؑ کی علمی حیثیت کے اظہار کیلئے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور سلیمانؑ کی علمی جلالت کا اعلان کر دیا تا کہ انہیں داؤد کا نائب اور خلیفہ نامزد کیا جا سکے اور قوم میں کوئی ہنگامہ نہ ہو۔ اور ایسی مثالیں ایک ہی نبی کے احکام میں موجود ہیں تو دو انبیاء کے احکام میں یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔

(۱۴) پرندے جناب داؤدؑ کی آواز سننے کیلئے جمع ہو جاتے تھے اور ان پر اثر ہو جاتا تھا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ انسانوں پر کلام خدا کا اثر نہیں ہو رہا ہے اور وہ روز بروز گمراہ سے گمراہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔

يَغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا

(کو ان کا مسخر بنایا) جو ان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ دیگر کام بھی کرتے تھے اور ہم ان سب کی

لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ

نگہبانی کرتے تھے۔(82)اور ایوب کو بھی [۱۵] (اپنی رحمت سے نوازا) جب انہوں نے اپنے رب کو

مَسَّنِيَ الضُّرُّ [26] وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا

پکارا: مجھے (بیماری سے) تکلیف ہو رہی ہے اور تم ارحم الراحمین ہے۔(83)تو ہم نے ان کی

لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

دعا قبول کی اور ان کی تکلیف ان سے دور کر دی اور انہیں ان کے اہل وعیال عطا کیے

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ

اور اپنی رحمت سے ان کے ساتھ اتنے مزید بھی جو عبادت گزاروں کے لیے ایک نصیحت ہے۔(84)اور

اِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ﴿۸۵﴾

اسماعیلؑ و ادریسؑ اور ذوالکفل کو بھی (اپنی رحمت سے نوازا) یہ سب صبر کرنے والے تھے۔ (85)

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ [27] اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یقیناً یہ صالحین میں سے تھے۔ (86)

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

اور ذوالنون کو بھی [۱۶] (اپنی رحمت سے نوازا) جب وہ غصے میں چل دیئے اور خیال کرنے لگے کہ

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

ہم ان پر سختی نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ اندھیروں میں پکارنے لگے: تیرے سوا

عربی حاشیہ

لئے بقائے دوام کا راستہ ہوتا اور وہ موت پر قابو پاسکتا تو وہ سلیمان بن داوٗد ہوتے جن کے لئے انسان اور جنات سب مسخر کردیئے گئے تھے اور پھر انھیں نبوت اور تقرب الٰہی کا درجہ بھی عطا ہوا تھا۔

ف: واضح رہے کہ حضرت داوٗد اور سلیمان کے فیصلہ کا اختلاف نقصان کی تلافی کا اختلاف ہے کہ بقول داوٗد یکمشت کیا جائے۔ یا بقول سلیمان تدریجاً۔

ف: لن نقدر علیہ قدرت سے نہیں بلکہ رزق کی تنگی سے ماخوذ ہے اور ظن بھی علم کے معنی میں ہے لہٰذا اس کا مقامِ نبوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

26-انتہائی مصائب کے باوجود جناب ایوب نے لفظ مس استعمال کیا ہے جو ادب نبوت اور کمال صبر کی بہترین مثال ہے اور اللہ نے انھیں عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یادگار بنادیا ہے کہ اپنی عبادت کے بدلے میں دنیا میں راحت وآرام تلاش نہ کریں جو عام طور سے انسانوں کا مزاج ہوا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) جناب ایوبؑ کے بارے میں طرح طرح کی روایتیں مشہور ہیں۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ ان کے جسم میں ایک ایسا مرض پیدا ہو گیا تھا جس سے لوگ نفرت کرتے تھے حالانکہ اللہ اپنے پیغمبروں کو ایسی تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔اتنا بہرحال مسلم ہے کہ ان کا امتحان ہر طرح سے لیا گیا تھا اور انہوں نے ہر طرح صبر کیا تھا صرف آخری مرحلہ میں عرض حال کر کے دعا کی تھی اور خدا نے صبر کے صلہ میں پہلی جیسی تمام نعمتیں دیدی تھیں بلکہ ان میں اضافہ بھی کر دیا تھا جو ہر صبر کرنے والے کے ساتھ اسکی مہربانی کا تقاضا ہے اور یہی معنی ان اللہ مع الصابرین کے ہیں۔

(۱۶) نون کے معنی مچھلی کے ہیں اور جناب یونسؑ کو ذوالنون کہا جاتا ہے کہ وہ قوم کی بے ایمانی سے عاجز آ کر ناراض ہو کر آبادی سے باہر نکل گئے تھے اور قوم کو عذاب کے حوالے کر دیا تھا تو خدا نے انہیں کشتی کے ذریعہ مچھلی کے شکم تک پہنچا دیا اور انہوں نے اس ترک اولیٰ کا اعتراف کر کے توبہ کی کہ مجھے قوم کو لاوارث نہیں چھوڑنا چاہیے تھا ورنہ خدا مجھے بھی مچھلی کے حوالے نہ کرتا۔ یہ ایک بہترین درس عبرت ہے کہ مصلح اور لیڈر کو ہمیشہ قوم کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہیے اور ناراض ہو کر مصلح اور لیڈر کو ہمیشہ قوم کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہیے اور ناراض ہو کر قوم کو لاوارث نہیں چھوڑ دینا چاہیے ورنہ کسی دوسری مصیبت میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۸۷﴾ۚۖ فَاسۡتَجَبۡنَا

کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ یقیناً زیادتی میری طرف سے ہوئی ہے۔(87) پھر ہم نے ان کی

لَہٗ ۙ وَ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَ کَذٰلِکَ نُــۨۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾

دعا قبول کی اور ہم نے انہیں غم سے نجات دی اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں۔ (88)

وَ زَکَرِیَّاۤ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ

اور زکریا کو بھی (رحمتوں سے نوازا) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا: میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ

خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۸۹﴾ۚۖ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ۫ وَ وَہَبۡنَا لَہٗ یَحۡیٰی

اور تو بہترین وارث ہے۔(89) پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں یحیٰی عطا کیے

وَ اَصۡلَحۡنَا لَہٗ زَوۡجَہٗ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی

اور ان کی بیوی کو ان کے لیے نیک بنا دیا۔ یہ لوگ کارہائے خیر میں سبقت لے جانے والے تھے

الۡخَیۡرٰتِ وَ یَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّ رَہَبًا ؕ وَ کَانُوۡا لَنَا

اور امید و خوف (دونوں حالتوں) میں ہمیں پکارتے تھے اور ہمارے لیے خشوع

خٰشِعِیۡنَ ﴿۹۰﴾ وَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا فِیۡہَا

کرنے والے تھے۔(90) اور اس خاتون کو بھی (نوازا) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اس لیے ہم نے ان میں

مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ جَعَلۡنٰہَا وَ ابۡنَہَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ

اپنی روح پھونک دی اور انہیں اور ان کے بیٹے (عیسیٰ) کو تمام اہل عالم کے لیے ایک نشانی بنا دیا۔(91) یہ

ہٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمۡ[28] اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ۫ۖ وَّ اَنَا رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۹۲﴾

تمہاری امت یقیناً امت واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا تم صرف میری عبادت کرو۔ (92)

عربی حاشیہ

27- جناب ذوالکفل کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ یہ نبی تھے یا نہیں۔ قرآن مجید نے صرف ان کے صالح اور صابر ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے، مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ انبیاء کے ذیل میں ان کا تذکرہ نبوت کی دلیل بھی ہوسکتا ہے۔ وہ ذوالکفل رحمت کے وافر حصہ کی بنا پر بھی ہوسکتے ہیں اور عبادت کے عہد کی کفالت کی بنا پر بھی۔

ف: جناب مریم کے بارے میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے کنایہ مراد ہے لغوی معنی مراد نہیں ہیں کہ اس سے تہذیب واخلاق پر کوئی اثر پڑے اور واضح رہے کہ عربی زبان میں جنس کے جملہ مسائل کنایہ ہی سے بیان کئے جاتے ہیں اس کے لئے صریح لفظ وضع نہیں ہوا ہے۔

28- امت اگرچہ قوم کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک زبان یا نظریہ پر متحد ہوتی ہے لیکن یہاں امت سے مراد خود نظریہ اور دین ہی ہے۔

اردو حاشیہ

وَتَقَطَّعُوٓا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ كُلٌّ اِلَيۡنَا رٰجِعُوۡنَ ﴿۹۳﴾

لیکن انہوں نے اپنے (دینی) معاملات میں تفرقہ ڈال دیا۔ آخرکار سب نے ہماری طرف رجوع کرنا ہے۔ (93)

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ (29) فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ‌ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ﴿۹۴﴾

پس جو نیک اعمال بجا لائے اور وہ مومن بھی ہو تو اس کی کوششوں کی ناقدری نہ ہو گی اور ہم (اس کے اعمال) اس کے لیے لکھ رہے ہیں۔ (94)

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَاۤ اَنَّهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۹۵﴾

اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ہے (۱۷) اس کے (مکینوں کے) لیے ممکن نہیں کہ وہ (دوبارہ) لوٹ کر آئیں۔ (95)

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتۡ يَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ وَهُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ ﴿۹۶﴾

یہاں تک کہ جب یا جوج وماجوج (۱۸) (کا راستہ) کھول دیا جائے گا تو وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے۔ (96)

وَاقۡتَرَبَ الۡوَعۡدُ الۡحَـقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبۡصَارُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ يٰوَيۡلَنَا قَدۡ كُنَّا فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا بَلۡ كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۹۷﴾

اور برحق وعدہ قریب آنے لگے گا تو کفار کی آنکھیں یکا یک کھلی رہ جائیں گی۔ (وہ کہیں گے:) ہائے ہماری تباہی! ہم واقعی اس سے غافل تھے بلکہ ہم تو ظالم تھے۔ (97)

اِنَّكُمۡ (30) وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ ﴿۹۸﴾ لَوۡ كَانَ

تحقیق تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے تھے جہنم کا ایندھن ہیں جہاں تمہیں داخل ہونا ہے۔ (98) اگر یہ معبود

عربی حاشیہ

29- یہ اشارہ ہے کہ تنہا عمل بلا ایمان بھی فائدہ بخشنے والا نہیں ہے جس طرح کہ ایمان بلاعمل ایک شجر بلاثمر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

30- واضح رہے کہ ماغیر ذوی العقل کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ان معبودوں سے مراد اصنام ہیں نہ کہ وہ افراد جن کی یہودونصاریٰ عبادت کیا کرتے تھے اور جنھیں خدا بنائے ہوئے تھے جیسا کہ ابن زبعریٰ نے پیغمبرؐ اسلام پر طنز کیا تھا کہ آپ نے تو عیسیٰؑ اور عزیر کو بھی جہنمی بنادیا ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ تو تو اپنی زبان سے بھی واقف نہیں ہے۔ عربی زبان میں ماصاحبانِ عقل کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے اور عیسیٰ اور عزیر صاحبانِ عقل میں سے تھے۔ اس سے مراد بے جان اور بے عقل معبود ہیں نہ کہ عیسیٰ اور عزیر وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۱۷) یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دنیا میں عذاب نازل ہو چکا تو اب آخرت میں ان کی حاضری کا مصرف کیا ہوگا۔ کیا ایک ہی جرم پر دومرتبہ عذاب کیا جا سکتا ہے؟ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ دنیا میں حسب مطالبہ معجزات کے آنے کے بعد بھی انبیاء کی تکذیب کرنے کی سزا دی گئی ہے اور آخرت میں ان کے اصل کفر کی سزا دی جائے گی جس طرح کہ صاحبانِ ایمان کو ایمان کی جزا بھی دی جاتی ہے اور عمل صالح کی بھی۔

(۱۸) یا جوج وماجوج کا مسئلہ کافی تحقیق طلب ہے بس اتنا ضرور ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے ان سب کا ظہور ہوگا اور یہ ساری دنیا پر چھا جائیں گے چاہے ان سے مراد دورِ حاضر کے چھوٹے بڑے شیاطین ہوں یا مغل اور تاتاری قومیں یا کوئی اور جیسا کہ مفسرین نے مختلف احتمالات دیئے ہیں۔

هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾

ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے (١٩) اور اب سب کو اسی میں ہمیشہ رہنا ہے۔ (99)

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ

جہنم میں ان کا شور ہو گا اور وہ اس میں کچھ سن نہ سکیں گے۔(100)جن کے

الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا

حق میں ہماری طرف سے پہلے ہی (جنت کی) خوشخبری مل چکی ہے وہ اس آتش سے

مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا

دور ہوں گے۔(101) جہاں وہ اس کی آہٹ تک نہیں سنیں گے اور وہ ہمیشہ ان چیزوں میں

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ

رہیں گے جو ان کی خواہشات کے مطابق ہوں گی۔(102)انہیں قیامت کے بڑے خوفناک حالات بھی خوفزدہ

الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ

نہیں کریں گے اور فرشتے انہیں لینے آئیں گے (اور کہیں گے:) یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ (31)

وعدہ کیا گیا تھا۔(103)اس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح طومار میں اوراق لپیٹتے ہیں۔

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا

جس طرح ہم نے خلقت کی ابتداء کی تھی اسے ہم پھر دہرائیں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمے ہے۔ اسے ہم ہی پورا

فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

کرنے والے ہیں۔(104)اور ہم نے زبور میں ذکر (٢٠) کے بعد لکھ دیا ہے

عربی حاشیہ

ف: حدب پستیوں کے درمیان بلندی کا نام ہے اور نسول تیز رفتاری سے نکلنے کے معنی میں ہے اور مجموعی تعبیر یا جوج ماجوج کے نفوذ کے اظہار کے لئے ہے۔

ف: آیت نمبر ١٠۵ میں ذکر سے مراد توریت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات دونوں کتابوں میں موجود ہے اور دونوں کا ذکر داؤد کی حکومت اور بنی اسرائیل کے مستضعف ہونے کی بنا پر کیا گیا ہے اور اگر ذکر سے مراد قرآن ہے تو من بعد کے معنی علاوہ بریں کے ہوں گے۔

31- سجل۔صحیفہ کو کہا جاتا ہے اور کتب سے مراد وہ تحریر ہے جو صحیفہ میں لکھی جاتی ہے۔ گویا آسمان ایک صحیفہ ہے جس میں نجوم و کواکب، عبارات و خطوط ونقوش وکلمات کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں ایک ساتھ سمیٹ دیا جائے گا۔

اردو حاشیہ

(١٩) یہیں سے ان مہمل روایات کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جن میں پروردگار کے جہنم میں پاؤں ڈالنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس طرح توحید پروردگار کی کھلی ہوئی توہین کی گئی ہے۔

(٢٠) نیک کردار بندوں کی وراثت اور سلطنت کا ذکر زبور میں بھی ہے اور اس سے پہلے توریت وغیرہ میں بھی تھا جس سے صاحبان کردار کی تسکین قلب کا سامان مہیا کیا گیا ہے کہ ان کی ریاضتیں دارِ دنیا میں بھی برباد ہونے والی نہیں ہیں اور بالآخر دنیا کا آخری قبضہ انہیں کے ہاتھوں میں ہوگا جس کے ذریعہ وہ نظام الٰہی کو رائج کریں گے اور ملک خدا میں قانونِ خدا کا نفاذ ہوگا اور اس طرح انکی دیرینہ حسرت پوری ہوگی اور انہیں ان کی محنتوں کا ثمر حاصل ہوگا اس کے بغیر غرض تخلیق مکمل نہیں ہوسکتی اور کائنات ناتمام کی ناتمام ہی رہ جائے گی۔ دنیا اہل شر وفساد کیلئے نہیں بنائی گئی ہے۔ اس کی تخلیق قانون الٰہی کے نفاذ کیلئے ہوئی ہے۔ اس اقتدار وسلطنت میں تردد و تامل اور تشکیک کی کوئی گنجائش نہیں ہے اگر اہل باطل اور بے ایمان وبدکردار افراد اپنی عیاریوں سے دنیا کے حاکم ہو سکتے ہیں اور نظام عالم کو چلا سکتے ہیں تو رب العالمین کے نیک بندے کیوں وارث نہیں ہو سکتے اور وہ نظام دنیا کو کیوں نہیں چلا سکتے۔ اہل باطل کو ہمیشہ یہی کوش فہمی رہی ہے کہ دنیا میں ہمارے علاوہ کوئی حکومت کرنے کے قابل نہں ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب دھیرے دھیرے یہ حقیقت واضح ہوتی جارہی ہے کہ باطل کا یہ خیال ایک جنون دوہم کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور نظام عالم کا چلانا صرف اہل حق وحقیقت

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا

کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔(105)اس بات میں بندگی کرنے

لَبَلٰغًا[32] لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

والوں کے لیے یقیناً ایک آگاہی ہے۔(106)اور (اے محمدؐ!) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لیے رحمت بنا کر

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

بھیجا ہے۔(107) کہہ دیجئے: میرے پاس وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود

وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

بس ایک ہی معبود ہے، تو کیا تم تسلیم کرتے ہو؟(108) پھر اگر انہوں نے منہ موڑ لیا تو کہہ دیجئے:

اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ[33] اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا

میں نے تمہیں یکساں طور پر آگاہ کر دیا ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور،

تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ

یہ میں نہیں جانتا۔(109)اور وہ بلند آواز سے کہی جانے والی باتوں کو بھی یقیناً جانتا ہے اور انہیں بھی جانتا ہے جنہیں تم

مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ

پوشیدہ رکھتے ہو۔(110)اور میں نہیں جانتا شاید (عذاب کی تاخیر میں) تمہاری آزمائش ہے اور ایک مدت تک

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا

(عیش ونوش کی) مہلت ہے۔(111)رسول نے کہا: میرے پروردگار! تو ہی حق کا فیصلہ فرما اور لوگو! تم جو باتیں بناتے ہو

الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

اس کے مقابلے میں ہمارے مہربان رب سے ہی مدد مانگی جاتی ہے۔(112)

ع النصف ۷

عربی حاشیہ

32- بلاغ۔ منزل تک پہنچا دینے کا نام ہے۔ یہ لفظ پیغام کی تبلیغ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ جانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ گویا عبادت گزاروں تک زمین کی وراثت جلد ہی پہنچے یا دیر میں پہنچے۔ بہرحال پہنچے گی۔

33-اس ابہام کی بلاغت اور اس کی تاثیر کو صاحبانِ عقل سلیم ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۰۷ میں رحمت کا تعلق ارسال سے ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے وجود ہی کی طرح ان کی رسالت بھی ایک رحمت اور عالمی رحمت ہے اور اس کے بعد توحید کا اعلان علامت ہے کہ رحمت کا سب سے اہم اور عظیم مظہر عقیدہ توحید ہے ورنہ شرک علم و عقل کی تباہی کے ساتھ انسانی اقدار کی بربادی کے بھی مترادف ہے۔

اردو حاشیہ

ہی کا کام ہے۔ اہل باطل نظم دنیا کو درہم و برہم کر سکتے ہیں، نظام دنیا کو کامیابی کے ساتھ چلا نہیں سکتے ہیں۔

ایاتھا ۷۸ — ۲۲ سُوْرَۃُ الْحَجِّ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۳ — رکوعاتھا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، کیونکہ قیامت [1] کا زلزلہ بڑی (خوفناک)

عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ

چیز ہے۔(1) جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی (ماں) اپنے شیرخوار کو

اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى

بھول جائے گی اور تمام حاملہ عورتیں اپنا حمل گرا بیٹھیں گی اور تم لوگوں کو

النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ

نشے کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا

شَدِيْدٌ ۝ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ

شدید ہو گا۔(2) اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو لاعلمی کے باوجود اللہ کے بارے میں

عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ [1] ۝ ۙ كُتِبَ عَلَيْهِ

کج بحثیاں کرتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔(3) جب کہ اس شیطان کے بارے میں

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ

یہ لکھا گیا ہے کہ جو اسے دوست بنائے گا اسے وہ گمراہ کرے گا اور جہنم کے عذاب کی طرف اس کی

عربی حاشیہ

ف: عربی زبان کے اعتبار سے جوافعال کسی ایک خاص صنف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں تذکیر وتانیث کا لحاظ نہیں ہوتا ہے اور اسی بنا پر عورت کو حائض، حامل اور مرضع کہا جاتا ہے۔ لیکن مرضعہ اس موقع پر استعمال ہوتا ہے جب عورت دودھ پلا رہی ہو۔ گویا ہول قیامت کا یہ عالم ہوگا کہ ایسے وقت میں بھی عورت اپنے بچہ کو اپنے سے الگ کردے گی اور کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

1- مرید۔ جس سے کسی طرح کے خیر کی توقع نہ ہو تقریباً اس کے برعکس مُرید ہوتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱) ملاصدر الدین شیرازی کے بیان کے مطابق قیامت کو ساعت اس لئے کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا اس کی طرف دوڑی چلی جا رہی ہے اور یہ ایک عجیب وغریب بات ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا ہر قدم قیامت کی طرف ہے تو شاید ایک قدم بھی آگے نہ بڑھیں لیکن نادانستہ طور پر سب تیزی کے ساتھ اسی کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں اور یہ ایک انسانی زندگی کا عجیب وغریب فلسفہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والا موت کی طرف بھاگ رہا ہے اور ہر زندہ رہنے والا قیامت کا رخ کئے ہوئے ہے۔ جملہ تعمیرات فنا اور خرابی کی طرف جا رہی ہیں اور اس کے بعد بھی انسان موت کیلئے تیار نہیں ہوتا ہے اور قیامت کے عذاب کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہو جاتا ہے۔

السَّعِيرِ ﴿٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ

رہنمائی کرے گا۔(4)اے لوگو! اگر تمہیں موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں

الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ❷ ثُمَّ

شبہ ہے تو (سوچو) ہم نے تمہیں مٹی (٢) سے پیدا کیاپھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے

مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

پھر گوشت کی تخلیق شدہ اور غیر تخلیق شدہ بوٹی سے تا کہ ہم (اس حقیقت کو) تم پر

لِنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ

واضح کریں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک مقررہ وقت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں

مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ

پھر تمہیں ایک طفل کی شکل میں نکال لاتے ہیں تا کہ پھر تم جوانی کو پہنچ جاؤ

وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ

اور تم میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے اور کوئی تم میں سے نکمی عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے

الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى

تا کہ وہ جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانے اور تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک ہوتی ہے

الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

لیکن جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو یہ جنبش میں آ جاتی ہے

وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

اور ابھرنے لگتی ہے اور مختلف اقسام کی پر رونق چیزیں اگاتی ہے۔(5) یہ سب

ایسی مردہ زمین کو زندگی دے سکتا ہے وہ مردہ انسانوں کو قبر سے کیوں نہیں نکال سکتا ہے۔

عربی حاشیہ

2- نطفہ۔ صاف پانی کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں انسان کے مادہ منویہ کا نام ہے۔

علقہ۔ جما ہوا خون اور مضغہ چبایا ہوا جیسا گوشت۔

مخلقہ۔ جس کی خلقت تمام ہو جائے۔

دنیا میں مدت بقا کے پورے ہو جانے کو توفی کہا جاتا ہے اور چونکہ یہ کام خدا انجام دیتا ہے لہٰذا اس توفی کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور مرنے والے کو متوفیٰ کہا جاتا ہے۔ متوفی کہنا غلط ہے۔ یہ خدا کا کام ہے بندہ کا کام نہیں ہے۔ ہامدہ۔ مردہ

ف: مجادلہ حق اور باطل دونوں طرح کی بحث کا نام ہے لیکن اہلِ باطل ہمیشہ حرف باطل کے ساتھ مجادلہ کرتے ہیں اور اس طرح فطری طور پر ایک شیطان نہیں بلکہ ہر شیطان کی پیروی پر آمادہ ہو جاتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں حق کے مقابلہ میں مجادلہ کرتے ہیں اور شیطان کے مقابلہ میں سراپا تسلیم ہو جاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(٢) قیامت کے اثبات کیلئے پہلے خود انسانی خلقت کو دلیل بنایا گیا ہے کہ اللہ نے ایک بے جان مٹی سے ایک جاندار انسان بنا دیا ہے اور پھر بات کو مزید محسوس بنانے کیلئے سبزہ کی پیداوار کی مثال دی گئی ہے کہ زمین بالکل مردہ تھی لیکن پیدا کرنے والے نے اسے زندہ بنا دیا اور اس میں سیکڑوں چیزیں پیدا کر دیں تو جو

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝٦ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ

قادر ہے۔(6)اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ

اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

اللہ ان سب کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔(7)اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ❸ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨

بارے میں بغیر کسی علم اور (۳) ہدایت اور روشن کتاب کے کج بحثیاں کرتے ہیں۔ (8)

ثَانِيَ عِطْفِهٖ ❹ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا

تا کہ متکبرانہ انداز میں لوگوں کو راہ خدا سے گمراہ کریں۔ اس کیلئے دنیا میں

خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩

خواری ہے اور قیامت کے روز ہم اسے آگ کا عذاب چکھائیں گے۔(9)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ سب تیرے اپنے دونوں ہاتھوں سے آگے بھیجے ہوئے کی وجہ سے ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا

لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠ ع وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ❺ ج

نہیں ہے۔(10)اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی یکطرفہ (۴) بندگی کرتا ہے۔

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ج وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ

اگر اسے کوئی فائدہ پہنچے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۸ میں علم عقلی دلیل کی طرف اور ہدایت خاصان خدا کی رہنمائی کی طرف اشارہ ہے۔ کتاب منیر آسمانی کتاب ہے اور اس طرح شریعت کے جملہ مدارک جن کا خلاصہ کتاب وسنت وعقل ہے سب کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اجماع بھی انھیں دلائل کی ایک قسم ہے جس کی حجت سنت کے ذیل میں آجاتی ہے۔

3- علم تجربہ ومشاہدہ ہے اور ہدایت عقل ومنطق اور کتاب منیر وحی ربانی ہے جس کے بغیر کسی شخص کو بولنے کا حق نہیں ہے۔

4- ثانی عطف۔ رخ موڑنے والے اور مغرور ومتکبر شخص کو کہا جاتا ہے۔

5- حرف کے معنی طرف اور کنارہ کے ہیں لیکن یہاں شرط مراد ہے کہ انسان غیر جانبدار بن کرا یک کنارہ ہو کر حالات کا جائزہ لے رہا ہے اور اسی کی روشنی میں ایمان یا کفر کا فیصلہ کرے گا۔

اردو حاشیہ

(۳) دنیا میں معرفت کے تین اہم ذرائع ہیں۔ محسوسات کے بارے میں مشاہدہ اور تجربہ معقولات کے بارے میں فکر اور نظر یعنی عقل اور باقی جملہ امور دنیا و آخرت اور بالخصوص غیبیات کے بارے میں وحی الٰہی ہے۔

قرآن مجید نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس کے پاس مشاہدہ اور عقل نہیں ہے اور اس پر وحی یا کتاب بھی نازل نہیں ہوئی ہے اسے خدا کے بارے میں بحث کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۴) آج بھی ایسے لوگ یقیناً پائے جاتے ہیں جن کے ایمان کا ضعف واستحکام حالات اور منافع سے وابستہ ہوتا ہے کہ خدا، رسول اور مولا مراد پوری کر دیں تو بہترین خدا، بہترین رسول اور بہترین مولا ہیں اور ان پر سو جان سے قربان ہو جانے کی ضرورت ہے لیکن اگر مراد پوری نہ ہو یا خدا اور رسول خمس وزکوٰۃ کا مطالبہ کر لیں تو پھر یہ عجیب وغریب خدا ورسول اور مولا ہیں کہ غریبوں کے کام آنے کے بجائے غریبوں ہی سے خمس وزکوٰۃ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ انداز فکر درحقیقت ایک کفر مخفی کی نشاندہی کرتا ہے جس پر اسلام کا غلاف چڑھا دیا گیا ہے۔

عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

تو منہ کے بل الٹ جائے۔ اس نے دنیا میں بھی خسارہ اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی کھلا

الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾ یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَ مَا

نقصان ہے۔(11) یہ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو اسے نہ ضرر دے سکتی ہے اور نہ

لَا یَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ﴿۱۲﴾ ۚ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ

اسے فائدہ دے سکتی ہے۔ یہی تو بڑی گہری گمراہی ہے۔(12) وہ ایسی چیز کو پکارتا ہے جس کا ضرر

اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰی وَ لَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ﴿۱۳﴾

اس کے فائدے سے زیادہ قریب ہے۔ کتنا برا ہے اس کا سرپرست اور اس کا رفیق بھی کتنا برا ہے۔ (13)

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو یقیناً ایسے باغات میں

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا

داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔اللہ جس چیز کا ارادہ کر لیتا ہے اسے یقیناً

یُرِیْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا

کر گزرتا ہے۔(14) جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ دنیا و آخرت میں رسول کی مدد نہیں کرے گا

وَ الْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ

(اب رسول کی کامیابیوں سے تنگ ہے) تو اسے چاہیے کہ ایک رسی اوپر کی طرف باندھے پھر اپنا گلا

فَلْیَنْظُرْ هَلْ یُذْهِبَنَّ كَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ ﴿۱۵﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

گھونٹ لے پھر دیکھے کیا اس کا یہ حربہ اس کے غصے کو دور کر دیتا ہے؟(15) اور اسی طرح ہم نے قرآن کو

عربی حاشیہ

مولا۔سرپرست ہے اور عشیر رفیق اور ساتھی۔

6-یہ اشارہ ہے کہ جسے خدائی امداد پر بھروسہ نہیں ہے اس چاہیئے کہ گلے میں پھندا ڈال کرخودکشی کرلے مگر یہ یادرکھے کہ اس کے بعد بھی اس کا غصہ ختم ہونے والانہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۲میں معبودوں کے بالکل بے اثر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور آیت نمبر ۱۳ میں ان کے نقصان کو فائدہ سے زیادہ قریب تر کہا گیا ہے۔بعض علماء نے ان دونوں باتوں کو محاورہ پر محمول کیا ہے اور بعض کا بیان یہ ہے کہ پہلے بیان سے مراد بے جان معبود ہیں اور دوسرے بیان سے مراد جاندار معبود ہیں جو نقصان پہنچا سکتے ہیں لیکن فائدہ نہیں۔

اردو حاشیہ

اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ

واضح آیات کی صورت میں نازل کیا اور اللہ جس کے لیے ارادہ کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے۔(16)یقیناً

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـِٕيۡنَ وَالنَّصٰرٰى

ایمان لانے (۵) والوں، یہودیوں، صابیوں، نصرانیوں، مجوسیوں

وَالۡمَجُوۡسَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡصِلُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ

اور مشرکوں کے درمیان اللہ قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔

الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔(17) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

يَسۡجُدُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ وَالشَّمۡسُ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے نیز سورج، چاند،

وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ

ستارے، پہاڑ، درخت، جانور اور بہت سے انسان اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں

مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ ؕ وَمَنۡ يُّهِنِ

اور بہت سے عذاب کے مستحق ہیں اور جسے اللہ خوار کرے اسے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ ﴿۱۸﴾ السجدة

عزت دینے والا کوئی نہیں۔ یقیناً اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ (18)

هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِىۡ رَبِّهِمۡ ۖ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

ان دونوں فریقوں نے (۶) اپنے رب کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

عربی حاشیہ

ف: مجوس کا ذکر قرآن مجید میں صرف اس مقام پر کیا گیا ہے۔ وہ زرتشت کے علاوہ دوسری قوم ہے جس کا نبی بھی تھا اور کتاب بھی۔ نبی کو قتل کردیا اور کتاب کو جلادیا۔ صائبین بھی بعض مفسرین کے نزدیک کسی نبی کی امت تھے اور ان کا تذکرہ بھی مشرکین کے مقابلہ میں کیا گیا ہے۔

7- ستارہ پرست بالکل خدا کے منکر اور لامذہب نہیں ہوتے ہیں بلکہ خدا کے اقرار کے ساتھ کائنات میں ستاروں کی مخصوص تاثیر کے بھی قائل ہوتے ہیں اور انھیں بھی ایک طرح کے خدائی کا حصہ دار قرار دیتے ہیں۔

8- بیجان مخلوقات کے سجدہ کے بارے میں مفسرین کا خیال ہے کہ یہ فطری اور طبعی اطاعت کے معنی میں ہے کہ جس راستہ پر انھیں چلایا جارہا ہے بے چون وچرا اسی پر چلے جارہے ہیں جس طرح کہ ایک شریف انسان سرتسلیم خم کردیتا ہے لیکن بعض فلاسفر کا خیال ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ بھی شعور سے خالی نہیں

اردو حاشیہ

(۵) دنیا میں مختلف عقائد کے لوگ کسی قدر شیر وشکر کیوں نہ ہو جائیں قیامت کے دن سب الگ کردیئے جائیں گے اور سب کا فیصلہ ان کے عقائد کے مطابق ہوگا۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ کائنات کے سارے بے جان ذرات پروردگار کی تسبیح بھی کر رہے ہیں اور اس کے حکم کے آگے سرتسلیم بھی خم کئے ہوئے ہیں اور انسان اس قدر مغرور اور متکبر ہوگیا ہے کہ اپنے مالک کی بارگاہ میں بھی سجدہ نہیں کرتا۔ ایسے صاحب عقل انسان سے تو بے عقل اور بے شعور جانور اور بے جان مخلوقات ہی بہتر ہیں۔

(۶) مومن وکافر سے مراد عام مومن وکافر بھی ہو سکتے ہیں جن کا تذکرہ مذکورہ بالا آیت میں کیا گیا ہے اور مخصوص افراد بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ تفسیر طبری میں وارد ہوا ہے کہ اس سے مراد جنگ بدر کے فریقین ہیں جن میں ایک طرف عتبہ، شیبہ اور ولید تھے اور دوسری طرف عبیدہ بن الحرث، حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالبؑ تھے اور اللہ نے مومنین کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمایا تھا اور ایک بے ساز وسامان لشکر کو مسلح افراد پر غالب بنادیا تھا اور اس طرح ایمان وعقیدہ کے مقابلہ میں اسلحہ وطاقت کو شکست فاش حاصل ہوئی تھی۔

قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ ﴿۱۹﴾ ۚ يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِيۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ﴿۲۰﴾ ؕ وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا ۗ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۲۲﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُـؤۡلُـؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوۡۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۖۚ وَهُدُوۡۤا اِلٰى صِرَاطِ الۡحَمِيۡدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

پس جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے آتشیں لباس آمادہ ہے۔ ان کے سروں کے اوپر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔(19) جس سے ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور کھالیں گل جائیں گی۔ (20) اور ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔(21) جب وہ رنج کی وجہ سے جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو پھر اسی میں پلٹا دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا) جلنے کا عذاب چکھو۔(22) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہیں اللہ یقیناً انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے ان کی آرائش کی جائے گی اور ان جنتوں میں ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔(23) اور انہیں پاکیزہ گفتار کی طرف ہدایت دی گئی اور انہیں لائق ستائش (خدا) کی راہ دکھائی گئی۔(24) جو لوگ کافر ہوئے

عربی حاشیہ

ہے اور ہر مخلوق اپنے اپنے شعور کے مطابق تسبیح پروردگار میں مصروف اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے۔ اس میں کسی مجازی اطاعت کے مراد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آیت کریمہ میں ''الم تر'' علم کے معنی میں ہے کہ سجدہ تکوینی قابل رویت نہیں ہے۔ من فی السماوات ملائکہ ہیں اور ان کا سجدہ دراصل تشریعی ہے جیسا کہ دیگر آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''من فی الارض'' زمین کے ملائکہ ہیں یا خود انسان ہیں جس کی وضاحت ''کثیر من الناس'' سے کی گئی ہے۔ آسمان کے سجدہ کا ذکر نجوم کے ذیل میں ہے اور زمین کی اطاعت کا ذکر خیال کے ذیل میں۔ غرض کل کائنات سجدہ تکوینی یا تشریعی میں مصروف ہے۔

ف: ایمان وکفر دونوں گروہوں کے تذکرہ کے بعد دونوں کے اختلاف اور انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ کفار کے لئے چار قسم کی سزائیں ہیں۔ لباس جہنم۔ مار حمیم۔ آتشیں گرز۔ عدم

اردو حاشیہ

كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور راہ خدا میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اور اس مسجد الحرام کی راہ میں بھی جسے ہم نے

الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِیْهِ وَ الْبَادِ

سب لوگوں کے لیے بنایا ہے اور جس میں مقامی لوگ اور باہر سے آنے والے سب برابر ہیں

وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ

اور جو اس میں زیادتی کے ساتھ کجروی کا ارادہ کرے اسے ہم ایک دردناک عذاب

اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ

چکھائیں گے۔(25) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم (۷) کے لیے خانہ کعبہ کو جائے گاہ بنایا (اور آگاہ کیا)

لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ

کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور

الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ

رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔(26) اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان (۸) کرو کہ

یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ

لوگ آپ کے پاس دور راستوں سے پیدل چل کر اور کمزور اونٹوں پر سوار

عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

ہو کر آئیں۔(27) تا کہ وہ ان فوائد کا مشاہدہ کریں جو انہیں حاصل ہیں اور

فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ

خاص دنوں میں اللہ کا نام لو ان جانوروں پر جو اللہ نے انہیں عنایت کیے ہیں۔

عربی حاشیہ

خروج۔ اور صاحبانِ ایمان کے لئے پانچ قسم کی نعمتیں ہیں۔ باغات۔ زیورات۔ لباس حریر۔ قول طیب۔ صراط حمید۔

9- عاکف۔ یعنی مقیم اور بادی یعنی باہر سے وارد ہونے والا۔

ایجاد یعنی انحراف اور سیدے راستہ سے الگ ہوجانا۔

واضح رہے کہ خانۂ خدا میں تمام مقامی اور غیر مقامی افراد کا برابر سے حق ہے اور کسی مقامی آدمی کو اس پر اجارہ داری قائم کرنے کا حق نہیں ہے۔ ایسے افراد کا شمار ان ظالموں میں ہوتا ہے جو راہ خدا اور مسجد الحرام سے روکنے والے ہیں اور ان کا انجام بہت برا ہونے والا ہے۔

10- ضامر۔ لاغر

فج۔ راستہ، عمیق۔ دوردراز ، بہیمۃ الانعام۔ اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ۔

بائس۔ پریشاں حال

اردو حاشیہ

(۷) کفار مکہ کی یہ دہری پالیسی تھی کہ جناب ابراہیمؑ کا احترام بھی کرتے تھے اور بت پرستی بھی کرتے تھے۔ قدرت نے متوجہ کر دیا کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس گھر کو بتوں سے پاک رکھنے کا حکم دیا ہے تو ان کو ماننے والے کسی قیمت پر بت پرست نہیں ہو سکتے ہیں۔ قدرت کی طرف سے یہ بہترین سامان سکون ہے کہ آواز خلیل صدا بصحرا نہ ہوگی اور ابراہیمؑ آواز دیں گے تو خدا اس آواز کے پہنچانے کا انتظام بھی کرے گا اور لبیک کہنے والے بھی فراہم کرے گا جس کا منظر ہمیشہ ایام حج میں دیکھنے میں آیا ہے۔

(۸) یہاں سے احکام حج کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ ذبیحہ پر نام خدا کا لینا ضروری ہے اور ذبیحہ مخصوص جانوروں کا ہونا چاہیے مرغی اور کبوتر کا ذبیحہ نہیں ہو سکتا۔ پھر ذبیحہ مخصوص دنوں کے اندر ہونا چاہیے اور اس میں سے خود بھی کھانا چاہیے اور غریب اور محتاج کو بھی کھلانا چاہیے اور پھر قربانی کے بعد ہی جسم کی کثافتوں کو دور کیا جا سکتا یعنی بال اور ناخن وغیرہ کاٹے جا سکتے ہیں۔

اس کے بعد کوئی نذر کی ہے تو اسے پورا کرنا چاہیے کہ اب کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس مقام پر شکار کے حرام ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ذبیحہ کا گوشت بھی حرام ہے۔ گوشت بہر حال حلال ہے اور اس کا استعمال مباح ہے۔

الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾

پس ان سے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور مفلوک الحال ضرورتمندوں کو بھی کھلاؤ۔ (28)

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا

پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ

قدیم گھر کا طواف کریں۔(29)بات یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کی عظمت کا

اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

پاس کرے تو اس کے رب کے نزدیک اس میں اسی کی بہتری ہے۔اورتم لوگوں کے لئے مویشی حلال

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

کر دیے گئے ہیں سوائے ان کے جن کے بارے میں تمہیں بتایا جائے گا۔ پس تم لوگ بتوں کی پلیدی سے

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ ۙ حُنَفَآءَ [12] لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

اجتناب کرو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔(30) صرف ایک اللہ کی طرف یکسو ہو کر، کسی کو اس کا

بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ

شریک بنائے بغیر اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے تو وہ ایسا ہے گویا آسمان سے گر گیا پھر

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ

یا تو اسے پرندے اچک لیں یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ پھینک دے۔(31)بات یہ ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

کہ جو شعائر اللہ کا احترام کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔ (32)

عربی حاشیہ

تفث۔ میل

11- خانۂ کعبہ کی عظمت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس میں دین دار دنیا کے تمام فوائد دیکھنے میں آتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امت اسلامیہ کو حج کے سماجی، اقتصادی اور سیاسی فوائد سے محروم کر دینا خانہ کعبہ کی تعظیم نہیں ہے بلکہ توہین ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں میل دور کرنے کی تفسیر ملاقات امامؑ سے بھی کی گئی ہے۔ ''تمام الحج بقاء الامام'' اور شاید اس کا راز یہ ہو کہ تقصیر ظاہری کثافت دور کرنے کا ذریعہ ہے اور ملاقات امامؑ باطنی کثافت کے ازالہ کا ذریعہ ہے۔

ف: مشرک درحقیقت وہ پتہ ہے جو درخت سے ٹوٹ جائے یا وہ انسان ہے جو آسمان توحید سے رشتہ توڑ کر فضا میں بکھر جائے کہ اسے ہر طائر اچک سکتا ہے اور ہر ہوا کسی بھی گڑھے میں گرا سکتی ہے۔

12- حنفاء۔ حنیف کی جمع ہے یعنی وہ

اردو حاشیہ

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ [13] إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى
اس (قربانی کے جانور) سے ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانا تمہارے لیے (جائز) ہے۔ پھر اس کا (ذبح ہونے کا)

الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا
مقام قدیم خانہ کعبہ کے پاس ہے۔(33) اور ہر امت کے لئے ہم نے

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ
قربانی کا ایک دستور مقرر کیا ہے تا کہ وہ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں عطا کیے ہیں۔

الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ
پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اسی کے آگے سرِ تسلیم خم کرو اور (اے رسول) عاجزی کرنے والوں کو

الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
خوشخبری سنا دیجئے۔(34) جن کا حال یہ ہے کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپنے لگتے ہیں

وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَآ أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَ
اور وہ مصیبت پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ [14] جَعَلْنَاهَا لَكُم
اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(35) اور قربانی کے اونٹ میں جسے ہم نے تم لوگوں کے لیے

مِّن شَعَآئِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ
شعائر اللہ میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔ پس اسے کھڑا کر کے

عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا
اس پر اللہ کا نام لو پھر جب یہ پہلو پر گر پڑے تو اس میں سے خود بھی کھاؤ

عربی حاشیہ

شخص جو دین حق پر ثابت قدم رہے اور باطل سے کنارہ کش رہے۔
سحیق۔ دور دراز
شعائر۔ شعیرہ کی جمع ہے یعنی علامت یہ اشعار بمعنی اعلام سے ماخوذ ہے۔
منسک۔ محل عبادت
نسک۔ عبادت۔
قربانی کے جانور کو شعائر اللہ میں قرار دینے کے بعد اس کی تعظیم کا حکم دینا اس بات کی علامت ہے کہ انسان کو بہترین جانور ذبح کرنا چاہئے اور عیب والا یا سستا جانور ذبح کر دینا شعائر اللہ کی توہین کے برابر ہے تعظیم نہیں ہے۔
13- یہ دلیل ہے کہ قربانی کے جانور سے ذبح کے پہلے تک استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اسے مکہ میں یعنی حدود حرم میں ذبح کرنا ہے جس میں منیٰ بھی شامل ہے۔
14- بُدن۔ بدنہ کی جمع ہے یعنی تندرست اونٹ۔

اردو حاشیہ

وَ اَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَ الۡمُعۡتَرَّ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرۡنٰہَا لَکُمۡ

اور سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے فقیر کو کھلاؤ۔ یوں ہم نے انہیں تمہارے لیے

لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۶﴾ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ

مسخر کیا ہے تا کہ تم شکر کرو۔(36) نہ اس کا گوشت (۹) اللہ کو پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون

لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ

بلکہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ نے انہیں تمہارے لیے مسخر کیا ہے

سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ وَ بَشِّرِ

تا کہ اللہ کی عطا کردہ ہدایت پر تم اس کی بڑائی کا اظہار کرو اور (اے رسول) آپ نیکی کرنے والوں کو

الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّ

بشارت دیں۔(37) اللہ ایمان والوں کا یقیناً (۱۰) دفاع کرتا ہے اور اللہ کسی قسم کے

اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ

خیانت کار کو یقیناً پسند نہیں کرتا۔(38) جن لوگوں پر جنگ مسلط کی جائے انہیں (جنگ کی) اجازت دی گئی ہے (۱۱)

بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُۨ ﴿۳۹﴾ الَّذِیۡنَ

کیونکہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں اور اللہ ان کی مدد کرنے پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔(39) یہ وہ لوگ ہیں جو

اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا

اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے ہیں۔ (ان کا قصور صرف یہ تھا کہ) وہ یہ کہتے تھے:

اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ

ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے روکے نہ رکھتا تو

عربی حاشیہ

صواف۔ یعنی قیام کی حالت میں۔

ف: آیت نمبر ۳۷ اشارہ ہے کہ قربانی کا خون بھی خدا کے یہاں نہیں جاتا ہے اور خون کا دیواروں پر لگانا ایک احمقانہ عمل ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض مسلمان علاقوں میں تعمیرات وغیرہ کے موقع پر قربانی کا خون بنیادوں کا ترکہ ہے جو بعض مسلمانوں کے حصہ میں آ گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) دور جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ کفار عرب قربانی کے جانور کا گوشت مقدس مقامات پر آویزاں کر دیا کرتے تھے اور اس کے خون سے خانۂ خدا کی دیواروں کو آلودہ کر دیا کرتے تھے۔ گویا یہ گوشت اور خون خدا کی بارگاہ میں جا رہا ہے جس طرح آج کے بعض نادان افراد مسجدوں میں طرح طرح کے چھاپے لگاتے ہیں۔ اور اس طرح ان دھبوں کو اللہ کی بارگاہ تک پہنچانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ خدا کو راضی کرنے کا راستہ یہ داغ اور دھبے نہیں ہیں۔ اس کی رضا کا ذریعہ تقویٰ، پرہیزگاری اور دامنِ کردار کا ہر دھبہ سے پاک ہونا ہے۔

(۱۰) درحقیقت یہ مصائب ایمان کی زندگی کیلئے ضروری ہیں ورنہ ایمان اخلاص کے بجائے تجارت کا ذریعہ بن جائے گا لیکن اس کے باوجود پروردگار اپنے بندوں کی مدد کرتا رہتا ہے اور ان سے دفاع کرتا رہتا ہے ورنہ آج صفحۂ ارض سے ان کا وجود بھی مٹ گیا ہوتا۔

(۱۱) کفار نے مکہ میں مسلمانوں کو بیحد ستایا اور آئے دن ان سے جھگڑا کرنے پر تلے رہے لیکن سرکار دو عالمؐ اپنے اصحاب کو جوابی کاروائی سے روکتے رہے اور برابر صبر کی تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ تقریباً ستر آیتوں میں ایسی جوابی کارروائی سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جب آپ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور

صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ
راہبوں کی کوٹھیوں اور گرجوں اور عبادت گاہوں اور مساجد کو جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے

اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ
منہدم کر دیا جاتا اور اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا جو اس کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بڑا طاقتور اور بڑا غالب آنے

عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
والا ہے۔(40)یہ وہ لوگ ہیں۔ (۱۲) اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ
اور زکوۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام

وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
اللہ کے ہاتھ میں ہے۔(41)اگر لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے بھی تکذیب کی

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ
قوم نوحؑ نے اور عاد اور ثمود نے۔(42)اور قوم ابراہیم اور قوم

لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ
لوط نے۔(43)اور مدین والوں نے بھی اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی ہے پس میں نے کفار کو پہلے مہلت دی

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ
پھر میں نے انہیں گرفت میں لے لیا پھر (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا سخت ہے؟(44)پھر (قابل فکر ہے)

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا
کتنی ہی بستیاں ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے تباہ کیں اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور

عربی حاشیہ

15- صومعہ۔ عیسائیوں کا عبادت خانہ ہے اور بیعہ یہودیوں کا۔
اقرب الموارد کا بیان ہے کہ بیعہ عیسائیوں کے عبادت خانہ کا نام ہے اور منجد میں درج کیا گیا ہے کہ بیعہ یہود ونصاریٰ دونوں کے عبادت خانہ کا نام ہے۔
صلوات سے مراد مکان صلوات ہے یعنی دیگر مذاہب کے عبادت خانے۔

16- نکیر۔ یعنی انکار، عذاب، ہلاکت اور بربادی۔
خاویہ۔ خالی یا ساقط۔ بڑ معطلہ جس کنویں سے پانی نہ مل سکے۔
قصر مشید۔ جس پر پلاسٹر وغیرہ کر دیا جائے۔ اس مقام پر عظیم اور بلند برتر قلعے مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

حالات قدرے سازگار ہوئے تو خدا نے بھی جہاد کی اجازت دیدی اور یہ پہلا اذنِ جہاد تھا جو سورۂ حج میں وارد ہوا ہے اور یہ ایک اشارہ ہے کہ حج اور جہاد میں کوئی منافات نہیں ہے اور حج کے اجتماع میں جہاد کا نعرہ لگایا جا سکتا ہے بلکہ یہ مسلمانوں میں ذوق جہاد اور شعور دفاع بیدار کرنے کا بہترین موقع ہے جس طرح کہ خود خدا نے سورۂ حج ہی میں جہاد کا حکم نازل کیا ہے۔

(۱۲) مالک کائنات نے اپنے نیک بندوں سے مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے لیکن نیک بندوں سے مراد بھی وہی افراد ہیں جو اقتدار پانے کے بعد خدا کو بھول نہ جائیں اور انفرادی زندگی میں نماز اور زکوٰۃ کا خیال رکھیں اور اجتماعی زندگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کریں۔ ان فرائض سے غافل ہو جانے والے نہ دین خدا کے مددگار ہو سکتے ہیں اور نہ خدا نے ان سے کسی طرح کی مدد کا وعدہ کیا ہے جس کا منظر دور حاضر کے مسلمانوں کی زندگی اور ان کی نکبت وذلت میں بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کتنے کنویں اور قصر بیکار پڑے ہیں۔(45) کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ [17]

نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہو جاتے؟

بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

حقیقتاً آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں

الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ [18] وَلَنْ يُّخْلِفَ

جو سینوں میں ہوتے ہیں۔(46) اور یہ لوگ آپ سے عذاب جلدی طلب کر رہے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کے

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

خلاف ہرگز نہیں کرتا اور آپ کے پروردگار کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے مطابق یقیناً ہزار برس کی

تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

طرح ہے۔(47) اور بہت سی بستیاں ایسی ہیں جنہیں میں مہلت دیتا رہا ہوں جب کہ وہ ظلم کرنے والی تھیں۔

ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ

پھر میں نے انہیں گرفت میں لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔(48) کہہ دیجئے: اے لوگو! میں تو

اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تمہارے لیے صرف صریح تنبیہ کرنے والا ہوں۔(49) پس جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا

انجام دیتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔(50) اور جو لوگ ہماری

عربی حاشیہ

17- آنکھ اور کان تو فقط ادراک کے وسائل اور ذرائع ہیں اب اصل قلب ہی کام نہ کرے تو وسائل کب کام کر سکتے ہیں۔

18- یہ عجلت کا تقاضا درحقیقت ایک طرح کا مذاق ہے کہ اگر عذاب کی کوئی حقیقت ہے تو وہ نازل کیوں نہیں ہو جاتا۔ قدرت نے واضح جواب دے دیا کہ ہمارا وعدہ برحق ہے اور اس پر عجلت یا تاخیر کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

ف: جملہ مذاہب کی عبادت گاہوں کے درمیان مساجد کے ذیل میں ذکر خدا کا حوالہ دلیل ہے کہ جس قدر ذکر خدا مساجد میں ہوتا ہے کسی مذہب کی عبادت گاہ میں نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ اسلام کا ایک عظیم امتیاز ہے کہ اس نے عمارت سے زیادہ اصل عمل پر زور دیا ہے اور اس کی اہمیت کا اعلان کیا ہے۔

ف: ایک دن کے ہزار سال کے برابر ہونے کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نگاہ خدا میں دن اور سال سب برابر ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

اردو حاشیہ

فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ

آیات میں ہمیں عاجز بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اہل جہنم ہیں۔(51)اور (اے محمدؐ)

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا

آپ سے پہلے ہم نے نہ کوئی بھیجا اور نہ نبی مگر جب اس نے (کامیابی کی)

تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي

تمنا کی تو شیطان نے اس کی اس آرزو (۱۳) میں خلل اندازی کی لیکن اللہ شیطان کے خلل کو

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾

نابود کرتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیات کو محکم کرتا ہے اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔ (52)

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ [20]

تا کہ شیطان کی خلل اندازی کو ان لوگوں کے لیے آزمائش قرار دے جن کے

مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ

دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل جامد ہیں۔ اور ظالم لوگ یقیناً بہت گہرے

شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ

عناد میں مبتلا ہیں۔(53)اور اس لیے بھی ہے کہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ

یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے، پس وہ اس پر ایمان لے آئیں اور اللہ کے سامنے

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَ

ان کے دل نرم ہو جائیں اور اللہ ایمان والوں کو یقیناً راہِ راست کی ہدایت کرتا ہے۔(54)اور

عربی حاشیہ

تمھیں کام میں ہزار سال لگ سکتے ہیں خدا ایک دن میں کرسکتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ قیامت کا دن واقعی طویل ہو۔

19- رسول اور نبی دونوں خدا کے نمائندے ہوتے ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ جن حضرات کو آسمانی خبریں دی جاتی ہیں انھیں نبی کہا جاتا ہے چاہے ان پر پیغام رسانی کی کوئی ذمہ داری ہو یا نہ ہو لیکن جنھیں پیغام رسانی کا بھی ذمہ دار بنا دیا جاتا ہے انھیں رسول بھی کہا جاتا ہے کہ رسول رسالت سے نکلا ہے اور رسالت کے معنی پیغام کے ہیں۔

20- شیطانی الہامات کا اثر یا اُن پڑھے لکھے افراد پر ہوتا ہے جن کے دلوں میں کھوٹ اور دماغ میں کجی ہوتی ہے یا اُن جاہلوں پر ہوتا ہے جن کے دلوں کو جہالت اور عصبیت نے پتھر بنا دیا ہے۔

انبیاء کرام پر شیطانی وسوسوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اگر چہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ

اردو حاشیہ

(۱۳) بعض محدثین اور مفسرین نے اس مقام پر کمال گمراہی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ اکرم سورہ النجم کی تلاوت کر رہے تھے اور جب بتوں کے ذکر تک پہنچے تو شیطان نے آپ پر ایک نیا القاء کر دیا اور آپ نے دو جملے ان کی مدح میں بھی کہہ دیئے تو خدا نے فوراً متوجہ کیا اور کہا کہ گھبرایئے گا نہیں یہ ہر نبی کا حشر ہوا ہے اور ہم شیطان کے القاء کو باطل بنا کر اپنی آیتوں کو مستحکم بنا دیتے ہیں۔

بیچارے ان افراد نے یہ سوچنے کی بھی زحمت نہیں کی کہ اس طرح نبی کے قول و فعل کا کیا اعتبار رہ جائے گا اور وہ کون سا خدا ہے جو نبی کے غلطی کرنے سے پہلے شیطان کی راہ میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتا ہے بلکہ جب شیطان غالب آجاتا ہے اور نبی غلطی کر لیتا ہے تو مقابلہ پر آکر شیطان کے حربہ کو ناکام بنا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی تائید جو شیطان کے غلبہ کا سبب بن جائے اور نبی کو بے اعتبار بنا دے کس کے کام آنے والی ہے۔

حق یہ ہے کہ نبی کی آرزو صرف یہ ہے کہ ساری دنیا صاحب ایمان ہو جائے اور شیطان اس راہ میں ہمیشہ رکاوٹ ڈالتا رہتا ہے اور خدا اپنے نبی کی تائید کرتا رہتا ہے اور شیطان کے علی الرغم اسکی تبلیغ موثر ہوتی رہتی ہے اور اس بات کا اس جعلی افسانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

کافر لوگ تو اس کی طرف سے ہمیشہ اسی شک میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ

السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

ان پر یکا یک قیامت آ جائے گی یا نامراد دن کا عذاب ان پر آ جائے گا۔(55)

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

اس روز بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہو گی۔ وہی ان کے درمیان فیصلہ کرے گا، لہٰذا جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ

ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجا لائے وہ نعمتوں والی جنتوں میں ہوں گے۔(56)اور جو کافر ہوئے

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع

اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے رہے پس ان کے لیے ذلت آمیز عذاب ہو گا۔(57)

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا

اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت اختیار کی پھر وہ مارے گئے یا مر گئے انہیں اللہ

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ

یقیناً اچھی روزی سے ضرور نوازے گا اور رزق دینے والوں میں یقیناً اللہ ہی

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا[21] يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ

بہترین ہے۔(58)وہ ایسی جگہ میں انہیں ضرور داخل فرمائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور اللہ

اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ

یقیناً بڑا دانا، بڑا بردبار ہے۔(59)یہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن اگر کوئی شخص اتنا ہی بدلہ لے

عربی حاشیہ

ان کے ہر منصوبہ کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے اور اسے کسی طرح مکمل نہ ہونے دے اور رب العالمین کی نصرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ شیطانی حرکات ناکام بنا دے اور اپنی آیات کو مستحکم قرار دے دے۔

ف: آیت نمبر ۶۰ کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ نصرت الٰہی ان افراد کے لئے ہے جو پہلے اپنے امکان بھر ظلم وتعدی کا مقابلہ کریں اس کے بعد عاجز ہوجائیں اور ان پر ظلم کیا جائے ورنہ کاہل اور بے غیرت انسان سے خدانے کوئی وعدۂ نصرت نہیں کیا ہے۔

21- مدخل ۔ ادخل سے نکلا ہے اور اسم مکان ہے یعنی داخلہ کی جگہ (جنت)

اردو حاشیہ

مَا عُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ
جتنا سخت برتاؤ اس کے ساتھ کیا گیا تھا پھر اس پر زیادتی بھی کی گئی ہو تو اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا۔ بتحقیق اللہ بڑا

اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝٦٠ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي
درگزر کرنے والا، معاف کرنے والا ہے۔(60)ایسا اس لیے ہے کہ اللہ رات کو دن میں

النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ
داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا سننے والا،

بَصِيْرٌ ۝٦١ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ
دیکھنے والا ہے۔(61)یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝٦٢
جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور یہ کہ اللہ بڑا برتر ہے۔(62)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ
کیا تو نے نہیں دیکھا (۱۴) کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو (اس سے)

الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝٦٣ لَهٗ مَا
زمین سرسبز ہو جاتی ہے؟ اللہ یقیناً بڑا مہربان، بڑا باخبر ہے۔(63)جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ
آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ ہی بے نیاز اور لائق

الْحَمِيْدُ ۝٦٤ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
ستائش ہے۔(64) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین کی ہر چیز مسخر

المنزل ۴

عربی حاشیہ

22- مظلوم کے لئے اس سے بڑا سہارا کیا ہوسکتا ہے کہ خدانے اس کی مدد کے لئے قطعی اور یقینی وعدہ کیا ہے، بشرطیکہ انسان خود ظلم نہ کرے اور جہاد بھی کرے تو اپنے نفس اور دین سے دفاع کے طور پر کرے جارحیت کے انداز پر نہیں۔

23- مفسرین نے اس آیت کو ماقبل کی آیت سے مربوط بنانے کے لئے بہت سی تاویلیں کی ہیں لیکن بظاہر اس مقام پر اپنی قدرت اور نصرت کی طاقت کا مظاہرہ مقصود ہے اور اس کے علاوہ کوئی قابلِ اطمینان بات مفسرین کے بیانات میں نہیں پائی جاتی ہے اور نہ ہر آیت کا سابق کی آیت سے متعلق ہونا ہی ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں کا محل نزول الگ الگ ہو اور بعد میں بحکم خدا یکجا کر دیا گیا ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۴) مالک کائنات نے پہلے صاحبانِ ایمان کو اطمینان دلایا کہ وہ حالات پر صبر کریں اور دشمن پر بھی زیادتی سے کام نہ لیں۔ پھر اس کے بعد بھی دشمن ظلم کرتا ہے تو ہم مدد کرنے کیلئے تیار ہیں اور تمہیں اس بات سے دل تنگ نہیں ہونا چاہیے کہ جب خدا مددگار ہے تو ظلم ہوتا ہی کیوں ہے اس لئے کہ ہم آفتاب نکالنے اور دن کو لے آنے پر قادر ہیں لیکن یہ کام بھی پوری رات گذر جانے کے بعد کرتے ہیں کہ اس کے بغیر دن کی قدر کرنے والا ہی کوئی نہ ہوگا اور نہ کوئی اس احسان کا اندازہ کر سکے گا۔ یہی حال زمین کا ہے کہ ہم ایک پانی برسا کر اسے سرسبز و شاداب بنا دیتے ہیں۔ لیکن یہ کام بھی اس وقت ہوتا ہے جب ایک مدت تک زمین اپنی خشکی اور بے آبی کو برداشت کر لیتی ہے اور خدا تو خود بھی ظلم والوں اور کفر والوں کو برداشت کرتا ہے تو تم برداشت کیوں نہیں کرتے ہو۔ تمہارا بھی فرض ہے کہ برداشت کرنے کی ہمت پیدا کرو۔ اس کے بعد ہم مدد کرنے والے ہیں اور نتیجہ تمہارے ہی ہاتھ میں رہے گا۔

وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ

کر دی ہے اور وہ کشتی بھی جو سمندر میں بحکم خدا چلتی ہے اور اسی نے آسمان کو

اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

تھام رکھا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر وہ زمین پر گرنے نہ پائے یقیناً اللہ لوگوں پر بڑا مہربان،

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

رحم کرنے والا ہے۔(65)اور اسی نے تمہیں حیات عطا کی پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ [24] ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا

پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا۔ انسان تو یقیناً بڑا ہی ناشکرا ہے۔(66)ہر امت کے لیے ہم نے

مَنْسَكًا [25] هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ

ایک دستور مقرر کیا ہے جس پر وہ چلتی ہے لہٰذا وہ اس معاملہ میں آپ سے جھگڑا نہ کریں

اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ

اور آپ اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیں۔ آپ یقیناً راہ راست پر ہیں۔(67)اور اگر

جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ

یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے: جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(68)اللہ بروز قیامت

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

تمہارے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔(69)

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ

کیا آپ کو علم نہیں کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے؟ یہ سب

عربی حاشیہ

ف: رب العالمین لطیف ہے کہ پانی برسا کر بے جان کو جاندار بنا دیتا ہے اور خبیر ہے کو دانہ کو درخت بنا کر لاکھوں من مٹی کے اندر سے باہر لانے کا طریقہ جانتا ہے۔
غنی ہے کہ اس کے خزانۂ قدرت میں کوئی کمی نہیں ہے اور حمید ہے کہ کوئی شے بچا کر نہیں رکھتا ہے اور نہ بخل سے کام لیتا ہے بلکہ ہر مخلوق کو اس کے ظرف کے مطابق عطا کرتا رہتا ہے۔
ف: آیت نمبر ۶۷ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جملہ شریعتیں رب العالمین کی مقرر کردہ ہیں اور وہ مصالح کے اعتبار سے ترمیم و تنسیخ کرتا رہتا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

24- کفور۔ انکار کرنے والا اور قدرنعمت نہ جاننے والا....یہ انسان کی لازمی فطرت نہیں ہے بلکہ اس کا طرزِ عمل ہے جس کی طرف بار بار اشارہ کیا گیا ہے۔

25-منسک۔محل عبادت کا نام ہے۔اور

اردو حاشیہ

ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾
یقیناً ایک کتاب میں درج ہیں۔ یہ اللہ کے لیے یقیناً نہایت آسان ہے۔ (70)

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا
اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسی چیزوں کی بندگی کرتے ہیں جن کی نہ اس نے

وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ
کوئی دلیل نازل کی ہے نہ اس کے بارے میں یہ کوئی علم رکھتے ہیں اور ظالموں کا تو

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
کوئی مددگار نہیں ہے۔(71)اور جب انہیں ہماری صریح آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ
تو آپ کافروں کے چہروں (۱۵) پر انکار کے آثار دیکھتے ہیں اور جو لوگ

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ
ہماری آیات پڑھ کر انہیں سناتے ہیں یہ ان پر حملہ کرنے کو لپکتے ہیں۔

قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ
کہہ دیجئے: کیا میں تمہیں اس سے بھی بری چیز کی خبر دوں؟

وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ ع
وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کفار سے وعدہ کر رکھا ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔(72)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ
اے لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے۔ اسے سنو: اللہ کے سوا جن معبودوں (۱۶) کو تم پکارتے ہو

عربی حاشیہ

یہاں قانون اور شریعت مراد ہے۔ اور ناسک قانون پر عمل کرنے والے عبادت گزار کو کہا جاتا ہے۔

26- سلطان۔ دلیل اور برہان۔ منکر۔ ناگواری جو انکار سے پیدا ہوتی ہے۔

خدا کی طرف سے برہان کے نازل نہ ہونے اور ان کے ذاتی طور پر بھی باخبر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ غیر خدا کی خدائی نہ فطری ہے کہ انھیں فطرت کی طرف سے علم ہوجائے اور نہ استدلالی ہے کہ اس کے بارے میں خدا کی طرف سے کوئی دلیل نازل ہوجائے اور جب ایسا کچھ نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کچھ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۲ دلیل ہے کہ جن افراد کے پاس دلائل کا جواب نہیں ہوتا ہے وہ ہمیشہ مار پیٹ کے لئے تیار رہتے ہیں اور اسی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں حالانکہ رب العالمین نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ اس ہنگامہ آرائی کا انجام بھی جہنم

اردو حاشیہ

(۱۵) واضح رہے کہ انسان مکاری اور ریاکاری میں اپنے جسم کے بعض حصوں پر قابو پا سکتا ہے لیکن بعض اس کے اختیار سے بہرحال باہر ہیں۔ وہ زبان کو ہر غلط راستہ پر چلا سکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے ہر مکارانہ خدمت لے سکتا ہے لیکن آنکھوں کی حرکت اور چہرہ کی رنگت وغیرہ اس کے قابو میں نہیں ہے اور جب بھی کوئی اچھا یا برا واقعہ پیش آئے گا اس کے چہرہ پر اس کے آثار ظاہر ہو جائیں گے اور آنکھیں دل کے حالات کی غمازی کرنے لگیں گی۔

کفار کو آیات الٰہی سے کس قدر تکلیف ہوتی ہے اور وہ انہیں کس قدر ناگوار گزرتی ہیں۔ اس کا اندازہ ان کی زبان سے نہیں ہوتا ہے۔ اس میں تو منافقت کے خاصے امکانات پائے جاتے ہیں۔ یہ ان کا چہرہ ہے جو اس حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے اور جس پر پردہ ڈالنا ممکن نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سیاسی دنیا میں طرح طرح کے میک اپ اور گہرے رنگ کے چشمے اسی لئے ایجاد ہوئے ہیں کہ طرف مقابل قلبی کیفیات کا اندازہ نہ کرنے پائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو براہ راست قلبی کیفیات کا جاننے والا ہے اس سے کس طرح پردہ کیا جا سکے گا اور اس کی بارگاہ میں منافقت اور عیاری کس طرح کارگر ہو سکے گی۔

(۱۶) اس سے زیادہ واضح طور پر توحید کی حقانیت اور شرک کی جہالت کا اعلان نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انسان اپنی آنکھوں سے بتوں کی بے بسی کو دیکھ رہا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

وہ ایک مکھی بنانے پر بھی ہر گز قادر نہیں ہیں خواہ اس کام کیلئے وہ سب

ذُبَابًا وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ

جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے

شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ

اسے چھڑا بھی نہیں سکتے ۔ طالب اور مطلوب دونوں

وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ

ناتواں ہیں۔ (73) لوگوں نے اللہ کی ویسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہئے تھی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ

اللہ یقیناً بڑا طاقت رکھنے والا، غالب آنے والا ہے۔(74)اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے۔ اللہ یقیناً خوب سننے والا، خوب

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

دیکھنے والا ہے۔(75)جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے

وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

اسے سب کا علم ہے اور معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ (76)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا

اے ایمان والو! (۱۷) رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی

عربی حاشیہ

ہے جو کسی طرح قابل برداشت نہیں ہے صاحبان ایمان انسانوں کی مار کھاسکتے ہیں لیکن کفار جہنم کو کس طرح برداشت کریں گے۔

ف: طالب و مطلوب بظاہر بت پرست اور بت ہیں کہ بت پرست بتوں کا تحفظ نہیں کر سکتے ہیں اور بتوں کا یہ عالم ہے کہ ان پر مکھیاں بھنک رہی ہیں اور وہ انھیں اڑا بھی نہیں سکتے ہیں۔

27- اس رسالت سے مراد عام لغوی معنی ہیں یعنی پیغام رسانی۔اب یہی پیغام رسانی کبھی منصب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہوجاتا ہے اور کبھی صرف لغوی حد تک محدود رہ جاتی ہے اور اس کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے اور بس۔ پھر دوسرے کا کام اس کے بیان پر اعتبار کر لینا ہوتا ہے کہ خدا کسی غیر معتبر فرد کو اپنے پیغام کو ذمہ دار نہیں بناتا ہے چاہے وہ انسان ہو یا فرشتہ۔

28- جہاد راہِ خدا میں طاقت اور توانائی

اردو حاشیہ

کہ ان کے پاس ایک مکھی کے برابر بھی طاقت نہیں ہے اور پھر بھی انہیں کائنات کا خدا سمجھ رہا ہے۔ اسے جنون نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ سچ ہے کہ عقل وہی ہے جس سے رحمان کی عبادت کی جائے اور جنت حاصل کر لی جائے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ شیطنت ہے عقل نہیں ہے۔

(۱۷) انسانی زندگی کے یہی بنیادی عناصر ہیں کہ رب کی بارگاہ میں رکوع اور سجدہ انجام دے، زندگی کے جملہ معاملات میں اس کی عبادت کرے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتا رہے۔ سماج میں نیک کام انجام دے اور پھر مذہب کے تحفظ کیلئے جان اور مال قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

وَاعۡبُدُوۡا رَبَّكُمۡ وَافۡعَلُوا الۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ

عبادت کرو نیز نیک عمل انجام دو کہ امید ہے اس طرح

تُفۡلِحُوۡنَ ۞ۚ (۷۷) وَ جَاهِدُوۡا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ

تم فلاح پاؤ گے۔(77)اور راہِ خدا میں ایسے جہاد کرو جیسے

هُوَ اجۡتَبٰٮكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ

جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین کے

مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ هُوَ سَمّٰٮكُمُ

معاملے میں تمہیں کسی مشکل (۱۸) سے دوچار نہیں کیا۔ یہ تمہارے باپ

الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِىۡ هٰذَا لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ

ابراہیم کا دین ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا اس (قرآن) سے پہلے

شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ

اور اس (قرآن) میں بھی تا کہ یہ رسول تم پر گواہ رہے اور تم لوگوں پر گواہ رہو،

فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ

لہٰذا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کے ساتھ متمسک رہو۔

هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَ نِعۡمَ

وہی تمہارا مولا ہے سو وہ بہترین مولا اور بہترین

النَّصِيۡرُ ۞ (۷۸) ع

مددگار ہے۔(78)

عربی حاشیہ

کا خرچ کرنا ہے اور حق جہاد تمام طاقتوں کا صرف کر دینا ہے۔

29- بعض لوگوں کے خیال میں اس کا مرجع ابراہیم ہیں اور ''فی ہذا'' الگ ایک جملہ ہے کہ ''فی ہذا'' شرف اور بعض کے خیال میں اس کا مرجع بھی خدا ہے اور ہذا کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۷۔۷۸ میں پانچ امور کا بالترتیب ذکر کیا گیا ہے جو ایک کے بعد ایک تدریجی طور پر مشقت آمیز حیثیت رکھتی ہیں۔ رکوع، سجدہ، مجموعی عبادات۔ اعمال خیر۔ حق جہاد۔ اور ان سب کی بنیاد یہ ہے کہ تم خدا کے بندے، امتوں کے گواہ اور زبان خدا میں مسلم اور اطاعت گزار ہو اور اطاعت گزار کو بہر حال ان فرائض پر عامل ہونا چاہیے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) اس مقام پر جہاد کی ترغیب کیلئے حسب ذیل نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

۱۔ خدا نے تمہیں اس جہاد کیلئے منتخب کیا ہے اور یہ کام صرف تمہارے انجام دینے کا ہے۔

۲۔ جہاد میں کوئی مشقت نہیں ہے اس لئے کہ دین خدا میں مشقت کا گزر نہیں ہے۔ وہاں مشقت سے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔

۳۔ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ کار ہے کہ انہوں نے بت خانہ میں جا کر بتوں کو توڑا ہے اور راہِ خدا میں جہاد کیا ہے۔

۴۔ خدا نے تمہیں مسلمان کہا ہے اور مسلمان اطاعت گزار کا نام ہوتا ہے۔ باغی اور سرکش مسلمان نہیں ہوتا ہے۔

۵۔ تمہیں لوگوں کے اعمال کا گواہ بنایا گیا ہے اور گواہ کردار کے اعتبار سے کمزور نہیں ہونا چاہیے۔

اٰیاتھا ۱۱۸ ۲۳ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۷۴ رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

وہ ایمان والے یقیناً فلاح (۱) پا گئے۔(1) جو اپنی نماز میں خشوع

خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ ❶ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾

کرتے ہیں۔(2)اور جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔ (3)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

اور جو زکوٰۃ کا عمل انجام دیتے ہیں۔(4)اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

کرتے ہیں۔(5)سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت ہوتی ہیں کیونکہ ان پر

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى ❷ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

کوئی ملامت نہیں ہے۔(6)لہٰذا جو ان کے علاوہ اوروں کے طالب ہو جائیں تو وہ زیادتی

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

کرنے والے ہوں گے۔(7)اور وہ جو اپنی امانتوں اور معاہدوں کا پاس

رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ

کرتے ہیں۔(8)اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔(9)یہی لوگ

وقف لازم

عربی حاشیہ

ف: یہ سورہ مکی ہے اور حکم زکوٰۃ مدینہ میں نازل ہوا ہے لہٰذا اس سورہ میں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ مالی کارِخیر ہے جسے زکوٰۃ مستحب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اس سورہ کا ہر جمعہ کے دن تلاوت کرنے والا فردوس اعلیٰ کا استحقاق پیدا کر لیتا ہے۔

1- لغو۔ ہر وہ مہمل بات جس کا کوئی عقلائی فائدہ نہ ہو۔

ملک یمین۔ یعنی کنیز۔

عادون۔ حد سے تجاوز کر جانے والے۔

وارثون۔ جنھیں ان کے ایمان وعمل کے بناپر جنت اسی طرح مل جائے گی جس طرح وارث کو میراث بغیر کسی زحمت کے حاصل ہو جاتی ہے۔

یہ اخلاص عمل کی بہترین تعلیم ہے کہ وراثت محنت سے نہیں ملتی ہے بلکہ ازخود مل جاتی ہے۔ صاحبانِ ایمان کو بھی جنت کے لئے کام نہیں کرنا چاہیے بلکہ خدا کے لئے کام کرنا

اردو حاشیہ

(۱) ان آیات مبارکہ نے یہ صاف واضح کر دیا ہے کہ مسلمان اور مومن ہونے کیلئے عقیدہ کافی ہے لیکن کامیابی اور نجات حاصل کرنے کیلئے مختلف قسم کی ذمہ داریوں کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور وہ ذمہ داریاں یہ ہیں کہ خدا کی بارگاہ میں خضوع وخشوع ہو، بندوں کیلئے مال زکوٰۃ ادا کیا جائے۔ اخلاقی اعتبار سے لغویات سے پرہیز کیا جائے۔

عفت کے اعتبار سے ناجائز ذرائع سے شہوت کی تسکین کا سامان نہ کیا جائے۔ سماجی معاملات میں امانت اور عہد کا خیال رکھا جائے۔

بندگی کے استحکام کیلئے نماز کے اوقات کی پابندی کی جائے۔

ان شرائط کے بغیر نجات کا کوئی امکان نہیں ہے۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؑ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے انہیں آیات کی تلاوت کی تھی اور پیغمبر اسلامؐ نے سند دی تھی کہ یہ نجات تمہارے ہی ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔ گویا محبت اہلبیت انسان کو انہیں ذمہ داریوں پر عمل کرنے کی دعوت دیتی ہے اور یہی ذمہ داریاں ہیں جو انسان کو منزل نجات تک لے جاتی ہیں۔

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا

وارث ہوں گے۔(10) جو جنت الفردوس کی میراث پائیں گے جس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ

وہ ہمیشہ رہیں گے۔(11) اور بتحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے (۲) خلاصے سے

طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ

بنایا۔(12) پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ بنا دیا۔(13) پھر

خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

ہم نے نطفے کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو بوٹی کی شکل دی پھر بوٹی سے ہڈیاں

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا

بنا دیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے ایک دوسری مخلوق بنا دیا۔

اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ

پس بابرکت ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین خالق ہے۔(14) پھر اس کے بعد

ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ

تم بلاشبہ مر جاتے ہو۔(15) پھر تمہیں قیامت کے دن یقیناً اٹھایا جائے گا۔(16) اور بتحقیق

خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنائے ہیں اور ہم تخلیقی کارناموں سے

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ

غافل نہیں ہیں۔(17) اور ہم نے آسمان سے ایک خاص (۳) مقدار میں

عربی حاشیہ

چاہیے۔ اس کے بعد جنت میراث کی طرح بلا کسی زحمت کے ہاتھ آجائے گی۔

2- یہ اشارہ ہے کہ زوجہ اور کنیز کے علاوہ شہوت کا کوئی راستہ جائز نہیں ہے اور اسی لئے امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کے حوالے سے خود کاری کو حرام قرار دیا ہے اگرچہ روح البیان کے مطابق حنفی اور حنبلی فقہ میں یہ عمل جائز ہے۔

ف: واضح رہے کہ دنیاوی فلاح اور کامیابی کے تین اسباب ہیں۔ بقاء، بے نیازی اور عزت و وقار۔ اور آخرت کی فلاح کے چار مظاہر ہیں..... غیر فانی بقا، مکمل بے نیازی، ہر اعتبار سے عزت و وقار۔ اور ہر طرح کی جہالت سے بچانے والا علم۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ انسان کی تحقیر و تذلیل نہیں ہے بلکہ عظمت خالق کی دلیل ہے کہ انسان کو یہ ہوش بھی رہے کہ جس نے ان پست مراحل سے گزار کر یہاں تک پہنچا دیا ہے وہ یقیناً محسن ہے اور اس کا شکریہ ادا کرنا اور اس کی بندگی کرنا بیحد ضروری ہے۔ غرور شیطنت کو زیب دیتا ہے انسانیت کو نہیں۔

(۳) درحقیقت پانی کا تذکرہ طوفان کے تذکرہ کی ایک تمہید ہے کہ ہم نے ابتدائی طور پر اسے محدود مقدار میں نازل کیا تھا کہ نہ اتنا زیادہ ہو کہ دنیا غرق ہو جائے اور نہ اتنا کم ہو کہ لوگ پیاسے مر جائیں۔

اسی پانی سے ہم نے درخت اور میوے پیدا کئے تھے، اسی پانی سے جانوروں کو زندہ رکھا تھا جن سے انسان طرح طرح کے فائدے حاصل کرتا ہے اور اسی پانی سے درخت زیتون کی نشوونما ہوئی ہے اور اسی پانی سے جانور کے شکم میں دودھ پیدا ہوتا ہے اور یہی پانی انسانی حیات کا سرچشمہ ہے لیکن انسان کی سرکشی کا پانی سر سے اونچا ہو گیا تو ہم نے اسی پانی کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا جیسا کہ نوحؑ کے دور میں ہوا کہ لوگوں نے ان کے پیغام کی تکذیب اور توہین کی اور انہوں نے ہماری بارگاہ میں فریاد کی تو ہم نے پانی ہی کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا اور ساری قوم کو غرق کر دیا۔ صرف چند مخلصین کو کشتی میں بچا لیا گیا تا کہ یہ واضح رہے کہ عذاب ہمارے اوپر غالب نہیں آ سکتا اور عذاب کے درمیان بھی ہم اپنے بندوں کا تحفظ کر سکتے ہیں اور ایک معمولی کشتی کے ذریعہ نجات دلا سکتے ہیں اور لوگوں کو یہ

فِي الْاَرْضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

پانی برسایا پھر اسے زمین میں ہم نے ٹھہرایا اور ہم یقیناً اسے ناپید کرنے پر بھی قادر ہیں۔ (18)

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ

پھر ہم نے اس سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگور کے باغات پیدا کیے جن میں

فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ

تمہارے لیے بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔(19)اور اس درخت کو

مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

بھی پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے اور کھانے والوں کے لیے تیل اور سالن لے کر اُگتا ہے۔ (20)

وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا

اور تمہارے لیے جانوروں میں یقیناً ایک درس عبرت ہے۔ ان کے شکم سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں اور ان میں

وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ عَلَيْهَا وَ

تمہارے لیے (دیگر) بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے کچھ کو تم کھاتے بھی ہو۔(21)اور ان جانوروں پر

عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہیں۔(22)اور تحقیق ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا

پس نوح نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا

خوف نہیں کرتے؟(23) تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: یہ تو بس

عربی حاشیہ

ف: پروردگار نے پانی کو اصل کائنات قرار دیا ہے۔ نباتات کی اصل بھی پانی ہے اور انسان کی اصل بھی قطرہ آب یہ پانی کا زمین میں ساکن ہونا ایک نعمت الٰہیہ ہے کہ زمین کے ایک طبقہ میں جذب کی صلاحیت ہے اور ایک میں واپس کرنے کی ورنہ ذی روح سب فنا ہوجاتے۔

3-اس سے زیتون کا درخت مراد ہے جو عام طور سے طور سینا کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اور جناب نوح نے طوفان کے بعد سب سے پہلے اسی درخت کو لگایا تھا۔ اس درخت کی خوبی یہ ہے کہ یہ کھانا پکانے میں بھی کام آتا ہے اور روٹی کے ساتھ کھانے میں بھی اور پھر بدن پر مالش کرنے کے بھی کام آتا ہے۔

اور واضح رہے کہ سورہ والتین میں طور سینا ہی کو طور سینین کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

صبغ۔ کے معنی ڈبونے کے ہیں یعنی یہ تیل سالن کے بھی کام آتا ہے۔

اردو حاشیہ

ہوش بھی رہے کہ اگر ایک کشتی اتنے بڑے عذاب سے بچا سکتی ہے تو ایک بشر یا ایک نبی کیوں نہیں بچا سکتا ہے۔

هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ
تم جیسا بشر ہے۔ جو تم پر اپنی بڑائی چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا

شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا
تو فرشتے نازل کرتا۔ ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ بات

الْاَوَّلِيْنَ ۝ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ
کبھی نہیں سنی۔(24)بس یہ ایک ایسا شخص ہے جس پر جنون کا عارضہ ہوا ہے لٰہذا کچھ دیر

حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ
انتظار کرو۔(25)نوح نے کہا: اے میرے پروردگار! انہوں نے جو میری تکذیب کی ہے ان پر تو میری مدد فرما۔(26)پس

اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ
ہم نے نوح کی طرف وحی کی (اور کہا:) ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم آجائے

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ
اور تنور ابلنا شروع کر دے تو ہر قسم کے (جانوروں کے) جوڑوں میں سے دو دو سوار کرو اور اپنے گھر والوں کو بھی۔

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ
ان میں سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ صادر ہو چکا ہے اور (اے نوح)

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝
ان ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا کہ یہ اب یقیناً غرق ہونے والے ہیں۔(27)

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ
اور جب آپ اور آپ کے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں تو کہیں:

عربی حاشیہ

4- ہر دور میں اشراف قوم کو یہی پریشانی رہتی ہے کہ اگر دوسرے شخص کی عظمت پہچان لی گئی تو ہماری ریاست کا کیا انجام ہوگا۔ خود ہمارے دور میں بھی دنیا کی تمام بڑی طاقتیں اسی ایک تصور سے پریشان رہتی ہیں کہ علماء دین کی حیثیت کا اندازہ لگالیا گیا تو ہم جیسے شرابیوں اور کبابیوں کا پرسانِ حال کون ہوگا۔

5- اس لفظ سے جناب نوح کا بیٹا کنعان اور ان کی زوجہ مراد ہے جنھوں نے غرق ہو کر واضح کر دیا کہ نبوت کا رشتہ کارآمد نہیں ہوتا ہے نبوت کا راستہ کارآمد ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قُلْ

ثنائے کامل ہے اس اللہ (۴) کے لیے جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دلا دی۔(28)اور کہیں:

رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

پروردگارا! ہمیں بابرکت جگہ اتارنا اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے۔ (29)

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ

اس (واقعے) میں یقیناً نشانیاں ہیں اور ہم آزمائش کر گزریں گے۔(30) پھر ان کے بعد

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

ہم نے ایک اور قوم کو پیدا کیا۔(31) پھر خود انہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث کیا۔ (جس کی دعوت یہ تھی

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

کہ لوگو!) اللہ کی بندگی کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم بچنا نہیں چاہتے؟(32)

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ

اور ان کی قوم کے (۵) کافر سرداروں نے جو آخرت کی ملاقات کی تکذیب کرتے تھے

الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ

اور جنہیں ہم نے دنیاوی زندگی میں آسائش فراہم کر رکھی تھی کہا: یہ تو بس

مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾

تم جیسا بشر ہے۔ وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور یہ وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ (33)

وَ لَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور اگر تم نے اپنے جیسے کسی بشر کی اطاعت کی تو بے شک تم خسارے میں رہو گے۔ (34)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۵ میں تراب اور عظام کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تراب مٹی ہے اور عظام ہڈیاں۔ علماء نے اس مقام پر چند احتمالات دیئے ہیں:۔

۱۔قبر میں جسم کا ایک حصہ مٹی ہوجاتا ہے اور دیر تک ہڈیوں کی شکل میں باقی رہتا ہے۔

۲۔ہڈیاں خود بھی مٹی کی شکل میں تبدیل ہوجاتی ہیں لیکن گوشت کے بعد لہٰذا مٹی کا ذکر پہلے ہے اور ہڈیوں کا بعد میں۔

۳۔مٹی سے مراد پرانے مردے ہیں اور ہڈیوں سے مراد نئے مردے اور سب کی زندگی ان کی نظر میں حیرت انگیز ہے۔

6- یہ ایک تعلیم ہے کہ ظالموں کے ڈوب جانے پر طنز کرنے کے بجائے اپنے بچ جانے پر شکر خدا ادا کرو کہ صاحبانِ ایمان دوسروں کا مذاق نہیں اڑاتے ہیں بلکہ اپنے حالات پر نگاہ رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۴) پانی جیسی رحمت کو وسیلہ عذاب بنا دینے کے بعد خدا نے ایک جماعت کو اس عذاب سے محفوظ کرلیا اور ان کا فرض قرار دیا کہ شکر خدا ادا کریں اور یہ دعا کریں کہ خدایا تو جہاں بھی لے جائے بابرکت جگہ پر لے جائے تاکہ ہمیں یہ احساس رہے کہ ہم کشتی میں بچ بھی گئے ہیں تو یہ بھی خدا ہی کا کرم ہے اور کسی سرزمین پر پناہ ملے گی تو وہ بھی اسی کے کرم کا نتیجہ ہوگی کہ یہی احساس انسان کو تمام برائیوں سے بچاتا ہے اور اسے ہر آن اطاعت الٰہی پر آمادہ کرتا ہے۔

(۵) انسان عجیب وغریب شخصیت کا مالک ہے کہ جب دولت اور سامانِ عشرت نہیں ملتا ہے تو دعا کرتا ہے اور فریاد کرتا ہے اور جب سامانِ عشرت مل جاتا ہے تو سب سے پہلے اسے خدا کی مخالفت کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتا ہے اور اپنے کو دنیا میں مشغول رکھنے کیلئے خیال آخرت کو ذہن سے یکسر نکال دینا چاہتا ہے اگرچہ یہ خیال ہر آن اس کے ذہن کو ٹھوکے دیتا رہتا ہے اور اس کے ضمیر کو کسی طرف سے بھی مطمئن نہیں ہونے دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی بات کو بالا رکھنے کیلئے اس کی مخالفت کرتا ہے تاکہ کم از کم قوم اس کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے ورنہ ہماری حیثیت اور شخصیت کا جنازہ نکل جائے گا اور ہماری کوئی قدر و قیمت نہ رہ جائے گی۔

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ

کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور تم خاک اور ہڈی ہو جاؤ گے تب

مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾

تم نکالے جاؤ گے؟(35) جس بات کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے بعید ہی بعید ہے۔ (36)

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

بس یہی دنیاوی زندگی ہے جس میں ہمیں مرنا اور جینا ہے اور ہم اٹھائے نہیں

بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا [8]

جائیں گے۔(37) یہ تو بس ایسا آدمی ہے جو اللہ پر جھوٹی نسبت دیتا ہے اور ہم اس پر

وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾

ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(38) عرض کیا: پروردگار! ان لوگوں کی تکذیب پر میری نصرت فرما۔ (39)

قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

اللہ نے فرمایا: تھوڑے وقت میں یہ لوگ پشیمان ہو جائیں گے۔(40) چنانچہ وعدہ حق کے مطابق زور دار آواز نے

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾

انہیں گرفت میں لے لیا تو ہم نے انہیں خس و خاشاک بنا کر رکھ دیا، پس ظالمین کے لیے دوری ہے۔(41)

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ [9]

پھر ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔(42) کوئی امت اپنے

مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

مقررہ وقت سے نہ آگے جا سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔(43) پھر ہم نے یکے بعد دیگرے

عربی حاشیہ

7- اس سے مراد جناب ہود کی قوم قوم عاد ہے۔

8- قیامت ہے کہ قیامت کا خوف دلانے والے کو خدا پر اعتراض کرنے والا کہا جاتا ہے اور قیامت کا انکار کرنے والے اپنے کو خدا کا بندۂ مخلص قرار دے رہے ہیں۔

9- ان قوموں میں سب سے پہلے قوم ثمود منظر عام پر آئی جیسا کہ سورۂ اعراف میں بیان کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۱ نے ایک کلی قانون کا اعلان کر دیا کہ ظالمین کا مقدر رحمت خدا سے دوری ہے اور انھیں اس مصیبت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

ف: پروردگار نے جناب موسیٰ کو آیات بھی دیں اور سلطان مبین آیات نو معجزات کا نام ہے اور سلطان مبین علمی اور عقلی دلائل کا نام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آیات چھوٹے معجزات ہیں اور سلطان مبین عصا اور یدِ بیضا جیسے بڑے اور

اردو حاشیہ

رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ فَاَتۡبَعۡنَا

برابر اپنے رسول بھیجے جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتی رہی تو

بَعۡضَهُمۡ بَعۡضًا وَّجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ ۚ فَبُعۡدًا لِّقَوۡمٍ

ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے انہیں افسانے بنا دیا۔لعنت ہو ان پر جو ایمان

لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۙ

نہیں لاتے۔(44) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں

بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ٮِٕهٖ

اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا۔(45) فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا [10] عَالِيۡنَ ۚ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ

مگر انہوں نے تکبر کیا اور وہ بڑے متکبر لوگ تھے۔(46) اور کہنے لگے: کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر

لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ۚ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوۡهُمَا

ایمان لے آئیں جب کہ ان کی قوم ہماری تابعدار ہے؟(47) پھر انہوں نے دونوں کی تکذیب کی لہٰذا نتیجے کے طور پر

فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِيۡنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ

وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔(48) اور ہم نے موسیٰ کو اس امید پر کتاب دی کہ وہ (لوگ)

لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً

اس سے رہنمائی حاصل کر لیں گے۔(49) اور ابن مریم اور انکی والدہ کو ہم نے ایک نشانی بنایا

وَّاٰوَيۡنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيۡنٍ ﴿۵۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا

اور انہیں ہم نے ایک بلند مقام پر جگہ دی جہاں اطمینان تھا اور چشمے پھوٹتے تھے۔(50) اے پیغمبرو! (۲)

المنزل ۴

عربی حاشیہ

عظیم معجزات کا نام ہے۔

10- سماج کے اونچے لوگوں کا ہمیشہ یہی مزاج ہوتا ہے کہ وہ کسی رہنما کے زیر بار نہیں جانا چاہتے ورنہ فرعون کی بات کس قدر احمقانہ تھی کہ قوم ہماری پرستش کررہی ہے لہٰذا ہم ان انسانوں پر کس طرح ایمان لا سکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ تجھ جیسا انسان خدا ہوسکتا ہے تو ان جیسا انسان پیغمبر خدا کیوں نہیں ہوسکتا ہے بشریت خدائی کے لئے مانع نہیں ہے تو پیغمبر کے لئے کس طرح مانع ہوسکتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلام کسی مقام پر بھی کھانے پینے اور عیش و آرام کرنے سے منع نہیں کرتا ہے۔اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ انسان پاکیزہ غذا کھائے اور کھا کر سو نہ جائے بلکہ عمل صالح کرتا رہے تا کہ غذا مقصدِ حیات نہ بننے پائے اور اس کی حیثیت ایک وسیلہ عمل ہی کی رہے جیسا کہ سرکار دوعالمؐ کے حالات میں نقل کیا گیا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کی اچھی غذاؤں سے انکار نہیں فرماتے تھے بلکہ انہیں نوش فرما لیتے تھے اور پسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے اور آپ کا منشا یہ تھا کہ قوم میں تصوف اور رہبانیت کو رواج نہ ملنے پائے ورنہ اسلام تباہ و برباد ہو جائے گا۔اسلام مسائل حیات کو حل کرنے اور مشکلات زندگی سے جہاد کرنے آیا ہے، وہ میدان حیات سے فرار کی تعلیم دینے کیلئے نہیں آیا ہے۔اور جو لوگ اس قسم کی تعلیم دیتے ہیں اور پھٹے لباس یا خراب غذا ہی کو مذہب یا تقدس کا معیار بنائے ہوئے ہیں وہ درحقیقت روح مذہب سے دور اور نظام اسلام کی بربادی کا ذریعہ ہیں۔

اسلام ذمہ دارانِ مذہب کو ضرور حکم دیتا ہے کہ وہ عوام کی سطح زندگی کا خیال رکھیں اور اس سے بلند نہ ہوں تا کہ اس طرح عوام کے قلوب کو تسکین ملتی رہے اور وہ دل شکستہ نہ ہوں۔لیکن یہ رہبانیت کے علاوہ ایک دوسرا مسئلہ ہے جس کا تصوف اور ترک دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح بجا لاؤ۔ جو عمل تم کرتے ہو میں اسے خوب جاننے والا

عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ
ہوں۔(51)اور تمہاری یہ امت یقیناً امت واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں لہٰذا مجھ ہی سے

فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ
ڈرو۔(52) مگر لوگوں نے اپنے (دینی) معاملات میں تفرقہ ڈال کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اب ہر فرقہ

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾
اپنے پاس موجود (نظریات) پر خوش ہے۔(53)انہیں ایک مدت تک غفلت میں پڑا رہنے دیجئے۔(54)

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ
کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد سے جو انہیں مالا مال کرتے ہیں۔(55) تو ہم انہیں

لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ
تیزی سے بھلائی پہنچا رہے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔(56)(حقیقت یہ ہے کہ) بے شک جو لوگ

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اپنے رب کے خوف سے ہراساں ہیں۔(57)اور جو اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَ
لاتے ہیں۔(58) اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے۔(59)اور

الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى
جو کچھ وہ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس بات سے لرز رہے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے

عربی حاشیہ

11- یہ ایک اشارہ ہے کہ عمل خیر کا جذبہ پاکیزہ غذا ہی سے پیدا ہوتا ہے اگر کسی انسان کی غذا پاکیزہ نہیں ہے اور اس کے رگ وپے میں نجاست اور خباثت سرایت کرگئی ہے تو کہیں نہ کہیں اس کا اثر ضرور ظاہر ہوگا۔ حرام تنخواہ کھانے والے حرام کاروبار کو اسی لئے نہیں ترک کرتے ہیں کہ مال حرام نے قبولِ حق کی صلاحیت کو سلب کرلیا ہے اور اب وہ راستہ پر آنے والے نہیں ہیں۔

12- شانِ ایمان یہی ہے کہ انسان کارِخیر کرنے کے بعد بھی عذاب آخرت سے خوفزدہ رہے نہ یہ کہ ہر عمل خیر سے خالی ہوکر بھی جنت کو اپنا زرخرید مال تصور کرے۔

ف: خشیہ خوف کا داخلی پہلو ہے اور اشفاق اس کا عملی پہلو ہے اور دونوں کے لئے ضروری ہے کہ خوف کا سرچشمہ تعظیم واحترام ہو جلادیت اور بے رحمی نہیں۔

اردو حاشیہ

رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ

پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(60) یہی لوگ ہیں جو نیکی کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور یہی لوگ نیکی میں

لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [13] وَلَدَيْنَا

سبقت لے جانے والے ہیں۔(61) اور ہم کسی شخص پر اس کی قوت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتے اور ہمارے پاس

كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ

وہ کتاب ہے جو حقیقت بیان کرتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔(62) مگر ان کے دل اس بات سے

غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

غافل ہیں اور اس کے علاوہ ان کے دیگر اعمال بھی ہیں جن کے یہ لوگ مرتکب ہوتے

عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا

رہتے ہیں۔(63) حتیٰ کہ جب ہم ان کے عیش پرستوں کو عذاب کے ذریعے گرفت میں لیں گے تو وہ

هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا

اس وقت چلا اٹھیں گے۔(64) مت چلاؤ! آج تمہیں ہم سے یقیناً کوئی مدد نہیں

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى

ملے گی۔(65) میری آیات تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو اس وقت

اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

تم الٹے پاؤں پھر جاتے تھے۔(66) تکبر کرتے ہوئے، کہانی سناتے ہوئے بیہودہ گوئی کرتے تھے۔(67)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ

کیا انہوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا یا ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ حق خواہشات کا اتباع نہیں کرسکتا ہے اس لئے کہ اولاً تو خواہشات میں تضاد ہوتا ہے ثانیاً یہ کہ بعض خواہشات کی بنیاد فساد پر ہوتی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ خواہشات صرف ایک پہلو پر نگاہ رکھتی ہیں اور باقی جہات سے غافل بنادیتی ہیں اور حق مصلحت عام کی رعایت کرتا ہے۔

13-وسعت۔ طاقت سے کمتر درجہ کا نام ہے یعنی خدانے تکلیف کا معیار وسعت کو بنایا ہے طاقت کو نہیں بنایا ہے ورنہ واجبات ومحرمات میں اور اضافہ ہوسکتا تھا اس لئے کہ انسان میں موجودہ فرائض سے زیادہ کی طاقت بہرحال پائی جاتی ہے۔

اس مقام پر کتاب سے مراد صحیفۂ اعمال ہے جس میں تمام باتیں صحیح صحیح درج ہیں اور وہاں ظلم کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

نہیں آئی تھی؟(68) یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں جس کی وجہ سے وہ اس کے منکر ہو گئے ہیں؟(69)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ

یا وہ یہ کہتے ہیں: وہ مجنون ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کے پاس حق لے کر آئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ (۷)

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ

حق کو ناپسند کرتے ہیں۔(70) اور اگر حق ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلتا تو آسمان اور زمین

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

اور جو کچھ ان میں ہے سب تباہ ہو جاتے۔ بلکہ ہم تو ان کے پاس خود ان کی اپنی نصیحت لائے ہیں

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا (14) فَخَرَاجُ

اور وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑتے ہیں۔(71) یا (کیا) آپ ان سے کوئی خراج مانگتے ہیں؟(ہرگز نہیں کیونکہ)

رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ

آپ کے رب کا دیا ہوا سب سے بہتر ہے اور وہی بہترین رازق ہے۔(72) اور آپ تو انہیں یقیناً

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

صراط مستقیم کی دعوت دیتے ہیں۔(73) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ

یقیناً وہ راستے سے منحرف ہو جاتے ہیں۔(74) اور اگر ہم ان پر رحم کر بھی دیں اور

كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾

انہیں جو تکلیف لاحق ہے اسے دور کر دیں پھر بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں برابر بھٹکتے جائیں گے۔ (75)

عربی حاشیہ

14- خرج۔ خرچ ہے اور اخراج وہ مال ہے جو بڑی شخصیتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ قدرت نے یہ اشارہ دینا چاہا ہے کہ آپ کو خراج دیا گیا ہے تو آپ کو خرچ کی کیا ضرورت ہے۔ مال دنیا خرچ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے خراج بننے کے لائق نہیں ہے اور مودتِ قربیٰ خراج ہے جو خرچ سے کہیں بالاتر عظمت کی حامل ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) حق اگر صرف کلمۂ حق تک محدود ہوتا اور رسول اکرمؐ کا پیغام صرف قولوا لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہو جاتا تو ساری دنیا حق کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتی اور کسی طرف سے بغاوت کی آواز بلند نہ ہوتی لیکن مشکل یہ ہے کہ رسولؐ جو حق لے کر آئے تھے اس میں عقائد و اعمال اور اخلاقیات اقتصادیات، سماجیات، سیاسیات واجتماعیات کے ساتھ زندگی کے تمام مسائل کا حل شامل تھا اور اس کے تسلیم کرنے کے معنی یہ تھے کہ انسان اپنے تمام ذاتی اصول وعقائد اور اعمال سے دست بردار ہو جائے اور یہ بات روسائے قوم کیلئے ناممکن تھی جیسا کہ دور حاضر میں بھی دیکھا جا رہا ہے کہ جو لوگ کلمہ پڑھنے میں اور نعرہ لگانے میں سب سے آگے رہتے ہیں وہی جب عمل اور اصلاح کی منزل آتی ہے اور اپنے قدیم رسم ورواج کو نظر انداز کرنے کی بات شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے بغاوت کرنے لگتے ہیں اور داعی حق کے جان، مال اور آبرو سب کے درپے ہو جاتے ہیں۔ گویا زمانہ بدل گیا ہے لیکن اہل زمانہ کی ذہنیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے اور یہی قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ اس کے بیانات میں ہر دور کے مسائل کا حل موجود ہے اور وہ کسی وقت بھی فرسودہ اور کہنہ ہونے والا نہیں ہے۔

وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ

اور بتحقیق ہم نے تو انہیں اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے رب سے نہ عاجزی کا

مَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ

اظہار کیا نہ زاری کی۔(76) یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر شدید عذاب کا

شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ

ایک دروازہ کھول دیا تو پھر ان کی امیدیں ٹوٹ گئیں۔(77) اور اللہ وہی ہے جس نے

السَّمْعَ [15] وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے لیکن تم پھر بھی کم شکر گزار ہو۔ (78)

وَ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب کو جمع کیا جانا ہے۔(79)

وَ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ

اور وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت بھی اور اسی کے قبضہ قدرت میں شب وروز کا آنا جانا ہے۔

النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ

تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(80) لیکن یہ لوگ وہی بات کر رہے ہیں جو ان سے پہلے والے

الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا

کرتے رہے۔(81) وہ کہتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہڈی (رہ جائے گی)

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا

تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے؟(82) یہی وعدہ یقیناً ہم سے اور ہم سے پہلے

عربی حاشیہ

ف: خدائی سزاؤں کی دو قسمیں ہوتی ہیں بعض سزاؤں کے ذریعہ مجرم کی اصلاح اور تربیت مقصود ہوتی ہے اور بعض سزاؤں کے ذریعہ سماج کو اس کے منحوس وجود سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ پہلا عذاب پہلی سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے عذاب شدید کے بارے میں مختلف احتمالات کا ذکر کیا گیا ہے جن کا اشارہ دوسری قسم کی طرف بھی ہوسکتا ہے۔

15- شاید اس ترتیب بیان کا راز یہ ہے کہ انسانی زندگی میں سب سے پہلے کانوں کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد آنکھیں کام کرتی ہیں اور اس کے بعد عقل کام کرتی ہے۔ فؤاد اگرچہ دل کے معنی میں ہے لیکن یہاں عقل مراد ہے کہ اسی کو بار بار مخاطب کیا گیا ہے اور اسی سے حساب و کتاب کا عمل انجام پاتا ہے۔ دل کا ان مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ[16] ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ

ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا رہا ہے یہ تو صرف قصہ ہائے پارینہ ہیں۔(83) کہہ دیجئے: (۸)

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

یہ زمین اور جو اس پر (آباد) ہیں کس کی ہے اگر تم جانتے ہو؟ (تو بتاؤ)۔(84) وہ کہیں گے: اللہ کی ہے۔

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

کہہ دیجئے: تو پھر تم سوچتے کیوں نہیں ہو؟(85) کہہ دیجئے: سات آسمانوں

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ

اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟(86) وہ کہیں گے: اللہ ہے۔

قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ[17] كُلِّ

کہہ دیجئے: تو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں ہو؟(87) کہہ دیجئے: وہ کون ہے جس کے قبضے میں ہر چیز کی بادشاہی ہے؟

شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور وہ کون ہے جو پناہ دیتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اگر تم جانتے ہو؟ (تو بتاؤ)۔(88) وہ کہیں گے: اللہ۔ کہہ دیجئے: تو پھر تمہاری یہ خبطی کہاں سے ہے؟(89)

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ[18] ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ

بلکہ ہم حق کو ان کے سامنے لے آئے ہیں اور یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔(90) اللہ نے کسی کو

اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ

بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوقات کو

عربی حاشیہ

16- اساطیر الاولین ان بے بنیاد باتوں کو کہا جاتا ہے جو دورِ قدیم سے چلی آ رہی ہیں اور جن کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے۔

17- ملکوت۔ ملک اور سلطنت کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔

ف: قدرت نے مسئلہ معاد کے سمجھانے کے لئے پہلے زمین کے موجودات کا حوالہ دیا جو واضح سی بات ہے صرف تذکر کی ضرورت ہے۔ پھر آسانوں اور عرش کا ذکر کیا جو قدرے دقیق مسئلہ ہے اور اس کے سمجھنے کے بعد خوف خدا کی ضرورت ہے اور آخر میں ملکوت سماوات کا ذکر کیا جس کی ہیبت عظیم ہے اور اس سے غفلت برتنے والا جادو زدہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

ف: عالم برزخ موت اور قیامت کا درمیانی زمانہ ہے جس میں روح ایک مثالی جسم میں رہتی ہے جو روح کے شایانِ شان ایک الگ جسم ہے یا اسی مادی جسم کے اندر پایا جاتا ہے۔ بہرحال اس کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) قرآن مجید میں منکرین معاد کو سمجھانے کیلئے جس قدر اسالیب اور عناوین سے کام لیا گیا ہے شاید اس قدر اسالیب وعناوین کسی اور موضوع کیلئے استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس مقام پر تین اسالیب پیش کئے گئے ہیں:

۱۔ تمہارا خیال یہ ہے کہ ہم مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ تو سوال یہ ہے کہ تم تو مٹی میں شامل ہو جاؤ گے خود اصل مٹی کا خالق کون ہے اور اگر اسے پہنچانتے ہو تو جو اتنی بڑی زمین کو پیدا کر سکتا ہے وہ زمین سے آدمی کو کیوں نہیں نکال سکتا ہے۔

۲۔ زمین تو چھوٹی سی چیز ہے ان ساتوں آسمانوں اور عرش اعظم کا حساب بتاؤ کہ ان کا مالک کون ہے۔ اور جب مانتے ہو کہ ان کا مالک بھی خدا ہی ہے تو سوچو کہ جو اتنے بڑے آسمان کو پیدا کر سکتا ہے اس کو ایک آدمی کے پیدا کرنے میں کیا زحمت ہے۔

۳۔ پھر آسمان اور عرش کی بات تو ایک طرف رہی کل کائنات کے بارے میں سوچو کہ یہ کائنات کس کے قبضہ قدرت میں ہے اور اگر پہچانتے ہو کہ وہ خدا ہی ہے تو آخر کس کے جادو میں مبتلا ہو گئے ہو کہ قادر مطلق کو عاجز تصور کر لیا ہے اور حیات آخرت پر ایمان نہیں لا رہے ہو۔

كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ

لے کر جدا ہو جاتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔ اللہ پاک ہے۔ ان چیزوں سے

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ [19] وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔(91) وہ غیب و شہود کا علم رکھتا ہے پس وہ منزہ ہے اس شرک سے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا

ع ۵ ۱۵

جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(92) (اے محمدؐ) کہہ دیجئے: میرے پروردگار! اگر تو وہ عذاب مجھے دکھا دے جس کا ان کے ساتھ

يُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

وعدہ کیا گیا ہے۔(93) تو میرے پروردگار! مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ شامل نہ کرنا۔ (94)

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ

اور جس (عذاب) کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے ہم اسے آپ کو دکھانے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں۔(95) آپ

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾

برائی کو احسن طریقے (۹) سے دفع کریں۔ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ (96)

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ

اور کہہ دیجئے: اے میرے پروردگار! میں شیطانی (۱۰) وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(97) اور

اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ

اے پروردگار! میں ان کی قربت سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔(98) (یہ غفلت میں پڑے ہیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

موت آ لے گی تو وہ کہے گا: اے پروردگار! مجھے واپس دنیا میں بھیج دے۔(99) جس دنیا کو چھوڑ آیا ہوں

عربی حاشیہ

18- سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ یکطرفہ سوال جواب کا مقصد کیا ہے کہ اگر ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ یہ جواب دیں گے۔ یہ کہاں سے ثابت ہوگیا کہ یہی جواب دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ جواب نہ دیں اور واقعاً خدا کو خالق و مالک نہ سمجھتے ہوں۔

لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ سب باتیں فطری ہیں اور انسان فطرت سے گریز نہیں کرسکتا۔ انکار تو حالات اور مصالح کی دین ہے ورنہ فطرت کا فیصلہ اپنے مقام پر اٹل ہے۔ اور وہ کسی وقت بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

19- واضح رہے کہ غائب اور حاضر کی تقسیم مخلوقات کے اعتبار سے ہوتی ہے کہ بعض چیزیں ان کی نگاہ سے غائب ہوتی ہیں اور بعض حاضر ورنہ خالق کے اعتبار سے تو کسی غائب کا وجود ہی نہیں ہے، اس کے جاننے یا نہ جاننے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے یہ علمی

اردو حاشیہ

(۹) بعض حضرات کا خیال ہے کہ ہر برائی کا بہترین جواب یہ ہے کہ انسان صبر وتحمل سے کام لے تا کہ ظالم کو خود ہی شرم آ جائے اور وہ ظلم سے باز آ جائے یا منکر کو ہوش آ جائے اور وہ راہِ راست پر آ جائے لیکن یہ بات قاعدہ کلیہ کے طور پر صحیح نہیں ہے بلکہ اچھائی کا صحیح معیار یہ ہے کہ جواب حالات کے مطابق ہو اور انسان میں نیکی کی صلاحیت پائی جاتی ہے تو جواب صبر وتحمل سے ہو اور صرف شرارت پر آمادہ ہے تو طاقت کا بھی مظاہرہ کروتا کہ اسے تمہاری کمزوری کا احساس نہ ہونے پائے کہ اس طرح مزید بغاوت اور شرارت پیدا ہوگی۔ جس طرح کہ سرکار دو عالمؐ نے مدینہ منورہ کی زندگی میں کیا ہے۔

(۱۰) پناہ مانگنا خطرہ کی علامت نہیں ہے کہ عصمت کے منافی ہو۔ یہ بات کی اہمیت کی علامت ہے اور پھر امت کیلئے تعلیم بھی ہے کہ اسے ہر آن خدا کی پناہ کا طلبگار رہنا چاہیے اور شیطان کے شر سے بچتے رہنا چاہیے۔

تَرَكْتُ كَلَّا ۚ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۚ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ

شاید اس میں عمل صالح بجا لاؤں۔ (۱۱) ہرگز نہیں۔ یہ تو وہ جملہ ہے جسے وہ کہہ دے گا اور ان کے پیچھے

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۰۰ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ

اٹھائے جانے کے دن تک ایک برزخ حائل ہے۔(100) پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ان میں اس دن

اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱۰۱ فَمَنْ ثَقُلَتْ

نہ کوئی رشتہ داری رہے گی اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔(101) پس جن کے

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ

پلڑے بھاری ہوں گے وہی نجات پانے والے ہیں۔(102) اور جن کے پلڑے

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ

ہلکے ہوں گے وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا ہو اور وہ

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۳ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ

ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔(103) جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلسا دے گی اور اس میں ان کی شکلیں

فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝۱۰۴ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

بگڑی ہوئی ہوں گی۔(104) کیا تم وہی نہیں ہو کہ جب میری آیات تمہیں سنائی جاتیں

فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۰۵ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

تو تم انہیں جھٹلاتے تھے؟(105) وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہماری

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝۱۰۶ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔(106) اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس جگہ سے نکال دے،

عربی حاشیہ

لطیفہ مشہور ہے کہ عام مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں ہے اور سچی بات ہے کہ اس کے یہاں یہ موضوع ہی نہیں ہے تو علم کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے اسے عالم الغیب مخلوقات کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ جو مخلوقات کی نگاہ میں غیب ہے وہ خدا کی نگاہ میں حاضر اور موجود ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱۶ میں مالک کائنات کا تعارف پانچ الفاظ کے ذریعہ کرایا گیا ہے۔

لفظ اللہ سے اس کی جامعیت صفات وکمالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ لفظ ملک اس کی حاکمیت اور مالکیت کا اعلان ہے۔ لفظ حق اس کے وجود کی اصالت وحقانیت کی طرف اشارہ ہے اور رب العرش الکریم اس کے مقام ربوبیت کی بلندی کا اظہار ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) بعض اہل معرفت کا کہنا ہے کہ اچھا ہوا خدا نے مسئلہ کو یہیں صاف کر دیا ورنہ ایک مرتبہ واپس کر دیا جاتا تو شیطان کو ایک بہانہ اور بھی مل جاتا اور دوسرے جنم میں پہلے سے زیادہ بداعمالیاں ہوتیں اور شیطان یہی سہارا دیتا رہتا کہ آئندہ جنم میں واپس آ کر بہترین اعمال کر لینا ابھی کیا جلدی ہے۔ اب تو واپسی کا راستہ بھی کھل گیا ہے ایک ذاگڑ گڑانے کی ضرورت ہے اور دوبارہ واپسی کی اجازت مل جاتی ہے۔

مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا[20]

اگر ہم نے پھر وہی (جرائم) کیے تو ہم لوگ ظالم ہوں گے۔(107)اللہ فرمائے گا: خوار ہو کر اسی میں پڑے رہو

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ

اور مجھ سے بات نہ کرو۔(108)میرے بندوں میں سے کچھ لوگ یقیناً یہ دعا کرتے تھے:

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہیں پس ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ

رحم کرنے والا ہے۔(109)تو تم نے ان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ انہوں نے

ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ

تمہیں ہماری یاد سے غافل کر دیا اور تم ان پر ہنستے تھے۔(110)آج میں نے

الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ

ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی لوگ کامیاب ہیں۔(111)اللہ پوچھے گا:

كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا

تم زمین میں کتنے سال رہے ہو؟(112)وہ کہیں گے: ایک روز یا روز کا

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ[21] ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

ایک حصہ (ہم وہاں) ٹھہرے ہیں۔ پس شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے۔(113)فرمایا: تم وہاں

اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

تھوڑا ہی (عرصہ) ٹھہرے ہو۔ کاش کہ تم (اس وقت) جانتے ہوتے۔(114) کیا تم نے

عربی حاشیہ

20- واضح رہے کہ زبان عرب میں یہ لفظ کتے کو دھتکارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کفار اور ظالمین نگاہ پروردگار میں ایک نجس العین جانور سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ اب یہ حیرت کی بات ہے کہ کفار و مشرکین کو مسلمان اپنا آقا و مولا اور اپنے مقدر کا مالک و مختار بنائے ہوئے ہیں۔

21- کفار کا مقصد یہ ہے کہ آج ہمیں شمار کرنے کا ہوش کہاں ہے۔ یہ تو وہ لوگ بتا سکتے ہیں جنھیں شمار کرنے کا ہوش ہو اور اس میں یہ پس منظر بھی پایا جاتا ہے کہ کل دار دنیا میں بھی ہمیں شمار کرنے کا ہوش نہیں تھا کہ دنیا چند روزہ ہے اس وقت تو اس کو دائمی اور ابدی ہی سمجھ رہے تھے اب آج یہ اندازہ ہوا ہے کہ کل زندگانی دنیا ایک دن سے زیادہ نہیں تھی۔

اردو حاشیہ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں عبث خلق کیا ہے (۱۲) اور تم ہماری طرف پلٹائے نہیں جاؤ گے۔ (115)

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ

پس بلند و برتر ہے اللہ جو بادشاہ حقیقی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا

وہ عرش کریم کا مالک ہے۔(116) اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کی

بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا

اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو اس کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے اور کافر

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ

یقیناً فلاح (۱۳) نہیں پا سکتے۔(117) اور کہہ دیجئے : اے میرے پروردگار! معاف فرما اور رحم فرما اور

اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

تو سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔(118)

ایاتھا ۶۴ — ۲۴ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۲ — رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورہ ہے جسے ہم نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں صریح آیات کو

عربی حاشیہ

ف: اس سورۂ مبارکہ کی ایک لطافت یہ ہے کہ اس کا آغاز فلاح مومنین کے ذکر سے ہوا ہے اور خاتمہ عدم فلاح کفار کے ذکر پر ہوا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ درمیان کے تمام تذکرے اس عدم فلاح سے بچنے کے ذرائع ہیں جن میں کفار مبتلا ہونے والے ہیں۔

ف: سورۂ نور کے بارے میں امام صادقؑ نے فرمایا کہ اپنے اموال اور اپنی عورتوں کی عفت کا تحفظ سورۂ نور کی تلاوت کے ذریعہ کرو کہ اس کی روزانہ تلاوت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ گھرانے میں کوئی شخص بھی بدکار نہیں ہوتا ہے۔

1-اس سورہ مبارکہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے احکام کو فرض کہا گیا ہے۔ اور ان کو بے حد اہمیت دی گئی ہے کہ اس میں عزت وناموس کے مسائل کو حل کیا گیا ہے اور اس کے تحفظ کا انتظام کیا گیا ہے اور شاید اسی لئے سورہ مبارکہ کو سورہ نور کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) حیاتِ انسانی کا سب سے بڑا مسئلہ اس کی مقصدیت اور عدم مقصدیت کا ہے۔ جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ دارِ دنیا میں عیش کریں گے اور ایک دن مر جائیں گے ان کی نگاہ میں زندگی بالکل بے مقصد ہے اور وجود کی انتہا عدم اور حیات کی انتہا موت کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو ایک انتہائی عجیب وغریب نظریہ ہے کہ کسی شے کو اس کی منزل نقص وفساد کیلئے پیدا کیا گیا ہو۔
انسانی زندگی کی صحیح قدر وقیمت یہی ہے کہ اس کا کوئی مقصد ہو اور وہ مقصد بھی اس کے وجود سے پست تر نہ ہوتا کہ زندگی کا سفر بلندی کی طرف ہو اور پستی کی طرف نہ ہو اور انسان سے بالاتر کوئی مخلوق نہیں ہے لہٰذا مقصدیت کا تعلق خالقِ کائنات سے ہونا چاہیے اور اسی کو مقصدِ حیات بننا چاہیے تا کہ نقص کمال کی طرف سفر کرے اور امانت نتیجہ کار میں صاحب امانت کے حوالے کر دی جائے۔

(۱۳) اس سورہ کا کل خلاصہ یہ ہے کہ یہ مومنین کے پیغام نجات سے شروع ہوا ہے اور کافرین کے عدم نجات پر تمام ہوا ہے اور اسی لئے اس کے فوراً بعد مغفرت اور رحمت کی دعا کی گئی ہے تا کہ انسان توفیقات الٰہیہ اور رحمت پروردگار کے سہارے زمرۂ مومنین میں شامل رہے اور کفار کے گروہ میں محشور نہ ہونے پائے۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا

نازل کیا تاکہ تم یاد رکھو۔(1) زنا کار عورت (۱) اور مرد دونوں کو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ایک ایک سو کوڑے مارو اور دین خدا کے معاملے میں تمہیں ان پر

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ترس نہیں آنا چاہیے اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

اور ان کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت موجود رہے۔ (2)

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ

زانی مرد صرف زانیہ (۲) یا مشرکہ سے نکاح کرے گا اور زانیہ

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے گی اور مومنوں پر یہ حرام

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ

کیا گیا ہے۔(3)اور جو لوگ پاک (۳) دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ

پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں پس انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی

لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴

گواہی ہرگز قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں۔ (4)

عربی حاشیہ

2- بظاہر یہ حکم ہر زنا کار مرد اور عورت کے لئے ہے حالانکہ روایات میں اس حکم کے لئے غیر شادی شدہ ہونے کی تخصیص وارد ہوئی ہے کہ اگر مرد یا عورت شادی شدہ ہوں اور ان کے لئے جنسی مواقع فراہم ہوں تو ان کی سزا کوڑے لگانے کے بجائے سنگسار کرنا ہے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جائیں۔

3- اس مقام پر محصنات سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا کنواری ورنہ سنگسار کے مسئلہ میں محصنات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر ان کی جنسی تسکین کے لئے حاضر ہوں اور پھر بھی وہ زنا کرائیں اور اسی طرح محصن بھی ایسے مرد کو کہا جاتا ہے جس کی عورت اس کے پاس موجود ہو اور وہ پھر بھی زنا کرے۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام عفت اور پاکدامنی کا مذہب ہے۔ وہ اس مسئلہ میں کسی طرح کی مروت کا قائل نہیں ہے۔ وہ مسئلہ کی تحقیق اور گواہی پر ضرور زور دیتا ہے لیکن جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد پھر کسی طرح کی رعایت نہیں کرتا ہے بلکہ سزا کو منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔ تاکہ عزت لوٹنے والے کا انجام عزت لٹنے کی شکل میں دیکھنے میں آئے اور اسے عبرت حاصل ہو سکے اور اس کی عبرت کے نتیجہ میں دیگر افرادِ معاشرہ بھی عبرت حاصل کر سکیں۔

(۲) یہ کوئی قانون شریعت نہیں ہے بلکہ سامانِ عبرت و موعظت ہے کہ زانی مرد کو سوائے زانی عورت کے کون پسند کرے گا اور اسی طرح زانی عورت کا دوست زانی مرد کے علاوہ کون ہو سکتا ہے یا پھر مشرک ہی یہ اقدام کر سکتا ہے کہ شرک خود بھی بدکاری سے کمتر نہیں ہے اور جب یہ بات ثابت ہے تو خبردار زنا نہ کرنا کہ تمہارا ذوق تمہیں زانی عورت کی طرف لے جائے یا اس کے برعکس عورت کا حال ہو کہ اس کا ذوق زنا اسے زنا کار مرد کے حوالے کر دے جس سے کسی وفا کی امید نہیں کی جا سکتی ہے۔

(۳) اس حرکت کو قذف محصنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کی سزا بہت زیادہ سخت ہے چاہے یہ کام مرد انجام دے یا عورت۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا ۚ فَإِنَّ اللّٰهَ

سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں۔ اس صورت میں اللہ بڑا معاف

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ

کرنے والا، رحم والا ہے۔(5)اور جو لوگ اپنی (۴) بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے

يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ

پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ

أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۞ وَالْخَامِسَةُ

چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے۔(6)اور پانچویں بار

أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۞ وَ

کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔(7) اور

يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ ۙ

عورت سے سزا اس صورت میں ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر

إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۞ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ

گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔(8)اور پانچویں مرتبہ

عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۞ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہواگر وہ سچا ہے۔(9)اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۞ ع إِنَّ

(تو تمہیں اس سے خلاصی نہ ملتی) اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، حکمت والا ہے۔(10) جو لوگ

عربی حاشیہ

ف: حدود کے بارے میں سرکاردوعالمؐ کا یہ ارشاد بے حد اہم ہے کہ ایک کوڑا کم کردینے والے حاکم سے سوال ہوگا کہ تو ہم سے زیادہ رحیم کیسے ہوگیا اور ایک کوڑا زیادہ لگانے والے سے سوال ہوگا کہ تو ہم سے زیادہ حکیم کیسے ہوگیا۔

اردو حاشیہ

(۴) اس عمل کو لعان کہا جاتا ہے جہاں شوہر عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور پھر دونوں فریق قسم کھا کر سزا سے بچ جاتے ہیں اور سلسلۂ نکاح ختم ہوجاتا ہے اور عورت اس مرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡہُ

بہتان باندھ لائے (۵) وہ یقیناً تمہارا ہی ایک دھڑا ہے۔ اسے اپنے لیے برا نہ سمجھنا

شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ مَّا

بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ ان میں سے جس نے جتنا گناہ کمایا اس کے لیے

اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ

اتنا ہی حصہ ہے اور ان میں سے جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کیلئے

عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ لَوۡ لَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ

بڑا عذاب ہے۔(11)جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے

الۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِہِمۡ خَیۡرًا ۙ وَّ قَالُوۡا ہٰذَاۤ اِفۡکٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۲﴾

اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہیں کہا کہ یہ صریح بہتان ہے؟ (12)

لَوۡ لَا جَآءُوۡ عَلَیۡہِ بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ یَاۡتُوۡا

وہ لوگ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب چونکہ

بِالشُّہَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ ہُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوۡ لَا

وہ گواہ نہیں لائے ہیں لہٰذا وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔(13)اور اگر دنیا

فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمۡ

اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جن باتوں کا تم نے چرچا کیا تھا

فِیۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِیۡہِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۴﴾ اِذۡ تَلَقَّوۡنَہٗ بِاَلۡسِنَتِکُمۡ

ان کے سبب تم پر بڑا عذاب آ جاتا۔(14)جب تم اس جھوٹی خبر کو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱ صاف اعلان کررہی ہے کہ بعض اوقات دشمن کا پروپیگنڈہ مضر ہونے کے بجائے مفید ہوتا ہے اور اس سے بہت سے حقائق بے نقاب ہوجاتے ہیں۔

4- افک۔ بہت بڑا جھوٹ۔ عصبہ۔ جماعت۔گروہ۔الذی تولی کبرہ جس نے تہمت میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا یعنی عبداللہ بن ابی منافق۔

5- مومنین ومومنات سب آپس میں ایک ہی فرد شمار ہوتے ہیں اور اسی لئے ان کے معاملات کو بھی ذاتی معاملہ قرار دیا جاتا ہے۔
یہ صحیح ہے کہ مسلمان علم کے بغیر نہ واقعہ کو صحیح کہہ سکتا ہے اور نہ غلط لیکن عملی اختیار سے اسے واقعہ کے صحیح نہ ہونے کے مطابق عمل کرنا چاہیے جب تک کہ صحیح ہونے کا علم نہ ہوجائے۔

اردو حاشیہ

(۵) مورخین اور مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے بنی مصطلق سے جہاد میں جاتے وقت حسب عادت قرعہ ڈالا تو ساتھ جانے کیلئے حضرت عائشہ کا نام نکل آیا اور انہیں ساتھ لے کر چلے۔اس کے بعد جب میدان فتح کر کے واپس آئے تو راستہ میں ایک مقام پر قیام کیا اور حضرت عائشہ رفع حاجت کیلئے دور چلی گئیں ادھر قافلہ روانہ ہوگیا اور وہ وہیں رہ گئیں۔تھوڑی دیر بعد صفوان بن معطل آیا اور اس نے انہیں صحرا میں اکیلا دیکھا تو اپنے ناقہ پر بٹھا لیا اور خود مہار کھینچتا ہوا چلا لیکن عبداللہ بن ابی جیسے منافقین نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ صفوان سے ان کے تعلقات قائم ہو گئے ہیں اور ان کا کردار مشکوک ہوگیا ہے تاکہ اس طرح سرکار دوعالم کے دل کو دکھائیں اور ان کی عزت وآبرو کو ٹھیس پہنچائیں۔ظاہر ہے کہ اس معاملہ کا تعلق براہِ راست رسول اکرمؐ کی غیرت سے تھا اس لئے قدرت نے ان کی صفائی دی اور بار بار عذاب الیم کی خبر سنائی کہ امت کو ہوش آ جائے اور آئندہ رسول اکرمؐ کے بارے میں اس طرح کی باتیں نہ کریں کہ نبی کی زوجہ کافر ہوسکتی ہے لیکن بدکار نہیں ہوسکتی۔
زوجہ نوح کی خیانت بھی یہی تھی کہ وہ انہیں دیوانہ کہتی تھی اور زوجہ لوط کی خیانت بھی یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے ساتھ بدکاری کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ورنہ خود ان میں کوئی عورت بدکار اور بدکردار نہیں تھی۔

وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

اپنی زبانوں پر لیتے جارہے تھے اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم اسے ایک معمولی بات

هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

خیال کر رہے تھے جب کہ اللہ کے نزدیک وہ بڑی بات ہے۔(15)جب تم نے یہ بات سنی تھی

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ[6] سُبْحٰنَكَ هٰذَا

تو کیوں نہ کہا: ہمیں ایسی بات نہیں کہنی چاہیے تھی؟ خدایا تو پاک ہے۔

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا

یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے۔(16)اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو آئندہ

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ

کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا۔(17)اور اللہ آیات تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا،

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ

حکمت والا ہے۔(18) جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کے درمیان

فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے۔(19)اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

(تو تم پر فوری عذاب آ جاتا) اور یہ کہ اللہ بڑا شفیق، مہربان ہے۔(20)اے ایمان والو!

عربی حاشیہ

6- کسی کے بارے میں زنا کی تہمت لگائی جائے تو انسان کا فرض ہے کہ اولاً تو اس کی صفائی دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم خود اپنی زبان سے اس تہمت کو نہ دہرائے ورنہ ایسی باتوں کی اشاعت کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بدترین سزا ہے اور آخرت میں بھی شدید قسم کا عذاب ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۰ کی جزا محذوف ہے اور اس کا مضمون تقریباً یہ ہے کہ اگر یہ رحمت نہ ہوتی تو بدبختی لازم ہو جاتی۔ مصیبتیں ہلاک کر دیتیں اور جہالت کی بنا پر نظامِ زندگی درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا اور جو شخص شیطان کے نقش قدم پر چلے گا تو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا

وہ بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ

اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک شخص بھی کبھی پاک نہ ہوتا

اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

مگر اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ خوب سننے، جاننے والا ہے۔ (21)

وَلَا يَاْتَلِ [7] اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي

تم میں سے جو لوگ (مال ودولت میں) وسعت والے ہیں وہ قریبی رشتہ داروں،

الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ

مسکینوں اور فی سبیل اللہ ہجرت کرنے والوں کو کچھ دینے سے دریغ نہ کریں

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ

اور انہیں عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے۔ کیا تم خود یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اور اللہ غفور، رحیم ہے۔(22) جو لوگ بے خبر پاک دامن مومنہ عورتوں پر

الْغٰفِلٰتِ [8] الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ

تہمت لگاتے ہیں اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے

عربی حاشیہ

ف: خطوات الشیطان گناہوں کے تدریجی عمل کی طرف اشارہ ہے کہ انسان پہلے بدکرداروں سے میل ملاپ شروع کرتا ہے پھران کی محفلوں میں شرکت کرتا ہے، پھر گناہ کے بارے میں سوچنا شروع کرتا ہے، پھر مشکوک کام کرنے لگتا ہے، پھرگناہ صغیرہ کاارتکاب کرتا ہے اور آخر میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

7- حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ مسطح نے میرے اوپر الزام لگایا تو میرے باپ نے قسم کھالی کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں گے حالانکہ وہ ان کا خالہ زاد بھائی تھا اور مسکین اور مہاجر بھی تھا تو یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ خبردار انسان کو قرابت، غربت اور ہجرت کے حق کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نظریہ یہی تھا کہ کوئی انسان کسی مومن کے حق میں زیادتی کرے تو نہ اس کی

اردو حاشیہ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ

عذاب عظیم ہے۔(23)اس دن ان کی زبانیں (۶) اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں

وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ

ان سب اعمال کی گواہی دیں گے جو یہ کرتے رہے ہیں۔(24)اس دن اللہ ان کا

دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾

حقیقی بدلہ پورا کرے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے (اور حق کا) ظاہر کرنے والا ہے۔ (25)

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ

خبیث عورتیں خبیث (۷) مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں

لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا

پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ ان باتوں سے پاک ہیں

يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

جو لوگ بناتے ہیں۔ان کے لیے مغفرت اور باعزت روزی ہے۔(26) اے ایمان والو!

آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا

اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ لے لو

عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن

اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔(27)اور اگر تم

لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن

اس گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو بغیر اجازت کے اس میں داخل نہ ہونا اور اگر

عربی حاشیہ

قرابت کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہجرت کی؟

8-وہ عورتیں جوزنا کے بارے میں سوچتی بھی نہیں ہیں اور اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔

واضح رہے کہ یہ الزام اگرچہ گناہِ کبیرہ ہے لیکن اس سے مجرم کافر نہیں ہوجاتا اور نہ لفظ لعنت کفر کی دلیل ہے۔لعنت گناہانِ کبیرہ کے بارے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

ف: طیبات اور خبیثات اقوال واعمال بھی ہوسکتے ہیں اور عورتیں بھی۔ آیت میں قرینہ عورتوں ہی کا ہے لیکن اس کا تعلق صرف جنسی پاکیزگی اور آلودگی سے ہے پورے کردار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اسی لئے انبیاء کرام کے گھر میں نالائق ازواج کو دیکھا گیا ہے اور فرعون کے گھر میں جناب آسیہ کا وجود تھا۔

9- سوال یہ ہے کہ جب گھر میں کوئی نہیں ہے تو اجازت کون دے گا کہ بلا اجازت داخل نہ ہوں۔بعض مفسرین نے اس کا جواب

اردو حاشیہ

(۶) تہمت زنا کیلئے گواہ کا فراہم کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر زنا کار کے بجائے تہمت لگانے والے ہی کو قابل حد تصور کیا جائے گا اور اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ دنیا میں گواہ نہیں فراہم کر سکے گا تو آخرت میں خود اس کے اعضاء وجوارح اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

(۷) بظاہر یہ ایک قانون عام ہے کہ خبیث چیزوں کا تعلق خبیث افراد سے ہوتا ہے اور پاکیزہ باتوں کا تعلق پاکیزہ افراد سے ہوتا ہے لہٰذا اگر کوئی تہمت زنا جیسی خبیث بات کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ باطنی طور پر خود بھی خبیث ہے ورنہ اس سے اس طرح کی بات کا صدور نہ ہوتا۔ اس مسئلہ کا کوئی تعلق عورت اور مرد کے رشتہ سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق عقائد، اعمال، خیالات، تصورات اور افراد سے ہے چاہے وہ افراد مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔ مذکر کا صیغہ صرف اس لئے استعمال ہوا ہے کہ عام طور پر ہر مقام پر اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ خبیثات اور طیبات سے مراد عورتیں ہیں اور خبیثین اور طیبین سے مراد مرد ہیں اور اس طرح اچھے افراد سے زوجیت کو دلیل طیب کردار قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صریح قرآن کے خلاف ہے کہ زوجہ جناب نوح ولوط خبیثات تھیں اور زوجہ فرعون طیبہ تھیں مگر ان کے شوہر ان کے بالکل برعکس تھے۔

قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

تم سے لوٹ جانے کیلئے کہا جائے تو لوٹ جاؤ۔ اسی میں تمہاری پاکیزگی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے

تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا

خوب آگاہی رکھتا ہے۔(28)البتہ ایسے گھروں میں داخل ہونے میں تم پر کوئی حرج نہیں جن میں

غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ [10] لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ

کوئی رہائش پذیر نہ ہو اور ان میں تمہارا کوئی سامان ہو اور اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے

وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ

اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔(29)آپ مومن (۸) مردوں سے کہہ دیجئے: وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں

وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا

اور اپنی شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔ اللہ کو ان کے اعمال کا

يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

یقیناً خوب علم ہے۔(30)اور مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ

اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش (کی جگہوں) کو ظاہر نہ کریں

مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ [11] عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ

سوائے اس کے جو اس میں سے خود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی

زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ

اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش (۹) کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے

عربی حاشیہ

یہ دیا ہے کہ گھر میں آدمی ہو مگر اجازت دینے کے قابل نہ ہو جیسے غلام یا بچہ نابالغ وغیرہ۔

ف: اجازت میں انس کی شرط اور سلام کا حکم اس امر کی علامت ہے کہ اجازت کی بنیاد محبت و الفت کو ہونا چاہیے نہ کہ جبر اور دباؤ کو اور اس طرح اجازت کے جملہ آداب اس لفظ میں داخل ہوجاتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کہ تین مرتبہ اجازت طلب کرو اور اتنا وقفہ دو کہ صاحبِ خانہ اجازت دینے کے لئے تیار ہوجائے۔

10-اس سے عمومی مقامات مراد ہیں جیسے ہوٹل یا دکان وغیرہ کہ وہاں کوئی خاص آدمی نہیں ہوتا ہے اور ہر شخص اجازت خاص کے بغیر داخل ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس کا سامان پہلے سے وہاں موجود ہو۔

11- خمر۔خمار کی جمع ہے یعنی وہ کپڑا جس سے عورت اپنا سر ڈھانکتی ہے۔

جیوب۔ جیب کی جمع ہے یعنی گریبان

اردو حاشیہ

(۸) واضح رہے کہ آیت کریمہ میں نگاہ نیچی رکھنے کا حکم ہے لیکن کس سے اور کب اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ ''من تبعیض بھی داخل کر دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت نگاہ کا نیچا رکھنا واجب نہیں ہے اور پھر یہی حکم عورتوں کیلئے بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تشریحات کیلئے روایات کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور وہ مواقع اور مقامات وہاں سے طے ہوں گے جس وقت نگاہ کا نیچا رکھنا ضروری ہے۔

(۹) زینت سے مراد زینت کے مقامات ہیں ورنہ اصل زینت کا اظہار حرام نہیں ہے۔ مقامات زینت میں بھی جو مقامات از خود ظاہر ہیں ان کی تشریح روایات میں چہرہ اور ہتھیلیوں سے کی گئی ہے کہ ان کے علاوہ سارے جسم کا پردہ ضروری ہے اور ان کا پردہ لازم نہیں ہے جب تک کسی فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو۔

أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيٓ

اپنے بیٹوں، شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھائیوں کے بیٹوں،

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيٓ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ

بہنوں کے بیٹوں، اپنی (ہم صنف) عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے خادموں (۱۰)

أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کے پردوں کی

أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَآءِ ۖ وَ

باتوں سے واقف نہ ہوں۔ اور مومن عورتوں کو چاہئے کہ (چلتے ہوئے)

لَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ وَ

اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں (۱۱) کہ جس سے ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے اور

تُوبُوٓا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

اے مومنو! سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو۔ امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔ (31)

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ

اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں

إِمَآئِكُمْ ۚ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ

ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا،

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا

علم والا ہے۔(32) جو لوگ نکاح کا امکان نہ پائیں انہیں عفت (۱۲) اختیار کرنا چاہیے

عربی حاشیہ

اور اس سے مراد سینہ ہے۔

22- جو بچے یہ نہیں جانتے ہیں کہ پردہ کے مقامات کیا ہوتے ہیں اور ان کی جنسی حیثیت کیا ہے اور ان میں اور دیگر اعضاء میں کیا فرق ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت میں بھتیجوں اور بھانجوں کا ذکر ہے لیکن چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے حالانکہ ان سے بھی پردہ واجب نہیں ہے اور شائد اس کا راز یہ ہو کہ جب ایک رخ سے بھتیجے اور بھانجے محرم ہیں تو دوسرے رخ سے چچا اور ماموں بھی محرم ہوں گے۔

ف: براہ راست مرد و عورت کے بجائے معاشرہ کو مخاطب بنانے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ تحفظ عفت کا انتظام کرے اور نوجوان بزرگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں ورنہ سارا سماج مجرم قرار پائے گا۔

13- ایامیٰ۔ ایّم کی جمع ہے یعنی غیر شادی شدہ چاہے مرد ہو یا عورت کنوارا ہو

اردو حاشیہ

(۱۰) مسلمان عورت اپنی عورتوں یعنی مسلمان عورتوں کے سامنے شرمگاہوں کے علاوہ بدن کے ان حصوں کا بھی اظہار کر سکتی ہے جن کا اظہار مذکورہ بالا قرابتداروں کیلئے جائز ہے لیکن غیر مسلم عورت کے سامنے اس کا اظہار بھی جائز نہیں ہے کہ اس سے فتنہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کریگی اور ان میں بدنیتی اور بدکرداری کا جذبہ پیدا ہوگا۔

(۱۱) یہ اشارہ ہے کہ زینت کا پردہ کرنے کے بعد بھی ایسی حرکتیں جائز نہیں ہیں جن سے جنسی جذبات بیدار ہوتے ہوں اور سماج میں اخلاقی فساد پھیل جانے کا اندیشہ ہو۔

(۱۲) اسلام نے عفت کے تحفظ کا حکم دینے کے بعد ذمہ دار افراد کو دعوت دی کہ وہ غیر شادی شدہ افراد کے عقد کا انتظام کریں تا کہ سماج میں فساد نہ پھیلنے پائے لیکن اس مقام پر چند امور خاص طریقہ سے قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ مخاطب بزرگوں کو بنایا گیا ہے کہ حیاء و غیرت بھی سلامت رہے اور نوجوان ان کے تجربات سے فائدہ بھی اٹھا سکیں۔

۲۔ غلام و کنیز میں صالحین کا ذکر کر کے اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ عقد میں صلاحیت اور کردار کو دیکھنا چاہیے دولت اور غربت کو نہیں دیکھنا چاہیے

حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ [14]

یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں خوشحال کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے

مِمَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا ۖ

جو مکاتبت کی خواہش رکھتے ہوں ان سے مکاتبت کر لو اگر تمہیں معلوم ہو کہ

وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَلَا تُكۡرِهُوۡا

ان میں کوئی خیر ہے اور انہیں اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے دے دو

فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى الۡبِغَآءِ [15] اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ

اور تمہاری جوان لونڈیاں اگر پاکدامن رہنا چاہتی ہوں تو انہیں دنیاوی زندگی کے

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَنۡ يُّكۡرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنۡۢ بَعۡدِ

متاع کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور اگر کوئی انہیں مجبور کر دے تو ان کی اس مجبوری کے بعد یقیناً اللہ بڑا

اِكۡرَاهِهِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۳۳ وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ اٰيٰتٍ

معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(33)اور بتحقیق ہم نے تمہاری طرف واضح کرنے والی آیات

مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمَوۡعِظَةً

نازل کی ہیں اور تم سے پہلے گزرنے والوں کی مثالیں بھی اور تقویٰ رکھنے والوں کے لیے موعظہ بھی

لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝۳۴ ؑ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ

(نازل کیا ہے)۔(34)اللہ آسمانوں اور (۱۳) زمین کا نور ہے ۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے

كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ

گویا ایک طاق ہے، اس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے، چراغ شیشے کے فانوس میں ہے،

عربی حاشیہ

یا شادی شدہ رہ چکا ہو۔

اماء۔ امتہ کی جمع ہے یعنی کنیزیں۔

14- عقد مکاتبت کے معنی یہ ہیں کہ آقا اور غلام یا کنیز کے درمیان یہ معاہدہ ہو جائے کہ ایک معین مقدار میں رقم ادا کرنے کے بعد وہ آزاد ہو جائیں گے۔

15- بغاء۔ زنا ہے اور تحصن پاکدامنی اور جملہ شرطیہ صرف فطرت کی ترجمانی ہے کہ عورت فطرتاً پاکدامنی کی طلبگار ہوتی ہے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ وہ زنا کی خواہش مند ہو تو تم اسے مجبور کر سکتے ہو کہ اس طرح مجبوری کا موضوع ہی ختم ہو جائے گا۔

اردو حاشیہ

کہ رزق دینے والا پروردگار ہے کاروبار نہیں ہے ٹھیک اس کے برعکس جو ہمارے سماج میں رائج ہے اور جس کے ہم عادی ہو گئے ہیں کہ مال ومنال دیکھا جاتا ہے اور اعمال نہیں دیکھے جاتے ہیں۔

(۱۳) بیشک کائنات کے ذرہ ذرہ میں اس کی قدرت کاملہ کا ظہور پایا جاتا ہے اور جس طرف نظر کرو اسی کے کرم کا اظہار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے نور کو اس تفصیلی مثال سے سمجھایا ہے جس میں انتہائی روشنی کے ساتھ اس حقیقت کا بھی اعلان ہے کہ اس کا نور نہ مشرق کا پابند ہے اور نہ مغرب کا اور درحقیقت یہی ہر نور خدا کی شان ہے کہ وہ مشرق ومغرب کی قید سے بالاتر ہے اور اس کی تابانی ہر خطۂ زمین کیلئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہوتی ہے۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

فانوس گویا موتی کا چمکتا ہوا تارا ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے

مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا

روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی، اس کا تیل روشنی دیتا ہے

يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِی اللّٰهُ

خواہ آگ اسے نہ چھوئے۔ یہ نور بالائے نور ہے۔ اللہ جسے چاہے اپنے نور کی

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ

راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بھی بیان فرماتا ہے اور اللہ

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ ۙ فِیْ بُيُوْتٍ [16] اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ

ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(35) (ہدایت پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں جن کی تعظیم کا اللہ نے اذن دیا ہے اور

يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ ۙ

ان میں اس کا نام لینے کا بھی۔ وہ ان گھروں میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔(36)

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ [17] وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت ذکر خدا اور قیام نماز اور

اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ

ادائیگی زکوۃ سے غافل نہیں کرتیں وہ اس دن سے خوف کھاتے ہیں

فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

جس میں قلب و نظر منقلب ہو جاتے ہیں۔(37) تا کہ اللہ انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دے

عربی حاشیہ

16- ظاہری اعتبار سے ان گھروں سے مسجدیں مراد ہیں اور درمنثور کی روایت کی بناء پر انبیاء کے گھر مراد ہیں جن میں حضرت علیؑ وفاطمہؑ کا گھر بھی شامل ہے بلکہ یہ سب سے افضل وبرتر ہے۔

17- تجارت۔ عمومی کاروبار کا نام ہے اور بیع صرف خرید وفروخت کو کہتے ہیں۔

ف: مالک کائنات نے اپنے کو نور قرار دے کر ان امور کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ نور لطیف ترین اور حسین ترین شے ہے۔ نور کی رفتار تمام اشیاء سے سریع تر ہے۔ نور ہر شے کے ظہور کا ذریعہ ہے۔ نور موجودات کی بقا کا وسیلہ ہے۔ نور سے رنگوں کی وجودیت وابستہ ہے..... اور انھیں مناسبات سے اسلام نے قرآن، رسول اکرم، ائمہ طاہرین، ہدایت، علم اور مذہب سب کو نور قرار دیا ہے اور انسان کے لئے ایمان کو چراغ، دل کو فانوس، سینہ کو طاق اور وحی الٰہی کو روغن قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ

اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ [18] بِقِيْعَةٍ

دے دیتا ہے۔(38)اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں

يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ

سراب (۱۴) جسے پیاسا پانی خیال کرتا ہے مگر جب وہاں پہنچتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا بلکہ اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے

وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ۙ

تو اللہ اس کا حساب پورا کر دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ (39)

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ [19] يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ

یا ان کی مثال اس تاریکی کی طرح ہے جو گہرے سمندر میں ہو جس پر ایک موج چھائی ہوئی ہو

فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ

اس پر ایک اور موج ہو اور اس کے اوپر بادل، تہ بہ تہ اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔

يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ

جب انسان اپنا ہاتھ نکالے تو وہ اسے نظر نہ آئے اور جسے اللہ نور نہ دے تو اس کے لیے

مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کوئی نور نہیں۔(40) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہیں

الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ [20] ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی؟ ان میں سے ہر ایک کو اپنی نماز

عربی حاشیہ

ف: لَا تُلْهِيْهِمْ اشارہ ہے کہ تجارت یا کاروبار سے گریز نہیں کرتے بلکہ اس شان سے تجارت کرتے ہیں کہ یادخدا سے غافل نہ ہونے پائیں بیشک یہ گھر انبیاء کرام اور ائمہ طاہرینؑ جیسے گھر ہیں جن کی بنیاد حکم خدا سے رکھی گئی۔ ان کی دیواریں بلند ہیں۔ ان میں یادالٰہی کا سلسلہ مسلسل ہے اور ان کی نگہبانی ایسے مردوں کے حوالے ہے جو یادِ خدا سے غافل نہیں ہوتے ہیں اور اسی بنیاد پر یہ گھر ہدایت وارشاد کا سرچشمہ اور مرکز ومصدر ہیں۔

18-سراب۔ ریت پر پڑنے والی آفتاب کی شعاعیں جو دور سے دیکھنے والے کو پانی کا سمندر نظر آتی ہیں۔

قیعہ۔ قاع کی جمع ہے یعنی میدان۔

19-لُجی۔ گہرا سمندر جس کی لہریں ایک پر ایک آرہی ہوں۔

20-صافات۔ فضا میں پر پھیلا کر اڑنے والے پرندے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) اس مقام پر کفار کے اعمال کی مختلف مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

ایک مثال اس سراب کی ہے جو چٹیل میدان میں ہو اور جسے دیکھ کر انسان مطمئن ہو جائے کہ اب پانی میسر ہو جائے گا اور پھر جب اس کے قریب جائے تو محرومی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے۔ بلکہ کفار کی مثال تو اس پیاسے سے بھی بدتر ہے کہ پیاسا سراب کے قریب جا کر فقط محروم رہتا ہے اور کفار تو محرومی کے علاوہ حساب سے بھی دوچار ہوتے ہیں اور انہیں اپنی زندگی کا حساب بھی دینا پڑتا ہے۔

دوسری مثال ان تاریکیوں کی ہے جو سمندر کی گہرائیوں میں پائی جاتی ہیں جن کے اوپر تہ بہ تہ موجیں ہیں اور ان کے اوپر تہ بہ تہ بادل ہیں کہ کہیں سے روشنی کی جھلک بھی نظر نہیں آتی ہے۔ یعنی کفار جذبات اور خواہشات کے سمندر میں اس طرح غرق ہو گئے ہیں کہ ان کی زندگی میں ایمان اور کردار کی کوئی روشنی بھی نظر نہیں آتی ہے اور جسے خدا روشنی عطا نہ کرے اس کے مقدر میں روشنی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اور تسبیح کا علم ہے اور اللہ کو ان کے اعمال کا بخوبی علم ہے۔(41)اور آسمانوں اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔(42) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ

اللّٰهَ يُزْجِيْ [21] سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا

اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر اسے باہم جوڑ دیتا ہے پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے؟

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

پھر آپ بارش کے قطروں کو دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے نکل رہے ہیں اور آسمان سے

جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ

پہاڑوں (جیسے بادلوں) سے اولے نازل کرتے ہے پھر جس پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے اور

عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ ؕ

جس سے چاہتا ہے اسے ہٹا دیتا ہے۔ممکن ہے اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو ختم کر دے۔(43)

يُقَلِّبُ [22] اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

اللہ شب و روز کو بدلتا رہتا ہے جس میں صاحبان بصیرت کے لیے یقیناً

الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ [23] ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

عبرت ہے۔(44)اور اللہ نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے

يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ

خلق فرمایا پس ان میں سے کوئی اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے اور کوئی دو ٹانگوں پر

عربی حاشیہ

ف: بے ایمان افراد جن مختلف تاریکیوں میں گرفتار ہیں اور جو تہ بہ تہ ہیں۔ان سے مراد یا تو عقائد، رفتار اور گفتار کی جہالت ہے یا تین قسم کی دو جہالتیں ہیں جن میں نہ جاننا.....یہ نہ جاننا کہ نہیں جانتے ہیں اور یہ جاننا کہ جانتے ہیں اگرچہ نہیں جانتے ہیں .....یہ ساری جہالتیں شامل ہیں۔

ف: آیت نمبر ۴۳ میں پہاڑوں سے مراد بطور کنایہ عظیم مخلوق ہے یا واقعاً آسمان میں برف کے پہاڑ پائے جاتے ہیں جیسا کہ دور حاضر میں سائنس نے انکشاف کیا ہے کہ آسمانوں میں برف کے ذرات پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

21-یزجی۔ آہستہ رفتار سے چلنا۔

رکام۔تہ بہ تہ۔

ودق۔بارش

برد۔ برف جو بادلوں کے درمیان جمع ہو جائے۔

اردو حاشیہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ

چلتا ہے اور کوئی چار ٹانگوں پر۔ اللہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(45) بتحقیق ہم نے حقیقت بیان کرنے والی آیات نازل کیں

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہے۔(46)اور یہ لوگ کہتے ہیں:

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت بھی کی پھر اس کے بعد

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ

ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے ۔ یہ لوگ مومن ہی نہیں ہیں۔(47)اور

اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو ان میں سے

مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے۔(48)اور اگر حق (۱۵) ان کے موافق ہو تو فرمانبردار بن کر رسول کی طرف

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ

آ جاتے ہیں۔(49) کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ

یا انہیں کوئی شبہ یا ڈر ہے کہ کہیں اللہ اور اس کا رسول ان کے ساتھ

عربی حاشیہ

22-اسی کا نتیجہ ہے کہ دن اور رات کبھی چھوٹے ہو جاتے ہیں اور کبھی بڑے۔

23-ایک پانی سے مختلف النوع مخلوقات کا پیدا کر دینا علامت ہے کہ ان کے پیچھے کوئی کارساز فطرت کام کر رہی ہے اور یہ سب اندھے مادہ کا کاروبار نہیں ہے۔

24- کہا جاتا ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہو گیا تو منافق کہتا تھا کہ یہودیوں کے عالم کعب الاحبار سے فیصلہ کرائیں گے کہ وہاں رشوت چل جاتی ہے اور یہودی کہتا تھا کہ محمد مصطفیؐ سے فیصلہ کرائیں گے کہ فیصلہ یقیناً سچا اور برحق ہوگا تو یہ آیت نازل ہوئی اور اس نے واضح کر دیا کہ ایمان فقط کلمہ کا نام نہیں ہے، اس کی اصل فیصلہ کرانا ہے اور پھر اس پر عمل بھی کرنا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) قانونی طور پر انہیں منافق کہا جائے یا مومن کسی دور میں بھی ایسے افراد کی کمی نہیں رہتی ہے جو ہر وقت اپنے ایمان کا چرچا کیا کرتے ہیں اور جب کسی معاملہ میں فیصلہ کرانے کا وقت آ جاتا ہے تو جان چرانے لگتے ہیں کہ کہیں فیصلہ ان کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ انہیں اپنے باطل پر ہونے کا علم ہوتا ہے اور بعض لوگ تو ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں کہ حق اور باطل کا بھی اندازہ نہیں کر پاتے اور وہ اپنی ہر حماقت اور جہالت اور آبائی رسم ہی کو حق و حقیقت سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں کوئی بات ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ لوگ بظاہر تو مسلمان یا مومن ہوتے ہیں لیکن درحقیقت منافقین سے بدتر ہوتے ہیں۔

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى

ظلم نہ کریں۔(50) جب مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ

فیصلہ کریں تو مومنوں کا قول تو بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں: ہم نے سن لیا اور اطاعت کی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ

اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(51) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے

يَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا

ڈرتا اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا ہے تو ایسے ہی لوگ (۱۶) کامیاب ہوں گے۔(52) اور یہ لوگ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ

اللہ کی کڑی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔

لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

ان سے کہہ دیجئے: تم قسمیں نہ کھاؤ ایک واضح اطاعت ہے۔ بتحقیق اللہ کو تمہارے اعمال کا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ

خوب علم ہے۔(53) کہہ دیجئے: اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم نے منہ موڑ لیا تو سمجھ لو کہ

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ

جو بار رسول پر رکھا گیا ہے اس کے وہ ذمے دار ہیں اور جو بار تم پر رکھا گیا ہے اس کے تم ذمے دار ہو اور اگر تم ان کی

تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ (25) الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کی ذمے داری تو صرف یہ ہے کہ واضح انداز میں تبلیغ کریں۔ (54)

عربی حاشیہ

بعض روایات میں حضرت علیؑ اور عثمان یا مغیرہ بن وائل کے اختلاف کا ذکر ہے جہاں حکم بن العاص نے یہ کہہ دیا تھا کہ محمدؐ سے فیصلہ نہ کرانا ورنہ وہ اپنے بھائی کے حق میں فیصلہ کردیں گے۔ تو یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ (مجمع البیان، صافی، نور الثقلین)

ف: آیت نمبر ۵۵ دلیل ہے کہ حکومت اسلامی کا ہدف اور مقصد دین خدا کا غلبہ، خوف کا امن وسکون میں تبدیل ہو جانا اور ایسی عبادت کا قیام ہے جس میں کسی طرح کے شرک کی آمیزش نہ ہو۔ ایسی حکومت کا مکمل مصداق حکومت مہدیؑ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

25- واضح رہے کہ کوئی بھی رسول قوم کے اعمال وافعال کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ اس کی ذمہ داری صرف پیغام الٰہی کے پہنچا دینے کی ہوتی ہے اور بس اس کے بعد عمل کرنا یا نہ کرنا ہر قوم کی اپنی ذمہ داری ہے۔ رسول اپنی تبلیغ کا مسئول ہوتا ہے وہ قوم کی اطاعت کا مسئول

اردو حاشیہ

(۱۶) انسانی زندگی میں کامیابی کے تین عناصر ہوتے ہیں۔

۱۔ خدا اور رسول جو احکام نافذ کریں ان کی اطاعت کی جائے۔

۲۔ جن باتوں سے روک دیں ان کا خوف دل میں رکھا جائے اور ان سے پرہیز کیا جائے۔

۳۔ آئندہ کیلئے یہ عزم محکم رکھا جائے کہ ایسی غلطی پھر کبھی نہیں ہونے پائے گی۔

انہیں صفات وکمالات کی بنا پر روایات میں شیعوں کو کامیاب کہا گیا ہے کہ یہ کامیابی بدعقیدہ، بدعمل اور بدکردار افراد کیلئے نہیں ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ

فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ

انہیں زمین میں اسی طرح جانشین ضرور بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ

ان کے لیے پسندیدہ بنایا ہے (۱۵) اسے پائدار ضرور بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا۔

خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ (26)

وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اختیار کریں گے پس وہی فاسق ہیں۔(55) اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور زکوۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(56) آپ

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ

یہ خیال نہ کریں کہ کافر لوگ زمین میں (ہمیں) عاجز بنا دیں گے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا

النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

جو بدترین ٹھکانا ہے۔(57) اے ایمان والو! ضروری ہے کہ

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ (27)

تمہارے مملوک اور وہ بچے جو ابھی بلوغ کی حد کو نہیں پہنچے ہیں

عربی حاشیہ

نہیں ہوتا ہے۔

26- شرک کبھی عقیدہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی عمل کے اعتبار سے...... جہاں انسان کلمہ پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود کردار میں کہیں سے اسلام کی جھلک نہیں نظر آتی ہے اور جن صاحبان ایمان سے خدا نے خلافت کا وعدہ کیا ہے وہ ہر طرح کے شرک سے پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان کے اعمال میں بھی کسی طرح کا شرک نہیں ہوتا ہے۔

27- یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو اسلام غلام وکنیز اور بچوں کے بارے میں اس قدر محتاط ہے وہ دیگر افراد کے بارے میں کس قدر محتاط ہوگا اور کس قدر بلند و بالا تہذیب اور اخلاق کا حامل ہوگا۔

آیت میں لفظ حلم بلوغ کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ بلوغ کے ساتھ عقل کمال کی منزلوں میں آجاتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خواب کے معنی میں ہو کہ بلوغ کا آغاز مخصوص

اردو حاشیہ

(۱۵) اگر چہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ رسول اکرمؐ یا صحابہ کے دور میں یہ وعدۂ الٰہی محقق ہو چکا ہے اور مسلمانوں کو عظیم اقتدار حاصل ہو چکا ہے جہاں دین اسلام کا غلبہ تھا اور خوف امن میں تبدیل ہو گیا تھا۔ توحید خالص کا دور دورہ تھا اور شرک کا نام و نشان بھی نہیں تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وعدہ کا مکمل تحقق ہنوز باقی ہے اور ابھی تک کوئی ایسا دور نہیں آیا ہے جسے آیت کا مکمل مصداق قرار دیا جا سکے۔ مثال کے طور پر آیت میں اس دین کے غلبہ کا ذکر ہے جسے خدا نے پسند کیا ہے اور دین کی پسندیدگی کا اعلان میدانِ غدیر میں ہوا ہے تو جب تک غدیری نظام دنیا میں غالب نہ آ جائے اور پرچم اسلام پر ولایت علیؑ کی مہر ثبت نہ ہو جائے اس وقت تک وعدہ کے تحقق کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ پھر خوف کے امن سے بدل جانے کا تصور بھی دورِ رسول اکرمؐ یا دورِ صحابہ میں صرف ایک حسن ظن ہے ورنہ اضطراب و خوف ہر دور میں موجود رہا ہے اور عدل و انصاف کا مکمل قیام کبھی نہیں ہو سکا ہے اور اسی لئے مرسل اعظمؐ نے خود فرمایا ہے کہ یہ کام میرے آخری وارث کے ذریعہ انجام پائے گا۔ جب دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے گی اور ظلم و جور کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مِنۡكُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوةِ الۡفَجۡرِ وَحِيۡنَ
تین اوقات میں تم سے اجازت لے کر آیا کریں، فجر کی نماز سے

تَضَعُوۡنَ ثِيَابَكُمۡ مِّنَ الظَّهِيۡرَةِ وَمِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ
پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی

الۡعِشَآءِ ۛ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّـكُمۡ ؕ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا
نماز کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ان کے بعد ایک دوسرے

عَلَيۡهِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ بَعۡضُكُمۡ
کے پاس باربار آنے میں نہ تم پر کوئی حرج ہے اور نہ ان پر۔

عَلٰى بَعۡضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ
اللہ اس طرح تمہارے لیے نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ بڑا دانا،

حَكِيۡمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡكُمُ الۡحُلُمَ فَلۡيَسۡتَاۡذِنُوۡا
حکمت والا ہے۔(58)اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں چاہیے کہ

كَمَا اسۡتَاۡذَنَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
وہ اجازت لیا کریں جس طرح پہلے (ان کے بڑے) لوگ اجازت لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ

اللّٰهُ لَـكُمۡ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ [28] ﴿۵۹﴾ وَالۡقَوَاعِدُ
اپنی آیات تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔(59)اور جو عورتیں

مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِىۡ لَا يَرۡجُوۡنَ نِكَاحًا فَلَيۡسَ عَلَيۡهِنَّ
(ضعیف العمری کی وجہ سے) خانہ نشین ہو گئی ہوں اور نکاح کی توقع نہ رکھتی ہوں

عربی حاشیہ

خواب سے ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں احتلام واقع ہوتا ہے۔

ف: قواعد وہ عورتیں ہیں جو عقد کی حدوں سے آگے نکل گئی ہوں یا جن کا سلسلہ حیض تمام ہوگیا ہو یا جن کی زندگی میں کوئی جنسی پہلو نہ رہ گیا ہو۔ایسی عورتوں کو چادر اور دوپٹہ اتار دینے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ باقی پردہ بہرحال ضروری ہے۔

28-پروردگار عالم نے بار بار اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ ہم ہر ایک کے رازِ دل سے باخبر ہیں اور ہمارے تمام احکام حکمت کی بنیادوں پر قائم ہیں اور ہم حکمت اور مصلحت سے الگ ہوکر کوئی قانون وضع نہیں کرتے ہیں۔

اردو حاشیہ

جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ (29) غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ

ان کے لیے اپنے (حجاب کے) کپڑے اتار دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں

وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾

تاہم عفت کا پاس رکھنا ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔ (60)

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ

اندھے پر کوئی حرج نہیں (۱۸) ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج ہے

وَّ لَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَنْ

(کہ وہ کسی کے گھر سے کھائیں) اور نہ خود تم پر اس بات میں کوئی حرج ہے کہ

تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ (30) اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ (۱۹) کے گھروں سے یا اپنی بڑی ماؤں (نانی ، دادی)

اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ

کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا

اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ

اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے

اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا

جن گھروں کی چابیاں تمہارے اختیار میں دے دی گئی ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔

عربی حاشیہ

29-ضعیف عورتیں گھروں سے باہر نکلیں تو نامحرموں کے سامنے اپنے ظاہری لباس کو اتار سکتی ہیں بشرطیکہ اس کا مقصد زینت کی نمائش نہ ہو اس لئے کہ ان کے ضعیف ہونے کے باجود بھی دنیا میں بدنفس اور ہوسناک انسانوں کی کمی نہیں ہے۔

30-بیوتکم سے مراد اپنے اہل و عیال کے گھر ہیں اور اس کے بعد بار بار لفظ بیوت کی تکرار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سارا خاندان الگ الگ آباد ہوتو بھی ہر طرح سے کھانا کھایا جاسکتا ہے اور اس کے لئے کسی خصوصی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نیز اپنے نفس پر سلام کرنے سے مراد اپنے عزیزوں پر سلام بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بمنزلہ نفس ہوتے ہیں اور اپنی ذات پر سلام بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی طرف بھی روایات میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ کہے السلام علینا من عند ربنا۔

اردو حاشیہ

(۱۸) دور قدیم میں ایک تصور یہ بھی تھا کہ نابینا اور لنگڑے اور بیمار کو کھانے میں شریک نہ کیا جائے کہ نابینا کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی ہے اور لنگڑا برابر سے زمین پر بیٹھ نہیں سکتا ہے۔ اور مریض دیر تک کھاتا رہتا ہے اور اس طرح نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی مرسوم تھا کہ دوسروں کے گھروں میں داخلہ بھی ممنوع ہے جب تک اجازت حاصل نہ ہو جائے کھانے کا کیا ذکر ہے۔

قرآن مجید نے دونوں مسائل کی وضاحت کر دی کہ معذور افراد بھی کھا سکتے ہیں اور تم بھی کھا سکتے ہو بلکہ یہ کمالِ اتحاد ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن کو اپنے سے الگ نہ سمجھے اور دوسروں کے گھر کھاتے وقت یہ خیال رکھے کہ دوسرا بھی ہمارے گھر سے بلا اجازت کھانے کی اجازت رکھتا ہے۔

(۱۹) بعض حضرات کا خیال ہے کہ گھروں کی تکرار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام جوائنٹ فیملی کا طرفدار نہیں ہے اور وہ ہر ایک کا گھر الگ الگ دیکھنا چاہتا کہ اس طرح بغض وحسد، حرص وطمع اور مقابلہ وچشمک سے بھی انسان محفوظ ہو جائے گا اور پردہ کا بھی باقاعدہ اہتمام ہو سکے گا۔

اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى

اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا جدا جدا اور جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو

اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ

اپنے آپ پر سلام کیا کرو اللہ کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحیت کے طور پر۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے۔ شاید تم عقل سے کام لو۔(61)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ

مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب

اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ (31) لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى

وہ کسی اجتماعی معاملے میں رسول اللہ کے ساتھ ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر نہیں ہلتے،

يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جو لوگ آپ سے اجازت مانگ رہے ہیں یہ یقیناً وہی لوگ ہیں جو اللہ اور (۲۰) اس کے رسول پر

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ

ایمان رکھتے ہیں لہٰذا جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے

شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ

جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

بے شک اللہ بڑا بخشنے والا ، مہربان ہے۔(62) (مومنو!): تمہارے درمیان رسول کو

عربی حاشیہ

ف: حنظلہ بن ابی عیاش نے جس رات عقد کیا اس کی صبح جنگ احد تھی۔ حنظلہ نے اذن پیغمبرؐ سے رات زوجہ کے ساتھ گزاری اور صبح کو شریکِ جہاد ہو کر شہید ہوگئے تو رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ انھیں ملائکہ نے غسل دیا ہے اور اس طرح واضح کیا کہ مسلمان کو عیش میں پڑ کر فریضہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

31-امر جامع۔ وہ اہم اور اجتماعی کام ہیں جن میں تمام افراد کو حصہ لینا چاہیے اور جو باہمی تعاون کے بغیر انجام نہیں پا سکتے ہیں جیسے مسئلہ جہاد وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲۰) درحقیقت مسلمانوں کی زندگی کو ایک سپاہی کی زندگی ہونا چاہیے جو ہر وقت اپنے قائد کے اشارہ کا انتظار کرتا رہے اور اس کے اذن کے بغیر کوئی کام انجام نہ دے۔

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

پکارنے کا انداز ایسا نہ ہو (۲۱) جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ تم میں سے جو دوسروں کی

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ

آڑ میں کھسک جاتے ہیں اللہ انہیں جانتا ہے۔ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات کا

اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

خوف لاحق رہنا چاہیے کہ مبادا وہ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب آ جائے۔ (63)

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ

متوجہ رہو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے۔ تم جس حال میں ہو

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا

اللہ اسے جانتا ہے اور جس دن انہیں اس کی طرف پلٹا دیا جائے تو وہ انہیں بتائے گا کہ

عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع

وہ کیا کرتے رہے ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا خوب علم ہے۔ (64)

اٰیاتھا ۷۷ ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ سارے جہان (۲۲) والوں کے لیے انتباہ

عربی حاشیہ

32-سلّہ۔ خاموشی سے سرقہ کرنے کے معنی میں ہے۔ یہاں تسلل کا مقصد یہ ہے کہ انسان چپکے سے نکل جائے اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے پائے۔

لواذ۔ پناہ کے معنی میں ہے یعنی ہر آدمی دوسرے کی پناہ میں چپکے سے نکل جائے کہ پیغمبر اسلامؐ دیکھنے بھی نہ پائیں اور انھیں خبر بھی نہ ہونے پائے۔ یُخالفون۔ مخالفت سے مراد اعراض اور کنارہ کشی ہے اور اسی سے لفظ عن استعمال ہوا ہے جو اعراض کے مفہوم کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

فرقان۔ وہ کتاب ہے جس سے حق اور باطل میں فرق کیا جاسکے یعنی قرآن حکیم۔

بعض حضرات نے اس آیت کریمہ سے ختم نبوت پر بھی استدلال کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کو جس طرح عرضی طور پر عالمین کے لئے نذیر بنایا گیا ہے اس طرح طولی اعتبار سے قیامت تک کے ہر عالم کے لئے نذیر بنایا گیا ہے اور

اردو حاشیہ

(۲۱) یہ اسلامی اخلاق کا ایک نمونہ ہے کہ خبردار ایسا نہ ہو کہ پیغمبر کو اپنا جیسا بشر دیکھ کر نام لے کر پکارنا شروع کر دو۔ یہ عمل جائز نہیں ہے۔ وہ بشر ہو کر بھی تمہارا حاکم اور مولا ہے لہٰذا اسے رسول اور نبی کے القاب سے یاد کرو تاکہ اس کی عظمت کا بھی اظہار ہوتا رہے اور تمہیں اپنی حیثیت کا بھی احساس رہے اور تمہارا جذبۂ اطاعت بھی مجروح نہ ہونے پائے۔

(۲۲) اس لفظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار دو عالمؐ کی رسالت یا آپ کا پیغام کسی ایک عالم کیلئے نہیں ہے بلکہ آپ کو عالمین کیلئے رحمت بھی بنایا گیا ہے اور عالمین کا ڈرانے والا بھی اور درحقیقت عذاب الٰہی سے ڈراتے رہنا بھی رحمت کا ایک بہترین نمونہ اور مرقع ہے جس کے بعد انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جنت کا حقدار ہو جاتا ہے۔

نَذِيۡرَا ۙ۝۱ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ

کرنے والا ہو۔(1) جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی (۲۳) ہے اور جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا

يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ

اور جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے اور جس نے ہر چیز کو خلق فرمایا پھر ہر ایک کو

كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ

اپنے اندازے میں مقدر فرمایا۔(2) لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے

اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ

جو کسی چیز کو خلق نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور وہ اپنے لیے بھی

لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا

کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور وہ نہ موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ حیات کا

حَيٰوةً وَّلَا نُشُوۡرًا ۝۳ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ

اور نہ ہی اٹھائے جانے کا۔(3) اور کفار کہتے ہیں: یہ قرآن ایک خود ساختہ چیز ہے جسے اس شخص نے

اِلَّاۤ اِفۡكُ ۨافۡتَرٰٮهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۛۚ فَقَدۡ

خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔ (ایسی باتیں کر کے) یہ لوگ ظلم

جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّزُوۡرًا ۝۴ وَقَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ

اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔(4) اور کہتے ہیں: (یہ قرآن) پرانے لوگوں کی داستانیں ہیں

اكۡتَتَبَهَا فَهِىَ تُمۡلٰى عَلَيۡهِ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۝۵ قُلۡ اَنۡزَلَهُ

جو اس شخص نے لکھ رکھی ہیں اور جو صبح و شام اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔(5) کہہ دیجئے: اسے تو

عربی حاشیہ

اس کے بعد کسی نذیر کی ضرورت نہیں ہے۔

ف: کفار نے تین طرح کے اعتراضات کئے:

۱۔قرآن میں پرانی داستانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

۲۔اسے کوئی شخص صبح و شام املا کر کے لکھوا دیتا ہے۔

۳۔پیغمبر نے لکھنا پڑھنا سیکھا ہے یہ غلط کہتے ہیں کہ میرا لکھنے پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پروردگار نے ایک تنزیل اور اپنے علم کا حوالہ دے کر تمام مسائل کا اکٹھا جواب دے دیا۔

1-بلاغت قرآن کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ بات کو اس قدر واضح طریقہ سے بیان کیا جائے کہ جاہل ترین انسان بھی محسوس کر سکے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس مقام پر نقصان کو نفع پر اور موت کو حیات پر مقدم کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ خود ساختہ خدا نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے ہیں فائدہ کا کیا ذکر ہے اور

اردو حاشیہ

(۲۳) ظاہر ہے کہ جب وہ کائنات کا مالک ہے تو سب اس کی ملکیت ہیں اور ملکیت کو نہ رشتہ دار کہا جا سکتا ہے اور نہ شریک کاروبار۔

الَّذِىْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا

اس اللہ نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کا راز جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا غفور،

رَّحِيْمًا ﴿٦﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ

رحیم ہے۔(6)اور وہ کہتے ہیں: یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے (۲۴) اور بازاروں میں

وَ يَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ

چلتا پھرتا ہے؟ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوتا؟ تا کہ

فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿٧﴾ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ

اس کے ساتھ تنبیہ کر دیا کرے۔(7)یا اس کے لیے کوئی خزانہ نازل

تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

کر دیا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھا لیا کرتا اور ظالم لوگ (اہل ایمان سے) کہتے ہیں:

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿٨﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ

تم تو ایک سحرزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔(8) دیکھئے! یہ لوگ آپ کے بارے میں کیسی باتیں

الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩﴾ تَبٰرَكَ

بنا رہے ہیں۔ پس یہ ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ ان کے لیے راہ پانا ممکن نہیں ہے۔(9)بابرکت ہے

الَّذِىْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ

وہ ذات کہ اگر وہ چاہے تو آپ کے لیے اس سے بہتر ایسے باغات بنا دے

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿١٠﴾

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور آپ کے لیے بڑے بڑے محل بنا دے۔ (10)

عربی حاشیہ

مرجانا بھی ان کے بس میں نہیں ہے تو زندگی کا کیا تذکرہ ہے اور زندگانی دنیا کس طرح ان کے اختیار میں ہوگی۔

2- قرآن کو افترا کہنے کے بعد جب یہ اندازہ ہوا کہ یہ بات چلنے والی نہیں ہے تو مجبوراً بیان کا انداز بدل دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس میں رکھا ہی کیا ہے۔ یہ تو صرف گذشتہ افسانوں کا مجموعہ ہے جو ہر باطل پرست کا طریقہ ہوتا ہے کہ جب شخصیت کا مقابلہ ناممکن ہوجاتا ہے تو اُسے ہلکا بنانے کی کوشش شروع ہوجاتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۹ میں امثال سے مراد بے بنیاد باتیں ہیں ورنہ کفار نے کوئی تشبیہ نہیں دی تھی اور نہ کسی مثال کا سہارا لیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۲۴) یہ ذہنیت ہر دور میں پائی گئی ہے اور آج بھی ہے کہ شخصیتوں کو کمالات وکرامات کے بجائے دولت وسرمایہ سے پہچانا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ رسول رسول ہوتا اگر اس کے پاس باغات ہوتے، سرمایہ ہوتا، محلات ہوتے اور چونکہ اس کے پاس ایسا مال دنیا نہیں ہے اور وہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چکر لگاتا ہے لہٰذا یہ نبوت اور رسالت کے قابل نہیں ہے اور اللہ کی اتنی بڑی کتاب ایسے معمولی انسان پر نازل نہیں ہوسکتی ہے۔

ان بیچاروں کو کون سمجھا سکتا ہے کہ رسالت ونبوت کا دولت اور سرمایہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ ایک خدائی منصب ہے جو علم وکمال کی بنا پر دیا جاتا ہے اور اس کی ادائیگی کیلئے عوامی زندگی سے رابطہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ رسول بازاروں اور اجتماعات سے الگ ہو جائے گا تو وہ پیغام الٰہی کہاں اور کس طرح پہنچائے گا اور بشریت کی اصلاح کا کام کس طرح انجام دے گا۔ اصلاح کیلئے رابطہ بہرحال ضروری ہے اور اسی رابطہ کو توڑنے کیلئے یہ لوگ اس طرح کے طنز کر رہے ہیں تا کہ رسول سماج سے الگ ہو کر خانہ نشین ہو جائے حالانکہ یہ سب جانتے ہیں کہ رسول اس طرح کے طعن وطنز سے اپنے فرائض کو نظر انداز کرنے والا نہیں ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۖ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اور جو قیامت کو جھٹلائے اس کیلیۓ ہم نے جہنم تیار کر

سَعِيْرًا ۚ ﴿١١﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا

رکھی ہے۔(11) جب وہ (جہنم) دور سے انہیں دیکھے گی تو یہ لوگ غضب سے اس کا بپھرنا

تَغَيُّظًا [3] وَّ زَفِيْرًا ﴿١٢﴾ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا [4]

اور دھاڑنا سنیں گے۔(12)اور جب انہیں جکڑکر جہنم کی کسی تنگ جگہ میں

مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۗ ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ

ڈال دیا جائے گا تو وہاں وہ موت کو پکاریں گے۔(13)(تو ان سے کہا جائے گا)

ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ

آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی اموات کو پکارو۔(14) کہہ دیجئے: کیا یہ بہتر ہے

اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً

یا دائمی جنت جس کا اہل تقویٰ سے وعدہ کیا گیا ہے، جو ان کے لیے جزا

وَّ مَصِيْرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى

اور ٹھکانا ہے۔(15)وہاں ان کے لیے ہر وہ چیز جسے وہ چاہیں گے موجود ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿١٦﴾ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ

یہ لازمی وعدہ آپ کے پروردگار کے ذمے ہے۔(16)اور اس دن اللہ ان لوگوں کو اور اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ

یہ لوگ پوجا کرتے تھے ان کو (بھی) جمع کرے گا اور پھر فرمائے گا: کیا تم نے میرے

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ میں استدلالی جواب کے بجائے عذاب کی تصویرکشی کی گئی ہے کہ یہ کفار استدلال سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ انھیں تخویف کے ذریعہ ہی ہدایت دی جاسکتی ہے۔

3- تغیظ۔ جوش۔ زفیر۔ خروش

یعنی جہنم انھیں دور ہی سے دیکھ کر جوش کھانے لگے گا جس طرح کہ شکاری جانور اپنے شکار کو دیکھ کر بل کھانے لگتا ہے۔ اللہ کتنا پرہول اور قیامت خیز منظر ہوگا جب جہنم اپنے غیظ وغضب کا اظہار کرے گا اور انسان مسکین کو کسی طرح کے دفاع پر قابو نہ ہوگا۔

4- تنگ جگہ سے مراد کوئی گوشۂ تنہائی نہیں ہے بلکہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورے جہنم کی وسعت بھی انھیں ایک تنگی ہی نظر آئے گی اور وہ اس میں زبردستی داخل کئے جائیں گے جس طرح کہ وسیع وعریض دیوار میں کیل ٹھونکی جاتی ہے کہ اسے زبردستی ہی داخل کیا جاتا ہے ورنہ وہ دیوار میں جانا نہیں چاہتی

اردو حاشیہ

اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ

ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے؟(17)وہ کہیں گے : پاک ہے تیری ذات ہمیں تو

يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ

حق ہی نہیں پہنچتا کہ ہم تیرے سوا کسی کو اپنا ولی بنائیں لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو (۲۵)

مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا

نعمتیں عطا فرمائیں یہاں تک کہ یہ لوگ (تیری) یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاکت میں پڑنے والے

بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

لوگ تھے۔(18)پس انہوں نے تمہاری باتوں کو جھٹلایا لہٰذا آج تم نہ تو عذاب کو ٹال سکتے ہو

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا

اور نہ ہی کوئی مدد حاصل کر سکتے ہو اور تم میں سے جو بھی ظلم کرے گا ہم اسے بڑا عذاب چکھا

كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

دیں گے۔(19)اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجے تھے وہ سب

اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ ؕ

کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ

ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنا دیا کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور

كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع

آپ کا پروردگار تو خوب دیکھنے والا ہے۔(20)

عربی حاشیہ

اور دیوار کی وسعتیں اس کے لئے تنگی ہی کے مترادف ہوجاتی ہیں۔

5- مصائب دنیا کی طرح انبیاء کی فقیرانہ زندگی بھی قوم کے لئے ایک امتحان ہوتی ہے جس کو دیکھ کر سرمایہ پرست بہک جاتے ہیں اور ان کی نبوت ہی سے انکار کردیتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۵۔۱۶ میں جہنم کے مقابلہ میں جنت کی خوبیوں کا تذکرہ ہے کہ اس کی نعمتیں دائمی ہیں۔ وہ اہل ایمان کی جزا اور اصلی بازگشت کی منزل ہے۔ اس میں ہرخواہش کا علاج ہے اور اس کے باشندے دوام رکھتے ہیں۔ ہر خواہش کا علاج اس لئے ہے کہ اہل جنت غلط خواہش نہیں کرسکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲۵) انسانی گمراہی کا سب سے بڑا سرچشمہ دنیا کا عیش و آرام اور مال وسرمایہ ہوتا ہے کہ یہ جب کسی کے پاس آجاتا ہے تو اس کے لئے گمراہی کے جملہ امکانات فراہم ہو جاتے ہیں اور وہ راہِ راست سے بہکنے لگتا ہے۔ کفار ومشرکین تو کفار ومشرکین ہیں، مسلمان اور مومنین کو بھی یہ مالِ دنیا مل جاتا ہے تو ان میں فرعونیت پیدا ہونے لگتی ہے اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی برتری کو دیکھ کر اپنے کو خدا سے بھی بالاتر سمجھنے لگتے ہیں اور انہیں یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اب ہم پر اطاعت خدا فرض نہیں ہے اور ہم میں تو خود بھی خدائی کا ایک پرتو نظر آنے لگا ہے۔

دنیا میں کتنے افراد ایسے ہیں جو مال دنیا اور سرمایہ و دولت پر عبادت خدا کو مقدم کریں اور اگر کاروبار یا نوکری میں اس طرح ترقی مل رہی ہو کہ اوقات نماز متاثر ہو رہے ہوں یا نماز جماعت ترک ہو رہی ہو یا روزہ ہاتھ سے جا رہا ہو یا اعمال خیر میں شرکت سے محرومی ہو رہی ہو تو وہ نوکری کی ترقی یا آمدنی میں اضافہ کو نظرانداز کردیں اور عبادت الٰہی کو دنیا و آخرت کی ترقی کا سرمایہ تصور کریں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا (6) لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں: ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے گئے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ

یا ہم اپنے رب کو کیوں نہیں دیکھ لیتے؟ یہ لوگ اپنے خیال میں خود کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور بڑی حد تک

عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

سرکش ہو گئے ہیں۔(21) جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو ان مجرموں کے لیے

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا (7) مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ (8) اِلٰى

مسرت کا دن نہ ہو گا اور وہ کہیں گے: پناہ! پناہ۔(22) پھر ہم ان کے کیے ہوئے

مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ

عمل کی طرف توجہ کریں گے اور ان کے کیے ہوئے عمل کو اڑتی ہوئی خاک بنا دیں گے۔(23) اہل جنت

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا (9) وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ

اس دن بہترین ٹھکانے اور بہترین سکون کی جگہ میں ہوں گے۔(24) اور اس دن

تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ (10) وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ

آسمان ایک بادل کے ذریعے پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار نازل کیے جائیں گے۔(25) اس دن

يَوْمَئِذِ ِۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

سچی بادشاہی صرف خدائے رحمٰن کی ہو گی اور کفار کے لیے وہ بہت مشکل

عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ

دن ہو گا۔(26) اور اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا

عربی حاشیہ

ف: استکبار فی النفس غلط فہمی اور خوش فہمی کے بارے میں اشارہ ہے اور اس سے مراد نفاق بھی ہوسکتا ہے کہ اصل استکبار ہے اس کا اظہار دوسری شکلوں میں ہوتا ہے۔

حجراً مجوراً عربی کا محاورہ ہے جو تحفظ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ مجرمین ہر طرح کے تحفظ کی درخواست کریں گے اور کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بعض حضرات نے اسے ملائکہ کا قول قرار دیا ہے اور حجر کو حرام و ممنوع کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

6- ملاقات کی امید نہ رکھنا اور رویت کی خواہش کرنا اس بات کی علامت ہے کہ قیامت کی ملاقات سے مراد رویت نہیں ہے بلکہ اس کی بارگاہ میں حاضری ہے اور اسی بنا پر امید سے مراد بھی خوف آخرت ہے۔

عتو۔ سرکشی اور حد سے گزر جانا۔

7- حجراً مجوراً۔ بالکل حرام اور ممنوع۔

8- قدمنا یعنی ارادہ کیا اور اس کام کی

اردو حاشیہ

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى

اور کہے گا: کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔(27)ہائے تباہی!

لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ

کاش میں نے فلاں (۲۶) کو دوست نہ بنایا ہوتا۔(28)اس نے مجھے نصیحت سے گمراہ کر دیا جب کہ

بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

میرے پاس نصیحت آ چکی تھی اور انسان کے لیے شیطان بڑا ہی دغا باز ہے۔ (29)

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

اور رسول کہیں گے: اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو (۲۷) واقعی ترک

مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ

کر دیا تھا۔(30)اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لیے مجرمین میں سے بعض کو دشمن بنایا ہے اور ہدایت

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور مدد دینے کے لیے آپ کا پروردگار کافی ہے۔(31)اور کفار کہتے ہیں: اس (شخص) پر قرآن یکبارگی

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ (مع)

نازل کیوں نہ ہوا؟ (بات یہ ہے کہ) اس طرح (آہستہ اس لیے اتارا) تا کہ اس سے ہم آپ کے قلب کو

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ

تقویت دیں اور ہم نے اسے بہترین تناسب اور عمدہ ترتیب کے ساتھ اتارا ہے۔(32) اور یہ لوگ جب بھی آپ کے پاس

بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ

کوئی حجت لے کر آئیں تو ہم آپ کو حق کی بات اور بہترین وضاحت سے نوازتے ہیں۔(33) یہ وہ لوگ ہیں

عربی حاشیہ

طرف متوجہ ہوگئے۔

ہباء۔غبار۔

منثور۔بکھرا ہوا۔

9۔مستقر۔محل استقرار۔

مقیلاً۔قیلولہ کی جگہ۔

10۔یعنی تمام کواکب وسیارات ریزہ ریزہ ہوکر فضائے بسیط میں اس طرح بکھر جائیں گے جس طرح ابر کے ٹکڑے بکھرے ہوتے ہیں اور ان ذرات سے آسمان بھی شق ہوجائیں گے اور ملائکہ بھی نازل ہونے لگیں گے۔

11۔اگر اہلِ باطل سخن سازی میں ماہر ہیں تو ہمارے پاس بھی ہر بات کا جواب موجود ہے اور ان کی باتوں سے بہتر موجود ہے۔ اہل حق کو کبھی باطل کی لسانی اور سخن سازی سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ رب العالمین بہترین تائید کرنے والا....اور عظیم ترین کارساز ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۸ دلیل ہے کہ اسلام میں دوست بنانا ایک انتہائی محتاط عمل ہے اور اس

اردو حاشیہ

(۲۶) انسان دنیا میں دوست احباب پا کر روز آخرت سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور مذہب کے مقدسات اور تعلیمات کا بھی مذاق اڑانے لگتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ قیامت کا دن بڑا اندوہناک اور ہولناک دن ہو گا۔ اس دن کوئی دوست کام آنے والا نہ ہوگا اور ہر ظالم غصہ سے اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ مسلمان کا فرض ہے کہ دوستی کرنے سے پہلے اس انجام پر نظر کر لے اور انہیں افراد سے محبت کرے جو روز محشر کام آنے والے ہیں اور ان کے ساتھ نہ جائے جن کی رفاقت میں حسرت وندامت کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے۔

(۲۷) مہجور بنا لینے کے معنی تلاوت نہ کرنے کے نہیں ہیں کہ انسان تلاوت اور حفظ کر کے مطمئن ہو جائے کہ ہم نے قرآن کا حق ادا کر دیا ہے اور نبی کی فریاد کے دائرہ سے باہر نکل گئے ہیں بلکہ مہجور بنا لینے کے معنی زندگی کے تمام شعبوں میں نظر انداز کر دینے کے ہیں لہٰذا صبح وشام تلاوت کرنے کے بعد بھی زندگی کے مسائل میں اسے سند اور حکم نہ بنایا جائے تو وہ نظر انداز کر دینے ہی کے مترادف ہے۔

يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

جو اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ ان کا ٹھکانا بہت برا ہے اور وہ راہ حق سے

وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۳۴ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا

بہت ہی دور ہو گئے ہیں۔(34)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت فرمائی اور ان کے

مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝۳۵ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ

بھائی ہارون کو مددگار بنا کر ان کے ساتھ کر دیا۔(35) پھر ہم نے کہا: تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝۳۶ وَقَوْمَ

جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہے چنانچہ ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔(36)اور جب

نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ

قوم نوح نے رسولوں کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور انہیں لوگوں کے لیے نشان (۲۸) (عبرت) بنا دیا

وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۳۷ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

اور ہم نے ظالموں کے لیے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(37)اور یہی حشر عاد اور ثمود

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ [12] وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝۳۸ وَكُلًّا

اور اصحاب الرس کا بھی ہوا ہے اور ان کے درمیان بہت سی امتوں کا بھی۔(38)اور ان میں

ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝۳۹ وَلَقَدْ

سے ہر ایک کو ہم نے دلائل سے سمجھایا اور (آخر میں) سب کو تباہ کر دیا۔(39)اور بتحقیق

اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ [13] الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ

یہ لوگ اس بستی سے گزر چکے ہیں جس پر بدترین بارش برسائی گئی تھی تو کیا انہوں نے

عربی حاشیہ

میں کوتاہی کرنے والا روزِ قیامت بھی پشیمانی کا شکار ہوگا۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ مُردوں کی دوستی سے دل مُردہ ہوجاتا ہے۔ اور توضیح میں فرمایا ہے کہ مُردہ سے مراد عیش پرست مالدار انسان ہے کہ اس کی دوستی سے خیر کی توقع نہیں ہے۔

12- بعض حضرات کے نزدیک یہ ایک کنواں تھا جس کی بنا پر انھیں اصحاب رس سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ ایک صنوبر کا درخت تھا جو علاقہ میں مختلف مقامات پر لگا ہوا تھا اور افراد قوم اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔

13- یہ قوم لوط ہے جس پر سخت ترین عذاب نازل ہوا ہے اس لئے کہ یہ لوگ بدعقیدہ ہونے کے علاوہ بدکردار بھی تھے اور بدترین اعمال میں مبتلا تھے۔

ف: منھ کے بھل محشور ہونا واقعی اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تذلیل کی علامت ہے اور

اردو حاشیہ

(۲۸) دور قدیم میں قدرت کا ایک خاص نظام یہ تھا کہ جب قوم کے مطالبہ کے مطابق معجزات پیش کئے جاتے تھے اور اس کے بعد بھی قوم قبول نہیں کرتی تھی تو نبی خدا بددعا کرتا تھا اور ساری قوم تقریباً تباہ و برباد ہو جاتی تھی۔ یہی انجام قوم نوح، قوم عاد وثمود، قوم موسیٰ اور قوم لوط کا ہوا ہے اور قوم لوط پر تو پتھر برسائے گئے تھے کہ ان کا کردار انتہائی خراب تھا اور ظاہر ہے کہ جب دین خدا عورت اور مرد کی بدکاری کو برداشت نہیں کرسکتا جہاں یہ عمل ایک حد تک مطابق فطرت ہوتا ہے مگر قانون میں کوئی رعایت نہیں کی گئی ہے تو مرد اور مرد کی ہم جنسی کو کس طرح برداشت کرسکتا ہے جہاں عمل کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور جس کا مقصد اخلاقی اور جنسی بیماریوں کے پھیلانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَ

اس کا حال نہ دیکھا ہو گا؟ بلکہ (اس کے باوجود) یہ دوبارہ اٹھائے جانے کی توقع نہیں رکھتے۔(40)اور

إِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي

جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں:) کیا اس شخص کو اللہ نے

بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا

رسول بنا کر بھیجا ہے؟(41)اگر ہم اپنے معبودوں پر (۲۹) ثابت قدم نہ رہتے تو اس شخص نے تو

أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ

ہمیں ان سے گمراہ کر دیا تھا اور جب یہ لوگ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۖ

صحیح راستے سے گمراہ کون ہے۔(42) کیا آپ نے وہ شخص دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو

أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ

اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ کیا آپ اس شخص کے ضامن بن سکتے ہیں؟(43)یا کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ

أَكْثَرَهُمْ [14] يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا

ان میں سے اکثر کچھ سننے یا سمجھنے کے لیے تیار ہیں؟ (نہیں) یہ لوگ جانوروں

كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ ع أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ

کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔(44) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

آپ کا پروردگار سائے کو کس طرح پھیلاتا ہے؟ (۳۰) اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن بنا دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو سائے

عربی حاشیہ

کنایہ کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ جبراً اور قہراً لے جائے جارہے ہیں ورنہ اب بھی رخ دنیا ہی کی طرف ہے اور بعض محاورات کی بناء پر اس امر کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ نامعلوم منزل کی طرف لے جائے جارہے ہیں۔

14-اکثریت دلیل ہے کہ بعض افراد کسی نہ کسی وقت بات سن لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں اور اس طرح راہ راست پر آجاتے ہیں۔

جانوروں سے بدتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جانور بے عقل ہوسکتا ہے اور انسان صاحبِ عقل ہونے کے باوجود بہک جاتا ہے اور پھر جانور خود ہی بہکتا ہے دوسروں کو گمراہ نہیں کرتا ہے اور انسان دونوں ہی کام انجام دیتا ہے۔

ف: خواہش نفس انسانی تباہی کا سب سے بڑا عنصر ہے۔ خواہش کو روایات میں عقل کا دشمن، رنج وغم کی اساس دین کا مخالف اور روئے زمین کا بدترین معبود قرار دیا گیا ہے۔ خواہش ہی نے قوم نوح کو متکبر، عاد وثمود کو مغرور، قوم لوط کو بدکار

اردو حاشیہ

(۲۹) قیامت ہے کہ انسان اتنا ذلیل اور پست ہو جائے کہ بتوں کا نام خدا رکھے اور پھر ہدایت کا نام گمراہی اور انحراف قرار دیدے۔

کاش صاحبانِ ایمان انہیں واقعات سے عبرت حاصل کرتے اور مخالفین حق کو گمراہ کن اور تباہ کرنے والا تصور کر کے راہِ حق اور صراطِ مستقیم پر صبر وثبات کا مظاہرہ کرتے مگر افسوس کہ ان کی بھی ایک بڑی جماعت گمراہ کرنے والوں ہی کو ہادی اور ہمدرد تصور کرتی ہے اور حق کے مسئلہ میں صبر وتحمل سے کام نہیں لیتی ہے۔

(۳۰) قدرت کے انعامات واحسانات میں اشیاء کے وجود کے ساتھ ان کی کیفیات کا بھی ایک بڑا حصہ ہے۔ آفتاب کا وجود ایک نعمت ہے اور پھر اس سے پیدا ہونے والا سایہ دوسری نعمت ہے اور سایہ کا متحرک ہونا تیسری نعمت ہے اور پھر اس کا تدریجاً بڑھنا اور اسی طرح کم ہونا بھی ایک نعمت کبریٰ ہے۔

یہی حال پانی اور بارش کا ہے کہ اس کے وجود کے علاوہ اس کا ہر جگہ پہنچنا، سیال اور رواں ہونا بھی ایک نعمت پروردگار ہی ہے۔

پھر ہواؤں کو بھی پانی کی بشارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔ کہ خود اس کا وجود بھی نعمت ہے اور بارش کی خبر دینا بھی ایک دوسری نعمت ہے۔

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾

(کے وجود) پر دلیل بنا دیا۔(45) پھر ہم تھوڑا تھوڑا کر کے اسے اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں۔ (46)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پردہ اور نیند کو سکون اور دن کو

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ

مشقت کے لیے بنایا۔(47)اور وہی تو ہے جو ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر

بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی

طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ

برسایا ہے۔(48) تاکہ ہم اس کے ذریعے مردہ دیس کو زندگی بخشیں اور اس سے اپنی مخلوقات میں سے

اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

بہت سے چوپاؤں اور انسانوں کو سیراب کریں۔(49)اور بتحقیق ہم نے اس (پانی) کو مختلف طریقوں سے ان کے درمیان تقسیم کیا ہے

لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا

تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں مگر اکثر لوگ انکار کے علاوہ کوئی بات قبول نہیں کرتے۔(50)اگر ہم چاہتے تو

لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

ہر بستی میں ایک تنبیہ کرنے والا مبعوث کرتے۔(51)لہٰذا آپ کفار کی بات ہرگز نہ مانیں اور اس قرآن کے

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

ذریعے ان کے ساتھ بڑے پیمانے پر جہاد کریں۔ (۳۱) (52) اور اسی نے ان دو دریاؤں کو مخلوط کیا ہے۔

عربی حاشیہ

اور اصحاب الرس کی عورتوں کو ہم جنسی کا عادی بنادیا تھا اور پھر سب کا انجام ایک جیسا ہوا۔

ف: انسان اور جانور کی گمراہی کے چند فرق یہ ہیں کہ جانور استعداد سے محروم ہے، جانور حساب و کتاب سے آزاد ہے۔ جانور کا خطرہ محدود ہے۔ جانور فطری قوانین پر عمل کرتا ہے، جانور غلطی کا احساس کر کے اصلاح کر لیتا ہے اور بیجا تاویلوں سے کام نہیں لیتا ہے۔ انسان میں یہ سارے عیب پائے جاتے ہیں۔

15-لباس۔ پردہ پوش، سبات۔سکون، نشور۔کام کے لئے نکل کھڑا ہونا۔

16-اناسی، انسی کی جمع ہے۔ جسطرح کہ کراسی کرسی کی جمع ہے۔

17-مرج۔مخلوط کر دیا۔

فرات۔کافی شیریں۔

اجاج۔نمکین یا کڑوا۔

برزخ۔حد فاصل۔

حجر محجور۔حرام محرم۔

اردو حاشیہ

(۳۱) یہ بات پیغمبر اسلامؐ تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ کفر کے خلاف جہاد کرتا رہے اور قرآن کا یہ پیغام سارے عالم اسلام میں عام کرتا رہے۔ مگر افسوس کہ قرآن کفر کے خلاف جہاد کی تعلیم دے رہا ہے اور امت قرآن کفر سے اتحاد و اتفاق کیلئے حیران و پریشان نظر آ رہی ہے۔

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا

ایک شیریں مزیدار اور دوسرا کھارا کڑوا ہے اور اس نے دونوں کے درمیان ایک حد فاصل

بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ

اور مضبوط رکاوٹ بنا دی ہے۔(53)اور وہی ہے جس نے پانی (۳۲) سے ایک بشر کو

بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَ

پیدا کیا پھر اس کو نسب اور سسرال والا بنایا اور آپ کا پروردگار بڑی طاقت والا ہے۔(54)اور

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَا يَضُرُّهُمْ ؕ

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی بندگی کرتے ہیں جو نہ تو انہیں نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ ضرر اور کافر اپنے رب کے

وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا [18]

مقابلے میں (دوسرے کافروں کی) پشت پناہی کرتا ہے۔(55)اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا

مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا

اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(56) کہہ دیجئے: اس کام پر میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر

مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى

یہ (چاہتا ہوں) کہ جو شخص چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے۔(57) اور (اے محمدؐ) اس اللہ پر توکل کیجئے

الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ

جو زندہ ہے اور اس کیلئے کوئی موت نہیں ہے اور اس کی ثناء کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اپنے بندوں کے گناہوں سے مطلع ہونے کیلئے

عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۚۛ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ (ع ۸)

بس وہ خود ہی کافی ہے۔(58)جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

عربی حاشیہ

نسب وصہر۔ انسانی زندگی کے جملہ رشتوں کو حاوی ہے وہ مرد ہوں یا عورتیں۔

ف: آیت نمبر ۵۰ میں بعض حضرات نے صرفناہ میں کا مرجع بارش کو قرار دیا ہے حالانکہ سیاق کلام اور دیگر آیات کا تقاضا یہ ہے کہ مرجع قرآن کریم اور اس کی آیات ہوں تا کہ تذکر کا امکان پیدا ہو ورنہ بارش کی تعریف اور اس کے ذریعہ تذکر دونوں عجیب وغریب مسائل ہیں۔

ف: بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ استثناء متصل ہے اور ارادہ راہِ خداہی پیغمبرؐ کی ساری محنتوں کی اجرت ہے اور کیا کہنا اگر وہ ارادہ محبت آل محمدؐ کی شکل میں ہو کہ یہ راہِ خدا اختیار کرنے کی معراج ہے۔

18-یہ استثناء منقطع ہے جس میں ابتدا میں اجرت کی نفی کی گئی ہے اور بعد میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ لوگ راہِ حق اختیار کر لیں۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر

اردو حاشیہ

(۳۲) بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ اور حضرت علیؑ کے رشتے کی طرف اشارہ ہے جہاں نسب بھی ہے اور مصاہرت بھی۔

مَا بَيۡنَهُمَا فِیۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ۚ

سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر اقتدار قائم کیا۔ وہ نہایت رحم والا ہے لہٰذا اس کے بارے میں

اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اسۡجُدُوۡا

کسی باخبر سے دریافت کرو۔(59)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو

لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَمَا الرَّحۡمٰنُ ٭ اَنَسۡجُدُ لِمَا تَاۡمُرُنَا وَ

تو وہ کہتے ہیں: رحمٰن کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کے لئے تو کہہ دے؟ پھر ان کی نفرت میں

زَادَهُمۡ نُفُوۡرًا ۩ ﴿۶۰﴾ تَبٰـرَكَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا

مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔(60)بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے

وَّ جَعَلَ فِيۡهَا سِرٰجًا [19] وَّ قَمَرًا مُّنِيۡرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِیۡ

اور اس میں ایک چراغ اور روشن چاند بنایا۔(61)اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يَّذَّكَّرَ اَوۡ

ایک دوسرے کی جگہ لینے والے شب و روز بنائے۔ اس شخص کے لیے جو نصیحت لینا اور

اَرَادَ شُكُوۡرًا ﴿۶۲﴾ وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى

شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔(62)اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں [۳۳] جو زمین میں (فروتنی سے)

الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ

دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے گفتگو کریں تو کہتے ہیں: سلام۔(63)اور

الَّذِيۡنَ يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِيۡنَ

جو اپنے پروردگار کے حضور سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔(64)اور جو

عربی حاشیہ

اجرت سے مراد مال دنیا ہے تو نبی ہرگز کسی اجرت کا طلب گار نہیں ہے لیکن اگر اجرت محبت اہلبیتؑ ہے تو نبی اس کے لئے سائل بننے کے لئے تیار ہے کہ اس پر بقائے دین ومذہب کا انحصار اور دارومدار ہے۔

19-اللہ نے آفتاب کو چراغ سے تعبیر کیا ہے اور ماہتاب کو منیر قرار دیا ہے جس کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ نور انعکاسی روشنی کا نام ہے اور چراغ میں اپنی روشنی ہوتی ہے اور اسی لئے آفتاب کو چراغ اور ضو سے تعبیر کیا جاتا ہے اور چاند کو نور اور منیر سے لیکن اس مقام پر ایک ادبی نکتہ یہ بھی ہے کہ قدرت نے آفتاب کو سراج قرار دیا ہے اور ماہتاب کو منیر اور اپنے حبیب کو "سراج منیر" قرار دیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ سرکارؐ دوعالم کی ذات میں آفتاب اور ماہتاب دونوں کے انوار کی جامعیت پائی جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۳) آیات کریمہ میں بندگانِ خدا کی مختلف علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ انسان بندگی پروردگار کرنا چاہے اور عبادت شیطان سے نکل کر عبادت رحمان کے راستہ پر آنا چاہے تو ان صفات کو پیدا کرے جن کے بغیر عبادالرحمٰن کی صفوں میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے۔

۱۔ روئے زمین پر آہستہ چلے کو غرور اور تکبر شیطانی صفتیں ہیں اور ان سے بندگانِ رحمان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ درحقیقت ان لوگوں کیلئے سامان عبرت ہے جن کی گردن غرور سے ہمیشہ ٹیڑھی رہتی ہے اور جو پاؤں پٹک کر قدم رکھتے ہیں کہ اس طرح بڑی شخصیت تصور کئے جائیں۔

۲۔ جاہلوں کی جہالت کا احساس کرے اور ان کی احمقانہ باتوں پر جھگڑا کرنے کے بجائے انہیں سلامتی کا پیغام دے اور سلام کر کے الگ ہو جائے تاکہ وہ اپنی جہالت پر نظر ثانی کر سکیں اور راہِ راست پر آنے کے قابل ہو سکیں۔

۳۔ راتوں کی تاریکیوں میں عبادت الٰہی کرے اور عذاب جہنم سے پناہ مانگتا رہے۔ لہوولعب میں رات گزارنے والے اور جہنم کے خیال کو یکسر ذہن سے نکال دینے والے بندگانِ شیطان تو ہو سکتے ہیں عبادالرحمٰن نہیں ہو سکتے۔

۴۔ مالیات میں درمیانی راستہ اختیار کرے کہ نہ مال کو بلاوجہ ضائع کرے کہ اپنی حد سے زیادہ خرچ کر دے اور نہ بخل سے کام لے کر دنیا میں فقیروں کی سی

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

یوں التجا کرتے ہیں: ہمارے رب! ہمیں عذاب جہنم سے بچا۔ بے شک اس کا عذاب تو

كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝

جان چھوڑنے والا ہی نہیں ہے۔(65) بے شک جہنم تو بدترین ٹھکانا اور مقام ہے۔(66)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ

اور یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں

بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ

بلکہ ان کے درمیان اعتدال رکھتے ہیں۔(67) اور یہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر نہیں پکارتے

اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر جائز طریقہ سے اور زنا کا

بِالْحَقِّ [20] وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝

ارتکاب (بھی) نہیں کرتے اور جو ایسا کام کرے گا وہ اپنے گناہ میں مبتلا ہو گا۔(68)

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝

قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا ہو جائے گا اور اسے اس عذاب میں ذلت کے ساتھ ہمیشہ رہنا ہو گا۔(69)

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ

مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل انجام دیا تو اللہ

اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ

ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ تو بڑا غفور، رحیم ہے۔(70) اور جو

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر بندگانِ رحمان کی بارہ صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بعض عقائدی ہیں اور بعض اخلاقی اور ان کے بغیر کوئی انسان بندہ رحمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۹ میں دہرے عذاب سے مراد ظاہری عذاب اور باطنی ذات بھی ہوسکتی ہے اور مختلف جرائم کا مجموعی عذاب بھی ہوسکتا ہے جس طرح کہ خلود طویل مدت کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے اور جرائم کے کفر تک پہنچا دینے کا اشارہ بھی ہوسکتا ہے۔

20- اسلام میں ہر قتل جرم نہیں ہے بلکہ ناحق قتل کرنا جرم ہے ورنہ قصاص کے موقع پر یا سزا کے موقع پر یا مرتد ہوجانے کی صورت میں یا فساد کی شکل میں یا ہم جنسی کی سزا کی صورت میں قتل کر دینا قطعاً جرم نہیں ہے بلکہ حاکم شرع کو یہ اختیار ہے کہ ان زندگیوں کا خاتمہ کردے کہ انسان انسان رہ کر زندہ رہنے کا حق رکھتا ہے۔ جانور یا اس سے بدتر ہو کر زندہ رہنے کا

اردو حاشیہ

زندگی گزارے اور آخرت میں امیروں جیسا حساب دے۔

تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَ

توبہ کرتا ہے اور نیک عمل انجام دیتا ہے تو وہ اللہ کی طرف خصوصی طور پر رجوع کرتا ہے۔(71)اور

الَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ۙ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا

(عباد الرحمٰن وہ ہیں) جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ باتوں (۳۴) سے ان کا گزر ہوتا ہے تو شریفانہ انداز سے

كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا

گزر جاتے ہیں۔(72)اور وہ لوگ جنہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ اس پر اندھے

عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

اور بہرے نہیں بن جاتے۔(73)اور جو دعا کرتے ہیں:اے ہمارے پروردگار!

مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ

ہمیں ہماری ازواج اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں (۳۵) پرہیزگاروں کا

إِمَامًا ﴿۷۴﴾ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ

امام بنا دے۔(74)ایسے لوگوں کو ان کے صبر کے صلے میں (۳۶) اونچے محل ملیں گے اور وہاں ان کا استقبال تحیت

فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿۷۵﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَ

اور سلام سے ہو گا۔(75)جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بہت ہی عمدہ ٹھکانا اور

مُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ

مقام ہے۔(76) کہہ دیجئے: اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو میرا رب تمہاری پروا ہی نہ کرتا

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

اب تم نے تکذیب کی ہے لہٰذا اس لیے (سزا) لازمی ہوگی۔(77)

عربی حاشیہ

کوئی حق نہیں رکھتا ہے۔

21-یہ علامت ہے کہ تنہا توبہ کر لینے کو واقعی توبہ نہیں کہا جاتا ہے بلکہ جب توبہ کے ساتھ عمل صالح بھی شامل ہوجاتا ہے تو اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا شمار کیا جاتا ہے اور حقیقی توبہ کہا جاتا ہے ورنہ مسلسل جرم کرتے رہنا اور توبہ کرتے رہنا استغفار نہیں ہے بلکہ پروردگار کا استہزاء ہے جو معنوی اعتبار سے کفر کے مترادف یا اس سے بھی بدتر ہے اور ظاہری اعتبار سے بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۴ صرف لفظی دعا نہیں ہے بلکہ عملی تربیت اور صلاحیت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دعا اسی وقت دعا بنتی ہے جب انسان اپنی پوری کوشش صرف کرنے کے بعد اپنی عاجزی کا احساس کرکے مالک کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ورنہ اس کے بغیر دعا دعا نہیں ہے صرف لفظی بازیگری ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۴) بندگانِ خدا کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ حرف باطل کی محفلوں میں حاضر نہیں ہوتے اور حرفِ لغو کے قریب سے بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ دور حاضر میں بندگی کی شناخت کا یہ بہترین پیمانہ ہے کہ کتنے افراد ہیں جو ایسے اجتماعات سے گریز کرتے ہیں اور لہو ولعب، رقص ورنگ، غلط بیانی اور افتراء، جھوٹ اور باطل کے مقامات وموارد سے الگ رہتے ہیں اور اس طرح اپنے بندہ خدا ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

(۳۵) انسان مومن کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ قوم کا قائد اور پیشوا بننے سے پہلے اس بات کی فکر کرتا ہے کہ اس کی زوجہ اور اولاد اس کے نقش قدم پر چلے، احکام الٰہیہ کی اطاعت کرے اور صحیح راستہ پر رہے تاکہ اس کیلئے خنکی چشم کا باعث بنی رہے۔

(۳۶) یہ ایک بہترین اشارہ ہے کہ مذکورہ بالا جملہ صفات کا پیدا کر لینا صبر پر موقوف ہے اور اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جس کے پاس قوت صبر نہیں ہے وہ بندہ رحمان نہیں ہوسکتا۔ صبر ہی دراصل جو ہر ایمان اور اصل اسلام ہے۔ صبر کے بغیر انسان انسان ہے اور نہ صاحب ایمان صاحب ایمان اللہ ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں عباد الرحمٰن میں شامل فرمائے۔

اٰیاتها ۲۲۷ | ۲۶ سُوۡرَةُ الشُّعَرَآءِ مَکِّیَّةٌ ۴۷ | رکوعاتها ۱۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

طا، سین، میم۔(1) یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔(2) شاید اس رنج سے کہ

نَّفۡسَكَ اَلَّا یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡهِمۡ

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے آپ اپنی جان کھو دیں گے۔(3) اگر ہم چاہیں تو ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِیۡنَ ﴿۴﴾

آسمان سے ایسی نشانی نازل کر دیں جس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں۔(4)

وَ مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا

اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے جو بھی تازہ نصیحت آتی ہے تو

كَانُوۡا عَنۡهُ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا فَسَیَاۡتِیۡهِمۡ

یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔(5) یہ تکذیب کر بیٹھے ہیں۔ تو جس چیز کا یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلَی

اب عنقریب اس کی خبریں آنے ہی والی ہیں۔(6) کیا انہوں نے کبھی زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ

الۡاَرۡضِ كَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِیۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِیۡ

ہم نے اس میں کتنی وافر مقدار میں ہر قسم کی نفیس نباتات اگائی ہیں؟(7) اس میں یقیناً

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہم ظالموں کو سر جھکانے پر آمادہ کرنے کا طریقہ جانتے ہیں اور ہمارے پاس ایسے وسائل موجود ہیں جن میں سے ایک ظہور حضرت مہدیؑ بھی ہے۔

1-باخع۔ ہلاک کرنے والا۔ اعناق۔ گردنیں۔

2-یہ بھی ایک علامت ہے کہ کلامِ خدا کو قدیم نہیں کہا جاسکتا۔ وہ خدا کا ایک فعل ہے اور فعل کا ذات یا اس کے صفات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے فعل حسب مصالح صادر ہوتا رہتا ہے جب کہ ذات بہرحال موجود رہتی ہے اور اس کے صفات اس سے الگ نہیں ہوسکتے ہیں۔

زوج۔صنف اور قسم

اردو حاشیہ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ

ایک نشانی ضرور ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں ماننے۔(8)اور یقیناً آپ کا رب ہی بڑا

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۹ وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ

غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(9)اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے موسیٰ کو

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝۱۱

بلایا (اور کہا) کہ آپ ظالم لوگوں کے پاس جائیں۔(10)فرعون کی قوم کے پاس۔ کیا وہ ڈرتے نہیں؟(11)

قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝۱۲ وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ

موسیٰ نے عرض کی: پروردگار! مجھے اس بات کا خوف ہے (۱) کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔(12)اور میرا سینہ تنگ ہورہا ہے

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝۱۳ وَلَهُمْ عَلَىَّ

اور میری زبان نہیں چلتی سوتو ہارون کو پیغام بھیج (کہ میرا ساتھ دیں)۔(13)اور ان لوگوں کے لیے میرے ذمے ایک جرم

ذَنْبٌ [3] فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝۱۴ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ

(کا دعویٰ) بھی ہے لہٰذا مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کردیں گے۔(14)فرمایا: ہرگز نہیں! آپ دونوں ہماری نشانیاں لے کر جائیں

اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝۱۵ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ

کہ ہم آپ کے ساتھ سننے رہیں گے۔(15) آپ دونوں فرعون کے پاس جائیں اور اس سے کہیں: ہم

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۷

رب العالمین کے رسول ہیں۔(16) کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ (17)

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ

فرعون نے کہا: کیا ہم نے تجھے بچپن میں اپنے ہاں نہیں پالا؟ (۲) اور تو نے اپنی عمر کے کئی سال

عربی حاشیہ

3- دشمن خدا کا قتل کردینا شرعی اعتبار سے کوئی جرم نہیں ہے خصوصاً جب وہ کسی مومن کو قتل کرنے جارہا ہو لیکن جناب موسیٰ نے اس عمل کو ذنب سے تعبیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ذنب اس جرم کو بھی کہا جاتا ہے جو واقعاً جرم نہیں ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں جرم ہوتا ہے، جس طرح کہ نبی کی صلح حدیبیہ لوگوں کی نگاہ میں ایک غلطی تھی اور واقعاً کوئی غلطی نہیں تھی تو خدا نے اس فتح مبین بنا کر اعلان کردیا کہ: "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر"

ف: آیت نمبر ۱۸ دلیل ہے کہ نبی کا مربی گمراہ ہوتا ہے تو دعوتِ اسلام کی مخالفت کرکے اپنے احسان کو یاد دلاتا ہے اور یہ حضرت ابوطالبؑ کے کمالِ ایمان کی بہترین دلیل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) واضح رہے کہ نمائندگانِ پروردگار احکام الٰہیہ کی اطاعت میں نہ کوئی عذر تراشتے ہیں اور نہ استعفا دیتے ہیں کام کسی قدر بھی مشکل ہوا سے بہرحال انجام دیتے ہیں اس لئے کہ ان کا یہ ایمان ہوتا ہے کہ کام ممکن نہ ہوتا تو پروردگار ہمارے حوالے نہ کرتا جناب موسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ درحقیقت صورت حال کی سنگینی کی ترجمانی کررہے ہیں کہ تکذیب کا بھی خطرہ ہے اور قتل کا بھی اندیشہ ہے اور دل بھی تنگ ہورہا ہے اور زبان میں بھی روانی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود حکم خدا ہے تو تبلیغ ضرور کروں گا۔ پروردگار نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی اس درپردہ التماس پر جناب ہارونؑ کو بھی ان کے ساتھ کردیا کہ کام بہرحال انجام پانا چاہیے تنہا جاؤ یا دو افراد کو جانا پڑے۔ کارالٰہی کو معطل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس کی راہ میں زحمتیں بہترحال برداشت کرنا پڑیں گی۔

(۲) فرعون کے ان کلمات نے واضح کردیا کہ کفر اسلام والوں کی تربیت کرتا ہے تو اختلاف عقائد کی صورت میں احسان ضرور جتاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بعثت کے موقع پر جناب ابوطالب کا اعتراض نہ کرنا اور احسان جتانے کے بجائے حمایت ونصرت کا وعدہ کرنا ایمان کامل کی بہترین دلیل ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ ایک مسلمان نے بانیٔ اسلام کو پالا ہے اور ایک مومن کامل نے روح ایمان کی پرورش کی ہے۔

سِنِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ

ہمارے ہاں بسر کیے۔(18)اور تو کر گیا اپنا وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ناشکروں

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ؕ﴿۲۰﴾

میں سے ہے۔(19) موسیٰ نے کہا: ہاں اس وقت وہ حرکت مجھ سے سرزد ہوگئی تھی اور میں خطا کاروں میں سے تھا۔(20)

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا

اسی لیے جب میں نے تم لوگوں سے خوف محسوس کیا تو میں نے تم سے گریز اختیار کیا پھر میرے رب نے مجھے حکمت عنایت فرمائی

وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ

اور مجھے رسولوں میں سے قرار دیا۔(21)اور تم مجھ پر اس بات کا احسان جتاتے ہو کہ تم نے بنی اسرائیل (۳) کو غلام

عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۲۳﴾

بنائے رکھا ہے؟(یہ تو غلامی تھی احسان نہیں تھا)۔(22) فرعون نے کہا: اور رب العالمین کیا ہے؟(23)

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ

موسیٰ نے کہا: آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا رب اگر تم یقین کرنے

مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ

والے ہو۔(24) فرعون نے اپنے اردگرد کے درباریوں سے کہا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟(25) موسیٰ نے کہا: وہ تمہارا

وَ رَبُّ اٰبَآءِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ

اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔(26) فرعون نے (لوگوں سے) کہا: جو رسول

اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ

تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ دیوانہ ہے۔(27) موسیٰ نے کہا: وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۱ میں حکم سے مراد رسالت کے علاوہ علم و دانش کا ایک عظیم مرتبہ ہے جس کی ابتدائی منزل پر نبوت سے قبل بھی فائز تھے۔ اس کے بعد قبطی کا واقعہ پیش آیا تو پروردگار نے مزید درجہ کمال عنایت کر دیا اور مرسلین میں قرار دے دیا۔

4- یہاں ضلالت سے مراد گمراہی نہیں ہے کہ جس کو جناب موسیٰ نے مارا تھا وہ تو خود ہی گمراہ تھا اس کا مارنے والا کس طرح گمراہ ہوسکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ میں تیرے قوانین کی طرف متوجہ بھی نہیں تھا اور یہ بھی میری نظر میں نہیں تھا کہ وہ ایک طمانچہ میں مر ہی جائے گا۔

5- مقصد یہ ہے کہ اپنے قصر میں پناہ دینا تیرا احسان نہیں ہے بلکہ یہ تیرا ظلم ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا اور ان پر اتنا ظلم کیا کہ مجھے اپنے گھر میں بھی پناہ نہ مل سکی یعنی تیرے قصر میں آنا تیرے کرم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ تیرے ظلم و ستم کا نتیجہ ہے اور ظلم قابل لعنت ہوتا

اردو حاشیہ

(۳) فرعون جیسے سیاستداں ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔ جن کا کام ہوتا ہے آگ لگانا اور پھر بالٹی لے کر دوڑنا تاکہ لوگ اس نکتہ کی طرف سے غافل ہو جائیں کہ اسی شخص نے آگ لگائی تھی اور فقط یہ دیکھنے لگیں کہ یہ شخص نہ ہوتا تو آگ کس طرح بجھتی حالانکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ یہ شخص نہ ہوتا تو آگ ہی نہ لگتی۔ بنیادی مسئلہ آگ لگانے کا ہے آگ بجھانے کی بات تو بعد میں ہوتی ہے۔ فرعون نے اس ظلم پر پردہ ڈالنے کیلئے کہ اس نے ہر شریف انسان کو بے گھر کر دیا ہے اور بچوں کو شکم مادر میں بھی پناہ لینے نہیں دی ہے۔ یہ احسان جتانا شروع کر دیا کہ ہم نے آپ کو اپنے قصر میں پالا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس بالٹی لے کر دوڑنے کی حقیقت کو واضح کر دیا کہ تو نے ہی آگ لگائی تھی اور ہر شخص کو بے گھر بنا دیا تھا کہ میری ماں کو مجھے دریا کے حوالے کرنے کی ضرورت پڑی۔

فرعون نے فوراً بات کا رخ پلٹ دیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام برابر بحث جاری رکھے رہے۔ حقیقتاً میں اس تصور سے کانپ جاتا ہوں کہ دو اللہ کے بندے اتنے بڑے مغرور اور متکبر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس لہجہ میں گفتگو کر رہے ہیں کہ دور دور خوف وہراس کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ کیا آج کے صاحبانِ ایمان میں کوئی اس واقعہ سے سبق لینے والا ہے اور باطل کے مقابلہ میں ایسی ہمت کا مظاہرہ کرنے والا ہے۔ ضمیر فروشی کے اس دور میں ایسی ہمت کا پیدا کر لینا تقریباً ناممکنات میں ہے۔ رب کریم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢٨ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ

ان دونوں کے درمیان ہے کا پروردگار ہے اگر تم لوگ عقل رکھتے ہو۔(28) فرعون نے کہا: اگر تم نے

إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۝٢٩ قَالَ أَوَلَوْ

میرے علاوہ کسی کو معبود بنایا تو میں تمہیں قیدیوں میں شامل کر دوں گا۔(29) موسیٰ نے کہا: اگر میں تیرے پاس

جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ۝٣٠ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ

واضح چیز (معجزہ) لے آؤں تو؟(30) فرعون نے کہا: اگر تم سچے ہو

الصَّادِقِينَ ۝٣١ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ۝٣٢ وَنَزَعَ

تو اسے لے آؤ۔(31) پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ دفعتاً نمایاں اژدہا بن گیا۔(32) اور (گریبان سے)

يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝٣٣ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ

اپنا ہاتھ نکالا تو وہ تمام ناظرین کے لیے چمک رہا تھا۔(33) فرعون نے اپنے گردوپیش کے درباریوں سے کہا:

هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝٣٤ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ

یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔(34) وہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ذریعے تمہیں تمہاری سرزمین سے

بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝٣٥ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ

نکال باہر کرے۔ تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟(35) وہ کہنے لگے: اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو

فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝٣٦ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝٣٧

اور شہروں میں ہرکارے بھیج دو۔(36) کہ وہ تمام ماہر جادوگروں کو تمہارے پاس لے آئیں۔(37)

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝٣٨ وَقِيلَ لِلنَّاسِ

چنانچہ مقررہ دن کے مقررہ وقت پر جادوگر جمع کر لیے گئے۔(38) اور لوگوں سے کہا گیا:

عربی حاشیہ

ہے قابلِ تشکر نہیں ہوتا ہے کہ مجھ پر کفرانِ نعمت کا الزام لگایا جاسکے البتہ تو نے اپنے پروردگار کی نعمتوں کا کفران ضرور کیا ہے جس کی سزا تجھے ملنی چاہیے۔

ف: فرعون کا جنون یہ ہے کہ پہلے جناب موسیٰ کو مجنون کہا۔ اس کے بعد علیم کہہ دیا جب کہ جناب موسیٰ برابر "ان کنتم تعقلون" کہتے رہے اور اس کے جنون کا اظہار کرتے رہے۔

ف: یہ بھی واضح رہے کہ جناب موسیٰ کا ایک معجزہ خوف کا مظہر ہے اور دوسرا امید کا اور یہی نبی کی دعوت کا خلاصہ ہوتا ہے۔

ف: عصا بھی مختلف حالات میں کبھی حیہ بن جاتا تھا کبھی جان اور کبھی ثعبان یعنی اژدہا۔

ف: قدرت کا انتظام دیکھئے کہ فرعون اپنی خدائی کے تحفظ کے لئے مجمع اکٹھا کر رہا ہے اور جناب موسیٰ خوش ہیں کہ میری تبلیغ کا بہترین ماحول تیار ہو رہا ہے۔

اردو حاشیہ

هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ [6] اِنْ كَانُوْا

کیا تم جمع ہو جاؤ گے؟(39)شاید ہم جادو گروں (۴) کے پیچھے چلیں اگر

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ

یہ لوگ غالب رہیں۔(40)جب جادوگر آ گئے تو فرعون سے کہنے لگے: اگر ہم

لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

غالب رہے تو کیا ہمارے لیے بھی کوئی صلہ ہو گا؟(41)فرعون نے کہا: ہاں! اور اس صورت میں

اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

تو تم مقربین میں سے ہو گے۔(42)موسیٰ نے ان سے کہا: تمہیں جو پھینکنا ہے

مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ [7]

پھینکو۔(43)انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں اور کہنے لگے: فرعون کی

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا

جاہ و جلالت کی قسم! بے شک ہم ہی غالب آئیں گے۔(44) پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو اس نے دفعتاً

هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا

ان کے سارے خود ساختہ دھندے کو نگل لیا۔(45)اس پر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے۔(46) کہنے لگے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ

ہم عالمین کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔(47)موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔(48)فرعون نے کہا: میری اجازت سے

لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ

پہلے تم موسیٰ کو مان گئے؟ یقیناً یہ (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔

عربی حاشیہ

واضح رہے کہ فرعون نے انعام میں تقرب کا ذکر کیا ہے جو علامت ہے کہ قرب خدا بہترین انعام ہے۔ کاش بندگانِ خدا بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

6- یہ ایک سیاسی بیان تھا جس سے غیر جانبدار بن کر قوم کو ورغلایا جا رہا تھا ورنہ جادوگروں کا وہی مذہب تھا جو فرعونیوں کا مذہب تھا مقصد یہ تھا کہ جادوگر غالب آ گئے تو ہم ان کا اتباع کریں گے یعنی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور اس کی حقانیت اور بھی ثابت ہو جائے گی۔

7- یاد رہے کہ جو شخص بھی باطل کی عزت کے سہارے کام کرے گا وہ بالآخر ذلیل ہو کر رہے گا۔ فرعون کیا اور اس کی عزت کیا کہ اس کی قسم کھائی جائے۔

اردو حاشیہ

(۴) فرعون رب اعلیٰ ہونے کا دعویدار تھا مگر باطل پر ہونے کی وجہ سے اس قدر بے کس و بے بس تھا کہ پہلے جناب موسیٰ سے مقابلہ کرنے کیلئے جادوگروں کا سہارا لیا پھر ان کا پیچھا کرنے کیلئے فوجوں کا سہارا لیا اور ہر قدم پر بے تدبیر مشیروں سے مشورہ کرتا رہا اور آخر میں جادوگر ہاتھ سے نکل گئے تو سزاؤں کی دھمکی دی۔ پھر اس کا بھی اثر نہ ہوا تو چڑھائی کا ارادہ کر لیا اور تعاقب بھی کیا تو انجام کار سارا لشکر غرق ہو گیا اور قدرت نے اپنے انتظام کا ایک شاہکار پیش کر دیا کہ فرعون مع اپنے ساتھیوں کے تعاقب میں نکلا اور سب غرق ہو گئے تو قدرت نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو فرعونیوں کے تمام املاک کا وارث بنا دیا اور یہ واضح کر دیا کہ ہم نے تعاقب کی مہلت نہ دی ہوتی تو یہ گھروں سے کس طرح نکلتے اور دریا میں غرق کس طرح کئے جاتے اور علاقہ خالی کس طرح کرایا جاتا۔ داعی حق اور اس کے ساتھیوں کو صبر و سکون سے کام لینا چاہیے اس کے بعد انتقام لینا اور انتظام کرنا پروردگار کا کام ہے، اس کی کوئی ذمہ داری بندوں پر نہیں ہے۔

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

ابھی تمہیں (تمہارا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ میں تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مخالف سمتوں سے

مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ ۚ قَالُوْا لَا ضَيْرَ [8]

ضرور کٹوادوں گا اور تم سب کو ضرور سولی پر لٹکا دوں گا۔(49)انہوں نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ ۚ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

ہم اپنے رب کے حضور لوٹ جائیں گے۔(50)ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں سے

خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ ؑ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى

درگزر فرمائے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔(51)اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي

لے کر رات کو نکل پڑیں یقیناً آپ کا تعاقب کیا جائے گا۔(52)(ادھر) فرعون نے شہروں میں

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ ۚ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ ۙ

ہرکارے بھیج دیے۔(53)(ان کے ساتھ یہ کہلا بھیجا) کہ بے شک یہ لوگ چھوٹی سی جماعت کی صورت میں ہیں۔(54)

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾ ۙ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾ ؕ

اور انہوں نے ہمیں بہت غصہ دلایا ہے۔(55)اور اب ہم سب پوری طرح مستعد ہیں۔ (56)

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ ۙ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ

چنانچہ ہم نے انہیں باغوں اور چشموں سے نکال دیا ہے۔(57)اور خزانوں اور بہترین رہائش گاہوں سے

كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ ۙ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾ ؕ فَاَتْبَعُوْهُمْ

بھی۔(58)اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔(59)چنانچہ صبح ہوتے ہی (فرعون کے) لوگ ان کے تعاقب میں

عربی حاشیہ

8- یہ ہے ایمانی لہجہ کہ انسان سطوت شاہی سے ہرگز مرعوب نہ ہو اور اس کے رعب وجلال کو اس طرح نظرانداز کردے کہ باطل کو اپنی بیکسی اور بے بسی کا احساس ہوجائے اور شدید تر ہوجائے۔

ف: "القی السحرۃ" بیساختہ گر پڑنے کی طرف اشارہ ہے کہ یہ معجزہ موسیٰ کا فوری اثر تھا۔

ف: "امن لہ"۔ یہ خشوع وخضوع کا اظہار ہے ورنہ تصدیق کے لئے "امن بہ" استعمال ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ٥٩ دلیل ہے کہ بنی اسرائیل نے مصر پر باقاعدہ حکومت کی ہے چاہے سب واپس آئے ہوں یا بعض ارض مقدس کی طرف چلے گئے ہوں۔

اردو حاشیہ

مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا

نکل پڑے۔(60)جب دونوں گروہ ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگے تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا: ہم تو

لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾

پکڑے گئے۔(61)موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں! میرا پروردگار یقیناً میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے راستہ دکھا دے گا۔(62)

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی: اپنا عصا سمندر پر ماریں چنانچہ دریا پھٹ گیا اور اس کا ہر حصہ

كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾

عظیم پہاڑ کی طرح ہو گیا۔(63)اور وہاں ہم نے دوسرے گروہ کو بھی نزدیک کر دیا۔(64)

وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو بچا لیا۔(65)اس کے بعد دوسروں کو

الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

غرق کر دیا۔(66)اس واقعے میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں سے اکثر

مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ

ایمان نہیں لائے۔(67)اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(68)اور انہیں

عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا

ابراہیم کا واقعہ سنا دیجئے۔(69)جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا:

تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾

تم کس چیز کو پوجتے ہو؟(70)انہوں نے جواب دیا: ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور اس پر ہم قائم رہتے ہیں۔(71)

عربی حاشیہ

ف: فرعونیوں کی غرقابی کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بحیرۂ احمر کا واقعہ ہے حالانکہ بحر اور یم کے الفاظ، بنی اسرائیل کا مصر سے ارض مقدس کی طرف جانے کا راستہ۔ خود جناب موسیٰ کا ابتدا میں دریا کے حوالے ہوتا یہ سب قرائن ہیں کہ مراد دریائے نیل ہے اور یہی بات اہرام وغیرہ کے محل وقوع سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

9- کوئی بھی صحابی نبی جیسا ایمان کہاں سے لائے گا۔ نبی مطمئن ہے اور صحابی پریشان بعینہ جو منظر غار ثور میں نظر آیا کہ صحابی دشمن کے خوف سے گریہ کناں تھا اور رسول اطمینان دلا رہا تھا ''لاتحزن ان اللہ معنا'' کتنا صحیح فرمایا تھا سرکار دوعالمؐ نے کہ میری مثال موسیٰ جیسی ہے یعنی میرا بھائی موسیٰ کے بھائی جیسا اور میرے احباب موسیٰ کے احباب جیسے۔

10- یہ بھی قدرت کا ایک انتظام تھا کہ فرعون کو موسیٰ سے قریب تر کر دیا تاکہ دریا کے حدود میں داخل ہو جائے اور پھر غرق کر دیا جائے۔

اردو حاشیہ

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿۷۲﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ

ابراہیم نے کہا: جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری سنتے ہیں؟(72)یا تمہیں فائدہ یا

يَضُرُّونَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۷۴﴾

ضرر دیتے ہیں؟(73)انہوں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہم نے تو اپنے باپ دادا (۵) کو ایسا کرتے پایا ہے۔(74)

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۷۵﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ

ابراہیم نے کہا: کیا تم نے ان کی حالت دیکھی ہے جنہیں تم پوجتے ہو؟(75) تم اور تمہارے گزشتہ باپ دادا بھی

الْأَقْدَمُونَ ﴿۷۶﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۷۷﴾

(پوجتے رہے ہیں)۔(76)یقیناً یہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔(77)

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي

جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے ہدایت دیتا ہے۔(78)اور وہی مجھے کھلاتا

وَيَسْقِينِ ﴿۷۹﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِي

اور پلاتا ہے۔(79)اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔(80)اور وہی مجھے

يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي

موت دے گا پھر مجھے زندگی عطا کرے گا۔(81)اور میں اسی سے امید رکھتا ہوں کہ روز قیامت

خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي

میری خطاؤں سے درگزر فرمائے۔(82)پروردگارا! (۶) مجھے حکمت عطا کر اور صالحین میں

بِالصَّالِحِينَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ [12] فِي الْآخِرِينَ ﴿۸۴﴾

شامل فرما۔(83)اور آنے والوں میں مجھے حقیقی ذکر جمیل عطا فرما۔(84)

عربی حاشیہ

11-اس واقعہ میں فرعونیوں کی تباہی بھی ہے اور اصحاب موسیٰ کی نجات بھی لہٰذا خدا نے اپنے کو عزیز بھی کہا ہے اور رحیم بھی کہ ایک کے حق میں غالب ہے اور دوسرے کے حق میں مہربان۔

12-یہ مستثنیٰ منقطع ہے ورنہ معبود برحق کا بتوں سے کیا تعلق ہے۔

ف: جناب ابراہیمؑ نے پہلے پروردگار کی خالقیت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ربوبیت کے مراحل کا اعلان کیا۔ پہلے ہدایت پھر کھانا پینا، پھر امراض میں شفا، پھر حیات وموت اور آخر میں مغفرت لیکن خطا کا ذکر گناہ ہے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ احساس کوتاہی کا نتیجہ ہے جو کمال بندگی کی علامت ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دنیا ہزاروں سال سفر کرنے کے بعد بھی ہنوز وہیں ہے جہاں سے چلی تھی اور جہاں دور جناب ابراہیمؑ میں تھی اور آج بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں جن کے پاس ان کے اصول وقوانین اور رسوم وتقالید کی کوئی دلیل نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہمارے باپ دادا یہی کر رہے تھے اور ہم بھی یہی کر رہے ہیں۔ ان دیوانوں کے پاس اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ دوسروں ہی کا حوالہ دینا ہے اور انہیں کے قول پر اعتماد کرنا ہے تو رب العالمین پر اعتماد کرو اور اس کے معصوم بندوں پر اعتماد کرو۔ جاہل باپ دادا پر اعتماد کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

(۶) یہ کمال ادب واخلاق ہے کہ خلقت، ہدایت، حیات، موت دکھانا، پینا، سارے معاملات کو خدا کی طرف منسوب کیا لیکن جب بیماری کی بات آئی تو اس کو اس پروردگار کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ اس شان سے اعتراف کیا کہ جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے گویا بیماری بندہ کی کمزوری ہے اور شفا دینا پروردگار کا کرم ہے۔

وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغْفِرْ لِاَبِیْۤ

اور مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث قرار (۷) دے۔(85)اور میرے باپ (چچا) کو بخش دے

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾

کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے۔(86)اور مجھے اس روز رسوا نہ کرنا جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔(87)

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ

اس روز نہ مال کچھ فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔(88)سوائے اس کے جو اللہ کے حضور قلب سلیم

سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ [13] وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ

لے کر آئے۔(89)اس روز جنت پرہیزگاروں کی دسترس میں لائی جائے گی۔(90) اور جہنم گمراہوں کے سامنے

الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾

لائی جائے گی۔(91)پھر ان سے پوچھا جائے گا تمہارے وہ معبود کہاں ہیں؟ (92)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ [14] فَكُبْكِبُوْا

اللہ کو چھوڑ کر (جنہیں تم پوجتے تھے) کیا وہ تمہاری مدد کر رہے ہیں یا خود کو بچا سکتے ہیں؟(93)چنانچہ یہ خود اور گمراہ لوگ

فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا

منہ کے بل جہنم میں گرا دیے جائیں گے۔(94)اور سارے ابلیسی لشکر سمیت۔(95)اور وہ

وَ هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾

اس میں آپس (۸) میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے۔(96)قسم بخدا! ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔(97)

اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾

جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر درجہ دیتے تھے۔(98)اور ہمیں تو ان مجرموں نے گمراہ کیا ہے۔(99)

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر جناب ابراہیمؑ نے چھ طرح کی دعائیں کی ہیں:

۱۔حکم کا مطالبہ کیا ہے جو حکمت نظری کی معراج ہے۔

۲۔صالحین سے ملحق ہونے کا تقاضا کیا ہے جو حکمت عملی کا کمال ہے۔

۳۔لسان صدق کا مطالبہ کیا ہے جو ذکر خیر کی بقا کا ذریعہ ہے۔

۴۔جنت کا مطالبہ کیا ہے جو بلندی افکار کی دلیل ہے۔

۵۔چچا کی مغفرت کی دعا کی ہے جو ایفائے عہد کا تقاضا ہے۔

۶۔روز قیامت کی رسوائی سے بچنے کی دعا کی ہے جو صاحبِ ایمان کی معراجِ فکر ہے۔

13- لسان صدق۔ ذکرخیر ہے کہ جو زبان سچی ہوتی ہے اس پر خیر کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے اور پھر ابراہیمؑ جیسا بندہ مخلص ہو تو اس کے بارے میں سچی زبان سوائے خیر کے اور کیا

اردو حاشیہ

(۷) اس دعا میں حفظ آداب کے ساتھ اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ میں جنت کا وارث و مالک نہیں ہوں اور نہ بننا چاہتا ہوں۔ میرا مدعا صرف یہ ہے کہ مجھے بھی اس کے وارثوں میں شامل کر لیا جائے اور میری بھی عاقبت بالکل بخیر ہو جائے۔

(۸) کیا بدنصیبی ہے ان بیچارے گمراہوں کی کہ دنیا میں ایک دوسرے کی اطاعت کرتے رہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور جہنم میں جا کر جھگڑا کرنے لگے کہ گمراہی کا گناہگار اور ذمہ دار کون ہے اور کس نے کس کو گمراہ کیا ہے۔ کاش اہل باطل سے یہ جھگڑا یہیں کر لیا ہوتا تو وہاں یہ دن دیکھنے میں نہ آتے۔

اس کا واضح سا مطلب یہ ہے کہ جس کے اصول مذہب میں باطل سے تبرا نہیں ہے اسے جہنم میں جا کر تبرا کرنا پڑے گا۔ یہ اور بات ہے کہ وہاں کا تبرا مفید نہ ہو کہ اس کی جگہ دنیا ہے آخرت نہیں ہے۔ یہاں باطل سے بیزاری کا اعلان کرو تا کہ وہاں اس کا اجر و عوض حاصل کر سکو، وہاں جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا

(آج) ہمارے لیے نہ تو کوئی شفاعت کرنے والا ہے۔(100)اور نہ کوئی سچا دوست ہے۔(101) کاش ہمیں

كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ

ایک مرتبہ پھر پلٹنے کا موقع مل جاتا تو ہم مومنین میں سے ہوتے۔(102)یقیناً اس میں ایک نشانی ہے

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

لیکن ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔(103)اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی غالب آنے والا، رحم

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ

کرنے والا ہے۔(104)نوح کی قوم نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔(105)جب ان کی برادری کے

اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾

نوح نے (۹) ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے ہو؟(106)میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔(107)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(108)اور اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(109)لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری

اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اطاعت کرو۔(110)انھوں نے کہا: ہم تم پر کیسے ایمان لے آئیں جبکہ ادنیٰ درجے کے لوگ تمہارے پیروکار ہیں۔(111)

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا

نوح نے کہا: مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے ہیں۔(112)ان کا حساب تو صرف

عربی حاشیہ

کہہ سکتی ہے۔ ہاں زبان جھوٹی ہو تو خلیل کے جھوٹ بولنے کی روایت بھی بیان کرسکتی ہے۔

14-قلبِ سلیم وہ دل ہے جو ہرطرح کے نقص، عیب اور رذیلت سے صحیح وسالم اور پاک وپاکیزہ ہو۔

15- کب کے معنی تو خود ہی گر پڑنے کے ہیں کبکب اس کی بھی تکرار ہے یعنی بالکل منھ کے بل دھکیل دیئے جائیں گے۔

16-صدیق حمیم۔خالص محبت والا دوست۔ نورالثقلین کی روایت کی بناپر شافعین ائمہ طاہرینؑ اور صدیق حمیم مومنین کرام جو بدترین وقت میں بھی کام آنے والے ہیں۔

ف: غاوون اور جنود ابلیس کا بنیادی فرق یہ ہے کہ غاوون خودگمراہ ہیں اور جنود ابلیس وہ لشکری ہیں جو شیطان کی دلالی کا کام کرتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۹) انبیاء کرامؑ کی شفقت ومحبت کا یہ کمال ہے کہ قوم کے سامنے حاکم اور سلطان بن کر نہیں آتے ہیں بلکہ بھائی بن کر آتے ہیں اور مواسات اور ہمدردی سے کام لیتے ہیں کہ اس طرح ان میں اپنائیت کا احساس پیدا ہو اور یہ احساس بات کے ماننے پر آمادہ کرسکے اور شاید اسی طرح راہِ راست پر آجائیں۔

عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾

میرے رب کے ذمے ہے اگر تم سمجھو۔(113)اور میں مومنوں کو دھتکار نہیں سکتا۔ (114)

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

میں تو صرف صاف اور صریح انداز میں تنبیہ کرنے والا ہوں۔(115)ان لوگوں نے کہا: اے نوح

یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ

اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں ضرور سنگسار کر دیا جائے گا۔(116) نوح نے کہا: اے میرے پروردگار! بتحقیق میری قوم نے

قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ

میری تکذیب کی ہے۔(117) پس تو ہی میرے اوران کے درمیان حتمی فیصلہ فرما اور مجھے اور

مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی

میرے ساتھ مومنین کو نجات دے۔(118)چنانچہ ہم نے انہیں اور جو ان کے ہمراہ بھری کشتی (۱۰) میں

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ

سوار تھے سب کو بچا لیا۔(119)اس کے بعد ہم نے باقی سب کو غرق کر دیا۔(120)یقیناً

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ اِنَّ

اس میں بھی ایک نشانی ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔(121)اور یقیناً آپ کا

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

رب ہی بڑا غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(122) قوم عاد نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ (123)

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

جب ان کی برادری کے ہود نے ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے؟(124) میں تمہارے لیے ایک امانتدار

عربی حاشیہ

ف: قصہ قوم ہود دلیل ہے کہ بلندیوں پر پُرغرور محل بنانا۔ اعلیٰ مکانات میں ہمیشہ سکونت کا خیال اور سزاؤں میں سختی وہ بدترین اعمال ہیں جو کسی بھی قوم کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔

17- یہ درحقیقت لاعلمی کا اظہار نہیں ہے بلکہ ایک نظریہ کا اعلان ہے کہ جب انسان توبہ کر کے راہِ راست پر آ جائے تو اس کا محاسبہ نہیں کرنا چاہیے اور اس کے معاملہ کو پروردگار کے حوالے کر دینا چاہیے۔

18- اگر شانِ نبوت یہ ہے کہ نبی صاحبانِ ایمان کو اپنی محفل سے نہیں نکال سکتا ہے تو جنھیں مرسل اعظمؐ نے نکال دیا ان کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔

اردو حاشیہ

(۱۰) واضح رہے کہ طوفانِ نوحؑ نے ساری دنیا کو غرق کر دیا تھا لیکن اس سفینۂ نجات کو نہیں غرق کر سکا تھا جسے جناب نوحؑ نے حکم خدا سے بنایا تھا اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ طوفان بلا میں سوائے نبی کے سفینہ کے کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔

سرکار دو عالمؐ نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ کی ہے کہ جو سفینہ پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس نے تخلف کیا وہ غرق ہو گیا۔

اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۶﴾ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ

رسول ہوں۔(125)لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری (۱۱) اطاعت کرو۔(126)اور اس کام پر

مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبۡنُوۡنَ

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(127) کیا تم

بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ

ہر اونچی جگہ (۱۲) پر ایک بے سود یادگار بناتے ہو؟(128)اور تم بڑے محلات بناتے ہو گویا تم نے ہمیشہ

تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ [19] ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا

رہنا ہے۔(129)اور جب تم (کسی پر) حملہ کرتے ہو تو نہایت جابرانہ انداز میں حملہ آور ہوتے ہو۔(130) پس

اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّکُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾

اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(131) نیز اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری مدد کی جن کا تمہیں (بخوبی) علم ہے۔(132)

اَمَدَّکُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیۡۤ

اس نے تمہیں جانوروں اور اولاد سے نوازا۔(133) نیز باغات اور چشموں سے مالا مال کر دیا۔(134) بلاشبہ

اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ

مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔(135)انہوں نے کہا:

اَوَعَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَکُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِیۡنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ

تم نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے یکساں ہے۔(136)یہ تو بس پرانے لوگوں کی

الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۱۳۸﴾ فَکَذَّبُوۡہُ فَاَہۡلَکۡنٰہُمۡ

عادات ہیں۔(137)اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔(138)(اس طرح)انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے

عربی حاشیہ

19-واضح رہے کہ معیت صحابیت سے الگ ایک درجہ ہے۔صحابیت حاضری اور ملاقات وزیارت سے بھی پیدا ہوجاتی ہے اور معیت کے لئے اتباع واقتداء کی ضرورت ہوتی ہے اور قرآن کریم نے نجات کا معیار معیت کوقرار دیا ہے صحابیت کونہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۱) انبیاء کرامؑ قوم میں تقویٰ پیدا کرانے کیلئے مختلف وسائل اختیار کیا کرتے تھے۔کبھی یہ سمجھاتے تھے کہ میں رسول خدا ہوں تم پر برتری کا خواہاں نہیں ہوں لہٰذا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو اور کبھی دوسرے اسالیب کو ذریعہ بناتے تھے۔

تقویٰ کی دعوت کے ساتھ اطیعون کا لفظ علامت ہے کہ تقویٰ کوئی ہوائی یا خیالی شے نہیں ہے کہ جس طرح چاہے پیدا ہو جائے۔تقویٰ کا اظہار صرف اطاعت پیغمبر ہی سے ہوتا ہے اور اطاعت نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تقویٰ بھی نہیں ہے۔

(۱۲) تعمیر کوئی بری بات نہیں ہے لیکن اس کا مقصد بہرحال درکار ہوتا ہے۔بغیر مقصد محل تعمیر کرنا اور یادگاریں بنانا ایک کافرانہ حرکت ہے جس کی قرآن کریم نے مذمت کی ہے ہاں یادگار کا کوئی عقلائی مقصد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ضروری بھی ہوسکتی ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ

انہیں ہلاکت میں ڈال دیا۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں مانتے۔(139) اور بتحقیق

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۱﴾

آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔(140) (قوم) ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔(141)

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

جب ان کی برادری کے صالح نے ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے؟(142) میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول

اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

ہوں۔(143) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(144) اور اس بات پر میں تم سے

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ

کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(145) کیا تم لوگ یہاں پر موجود چیزوں (نعمتوں)

فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّ زُرُوْعٍ

میں یوں ہی (۱۳) بے فکر چھوڑ دیے جاؤ گے؟(146) باغوں اور چشموں میں۔(147) اور کھیتیوں

وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا

اور کھجوروں میں جن کے نرم خوشے ہیں۔(148) اور تم پہاڑوں کو بڑی مہارت سے تراش کر

فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَ لَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ

گھر بناتے ہو۔(149) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(150) اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی

الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

اطاعت نہ کرو۔(151) جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔(152)

عربی حاشیہ

20- انسان صاحبِ جبروت نہیں ہے لہٰذا اس کے حق میں لفظ جبار مذمت ہے اور پروردگار صاحبِ جبروت ہے لہٰذا اس کے بارے میں لفظ جبار کمال مدح وثنا ہے۔

قوم عاد کے حملے ہاتھ سے ہوتے تھے تو وہ قابلِ مذمت ہوگئے اور یہ آج کے ظالم جو بموں سے حملے کرتے ہیں ان کے مظالم کا کیا حشر ہوگا۔ جب کہ ان کے شر سے کوئی کمزور فرد یا قوم محفوظ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵۱ میں جس اسراف کا ذکر ہے اس کی مختلف قسمیں ہیں:

- عقائد میں اسراف یعنی تشکیک وغیرہ۔
- جملہ معاملات میں اسراف۔
- صرف قصاص میں اسراف۔
- کھانے پینے میں اسراف۔

رب کریم ہر طرح کے اسراف سے محفوظ رکھے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) انسان کی بے شمار کمزوریوں میں سے ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ وہ عیش ونشاط کو دیکھ کر انجام سے بالکل بے خبر ہوجاتا ہے اور یہ تصور بھی نہیں کرتا کہ یہ سامانِ راحت کسی وقت بھی تباہ ہوسکتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سامان رکھا رہ جائے اور انسان خود ہی چلا جائے اور اس سامان سے استفادہ نہ کرسکے۔ یہ کردار ہم نے اپنے دور میں بعض روسا اور زمینداروں میں بھی دیکھا ہے اور بعض تاجروں اور افسروں میں بھی کہ نہ اول الذکر نے کبھی یہ سوچا تھا کہ یہ زمینداری اور یہ ریاست ختم بھی ہوسکتی ہے اور اس وقت مظلوم عوام نے بدلہ لینے کا ارادہ کرلیا تو کیا ہوگا اور نہ ثانی الذکر یعنی تاجر اور افسر یہ سوچتے ہیں کہ دکان بند ہوگئی یا نوکری چلی گئی تو کیا ہوگا اور اگر کبھی سوچا بھی تو شیطانی فکر ونظر سے کہ اس طرح ذخیرہ اندوزی میں لگ گئے اور بینک بیلنس بنانے لگے اور یہ نہ سوچا کہ ابھی حالات بہتر ہیں کچھ کار خیر کرلینا چاہیے اس کے بعد حالات خراب ہوگئے تو سوائے حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

خرچ کردینے میں پریشانی کا تصور اس لئے غلط ہے کہ رازق پروردگار ہے اور وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور پھر صادق الوعد بھی ہے اور رزق کا وعدہ کیا ہے تو اسے پورا بھی کرتا رہے گا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝١٥٣ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ

لوگوں نے کہا: تم تو بلاشبہ سحرزدہ آدمی ہو۔(153)اور تم ہم جیسے بشر کے سوا

مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝١٥٤ قَالَ

اور کچھ نہیں ہو پس اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کرو۔(154)صالح نے کہا: یہ ایک اونٹنی ہے

هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝١٥٥ وَلَا

ایک مقررہ دن اس کے پانی پینے کی باری ہوگی اور ایک مقررہ دن تمہارے پانی پینے کی باری ہوگی۔(155)اور اسے بری نیت سے

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝١٥٦ فَعَقَرُوْهَا

نہ چھیڑنا ورنہ ایک بڑے (ہولناک) دن کا عذاب تمہیں گرفت میں لے لے گا۔(156)تو انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝١٥٧ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر وہ ندامت میں مبتلا ہوئے۔(157)چنانچہ عذاب نے انہیں گرفت میں لے لیا۔ یقیناً اس میں

لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٥٨ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔(158)اور بے شک آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا،

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝١٥٩ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝١٦٠ اِذْ

بڑا رحم کرنے والا ہے۔(159)قوم لوط نے (بھی) رسولوں کی تکذیب کی۔(160)جب

قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝١٦١ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

ان کی برادری کے لوط نے ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے ؟(161)میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول

اَمِيْنٌ ۝١٦٢ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝١٦٣ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ

ہوں۔(162)پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(163)اور میں اس کام پر

عربی حاشیہ

21- عذاب کے موقع پر بار بار اس لفظ رحیم کی تکرار کی جاتی ہے تاکہ یہ نکتہ واضح ہوجائے کہ عذاب صرف اپنے غلبہ کے اظہار کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں بھی رحمت کا ایک پہلو شامل ہے اور ایسا نہیں ہے کہ خدا کبھی مہربان ہوجائے اور کبھی نامہربان۔ وہ ہر آن مہربان ہے اور اس کی مہربانی عذاب کے موقع پر بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اس عذاب سے ایک طرح کی تنبیہ ہی مقصود ہوتی ہے۔

پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ عذاب کے مواقع پر بعض افراد کا محفوظ رہ جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایک قوم کے لئے صاحبِ عزت ہے تو دوسری قوم کے لئے صاحبِ رحمت بھی ہے۔

اردو حاشیہ

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ؕ اَتَاْتُوْنَ

تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو بس رب العالمین پر ہے۔(164) کیا ساری دنیا میں

الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ۙ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ

تم (شہوت رانی کے لیے) مردوں کے پاس ہی جاتے ہو؟(165)اور تمہارے رب نے جو بیویاں

رَبُّکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا

تمہارے لیے خلق کی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم تو حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو۔(166) وہ کہنے لگے:

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ

اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو ضرور نکال دیا جائے گا۔(167)لوط نے کہا:

اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ؕ رَبِّ نَجِّنِیْ وَ اَهْلِیْ مِمَّا

میں تمہارے اس کردار کے سخت دشمنوں میں سے ہوں۔(168) پروردگار! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے (برے) کردار سے

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ۙ اِلَّا عَجُوْزًا فِی

نجات عطا فرما۔(169) چنانچہ ہم نے انہیں اور ان کے تمام اہل خانہ کو نجات دی۔(170) سوائے ایک بڑھیا کے

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ۚ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ۚ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ

جو پیچھے رہنے والوں میں رہ گئی۔(171) پھر ہم نے باقی سب کو تباہ کر کے رکھ دیا۔(172)اور ان پر ہم نے

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً ؕ وَ

بارش برسائی، پس تنبیہ شدہ لوگوں پر یہ بہت بری بارش تھی۔(173) یقیناً اس میں ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے

مَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ

اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔(174)اور یقیناً آپ کا رب ہی بڑا غالب آنے والا، بڑا رحم

عربی حاشیہ

22- عقر ایڑی کے قریب کے پٹھوں کے کاٹ دینے کو کہا جاتا ہے جس کے بعد جانور چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہ جاتا ہے اور آخر کار پڑے پڑے مرجاتا ہے۔ اردو زبان میں اسے کُونچیں کاٹنا کہا جاتا ہے۔

آیت میں تو صراحت نہیں ہے لیکن روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ اونٹنی معجزانہ طور پر پیدا ہوئی تھی اور اس میں ایک دن میں سارا پانی پی جانے کی صلاحیت تھی۔ اس اونٹنی کا قتل ہزاروں انسانوں کی تباہی کا سبب بن گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ف: قرآن مجید نے لواطت کو اسراف، خبیث، فسق، تجاوز، جہل اور قطع سبیل سے تعبیر کیا ہے اور یہ عمل یقیناً اُن تمام باتوں کا مصداق ہے کاش اہلِ دنیا ہوش میں آجاتے۔

اردو حاشیہ

الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ

کرنے والا ہے۔(175)ایکہ (۱۴) والوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی۔(176)جب شعیب نے

لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے؟(177)میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔(178)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(179)اور اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ

میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(180)تم پیمانہ پورا (۱۵) بھرو

لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾

اور نقصان پہنچانے والوں میں سے نہ ہونا۔(181)اور سیدھی ترازو سے تو لا کرو۔ (182)

وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ

مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾

پھیلایا کرو۔(183)اور اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور گزشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے۔ (184)

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ

انہوں نے کہا: تم تو بس سحرزدہ ہو۔(185)اور تم تو بس ہم جیسے انسان ہو

مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا

نیز ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہی ہو۔(186)پس تم سچے ہو

عربی حاشیہ

23- اللہ نے جنسی تسکین کے لئے عورتوں کو پیدا کیا ہے اور قوم لوط نے یہی کام مردوں سے لینا شروع کردیا جس پر قدرت نے سخت ترین عذاب نازل کردیا کہ اسے یہ عمل بدہرگز پسند نہیں ہے اور وہ اسے کسی شکل میں بھی برداشت نہیں کرسکتا ہے۔ صاحبانِ ایمان کو ان قوموں کی بربادی دیکھنے کا انتظار کرنا چاہیے جو آج کے ترقی یافتہ دور میں اس عمل بد کو سرکاری سطح پر جائز بنا کر اس کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں اور اس طرح عورتوں پر ایک نیا ظلم ہو رہا ہے کہ دھیرے دھیرے مردان کی طرف سے بالکل بے نیاز ہوجائیں گے اور اُن کا مصرف بھی مردوں جیسا ہوجائے گا اور نسلوں کا سلسلہ ختم ہوجائے گا نسلوں کی بربادی خود بھی ایک عذابِ الٰہی ہے جس میں یہ قومیں مبتلا ہو رہی ہیں۔

24-0 ایکہ۔ جنگل اور جھاڑی کو کہا جاتا ہے۔

تخسر۔ یعنی معاملہ میں ڈنڈی مار دینے

اردو حاشیہ

(۱۴) اصحاب الایکہ ایک قوم تھی جو مدین کے قریب آباد تھی اور چونکہ اس کا مدین سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے جناب شعیبؑ کو ان کا بھائی نہیں کہا گیا ہے جب کہ باقی تمام انبیاء کو ان کی قوم کا بھائی کہا گیا ہے کہ وطنی اور قومی رشتے سے قوم کی برادری میں شامل تھے ورنہ انبیاء کا ایسی قوم سے کوئی رشتہ نہیں ہے جو مختلف قسم کے عیوب میں مبتلا ہو اور دعوت الٰہی کو سحر اور جادو سے تعبیر کرتی ہو اور نمائندگانِ پروردگار کو سنگسار کرنے کی دھمکی دیتی ہو۔

(۱۵) انبیاء ماسبق کے تذکرہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر دور کی قوم میں ایک نہ ایک نمایاں عیب ضرور تھا۔ کوئی قوم عیش وعشرت کی دلدادہ تھی اور لوگوں پر ظلم کیا کرتی تھی اور کوئی قوم بدکاری اور ہم جنسی میں مبتلا تھی، کوئی قوم ناپ تول میں بے ایمانی سے کام لیتی تھی اور ہمیشہ کم دیا کرتی تھی اور کوئی قوم طبقاتی امتیازات کی بیماری میں مبتلا تھی اور اس طرح ہر نبی کو ایک نئی زحمت کا سامنا تھا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے دور میں یہ ساری برائیاں ایک وقت میں جمع ہوگئی ہیں اور دنیا سارے جرائم کا مرکز بنتی جا رہی ہے۔ اب اس دنیا کا انجام کیا ہونے والا ہے اسے پروردگار ہی بہتر جانتا ہے۔

كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ

تو آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرادو۔(187)شعیب نے کہا: میرا پروردگار تمہارے اعمال سے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ

خوب واقف ہے۔(188)انہوں نے شعیب کو جھٹلا ہی دیا چنانچہ سائبان والے دن کے عذاب نے انہیں گرفت میں لے لیا۔

اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

بے شک وہ بہت بڑے (ہولناک) دن کا عذاب تھا۔(189) اس میں یقیناً ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اکثر ایمان لانے والے نہیں۔(190)اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا، بہت رحم

الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ

کرنے والا ہے۔(191)اور بتحقیق یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔(192) جسے

الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

(۱۶) روح الامین نے اتارا۔(193) آپ کے قلب پر تا کہ آپ تنبیہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔(194)

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

صاف عربی زبان میں۔(195)اور اس (قرآن) کا ذکر (انبیائے) ماسلف کی کتب میں بھی ہے۔(196)

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾

کیا یہ قرآن ان کے لیے ایک نشانی (معجزہ) نہیں ہے کہ اس بات کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔(197)

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا

اور اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر عربی میں نازل کرتے۔(198)اور وہ اسے پڑھ کر انہیں سنا دیتا تو

عربی حاشیہ

والا اور کرم دینے والا۔

ف: جناب شعیب نے پانچ مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہر دور کے افراد کے لئے قابلِ توجہ ہیں:

(۱) ناپ تول پوری پوری ہو۔ (۲) لوگوں کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ (۳) ترازو کو صحیح ہونا چاہیے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ (۴) لوگوں کی جنس اور ان کے مال میں عیب نہ نکالا جائے۔ (۵) زمین میں فساد نہ پھیلایا جائے۔

ف: جبلت وہ قوم ہے جو اپنی عظمت و کثرت میں پہاڑ جیسی ہو۔ اسی لئے بعض حضرات نے اس کی تعداد دس ہزار تک لکھی ہے۔ فطرت کو بھی جبلت اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ اس کے تقاضے پہاڑوں کی طرح اٹل ہوتے ہیں۔

25- کفار ہمیشہ اس جہالت اور حماقت میں مبتلا رہے ہیں کہ صاحبانِ منصب کو جھوٹا قرار دینے کے بعد بھی ان کے واسطے عذاب کی

اردو حاشیہ

(۱۶) سابق کی تمام امتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد امت پیغمبر اسلام کا تذکرہ شروع ہوا اور تمہید میں آپ کی رسالت اور آپ کی کتاب کا ذکر کیا گیا کہ اس کتاب کو ایک امانتدار فرشتے کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے جس میں کسی قسم کی خیانت اور خطا کا امکان نہیں ہے اور اس کا تذکرہ سابق کے صحیفوں میں بھی موجود ہے اور یہود و نصاریٰ کے علماء کو بھی معلوم ہے کہ وہ بعثت کے پہلے سے خبر دیا کرتے تھے کہ ایک ایسا رسول آنے والا ہے اور ایک ایسی کتاب نازل ہونے والی ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود جب وہ رسول آ گیا اور اس نے وہ کتاب پیش کر دی تو سابق امتوں کی طرح انہوں نے بھی انکار کر دیا اور انکار نے ان کے دلوں میں بھی راستہ بنا لیا۔ اب ایسے افراد کا ایک ہی علاج ہے کہ ان پر عذاب نازل کر دیا جائے اس لئے کہ یہ راہِ راست پر آنے والے نہیں ہیں اور ہم نے قرآن کو انہیں کی زبان میں نازل کیا تھا تا کہ کوئی عذر اور بہانہ بھی نہ رہ جائے اور خوب سمجھ لیں کہ یہ کلام خدا ہے اور کسی بشر کا بنایا ہوا نہیں ہے لیکن خبیث بہر حال خبیث ہی ہوتا ہے اور اس سے شرافت اور انسانیت کی توقع کرنا بیکار ہے۔

بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ؕ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ؕ

یہ اس پر ایمان نہ لاتے۔(199) اس طرح (کے دلائل دے کر) ہم نے اس قرآن کو ان مجرموں کے دلوں میں سے گزارا ہے۔(200)

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ۙ فَيَاْتِيَهُمْ

پھر بھی وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب دیکھ نہ لیں۔(201) پس یہ عذاب

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ۙ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ؕ

ناگہاں اور بے خبری میں ان پر واقع ہو گا۔(202) تو وہ کہیں گے : کیا ہمیں مہلت مل سکے گی؟(203)

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ۙ

کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لیے عجلت کر رہے ہیں۔(204) تو کیا آپ نے دیکھا کہ اگر ہم انہیں برسوں سامان زندگی دیتے رہیں۔(205)

ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ۙ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پھر ان پر وہ عذاب آ جائے جس کا ان کے ساتھ وعدہ ہوا تھا۔(206) تو وہ (سامان زندگی) ان کے کسی کام نہ آئے گا

يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ؕ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ۛ

جو انہیں دیا گیا تھا۔(207) اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اس بستی کو تنبیہ کرنے والے۔(208)

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

یاد دہانی کیلئے (پہلے سے موجود ہوتے تھے) اور ہم کبھی بھی ظالم نہ تھے۔(209) اور اس قرآن کو شیاطین نے نہیں اتارا۔(210)

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ؕ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور نہ یہ کام ان سے کوئی مناسبت رکھتا ہے اور نہ ہی وہ استطاعت رکھتے ہیں۔(211) وہ تو یقیناً (وحی کے) سننے سے

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ؕ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ

بھی دور رکھے گئے ہیں۔(212) پس آپ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکاریں ورنہ آپ بھی عذاب پانے والوں میں

عربی حاشیہ

تمنا نہیں کی ہے بلکہ ہمیشہ اپنے حق میں عذاب کی تمنا کی ہے جو خود بھی ایک عذابِ الٰہی ہے جس میں منکرین حق ہمیشہ مبتلا ہیں اور ان کی عقلوں نے ہمیشہ غلط راستوں پر کام کیا ہے۔

26-یوم الظلہ کے بارے میں مفسرین کا خیال ہے کہ قوم کے سر پر ابر کا سایہ نظر آیا اور لوگ خوش ہو گئے تو اچانک اس میں سے آگ برسنے لگی اور سب تباہ و برباد ہو گئے۔

ف : اپنی قوم اور قبیلہ سے بے پناہ محبت مذموم نہیں بلکہ محبوب ہے اور دفاع وغیرہ میں موثر بھی ہے لیکن جب اپنی قوم کے بدترین افراد اور دوسری قوم کے بہترین سے بہتر نظر آنے لگیں تو یہ عصبیت ہے اور اسی کی مذمت کی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

الْمُعَذَّبِیْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَ اخْفِضْ

شامل ہو جائیں گے۔(213)اور اپنے قریب ترین رشتے داروں کو تنبیہ کیجئے۔(214)اور مومنین میں سے

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ

جو آپ کی پیروی کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔(215) اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو

فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ

ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے کردار سے بیزار ہوں۔(216)اور بڑے غالب آنے والے مہربان پر

الرَّحِیْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی

بھروسہ رکھیں۔(217)جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ (نماز کے لیے) اٹھتے ہیں۔(218)اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کی

السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى

نشست و برخاست کو بھی۔(219)وہ یقیناً بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔(220) کیا میں تمہیں خبر دوں کہ

مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۲۲﴾

شیاطین کس پر اترتے ہیں۔(221)ہر جھوٹے بدکار پر (اترتے ہیں)۔(222)

یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ

وہ سنی ہوئی باتوں کو (کانوں میں) ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔(223)اور شاعروں کی (۱۷) پیروی تو گمراہ لوگ

الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ

کرتے ہیں۔(224) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔(225)اور جو

یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

کہتے ہیں اسے کرتے نہیں۔(226)سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

عربی حاشیہ

27- اجمعین اعجم کی جمع ہے یعنی وہ انسان جو عربی نہ بول سکے اور اجمعین اعجمی کی جمع ہے اور علامہ طبرسی کا بیان ہے کہ عجمی عربی کی ضد ہے اور اعجمی فصیح کی ضد ہے۔ گویا قرآن مجید کا یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ عرب میں تعصب اور احساس برتری عجم سے کہیں زیادہ ہوتا ہے کہ عجم تو عربی قرآن پر ایمان لے آئے لیکن یہ قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو عرب عجمی قرآن پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

ف: آیت نمبر ۲۰۹ میں ذکریٰ کے بارے میں چار احتمال ہیں:

۱۔منذرون کا مفعول لہ ہونا۔

۲۔معنی انداز کا مفعول مطلق ہونا۔

۳۔ضمیر منذرون کا حال ہونا۔

۴۔مبتدا محذوف کی خبر ہوکر ھذہ ذکریٰ وما کنا ظالمین۔

28- یہ ایک اصولی قاعدہ ہے کہ بیان کے بغیر عقاب کرنا قبیح اور نامناسب ہے اور اسی

اردو حاشیہ

(۱۷) کفار و مشرکین نے قرآن حکیم کو بے اثر بنانے کیلئے طرح طرح کے شبہات پیدا کئے ہیں۔

پہلا شبہ یہ پیدا کیا ہے کہ یہ شیاطین کی وحی ہے اور انہیں کے ذریعہ محمدؐ عربی تک پہنچی ہے۔ پروردگار عالم نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ یہ رحمان کی وحی ہے اور اس تک شیاطین کی رسائی بھی نہیں ہے اور وہ اس کی عظمت وجلالت سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

دوسرا شبہ یہ پیدا کیا کہ یہ ایک طرح کی شاعری ہے جس نے عوام کے دلوں میں گھر بنا لیا ہے۔ رب العالمین نے اس امر کی تردید کرتے ہوئے شعراء اور مرسلین کے فرق کو واضح کیا کہ شعراء کا اتباع کرنے والے گمراہ ہوتے ہیں اور مرسلین کا اتباع صرف صاحبانِ ایمان وکردار ہی کرتے ہیں۔

شعراء ہر وادیٔ خیال سے باتیں اکٹھا کرتے ہیں اور مرسلین کے بیان کی بنیاد حقائق پر استوار ہوتی ہے۔ شعراء جو کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اور نہ وہ عملی بات ہوتی ہے اور مرسلین پہلے عمل کرتے ہیں پھر اس کے بعد دوسروں کو دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ان شعراء سے مراد صاحبانِ ایمان وکردار شعراء نہیں ہیں جن کا استثناء خود آیاتِ کریمہ میں موجود ہے کہ جو صاحبانِ ایمان وکردار کثرت سے ذکرِ خدا کرنے والے ہیں اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے ہیں وہ شعراء قابل مدح وستائش ہیں اور ان کا مرتبہ مجاہدین راہِ خدا کا ہے کہ جہاد کبھی تلوار سے

الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور نیک عمل بجا لائے اور کثرت سے اللہ کو یاد کریں اور مظلوم واقع ہونے کے بعد

ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

انتقام لیں اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پلٹ کر جائیں گے۔(227)

ایاتها ۹۳ — ۲۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸ — رکوعاتها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى

طا، سین۔ یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں۔(1) مومنین کے لیے

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

ہدایت وبشارت ہیں۔(2) جو نماز قائم کرتے ہیں

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ

اور زکوۃ دیتے ہیں اور (۱) یہی لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔(3) جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً ان کے لیے ہم نے ان کے افعال خوشنما بنا دیے ہیں پس وہ

يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ

سرگرداں پھرتے ہیں۔(4) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے برا عذاب ہے اور

عربی حاشیہ

لئے پروردگار بھی پہلے مبلغین بھیجتا ہے پھر اس کے بعد عذاب نازل کرتا ہے۔

29-صاحبانِ عمل وکردار کا یہ مرتبہ ہے کہ رسول بھی ان کے سامنے اپنے شانے کو جھکانے کے لئے تیار ہے اور تاریخ میں ایسے صاحبانِ کردار کا ذکر موجود ہے جنھیں رسول اکرمؐ نے اپنے دوش پر بلند کیا ہے اور یہی ان کے اتباع کامل کی دلیل ہے۔

30-اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جماعت میں نمازیوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں لیکن ایک دوسرے دقیق تر معنی یہ بھی ہیں کہ سجدہ گزاروں کے درمیان کروٹیں بدلتے رہے ہیں اور اس طرح آباؤ اجداد کی طہارت نفس وکردار کی طرف بھی ایک اشارہ ملتا ہے۔

ف: شعراء کے ساتھ استثناء کا ذکر اس بات کی علامت ہے کہ اسلام ادبی ذوق کا مخالف یا شعری لطافت کا دشمن نہیں ہے۔ اسلام ہمیشہ اس ذوق کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے بشرطیکہ اس کی

اردو حاشیہ

ہوتا ہے اور کبھی اشعار سے بھی ہوتا ہے۔

(۱) قرآن مجید نے اس حقیقت کا بار بار اعلان کیا ہے کہ عمل کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور عمل بھی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کا ہونا چاہیے تاکہ حق العباد بھی ادا ہوتا رہے اور حق اللہ بھی پامال نہ ہونے پائے۔ اسلام نے حق اللہ کی ادائیگی کے لئے نماز واجب کی ہے اور حق العباد کی ادائیگی کیلئے زکوٰۃ کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے اور آخر میں آخرت پر ایمان کا بھی ذکر کیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اس نماز اور زکوٰۃ کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے جو سماجی دباؤ یا رسم ورواج کی بنا پر انجام دی جائے بلکہ اس کے پس منظر میں آخرت کا یقین ضروری ہے کہ یہی یقین آخرت ہی اجر وثواب کا مرکز ہے اور اس کا یقین نہیں ہے تو انسان اجر وثواب کا حقدار نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا کوئی مرکز ومقام ہے۔

هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ

آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔(5)اور (اے محمدؐ) یہ قرآن آپ کو

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ

یقیناً ایک حکیم، دانا کی طرف سے دیا جا رہا ہے۔(6) (اس وقت کا ذکر کرو) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا:

اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ

میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ میں جلد ہی اس میں سے کوئی خبر لے کر تمہارے پاس آتا ہوں یا انگارا سلگا کر

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ

تمہارے پاس لاتا ہوں تا کہ تم تاپو۔(7)جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو انہیں ندا آئی: مبارک ہے

فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وہ جس کا جلوہ اس آگ میں اور اس کے گردوپیش میں ہے اور پاکیزہ ہے سارے جہان کا پروردگار اللہ۔ (8)

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ

اے موسیٰ ! یقیناً میں ہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا اللہ ہوں۔(9)اور آپ اپنا عصا پھینک دیں،

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ

جب موسیٰ نے دیکھا کہ عصا سانپ کی طرح جنبش میں آ گیا ہے (۲)تو پیٹھ پھیر کر پلٹے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

(ندا آئی) اے موسیٰ! ڈریے نہیں بے شک میرے حضور مرسلین ڈرا نہیں کرتے۔ (10)

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ

البتہ جس نے ظلم کا ارتکاب کیا ہو پھر برائی کے بعد اسے نیکی میں بدل دیا ہو تو یقیناً میں بڑا بخشنے والا، رحم

عربی حاشیہ

بنیاد ایمان عمل صالح، ذکر خدا اور حمایت مظلوم پر ہو ورنہ شراب و کباب کی تعریف اور حکام جور کی توصیف شعر کو آسمان ذوق سے گرا کر بدذوقی کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے۔ ''نستجیر باللہ''

ف: اس سورہ کو سورہ سلیمان بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا بیشتر حصہ حضرت سلیمان سے متعلق ہے اور اسے طواسین میں بھی شمار کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز طٰس سے ہوا ہے۔ (طواسین یعنی شعراء، نمل، قصص)

1- قرآن قرائت کے اعتبار سے قرآن ہے اور کتابت کے اعتبار سے کتاب اور حقیقت کے اعتبار سے ایک کلام ہے جس کا نام کبھی قرآن پڑ جاتا ہے۔ اور کبھی کتاب۔

2-اس زینت کی نسبت کبھی خدا کی طرف ہوتی ہے اور کبھی شیطان کی طرف اور مقصد یہ ہے کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے دنیا کو آراستہ کرتا ہے اور خدا بے ایمانی کو دیکھ کر سزا کے لئے ایسا ہی رہنے دیتا ہے تا کہ گمراہ ہو گئے

اردو حاشیہ

(۲) یہ اس صورت حال کی ترجمانی ہے کہ بشریت کا انداز ایسا ہی ہونا چاہیے ورنہ موسیٰ مرسلین میں ہیں اور قرآن کی صراحت ہے کہ مرسلین ڈرا نہیں کرتے ہیں۔

رَّحِيْمٌ ⑪ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

کرنے والا ہوں۔(11)اور اپنا ہاتھ تو اپنے گریبان میں ڈالیے کہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا

غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ اِنَّهُمْ

یہ ان نو نشانیوں میں سے ہیں جنہیں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف (آپ کو جانا ہے)

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ⑫ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً

بے شک وہ بڑے فاسق لوگ ہیں۔(12)جب ہماری نشانیاں نمایاں ہو کر ان کے پاس آئیں تو

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑬ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

انہوں نے کہا: یہ تو صریح جادو ہے۔(13)وہ ان نشانیوں کے منکر ہوئے حالانکہ ان کے دلوں کو

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

یقین آ گیا تھا۔ ایسا انہوں نے ظلم اور غرور کی وجہ سے کیا۔ پس اب دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا

الْمُفْسِدِيْنَ ⑭ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا

کیا انجام ہوا۔(14)اور بتحقیق ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم دیا اور ان دونوں نے کہا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑮

ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عنایت فرمائی۔(15)

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

اور سلیمان داؤد کے وارث بنے اور بولے: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی کی تعلیم دی گئی ہے

الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ⑯

اور ہمیں سب طرح کی چیزیں عنایت ہوئی ہیں۔ بے شک یہ تو ایک نمایاں فضل ہے۔(16)

عربی حاشیہ

ہیں تو اسی طرح ٹھوکریں کھاتے رہیں۔

3- تلقی۔ یعنی عطا کیا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ یہ پورا قصہ نہ اپنے پاس سے تیار کیا گیا ہے اور نہ اساطیر الاولین میں شامل ہے اور نہ یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء سے سیکھا گیا ہے بلکہ یہ سب اس قرآن کا بیان ہے جسے خدائے علیم وحکیم نے نازل کیا ہے اور وہ علیم ہے تو بات غلط نہیں ہوسکتی ہے اور حکیم ہے تو بے مقصد نہیں بیان کرسکتا ہے بلکہ مسلمانوں کو اس کے بیان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

ف: انسان کے لئے اس کے اعمال آراستہ ہوجاتے ہیں تو لاقانونیت آزادی، فحاشی، تہذیب، آدم کشی طاقت، دفن بنات غیرت، تخریب کاری نوآبادیات، جھوٹ فن، فریب کاری سیاست اور ظلم تحفظ حقوق انسانی کا نام حاصل کرلیتا ہے۔

ف: امام صادقؑ کے مطابق کفر کی پانچ قسموں میں سے ایک کفر جحودی بھی ہے جہاں یقین کے

اردو حاشیہ

وَ حُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ وَ الطَّيۡرِ
اور سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور ان کی

فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰى وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ
جماعت بندی کی جاتی تھی۔(17)یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں

نَمۡلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰكِنَكُمۡ ۚ لَا يَحۡطِمَنَّكُمۡ سُلَيۡمٰنُ
پہنچے تو ایک (۳) چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں سلیمان اور ان کا لشکر

وَ جُنُوۡدُهٗ ۙ وَ هُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنۡ
تمہیں کچل نہ ڈالیں اور انہیں پتہ بھی نہ چلے۔(18)اس کی باتیں سن کر سلیمان محظوظ ہو کر

قَوۡلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِیۡۤ
مسکرائے اور کہنے لگے: پروردگارا! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں

اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا
جن سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا ہے اور یہ کہ میں ایسا صالح عمل انجام دوں

تَرۡضٰىهُ وَ اَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِكَ فِیۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ
جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالح بندوں میں داخل فرما۔ (19)

تَفَقَّدَ الطَّيۡرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَى الۡهُدۡهُدَ ۖ اَمۡ كَانَ مِنَ
سلیمان نے پرندوں کا معائنہ کیا تو کہا: کیا بات ہے کہ مجھے وہ ہد ہد نظر نہیں آ رہا؟ کیا وہ

الۡغَآئِبِیۡنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیۡدًا اَوۡ لَاۡاَذۡبَحَنَّهٗۤ
غائب ہو گیا ہے؟(20)میں اسے ضرور سخت ترین سزا دوں گا یا میں اسے ذبح کر دوں گا مگر یہ کہ

عربی حاشیہ

بعد بھی انکار کیا جاتا ہے اور اس کا سبب دوسروں پر ظلم اور اپنی برتری کا احساس ہوتا ہے یا اپنے اوپر ظلم اور دوسروں کے مقابلہ میں بڑا بننے کا جذبہ ہوتا ہے۔

4- یہ حد ادب ہے کہ اپنے کو تمام مومنین سے افضل نہیں قرار دیا اور اس حقیقت کا اعلان کیا کہ اللہ کے بندوں میں ایسے افراد بھی ہیں جو ہم دونوں سے افضل اور برتر ہیں۔

5- جناب داوٗد حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کی نسل سے تھے اور حضرت سلیمان ان کے فرزند تھے۔

داوٗد کو اللہ نے سلطنت دی تھی اور وہ یہودیوں میں طالوت کے بعد دوسرے بادشاہ تھے جنھیں آج تک ملک داوٗد کہا جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہودیوں کی کتاب میں انھیں بدکردار ثابت کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ شوہروں کو قتل کر کے بیویوں پر قبضہ کر لیا کرتے تھے۔

واضح رہے کہ وراثت سے مراد اسی ملک

اردو حاشیہ

(۳) وادیٔ نمل شام میں ہو یا طائف میں اس مسئلہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ آیات کریمہ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ چیونٹیوں کے پاس بھی شعور وادراک ہے اور ان کے پاس بھی قومی تنظیم کی صلاحیت اور سردار اور رعایا کی تقسیم ہے اور ان کے اندر بھی اپنی مسئولیت اور ذمہ داری کا احساس پایا جاتا ہے اور انہیں بھی قدرت نے اتنا علم دیا ہے کہ انہیں سلیمان کا نام اور ان کے لشکر کی معرفت حاصل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ معرفت اس قدر کامل نہیں ہے کہ سلیمانؑ کی طرف ایسے عمل کی نسبت نہ دی جائے جو نبی خدا کے شایانِ شان نہ ہو اور شاید یہ نسبت لشکر کے اعتبار سے تھی کہ نبی کا معصوم ہونا اصحاب کے بے عیب ہونے ضمانت نہیں ہے۔

جناب سلیمانؑ نے بھی شکر خدا کی توفیق کی دعا کر کے یہ واضح کر دیا کہ اقتدار کا مصرف یہ نہیں ہے کہ انسان اس بات پر اکڑ جائے کہ رعایا میرے خوف سے سوراخوں میں داخل ہوتی جا رہی ہے بلکہ اقتدار کا مصرف یہ ہے کہ انسان اس بات پر شکر خدا ادا کرے کہ اس نے یہ شرف مجھے بخشا ہے اور دوسری مخلوقات کو اس عزت وکرامت سے نہیں نوازا ہے۔

أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ

وہ میرے پاس کوئی واضح عذر پیش کرے۔(21) زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس نے (حاضر ہوکر) کہا:

أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾

مجھے اس چیز کا علم ہوا ہے جو آپ کو معلوم نہیں اور میں ملک سبا سے آپ کے لیے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔(22)

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً [6] تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ

میں نے ایک عورت دیکھی (۴) جو ان پر حکمران ہے اور اسے ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں اور اس کا ایک

لَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ

عظیم الشان تخت ہے۔(23) میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

اور شیطان نے ان کے اعمال ان کیلئے خوشنما بنا رکھے ہیں اور اس طرح ان کے لیے راہ خدا کو

عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي

مسدود کر دیا ہے پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔(24) کیا وہ اللہ کیلئے سجدہ نہیں کرتے

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ

جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے اور وہ تمہارے پوشیدہ اور

وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ (السجدة ٨)

ظاہری اعمال کو جانتا ہے؟(25) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔(26)

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَبْ

سلیمان نے کہا: ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کیا تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔(27) میرا یہ خط

عربی حاشیہ

کی وراثت ہے، صرف علم کی وراثت نہیں ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے احتمال دے کر انبیاء کو قانون وراثت سے الگ کرنا چاہا ہے۔

ف: قصہ سلیمان دلیل ہے کہ پرندوں میں گفتگو کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور چیونٹیوں میں باقاعدہ ایک منظّم نظام پایا جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان امور کا علم ہر ایک کو حاصل نہیں ہے۔ اور یہی علم واقتدار ہے جس نے جناب سلیمان کو شکر خدا پر آمادہ کیا تھا ورنہ انبیاء کرام کی نظر میں حکومت دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ف: قصہ سلیمان ایک درس ہے کہ حاکم کو رعایا پر نگاہ رکھنی چاہیے ہر شخص کے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ جرم کرے تو سزا دینی چاہیے۔ سزا سے پہلے صفائی کا موقع دینا چاہیے۔عوام کو بولنے کا حق دینا چاہئے اور اپنے علم پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔

6- ملک سبا سے مراد وہ علاقہ ہے جسے قوم سبا نے آباد کیا تھا اور سبا یشجب بن یعرب

اردو حاشیہ

(۴) ہدہد کو پروردگار نے اتنی صلاحیت عطا کر دی کہ اس نے ملکہ کو پہچانا، اس کے اقتدار کو پہچانا، اس کے مذہب کو پہچانا اور اس کی گمراہی کے اسباب کا بھی اندازہ لگا لیا اور جناب سلیمانؑ سے یہ کہہ دیا کہ جو میں جانتا ہوں وہ آپ بھی نہیں جانتے ہیں۔

یہ ہدہد کی ذاتی صلاحیت کا کارنامہ نہیں ہے۔ یہ پروردگار کی مصلحت ہے کہ وہ ضرورت کے وقت جانوروں کو بھی مخصوص صلاحیت عطا کر دیتا ہے جس طرح کہ حوأب کے کتوں نے حضرت عائشہ کی محمل کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا تھا اور انہیں توجہ دلائی تھی کہ سرکار دو عالمؐ نے تنبیہ کی ہے کہ میری کوئی زوجہ مقام حوأب تک نہ جائے کہ وہاں کے کتے بھونکنے لگیں۔

بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

لے جا اور اسے ان لوگوں کے پاس ڈال دے پھر ان سے ہٹ جا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب

يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾

دیتے ہیں۔(28) ملکہ نے کہا: اے دربار والو! میری طرف ایک محترم خط ڈالا گیا ہے۔(29)

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا

یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور وہ یہ ہے: خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے۔(30) تم میرے

تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ

مقابلے میں بڑائی مت کرو اور فرماں بردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔(31) ملکہ نے کہا: اے اہل دربار! میرے اس معاملے میں

فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا

مجھے رائے دو۔ میں تمہاری غیر موجودگی (۵) میں کسی معاملے کا فیصلہ نہیں کیا کرتی۔(32) انہوں نے کہا:

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

ہم طاقتور اور شدید جنگجو ہیں تا ہم فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ دیکھ لیں

فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا

آپ کو کیا حکم کرنا چاہیے۔(33) ملکہ نے کہا: یہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں

قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ

تو اسے تباہ کرتے ہیں اور اس کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ

اسی طرح کریں گے۔(34) اور میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج دیتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ

عربی حاشیہ

بن قحطان کے بیٹے کا نام ہے اس ملک کی ملکہ عورت کا نام بلقیس بن شراجیل تھا جس نے یہ حکومت اپنے باپ سے وراثت میں پائی تھی۔ اور بعض مفسرین نے بلقیس کے تخت کی خوب خوب تعریف کی ہے کہ وہ اسی گز لمبا چوڑا اور اسی گز اونچا تھا اور وہ اس پر جلوہ فرما ہوا کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ دور حاضر میں تو بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی اتنا لمبا چوڑا تخت نصیب نہیں ہے۔

7-جناب سلیمان کا خط انتہائی مختصر اور موضوع کے حدود کے اندر تھا لیکن بلقیس نے اسے کتابِ کریم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ جس خط کا آغاز نامِ خدا سے ہوتا ہے وہ کریم اور محترم کہے جانے کے قابل ہوتا ہے اور جس کا آغاز خرافات سے ہوتا ہے وہ کسی قیمت پر شریف اور محترم کہے جانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

روایات میں بھی خطوط کے مختصر ہونے کی تلقین کی گئی ہے اور خط اور قاصد دونوں کو انسان

اردو حاشیہ

(۵) ان الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ بلقیس کی حکومت میں ایک مجلس شوریٰ بھی تھی جس کے ارکان بالکل دورِ حاضر کے خوشامدیوں کے مانند تھے کہ جواب میں اپنی اور اپنے لشکر کی تعریف کرنے لگے اور کوئی نیک مشورہ نہ دے سکے جب کہ خود بلقیس نے بالکل صحیح راستہ اختیار کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ کبھی کبھی عورتوں میں ملکی صلاحیت عام مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ صلاحیت سلمانؑ جیسے افراد کے مقابلہ میں کام آنے والی نہیں ہے۔

بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ

ایلچی کیا لے کر واپس آتے ہیں۔(35) پس جب وہ سلیمان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا:

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ [8] فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ

کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ اللہ نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے

بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ

جبکہ تمہیں اپنے ہدیے پر بڑا ناز ہے۔(36) (اے ایلچی) تو انہیں کی طرف واپس پلٹ جا۔ہم ان کے پاس ایسے لشکر لے کر

بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ

ضرور آئیں گے جن کا وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ذلت کے ساتھ ضرور نکال دیں گے اور وہ

صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا

خوار بھی ہوں گے۔(37) سلیمان نے کہا: اے اہل دربار! تم میں سے کون ہے جو ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے قبل

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ [9] مِّنَ الْجِنِّ اَنَا

اس کے کہ (۹) وہ فرماں بردار ہو کر میرے پاس آئیں؟(38) جنوں میں سے ایک عیار نے کہا: میں اسے آپ کے

اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

پاس حاضر کر دیتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں اور میں یہ کام انجام دینے کی طاقت رکھتا ہوں،

اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ [10] عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا

امین بھی ہوں۔(39) جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا وہ کہنے لگا: میں آپ کی

اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ

پلک جھپکنے سے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ جب سلیمان نے تخت کو

عربی حاشیہ

کے کردار کا آئینہ دار کہا گیا ہے۔

ف: قصہ بلقیس علامت ہے کہ ہر مشورہ قابلِ قبول نہیں ہوتا اور بعض اوقات عورتوں کا فیصلہ خوشامدی مصاحبین سے بہتر ہوتا ہے۔ کاش تاریخ کی ہر عورت ایسی ہی عقل استعمال کرتی اور لشکر کشی پر آمادہ نہ ہوجاتی۔

ف: جناب سلیمان کا بیان دلیل ہے کہ بندہ خدا مال کا امیر ہوتا ہے مال کا اسیر نہیں۔ نیز لشکر کشی کا مقصد دشمن کو مرعوب کرنا ہے قتل عام نہیں اور لشکر کشی بھی علی الاعلان کرنا ہے دھوکہ دے کر نہیں اور ایک صاحبِ اقتدار کے لئے ان تمام امور کا لحاظ بالکل واجب ہے۔

8- کسی بھی راہنما کا سب سے بڑا امتحان مالیات ہی سے ہوتا ہے۔ یہ جناب سلیمان کا کارنامہ تھا کہ انھوں نے مال کو رد کرکے نبوت کا ثبوت فراہم کیا ورنہ مال کی ہوس انسان سے کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جناب سلیمان نے مال کے

اردو حاشیہ

(۹) اس اشارہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بلقیس نے قاصد کے واپس پہنچتے ہی جناب سلیمانؑ کے جواب سے مطمئن ہوکر اسلام قبول کر لیا تھا اور تخت وتاج کو چھوڑ کر روانہ ہو گئی تھی۔ ادھر جناب سلیمانؑ نے اس تخت کو بھی منگوالیا اور اس کی ہیئت تبدیل کر دی تا کہ بلقیس کا امتحان لیا جا سکے اور پھر متعدد طریقہ سے اس کا امتحان بھی لیا گیا۔ پہلے تخت کے ذریعہ امتحان ہوا، پھر شیشہ کے قصر کے ذریعہ امتحان ہوا کہ وہ شیشہ کو گہرا پانی سمجھی اور اس نے پائنچے اٹھالئے کہ پنڈلیاں کھل گئیں اور جناب سلیمانؑ نے فوراً ٹوکا کہ یہ پانی نہیں ہے شیشہ ہے اور بلقیس نے واضح لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ میں نے سورج کی پرستش کو ترک کر دیا ہے اور سلیمانؑ کے ساتھ رب العالمین کی اطاعت گزار بن گئی ہوں۔

اس واقعہ سے دو اہم باتوں کا اندازہ ہوتا ہے پہلی بات یہ ہے کہ جناب سلیمانؑ صاحب اقتدار ہونے کے بعد بھی ایسے بندۂ پروردگار تھے کہ احسان خداوندی کو اپنے حق میں ایک آزمائش تصور کرتے تھے اور اس پر شکر خدا ادا کیا کرتے تھے۔ وہ آج کے صاحبان اقتدار کی طرح نہیں تھے جو ہر اقتدار کو اپنا پیدائشی حق اور ذاتی کمال سمجھتے ہیں اور شکر خدا ادا کرنے کے بجائے در پردہ خدائی کے دعویدار بن جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلقیس اس قدر شریف النفس عورت تھی کہ اس نے حق کی خاطر سارا اقتدار ترک کر دیا اور جناب سلیمانؑ پر ایمان لے آئی جب کہ آج کے دور میں برسوں کے مسلمان مردوں میں بھی اتنی

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ

اپنے پاس نصب شدہ دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

میں شکر نعمت کرتا ہوں یا کفران۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ خود اپنے فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا

تو میرا پروردگار یقیناً بے نیاز اور صاحب کرم ہے۔(40) سلیمان نے کہا: ملکہ کے تخت کو اس کے لیے

عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ

انجانا بنا دو۔ ہم دیکھیں کیا وہ شناخت کر لیتی ہے یا شناخت نہ کرنے والوں میں سے

لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ

ہوتی ہے۔(41) جب ملکہ حاضر ہوئی تو (اس سے) کہا گیا: کیا آپ کا تخت ایسا ہی ہے؟

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

ملکہ نے کہا: گویا یہ تو وہی ہے۔ ہمیں اس سے پہلے معلوم ہو چکا تھا اور ہم فرمان بردار

مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ

ہو چکے ہیں۔(42) اور سلیمان ؑ نے اسے غیر اللہ کی پرستش سے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی

روک دیا کیونکہ پہلے وہ کافروں میں سے تھی۔(43) ملکہ سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جائیے

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

جب اس نے محل کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہاں گہرا پانی ہے اور اس نے

عربی حاشیہ

تحفہ کو رد کردیا اور اقتدار پر قائم رہے اور سرکار دو عالمؐ نے مال اور اقتدار دونوں کو رد کردیا اور کار تبلیغ میں برابر مصروف رہے۔

9- عفریت جنات کے درمیان سب سے بڑے ہوشیار اور ماہر فن کو کہا جاتا ہے۔

10-اس شخصیت کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھا۔ بعض لوگوں نے جن کہا ہے اور بعض نے ملک اور بعض نے جناب خضر کا نام لیا ہے۔ حالانکہ عام طور سے شہرت یہی ہے کہ وہ جناب آصف بن برخیا تھے جو جناب سلیمان کے بھانجے اور وزیر تھے اور انھیں اسم اعظم کا علم تھا جس کے سہارے یہ کارنامہ انجام دیا تھا لیکن یہ بہرحال طے شدہ ہے کہ اگر علم من الکتاب سے تخت بلقیس لایا جا سکتا ہے تو جس کے پاس کل کتاب کا علم ہوگا وہ اس سے عظیم تر کارنامہ انجام دے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

صلاحیت نہیں ہے کہ حق کی خاطر اپنے مال و دولت اور جاہ و منصب کو قربان کر سکیں بلکہ اس کے باقی رکھنے کیلئے کوئی نہ کوئی جواز نکال لیتے ہیں اور جذبہ قربانی کو پامال و برباد کر دیتے ہیں۔ رب العالمین سب کو توفیق خیر عطا فرمائے۔

سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ قَالَتْ

اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا : یہ شیشے سے مرصع محل ہے۔ ملکہ نے کہا:

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ

پروردگارا! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین اللہ پر

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

ایمان لاتی ہوں۔(44)اور ہم نے (قوم) ثمود کی طرف ان کی برادری کے صالح کو

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

(یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو وہ دو فریق بن کر جھگڑنے لگے۔ (45)

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

صالح نے کہا: اے قوم! نیکی سے پہلے برائی کے لیے عجلت کیوں کرتے ہو؟

لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا

تم اللہ سے معافی کیوں طلب نہیں کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے؟(46) وہ کہنے لگے:

بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ [11]

تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لیے بدشگونی کا سبب ہیں۔ صالح نے کہا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ [12] يُّفْسِدُوْنَ

آزمائے جا رہے ہو۔(47)اور اس شہر میں نو دھڑے باز تھے جو زمین میں فساد برپا کرتے تھے

فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ

اور اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے تھے۔(48) انہوں نے کہا: آپس (۷) میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کے وقت صالح

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ فال نیک وبد کا سرچشمہ انسان کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی شے بغیر سبب کے نہیں ہوسکتی ہے۔ اب جس کا ایمان خدا پر نہیں ہے تو انھیں توہمات میں مسبب تلاش کرتا ہے اور پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ۱۳ کو دلیل نحوست قرار دیتا ہے یا بلی کے راستہ کاٹ دینے سے گھبرا جاتا ہے یا دیگر مہملات کا شکار ہوجاتا ہے اور اسی مہمل عقیدہ سے فال کھولنے والوں اور رمّالوں کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ جب کہ قرآن مجید نے صرف ایک بات کہی ہے کہ فال کا تعلق پروردگار سے ہے اور انسان کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

11- طیرہ۔ فال بد کو کہتے ہیں اور قوم ثمود پر ان کے انکار کی بنا پر عذاب نازل ہوا تو انھوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ صالح اور ان کی قوم کی نحوست ہے۔ قدرت نے واضح جواب دے دیا کہ اس میں صالح کا ہاتھ نہیں ہے۔ یہ خدا کی طرف سے ایک طرح کا عذاب

اردو حاشیہ

(۷) قیامت ہے کہ نبی خدا سے مقابلہ کرنے کیلئے اور اس کے گھرانے کو تباہ کرنے کیلئے خدا کی قسم کھائی جارہی ہے اور اسی کو سہارا بنایا جا رہا ہے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر تاریخ اسلام کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں کہ کس طرح مفاد پرست مسلمانوں نے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے رسولؐ خدا کے مقابلہ میں نام خدا کو استعمال کیا ہے اور کبھی خدا کو گواہ بنا کر رسولؐ خدا کی مخالفت کی ہے اور کبھی جھوٹی قسم کھا کر ناموس رسولؐ کو مقام حوأب سے جانے سے روک دیا ہے ورنہ کتوں کی آواز سن کر ام المومنین واپس جانے کیلئے تیار ہوگئی تھیں اور انہیں رسولؐ اکرم کا ارشاد گرامی یاد آ گیا تھا خبردار تم میں سے کوئی مقام حوأب تک نہ جائے کہ وہاں کے کتوں کو بھونکنا پڑے۔

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهۡلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا

اور ان کے گھر والوں پر ضرور شبخون ماریں گے پھر ان کے وارث سے یہی کہیں گے کہ

شَهِدۡنَا مَهۡلِكَ اَهۡلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾

ہم ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ (49)

وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا وَّمَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

اور انہوں نے مکارانہ چال چلی تو ہم نے ایسی حکیمانہ تدبیریں کیں کہ انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ (50)

فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكۡرِهِمۡ ۙ اَنَّا دَمَّرۡنٰهُمۡ

پس دیکھ لو! ان کی مکاری کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے انہیں

وَ قَوۡمَهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلۡكَ بُيُوۡتُهُمۡ

اور ان کی پوری قوم کو نابود کر دیا۔(51) پس یہ ان کے گھر ان کے ظلم

خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

کے نتیجے میں ویران پڑے ہیں۔ اس میں علم رکھنے والوں کے لیے

لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنۡجَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

ایک نشانی ہے۔(52)اور ہم نے ایمان والوں کو نجات دی اور وہی

وَ كَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ

تقویٰ والے تھے۔(53)اور لوط (کا وہ وقت یاد کرو) جب انہوں نے

اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ وَ اَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۴﴾

اپنی قوم سے کہا: کیا تم بدکاری کا (۸) برملا ارتکاب کرتے ہو؟ (54)

عربی حاشیہ

اور تمھاری آزمائش ہے۔

12- رہط۔ تین نفر سے نونفر تک کے گروہ کو کہا جاتا ہے۔

13- پہلا مکر چالبازی اور مکاری کے معنی میں ہے اور دوسرا مکر جوابی کارروائی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور لفظ اس لئے نہیں بدلا گیا ہے کہ انھیں یہ سمجھایا جائے کہ جو تم جانتے ہو وہ ہم بھی جانتے ہیں بلکہ تمھارا توڑ ہمارے پاس ہر وقت موجود ہے اور ہماری کاٹ تمھارے پاس نہیں ہے۔

قوم ثمود کی تباہی کا راز ان کا ظلم و ستم ہے اور ظلم و ستم کا آخری انجام یہی ہوتا ہے۔ یہ ظلم پہلے جناب صالح کے قتل کی سازش کی شکل میں ظاہر ہوا اور بعد میں ناقۂ صالح کے قتل کی شکل میں مکمل ہو گیا اور عذاب ثابت ہو گیا۔

اردو حاشیہ

(۸) ہم جنسی کی بیماری قوم میں پیدا ہو جائے تو اس کے اثرات کو دیکھنے کے بعد بھی ہوش نہیں آتا جیسا کہ دور حاضر میں دیکھا جا رہا ہے کہ ''ایڈز'' کی بیماری اور اس کے نتائج نے ساری دنیا کو دیوانہ بنا دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہم جنسی کے جواز کے قانون کو معطل کرنے کے بجائے اسے فروغ دیا جا رہا ہے اور پھر مرض کی مختلف دوائیں بھی تلاش کی جا رہی ہیں۔

اَىِٕنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَ اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرۡنٰهَا مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيۡرٌ اَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۵۹﴾

کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت پرستی کے لیے مردوں کا رخ کرتے ہو؟ بلکہ تم تو جاہل قوم ہو۔(55) تو ان کی قوم کا بس یہی جواب تھا کہ وہ کہیں لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔(56) تو ہم نے لوط اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا سوائے لوط کی بیوی کے۔ ہم نے اس کا مقدر یہ بنایا تھا کہ وہ پیچھے رہ جائے۔(57) اور ہم نے ان پر ایک بارش برسائی جو ان کے لئے بہت ہی بری بارش تھی جنہیں تنبیہ کی گئی تھی۔(58) کہہ دیجئے: ثنائے کامل ہے اللہ کے لیے اور سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں؟(59)

عربی حاشیہ

اردو حاشیہ

(۹) ہماری تقریر وتحریر میں ہماری تہذیب اور روایت کا سرچشمہ یہی آیت کریمہ ہے جس نے ہر مسلمان کو دو باتوں کی تعلیم دی ہے کہ خدا کی حمد کرے اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام بھیجے۔
حمد خدا اس بات کی علامت ہے کہ انسان کسی کمال کو اپنی ذاتی صلاحیت اور شخصی ملکیت نہیں سمجھتا ہے بلکہ اس کے پاس جو کچھ بھی ہے سب رب العالمین کا عطیہ اور اس کے کرم بے حساب کا نمونہ ہے اور صلوٰۃ وسلام اس امر کی علامت ہے کہ بندہ براہِ راست خدا سے رابطہ نہیں رکھتا ہے بلکہ کچھ مقرب اور منتخب بندے ہیں جن کے وسیلہ سے خدا کا تقرب حاصل کرتا ہے اور انہیں کے ذریعہ پیغام الٰہی کو قبول کرتا ہے جس نے اس کو کمال کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا دیا ہے ورنہ یہ بندگانِ خدا نہ ہوتے تو نہ کوئی منزل وحی قرار پاتا اور نہ محافظ وحی اور اس طرح انسان کے ارتقاء کا کوئی راستہ نہ رہ جاتا۔
قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی صابرین کیلئے صلوات کا تذکرہ موجود ہے اور اس طرح خدا کے منتخب صابر بندے صلوات کے بھی مستحق ہیں اور سلام کے بھی اور یہ کوئی بدعت یا ایجاد بندہ نہیں ہے بلکہ تعلیمات رب العالمین کا مکمل نمونہ ہے اور اس پر عمل کرنا ہر مخلص مسلمان کا فریضہ ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا؟ پھر ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ

اس سے پر رونق باغات اگائے۔ ان درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا۔

لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ تو

يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ

منحرف ہیں۔(60) کس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے بیچ میں نہریں بنائیں

اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ بنائی؟

حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔(61)

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ

کون ہے جو مضطرب کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور

يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا

تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ تم لوگ بہت کم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

غور کرتے ہو۔(62) کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہاری راہنمائی کرتا ہے اور

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر پانچ آیات میں ۱۲ نعمتوں کا ذکر کر کے مشرکین کو منحرف، جاہل، نصیحت نہ حاصل کرنے والے، خدا کی بلندی سے غافل اور بے بنیاد قرار دیا گیا ہے کہ ان کے پاس نعمتوں کا شعور ہے لیکن خدا کے منعم ہونے کا اقرار نہیں ہے۔

1- یہ وہ استفہام ہے جس کا جواب ہر صاحب عقل پر واضح ہے کہ انسان اللہ کے علاوہ کسی کا نام نہیں لے سکتا ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے جو خدا کی طرح کائنات بنا سکے اور اس طرح مصائب اور مشکلات میں کام آسکے۔

2- پانی کے ساتھ ایک خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ کھارے پانی کی سطح میٹھے پانی کی سطح سے نیچی ہوتی ہے اور اس طرح لوگوں کو پینے کے لئے پانی مل جاتا ہے ورنہ اگر اس کے برعکس ہوتا تو جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں کے لوگ پینے کے لئے میٹھے پانی کو ترس جاتے اور ایک قطرہ میسر نہ ہوتا۔

اردو حاشیہ

وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ

اور معبود بھی ہے؟ اللہ بالا ہے ان چیزوں سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔(63) کون خلقت کی

يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ

ابتداء کرتا ہے پھر اسے دہراتا ہے اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ کہہ دیجئے: اپنی دلیل پیش کرو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اگر تم لوگ سچے ہو۔(64) کہہ دیجئے: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ

غیب کی وہ باتیں نہیں جانتے سوائے اللہ (۱) کے اور نہ انہیں یہ علم ہے کہ کب اٹھائے

يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ

جائیں گے۔(65) بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ماند پڑ گیا ہے، بلکہ وہ

فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع ۸ وَقَالَ

اس کے بارے میں شک میں ہیں بلکہ یہ اس کے بارے میں اندھے ہیں۔(66) اور کفار کہتے ہیں:

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

جب ہم اور ہمارے باپ دادا خاک ہو چکے ہوں گے تو کیا ہمیں (قبروں سے)

عربی حاشیہ

3-بیشک مشکلات ومصائب میں اس کے علاوہ کام آنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہی ہے جورات کے سناٹے میں مظلوم کی فریاد اور پریشان حال کی آواز سن لیتا ہے ورنہ دنیا کے صاحبان حیثیت تو غریبوں کی طرف مڑکر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور اس امر کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

بعض روایات میں مضطر کی تفسیر امام مہدی سے کی گئی ہے کہ ان کا سہارا صرف خدا ہوگا اور انھیں کو زمین کی واقعی خلافت نصیب ہوگی۔

ف: مشرکین نے قیامت کو بے بنیاد قرار دیا کہ زمین سے زندگی ناممکن ہے۔عقیدہ قیامت بہت فرسودہ ہے۔ قیامت میں عذاب ہے تو منکر پر نازل کیوں نہیں ہوتا ہے۔قدرت نے دونوں باتوں کو مہمل اور خلافِ مشاہدہ قرار دے کر عذاب کا جواب دیا ہے کہ وہ بہرحال نازل ہوگا جلد یا بادیر۔

اردو حاشیہ

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علم صرف ذات واجب کیلئے عین ذات ہے اور اس کے علاوہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے سب اسی کے کرم کا نتیجہ ہے اور اس بنا پر علم غیب کا کیا ذکر ہے علم حاضر بھی دراصل اسی کا ہے اور سب کے پاس اسی کا عطیہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ حاضر کا علم اس نے سب کو کسی نہ کسی مقدار میں عطا کر دیا ہے اور جس جس کو بھی حواس عطا کئے ہیں اسے کم از کم محسوسات کا علم ضرور دے دیا ہے ورنہ ان حواس کا کوئی مصرف نہ رہ جاتا۔

اور علم غیب کو اس نے اس قدر عام نہیں کیا ہے کہ ہر مخلوق کو عطا کر دے بلکہ اس کیلئے منتخب افراد کو معین کیا ہے اور ان میں بھی ہر ایک کو حسب ظرف وصلاحیت علم عطا کیا ہے اور شاید اس کا ایک راز یہ بھی ہو کہ شاہد و حاضر میں فتنہ گری کے امکانات کم ہیں اور یہاں فتنوں کی کاٹ بھی آسان ہے لیکن غائبات میں اس کا امکان بہت زیادہ ہے اور ہر ایک کے پاس اس کی کاٹ بھی نہیں ہے لہٰذا جس کا جی چاہے گا اس علم کا ادعا کرے گا اور پھر اپنے معلومات کو نشر کر کے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ لہٰذا پروردگار نے اس راستہ کو محدود کر دیا اور صرف منتخب بندوں کو یہ علم عطا کیا تا کہ فتنہ گری کا کوئی امکان نہ رہ جائے اور جسے بھی اس علم کا دعویٰ کرنا ہو وہ پہلے اپنے مصطفیٰ اور منتخب ہونے کا اثبات کرے اس کے بعد ایسا کوئی ادعا کرے کہ صاحبانِ عقل کی نظر میں کوئی دعویٰ دلیل کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

لَمُخۡرَجُوۡنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا هٰذَا نَحۡنُ وَ اٰبَآؤُنَا

نکالا جائے گا؟(67)اس قسم کا وعدہ پہلے بھی ہم سے اور ہمارے

مِنۡ قَبۡلُ ۙ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۶۸﴾ قُلۡ

باپ دادا سے ہوتا رہا ہے یہ تو قصہ ہائے پارینہ کے سوا کچھ نہیں۔(68) کہہ دیجئے:

سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ

زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ مجرموں کا کیا انجام

الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُنۡ فِىۡ ضَيۡقٍ

ہوا ہے۔(69)اور (اے محمدؐ) ان (کے حال) پر رنجیدہ نہ ہوں اور نہ ہی ان کی مکاریوں پر

مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ وَ يَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ

دل تنگ ہوں۔(70)اور وہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو

كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۷۱﴾ قُلۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ رَدِفَ لَـكُمۡ 5

یہ وعدہ آخر کب پورا ہو گا؟(71) کہہ دیجئے: ممکن ہے جن بعض باتوں کے لیے

بَعۡضُ الَّذِىۡ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوۡ

تم عجلت چاہ رہے ہو وہ تمہارے پس پشت پہنچ چکی ہوں۔(72)اور بتحقیق آپ کا پروردگار لوگوں پر

فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾ وَ

بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔(73)اور

اِنَّ رَبَّكَ لَيَعۡلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوۡرُهُمۡ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾

جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں بتحقیق آپ کا پروردگار اسے خوب جانتا ہے۔(74)

عربی حاشیہ

4- واضح رہے کہ انسان کے رزق کے دوراستے ہیں زمین اور آسمان ۔ رازق حقیقی زمین سے غلہ اُگاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس میں اس کے علاوہ کسی کا دخل نہیں ہے۔لہٰذا دنیا کی بڑی طاقتوں کا یہ غرور کہ ہم جس کے بارے میں چاہیں گے اس کی اقتصادی ناکہ بندی کردیں گے اور وہ بھوکا مرجائے گا محض ایک خیالِ خام ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔روزی کا تعلق زمین وآسمان سے ہے اور اس میں مشرق ومغرب کی طاقتوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔

5-مالک کائنات کی طرف سے یہ ایسی تہدید ہے جس سے صاحبِ ایمان کو لرز جانا چاہیے کہ جب ہمارے پاس کسی طرح کا علم غیب نہیں ہے اور صاحبِ علم غیب یہ خبر دے رہا ہے کہ شائد عذاب تمہارے پیچھے ہی لگا ہو تو پھر وہ کس وقت کا انتظار کررہے ہیں اور کس بھول میں پڑے ہوئے ہیں۔

اردو حاشیہ

وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
اور آسمان اور زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ بات نہیں ہے جو کتاب

مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ
مبین میں نہ ہو۔(75) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ

اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى
باتیں بیان کر دیتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔(76)اور یہ اہل ایمان کے لیے

وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
یقیناً ہدایت اور رحمت ہے۔(77)یقیناً آپ کا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہے

بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ
اور وہی بڑا غالب آنے والا، بڑا علم رکھنے والا ہے۔(78)لہٰذا آپ اللہ پر بھروسا کریں۔

اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى
یقیناً آپ صریح حق پر ہیں۔(79) آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں نہ ہی

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ
بہروں کو اپنی دعوت سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔(80)اور

مَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ
نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راستہ دکھا سکتے ہیں۔ آپ ان لوگوں تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں

اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اِذَا وَقَعَ
جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرماں بردار بن جاتے ہیں۔(81)اور جب ان پر وعدہ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷۶ اشارہ ہے کہ عذاب کی تاخیر فضل خدا ہے۔ خدا کو لوگوں کے دلوں کا راز معلوم ہے اور اس نے کائنات کے ہر غیب کا علم کتاب مبین میں محفوظ کر دیا ہے جس کا اظہار قرآنی فیصلوں سے ہوتا رہے گا۔

ف: آیت نمبر ۷۸ اشارہ ہے کہ قضاوت صرف فیصلہ نہیں ہے بلکہ حقیقی قاضی کے پاس قوت تنفیذ اور زور علم دونوں ضروری ہیں۔ رب العالمین کے فیصلہ کی عظمت یہی ہے کہ وہ عزیز بھی ہے اور علیم بھی ہے۔

6- زندگی فہم و ادراک کے سرچشمہ کا نام ہے۔ لہٰذا جو انسان بھی قوت فہم و ادراک کو مقفل کر دیتا ہے وہ مردہ ہی کہا جاتا ہے۔ یہی حال بہرے اور سننے والے کا ہے کہ کان رکھ کر بھی حرف حق کو نہ سننے والے کو بہرہ ہی کہا جائے گا اور ایسا شخص بہرحال قابل ہدایت نہیں ہوتا ہے۔ ہدایت بات کو سن لینے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور جو کوئی شخص بات ہی نہ سنے گا وہ ہدایت

اردو حاشیہ

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

(عذاب) پورا ہونے والا ہو گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک چلنے پھر نے والا (۲) نکالیں گے

تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَ

جو ان سے کلام کرے گا۔ درحقیقت لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔(82)اور

يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا

جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک جماعت کو جمع کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتی تھیں

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ

پھر انہیں روک دیا جائے گا۔(83)جب سب آ جائیں گے تو (اللہ) فرمائے گا: کیا تم نے میری آیات کو

بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

جھٹلا دیا تھا؟ جب کہ ابھی تم انہیں اپنے احاطہ علم میں بھی نہیں لائے تھے اور تم کیا کچھ کرتے تھے؟ (84)

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور ان کے ظلم کی وجہ سے بات ان کے خلاف پوری ہو کر رہے گی اور وہ بول نہیں سکیں گے۔(85)

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے رات اس لیے بنائی کہ وہ اس میں سکون حاصل کریں

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ

اور دن کو روشن بنایا؟ ایمان لانے والوں کے لیے اس بات میں یقیناً نشانیاں ہیں۔(86)اور جس روز

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

صور پھونکا جائے گا آسمانوں اور زمین کی تمام موجودات خوفزدہ ہو جائیں گی سوائے

عربی حاشیہ

کس طرح حاصل کرسکتا ہے۔

7-یہ من بیانیہ ہے تبعیض کے لئے نہیں ہے کہ بعض افراد محشور کئے جائیں اور بعض کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔

8-بعض تفاسیر میں وارد ہوا ہے کہ صورتین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلی مرتبہ ساری کائنات لرز جائے گی دوسری مرتبہ سب مردہ ہوجائیں گے اور تیسری مرتبہ پھر دوبارہ زندہ کرکے اٹھادیے جائیں گے۔

ف: آیت نمبر ۸۳ میں ایک امکان ہے کہ یہ قیامت کے بجائے رجعت کی طرف اشارہ ہوجیسا کہ بعض روایات میں وارد بھی ہوا ہے اور رجعت دنیائے ایمان کا ایک مسلم عقیدہ بھی ہے بلکہ قبل وبعد کی آیات میں رجعت ہی سے مناسبت پائی جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) مختلف روایات میں وارد ہوا ہے کہ اس مخلوق سے مراد مولائے کائنات کی ذات گرامی ہے کہ ان سے اس اعلان کا کام لیا جائے گا اور یہ کوئی بعید بات نہیں ہے۔ دنیا میں بھی باطل سے برأت اور بیزاری کے اعلان کا کام انہیں سے لیا گیا ہے۔ اور یہ راز بھی درحقیقت وہی کشف کر سکتے ہیں کہ دنیا میں کون لوگ تھے جو بظاہر مومن ومسلمان نظر آرہے تھے اور واقعاً آیات الٰہی پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

یہ روایات اگر چہ بحد تواتر نہیں ہیں اور مسئلہ بھی عملی نہیں ہے کہ خبر واحد ہی کو حجت قرار دیدیا جائے لیکن قرائن خارجیہ کی بنا پر ان روایات پر اعتماد کر لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ یہ بات مسلمات میں ہے کہ ایک مخلوق بہرحال ایسی ہوگی جس سے یہ کام لیا جائے گا اور دوسرے کسی کا ذکر روایات میں نہیں ہے اور یہ ممکن بھی نہیں ہے کہ اصحاب رسولؐ وائمہؑ اس طرح کے اعلان کو سنیں اور معصومینؑ سے یہ دریافت بھی نہ کریں کہ وہ کون سی مخلوق ہے جس کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس سے اس طرح کا کام لیا جائے گا جیسا کہ روایات کے لہجہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں معصومینؑ سے یہ پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کونسی مخلوق ہے جس کو اس کام کیلئے معین کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ صاحب لحیہ ہے جس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ باطل سے بیزاری کا اعلان کوئی ڈاڑھی والا ہی کرسکتا ہے۔ ڈاڑھی منڈوں کو یہ شرف بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ان کے اعلان کا کوئی اعتبار ہے۔

فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾

ان لوگوں کے جنہیں اللہ چاہے اور سب نہایت عاجزی کے ساتھ اس کے حضور پیش ہوں گے۔(87)

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

اور آپ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ ایک جگہ ساکن ہیں جب کہ (اس وقت) یہ بادلوں کی طرح

السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ

چل رہے ہوں گے۔ یہ سب اس اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو پختگی سے بنایا ہے۔ وہ تمہارے اعمال سے

خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ

یقیناً خوب باخبر ہے۔(88) جو شخص نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر اجر ملے گا

مِنْهَا ۚ وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَاءَ

اور وہ اس دن کی ہولنا کیوں سے امن میں ہوں گے۔(89) اور جو شخص برائی

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا

لے کر آئے گا پس انہیں اوندھے منہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ کیا تمہیں اپنے کیے کے

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ

علاوہ کوئی اور جزا مل سکتی ہے؟(90) (اے محمدؐ! آپ یہ کہیں:) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے

الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا[9] وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ

رب کی بندگی کروں جس نے اسے محترم بنایا ہے اور ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ

أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ[10] ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ

میں فرماں برداروں میں سے رہوں۔(91) اور یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں اس کے بعد

عربی حاشیہ

ف: دابۃ الارض ایک باشعور انسان ہے جس کی تفسیر بعض روایات میں امیر المومنینؑ سے اور بعض میں امام مہدیؑ سے کی گئی ہے۔

ف: روایات اہلبیتؑ میں حسنہ کا عظیم مصداق محبت اہلبیتؑ کو اور سیۂ کا سب سے بڑا مصداق عداوت اہلبیتؑ کو قرار دیا گیا ہے جس پر انجام کا واقعی اور آخری فیصلہ موقوف ہے۔!

9- یہ نبی خدا کی طرف سے مشرکین کو ایک تنبیہ ہے کہ جب خدا نے تمھارے شہر کو اتنا محترم بنادیا ہے جتنا محترم کوئی دوسرا شہر نہیں ہے تو تم پر عبادت الٰہی کی ذمہ داری دوسرے افراد سے زیادہ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تمھیں بغاوت سے کام لے رہے ہو اور اطاعت وعبادت نہیں کر رہے ہو۔

10- اس تلاوت سے مراد تنہائی میں پڑھنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کو اس کے مضامین کی طرف دعوت دینا ہے اور اسی لئے اس کے بعد ہدایت اور ضلالت کا تذکرہ ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ

جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنے لیے ہدایت اختیار کرے گا اور جو گمراہی میں چلا جائے اسے کہہ دیجئے: میں تو

الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ

بس تنبیہ کرنے والا ہوں۔(92) اور کہہ دیجئے: ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے۔ عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

تو تم انہیں پہچان لو گے اور آپ کا پروردگار تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔(93)

اٰیاتھا ۸۸ | ۲۸ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۴۹ | رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَیْكَ

طا، سین، میم۔(1) یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔(2) ہم آپ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

موسیٰ اور فرعون کا واقعہ اہل ایمان کے لیے حقیقت کے مطابق سناتے ہیں۔ (3)

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا

فرعون نے زمین میں سر اٹھا رکھا تھا اور اس کے باسیوں کو گروہوں (۱) میں تقسیم کر دیا تھا۔

یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَیَسْتَحْیٖ

ان میں سے ایک گروہ کو اس نے بے بس کر رکھا تھا۔ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا

عربی حاشیہ

شیع۔ مختلف گروہ جو آپس میں برسر پیکار ہوں۔ یہ اہلِ باطل کی بڑی قدیم روش ہے کہ قوم کو اتنے حصوں میں بانٹ دیا جائے کہ کوئی حصہ بغاوت کے قابل نہ رہ جائے اور اپنا اقتدار سلامت رہے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' اسی طرزِ عمل کا نام ہے۔

ف: آیت نمبر ۹۲ میں ہدایت کا فائدہ صاحبِ ہدایت کی طرف موڑ دیا گیا ہے لیکن ضلالت کے مقابلہ میں رسولؐ کو منذر قرار دیا گیا ہے کہ رسولؐ کا کام انحراف کے بعد بھی رکنے والا نہیں ہے اور وہ ایسے لوگوں کو برابر عذاب الٰہی سے ڈراتے رہیں گے۔

اردو حاشیہ

(۱) اس مسئلہ میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ فرعون بنی اسرائیل کا مخالف کیوں تھا اور اس نے اس قدر ظلم وستم کیوں ڈھائے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا سبب بنی اسرائیل کا ایمان اور اعتقاد تھا کہ وہ نہایت درجہ کامل الایمان قسم کے افراد تھے حالانکہ بنی اسرائیل کا پورا تذکرہ اس بات کا گواہ ہے کہ ان کی اکثریت کبھی صاحب ایمان نہیں تھی بلکہ ان کا شعار بنی خدا کو اذیت دینا اور ان سے عجیب وغریب قسم کے مطالبات کرنا تھا۔

اس اعتبار سے ان لوگوں کا خیال زیادہ قرین قیاس ہے جنہوں نے نجومیوں کی پیشینگوئی کا حوالہ دیا ہے کہ فرعون کو یہ اطلاع مل گئی تھی کہ اسی قوم میں وہ شخص پیدا ہونے والا ہے جو اس کی حکومت کا خاتمہ کر دے گا اور اسی بنا پر وہ اس قوم کو سرے سے فنا کر دینا چاہتا تھا۔

اس ذیل میں یہ خیال بھی بالکل بعید از قیاس نہیں ہے کہ فرعون کو ایک اندیشہ یہ بھی تھا کہ جس قوم کو کمزور بنا دیا ہے وہ محنتی اور جفاکش قوم ہے اور ایسی قوم سے ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی قیام کر سکتی ہے جیسا کہ دنیا کے ہر انقلاب میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جس قوم کو ظلم کی چکی میں پیسا جاتا ہے وہی قوم چکی کے پتھروں کو چکنا چور کر دیتی ہے اور اس طرح مستکبرین کی حکومتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِیْدُ اَنْ

اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑتا تھا۔ اور وہ یقیناً فسادیوں میں سے تھا۔(4)اور ہم

نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہیں زمین میں بے بس کر دیا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں

اَىٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ

اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہی کو وارث بنائیں۔(5) اور ہم زمین میں انہیں اقتدار دیں

وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ [1] مَّا كَانُوْا

اور ان کے ذریعے ہم فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ کچھ دکھا دیں

یَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاَوْحَیْنَاۤ [2] اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ

جس کا انہیں ڈر تھا۔(6)اور ہم نے مادر موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں دودھ پلائیں

فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَ

اور جب ان کے بارے میں خوف محسوس کریں تو انہیں دریا میں ڈال دیں اور بالکل خوف اور رنج نہ کریں۔

لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷﴾

ہم انہیں آپ کی طرف پلٹانے والے اور انہیں پیغمبروں میں سے بنانے والے ہیں۔ (7)

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ [3] لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ

چنانچہ آل فرعون نے انہیں اٹھا لیا تا کہ وہ ان کیلئے ایک دشمن اور

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـٕیْنَ ﴿۸﴾

باعث رنج بن جائیں یقیناً فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکر والے خطاکار تھے۔ (8)

عربی حاشیہ

ف: مستضعف اگرچہ علمی، ادبی، فکری، اقتصادی اور سیاسی ہر اعتبار سے ہوسکتا ہے لیکن عام طور سے اس کا اطلاق سیاسی اور اخلاقی کمزوری پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں مستضعفین کا ذکر پانچ مقامات پر ہوا ہے اور ان سے مراد وہ صاحبانِ ایمان ہیں جنھیں ہر اعتبار سے پامال کردیا گیا ہے۔

1- یعنی خدا فرعون وہامان کو سزا دینے کے لئے بھی بنی اسرائیل ہی کو ذریعہ بنائے گا اور انھیں کے ذریعہ یہ سزا دے گا۔

2- وحی۔ الہام

یم۔ سمندر یعنی دریائے نیل۔

3- اسے لام عاقبت کہا جاتا ہے جو انجام کار کی طرف اشارہ کرتا ہے، ورنہ فرعون والوں نے اس لئے نہیں اٹھایا تھا کہ انھیں کسی دشمن کی ضرورت تھی۔

اردو حاشیہ

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ

اور فرعون کی عورت (۲) نے کہا: یہ (بچہ) تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ

اسے قتل نہ کرو۔ ممکن ہے یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ

وہ (انجام سے) بے خبر تھے؟(9)اور ادھر مادر موسیٰ کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ

اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا

وہ یہ راز فاش کر دیتیں اگر ہم نے ان کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا، تا کہ

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ؗ

وہ ایمان رکھنے والوں میں سے ہو جائیں۔(10)اور مادر موسیٰ نے ان کی بہن سے کہا:

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ موسیٰ کو دور سے دیکھتی رہیں کہ دشمنوں کو (اس کا) پتہ نہ چلے۔ (11)

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

اور ہم نے موسیٰ پر دائیوں کا دودھ پہلے سے حرام کر دیا تھا چنانچہ موسیٰ کی بہن نے کہا:

اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ

کیا میں تمہیں ایک ایسے گھرانے کا پتہ بتا دوں جو اس بچے کو تمہارے لیے پالیں اور وہ اس کے

نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا

خیرخواہ بھی ہوں؟(12)(اس طرح) ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تا کہ

عربی حاشیہ

4-مادر موسیٰ کو یہ خبر ملی کہ موسیٰ فرعون کے قصر تک پہنچ گئے ہیں تو ان کا دل دنیا کے ہر خیال سے خالی ہو گیا اور صرف موسیٰ ان کے دل میں رہ گئے لیکن خدا نے پھر انھیں اطمینان دلا دیا۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷ میں دو امر ہیں دو نہی اور دو بشارتیں اور اسی میں سارا قصہ موسیٰ مذکور ہے۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ صندوق بنانے والا قبطی، دریا سے نکالنے والے فرعون کے متعلقین اور صندوق کھولنے والا خود فرعون اور اس کے بعد بھی موسیٰ محفوظ رہے جب کہ فرعون نے قوم کو قبطی (مقامی اور سبطی (مہاجر) میں بانٹ کر مہاجروں کو ایسا غلام بنالیا تھا کہ بعض فراعنہ کے قصر کی تعمیر میں ایک لاکھ سبطی ۲۰ سال تک مفت کام کرتے رہے اور مرتے رہے۔

اردو حاشیہ

(۲) زوجہ فرعون کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا اور انہیں قدرت نے اسی دن کیلئے فرعون کے قصر میں رکھا تھا اور انہوں نے ایک نبی خدا کی زندگی کا تحفظ کر لیا تو روایت میں وارد ہوا ہے کہ دنیا کی بہترین عورتیں چار ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہؑ بنت محمدؐ۔

اور سب کا مشترک کردار یہ ہے کہ سب نے اپنے اپنے دور میں نبی خدا کی حیات کا تحفظ کیا ہے۔ جناب مریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو بچایا ہے۔ جناب آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحفظ کیا ہے۔ حضرت خدیجہ نے پیغمبر اسلامؐ کو سہارا دیا ہے اور جناب فاطمہؑ نے اپنے باپ کے لئے ماں کی شفقت ومحبت کا انتظام کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا ہے۔ یہاں تک کہ روایات کی بنا پر سرکار دو عالمؐ انہیں اپنے باپ کی ماں کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔

تحفظ رسالت ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی مدح وثنا آیات قرآن اور ارشادات معصومینؑ میں بار بار کی گئی ہے اب حیرت ہے ان احسان فراموش مسلمانوں پر جو اپنے نبی کے محافظ حقیقی حضرت ابوطالبؑ کے دشمن ہیں اور ان کے ایمان کا دیدہ ودانستہ انکار کر رہے ہیں۔

تَحۡزَنَ وَلِتَعۡلَمَ اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسۡتَوٰٓى اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الۡمَدِيۡنَةَ عَلٰى حِيۡنِ غَفۡلَةٍ مِّنۡ اَهۡلِهَا فَوَجَدَ فِيۡهَا رَجُلَيۡنِ يَقۡتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنۡ شِيۡعَتِهٖ وَهٰذَا مِنۡ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسۡتَغَاثَهُ الَّذِىۡ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ عَلَى الَّذِىۡ مِنۡ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوۡسٰى فَقَضٰى عَلَيۡهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِىۡ فَاغۡفِرۡ لِىۡ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶﴾

ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور غم نہ کرے اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا (۳) ہوتا ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(13) اور جب موسیٰ رشد کو پہنچ کر تنومند ہو گئے تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں۔(14) اور موسیٰ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب شہر والے بے خبر تھے، پس وہاں دو آدمیوں (۴) کو لڑتے پایا، ایک ان کی قوم میں سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے تھا۔ تو جو ان کی قوم میں سے تھا اس نے اپنے دشمن کے مقابلے کیلئے موسیٰ کو مدد کے لئے پکارا تو موسیٰ نے اس (دوسرے) کو گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا پھر موسیٰ نے کہا: یہ تو شیطان کا کام ہو گیا۔ بے شک وہ صریح گمراہ کن دشمن ہے۔(15) کہا: پروردگار! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس مجھے معاف فرما۔ چنانچہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔ یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(16)

عربی حاشیہ

ف: بعض علماء کا خیال ہے کہ بلوغ اشد ۱۸ سال کی عمر ہے اور استواء اس سے بالاتر ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بلوغ جسمانی توانائی ہے اور استواء فکری اور عقلی کمال .... لیکن بظاہر یہ جسمانی کمال ہی کا ذکر ہے اور اسی لئے حکم و علم کا ذکر اس کے بعد ہوا ہے۔

5- آیت کریمہ دلیل ہے کہ لفظ شیعہ روز اول سے اللہ والوں کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو بھی رہا ہے اسے دشمن پیغمبر ہی کہا گیا ہے۔

6- ہذا کا اشارہ قتل کی طرف نہیں ہے بلکہ باہمی اختلاف اور جھگڑے کی طرف ہے کہ جھگڑا بغیر شیطانی سازش کے واقع نہیں ہوسکتا جس طرح کہ قرآن نے شراب اور جوئے کو عمل شیطان سے تعبیر کیا ہے کہ اس میں بھی شیطان ہی کا ہاتھ ہوتا ہے اور اس کی تحریف بھی وہی کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) بیشک وعدۂ نصرت الٰہی یہی ہے اور وہ غیب سے اس کا سامان فراہم کرنے والا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا مکمل اعتبار تھا لیکن افسوس کہ عہد حاضر کے مسلمانوں کو یہ اعتبار نہیں ہے اور وہ ہر فرعونِ وقت سے خوفزدہ ہیں اور اس کے خلاف آواز اٹھانے سے لرز رہے ہیں بلکہ ان کے خلاف آواز اٹھانے والے کی آواز کو دبا دینے ہی کو قوم و ملت کی خدمت تصور کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کو نیک ہدایت دے۔

(۴) جناب موسیٰ علیہ السلام نے ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو لڑتے ہوئے دیکھا اور اسرائیلی کی مدد کر دی اس لئے کہ قبطیوں کا ظلم عام تھا اور فرعون کی قوم ہونے کی بنا پر وہ مسلسل اسرائیلیوں کو ستا رہے تھے۔

قرآن مجید نے اولاً اسرائیلی کو شیعہ کہا اور پھر قبطی کو دشمن قرار دیا جس سے اس قرآنی اصطلاح کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کے چاہنے والے اور مظلوم کو شیعہ کہا جاتا ہے اور اس کے مدمقابل کو دشمن کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف جب اسی اسرائیلی نے دوبارہ فریاد کی تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے اسے بھی گمراہ قرار دیدیا کہ اس نے حالات کی رعایت کو نظر انداز کر دیا ہے اور روزانہ لڑنے کیلئے تیار رہتا ہے جب کہ قبطیوں کے مظالم سے باخبر ہے اور اس کا واضح ترین مطلب یہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ میں تقیہ نہ کرنا

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾

موسیٰ نے کہا: میرے رب! جس نعمت سے تو نے مجھے نوازا ہے اس کے باعث میں آئندہ کبھی بھی مجرموں کا پشت پناہ نہیں بنوں گا۔(17)

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی

موسیٰ صبح کے وقت شہر میں خوف اور اندیشے کی حالت میں تھے۔ اچانک دیکھا کہ

اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ

جس نے کل مدد مانگی تھی وہ آج پھر ان (موسیٰ) سے فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰ نے اس سے کہا:

لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ [7] ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِی

تو یقیناً صریح گمراہ شخص ہے۔(18) جب موسیٰ نے اس شخص پر ہاتھ ڈالنا چاہا

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا

جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اس نے کہا: اے موسیٰ! کیا تم مجھے بھی اسی طرح

قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

قتل کر دینا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا؟

فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

کیا تم زمین میں جابر بننا چاہتے ہو اور اصلاح کرنا نہیں چاہتے؟(19)

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ؗ قَالَ یٰمُوْسٰۤی

شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ کہنے لگا: اے موسیٰ!

اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ

دربار والے تیرے قتل کے مشورے کر رہے ہیں۔ پس (یہاں سے) نکل جا میں تیرے خیر خواہوں

عربی حاشیہ

7-اس گمراہی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے عقیدہ میں کوئی فساد ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حالات پر بالکل نگاہ نہیں رکھتا ہے اور روزانہ ایک نہ ایک آدمی سے جھگڑا کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ جب کہ اسے معلوم ہے کہ قبطی لوگ اسرائیلیوں کو ستانے پر تلے ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں مسلسل بہانے تلاش کررہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۸ اور آیت نمبر ۲۱ دونوں مقامات پر جناب موسیٰ کی ایک ہی کیفیت کا ذکر ہوا ہے کہ پہلے واقعہ کے بعد صبح کی تو خوفزدہ اور دوسرے واقعہ کے بعد شہر سے نکلے تو خوفزدہ لیکن اس کے مقابلہ میں! ''خرج الحسینؑ من المدینة معلنا لامثل موسیٰ خائفا یترقب''۔

اردو حاشیہ

کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ انسان کو حالات کا جائزہ لے کر قدم اٹھانا چاہیے۔ ادھر قبطی نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر ظلم کا الزام لگا دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قبطی غیر شیعہ ہونے کی بنا پر نبی عصمت وعدالت کا قائل نہیں تھا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی سازش سے باخبر کرنے والے کو سورہ غافر میں رجل مومن کہا گیا ہے جو علامت ہے کہ ایمان کا چھپانا مصلحت کے وقت خود بھی ایمان کی بہترین دلیل ہے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے نکل جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تقیہ سیرت انبیاء ہے اور اس کی مخالفت سیرت فرعون وہامان وشیطان ہے۔

النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۠ قَالَ رَبِّ

میں سے ہوں۔(20) چنانچہ موسیٰ خوف اور خطرہ بھانپتے ہوئے وہاں سے نکلے۔ کہنے لگے:

نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ

اے میرے پروردگار! مجھے ظالموں سے بچا۔(21) اور جب موسیٰ نے مدین کا

مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

رخ کیا تو کہا: امید ہے میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا۔ (22)

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ

اور جب وہ مدین کے پانی پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا لوگوں کی ایک جماعت (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہی ہے

يَسْقُوْنَ ۠ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

اور دیکھا ان کے علاوہ دو عورتیں (۵) (اپنے جانور) روکے ہوئے کھڑی ہیں۔موسیٰ نے کہا: آپ دونوں کا کیا مسئلہ ہے؟

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۫

وہ دونوں بولیں: جب تک چرواہے (اپنے جانوروں کو لے کر) واپس نہ پلٹ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں

وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ

اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔(23) موسیٰ نے (ان کے جانوروں کو) پانی پلایا پھر سایے کی طرف

فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ

ہٹ گئے اور کہا: پالنے والے! جو خیر بھی تو مجھ پر نازل فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔(24) پھر ان دونوں

اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۠ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

لڑکیوں میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے والد آپ کو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ دلیل ہے کہ گھر کا بزرگ کام کرنے کے قابل نہ ہو تو لڑکیاں گھر کے کاموں کے لئے باہر نکل کر مجمع میں آسکتی ہیں بشرطیکہ اپنی عزت وعفت کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح دختران حضرت شعیب کو خیال تھا۔

مدین۔مصر سے قریب خلیج عقبہ کے شمال کا علاقہ ہے۔

8- تلقاء مدین۔یعنی مدین کی سمت رخ کیا اور یہ اس لئے کہ بظاہر جناب موسیٰ اس راستہ سے آشنا نہیں تھے لہٰذا پروردگار سے دعا کی کوئی وسیلہ فراہم کردے اور اس کی امداد سے آٹھ دن کے صحرا کا راستہ طے کر کے مدین پہنچ گئے۔

9- چشمہ پر بھیڑ کی وجہ سے لڑکیاں اپنی بکریوں کو ہنکارہی تھیں کہ سب لوگ چلے جائیں تو چشمہ کے قریب جائیں۔

رعاء۔رعاۃ۔رعیان۔سب چرانے والوں کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) اس واقعہ میں بے شمار اخلاقی تعلیمات اور نصیحتیں پائی جاتی ہیں جن کی طرف متوجہ رہنا ہر مسلمان اور قاری قرآن کی ذمہ داری ہے۔

۱۔ عورتوں کا کام کرنا کوئی عیب نہیں ہے بلکہ انہیں زندگی کے معاملات میں حصہ لینا چاہیے۔

۲۔ عورتوں کو مردوں کے مجمع سے الگ رہنا چاہیے اور بھیڑ بھاڑ میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔

۳۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ کمزور عورتوں کی امداد کریں اور ہر طاقت والے کی طاقت کا شکریہ یہی ہے کہ اسے کمزور کی راہ میں صرف کردے۔

۴۔ کوئی شخص فی سبیل اللہ بھی کام کردے تو اس کی اجرت کی فکر ہونی چاہیے۔

۵۔ کسی سے کام لینے کیلئے دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔مادی اعتبار سے طاقت ور ہو اور معنوی اعتبار سے دیانتدار ہو اور انہیں دونوں بنیادوں پر عقد کرنا چاہیے تاکہ کسب معاش بھی کر سکے اور گھریلو ماحول کو مذہبی بھی بنا سکے۔

۶۔ صاحب ایمان وکردار کے سامنے عقد کی پیش کش کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

۷۔ عورت کو اپنی رفتار میں شرم وحیا کا خاص خیال رکھنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے دلوں میں غلط جذبات پیدا ہو جائیں۔

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ

بلاتے ہیں تا کہ آپ نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے آپ کو اس کی اجرت دیں۔ جب موسیٰ

الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

ان کے پاس آئے اور اپنا سارا قصہ انہیں سنایا تو وہ کہنے لگے: خوف نہ کرو۔ تم اب ظالموں سے بچ چکے ہو۔ (25)

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَيْرَ مَنِ

ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا: اے ابا! اسے نوکر رکھ لیجئے کیونکہ جسے آپ نوکر رکھنا چاہیں ان میں

اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

سب سے بہتر وہ ہے جو طاقتور، امانت دار ہو۔ (26) (شعیب نے) کہا: میں چاہتا ہوں کہ

اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ

اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح اس شرط پر تمہارے ساتھ کروں کہ

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ

تم آٹھ سال میری نوکری کرو اور اگر تم دس (سال) پورے کرو

عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

تو یہ تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ (27)

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

موسیٰ نے کہا: یہ میرے اور آپ کے درمیان وعدہ ہے۔ میں ان دونوں میں سے جو بھی

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

مدت پوری کروں مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ کارساز ہے۔ (28)

عربی حاشیہ

10- موسیٰ کسی دولت کے طلبگار نہیں تھے اور نہ ان کے دل میں کسی سرمایہ کی خواہش تھی۔ سفر کی زحمتوں سے تھک کر زیر سایہ آرام کر رہے تھے اور پیٹ بھرنے کے لئے روٹیوں کی دعا کر رہے تھے کہ اب تک صرف صحرا کی گھاس وغیرہ پر گزارا کر رہے تھے۔

11- روایات میں اس شخصیت کا نام شعیب بتایا گیا ہے اور جو لڑکی بلانے کے لئے آئی تھی وہ چھوٹی لڑکی تھی اور اسی سے جناب موسیٰ کا عقد ہوا تھا۔

ف: واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مظلوم اور کمزور کی حمایت سے جناب موسیٰ کو اس قدر سکون زندگی حاصل ہوگیا اور اس کے بعد بھی وہ برابر یاد خدا میں مصروف رہے اور وفائے عہد کو اپنا فریضہ سمجھتے رہے۔

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ جانور چرانا جناب موسیٰ علیہ السلام کی مزدوری تھی مہر نہیں تھا۔ مہر کا معین ہونا ضروری ہے اسے اختیاری نہیں قرار دیا جا سکتا البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ عقد کے ذیل میں یہ ایک شرط بھی رہی ہو اور یہ طریقہ اس دور میں رائج رہا ہو۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ
پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور وہ اپنے اہل کو لے کر چل دیے تو

جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ
کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھائی دی وہ اپنے اہل سے کہنے لگے: ٹھہرو!

نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ
میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید وہاں سے میں کوئی خبر لاؤں یا آگ کا

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ
انگارالے آؤں تا کہ تم گرم کر سکو۔(29) پھر جب موسیٰ وہاں پہنچے تو وادی کے

الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ
دائیں کنارے سے ایک مبارک مقام میں درخت سے ندا آئی:

یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ
اے موسیٰ! میں ہی عالمین کا پروردگار اللہ ہوں۔(30) اور اپنا عصا پھینک دیجئے۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ
پھر جب موسیٰ نے عصا کو سانپ کی طرح حرکت کرتے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر پلٹے اور پیچھے مڑ کر

یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾
بھی نہ دیکھا۔ (ہم نے کہا) اے موسیٰ! آگے آیئے اور خوف نہ کیجئے۔ (۶) یقیناً آپ محفوظ ہیں۔ (31)

اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫
(اے موسیٰ!) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال دیجئے وہ بغیر کسی عیب کے چمکدار

عربی حاشیہ

ف: جناب موسیٰ کے ازدواج میں یہ باتیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ جنابِ موسیٰ کی صفت قوی اور امین قرار دی گئی ہے۔

۲۔ مہر کے لئے نقد ہونا ضروری نہیں ہے خدمت کو بھی مہر قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ یہ خدمت دختر شعیب کی مشکل کا حل تھی نہ کہ شعیبؑ اس سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔

۴۔ اگرچہ دس سال کی مزدوری ایک خطیر رقم بنتی ہے لیکن شعیبؑ کے احسانات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

۵۔ باپ کی طرف سے بیٹی کے عقد کی پیش کش عیب نہیں ہے بلکہ سیرت پیغمبر ہے۔

12۔ بعض روایات میں ہے کہ دس سال کے بعد جناب موسیٰ مدین سے مصر کیلئے چلے ہیں تو ان کے ساتھ ایک زوجہ تھیں اور دو بچے۔ راستہ اجنبی تھا اور رات تاریک اور سردی بھی شدت کی۔ آگ نے جناب موسیٰ کے حوصلے

اردو حاشیہ

(۶) انسان ہر وقت امداد الٰہی کا محتاج ہے اور اس کے بغیر اس کی کوئی قوت وطاقت نہیں ہے۔ جناب موسیٰ ؑ نے صرف ایک فطری کیفیت کا مظاہرہ کیا تھا کہ یہ بات واضح رہے کہ یہ کوئی جادو نہیں ہے۔ ورنہ جادوگر اپنے جادو سے نہیں ڈرا کرتا ہے۔ اس کے بعد جب اس حقیقت کا اعلان ہوگیا تو قدرت نے کہا کہ اب آگے بڑھو کہ تم ہماری حفاظت اور ضمانت میں ہو۔ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وَّ اضۡمُمۡ اِلَيۡكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهۡبِ فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ

ہو کر نکلے گا اور خوف سے بچنے کے لئے اپنے بازور کو اپنی طرف (۷) سمیت لیجئے یہ دو معجزے آپ کے

رَّبِّكَ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ‌ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۳۲﴾

پروردگار کی طرف سے فرعون اور اس کے اہل دربار کے لیے ہیں۔ بتحقیق وہ بڑے فاسق لوگ ہیں۔ (32)

قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ قَتَلۡتُ مِنۡهُمۡ نَفۡسًا فَاَخَافُ اَنۡ

موسیٰ نے عرض کیا: پروردگار! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کیا ہے لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ

يَّقۡتُلُوۡنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِىۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّىۡ لِسَانًا

وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ (33) اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے لہٰذا اسے میرے ساتھ

فَاَرۡسِلۡهُ مَعِىَ رِدۡاً [14] يُّصَدِّقُنِىۡٓ‌ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ

مددگار بنا کر بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ میری

يُّكَذِّبُوۡنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيۡكَ وَنَجۡعَلُ

تکذیب کریں گے۔ (34) فرمایا: ہم آپ کے (۸) بھائی کے ذریعے آپ کے بازو مضبوط کریں گے اور

لَـكُمَا سُلۡطٰنًا [15] فَلَا يَصِلُوۡنَ اِلَيۡكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَاۤ ۚۛ اَنۡتُمَا

ہم آپ دونوں کو سلطنت دیں گے اور ہماری نشانیوں (معجزات) کی وجہ سے وہ آپ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى

آپ دونوں اور آپ کے پیروکاروں کا ہی غلبہ ہو گا۔ (35) پھر جب موسیٰ ہماری واضح نشانیاں لے کر

بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَـرًى

ان کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگے: یہ تو بس گھڑا ہوا جادو ہے اور ہم نے

عربی حاشیہ

بڑھا دیے کہ یا تو راستہ کی خبر مل جائے گی یا کم از کم سردی میں گرمی کا کوئی سہارا ہو جائے گا۔

13- یہ علامت ہے کہ خدا کے متکلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ جس چیز میں چاہے کلام پیدا کر دے اور یہی کلام کے حادث ہونے کی دلیل ہے۔

14- رداً۔ مددگار

15- سلطان۔ قوت اور طاقت ہے اور آیات وہ معجزات ہیں جو جناب موسیٰ کو عطا کئے گئے تھے۔

ف: ہرے بھرے درخت سے آگ کا نکلنا اور آگ میں سوزش کے بجائے سکون اور نور کا ہونا اور پھر اس کا بار بار حضرت موسیٰ کی طرف بڑھنا ان قرائن میں سے تھا جن سے جناب موسیٰ نے یہ اندازہ کر لیا کہ یہ ایک خدائی آواز ہے اور آج کی تازہ ہدایت الہام کے بجائے آواز کے ذریعہ دی جا رہی ہے جو نبوت کا ایک اور شرف اور کمال ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) یہ بھی ایک فطری طریقہ ہے کہ انسان جب بازوؤں کو سمیٹ کر ہاتھ سینے پر رکھ لیتا ہے تو دھڑکتا ہوا دل ٹھہر جاتا ہے۔ قدرت نے اپنی غیبی امداد کو بھی عالم اسباب سے قریب تر رکھنا چاہا تھا تا کہ دوسرے افراد کے لئے بھی ایک نظیر رہے اور وہ بھی اس طریقہ کار سے استفادہ کرتے رہیں۔

(۸) بیشک ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کیلئے قوت بازو کا کام دیتے ہیں اور ان کے بغیر کسی فرعون کا مقابلہ مشکل ہوتا ہے اور ان کے بغیر موسیٰ علیہ السلام قدم آگے نہیں بڑھانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے پاس عصا اور ید بیضا جیسے معجزات بھی موجود تھے۔

شائد انہیں خصوصیات کو نظر میں رکھ کر سرکار دو عالمؐ نے فرمایا تھا کہ یا علیؑ تمہاری منزلت میرے لئے وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارونؑ کی منزلت تھی۔ تم اس دور کے ہارونؑ ہو اور میں اس دور کا موسیٰ علیہ السلام ہوں۔

وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَ قَالَ

اپنے اگلے باپ دادوں سے ایسی باتیں کبھی نہیں سنیں۔(36)اور موسیٰ نے کہا:

مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ

میرا پروردگار اسے جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور یہ بھی

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ [16] ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ

جانتا ہے کہ آخرت کا گھر کس کے لئے ہے۔ بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔(37)اور

قَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کسی کو معبود نہیں جانتا۔

غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ [17] عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ

اے ہامان! میرے لیے گارے کو آگ لگا(کر اینٹ بنا دے) پھر میرے لیے

صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ

ایک اونچا محل بنا دے تاکہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور میرا تو خیال ہے

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ

کہ موسیٰ جھوٹا ہے۔(38)چنانچہ فرعون اور اس کے لشکر نے زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

ناحق تکبر کیا اور یہ خیال کیا کہ وہ ہماری طرف پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ (39)

فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ [18] فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ

تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو گرفت میں لے لیا اور انہیں دریا میں پھینک دیا۔

عربی حاشیہ

ف: اگرچہ حضرت موسیٰ صرف ید بیضا اور عصا لےکرآئے تھےلیکن قرآن کریم نے آیات بینات کا ذکر کیا ہے جواس امر کی دلیل ہے کہ یہ معجزات خود بھی مختلف معجزات کا مجموعہ تھے۔ عصا کا سانپ بن جانا اور پھر عصا ہوجانا، ید بیضا کا چمکنا اور پھر اصل حالت پر پلٹ آنا وغیرہ۔

16-جناب موسیٰ نے بحث کے بجائے دو باتوں کا حوالہ دے دیا۔

۱۔میرا پروردگار میری صداقت سے باخبر ہے کہ اسی نے مجھے رسول بنایا ہے اور اسی کی تصدیق سے انسان صاحبِ منصب تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲۔آخرت کا گھر میرے لئے ہے کہ انسان کو دنیا کی راحت و آسائش پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ اور ہمیشہ آخرت کا خیال رکھنا چاہیے کہ اصل وہی گھر ہے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

17-ہامان فرعون کے وزیر کا نام ہے اور خود لفظ فرعون کے معنی مصری زبان میں بڑے

اردو حاشیہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً

پس دیکھ لو ظالموں کا انجام کیا ہوا۔(40)اور ہم نے انہیں ایسے راہنما بنائے (۹)

يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

جو آتش کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (41)

وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے دن

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

یہ قبیح (چہرہ والے) ہوں گے۔(42)اور بتحقیق ہم نے پہلی امتوں کو

مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ

ہلاک کرنے کے بعد لوگوں کے لیے بصیرتوں اور ہدایت و رحمت (کا سرچشمہ)

لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ

بنا کر موسیٰ کو کتاب دی۔ شاید لوگ نصیحت حاصل کریں۔(43) اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ

آپ اس وقت (طور کے) مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا

وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ لٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ

اور آپ مشاہدہ کرنے والوں میں سے نہ تھے۔(44)لیکن ہم نے کئی امتوں کو پیدا کیا

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

پھر ان پر طویل مدت گزر گئی اور نہ آپ اہل مدین میں سے تھے کہ انہیں ہماری آیات

عربی حاشیہ

گھر کے ہوتے ہیں اور یہ تمام سلاطین مصر کا مشترکہ لقب تھا۔

18- حق و باطل کے انجام کا کتنا نمایاں فرق ہے کہ کل اسی دریا میں موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کو ڈال دیا تھا تو فرعون ہی کے قصر میں پناہ مل گئی تھی اور آج اسی دریا میں فرعون غرق ہو رہا ہے تو کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۱ میں ائمہ نار قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ جب بہت سے گمراہ جمع ہو جاتے ہیں تو رب العالمین بڑے گمراہ کو پورے گروہ کا قائد بنا دیتا ہے اور سب کو ایک ہی منزل کی طرف جانا ہوتا ہے۔

ف: یہ بات قابل توجہ ہے کہ حضرت موسیٰ مدین سے مصر جا رہے تھے تو ان کا رخ مغرب کی طرف تھا اور بنی اسرائیل مصر سے شام جا رہے تھے تو ان کا رخ مشرق کی طرف تھا اور بعض علماء نے لشکر فرعون کے سلسلہ میں مُشرقین کی یہی توجیہ کی ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) واضح رہے کہ لفظ امامت دونوں گروہوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے اہل حق کے بارے میں بھی اور اہل باطل کے بارے میں بھی اور ایسا نہ ہوتا تو قیامت کے دن ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلانے کے کوئی معنی نہ رہ جاتے لہٰذا کسی شخص کیلئے اس لفظ کا استعمال ناممکن نہیں ہے۔ تحقیق طلب بات صرف یہ ہوتی ہے کہ یہ لفظ کس مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں امام صادقؑ نے خلفاء، جور کیلئے یہی لفظ استعمال کیا ہے اور پھر اس کا مفہوم بھی واضح فرما دیا ہے کہ اس سے مراد وہ امام ہیں جو لوگوں کو جہنم کی دعوت دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے دونوں طرح کے اماموں کے دو قسم کے فرق بیان کئے ہیں۔

۱۔ دنیا میں ائمہ حق کی ہدایت حکم خدا اور اذن الٰہی سے ہوتی ہے اور ائمہ باطل کی دعوت خود اپنی خواہش کے مطابق ہوتی ہے اور اسے ہدایت بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ آخرت میں ائمہ حق کا انجام بخیر ہوتا ہے اور ائمہ باطل دوہری مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے مسلسل لعنت ہوتی رہتی ہے اور وہاں صورت بھی بگاڑ دی جاتی ہے کہ یہ واضح ہو سکے کہ انہوں نے کس طرح دین خدا کو مسخ کر دیا تھا۔

عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ

سنا رہے ہوتے لیکن ہم ہی (ان تمام خبروں کے) بھیجنے والے تھے۔(45) اور آپ طور کے کنارے موجود نہ تھے

الطُّوۡرِ اِذۡ نَادَيۡنَا وَلٰكِنۡ رَّحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ

جب ہم نے ندا دی تھی بلکہ (آپ کا رسول بنانا) آپ کے پروردگار کی رحمت ہے تا کہ آپ اس قوم کو

اَتٰٮهُمۡ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۶﴾

تنبیہ کریں جن کے ہاں آپ سے پہلے کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔ شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔ (46)

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ

اور (۱۰) ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے اگر ان پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے

فَيَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

تو وہ یہ کہنے لگیں: ہمارے رب! تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیات کا اتباع کرتے

وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ مِنۡ

اور ایمان لانے والوں میں شامل ہو جاتے۔(47) پھر جب ہماری طرف سے حق ان کے پاس آ گیا

عِنۡدِنَا قَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُوۡتِىَ مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى ؕ اَوَ

تو وہ کہنے لگے: جیسی (نشانی) موسیٰ کو دی گئی تھی ایسی (نشانی) انہیں کیوں نہیں دی گئی؟

لَمۡ يَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ۚ قَالُوۡا سِحۡرٰنِ

کیا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا جو قبل ازیں موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: یہ دونوں ایک دوسرے کی

تَظٰهَرَا ۟ وَقَالُوۡۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِكِتٰبٍ

مدد کرنے والے جادو ہیں اور کہا: ہم ان سب کے منکر ہیں۔(48) کہہ دیجئے: پس اگر تم سچے ہو تو

عربی حاشیہ

19-جب لوگوں نے وحی الٰہی میں شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے تو پروردگار نے کہا کہ آپ اتنا تو سمجھائیں کہ جتنے واقعات آپ نے بیان کر دیئے ہیں کسی کے آپ چشم دید گواہ نہیں ہیں تو اگر آپ پر وحی بھی نہیں آتی ہے تو یہ سارے حقائق کہاں سے لے آئے ہیں۔

20- کتاب مقدس کے بیان کے مطابق جناب موسیٰ اور پیغمبر اسلامؐ کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ ہے جس میں مختلف قومیں اور نسلیں پیدا بھی ہوئیں اور ختم بھی ہو گئیں۔

21-سرکار دوعالمؐ سے پہلے ایک وقفہ گزرا ہے جسے فترت کا زمانہ کہا جاتا ہے اور اس زمانہ میں رسالت کا سلسلہ موقوف تھا اور کوئی وحی نازل نہیں ہو رہی تھی بلکہ گذشتہ نبی کے اوصیاء تبلیغ کا کام انجام دے رہے تھے۔ آیت میں اسی دور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں آیا ہے کہ یہ بات ممکن ہی نہیں ہے اور

اردو حاشیہ

(۱۰) بظاہر سب سے پہلے جب پروردگار نے جناب موسیٰؑ سے کلام کیا اور انہیں رسالت کیلئے منتخب کیا تو وہ طور کے بائیں جانب تھے۔ اس کے بعد مختلف سمتوں سے وحی نازل ہوتی رہی اور عبد و معبود میں کلام کا سلسلہ برقرار رہا۔

(۱۱) کفار کی ہر دور میں یہی روش رہی ہے کہ حرف حق کا انکار کرنے کیلئے طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے رہے ہیں۔ کبھی یہ کہا کہ معجزہ دکھلایئے اور جب دکھلا دیا تو کہا کہ ایسا نہیں ویسا معجزہ جیسا فلاں پیغمبر نے دکھلایا تھا۔ قدرت نے تنبیہ کی کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو کم از کم اسی پیغمبر کی تکذیب نہ کرتے اور اسی پر ایمان لے آتے۔

اور کبھی یہ کہا کہ یہ سب جادوگروں کی باہمی سازش ہے اور معاذ اللہ سارے انبیاء جادوگر تھے اور ہر ایک کا جادو دوسرے کی تصدیق و تائید کیا کرتا تھا۔ قدرت نے اس کا بھی واضح سا جواب دیدیا کہ اگر یہ سب جادو تھا تو ہدایت تو بہرحال درکار ہے۔ وہ کتاب ہدایت کونسی ہے جو پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی تھی اور وہ کس کے پاس ہے اسی کو لے آؤ تا کہ قوم کی ہدایت تو ہو سکے اور لوگ راہِ راست پر تو آ سکیں ورنہ اس طرح گمراہی کی ذمہ داری انہیں افراد پر عائد ہوگی۔

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

تم بھی اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخش ہو۔ میں اس کا

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا

اتباع کروں گا۔(49) پس اگر وہ آپ کی یہ بات نہیں مانتے تو آپ سمجھ لیں کہ

يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

یہ لوگ بس اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا؟ اللہ ظالموں کو یقیناً

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ (22) لَعَلَّهُمْ

ہدایت نہیں کرتا۔(50) اور بتحقیق ہم نے ان کیلئے (ہدایت کی) باتیں مسلسل بیان کیں۔ شاید یہ لوگ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ۭ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ (23) الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ

نصیحت حاصل کریں۔(51) جنہیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

رکھتے ہیں۔(52) اور جب ان پر (یہ قرآن) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یقیناً یہ ہمارے

رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ

پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ ہم تو اس سے پہلے بھی فرماں بردار تھے۔(53) انہیں ان کے

اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

صبر [۱۲] کے صلے میں دوبار اجر دیا جائے گا اور یہ لوگ برائی کو نیکی کے ذریعے دور کر دیتے ہیں

ع ۵/۸/۸

عربی حاشیہ

عدل الٰہی کے خلاف ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۸ میں ظالموں نے جناب موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ساحر کے بجائے مجسم سحر سے تعبیر کیا ہے جو بدنفسی کی آخری منزل ہے۔

22- یہ دلیل ہے کہ خدا کی طرف سے احکام اور ہدایت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کی بغاوت اور سرکشی بھی مسلسل ہی رہتی ہے۔

23- یہ ان اہلِ کتاب کے بارے میں ہے جو ایمان لے آئے تھے اور جن میں ۳۲ حضرت جعفر طیار کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے اور آٹھ شام سے اور کچھ دوسرے قبائل سے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) یقیناً صبر کا اجر دہرا ہوتا ہے اس لئے کہ صابر جس قوت اور حوصلہ کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا مظاہرہ مقابلہ کرنے والا نہیں کر پاتا ہے اور اس طرح صابر کے دل کی حسرت نکل جاتی ہے لیکن صبر کیلئے ضروری ہے کہ مصلحت کے مطابق ہو ورنہ مجبوری اور بیکسی یا بیحیائی کا نام صبر نہیں ہے۔

السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ

اور ہم نے جو روزی انہیں دی ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔(54)اور جب وہ بیہودہ بات سنتے ہیں

اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ

تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لیے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ

اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ تم پر سلام ہو (۱۳) ہم جاہلوں کو پسند نہیں کرتے۔(55)(اے محمدؐ) جسے

لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

آپ چاہتے (۱۴) ہیں اسے ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى

اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔(56)اور کہتے ہیں: اگر ہم آپ کی معیت میں

مَعَكَ نُتَخَطَّفْ [24] مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا

ہدایت اختیار کریں تو ہم اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے، کیا ہم نے ایک پر امن حرم

اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ

ان کے اختیار میں نہیں رکھا جس کی طرف ہر چیز کے ثمرات کھنچے چلے آتے ہیں؟ یہ رزق ہماری طرف سے

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

عطا کے طور پر ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔(57)اور کتنی ہی ایسی بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا

بَطِرَتْ [25] مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ

جن کے باشندے اپنی معیشت پر نازاں تھے؟ ان کے بعد ان کے مکانات

عربی حاشیہ

24- تخطف۔ کسی شے پر زبردستی قبضہ کر لینا۔

25- بطر۔ نعمت پانے کے بعد غرور، طغیان اور سرکشی کرنا۔

اردو حاشیہ

(۱۳) یہ سلام تحیہ اور استقبال کے طور پر نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرتا ہے بلکہ یہ اظہار بے تکلفی کا سلام ہے جس طرح کہ ہمارے یہاں سلام کر کے یا خدا حافظ کہہ کے کسی ناپسندیدہ فرد کو رخصت کر دیا جاتا ہے اور اس کا مقصد واقعی سلام کرنا یا خدا کی حفاظت میں دینا نہیں ہوتا ہے۔

(۱۴) اکثر مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو حضرت ابوطالبؑ کی طرف موڑنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ رسول اکرمؐ نے بہت چاہا کہ وہ ایمان لے آئیں لیکن چونکہ خدا نے نہیں چاہا اس لئے وہ اسلام نہ لا سکے۔ جب کہ آیت بالکل عام ہے اور اس میں کسی فرد کی طرف اشارہ نہیں ہے اور اس اعتبار سے بھی حضرت ابوطالبؑ کی گمراہی کی داستان بالکل مہمل ہے کہ خدا اور رسول کی مرضی میں اختلاف نہیں ہو سکتا ہے ورنہ رسول رسالت سے برخواست ہو جائے گا۔ دراصل ان روایات کی بنیاد وہ احساس شکست ہے جو ابوطالبؑ کے مقابلہ میں تمام کفار کو حاصل ہوا تھا جن کا انہوں نے بظاہر کلمہ پڑھ کر انتقام لینا چاہا ہے کہ اسلام میں اپنے کو اصل بنا لیا ہے اور فدا کاروں کو اسلام سے خارج کر دیا ہے جو آج تک ہوتا چلا آ رہا ہے اور خدا نے کب تک ہوتا چلا جائے گا۔

بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸ وَمَا كَانَ

آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم اور ہم ہی تو وارث تھے۔(58)اور آپ کا رب

رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا[26] رَسُوْلًا يَّتْلُوْا

ان بستیوں کو تباہ کرنے والا نہ تھا جب تک ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دے جو انہیں

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا

ہماری آیات پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو تباہ کرنے والے نہ تھے مگر یہ کہ وہاں کے باشندے

ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ظالم ہوئے۔(59) اور جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا ہے وہ اس دنیاوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے

وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰ ع

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (اس سے) زیادہ بہتر اور پائیدار ہے۔کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(60)

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ

کیا وہ شخص جسے ہم نے بہترین وعدہ دیا ہے اور وہ اس وعدے کو پانے والا ہے اس شخص کی طرح

مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ

ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف دنیاوی زندگی کا سامان فراہم کر دیا ہے؟ پھر وہ قیامت کے دن

الْمُحْضَرِيْنَ ۝۶۱ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

پیش کیا جائے گا۔(61)اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور کہے گا: کہاں ہیں وہ جنہیں تم

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۶۲ قَالَ الَّذِيْنَ[27] حَقَّ عَلَيْهِمُ

میرا شریک گمان کرتے تھے؟(62) جن پر (اللہ کا) یہ فرمان [15] ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار!

المنزل ۵

عربی حاشیہ

26- ام۔ بڑے قریہ کو یا اس کے صدر مقام کو کہا جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ہم احکام وتعلیمات کی تبلیغ کے بغیر عذاب نازل نہیں کرتے ہیں تو اگر رسول کو کسی گوشہ میں بھیج دیں اور اس کی آواز نہ پہنچے تو عذاب کا جواز پیدا ہو سکے گا لہٰذا اسے مرکزی مقام پر رکھتے ہیں تا کہ اس کی آواز پہنچتی رہے جس طرح کہ سرکار دوعالمؐ کو ام القریٰ میں بھیجا گیا تھا اور یہ اعلان ہوا تھا کہ ہم نے ام القریٰ والوں میں رسول بھیجا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۶ کو بہت سے مفسرین نے جناب ابوطالب سے متعلق کرنے کی کوشش کی ہے اور ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت کا حوالہ دیا ہے حالانکہ اس وقت ابن عباس شیرخوار تھے اور ابوہریرہ کافر...!

ف: آیت نمبر ۶۰ علامت ہے کہ آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنا اور فانی کے مقابلہ میں باقی کی فکر کرنا ہی دلیل عقل ہے اور اس کے خلاف

اردو حاشیہ

(۱۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ مریدوں نے اپنے پیروں کا حوالہ دیدیا کہ انہوں نے گمراہ کیا ہے تو سوال ان کی طرف متوجہ ہو گیا اور انہوں نے صاف برأت کر لی کہ ہم نے انہیں مجبور نہیں کیا تھا اور انہوں نے اپنی مرضی سے ہماری آواز پر لبیک کہی ہے جس طرح ہم نے اپنے سے پہلے والوں کے راستہ کو اختیار کیا تھا اور انہوں نے ہمیں مجبور نہیں کیا تھا۔

اس کے بعد قدرت نے اس بیکسی کا نقشہ بھی کھینچ دیا ہے کہ ان باتوں سے بالاتر یہ ہے کہ بہت سے شریک ایسے بھی بنائے گئے ہیں جو غریب جواب دینے کے قابل بھی نہیں ہیں تو یہ بے عقل لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے ہیں کہ جو اس دنیا میں آواز سننے اور جواب دینے کے قابل نہیں ہیں وہ قیامت میں کس طرح کام آ سکتے ہیں۔

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ

یہی لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح ہم نے انہیں گمراہ کیا تھا۔

تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

(اب) ہم تیری طرف متوجہ ہوکر ان سے بیزار ہوتے ہیں کہ وہ ہمیں نہیں پوجتے تھے۔(63) اور (ان سے) کہا جائے گا:

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا

اپنے شریکوں کو بلاؤ تو یہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور وہ عذاب کو بھی دیکھ رہے ہوں گے۔

الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

(اس وقت تمنا کریں گے) کاش وہ ہدایت پر ہوتے۔(64) اور اس دن اللہ انہیں ندا دے گا

فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ [28] عَلَيْهِمُ

اور فرمائے گا: تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟(65) تو ان سے کوئی جواب نہیں بنے گا

الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ

اور اس دن وہ ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہ سکیں گے۔(66) لیکن جو توبہ کرے، ایمان لائے

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى [29] اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾

اور نیک عمل بجا لائے تو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ (67)

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ

اور آپ کا پروردگار جسے چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور منتخب کرتا ہے۔ انہیں انتخاب (۱۶) کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا

اللہ پاک اور بلند و برتر ہے۔ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(68) اور آپ کا پروردگار وہ سب باتیں جانتا ہے

عربی حاشیہ

سب بے عقلی ہے یہاں تک کہ بعض علماء نے عقلاء کے لئے وصیت کے مال کو صرف اطاعت گزاروں تک محدود قرار دیا ہے کہ وہی عقلا ہیں اور بس!

27-قول سے مراد عذاب ہے اور حق کے معنی واجب ولازم ہوجانے کے ہیں عجیب منظر ہوگا جب مرید پیروں کا حوالہ دیں گے اور پیر مریدوں سے بیزاری کرتے ہوئے اپنے پیروں کا حوالہ دیں گے اور کوئی بھی عقل ومنطق کا نام نہ لے گا جس پر دین ومذہب کا دارومدار ہونا چاہیے اور اس بنا پر سب پر عذاب واجب ولازم ہوجائے گا غنیمت ہے کہ انسان دار دنیا میں اندھی تقلید سے الگ ہوکر عقل ومنطق کی روشنی میں کام کرے۔

28-اخبار کا مخفی ہوجانا اور تاریکی میں چلا جانا.....یعنی عذر اور جواب کی گنجائش کا ختم ہوجانا ہے۔

29-واضح رہے کہ لفظ عسیٰ مخلوقات کے

اردو حاشیہ

(۱۶) یہ ایک قانون کلی ہے کہ خالق کے مقابلہ میں مخلوق کو فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی نے بنایا ہے تو وہی بہتر جانتا ہے کہ کیا بنایا ہے اور کیسا بنایا ہے۔ اور انتخاب واختیار اسی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ مخلوق کو دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔ مرسل اعظمؐ کے بعد اسی قانون کی صریحی مخالفت کی گئی تھی جس کا خمیازہ امت اسلامیہ آج تک بھگت رہی ہے۔

تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

جنہیں یہ لوگ اپنے سینوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔(69) اور وہی تو اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ

ثنائے کامل اسی کیلئے ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور حکومت اسی کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللهُ

تم پلٹائے جاؤ گے۔(70) کہہ دیجئے: کیا تم نے کبھی غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک

عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ

تم پر ہمیشہ کے لیے رات مسلط کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے

غَيْرُ اللهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

جو تمہیں روشنی لا دے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟(71) کہہ دیجئے: کیا تم نے

اِنْ جَعَلَ اللهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کبھی غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن کو مسلط کر دے تو اللہ کے سوا

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا

کون سا معبود ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں تم سکون حاصل کرو؟ کیا تم (چشم بصیرت سے)

تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

دیکھتے نہیں ہو؟(72) اور یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو (یکے بعد دیگرے) بنایا

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کر سکو اور (دن میں) اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شاید کہ تم

عربی حاشیہ

کلام میں پسندیدہ چیزوں میں امید کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مکروہ باتوں میں خوف ودہشت کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن خالق کے کلام میں یقین وحتم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۰ میں مشرکین کے جواب میں پروردگار کی پانچ صفات کا ذکر کیا گیا ہے:
(۱) وحدانیت (۲) قابل حمد وستائش ہونا (۳) دنیا وآخرت دونوں کا صاحب اختیار ہونا (۴) مطلق طور پر حاکم ہونا (۵) سب کی بازگشت کا اسی کی بارگاہ میں ہونا اور اس کے علاوہ کسی کا اس امر کا اہل نہ ہونا۔

ف: نعمت شب کے ساتھ سماعت اور نعمت روز کے ساتھ بصارت کا ذکر دلیل ہے کہ قرآن اپنی تعبیرات پر نہایت درجہ لطافت کا حامل ہے کہ تاریکی میں عام طور سے سماعت سے استفادہ ہوتا ہے اور روشنی میں بصارت سے اور روشنی میں پورے نظام بدن میں محرک کا کام انجام

اردو حاشیہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

شکر بجا لاؤ۔(73)اور جس دن اللہ انہیں ندا دے گا اور فرمائے گا: کہاں ہیں

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

وہ جنہیں تم میرا شریک گمان کرتے تھے؟(74)اور ہم ہر امت سے ایک گواہ نکال لائیں گے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ

پھر ہم (مشرکین سے) کہیں گے: اپنی دلیل پیش کرو، اس وقت انہیں علم ہو جائے گا کہ حق بات اللہ کی ہے

لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ قَارُوْنَ

اور جو جھوٹ باندھتے تھے وہ سب ناپید ہو جائیں گے۔(75)بے شک قارون کا تعلق

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ

موسیٰ کی قوم (۱۷) سے تھا پھر وہ ان سے سرکش ہو گیا اور ہم نے قارون کو اس قدر

الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ

خزانے دیے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کے لیے بھی بار گراں تھیں۔

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

جب اس کی قوم نے اس سے کہا: اترانا مت یقیناً اللہ اترانے والوں کو

الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

دوست نہیں رکھتا۔(76)اور جو (مال) اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر،

وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ

البتہ دنیا سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر اور احسان کر جس طرح اللہ نے

عربی حاشیہ

دیتی ہے۔

30- واقعاً پروردگار نے عجیب وغریب نعمت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس نے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات کو پیدا کیا ہے تاکہ انسان کو آرام بھی ملے اور کاروبار بھی چلتا رہے ورنہ زندگی تباہ وبرباد ہوکر رہ جاتی۔

اس احسان کی طرف متوجہ کرنے میں رات کے ساتھ سماعت کا ذکر کیا گیا ہے اور دن کے ساتھ بصارت کا کہ رات کے وقت بات سنی جاتی ہے اور دن میں منظر دیکھا جاتا ہے۔

31- کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ پالنے والا انسان کو اس طرح توجہ دلائے اور انسان متوجہ نہ ہو۔ اس نے آرام اور کاروبار کو یقینی شکل میں پیش کیا ہے اور شکر۔لعلکم کے ساتھ بیان کیا ہے گویابندہ کے کردار میں آرام اور کاروبار کا یقین ہے لیکن شکر یہ کا یقین نہیں ہے۔

32-بعض روایات میں اس سے چالیس افراد مراد لئے گئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ علامت ہے کہ قارون بھی موسیٰ علیہ السلام کی پوری قوم کی طرح ابتدائے امر میں راہِ راست پر تھا۔ اس کے بعد خدا نے نفس کا امتحان لینے کیلئے اسے دولت دیدی تو اس میں احساس برتری پیدا ہوگیا اور وہ قوم کے حق میں زیادتیاں کرنے لگا جیسا کہ ہر دور کے صاحبانِ دولت وثروت کا یہی انجام ہوتا ہے کہ دولت پانے کے بعد غریبوں کے حق پر قبضہ کر لینے کو دولت کا کرشمہ اور اپنا بنیادی حق سمجھنے لگتے ہیں اور اس طرح سماج ایک عجیب وغریب اونچ نیچ کا شکار ہو جاتا ہے۔

مزید لطف کی بات یہ ہے کہ قارون اسے اپنے کردار کی عظمت کی دلیل سمجھتا تھا کہ مجھ میں کوئی خاص بات نہ ہوتی تو مجھے اس قدر دولت نہ دی جاتی۔ وہ امتحان کے تصور سے بھی نا آشنا تھا اور خیال آخرت سے بھی یکسر غافل ہوگیا تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ خود قوم نے بھی اسے سمجھایا مگر وہ راستہ پر نہ آیا اور بالآخر اپنی سرمایہ دارانہ ذہنیت کا اظہار کر دیا۔

آیات کے مطابق قوم نے قارون سے پانچ طرح کے مطالبات کئے تھے جو صحیح اور شریف زندگی کے بنیادی اصول میں شامل ہیں۔

۱۔ غرور اور تکبر سے کام نہ لے۔

۲۔ مال دنیا سے آخرت کمانے کی فکر کرے۔

اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ کر یقیناً

يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ

اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔(77) قارون نے کہا: یہ سب مجھے اس مہارت کی

عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ

بنا پر دیا گیا ہے جو مجھے حاصل ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی ایسی امتوں کو

الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔلُ

ہلاکت میں ڈال دیا جو اس سے زیادہ طاقت اور جمعیت رکھتی تھیں اور مجرموں سے تو ان کے

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ (33) ۭ

گناہ کے بارے میں پوچھا ہی نہیں جائے گا۔(78)(ایک روز) قارون بڑی آرائش کے ساتھ

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ

اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دنیا پسند لوگوں نے کہا: اے کاش! ہمارے لیے بھی وہی کچھ ہوتا

اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جو قارون کو دیا گیا ہے۔ بے شک یہ تو بڑا ہی قسمت والا ہے۔(79)اور جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے:

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

تم پر تباہی ہو!اللہ کے پاس جو ثواب ہے وہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل انجام دینے والوں کیلئے

صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا (34) بِهٖ وَبِدَارِهِ

اس سے کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں کو ملے گا۔(80) پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو

عربی حاشیہ

ف: قوم کے ناصحین نے قارون کو پانچ ابدی نصیحتیں کی ہیں جن کو ہر دور کے دولت مند کو یاد رکھنا چاہیے:
(۱)انسان کو اکڑنا نہیں چاہیے۔ (۲) نعمت خدا کو وسیلۂ آخرت بنانا چاہئے۔(۳)دنیا کے محدود حصہ کو فراموش کر کے زیادہ کی ہوس نہیں کرنا چاہیے۔(۴) لوگوں کے ساتھ احسان کرنا چاہیے۔(۵) زمین میں فساد کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ میں عدم سوال باعتبار وضاحت ہے یا قیامت کی ابتدائی منزل کے اعتبار سے ہے ورنہ سوال وجواب ضروری ہے۔

33- زینت کی نمائش انسان کی فطری کمزوریوں میں سے ایک کمزوری ہے اور اس کے بعد پھر ایمان کی کمزوری یہ ہوتی ہے کہ انسان عاقبت و آخرت سے غافل ہو کر اسی زیب وزینت کی آرزو کرنے لگتا ہے اور اپنے ایمان اور عمل صالح کی قدرو قیمت بھول جاتا

اردو حاشیہ

۳۔ خدا نے احسان کیا ہے تو انسان کو بھی احسان کرنا چاہیے۔

۴۔ زمین میں فساد کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ دنیا میں اپنا حصہ نہیں بھولنا چاہیے اور بقدر حصہ ہی دنیا کو حاصل کرنا چاہیے۔

کاش دور حاضر کے چھوٹے چھوٹے قارون بھی بینک بیلنس کے غرور سے الگ ہو کر اس پانچ نکاتی پروگرام پر عمل کرتے اور معاشرہ کو قارونیت سے نکال کر راہِ حق وصداقت پر لے آتے۔

الْاَرْضَ ۚ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ

زمین میں دھنسا دیا تو اللہ کے سوا کوئی گروہ اس کی نصرت کیلئے موجود نہ تھا

اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا

اور نہ ہی وہ خود کوئی مدد حاصل کر سکا۔(81)اور جو لوگ کل اس کی

مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

منزلت کی تمنا (۱۸) کر رہے تھے وہ کہنے لگے: ہائے ندامت! اللہ اپنے بندوں میں سے

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ

جس کی چاہتا ہے روزی کشادہ اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا

عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے ندامت! کافر فلاح نہیں پا سکتے۔ (82)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ

آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کیلئے بنا دیتے ہیں جو زمین میں

عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ

بالادستی اور فساد پھیلانا نہیں چاہتے اور (نیک) انجام تو تقویٰ والوں کیلئے ہے۔(83)جو شخص

جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر (اجر) ملے گا اور جو کوئی برائی لائے گا

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

تو برے کام کرنے والوں کو صرف وہی بدلہ ملے گا جو وہ کرتے

عربی حاشیہ

ہے اور یہ خیال نہیں کرتا ہے کہ کچھ آخرت میں بھی ملنے والا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب حضرت موسیٰ کے اصحاب اتنے ضعیف الایمان ہو سکتے ہیں تو عام انسانوں کا کیا ذکر ہے۔ ان افراد نے تو اپنی کمزوری کا بھی اعلان کر دیا اور عموماً عنوانِ صحابیت کی بھی بے حرمتی کر دی کہ اس کے بعد صرف صحابیت بھی قابل اعتبار اور دیندار نہیں قرار دی جا سکتی جب تک کہ الگ سے کردار کا جائزہ نہ لے لیا جائے۔

34- واضح رہے کہ قارون جناب موسیٰ کا رشتہ دار بھی تھا اور صحابی بھی لیکن جب ایمان اور عمل صالح کے راستہ سے ہٹ گیا اور جناب موسیٰ کے اصرار کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کی تو خدا نے اس خزانہ سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

اس واقعہ میں تمام خمس و زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے ایک سامانِ عبرت و نصیحت ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) انسان اپنی جہالت کا اقرار کرتا ہے لیکن تلخ تجربات کے بعد اور یہی اس کے علم کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ اصحاب موسیٰؑ کو خدا نے قارون جیسا مال نہیں دیا تو خدا جانے دل ہی دل میں کیا کیا سوچا اور زبان سے کیا کیا کہا جیسا کہ دور حاضر میں بعض صاحبانِ ایمان کا حال ہوتا ہے کہ ذرا دوسرے کو اپنے سے بہتر دیکھا اور اپنے حالات کو کمزور پایا اور در پردہ عدل اور فضل الٰہی پر اعتراض کرنے لگے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد جب قارون دھنسنے لگا تو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا اور سب شکر خدا کرنے لگے کہ اچھا ہوا کہ اس نے ہمیں دولت نہیں دی ورنہ شاید ہمارا بھی انجام یہی ہوتا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو قضا و قدر الٰہی پر راضی رہنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ پروردگار جس حال میں رکھے گا کوئی مصلحت ضرور ہوگی ورنہ وہ اپنے بندے کا نقصان نہیں چاہتا ہے فائدہ ہی چاہتا ہے۔ یہ تو بندہ ہے کہ اس کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا ہے اور شکوہ و شکایت کرنے لگتا ہے جیسا کہ روایات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ خدائی فیصلوں کی شکایت کرنے والا خدا کو ظالم اور بندوں کو اس سے بالاتر سمجھتا ہے اور یہ بات شان اسلام و ایمان کے قطعاً منافی ہے۔

يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ

رہے ہیں۔(84) (اے محمدؐ) جس نے آپ پر قرآن (کے احکام کو) فرض کیا ہے وہ یقیناً آپ کو

اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ

بازگشت (۱۹) تک پہنچانے والا ہے۔ کہہ دیجئے: میرا رب اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے اور اسے بھی

هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ يُّلْقٰۤى

جو واضح گمراہی میں ہے۔(85) اور آپ کو یہ امید نہ تھی کہ آپ پر

اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر آپ کے رب کی رحمت ہے لہٰذا آپ کافروں کے

ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

پشت پناہ ہرگز نہ بنیں۔(86) جب یہ آیات آپ کی طرف نازل ہو چکی ہیں تو کہیں

بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ

یہ آپ کو اللہ کی آیات (کی تبلیغ) سے روک نہ دیں اور آپ اپنے رب کی طرف دعوت دیں اور آپ

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ

مشرکین میں ہرگز شامل نہ ہوں۔(87) اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ حکومت کا حق

الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

اسی کو حاصل ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جاؤ گے۔(88)

عربی حاشیہ

ف: حسنہ ہر نیکی ہے جس کا مجموعہ عقیدہ توحید ہے اور سیہ ہر برائی ہے جس کا سرچشمہ شرک ہے اور اسی لئے سیئات جمع استعمال ہوا ہے۔

ف: بعض علماء نے معاد کی تفسیر قیامت سے کی ہے حالانکہ یہ بات بالکل عجیب وغریب ہے کہ قیامت کا تعلق صرف پیغمبر اسلام سے نہیں ہے اور آیت میں وعدہ پیغمبر سے ہے۔

ف: آیت نمبر ۸۸ میں کل شئی سے مراد روئے زمین کی اشیاء ہیں ورنہ شئے کا اطلاق خود اعمال پر بھی ہوتا ہے اور جنت وجہنم پر بھی۔ دوسری بات یہ کہ ہالک سے مراد مستقبل کی فنا بھی ہوسکتی ہے اور ذاتی طور پر شے کا بے بنیاد ہونا بھی!

35- اس آیت میں خدا نے وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ فرض کی راہ میں گھر سے نکلے ہیں خدا انھیں واپس ان کی منزل تک ضرور پہنچا دے گا۔ اور اسی لئے اس آیت کو مسافر پر دم کیا جاتا ہے تو اب مسافر کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے فرض سے

اردو حاشیہ

(۱۹) کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے تو راستہ میں خانۂ کعبہ کی یاد نے تڑپایا اور آپ نے مڑ کر پھر ایک مرتبہ حسرت سے سوئے ظن دیکھا تو قدرت نے اطمینان دلایا کہ ہم آپ کو آپ کی منزل تک واپس پہنچائیں گے اس لئے کہ آپ نے ہماری راہ میں ہجرت کی ہے اور ہمارے حکم سے اس زحمت کا سامنا کیا ہے جس طرح کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واپس ان کی ماں تک پہنچا دیا تھا کہ ان کی ماں نے ہمارے حکم سے انہیں دریا کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا صاحبانِ ایمان کی غیبی امداد کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ اس کی راہ میں زحمت برداشت کی جائے اور اس کی خاطر خشکی یا دریا کا سفر اختیار کیا جائے اپنی راہ میں قربانی دینے والے خود ذمہ دار ہوتے ہیں اور قدرت کی راہ میں قربانی دینے والوں کا ذمہ دار خدا ہوتا ہے۔

ایاتها ۶۹ ۲۹ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ رکوعاتها ۷

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ

الف، لام، میم۔(1) کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہ وہ

لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ

آزمائے نہیں جائیں گے؟(2) اور بتحقیق ہم ان سے پہلوں کو بھی آزما چکے ہیں کیونکہ اللہ کو

اللهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾ اَمْ حَسِبَ

بہرحال یہ معلوم کرنا ہے (۱) کہ کون سچے ہیں اور یہ بھی ضرور معلوم کرنا ہے کہ کون جھوٹے ہیں۔(3) برائی کے

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾

مرتکب افراد کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ نکلیں گے؟ کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں۔(4)

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ

جو اللہ کے حضور پہنچنے کی امید رکھتا ہے تو (وہ باخبر رہے کہ) اللہ کا مقرر کردہ وقت یقیناً آنے ہی والا ہے۔ اور وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ

بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔(5) اور جو شخص جفا کشی کرتا ہے تو وہ صرف

لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ وَالَّذِيْنَ

اپنے فائدے کیلئے کرتا ہے۔ اللہ تو یقیناً سارے عالمین سے بے نیاز ہے۔(6) اور جو لوگ

عربی حاشیہ

غافل نہ رہے اور غلط راہ میں سفر نہ کرے تاکہ خدا اس پر رحم و کرم کا سلسلہ قائم رکھ سکے۔

36-ان تمام احکام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اکرمؐ کے کردار میں مجرمین کی حمایت یا مشرکین میں شمولیت کا امکان پایا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ اس امر کی وضاحت ہے کہ جس پر خدا اس طرح رحمت نازل کرتا ہے اسے مجرمین کی حمایت نہیں کرنی چاہیے تاکہ ہر طالبِ رحمت کو یہ ہوش رہے کہ خدا اس پر مہربانی کردے تو پھر نہ مشرکین میں شامل ہو اور نہ مجرمین کی حمایت و اعانت میں حصہ لینے والا بنے۔

ف: واضح رہے کہ سورہ عنکبوت تمام تر مکّی ہے اور اس میں جہاد کا ذکر مسلح جہاد کے معنی میں نہیں ہے اور نہ امتحان سے مراد ہجرت کے ذریعہ امتحان ہے یہ ایک عام امتحان ہے جس میں مسلمان مکہ میں مبتلا تھے۔

اردو حاشیہ

(۱) ظاہر ہے کہ خدا اپنے علم میں کسی امتحان کا محتاج نہیں ہے۔ وہ سب کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ یہ امتحان صرف اتمام حجت کیلئے ہوتا ہے تاکہ لوگ اس کے فیصلے پر انگلی نہ اٹھا سکیں اور خود تجربہ کرکے دیکھ لیں کہ منزل مصائب میں ان کا کردار کیا ہوتا ہے اور راہِ خدا میں ان کی قربانیوں کی کیفیت کیا ہوتی ہے ورنہ وہ کسی بات سے بے خبر نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے بچ کر نکل سکتا ہے۔

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہم ان سے ان کی برائیاں ضرور

وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ وَ وَصَّيْنَا

دور کر دیں گے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کا صلہ بھی ضرور دیں گے۔(7)اور ہم نے

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ

انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک (۲) کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر تیرے ماں باپ میرے ساتھ

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

شرک کرنے پر تجھ سے الجھ جائیں جس کا تجھے کوئی علم نہ ہوتو تو ان دونوں کا کہنا نہ ماننا۔تم سب کی بازگشت

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

میری طرف ہے۔ پھر میں تمہیں بتا دوں گا تم کیا کرتے رہے ہو۔(8)اور جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ [1] ﴿۹﴾ وَ مِنَ

نیک اعمال بجا لائے انہیں ہم بہرصورت صالحین میں شامل کریں گے۔(9)اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ

کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے تو ہیں: ہم اللہ پر ایمان لائے لیکن جب اللہ کی راہ میں

فِتْنَةَ [2] النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ لَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ

اذیت پہنچتی ہے تو لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیت کو عذاب الٰہی کی مانند تصور کرتے ہیں اور اگر

رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَ لَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ

آپ کے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچ جائے تو وہ ضرور کہتے ہیں: ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ کو

عربی حاشیہ

ف: صاحبانِ ایمان کا امتحان کبھی بدکاروں کی معاشرت کبھی افلاس و غربت، کبھی دولت وثروت کبھی جنگوں کی کثرت اور کبھی مشرق ومغرب کی ثقافت کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے اور سچے مومن کی علامت یہ ہے کہ ان تمام امتحانات میں کامیاب رہے اور ناکام نہ ہونے پائے۔

1- ایک آیت قبل، گناہوں کے بخش دینے اور بہترین جزادینے کا وعدہ کیا گیا اور اس آیت میں صالحین میں شامل کرنے کا وعدہ کیا گیا جوتمام جزاؤں سے بالاتر جزا ہے کہ انسان نگاہ پروردگار میں صالحین میں قرار پاجائے کہ اس سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

2- فتنہ الناس۔ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیت ہے جسے کمزور عقیدہ والے ایک طرح کا عذاب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ عذابِ الٰہی اس سے کہیں زیادہ شدید تر ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) واضح رہے کہ قرآن مجید نے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی بار بار تاکید کی ہے اور تاریخ نے اس کے اثرات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ جب اصحاب کہف نے غار سے نکلنا چاہا تو اپنے اپنے عمل خیر کا حوالہ دیا۔ ایک نے ماں باپ کی خدمت کا حوالہ دیا دوسرے نے بدکاری سے عورت کو بچانے کا حوالہ دیا۔ تیسرے نے مزدور کی بقایا اجرت کو مع منفعت کے واپس کرنے کا حوالہ دیا اور اس طرح غار کا دروازہ کھل گیا اور ماں باپ کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے کا اثر آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ظاہر ہوگیا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اس حسن سلوک کا کوئی تعلق حکم خدا کے مقابلہ سے نہیں ہے کہ ماں باپ حکم خدا کی خلاف ورزی پر آمادہ کریں تو بھی انسان ان کی اطاعت کیلئے آمادہ ہو جائے اور گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تاکہ بے ایمان والدین کی حوصلہ شکنی بھی ہو جائے اور انہیں اپنے حدودِ اختیار کا اندازہ بھی ہو جائے اور یہ بھی واضح ہو جائے کہ ماں باپ ازخود ماں باپ نہیں ہیں۔ انہیں رب العالمین نے والدین بنایا ہے لہٰذا اس کے حکم کے مقابلہ میں ان کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اہل عالم کے دلوں کا حال خوب معلوم نہیں ہے؟(10) اور اللہ نے یہ ضرور معلوم کرنا ہے کہ ایمان والے کون ہیں

اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہ بھی ضرور معلوم کرنا ہے کہ منافق کون ہیں۔(11) اور کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں:

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا

ہمارے طریقے پر چلو تو تمہارے گناہ ہم اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے

هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲

گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں ہیں۔بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (12)

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ [3] ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ

البتہ یہ لوگ اپنے بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ مزید بوجھ بھی اور قیامت کے دن ان سے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ضرور پرسش ہوگی اس بہتان کے بارے میں جو وہ باندھتے رہے ہیں۔(13) اور بتحقیق ہم نے نوح کو

نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ

ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر طوفان نے

عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۴ فَاَنْجَيْنٰهُ

انہیں اس حال میں اپنی گرفت میں لیا کہ وہ ظلم کا ارتکاب کر رہے تھے۔(14) پھر ہم نے

وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ [4] وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۵

نوح اور کشتی والوں کو نجات دی اور اس کشتی کو اہل عالم کیلئے نشانی بنا دیا۔ (15)

عربی حاشیہ

3- اس بوجھ سے مراد گناہوں کا بوجھ یعنی ان کی سزاؤں کا بوجھ ہے جس کا اٹھانے والا سوائے گناہگار کے کوئی نہیں ہے اور نہ خدا کسی کے جرم کی سزا دوسرے کو دینے والا ہے البتہ جن لوگوں نے کسی کو گمراہ کیا ہے انھیں گمراہ کرنے کی سزا بہرحال برداشت کرنا پڑے گی۔

ف: آیت نمبر ۸ دلیل ہے کہ اسلام دین انسانیت ہے اور وہ ہر انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔صرف شرک کو برداشت نہیں کرسکتا کہ یہ دین وعقل دونوں کی تباہی ہے۔

ف: جناب ابراہیم نے دعوت توحید میں پہلے بتوں کی بیکسی کا ذکر کیا پھر خدا کی رزاقیت یاد دلائی پھر قیامت کا حوالہ دیا اور مسئلہ حیات بعدالموت کو کبھی خدا کے لئے آسان قرار دیا اور کبھی اس کی قدرت کاملہ کا ایک اثر قرار دیا۔ دنیا ہی میں حیات وموت کے اعتبار سے آسان اور حیات آخرت کے اعتبار سے قدرت کاملہ کا

اردو حاشیہ

وَ اِبۡرٰهِيۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوۡهُ ؕ

اور ابراہیم کو بھی (بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو۔

ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۶ اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ

اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔(16) تم تو اللہ کو چھوڑ کر

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ

بس بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ گھڑ لیتے ہو۔ اللہ کے سوا تم جن کی

تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَـكُمۡ رِزۡقًا

پوجا کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے (۳) کا اختیار نہیں رکھتے لہٰذا تم اللہ کے ہاں سے

فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡهُ وَ اشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ

رزق طلب کرو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔ تم اسی کی طرف

اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝۱۷ وَ اِنۡ تُكَذِّبُوۡا فَقَدۡ كَذَّبَ اُمَمٌ

تم پلٹائے جاؤ گے۔(17) اور اگر تم تکذیب کرو تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی

مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝۱۸

تکذیب کی ہے اور رسول کی ذمے داری بس یہی ہے کہ واضح انداز میں تبلیغ کرے۔ (18)

اَوَلَمۡ يَرَوۡا كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ

کیا انہوں نے (کبھی) غور نہیں کیا کہ اللہ خلقت کی ابتداء کیسے کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرتا ہے۔

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۝۱۹ قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ

یقیناً اللہ کیلئے یہ زیادہ آسان ہے۔(19) کہہ دیجئے: تم زمین میں

عربی حاشیہ

ایک اثر۔

4- واضح رہے کہ قرآن مجید نے ''اصحابہ'' نہیں کہا ہے بلکہ اصحاب السفینہ کہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نجات کا معیار نبی کا صحابی بن جانا نہیں ہے۔ سفینہ کے اصحاب میں شامل ہوجانا ہے جسے حکم خدا سے پیغمبرؐ نے امت کی نجات کے لئے تیار کیا ہے۔

5- قاموس کتاب مقدس میں جناب ابراہیمؑ کا شجرہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ ابراہیم بن تارخ از نسل سام بن نوح۔ دجلہ وفرات کے علاقہ میں ۱۷۵ سال زندگی گزاری ہے اور زمانہ تقریباً ۱۶۹۶ سال قبل مسیح کا قرار پاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) انسان کی بیچارگی کی انتہا ہے کہ اس نے غیر خدا کو معبود بنایا اور پھر ان سے یہ بھی امید وابستہ کر لی کہ ان معبودوں سے رزق بھی ہاتھ آ جائے گا جب کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ ان کے پاس کسی طرح کا اختیار نہیں ہے اور یہ کسی کو بھی رزق دینے کے قابل نہیں ہیں اور رزق دینے والا واقعاً وہ پروردگار ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ جہاں یہ بات ان کفار کیلئے قابل تعجب تھی جو جناب ابراہیمؑ کے دور میں اس خوش فہمی کا شکار تھے وہاں دور حاضر کے مسلمانوں کیلئے بھی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے جنہوں نے ان واقعات کو پڑھا ہے اور قرآنی آیات کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے بعد بھی خدا کو چھوڑ کر بندگانِ خدا بلکہ دشمنانِ خدا سے رزق کی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ یہ ناراض ہو گئے تو رزق کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دفتر کے افسر سے لے کر سپر پاورز تک سب ان کے عقیدہ کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مسلمان اپنی ہی دی ہوئی قیمت کے ہاتھوں بک رہا ہے۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ
چل پھر کر دیکھ لو کہ خلقت کی ابتداء کیسے ہوئی۔ پھر اللہ دوسری خلقت

الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۚ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ
پیدا کرے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (20)وہ جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾
عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(21)

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ[6] فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا
اور تم اللہ کو نہ زمین میں عاجز بنا سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور اللہ کے سوا

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۧ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ
تمہارا نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ مددگار۔(22)اور جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ
اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے

رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ
ناامید ہو چکے ہیں اور انہی کیلئے دردناک عذاب ہے۔(23)تو ابراہیم کی قوم کا

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ[7] اَوْ حَرِّقُوْهُ
صرف یہ جواب تھا کہ وہ کہیں: انہیں قتل کر ڈالو یا جلا دو لیکن اللہ نے

فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
انہیں آگ سے بچا لیا۔ ایمان والوں کیلئے یقیناً اس میں

عربی حاشیہ

6- انسان کس قدر خوش فہمیوں کا شکار رہتا ہے اور اسے یہ بھی وہم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ جا سکتا ہے جہاں خدا کی گرفت میں بھی نہ آ سکے جب کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

7- ظالم اس کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس سے عقل و منطق کا گزر تو ہوتا نہیں ہے۔ وہ ہر بات کو طاقت کے زور پر منوانا چاہتے ہیں لیکن خدا بھی اپنے مخلص بندوں کی مدد کر کے ظالموں کی طاقت کا غرور توڑتا رہتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۲ میں مشرکین کے سامنے آسمان کا ذکر بیان عظمت پروردگار کے لئے ہے ورنہ مشرکین میں کوئی آسمان میں نہیں ہے۔ آیات سے مراد بھی تکوینی اور تشریعی دونوں قسم کی آیات ہیں۔

ف: واضح رہے کہ حضرت نوحؑ کی نجات آیت ہے اور حضرت ابراہیم کی نجات آیات۔ گویا کہ آگ کا گلزار ہو جانا۔ ابراہیمؑ کا بچ جانا۔

اردو حاشیہ

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نشانیاں ہیں۔(24)اور ابراہیم نے کہا: تم صرف اس لیے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو

اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ

لیے بیٹھے ہو کہ تمہارے (۴) درمیان دنیاوی زندگی کے تعلقات ہیں۔ پھر قیامت

الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ

کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت

بَعْضًا وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

بھیجو گے اور جہنم تمہارا ٹھکانا ہو گا اور تمہارا کوئی مددگار بھی نہ ہو گا۔ (25)

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ [8] وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ

اس وقت لوط ان پر ایمان لے آئے اور کہنے لگے: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ یقیناً وہی بڑا

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(26)اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عنایت کیے

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ

اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی اور انہیں دنیا ہی میں اجر دے دیا

فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا

اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہوں گے۔(27)اور لوط کو بھی

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

(رسول بنایا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: بلاشبہ تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جس کا تم سے پہلے

عربی حاشیہ

جس رسی سے باندھا گیا اس کا جل جانا۔ ظالموں کا خوفزدہ ہونا اور ابراہیمؑ کا مطمئن رہنا اور آگ کا گلنار ہوجانا، سب الگ الگ نشانیاں ہیں۔

8- مبلغین کے لئے بہترین سامان تسکین ہے کہ جناب ابراہیم جیسے پیغمبر نے انتہائی خلوص دل اور طاقت وقوت کے ساتھ تبلیغ کی اور سارا زور صرف کردیا لیکن پوری قوم میں سے ان کے بھانجے جناب لوط کے علاوہ کوئی راہِ راست پر نہیں آیا اور مفسرین کا بیان ہے کہ جب جناب ابراہیم وطن سے نکلے ہیں تو ان کے ساتھ صرف ان کی زوجہ اور جناب لوط تھے اور بس۔

ف: آیت نمبر ۲۷ میں اشارہ ہے کہ ظالموں کے علی الرغم قدرت نے ابراہیمؑ کو اولاد بھی دی، نجات بھی دی، مال بھی دیا اور آخرت میں صالحین میں قرار دیا جو شرف کا سب سے عظیم تر مرتبہ ہے یہاں تک کہ جناب یوسفؑ نے حکومت پانے کے بعد اور جناب سلیمانؑ نے

اردو حاشیہ

(۴) آج بھی عالم انسانیت اس بیماری میں مبتلا ہے کہ سیکڑوں افراد باطل عقیدہ والوں کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنے کیلئے باطل عقائد اختیار کر لیتے ہیں اور ہزاروں افراد بدکردار لوگوں سے تعلقات باقی رکھنے کیلئے بدکرداری کے راستے پر چلے جاتے ہیں۔ جب کہ آیت نے صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ یہ سارے تعلقات صرف زندگانی دنیا تک محدود ہیں۔ اس کے بعد آخرت میں سب ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور یہ دنیا داری کا بدترین انجام ہوگا۔ خدا ہر بندہ مومن کو اس انجام سے محفوظ رکھے۔

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اہل عالم میں سے کسی نے بھی ارتکاب نہیں کیا۔(28) کیا تم (شہوت رانی کیلئے) مردوں کے پاس

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ

جاتے ہو اور رہزنی (۵) کرتے ہو اور اپنی محافل میں برے کام کرتے ہو؟

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ

پس ان کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ وہ کہیں: ہم پر اللہ کا

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔(29)لوط نے کہا: پروردگارا! ان

عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ

مفسدوں کے خلاف میری مدد فرما۔(30)اور جب ہمارے فرستادہ (فرشتے)

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ

ابراہیم کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو کہنے لگے: ہم اس بستی کے باسیوں کو

الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚ قَالَ اِنَّ فِيْهَا

ہلاک کرنے والے ہیں۔ یہاں کے باشندے یقیناً بڑے ظالم ہیں۔(31)ابراہیم نے کہا:

لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ (9) فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

اس بستی میں تو لوط بھی ہیں۔ وہ بولے ہم بہتر جانتے ہیں یہاں کون لوگ ہیں۔ ہم انہیں اور ان کے اہل کو

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ

ضرور بچائیں گے سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہنے والوں میں ہو گی۔(32)اور جب

عربی حاشیہ

عالمی اقتدار پانے کے بعد اسی ایک امر کی دعا کی ہے کہ مجھے صالحین میں سے قرار دے۔

ف: واضح رہے کہ جناب ابراہیمؑ کا وجود لوطؑ کا حوالہ دینا اشارہ تھا کہ شاید نبی کی برکت سے عذاب برطرف ہوجائے اور لوگ راہِ راست پر آجائیں۔ نیز زوجہ لوطؑ کی گمراہی ماحول سے پیدا ہوئی ہے ورنہ ابتدا میں ممکن ہے کہ وقت عقد موحد رہی ہو۔

روح البیان کے مطابق تباہ ہونے والے شہر سدوم کی آبادی ستر لاکھ کے قریب تھی۔

9- آیت نے صاف واضح کر دیا ہے کہ نبی کے پہلو میں ہونا یا نبی کی بستی میں آباد ہوجانا یا نبی کی زوجہ ہوجانا عذاب الٰہی سے بچانے کی ضمانت نہیں ہے۔ جناب لوط کی بستی، قوم اور زوجہ سب ہلاک ہوگئے کہ خود ان لوگوں کا کردار اچھا نہیں تھا۔ نبی کا وجود قوم کے لئے بے حد مفید ہوتا ہے مگر جب قوم اس پر ایمان لے آتی

اردو حاشیہ

(۵) قوم لوط میں وہ ساری برائیاں موجود تھیں جو آج کے سماج میں پیدا ہوگئی ہیں۔آج دنیا کے مختلف ممالک میں ہم جنسی قانونی شکل اختیار کر چکی ہے۔ڈاکہ ڈالنا اور مسافروں کو لوٹنا ایک فیشن بن چکا ہے اور محفلوں میں رقص و رنگ، لغویت و خرافات اور ایک دوسرے کا مذاق اڑانا یا ایک دوسرے کو اذیت پہنچانا عام ہو چکا ہے یہاں تک کہ بعض ملکوں میں سارے جنسی اعمال اجتماعات میں بلکہ اجتماعی طور پر انجام پا رہے ہیں۔ خدا اس مفروضہ ترقی یا ترقی پسندی پر لعنت کرے۔

أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ (10)

ہمارے فرستادے لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے پریشان اور دل تنگ ہوئے تو

ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ

فرشتوں نے کہا: خوف نہ کریں اور نہ ہی محزون ہوں۔ ہم آپ اور آپ کے گھر والوں کو

وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا

بچانے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے جو پیچھے رہنے والوں میں ہو گی۔(33) بے شک

مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ

ہم اس بستی میں رہنے والوں پر ان کی بدعملی کی وجہ سے آسمان سے

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً

آفت نازل کرنے والے ہیں۔(34) اور بتحقیق ہم نے عقل سے (۱) کام لینے والوں کیلئے اس بستی میں

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ایک واضح نشانی چھوڑی ہے۔(35) اور (ہم نے) مدین کی طرف ان کی برادری کے شعیب (کو بھیجا)

فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا

تو انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اور روز آخرت کی امید رکھو

تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ

اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔(36) پس انہوں نے شعیب کی تکذیب کی تو

الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَ

انہیں زلزلے نے اپنی گرفت میں لے لیا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے(37) اور عاد و ثمود کو

عربی حاشیہ

ہے ورنہ اس کے علاوہ نبی کا وجود خود بھی اتمام حجت اور اس کے بعد عذاب کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔

10- جناب لوط کو دو طرح کی پریشانیاں تھیں۔ ایک تو ان کی قوم اس قدر نالائق تھی کہ مہمانوں کو معاف کرنے والی نہیں تھی اور پھر مہمان بھی انتہائی حسین و جمیل تھے اور دوسری طرف یہ عذاب کی خبر لے کر آئے تھے اور نبی کا دلِ دردمند بہرحال اس خبر سے پریشان ہو جاتا ہے۔ قوم کی نالائقی اپنے مقام پر ہے لیکن نبی کے دل میں جذبۂ رحمت بہرحال رہتا ہے اور اسے کوئی نہیں نکال سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اللہ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے بعد اور ان پر عذاب نازل کرنے کے بعد اجڑی ہوئی بستی کے نشانات چھوڑ دیئے تا کہ عالم انسانیت کو عبرت حاصل ہو اور یہ دیکھے کہ اس طرح کی بدکاری کا کیا انجام ہوتا ہے اور اس سے قومیں کس طرح تہس نہس ہو جاتی ہیں فاور اس کام کیلئے زیادہ وقت بھی نہیں لگتا ہے۔ ایک زلزلہ میں ساری بستی تہ و بالا ہو جاتی ہے اور آبادی کا نام و نشان تک نہیں رہ جاتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بے عقل و بے شعور اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ یہ سارا سامانِ عبرت صرف صاحبانِ عقل کیلئے ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ دور حاضر میں جن قوموں نے ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کی اور ایسے ہی افعال کو سرمایہ تہذیب و تمدن بنا لیا ہے انہیں کو صاحب عقل و ہوش کہا جاتا ہے اور یہ امت اسلامیہ کی اپنی بدعقلی اور بدحواسی کی علامت ہے۔ رب کریم اس امت کو خواب غفلت سے نجات دے۔

ثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَيَّنَ

بھی (ہلاک کیا)اور بتحقیق ان کے مکانوں سے تمہارے لیے یہ بات واضح ہو گئی ہے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

اور شیطان نے ان کیلئے ان کے اعمال کو آراستہ کیا اور انہیں راہِ راست سے

وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ

روکے رکھا حالانکہ وہ ہوش مند تھے۔ (۷) (38) اور قارون وفرعون اور ہامان کو بھی

وَ هَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

(ہم نے ہلاک کیا) اور بتحقیق موسیٰ واضح دلائل لے کر ان کے پاس آئے تھے پھر بھی

فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن وہ (ہماری گرفت سے) نکل نہ سکے۔(39)

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا

پس ان سب کو ان کے گناہ کی وجہ سے ہم نے گرفت میں لیا

عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ

پھر ان میں سے کچھ پر تو ہم نے پتھر برسائے اور کچھ کو چنگھاڑنے

وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ

گرفت میں لیا اور کچھ کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ کو

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ

ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر یہ لوگ خود اپنے

عربی حاشیہ

ف: مکڑی کا جالا اگرچہ کمزور ہوتا ہے لیکن اس کی ساخت میں ہر تار چار تاروں سے مرکب ہوتا ہے اور ان میں کا ہر تار ہزار تاروں سے۔ فتبارک اللہ۔ بعض لوگوں کے نزدیک دنیا میں مکڑی کی ۳۰ ہزار قسمیں پائی جاتی ہیں۔

11- جن جن قوموں تک پیغام الٰہی پہنچا اور انھوں نے انکار و استکبار سے کام لیا انھیں کسی نہ کسی شکل سے تباہ و برباد کر دیا گیا۔

قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے گئے، قوم ثمود کو آسمانی چنگھاڑ نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور فرعون کو دریا میں غرق کر دیا گیا۔

اللہ کے پاس عذاب کی مختلف شکلیں ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے لہٰذا ہر قوم کو اس کے عذاب سے خوفزدہ رہنا چاہیے اور انکار و استکبار سے پرہیز کرنا چاہیے کہ وہ کسی وقت بھی اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) انسان کا ہوشیار، متمدن اور روشن فکر ہونا بیکار ہے اگر وہ حالات کی رفتار کو نہ پہچانے اور ان سے عبرت حاصل نہ کرے۔ مکہ والوں نے اپنے راستہ میں عاد و ثمود کا انجام دیکھا تھا اور برابر دیکھا تھا لیکن عبرت حاصل نہ کی اور یہ علامت ہے کہ وہ ہوشیار رہ کر بھی بیہوش ہو گئے تھے اور باحواس رہ کر بھی بالکل بدحواس ہو گئے تھے۔

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

آپ پر ظلم کر رہے تھے۔ (40) جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ

دوسروں کو اپنا ولی بنایا ہے ان کی مثال اس مکڑی (۸) کی سی ہے

الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ

جو اپنا گھر بناتی ہے اور گھروں میں سب سے

الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا

کمزور یقیناً مکڑی کا گھر ہے اگر یہ لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

جانتے ہوتے۔ (41) یہ لوگ اللہ کے علاوہ جس چیز کو پکارتے ہیں اللہ کو

مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

یقیناً اس کا علم ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (42)

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ

اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں مگر ان کو علم رکھنے والے

اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ (43) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

اس میں ایمان والوں کیلئے یقیناً ایک نشانی ہے۔ (44)

عربی حاشیہ

12- علم الحیوانات میں بیان کیا گیا ہے کہ مکڑی کا بچہ پیدا ہوتے ہی جالا بننا شروع کر دیتا ہے اور اس کا سامان باہر سے فراہم کرتا ہے۔ یہ قدرت کے کمال صنعت کی دلیل ہے لیکن افسوس کہ انسان اس قدر بھی عقل استعمال نہیں کرتا ہے۔

13- نماز کا کام برائیوں سے روکنا ہے اور یہ اس کے افعال اور واجبات سے صاف واضح ہے اب اس کے بعد انسان رکے گا یا نہیں رکے گا یہ اس کا اپنا عمل ہے جس طرح کہ نبی، امام اور قرآن کا کام ہدایت کر دینا ہے اس کے بعد کوئی ہدایت حاصل کر لیتا ہے اور کوئی گمراہ رہ جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسان اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ طاقت کا سرچشمہ ذات پروردگار ہے اور اس سے الگ ہو جانے کے بعد کسی طاقت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مکڑی بھی جالا بنا لینے کے بعد یہی سمجھتی ہے کہ ساری دنیا کی بلاؤں سے محفوظ ہوگئی ہے۔ لیکن انسان جانتا ہے کہ وہ جالا کسی قدر بھی خوبصورت ہو اس میں کوئی جان نہیں ہے اور اس سے کسی طرح کا تحفظ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ یہی حال بیدینوں اور بے ایمانوں کی طاقت کا ہے کہ اس کا شور شرابہ زیادہ ہوتا ہے حقیقت کچھ نہیں ہوتی ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے قارون جیسا دولت مند دھنس جاتا ہے اور فرعون جیسا خدا غرق ہو جاتا ہے اور کوئی بچانے والا نہیں ہوتا ہے افسوس یہ ہے کہ ان حقائق کو صاحبانِ علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا ہے اور دنیا پڑھی لکھی ہونے کے باوجود جاہل ہے۔

رسول اکرمؐ کی ذمہ داری صرف قولی تبلیغ تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے کردار میں مجسم کر دینا بھی ہے اور تجسیم کا ایک اہم ترین ذریعہ نماز کا قیام ہے۔

نماز میں دونوں قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ برائیوں سے روکنے والی بھی ہے اور ذکر خدا بھی ہے اور ذکر خدا بہرحال ایک بڑی شے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان میں برائی نہ بھی ہو بلکہ برائی کا امکان بھی نہ ہو تو اسے نماز قائم کرنا چاہیے کہ نماز ذکر خدا ہے اور نماز سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ

(اے نبی) آپ کی طرف کتاب کی جو وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کریں اور نماز قائم کریں۔

الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ

اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(45)اور تم اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر بہتر طریقے (۱) سے سوائے

اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

ان لوگوں کے جو ان میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں اور کہہ دو کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ

جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے اور اس پر بھی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ہمارا اور

اِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ

تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔(46)اور اسی طرح

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ

ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے۔ پس جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر

بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ

ایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں میں سے بھی بعض اس پر ایمان لے آئے ہیں اور صرف کفار ہی ہماری آیات کا

اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ

انکار کرتے ہیں۔(47)اور (اے نبی) آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اسے

عربی حاشیہ

ف: جدال احسن میں ظالمین کا استثناء دلیل ہے کہ جہاں شرافت اور نرمی میں مخالف کے غرور کا اندیشہ پیدا ہوجائے وہاں متکبر کے ساتھ تکبر ہی عبادت ہوتا ہے اور نرمی کا برتاؤ اپنی کمزوری کی علامت بن جاتا ہے۔

پروردگار نے انکار آیات میں کافروں اور ظالموں دونوں کا حوالہ دیا ہے جن میں ایک عقائدی کمزوری ہے اور ایک عملی۔

1- جدال مباحثہ اور مناظرہ کو کہا جاتا ہے جو جدل سے نکلا ہے جس کے معنی رسی بٹنے کے ہیں اور مناظرہ میں کچھ ایسا ہی ہوتا ہے کہ مناظر لوگوں کو ان کی رائے سے منحرف کرنا چاہتا ہے۔

2- جنھیں کتاب دی گئی ہے وہ یہود ونصاریٰ ہیں اور جن میں سے بعض ایمان لانے والے ہیں۔ یہ عام عرب ہیں جو اہلِ کتاب نہیں ہیں۔

3-اس آیت کریمہ میں صرف اتنا ہی تذکرہ ہے کہ پیغمبرؐ نزول قرآن سے پہلے نہ

اردو حاشیہ

(۱) قرآن مجید جدال احسن کا علمبردار ہے اور اس نے اس راہ میں مختلف اسالیب ایجاد کئے ہیں جن سے کوئی صاحب عقل وانصاف انحراف نہیں کرسکتا ہے۔مثال کے طور پر:۔

تبوں کی تردید کرنے کیلئے صرف ان کی عاجزی اور بیکسی کا نقشہ کھینچ دیا کہ یہ نہ بات کر سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں تو کیا اس کے بعد بھی یہ خدا ہو سکتے ہیں یا آخرت کے اثبات کیلئے صرف اتنی سی بات کہہ دی کہ جس نے روز اوّل بغیر کسی مادہ کے پیدا کر دیا ہے وہ بعد میں بھی مٹی کے ڈھیر سے دوبارہ پیدا کرسکتا ہے۔

یا وجود پروردگار کو ثابت کرنے کیلئے خلقت کائنات کا حوالہ دے دیا کہ کوئی صاحب عقل خلقت بلا خالق کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے۔

یا اسی مقام پر قرآن کے وحی ہونے کیلئے صرف اتنی سی بات کہہ دی کہ جب پیغمبرؐ نے کہیں لکھا پڑھا نہیں ہے اور کسی استاد اور مدرسہ کا رخ نہیں کیا ہے تو وحی کے سہارے کے بغیر اتنا بڑا قرآن کس طرح پیش کر سکتے ہیں۔

یا مختلف معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کے سامنے خود قرآن مجید کو پیش کر دیا کہ جب اتنے عظیم معجزہ پر ایمان نہ لائے تو باقی جدید ترین معجزات پر ایمان لانے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے اور ان کے پیش کرنے کا ماحصل کیا ہوگا۔

وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ

اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شبہ کر سکتے تھے۔(48) بلکہ

هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ [4] ؕ وَمَا

یہ روشن نشانیاں ان کے سینوں میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

آیات کا انکار وہی کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔(49) اور لوگ کہتے ہیں: اس شخص پر اس کے رب

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا

کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں؟ کہہ دیجئے: نشانیاں تو بس اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح طور پر

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

تنبیہ کرنے والا ہوں۔(50) کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ

کتاب نازل کی ہے جو انہیں سنائی جاتی ہے؟ ایمان لانے والوں کیلئے یقیناً اس میں رحمت

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ

اور نصیحت ہے۔(51) کہہ دیجئے: میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ

وہ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے

وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

اور اللہ کے منکر ہوئے وہی خسارے میں ہیں۔(52) اور یہ لوگ آپ سے

عربی حاشیہ

پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے اور وہ بھی کسی استاد کے سامنے یا مدرسہ میں ورنہ کفار کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ وہیں سے سیکھ کر آئے ہیں۔ اس میں پڑھنے لکھنے کی صلاحیت کے ہونے یا نہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ نزول قرآن کے بعد کا کوئی تذکرہ ہے۔

4- یقیناً اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں خدا نے علم دیا ہے اور قرآن انھیں کے سینوں میں ذخیرہ ہے جس کی طرف سرکار دوعالمؐ نے حدیث ثقلین میں اشارہ فرمایا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۱ دلیل ہے کہ قرآن دیگر معجزات انبیاء کی طرح صرف سامان عبرت و نصیحت نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے لئے نظام رحمت ومرحمت بھی ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۵ میں زیرپا اور بالائے سر کا ذکر ایک محاورہ ہے کہ انسان سر سے پاؤں تک عذاب میں ڈھکا ہوا ہوگا اور اس کا لازمی نتیجہ چاروں طرف سے عذاب میں گھرا ہوا ہونا

اردو حاشیہ

بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ

عذاب میں عجلت چاہتے ہیں اور اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب آ چکا ہوتا اور

لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ

وہ عذاب ان پر اچانک ایسے حال میں آ کر رہے گا کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی۔(53) یہ لوگ آپ سے

بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ

عذاب میں عجلت چاہتے ہیں حالانکہ دوزخ کفار کو گھیرے میں لے چکی ہے۔(54) اس دن

يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ

عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے گھیر لے گا اور

يَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

(اللہ) کہے گا: اب اپنے کیے کا ذائقہ چکھو۔(55) اے میرے مومن بندو!

اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

میری زمین یقیناً وسیع ہے پس صرف میری عبادت کیا کرو۔(56) ہر نفس کو موت (کا ذائقہ)

الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف پلٹائے جاؤ گے۔(57) اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں

الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ

ہم انہیں جنت کے بلند و بالا محلات میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ عمل کرنے والوں کے لیے کیا ہی اچھا اجر ہے۔ (58)

عربی حاشیہ

بھی ہے لہٰذا اس کے لئے الگ سے کسی توجیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

5- حق کی راہ میں جو رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے وہ ماحول اسے کارِ خیر انجام دینے سے روک دیتا ہے یا برائیوں پر مجبور کر دیتا ہے۔ پروردگار نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا ہے کہ میری زمین وسیع ہے۔ ایسے علاقہ کو ترک کر دو اور وہاں چلے جاؤ جہاں اعلان حق ہو سکے اور حق اور حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو۔

دوسری زحمت یہ پیش آتی ہے کہ اگر عالم غربت و مسافرت میں موت آ گئی تو کیا ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ موت کا مزہ تو ہر ایک کو چکھنا ہے اس کے بعد خدا کی بارگاہ میں سبھی کو حاضر بھی ہونا ہے۔ اگر اس کی اطاعت کے خلاف کرتے ہوئے مر گئے تو آخرت بھی برباد ہو جائے گی اور اگر راہِ اطاعت میں موت آ گئی تو کم سے کم عاقبت تو بن جائے گی۔ دنیا تو

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ

جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔(59)اور بہت سے

مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ

جانور (۲) ایسے ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ بڑا سننے والا،

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

جاننے والا ہے۔(60)اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو

وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى

کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو ضرور کہیں گے:اللہ نے ! تو پھر یہ کہاں الٹے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

جا رہے ہیں؟(61)اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ

وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ

اور تنگ کر دیتا ہے اللہ یقیناً ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(62)اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا اور اس کے ذریعے

مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ

زمین کو مردہ ہونے کے بعد کس نے زندہ کر دیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے، کہہ دیجئے: الحمد للہ۔

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

البتہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔(63) اور دنیاوی زندگی تو جی بہلانے

عربی حاشیہ

چندروز ہے اس کا اعتبار ہی کیا ہے۔

ف: صبر مشکلات کے مقابلہ کی ہمت ہے اور توکل خدا پر اعتماد کرکے راہِ عمل میں آگے بڑھنے کی طاقت ہے اور ان دونوں کے بغیر کامیابی کی کوئی امید نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۸ ان پندرہ آیات میں ہے جہاں بڑے بڑے ظالموں کا ذکر کیا گیا ہے اور ہر مقام پر ظلم کے تعین کے لئے استفہام کا لہجہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اس صفت کا حامل ہو۔

6- یہ اشارہ کفار ومشرکین اور بے دینوں کی زندگی کی طرف ہے جو زندگی کی خاطر تمام اعلیٰ اقدار کو نظرانداز کئے ہوئے تھے۔ قدرت نے متوجہ کردیا کہ یہ صرف چند روز کا کھیل ہے اس کے بعد ہمیشگی صرف آخرت کے لئے ہے اگر کچھ کرنا ہے تو آخرت کے لیے کرو اس دنیا کے لئے جان دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) صدق اللہ العلی العظیم اس روئے زمین پر کتنی مخلوقات ایسی پائی جاتی ہیں جو اپنا رزق فراہم کرنے کے قابل نہیں ہیں اور اپنا بوجھ بھی خود نہیں اٹھا سکتی ہیں دوسروں کا کیا ذکر ہے خود انسان ہی جب تک شکم مادر یا آغوش مادر میں رہتا ہے رزق کا بار اٹھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی انتظام کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پروردگار عالم اسے رزق عطا کرتا ہے اور کسی نہ کسی صورت سے اس تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اتنے واضح تجربہ کے بعد انسان دشمنوں سے مرعوب ہو جائے کہ وہ معاشی ناکہ بندی کر دیں گے یا تبلیغ دین ترک کر دے کہ معیشت خطرہ میں پڑ جائے گی یا احکام الٰہیہ بیان نہ کرے کہ بانیانِ مجلس دوبارہ نہ بلائیں گے تو یہ ایمان کی ایسی کمزوری ہے جو انسان کو جانوروں سے بدتر بنا دیتی ہے کہ جانور صبح سویرے صحرا کی طرف اس اعتماد کے ساتھ نکل جاتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وہ رزق ضرور فراہم کرے گا اور انسان رازق حقیقی کو چھوڑ کر بندوں کی خوشامد کرتا ہے اور انہیں کو رازق العباد تصور کر لیتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا

اور کھیل کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کا گھر ہی زندگی ہے، اگر انہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

کچھ علم ہوتا۔(64)وہ جب کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو خلوص کے ساتھ

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ (65)

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

تا کہ ہم نے جو انہیں (نجات) بخشی ہے اس کی ناشکری کریں اور مزے لوٹیں لہٰذا عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔(66)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ایک پرامن حرم بنا دیا ہے جب کہ لوگ ان کے گردونواح سے اچک لیے

حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝

جاتے تھے؟ کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں؟ (67)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے اور جب

بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

حق اس کے سامنے آ چکا ہو تو اس کی تکذیب کرے؟ کیا جہنم میں کفار کے لئے ٹھکانا نہیں ہے؟ (68)

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ

اور جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنے راستے کی ہدایت کریں گے اور بتحقیق

عربی حاشیہ

7- یہ جہاد کی بلند ترین قسم ہے جہاں راہِ خدا کے بجائے ذات خدا کے بارے میں جہاد ہوتا ہے اور مجاہد کے پیش نظر صرف جلوۂ پروردگار رہتا ہے اور وہ تیروتلوار سے بے نیاز ہوکر میدانِ جنگ کی صفوں کے درمیان مصلیٰ بچھا دیتا ہے۔

اپنے راستوں کی ہدایت کرنے میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ دنیا مجاہدین کے راستے بند نہیں کرسکتی ہے اور خدا کے پاس کچھ اپنے بھی راستے ہیں کہ جب دنیا اپنے راستے بند کر دے گی تو خدا اپنے راستے کھول دے گا جس کا تجربہ اسلامی انقلاب میں صبح و شام ہوتا رہا ہے کہ معروف راستے بند ہوتے جا رہے تھے اور جدید ترین راستے کھلتے جا رہے تھے۔

اردو حاشیہ

اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾ ع

اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(69)

ایاتها ۶۰ ۳۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۸۴ رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ [1] ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا [2]

الف، لام، میم۔(1) رومی مغلوب ہو گئے۔(2) قریبی ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب (۱) ہو جائیں گے۔(3) چند سالوں میں پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اختیار کل اللہ کو حاصل ہے۔ اہل ایمان اس روز خوشیاں منائیں گے۔(4) اللہ کی مدد پر۔ اللہ جسے چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(5) یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں (۲) جانتے۔(6) لوگ تو دنیا کی

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان جنگ کا سلسلہ ۶۰۴ء سے ۶۲۸ء تک جاری رہا جس میں ۶۱۶ء میں شہر براز اور شاہین دوسپہ سالاروں نے رومیوں کو شکست دے کر ایشیائے کوچک اور مصر تک فتح کرلیا اور یہ واقعہ بعثت کے ساتویں سال پیش آیا۔اس کے بعد قیصر روم ہرقل نے ۶۲۲ء میں جوابی حملہ کیا اور خسرو پرویز کو شکست دے کر سارے علاقے واپس لے لئے اور یہ واقعہ ہجرت سے پانچویں یا چھٹے سال پیش آیا۔

1- بضع تین سے دس کے درمیان اعداد کو کہتے ہیں۔

2- انسان کی بڑی کمزوری ہے کہ وہ مشاہدات کو یاد رکھتا ہے اور عالم غیب سے یکسر غافل ہوجاتا ہے حالانکہ عقل کی شناخت مشاہدات کے اعتراف سے نہیں ہوتی ہے بلکہ غیب کے ایمان ہی سے ہوتی ہے۔عقل کا مصرف ہی یہ ہے کہ غیب کا ادراک کرے اور

اردو حاشیہ

(۱) قرآن کریم کے معجزات میں سے ایک معجزہ خبرِ غیب بھی ہے کہ وہ آنے والے واقعات کے بارے میں حتم وجزم کے ساتھ بات کرتا ہے اور پھر وہ واقعہ منظر عام پر آ بھی جاتا ہے۔ مثال کے طور پر روم کے عیسائی اہل کتاب اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور فارس کو فتح ہوگئی تو کفار مکہ نے طنز کرنا شروع کر دیا کہ جس طرح اس لڑائی میں اہل کتاب کو کفار فارس کے مقابلہ میں شکست ہوئی ہے اسی طرح یہاں کی لڑائی میں ہمارے مقابلہ میں قرآن والوں کو شکست ہو گی کہ کتاب خدا کسی کے کام آنے والی نہیں ہے۔قرآن مجید نے مسلمانوں کی مایوسی کو دیکھ کر یہ اعلان کر دیا کہ دس سال کے اندر اس فتح کا نقشہ بدلنے والا ہے اور اس وقت اہل کتاب پھر کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نو سال کے اندر روم والے فارس والوں پر غالب آ گئے۔

اس واقعہ سے دو اہم باتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

ا۔ کفر کا مزاج ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے اور وہ دین خدا کے مقابلہ میں ذہنی یا عملی طور پر بہر حال متحد ہو جاتا ہے چاہے آپس میں کتنا ہی شدید اختلاف کیوں نہ ہو۔جس طرح کہ آج کے تمام سپر پاورز اسلامی انقلاب کے مقابلہ میں بالکل متحد ہیں اگر چہ ان کے درمیان باہمی اختلافات بے تحاشہ حد تک پائے جاتے ہیں۔

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

ظاہری زندگی کے بارے میں جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔ (7)

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کیا انہوں نے اپنے (دل کے) اندر یہ غوروفکر نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کو برحق اور معینہ مدت کے لئے خلق کیا ہے؟

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸ اَوَ

اور لوگوں میں یقیناً بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔(8) کیا یہ

لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا؟

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ

جب کہ وہ قوت میں ان سے زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو ان سے کہیں زیادہ (۳)

اَثَارُوا[3] الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ

آباد کر رکھا تھا جتنا انہوں نے زمین کو آباد کر رکھا ہے اور ان کے پاس ان کے

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ

رسول واضح دلائل لے کر آئے۔ پس اللہ تو ان پر ظلم نہیں کرتا

لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۹ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ

بلکہ یہ لوگ خود اپنے پر ظلم کرتے ہیں۔(9) پھر جنہوں نے برا کیا

عربی حاشیہ

پھر اس پر ایمان بھی لے آئے۔

3- اثارہ۔زمین کو کھود کر اس کی صلاحیتوں کو ابھارنا ہے اور عمارہ۔ زمین کو آباد کرنا ہے۔

اردو حاشیہ

۲۔ مسلمانوں کو نصرت الٰہی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ رب العالمین پہلے مصائب کے ذریعہ امتحان لیتا ہے اس کے بعد صبر وثبات کے ذریعہ فاتح ومظفر ومنصور بنا دیتا ہے۔

(۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ خدا صادق الوعد ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق عمل ضرور کرتا ہے بلکہ اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ ان کا طرز عمل اس قسم کا ہے جیسے انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ خدا نے وعدہ کیا ہے تو وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا اور اسے ضرور پورا کرے گا۔

(۳) انسان کو اپنے مادی حالات کی خوشحالی پر مغرور نہیں ہونا چاہیے اور اپنے خانہ کے اندر رہنا چاہیے ورنہ کتنی قومیں اس روئے زمین پر آباد ہوئیں اور ایک دن خاک کے اندر چلی گئیں کہ آج تک ان کا نام ونشان بھی نہیں مل رہا ہے بلکہ زمین کی کھدائی میں ان کے تہذیبی اور تمدنی آثار تلاش کئے جا رہے ہیں اور ان آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تہذیب دورِ حاضر کی تہذیب سے زیادہ ترقی یافتہ تھی لیکن اب اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہ گیا ہے۔ فنا ہو جانا انسان کا مقدر ہے اور ہر مخلوق کی ایک مدت معین ہے جس کے بعد اسے نہیں رہنا ہے لیکن بدترین موت وہ ہے جو عذاب کے زیر اثر واقع ہو اور جس کا انجام آتش جہنم کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا

ان کا انجام بھی برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کی تھی اور وہ ان کا

بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

مذاق اڑاتے تھے۔(10)اللہ خلقت کی ابتداء فرماتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ فرماتا ہے پھر تم

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(11)اور جس روز قیامت برپا ہو گی مجرمین

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ

ناامید ہوں گے۔(12)اور ان کے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ان کا

شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

سفارشی نہ ہو گا اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔(13)اور جس دن قیامت برپا ہو گی اس دن

السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگ گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔(14)پھر جنہوں نے ایمان قبول کیا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ

اور نیک اعمال انجام دیے وہ جنت میں خوش حال ہوں گے۔(15) اور

اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی

فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

وہ عذاب میں پیش کیے جائیں گے۔ (16) پس جب تم

عربی حاشیہ

4- سوائی۔ بدترین حالت کو کہا جاتا ہے اور یہ اسوا کا مونث ہے جس طرح احسن کا مونث حسنٰی ہوتا ہے۔

5-روضہ وہ شاداب زمین ہے جس میں نباتات بھی ہوں اور پانی کا انتظام بھی ہو اور اسی لئے قبر مومن کو روضۃ من ریاض الجنۃ کہا گیا ہے کہ وہ جگہ سرسبز وشاداب ہوگی اور مومن وہاں نہال وخوشحال رہے گا۔

ف: واضح رہے کہ اہل جنت کے لئے لفظ یحبرون ہے جو علامت مسرت ہے اور اہلِ جہنم کے لئے محضرون ہے جو علامت مجبوری ہے۔ پھر جنت کے داخلہ میں ایمان وعمل دونوں کا ذکر ہے اور جہنم کے داخلہ کے لئے صرف کفر ہی کافی ہے، بدعملی کی ضرورت نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن کریم میں من آیاتہ سے آغاز گیارہ مقام پر ہوا ہے جن میں سے سات اسی سورہ روم میں ہیں اور ان میں بھی تین آیات الانفس سے متعلق ہیں اور تین آیات

اردو حاشیہ

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي

شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو اللہ کی تسبیح کرو۔(17)اور آسمانوں اور زمین میں

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور تیسرے پہر کو اور جب تم ظہر کرتے ہو ثنائے کامل اسی کیلئے ہے۔ (18)

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

اور وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کی

وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾

موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔ (19)

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ

اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر تم انسان ہو کر (زمین میں)

تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

پھیل رہے ہو۔(20)اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے

اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ

تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کئے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے

رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مِنْ

تمہارے مابین محبت اور (۴) مہربانی پیدا کی۔غوروفکر کرنے والوں کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں۔(21)اور

اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا بھی اس کی

عربی حاشیہ

آفاق سے اور ایک مشترک ہے۔

نیز واضح رہے کہ آیت ۱۷۔۱۸ میں اوقات تسبیح وحمد کا ذکر ہے اوقات نماز کا نہیں ورنہ نماز عشا بلا وقت ہی رہ جائے گی مگر یہ کہ مغرب وعشا کا وقت ایک ہی تسلیم کیا جائے۔

6- تمسون۔ وقت مساء میں داخل ہونا۔
تصبحون۔ صبح کے وقت میں داخل ہونا۔
تظہرون۔ ظہر کے وقت میں داخل ہونا۔
عشیا۔ شام یعنی عصر کا ہنگام۔

7- سکون۔ آرام اور آسائش ہے۔ عورت کو سامان سکون بتایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ روح کو بھی سکون ملتا ہے اور اس کے پہلو میں جسم کو بھی سکون حاصل ہوتا ہے۔

من انفسکم۔ یعنی تمھاری ہی جنس سے اور تمھاری ہی شکل وصورت کے مطابق۔ مودۃ ورحمۃ۔ بعض مفسرین نے عورت سے ہمبستری کو مراد لیا ہے اور رحمت سے اولاد کو۔ گویا عورت کا ایک ہی مصرف ہے کہ اسے جنسی

اردو حاشیہ

(۴) آیت کریمہ نے مختصر سے الفاظ میں اسلام کے پورے فسلفہ ازدواج کو واضح کر دیا ہے کہ اولاً تو اس کی بنیاد سکون زندگی ہے اور اسی لئے ہر ایک کا جوڑا اسی کی نوع سے قرار دیا گیا ہے ورنہ انسانی زندگی وحشت کا شکار ہو جاتی اور اس کا گھر وحشت کدہ بن جاتا۔

دوسری طرف خدا نے دونوں کے درمیان مودت اور رحمت کا سلسلہ قائم کر دیا ہے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عقد میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جو مودت ورحمت کے منافی ہو اور ظاہر ہے کہ اگر عقد کی بنیاد مال یا جمال پر ہوگی تو مال کے ختم ہو جانے اور جمال کے ڈھل جانے کے بعد مودت کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح فریقین کے اخلاق اور کردار میں نقص ہوگا تو رحمت کا ماحول قائم نہ رہ سکے گا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ عقد کی بنیاد عقیدہ اور ایمان کو بنایا جائے اور برتاؤ بھی قانون اسلام کی روشنی میں کیا جائے تا کہ نہ مودت میں فرق آ سکے اور نہ رحمت کا خاتمہ ہو سکے۔

جنسی روابط اور اولاد پیدا کرنا ایک ثانوی مسئلہ ہے۔ بنیادی طور پر عورت اور مرد ایک دوسرے کی زندگی کی ضرورت ہیں اور انہیں ایسا جامع الشرائط ہونا چاہیے جو سکون، مودت اور رحمت کیلئے مناسب ہو اور نظام خانوادگی تباہ و برباد نہ ہونے پائے۔

وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝۲۲ وَمِنْ

نشانیوں میں سے ہے۔ علم رکھنے والوں کیلئے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(22)اور تمہارا

اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ

رات میں سو جانا اور دن میں اس کا فضل (رزق) تلاش کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔

فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۲۳ وَ

(دلائل کو توجہ سے) سننے والوں کیلئے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(23)اور

مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ

خوف اور طمع کے ساتھ تمہیں بجلی کی چمک دکھانا اور زمین کو اس کی موت کے بعد

السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ

زندہ کرنے کیلئے آسمان سے پانی برسانا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ عقل سے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۴ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ

کام لینے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(24)اور یہ بھی اس کی

السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ

نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ

مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۵ وَلَهٗ مَنْ فِي

تمہیں زمین سے ایک بار پکارے گا تو تم یکایک نکل آؤ گے۔(25)اور آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۲۶ وَهُوَ الَّذِيْ

زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے اور سب اسی کے تابع فرمان ہیں۔(26)اور وہی خلقت کی

عربی حاشیہ

ضرورت میں استعمال کر کے اس سے اولاد پیدا کرائی جائے۔ جب کہ یہ تصور اس کی عظمت کے منافی ہے اور اس کی واقعی حیثیت کے خلاف ہے۔ رب العالمین نے اسے اس تصور سے کہیں بالاتر اور بلندتر مقصد کے لئے بنایا ہے۔

ف: بظاہر آیت نمبر ۲۲ میں اختلاف زبان سے مراد اختلاف لہجہ و آواز ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ شناخت بذریعہ بصارت ہو تو رنگ کام آئے اور بذریعہ سماعت ہو تو آواز کام آئے اگرچہ بعض حضرات نے اس سے لغات کو مراد لیا ہے۔

ف: اسلام دین فطرت ہے اور فطرت اس میلان کا نام ہے جس کا عمل عقلی اور شعوری ہوتا ہے۔ لاشعوری میلان کو جبلت کہا جاتا ہے۔ انسان کے داخل میں کئی طرح کے رجحان پائے جاتے ہیں..... حس راستی، حس نیکی، حس زیبائی اور حس مذہبی۔ اور اسی حس مذہبی کا اثر ہے کہ لامذہبیت کسی دور میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔

اردو حاشیہ

يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ ؕ وَلَهُ
ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرتا ہے اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے

الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى (9) فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ
اور آسمانوں اور زمین میں اس کے لیے اعلیٰ شان ومنزلت ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ هَلۡ
حکمت والا ہے۔(27) وہ تمہارے لیے خود تمہاری (۵) ایک مثال دیتا ہے ۔ جن غلاموں کے

لَّكُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ شُرَكَآءَ فِىۡ مَا
تم مالک ہو کیا وہ اس رزق میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دیا ہے؟ پھر وہ اس میں

رَزَقۡنٰكُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَهُمۡ كَخِيۡفَتِكُمۡ
(تمہارے) برابر ہو جائیں اور تم ان سے اس طرح ڈرنے لگو جس طرح تم (آزاد) لوگ خود ایک دوسرے سے

اَنۡفُسَكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ
ڈرتے ہو؟ عقل رکھنے والوں کیلئے ہم اس طرح نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں۔(28) مگر

اتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۚ فَمَنۡ
ظالم لوگ نادانی میں اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں پس جسے اللہ گمراہ کر دے

يَّهۡدِىۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۲۹﴾
اسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (29)

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ (10) لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ
پس (اے نبی) یکسو ہو کر اپنا رخ دین (خدا) کی طرف مرکوز رکھیں۔

عربی حاشیہ

8- افسوس ناک بات یہ ہے کہ انسان کو زمین کے اوپر آواز دی جاتی ہے تو مڑ کر بھی نہیں دیکھتا ہے اور زمین کے اندر آواز دی جائے گی تو فوراً حاضر ہوجائے گا جب کہ وہ حاضری مفید بھی نہ ہوگی بلکہ اس وقت حساب وکتاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

9- مثل اعلیٰ ۔ وہ بلند ترین صفات ہیں جن کی کوئی مثال ونظیر ممکن نہیں ہے۔ دنیا میں ہر ایک کی صفت کی کوئی نہ کوئی مثال موجود ہے لیکن خدا کی صفات بالکل بے مثال ہیں۔

10- اقامت وجہ۔ اخلاص نیت وعمل کی طرف اشارہ ہے اور حنیف کے معنی باطل سے کترا کر چلنے والے کے ہیں۔
قیم مستقیم اور مستحکم کو کہا جاتا ہے۔اور شیع ۔ گروہوں کے معنی میں ہے بعض بے ایمان مفسرین نے اس لفظ کا غلط تلفظ کر کے عوام کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ خدا نے شیعوں کی مذمت کی ہے جب کہ یہ واضح سی بات ہے کہ شیعہ ایک

اردو حاشیہ

(۵) انسان کس قدر ناانصاف واقع ہوا ہے کہ اپنے ہاتھ میں خدا کے دیئے ہوئے چار پیسے بھی آ جائیں تو اپنے نوکر کو اپنی دولت میں شریک نہیں بنانا چاہتا ہے اور ان مخلوقات کو جن کی خدا کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے انہیں خدا کی خدائی میں شریک بنا دینا چاہتا ہے اور خدا کو وہ مرتبہ بھی دینے کیلئے تیار نہیں ہے جو اپنے واسطے ضروری سمجھتا ہے۔

فِطْرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ

اللہ کی اس فطرت (۶) کی طرف جس پر اس نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے،

الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں آتی۔ یہی محکم دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (30)

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا

اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ

اور مشرکین میں سے نہ ہونا۔ (31) جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی

وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾

اور جو گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر فرقہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔ (32)

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارتے ہیں

ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ

پھر جب وہ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک فرقہ اپنے رب کے ساتھ شرک

يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ

کرنے لگتا ہے۔ (33) تا کہ جو ہم نے انہیں بخشا ہے اس کی ناشکری کریں۔ پس اب مزے اڑاؤ۔ عنقریب تمہیں

تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا

معلوم ہو جائے گا۔ (34) کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو اس شرک کی شہادت دے

عربی حاشیہ

گروہ کا نام ہے اور خدا کی مذمت مختلف گروہوں میں بٹ جانے والوں کے بارے میں ہے چاہے وہ چار گروہوں میں بٹے ہوئے ہوں یا اس سے بھی زیادہ میں۔

ف: آیت نمبر ۳۸ کے بارے میں یہ واضح رہے کہ یہ سورہ اگرچہ مکی ہے لیکن اس حکم عام پر مدینہ میں فدک کے سلسلہ میں عمل ہوسکتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔

نیز آیت نمبر ۲۹ میں ربا سے مراد ان تحائف کو بھی لیا گیا ہے جو رؤساء سے مال کثیر حاصل کرنے کے لئے انہیں دیئے جاتے ہیں اور ان میں کسی طرح کا اخلاص نیت نہیں ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) اسلام دین فطرت ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق قوانین تیار کر لے اور اسی کا نام دین الٰہی یا اسلام رکھ دے۔ فطرت اس صاف اور سادہ طبعیت کا نام ہے جس میں کسی طرح کی سیاست، مصلحت، رسم، معاشرت اور مفروضات ومزعومات کی آمیزش نہ ہو۔ انسان ایسی فطرت کا ادراک کر لے تو اسے تمام قوانین مذہب فطرت کے مطابق نظر آئیں گے کہ اسلام کا کوئی قانون فطرت سلیم کے خلاف نہیں ہے یہ انسان کی اپنی کمزوری ہے کہ اس نے فطرت کو سلیم نہیں رہنے دیا اور اسی لئے اسے مذہب کے احکام خلاف فطرت نظر آنے لگے ہیں۔

بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ

جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔(35)اور جب ہم لوگوں کو کسی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ

تو وہ اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور جب ان کے برے اعمال کے سبب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس

يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

ہونے لگتے ہیں۔(36) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

رزق کشادہ اور تنگ کر دیتا ہے؟ مومنین کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ (37)

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى [11] حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ

پس تم قریبی رشتے داروں کو اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دے دو۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں اور یہی لوگ فلاح

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْۤ اَمْوَالِ

پانے والے ہیں۔(38)اور جو سود [۷] تم لوگوں کے اموال میں افزائش کے لیے دیتے ہو

النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ

وہ اللہ کے نزدیک افزائش نہیں پاتا اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے

تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

دیتے ہو پس ایسے لوگ ہی (اپنا مال) دو چند کرنے والے ہیں۔ (39)

عربی حاشیہ

11- وہ صاحبِ قرابت جس کا حق انسان کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کی الگ الگ رائیں ہیں۔بعض حضرات صرف ماں باپ اور اولاد کو مراد لیتے ہیں اور بعض نے تمام باپ دادا اور اولاد کی اولاد کو مراد لیا ہے اور بعض کے نزدیک تمام میراث کے حقدار مراد ہیں۔لیکن شان نزول کے بارے میں تاریخوں میں نقل کیا گیا ہے کہ فتح خیبر کے بعد جب فدک کے علاقہ پر سرکاردوعالمؐ کا قبضہ ہوگیا اور وہ بلا شرکِ غیر آپ کا حصہ قرار پا گیا تو حکم پروردگار نازل ہوا کہ اب اپنے قرابتداروں کو ان کا حق دے دیجئے جس کے بعد آپ نے فدک کا وثیقہ جناب فاطمہؑ کے نام لکھ دیا جس کو آپ نے ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا تھا اور میراث سے پہلے ہبہ کا دعویٰ کیا تھا لیکن سیاسی مصالح کی بنا پر وہ مطالبہ رد کر دیا گیا اور اسلام میں سیاسی استحصال کا سلسلہ شروع ہوگیا جو آج تک ہر طرف جاری

اردو حاشیہ

(۷) معاشیات کی دنیا میں سب سے بڑی مصیبت کا نام ہے سود، سود وہ جال ہے جس میں غریبوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔سود وہ فریب ہے جس سے قوموں کو کاہل بنایا جاتا ہے۔سود وہ حربہ ہے جس سے قوموں کی صلاحیتوں کو ضائع اور برباد کیا جاتا ہے۔سود وہ راستہ ہے جس سے قوموں کا استحصال کیا جاتا ہے۔

سود کے بارے میں ظاہری تصور یہ ہے کہ اس سے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے حالانکہ بے برکت اضافہ کبھی اضافہ کہے جانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اضافہ زکوٰۃ کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں بظاہر مال ہاتھ سے نکل جاتا ہے لیکن واقعاً اس میں برکت ہو جاتی ہے۔

برکت کا پہچاننا بھی ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔شیطان اس نکتہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہیں دیتا ہے کہ زکوٰۃ وصدقات سے مال میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک انسان حلال وحرام کو ایک کر کے یا بخل و کنجوسی سے کام لے کر ایک لاکھ روپیہ اکٹھا کر لیتا ہے اور اس کے بعد کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنے طرزِ عمل اور بخل کی تعریف کرتا ہے کہ ہم نے یہ سرمایہ نہ جمع کیا ہوتا تو آج کیا ہوتا اور یہ بھول جاتا ہے کہ اگر اس نے اس طرح کا سرمایہ نہ جمع کیا ہوتا تو شاید خدا اس کے نکلنے کا انتظام بھی نہ کرتا اور شائد یہ بیماری ہی قریب نہ آتی لیکن انسان کو اس اسلامی فکر کی توفیق کہاں حاصل ہوتی ہے۔ وہ تو بالکل بندۂ دنیا ہو

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ

اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے پھر

یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ

وہی تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی کام کر سکے؟

مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ظَهَرَ الْفَسَادُ

پاک ہے اور بالاتر ہے وہ ذات اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔(40)لوگوں کے اپنے

فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ

اعمال کے باعث خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا تا کہ انہیں ان کے بعض اعمال کا

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِیْرُوْا

ذائقہ چکھایا جائے۔ شاید یہ لوگ باز آ جائیں۔(41) کہہ دیجئے:

فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ

زمین میں چل پھر کر دیکھ لو گزرے ہوئے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟

قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ (42) لہٰذا آپ اپنا رخ محکم دین کی طرف

لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ

مرکوز رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے اللہ کی طرف سے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

مِنَ اللّٰهِ یَوْمَىِٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ

اس دن لوگ پھوٹ کا شکار ہوں گے۔(43)جس نے کفر کیا اس کے کفر کا

عربی حاشیہ

وساری ہے اور مسلمان ہر جگہ حق کی آواز اٹھاتے ہوئے ایک باطنی کمزوری کا احساس کر رہا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۱ میں بحر و بر کا فساد ایک عام مفہوم رکھتا ہے اور مقصد اس امر کا اظہار ہے کہ یہ فساد انسانی اعمال ہی کا نتیجہ ہے۔ انسان غور کرے تو ہر حرام کام فرد یا اجتماع میں کوئی نہ کوئی فساد ضرور پیدا کرتا ہے۔

ف: دور حاضر میں سیاحت کبھی مفت خوری کے لئے ہوتی ہے اور کبھی عیاشی اور ہوس رانی کے لئے۔ اسلام نے ان تمام طریقوں کے مقابلہ میں سیاحت کو عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اس طرح سیاحت سے روکا بھی نہیں ہے۔ اور اسے بامقصد بھی بنا دیا ہے۔

اردو حاشیہ

کر رہ گیا ہے اور اسی بندگی میں مست اور مگن رہتا ہے۔

كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ (12)
ضرر اسی کیلئے ہے اور جنہوں نے نیک عمل کیا وہ اپنے لیے ہی راہ سدھارتے ہیں۔ (44)

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
تا کہ اللہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال انجام دینے والوں کو اپنے فضل سے جزا دے۔

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ
بے شک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔(45)اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ

الرِّیَاحَ (13) مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِیَ
وہ ہواؤں کو بشارت (۸) دہندہ بنا کر بھیجتا ہے تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا

الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ
ذائقہ چکھائے اور کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شاید

تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی
تم شکر کرو۔(46)اور بتحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو ان کی اپنی قوم کی

قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ
طرف بھیجا ہے۔ سو وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے پھر جنہوں نے

اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾
جرم کیا ان سے ہم نے بدلہ لیا اور مومنین کی مدد کرنا ہمارے ذمے رہے۔ (47)

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ
اللہ ہی ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر اسے جیسے اللہ چاہتا ہے

عربی حاشیہ

12- تمہید درحقیقت راستہ کا ہموار کرنا ہے۔جس طرح زمین ہموار کی جاتی ہے یا زمین پر فرش بچھایا جاتا ہے۔ اس مقام پر مقصد پروردگار یہ ہے کہ آخرت کی تمام راحتیں اس دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ جو لوگ نیک اعمال انجام دیتے ہیں وہ فقط یہیں اچھے نہیں ہوتے ہیں بلکہ درحقیقت وہاں کے لئے بھی زمین ہموار کررہے ہیں اور ہموار زمین پر چلنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔مشکلات تو ان لوگوں کے لئے ہیں جنھوں نے زمین ہموار نہیں کی ہے اور آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے ہیں۔

13-امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ ہوا کا وجود مخلوقات کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ اگر وہ تین دن کے لئے روک دی جائے تو سارا عالم تباہ وبرباد ہوجائے گا اور ساری دنیا میں بدبو پھیل جائے گی۔ ہوا فقط زندگی کا سہارا نہیں ہے بلکہ فضاؤں کو تنفس کے قابل بنائے رکھنے اور ہواؤں سے تعفن برطرف کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) پروردگار عالم کی بے پناہ نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہوا بھی ہے جو بظاہر تو نظر نہیں آتی ہے اور انتہائی سبک ہوتی ہے کہ انسان کو اس سے کسی طرح کی گرانی کا احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ بے شمار فوائد کی حامل ہے جن میں سے چند کا تذکرہ خود آیت میں بھی کیا گیا ہے۔

۱۔ ہوا مستقبل کی خوشخبری دینے والی ہے۔انسان کس قدر مسرور اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ جب ہوا اس امر کی خبر دیتی ہے کہ اس کے پیچھے بارش آنے والی ہے چاہے اس کے آنے میں تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے۔

۲۔ ہوا، رحمت کا ذائقہ اپنے ہمراہ لے کر آتی ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خالق کائنات اپنی مخلوقات پر کس قدر مہربان ہے کہ اسے سانس لینے کا ایک وسیلہ فراہم کر دیا ہے ورنہ اس کا دم گھٹ جاتا اور وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا۔

۳۔ ہوا کشتیوں کے چلانے کا ذریعہ ہے۔ ہوا نہ ہوتی تو دریا کے مسافر ایک مقام پر جم کر رہ جاتے اور باہمی مواصلات کا نظام ختم ہو جاتا دور حاضر میں بادبانی کشتیوں کا راج ختم ہو گیا ہے تو فضائی سفر بھی موج ہوا ہی پر ہو رہا ہے اور ریڈیو ٹیلی ویژن کا پورا نظام بھی ہوائی موجوں ہی پر قائم ہے۔

۴۔ ہوا رزق خدا کا بہترین وسیلہ ہے اور انسان کو زمین اور آسمان سے سارا رزق ہوا ہی کے ذریعہ فراہم ہوتا ہے۔

فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ

آسمان پر پھیلاتا ہے پھر اسے ٹکڑوں کا انبوہ بنا دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

بیچ میں سے بارش نکلنے لگتی ہے پھر اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے

عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ

برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔(48) جب کہ اس

قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ

بارش کے ان پر برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو رہے تھے۔(49) اللہ کی

اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ

رحمت کے اثرات کا نظارہ کرو کہ وہ زمین کو کس طرح زندہ کر دیتا ہے اس کے

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

مردہ ہونے کے بعد۔ یقیناً وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (50)

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ [14] مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ

اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد ہوتے دیکھ لیں تو وہ اس کے بعد ناشکری

يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

کرنے لگتے ہیں۔(51) آپ یقیناً مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں

الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ

جب کہ وہ پشت پھیرے جا رہے ہوں۔(52) اور نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے

عربی حاشیہ

ف: بادلوں کا عمل اس چرواہے جیسا ہوتا ہے جو جانوروں کو جمع کر کے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور پھر گھر واپس لاکر ان سے دودھ حاصل کر لیتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ مفید ہواؤں کو ریاح کہا گیا ہے اور بادسموم کو ریح کہ یہ کبھی کبھی چلتی ہے اس طرح مفید ہواؤں کے لئے یستبشرون کا لفظ استعمال ہوا ہے اور بادسموم کے بعد یکفرون کا لفظ استعمال ہوا ہے تا کہ دونوں قسم کی ہواؤں کے کرداری اثرات بھی نمایاں ہو جائیں۔

14-اس ضمیر کا مرجع زراعت ہے جس کا اندازہ کلام کے سیاق سے ہوتا ہے ورنہ آیت میں زراعت کا کوئی ذکر نہیں ہے بعض حضرات نے ہوا ہی کو مرجع قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

۵۔ ہوا شکر خدا کا بہترین سہارا ہے بشرطیکہ انسان نعمت شناس ہو اور احسان فراموش نہ ہو۔

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا

نکال کر ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ صرف انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ

اور فرماں بردار ہیں۔(53)اللہ وہ ہے جس نے کمزور (۹) حالت سے تمہاری تخلیق (شروع)

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

کی پھر کمزوری کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزور اور

قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ

بوڑھا کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا،

الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ (15)

صاحب قدرت ہے۔(54)اور جس روز قیامت برپا ہو گی مجرمین قسم کھائیں گے کہ

مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ قَالَ

وہ (دنیا میں) گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے۔ وہ اسی طرح الٹے چلتے رہتے تھے۔(55)اور جنہیں علم

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ

اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے: نوشتۂ خدا کے مطابق

اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ

یقیناً تم قیامت تک رہے ہو اور یہی قیامت کا دن ہے لیکن تمہیں

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

اس کا علم ہی نہ تھا۔(56)پس اس دن ظالموں کو ان کی معذرت

عربی حاشیہ

15-ان بے عقل انسانوں کے پاس اتنا شعور بھی نہیں ہے کہ اس قسم کا ما حصل کیا ہے۔ انسان دار دنیا میں ایک ساعت رہے یا ایک ہزار برس رہے اس کو اپنے اعمال کا حساب تو بہر حال دینا ہے اور جو ذات حساب لینے والی ہے اسے مقدار اور میعاد کی تشکیک سے دھوکہ بھی نہیں دیا جا سکتا ہے۔ وہ تمام حقائق سے مکمل طور پر باخبر ہے۔

آیت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حقائق کے ادراک و اعتراف کے لئے تنہا علم کافی نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ ایمان بھی ضروری ہے اور وہ بھی وہ علم و ایمان جو قدرت کی طرف سے عطا کیا گیا ہو ورنہ تحصیلی علم اور نفسیاتی ایمان بھی حقائق کے لئے کافی نہیں ہے جب تک کہ توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو جائے۔

اردو حاشیہ

(۹) انسانی تخلیق کتنے مراحل سے گزرتی ہے کہ وہ ابتداء میں نطفہ وعلقہ کی منزل میں انتہائی کمزور ہوتا ہے کہ جس کا جی چاہے اس کو ضائع اور برباد کر دے۔ اس میں مقاومت کی کوئی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اس کے بعد جوانی کی منزلوں میں طاقت اور توانائی آ جاتی ہے تو اس قدر طاقت ور ہو جاتا ہے کہ آسمانوں پر کمند فکر ڈالنے لگتا ہے اور ستاروں کو مسخر کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد ضعیفی کی منزل میں پھر اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ گویا ابتدائی منزل پھر پلٹ کر آ جاتی ہے اور انسان کسی قابل نہیں رہ جاتا ہے۔

اس کے بعد بھی انسان عبرت نہیں حاصل کرتا ہے اور مغرور و متکبر ہو جاتا ہے اور اسے یہ شعور بھی نہیں رہ جاتا ہے کہ جس نے ان مختلف مراحل سے گزارا ہے وہی صاحب اختیار و اقتدار ہے انسان خود کچھ نہیں ہے۔

مَعۡذِرَتُهُمۡ وَلَا هُمۡ يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا

کوئی فائدہ نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا۔(57)اور بتحقیق ہم نے

لِلنَّاسِ فِيۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنۡ

لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کی ہے اور اگر

جِئۡتَهُمۡ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ

آپ ان کے سامنے کوئی نشانی پیش کر بھی دیں تو کفار ضرور کہیں گے:

اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ

تم تو صرف باطل پر ہو۔(58) اس طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے

لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا

جو علم نہیں رکھتے۔[۱۰] (59) پس (اے نبی) آپ صبر کریں۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

يَسۡتَخِفَّنَّكَ الَّذِيۡنَ لَا يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۶۰﴾

جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ آپ کو سبک نہ پائیں۔(60)

ع ۶

اٰیاتها ۳۴ ﴿۳۱ سُوۡرَةُ لُقۡمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷﴾ رکوعاتها ۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحۡمَةً

الف، لام، میم۔(1)یہ حکمت بھری کتاب کی آیات ہیں۔(2) نیکوکاروں کے لیے ہدایت

عربی حاشیہ

ف: سورہ کے اختتام پر دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے صبر اور سنجیدگی اور ایک بات کی بشارت دی گئی ہے یعنی کامیابی کہ صبر اور سنجیدگی کے بغیر کامیابی کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔

ف: واضح رہے کہ اس سورہ میں قرآن مجید کو محسنین کے لئے ہدایت کہا گیا ہے اور سورہ نمل میں مومنین کے لئے اور سورہ بقرہ میں متقین کے لئے اور پھر یہ فرق رکھا گیا ہے کہ محسنین کے لئے ہدایت ورحمت ہے اور مومنین کے لئے ہدایت و بشارت جب کہ متقین کے لئے صرف ہدایت ہے۔ اس تفصیل سے مبلغین کے درجات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) یہ علامت ہے کہ انسان لاعلمی اور بے خبری کا مظاہرہ پہلے کرتا ہے اور خدا کی طرف سے مہر بعد میں لگائی جاتی ہے کہ یہ انسان ایمان لانے والا نہیں ہے نہ یہ کہ خدا مہر پہلے لگا دے اور انسان اس کے بعد ایمان نہ لے آئے کہ اس طرح جبر لازم آئے گا جو عدالت پروردگار کے خلاف ہے۔

لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
اور رحمت ہیں۔(3) جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہی

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ
تو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔(4) یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
ہدایت (۱) پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(5) اور انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہیں

يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (1) لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
جو بیہودہ کلام خریدتے ہیں تا کہ نادانی میں (لوگوں کو) راہِ خدا سے گمراہ کریں

عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾
اور اس کا مذاق اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلت میں ڈالنے والا عذاب ہو گا۔ (6)

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ (2) لَّمْ يَسْمَعْهَا
اور جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ تکبر کے ساتھ اس طرح منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔

كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ پس اسے دردناک عذاب کی بشارت دے دیں۔(7) جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ
ایمان لائیں اور نیک اعمال انجام دیں ان کے لیے نعمت والے باغات ہوں گے۔(8) جن میں

فِيْهَا ۗ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ
وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(9) اس نے

عربی حاشیہ

1- لہوالحدیث ہر وہ بات ہے جو انسان کو حق وحقیقت سے غافل کر دے چاہے وہ مہمل افسانے ہوں یا ناچ گانے کی دھنیں۔
امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ لہوالحدیث میں حق بات پر اعتراض کرنا اور اس کا مذاق اڑانا بھی شامل ہے۔
2- کتنی حسین تصویر ہے باطل پرست افراد کے طرزِ عمل کی کہ جب حق کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو پہلے منہ پھیر لیتے ہیں پھر ایسا اظہار کرتے ہیں جیسے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور پھر ایسے بن جاتے ہیں جیسے بہرے ہیں اور سن سکتے ہی نہیں ہیں ایسے لوگ واقعاً دردناک عذاب کے حقدار ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱) دنیا میں کون سا انسان ہے جو ہدایت اور نجات کا طلبگار نہ ہو۔ قرآن مجید نے بار بار اس موضوع پر اپنا فیصلہ سنایا ہے کہ جن کے کردار میں اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ ہے وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی شخص بھی نجات یافتہ نہیں ہے۔
نماز عبد ومعبود کے درمیان مضبوط رشتہ اور مستحکم تعلق کی نگرانی کا نام ہے اور زکوٰۃ بندگانِ خدا کی زندگانی کے احساس اور کمزوروں کی امداد اور حب مال دولت سے بے نیازی کا اعلان ہے۔
نماز و زکوٰۃ جمع ہو جائیں تو انسان کا انفرادی اور اجتماعی کردار مکمل ہو جاتا ہے اور وہ واقعاً ہدایت یافتہ اور کامیاب کہے جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ
آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر پیدا کیا جو تمہیں نظر آئیں اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا
آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگائے۔(10) یہ ہے

خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ
اللہ کی تخلیق۔ اب ذرا مجھے اللہ کے سوا دوسروں کی مخلوق (۲) تو دکھاؤ،

الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ
بلکہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔(11)اور بتحقیق ہم نے لقمان کو حکمت (۳) سے نوازا کہ

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
اللہ کا شکر کریں اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ
تو اللہ یقیناً بے نیاز، لائق ستائش ہے۔(12)اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو

هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾
نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (13)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى
اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں نصیحت کی۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری سہہ کر اسے (پیٹ میں) اٹھایا اور اس کے

عربی حاشیہ

3-اس جملہ کے بارے میں دو احتمالات پائے جاتے ہیں۔
ا۔آسمان میں کوئی ستون نہیں ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔
۲۔آسمانوں میں برقی ستون ہیں لیکن وہ ستون نہیں ہیں جنھیں تم دیکھ سکتے ہو۔
ف: آیت نمبر ۱۰ میں جاذبہ وواقعہ کے ستون اور نباتات کی زوجیت کا واضح اعلان کیا گیا ہے جو قرآن مجید کا علمی معجزہ ہے۔
ف: بعض مورخین کے خیال میں لقمان ایک سیاہ فام غلام تھے لیکن خدا نے انھیں صاحبِ حکمت بنادیا تھا اور اس مقام پر ان کی دس نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں عقائد اور اعمال دونوں کا ذکر ہے اور ان کے ذکر میں شکر کو استمرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور کفر کو ماضی کی شکل میں۔ گویا شکر کا استمرار مفید ہے اور کفر کا ایک مرتبہ صادر ہو جانا بھی تباہی کے لئے کافی ہے۔
4- حضرت لقمان حضرت ابراہیم کے

اردو حاشیہ

(۲) کتنا حسین اندازِ استدلال ہے کہ اسلام کے خدا نے اپنی خدائی کے مظاہر اور مرقع پیش کر دیئے ہیں اور زمین سے آسمان تک اس کے ثبوت فراہم کر دیئے ہیں۔ اب اگر کفر والے کسی اور خدا کے قائل ہیں تو وہ بھی اپنے خدا کے آثارِ قدرت کا مظاہرہ کریں اور اگر نہیں کر سکتے ہیں تو واقعیت کا اقرار کرتے ہوئے راہِ راست پر آ جائیں اور دیوانگی سے کام نہ لیں۔

(۳) آیات کریمہ کے علاوہ جناب لقمان کی حکمت کے تذکرے کتب سیرت و تاریخ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔
مثال کے طور پر وہ ایک غلام تھے اور آقا نے تمام غلاموں کو پھل توڑنے کیلئے باغ میں بھیج دیا۔ سب نے پھل کھا لئے، لقمان نے انکار کر دیا تو واپس آ کر سب نے الٹی شکایت کر دی۔ مالک نے لقمان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ قے کی دوا دے کر سب کو قے کرائی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سب کے پیٹ سے مال حرام برآمد ہو گیا اور لقمان کی عزت میں اضافہ ہو گیا۔
سچ ہے حرام کھانے والوں کو ایک نہ ایک دن ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مال حرام سے پرہیز کرنے والوں کی عزت کا محافظ پروردگار عالم ہے۔

وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ

دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہے (نصیحت یہ کہ) کہ میرا شکر بجالاؤ اور اپنے والدین کا بھی (شکر ادا کرو آخر میں) بازگشت

الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ

میری طرف ہے۔(14)اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک قرار دے

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ؗ

جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ ماننا۔ البتہ دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا

وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ

اور اس کی راہ کی پیروی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تمہاری بازگشت میری طرف ہے۔

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ

پھر میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو۔(15)اے بیٹے! اگر رائی کے دانے کے برابر

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ[6] اَوْ فِی

بھی کوئی چیز کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین میں ہو تو اللہ

السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اسے یقیناً نکال لائے گا۔ یقیناً اللہ بڑا باریک بین،

لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ

خوب باخبر ہے۔(16)اے بیٹا! نماز قائم کرو (۴) اور نیکی کا حکم دو

وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

اور بدی سے منع کرو اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اس پر صبر کرو۔

عربی حاشیہ

بھائی کے پوتے اور حضرت ایوب کے بھانجے تھے اور حضرت داؤد سے حضرت یونس کے زمانے تک زندہ رہے۔ بعض حضرات نے انھیں نبی قرار دیا ہے اور بعض انھیں صرف مردِ حکیم مانتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان کے حکیم ہونے کا صریحی اعلان کیا ہے لیکن نبوت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

5- یہ جناب لقمان کی وصیت کا جزو نہیں ہے بلکہ اس کے ذیل میں پروردگار نے ذکر کیا ہے اور شائد اس کی مصلحت یہ ظاہر کرنا رہا ہو کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک اور ان کی اطاعت کا شرک سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ بھی شرک کی دعوت دیں تو ان کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

6- مفسرین نے اس بات پر بحث کی ہے کہ آسمان و زمین کے علاوہ پتھر کہاں ہے۔ بعض نے فضا میں پتھر تلاش کئے ہیں اور بعض نے زمین کے نیچے لیکن یہ سب دور از کار باتیں

اردو حاشیہ

(۴) حیرت ہے کہ آج کے صاحبانِ علم وفہم مزاج قرآن سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ قرآنِ حکیم لقمان کی نصیحتوں میں نماز، زکوٰۃ، اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا ذکر کرتا ہے اور انہیں یہ تذکرے مذہب کی توہین یا اس کا استخفاف نظر آتے ہیں۔

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ

یہ امور یقیناً ہمت طلب ہیں۔(17)اور لوگوں سے (غرور وتکبر سے)

لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

رخ (۵) نہ پھیرا کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو۔ اللہ کسی اترانے والے خود پسند کو یقیناً

فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ

دوست نہیں رکھتا۔(18) اور اپنی چال میں اعتدال رکھو اور اپنی آواز نیچی رکھو۔

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ

یقیناً آوازاوں میں سب سے بری گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔(19) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ

اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے

عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً [7] ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں کامل کر دی ہیں اور (اس کے باوجود) کچھ لوگ

يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ [8] وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ

اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہے اور نہ ہدایت اور نہ کوئی

مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ

روشن کتاب۔(20)اور جب ان سے کہا جاتا ہے: جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں:

نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ

ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، خواہ شیطان ان (کے بڑوں) کو

عربی حاشیہ

ہیں۔ درحقیقت یہ خدا کے علم واقتدار کی وسعت کا اعلان ہے۔ اس کے لئے کسی پتھر کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۷ میں سات کا عدد کثرت کے اشارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے کہ دورِ قدیم میں یہی ایک کامل عدد تھا جس طرح سات آسمان ہفتہ کے سات دن۔ زمین کی سات اقلیم ذخیرہ۔ سمندروں کی امداد کے بعد بھی کلمات کا ختم نہ ہونا غیر متناہی کمال کا بہترین اشارہ ہے۔

7- اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ نے انسان کو ظاہر اور باطن دونوں قسم کی نعمتوں سے نوازا ہے اور اکثر نعمتیں ایسی بھی ہیں جن کا ایک رخ ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے اور اس طرح اس سلسلہ کے تمام اقوال کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ نعمات پروردگار قابلِ احصاء وشمار نہیں ہیں۔

8- علم حسیات اور تجربات کے لئے، ہدایت عقلی مسائل کے لئے اور کتاب مبین شرعی احکام کے لئے ضروری ہے اور اس کے بغیر کوئی

اردو حاشیہ

(۵) امیر المومنینؑ نے کس قدر بلیغ جملہ ارشاد فرمایا ہے جو مغرور اور متکبر افراد کیلئے تازیانہ عبرت ہے آپ فرماتے ہیں کہ غرور سے زیادہ وحشت ناک کوئی تنہائی نہیں ہے اور تواضع سے زیادہ وسیع کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔

يَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنۡ يُّسۡلِمۡ وَجۡهَهٗۤ
بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو۔(21)اور جو شخص اپنے آپ کو

اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ
اللہ کے حوالے کر دے اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط رسی (۶) کو

الۡوُثۡقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنۡ كَفَرَ فَلَا
تھام لیا اور سب امور کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔(22)اور جو کفر کرتا ہے

يَحۡزُنۡكَ كُفۡرُهٗ ؕ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ فَنُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ
اس کا کفر آپ کو محزون نہ کرے۔انہیں پلٹ کر ہماری طرف آنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمۡ قَلِيۡلًا
یقیناً اللہ ہر وہ بات خوب جانتا ہے جو سینوں میں ہے۔(23)ہم انہیں (دنیا میں) تھوڑا مزہ لینے کا موقع دیں گے

ثُمَّ نَضۡطَرُّهُمۡ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ
پھر انہیں مجبور کر کے شدید عذاب کی طرف لے آئیں گے۔(24)اور اگر آپ ان سے پوچھیں:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ
آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔کہہ دیجئے: الحمدللہ،

بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔(25)جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی ملکیت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوۡ اَنَّ مَا فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ
وہ اللہ یقیناً بے نیاز، لائق ستائش ہے۔(26)اور اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں

عربی حاشیہ

بات قابل قبول نہیں ہوسکتی ہے۔

9- واقعاً رسول کے پاس کیا دل دردمند ہوتا ہے کہ کافر گمراہ ہورہا ہے اور جہنم میں جارہا ہے اور رسول پریشان ہے کہ ایک اللہ کی مخلوق دیدہ و دانستہ اپنے عذاب کا سامان فراہم کررہی ہے۔

دوسرا رخ حزن وملال کا وہ بھی ہے جو عام انسانوں میں پایا جاتا ہے کہ کفار راحت وآرام میں ہیں اور اللہ والے پریشان وحیران ہیں۔خدا نے اس کا بھی جواب دے دیا کہ یہ سب صرف چند روزہ ہے۔اس کے بعد انھیں عذابِ غلیظ کا سامنا بہرحال کرنا پڑے گا۔

اردو حاشیہ

(۶) رسی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے دو سرے ہوتے ہیں۔ایک آب حیات کی طرف ہوتا ہے اور ایک انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ اس پانی کو حاصل کیا جاتا ہے جسے انسان کی زندگانی کہا جاتا ہے۔قانون الٰہی بھی ایک ریسمانِ ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے جس کا ایک رخ پروردگار کی طرف ہوتا ہے کہ یہ قانون اسی کی طرف سے آتا ہے اور ایک رخ بندے کی طرف ہوتا ہے کہ یہ قانون بندوں ہی کی فلاح ونجات کیلئے بنایا گیا ہے اور انسان کا فرض ہے کہ اس مضبوط رسی کو پکڑے رہے تا کہ پروردگار عالم سے رشتۂ عبودیت استوار رہے اور منزل نجات تک پہنچنا آسان رہے لیکن اس تمسک کی دو بنیادی شرطیں ہیں ایک کا نام ہے تسلیم اور دوسری کا نام ہے احسان۔

مالک کی بارگاہ میں سر تسلیم خم نہ ہوتو ریسمانِ ہدایت سے تمسک ناممکن ہے کہ یہ ریسمان اسی کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔

اور بندوں کے ساتھ احسان اور نیک برتاؤ۔ہوتو یہ تسلیم اور سپردگی صرف ایک تصور ہے جس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی ہے جو انسان اپنے کو مالک کے حوالہ کردیتا ہے وہ اپنی کل کائنات کو اس کی مخلوقات کے فائدہ کیلئے وقف کردیتا ہے اور اس کے وجود سے انانیت کا جذبہ بالکل ختم ہوجاتا ہے۔

شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ

اور سمندر کے ساتھ مزید سات سمندر مل (کر سیاہی بن) جائیں تب بھی

اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞۲۷

اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔ یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(27)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ کے لیے تم سب کا پیدا کرنا پھر دوبارہ اٹھانا ایک جان (کے پیدا کرنے اور پھر اٹھانے) کی طرح ہے۔ یقیناً اللہ خوب

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۞۲۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ[10] فِى النَّهَارِ

سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(28) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں

وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ

داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے؟ سب ایک مقررہ وقت تک

يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞۲۹

چل رہے ہیں اور بتحقیق اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (29)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

یہ اس لیے کہ اللہ کی ذات برحق ہے اور اس کے سوا جنہیں وہ پکارتے ہیں

الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ۞۳۰ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ

سب باطل ہیں اور اللہ ہی برتر و بزرگ ہے۔(30) کیا تم نہیں دیکھتے کہ کشتی سمندر میں

تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ

اللہ کی نعمت سے چلتی ہے تا کہ وہ تمہیں اس کی نشانیاں دکھائے ۔ تمام صبر شکر

عربی حاشیہ

ف: حیات دنیا دوطرح کی چیزوں کا مجموعہ ہے، بلا اور نعمت اور اسی سے دوطرح کے کردار بنتے ہیں۔ بعض لوگ بلا میں صبار ہوتے ہیں اور نعمت میں شکور اور بعض لوگ بلا میں ختار (عہد شکن) ہوتے ہیں اور نعمت میں کفور۔ اور اختلاف کردار ہی سے انجام کے اختلاف کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

10- یہ دن اور رات کے چھوٹے بڑے ہونے کی طرف بہترین اشارہ ہے کہ جب تک ایک دوسرے کے حدود میں داخل نہ ہوجائے دوسرے کے چھوٹے ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (11) ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ

کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(31)اور جب ان پر (سمندر کی) موج سائبان کی طرح

كَالظُّلَلِ (12) دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ۬ فَلَمَّا

چھا جاتی ہے تو وہ عقیدے کو اسی کے لیے خالص کر کے اللہ کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں نجات دے کر

نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ

خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ اعتدال پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں کا وہی انکار کرتا ہے

اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ

جو بدعہد ناشکرا ہے۔(32)اے لوگو! اپنے پروردگار (کے غضب)

وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا

سے بچو اور اس دن کا خوف کرو جس دن نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا

مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے لہٰذا دنیا کی یہ زندگی

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَقفۃ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

تمہیں دھوکہ نہ دے اور دھوکے باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں

الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ

نہ رکھے۔(33)قیامت کا علم (۷) یقیناً اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے

الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ

اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل

عربی حاشیہ

11- کشتیوں سے استفادہ کرنا اور ان میں قدرت خدا کی نشانیاں دیکھنا یقیناً بڑے صبر کرنے والوں کا کام ہے ورنہ جو طوفان سے گھبرا جائیں وہ کیا جانیں کہ کشتی کے سفر میں کیا آیات الٰہیہ پائی جاتی ہیں

12- ظُلل ظُلّہ کی جمع ہے جس کے معنی سائبان کے ہیں یعنی بعض اوقات موجیں اس قدر بلند ہوجاتی ہیں کہ جیسے کشتی کے سوار کے سر پر سایہ فگن ہونا چاہتی ہیں۔ ایسے مواقع پر بندہ کو خدا بہرحال یاد آجاتا ہے ورنہ عیش وراحت میں کسے خدا یاد آتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۴ کے مذکورات سے مراد جملہ امور کے تفاصیل ہیں کہ انھیں خدا نے اپنی ذات تک محدود رکھا ہے ورنہ اجمالی علم اپنے مخصوص بندوں کو بھی عنایت کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) یوں تو پروردگار عالم کے پاس کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے اور کوئی شے اس کے علم سے بعید نہیں ہے لیکن اس نے چند باتوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے جن میں کوئی انسان اس کا شریک نہیں ہے مثلاً قیامت کا علم کہ اسے اس نے اپنے پاس محفوظ رکھا ہے اور اس سے الگ ہو جانے کے بعد انسان کے پاس اس علم کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

یا بارش کا علم کہ انسان آثار وعلامات سے یہ تو معلوم کر سکتا ہے کہ پانی کب برسے گا لیکن یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ یہ آثار وعلامات کب پیدا ہوں گے۔

یہی حال شکم کے اندر کا ہے کہ وسائل وآلات صرف اسی قدر بتا سکتے ہیں کہ جنین لڑکا ہے یا لڑکی، گورا ہے یا کالا، چھوٹا ہے یا بڑا، موٹا ہے یا دبلا لیکن خدائی علم اس سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے جیسا کہ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ یہ سب جانتا ہے کہ بچہ لڑکا ہے یا لڑکی، خوبصورت ہے یا بدصورت، سخی ہے یا بخیل، شقی ہے یا سعید اور کون جہنم کا ایندھن بنے گا اور کون جنت میں انبیاء کرام کا رفیق وہمدم رہے گا۔

یہی حال روزی اور موت کا بھی ہے کہ یہ دونوں بھی توأم ہیں اور ان کے حالات و وسائل بھی بالکل ایک جیسے ہیں اور انسان دونوں کے خصوصیات سے

مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ

کیا کمانے والا ہے اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾

یقیناً اللہ خوب جاننے والا، بڑا باخبر ہے۔(34)

ایاتہا ۳۰ — ۳۲ سُورَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵ — رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

الم ﴿١﴾ تَنزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢﴾

الف، لام، میم۔(1) ایسی کتاب کا نازل کرنا جس میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے رب العالمین [1] کی طرف سے (ہی ممکن) ہے۔(2)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے

قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ [1] مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو تنبیہ کریں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔ شاید وہ ہدایت

يَهْتَدُونَ ﴿٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

حاصل کر لیں۔(3) اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ

وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ [2] ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ

ان دونوں کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہو گیا۔

عربی حاشیہ

ف: بعض بیدینوں نے آیت نمبر ۵ میں امر سے مراد دین ومذہب اور تدبیر سے مراد آغاز دین اور عروج سے مراد نسخ دین لے کر یہ کہنا چاہا ہے کہ اسلام کا دور ایک ہزار سال میں ختم ہوگیا۔ اب دوسرے دن کی ضرورت ہے لیکن ان احمقوں کو خبر نہیں کہ قرآن میں نہ امر دین کے معنی میں آیا ہے نہ تدبیر ایجاد کے معنی میں اور نہ عروج نسخ کے معنی میں لہٰذا یہ تاویل صرف ایک فتنہ ہے اور بس!

1- یہ اس زمانہ فترت کی طرف اشارہ ہے جس میں وحی کا سلسلہ بند تھا اور کار ہدایت اوصیاء کے ذریعہ انجام پا رہا تھا۔ ایسے ماحول میں ایسی کتاب کا لے کر آنا قوم پر ایک احسان عظیم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ صاحبانِ عقل وہوش کو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے نہ یہ کہ اس کا انکار کرکے اپنی عاقبت خراب کر لی جائے۔

2- یہ ایام مراتب تخلیق کی طرف اشارہ کررہے ہیں اور ہزار سال کے برابر کا دن بھی

اردو حاشیہ

بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہے۔

(۱) تنزیل قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے رب العالمین اور ''ربک'' کا حوالہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کا نزول ایک نظام ربوبیت کے تحت ہوا ہے اور اس کا منشاء عالمین کی فکری اور ذہنی تربیت کرنا ہے۔ اس میں بشارت ہے تو وہ بھی ذہنی تربیت کیلئے ہے اور انذار کا کام انجام دیا گیا ہے تو وہ بھی انسان کی فکری اور عملی تربیت کیلئے ہے۔

قرآن کو تصنیف وتالیف کے رخ سے دیکھنا اور اس کا نظام تربیت بشر سے الگ کر دینا بیشمار مسائل پیدا کرسکتا ہے۔ اور اس کے اس رخ کی طرف متوجہ ہو جانا تمام مسائل کو تنہا حال کرنے والا پہلو ہے کہ تربیت کیلئے جس وقت جو بات ضروری اور مناسب ہوتی ہے وہی کہی جاتی ہے اور اس میں عام انداز تصنیف وتالیف کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس کا قیاس عام کتابوں پر جائز نہیں ہے اور نہ اس میں اس اسلوب اور انداز کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

اس کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ شفاعت کرنے والا۔ کیا تم نصیحت نہیں لیتے؟ (4)

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ

وہ آسمان سے زمین تک امور کی تدبیر کرتا ہے پھر یہ امر ایک ایسے دن میں اللہ کی بارگاہ میں

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

اوپر کی طرف جاتا ہے جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ (5)

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾ لا الَّذِيْۤ

وہی ہے جو غیب و شہود کا جاننے والا ہے جو بڑا غالب آنے والا، رحیم ہے۔(6) جس نے

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ (3) وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

ہر چیز کی تخلیق بہترین انداز میں کی اور انسان کی تخلیق مٹی سے

طِيْنٍ ﴿۷﴾ ج ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۸﴾ ج

شروع کی۔(7) پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے نچوڑ سے پیدا کیا۔ (8)

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ

پھر اسے معتدل بنایا اور اس میں اپنی روح (۲) پھونک دی اور تمہارے لیے کان،

الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَقَالُوْۤا

آنکھیں اور دل بنائے۔ تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔(9) اور وہ کہتے ہیں:

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ

جب ہم زمین میں ناپید ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی خلقت میں آئیں گے؟ بلکہ یہ لوگ

عربی حاشیہ

طول زمان کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت کا دن بہرحال قیامت کا دن ہے اس کے لئے ہر تعبیر مناسب اور برحق ہے۔

3- واضح رہے کہ یہ لفظ ماضی ہے مصدر نہیں ہے اور جملہ خلقہ شئی کی صفت واقع ہوا ہے کہ جس شئے کو بھی پیدا کیا ہے اس کو حسین اور خوبصورت بنایا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷ دلیل ہے کہ انسان مستقل مخلوق ہے۔ تحول انواع کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ اس تحول پر کوئی دلیل ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ خلاف توحید نہیں ہے کہ بہرحال خالق خدا ہے چاہے براہِ راست ہو یا دیگر ابتدائی انواع کے ذریعہ۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ روح حیات ہے جس نے ایک حقیر اور ذلیل قطرۂ نجس کی پیداوار کو اشرفیت کا لباس عطا کر دیا ہے ورنہ روح خداوندی سے علیحدگی اختیار کر لی جائے تو انسان ایک قطرۂ نجس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اے کاش انسان اس کرم اور اس رابطہ کی قدر و قیمت کا اندازہ کرتا اور بہر صورت اس رابطہ کو برقرار رکھتا۔

بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ

تو اپنے رب کے حضور جانے کے منکر ہیں۔(10) کہہ دیجئے: موت کا فرشتہ جو تم پر

الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع وَ

مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کرتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(11)اور

لَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط

کاش! آپ وہ وقت دیکھ لیتے جب کافر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے (۳) ہوئے ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے)

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا

ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا پس ہمیں (ایک بار دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل بجا لائیں کیونکہ ہمیں

مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا (4) لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ

یقین آ گیا ہے۔(12)اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کی ہدایت دے دیتے

لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

لیکن یہ بات میری طرف سے قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ج

ضرور بھر دوں گا۔(13) پس اب اس بات کا ذائقہ چکھو کہ تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا۔

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ (5) وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہم نے بھی تمہیں فراموش کر دیا ہے اور اب تم اپنے اعمال کی پاداش میں ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو۔ (14)

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

ہماری آیات پر صرف وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جب انہیں یہ آیات سمجھا دی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں

عربی حاشیہ

ف: مجرمین کا دنیا میں واپس جا کر عمل صالح کی خواہش کرنا واضح علامت ہے کہ آخرت کا فیصلہ عمل صالح پر ہوتا ہے ورنہ ان کی خواہش اور آرزو کسی اور شے کے بارے میں ہوتی۔

4- اس مشیت سے مراد مشیت تکوینی ہے کہ اگر ہم ازراہ تکوین چاہتے تو سب کو ہدایت یافتہ بنا دیتے لیکن یہ جبر و اکراہ ہماری شان کے خلاف ہے۔

5- خدا کی طرف سے نسیان اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے ورنہ یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ ہم نے بھلا دیا۔ اس لئے کہ بھولنے والا خود اپنی بھول کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح کی تنبیہ ہے کہ ہم نے تم کو اس طرح نظر انداز کر دیا ہے جس طرح تم نے ہمیں بھلا دیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۳) مادی عذاب سے کہیں زیادہ سخت یہ روحانی عذاب ہے کہ مجرم معبود کی بارگاہ میں سر جھکائے کھڑا ہے اور ہر طرح کی منت و سماجت کے باوجود کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے اور اس کی کوئی درخواست قابل قبول نہیں ہے اور ارحم الراحمین بھی یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے تم کو نظر انداز کر دیا ہے اور یہ طے کر دیا ہے کہ جہنم کو مجرمین سے بہرحال بھر دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ عذاب جہنم تو بعد کا مرحلہ ہے۔ ایسا مایوس کن جواب اور ایسی سخت تہدید تو عذاب جہنم سے بھی کہیں زیادہ سخت اور دردناک ہے۔

وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى

اور اپنے رب کی ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔(15)(رات کو) ان کے

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

پہلو بستر وں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور

طَمَعًا ۡ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ

جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(16)اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ

اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾

ان کے اعمال کے صلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان پردہ غیب میں موجود ہے۔ (17)

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ اَمَّا

بھلا جو مومن (۴) ہو وہ فاسق کی طرح ہو سکتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔(18) مگر جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے جنتوں کی قیام گاہیں ہیں۔ یہ ضیافت

نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ

ان انجام دیے ہوئے اعمال کا صلہ ہے۔(19) لیکن جنہوں نے نافرمانی کی ان کی جائے

النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا

بازگشت آتش ہے۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیے جائیں گے

وَ قِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾

اور ان سے کہا جائے گا: اس آتش کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔(20)

عربی حاشیہ

6-اس آیت پر سجدہ واجب ہے اور اس کا حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں پڑھنا حرام ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ ایمان والے آیات کوسُن کر اور یاد کر کے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور شکر خدا کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کی بناء مصالح ومنافع دنیا پر نہیں ہوتی ہے۔

ایسے پاکیزہ مضمون کی تلاوت میں حالت طہارت کی شرط نہایت درجہ مناسب معلوم ہوتی ہے اور ایسی آیت کی تلاوت پر سجدہ کرنا ہی چاہیے تاکہ ایمان حقیقی کا ثبوت فراہم ہو سکے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں نماز شب کی طرف اشارہ ہے اور اس کا اجر آیت نمبر ۱۶ میں بیان ہوا ہے جس سے بالاتر اجر نا قابلِ تصور ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ اور ولید بن عتبہ کے درمیان کسی موضوع پر بحث ہوگئی ولید نے کہا کہ میری زبان آپ سے زیادہ فصیح ہے اور میرا نیزہ آپ سے زیادہ تیز تر اور میری قوت وفاع آپ سے زیادہ مستحکم ہے تو آپ نے اس پُرغرور اندازِ بیان کے جواب میں فرمایا کہ ''اسکت یا فاسق'' تو آیت کریمہ نازل ہوئی کہ مومن اور فاسق ایک جیسے نہیں ہو سکتے جس کا مقصد یہ ہے کہ مومن کی شان تواضع اور انکسار ہے اور اس کا کام غرور اور تعلّی نہیں ہے۔ یہ فاسقوں کا کاروبار ہے اور انہیں کو زیب دیتا ہے۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ
اور ہم انہیں بڑے عذاب کے علاوہ کمتر عذاب کا ذائقہ بھی

الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ
ضرور چکھائیں گے۔ شاید وہ باز آ جائیں۔(21)اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا

ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ
جسے اس کے رب کی آیات سمجھا دی گئی ہوں پھر وہ ان سے منہ موڑ لے؟ ہم مجرموں سے ضرور بدلہ

مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي
لینے والے ہیں۔(22)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ہے لہٰذا آپ اس (قرآن) کے ملنے میں

مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾
کسی شبے میں نہ رہیں اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت (کا ذریعہ) بنایا۔(23)

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا
اور جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھے ہوئے تھے تو ہم نے ان میں سے

صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ
کچھ لوگوں کو امام (۵) بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔(24)یقیناً آپ کا رب

هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ
قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ سنا دے گا جن میں یہ لوگ اختلاف

يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ
کرتے رہے ہیں۔(25) کیا انہیں اس بات سے ہدایت نہیں ملی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی

عربی حاشیہ

ف: عذاب اولیٰ دنیاوی عذاب جو آخرت کے مقابلہ میں قریب تر بھی ہے اور معمولی بھی اور لفظ رجوع اس کا قرینہ بھی ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۳ میں لقائہ کا مرجع کتاب موسیٰ ہے تو اضافت مفعول کی طرف ہے اور لقاء تحصیل یا القاء کے معنی میں ہے۔

7- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس ضمیر کا مرجع کتاب موسیٰ ہے حالانکہ بظاہر قرآن مجید ہی مراد ہے کہ اس کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ کوئی نئی کتاب نہیں ہے۔ اس سے پہلے کتاب موسیٰ نازل ہوچکی ہے اور پیغمبرؐ اسلام سے یہ خطاب ان کے کسی شک کے ازالہٗ کے لئے نہیں ہے بلکہ مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) اللہ نے بنی اسرائیل میں سے جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام جیسے بہت سے افراد کو نبی، امام اور قائد ورہبر قرار دیا ہے لیکن ان کے منصب کی وضاحت کرتے ہوئے دو باتوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے پاس قوت صبر تھی اور دوسرے یہ کہ وہ یقین اور ایمان رکھنے والے تھے۔

ظاہر ہے کہ کسی بھی امت کی قیادت کیلئے ان دو باتوں کا ہونا بے حد ضروری ہے اور ان کے بغیر قیادت کا کوئی تصور ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ قائد کیلئے ضروری ہے کہ داخلی اعتبار سے ان تمام حقائق پر ایمان رکھتا ہو جن کی دعوت دے رہا ہے اور جن پر تکیہ کر رہا ہے ورنہ جسے خود ہی رسالت میں شک ہو گا وہ شہادتیں کی دعوت کس طرح دے گا یا جسے خود ہی اپنے مذہب کی حقانیت کا یقین نہ ہوگا وہ دوسروں کے دل میں کس طرح اپنے مذہب کو پیوست کر سکے گا۔

عملی اعتبار سے بھی اسے مکمل قوت برداشت کا حامل ہونا چاہیے کہ تبلیغ کا راستہ کانٹوں کا راستہ ہے۔ یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ انسان میں قوت برداشت نہیں ہوگی تو جھگڑا بھی کر سکتا ہے اور کام کو بھی ترک کر سکتا ہے اور قوم میں نت نئے ہنگامے بھی کھڑے کر سکتا ہے اور ایسا آدمی ہدایت امت کے قابل نہیں ہے۔ ہدایت ایک صبر وسکون کا عمل ہے اس میں جذباتیت اور خواہش پرستی کی گنجائش نہیں ہے۔

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

قوموں کو ہلاک کر دیا ہے جن کی قیام گاہوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔ بتحقیق اس میں نشانیاں ہیں۔

لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ

تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟(26) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمینوں کی طرف

اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ

پانی روانہ کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے جانور بھی

اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

کھاتے ہیں اور خود بھی۔ تو کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں؟(27)اور یہ لوگ

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ

کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ فیصلہ کب ہو گا؟(28) کہہ دیجئے:

الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ

فیصلے کے دن کفار کو ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ

انہیں مہلت دی جائے گی۔(29)ان سے منہ پھیر لیں اور انتظار کریں۔ یقیناً یہ

اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

بھی انتظار کر رہے ہیں۔(30)

عربی حاشیہ

8- اس نکتہ کو بار بار سمجھایا گیا ہے کہ قوموں کو فنا کر دینا اور دوسری قوموں کو آباد کر دینا ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے اور اس کی بہترین محسوس مثال چٹیل میدان اور زراعت ہے کہ چٹیل میدان تباہی کا نقشہ کھینچتا ہے اور زراعت دوبارہ آبادی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

9-اس دن سے آخری فیصلے یعنی قیامت کا دن مراد ہے اگرچہ بعض حضرات نے فتح مکہ کا دن مراد لیا ہے۔ لیکن دنیا میں ایمان کا مفید نہ ہونا یا مہلت کا نہ دیا جانا اصولِ عدل سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

ف: یوم الفتح عذاب استیصال ہے جیسا کہ سورہ شعراء کی آیت نمبر ۱۱۸ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتها ۷۳ ۳۳ سُوۡرَةُ الۡاَحۡزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ رکوعاتها ۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ ؕ

اے نبی اللہ سے ڈریں اور کفار اور منافقین کی اطاعت نہ کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۙ‏ ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰٓى اِلَيۡكَ مِنۡ

اللہ یقیناً بڑا جاننے والا، حکمت والا ہے۔(1) اور آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ کی طرف

رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۙ‏ ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلۡ

جو وحی کی جاتی ہے اس کا اتباع کریں۔ اللہ تمہارے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔(2) اور اللہ پر توکل کریں

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا‏ ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ

اور ضامن بننے کے لیے اللہ کافی ہے۔(3) اللہ نے کسی شخص کے پہلو میں

قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوۡنَ

دو (۱) دل نہیں رکھے ہیں اور تمہاری ازواج کو جنہیں تم لوگ ماں کہہ بیٹھتے ہو

مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ اَبۡنَآءَكُمۡ ؕ

تمہاری مائیں نہیں بنایا اور نہ ہی تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے (حقیقی) بیٹے بنایا۔

ذٰ لِكُمۡ قَوۡلُـكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَـقَّ وَهُوَ يَهۡدِى

یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق بات کہتا اور سیدھا راستہ

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ''یاایھا'' سے خطاب وہاں ہوتا ہے جہاں مطلب عام اور ہر شخص سے متعلق ہوتا ہے اور صرف ''یا'' سے خطاب وہاں ہوتا ہے جہاں مطلب محدود اور صرف مخاطب سے متعلق ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۲ ذوالقلبین جمیل بن معمر کے دعویٰ کی تردید ہے جو پیغمبر کے مقابلہ میں دہرے دل یعنی علوم کا دعویدار تھا۔

1- نبیؐ کے لئے یہ احکام مسئلہ کی سنگینی کی طرف اشارہ کرتے ہیں ورنہ ان سے اطاعت کا مطالبہ بیکار ہے۔ وہ نبی ہیں اور نبی کفار ومشرکین کی اطاعت نہیں کرسکتا ہے۔ وہ تو صرف وحی الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔

2- جاہلیت کے زمانے میں یہ دونوں طریقے رائج تھے ایک ظہار برائے طلاق اور دوسرے تبنی۔

ظہار کے معنی یہ تھے کہ اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا جائے کہ تو میرے لئے میری ماں جیسی

اردو حاشیہ

(۱) دنیا کی تمام مکاریوں اور سیاسی چالوں کا واحد جواب یہ آیت کریمہ ہے کہ اللہ نے کسی مرد یا عورت کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے ہیں کہ ایک سے مذہب اختیار کرے اور ایک سے مذہب کے خلاف سیاسی اور دنیاداری کے نظریات اپنائے۔ یا ایک دل سے ایک مذہب کو قبول کرے اور دوسرے دل سے دوسرے مذہب کو اختیار کرلے یا ایک دل سے دینداری کا کام انجام دے اور دوسرے دل سے دنیاداری کا کاروبار کرتا رہے۔

یہ قرآن کریم کا واضح فیصلہ ہے کہ انسان دو متضاد خیالات کا حامل نہیں ہوسکتا ہے۔ اسے ایک ہی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

ایک شخص نے امیرالمومنینؑ سے عرض کی کہ میں آپ کو بھی دوست رکھتا ہوں اور معاویہ کو بھی تو آپ نے فرمایا کہ تو کانا ہے یا بالکل اندھا ہوجا یا مکمل طور سے بینائی اختیار کرلے اور پورے طور سے مجھ سے محبت کر کہ میری محبت جزو ایمان ہے۔

محبت امامؑ کا دعویٰ کرنے کے بعد احکام امامؑ سے انحراف کرنے والے یا حق امام کے کھا جانے والے درحقیقت اسی کانے پن کا شکار ہیں اور انہیں مکمل بینائی نصیب نہیں ہوتی ہے۔

السَّبِيلَ ۝٤ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

دکھاتا ہے۔(4) منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ اللہ کے نزدیک

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ

یہی قرین انصاف ہے۔ پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو یہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ

اور جو تم سے غلطی سے سرزد ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے البتہ اس بات پر (گناہ ضرور ہے) جسے تمہارے

قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى

دل جان بوجھ کر انجام دیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔(5) نبی مومنین کی

بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا

جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی ازواج (۲)

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ

ان کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رو سے رشتے دار آپس میں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ

مومنین اور مہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر

مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٦ وَاِذْ اَخَذْنَا

احسان کرنا چاہو۔ یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔(6) اور (یاد کرو)

مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ

جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح سے بھی اور ابراہیم،

عربی حاشیہ

ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے اور تبنی کے معنی یہ تھے کہ کسی بچے کو اپنی اولاد بنالیا جائے اور وہ واقعی اولاد بن جائے۔ اسلام نے ان دونوں باتوں کو باطل قرار دیدیا ہے۔ اس کے نزدیک ظہار سے عورت حرام ضرور ہوجاتی ہے لیکن کفارہ دینے کے بعد پھر حلال ہوجاتی ہے اور تبنی سے رشتہ محبت ضرور پیدا ہوجاتا ہے لیکن رشتہ نسب و قرابت نہیں پیدا ہوسکتا ہے اور نہ اس کے سہارے محرومیت اور میراث وغیرہ کے مسائل طے ہوسکتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۴ میں ادعائی ماں کے انکار کے بعد ازواج پیغمبر کے ماں ہونے کا اعلان دلیل ہے کہ یہ صرف روحانی رشتہ ہے جسمانی نہیں اور اس رشتہ سے صرف ان سے ازواج حرام ہے ان کی اولاد سے نہیں۔

ف: آیت نمبر ۹ میں کفار کے لشکروں کی کثرت کی طرف بھی اشارہ ہے اور رضا کی غیبی امداد کی طرف بھی کہ اس نے ایک طرف

اردو حاشیہ

(۲) واضح سی بات ہے کہ رسولؐ کا احترام رسالت کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ وہ ساری قوم کا حاکم اور صاحب اختیار ہے اور ہر قوم کا فرض ہے کہ خدائے متعال کی عبادت کے ساتھ اس کی اطاعت کرے۔

ازواجِ رسولؐ کا احترام بھی صرف زوجیت کی بنا پر ہے کہ ان سے کسی دوسرے کا عقد کرنا حرام ہے چاہے رسول اکرمؐ زندہ رہیں یا ان کا انتقال ہوجائے۔ اس کے علاوہ باقی معاملات میں ازواجِ رسولؐ کے احکام دیگر تمام عورتوں کے مانند ہیں اور انہیں کوئی خصوصی امتیاز حاصل نہیں ہے۔

وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی اور ان سب سے ہم نے پختہ

غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

عہد لیا۔(7) تاکہ سچ کہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور کفار کے لیے اس نے دردناک

عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔(8) اے ایمان والو! اللہ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر کی

عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا

جب لشکر تم پر (۳) چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور تمہیں نظر نہ آنے والے لشکر بھیجے

لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ

اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے خوب دیکھ رہا تھا۔(9) جب وہ تمہارے

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ

اوپر اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور (مارے دہشت کے) دل (کلیجے)

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝

منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ (10)

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَ

اس وقت مومنین خوب آزمائے گئے اور انہیں پوری شدت سے ہلا کر رکھ دیا گیا۔(11) اور

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا

جب منافقین اور دلوں میں بیماری رکھنے والے کہہ رہے تھے: اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے

عربی حاشیہ

ہواؤں کے ذریعہ کفار کی بساط الٹ دی اور دوسری طرف فرشتوں کے ذریعہ انھیں دہشت زدہ کردیا۔ اب اس کے بعد ان کے سربراہ سے جنگ کا مرحلہ تھا جسے حضرت علیؑ نے سر کرلیا اور اس طرح جنگ احزاب کی فتح کا سہرا تنہا حضرت علیؑ کے سر رہا اور باقی کارروائیاں جنگی نہیں ہیں، راوی اور تمہیدی ہیں۔

3- اولاً تمام انبیاء کا ذکر کیا گیا پھر صاحبانِ شریعت کا تذکرہ کیا گیا اور درمیان میں پیغمبرؐ اسلام کا ذکر آ گیا کہ وہ تمام انبیاء اور صاحبانِ شریعت سے افضل و برتر ہیں۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جب ان صادقین سے ان کے صدق کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس کا محرک کیا تھا اور تبلیغ دین کس نیت سے کی جارہی تھی.... تو پھر جھوٹوں کا حشر کیا ہوگا اور ان سے کس قدر سخت محاسبہ کیا جائے گا۔

4- یہ وہ افراد ہیں جو عقل اور ایمان کے

اردو حاشیہ

(۳) یہاں سے آیت ۲۷ تک جنگ احزاب کا تذکرہ ہے جسے جنگ خندق بھی کہا جاتا ہے۔

اس جنگ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودیوں نے مشرکین کو تیار کر کے ایک لشکر جرار تیار کر دیا اور ۱۵ ہزار افراد نے مل کر مدینہ پر حملہ کر دیا۔ ادھر بنی قریظہ جن سے رسولؐ اکرم کا معاہدہ تھا کہ کسی بھی حملہ آور سے مقابلہ کرنے میں آپ کا ساتھ دیں گے اور مشترکہ طور پر دفاع کریں گے۔ انہوں نے عہد کے توڑنے کا اعلان کر دیا اور رسول اکرمؐ نے بہت سمجھایا اور حجت تمام کی لیکن وہ اپنی عہد شکنی پر قائم رہے اور آخر کار مدینہ کا محاصرہ ہوگیا۔ ۲۷ دن تک محاصرہ برقرار رہا اور تیر اندازی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر عمرو بن عبدود نے حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا اور ادھر رسول اکرمؐ نے مدینہ کی حفاظت کیلئے سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھودنے کا حکم دیدیا۔ جس کے کھودنے میں ایک پتھر برآمد ہوگیا جس کو رسولؐ اکرم نے خود توڑنا چاہا تو تین مرتبہ چنگاریاں برآمد ہوئیں اور آپ نے فرمایا کہ یہ روشن علامت ہے کہ کسریٰ کے شہر اور قیصر کے قصر اور صنعاء کے محل سب فتح ہو جائیں گے جس کی بناء پر جب ہر طرف سے محاصر ہوگیا تو منافقین اور ضعیف العقیدہ افراد نے رسولؐ کے دھوکہ دینے کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ انہوں نے صرف فریب دیا ہے اور کوئی محل فتح ہونے والا ہے۔ یہ تو قدرت کا کرم تھا کہ عمرو مقابلہ پر آیا تو حضرت علیؑ نے ایک ہی دار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر کفر نے فرار اختیار کر لیا اور مسلمانوں کی عزت رہ گئی اور سرکارِ دو عالمؐ کی صداقت بیان منظر عام پر آ گئی اور اس کا

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ

جو وعدہ کیا تھا وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھا۔(12)اور جب ان میں سے

مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ یَسْتَاْذِنُ

ایک گروہ کہنے لگا: اے یثرب والو! تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کی گنجائش نہیں ہے پس لوٹ جاؤ

فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ

اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت طلب کر رہا تھا یہ کہتے ہوئے: ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں

وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ دُخِلَتْ

حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے، وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔(13)اور اگر (دشمن) ان پر

عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا

شہر کے اطراف سے گھس آتے پھر انہیں اس فتنے کی طرف دعوت دی جاتی تو وہ اس میں پڑ جاتے اور اس میں

تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ

صرف تھوڑی دیر ٹھہرتے۔(14)حالانکہ پہلے یہ لوگ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ

قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ کے ساتھ ہونے والے عہد کے بارے میں باز پرس ہو گی۔(15)

قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

کہہ دیجئے: اگر تم لوگ موت یا قتل سے فرار چاہتے ہو تو یہ فرار (۴) تمہیں فائدہ نہ دے گا

وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ

اور (زندگی کی) لذت کم ہی حاصل کر سکو گے۔(16) کہہ دیجئے: اللہ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے

عربی حاشیہ

بارے میں اس قدر کمزور ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور خود اپنی عقل استعمال نہیں کرتے ہیں۔

5-''بیوتنا عورۃ'' یعنی ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں اور غیر محفوظ ہیں اور ان میں دشمن بھی داخل ہوسکتے ہیں اور چور ڈاکو وغیرہ بھی داخل ہوسکتے ہیں۔

6- فتنہ۔ دین سے منحرف ہوجانا اور ارتداد اختیار کرلینا ہے۔

ف: یثرب مدینہ کا نام تھا جس طرح کہ اس کے دیگر ناموں میں طیبہ، طابہ، سکینہ، محبوبہ، مرحومہ اور قاصمہ وغیرہ بھی ہیں ..(مجمع البیان۔)

ف: اس مقام پر معوقین کے پانچ طرح کے صفات کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ایک اقلیت کے علاوہ کوئی جہاد نہیں کرتا۔

۲۔جان و مال میں ایثار نہیں کرتے۔

اردو حاشیہ

بھرم باقی رہ گیا۔

(۴) اس مقام پر منافقین کے تین طرح کے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو عالم انسانیت کے دائمی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر دور میں اس طرح کے افراد بہرحال پائے جاتے ہیں۔

۱۔ وہ افراد جو فرار کو وسیلۂ حیات سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ میدانِ جنگ سے بھاگ جائیں گے تو زندہ رہ جائیں گے جب کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔امیر المومنینؑ کا ارشادِ گرامی ہے کہ تلوار کے ہزار زخم میرے لئے بستر پر مرجانے سے زیادہ آسان ہیں۔

۲۔ وہ افراد جو بزدل ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی بزدل بنا دینا چاہتے ہیں جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر حضرت عمر نے مظاہرہ کیا تھا کہ عمرو بن عبدود کے فضائل بیان کرنا شروع کر دیئے اور مسلمانوں کے حوصلے پست کر دیئے۔

ظاہر ہے کہ یہ انداز آج بھی باقی ہے اور مسلمان حکام عوام کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے بڑی طاقتوں کی عظمت اور طاقت کے قصیدے پڑھ کر ان کی حوصلہ شکنی کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ وہ چرب زبان افراد جو کام کے وقت غائب ہوجاتے ہیں اور بعد میں ایسی ایسی تقریریں کرتے ہیں جیسے سارا کام انہوں نے انجام دیا ہے۔جنگ کا

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ
اگر وہ تمھیں نقصان پہنچانا چاہے؟ یا تم پر رحمت کرنا چاہے (تو کون روک سکتا ہے؟) اور یہ

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ
لوگ اللہ کے سوا کسی کو نہ ولی پائیں گے اور نہ مددگار۔(17) اللہ

يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ
تم میں سے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے اور ان کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں:

هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً
ہماری طرف آؤ اور جو جنگ میں کبھی کبھار ہی شرکت کرتے ہیں۔(18) تم سے

عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ
دریغ رکھتے ہیں چنانچہ جب خوف کا وقت آ جائے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ

تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا
وہ آنکھیں پھیرتے ہوئے ایسے آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى
غشی طاری ہو رہی ہو۔ پھر جب خوف ٹل جاتا ہے تو وہ مفاد کی حرص میں چرب زبانی کے ساتھ

الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ
تم پر بڑھ چڑھ کر بولیں گے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے اس لیے اللہ نے ان کے اعمال حبط کر دیے اور یہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ
اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔(19) یہ خیال کر رہے ہیں کہ

عربی حاشیہ

۳۔خوف کے مراحل میں ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں۔

۴۔کامیابی کے وقت میں ہر اعزاز کے طلبگار رہتے ہیں۔

۵۔عدم ایمان کی وجہ سے ان کے اعمال بھی بے قیمت ہیں۔

غور کیا جائے تو آج بھی ہر مرحلۂ جہاد زندگی میں ایسے معوقین کی ایک جماعت ہر مقام پر نظر آجائے گی اور یہ کردار ہر میدان میں دکھائی دے جائے گا۔

7- معوقین۔ میدانِ جنگ سے روکنے والے۔

باس۔قتال وجہاد۔

8-اشحہ۔ شحیح کی جمع ہے یعنی بخیل اور جو شخص کبھی راہِ خدا میں جان یا مال کی کوئی قربانی نہ دے۔

9-سلق۔اذیت دینا

السنہ حداد۔ تیز ترزبان۔ زیادہ چرب

اردو حاشیہ

موقع آ جائے گا تو ان پر موت کی سی بے ہوشی طاری ہو جائے گی اور مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آ جائے گا تو سب سے زیادہ حصہ کے طلبگار ہو جائیں گے۔

لَمْ يَذْهَبُوا ۚ وَ إِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ (10)
ابھی فوجیں گئی نہیں ہیں اور اگروہ پھر حملہ کریں تو یہ آرزو کریں گے کہ کاش! صحرا میں
فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا
دیہاتوں میں جا بسیں اور تمہاری خبریں پوچھتے رہیں۔ اگر وہ تمہارے درمیان ہوتے تو لڑائی میں
قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
کم ہی حصہ لیتے۔(20)بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں
أُسْوَةٌ (11) حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے
اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا
اللہ کا ذکر کرتا ہو۔(21)اور جب مومنوں نے لشکر دیکھے تو کہنے لگے: یہ وہی ہے جس کا اللہ
مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَ
اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس واقعے نے
مَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
ان کے ایمان اور تسلیم میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔(22) مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں
رِجَالٌ (12) صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ
جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو
نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِيَجْزِيَ
پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے۔(23) تا کہ اللہ

عربی حاشیہ

زبانی سے کام لینے والے۔

10-بادون۔صحرانشین اعراب۔ صحراؤں میں رہنے والے عرب۔

11-اسوہ۔الف کے پیش اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہیں قابلِ اقتداء عمل۔

ف: یہ لفظ مصدری معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن رسول کے عمل کے اتباع کے لئے تمہیدی طور پر خدا اور آخرت پر ایمان اور یاد خدا بے حد ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر یہ کردار قابل تاسی نہیں دکھائی دے گا اور نہ انسان اس کا اتباع کر سکے گا۔

ف: آیت کریمہ جملہ مخلص مجاہدین اور شہداء کے بارے میں ہے۔ اسی لئے روایات میں جناب حمزہ شہداء، بدر، انس بن نضر وغیرہ کا ذکر بھی ہے اور امام حسینؑ نے عبداللہ بن یقطر کی شہادت پر اور پھر کربلا میں بار بار آیت کی

اردو حاشیہ

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو

اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے۔اللہ یقیناً معاف کرنے والا،

رَّحِيْمًا ۚ﴿۲۴﴾ وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ

رحیم ہے۔(24)اللہ نے کفار کو اس حال میں پھیر دیا کہ وہ غصے میں

لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ

(جل رہے) تھے۔ وہ کوئی فائدہ بھی حاصل نہ کر سکے۔ لڑائی میں مومنین (۵) کے لیے اللہ ہی کافی ہے

وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ﴿۲۵﴾ وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اور اللہ بڑا طاقت والا، غالب آنے والا ہے۔(25)اور اہل کتاب میں سے

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

جن لوگوں نے ان (حملہ آوروں) کا ساتھ دیا اللہ نے

وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

انہیں ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ تم ان میں سے ایک گروہ کو

وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ﴿۲۶﴾ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ

قتل کرنے لگے اور ایک گروہ کو تم نے قیدی بنا لیا۔(26)اور اس نے تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھروں اور

وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

ان کے اموال اور ان کی ان زمینوں کا جن پر تم نے قدم بھی نہیں رکھا وارث بنایا اور اللہ ہر چیز پر

المنزل ۵

عربی حاشیہ

تلاوت کی ہے۔

12- قضیٰ النحبہ۔ یعنی اپنی مدت حیات کو پورا کرلیا ہے چاہے وہ موت کے ذریعہ ہویا قتل کے ذریعہ۔

13- صیاصی۔صیصہ کی جمع ہے یعنی حفاظتی ذرائع اور قلعے وغیرہ اور شائد اسی بنیاد پر ہرن اور گائے کی سنیگ کو بھی صیاصی کہاجاتا ہے کہ ان کے لئے حفاظت کا یہی بہترین ذریعہ ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ کفار کے شکست کھاجانے اور فرار کر جانے کے بعد پیغمبرؐ اسلام نے بنی قریظہ سے کہا کہ اب قلعہ سے نکل آؤ اور اپنی عہد شکنی سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلوتو ان لوگوں نے انکار کردیا اور پچیس دن تک مسلمانوں کے محاصرہ میں اسیر رہے یہاں تک کہ عاجز آکر قلعہ سے باہر آئے اور سعد بن معاذ کو حکم بنانے کا مطالبہ کیا۔سعد نے حکم دیا کہ جنگ کرنے والے مرد قتل کردیئے جائیں اور عورتیں اور بچے قیدی بنالئے جائیں اور اموال

اردو حاشیہ

(۵) مستدرک حاکم میں یہ روایت موجود ہے کہ اللہ نے مومنین کو علیؑ کے ذریعہ جنگ سے بچالیا اور علیؑ ہی کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

(۶) اس مقام پر اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہودیوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے وہ ایک طرح کا غیر انسانی برتاؤ ہے اور ایسی شخصیت کے شایانِ شان نہیں ہے۔لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ کہ یہ یہودیوں کی عہد شکنی کی سزا ہے کہ انہوں نے معاہدہ کر کے عین وقت پر دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے والا کسی رعایت کا حقدار نہیں ہوتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان لوگوں نے اپنے آپ کو پیغمبر اسلامؐ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہوتا تو شائد اس طرح کا برتاؤ نہ کیا جاتا لیکن یہ ان کی شقاوت اور بدبختی تھی کہ انہوں نے پیغمبر اسلامؐ کے فیصلہ کو برداشت نہیں کیا اور سعد بن معاذ کو حکم بنا لیا تو ظاہر ہے کہ جو فیصلہ ہوگا وہ ان کا اپنا فیصلہ ہوگا اس کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہ ہوگی۔

تیسری بات یہ ہے کہ سعد کا یہ فیصلہ توریت کی تعلیمات کے عین مطابق تھا جہاں ایسے افراد کیلئے اس سے بھی سخت سزا کا تذکرہ موجود ہے اور یہ صراحت ہے کہ سارے مخالفین کو تہ تیغ کر دیا جائے چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں، بوڑھے ہوں یا بچے اور اس کے بعد بستی کو آگ لگا دی جائے۔ یہ تو سعد کی شرافت نفس

شَیۡءٍ قَدِیۡرًا ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ

خوب قدرت رکھتا ہے۔(27) اے نبیؐ! اپنی ازواج سے کہہ دیجئے:

اِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَهَا

اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی آسائش کی خواہاں ہو تو

فَتَعَالَیۡنَ اُمَتِّعۡكُنَّ وَ اُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحًا

آؤ میں تمہیں کچھ مال دے کر شائستہ طریقے سے رخصت

جَمِیۡلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ

کر دوں۔(28) لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور منزل آخرت کی خواہاں ہو تو

وَ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡمُحۡسِنٰتِ

تم میں سے جو نیکی کرنے والی ہیں ان کے لیے اللہ نے

مِنۡكُنَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۲۹﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنۡ

یقیناً اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔(29) اے نبی کی بیویو!

یَّاۡتِ مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفۡ

تم میں سے جو کوئی صریح بے حیائی کی مرتکب ہو جائے

لَهَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَیۡنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ

اسے دگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لیے

یَسِیۡرًا ﴿۳۰﴾

آسان ہے۔(30)

عربی حاشیہ

کو غنیمت قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس وقت پشیمان ہوئے کہ کاش رحمۃ للعالمین ہی پر اعتماد کیا ہوتا اور سعد کو ثالث نہ بنایا ہوتا۔

ف: ازواج پیغمبرؐ کے عذاب کا زیادہ ہونا علامت ہے کہ صاحبانِ حیثیت کے عذاب میں حیثیت اور اس کا معاشرتی اثر بھی دخیل ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

تھی کہ انہوں نے توریت کی سزا میں تخفیف کر دی جس کے بعد ایسی صورت میں اسلام پر اعتراض کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو تثنیہ صحاح ۲۰۔

وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل انجام دے گی

نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾

اسے ہم اس کا دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کا رزق مہیا کر رکھا ہے۔ (31)

يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ [1]

اے نبیؐ کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ رکھتی ہو تو

فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّ

نرم لہجے میں باتیں نہ کرنا کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور

قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۚ﴿۳۲﴾ وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَ

معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔(32)اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم

لَا تَبَرَّجۡنَ [2] تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ

جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں کرتی نہ پھرو نیز نماز قائم کرو

وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ

اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اللہ کا ارادہ بس یہی ہے

اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ

ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہل بیت! (۱) آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے

وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۚ﴿۳۳﴾ وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلٰى فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ

جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔(33)اور اللہ کی ان آیات اور حکمت کو یاد رکھو

المنزل ۵

عربی حاشیہ

ف: جاہلیت اولیٰ سے مراد پیغمبرؐ کے پہلے کا زمانۂ جاہلیت ہے اور اس میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ نگاہِ قدرت میں ایک اور دور جاہلیت بھی ہے جو بعد میں آنے والا ہے اور اس دور کا خاتمہ بھی ایک محمدؐ کے ذریعہ ہوگا جسے رسول اکرمؐ نے اپنا نام اور کنیت دونوں دے دیا ہے۔

1- واضح رہے کہ ان آیات کا سلسلہ قل لازواجک سے شروع ہوا ہے پھر لفظ ازواج نساء میں تبدیل ہوگیا ہے اور پھر آیت تطہیر میں عنوان اہلِ البیت ہو گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ الفاظ کے مفاہیم بھی الگ الگ ہیں اور مصادیق بھی الگ الگ ہیں۔

یہ بھی قابلِ توجہ بات ہے کہ ازواج پیغمبرؐ کا کل احترام تقویٰ اور اطاعت خدا اور رسول سے مربوط ہے تقویٰ ختم ہوجائے اور گھر سے باہر نکل جائیں تو احترام بھی ختم ہوجاتا ہے۔

2- زمانہ۔ زمانہ رسولؐ اور عورتیں ازواجِ رسولؐ مگر قدرت نے بناؤ سنگار اور باتوں میں

اردو حاشیہ

(۱) صحیح مسلم ج ۲ ق ۱۱۶۲ طبع ۱۳۴۸ھ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب رسول اکرمؐ نے زیر کسا، علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو جمع کرلیا تھا۔

یہی بات صحیح ترمذی اور مسند احمد میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ تفسیر طبری میں تو ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب ام سلمہ نے زیر کسا، آنے کی درخواست کی تو رسولؐ اکرم نے فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے لیکن چادر میں تمہاری گنجائش نہیں ہے۔

اس مقام پر بعض مفسرین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب آیت ازواج کے تذکرہ کے ذیل میں وارد ہوئی ہے تو ان کے خارج کرنے اور دیگر حضرت کے مراد لینے کا جواز کیا ہے؟ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اولاً تو سیاق آیات سند نہیں ہوا کرتا ہے اس لئے کہ قرآن کوئی تصنیف یا تالیف نہیں ہے کہ اس میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے۔ اس میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں ایک تذکرہ کے بعد دوسرا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر بات پلٹ کر وہیں پہنچ جاتی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ آیت تطہیر کا عنوان اہل البیت ہے جو ازواج اور نساء سے مختلف عنوان ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ روایات صریحہ اور صحیحہ کے ہوتے ہوئے سیاق سے استدلال کرنا عقل و منطق کے خلاف ہے۔

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ ع

جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت ہوتی ہے۔اللہ یقیناً بڑا باریک بین، خوب باخبر ہے۔ (34)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

یقیناً مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مؤمن مرد اور مومنہ عورتیں،

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں، راست گو مرد اور راست گو عورتیں،

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

صابر مرد اور صابرہ عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتن عورتیں،

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں،

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ

اپنی عفت کے محافظ مرد اور عفت کی محافظ عورتیں نیز اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد

كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا

اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں وہ ہیں جن کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم مہیا

عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى

کر رکھا ہے۔(35) اور کسی مؤمن مرد اور مومنہ عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار

عربی حاشیہ

لگاوٹ کو حرام قرار دے دیا تو عام عورتوں کا کیا حشر ہوگا اور انھیں سر بازار بن سنور کر ٹہلنے کی اجازت کس طرح دے دی جائے گی۔

ف: آیت تطہیر کے بارے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ دوسری آیات سے الگ نازل ہوئی ہو اور بعد میں رسول اکرمؐ نے اس جگہ رکھ دیا ہو یا ساتھ ہی نازل ہوئی ہو اور یہ اشارہ ہو کہ ایسے پاکیزہ کردار افراد کے ساتھ رہ کر تو نیک عمل کرو۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں جو بات رسول اکرمؐ کے دل میں تھی وہ یہ عزم تھا کہ اگر یہ شادی کامیاب نہ ہوئی تو میں اس کی تلافی زینب سے عقد کر کے کر دوں گا لیکن قانون الٰہی کے رواج کے لئے اس قسم کا اقدام بہر حال ضروری تھا۔

3- اس سلسلہ آیات کا تعلق زید بن حارثہ اور زینب بنت جحش کے عقد سے ہے۔ زید رسول اکرمؐ کے غلام تھے جنھیں ان کے باپ کی خواہش کی بنا پر آپ نے آزاد کر دیا تھا لیکن انھوں نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا

اردو حاشیہ

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

حاصل رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔ (36)

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

اور (اے رسولؐ یاد کریں وہ وقت) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا،

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ

کہہ رہے تھے: اپنی زوجہ کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو اور وہ بات آپ دل میں چھپائے ہوئے تھے

مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ

جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى

پھر جب زید نے اس (خاتون) سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس خاتون کا نکاح آپ سے کر دیا

الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا

تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے شادی کرنے) کے بارے میں کوئی حرج نہ رہے جب کہ

مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى

وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم نافذ (۲) ہو کر ہی رہے گا۔ (37) نبیؐ کے لیے

النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

اس (عمل کے انجام دینے) میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کیا ہے۔ جو (انبیاء) پہلے

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿۳۸﴾

گزر چکے ہیں ان کے لئے بھی اللہ کی سنت یہی رہی ہے اور اللہ کا حکم حقیقی انداز سے طے شدہ ہوتا ہے۔ (38)

عربی حاشیہ

تھا تو باپ نے اعلان کردیا کہ یہ میرا فرزند نہیں ہے۔ رسول اکرمؐ نے اعلان فرمادیا کہ پھر آج سے یہ میرا فرزند ہے اور اس طرح ابن محمدؐ کے نام سے مشہور ہوگئے۔

زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور قرشی سیدانی تھیں جن کو حکم خدا سے آپ نے زید کا پیغام دیا تو ان کے گھر والوں نے انکار کردیا تو آیت نازل ہوئی کہ حکم خدا کے آگے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔

4- اگر یہ کوئی مسئلہ شہوت ہوتا تو خدا اسی وقت بے نقاب کردیتا یا بعد میں یہ اعلان ہوجاتا کہ محمدؐ نے عقد کرلیا جب کہ آیت میں ہے ''زوجنا کہا'' ہم نے زینب سے عقد کرادیا جس کے معنی یہ ہیں کہ سارا کام حکم خدا سے ہوا ہے اس میں جنسی خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) زید اور زینب کے رشتے میں چند مسائل قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ زید ایک غلام تھے اور زینب ایک سیدانی تھیں اور سماج ایسے رشتے کو برداشت کرنے والا نہیں تھا۔

۲۔ زید طبقاتی اعتبار سے پست تھے اور زینب بلند اور یہ بات بھی قابل برداشت نہ تھی۔

۳۔ زید رسول اکرمؐ کے بیٹے کہے جاتے تھے اور بیٹے کی بیوی سے عقد کرنا کسی سماج میں قابل قبول نہیں ہے۔

۴۔ زید نے جنسی تعلقات کے بعد طلاق دی تھی اور ایسی عورت عام انسانوں کیلئے ناقابل قبول ہو جاتی ہے چہ جائیکہ کائنات کے بلندترین انسان پیغمبرؐ کیلئے۔

۵۔ زید کا طلاق دینا رسول اکرمؐ کیلئے باعث بدنامی تھا کہ ایسا غلط رشتہ کر دیا کہ بالآخر طلاق کی نوبت آگئی۔

۶۔ اس طلاق میں یہ بدنامی بھی تھی کہ اپنے عقد کیلئے طلاق دلوادی ہے۔

رب کریم نے ایک ایک لفظ سے ہر اعتراض کا جواب دیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے جاہلیت کے کسی فیصلہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور حکم خدا کے خلاف جو قانون بھی بنایا جاتا ہے وہ جاہلیت کا قانون ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

(وہ انبیاء) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ

نہیں ڈرتے اور محاسبے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔(39) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ

تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں [۳] وہ اللہ کے رسول اور

النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا

خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔(40)اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ لا وَّ سَبِّحُوْهُ

اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو۔(41)اور صبح و شام

بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اسی کی تسبیح کیا کرو۔(42)وہی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی (دعا کرتے ہیں)

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تا کہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے اور وہ مومنوں کے بارے میں بڑا

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ

مہربان ہے۔(43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کی تحیت سلام ہو گی اور اللہ نے ان کے لیے باعزت

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

اجر مہیا کر رکھا ہے۔(44)اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷۳اور ۳۹ میں کوئی تضاد نہیں ہے اور آیت نمبر ۳۷ کا خوف تبلیغ کے بے اثر ہونے کا خوف تھا نہ کہ مقام تبلیغ میں زحمتوں اور لوگوں کا خوف کہ یہ شان انبیاء کے خلاف ہے۔

ف: یوم لقاء الٰہی وہ دن ہے جب سارے مادی حجابات ہٹ جائیں اور انسان پورے وجود کے ساتھ رب العالمین کی طرف متوجہ ہوجائے۔آخرت میں یہ شرف انھیں کے لئے ہے جو دنیا میں ذکر کثیر کرتے رہے ہیں کہ اس سے بالاتر کوئی عبادت نہیں ہے اور روایات میں وارد ہوا ہے کہ ہرعمل خیر کی ایک حد ہے لیکن ذکر خدا کی کوئی حد نہیں ہے بشرطیکہ زبان اور دل دونوں سے ہو اور صرف لفظی بازی گری نہ ہو۔

5- واضح رہے کہ صلوات خدا کی طرف سے رحمت کا نازل کرنا ہے اور بندوں کی طرف سے رحمت کا مطالبہ کرنا ہے اور یہ بات تمام صاحبانِ ایمان کے لئے ہے بشرطیکہ صاحبانِ

اردو حاشیہ

(۳) یعنی باعتبار نسب کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن باعتبارِ رسالت ونبوت ساری قوم کے باپ ہیں۔ یہ شرف صرف امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو حاصل تھا کہ انہیں مباہلہ میں فرزند رسولؐ قرار دیا گیا اور اس طرح ابنائنا کا مصداق بن کر گئے۔

وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿٤٥﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا

اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(45)اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ

مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا

بنا کر۔(46)اور مومنین کو یہ بشارت دیجئے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا

كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَ

فضل ہو گا۔(47)اور آپ کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آئیں اور ان کی اذیت رسانی پر

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

توجہ نہ دیا کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور ضمانت کے لیے اللہ کافی ہے۔(48)اے مومنو! جب تم

اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ

مومنات سے نکاح کرو اور پھر ہاتھ لگانے سے پہلے انہیں طلاق دے دو

قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ انہیں عدت میں بٹھاؤ لہٰذا انہیں

تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ [6] وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

کچھ مال دو اور شائستہ انداز میں انہیں رخصت

جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

کرو۔(49)اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی وہ بیویاں حلال کی ہیں

الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ

جن کے مہر [(۴)] آپ نے دے دیے ہیں اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ نے (بغیر جنگ کے)

حصہ میں آ جائیں کہ اگر چہ آپ نے جنگ میں حصہ نہیں لیا لیکن یہ کنیزیں آپ کیلئے حلال ہیں۔

۳۔ بنات عم، بنات عمات، بنات خال، بنات خالات۔

یہ عورتیں اگر چہ عام لوگوں کے ذیل میں بیان ہو چکی ہیں لیکن ہجرت کی بنا پر ان کا حق ہے کہ انہیں مقدم رکھا جائے اور ان کے ہوتے ہوئے دوسری عورتوں سے عقد نہ کیا جائے ان میں شرافت نسب بھی ہے اور شرف ہجرت بھی۔

واضح رہے کہ جناب آمنہ کے کوئی بھائی یا بہن نہ تھا لہٰذا بنات خال وخالہ سے مراد بنوزہرہ ہیں جو اپنے کو اخوال النبی کہا کرتے تھے۔

۴۔ جو عورت بغیر مہر کے اپنے نفس کو نبی کے حوالے کردے کہ یہ صرف نبی کیلئے جائز ہے امت کیلئے بغیر مہر عقد جائز نہیں ہے۔ مہر بہر حال ادا کرنا پڑے گا چاہے اس کا ذکر نکاح کے ذیل میں نہ کیا جائے۔

عربی حاشیہ

ایمان ہوں اور اس بنیاد پر محمدؐ کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہے کہ ان کے ایمان وکردار میں کسی طرح کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

6۔ متعہ بضم میم اور بکسر میم دونوں کے معنی لذت اندوزی کے ہیں اور اصطلاح میں اس عطیہ کو کہا جاتا ہے جو طلاق دینے والا اپنی مطلقہ کو اپنی حیثیت کے مطابق دیا کرتا ہے اور یہ وہاں ضروری ہوتا ہے جہاں مطلقہ کا اور کوئی حق نہ ہو لیکن جہاں مہر کامل یا نصف مہر کا استحصال پیدا ہوجاتا ہے وہاں یہ تحفہ ضروری نہیں ہوتا ہے۔

ف: کہاجاتا ہے کہ آیت نمبر ۵۰ میں ملک یمین میں غنائم میں ماریہ قبطیہ تھیں اور انفال میں صفیہ اور جویریہ جس طرح کہ بنت عمہ زینب بنت جحش اور بلامہر اپنے کو ہبہ کرنے والی میمونہ بنت حارث، زینب بنت خزیمہ، ام شریک بنت جابر اور خولہ بنت حکیم تھیں جن پر عائشہ نے طنز بھی کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اردو حاشیہ

(۴) ان آیات میں رسول اکرمؐ کیلئے حسب ذیل عورتوں کو حلال کر دیا گیا ہے اور ان میں عدد کی کوئی قید نہیں رکھی گئی ہے۔

۱۔ جن عورتوں کا مہر ادا کر دیا جائے یا اس کی ذمہ داری لے لی جائے کہ بالفعل ادائیگی شرط نہیں ہے۔

۲۔ جو عورتیں مال غنیمت میں رسولؐ کے

اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ

آپ کو عطا کی ہیں نیز آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور

بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫

آپ کے ماموؤں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ

ہجرت کی ہے (سب حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت جو اپنے آپ کو نبی کے لیے ھبہ کرے

اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

اور اگر نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں، (یہ اجازت) صرف آپ کے لیے ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ

مومنوں کے لیے نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے مومنوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں کیا

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ

(حق مہر) معین کیا ہے (آپ کو یہ رعایت اس لیے حاصل ہے) تا کہ آپ پر کسی قسم کا مضائقہ نہ ہو

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ

اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔(50) آپ ان بیویوں میں سے جسے چاہیں علیحدہ رکھیں

وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ

اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے آپ نے علیحدہ کر دیا ہو اسے آپ پھر اپنے پاس بلانا چاہتے ہوں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا

تو اس میں آپ پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں

عربی حاشیہ

ف: ارجاء تاخیر کے معنی میں ہے اور ایواء پناہ دینے کے معنی میں ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے خصوصیات میں عورتوں کے درمیان اوقات کی تقسیم کا اختیار بھی شامل تھا جب کہ دوسرے افراد کے لئے مساوات ضروری ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ مصائب سے بھری ہوئی زندگی میں مساوات کا امکان بھی نہیں ہے اور آزادی مل جانے کے بعد مساوات کرنے کا لطف بھی زیادہ ہے۔

7- جس طرح پیغمبرؐ کو متعدد عورتوں سے عقد کرنے کا اختیار ہے اسی طرح ان کے باقی رکھنے اور چھوڑ دینے کا اختیار بھی ہے اور چھوڑ دینے کے بعد دوبارہ واپس لانے کا بھی اختیار ہے اور یہ اختیار سب کے لئے باعثِ تسکین قلب ہے۔

اردو حاشیہ

يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ بھی آپ انہیں دیں وہ سب اس پر راضی ہوں اور جو کچھ

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ

تمہارے دلوں میں ہے اللہ اسے جانتاہے اور اللہ بڑا جاننے والا،بردبار ہے۔(51)اس کے بعد

لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ

آپ کے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اس بات کی اجازت ہے کہ ان (۵) بیویوں کو

وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ 8 اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ

بدل لیں خواہ ان (دوسری) عورتوں کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند ہو سوائے ان (کنیز) عورتوں کے

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جو آپ کی ملکیت میں ہوں اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔(52)اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

نبی کے گھروں میں داخل نہ ہونا مگر یہ کہ تمہیں کھانے کیلئے

اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ 9 اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ

اجازت دی جائے اور نہ ہی پکنے (۶) کا انتظار کرو لیکن جب دعوت دے دی جائے

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

تو داخل ہو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں

لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ

لگے بیٹھے نہ رہو۔ یہ بات نبی کو تکلیف پہنچاتی ہے مگر وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں

عربی حاشیہ

8-یہ لفظ دلیل ہے کہ انسان کو اس عورت پر نگاہ کرنے کا حق ہے جس سے عقد کرنا چاہتا ہے۔

9-ناظرین۔منتظرین کے معنی میں ہے اور ''انا'' بالقصر بھی ہے اور بالمد بھی اور اس کے معنی اگرچہ برتن کے ہیں لیکن مراد کھانا ہے جو برتن میں رکھا جاتا ہے۔

فانتشروا کے معنی واپس ہوجانے کے ہیں اور ......مستانسین لحدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھانے کے بعد بیٹھ کر بات چیت نہ شروع کردو۔

ف: آیت نمبر ۵۲ میں بعد کا اشارہ مذکورہ بالاحکم کی طرف ہے کہ تقسیم اوقات کی اس آزادی کے بعد آپ کو دوسری عورتوں سے عقد کرنے کا اختیار نہیں ہے کہ اس طرح ہر قبیلہ دامادی کی خواہش کرے گا اور عقد نہ کرنے پر ناراض ہوگا یا عقد کرنے پر موجودہ بیویوں کو رنج ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۵) رسولؐ اکرم کو نو بیویوں کی اجازت دینے کے بعد یہ پابندی لگا دی گئی کہ اب نہ ان میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ تبدیلی۔ یہ حد آخر ہے جسے مصلحت الٰہیہ نے مباح قرار دیا ہے۔ اور یہ پیغمبرؐ کے خصوصیات میں ہے۔

(۶) اصحاب کی عادت تھی کہ پرانے طریقہ کے مطابق گھروں میں گھس جاتے تھے اور انتظار کرتے تھے کہ کھانا پک جائے تو کھائیں اور پھر بیٹھ کر میٹنگ کریں۔ پروردگار نے منع کر دیا کہ یہ بات خلاف ادب ہے اور اس طرح پیغمبرؐ کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ ازراہِ حیا تمہیں نکال بھی نہیں سکتا ہے۔

مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ
لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا (۷) ہو تو
مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ
پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے
لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ
زیادہ بہتر طریقہ ہے۔ تمہیں یہ حق نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو اذیت دو
اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ
اور ان کی ازواج سے (۸) ان کے بعد کبھی بھی نکاح نہ کرو۔ بتحقیق یہ اللہ کے
ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ
نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔(53) تم کسی بات کو خواہ
تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ
چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تو یقیناً ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(54) رسول کی
عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ
ازواج پر کوئی مضائقہ نہیں اپنے باپ، اپنے بیٹوں،
لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا
اپنے بھائیوں، اپنے بھتیجوں ، اپنے بھانجوں ، اپنی مسلم خواتین
نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ (10) وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ
اور کنیزوں سے (پردہ نہ کرنے میں) اور اللہ کا خوف کریں۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۵۳ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے گھر کی خصوصیت یہ ہے کہ ازواج کے ساتھ گفتگو پردہ کے پیچھے سے کی جائے ورنہ دیگر مقامات پر یہ بات واجب نہیں ہے۔ حجاب پردہ کو کہتے ہیں اور عورت کے پردہ کو اسلام میں ستر کہا گیا ہے حجاب نہیں ہے۔ لفظ حجاب سے معاشرہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔

10- غیر مومن عورتوں سے بھی حتی الامکان حجاب ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے مومن عورتوں کے حسن وجمال کا تذکرہ کریں گی اور سماج میں فساد کے پھیل جانے کا خطرہ پیدا ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۷) سوال من باب المثال ذکر کیا گیا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں میں اس طرح کا خلط ملط نہیں ہونا چاہیے جو باعث فتنہ وفساد ہو اور جب نبی کے گھر میں جائز نہیں ہے تو دوسرے گھروں میں کس طرح جائز ہو جائے گا۔

(۸) یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب طلحہ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نبی کے مرنے کے بعد عائشہ سے عقد کروں گا اور آیت نے اسے مایوس کر دیا اور ایسے خیال کو بھی جرم قرار دیدیا۔
اس آیت سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ازواج جب زوجیت میں آئی تھیں تب اس قانون کا اعلان نہیں ہوا تھا لہٰذا اس زوجیت کو زندگی بھر کا ایثار بھی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

اللہ یقیناً ہر چیز پر گواہ ہے۔(55)اللہ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

یقیناً نبیؐ پردرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود (۹) اور سلام بھیجو

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ

جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے۔(56)جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں

وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت کی ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت آمیز

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (57)اور جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو ناکردہ (گناہ) پر

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾

اذیت دیتے ہیں پس انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے۔ (58)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے نبی! اپنی ازواج اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے: وہ اپنی چادریں (۱۰)

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

تھوڑی نیچی کر لیا کریں۔ یہ امر ان کی شناخت کے لیے (احتیاط کے) قریب تر ہو گا

يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾

پھر کوئی انہیں اذیت نہ دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔ (59)

عربی حاشیہ

11- لعنت کے معنی رحمت سے دور کر دینے کے ہیں۔ اس کا برا بھلا کہنے یا گالیاں دینے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔لعنت کرنے والا صرف یہ چاہتا ہے کہ ملعون اپنے اعمال وکردار کی بناپر رحمت خدا سے محروم رہے جس طرح کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ خدا ان امر بالمعروف کرنے والوں پر بھی لعنت کرتا ہے جو خود عمل نہیں کرتے ہیں۔

12-امیرالمومنینؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ بدترین انسان وہ ہے جو بدظنی کی بنا پر لوگوں پر اعتماد نہ کرے اور اس کی بدعملی کی بنا پر لوگ اس پر اعتماد نہ کریں۔

ف: آیت نمبر ۵۵ میں چچا اور ماموں کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ بھتیجے اور بھانجے کا ذکر کافی ہے اور محرمیت ہمیشہ دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ اسی طرح شوہر کے باپ اور بیٹے کا ذکر نہیں ہے کہ وہ حضرات وقت نزول آیات موجود نہ تھے.....!

اردو حاشیہ

(۹) صلوات خدا کی طرف سے رحمت۔ ملائکہ کی طرف سے توصیف وتزکیہ اور مومنین کی طرف سے دعائے رحمت کے معنی میں ہے۔

مالک کائنات نے رسولؐ پر صلوات بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اب یہ رسولؐ کی ذمہ داری ہے کہ وہ طریقہ کی تعلیم دیں جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے صلوات کا طریقہ تعلیم دیتے ہوئے آل کو بھی شامل فرمایا ہے اور مفسرین نے بھی اس حدیث کا اقرار کیا ہے۔ جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا اور آل کو خارج کر دینا ایک بدترین بدعت ہے جس کا ارشاد پیغمبرؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۰) بعض حضرات کا خیال ہے کہ جلباب چادر ہے جو سر سے پیر تک رہتی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ڈوپٹہ ہے جو سر پر رہتا ہے لیکن بہر حال اسے سارے سر اور بدن پر رہنا چاہیے تا کہ منافقین کو عورت کی شرافت کا اندازہ ہو جائے اور ہو پریشان نہ کریں کہ حجاب شرافت کی بہترین نشانی ہے۔

صدر اسلام کی عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں تو لوگ انہیں چھیڑتے تھے اور کنیز کہہ کر مذاق کرتے تھے۔ آیت کریمہ نے حکم حجاب دے کر اس سلسلہ کو بند کر دیا۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو مدینہ میں افواہیں پھیلاتے ہیں

مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ

اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے خلاف اٹھائیں گے پھر وہ اس شہر میں

لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا

آپ کے جوار میں تھوڑے دن ہی رہ پائیں گے۔(60) یہ لعنت کے سزاوار ہوں گے۔ وہ جہاں پائے جائیں گے

ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

پکڑے جائیں گے اور بری طرح سے مارے جائیں گے۔(61) جو پہلے گزر چکے ہیں ان کے لیے

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔(62)

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ [13] ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہہ دیجئے: اس کا علم

وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

صرف اللہ کے پاس ہے اور تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہو؟(63) بلاشبہ اللہ نے

لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ

کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔(64) جس میں وہ

اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ

ہمیشہ رہیں گے۔ وہ نہ کوئی حامی پائیں گے اور نہ مددگار۔(65) اس دن ان کے چہرے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ٦٦ ،نمبر ٦٧ میں الرسولا اور السبیلا کا الف، الف اطلاق کہاجاتا ہے جو کلمات کی ہم رنگی کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ ابتدا کے الف لام کے ساتھ آخر میں تنوین نہیں ہوسکتی ہے۔صوتی اعتبار سے یہ الف اس مقام پر بے حد معنویت کا حامل ہے بشرطیکہ انسان صورت حال کا صحیح تصور ذہن میں رکھ سکے۔

13- ساعہ سے مراد قیامت ہے اور ''مایدریک'' کے لفظی معنی یہ ہیں کہ کس چیز نے آپ کو باخبر اور صاحبِ علم بنادیا ہے۔

اردو حاشیہ

وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا

آگ میں الٹائے پلٹائے جائیں گے۔ وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی

الرَّسُوْلَا ۝۶۶ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا[14] وَكُبَرَآءَنَا

اطاعت کی ہوتی۔(66)اور وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی تھی

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝۶۷ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔(67)ہمارے پروردگار! تو انہیں دگنا عذاب دے

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝۶۸ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔(68)اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہونا

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ[15] اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ط

جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی پھر اللہ نے ان کے الزام سے انہیں بری ثابت کیا

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ط ۝۶۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے۔(69)اے ایمان والو! اللہ سے

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰ لا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

ڈرو اور سنجیدہ باتیں کیا کرو۔(70)اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ

اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی پس اس نے عظیم

فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۷۱ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ

کامیابی حاصل کی۔(71)ہم نے اس امانت[(۱۱)] کو آسمانوں اور زمین

ع ۸ ۱۰ ۵

عربی حاشیہ

14- یہ سردار اور بزرگ کبھی دنیاوی بزرگی کی بنا پر گمراہ کرتے ہیں اور کبھی مذہبی حیثیت کا غلط استعمال کرتے ہیں اور قوم کو راستہ سے ہٹا دیتے ہیں۔

15- روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے مال تقسیم کیا تو ایک مرد انصاری نے کہہ دیا کہ یہ کام مرضی خدا کے مطابق نہیں ہوا تو آپ کا روئے مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ خدا موسیٰ پر رحمت نازل کرے کہ انھوں نے اس سے زیادہ الزامات برداشت کئے ہیں اور ہر مصیبت پر صبر کیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۰ دلیل ہے کہ زبان کا صحیح استعمال ہی تقویٰ کا کمال ہے اس لئے کہ زبان میں ۳۰ عیب ہوتے ہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری، منافقت، خوشامد، بدزبانی، غنا، بھونڈا مذاق، استہزاء، کشف اسرار، خلف وعد بیجا لعنت، جھگڑا، باطل گفتگو، فضول بکواس، غیر متعلق بات، محافل لہو کی تعریف، مہمل

اردو حاشیہ

(۱۱) امانت کے مفہوم میں مفسرین کے نزدیک شدید ترین اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک امانت تکلیف اور اطاعت کے معنی میں ہے۔

بعض کے نزدیک امانت کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ امانت انسان کے تمام اعضاء اور قویٰ کا نام ہے۔

بعض امانت سے مراد مالی امانت کو مراد لیتے ہیں۔ لیکن آیات کے سیاق وسباق کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ امانت یہی عہد اطاعت وعبادت ہے جو خدا نے تمام باشعور مخلوقات سے لیا ہے اور جس کیلئے انسان اور جن کو پیدا کیا ہے اور جس کا بارِگراں اس کے علاوہ کوئی نہیں اٹھا سکتا ہے۔ اب یہ انسان کی فطری استعداد وصلاحیت اور شرافت وانسانیت تھی کہ اس نے اس بارگراں کو اٹھا لیا اور نادانی تھی کہ اس کی سنگینی اور اس کے نتائج کا اندازہ نہیں کیا۔ گویا انسان طبعی اعتبار سے شریف اور امین ہے۔ حالات کے اعتبار سے ظالم اور جاہل ہو جاتا ہے اور امانت میں خیانت کرتا ہے یا خیانت کے نتائج سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔

وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ

اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو ان سب نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے

مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ﴿۷۲﴾

ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ انسان یقیناً بڑا ظالم اور نادان ہے۔ (72)

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ

تاکہ (نتیجے میں) اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں

وَالۡمُشۡرِكٰتِ وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو معاف کرے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۷۳﴾

اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔ (73)

اٰیاتھا ۵۴ ۳۴ سُوۡرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ ۵۸ رکوعاتھا ۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ

ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے

وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى الۡاٰخِرَةِ [1] ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱﴾

اور آخرت میں بھی ثنائے کامل اسی کے لیے ہے اور وہ بڑا حکمت والا، خوب باخبر ہے۔ (1)

عربی حاشیہ

سوالات، تصنع، تہمت، جھوٹی گواہی، افواہیں، خودستائی، بیجا اصرار، سخت کلامی، ایذارسانی، بیجا مذمت، کفرانِ نعمت، ترویج باطل.....وغیرہ۔

ف: قرآن مجید میں پانچ سوروں کا آغاز حمد سے ہوا ہے تین میں تخلیق کائنات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایک میں تنزیل قرآن کا اور سورہ حمد میں ربوبیت کا جو مذکورہ تمام امور کی جامع بلکہ اس سے بھی وسیع تر مفہوم کی حامل ہے اور اسی لئے سورہ حمد جامع کل قرآن ہے۔

1- یہ علامت ہے کہ دنیا سے آخرت تک خدا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو قابلِ حمد وثنا نہ ہو۔

اردو حاشیہ

يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنۡزِلُ
جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيۡهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۝۲
اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے سب کو اللہ جانتا ہے اور وہی رحیم وغفور ہے۔ (2)

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَاۡتِيۡنَا السَّاعَةُ ؕ قُلۡ بَلٰى وَرَبِّىۡ
اور کفار کہتے ہیں: قیامت ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دیجئے: میرے عالم الغیب رب کی قسم

لَتَاۡتِيَنَّكُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَيۡبِ ۚ لَا يَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٍ
وہ تم پر ضرور آ کر رہے گی۔ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر بھی (کوئی چیز)

فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ
اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ ذرے سے چھوٹی چیز اور نہ اس سے بڑی مگر یہ کہ

اَكۡبَرُ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۝۳ لِّيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
سب کچھ کتاب مبین میں ثبت ہے۔(3) تا کہ اللہ ایمان لانے والوں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ
اور نیک عمل انجام دینے والوں کو جزا دے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور رزق

كَرِيۡمٌ ۝۴ وَالَّذِيۡنَ سَعَوۡ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓئِكَ
کریم ہے۔(4) اور جنہوں نے ہماری آیات کو مغلوب کرنے کی سعی کی ہے

لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا
ان کے لیے بلا کا دردناک عذاب ہے۔(5) اور جنہیں علم دیا گیا ہے

عربی حاشیہ

2- مخلوقات کی مختلف قسمیں ہیں بعض زمین میں داخل ہوتی ہیں جیسے دانے وغیرہ اور بعض زمین سے نکلتی ہیں جیسے درخت وغیرہ اور خدا دونوں سے باخبر ہے حالانکہ دانہ زمین میں داخل ہونے کے بعد فنا ہوجاتا ہے اور اس کی ماہیت ناقابلِ شناخت ہوجاتی ہے لیکن پروردگار جانتا ہے کہ یہ کس چیز کا دانہ تھا اور اس سے کیا پیدا کرنا ہے اور وہ اس چیز کو پیدا کرتا ہے۔ یہ اس کے اقتدار کا مسئلہ بھی ہے اور علم غیب کا بھی۔

یہی حال آسمان کا ہے کہ بعض چیزیں اُدھر سے نازل ہوتی ہیں جیسے بارش کے قطرات اور بعض اُدھر بلند ہوتی ہیں جیسے بخارات اور خدا ہر دقیق اور بے حقیقت سے بھی باخبر ہے۔

ف: آیت نمبر ۴ میں رزق سے پہلے مغفرت کا ذکر ہے کہ مغفرت کے بغیر رزق کریم کا امکان نہیں ہے۔ پھر آیت نمبر ۵ میں "من رجز الیم" من کے ساتھ آیا ہے جو علامت ہے

اردو حاشیہ

الْعِلْمَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ

وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور

يَهْدِيٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ وَ قَالَ

وہ بڑے غالب آنے والے اور قابل ستائش (اللہ) کی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔(6)اور کفار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ

کہتے ہیں: کیا ہم تمہیں ایک ایسے آدمی کا پتہ بتائیں (۱) جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے

اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝

کہ جب تم مکمل طور پر پارہ پارہ ہوجاؤ گے تو بلاشبہ تم نئی خلقت پاؤ گے؟(7)

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ

اس نے اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اسے جنون لاحق ہے؟ (نہیں) بلکہ (بات یہ ہے کہ)

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ لوگ عذاب میں اور گہری گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (8)

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ

کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے پر محیط آسمان وزمین کو نہیں دیکھا؟

السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان سے ان پر

نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

ٹکڑے برسا دیں۔ یقیناً اس میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے

عربی حاشیہ

جزاتمام رزق کریم ہے اور سزا عذاب الیم کا ایک حصہ ہے جورحمت خدا کا ایک اور اعلان ہے۔

ف: منکرین آخرت کوعذاب اور ضلال میں قرار دیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ اس دنیا میں بھی انکار آخرت ایک عذاب ہے جس کی وجہ سے نہ جزا کا اطمینان پیدا ہوتا ہے اور ظالمین کی سزا کا یقین۔ زندگی ایک بے سمتی کا شکار ہوجاتی ہے اور یہ ضلال بعید بھی ہے اور عذاب شدید بھی نیز یہ کہ قیامت کے ثبوت میں زمین و آسمان کو فوق وتحت کہنے کے بجائے سامنے اور پیچھے قرار دیا گیا ہے جو علامت ہے کہ انسان منظر افق بھی دیکھ لے تو اسے تغیرات زمانہ کے ساتھ انجام زمانہ کا یقین حاصل ہوجائے گا۔

اردو حاشیہ

(۱) حقائق کا استہزاء ہر دور میں رائج رہا ہے اور آج بھی رائج ہے۔

کفار ومشرکین عقیدہ قیامت پر بحث کرنے اور اسلام کے دلائل کا جواب دینے کے بجائے فقط استہزاء اور تمسخر سے کام لیا کرتے تھے کہ کہیں عوام کے دل میں یہ عقیدہ راسخ نہ ہو جائے کہ اس طرح ہماری حیثیت ختم ہو جائے گی اور لوگ ہمارے نظام سے برگشتہ ہو کر الٰہی نظام کی طرف راغب ہوجائیں گے۔

اس مقام پر ایک نئے اندازِ تمسخر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اصلی قیامت کا مذاق اڑانے کے ساتھ پیغمبرؐ اسلام کا بھی مذاق اڑانے لگے اور لوگوں سے تجاہل عارفانہ کے انداز سے یہ کہنے لگے کہ ہمیں ایک ایسے آدمی کا سراغ ملا ہے جو یہ کہتا ہے کہ خاک میں مل جانے اور ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد بھی تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ خدا جانے وہ شخص دیوانہ ہے یا اپنے پروردگار پر افتراء کررہا ہے تو کیا تم لوگ ایسے انسان پر ایمان لانے کیلئے تیار ہو۔

لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا

ہر بندے کے لیے نشانی ہے۔(9)اور بتحقیق ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت دی۔ (اور ہم نے کہا:)

يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾

اے پہاڑو!اس کیساتھ (تسبیح پڑھتے ہوئے) خوش الحانی کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا) اور ہم نے لوہے کو ان کے لیے نرم (۲) کر دیا۔(10)

أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ

کہ تم لوگ زرہیں بناؤ اور ان کے حلقوں کو باہم مناسب رکھو اور نیک عمل کرو

إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا

بتحقیق جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے دیکھتا ہوں۔(11)اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا۔ صبح کے وقت

شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ

اس کا چلنا ایک ماہ کا راستہ اور شام کے وقت کا چلنا بھی ایک ماہ کا راستہ (ہوتا)۔ اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ

الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَن يَزِغْ

بہا دیا اور جنوں میں سے بعض ایسے تھے جو اپنے رب کی اجازت سے سلیمان کے آگے کام کرتے تھے اور ان میں سے

مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُونَ

جو ہمارے حکم سے انحراف کرتا ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا ذائقہ چکھاتے۔(12) سلیمان

لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

جو چاہتے یہ جنات ان کے لیے بنا دیتے تھے بڑی مقدس عمارات، مجسمے، حوض جیسے

وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ

پیالے اور زمین میں گڑی ہوئی دیگیں۔ اے آل داؤد! شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں

عربی حاشیہ

3-ادب کے معنی میں رجوع کرنا۔ تادیب تسبیح کے ساتھ رجوع کرنا۔
سابغات وسوابغ۔ سابغ کی جمع ہے یعنی لباس کامل۔
سرد۔ منظم کرنا۔
غدو۔ صبح کا سفر
رواح۔ شام کا سفر
قطر۔ تانبا، لوہا یا سیسہ
محاریب۔ محراب کی جمع یعنی عبادت گاہ
جفان۔ جفنہ کی جمع یعنی پیالہ
جواب۔ جابیہ کی جمع یعنی بڑا حوض۔
قدور۔ قدر کی جمع یعنی دیگ راسیات۔ زمین میں گڑی ہوئی۔
منسأۃ۔ بڑا عصا

ف: جناب داؤد کو زرہ بنانے کی تفصیلی تعلیم دلیل ہے کہ ہر صنعت کار کو بہترین مال تیار کرنا چاہیے اور دھوکہ بازی نہیں کرنا چاہیے ...... اور جناب سلیمان کے اختیارات دلیل ہیں کہ نظام

اردو حاشیہ

(۲) پروردگار کا یہ مخصوص فضل وکرم جناب داؤدؑ اور جناب سلیمانؑ کے ساتھ رہا کہ جناب داؤدؑ کیلئے لوہے کو نرم کر دیا اور جناب سلیمانؑ کیلئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا کہ اس سے مختلف چیزیں تیار کی جا سکتی تھیں لیکن دونوں تذکروں میں یہ بات نمایاں ہے کہ داؤدؑ کو کمال ملا تو اسے روزی کمانے میں صرف کیا اور زرہ سازی کا کام شروع کیا کہ اس میں رزق بھی ہے اور میدانِ جنگ میں افادیت بھی ہے۔

اور جناب سلیمانؑ کو کمال ملا تو جنات کے عبادت خانے بنائے۔ انبیاء کرامؑ کی تصویریں بنائیں، پیالے بنائے، دیگیں تیار کیں جو اس بات کی علامت ہے کہ کچھ کام دینی افادیت کیلئے کیا اور کچھ دنیاوی مصالح کیلئے اور اس طرح یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ والے اپنے کمالات کو شخصیت سازی کیلئے استعمال نہیں کرتے ہیں بلکہ دین ودنیا کی افادیت کیلئے استعمال کرتے ہیں اور اسی لئے آخر میں آل داؤد سے شکر کا مطالبہ کیا گیا کہ شکر ہی غرور کا بہترین علاج ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے شکر کامل کا مطالبہ کیا اور انہوں نے معذرت کی کہ یہ کس کے بس کی بات ہے تو ارشاد ہوا کہ نعمت کا خدا کی طرف سے سمجھنا ہی سب سے بڑا شکر ہے جس کے بعد بندگی پیدا ہوتی ہے انانیت نہیں پیدا ہوتی ہے۔

مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ

شکر کرنے والے کم ہیں۔(13) پھر جب ہم نے سلیمانؑ کی موت کا فیصلہ کیا تو

مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ

ان جنات کو سلیمان کی موت کی بات کسی نے نہ بتائی سوائے زمین پر چلنے والی (دیمک) کے

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ

جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی۔ پھر جب سلیمان زمین پر گرے تو جنوں پر بات واضح ہو گئی کہ اگر وہ غیب

مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ؕ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ [4] فِيْ

جانتے ہوتے تو ذلت کے اس عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔(14) تحقیق (اہل) سبا کے لیے

مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ

ان کی آبادی میں موجود نشانی دو باغ دائیں اور بائیں تھے۔اپنے رب کے

رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ

رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ ایک پاکیزہ شہر (ہے) اور بڑا بخشنے والا

غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ [5] وَ

پروردگار۔(15) پس انہوں نے منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر طاقتور سیلاب بھیج دیا اور

بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ

ان دو باغوں کے عوض ہم نے انہیں دو ایسے باغات دیے جن میں بدمزہ پھل اور کچھ

وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ

جھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے بیر تھے۔(16) ان کی ناشکری کے سبب ہم نے انہیں یہ سزا دی

عربی حاشیہ

حکومت کے لئے تیز رفتار سواری، صنعت کے لئے خام مواد اور کام کے لئے انتھک کام کرنے والے عمال کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے بغیر نظامِ حکومت کا برقرار رہنا محال ہے۔

ف: سیل عرم کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چوہوں نے باندھ کی دیوار میں سوراخ کر دیا اور جب بارش تیز ہوئی تو باندھ ٹوٹ گیا اور بے نظیر تمدن اور آبادی کا مالک علاقہ لمحوں میں تہس نہس ہو گیا اور قدرت نے ثابت کر دیا کہ ہم سزا دینا چاہیں تو چوہے بھی سلطنتوں کو تباہ کر سکتے ہیں۔

4- سبا۔ عرب کا ایک قبیلہ ہے جس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا گیا ہے جس کی نسل سے یہ قبیلہ پیدا ہوا ہے۔

5- عرم۔ باندھ کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ پانی کو روک کر زراعت وغیرہ کے کام میں لایا جاتا ہے۔

اُکُل۔ جو پھل کھائے جاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

اور کیا ایسی سزا ناشکروں کے علاوہ ہم کسی اور کو دیتے ہیں؟(17)اور ہم نے ان کے اور جن بستیوں کو

الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

ہم نے برکت سے نوازا تھا کے درمیان چند کھلی بستیاں (۳) بسا دیں اور ان میں

السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا

سفر کی منزلیں متعین کیں۔ ان میں راتوں اور دنوں میں امن کے ساتھ سفر کیا کرو۔(18)پس انہوں نے کہا:

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی منزلوں کو لمبا کر دے۔ اور انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا

اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

چنانچہ ہم نے بھی انہیں افسانے بنادیا اور انہیں مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یقیناً اس واقعے میں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ

ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔(19)اور بتحقیق ابلیس نے ان کے بارے میں

اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾

اپنا گمان درست پایا اور انہوں نے اس کی پیروی کی سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے۔ (20)

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

اور ابلیس کو ان پر کوئی بالادستی حاصل نہ تھی مگر ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ آخرت کا

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ

ماننے والا کون ہے اور ان میں سے کون اس بارے میں شک میں ہے اور آپ کا رب

المنزل ۵

عربی حاشیہ

خمط۔ اراک کے درخت۔

اس قوم کا مختصر قصہ یہ ہے کہ یہ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہے۔ اس کا نام عبدالشمس تھا اور لوگوں کو گرفتار کرنے کی بنا پر سبا کہا جاتا تھا یعنی سب سے زیادہ خوشحال قبیلہ تھا۔ اس علاقہ میں سیلاب کا زور تھا تو بادشاہ نے اہلِ علم کے مشورہ سے مقام مارب پر باندھ بنوادیا تھا اور اس میں دروازے تھے جن سے حسب ضرورت پانی لیا جاتا تھا۔ امتداد زمانہ سے باندھ ٹوٹ گیا اور بستیاں تباہ ہوگئیں اور قوم مختلف علاقوں میں منتشر ہوگئی۔

ف: قدرت کا انتظام دیکھئے کہ عصائے سلیمان کو دیمک چاٹ گئی اور سبا کے باندھ کو چوہوں نے توڑ دیا۔ اس کے بعد بھی انسان اپنی طاقت پر غرور رکھے اور دیگر مخلوقات کو حقیر سمجھے تو اس دیوانگی کا علاج نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) کیا خوشحال زندگی تھی۔ اپنا علاقہ باغات کا مرکز اور وہاں سے شام تک مسلسل بستیاں اور اس انداز کے ساتھ کہ مسافر کو زاد سفر کی ضرورت نہ پڑے اور روزانہ ایک بستی میں بسیرا لے سکے لیکن پہلی بدبختی یہ کہ دور دراز بستیوں کا مطالبہ کیا تا کہ صحراؤں میں سفر کا لطف حاصل کریں اور اس کے بعد خدا کی نعمتوں کی مسلسل ناشکری کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیلاب نے سب تباہ کر دیا اور ناشکری نے فقر وفاقہ میں مبتلا کر دیا جس سے بدتر کوئی سزا نہیں ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ۔

فاقہ اور فقیری سرخ موت ہے۔

☆ فقر قریب ہے کہ کفر میں تبدیل ہو جائے۔

☆ فقر دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

☆ فقر دین کے نقص کی بنیاد ہے کہ انسان عدل الٰہی پر اعتراض شروع کر دیتا ہے۔

آج قوم سبا ایک تاریخی افسانہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے اور یہ ہر احسان فراموش قوم کیلئے مرقع عبرت ہے۔ کہ اب بھی ہوش میں آجائے ورنہ

شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ

ہر چیز پر نگہبان ہے۔(21) کہہ دیجئے: جنہیں تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو

اللَّهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا

انہیں پکارو۔ وہ ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ

اور نہ ہی ان دونوں میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے اس کا

مِنْ ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ

کوئی مددگار ہے۔(22) اور اللہ کے نزدیک کسی کی شفاعت فائدہ مند نہیں سوائے اس کے

أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ [6] قَالُوا مَاذَا ۙ قَالَ

جسے اللہ نے اجازت دی ہو یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے پریشانی دور ہو گی تو وہ کہیں گے:

رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ

تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہیں گے: حق فرمایا ہے اور وہی برتر، بزرگ ہے۔(23) ان سے پوچھیے:

يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ

تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ کہہ دیجئے: اللہ۔ تو ہم اور تم میں سے

إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَا تُسْأَلُونَ

کوئی ایک ہدایت پر یا صریح گمراہی میں ہے۔(24) کہہ دیجئے: ہمارے گناہوں کی

عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ

تم سے پرسش نہیں ہو گی اور نہ ہی تمہارے اعمال کے بارے میں ہم سے سوال ہو گا۔(25) کہہ دیجئے: ہمارا رب

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۸ میں کافۃ للناس پیغمبر اسلام کی رسالت کی عمومیت اور اس کے نتیجہ میں آپ کی خاتمیت کا اعلان کر رہی ہے۔

6- مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ قلوبہم کی ضمیر کا مصداق کون ہے...... لیکن ظاہر آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جن افراد پر قیامت کا ہول طاری ہوگا جب انھیں قدرے افاقہ ہوگا تو جو لوگ ہول قیامت سے محفوظ ہوں گے ان سے سوال کریں گے کہ تمھارے پروردگار نے ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے اور وہ جواب دیں گے کہ جو فیصلہ کیا ہے وہ ٹھیک ہی کیا ہے۔

گویا قیامت میں دو فریق ہوں گے ایک ہول قیامت سے محفوظ ہوگا اور ایک اس میں مبتلا ہوگا۔

اردو حاشیہ

تاریخ کسی کے ساتھ مروت کا برتاؤ نہیں کرتی ہے۔

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۚ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾

ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان حق پر مبنی فیصلہ فرمائے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا، دانا ہے۔ (26)

قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ

کہہ دیجئے: مجھے وہ تو دکھاؤ جنہیں تم نے شریک بنا کر اس کے ساتھ ملا رکھا ہے۔ ہرگز نہیں، بلکہ بڑا غالب آنے والا،

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ

حکمت والا صرف اللہ ہے۔(27) اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے فقط بشارت دینے والا

بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَ

اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔(28) اور

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُلْ

یہ کہتے ہیں: اگر تم لوگ سچے ہو (تو بتاؤ قیامت کے) وعدے کا دن کب آنے والا ہے؟ (29) کہہ دیجئے:

لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا

تم سے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ

تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ ع وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا

النصف ۳ ع ۹ ۹

آگے بڑھ سکو گے۔(30) اور کفار کہتے ہیں: ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور نہ

الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ

(ان کتابوں پر) جو اس سے پہلے ہیں اور کاش آپ ان کا وہ حال دیکھ لیتے جب یہ ظالم

مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ ج

اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور ایک دوسرے پر الزام عائد کر رہے ہوں گے۔

عربی حاشیہ

7- یہ تبلیغ اور افہام و تفہیم کا حسین ترین انداز ہے کہ براہِ راست گمراہ کو گمراہ کہنے کے بجائے اسے دعوت فکر دی جائے کہ بالآخر دو میں سے ایک گمراہ ضرور ہے تو اب تم سوچو کہ دونوں میں کون گمراہ ہے اور پھر ترتیب کلام سے حقیقت کا اعلان بھی کر دیا ہے کہ پہلے اپنا بھی ذکر کیا ہے اور ہدایت کا بھی اور دوسرے نمبر پر ان کا بھی ذکر کیا ہے اور کھلی ہوئی گمراہی کا بھی۔
مزید نکتہ یہ ہے کہ ہدایت کے ساتھ علیٰ استعمال ہوا ہے اور گمراہی کے لئے فی اور کمال احتیاط یہ ہے کہ اپنے لئے جرم کا لفظ استعمال کیا ہے اور دشمن کے لئے عمل کا لفظ جو اخلاقی دنیا کا شاہکار ہے۔

اردو حاشیہ

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ

(چنانچہ) جو لوگ دبے ہوئے ہوتے تھے وہ بڑا بننے (۴) والوں سے کہیں گے: اگر تم نہ ہوتے

لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا

تو ہم مومن ہوتے۔(31) اور بڑا بننے والے دبے رہنے والوں سے کہیں گے:

اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ

ہدایت تمہارے پاس آ جانے کے بعد کیا ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں)

كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا [8] لِلَّذِيْنَ

بلکہ تم خود ہی مجرم ہو۔(32) اور کمزور لوگ بڑا بننے والوں سے کہیں گے: بلکہ

اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ

یہ رات دن کی چالیں تھیں جب تم ہمیں اللہ سے کفر کرنے اور اس کے لیے

نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا

ہمسر بنانے کے لیے کہتے تھے۔ جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے

رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ

تو دل میں ندامت لیے بیٹھیں گے اور ہم کفار کی گردنوں میں طوق

كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ

ڈالیں گے۔ انہیں انہی حرکتوں کا بدلہ ملے گا جن کے وہ مرتکب ہوئے ہیں۔(33) اور ہم نے

اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا

کسی بستی کی طرف کسی تنبیہ کرنے والے کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے مراعات یافتہ لوگ کہتے تھے:

عربی حاشیہ

ف: کیا بدبختی ہے کہ قیامت میں بھی اپنی شرمندگی کا اظہار نہیں کرنا چاہتے ہیں جب کہ اس کے مقابلہ میں گلے میں طوق جرم کا اعلان کررہا ہے۔ اگرچہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اسرار لغات تضاد میں ہے اور اس کے معنی اظہار کے بھی ہیں لیکن اس مقام پر اس معنی کا انطباق قرائن کے پیش نظر تقریباً ناممکن ہے۔

8- مستضعفین اور مستکبرین کے مناظرہ میں بالآخر فتح کمزور طبقہ کی ہوئی کہ ان کی آخری بات کا جواب مستکبرین نہ دے سکے کہ انھوں نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا کہ تمھارا آج یہ کہنا ہے کہ ہم نے راہِ حق سے نہیں روکا تھا اور کل دار دنیا میں صبح وشام نئی نئی تدبیریں نکال کر کفر وشرک پر آمادہ کیا کرتے تھے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ ہر دور میں بڑے لوگوں کا طرز عمل رہا ہے کہ پہلے جاہل افراد کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ کر لیتے ہیں اور جب کام بگڑ جاتا ہے تو اپنے کو بالکل بری الذمہ ثابت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور یہ جاہلوں کی جہالت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں لیکن یہ سب اس دار دنیا تک ہے۔ آخرت کا عذاب سامنے آنے کے بعد یہ سارے فلسفے ختم ہو جائیں گے اور کسی کی ہوشیاری یا بیوقوفی کام نہ آئے گی اور عذاب کی شدت دیکھ کر سب ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے اور جاہلوں کا دعویٰ یہ ہوگا کہ یہ بڑے لوگ نہ ہوتے تو ہم راہِ راست پر آ جاتے۔ ہمیں تو ان بڑے لوگوں نے گمراہ کیا ہے۔ دار دنیا میں اس صورتِ حال کا ایک نقشہ شہادت امام حسینؑ کے بعد دیکھا گیا ہے کہ قتل تک سب عید منا رہے تھے اور قتل کے بعد یزید، ابن زیاد، شمر سب نے ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرانا شروع کر دیا اور کوئی اس واقعہ کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار نہ تھا جب کہ قیامت میں سب کو اس کی سزا برداشت کرنا پڑے گی۔

بِمَآ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوۡا نَحۡنُ اَكۡثَرُ اَمۡوَالًا

جو پیغام تم لے کر آئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔(34) اور کہتے تھے: ہم اموال

وَّاَوۡلَادًا ۙ وَّمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ ﴿۳۵﴾ قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ

اور اولاد [۵] میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب نہیں ہو گا۔(35) کہہ دیجئے: میرا رب

الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ

جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراوان اور تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ ع وَمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ بِالَّتِىۡ تُقَرِّبُكُمۡ

نہیں جانتے۔(36) اور تمہارے اموال و اولاد ایسے نہیں جو تمہیں ہماری قربت میں

عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۙ فَاُولٰٓـئِكَ

درجہ دلائیں سوائے اس کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

لَهُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا وَهُمۡ فِى الۡغُرُفٰتِ

پس ان کے اعمال کا دگنا ثواب ہے اور وہ سکون کے ساتھ بالا خانوں میں

اٰمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيۡنَ يَسۡعَوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ

ہوں گے۔(37) اور جو لوگ ہماری آیات کو مغلوب کرنے کے لیے سعی کرتے ہیں

اُولٰٓـئِكَ فِى الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ

وہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔(38) کہہ دیجئے: میرا رب

الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَيَقۡدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ

اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فراوانی اور تنگی سے رزق دیتا ہے اور جو کچھ تم

عربی حاشیہ

9- یہی جملہ دو آیت قبل بھی وارد ہوا ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہاں عبادہ کا ذکر نہیں ہے اور یہاں یہ ذکر موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی آیت عام تھی اور یہ صرف صاحبانِ ایمان کے بارے میں ہے کہ انھیں سے یہ وعدہ بھی ہے کہ جو راہِ خدا میں خرچ کریں گے خدا اس کا بدلہ دے دے گا اور اس کا خزانہ کسی وقت خالی ہونے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ فرعون نے موسیٰ کے مقابلہ میں مشرکین نے نزولِ قرآن کے بارے میں بنی اسرائیل نے طالوت کی سرداری کے ذیل میں قوم نوحؑ نے جناب نوحؑ کے ساتھیوں کے سلسلہ میں اور صنادید قریش نے اصحاب رسولؐ کے بارے میں یہی سوال اٹھایا تھا کہ یہ صاحبِ مال نہیں ہیں۔ قدرت نے واضح کردیا کہ مال فتنہ و آزمائش ہے معیارِ شرف و شرافت نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) انسان نے دنیا میں یہ تجربہ کیا ہے کہ بڑی شخصیتوں سے قربت حاصل کرنے میں کبھی مال کام آتا ہے اور کبھی اولاد۔ لہٰذا اس نے دین و مذہب میں بھی یہی عقیدہ قائم کر لیا کہ یہی مال و اولاد پروردگار سے بھی قرب کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔

قرآن حکیم نے اس حقیقت کی وضاحت کر دی کہ خدا کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کیلئے نہ مال کام آنے والا ہے اور نہ اولاد وہاں صرف ایمان اور عمل صالح ہے جو تقرب کا وسیلہ بن سکتا ہے اور جن افراد کو وسیلہ کی حیثیت حاصل ہے انہیں بھی یہ کمال ان کے ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ہی حاصل ہوا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ صرف ایمان بھی تقرب کا ذریعہ نہیں ہے اس کیلئے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے اور ایمان و عمل صالح کے بغیر اس کی بارگاہ میں تقرب کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۳۹﴾

خرچ کرتے ہو اس کی جگہ وہ اور دیتا ہے اور وہ سب سے بہترین رزق دینے والا ہے۔ (39)

وَیَوۡمَ یَحۡشُرُهُمۡ جَمِیۡعًا ثُمَّ یَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اَهٰۤؤُلَآءِ

اور جس دن وہ ان سب لوگوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا:

اِیَّاکُمۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ اَنۡتَ وَلِیُّنَا

کیا یہ لوگ تمہاری پرستش کرتے تھے؟ (40) وہ کہیں گے: پاک ہے تیری ذات۔

مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ بَلۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ۚ اَکۡثَرُهُمۡ

تو ہی ہمارا آقا ہے نہ کہ وہ بلکہ وہ تو جنات کی پرستش کرتے تھے اور ان کی

بِهِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۱﴾ فَالۡیَوۡمَ لَا یَمۡلِکُ بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ

اکثریت انہی کو مانتی ہے۔(41) لہٰذا آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نفع

نَّفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ

اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا اور ظالموں سے ہم کہہ دیں گے: اب چکھو

النَّارِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ بِهَا تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِذَا تُتۡلٰی

اس جہنم کا عذاب جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔(42) اور جب ان پر

عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ

ہماری واضح آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں: یہ شخص تو تمہیں تمہارے

یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّصُدَّکُمۡ عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُکُمۡ ۚ وَقَالُوۡا

باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور کہتے ہیں: یہ (قرآن) تو محض ایک

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۹ میں دو باتوں کا اعلان ہے:

۱۔خدا خیر الرازقین ہے کہ مصلحت دیکھ کر دیتا ہے۔ ہر شے کے عطا کرنے پر قادر ہے۔ عطا کر کے اجرت نہیں مانگتا۔ اکثر اوقات بغیر مانگے عطا کرتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فانی کے بجائے باقی عطا کرتا ہے اور قلیل کے بجائے کثیر۔

۲۔وہ ہر انفاق کی خانہ پُری کر دینے والا ہے بشرطیکہ انفاق اس کی راہ میں ہو اور اس کے وعدہ پر اعتماد ہو یہ ایک خدائی بیمہ ہے جس سے فائدہ نہ اٹھانا دیوانگی اور بے اعتمادی کے سوا کچھ نہیں۔

10-اس جملہ کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ جنات یعنی شیاطین کی عبادت کرتے تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ہم ملائکہ کی عبادت ہمارے کہنے کی بنا پر نہیں کرتے تھے اور نہ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ یہ ہماری عبادت بھی جنات اور شیاطین کے کہنے کی بنا پر

اردو حاشیہ

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

خود ساختہ جھوٹ ہے اور کفار (کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ ان) کے پاس

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ

جب بھی حق آیا تو کہنے لگے: بے شک یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔(43) اور نہ تو

اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ

ہم نے پہلے انہیں کتابیں دی تھیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں اور نہ ہی آپ سے پہلے ہم نے ان کی طرف کوئی

قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ ؕ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

تنبیہ کرنے والا بھیجا ہے۔(44) اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی اور جو کچھ

بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ

ہم نے انہیں دیا تھا یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے مگر جب انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی تو (دیکھ لیا)

كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ

میرا عذاب کتنا سخت تھا۔(45) کہہ دیجئے: میں تمہیں ایک بات[۶] کی نصیحت کرتا ہوں کہ

تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا

تم اللہ کے لیے اٹھ کھڑے ہو ایک ایک اور دو دو کر کے پھر سوچو کہ

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ

تمہارے ساتھی میں جنون کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تو تمہیں ایک شدید عذاب سے

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

پہلے خبردار کرنے والا ہے۔(46) کہہ دیجئے: اگر میں نے تم سے

ع ۵ / ۹ / ۱۱

عربی حاشیہ

کیا کرتے تھے جس طرح آج بھی بیشمار باطل پرست دوسروں کے کہنے کی بنا پر باطل کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس میں باطل سے زیادہ ان لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے جو باطل پرستی پر آمادہ کرتے ہیں۔

11- مقصد یہ ہے کہ ان کے پاس اس کفروشرک کی کوئی دلیل نہیں ہے نہ انھیں کوئی کتاب دی گئی ہے اور نہ ان کے پاس کوئی پیغمبر آیا تھا کہ اس نے یہ بات بتائی ہو۔ ان کا یہ عقیدہ بالکل بے سند اور بے بنیاد ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۶ حیرت کی بات ہے کہ جو قرآن ۴۶ مقامات پر غور وفکر نہ کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے اور سیکڑوں مقامات پر غور وفکر تدبر وتعقل کی دعوت دیتا ہے اور جس اسلام میں ایک ساعت کی فکر ایک شب کی عبادت سے بہتر ہو اسے تقلیدی اوہامی یا رجعت پرست قرار دیا جائے۔

اردو حاشیہ

(۶) پیغمبرؐ اسلام نے اپنے جملہ تعلیمات کو ایک فقرہ میں سمیٹ دیا ہے کہ انسان اس بات کا احساس کر لے کہ ان کی عقل میں کسی قسم کا فتور نہیں ہے اس لئے کہ جس کے ذہن میں نقص اور عقل میں فتور ہوتا ہے اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

ایک ایک اور دو دو کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ پر دوطرح سے غور کیا جا سکتا ہے۔ چاہے تنہائی میں بیٹھ کر میرے تعلیمات اور احکام اور میرے سلوک اور کردار کا جائزہ لو یا آپس میں بیٹھ کر میرے بارے میں بحث ومباحثہ کرو اور دیکھو کہ میرے بیانات میں جنون کا کوئی اثر نہیں ہے اور جب یہ بات واضح ہو جائے تو مجھ پر ایمان لے آؤ۔

یہی بات سرکار دو عالمؐ نے روزِ اوّل کہی تھی جب کوہ صفا پر کھڑے ہو کر واصباحا کا نعرہ لگایا اور قوم جمع ہوگئی تو فرمایا کہ اگر میں یہ خبر دوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے کوئی حملہ ہونے والا ہے تو قبول کرو گے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا بیشک! فرمایا پھر میں تمہیں عذاب آخرت سے ڈرا رہا ہوں۔ اب میری صداقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ایمان لے آؤ۔

ان بیانات سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں کو پیغمبرؐ کے ذہن پر اعتماد نہیں تھا ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
کوئی صلہ مانگا ہے تو وہ خود تمہارے ہی لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور وہ

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ
ہر چیز پر گواہ ہے۔(47) کہہ دیجئے: میرا رب یقیناً حق کو غالب کرتا ہے اور وہ غیب کی باتوں کا خوب

الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ
جاننے والا ہے۔(48) کہہ دیجئے: حق آ گیا اور باطل نہ تو پہلی بار ایجاد کر سکتا ہے نہ ہی دوبارہ

وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى
پلٹا سکتا ہے۔(49) کہہ دیجئے اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو اس گمراہی کا نقصان خود مجھے ہی ہے اور اگر میں

نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ
ہدایت یافتہ ہوں تو یہ اس وحی کی بنا پر ہے جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً بڑا سننے والا،

قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ
قریب ہے۔(50) اور کاش آپ دیکھ لیتے کہ جب یہ پریشان حال ہوں گے تو بچ نہ سکیں گے اور نزدیک ہی سے

مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ
پکڑ لیے جائیں گے۔(51) (اب) وہ کہیں گے: ہم اس پر ایمان لے آئے لیکن اب وہ اتنی دور نکلی ہوئی

مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ
چیز کو کہاں پا سکیں گے؟(52) اور اس سے پہلے بھی وہ کفر کر چکے تھے اور

يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ
انہوں نے بن دیکھے دور ہی دور سے (گمان کے) تیر چلائے تھے۔(53) اور اب ان کے اور

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ حق کے آجانے کے بعد باطل کی بے بسی کے دو مرحلے ہیں:
حق کی وضاحت انکار کے ذریعہ ہوگی تو باطل کے افکار مہمل قرار دیئے جائیں گے جو حشر اشتراکت کا ہوا ہے۔
اور حق کی آمد اقتدار کے ساتھ ہوگی تو باطل کا اقتدار فنا ہوجائے گا جس کے جزئی نمونے سامنے آچکے ہیں اور مکمل نمونہ سامنے آنے والا ہے۔

12- یہ انتہائی لطیف لہجہ تبلیغ ہے کہ گمراہی کو اپنی حد تک محدود رکھا جائے اور ہدایت کو وحی کا نتیجہ قرار دے دیا جائے کہ اس طرح ذہنوں کو خدا کی طرف موڑنے کا بہترین طریقہ ہاتھ آجاتا ہے۔

13- یہ بھی ایک لطیف انداز بیان ہے کہ کفار پکڑے جائیں گے تو قریب ترین جگہ سے اور ایمان حاصل نہیں کرسکتے دور دراز کی وجہ سے۔ یعنی یہ روز قیامت عذاب سے قریب

اردو حاشیہ

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ

ان کی مطلوبہ اشیاء کے درمیان پردے حائل کر دیے گئے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ان کے ہم خیال لوگوں کے ساتھ

كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾

(یہی) کیا گیا تھا۔ یقیناً وہ شبہ انگیز شک میں مبتلا تھے۔(54)

ایاتها ۴۵ | ۳۵ سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ ۴۳ | رکوعاتها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ

ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا نیز فرشتوں کو

رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ

پیام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین اور چار چار پر ہیں وہ جیسے چاہتا ہے۔

مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ

مخلوقات میں اضافہ فرماتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز پر (۱) قادر ہے۔(1) لوگوں کے لیے

لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا

جو رحمت (کا دروازہ) اللہ کھولے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد

مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(2) اے لوگو!

عربی حاشیہ

تر ہوں گے اور ایمان سے دور تر....جب دنیا میں ایمان نہ لائے تو قیامت میں ایمان کہاں رکھا ہے۔ قیامت تو ایمان و عمل کے حساب کی منزل ہے ایمان لانے کی جگہ نہیں ہے۔

1- مثنٰی وثلٰث و رباع معدول ہے۔ اثنین، ثلاث ثلاث اور اربع اربع سے اور کلام عرب میں اس کے آگے کوئی عدد اس طرح استعمال نہیں ہوتا ہے مثل مخمس و مسدس وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۵۱ مکان قریب اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سزا کا انتظام دور سے نہیں ہوتا بلکہ فرعون اپنے دریا میں قارون اپنی زمین میں، شداد اپنی جنت میں گذشتہ اقوام اپنے علاقوں میں اور آخری دور میں سفیانی اپنے علاقہ ہی میں فنا کے گھاٹ اتارا جائے گا۔

ف: امیرالمومنینؑ کا ارشاد ہے کہ پروردگار نے جناب موسیٰ کو چار نصیحتیں فرمائی تھیں:

ا- جب تک گناہوں کی معافی کا یقین نہ ہوجائے دوسروں کے عیوب کو نہیں دیکھنا

اردو حاشیہ

(۱) آیت کریمہ سے دو باتیں واضح ہو جاتی ہیں:۔

ا- ملائکہ ایسی مخلوق ہیں جن کے کسی نہ کسی انداز کے جسم بھی ہیں اور ان کے کیفیات بھی جسمانی کیفیات جیسے ہیں وہ بالکل روح مجرد یا نور مجسم جیسے نہیں ہیں۔

۲- ملائکہ اپنی پرواز کیلئے پروں کا استعمال کرتے ہیں اور ان کے پر بھی مختلف ہیں کسی کے دو کسی کے تین، کسی کے چار اور پھر بعض کے زیادہ بھی ہیں جن کی تعداد کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

اب یہ پر کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے اور ان کا انداز پرواز کیا ہے اس کا ذکر قرآن مجید نے نہیں کیا تو بلا سبب بحث کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) رحمت الٰہی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں مال، علم، صحت، عافیت اور اس طرح کی بے شمار چیزیں شامل ہیں اور ان کی رحمتوں کا احصاء و شمار ناممکن ہے۔ رحمت کو بعض مصادیق کے ساتھ مخصوص کرنا غلط ہے بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے کہ رحمت شامل حال ہو تو کانٹوں پر سونا گہوارے کا کام دیتا ہے اور رحمت سے محرومی ہو جائے تو ریشم پر سونا خارزار پر کروٹ بدلنے کے مترادف ہے۔

النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ

لوگو! اللہ کے تم پر جو احسانات ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو آسمان

اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ

اور زمین سے تمہیں رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں الٹے

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ

پھرے جا رہے ہو؟(3) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ سے پہلے بھی رسولوں کی

مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

تکذیب ہوئی ہے اور تمام امور کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔(4)اے لوگو! اللہ کا وعدہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٞ وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

یقیناً سچا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی وہ دغا باز (شیطان) اللہ کے بارے میں

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ

تمہیں فریب دینے پائے(5)شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے پس تم اسے دشمن سمجھو۔ بے شک وہ

اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ ۝۶

اپنے گروہ کو صرف اس لیے دعوت دیتا ہے تا کہ وہ لوگ اہل جہنم میں شامل ہو جائیں۔ (6)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے شدید عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ ع اَفَمَنْ زُيِّنَ

نیک اعمال کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔(7) بھلا وہ شخص

عربی حاشیہ

چاہیے۔

۲۔جب تک میرے خزانے ختم نہیں ہوتے دوسروں کے رزق کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔جب تک میرے ملک کے زوال کا خیال نہیں ہے دوسرے سے امید نہیں لگانی چاہیے۔

۴۔جب تک شیطان کو موت نہ آجائے اس کے مکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

''روحی لہ الفداء''

2- یوں تو زندگانی دنیا کی ہر شے انسان کو دھوکہ دے سکتی ہے اور وہ گمراہ ہوسکتا ہے لیکن شیطان کا خصوصیت سے کام ہی یہی ہے کہ اولاد آدم کو دھوکہ دے کر آدمؑ کا بدلہ لے اسی لئے اس کو غرور اور دھوکہ باز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

3- یہ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے اور اس کی طرف سابق میں اشارہ کیا گیا ہے کہ

اردو حاشیہ

لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ
جس کے لیے اس کا برا عمل (۳) خوشنما بنا دیا گیا ہو اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگا ہو (ہدایت یافتہ شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟)

وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖؗ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ
بے شک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے لہٰذا ان لوگوں پر افسوس میں

حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَ اللّٰهُ الَّذِیْۤ
آپ کی جان نہ چلی جائے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو اس کا خوب علم ہے۔(8) اور اللہ ہی ہواؤں کو

اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ
بھیجتا ہے تو وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ شہر کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس سے

فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹
زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح (قیامت کو) اٹھنا ہو گا۔ (9)

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ (4) فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ
جو شخص عزت کا خواہاں ہے تو (وہ جان لے کہ) عزت ساری اللہ کے لیے ہے،

الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِیْنَ
پاکیزہ کلمات اسی کی طرف اوپر چلے جاتے ہیں اور نیک عمل (۴) اسے بلند کر دیتا ہے اور جو لوگ

یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓىِٕكَ
بری مکاریاں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ایسے لوگوں کا مکر نابود

هُوَ یَبُوْرُ ۝۱۰ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
ہو جائے گا۔(10) اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں

المنزل ۵

عربی حاشیہ

اس طرح کے بے ایمان اور بدعمل، صاحبانِ ایمان و کردار کے مثل نہیں ہو سکتے ہیں۔

4- دنیا میں کون ہے جو عزت کا طلبگار نہیں ہے۔ رب کریم نے انسان کو عزت کا صحیح راستہ بتا دیا کہ اصل عزت اللہ کے لئے ہے اس کے بعد سب کی عزت اسی کی وجہ سے ہے لہٰذا جسے صاحبِ عزت بننا ہے وہ خدا سے رابطہ قائم کرے اور اس راستہ سے جس سے اس نے رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام حسنؑ نے جنادہ بن ابی سفیان کو نصیحت فرمائی کہ اگر بغیر قبیلہ کے عزت اور بغیر سلطنت کے ہیبت چاہتے ہو تو معصیت کی ذلت سے اطاعت کی عزت کی طرف آجاؤ"۔ واضح رہے کہ عزت وہ استحکام ہے جو شخصیت کو ناقابلِ شکست بنا دیتا ہے اور یہ بات نصرت الٰہی کے بغیر ناممکن ہے ورنہ انسان ازاول شکستہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) شیطان کے گمراہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ برے اعمال کی دعوت نہیں دیتا ہے کہ انسان کسی وقت بھی متوجہ ہو گیا تو اس کے راستہ سے برگشتہ ہو جائے گا اور اسے دوبارہ محنت کرنا پڑے گی بلکہ وہ پہلے برے عمل کو کسی نہ کسی شکل میں عمل خیر بنا کر پیش کرتا ہے اس کے بعد انسان کو دعوت عمل دیتا ہے کہ اس طرح انسان کو جس قدر بھی عمل خیر کا شوق ہوگا اسی راستہ پر چلتا رہے گا بلکہ تیز تر چلتا رہے گا اور شیطان کو مزید محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ عمل سے بڑا ہنر علم ہے اور علم کے بغیر کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ انسان کسی وقت بھی عمل قبیح کو عمل حسن تصور کر سکتا ہے اور اسی بنا پر اسے اختیار کر سکتا ہے اور اس طرح ساری زندگی گمراہی اور تباہی میں گزر جائے گی اور وہ اپنی دانست میں خوش اور خوشحال ہی رہے گا۔

(۴) کلمہ اور کلام کسی قدر پاکیزہ ہو اس کی پاکیزگی کا کمال عمل صالح ہی سے سامنے آتا ہے ورنہ اسے خدا کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل نہ ہو سکے گا۔ گویا کلمہ طیب کا مزاج ہے خدا کی طرف بلند ہونا اور عمل صالح اس کے پر پرواز کا نام ہے جس کے بغیر اتنی طویل بلندی کا طے کرنا ممکن نہیں ہے۔

ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا
جوڑا جوڑا بنا دیا اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم کے ساتھ اور نہ

بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا
کسی زیادہ عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر یہ کہ

فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي
کتاب میں (ثبت) ہے۔ یقیناً یہ سب کچھ اللہ کے لیے آسان ہے۔(11) اور دو سمندر (۵) برابر

الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا
نہیں ہوتے: ایک شیریں، پیاس بجھانے والا، پینے میں خوشگوار اور دوسرا کھارا کڑوا

مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ
اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیورات نکال کر پہنتے ہو اور تم اس میں

حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا
کشتیوں کو دیکھتے ہو جو پانی کو چیرتی چلی جاتی ہیں تا کہ تم اللہ کا

مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ
فضل تلاش کرو اور شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔(12) وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے

وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ
اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔ ان میں سے

يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ
ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ سلطنت اسی کی ہے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۳ میں اجل مسمی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اجل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مسمی ہے جو مخلوق کی ذاتی صلاحیت سے وابستہ ہے اور ایک معلق ہے جو حالات سے وابستہ ہے جس طرح کہ ہر مشین کی ایک ذاتی مدت ہوتی ہے اور ایک مدت حالات سے طے ہوتی ہے جہاں استعداد کے باوجود ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے اور زندگی ختم ہوجاتی ہے۔

5-عذب۔ میٹھا

سائغ۔ جو آسانی سے حلق سے اتر جائے۔

ملح اجاج۔ شدید قسم کا کھارا پانی۔

مواخر۔ ماخرہ کی جمع ہے یعنی سینہ سمندر کو چاک کر کے چلنے والی کشتیاں۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ ایمان وکفر کی حسین ترین تعبیر ہے کہ کفر کڑوا پانی ہے اور ایمان خوشگوار آب زلال۔ فوائد دونوں سے حاصل ہوتے ہیں لیکن ایمان ایمان ہے اور کفر کفر دونوں میں یکسانیت کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

اور اس کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے (۶) برابر (کسی چیز) کے مالک نہیں ہیں۔ (13)

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا

اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اور اگر سن بھی لیں تو وہ تمہیں

اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا

جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے اور (خدائے) باخبر کی طرح

يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

تجھے کوئی خبر نہیں دے سکتا۔(14) اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو

اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اور اللہ تو بے نیاز، لائق ستائش ہے۔(15) اگر وہ چاہے تو

وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

تمہیں نابود کر دے اور نئی خلقت لے آئے۔ (16) اور ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ

بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ وَاِنْ تَدْعُ

مشکل تو نہیں۔(17) اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ (۸) نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی

مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ

(گناہوں کے) بھاری بوجھ والا اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کسی کو پکارے گا تو اس سے کچھ بھی نہیں

ذَا قُرْبٰى ۗ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

اٹھایا جائے گا خواہ وہ قرابتدار ہی کیوں نہ ہو۔ آپ تو صرف انہیں ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے

عربی حاشیہ

6- قطمیر۔ خرمہ کی گٹھلی کے اوپر کی ہلکی سی جھلی جو لفافہ کا سا کام کرتی ہے۔

7- لاینبئک مثل خبیر۔ یہ عربی زبان میں ایک محاورہ ہوگیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی بات کو سوائے باخبر شخص کے کوئی نہیں بتا سکتا ہے اور جس نے بتادیا ہے اس سے زیادہ باخبر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ جدید ترین مطالب کے بارے میں ایک طرح کا چیلنج ہوتا ہے کہ اس مطلب تک کسی اور کی رسائی ممکن نہیں ہے۔

8- مثقلہ وہ نفس جس پر گناہوں کا بوجھ لدا ہوا۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۳ میں ان بتوں کا ذکر ہے جنھیں خدا کو چھوڑ کر پکارا جاتا ہے۔ اس کا ان اولیاء کرام سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کو پکارنا رب العالمین کو پکارنا ہے اور ان کی حیثیت صرف شفیع اور وسیلہ کی ہے ......لہٰذا وہابیت کی مہمل تاویل فقط ایک فتنہ ہے اور بس۔!

اردو حاشیہ

(۶) باطل خدا بھی بن جائے تو کس قدر بیکس و بے بس ہوتا ہے اور بندہ حق بندگی بھی کرتا ہے تو کس قدر صاحب اختیار ہوتا ہے۔ اس کا منظر قرآن مجید میں بار بار دیکھا جا سکتا ہے۔

(۷) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان فقیر ہی نہیں سراپا فقر ہے۔ فقیر صاحب زبان ہوتا ہے اور مانگتا ہے اور انسان کی زبان بھی پروردگار کی خیرات ہے لہٰذا وہ سراپا فقر ہے اور یہ فقر باعث فخر ہے۔ اگر اس کا احساس رہ جائے اور شیطانی غرور نہ پیدا ہونے پائے۔

(۸) یہ اسلام کا مستقل قانون ہے جس کی بنا پر وہ تمام روایات بے معنی ہو جاتی ہیں جن میں زندوں کے رونے سے مردوں پر عذاب کی بات کہی گئی ہے کہ پروردگار ایک کے عمل سے دوسرے پر عذاب نہیں کرسکتا۔ یہ بات غیر معقول اور ناقابل تصور ہے۔

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ

ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ صرف اپنے لیے ہی پاکیزگی اختیار کرتا ہے

وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۸ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۝۱۹

اور اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے۔(18) اور نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ (19)

وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ۝۲۰ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ۝۲۱

اور نہ ہی اندھیرا اور نہ روشنی ۔(20)اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ (21)

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ

اور نہ ہی زندے اور نہ ہی مردے یکساں ہو سکتے ہیں۔ بے شک اللہ

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۲۲ اِنْ

جسے چاہتا ہے سنواتا ہے اور آپ قبروں میں مدفون لوگوں کو تو نہیں سنا سکتے۔(22) آپ تو

اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝۲۳ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ

صرف تنبیہ کرنے والے ہیں۔(23) ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور

نَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝۲۴ وَ

تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا۔[9] (24) اور

اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے والوں نے بھی تو

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

تکذیب کی ہے۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۲ سے بعض نادانوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اولیاءِ خدا بھی آواز نہیں سنتے ہیں اور ان سے کہنا بے کار ہے حالانکہ آیت کا تعلق کفار سے ہے اور اولیاءِ خدا یا شہدا خدا کو ایک مخصوص زندگی بہرحال حاصل ہے علاوہ اس کے کہ یہ تذکرہ عام حالات کا ہے۔ خصوصی حالات میں رسول اکرمؐ نے بدر کے کفار مقتولین سے کلام کیا ہے اور اسلام نے مردہ کو تلقین کرنے کا حکم دیا ہے۔

9- یہ ایمان وکفر کی مختلف تعبیریں ہیں جن سے دونوں کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ کافر اندھا ہے اور صاحب ایمان بصیر، کفر تاریکی ہے اور ایمان نور۔ ایمان ایک چھاؤں ہے اور کفر بادسموم۔ صاحبِ ایمان زندہ ہے اور کافر جیتے جی مردہ۔ کفر ایک قبر ہے جس میں کافر زندہ درگور رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) یہ ایک حقیقت ہے کہ پروردگار عالم نے ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہدایت کا انتظام کیا ہے اور کسی بھی قوم کو لاوارث نہیں چھوڑا ہے۔ کہیں نبی اور رسول کو بھیجا ہے اور کہیں دیگر ذرائع سے کام لیا ہے تاکہ اس کی حجت تمام ہو جائے اور کسی بندہ کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہماری ہدایت کیلئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور مشرکین عرب کے بارے میں یہ جو کہا گیا ہے کہ رسول کو وہاں بھیجا گیا ہے جہاں کوئی ڈرانے والا نہیں تھا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کے درمیان نبی اور رسول نہیں تھا نہ یہ کہ ہدایت کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ اُس دور کی مثال بالکل آج کے دور کی تھی کہ آج نہ کوئی نبی ہے نہ رسول لیکن وصی رسول زندہ موجود ہے اور وہ پردہ میں ہے تو اس کے نائب اتمام حجت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔

الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ

آئے تھے۔(25) پھر جنہوں نے کفر کیا میں نے انہیں گرفت میں لے لیا پھر (دیکھا) میرا عذاب کیسا

نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ج

سخت تھا؟(26) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے

فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ط وَمِنَ

پانی برسایا پھر ہم نے اس سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے؟

الْجِبَالِ جُدَدٌ [10] بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا

اور پہاڑوں میں مختلف رنگوں کی سفید اور سرخ گھاٹیاں پائی جاتی ہیں

وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ [11] وَ

اور کچھ گہری سیاہ ہیں۔(27) اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور

الْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ط إِنَّمَا يَخْشَى

مویشیوں میں بھی مختلف رنگ پائے جاتے ہیں۔اللہ کے بندوں میں سے صرف

اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ط إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

اہل علم (۱۰) ہی اس سے ڈرتے ہیں۔بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا، معاف کرنے والا ہے۔ (28)

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور

أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ

ہم نے جو رزق انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔وہ ایسی تجارت کے ساتھ

ع ۳ ۱۲ ۱۵

عربی حاشیہ

10-جدد۔ جُدہ کی جمع ہے یعنی جادہ اور راستہ۔

غرابیب غربیب کی جمع ہے۔ بہت زیادہ سیاہ

11-دواب تمام زمین پر رینگنے والے جانوروں کو کہا جاتا ہے اور انعام کا اطلاق عام طور سے اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری پر ہوتا ہے۔

علماء کے بارے میں امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ اُن کے قول وفعل میں مطابقت ہو ورنہ کتابوں کے صندوق کو عالم نہیں کہا جاتا ہے۔

ف: ''تجارت لن تبور'' وہ تجارت ہے جہاں بائع بندہ، خریدار خدا، مال عمل صالح، قیمت جنت اور رضائے الٰہی۔ اس سے بالاتر تجارت کیا ہوسکتی ہے کہ صاحبِ مال خود ہی خریدار ہو اور قیمت بھی ہزاروں گنا دے دے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) یہ صحیح ہے کہ اللہ نے ہر مخلوق کو مختلف انداز کا پیدا کیا ہے۔ وہ زمینی راستے ہوں یا جانور اور پھل یا انسان لیکن ان تمام مخلوقات میں خوف خدا کی صفت صرف اہل علم میں پائی جاتی ہے اور تقویٰ ہی کمال اور شرافت کی ایک بنیاد ہے۔

تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ وَ
امید لگائے ہوئے ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہو گا۔(29) تا کہ اللہ ان کا پورا اجر انہیں دے

يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَ
بلکہ اپنے فضل سے مزید بھی عطا فرمائے ۔یقیناً اللہ بڑا معاف کرنے والا، قدردان ہے۔(30)اور

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا (12)
ہم نے جو کتاب آپ کی طرف وحی کی ہے وہی برحق ہے۔ یہ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے

بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا
پہلے آئی ہیں یقیناً اللہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، ان پر نظر رکھنے والا ہے۔(31) پھر ہم نے اس کتاب کا

الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ
وارث انہیں بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ہے پس ان میں (۱۱) سے

لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ
کچھ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ اللہ کے اذن سے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی تو بڑا فضل ہے۔(32)وہ دائمی جنتیں ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ
جن میں یہ داخل ہوں گے۔ وہاں انہیں سونے کے کنگن اور

لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ
موتی پہنچائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہو گا۔(33)اور وہ کہیں گے ثنائے کامل ہے

عربی حاشیہ

ف: بندوں کی تقسیم میں ظالم کے مقدم کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ کردار کی تدریجی صورتِ حال ہے اور ایک امکان یہ بھی ہے کہ یہ کثرت سے قلت کی طرف سفر ہو اور ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ اس طرح ظالم کو مایوسی اور سابق کو غرور سے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

12- یہ اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف سے آنے والوں میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہوتا ہے اور وہ سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم بھی سابق کتابوں اور شریعتوں کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ سب اپنے اپنے وقت میں خدا کی کتاب اور خدا کے قانون کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اب ان کا وقت گزر چکا ہے لیکن ان کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) واضح رہے کہ منہم کی ضمیر کا تعلق عام بندوں سے ہے منتخب بندوں سے نہیں ہے۔ یعنی اللہ کے بندے تین طرح کے ہیں بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض راہ خدا میں نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ ان تینوں قسموں سے جب خدا انتخاب کرے گا تو آخری قسم کے ہوتے ہوئے دوسری دونوں قسموں کے انتخاب کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے اور پہلی قسم تو یوں بھی قابل انتخاب نہیں ہے۔

اس بنیاد پر بعض مفسرین کا یہ قول کہ کتاب سے مراد گزشتہ کتب ہیں تو وارث کتاب سے مراد انبیاء و مرسلین ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے تو وارث سے مراد امت اسلامیہ ہے انتہائی بے معنی قول ہے اس لئے کہ امت اسلامیہ میں ایسے بے شمار افراد پائے جاتے ہیں جو انسانوں کی نگاہ میں قابل انتخاب نہیں ہیں تو پروردگار کا کیا ذکر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وارثانِ کتاب وہ معصومین علیہم السلام ہیں جنہیں پروردگار نے علم و فضل اور طہارت و تقویٰ کی بنیاد پر منتخب قرار دیا ہے اور انہیں کو پیغمبر اسلامؐ نے ثقلین کی ایک فرد بنا کر چھوڑا ہے۔

لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ

اس اللہ کے لیے جس نے ہم سے غم کو دور کیا۔ یقیناً ہمارا رب بڑا معاف کرنے والا،

شَكُوْرُ ۙ﴿۳۴﴾ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

قدردان ہے۔(34) جس نے اپنے فضل سے ہمیں دائمی اقامت کی جگہ میں ٹھہرایا

لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ (13) وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیْنَ

جہاں ہمیں نہ کوئی مشقت اور نہ تھکاوٹ لاحق ہو گی۔(35) اور جنہوں نے

كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَ

کفر اختیار کیا ان کے لیے جہنم کی آتش ہے۔ نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ مر جائیں

لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ

اور نہ ہی ان کے عذاب جہنم میں تخفیف کی جائے گی۔ ہر کفر کرنے والے کو ہم اسی طرح

كَفُوْرٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَ هُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا

سزا دیا کرتے ہیں۔(36) اور وہ جہنم میں چلا کر کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہمیں

نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ

اس جگہ سے نکال۔ ہم نیک عمل کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو ہم (پہلے) کرتے رہے ہیں۔ (جواب ملے گا)

نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ

کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر سکتا تھا؟ جب کہ

النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۠﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

تمہارے پاس تنبیہ کرنے والا بھی آیا تھا۔ اب ذائقہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(37) یقیناً اللہ

ع ۴ ۱۱ ۱۶

عربی حاشیہ

13- نصب۔ جسمانی تکان کو کہا جاتا ہے۔ اور لغوب روحانی تھکن کو جو عام طور سے جسمانی تکان سے پیدا ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ پروردگار عالم نے جن چیزوں کو دنیا میں حرام قرار دیا ہے وہ اگر خلاف انسانیت و شرافت نہیں ہیں تو آخرت میں ان کا انتظام بھی کر دیا ہے اور اسی لئے اہلِ جنت کو سونے کے زیورات بھی پہنا دیئے اور حریر کا لباس بھی عطا کر دیا۔

ف: آیت نمبر ۳۷ علامت ہے کہ قیامت کا فیصلہ اعمال پر ہوگا اور مجرمین کا یہ کہنا کہ "گذشتہ اعمال کے علاوہ" علامت ہے کہ جن کو پہلے عمل صالح سمجھے تھے ویسے اعمال نہیں بلکہ واقعی صالح اعمال بجالانے کا ارادہ ہے۔

اردو حاشیہ

عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اور وہ ان باتوں کو بھی خوب جانتا ہے جو سینوں میں

الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ

(مخفی) ہیں۔(38)اسی نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا۔پس جو کفر کرتا ہے اس کے

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ

کفر کا نقصان اسی کو ہے اور کفار کے لیے ان کا کفر ان کے رب کے نزدیک صرف

عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ

غضب میں اضافہ کرتا ہے اور کفار کے لیے ان کا کفر صرف ان کے خسارے میں اضافے کا

اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

موجب بنتا ہے۔(39) کہہ دیجئے: کیا تم نے اپنے ان شریکوں کو دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

چھوڑ کر پکارتے ہو؟ مجھے دکھلاؤ! انہوں (۱۲) نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے؟

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ

یا کیا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے؟ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے

عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

جس کی بنا پر یہ کوئی دلیل رکھتے ہوں؟(نہیں) بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کو

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

محض فریب کی خاطر وعدے دیتے ہیں۔ (40) اللہ آسمانوں اور زمین کو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۱ میں بقائے ارض و سما کا ذکر کرنے کے بعد اپنے حلیم اور غفور ہونے کا ذکر کیا ہے کہ بندوں پر یہ واضح رہے کہ یہ سارا کرشمہ اس کے حلم کا ہے اور آئندہ بھی وہ مغفرت کے لئے تیار ہے۔ انسان کو اپنے کفر سے توبہ کرنا چاہیے۔

14- ایک نسل کا ختم ہوجانا اور دوسری نسل کا اس کی جگہ پر آجانا بھی ایک نعمت پروردگار ہے ورنہ اس نے پہلے نسل کو موت نہ دی ہوتی تو دوسری نسل کے برسرکار آنے کا سوال ہی نہیں تھا مگر افسوس کہ انسان ان احسانات سے یکسر غافل ہے۔

15- ظالمین کی روش بھی کس قدر افسوسناک ہے اور یہ آپس میں بھی کس قدر بے وفا ہوتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو دھوکہ ہی دینا چاہتا ہے۔ دورِ حاضر میں حکام کی روش کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ظالمین کی جملہ صفتیں انھیں حکام اور سلاطین میں پائی جاتی ہیں

اردو حاشیہ

(۱۲) دنیا میں راحت وآرام اور اقتدار کے احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اور کفر کا بدترین انجام سمجھانے کے بعد مالک کائنات نے تفہیم کا ایک نیا رخ اختیار کیا کہ اگر یہ لوگ اب بھی شرکاء کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ان سے پوچھو کہ ان کے شریک خدائی ہونے کی کیا دلیل ہے۔

۱۔ انہوں نے زمین میں کسی ذرہ کو پیدا کیا ہے؟

۲۔ ان کا آسمان کی تخلیق میں کوئی حصہ ہے؟

۳۔ خود خدا نے ان پر کوئی کتاب نازل کر کے انہیں اپنا شریک کہہ دیا ہے کہ یہ اس خدائی کی بنا پر شریک الوہیت بن گئے ہیں۔

اور اگر ایسا نہیں ہے تو دعویٰ بے دلیل صاحبانِ عقل کی نظر میں قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ کل کے جاہل بھی اتنی واضح باتوں کو نہیں سمجھتے تھے اور آج کے پڑھے لکھے مسلمان بھی اپنے سربراہان دین وملت کے بارے میں ان حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان میں قیادت وامامت کی کونسی صلاحیت پائی جاتی ہے اور کس بنا پر انہیں اپنا حاکم اور خلیفہ تسلیم کرلیا ہے۔

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ

یقیناً تھامے رکھتا ہے کہ یہ اپنی جگہ چھوڑ نہ جائیں اگر یہ اپنی جگہ چھوڑ جائیں تو اللہ کے بعد

اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا

انہیں کوئی تھامنے والا نہیں ہے۔ یقیناً اللہ بڑا بردبار، بخشنے والا ہے۔(41)اور یہ لوگ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ

اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی تنبیہ کرنے والا آتا تو وہ ہر قوم سے بڑھ کر

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا

ہدایت یافتہ ہو جاتے لیکن جب ایک متنبہ کرنے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت میں

زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ

صرف اضافہ ہی ہوا۔(42)یہ زمین میں تکبر اور بری چالوں کا نتیجہ ہے

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ

حالانکہ بری چال کا وبال اس کے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔ تو کیا یہ لوگ اس دستور (الٰہی) کے

اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

منتظر ہیں جو پچھلی قوموں کے ساتھ رہا؟لہٰذا آپ اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی

تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ

نہیں پائیں گے اور نہ آپ اللہ کے دستور میں کوئی تغیر پائیں گے۔(43) کیا یہ

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

لوگ زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا

عربی حاشیہ

مگر حیف کہ انسان پھر بھی دھوکہ کھا رہا ہے اور ان پر اعتماد کر رہا ہے۔

16- یہ پہلی والی آیت کی دلیل ہے کہ ہمارا طریقۂ کار پہچاننا ہے تو زمین میں سیر کرو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے تکذیب کرنے والوں کو کس طرح فنا کر دیا ہے اور ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رکھا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۳ میں مکر السیئ درحقیقت جنس کی اضافت نوع کی طرف ہے جس طرح کہ علم الفقہ میں جنس علم کی اضافت نوع کی طرف ہے..... ''ینظرون'' بھی ینتظرون کے معنی میں ہے کہ بعض اوقات نظر اور انتظار ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا

جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ جبکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے۔

كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

اللہ کو آسمانوں اور زمین میں کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی۔

الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ

وہ یقیناً بڑا علم رکھنے والا، بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔(44)اور اگر اللہ لوگوں کو

اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ

ان کی حرکات کی پاداش میں اپنی گرفت میں لے لیتا تو وہ روئے زمین پر

دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

کسی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے چنانچہ جب ان کا

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿٤٥﴾ ع

مقررہ وقت آ جائے گا تو اللہ اپنے بندوں پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(45)

اٰیاتها ۸۳ ﴿٣٦ سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ ٤١﴾ رکوعاتها ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰسٓ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾

یاسین۔ (1) قسم ہے قرآن حکیم کی۔(2) کہ آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔ (3)

عربی حاشیہ

ف: سورۃ یٰسین وہ مبارک سورہ ہے جسے روایات میں قلب قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے تلاوت کرنے والے سے خیر دنیا وآخرت کا وعدہ کیا گیا ہے بشرطیکہ تلاوت صرف برائے تلاوت نہ ہو اور انسان اس کے معنی ومفاہیم پر بھی نظر رکھے بلکہ اس عہدِ الٰہی کو بھی یاد رکھے جو اس کی فطرت سے لیا گیا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرے گا اور رب العالمین کی عبادت سے انحراف نہ کرے گا۔

1- قرآن ذاتی طور پر حکمت سے بھرا ہوا ہے اور تنزیل کے اعتبار سے خدائے عزیز ورحیم کی تنزیل ہے یعنی اس خدا کی تنزیل ہے جو بے ایمانوں پر غلبہ رکھنے والا اور صاحبِ ایمان پر رحم کرنے والا ہے۔

اردو حاشیہ

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝۵

راہِ راست [۱] پر ہیں۔(4)(یہ قرآن) غالب آنے والے مہربان کا نازل کردہ ہے۔(5)

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶

تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو تنبیہ کریں جس کے باپ دادا کو تنبیہ نہیں کی گئی تھی لہٰذا وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔(6)

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۷

بتحقیق ان میں سے اکثر پر اللہ کا فیصلہ حتمی ہو چکا ہے پس اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(7)

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے) ہیں اسی لیے وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں۔(8)اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کی ہے اور ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے لہٰذا وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے۔(9) اور ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ انہیں تنبیہ کریں یا نہ کریں وہ (ہر حالت میں) ایمان نہیں لائیں گے۔(10)

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ

آپ تو صرف اسے تنبیہ [۲] کر سکتے ہیں جو اس ذکر کا اتباع کرے اور بن دیکھے رحمٰن کا

عربی حاشیہ

2-غُل۔لوہے کا طوق

اذقان۔ذقن کی جمع ہے یعنی ٹھنڈی۔

مقمح۔وہ شخص جس کے ہاتھ گردن سے ملا کر طوق میں ڈال دیئے جائیں کہ داہنے بائیں نہ مڑ سکے صرف آسمان کی طرف سر اٹھائے رہے۔

3- کفار کو قیامت کے دن آگ کی دیواروں کے درمیان محبوس کر دیا جائے گا اور عذاب اس طرح ان پر مسلط ہو جائے گا کہ انھیں کچھ نظر بھی نہ آسکے گا۔

ف: انسان کی فکر کے دو عالم ہیں عالم آفاق اور عالم انفس اور اس کی معرفت کے دو وسائل ہیں، داخلی فطرت و وجدان اور ظاہری حواس خمسہ.... کفار نے اپنی فکری قوتوں کو اس قدر معطل کر دیا ہے کہ نہ آگے بڑھنے کی گنجائش ہے اور نہ پیچھے ہٹنے کی۔دونوں طرف دیواریں ہیں اور بیچ میں مسافر یا قیدی۔

اردو حاشیہ

(۱) قرآن کریم نے انبیاء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم نے انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے اور پیغمبرؐ اسلام کے تذکرہ میں اعلان کیا ہے کہ آپ صراطِ مستقیم پر ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جس سیدھے راستہ کی طرف انبیاء کرامؑ کی ہدایت کی گئی ہے وہ وہی راستہ ہے جس پر پیغمبر اسلام کو گامزن بنایا گیا ہے اور یہ تمام انبیاء کے درمیان آپ کا خصوصی امتیاز ہے جس کی طرف مختلف روایات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(۲) ہدایت کیلئے دو بنیادی شرطیں ہیں:۔

۱۔ انسان ہدایت قبول کرنے کیلئے تیار ہو اور اس کے دل ودماغ میں نصیحت کو سننے اور قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔

۲۔ اس کے دل میں بغیر دیکھے بھی رحمان کا خوف ہو وہ لفظ رحمان سے اس دھوکہ میں نہ رہے کہ اس کے یہاں عذاب کا گزر نہیں ہے بلکہ رحمت کے ایمان کے ساتھ ساتھ اس کے قہر وغضب سے خوفزدہ رہے تاکہ دل نرم رہے اور نصیحت اثر کر سکے۔

بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡہُ بِمَغۡفِرَۃٍ وَّ اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ﴿۱۱﴾
خوف رکھے۔ ایسے شخص کو مغفرت اور اجر کریم کی بشارت دے دیں۔ (11)

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا
ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں اور جو آثار

وَ اٰثَارَہُمۡ ؕ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ
پیچھے چھوڑ جاتے ہیں سب کو ہم لکھتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک امام (۳) مبین میں جمع

مُّبِیۡنٍ ﴿۱۲﴾ ع وَ اضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ
کر دیا ہے۔(12)اور ان کے لیے بستی والوں کو مثال کے طور پر

الۡقَرۡیَۃِ ۘ اِذۡ جَآءَہَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ۚ اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ
پیش کرو جب ان کے پاس پیغمبر آئے۔ (13)جب ہم نے ان کی طرف

اِلَیۡہِمُ اثۡنَیۡنِ فَکَذَّبُوۡہُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ
دو پیغمبر بھیجے تو انہوں نے دونوں کی تکذیب کی پھر ہم نے تیسرے سے (انہیں) تقویت بخشی

فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوۡا
تو انہوں نے کہا: ہم تو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔(14)بستی والوں نے کہا:

مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ
تم تو صرف ہم جیسے بشر ہو اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز

مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَکۡذِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوۡا
نازل نہیں کی ہے، تم تو محض جھوٹ بولتے ہو۔(15)رسولوں نے کہا:

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۵ میں لفظ رحمٰن کا استعمال دلیل ہے کہ کفار کا نظریہ یہ تھا کہ رحمٰن اپنے بندوں کو آزاد رکھتا ہے قانون کی زنجیروں میں پابند نہیں کرتا جس طرح کہ دور حاضر کے بہت سے مومنین کا خیال یہ ہے کہ خدا کے رحمان ورحیم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بندوں کو ہر طرح کی چھوٹ دے دے اور کسی بات پر عذاب نہ کرے۔ درحقیقت یہ دورِ قدیم کے کفار کا ترکہ ہے جو بعض مسلمانوں کے حصہ میں آ گیا ہے۔

4- اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ قریہ سے مراد انطا کیہ ہے اور مرسلین سے مراد یوحنا و یولس ہیں جنھیں پہلے بھیجا اور شمعون ہیں جنھیں ان کی تائید اور تقویت کے لئے بھیجا گیا۔

5- قیامت ہے کہ اوہام پرستی اس منزل پر پہنچ گئی کہ انبیاء کرام کے وجود اور ان کی تبلیغ میں بھی بدشگونی نظر آنے لگی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ مرض لگ جاتا ہے تو انسان کو ہر چیز میں بدشگونی نظر آنے لگتی ہے۔ اسی لئے اسلام

اردو حاشیہ

(۳) روایات میں امام مبین سے مراد ائمہ طاہرینؑ کی ذوات مقدسہ کو لیا گیا ہے جنہیں پروردگار عالم نے اپنے علوم کا مخزن اور اپنی مشیت کا محل و مرکز قرار دیا ہے۔

رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا

ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف ہی بھیجے گئے ہیں۔(16)اور ہم پر

عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا

تو فقط واضح طور پر پیغام پہنچانا (فرض) ہے اور بس۔ (17)بستی والوں نے کہا:

تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

ہم تمہیں اپنے لیے برا شگون سمجھتے ہیں۔اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے

وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا

اور ہماری طرف سے تمہیں دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔(18)رسولوں نے کہا:

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ

تمہاری بدشگونی خود تمہارے ساتھ ہے۔ کیا یہ اس لیے ہے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے؟

قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ

بلکہ تم حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔ (19)شہر کے دور ترین گوشے سے

رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

ایک شخص (۴) دوڑتا ہوا آیا بولا: اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرو۔ (20)

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ

ان کا اتباع کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ

مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

راہِ راست پر ہیں۔(21)

عربی حاشیہ

نے بدشگونی کا یکسر خاتمہ کردیاہے اور امام صادقؑ نے یہ بہترین بات فرمائی ہے کہ بدشگونی کی قیمت تو ہم پرستی سے طے ہوتی ہے تم اسے اہمیت دو گے تو اہم ہوجائے گی۔ ہلکا بنادو گے تو ہلکی ہوجائے گی اور کوئی توجہ نہ دو گے تو بالکل بے قیمت اور بے اثر ہوجائے گی۔

ف: آیت نمبر ۲۶ اشارہ ہے کہ ظالموں نے اس مردمومن کو قتل کردیا لیکن قرآن نے قتل کے بجائے دخول جنت کا ذکر کیا تا کہ راہِ خدا میں قربانی کا صحیح مرتبہ واضح ہوجائے کہ یہ قربانی درحقیقت جیتے جی جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) مفسرین نے اس شخص کا نام حبیب نجار بتایا ہے۔اگرچہ کتب سابقہ میں اس بات کا ذکر نہیں ہے لیکن یہ کردار قابل توجہ ہے کہ اس شخص نے جب یہ دیکھا کہ قوم انبیاء کرام کیلئے آمادہ قتل ہے تو ان کی کمک کیلئے نکل پڑا اور نہایت حسین لہجہ میں اپنا ایمان ظاہر کئے بغیر اپنا کام شروع کیا۔

اولاً تو انہیں مرسلین کہہ کر ہمدردی حاصل کرنا چاہی۔ پھر ان کی بلندی کردار کی طرف اشارہ کیا کہ اتنی محنت کے بعد بھی کوئی اجرت نہیں مانگتے ہیں اور ہدایت یافتہ بھی معلوم ہوتے ہیں پھر اصل مسئلہ کی طرف توجہ دی اور بظاہر تو یہ کہا کہ میں اپنے خالق کی عبادت کیونکہ نہ کروں لیکن واقعاً قوم کو متوجہ کرنا تھا اور اسی لئے ''الیہ ترجعون'' کا لفظ استعمال کیا پھر اس کے بعد آخر تک انہیں خدائی احسانات کی طرف متوجہ کرتا رہا:۔

☆ میں تمہارے پروردگا پر ایمان لایا ہوں۔

☆ میں ان کو کیسے خدا مان لوں کہ خدا کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو وہ بچا بھی نہ سکیں اور سفارش بھی نہ کرسکیں۔

آخر میں جب جنت ہاتھ آگئی تب بھی دلِ دردمند سے یہی نکلا کہ کاش میری قوم اس اجروثواب سے باخبر ہوتی اور ایمان لے آتی۔

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾

اور میں کیوں نہ اس ذات کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے۔(22)

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا

کیا میں اس ذات کے علاوہ کسی کو معبود بناؤں؟ جبکہ اگر خدائے رحمٰن ضرر پہنچانے کا ارادہ کر لے تو

تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي

ان کی شفاعت مجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی اور نہ وہ چھڑا سکتے ہیں۔(23) تب تو میں صریح گمراہی میں

ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ

مبتلا ہو جاؤں گا۔(24) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لے آیا ہوں لہٰذا میری بات سن لو۔(25) اس سے کہہ دیا گیا:

ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي

جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے کہا: کاش! میری قوم کو اس بات کا علم ہو جاتا۔(26) کہ میرے رب نے

رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ

مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل کیا ہے۔(27) اور اس کے بعد اس کی قوم پر

مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾

ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم کوئی لشکر اتارنے والے تھے۔(28)

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾

وہ تو محض ایک ہی چیخ تھی پس وہ یکایک بجھ کر رہ گئے۔(29)

يَٰحَسْرَةً عَلَى ٱلْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ

ہائے افسوس! ان بندوں پر جن کے پاس جو بھی رسول آیا اس کے ساتھ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۳ میں منہ اشارہ ہے کہ بعض دانے کھانے کے بجائے دیگر ضروریات زندگی کے لئے ہوتے ہیں۔

اور آیت نمبر ۳۴ میں نخیل اور اعناب کا فرق یہ ہے کہ نخیل درخت کا نام ہے اور اعناب پھل کا جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خرمہ میں پورا درخت کارآمد ہوتا ہے اور انگور میں صرف پھل۔ مزید یہ کہ چشمہ کے ذکر سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ زمین کو زندگی بارش سے بھی حاصل ہوجاتی ہے لیکن درختوں اور پھلوں کے لئے چشموں کے جاری ہونے کی بہرحال ضرورت ہے۔

آیت نمبر ۳۶ میں عمومی فلسفۂ زوجیت کا اعلان ہے کہ کائنات کی ہر شے میں زوجیت پائی جاتی ہے چاہے وہ نباتات ہو یا نفسِ انسانی یا وہ مخلوقات جن کا لوگوں کو علم بھی نہیں ہے جس طرح کہ دورِ حاضر میں ایٹم کے اندر زوجیت کا انکشاف کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

انہوں نے تمسخر کیا۔(30) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا؟

اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا

اب وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(31)اور ان سب کو ہمارے روبرو حاضر

مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا

کیا جائے گا۔(32)اور مردہ زمین ان کے لیے ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا

وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ

اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں۔(33)اور ہم نے اس میں کھجوروں

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾

اور انگوروں کے باغ بنائے اور ہم نے اس میں کچھ چشمے جاری کیے۔ (34)

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

تا کہ وہ اس کے پھلوں سے اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائیں۔ تو کیا شکر نہیں کرتے؟(35)

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام جوڑے بنائے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے

وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ

اور خود ان سے اور ان چیزوں سے جنہیں یہ جانتے ہی نہیں۔(36)اور رات بھی ان کے لیے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ الشَّمْسُ

ایک نشانی ہے جس سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔(37)اور سورج

عربی حاشیہ

''فتبارک اللہ احسن الخالقین''۔

1- آسمانی لشکر سے مراد ملائکہ ہیں جن کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کفار اس قدر بے قیمت ہیں کہ ایک آواز کو برداشت نہیں کر سکتے تو ملائکہ کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔

2- یہ تباہی کی تصویر کشی ہے ورنہ پلٹ کر نہ آسکنا تو کفار کے عقیدہ کے مطابق ہے جہاں موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ یہ اسلام کا عقیدہ نہیں ہے اور شاید اسی لئے روزِ قیامت سب کی حاضری کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

3- یہ لمّا الّا کی جگہ حرف استثناء کے طور پر استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی قانون معین نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں عرب استعمال کرنے میں وہیں وہیں استعمال کیا جاسکتا ہے اور بس۔

ف: آیت نمبر ۳۰ سے ایسا لگتا ہے کہ رات بھر سورج کو سفید چادر اوڑھا دی جاتی ہے اور پھر شام کو اتار لی جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ ؕ

اپنے مقررہ ٹھکانے (۱) کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ بڑے غالب آنے والے دانا کی تقدیر ہے۔(38)

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾

اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح لوٹ جاتا ہے۔(39)

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ

نہ سورج کی مجال کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے سکتی ہے

النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا

اور وہ سب ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں۔(40)اور یہ بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے کہ ہم نے

ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ ۙ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔(41)اور ہم نے ان کے لیے اس کشتی جیسی اور سواریاں بنائیں

مَا یَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ

جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔(42)اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر ان کے لیے نہ کوئی فریادرس ہوگا اور نہ ہی

یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا

وہ بچائے جائیں گے۔(43) مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور (جس سے) انہیں ایک وقت تک متاع حیات مل جاتی ہے۔(44)

قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس (گناہ) سے بچو جو تمہارے سامنے ہے اور اس (عذاب) سے جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے

تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا

شاید تم پر رحم کیا جائے۔(45)اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے جو بھی نشانی ان کے پاس

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۱ میں ذریت کا ذکر جذبات کو بیدار کرنے کے لئے ہے اور اس لئے کہ ذریت کو بہرحال دریا پار کرنے کے لئے کشتی کی ضرورت ہے چاہے بڑے افراد کسی اور ذریعہ سے راستہ طے کرلیں۔

مالک کائنات نے کشتی کو نشانی قرار دے کہ اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ پانی کے اوپر اس قدر بوجھ کا ٹھہرنا اور پھر بے پناہ حرکت کرنا اور طوفانوں سے مقابلہ کرکے منزل کی طرف سفر کرنا رحمت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

غور کیا جائے تو دنیا کے تمام وسائل حمل ونقل میں بحری جہازوں سے زیادہ افادیت کسی شے کی نہیں ہے۔ کروڑوں بیرل تیل اور سیکڑوں جہازوں اور گاڑیوں کا دوسرے ملکوں کی طرف منتقل ہوجانا بحری جہاز ہی کا کرشمہ ہے اور بس۔!

4- قدیم مفسرین اس مثل سے اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھا مراد لیتے تھے۔ اور دور حاضر کے مفسرین کی نگاہ میں اس کا دائرہ انتہائی

اردو حاشیہ

(۱) علماء فلکیات نے ہر دور میں ان آیات کی نئی نئی تفسیریں کی ہیں اور جس قدر فلکیات کا علم بڑھتا جا رہا ہے آیات کے مفاہیم میں تبدیلی ہوتی جا رہی ہے۔

متقدمین کا خیال تھا کہ آفتاب ایک مرکز پر چکر لگا رہا ہے۔

بعد والوں کے نزدیک دوڑنا اور چکر لگانا دو مختلف کام ہیں اور آفتاب اپنے محور پر چکر لگانے کے علاوہ ۱۲ میل فی سکنڈ کی رفتار سے آگے بھی بڑھ رہا ہے۔ اب یہ کدھر جا رہا ہے اس کا علم پروردگار کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ بیشک کیسا صاحب قدرت واختیار ہے وہ معبود جس نے اتنی طویل وعریض فضائے بسیط کو خلق کردیا ہے کہ ہزاروں سال سے یہ دوڑ جاری ہے اور فضا کی وسعتوں میں کوئی کمی نہیں پیدا ہوئی ہے۔

واضح رہے کہ آفتاب کی موجودہ حرکت کو پروردگار نے اپنی عزت اور اپنے علم کی علامت قرار دیا ہے۔ اور عزیز علیم کی مقرر کردہ تقدیر سے تعبیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس بندے کی دعا سے اس حرکت میں تبدیلی پیدا ہوجائے اسے تقدیر ساز کہا جا سکتا ہے یہ اور بات ہے کہ خدا یہ کام خود اپنی طاقت سے کرتا ہے اور بندہ یہ کام اپنی دعاؤں اور عبادتوں سے انجام دیتا ہے۔ فتدبر

كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا

آتی ہے وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔(46)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو رزق تمہیں

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ

اللہ نے عنایت کیا ہے اس سے کچھ (راہِ خدا میں) خرچ کرو تو کفار (۲) مومنین سے کہتے ہیں:

مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ تم تو بس صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔(47)

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا

اور وہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہو گا۔(48)(درحقیقت) یہ ایک ایسی

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾

چیخ کے منتظر ہیں جو انہیں اس حالت میں گرفت میں لے گی جب یہ لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔(49)

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَ

پھر نہ تو وہ وصیت کر پائیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس جا سکیں گے۔(50)اور

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف

يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ

دوڑ پڑیں گے۔(51) کہیں گے: ہائے ہماری شامت! ہماری خوابگاہوں سے ہمیں کس نے اٹھایا؟

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ

یہ وہی بات ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔(52)وہ تو صرف

عربی حاشیہ

وسیع ہے جس میں ہوائی جہاز اور بحری جہاز اور راکٹ وغیرہ سب ہی شامل ہوجاتے ہیں اور یہ سب رحمت پروردگار اور آیات قدرت الٰہیہ کے مرقع ہیں۔

5-مابین ایدیکم سے ان محرمات کی طرف اشارہ ہے جنھیں شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ماخلفکم سے ان کے عذاب اور نتیجہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا پہلا لفظ دنیا کے عذاب کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا آخرت کے عذاب کی طرف۔

ف: آیت نمبر ۴۹ کا نقشہ سرکار دوعالمؐ نے یوں کھینچا ہے کہ دو کاندار سودا طے نہیں کر پائیں گے کھانے والے کا لقمہ منھ تک نہیں پہنچے گا۔ حوض بنانے والا جانور کو سیراب نہیں کر پائے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔(نعوذ باللہ)

اردو حاشیہ

(۲) ہر دور میں بے ایمانوں کی یہی روش رہی ہے کہ جب بھی انہیں کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی دانست میں اس طرح اپنی برتری کا اظہار کرتے ہیں۔

ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ دراصل ہمیں تو مصلح ہیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کی طرح کا ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کا سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ آخر یہ رحمان کس چیز کا نام ہے۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ برائیوں سے پرہیز کرو تو کہتے ہیں کہ کیا تمہاری نماز تمہیں یہی بات سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیں اور تمہارے ہم خیال بن جائیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ عذاب الٰہی سے ڈرو تو کہتے ہیں کہ آخر یہ عذاب کب آنے والا ہے؟ ہم تو آج تک اس کا کوئی اثر نہیں دیکھ رہے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ حقوق شرعیہ ادا کرو اور غریبوں کو ان کا حق دے دو تو کہتے ہیں کہ خدا خود کیوں نہیں دیتا ہے اور جب ان کے پاس ایک خدا موجود ہے تو پھر ہم سے کیوں مانگتے ہیں ظاہر ہے کہ اس ذہنیت کے افراد ہر دور میں رہے ہیں اور آج تک پائے جا رہے ہیں۔ خدا ان صاحبانِ عقل ودانش کے حال پر رحم کرے۔

اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾

ایک چیخ ہو گی پھر سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔ (53)

فَالۡيَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡـًٔـا وَّلَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۴﴾

اس روز کسی پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور تمہیں بس وہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم عمل کرتے رہے ہو۔ (54)

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡيَوۡمَ فِىۡ شُغُلٍ فٰكِهُوۡنَ ﴿۵۵﴾

آج اہل جنت یقیناً کیف و سرور میں مشغول ہوں گے۔ (55)

هُمۡ وَاَزۡوَاجُهُمۡ فِىۡ ظِلٰلٍ عَلَى الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوۡنَ ﴿۵۶﴾

وہ اور ان کی ازواج سایوں میں مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ (56)

لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ ﴿۵۷﴾

وہاں ان کے لیے میوے اور ان کی مطلوبہ چیزیں موجود ہوں گی۔ (57)

سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ ﴿۵۸﴾

مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔ (58)

وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾

اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ (59)

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۰﴾

اے اولاد آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پرستش نہ کرنا؟ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (60)

وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿۶۱﴾

اور یہ کہ میری بندگی (۳) کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔ (61)

وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۲﴾

اور بتحقیق اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا ہے۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (62)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۵۸ علامت ہے کہ سلام ایک ایسا اخلاقی عمل ہے جس کا سلسلہ دنیا سے آخرت تک پھیلا ہوا ہے اور یہ ادب وہاں بھی کام آنے والا ہے۔

آیت نمبر ۶۰ میں عبادت اطاعت کے معنی میں ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ جس نے معصیت میں کسی کی بات مان لی گویا اس کی عبادت کی ہے۔

آیت نمبر ۶۱ اور اس کے علاوہ اور متعدد مقامات پر صراط اور راستہ کا ذکر اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان دنیا میں مقیم نہیں ہے بلکہ مسافر ہے اور مسافر کو بہرحال راستہ پر نگاہ رکھنی چاہیے ورنہ کہیں بھی گمراہ اور تباہ ہوسکتا ہے۔

6- فاکھون فکاہت سے نکلا ہے یعنی آرام اور مزے کرنے والے۔ اس کا کوئی تعلق فاکھہ سے نہیں ہے۔

ظلال۔ ظل کی جمع ہے یعنی سایہ۔

اردو حاشیہ

(۳) صراطِ مستقیم دو حدود کے مجموعہ کا نام ہے شیطان کی عبادت نہیں کرنا ہے اور رحمان کی عبادت کرتے رہنا ہے۔ لہٰذا صراطِ مستقیم سے وہ افراد بھی دور ہیں جو دونوں کی عبادت کرتے ہیں اور رندی ہی میں جنت تلاش کر رہے ہیں اور وہ افراد بھی دور ہیں جو دونوں سے الگ رہ کر اپنی دنیا آباد کرنا چاہتے ہیں اور ہر مسئلہ میں غیر جانبداری ہی کو عافیت کا راستہ تصور کرتے ہیں۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا

یہ وہی جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔(63) آج اس جہنم میں جھلس جاؤ اور کفر کے

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ

بدلے میں جوتم کرتے رہے ہو۔(64) آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے

اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ

اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کے بارے میں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔(65)اور اگر

نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی

ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیں پھر یہ راستے کی طرف لپک بھی جائیں تو کہاں سے

یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ فَمَا

راستہ دیکھ سکیں گے؟(66)اور اگر ہم چاہیں تو انہیں ان ہی کی جگہ پر اس طرح مسخ کر دیں کہ

اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ ع وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ

(ع ۴ ۱۷ ۳)

نہ آگے جانے کی استطاعت ہو گی اور نہ پیچھے پلٹ سکیں گے۔(67)اور جسے ہم لمبی زندگی دیتے ہیں اسے

نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ

خلقت میں اوندھا کر دیتے ہیں۔کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے؟(68)اور ہم نے اس (رسول) کو شعر نہیں سکھایا اور

مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾ ۙ لِّیُنْذِرَ

نہ ہی یہ[۴] اس کے شایان شان ہے۔ یہ تو بس ایک نصیحت (کی کتاب) اور روشن قرآن ہے۔(69) تا کہ جو

مَنْ كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا

زندہ ہیں انہیں تنبیہ کرے اور کافروں پر حق ثابت ہو جائے۔(70) کیا یہ لوگ

عربی حاشیہ

ارائک۔اریکہ کی جمع ہے یعنی تخت۔

جِبّل۔یعنی خلقت۔

7-اصلوہا۔یعنی اس میں جلو، تپو اور اس کی گرمی کو برداشت کرو۔

8-یہ انسان کی بیکسی کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا خیال تھا کہ جس طرح دنیا میں چرب زبانی سے کام چلاتا رہا ہے شاید آخرت میں بھی اس طرح کام چل جائے گا حالانکہ ایسا کچھ نہ ہوگا اور بولنے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ وہاں تو زبان بھی ان جرائم کی گواہی دے گی جن میں اس کو ملوث کیا گیا تھا جیسے جھوٹ، تہمت، الزام، غیبت، گالم گلوچ وغیرہ جیسا کہ سورہ نور کی آیت نمبر ۲۴ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۸ زندگی کے سفر کی طرف اشارہ ہے کہ ایک منزل تک جسم و روح ساتھ چلتے ہیں اس کے بعد روح ارتقا کی طرف جاتی ہے اور جسم انحطاط کی طرف۔

اردو حاشیہ

(۴) واضح رہے کہ شعر اگرچہ عام طور سے نظم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں وزن اور قافیہ وغیرہ کی رعایت ہوتی ہے لیکن حکماء کے نزدیک شعر ہیئت کے بجائے اس مادہ کا نام ہے جس میں خیالی اور بے بنیاد مطالب ہوتے ہیں اور شائد کفار نے بھی اسی معنی میں پیغمبر کو شاعر کہا تھا ورنہ قرآن میں نہ ردیف اور قافیہ کی پابندی ہے اور نہ یہ کوئی عیب کی بات ہے۔

مالک کائنات نے بھی واضح کر دیا کہ قرآن کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور اسے خیالی اور بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اسلام میں نظم کرنے کی کوئی مذمت نہیں ہے بلکہ نظم حقیقی مطالب اور معقول مفاہیم پر مشتمل ہو تو قابل مدح و ثنا ہے جیسا کہ سرکارؐ دو عالم نے خود شعراء کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور ائمہ معصومینؑ نے انہیں انعامات سے نوازا ہے۔

أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا [9]

نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے دست قدرت سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے چنانچہ اب یہ ان کے

مَالِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾

مالک ہیں؟(71)اور ہم نے انہیں ان کے لیے مسخر کر دیا چنانچہ کچھ پر یہ سوار ہوتے ہیں اور کچھ کو کھاتے ہیں۔(72)

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَ

اور ان میں ان کے لیے دیگر فوائد اور مشروبات ہیں تو کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟(73)اور

اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا

انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا لیا ہے کہ شاید انہیں مدد مل سکے۔(74)(حالانکہ) وہ

يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ [10] وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا

(نہ صرف) ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ الٹے ان معبودوں کے (تحفظ کے) لیے آمادہ لشکر ہیں۔(75)لہٰذا

يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾

وقف لازم

ان کی باتیں آپ کو رنجیدہ نہ کریں۔ ہم سب باتیں جانتے ہیں جو یہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ (76)

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ

کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے اتنے میں وہ کھلا جھگڑالو

مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن

بن گیا؟(77) پھر وہ ہمارے لیے مثالیں دینے لگتا ہے اور اپنی خلقت بھول جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے: ان ہڈیوں کو

يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا

خاک ہونے کے بعد کون زندہ کرے گا؟(78) کہہ دیجیے: انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے

عربی حاشیہ

ف: عقیدۂ قیامت پر ابی بن خلف کے اعتراض کے تذکرہ میں آیت نمبر ۷۸ میں ایک لفظ ''نسی خلقہ'' اعتراض کا بیان بھی ہے اور اس کا جواب بھی ہے۔ اس کے بعد اعتراض کے جواب میں سبز درخت سے آگ پیدا کرنے کی طرف اشارہ کر کے چند امور کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔خدا متضاد سے متضاد پیدا کرسکتا ہے۔

۲۔درختوں کی رگڑ سے آگ پیدا ہوجاتی ہے اور اسی لئے جنگلوں میں آگ لگ جاتی ہے۔

۴۔سبز درخت سورج کی شعاعوں کو جذب کرلیتے ہیں اور اسی کی واپسی کا نام آگ لگنا ہے۔

9-دعوت شکر کے لئے یہ ایک اور اشارہ ہے کہ سارے جانور ہماری ہی مخلوق ہیں اور ان میں جو بھی خوبیاں دیکھ رہے ہو کہ یہ زندہ رہیں تو دودھ دیں اور ذبح ہوجائیں تو گوشت کھایا جاسکے اور جسم کے فاضل اجزا اون، بال وغیرہ

اردو حاشیہ

أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

انہیں پہلی بار (۵) پیدا کیا تھا اور وہ ہر قسم کی تخلیق کو خوب جانتا ہے۔(79) وہی ہے جس نے تمہارے لیے

مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾

سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔ (80)

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن

جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے آیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ

يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ

ان جیسوں کو پیدا کرے؟ کیوں نہیں! وہ تو بڑا خالق،دانا ہے۔(81) جب وہ کسی

إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحَانَ

چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو بس اس کا امر یہ ہوتا ہے: ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔(82) پس پاک ہے

الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ ع

وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی سلطنت ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔(83)

آیاتها ۱۸۲ ۳۷ سُورَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ رکوعاتها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَالتَّالِيَاتِ

قسم (۱) ہے قطار میں صف باندھنے والوں کی۔(1) پھر بطور کامل جھڑکی دینے والوں کی۔(2) پھر ذکر کی تلاوت

عربی حاشیہ

بھی بیکار نہ جاسکیں۔ کھال اتاری جائے تو مختلف کاموں میں استعمال کی جائے۔ یہ سب ہماری ہی قدرت کی کاریگری کا نتیجہ ہے تو اب ہماری نعمتوں کا شکریہ کیوں نہیں ادا کرتے ہو۔

10- یہ جملہ دونوں فریق پر صادق آتا ہے کہ نہ بندے خدا کے کام آسکتے ہیں اور نہ خدا ہی بندوں کے کام آسکتے ہیں مگر یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ ایسے بے بس خداؤں کا سپاہی بنا ہوا ان کی حفاظت کر رہا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ کوئی بھی محتاج کسی دوسرے کو بے نیاز نہیں بنا سکتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ مسئلہ معاد فطری امر بھی ہے اور اس کی انسانی اعمال کو بھی ضرورت ہے۔ اس کے لئے برہانِ حکمت بھی قائم ہے اور اس کا لزوم عالمی اختلافات کے خاتمہ کے لئے بھی ہے جو ہر حساس دل کی آرزو اور ہر فطرت سلیم کی تمنا ہے۔

ف: بعض مفسرین کا خیال ہے کہ صافات سے پہلے لفظ رب مستور ہے اور خدا نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ وہ مخلوقات کی قسم نہیں

اردو حاشیہ

(۵) قیامت کے منکرین کی نگاہ میں ہمیشہ چند اہم ترین شبہات رہے ہیں۔

۱۔ ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو دوبارہ ان میں زندگی کس طرح پیدا ہوگی؟

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ پہلے بھی تو انسان مٹی ہی سے بنایا گیا ہے تو جو پہلی مٹی میں حیات پیدا کر سکتا ہے وہی اس خاک میں بھی زندگی دوڑا سکتا ہے۔

۲۔ دوبارہ پیدا کرنے میں منتشر اجزا کس طرح الگ کئے جائیں گے اور ایک کی مٹی کو دوسرے کی مٹی سے کس طرح جدا کیا جائے گا۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ هو بکل خلق علیم وہ اپنی تمام مخلوقات کا بہترین جاننے والا اور پہچاننے والا ہے اور سب کے اعضاء واجزاء کو الگ الگ بھی کر سکتا ہے۔ اس کیلئے کسی کام میں کوئی زحمت نہیں ہے۔

۳۔ مٹی میں اور زندگی میں ایک طرح کا تضاد ہے اور متضاد سے متضاد کس طرح پیدا ہو سکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے جب کہ سبزی اور آگ میں تضاد پایا جاتا ہے تو جو یہ کام انجام دے سکتا ہے اور مردہ زمین سے سبزا اگا سکتا ہے وہ حیات بعدالموت کا کام بھی انجام دے سکتا ہے۔

ذِكْرًا ﴿٣﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کرنے والوں کی۔(3) یقیناً تمہارا معبود ایک ہی ہے۔(4) جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

سب کا پروردگار اور مشرقوں کا پروردگار ہے۔ (5) ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی

بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾

زینت سے مزین کیا۔(6) اور ہر سرکش شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ بھی۔ (7)

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾

کہ وہ عالم بالا کی طرف کان نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے ان پر (انگارے) پھینکے جاتے ہیں۔(8)

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

دھتکارے جاتے ہیں اور ان پر دائمی عذاب ہے۔(9) مگر ان میں سے جو کسی بات کو اچک لے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔(10) تو ان سے پوچھ لیجئے کہ کیا ان کا پیدا کرنا مشکل ہے

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ

یا وہ جنہیں ہم نے خلق کیا ہے؟ ہم نے انہیں لیس دار گارے سے پیدا کیا۔(11) بلکہ آپ کو تعجب ہے اور یہ لوگ

وَيَسْخَرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا رَاَوْا

تمسخر کرتے ہیں۔(12) اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں مانتے۔(13) اور جب کوئی نشانی

اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾

دیکھتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔(14) اور کہتے ہیں: یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔ (15)

عربی حاشیہ

کھاسکتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ تاویل ''والسماء وما بناھا'' میں مَن نہیں ہے کہ آسمان اور بنانے والے دونوں کا تذکرہ موجود ہے۔

1- مفسرین نے ان الفاظ کے مختلف معانی بیان کئے ہیں۔ بعض کی نظر میں یہ سب ملائکہ کے صفات ہیں اور بعض کے نزدیک یہ انسانوں کے اوصاف ہیں کہ ان میں سے بعض نماز یا جہاد میں صف بستہ رہتے ہیں، بعض نہی عن المنکر کرتے رہتے ہیں اور بعض تلاوت قرآن کرتے رہتے ہیں لیکن مولائے کائنات کے خطبہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کے صفات ہیں کہ ان میں سے بعض صف بستہ ہیں اور اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ہیں اور بعض تحفظ کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اور بعض پیغام الٰہی لے کر آتے ہیں اور اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

2- طلوع آفتاب کی جگہ ہر روز بدلتی رہتی ہے اور اس اعتبار سے مشرق میں کثرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قرآن مجید میں مختلف مقامات پر قسم کا استعمال ہوا ہے اور مفسرین نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ قابل قسم مخلوق کی عظمت کا اعلان ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ ملائکہ کی رشتہ داری ثابت کرنے والوں کو تنبیہ ہے کہ وہ ہمارے مامور ہیں قرابتدار نہیں ہیں لیکن بظاہر سب سے واضح بات یہ ہے کہ پروردگار عالم کو جس قسم کے مطلب کی وضاحت کرنا ہوتی ہے اس کی تمہید میں اسی طرح کی قسم استعمال کرتا ہے اور اس سے اس نکتہ کی وضاحت مقصود ہوتی ہے کہ مثلاً ملائکہ تو ہماری عبادت واطاعت کر رہے ہیں اور تم ہماری خالقیت کا بھی انکار کر رہے ہو جب کہ ان کے مقابلہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے اور تمہارے بہکانے والوں کا وہاں گزر بھی نہیں ہے جہاں ملائکہ مستقل طور پر قیام پذیر رہتے ہیں۔

ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ

کیا جب ہم مرچکیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے؟(16) کیا ہمارے اگلے

اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا

باپ دادا بھی (اٹھائے جائیں گے)؟(17) کہہ دیجئے: ہاں! اور تم ذلیل کر کے (اٹھائے جاؤ گے)۔(18) وہ تو بس

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا

ایک جھڑکی ہو گی پھر وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔(19) اور کہیں گے: ہائے ہماری

هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

شامت! یہ تو یوم جزا ہے۔(20) یہ فیصلے کا وہ دن ہے جس کی تم تکذیب

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا

کرتے تھے۔(21) گھیر لاؤ ظلم کا ارتکاب کرنے والوں کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور انہیں

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ

جن کی یہ پوجا کرتے تھے۔(22) اللہ کو چھوڑ کر پھر انہیں جہنم کے راستے کی طرف

الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا

ہانکو۔(23) انہیں روکو، ان سے پوچھا جائے گا۔(24) تمہیں ہوا کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی

تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

مدد نہیں کرتے؟(25) بلکہ آج تو وہ گردنیں جھکائے (کھڑے) ہیں۔(26) اور وہ ایک دوسرے کی طرف

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ

رخ کر کے باہم سوال کرتے ہیں۔(27) کہتے ہیں: یقیناً تم ہمارے پاس طاقت سے

عربی حاشیہ

3- پیغمبر کی نگاہ میں ان کا انکار خدا تعجب خیز ہے اور ان کی نگاہ میں پیغمبر کا ایمان ایک مذاق ہے..... فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ف: مُخلَص اس انسان کو کہا جاتا ہے جو جہاد نفس کی منزلوں سے گزر کر اپنے تمام اعمال واقوال کو خالص اللہ کے لئے بنانا چاہتا ہے اور مخلص اس انسان کو کہا جاتا ہے جو ان منزلوں سے گزر کر خدا کی بارگاہ سے اپنے اخلاص کی سند لے چکا ہے اور اس کی نگاہ میں سوائے جلوۂ ربوبیت کے کچھ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد کا اجر بھی سب سے الگ اور بالاتر ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۲) روایات میں وارد ہوا ہے کہ عرصہ محشر میں محبت اہلبیتؑ کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ یہی وہ شے ہے جس کے بارے میں دنیا میں رسول اکرمؐ نے بطور اجر رسالت سوال کیا تھا اور ہر انسان کو مسئول اور ذمہ دار قرار دیا تھا۔

الْيَمِيْنِ [4] ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ

آتے تھے۔(28)وہ کہیں گے: بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہ تھے۔(29) ورنہ ہمارا تم پر

لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ

کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خودسرکش لوگ تھے۔(30)پس ہمارے بارے میں

عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا

ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی۔اب ہم (عذاب) چکھیں گے۔(31)پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا جب کہ

كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

ہم خود بھی گمراہ تھے۔(32)تو اس دن وہ سب کے سب عذاب میں شریک ہوں گے۔ (33)

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ

ہم مجرموں کے ساتھ یقیناً ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ (34) جب ان سے کہا جاتا تھا:

لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے۔(35)اور کہتے تھے: کیا ہم

لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ [5] ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ

ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟(36)(نہیں) بلکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور اس نے

صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

رسولوں کی تصدیق کی ہے۔(37)بتحقیق تم دردناک عذاب چکھنے والے ہو۔ (38)

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

اور تمہیں صرف اس کی جزاء ملے گی جو تم کرتے تھے۔(39)سوائے اللہ کے

عربی حاشیہ

4- یمین کے عربی زبان میں مختلف معانی ہیں۔یمین ہاتھ کو بھی کہا جاتا ہے اور یمین یسار کے مقابلہ میں ایک جہت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور یمین برکت اور قوت کو بھی کہا جاتا ہے۔

عربوں کے نزدیک داہنا رخ فال نیک کے طور پر استعمال ہوتا ہے یعنی گمراہ کرنے والے داہنے رخ سے آتے تھے تا کہ ان کی آمد کو برکت تصور کیا جائے اور لوگ ان کی باتوں کو تسلیم کرلیں۔

5- کس قدر دیوانے تھے یہ دیوانہ کہنے والے کہ بیک وقت دوطرح کے الزامات لگاتے تھے اور اتنا بھی شعور نہیں رکھتے تھے کہ دونوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔شاعر کا ذہن کام کرتا ہے اور وہ مختلف وادیٔ خیال میں چکر لگا تا رہتا ہے اور مجنون کا دماغ کام نہیں کرتا ہے اور شاعر اور مجنون ایک ہی شخص نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَ

مخلص بندوں کے۔(40)ان کے لیے ایک معین رزق ہے۔ [۳] (41) میوے اور وہ احترام

هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾

کے ساتھ ہوں گے۔(42) نعمتوں والی جنت میں۔(43) وہ تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(44)

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

بہتی شراب کے جام ان میں پھرائے جائیں گے۔(45) جو چمکتی ہو گی، پینے والوں کے لیے

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ

لذیذ ہو گی۔(46) جس میں نہ سردرد ہوگا اور نہ ہی اس سے ان کی عقل زائل ہو گی۔(47) اور

عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

ان کے پاس نگاہ نیچی رکھنے والی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔(48) گویا کہ وہ محفوظ انڈے ہیں۔(49)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

پھر وہ آمنے سامنے بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں گے۔(50) ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا:

اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾

میرا ایک ہم نشین تھا۔(51) جو (مجھ سے) کہتا تھا: کیا تم (قیامت کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟(52)

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ [6] ﴿۵۳﴾

بھلا جب ہم مر چکیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا ملے گی؟ (53)

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ

ارشاد ہوا: کیا تم دیکھنا چاہتے ہو؟(54) پھر اس نے جھانکا تو اسے

۴۔ وہ سب آپس میں آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہونگے۔اور کوئی تنہائی کی وحشت سے دوچار نہ ہوگا۔

۵۔ان کے گرد دورِ شراب طہور چل رہا ہوگا۔

۶۔ ان کی شراب صاف شفاف اور لذتوں کی حامل ہوگی۔

۷۔ ان کی شراب میں دردسر کا کوئی تاثر نہ ہوگا اور نہ دیوانگی اور مدہوشی کا نام ونشان ہوگا۔

۸۔ ان کے گرد ایسی حوریں ہوں گی جن کی نگاہیں انکے شوہروں تک محدود ہوں گی اور نامحرموں پر نگاہ کرنے سے آشنا نہ ہوں گی۔

۹۔ ان حوروں میں کشادہ چشمی بھی ہوگی اور محدودیت نظر بھی۔

۱۰۔ ان کے رخساروں کا رنگ وروغن ایسا ہوگا جیسے انڈے چھپا کر رکھے گئے ہوں۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۷ نزف دھیرے دھیرے خون نکلنے یا کنویں سے پانی نکالنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی شراب دنیا دھیرے دھیرے ہوش وحواس کو برباد کردیتی ہے۔شراب آخرت ایسی نہیں ہے۔

ف: ان آیات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جہنم اور جنت دونوں کے درمیان رابطہ ہوگا اگرچہ دونوں کے درمیان حجاب کا ذکر بھی ہے اور دونوں کے درمیان فاصلہ بھی ہے جس کی طرف لفظ ندا سے اشارہ کیا گیا ہے لیکن اس کے بعد بھی ممکن ہے کہ اہل جنت کو ایسی بصارت دے دی جائے کہ وہ جہنمی ساتھی کو دیکھ بھی لیں اور اس سے بات بھی کرلیں۔آیت نمبر ۵۸ وغیرہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اہلِ جنت کی باہمی گفتگو ہے جو فرطِ مسرت کی بنا پر کی جارہی ہے۔

6-مدین۔ جسے جزا دی جائے۔
مطلع۔جھانک کر دیکھنے والا۔

اردو حاشیہ

(۳) مجرمین کے درمیان عبادِ مخلصین کا ذکر استثناء منقطع کے طور پر ہوا ہے اور ان کے بارے میں جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بے مثل و بے نظیر نعمتیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ انہیں تازہ میوے دیئے جائیں گے۔

۲۔ وہ نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات میں رہیں گے۔

الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْ لَا

وسط جہنم میں دیکھا۔(55) کہا: قسم بخدا قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دے۔(56)اور اگر

نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ

میرے رب کی نعمت نہ ہوتی تو میں بھی حاضر کیے جانے والوں میں ہوتا۔(57) کیا اب ہمیں

بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾

نہیں مرنا؟(58)ہماری پہلی موت کے بعد ہمیں کوئی اور عذاب نہ ہو گا؟(59)

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ

یقیناً یہ عظیم کامیابی ہے۔(60) عمل کرنے والوں کو ایسی ہی کامیابی کے لیے

الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا

عمل کرنا چاہیے۔(61) کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟(62)ہم نے

جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ

اسے ظالموں کے لیے ایک آزمائش بنا دیا ہے۔(63)یہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے

الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ

نکلتا ہے۔(64)اس کے خوشے شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔(65)پھر وہ

لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ

اس میں سے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے۔(66)پھر ان کے لیے

لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ

تحقیق اس پر کھولتا ہوا پانی ملا دیا جائے گا۔(67)پھر ان کا ٹھکانا

عربی حاشیہ

سوآء الجحیم۔ وسط جہنم۔
ان کدت۔ ان مخفف ہوگیا ہے اصل ہے.... انک۔
تردین۔ ہلاک کردینا۔
محضر۔احضار سے نکلا ہے جو عام طور سے بڑے مقامات پر حاضر کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
نُزل۔ جو سامان مہمان کے لئے فراہم کیا جاتا ہے۔
زقوم۔جہنم کے ایک درخت کا نام ہے جس کی نظیر دنیا میں تھوہڑ کا درخت ہے۔
طلع۔خرمے کے درخت سے نکلنے والا پہلا شگوفہ۔
رؤس الشیاطین۔ بدنما ہونے کی بہترین مثال ہے۔
شوب۔جس میں کوئی چیز ملا دی جائے۔
حمیم۔گرما گرم پانی۔
یہرعون۔ تیزی سے دوڑے چلے

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ جنت الفردوس میں اگر مردوں کیلئے پوشیدہ انڈوں جیسی حوریں ہوں گی تو عورتوں کیلئے بکھرے ہوئے موتیوں جیسے غلمان بھی ہوں گے اور اس طرح کوئی صاحب کردار نعمت جنت سے محروم نہ رہے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

(۴) یہ ایک بہترین تمثیل ہے ان دو افراد کی جو دار دنیا میں ایک ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ایک مومن ہوتا ہے اور ایک کافر۔کافر کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ مومن کا مذاق اڑائے اور مومن کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ وہ ان حالات پر صبر کرے۔قیامت کے دن صورت حال کا نقشہ یہ ہوگا کہ مومن اپنے ساتھی کو تلاش کرے گا تو دور سے جہنم کے درمیان نظر آئے گا تو پکار کر کہے گا کہ ہم تمہاری باتوں میں آجاتے تو تم ہمیں بھی ہلاک کر دیتے اور اب تمہیں اندازہ ہوا کہ ہماری بات بالکل صحیح نکلی لیکن تم نے کل ہماری بات کی قدر نہیں کی اور آج اس انجام کو پہنچ گئے۔کاش یہ احساس کل ہی ہوگیا ہوتا اور یہ دن دیکھنے میں نہ آتے کہ اب رہنے کیلئے جہنم ہے اور کھانے کیلئے زقوم اور پینے کیلئے خون اور پیپ اور گرم پانی معاذ اللہ۔

اس منظر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صاحب ایمان کی صحبت کافر کے حق میں کسی قدر بھی مفید نہیں ہے جب تک کہ وہ خود اس کے ایمان و کردار میں شریک نہ ہو جائے ورنہ صحبت حسرت بن سکتی ہے عاقبت نہیں بنا سکتی ہے۔

لَاۡاِلَى الۡجَحِيۡمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمۡ اَلۡفَوۡا اٰبَآءَهُمۡ ضَآلِّيۡنَ ۙ﴿۶۹﴾

بہرصورت جہنم ہو گا۔(68)بلاشبہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ (69)

فَهُمۡ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ يُهۡرَعُوۡنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدۡ ضَلَّ قَبۡلَهُمۡ

پھر وہ ان کے نقش قدم پر دوڑ پڑے۔(70)اور بتحقیق ان سے پہلے اگلوں کی

اَكۡثَرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ﴿۷۱﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ ﴿۷۲﴾

اکثریت گمراہ ہو چکی ہے۔(71)اور بتحقیق ہم نے ان میں تنبیہ کرنے والے (رسول) بھیجے تھے۔ (72)

فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۙ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

پھر دیکھو کہ تنبیہ شدگان کا کیا انجام ہوا۔(73)سوائے اللہ کے مخلص

الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۷۴﴾ ع وَلَقَدۡ نَادٰٮنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ ۖ﴿۷۵﴾

(ع ۲ ۵۳ ۶)

بندوں کے۔(74)اور بتحقیق نوح نے ہمیں پکارا تو دیکھا کہ ہم کیسے بہترین جواب دینے والے ہیں۔ (75)

وَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ۖ﴿۷۶﴾ وَجَعَلۡنَا ذُرِّيَّتَهٗ [7]

اور ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو عظیم مصیبت سے بچایا۔(76) اور ان کی نسل کو ہم نے باقی رہنے

هُمُ الۡبٰقِيۡنَ ۖ﴿۷۷﴾ وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۖ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

والوں میں رکھا۔(77)اور ہم نے آنے والوں میں ان کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(78)تمام عالمین میں

نُوۡحٍ فِى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۸۰﴾

نوح پر سلام ہو۔(79)ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ (80)

اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ﴿۸۲﴾

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔(81)پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔ (82)

عربی حاشیہ

جارہے ہیں۔

ف: قلب سلیم وہ دل ودماغ جو ہر عیب سے پاک ہواور جس میں خدا کے علاوہ کوئی نہ ہو۔ جناب ابراہیمؑ کا یہ شرف انھیں تمام انبیاء کرام سے ممتاز بنائے ہوئے ہے اگرچہ ان کا شمار جناب نوحؑ کے شیعوں میں ہے کہ اس سے نوحؑ کی افضلیت ثابت نہیں ہوتی ہے جس طرح کہ رسول اکرمؐ کا ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرنا ابراہیمؑ کو افضل نہیں قرار دیتا ہے۔

7- مفسر طبری کا بیان ہے کہ جناب نوح کی تین اولاد تھی حام، سام اور یافث اور ساری دنیا انھیں تینوں کی اولاد سے ہے۔ عرب اور عجم سام کی اولاد میں ہیں۔ ترک وغیرہ یافث کی اولاد میں ہیں اور سوڈان وغیرہ حام کی اولاد میں سے ہیں اور کتاب مقدس کے قاموس میں یہ بیان درج کیا گیا ہے کہ سام کے معنی اسم کے ہیں اور یہ عبرانی نام ہے۔ یہ نوح کے سب سے بڑے فرزند تھے اور عرب اور یہود انھیں کی نسل

اردو حاشیہ

وَ اِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۸۳﴾ اِذۡ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلۡبٍ

اور ابراہیم یقیناً نوح کے پیروکاروں (۵) میں سے تھے۔(83)جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں قلب سلیم

سَلِیۡمٍ ﴿۸۴﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ وَ قَوۡمِہٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفۡکًا

لے کر آئے۔(84)جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) اور قوم سے کہا: تم کس کی پوجا کرتے ہو؟(85) کیا اللہ کو

اٰلِـہَۃً دُوۡنَ اللّٰہِ تُرِیۡدُوۡنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۷﴾

چھوڑ کر گھڑے ہوئے معبودوں کو چاہتے ہو؟(86)پروردگار عالم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ (87)

فَنَظَرَ نَظۡرَۃً فِی النُّجُوۡمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوۡا

پھر انہوں نے ستاروں پر ایک نظر ڈالی ۔(88)اور کہا میں تو بیمار (۶) ہوں۔(89)چنانچہ وہ لوگ

عَنۡہُ مُدۡبِرِیۡنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤی اٰلِـہَتِہِمۡ فَقَالَ اَلَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۹۱﴾

انہیں پیچھے چھوڑ گئے۔(90)پھر وہ ان کے معبودوں میں جا گھسے اور کہنے لگے: تم کھاتے کیوں نہیں ہو؟ (91)

مَا لَکُمۡ لَا تَنۡطِقُوۡنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَیۡہِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡیَمِیۡنِ ﴿۹۳﴾

تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو؟(92)پھر انہیں پوری طاقت سے مارنا شروع کیا۔ (93)

فَاَقۡبَلُوۡۤا اِلَیۡہِ یَزِفُّوۡنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعۡبُدُوۡنَ مَا تَنۡحِتُوۡنَ ﴿۹۵﴾

تو لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔(94)ابراہیم نے کہا: کیا تم اسے پوجتے ہو جسے تم خود تراشتے ہو؟ (95)

وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَ مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابۡنُوۡا لَہٗ بُنۡیَانًا

حالانکہ خود تمہیں اور جو کچھ تم بناتے ہو سب کو اللہ نے پیدا (۷) کیا ہے۔(96)انہوں نے کہا: اس کے لیے ایک عمارت تیار کرو

فَاَلۡقُوۡہُ فِی الۡجَحِیۡمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوۡا بِہٖ کَیۡدًا فَجَعَلۡنٰہُمُ

پھر اسے آگ کے ڈھیر میں پھینک دو۔(97)پس انہوں نے اس کے خلاف ایک چال چلنے کا ارادہ کیا لیکن

عربی حاشیہ

سے ہیں اور اسی لئے ان کی زبانوں کو سامی زبان کہا جاتا ہے۔ یافث دوسرے بیٹے تھے جس کے معنی ہیں حسن وجمال اور ان کی اولاد ہنداور یورپ میں پھیلی ہوئی ہے۔ حام سب سے چھوٹے بیٹے تھے جس کے معنی ہیں گرم.... اور شاید اسی لئے سوڈانی ان کی اولاد میں شمار کئے جاتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۸۹ میں توریہ کا احتمال بھی ہے اور اس کا استعمال اس وقت بہرحال جائز ہے جب لفظ میں غیرظاہر معنی کا امکان ہو اور توریہ میں کوئی فساد نہ ہو اور مقام مقامِ تبلیغ وبیانِ شریعت نہ ہو۔

ف: بیشک اسحاق کا صالحین میں ہونا ایک شرف ہے لیکن اسماعیل کو غلام حلیم سے تعبیر کیا گیا ہے جو عظیم ترین شرف ہے اس لئے کہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اپنے بعد ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے علاوہ کسی کو حلیم نہیں کہا ہے اور ان دونوں نے واقعاً کمال حلم کا مظاہرہ کیا

اردو حاشیہ

(۵) لفظ شیعہ نیک کردار افراد کیلئے ایک قرآنی اصطلاح ہے۔ اس لئے جناب ابراہیمؑ کو بھی ان کے اتباع کی بنا پر جناب نوحؑ کے شیعوں میں سے قرار دیا گیا ہے جب کہ بعض مفسرین کے مطابق دونوں کے درمیان ۲۶۴۰ سال کا فاصلہ ہے تو اگر اس طویل فاصلہ کے بعد جناب ابراہیمؑ جناب نوحؑ کے شیعوں میں شمار ہو سکتے ہیں تو اتباع اور پیروی کی بنا پر آج کے مومنین شیعہ علیؑ کیوں نہیں ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں خود پیغمبرؐ اسلام نے بشارت دی ہے کہ یا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ کامیاب اور کامران ہیں۔

(۶) بعض محدثین اور مفسرین نے اس لفظ سقیم کی بنیاد پر جناب ابراہیمؑ کو جھوٹا قرار دیا ہے حالانکہ یہ خود سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ خدا جس کو صدیق قرار دے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ مقام تبلیغ میں تھے اور انہوں نے بتوں کی خدائی کا انکار کر دیا تو ستاروں کی خدائی پر غور کیا اور اپنے کو بیمار قرار دیدیا کہ میں ابھی غور وفکر کی منزل میں ہوں جس طرح ایک عام انسان تشکیک کی منزل میں ہوتا ہے۔ تاکہ اس طرح ان لوگوں کو ان کی جہالت کی طرف متوجہ کر سکیں اور اپنے پاس سے ہٹا کر بتوں کا خاتمہ کر سکیں۔

(۷) یعنی یہ پتھر بھی خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں جن سے تم نے اپنے خدا بنائے ہیں نہ یہ کہ خدا ہی نے بت سازی کا کام انجام دیا ہے اور ان پتھروں

الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾

ہم نے انہیں زیر کر دیا۔(98) اور ابراہیم نے کہا: میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا۔(99)

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

پروردگارا! مجھے صالحین میں سے (اولاد) عطا کر۔(100) چنانچہ ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔(101)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

پھر جب وہ ان کے ساتھ کام کاج کی عمر کو پہنچا تو کہا: اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے

اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا

کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ لو تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا: اے ابا جان! آپ کو

تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

جو حکم ملا ہے اسے انجام دیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ (102)

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا[8] وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ۙ

پس جب دونوں نے (حکم خدا کو) تسلیم کیا[۸] اور اسے ماتھے کے بل لٹا دیا۔(103) تو ہم نے ندا دی: اے ابراہیم!۔(104)

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ (105)

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ

یقیناً یہ ایک نمایاں امتحان تھا۔(106) اور ہم نے ایک عظیم قربانی سے اس کا

عَظِيْمٍ[9] ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ۖ سَلٰمٌ عَلٰۤى

فدیہ دیا۔(107) اور ہم نے ان کے لیے آنے والوں میں (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(108) ابراہیم پر

عربی حاشیہ

ہے اور حکم خدا کی تعمیل میں کوئی تردد نہیں کیا جب کہ حکم خدا خواب کے ذریعہ دیا گیا تھا اور کوئی ظاہری وحی نہیں تھی۔

8- یہ جناب ابراہیمؑ اور جناب اسماعیلؑ کا کمال ایمان تھا کہ باپ نے خواب کو امر الٰہی قرار دیا اور بیٹے نے بھی اسے امر الٰہی قرار دیتے ہوئے عمل کی دعوت دی اور عرض کی کہ حکم الٰہی میں غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ عمل کریں میں انشاء اللہ صبر کروں گا۔ کاش دور حاضر کا مسلمان اسلام کے اس مفہوم سے آشنا ہوتا اور ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرتے ہوئے ہر منزل پر سر تسلیم خم کر دیتا۔

9- مفسرین اور محدثین نے اس عظیم مذبوح کے بارے میں طرح طرح کی موشگافیاں کی ہیں اور اس کی عظمت کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ قرار دی ہے کہ وہ ایک دُنبہ تھا جس نے جنت میں ۴۰ سال تک چرنے کا کام انجام دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ پھر اس

اردو حاشیہ

سے بت تیار کر دیئے ہیں۔

(۸) مفسرین میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے یا حضرت اسحاقؑ یہودیوں نے حضرت اسحاقؑ کے رشتہ کی بنا پر یہ شرف ان کی طرف موڑنا چاہا ہے جب کہ آیات کریمہ میں سارا تذکرہ حضرت اسماعیلؑ کا ہے۔ وہی حضرت ابراہیمؑ کی پہلی اولاد تھے جیسا کہ توریت میں بھی مذکور ہے کہ جناب اسماعیلؑ اس وقت پیدا ہوئے جب جناب ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ سال کی تھی اور جناب اسحاقؑ اس وقت پیدا ہوئے جب ان کی عمر ۱۰۰ سال کی تھی۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ اسحاقؑ کی بشارت کا تذکرہ اس قربانی کے تذکرہ کے بعد کیا گیا ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے۔ پھر ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر ذبیح حضرت اسحاقؑ ہوتے تو ان کی یادگار شام میں ہوتی اس لئے کہ ان کا اور انکی والدہ سارہ کا مسکن شام میں تھا مکہ میں تو جناب اسماعیلؑ اور جناب ہاجرہ کو لا کر رکھا گیا تھا اور یہ بہترین درایت ہے جس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے حضرت اسحاقؑ نہ تھے۔

اس مقام پر ذبح عظیم کے سمجھنے کیلئے یہ علمی نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ نے اسماعیلؑ کو بلاء سے بچا لیا تھا اور اسحاقؑ کو کرب سے نجات دیدی تھی اب ذبح عظیم ہونے کیلئے ایسی قربانی کی ضرورت ہے جو دونوں مراحل سے گزر جائے اور دونوں سے بالاتر شرف حاصل کر سکے۔

اِبۡرٰهِیۡمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنۡ

سلام ہو۔(109)ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔(110)یقیناً وہ ہمارے

عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ بَشَّرۡنٰهُ بِاِسۡحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ

مومن بندوں میں سے تھے۔(111)اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ وہ صالحین میں سے

الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ بٰرَكۡنَا عَلَیۡهِ وَعَلٰۤی اِسۡحٰقَ ؕ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِهِمَا

نبی ہوں گے۔(112)اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکات نازل کیں۔ان دونوں کی اولاد میں نیکی کرنے والا بھی ہے

مُحۡسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ مُبِیۡنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع وَ لَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰی مُوۡسٰی

اور اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والا بھی ہے۔(113)اور بتحقیق موسیٰ اور ہارون پر ہم نے

وَ هٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ ج وَ نَجَّیۡنٰهُمَا وَ قَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۱۵﴾ ج

احسان کیا۔(114)اور ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو عظیم مصیبت سے ہم نے نجات دی۔ (115)

وَ نَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾ ج وَ اٰتَیۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ

اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب آنے والے ہو گئے۔(116)اور ہم نے ان دونوں کو

الۡمُسۡتَبِیۡنَ ﴿۱۱۷﴾ ج وَ هَدَیۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۱۱۸﴾ ج وَ

روشن کتاب دی۔(117)اور ان دونوں کو سیدھا راستہ ہم نے دکھایا۔(118)اور

تَرَكۡنَا عَلَیۡهِمَا فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ لا سَلٰمٌ عَلٰی مُوۡسٰی وَ

ہم نے آنے والوں میں ان دونوں کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(119)موسیٰ اور

هٰرُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا

ہارون پر سلام ہو۔(120)ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔(121) یہ دونوں

عربی حاشیہ

کی عظمت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

لیکن معصومینؑ کی روایات میں اسلام کی یہ عظیم قربانی شہادت امام حسینؑ کی طرف اشارہ ہے۔

ف: کہاجاتا ہے کہ بعل بیس ہاتھ لمبابُت تھا جس کے چار چہرے تھے اور چار سوخادم شام کی سرحد پر تھا جس نے بعلبک کہاجاتا ہے۔

ف: جناب یونس کے لئے لفظ ابق ان کے ترک اولیٰ کی طرف اشارہ ہے اور کدو کی بیل کا اگا دنیا ان کے سایہ اور حشرات الارض سے نجات دینے کا سامان ہے۔

اردو حاشیہ

عربی حاشیہ

10- بظاہر اس سے مراد حضرت الیاس ہیں جو جناب ہارون کی اولاد میں سے تھے اور بعض مفسرین کے خیال میں ادریس انھیں کا نام ہے۔ لفظ ال یاسین کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ الیاس کا نام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ ان کے والد کا نام یسین تھا اور اس لفظ سے مراد آل یٰسین یعنی یٰسین کے فرزند حضرت الیاس ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ یٰسین رسول اکرمؐ کا نام ہے لہٰذا اس سے آل محمدؐ مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔(122)اور الیاس بھی یقیناً پیغمبروں میں سے تھے۔ (123)

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ

جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟(124) کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خلق

اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو؟(125)اللہ ہی تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ (126)

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

تو انہوں نے ان کی تکذیب کی پس وہ حاضر کیے جائیں گے۔(127)سوائے اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ

مخلص بندوں کے۔(128)اور ہم نے آنے والوں میں ان کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(129) آل یاسین

عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ [10] ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

پر سلام ہو۔(130)ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ (131)

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔(132)اور لوط بھی یقیناً پیغمبروں

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا

میں سے تھے۔(133)جب ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دی۔(134)سوائے ایک بڑھیا کے جو

فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔(135) پھر ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔(136)اور تم دن کو بھی ان (بستیوں)

عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوۡنُسَ

سے گزرتے رہتے ہو۔(137)اور رات کو بھی، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(138)اور یونس بھی

لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذۡ اَبَقَ اِلَى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۱۴۰﴾

یقیناً پیغمبروں میں سے تھے۔(139)جب وہ بھری (۹) ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ (140)

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ

پھر قرعہ ڈالا تو وہ مات کھانے والوں میں سے ہوئے۔(141)پھر مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ (اپنے آپ کو)

وَهُوَ مُلِيۡمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ

ملامت کر رہے تھے۔(142)پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔(143)تو قیامت

فِىۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَ

تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہ جاتے۔(144)اور ہم نے بیمار حالت میں انہیں

هُوَ سَقِيۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ﴿۱۴۶﴾

چٹیل میدان میں پھینک دیا۔(145)اور ہم نے ان پر کدو کی بیل اگائی۔ (146)

وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوۡا

اور ہم نے انہیں ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔(147) پھر وہ ایمان لے آئے تو

فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنَاتُ وَ

ہم نے ایک وقت تک انہیں متاع حیات سے نوازا۔(148)پس آپ ان سے پوچھیں: کیا تمہارے رب کے لیے تو بیٹیاں ہوں اور

لَهُمُ الۡبَنُوۡنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمۡ شٰهِدُوۡنَ ﴿۱۵۰﴾

ان کے لیے بیٹے ہوں؟(149) کیا ہم نے فرشتوں کو مونث بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے؟ (150)

عربی حاشیہ

11- عرب سفر تجارت میں حجاز سے شام جاتے تھے تو راستہ میں وہ بستی بھی پڑتی تھی جہاں قوم لوط آباد تھی اور ان پر عذاب نازل ہوا تھا۔

12- یونس وہی پیغمبر ہیں جنھیں کبھی ذوالنون اور کبھی صاحبِ الحوت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ نینویٰ کے رہنے والے تھے جو اشوریین کا دارالحکومت تھا اور دریائے دجلہ کے مشرقی کنارہ پر واقع تھا۔

واضح رہے کہ نینویٰ کے نون پر زیر سے زبر نہیں ہے۔

ف: قوم یونس کا امتیاز یہ ہے کہ اس کا انجام توبہ کی بناء پر بخیر ہوا جب کہ گذشتہ تمام اقوام کا انجام تباہی اور بربادی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

اردو حاشیہ

(۹) جناب یونسؑ نے قوم پر آئے ہوئے عذاب کو دیکھ کر عذاب سے گریز اختیار کیا اور ایک کشتی کو دیکھ کر اس میں اجازت لے کر سوار ہو گئے۔ مصلحت خداوندی سے کشتی ڈوبنے لگی تو ان لوگوں نے کہا کہ اس میں کوئی گنہگار ہے اسے نکال دیا جائے۔ اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے قرعہ ڈالا گیا۔ قرعہ جناب یونسؑ کے نام نکلا تو وہ خود ہی دریا میں کود گئے اور اپنے نفس کی ملامت کی کہ میں نے قوم کو عذاب میں دیکھ کر گریز اختیار کیا تو اب میرا بھی کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر تسبیح پروردگار اور استغفار شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں نجات مل گئی اور یہ بات واضح ہوگئی کہ تسبیح واستغفار کرنے والوں کو کوئی دریائی طاقت بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کاش بحری بیڑوں کے مالکوں کی خوشامد کرنے والے حکام اس غلامی کے بجائے تسبیح واستغفار کا سہارا لیتے اور پروردگار انہیں ہر مصیبت سے نجات دیدیتا۔

جناب یونسؑ صحرائے بے آب وگیاہ میں پہنچے تو خدا نے سایہ کیلئے کدو کا درخت اگا دیا جو اس بات کی علامت ہے کہ تسبیح واستغفار کا اثر دریاؤں میں بھی ہے اور خشکی میں بھی ہے اسکے اثرات سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ

آگاہ رہو! یہ لوگ اپنی طرف سے گھڑ کر کہتے ہیں:(151) کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہ لوگ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ

یقیناً جھوٹے ہیں۔(152) کیا اللہ نے بیٹوں کی جگہ بیٹیوں کو پسند کیا؟(153) تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟(154) کیا تم غور نہیں کرتے؟(155)یا تمہارے پاس کوئی واضح

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا [13]

دلیل ہے؟(156)پس اپنی کتاب پیش کرو اگر تم سچے ہو۔(157)اور انہوں نے

بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ

اللہ میں اور جنوں میں رشتہ بنا رکھا ہے، حالانکہ جنات کو علم ہے کہ وہ حاضر

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ

کیے جائیں گے۔(158)اللہ ان کے ہر بیان سے پاک ہے۔(159)سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے

اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ

(جو ایسی بات منسوب نہیں کرتے)۔(160)پس یقیناً تم اور جنہیں تم پوجتے ہو۔(161)تم اللہ کے خلاف

عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا [14]

(کسی کو) بہکا نہیں سکتے۔(162)سوائے اس کے جو جہنم میں جھلسنے والا ہے۔(163)اور (ملائکہ کہتے ہیں)

مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾

ہم میں سے ہر ایک کے لیے مقام مقرر ہے۔(164)اور ہم ہی صف بستہ رہتے ہیں۔(165)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۷۱، نمبر ۱۷۳ دلیل ہے کہ رب العالمین نے نصرت اور غلبہ کا وعدہ ان افراد سے کیا ہے جو مقام عبدیت پر فائز ہوں اور لشکر خدا میں شامل ہوں ورنہ صرف نام خدا لینے والے اور حزب اللہ میں شامل نہ ہونے والے افراد سے کسی قسم کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔

13- یہ بنی کنانہ اور بنی خزاعہ کے خیال کی تردید ہے کہ ان کا خیال تھا کہ اللہ نے جنات کی شریف زادیوں سے عقد کیا ہے اور اس سے اولاد پیدا ہوئی ہے اور اس اولاد کا نام ملائکہ ہے لہٰذا ملائکہ جنات کی عورتوں سے پیدا ہونے والی اللہ کی لڑکیوں کا نام ہے۔

14- یہ بظاہر ان ملائکہ کا بیان ہے جن کو خدا کا رشتہ دار ثابت کیا گیا تھا کہ ہم بندگان خدا ہیں اس کے رشتہ دار نہیں ہیں اور یہی ان تمام بندگان خدا کا مسلک ہے جنھیں جاہلوں نے خدا یا خدا کا رشتہ دار ثابت کرنا چاہا ہے۔

اردو حاشیہ

وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ

اور ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں۔(166)اور یہ لوگ کہا تو کرتے تھے:(167)اگر

اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ

ہمارے پاس اگلوں سے کوئی نصیحت آ جاتی۔(168)تو ہم اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ لَقَدْ

مخلص بندے ہوتے۔(169) لیکن (اب) اس کا انکار کیا لہٰذا عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔(170)اور بتحقیق

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ

ہمارے بندگان مرسل سے ہمارا یہ وعدہ ہو چکا ہے۔(171)یقیناً وہ مدد (۱۰) کیے

الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ

جانے والے ہیں۔(172)اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب آ کر رہے گا۔(173) لہٰذا آپ

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾

ایک مدت تک ان سے منہ پھیر لیں۔(174)اور انہیں دیکھتے رہیں کہ عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔(175)

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ

کیا یہ ہمارے عذاب میں عجلت چاہ رہے ہیں۔(176)پس جب یہ (عذاب) ان کے دالان میں اترے گا تو

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ

تنبیہ شدگان کی صبح بہت بری ہو گی۔(177)اور آپ ایک مدت تک ان سے منہ پھیر لیں۔(178)اور

اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

دیکھتے رہیں عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔(179) آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان باتوں سے پاک ہے

عربی حاشیہ

15-خدا محفوظ رکھے واقعاً جس گھر میں عذاب نازل ہوجائے اس کی صبح کیسی ہوگی کوئی تصور نہیں کرسکتا ہے۔عرب کا دور قدیم سے یہ دستور رہاہے کہ ملاقات کے بعد پہلا سوال یہ کرتے ہیں کہ آپ کی صبح کیسی ہوئی۔ اب سوچئے کہ ان ظالموں کی صبح کیسی ہوگی۔

ف: آخری آیات میں خدا کی بے نیازی وپاکیزگی اس کی ربوبیت وبلندی، اس کے نیک بندوں پر سلام اور اس کی مکمل حمد کا تذکرہ کیا گیا ہے جوانسانی زندگی کا ایک مکمل نظام اور مرتب دستور العمل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس مقام پر یہ شبہ نہ ہو کہ جب خدا نے اپنے پیغام کے پہنچانے والے مخلص بندوں سے مدد کا وعدہ کیا ہے تو کبھی کبھی یہ حضرات دنیا والوں سے مغلوب کیوں ہو جاتے ہیں اور ہر محاز پر غالب اور فاتح کیوں نہیں نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہ نصرت کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں کبھی یہ نصرت دلائل کی مضبوطی کے ذریعہ کی جاتی ہے اور کبھی اس کا تعلق حق پر ثبات قدم سے ہوتا ہے کہ شدت مصائب میں بھی ان کے ثبات قدم میں فرق نہیں آتا اور ہر معرکہ کو صبر واستقلال کے ساتھ سر کر لیتے ہیں اور کبھی اس کا تعلق سیاسی قوت اور اقتدار وغلبہ سے ہوتا ہے جو نصرت کی سب سے واضح قسم ہے اور جس کا ہر انسان کو انتظار رہتا ہے حالانکہ اصولی بات یہ ہے کہ اس نصرت کو قدرے دیر میں منظر عام پر آنا چاہیے تا کہ بندگان خدا کے اخلاص کا اظہار اور امتحان ہو جائے ورنہ اگر سامنا ہی نہ کرنا پڑا اور ہر مرحلہ کو نصرت الٰہی ہی نے طے کرا دیا تو ان کے کردار کی عظمت کا اندازہ کس طرح ہوگا اور یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ نصرت رشتہ وقرابت کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمان وکردار کی بنا پر شامل حال کی گئی ہے۔

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ

جو یہ بیان کرتے ہیں۔(180)اور پیغمبروں پر سلام ہو۔(181)اور ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

جو عالمین کا پروردگار ہے۔(182)

اٰیاتھا ۸۸ ﴿۳۸ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸﴾ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ

صاد، قسم ہے اس قرآن کی جو نصیحت والا ہے۔(1) مگر جنہوں نے (اس کا) انکار کیا وہ غرور [1] اور مخالفت

وَّ شِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ

میں ہیں۔(2)ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر (جب ہلاکت کا وقت آیا تو) فریاد کرنے لگے

حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

مگر وہ بچنے کا وقت نہیں تھا۔(3)اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ خود انہی میں سے

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ

کوئی تنبیہ کرنے والا آیا۔اور کفار کہنے لگے: یہ جھوٹا جادوگر ہے۔(4) کیا اس نے بہت سے

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

معبودوں کی جگہ صرف ایک معبود بنا لیا؟ یہ تو یقیناً بڑی عجیب چیز ہے۔(5)اور ان میں سے قوم کے سرکردہ

عربی حاشیہ

ف: لات میں لانفی کے لئے ہے اور ت تانیث یا مبالغہ کے لئے ہے۔ ت کے داخل ہوجانے کے بعد لا کا اسم یا جز بہرحال محذوف ہوجاتا ہے۔!

آیت نمبر ۱۱ میں کفار کی ہزیمت کا ذکر ہے حالانکہ یہ سورہ مکی ہے گویا کہ اس یقین کا ابھی سے اعلان کیا جارہا ہے کہ کفار کا مقدر ہزیمت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

1-اس قسم کا جواب بیان نہیں کیا گیا ہے یعنی خود قرآن کی قسم کہ قرآن برحق ہے اور اسے نصیحتوں والا اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے سارے مطالب عالم انسانیت کے لئے خیرو برکت پر مشتمل ہیں۔ یہ انسان کی بدبختی ہے کہ وہ غرور اور عداوت کا شکار ہوگیا ہے اور ایسے عظیم قرآن پر ایمان نہیں رکھتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسانی تباہی کا سب سے بڑا راز اس کا غرور اور تکبر ہوتا ہے جب اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں یا مجھ سے بڑا کوئی دوسرا نہیں ہے تو خواہ مخواہ دوسرے کی بات ماننے سے انکار کرنے لگتا ہے اور اسے اپنی حیثیت اور عظمت کے خلاف سمجھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ کفر کی انتہائی نادانی، جہالت اور حماقت ہے کہ ایک طرف تو اپنی حیثیت عرفی کی بنا پر قرآن حکیم کے پیغامات اور مرسل اعظمؐ کے ارشادات کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف اتنا گیا گزرا ہوگیا ہے کہ پرانی ضعیف عورتوں کی باتوں پر ایمان لائے ہوئے ہے اور اس سے سر مو تجاوز نہیں کرنا چاہتا ہے۔

یہی صورت حال دورِ حاضر کے ترقی یافتہ اور ترقی پسند مسلمانوں کی ہے کہ مذہب کے حقائق کے سامنے عزت وغرور کا شکار ہوجاتے ہیں اور سماجی اصول وقواعد کے سامنے بندۂ بے دام رہتے ہیں اور اسے اصولِ زندگی کا درجہ دیدیتے ہیں جب کہ ان کی کوئی عقلی اور منطقی بنیاد نہیں ہوتی ہے۔ ان هذا الشی عجاب۔

مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ

لوگ یہ کہتے ہوئے چل پڑے: چلتے رہو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو۔ اس چیز میں یقیناً کوئی

يُرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا

غرض ہے۔(6)ہم نے کبھی یہ بات کسی پچھلے مذہب سے بھی نہیں سنی۔ یہ تو صرف ایک

إِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي

من گھڑت (بات) ہے۔(7) کیا ہمارے درمیان اسی پر یہ ذکر نازل کیا گیا؟ درحقیقت یہ لوگ

شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ﴿٨﴾ أَمْ عِنْدَهُمْ

میرے ذکر پر شک کر رہے ہیں بلکہ ابھی تو انہوں نے عذاب چکھا ہی نہیں ہے۔(8) کیا ان کے پاس

خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ

تیرے غالب آنے والے فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں؟(9)یا آسمانوں اور زمین

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر ان کی حکومت ہے؟ (اگر ایسا ہے) تو (آسمان کے) راستوں پر

الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾

چڑھ دیکھیں۔(10)یہ گروہوں میں سے ایک گروہ ہے جو وہیں شکست کھانے والا ہے۔ (11)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾

ان سے پہلے نوح اور عاد کی قوم اور میخوں والے فرعون نے تکذیب کی تھی۔ (12)

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾

اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ والے بھی اور یہ ہیں وہ گروہ۔ (13)

عربی حاشیہ

2-اس کاایک مفہوم یہ ہے کہ اپنے خداؤں پر قائم رہنا یہی ایک بات ہے جس کا تقاضا کیاجانا چاہیے۔

3-ملت آخرہ سے مراد عیسائیت ہے کہ یہ اسلام سے پہلے سب سے آخری خدائی مذہب تھا اور کفار کی نگاہ میں اس میں بھی اس قسم کی باتیں نہیں تھیں جیسی باتیں پیغمبرؐ اسلام کی تبلیغ میں پائی جاتی ہیں۔

اردو حاشیہ

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا يَنْظُرُ

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب لازم ہو گیا۔(14)اور یہ لوگ

هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ

صرف ایک چیخ کے منتظر ہیں جس کے ساتھ کوئی مہلت نہیں ہو گی۔(15)اور

قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾

وہ (از روئے تمسخر) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے دے دے۔ (16)

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ

(اے رسول) جو یہ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور (ان سے) ہمارے بندے داؤد کا قصہ بیان کیجئے جو طاقت کے مالک اور

اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ

(اللہ کی طرف) باربار رجوع کرنے والے تھے۔(17)ہم نے ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا تھا۔

بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ

یہ صبح وشام ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔(18)اور پرندوں کو بھی (مسخر کیا)۔ یہ سب اکٹھے ہو کر ان کی طرف

اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ

رجوع کرتے تھے۔(19)اور ہم نے ان کی سلطنت مستحکم کر دی اور انہیں حکمت عطا کی اور فیصلہ کن گفتار (کی صلاحیت)

الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا

دے دی۔(20)اور کیا آپ کے پاس مقدمے والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار پھاند کر محراب میں

الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا

داخل ہوئے؟(21)جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا: خوف نہ کیجئے۔

عربی حاشیہ

4-دومرتبہ جانور کے دوہنے یادودھ پینے کے درمیان کے وقفہ کا نام ہے فواق اور رقط ایک حصہ کوکہا جاتا ہے جو قط الشئی یعنی قطع الشئی سے نکلا ہے۔

ف: عجیب بات ہے کہ قوم نوح کے لئے پانی ،قوم عاد کے لئے آندھی ،قوم ثمود کے لئے بجلی اورقوم لوط کے لئے پتھر کا عذاب نازل ہوا اور اس طرح عناصر حیات عناصر عذاب بن گئے۔

ف: اس مقام پر رسول اکرمؐ کو داؤد کی دس صفتیں یاددلائی گئی ہیں:

(۱)صبر (۲)عبدیت (۳)طاقت (۴)رجوع الی اللہ (۵)تسخیر جبال (۶)تسبیح جبال (۷)اجتماع طیور (۸) استحکام ملک (۹) حکمت (۱۰) قوت فیصلہ۔"اللھم ارزقنا"

5-داؤد۔عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں محبوب۔ یہ بنی اسرائیل کے دوسرے بادشاہ تھے جنھیں توریت میں شاول کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ان سے پہلے بادشاہ

اردو حاشیہ

(۲) اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب داؤدؑ محراب عبادت میں مشغول عبادت تھے کہ اچانک دو شخص دیوار پھاند کر آ گئے جناب داؤدؑ کو سخت تعجب ہوا کہ یہ کون سا طریقہ ہے۔ انہوں نے اطمینان دلایا کہ ہم صرف فیصلہ چاہتے ہیں اور ایک نے اپنی داستانِ غم اس لہجہ میں سنائی کہ جناب داؤدؑ نے اس کی تالیف قلب کے لئے کہہ دیا کہ ایسا ظلم اکثر ہوتا رہتا ہے کہ دولت مند شخص ہر ایک کی دولت کو اپنی دولت میں شامل کر لینا چاہتا ہے لیکن معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ دوسرے شخص سے بھی بیان لے لینا چاہیے تھا اور یہ خیال آتے ہی انہوں نے استغفار شروع کر دیا اور سجدہ میں گر پڑے اور پروردگار نے اس ادا کو پسند فرما کر ان کی خلافت کا اعلان کر دیا کہ ان میں ان تمام باتوں کا احساس پایا جاتا ہے۔حالانکہ انہوں نے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا تھا ورنہ دوسرا فریق خود ہی اعتراض کرتا کہ یہ بیان غلط ہے۔اس کے اعتراض نہ کرنے سے داؤدؑ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ بیان صحیح ہے اور یہ طریقہ بھی غلط نہیں ہے لیکن پھر بھی احتیاط اور رسم قضادت کے خلاف ہے۔اسی لئے پروردگار نے کہا کہ اب تم فیصلہ کرو لیکن خواہش کا دخل نہ ہونے پائے ورنہ اس میں انحراف اور گمراہی کا اندیشہ رہتا ہے۔

تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا

ہم نزاع کے دو فریق ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے لہٰذا آپ

بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ

ہمارے درمیان منصفانہ فیصلہ کیجیے اور بے انصافی نہ کیجیے اور ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیجیے۔(22) بالشبہ

هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫

یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ

فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

اسے میرے حوالے کرو اور گفتگو میں مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے۔(23) داؤد کہنے لگے: تیری دنبی اپنی دنبیوں کے ساتھ

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ (8)

ملانے کا مطالبہ کر کے یقیناً یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے

لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ان لوگوں کے جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

پھر داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے معافی مانگی

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ

اور جھک گئے اور (اللہ کی طرف) رجوع کیا۔(24) پس ہم نے ان کی اس بات کو معاف کیا

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا

اور یقیناً ہمارے نزدیک ان کے لیے تقرب اور بہتر بازگشت ہے۔(25) اے داؤد! ہم نے

عربی حاشیہ

کا نام طالوت تھا جن کی فوج میں رہ کر انھوں نے جہاد کیا تھا۔

6- حکمت قوت علم و عمل کا نام ہے اور یہی وہ چیز ہے جس میں استحکام پایا جاتا ہے۔ فصل الخطاب۔ ہر بات کو محفوظ کر لینے اور اس کو بہترین انداز سے بیان کر دینے کا نام ہے، جس میں صحیح فیصلہ بھی شامل ہے۔

7- خصم۔ جو کسی پر کسی حق کا دعویٰ کرے۔ یہ لفظ ایک دو، تین، مذکر، مونث سب کے لئے یکساں طور پر استعمال ہوتا ہے۔

8- عام طور سے اس کے معنی شرکاء کے بیان کئے جاتے ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ صاحبانِ قوت مراد ہوں جو سب کے مال میں اپنی شرکت کے دعویدار ہوجاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کریں

وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

اور خواہش کی پیروی نہ کریں۔وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔

الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا

جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے یوم حساب فراموش کرنے پر

نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ع ﴿۲۶﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ

یقیناً سخت عذاب ہو گا۔(26) اور ہم نے آسمان اور زمین اور

مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ

جو کچھ ان کے درمیان ہے کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ یہ تو کفار کا گمان ہے۔

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

ایسے کافروں کے لیے آتش جہنم کی تباہی ہے۔(27) کیا ہم ایمان لانے (۳) اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ز اَمْ نَجْعَلُ

اعمال صالح بجا لانے والوں کو زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح قرار دیں یا اہل تقویٰ کو

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ

بدکاروں کی طرح قرار دیں؟(28) یہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تا کہ

لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَ وَهَبْنَا

لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور صاحبان عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔(29) اور ہم نے داؤد کو

ع ۲ ۱۲ ۱۱

عربی حاشیہ

ف: توریت میں جناب داؤد کے سلسلہ میں اور یاحتی کی زوجہ سے عشق اور اسے قتل کرا کے اس عورت سے عقد کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو انتہائی مہمل بات ہے اور امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ ایسے قاتل پر دہری حد جاری ہوگی بربنائے اسلام اور بربنائے نبوت۔

ف: آیت نمبر ۳۲، نمبر ۳۳ کے بارے میں واضح رہے کہ خیرعرب کے نزدیک گھوڑے کو کہا جاتا ہے اور '' عن ذکر ربي'' گھوڑوں کی محبت کے سبب کا بیان ہے کہ یہ سب ذکر خدا کی بنا پر ہے۔ اس کے بعد ''توارث'' کا فاعل بھی یہی گھوڑے ہیں اور ردوھا کا مرجع بھی۔ اس کا سورج کے چھپنے اور نماز کے قضا ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ نماز واجب کا قضا کرنا خلاف نبوت ہے اور نافلہ کے لئے سورج کا پلٹنا خلاف عقل ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) قاضی ابوبکر نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنی ہاشم کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایمان وتقویٰ والوں سے مراد علی ابن ابی طالبؑ، جعفر، عبیدہ بنا لحرث، طفیل بن الحارث، زید بن حارثہ اور ام ایمن وغیرہ ہیں اور مفسدین وفجار سے مراد بنی عبدشمس اور بنی امیہ ہیں۔

لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ

سلیمان عطا کیا جو بہترین بندے اور (اللہ کی طرف) خوب رجوع کرنے والے تھے۔(30) جب شام کے وقت

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ

انہیں سدھائے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے۔(31) تو انہوں نے کہا: میں نے (گھوڑوں کے ساتھ ایسے)

حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾

محبت (۴) کی جیسے خیر سے محبت کی جاتی ہے اور اپنے رب کے ذکر سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ (سورج) پردے میں چھپ گیا۔(32)

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَ

(بولے:) انہیں میرے پاس واپس لے آؤ۔ پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔(33) اور

لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

بتحقیق ہم نے سلیمان کو آزمایا اور ان کے تخت (۵) پر ایک جسد ڈال دیا پھر انہوں نے (اپنے رب کی طرف) رجوع کیا۔(34)

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ

کہا: میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر جو میرے بعد کسی کے

بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ

شایان شان نہ ہو۔ یقیناً تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔(35) پھر ہم نے ہوا کو ان کے لیے مسخر کر دیا۔ جدھر وہ جانا چاہتے

بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

ان کے حکم سے نرمی کے ساتھ اسی طرف چل پڑتی تھی۔(36) اور ہر قسم کے معمار اور غوطہ خور شیاطین کو بھی

غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا

(مسخر کیا)۔(37) اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔(38) یہ ہماری

عربی حاشیہ

9- سلیمان عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں صلح پسند انسان۔ یہ جناب داؤد کے فرزند تھے جن کی قرآن مجید نے تعریف کی ہے اور موجودہ توریت میں سخت مذمت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انھیں ایک کسبی اور بدکار عورت کا فرزند کہا گیا ہے۔ (معاذ اللہ)

10- صافنات۔ صافنہ کی جمع ہے۔ یعنی وہ اصیل گھوڑے جو تین پیروں پر زور دے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

جیاد۔ جواد کی جمع ہے یعنی تیز رفتار گھوڑے اور انسانوں میں کریم الطبع انسان۔

سوق۔ ساق کی جمع ہے یعنی پنڈلی۔

رخاء۔ نرم رفتار۔

اصفاد۔ زنجیریں اور طوق وغیرہ۔

فامنن۔ یعنی دوسروں کو عطا کر دو۔

امسک۔ اپنے پاس محدود رکھو۔

نصب۔ تعب اور مشقت۔

مغتسل۔ غسل کی جگہ۔

اردو حاشیہ

(۴) تفاسیر میں ان آیات کے بارے میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب سلیمانؑ شام کے وقت اپنے اصطبل کے گھوڑوں کا جائزہ لے رہے تھے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور گھوڑے واپس آئے تو انہوں نے جہاد کی تیاری اور اسکے لئے مناسب ہونے کی بنا پر اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے باوجود ان کی گردنوں پنڈلیوں کو ملنا شروع کر دیا اور یہ سلیمانؑ کا بہترین عمل خیر تھا جس کے بارے میں مفسرین نے یہ کہا ہے کہ وہ اس قدر محو ہو گئے کہ سورج چھپ گیا اور نماز یا عبادت قضا ہوگئی اور انہوں نے توبہ و استغفار کیا جب کہ ان باتوں کا کوئی ذکر آیت میں نہیں ہے۔

(۵) یہاں بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ سلیمانؑ ہی نڈھال کرسی پر ڈال دیئے گئے اور یہ کسی ترک اولیٰ کا نتیجہ تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ انہوں نے وارثِ تخت وتاج کا انتظام شروع کیا اور جماع میں انشاء اللہ نہیں کہا تو بچہ مردہ پیدا ہوا کہ ہمارے بغیر ایسا ہی وارث پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَ اِنَّ لَهٗ

عنایت ہے جسے چاہو دے دو اور جس سے چاہو روک دو۔ اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔(39)اور ان کے لیے

عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَيُّوْبَ ۘ

ہمارے ہاں یقیناً قرب اور نیک انجام ہے۔(40)اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجیے

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ؕ ﴿۴۱﴾

جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا: شیطان نے مجھے تکلیف اور اذیت دی ہے۔ (41)

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿۴۲﴾

(ہم نے کہا:) اپنا پاؤں ماریں۔ یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے۔ (42)

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى

ہم نے انہیں اہل وعیال دیے اور ان کے ساتھ اتنے مزید دیے اپنی طرف سے رحمت اور عقل والوں کے لیے

لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا [11] فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا

نصیحت کے طور پر۔(43)(ہم نے کہا:) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو تھام لیں اور اسے ماریں اور قسم نہ توڑیں۔

تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

تحقیق ہم نے انہیں صابر [۱] پایا۔ وہ بہترین بندے تھے، بے شک وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔(44)

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو طاقت اور

وَ الْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۚ ﴿۴۶﴾

بصیرت والے تھے۔(45) ہم نے انہیں ایک خاص صفت کی بنا پر مخلص بنایا (وہ) دار (آخرت) کا ذکر ہے۔(46)

عین ۱۲

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۵ میں سلیمان کی دعا بربنائے بُخل نہیں تھی بلکہ اپنی حکومت کا ایک امتیاز چاہتے تھے جو پانچ کمالات کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (۱)ہواؤں کی تسخیر (۲) کارآمد شیاطین (۳) سرکش شیاطین کی گرفتاری (۴) عطا اور امساک کا اختیار (۵) تقرب الٰہی اور بہترین بازگشت۔ان کے علاوہ دیگر امتیازات سے دوسری حکومت ملک سلیمان سے بہتر بھی ہوسکتی ہے۔

ف: واضح رہے کہ زوجہ ایوب وہ خاتون ہے جو ان تمام مصائب میں شوہر کے ساتھ رہی اور اسی بنا پر قدرت نے قسم پر عمل کرنے میں نرمی کے برتاؤ کی تعلیم دی ورنہ جرمِ ناقابلِ معافی ہوتا تو حیلہ بیکار ہوتا۔

11۔ضغث۔لکڑیوں وغیرہ کا ایک مُٹھا۔
حنث۔قسم کے خلاف عمل کرنا۔
ایدی۔قوت۔

اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے

اردو حاشیہ

(۱) صبر ایوبؑ دنیا میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے اور روایات کی بنا پر انہوں نے واقعاً بہت صبر کیا ہے۔ اموال سب ضائع ہو گئے اولاد سب تلف ہو گئی۔ اپنے جسم میں بھی طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوگئیں لیکن مسلسل صبر کرتے رہے اور کبھی فریاد نہ کی اور شیطان اس طرح ان کے صبر کو آزماتا رہا اور پروردگار بھی اس پر واضح کرتا رہا کہ ہمارے مخلص بندے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زوجہ سے ادنیٰ غلطی ہوگئی اور انہوں نے قسم کھالی کہ میں شفا پانے کے بعد سو لکڑیاں ماروں گا کہ اس نے شیطان سے کیوں بات کی اور اسے میرے صبر کا امتحان کیوں نہیں لینے دیا تو قدرت نے ان کے صبر کی لاج رکھنے کیلئے ایک طریقہ تعلیم کر دیا۔ ورنہ زوجہ نے واقعاً کوئی جرم کیا ہوتا جو حد اور سزا کے قابل ہوتا تو اس طرح کی تدبیریں روانہ ہوتیں۔ بہرحال جناب ایوبؑ نے اپنی قسم پر عمل کیا اور خدا نے بھی ان کی صحت کیلئے چشمہ جاری کر دیا اور ساری نعمتیں مثل اوّل بلکہ اس کے دگنی عطا کر دیں جو اس بات کی علامت ہے کہ خدا راحت و آرام کا انتظام کرتا ہے لیکن امتحان اور آزمائش کے بعد اس کے بغیر وہ کسی طرح کی راحت کا ذمہ دار نہیں ہے۔

وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَ اذْكُرْ

اور وہ ہمارے نزدیک یقیناً برگزیدہ نیک افراد میں سے تھے۔(47)اور (اے رسول) اسماعیل

اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾

اور یسع اور ذوالکفل کو یاد کیجئے۔ یہ سب نیک لوگوں میں سے ہیں۔ (48)

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ

یہ ایک نصیحت ہے اور تقویٰ والوں کے لیے یقیناً اچھا ٹھکانا ہے۔(49)وہ دائمی جنتیں ہیں جن کے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔(50)ان میں وہ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور بہت سے میوے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔(51)اور ان کے پاس آنکھیں نیچی رکھنے والی ہم عمر

اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ

بیویاں ہوں گی۔(52)یہ وہ بات ہے جس کا روز حساب کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(53)یقیناً

هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ

یہ ہمارا وہ رزق ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔(54)یہ تو (اہل تقویٰ کے لیے) ہے اور سرکشوں کے لیے

لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا

بدترین ٹھکانا ہے۔(55)(یعنی) جہنم جس میں وہ جھلس جائیں گے۔ پس وہ بدترین بچھونا ہے۔(56)یہ ہے ان کے لیے۔

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ [12] وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾

پس وہ کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کا ذائقہ چکھیں۔(57)اور اس قسم کی مزید بہت سی چیزوں کا۔ (58)

عربی حاشیہ

کہ کیا قسم پر عمل کرنے کے لئے اس طرح کے شرعی حیلے صحیح ہیں کہ سومرتبہ مارنے کے بجائے سو تنکے جمع کرکے ایک مرتبہ ماردیا جائے؟ لیکن اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ ایک مخصوص واقعہ ہے جس کی مصلحت کو پروردگار بہتر جانتا ہے لہٰذا اسے عام قانون کی حیثیت نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ اسے دلیل شرعی بنایا جاسکتا ہے۔

12- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ اس جملہ کی اصل یہ ہے ہذ''احمیم وغساق فلیذوقوہ'' یعنی یہ گرم پانی اور پیپ ہے،لہٰذا یہ ظالم اس کا مزہ چکھیں۔

ف: الیسع ایک بزرگ پیغمبر کا نام ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اس یوشع کا نام قرار دیا ہے اور بعض نے یسع فعل پر الف لام داخل کردیا ہے جس طرح ذوالکفل ایک مستقل پیغمبر تھے جن کا نام بشر یا بشیر یا شرف تھا اور رحمت کے وافر حصہ یا ایتام کی کفالت کی بنا پر ذوالکفل کہا جاتا تھا۔

اردو حاشیہ

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ

یہ ایک جماعت تمہارے ساتھ (جہنم میں) گھسنے والی ہے ان کے لیے کوئی خیر مقدم نہیں ہے۔ یہ یقیناً آگ میں

صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ

جھلسنے والے ہیں۔(59)وہ کہیں گے: تمہارے لیے کوئی خیر مقدم نہیں ہے بلکہ تم ہی تو یہ (مصیبت)

قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ

ہمارے لیے لائے ہو۔ پس کیسی بدترین جگہ ہے۔(60)وہ کہیں گے : ہمارے پروردگار! جس نے

لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا

ہمیں اس انجام سے دوچار کیا ہے اسے آگ میں دگنا عذاب دے۔(61)اور وہ کہیں گے: کیا بات ہے

نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ أَتَّخَذْنَاهُمْ

ہمیں وہ لوگ نظر نہیں آتے جنہیں ہم برے افراد میں شمار کرتے تھے؟(62) کیا ہم یونہی ان کا

سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ

مذاق اڑایا کرتے تھے یا اب (ہماری) آنکھیں انہیں نہیں پاتیں؟(63)بلاشبہ یہ جہنمیوں کے

تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ

باہمی جھگڑے کی اصل بات ہے۔(64) آپ کہہ دیجئے: میں تو صرف تنبیہ کرنے والا ہوں اور کوئی

إِلٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

معبود نہیں سوائے اللہ کے جو واحد، قہار ہے۔(65) وہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے،

وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾

وہ بڑا غالب آنے والا، بڑا معاف کرنے والا ہے۔(66) کہہ دیجئے: یہ ایک بڑی خبر ہے۔ (67)

عربی حاشیہ

ف: شیطان کے بارے میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان کو تکامل کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو شیطان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اور کیوں باقی رکھا گیا ہے۔ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ شیطان پیدا نہیں کیا گیا ہے بن گیا ہے اور باقی اس لئے رکھا گیا ہے کہ طوفانوں کا مقابلہ ہی انسان کو تکامل کی راہ پر چلاتا ہے ورنہ انسان سستی کا شکار ہو کر فنا ہو جائے۔

13- مرحبا۔ خوشی اور استقبال کے موقع پر استعمال ہوتا ہے اور لا مرحبا اس کے خلاف استعمال ہوتا ہے کہ خدا تمھارا بھلا نہ کرے۔

14- یہ وہی شریف اور کمزور طبقہ کے لوگ ہیں جو صاحبانِ قوت وطاقت کی نگاہ میں ہمیشہ اشرار کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ اشرار ہیں کہ اللہ کا نام لیتے ہیں اور دنیا میں فساد نہیں پھیلاتے ہیں اور یہ اشراف ہیں کہ غریبوں کا خون چوستے ہیں اور سماج میں عالمی سطح پر فساد پھیلانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

اردو حاشیہ

أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ [15]

جس سے تم منہ پھیرتے ہو۔(68) مجھے عالم بالا کا علم نہ تھا

الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا

جب وہ جھگڑتے تھے۔(69) میری طرف وحی محض اس لیے ہوتی ہے کہ میں نمایاں طور پر فقط تنبیہ

نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا

کرنے والا ہوں۔(70) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں مٹی سے ایک بشر

مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا

بنانے والا ہوں۔(71) پس جب میں اسے درست بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لیے

لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾

سجدے میں گر پڑنا۔(72) چنانچہ تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ (73)

إِلَّا إِبْلِيسَ ط اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

سوائے ابلیس کے جو اکڑ بیٹھا اور کافروں (۷) میں سے ہو گیا۔ (74) فرمایا:

يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ [16] ط

اے ابلیس! جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ

کیا تو نے تکبر کیا ہے یا تو اونچے درجے والوں میں سے ہے؟(75) اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔

مِنْهُ ط خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ

مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔(76) فرمایا:

عربی حاشیہ

15-بلند ترین قوم یعنی ملائکہ۔

16-اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے یعنی ان کی تخلیق میں مادی اسباب اور ماں باپ کا دخل نہیں رہا ہے۔ ان کی تخلیق صرف میرے ارادہ، قدرت اور اختیار سے ہوئی ہے اور ان میں میں نے اپنی روح پھونکی ہے (جسے بعض علماء نے حیات سے تعبیر کیا ہے اور بعض نے ضمیر سے جو انسانی زندگی میں سب سے قیمتی جوہر ہے اور جس نے جسم مادی اور روح لطیف میں توازن پیدا کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) بظاہر شیطان نے آخر وقت تک ربوبیت پروردگار سے انکار نہیں کیا تھا اور یہی کہہ رہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو خاک سے بنایا ہے تیری عزت کی قسم میں لوگوں کو گمراہ کروں گا لیکن اس کے باوجود پروردگار نے اسے لفظ کافر سے یاد کیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نمائندہ پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنا اور اس کی اطاعت سے انکار کر دینا درحقیقت عظمت الٰہی اور ربوبیت پروردگار کا انکار ہے اور اس کے بعد اسلام وایمان کا کوئی امکان نہیں رہ جاتا ہے۔ اور انکار کرنے والا اسلام وایمان سے نکل کر کفر اور لعنت کی حدوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

بعض افراد نے اس مقام پر یہ شبہ بھی وارد کیا ہے کہ خدا چاہتا تو ابلیس سجدہ کر لیتا اور انکار نہ کرسکتا اور جب اس نے نہیں چاہا تو ابلیس کس طرح سجدہ کرتا۔ حالانکہ یہ ایک کھلا ہوا مغالطہ ہے دنیا میں چاہنے کی دو قسمیں ہوتی ہیں بعض اعمال کو حاکم خود انجام دینا چاہتا ہے ان میں مخالفت ممکن نہیں ہوتی ہے اور بعض اپنی رعایا سے چاہتا ہے ان میں رعایا کو مخالفت اور بغاوت کی چھوٹ دی جاتی ہے تاکہ جبر کا الزام نہ آنے پائے!

فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ ۝۷۷ وَّاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝۷۸ قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ۝۷۹ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ ۝۸۰ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ۝۸۱ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝۸۲ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝۸۳ قَالَ فَالۡحَقُّ وَالۡحَقَّ اَقُوۡلُ ۝۸۴ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝۸۵ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ۝۸۶ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝۸۷ وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ۝۸۸

پس نکل جا یہاں سے کہ تو یقیناً مردود ہے۔(77)اور یوم جزا تک تجھ پر میری لعنت ہے۔(78)اس نے کہا: میرے رب! پس (ان لوگوں کے) اٹھائے جانے کے روز تک مجھے مہلت دے۔(79) فرمایا: تو مہلت ملنے والوں میں سے ہے۔(80)معین وقت کے دن تک۔(81) کہنے لگا: مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکا دوں گا۔ (82) ان میں سے سوائے تیرے خالص بندوں کے۔(83)فرمایا: حق تو یہ ہے اور میں حق بات ہی کرتا ہوں۔(84) کہ میں تجھ سے اور ان میں سے تیری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو ضرور پر کر دوں گا۔(85) کہہ دیجئے: میں تم لوگوں سے اس بات کا اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں بناوٹ والوں میں سے ہوں۔[17](86)یہ تو عالمین کے لیے صرف نصیحت ہے۔ (87) اور تمہیں اس کا علم ایک مدت کے بعد ہوگا۔(88)

عربی حاشیہ

ف: غرور اور تکبر ایک آگ ہے جو خرمنِ حیات کو جھلس دیتی ہے۔شیطان کی ٦ ہزار سالہ عبادت ایک غرور میں فنا ہوگئی گویا کہ ایک ٦ ہزار سالہ عمارت تھی جو ایک بم سے زمین پر آرہی اور مکان میں رہنے والا اس کے ملبہ کے اندر دب کر رہا گیا۔ "انی یوم الوقت المعلوم"

17- سرکارِ دوعالم کے ارشادات میں متکلف کی حسب ذیل صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اپنے سے بالاتر سے جھگڑا کرتا ہے۔جو نہ مل سکے اس کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ جو نہیں جانتا اس کے بارے میں گفتگو کرتا ہے۔ سامنے رہتا ہے تو خوشامد کرتا ہے، پیٹھ پیچھے غیبت کرتا ہے، دوسروں کی مصیبت میں شماتت کرتا ہے۔اور ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ متکلف ہمیشہ حقائق کے خلاف بولتا ہے اور نفاق سے کام لیتا ہے اس لئے کہ تکلف کے معنی تصنع یعنی اپنی طرف سے بات بنانا ہے جو غلط بیانی کے معنی میں استعمال

اردو حاشیہ

ایاتها ۷۵ ۳۹ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۹ رکوعاتها ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ

اس کتاب کا نزول بڑے غالب آنے والے اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔(1) ہم نے آپ کی طرف

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۲

یہ کتاب برحق نازل کی ہے لہٰذا آپ دین کو اسی کے لیے خالص کر کے صرف اللہ کی عبادت کریں۔ (2)

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

آگاہ رہو! خالص دین صرف اللہ کے لیے ہے اور جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو

اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ

سرپرست بنایا ہے (ان کا کہنا ہے کہ) ہم انہیں صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا

اللہ ان کے درمیان یقیناً ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ

اللہ جھوٹے منکر کو یقیناً ہدایت نہیں کرتا۔(3) اگر اللہ کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا تو

وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ

اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا منتخب کر لیتا۔ وہ پاکیزہ ہے اور وہ اللہ

عربی حاشیہ

ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارا قرآن وحی پروردگار ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی اپنا نہیں ہے اور اس کا فیصلہ روز قیامت ہوگا جب اس کی تمام خبریں منظر عام پر آجائیں گی۔

1- دین خالص کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس میں خدا کے علاوہ کسی کا ذکر نہ ہو اور اس کے علاوہ کسی کو قابل تعظیم واحترام نہ قرار دیا جائے دین خالص کے معنی یہ ہیں کہ بندگی صرف خدا کے لئے رہے اور اس کی مرضی کے بغیر کسی کو وسیلہ بھی نہ بنایا جائے جیسا کہ بت پرستوں نے کیا کہ اپنی طرف سے انھیں وسیلہ بنالیا اور یہ دین خالص کے خلاف بات ہے۔

ف: تنزیل اور انزال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ تنزیل تدریجی نزول ہے اور انزال دفعی اور بعض کا خیال ہے کہ انزال میں دونوں صورتیں شامل ہیں۔ قرآن مجید نے بعض مقامات پر دونوں لفظ استعمال کئے ہیں جن میں ایک سے شبِ قدر کے نزول کی طرف اشارہ

اردو حاشیہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ

یکتا، غالب ہے۔(4)اسی نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔ وہی رات کو

يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ

دن پر لپیٹتا [۱] ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ

یہ سب ایک مقررہ وقت تک چلتے رہیں گے۔ آگاہ رہو! وہی بڑا غالب آنے والا، معاف کرنے والا

الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

ہے۔(5) اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لیے

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

چوپاؤں میں سے آٹھ جوڑے بنائے۔ وہی تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں تین

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ [2] فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

تاریکیوں [۲] میں ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت دیتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ

اسی کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو؟(6)اگر تم

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ قف وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ [3]

کفر کرو تو یقیناً اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا

الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا

عربی حاشیہ

ہے اور دوسرے سے ۲۳ سال کے نزول کی طرف۔

ف: ثمانیۃ ازواج گائے، بکری، اونٹ اور گوسفند کے نر اور مادہ ہیں جنھیں آٹھ جوڑے اس لئے کہا گیا ہے کہ عربی میں ایک کو بھی زوج کہا جاتا ہے۔ حیوانات کے لئے نزول کا لفظ نعمت خدا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ مقام ومنزلت کے اعتبار سے خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔

2- یہ مراتب خلقت کی طرف واضح اشارہ ہے کہ انسان نطفہ، علقہ اور مضغہ جیسی منزلوں سے گزرنے کے بعد انسانیت کی منزل تک پہنچتا ہے اور یہ سب تین تاریکیوں کے اندر ہوتا ہے۔ شکم کی تاریکی، رحم کی تاریکی اور اس جھلی کی تاریکی جس کے اندر بچہ کی نشوونما ہوتی ہے۔

3- یہ ان مذاہب کی کھلی ہوئی تردید ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ دنیا کا ہر کام خدا کی

اردو حاشیہ

(۱) کھلی ہوئی بات ہے کہ دن اور رات کسی چادر یا پردہ کا نام نہیں ہے کہ اسے لپیٹ دیا جائے اور پھر ایک کے دوسرے پر لپیٹنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ درحقیقت اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ زمین کروی شکل رکھتی ہے اور حرکت بھی کرتی رہتی ہے اور کروی چیز جب حرکت میں آتی ہے تو اس کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا جو رخ ایک وقت کسی کے مقابل رہتا ہے دوسرے وقت اس کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے۔ یہی حال زمین اور آفتاب کا ہے کہ زمین اپنی گردش کی بنا پر ایک سمت سے ہمیشہ آفتاب کے مقابل رہتی ہے اور دوسری سمت سے اس کے خلاف اور اس طرح مقابل سمت کو دن کہا جاتا ہے اور مخالف سمت کو رات اس کے بعد اس حرکت کا قہری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مقابل مخالف ہو جائے اور مخالف مقابل۔ گویا دن کی چادر لپیٹ دی جائے تو رات کی چادر پھیل جائے اور رات کا پردہ سمیٹ دیا جائے تو دن کا نور منتشر ہو جائے۔ آیت کریمہ میں زمین کے گول ہونے اور اس کی گردش کی طرف بھی واضح اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۲) حقیقت امر یہ ہے کہ یہ خالق کائنات کا کمال تخلیق ہے ورنہ انسان کا جیسا حسین نقش ایسی تاریکیوں میں ابھار دینا اور وہ بھی قطرۂ آب پر جس کے نقش کو ہمیشہ غیر مستقر اور نقش برآب کہا جاتا ہے۔ صرف پروردگار کا کمال ہے۔ دنیا کا کوئی نقاش تو سوچ بھی نہیں سکتا ہے تخلیق کا کیا سوال ہے۔

أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ

بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کی بارگاہ کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ

کرتے رہے ہو۔ یقیناً وہ دلوں کا حال خوب جاننے والا ہے۔(7)اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے

ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ

تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا

کوئی نعمت دیتا ہے تو جسے پہلے پکارتا تھا بھول جاتا ہے اور اللہ کے لیے شریک بنانے لگتا ہے تا کہ اس کی

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ

راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کر دے، کہہ دیجئے: اپنے کفر سے تھوڑا سا لطف اندوز ہو جاؤ۔ یقیناً تو

مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا

جہنمیوں میں سے ہے(8)(مشرک بہتر ہے) یا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں سجدے

وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ

اور قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب (۳) کی رحمت سے

يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا

اُمید لگائے رکھتا ہے۔ کہہ دیجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں؟ بے شک

يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا

نصیحت تو صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔(9) کہہ دیجئے: اے میرے مومن بندو!

عربی حاشیہ

مرضی سے ہوتا ہے۔ خدا نے صاف اعلان کردیا ہے کہ وہ کفر سے راضی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود کفر ہورہا ہے کہ وہ جبر واکراہ کو اپنی حکمت اور عدالت کے خلاف سمجھتا ہے۔

4- یہ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے اور اس کا اندازہ دوسرے جملہ سے ہوتا ہے کہ جس طرح عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں اسی طرح عبادت گزار اور سرکش برابر نہیں ہیں۔

ف: آیت نمبر ۹ میں عالم کے مرتبہ کے اعلان سے پہلے عبادت اور نماز شب کا تذکرہ دلیل ہے کہ عالم کو صاحب مغفرت اور عبادت گزار ہونا چاہیے ورنہ بغیر معرفت اس آیت کا تلاوت کرنے والا بھی خوارج میں شامل ہوسکتا ہے جیسا روایت کہل میں وراد ہوا ہے۔ (سفینۃ البحار)

اردو حاشیہ

(۳) صاحبانِ ایمان کا کمال کردار یہ ہے کہ عبادت کرتے ہوئے یہ دہرے جذبات اپنے دل میں ضرور رکھتے ہیں آخرت کے عذاب سے ڈرتے بھی رہتے ہیں اور رحمت خدا کے امیدوار بھی رہتے ہیں اور اسی لئے ایمانی زندگی کو بیم ورجاء کے درمیان کی زندگی کہا جاتا ہے۔ اس جذبہ سے دنیا کا کوئی انسان بے نیاز نہیں ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ بعض افراد میں یہ جذبہ اپنے اعمال اور گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور بعض افراد میں کمال معرفت اور حسن کردار کی بنا پر پیدا ہوتا ہے کہ وہ عصمت کردار کے باوجود مغرور نہیں ہوتے بلکہ اپنے کو ایک بندۂ پروردگار سمجھتے ہیں اور ان میں بندگی کے سارے اوصاف پائے جاتے ہیں۔

اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ

اپنے رب سے ڈرو۔ جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے بھلائی ہے

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ

اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ یقیناً بے شمار ثواب تو صرف صبر کرنے والوں ہی کو

حِسَابٍ ﴿١٠﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿١١﴾ۙ

ملے گا۔(10) کہہ دیجئے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دین کو اس کے لیے خالص کر کے اللہ کی بندگی کروں۔ (11)

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٢﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ

اور مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلم بنوں۔(12) کہہ دیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں

عَصَيْتُ رَبِّيْ[5] عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا

تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔(13) کہہ دیجئے: میں اللہ ہی کی بندگی کرتا ہوں اپنے دین کو اس کے لیے

لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿١٤﴾ۙ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

خالص رکھتے ہوئے۔(14) پس تم اللہ کے علاوہ جس جس کی بندگی کرنا چاہو کرتے رہو۔ کہہ دیجئے:

[6] الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ

گھاٹے میں تو یقیناً وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن خود کو اور اپنے عیال کو گھاٹے میں ڈال دیں۔ خبردار!

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ

یہی کھلا گھاٹا ہے۔(15) ان کے لیے ان کے اوپر آگ کے سائبان اور ان کے نیچے سے بھی سائبان ہوں گے۔

تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿١٦﴾

یہ وہ بات ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو۔ (16)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۸ اسلام میں حریت فکر اور اس کے ساتھ حسن انتخاب کی بہترین دلیل ہے۔ البتہ کسی مواد کے بارے میں کتب ضلال کی طرح زہریلا ہونا ثابت ہوجائے تو اس کی آزادی کو روک دیا جائے گا کہ حریتِ فکر کے معنی تباہی اور بربادی کے نہیں ہیں۔

5- یہ احساس بندگی کا کمال ہے کہ بندہ میں اپنے مراتب اور کمالات کا غرور نہ پیدا ہو اور یہ ذہن نشین رکھے کہ میں بہرحال بندہ ہوں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسی مالک کا دیا ہوا ہے۔ وہ نیکی پر عطا بھی کرسکتا ہے اور معصیت پر عذاب بھی کرسکتا ہے۔

6- اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ عذاب کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس کا تذکرہ صرف بندوں کے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے۔ خدا معاذ اللہ غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتا ہے۔ اس کا واضح سا مفہوم یہ ہے کہ عذاب ایک حقیقت ہے اور اس کا تذکرہ اور باربار تذکرہ

اردو حاشیہ

وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى

اور جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا ان کے لیے خوشخبری ہے۔

اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ

پس آپ میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجئے۔(17) جو بات کو سنا کرتے ہیں اور اس میں سے

فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ

بہتر [۴] کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے

هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ

اور یہی صاحبان عقل ہیں۔(18) بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم لازم ہو گیا ہو کیا آپ اسے

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ۚ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

بچا سکتے ہیں جو آگ میں گر چکا ہو؟(19) لیکن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے

غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ

بالاخانے ہیں جن کے اوپر (مزید) بالاخانے بنے ہوئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔(20) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ

اللہ آسمان [۵] سے پانی نازل کرتا ہے پھر چشمے بنا کر اسے زمین میں جاری کرتا ہے پھر اس سے

زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

رنگ برنگی فصلیں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئی ہیں

عربی حاشیہ

صرف تمھیں اس سے محفوظ رکھنے کے لئے کیاجاتا ہے ورنہ وہ اس تنبیہ کے بغیر بھی سزادینے کا حق رکھتا ہے۔

اور یہ تصور کہ بندۂ ضعیف پرعذاب کرنا ارحم الراحمین کو زیب نہیں دیتا ہے تو اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ خدائے قہار کی معصیت اور نافرمانی کرنا بندہ ضعیف کو بھی زیب نہیں دیتا ہے۔ وہ کس قوت اور طاقت کے بھروسے پر اتنی بڑی جرأت کرتا ہے اور جب بندہ نافرمانی کرسکتا ہے تو وہ عذاب بھی کرسکتا ہے۔

ف: اسلامی روایات میں قساوتِ قلب کے اسباب ہیں ترک ذکر خدا اور کثرت معاصی کو خصوصیت کے ساتھ شمار کیا گیا ہے لہٰذا ہر انسان کو ان دونوں باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

قرآن مجید احسن الحدیث بھی ہے اور کتاب متشابہ بھی اور مثانی بھی۔ یعنی اس کی آیتیں ہمرنگ اور مکرر ہونے کے باوجود احسن الحدیث ہیں اور ان سے کسی طرح کا ملال نہیں

اردو حاشیہ

(۴) انسان کا کمال کردار یہ ہے کہ باتوں پر توجہ دے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ کون سی بات اچھی ہے اور اسی بات کا اتباع کرے۔ نہ ایسا اندھا ہو جائے کہ ہر بات کے پیچھے چل پڑے اور نہ ایسا بہرہ بن جائے کہ اپنے خیالات کے آگے کسی کی بات نہ سنے۔ اور جب اس میں یہ کمال پیدا ہو جائے گا کہ باتوں کو سنے گا اور جو سب سے بہتر بات ہوگی اس کا اتباع کرے گا تو خود بخود بندہ مسلمان ومومن ہو جائے گا اس لئے کہ خدائے متعال سے بہتر کسی کی بات اور کسی کا کلام نہیں ہے اور انسان کا کل کمال یہی ہے کہ اس کے احکام اور ارشادات پر عمل کرے اور اس سے سرموتجاوز وانحراف نہ کرے۔

(۵) رب العالمین نے بار بار پانی کی نعمت کا ذکر کیا ہے کہ پانی اصل وجود انسان ہے اور پانی ہی سے ذی حیات کی حیات وابستہ ہے اور پانی کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ سب سے زیادہ وافر اور فراواں ہونے کے باوجود سب سے زیادہ فوائد اور اثرات رکھتا ہے۔ تو انسان جب ایسی ارزاں نعمت کا شکریہ نہیں ادا کرسکتا ہے تو باقی نعمتوں کا کیا شکریہ ادا کرے گا جو اس کی نگاہ میں بھی قدر و قیمت اور عظمت واہمیت رکھتی ہیں۔

حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ؑ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ

پھر وہ اسے بھوسہ بنادیتا ہے؟ عقل والوں کے لیے یقیناً اس میں نصیحت ہے۔(21) کیا وہ شخص

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ

جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا(٦) ہو اور جسے اپنے رب کی طرف سے روشنی ملی ہو (سخت دل والوں کی طرح ہوسکتا ہے؟)

لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾

پس تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل ذکر خدا سے سخت ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔(22)

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖۗ تَقْشَعِرُّ

اللہ نے ایسی کتاب کی شکل میں بہترین کلام نازل فرمایا ہے جس کی آیات باہم مشابہ

مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ

اور مکرر ہیں اور جس سے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کی جلدیں

وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ

اور دل نرم ہو کر ذکر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے

مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ

ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔(23) کیا وہ شخص جو قیامت کے

یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ

دن برے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے منہ کو سپر بناتا ہے (وہ امن پانے والے کی طرح ہوسکتا ہے؟) اور ظالموں سے

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہا جائے گا: چکھو اس کا ذائقہ جو تم کماتے تھے۔(24) ان سے پہلوں نے تکذیب کی تو ان پر

عربی حاشیہ

پیدا ہوتا ہے۔

7- شرح صدر۔ بات کو قبول کرنے کی صلاحیت کا نام ہے گویا اس بات کی طرف سے دل میں کشادگی پائی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف قساوتِ قلب ہے جس کا دل ذکر خدا اور اسلام کے لئے نرم ہوتا ہی نہیں ہے۔

احسن الحدیث۔ قرآن کا نام ہے۔

متشابہ۔ جس کی آیات فصاحت و بلاغت اور اسلوب میں ایک جیسی ہیں۔

مثانی۔ جس میں دودوطرح کی باتیں پائی جاتی ہیں جیسے امرونہی، حلال وحرام، وعدہ ووعید وغیرہ یا جس میں ایک ایک بات بار بار دہرائی گئی ہے۔

8- ان تمام آیات میں خبر محذوف ہے اور اس سے مراد اس کی مخالف قسم ہے کہ یہ قسم اس قسم جیسی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا مرتبہ اس سے کہیں زیادہ بالاتر ہے۔

اردو حاشیہ

(٦) حافظ محمد بن احمد کلبی نے کتاب التسہیل میں روایت کی ہے کہ کشادہ صدر لوگوں سے مراد علیؑ بن ابی طالب اور حمزہ ہیں اور سنگدل افراد سے مراد ابولہب اور اس کی اولاد ہے۔

فَاٰتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ

ایسی جگہ سے عذاب آیا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔(25) پھر اللہ نے

الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ

انہیں دنیاوی زندگی ہی میں رسوائی کا ذائقہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

اے کاش! وہ جان لیتے۔(26) اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ ۚ قُرْاٰنًا

ہر طرح کی مثالیں دی ہیں شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔(27) ایسا قرآن

عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ

جو عربی ہے، جس میں کوئی عیب نہیں ہے تا کہ یہ تقویٰ اختیار کریں۔(28) اللہ ایک شخص (غلام)

مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا

کی مثال بیان فرماتا ہے جس (کی ملکیت) میں کئی بدخو (مالکان) شریک ہیں اور ایک (دوسرا)

لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

مرد (غلام) ہے جس کا صرف ایک ہی آقا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ الحمدللہ، بلکہ ان میں سے اکثر

يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

نہیں جانتے۔(29) (اے رسول!) یقیناً آپ کو بھی انتقال کرنا ہے اور انہیں بھی یقیناً مرنا ہے۔(30) پھر قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع

کے دن تم سب اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔(31)

عربی حاشیہ

کیا قیامت کی بات ہے کہ انسانی جسم میں چہرہ جس کے بچانے کے لئے انسان سارے بدن کو سپر بنادیتا ہے قیامت کے دن اس کو سپر بنانا پڑے گا جس کے بعد بچاؤ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) عربی زبان دنیا کی وسیع ترین زبان ہے اور قرآن حکیم اس زبان کا معجزہ ہے۔ ایسی زبان اور ایسے بیان کو سننے کے بعد بھی انسان کے دل پر اثر نہ ہو اور اس میں تقویٰ الٰہی نہ پیدا ہو تو اس سے زیادہ بدبختی کیا ہو سکتی ہے۔

واضح رہے کہ اصلی قرآن عربی ہے اور عربی رہے گا اور قرآن کے احکام عربی قرآن ہی پر بار ہوں گے۔ اس کے بعد کوئی انسان اس کے مطالب کو دوسری زبانوں میں منتقل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن اس کے احکام قرآن مجید کے نہ ہوں گے۔

یہ خصوصیت صرف نام خدا کی ہے کہ وہ کسی زبان میں بھی نقل کیا جائے طہارت کے بغیر اس کا مس کرنا حرام ہے۔

(۸) توحید اور شرک کی یہ بہترین مثال ہے کہ توحید پرست ایک خدا کا بندہ ہوتا ہے اور شرک اپنے سر مختلف قسم کی غلامی کا بوجھ لاد لیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ توحید کے تقاضوں پر عمل ممکن ہے لیکن شرک کے تقاضوں پر عمل کا امکان نہیں ہے۔ اس میں زندگی متضاد راستوں پر چلنے لگتی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ

پس اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچائی (۱)

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ

اس کے پاس آئی تو اسے جھٹلا دیا؟ کیا کفار کے لیے جہنم میں ٹھکانا نہیں ہے؟(32)اور جو شخص

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ اہل تقویٰ ہیں۔ (33)

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾

ان کے لیے جو کچھ وہ چاہیں ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔ (34)

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

تا کہ اللہ ان کے بدترین اعمال کو مٹا دے اور جو بہترین اعمال انہوں نے

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ

انجام دیے ہیں انہیں ان کا اجر عطا کرے۔(35) کیا اللہ

اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ

اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اور یہ لوگ آپ کو اس کے علاوہ دوسروں سے ڈراتے ہیں جب کہ

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ

اللہ جسے گمراہ کر دے اسے راہ دکھانے والا کوئی نہیں ہے۔(36)اور جس کی

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي

اللہ راہنمائی کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ کیا اللہ بڑا غالب آنے والا، انتقام لینے والا

عربی حاشیہ

ف: صداقت کا لانا اور اس کی تصدیق کرنا دوافراد کا کام بھی ہوسکتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ایک ہی فرد کے قولی اور عملی حالات کی طرف اشارہ ہو۔ نیز لھم مایشاؤن کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنے درجہ سے بالاتر کی خواہش کریں گے اس لئے کہ یہ اہلِ جنت کی شان کے قطعاً خلاف ہے۔

1- یوں تو جھوٹ کی بے شمار قسمیں ہیں لیکن سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ انسان اللہ کے خلاف جھوٹ بولے اور اس کی طرف کسی بے بنیاد بات کی نسبت دے دے اور اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ بے بنیاد بات کہہ کر خدا کا حوالہ دے کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ بات صحیح ہے۔

2- کافروں اور جاہلوں میں ہمیشہ یہ رسم رہی ہے کہ اللہ والوں کو ان طاقتوں سے ڈراتے رہے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں رہی ہے۔ کفارِ مکہ نے بھی پیغمبرِ اسلامؐ کو ڈرایا کہ یہ بت آپ کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱) اس صداقت کا مصداق کلام پاک بھی ہے اور ذات پیغمبرؐ بھی کہ دونوں ہی کے بیانات تمام تر حق وصداقت پر مبنی ہیں اور کسی کے بیان میں ادنیٰ غلطی کا شائبہ نہیں ہے لیکن بعد کی آیت نے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ صدق سے مراد قرآن مجید ہے اور صدق کے لانے والے سے مراد ذات پیغمبر اسلامؐ ہے جو صداقت کی علمبردار ہے اور اس شان کی صداقت مآب ہستی ہے کہ کفار ومشرکین نے بھی اسے صادق وامین تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد تصدیق کرنے والے سے مراد مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی ہے کہ تمام تصدیق کرنے والوں میں آپ کی ہستی سب سے اولیٰ اور سب سے واضح اور نمایاں ہستی ہے جیسا کہ دعوت ذوالعشیرہ سے زندگی کے آخری لمحات تک ظاہر ہوتا رہا ہے اور ہر مقام پر قدرت نے بھی تصدیق رسالت کیلئے انہیں کو پیش کیا ہے چاہے کفار ومشرکین کے انکار رسالت کے مقابلہ میں ہو یا عیسائیوں کے انکار صداقت کے مقابلہ میں جیسا کہ مباہلہ کی آیت سے بھی واضح ہو گیا ہے کہ اہلبیتؑ طاہرین مجسمۂ حق وصداقت ہیں جن میں کاذبین پر لعنت کرنے کی طاقت ہے اور جن کی لعنت دشمن کے اقرار کے مطابق ایک دنیا کو فنا کر سکتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مقام تبلیغ میں اس طاقت کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔

اِنْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

نہیں ہے؟(37)اور اگر آپ ان سے پوچھیں: آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ کہہ دیجئے: اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو ان کے بارے میں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ

تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود اس کی اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟

كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ

یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دیجئے:

رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسا رکھنے والے اسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔(38)

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ

کہہ دیجئے: اے قوم! تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ۔ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ پس عنقریب تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ

معلوم ہو جائے گا۔(39) کہ کس پر وہ عذاب آئے گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی عذاب

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

نازل ہونے والا ہے۔(40) ہم نے آپ پر یہ کتاب انسانوں کے لیے

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

برحق نازل کی ہے لہٰذا جو ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنے لیے حاصل کرتا ہے

عربی حاشیہ

آیت شریفہ نے اسی جاہلانہ فکر کا جواب دیا ہے کہ ان بیچاروں کی حیثیت کیا ہے کہ کسی کو نقصان پہنچاسکیں۔ یہ خود اپنے نفع اور نقصان پر قدرت رکھنے والے نہیں ہیں۔

3- یہ اضلال بھی دیگر مقامات کی طرح گمراہی میں چھوڑ دینے کے معنی میں ہے ورنہ وہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ ہدایت کا تشریعی حصہ سب کے لئے عدم ہے اور اس کا تکوینی اور ایصالی حصہ بعض خوبیوں کے ساتھ مشروط ہے جس طرح کہ اس طرح کی عدم ہدایت بھی بدکرداروں کے ساتھ مشروط ہے۔

ف: نیند انسانی زندگی کا ایک عالم اسرار ہے جس سے حسب ذیل باتوں کی وضاحت ہوتی ہے:

(۱) انسان جسم وروح کا مجموعہ ہے

(۲) نیند میں جسم وروح کا ارتباط کمزور ہوجاتا ہے۔ (۳) بیداری ایک جدید زندگی ہے۔

اردو حاشیہ

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿۴۱﴾

اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور آپ ان کے ذمے دار نہیں ہیں۔ (41)

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا وَالَّتِىۡ لَمۡ تَمُتۡ [4] فِىۡ مَنَامِهَا ۚ فَيُمۡسِكُ الَّتِىۡ قَضٰى عَلَيۡهَا الۡمَوۡتَ وَيُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۲﴾

موت کے وقت اللہ روحوں کو قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے پھر وہ جس کی موت کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے اسے روک رکھتا ہے اور دوسری کو ایک وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا (۲) ہے۔ فکر کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(42)

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلۡ اَوَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّلَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۳﴾

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو شفیع بنا لیا ہے؟ کہہ دیجیے: خواہ وہ کسی چیز کا اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی کچھ سمجھتے ہوں (تب بھی شفیع بنیں گے؟)۔(43)

قُلۡ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا ؕ [5] لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۴﴾

کہہ دیجیے: ساری شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(44)

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيۡنَ

اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل متنفر ہو جاتے ہیں اور جب اللہ کے سوا

عربی حاشیہ

(۴) نیند موت کا نمونہ ہے اور موت نیند کی تکمیل۔ (۵) انسان کی ہر زندگی مالک کے کرم کا نتیجہ ہے۔

4- اس آیت شریفہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انسان تنہا جسم کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک مادی جزء اور بھی ہے۔ اب یہ جزء کیا ہے اس کی حقیقت کا علم کسی کو نہیں ہے۔ اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس کا ایک حصہ موت کے وقت الگ ہوجاتا ہے اور ایک نیند کے وقت اور دونوں کا فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ نفس کی جدائی کے وقت سانس کی آمدوشد باقی رہتی ہے صرف شعور معطل ہوجاتا ہے اور روح کے نکل جانے کے بعد نفس کی آمدوشد بھی بند ہوجاتی ہے اور انسان واقعاً مردہ ہوجاتا ہے اور اسی فرق کو واضح کرنے کے لئے علماء نے نیند میں جدا ہونے والے جزء کو نفس کہا ہے اور موت میں قطع تعلق کرنے والے جزء کو روح سے تعبیر کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) مالک کائنات نے تخلیق کائنات میں یہ عجیب مصلحت رکھی ہے کہ انسان کو دو اجزا سے مرکب کر دیا ہے۔ ایک کو مادی بنایا ہے اور ایک کو غیر مادی اور پھر حیات کا فلسفہ یہ قرار دیا ہے کہ مادی کی حیات کا دارومدار غیر مادی پر رکھا ہے اور غیر مادی کی زندگی کا دارومدار مادی پر نہیں رکھا ہے۔ گویا یہ ایک اشارہ ہے کہ انسانیت کا دارومدار روحانیت اور معنویت پر ہے۔ مادیت کی کوئی ہستی اور حقیقت نہیں ہے اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ پروردگار نے غائب کی زندگی کو حاضر سے وابستہ نہیں کیا ہے بلکہ حاضر کی زندگی کو غائب سے وابستہ کیا ہے کہ جب تک جسم حاضر کا رشتہ روح غائب سے برقرار رہے گا انسان زندہ رہے گا اور جب غیب سے رشتہ ٹوٹ جائے گا تو موت واقع ہوجائے گی اور یہ ایک اشارہ ہے کہ جس طرح انسان کی حیات روح غائب سے وابستہ ہے اسی طرح ایمان کی زندگی بھی ایمان بالغیب سے وابستہ ہے اور اس کے بغیر ایمان زندہ رہنے والا اور ایمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔ صاحبانِ عقل کو تخلیق کے ان نکات اور مصالح پر غور کرنا چاہیے اور ایمان بالغیب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیے۔

مِنْ دُوْنِہٖٓ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۵ قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ

اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔(45) کہہ دیجئے: اے اللہ!

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ

آسمانوں اور زمین کے خالق، پوشیدہ اور ظاہری باتوں کے جاننے والے! تو ہی اپنے

تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝۴۶

بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ (46)

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَہٗ

اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب (دولت) موجود ہو جو زمین میں ہے اور اتنی مزید بھی ہو تو

مَعَہٗ لَافْتَدَوْا بِہٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ

قیامت کے دن برے عذاب سے بچنے کے لیے وہ اسے فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے

وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ۝۴۷

اور اللہ کی طرف سے وہ امر ان پر ظاہر ہو کر رہے گا۔جس کا انہوں نے خیال بھی نہیں کیا تھا۔(47)

وَبَدَا لَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِھِمْ مَّا كَانُوْا

اور ان کی بری کمائی بھی ان پر ظاہر ہو جائے گی اور جس بات کی وہ ہنسی اڑاتے تھے

بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝۴۸ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ؗ

وہ انہیں گھیر لے گی۔(48)جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے۔

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰہُ نِعْمَۃً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ

پھر جب ہم اپنی طرف سے اسے نعمت سے نوازتے ہیں تو کہتا ہے: یہ تو مجھے صرف علم کی بناء پر ملی ہے۔

عربی حاشیہ

5-اس جملہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شفاعت ایک حقیقت ہے لیکن اس کا اختیار پروردگار کے ہاتھوں میں ہے۔وہ جس کو یہ اختیار دے دیتا ہے وہی اس حق کو استعمال کرسکتا ہے اس کے علاوہ دوسرے کو ایسا اختیار ہرگز نہیں ہے اور نہ وہ کسی کی شفاعت کرسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۳ نے گنہگاروں کی تنبیہہ اور تسکین کا کس قدر سامان فراہم کیا ہے۔ ۱۔خطاب کا آغاز عبادی سے ہوا ہے۔ ۲۔ظلم وجرم کے بجائے اسراف کا ذکر ہے۔ ۳۔علی انفسھم نتائج سے باخبر کرنا ہے۔ ۴۔لاتقنطو انوید مسرت ہے۔ ۵۔رحمت اللہ بشارت کامل ہے۔ ۶۔وعدۂ مغفرت تسکین قلب ہے۔ ۷۔جمیعاً کمالِ رحمت ہے۔ ۸۔غفورورحیم تکمیل بیان رحمت ہے۔

اردو حاشیہ

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا

نہیں بلکہ یہ ایک آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(49)ان سے پہلے بھی

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾

یہی کہا کرتے تھے تو جو کچھ وہ کرتے تھے ان کے کسی کام نہ آیا۔ (50)

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ

پس ان پر ان کے برے اعمال کے وبال پڑ گئے اور ان میں سے جنہوں نے ظلم کیا ہے

هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ

عنقریب ان پر بھی ان کے برے اعمال کے وبال پڑنے والے ہیں اور وہ (اللہ کو)

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

عاجز نہیں کر سکتے۔(51) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

رزق کشادہ اور تنگ کر دیتا ہے؟ ایمان لانے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ (52)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ

رحمت سے مایوس (۳) نہ ہونا۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ وہ یقیناً

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا

بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔(53)اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے

عربی حاشیہ

6- حقیقت امر یہ ہے کہ انسان کے حق میں اکثر نعمتیں فتنہ یعنی آزمائش کا درجہ رکھتی ہیں اور انسان اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ یہ میری بارگاہِ احدیت میں محبوبیت کا نتیجہ ہے یا یہ میرے زورِ علم کا اثر ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ علم حقائق کا تابع ہوتا ہے حقائق کا موجد نہیں ہوتا ہے۔ پروردگار نعمت عطا نہ کرنا چاہے تو کوئی علم کائنات میں ایک ذرّہ کو بھی ایجاد نہیں کرسکتا ہے۔ علم موجودات کے انکشاف کا نام ہے معدومات کی ایجاد کا نام نہیں ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایجاد قدرت کا کام ہے علم کا کام نہیں ہے اور قدرت تمام تر مشیت الٰہی کے ہاتھوں میں ہے۔

7-جنب اللہ خدا کے حق اور اس کی اطاعت کا نام ہے اور ہر وہ شے جو کمال تقرب کی بنا پر اس کی بارگاہ تک پہنچ جائے اسے جنب اللہ کہا جاسکتا ہے اور اسی بنا پر حضرت علیؑ کا ایک لقب جنب اللہ بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) رحمت خدا سے مایوسی ایک عظیم جرم اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان یہ تصور کر لے کہ کوئی گناہ ایسا بھی ہوسکتا ہے جو رحمت خدا سے بالاتر ہو اور جس کے معاف کرنے پر خدا بھی قادر نہ ہو، جو بہرحال ایک غیر منطقی تصور ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان اس طرح رحمت خدا کا مذاق اڑانے لگے اور اسے گناہ کرنے کا بہترین بہانہ بنالے کہ یہ بھی ایک دوسرا جرم عظیم ہے اسلام کی نگاہ میں رحمت خدا سے مایوس ہونا بھی ایک جرم ہے اور عذاب خدا کی طرف سے لاپرواہ ہو جانا بھی ایک جرم ہے۔

اسلام اس توازنِ حیات کا قائل ہے جہاں ذہن میں عذاب الٰہی کا احساس بھی رہے تا کہ جرم سرزد نہ ہونے پائے اور رحمت خدا کا خیال بھی رہے کہ اگر جرم سرزد ہو جائے تو رحمت خدا سے مایوس نہ ہو کہ توبہ کا خیال بھی نہ پیدا ہو ورنہ رحمت کا احساس ذہن سے نکل گیا اور یہ طے کر لیا کہ جہنم میں بہرحال جانا ہی ہے تو جرائم کی تعداد میں اور اضافہ ہو جائے گا اور گناہ کی مقدار بڑھتی ہی جائے گی۔ اسی اضافہ گناہ کو روکنے کے لئے اتنا وسیع اعلان مغفرت کر دیا گیا ہے ورنہ مغفرت بہرحال اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا اور جس کو چاہے گا جہنم میں ڈال دے گا۔ اس پر معاف کر دینے کا کوئی لزوم اور جبر نہیں ہے۔

لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ

فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے۔ پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔(54)اور

اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

جو بہترین (کتاب) تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے اس کی

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

پیروی کرو قبل اس کے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (55)

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ [7]

کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص یہ کہے: افسوس ہے اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی

وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ [8]

اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے تھا۔(56) یا وہ کہے: اگر اللہ

هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ

میری ہدایت کرتا تو میں متقین میں سے ہو جاتا۔(57)یا عذاب دیکھ کر یہ کہے:

تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

اگر مجھے واپس (دنیا میں) جانے کا موقع ملتا تو میں نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاتا۔ (58)

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ [9]

(جواب ملے گا) کیوں نہیں! میری آیات تجھ تک پہنچیں مگر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

کافروں میں سے تھا۔(59)اور جنہوں نے اللہ کی نسبت جھوٹ (۴) بولا قیامت کے دن

عربی حاشیہ

8-اس کی اصل ہے انی کنت یعنی ان شرطیہ نہیں ہے بلکہ انّ کے مخفف ہوگیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۵۴ میں مغفرت کے شرائط کا تذکرہ ہے اور یہ سورہ مکی ہے لہٰذا اس کا وحشی قاتل حمزہؑ کے بارے میں نزول ممکن نہیں ہے فاعتبروا یااولی الابصار۔

ف: روایات میں کذب علی اللہ کے دو مصداق بیان ہوئے ہیں:۔

۱۔انسان واقعاً امام نہ ہو اور امامت کا دعویٰ کرے چاہے علوی اور فاطمی ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ امام کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو انھوں نے نہ کہی ہو اس لئے کہ امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ ہم اہلبیتؑ دوسروں کے اقوال نقل نہیں کرتے ہیں ہمیشہ خدا اور رسولؐ کے اقوال نقل کرتے ہیں ہمارے خلاف جھوٹ خدا اور رسولؐ کے خلاف جھوٹ ہے۔

9- یہ لفظ عام طور سے انکار کے لئے

اردو حاشیہ

(۴) بہتان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ اعمال اور احکام میں بھی ہوسکتا ہے اور عقائد ونظریات میں بھی جیسا کہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنی طرف سے امامت کا ادعا کیا وہ اس آیت کا مصداق ہو گیا۔ راوی نے عرض کی چاہے وہ سید علوی ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا بیشک۔ اس نے کہا کہ چاہے سید فاطمی ہی کیوں نہ ہو فرمایا کہ بیشک! اللہ کے خلاف بہتان باندھنے کے بعد کسی حسب ونسب کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

آپ ان کے چہرے سیاہ دیکھیں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۶۰ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

میں نہیں ہے؟(60)اور اہل تقویٰ کو ان کی کامیابی کے سبب اللہ نجات دے گا۔

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۱ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ

انہیں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔(61)اللہ ہر چیز کا

شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

خالق ہے اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔(62)آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اسی کی ملکیت ہیں اور جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہی نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۳ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا

اٹھانے والے ہیں۔(63) کہہ دیجئے: اے نادانو! کیا تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی

الْجٰهِلُوْنَ[10] ۝۶۴ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

بندگی کروں؟(64)اور بتحقیق آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہی

قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ

وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک[(۵)] کیا تو تمہارا عمل ضرور حبط ہو جائے گا اور تم ضرور نقصان اٹھانے والوں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ

میں سے ہو جاؤ گے۔(65) بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں

عربی حاشیہ

استعمال ہوتا ہے یعنی ایسا کچھ نہیں ہے اور واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ انسان کو جو عمل کرنا ہے وہ اسی دنیا میں کرنا ہے اس کے بعد حساب و کتاب اور جزا و سزا ہے عمل کا کوئی امکان نہیں ہے۔

10- اتنا واضح خطاب اس بات کی دلیل ہے کہ نگاہِ قدرت میں غیر خدا کی پرستش کی دعوت دینے والے بالکل جاہل ہیں وہ کتنی ہی بڑی ڈگری اور سند کے حامل کیوں نہ ہوں۔ علم سندوں اور ڈگریوں سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ علم انکشافِ حقائق کا نام ہے اور جس پر یہ حقیقت بھی واضح نہ ہو سکے کہ خدا کے علاوہ کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے اس سے بڑا جاہل کون ہو سکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۵، ۶۶ دلیل ہے کہ اعمال کی قبولیت میں ایمان کی شرط ہے اور مشرک کے اعمال برباد کر دیئے جانے کے قابل ہیں اور یہی سرمایہ حیات کا سب سے بڑا خسارہ ہے کہ

اردو حاشیہ

(۵) ظاہر ہے کہ انبیاء کرام میں ادنیٰ گناہ کا امکان نہیں ہوتا ہے چہ جائیکہ کفر و شرک کا گناہ۔ لیکن قدرت نے اس لہجہ میں گفتگو کی ہے تا کہ بات کی سنگینی کا اندازہ ہو جائے اور سامعین کو معلوم ہو جائے کہ شرک کے بعد نبوت و رسالت کام نہیں آ سکتی ہے تو مال و دولت کا کیا ذکر ہے جس طرح کہ قدرت نے مقام غدیر خم میں کہا تھا کہ اگر اس امر کی تبلیغ نہیں کی تو گویا رسالت کی تبلیغ نہیں کی ہے۔ تا کہ ولایت علیؑ کی عظمت و اہمیت کا مکمل اظہار ہو جائے اور کوئی بات پردۂ راز میں نہ رہ جائے۔

مسلمان محسوس کریں کہ ولایت کا اعلان نہ کرنے پر رسالت نامکمل رہ جاتی ہے تو اس کا اقرار نہ کرنے پر ایمان بھی نامکمل ہی رہ جائے گا۔

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ

میں سے ہو جاؤ۔(66)اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر شناسی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے

جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ

اور قیامت کے دن پوری زمین اس کے قبضہ قدرت میں ہو گی اور آسمان اس کے

بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ

دست قدرت میں لپٹے ہوں گے۔ وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔(67) اور (جب)

فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا

صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے

مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾

مگر جنہیں اللہ چاہے۔ پھر دوبارہ پھونکا جائے گا تو اتنے میں وہ سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ (68)

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِاْىٓءَ

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک جائے گی اور (اعمال کی) کتاب رکھ دی جائے گی

بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

اور پیغمبروں اور گواہوں کو حاضر کیا جائے گا اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں

يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ

کیا جائے گا۔(69)اور ہر شخص نے جو عمل کیا ہے اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ ان کے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ

اعمال سے خوب واقف ہے۔(70)اور کفار گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے (۶) جائیں گے۔ یہاں تک کہ

عربی حاشیہ

مشرکین نے عظمت خدا کا احساس نہیں کیا ہے جب کہ مومنین کو اس مقدار میں ادراک حاصل ہے۔ ایک لطیف بات یہ ہے کہ انسانیت کے مرض کا نام ہے شرک اور دوا کا نام ہے شکر۔

ف: کہا جاتا ہے کہ صور کی آواز کس طرح پہنچے گی جب کہ آواز کی رفتار صرف ۲۴۰ میٹر فی سیکنڈ ہے اور اس کے مقابلہ میں روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے لیکن پیغمبر اسلام کی ایک حدیث میں صور کو نور کی سینگ سے تعبیر کیا گیا ہے جو مسئلہ کا بہترین حل ہے۔ (علم الیقین ۸۹۲؛)

11- قرآن مجید میں صور پھونکنے کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا گیا ہے اور اس کے اثرات بھی الگ الگ بیان کئے گئے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے صور پر سب دہشت زدہ ہوجائیں گے جیسا کہ سورہ نمل میں وارد ہوا ہے پھر دوسرے صور پر سب مرجائیں گے جیسا کہ اس آیت میں بھی اشارہ کیا گیا ہے اور تیسرے صور

اردو حاشیہ

(۶) اس مقام پر اہل جنت اور اہل جہنم دونوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جس میں بعض باتیں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں اور بعض الگ الگ ہیں۔

مشترک باتوں میں لفظ سیق ہے جو دونوں کے بارے میں استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اہل جہنم از خود جائیں گے اور نہ اہل جنت بلکہ دونوں ہی لے جائے جائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ اہل جہنم دہشت کی بنا پر نہ جائیں گے اور اہل جنت تواضع اور انکساری کی بنا پر کہ گویا اس قابل نہیں ہیں صرف رحمت پروردگار ہے جو لئے جارہی ہے۔

اسی طرح لفظ زمراً بھی مشترک ہے جو علامت ہے کہ دونوں طرف لوگ گروہ در گروہ جائیں گے اور انفرادی طور پر فیصلہ نہ ہوگا اور یہ لازمہ ہے "یوم ندعوا کل اناس باما مهم" کا کہ ہر امام کے ساتھ اس کے تمام اتباع کرنے والے ہوں گے اور وہ ایک جماعت ہی کی شکل میں ہوں گے متفرقات کی شکل میں نہ ہوں گے۔

غیر مشترک باتوں میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ دروازے کھلنے کا ذکر دونوں مقامات پر ہے لیکن جنت کے بارے میں داو ہے اور جہنم کے بارے میں نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے دروازے کھلے ہوئے مجرمین کا انتظار کر رہے ہیں اور جنت کے دروازے متقین کیلئے احترام کے ساتھ کھولے جائیں گے

زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَ قَالَ

جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور جہنم کے کارندے

لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ یَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ یَتۡلُوۡنَ

ان سے کہیں گے: کیا تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہارے رب کی آیات

عَلَیۡكُمۡ اٰیٰتِ رَبِّكُمۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِكُمۡ

تمہیں سناتے اور اس دن کے پیش آنے کے بارے میں تمہیں متنبہ کرتے تھے؟

هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ لٰكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَی

وہ کہیں گے: کیوں نہیں! لیکن (اب) کفار کے حق میں عذاب لازم

الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۷۱﴾ قِیۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ

ہو چکا ہے۔(71) کہا جائے گا: جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جس میں تمہیں

فِیۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَی الۡمُتَكَبِّرِیۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ سِیۡقَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا

ہمیشہ رہنا ہے۔ پس تکبر کرنے والوں کا کتنا برا ٹھکانا ہے۔(72) اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ہیں

رَبَّهُمۡ اِلَی الۡجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡهَا وَ فُتِحَتۡ

انہیں گروہ درگروہ جنت کی طرف چلایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے

اَبۡوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ طِبۡتُمۡ

دروازے کھول دیے جائیں گے اور جنت کے منتظمین ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو۔ تم بہت خوب رہے،

فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ ﴿۷۳﴾ وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ

اب ہمیشہ کے لیے اس میں داخل ہو جاؤ۔(73) اور وہ کہیں گے: ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے

عربی حاشیہ

پر سب زندہ ہو جائیں گے۔ اب یہ بات محل بحث ہے کہ الا من شاء اللہ سے کون مراد ہے۔ بعض حضرات نے جبریل امین کو مراد لیا ہے اور بعض نے اسرافیل کو اور بعض نے تو خود خدا ہی کو مراد لے لیا ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔

12- بعض علماء کا خیال ہے کہ نامہ اعمال خود انسان کا نفس اور اس کی روح ہے کہ انسان جو عمل بھی انجام دیتا ہے اس کا ایک اثر اس کی روح پر بھی مرتب ہوتا ہے اور یہ بات ایک کتابت کی حیثیت رکھتی ہے جس کے مجموعہ کو کتاب اور صحیفہ اعمال سے تعبیر کیا جاتا ہے .... واللہ اعلم۔

ف: آیت نمبر ۷۳ میں ہنکانے کا ذکر اس لئے بھی ہوسکتا ہے کہ اہلِ جنت مہمانوں کی طرح آہستہ چل رہے ہوں گے تو فرشتے مشتاق میزبانوں کی طرح تیزی سے کھینچ کر لے جائیں گے۔

اردو حاشیہ

اور اس طرح ان کا استقبال کیا جائے گا کہ گویا انہیں کی خاطر دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ

جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا وارث بنایا کہ جنت میں

حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ

ہم جہاں چاہیں جگہ بنا سکیں پس عمل کرنے والوں کا اجر کتنا اچھا ہے۔(74) اور آپ فرشتوں کو عرش کے گرد

حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ

حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے دیکھیں گے اور لوگوں کے درمیان

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ[13] لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

برحق فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: ثنائے کامل رب العالمین کیلئے ہے۔(75)

اٰیاتھا ۸۵ ﴿۴۰ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰﴾ رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾

حا، میم۔(1)اس کتاب کی تنزیل بڑے غالب آنے والے، دانا اللہ کی طرف سے ہے۔ (2)

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ[1] ذِى

جو گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، شدید عذاب دینے والا اور بڑے فضل والا ہے۔

الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔(3) اللہ کی آیات کے

عربی حاشیہ

ف: آخری آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہلِ جنت کا تحفہ اسلام ہے اور ان کا اجتماعی نعرہ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ کاش اہل دنیا کو بھی طرزِ عمل کی توفیق حاصل ہو جاتی۔

13- حمد الٰہی کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ جہاں خلقت زمین و آسمان کا تذکرہ کرتا ہے وہاں بھی الحمد للہ کہا جاتا ہے اور جہاں اہلِ جنت کے آخری انجام کا تذکرہ ہوتا ہے وہاں بھی سب کی زبان پر الحمد للہ ہی ہوتا ہے۔ گویا اس کائنات کی ابتدا بھی حمد خدا ہے اور اس کی انتہا بھی حمد خدا ہی پر ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

1-انسانی زندگی کے لئے ان تمام مطالب پر نظر رکھنا بے حد ضروری ہے کہ خدا توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے تو توبہ نہ کرنے والوں کو سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ سزا کے بعد پھر فضل و کرم کا اعلان کمالِ رحمت کی دلیل ہے جس کا تذکرہ حاملین عرش کی زبان پر بھی رہا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

ايٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي

بارے میں صرف کفار ہی جھگڑتے ہیں لہٰذا ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں

الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ

نہ رکھے۔(4)ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی (انبیاء کی)

بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ

تکذیب کی ہے اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا عزم کیا [1] اور باطل ذرائع سے

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ

جھگڑتے رہے تا کہ حق کو زائل کر دیں تو میں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا پس (دیکھ لو)

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

میرا عذاب کیسا تھا۔(5)اور اسی طرح کفار کے بارے میں آپ کے پروردگار کا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ

یہ فیصلہ ثابت ہے کہ وہ اہل دوزخ ہیں۔(6)جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں

الْعَرْشَ [2] وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ

اور جو اس کے اردگرد ہیں سب اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور اس پر ایمان لائے ہیں

بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور علم

رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ

ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے پس ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستے کی پیروی کی ہے

عربی حاشیہ

2-عرش سے مرادیوں تو اقتدار واختیار ہوتا ہے لیکن اس مقام پر کوئی ایسی مرکزی منزل مراد ہے جس کی نسبت پروردگار کی طرف ہے جس طرح زمین پر کعبہ یا مساجد کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

ف: قرآن مجید کے سات سوروں کا آغاز حٰم سے ہوا ہے اور انھیں حوامیم کہا جاتا ہے۔ روایات میں ان سوروں کو تاج قرآن، لُبِ قرآن اور ریحانِ قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ زیرنظر سورہ کو سورۂ مومن بھی کہا جاتا ہے۔

ف: اولیاء اللہ کی دعا کا آغاز ہمیشہ لفظ رب سے ہوتا ہے کہ عبدو معبود کے درمیان یہی حسین ترین رشتہ اور رابطہ ہے۔

اہلِ عرش نے اہلِ ایمان کو چار طرح کی دعائیں دی ہیں جن میں ہر ایک اپنے مقام پر ایک مخصوص اہمیت کی حامل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) حق وباطل کا معرکہ روز اوّل سے جاری ہے اور قوم نوحؑ سے لے کر مشرکین عرب تک سب کا ایک ہی منشاء رہا ہے کہ داعی الٰہی کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس طرح اپنی من مانی کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آ جائے گا۔ ان سب کا خیال یہ تھا کہ باطل کا ذریعہ بھی حق کو فنا کر دینے کیلئے کافی ہوتا ہے حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے اور حق میں باطل کو فنا کرنے کی طاقت موجود ہے کہ حق ایک دوام وثبات رکھتا ہے اور باطل تو خود ہی فنا ہونے والا ہے وہ کسی کو کیا فنا کر سکے گا۔

باطل کا سب سے بڑا حربہ یہ ہوتا ہے کہ وہ زمین پر ہر طرف گردش کرتا رہتا ہے اور اس طرح اہل دنیا کو مرعوب کرتا رہتا ہے اور اپنے اقتدار اعلیٰ کا مظاہر کرتا رہتا ہے جو ہر دور میں نو آبادیاتی نظام کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور اس طرح دنیا کو اپنے قبضہ میں رکھا گیا ہے لیکن پروردگار عالم نے واضح کر دیا ہے کہ ان حرکتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ تمام باتیں کام آنے والی نہیں ہیں۔ دور حاضر میں بھی یہ گردش زمین سے آگے بڑھ کر بحری بیڑوں کی شکل میں سامنے آ چکی ہے لیکن اہل ایمان اس سے بھی دھوکہ کھانے والے نہیں ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ خدا جب چاہے گا فرعون کو اسی نیل میں غرق کر دیگا جس میں وہ موسیٰ علیہ السلام کو غرق کرنا چاہتا تھا۔

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ

اور انہیں عذاب جہنم سے بچالے۔(7) ہمارے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں

عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ[3] مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادا، ان کی ازواج اور ان کی

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۙ﴿۸﴾

اولاد میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی۔ تو یقیناً بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (8)

وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ

اور انہیں برائیوں سے بچا اور جسے تو نے اس روز برائیوں سے بچا لیا اس پر

رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

تو نے رحم فرمایا اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔(9) جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے

كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ

بلاشبہ انہیں پکار کر کہا جائے گا: (آج) جتنا تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو اللہ اس سے زیادہ تم سے

اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا

اس وقت بیزار تھا جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر کرتے تھے۔(10) وہ

رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ[4] فَاعْتَرَفْنَا

کہیں گے: ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت اور دو مرتبہ زندگی دی ہے۔

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ

اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے؟(11) ایسا اس لیے ہوا

عربی حاشیہ

3- یہ علامت ہے کہ جنت کا فیصلہ صلاح وحسن عمل کی بنیاد پر ہوگا رشتہ اور قرابت کی بنیاد پر نہ ہوگا۔

4- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ پہلی موت سے مراد شکم مادر میں حیات آنے سے پہلے کی موت ہے اور دوسری موت سے مراد زندگی کے جانے کے بعد کی موت ہے اور اسی طرح پہلی حیات وارد دنیا کی حیات ہے اور دوسری سے مراد قیامت کی حیات ہے۔

اردو حاشیہ

بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ یُّشْرَكْ

کہ جب خدائے واحد کی طرف دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا تو

بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِیْ

تم مان لیتے تھے۔ پس (آج) فیصلہ برتر، بزرگ اللہ کے پاس ہے۔(12)وہی ہے جو تمہیں

یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا

اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے رزق نازل فرماتا ہے اور نصیحت تو صرف وہی

یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ

حاصل کرتا ہے جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔(13)پس دین کو صرف اسی کے لیے خالص کر کے

لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ (5)

اللہ ہی کو پکارو اگرچہ کفار (۲) کو برا لگے۔(14)وہ بلند درجات کا مالک (۳)

ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ

اور صاحب عرش ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل فرماتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ۬

تا کہ وہ ملاقات کے دن کے بارے میں متنبہ کرے۔(15)اس دن وہ سب (قبروں سے) نکل پڑیں گے۔

لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ

اللہ سے ان کی کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی۔ (اس روز پوچھا جائے گا) آج کس کی بادشاہت ہے؟

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا

(جواب ملے گا) خدائے واحد، قہار کی۔(16) آج ہر شخص کو اس کے

عربی حاشیہ

5- رب العالمین اپنی ذات کے اعتبار سے بھی تمام درجات سے بلند تر ہے اور دوسروں کے اعتبار سے بھی ان کے درجات کو بلند کرنے والا ہے۔ انسان جس قدر بھی اس کی معرفت سے قریب تر ہوتا جائے گا اس کا درجہ بلند تر ہوتا جائے گا.....اس مقام پر روح سے مراد وحی پروردگار ہے جو واقعاً روح حیات وکائنات ہے اور اسی کی بدولت ساری کائنات عقل وشعور میں زندگی پائی جارہی ہے ورنہ انسان اپنی موت آپ مرجاتا اور فنا کے گھاٹ اتر جاتا۔

ف: آیت نمبر ۱۱ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ برزخ اور محشر کی حیات ہے اور دنیا اور برزخ کی موت ہے اس لئے کہ شکم مادر میں موت تو تھی لیکن اماتہ کا مصداق نہیں تھی لہٰذا اس کا مراد لینا خلاف ظاہر ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) عبادت کا سب سے بڑا اخلاص یہی ہے کہ انسان کو اس بات کی فکر نہ ہو کہ اس کی عبادت لوگوں کو اچھی لگتی ہے یا بری ورنہ جہاں لوگوں کی پسند وناپسند کا خیال ذہن میں آ گیا وہاں اخلاص عمل مجروح ہو جائے گا اور جس قدر یہ خیال راسخ ہوتا جائے گا اخلاص عمل تباہ وبرباد ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ بعض علماء اعلام نے اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان ریاکاری کے خوف سے اگر لوگوں کا خیال ذہن میں رکھ کر عمل کو چھپا کر بھی انجام دے گا کہ لوگوں کو معلوم نہ ہونے پائے یا وہ طعن وطنز نہ کرنے پائیں تو یہ بھی ریاکاری ہی کی ایک قسم ہے کہ اس میں بھی انسان کے ذہن پر انسان ہی مسلط ہے اور خدا کا اخلاص نہیں ہے ورنہ وہ رب العالمین کا مخلص بندہ ہوتا تو بندوں کے خیال سے بے نیاز ہوکر عمل کرتا اور خدا مجمع عام میں حکم دیتا تو مجمع عام میں عمل انجام دیتا اور وہ تنہائی میں عمل کرنے کا حکم دیتا تو گوشۂ گمنامی میں چلا جاتا۔ اس کے کسی عمل کا محرک بندوں کا خیال یا ان کی تعریف وتنقیص نہ ہوتی بلکہ ہر عمل کا محرک صرف پروردگار کی اطاعت کا جذبہ ہوتا۔ چاہے دنیا اسے پسند کرے یا یک سر ناپسندیدہ قرار دے دے۔

(۳) بیشک وہ خدا رفیع الدرجات ہے اور جس کو جس قدر بلندی چاہے عطا کر دیتا ہے وہ کسی میں صلاحیت دیکھتا ہے تو عرش اعظم تک بلا لیتا ہے اور کسی میں قابلیت دیکھتا ہے تو صاحب معراج کے کاندھوں پر بلند کر دیتا ہے۔

كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾

عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج ظلم نہیں ہو گا۔ اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔ (17)

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ

انہیں قریب الوقوع دن کے بارے میں متنبہ کیجئے جب دکھ بھرے دل حلق تک آ رہے ہوں گے۔

كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿١٨﴾

ظالموں کے لیے نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ ہی کوئی ایسا سفارشی جس کی بات سنی جائے۔ (18)

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ

اللہ نگاہوں کی خیانت [۴] اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے سے واقف ہے۔(19)اور اللہ

يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا

برحق فیصلہ کرتا ہے اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ

يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾

کرنے کے (اہل) نہیں ہیں۔ یقیناً اللہ ہی خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (20)

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں تا کہ وہ ان لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے پہلے

الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ

گزر چکے ہیں؟ وہ طاقت اور زمین پر اپنے آثار چھوڑنے میں ان سے

قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَ

کہیں زیادہ زبردست تھے۔ پس اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں گرفت میں لیا اور

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ کے بارے میں مناسب ترین بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں عام طور سے آیات معجزات کو کہا گیا ہے اور سلطان اس محکم دلیل کو کہا گیا ہے جو بات کو بالکل واضح طریقہ سے ثابت کردے۔ اسی لئے جناب سلیمان نے ہدہد سے سلطانِ مبین کا مطالبہ کیا تھا۔

6- آزفہ بہت جلد آنے والے کو کہا جاتا ہے اور چونکہ قیامت بہت جلد آنے والی ہے اس لئے اسے آزفہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ ایک تنبیہ ہے کہ انسان اسے دور سمجھ کر ایمان اور کردار سے غافل نہ ہوجائے اور یوں بھی آنے والا ہر لمحہ اور ہر لحظہ قریب سے قریب تر ہی ہوتا جاتا ہے اور اس کے آنے کا فاصلہ کم ہی ہوتا جاتا ہے۔

7- یہ لفظ علامت ہے کہ اسلام میں اور کفر میں فرق یہ ہے کہ کفر کی سفارش کرنے والے مسموع الکلمہ نہیں ہیں اور اسلام کے شفاعت کرنے والے نمائندگانِ پروردگار ہیں

اردو حاشیہ

(۴) انسان اپنے جرائم کی پردہ پوشی کیلئے دو ہی محفوظ راستے اختیار کرتا ہے یا تو بات کو دل کے اندر محفوظ رکھتا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہونے پائے یا آنکھوں کی خیانت سے کام لیتا ہے جس کی گرفت انتہائی مشکل ہوتی ہے کن انکھیوں سے نامحرم کو دیکھنا دوسروں کی توہین کرنا۔ شریفوں کا مذاق اڑانا۔ صاحبانِ ایمان کو ذلیل کرنے کیلئے لوگوں کو متوجہ کرنا یہ سارے کام زبان کے بجائے آنکھوں سے لئے جاتے ہیں اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح اس کی گرفت نہ ہو سکے گی۔ پروردگار عالم نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسکے علم سے نہ آنکھوں کی خیانت بچ سکتی ہے اور نہ دلوں کے راز وہ ہر شے کا جاننے والا ہے اور صاحبانِ ایمان کو مسلسل اس نکتہ پر نگاہ رکھنی چاہیے۔

مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ

انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔(21) یہ اس لیے کہ ان کے پیغمبر واضح دلائل لے کر

تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ

ان کے پاس آتے تھے لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر اللہ نے انہیں گرفت میں لیا۔

اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

اللہ یقیناً بڑا طاقتور، عذاب دینے میں سخت ہے۔(22) اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ

اپنی نشانیوں اور واضح دلائل کے ساتھ بھیجا۔ (23) فرعون (۵) اور ہامان اور

قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

قارون کی طرف تو ان لوگوں نے کہا: یہ تو بہت جھوٹا جادو گر ہے۔(24) پس جب انہوں نے

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہماری طرف سے ان لوگوں کو حق پہنچایا تو کہنے لگے: جو اس کے ساتھ ایمان لے آئیں

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دو (مگر) کافروں کی چال اکارت ہی

فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

جاتی ہے۔(25) اور فرعون نے کہا: مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ

قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔ مجھے ڈر ہے کہ

عربی حاشیہ

لہٰذا ان کی بات ضرور سنی جائے گی۔

8- ہامان فرعون کے وزیر کا نام تھا اور قارون اس دور کا سب سے بڑا دولت مند انسان تھا اور بعض لوگوں کے خیال میں یہ فرعون کا وزیر مالیات تھا بہرحال عذاب الٰہی کے سامنے نہ وزارت کام آنے والی ہے اور نہ حکومت۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ فرعون تمکنت اور سلطنت کا مجسمہ تھا اور ہامان باطل منصوبہ بندی کا نمونہ ..... قارون اپنے دور کا سب سے بڑا سرمایہ دار تھا اور گمراہی میں اس طرح کے تین کردار کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔

ف: مومن آل فرعون کا کردار گواہ ہے کہ تقیہ وہ بہترین حربہ ہے جس سے انسان اپنی طاقت کو مجتمع کرکے مستقبل کے مقابلہ کی تیاری کرتا ہے جو خود سرکار دو عالمؐ کا ابتدا میں خفیہ تبلیغ کا راز تھا کہ اس طرح مستقبل کے اعلان کی تیاری کر رہے تھے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ عجیب بات ہے کہ قدرت نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ساری قوم کو چھوڑ کر صرف تین افراد کا ذکر کیا ہے کہ ہر موسیٰ کے مقابلہ میں گمراہی اور فساد کی بنیاد ایسے ہی افراد ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی عجیب وغریب بات ہے کہ ان تین افراد کی حیثیت بھی یہ تھی کہ ایک حاکم تھا اور دوسرا اس کا وزیر اور تیسرا اپنے دور کا غنی اور مالدار اور حاکم نے اپنی ہر شرارت میں وزیر کا سہارا لیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

رب العالمین امت اسلامیہ کو اس وقت سے محفوظ رکھے جب تاریخ اپنے آپ کو دہرانے لگے اور فرعونیت دوبارہ منظر عام پر آ جائے۔

اَنۡ یُّظۡہِرَ فِی الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَ قَالَ مُوۡسٰۤی اِنِّیۡ

یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا زمین میں فساد برپا کرے گا۔(26)اور موسیٰ نے کہا: میں اپنے

عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَ رَبِّکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤۡمِنُ بِیَوۡمِ

اور تمہارے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے سے جو یوم حساب پر ایمان

الۡحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ٭ۖ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ

نہیں لاتا۔(27)اور آل فرعون میں سے ایک مومن جو اپنا ایمان (۱) چھپائے ہوئے تھا کہنے لگا:

یَکۡتُمُ اِیۡمَانَہٗۤ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ

کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور تمہارے رب کی طرف سے

وَ قَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ٭ ؕ وَ اِنۡ یَّکُ کَاذِبًا

تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آیا ہے؟ اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ خود اس کے خلاف

فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَ اِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ

جائے گا اور اگر یہ سچا ہے تو جس (عذاب) کا یہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو

الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ

تم پر واقع ہو ہی جائے گا۔ اللہ یقیناً تجاوز کرنے والے اور جھوٹے کو ہدایت

کَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ یٰقَوۡمِ لَکُمُ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ ظٰہِرِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۫

نہیں دیتا۔(28)اے قوم! آج تمہاری بادشاہت ہے اور ملک میں تم غالب ہو۔

فَمَنۡ یَّنۡصُرُنَا مِنۡۢ بَاۡسِ اللّٰہِ اِنۡ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرۡعَوۡنُ

پس اگر ہم پر اللہ کا عذاب آ گیا تو ہماری کون مدد کرے گا؟ فرعون نے کہا: میں تمہیں

عربی حاشیہ

9- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ یہ مرد مومن فرعون کا چچا زاد بھائی۔ ولی عہد اور فوجی حاکم تھا اور اسی کو موسیٰ کے ساتھ نجات حاصل ہوئی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ رشتہ داری اور قرابت داری نہ گمراہی کی علامت ہے اور نہ ہدایت کی۔ بدترین انسان کا رشتہ دار بہترین ہوسکتا ہے اور بہترین انسان کا رشتہ دار بدترین ہوسکتا ہے۔ تاریخ میں دونوں کی بیشمار مثالیں موجود ہیں۔

10-مرد مومن کی خفیہ تبلیغ کا انداز بھی قابل دید ہے کہ پہلے یہ کہا گیا کہ موسیٰ اپنا خدا اللہ کو مانتے ہیں تو تمھارا کیا نقصان ہوتا ہے اور اس کے بعد موقع پا کر اسی خدا کو سب کا رب کہہ دیا اور ان کے دلائل کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

پھر یہ دیکھا کہ دلائل اہلِ عقل وانصاف پر اثر کرتے ہیں تو عذاب کا خوف دلایا کہ اس سے کمزور نفس والے بھی متاثر ہوجاتے ہیں اور پھر ملک دنیا کی بے ثباتی کی طرف متوجہ کیا کہ

اردو حاشیہ

(۱) یہ آیت کریمہ پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ نمائندہ پروردگار کے تحفظ کیلئے اپنے ایمان کو مخفی رکھنا اور اس کا اظہار نہ کرنا جسے زبانِ شریعت میں تقیہ کہا جاتا ہے ایک قابل تعریف عمل ہے جو انسان کو مالک کائنات کی نظر میں قابل تعریف وتوصیف بنا دیتا ہے۔

اب بعض مسلمانوں کا تقیہ پر اعتراض کرنا اور اسے حق کی پردہ پوشی کا نام دے کر اس کے خلاف طرح طرح کی آوازیں اٹھانا ایک انتہائی حیرت انگیز عمل ہے جو سراسر صراحت قرآن کے خلاف ہے۔

کسی چیز کے حق وصدق ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کا اعلان کیا جائے اور اسے بہرصورت منظر عام پر لایا جائے کہ اس کی پردہ پوشی اور اس کا مخفی رکھنا حرام اور جرم ہو جائے۔ حق کا مطلب صرف یہ ہے کہ اسے حق تسلیم کیا جائے اور جہاں اس کے اظہار کی ضرورت ہو وہاں اس کی پردہ پوشی نہ کی جائے جس طرح کفار ومشرکین کو پیغمبرؐ اسلام کے بارے میں تمام حقائق کا علم تھا اور وہ ان کی پردہ پوشی کرتے تھے تا کہ دنیا پر یہ حقائق عام نہ ہوسکیں۔ ورنہ سب حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں گے اور ہمارے آبائی دین ومذہب کا کوئی نام ونشان نہ رہ جائے گا۔

تقیہ کرنے والے انسان کو ''رجل مومن'' سے تعبیر کرنا اس امر کی علامت ہے کہ تقیہ نہ خلاف ایمان ہے اور نہ خلاف مردانگی اسے نہ کفر کہا جا سکتا ہے اور نہ بزدلی اس کی عظمت وضرورت سے وہ سب باخبر ہیں جنہیں حق واہل حق کے تحفظ کا خیال ہے اور وہ اس راہ میں جذبات واحساسات کی قربانی دینا جانتے ہیں۔

مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

صرف وہی رائے دوں گا جسے میں صائب سمجھتا ہوں اور میں اسی راستے کی طرف تمہاری راہنمائی کرتا ہوں

الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

جو درست ہے۔(29)اور جو شخص ایمان لایا تھا کہنے لگا: اے میری قوم! مجھے خوف ہے کہ

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

تم پر کہیں وہ دن نہ آئے جیسا (پہلی) امتوں پر آیا تھا۔(30)جیسے قوم نوح

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ

اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والی امتوں پر آیا تھا اور اللہ تو بندوں پر

يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ظلم کرنا نہیں چاہتا۔(31)اور اے میری قوم! مجھے تمہارے بارے میں پکار کے دن

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

(قیامت) کا خوف ہے۔(32) جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں اللہ (کے عذاب)

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَ

سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔(33)اور

لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ

تحقیق اس سے پہلے یوسف واضح دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آئے مگر تمہیں اس چیز میں

فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

شک ہی رہا جو وہ تمہارے پاس لائے تھے یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوا تو تم کہنے لگے:

عربی حاشیہ

یہ اقتدار رہنے والا نہیں ہے اور رہ بھی جائے تو اس میں عذاب سے بچانے کی صلاحیت نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۶ دلیل ہے کہ مومن آل فرعون اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوا اور اس نے موسیٰ کے قتل کے پروگرام کو ملتوی کرا دیا۔

اب فرعون نے ایک نیا سیاسی فتنہ شروع کیا کہ لوگوں کے ذہنوں کو تعمیرات میں الجھا دیا جائے اور اس طرح لوگ فی الحال خدائے موسیٰ پر ایمان نہ لا سکیں۔

11- یہ ایک حقیقت ہے کہ جناب یوسف اس قوم کی طرف نہیں آئے تھے بلکہ ان کے آباؤ اجداد کی طرف آ رہے تھے لیکن کردار کی وحدت کی بنا پر دونوں کو ایک ہی گروہ قرار دے دیا گیا ہے۔

لفظ یوسف کے معنی عبرانی زبان میں زیادتی کے ہیں۔ ان کی والدہ نے ان کا یہ نام اس لئے رکھا تھا کہ ایک اور فرزند پیدا ہو۔

اردو حاشیہ

يَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ

ان کے بعد اللہ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کرے گا۔ اس طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو تجاوز کرنے والے،

هُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُ ۚۖ ﴿۳۴﴾ الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ

شک کرنے والے ہوتے ہیں۔(34) جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر اس دلیل کے

بِغَيۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰٮهُمۡ ؕ كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ الَّذِيۡنَ

جو اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہو (ان کی) یہ بات اللہ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک

اٰمَنُوۡا ؕ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾

نہایت ناپسندیدہ ہے، اسی طرح ہر متکبر ، سرکش کے دل پر اللہ مہر لگا دیتا ہے۔ (35)

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰهَامٰنُ ابۡنِ لِىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَبۡلُغُ الۡاَسۡبَابَ ۙ ﴿۳۶﴾

اور فرعون نے کہا: اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ۔ شاید میں راستوں تک رسائی حاصل کرلوں۔ (36)

اَسۡبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوۡسٰى وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ

آسمانوں کے راستوں تک پھر میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں اور میرا گمان یہ ہے

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ

کہ موسیٰ جھوٹا ہے۔ اس طرح فرعون کے لیے اس کی بدعملی کو خوش نما بنا دیا گیا اور وہ

السَّبِيۡلِ ؕ وَمَا كَيۡدُ فِرۡعَوۡنَ اِلَّا فِىۡ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع وَقَالَ الَّذِىۡۤ

راہِ راست سے روک دیا گیا اور فرعون کی چال تو صرف گھاٹے میں ہے۔(37) اور جو شخص

اٰمَنَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوۡنِ اَهۡدِكُمۡ سَبِيۡلَ الرَّشَادِ ۚ ﴿۳۸﴾ يٰقَوۡمِ

ایمان لایا تھا بولا: اے قوم! میرا اتباع کرو۔ میں تمہیں صحیح راستہ دکھاتا ہوں۔(38) اے قوم!

عربی حاشیہ

جناب یوسف کا انتقال ۱۱۰ برس کی عمر میں ہوا ہے۔

12- جبار شکستہ اشیاء کو جوڑنے والے اور اصلاح کرنے والے کو بھی کہا جاتا ہے اور ظالم اور سرکش کو بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ رب العالمین کے بارے میں یہ لفظ پہلے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ظالموں کے بارے میں دوسرے معنی ہیں۔

اردو حاشیہ

(۷) فرعون کی حرکت کا قطعاً یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ خدائے موسیٰ علیہ السلام کا سراغ لگانا چاہتا تھا۔ اسے سب معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا ایک خدا ہے جو خود فرعون کا بھی خدا ہے اور اسے محل کی چھت سے نہیں دیکھا جا سکتا ہے لیکن وہ قوم کے سادہ لوح افراد کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا تھا اور اپنی حکومت کی بقا اور اس کے دوام کا خواہش مند تھا ورنہ اسے اتنا شعور تو ہوتا کہ جو سیڑھی لگائے بغیر موسیٰ علیہ السلام کے خدا کا پتہ نہ لگا سکے اس نے خود خدائی کا دعویٰ کس بنیاد پر کیا ہے اور کیا ایسے جاہل اور عاجز کو بھی خدا بننے کا کوئی حق حاصل ہے۔

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ۫ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ

یہ دنیاوی زندگی تو صرف تھوڑی دیر کی لذت ہے اور آخرت یقیناً دائمی قیام گاہ

الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ

ہے۔(39) جو برائی کا ارتکاب کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ ملے گا

وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ [13]

اور جو نیکی کرے گا وہ مرد ہو یا عورت اگر وہ صاحب ایمان بھی ہو تو

فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ

ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں انہیں بے شمار رزق

حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ یٰقَوْمِ مَا لِیْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَ

ملے گا۔(40) اور اے میرے قوم! آخر مجھے ہوا کیا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے

تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾ ط تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ

آتش کی طرف بلاتے ہو؟(41) تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور

اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ

اسے اللہ کا شریک قرار دوں جس کا مجھے علم ہی نہیں ہے اور میں تمہیں بڑے غالب آنے والے،

اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ [14] لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ

بخشنے والے اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔(42) حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو

لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ

اس کی نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے اور نہ آخرت میں اور ہماری بازگشت

عربی حاشیہ

13- یہ لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ جنت کے لئے ایمان بہرحال ضروری ہے صرف عمل صالح کافی نہیں ہے جس طرح کہ صرف ایمان بھی کافی نہیں ہے اور اس کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے۔ مثلہا کی تعبیر دنیا اور آخرت کی ہم رنگی کی علامت ہے اور بے حساب کا لفظ اشارہ ہے کہ حساب وکتاب رکھنا اس کا کام ہے جسے مال کے ختم ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ رب العالمین کا خزانہ فنا ہونے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۵ میں اعلان کیا گیا ہے کہ خدا نے مومن آل فرعون کو ان کے مکر سے بچالیا حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسے قتل کردیا گیا تھا۔

امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ خدا نے اسے انحراف اور گمراہی سے بچالیا ورنہ شہادت تو ایک شرف ہے۔ (نور الثقلین)

14- کیا مناسب لہجۂ تبلیغ ہے کہ خدا عزیز بھی ہے اور غفار بھی۔ اس کی بات نہ مانو

اردو حاشیہ

(۸) اس سلسلہ میں مفکرین اسلام میں یہ بحثیں پائی جاتی ہیں کہ نجات کیلئے ایمان کافی ہے یا عمل؟ بعض افراد نے ایمان کو کافی قرار دیا ہے اور قوم کو عمل سے بے نیاز بنادیا ہے اور بعض نے عمل کو کافی قرار دیا ہے اور کفار ومشرکین کو بھی جنت میں داخل کردیا ہے۔ آیت کریمہ نے دونوں کی تردید کردی ہے کہ نجات اور جنت کیلئے ایمان اور عمل دونوں ہی ضروری ہیں۔ کافر کو اس کی نیکیوں کا بدلہ ضرور دیا جائے گا لیکن اسے جنت میں داخلہ نہیں دیا جاسکتا اور اسی لئے دنیا کو کافر کی جنت قرار دیدیا گیا ہے تا کہ آخرت کی جزا کا سوال ہی نہ رہ جائے اور اسی طرح مومن کو اس کی بدعملی کی سزا ضرور دی جائے گی۔ چاہے ایمان کے زیر اثر بعد میں جنت میں داخلہ کیوں نہ مل جائے۔ ایمان اور عمل کا بہترین فیصلہ یہ ہے کہ ایمان جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے اور عمل جہنم سے بچنے کا وسیلہ ہے۔

مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

یقیناً اللہ کی طرف ہے اور حد سے تجاوز کرنے والے تو یقیناً جہنمی ہیں۔ (43)

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى

جو بات (آج) میں تم سے کہہ رہا ہوں (کل) تم اسے ضرور یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ (۹) اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ

بے شک اللہ بندوں پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(44)پس اللہ نے اس (مومن) کو

مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

ان کی بری چالوں سے بچایا اور آل فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ (45)

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ

وہ لوگ صبح و شام آتش جہنم کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور جس دن

السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

قیامت برپا ہو گی (تو حکم ہو گا) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔ (46)

وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ

اور جب وہ جہنم میں جھگڑیں گے تو کمزور درجے کے لوگ

اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

بڑا بننے والوں سے کہیں گے: ہم تو تمہارے تابع تھے۔ تو کیا تم ہم سے

عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا

آتش کا کچھ حصہ دور کر سکتے ہیں؟(47)بڑا بننے والے کہیں گے:

عربی حاشیہ

گے تو بچ کے نہیں جاسکتے ہو اور مان لو گے تو جہنم میں نہیں جاسکتے ہو۔

15- ہر مرد مومن کا ایمانی نعرہ اور اس کے اعمال کی روح اور اس کا جوہر ہے کہ مومن اپنے تمام معاملات کو پروردگار کے حوالے کردے اس کے حکم کے مطابق عمل کرتا رہے اور انجام سے بالکل بے نیاز ہوجائے۔ حکم الٰہی پر عمل کرنے کے بعد انجام کی ذمہ داری پروردگار پر ہوتی ہے اور اس صورت میں انسان فائدہ اور نقصان دونوں صورتوں میں پرسکون اور مطمئن رہتا ہے۔

16- شاید اصل جہنم سے زیادہ سخت تر عذاب یہ ہے کہ قیامت تک روزانہ جہنم کے سامنے لاکر یہ بتایا جائے کہ بالآخر ایک دن تمھیں اسی میں رہنا ہے۔ یہ روحانی تکلیف مادی تکلیف سے زیادہ سخت تر اور وحشت ناک ہے۔ (اللہ ہر مرد مومن کو اس سے محفوظ رکھے)

اردو حاشیہ

(۹) صاحب تفسیر کاشف نے ابن العربی سے نقل کیا ہے کہ "افوض" فاض الاناء سے نکلا ہے جس کے معنی چھلک جانے کے ہیں یعنی مرد مومن کا نعرہ یہ ہے کہ جس قدر بھی مصائب میرے امکان کے اندر ہیں میں ان کا تحمل کرتا ہوں اور جب مصائب کا پیمانہ چھلک جاتا ہے تو اس اضافہ کو پروردگار کے حوالے کر دیتا ہوں تا کہ وہ اس میں تخفیف کر کے میرے لئے قابل تحمل بنادے۔

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تفویض امر اور توکل کے معنی کاہلی اور بے صبری کے نہیں ہیں بلکہ مرد مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ ہر وقت مصائب کا استقبال کرنے کے لئے تیار رہے تا کہ اس کے صبر کے جوہر کھل سکیں اور وہ روزِ قیامت مقام صابرین کا حقدار ہو سکے۔ اس کے بعد اسے مسلسل یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مصائب کا سلسلہ اس قدر دراز ہو جائے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور عاقبت برباد ہو جائے۔ اس لئے اس وقت سے بچنے کیلئے تفویض کا سہارا لیتا ہے اور اپنے معاملات کو پروردگار کے حوالے کر دیتا ہے کہ وہ سہارا دے کر اس برے وقت سے بچا لے جیسا کہ اس نے فرعون کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام اور مومن آل فرعون کو سہارا دیا تھا اور اس کے شر سے بچا لیا تھا۔

إِنَّا كُلٌّ فِيهَا ۙ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَ

ہم سب آتش میں ہیں۔ اللہ تو بندوں کے درمیان یقیناً فیصلہ کر چکا ہے۔ (48) اور

قَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ

جو لوگ آتش جہنم میں ہوں گے وہ جہنم کے کارندوں سے کہیں گے: اپنے پروردگار سے درخواست کرو

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ

کہ ہم سے ایک دن کے لیے عذاب میں تخفیف کرے۔(49) وہ کہیں گے: کیا تمہارے

تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا

پیغمبر واضح دلائل لے کر تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں۔

فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٥٠﴾ إِنَّا

تو وہ کہیں گے: پس درخواست کرتے رہو۔ اور کفار کی درخواست بے نتیجہ ہی رہے گی۔(50) ہم اپنے

لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

رسولوں اور ایمان لانے والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد (۱۰) کرتے رہیں گے اور اس روز بھی

وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ [17] ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ

جب گواہ کھڑے ہوں گے۔(51) اس روز ظالموں کو ان کی معذرت فائدہ نہیں دے گی

مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَ

اور ان پر لعنت پڑے گی اور ان کے لیے بدترین ٹھکانا ہو گا۔(52) اور

لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

تحقیق ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو ہم نے اس کتاب (۱۱) کا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۵ میں مستکبرین سے التماس نہیں ہے بلکہ ان کی عاجزی کا اعلان ہے کاش یہ مرید اس حقیقت کو دنیا ہی میں سمجھ لیتے تو یہ انجام کیوں ہوتا۔

ف: آیت نمبر ۵۲ میں یہ تذکرہ ہے کہ معذرت کا فائدہ نہ ہوگا اور سورۂ مرسلات میں یہ تذکرہ ہے کہ انھیں معذرت کی اجازت ہی نہ دی جائے گی۔ ان دونوں آیات میں ظاہری اختلاف کا حل یہ ہے کہ یا تو اجازت نہ دینے کا مقصد بے فائدہ ہونا ہے یا یہ مختلف مراحل میں ہوگا کہ بعض مراحل میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی اور بعض مراحل میں بولیں گے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

17- قیامت کے دن سارے گواہ گواہی کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے چاہے وہ انبیاء ومرسلین ہوں یا ملائکہ وصالحین یا خود انسان کے اعضاء وجوارح ہوں جو اس کے خلاف گواہی دینے والے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار اپنے مخلص بندوں کی مدد کرتا ہے اور انہیں تنہا اور لاوارث نہیں چھوڑتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ مردِ مومن بلاؤں اور مصیبتوں سے دوچار نہیں ہوتا ہے۔ بلائیں صبر کے جوہر ظاہر کرنے کیلئے ضروری ہیں اور مصائب کمال کردار کیلئے لازمی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ نصرت خدا مشروط ہے کہ بندہ پہلے دین خدا کی مدد کرے اور دین خدا کی مدد یقیناً مصائب کی طلبگار ہے۔ اس کے بعد خدا کبھی ظاہری اقتدار عطا کرتا ہے اور کبھی دائمی عزت کہ اس کی قبر مرجع خلائق بن جاتی ہے اور دشمن کا نام ونشان تک نہیں رہ جاتا ہے۔

(۱۱) صاحب تفسیر کاشف نے کافی تحقیق کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ موجودہ توریت وہ کتاب نہیں ہے جس کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا گیا تھا اور اس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ موجودہ توریت کے شارحین نے کتاب "قاموس الکتاب المقدس" میں یہ نقل کیا ہے کہ اسرائیل کے معنی عبرانی زبان میں بندۂ خدا کے نہیں ہیں بلکہ خدا سے لڑنے والے اور مقابلہ کرنے والے کے ہیں اور چونکہ حضرت یعقوبؑ نے توریت کے بیان کے مطابق رات بھر خدا سے جنگ کی تھی لہٰذا ان کا نام اسرائیل ہوگیا تھا اور آج بھی ہر یہودی کا فرض ہے کہ خدا بھی اس کی خواہش کے سامنے آجائے تو رات بھر اس سے جنگ کرتا رہے۔ اِنّا للّٰہ......!

الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ

وارث بنایا۔(53) جو صاحبان عقل کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔(54) پس آپ صبر کریں۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ (19) وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ

یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کریں اور صبح وشام

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کریں۔(55) بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے

فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو ان کے دلوں میں

اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

بڑائی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ اس (بڑائی) تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ لہٰذا آپ اللہ کی پناہ مانگیں۔ وہ یقیناً

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ

خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(56) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے

مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

خلق کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (57)

وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ۬ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے نیز نہ ہی ایمان دار اور عمل صالح بجا

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

لانے والے اور بدکار۔ تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔(58)

عربی حاشیہ

18- ہدایت سے مراد بظاہر وہ معجزات ہیں جن کے ذریعہ منصب الٰہی کا اثبات کیا جاتا ہے۔

19- استغفار خود ایک مستقل عبادت ہے اور اپنے کوکوتاہی کرنے والا تصور کرنا ہی کمال کردار کی دلیل ہے لہٰذا استغفار کو دلیل گناہ نہیں بنایا جاسکتا اور گناہ کا بھی واقعی ہونا شرط نہیں ہے۔ بارگاہِ رب العزت میں ہر شخص کو اپنے کو مقصر اور کوتاہی کرنے والا تصور کرنا چاہیے تاکہ کسی طرف سے غرور کو راستہ نہ مل سکے۔عشی زوال سے غروب تک کا وقت ہے اور ابکار صبح سے چاشت تک کا وقت ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۵ انسان کی زندگی میں کامیابی کا مکمل منصوبہ ہے کہ انسان پہلے مصائب کے مقابلہ میں ضبط نفس سے کام لے اس کے بعد اپنی کوتاہیوں کا تصور کرکے استغفار کرے اور آخرکار صبح وشام خدا کی پاکیزگی کا ذکر کرے تاکہ اپنی پاکیزگی کا احساس پیدا ہو۔

اردو حاشیہ

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ

ایمان نہیں لاتے۔(59)اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے: مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعائیں

لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ

قبول کروں گا۔ جو لوگ ازراہ تکبر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں یقیناً وہ ذلیل ہو کر عنقریب

جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

جہنم میں داخل ہوں گے۔(60)اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا۔ اللہ یقیناً لوگوں پر

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ

بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔(61)یہی اللہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى

تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر تم کہاں

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ

بھٹک رہے ہو؟(62)اسی طرح وہ لوگ بھی بھٹکتے رہے جو اللہ کی آیات کا

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

انکار کرتے تھے۔(63)اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو

عربی حاشیہ

ف: ساعت وقت کے ایک مختصر عرصہ کا نام ہے لیکن قرآن مجید نے بار بار قیامت اور اس کے مقدمات کو ساعت سے تعبیر کیا ہے تا کہ اس وقت کے اختصار اور اس کی فوریت کی طرف توجہ پیدا ہو سکے۔

20- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ لفظ ادعو عبادت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر یہ لفظ عبادت ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہاں تو دوسرے جملہ میں لفظ عبادت صراحتاً موجود ہے اور اس صورت میں استجب لکم کے معنی اجر و ثواب دینے کے ہوں گے کہ عبادت جب قبول ہوتی ہے تو اس کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے لیکن اس مقام پر اس کے برعکس بھی کہا جا سکتا ہے کہ دعا اور استجابت اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوئی ہے اور بعد کا جملہ علامت ہے کہ دعا خود بھی ایک عبادت ہے جس کے لئے اخلاص نیت

اردو حاشیہ

قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

جائے قرار اور آسمان کو عمارت بنایا او اسی نے تمہاری صورت بنائی

وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ

تو بہترین صورت (۱۲) بنائی اور تمہیں پاکیزہ رزق دیا۔ یہی تمہارا رب ہے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ

پس بابرکت ہے وہ اللہ جو عالمین کا رب ہے۔(64)وہی زندہ ہے جس کے سوا

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

کوئی معبود نہیں لہٰذا تم دین کو اس کے لیے خالص کر کے اسی کو پکارو۔ ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

جو عالمین کا پروردگار ہے۔(65) کہہ دیجئے: مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ

ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے

رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ

واضح دلائل آ چکے ہیں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین کا تابع فرمان رہوں۔(66) وہی تو ہے

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے

ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا

پھر (تمہاری نشوونما کرتا ہے) تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ پھر (تمہیں مزید زندگی دیتا ہے)

عربی حاشیہ

ضروری ہے اور اس سے استکبار کرنا انسان کے لئے جہنم اور ذلت دونوں کا سبب ہے کہ دعا نہ کرنے والا اپنے اوپر اعتماد کرتا ہے اور رب العالمین کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے جب کہ حکم اسلام یہی ہے کہ عمل کرتے جاؤ اور کامیابی یاقبولیت کے لئے دعا بھی کرتے جاؤ یہ دونوں ایک دوسرے کا تتمہ ہیں اور کوئی کسی کا بدل نہیں ہے۔

روایات میں دعا کو تلاوت قرآن اور سنتی نماز سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے کہ دعا دلیلِ معرفت اور اعتراف عاجزی ہے اور اس کا مقصد خلد پر مکمل اعتماد اور اعتبار ہے۔

ف: اس مقام پر تخلیق کے سات مراحل کا ذکر ہے۔ تین میں مادیت کا تذکرہ ہے تین میں انجام کا ذکر ہے اور سارے مراحل کے بعد پھر ثم کے بجائے واؤ کا ذکر ہے جو علامت ہے کہ انتہائے حیات بڑھاپے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ممکن ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) انسان ایک نظر فقط اپنے سراپا پر کر لے تو معرفت خدا اور ایمان وایقان کیلئے کسی اور دلیل کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ ایک بالشت کے پیدا ہوئے بچہ کے جسم کے اندر کونسا ضرورت کا سامان ہے جو نہیں رکھا گیا ہے اور کون سی چیز ہے جو کسی نامناسب مقام پر رکھ دی گئی ہے۔ کسی بھی عضو بدن کو کم کر دیا جائے یا اسے اس کی جگہ سے ہٹا کر دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ انسان موجودہ صورت میں کس قدر حسین ہے اور اس صورت کے بدل جانے کے بعد کسی قدر قبیح المنظر اور مکروہ و بے مصرف ہو جائے گا۔

یہ تو اس کی ظاہری صورت کا حال ہے۔ اس کے بعد معنویات پر نگاہ کی جائے تو انسان کے ہوش وحواس سلامت نہیں رہ جاتے ہیں۔ ایک انتہائی مختصر سے دماغ میں اس قدر صلاحیت اور ایک انتہائی مختصر سے دل میں اس قدر جذبات واحساسات اور ایک انتہائی مختصر سے وجود میں اس قدر تخلیق اور تصرف کی استعداد وقابلیت کہ ماشاء اللہ پھر اس کے بعد انسان کو دو قسموں میں تقسیم کر کے ہر ایک کے وجود میں دوسرے کے وجود کی کمی کے پورا کرنے کی صلاحیت رکھ دی گئی اور ہر ایک کو دوسرے کا مکمل قرار دیدیا گیا۔ یہ کمال قدرت وصنعت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین......!

شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا

تا کہ تم بڑھاپے کو پہنچ پاؤ اور تم میں سے کوئی تو پہلے ہی مر جاتا ہے اور (بعض کو مہلت ملتی ہے) تا کہ تم اپنے مقررہ وقت کو

مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ

پہنچ جاؤ اور تا کہ تم عقل سے کام لو۔(67) وہی تو ہے جو زندگی دیتا ہے اور وہی موت بھی دیتا ہے

فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

پھر جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف یہ کہتا ہے: ہو جا! پس وہ ہو جاتا ہے۔(68) کیا آپ نے

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ یہ لوگ کہاں پھرے جاتے ہیں؟ (69)

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ

جنہوں نے اس کتاب کی اور جو کچھ ہم نے پیغمبروں کو دے کر بھیجا ہے اس کی تکذیب کی ہے انہیں

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ

عنقریب معلوم ہو جائے گا۔(70) جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں (۱۳) ہوں گی، گھسیٹے

يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾

جا رہے ہوں گے۔(71) کھولتے پانی کی طرف، پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ (72)

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ

پھر ان سے پوچھا جائے گا: کہاں ہیں وہ جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے۔(73) اللہ کو چھوڑ کر؟

قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ

وہ کہیں گے: وہ تو ہم سے ناپید ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔

رکوع ۸ / ۱۲ — معانقۃ ۱۳

عربی حاشیہ

21- انسانی زندگانی میں مختلف تحولات اور انقلابات کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو ایک خاص مدت تک زندہ رہنا ہے اس سے پہلے اسے موت نہیں آسکتی ہے جس کے بارے میں مولائے کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کے لئے اس کی موت سے بڑا محافظ کوئی نہیں ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان عقل استعمال کرے کہ اس قدر تغیرات کسی اندھے مادہ کی کاریگری سے نہیں ہوسکتے ہیں اور اس کی پشت میں ایک کارساز ذہن ضرور ہے جو اس پورے نظام کو چلا رہا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) پروردگار کے کرم نے ایک ذرۂ بے مقدار کو کتنے مراحل سے گزار کر انسان بنایا ہے اور پھر دنیا میں کتنی منزلوں سے گزار کر مرحلۂ موت تک پہنچایا ہے لیکن انسان کی بدبختی یہی ہے کہ اس کے بعد بھی ایمان لانے کو تیار نہیں ہے اور اس کی نعمتوں کا انکار ہی کرتا رہتا ہے تو اب اس کیلئے عذاب کے بھی مرحلے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کل مٹی، نطفہ، علقہ، طفل، جوان، شیخ کی منزلوں سے گزر کر موت تک پہنچا ہے تو آج پہلے گلے میں طوق ڈالا جائے گا پھر زنجیروں میں جکڑا جائے گا، پھر کھولتے پانی میں کھینچا جائے گا پھر جہنم میں جھونکا جائے گا پھر یہ سوال ہوگا کہ وہ شرکاء کہاں ہیں جنہیں خدا کا شریک بنایا تھا یعنی جس طرح تخلیق کے مرحلہ میں مادیات سے ماوراء ایک عقلی اور روحانی نعمت تھی جس نے مادہ کو انسان بنا دیا تھا اسی طرح عذاب کے مرحلہ میں بھی ایک روحانی عذاب ہے اور وہ یہ سوال ہے کہ جن کے بھروسے پر خدا کو چھوڑا تھا وہ تمہیں چھوڑ کر کہاں چلے گئے۔ اے کاش انسان اب بھی اپنی عقل استعمال کر لیتا اور ایسے انسانوں کا اتباع کرنے سے گریز کرتا جن کے چھوڑ کر بھاگ جانے کا اندیشہ ہو۔ اور جب پیغمبر اسلامؐ کو چھوڑ کر چلے گئے تو دوسروں کا ساتھ دینے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ

اسی طرح کفار کو اللہ گمراہ کر دیتا ہے۔(74) یہ (انجام) اس لیے ہو اکہ تم زمین میں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝

حق کے برخلاف (باطل پر) خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے کہ تم اترایا کرتے تھے۔ (75)

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ

جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جس میں تم ہمیشہ رہو گے۔

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ

تکبر والوں کا کتنا بڑا ٹھکانا ہے۔(76) پس آپ صبر کریں۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اب انہیں ہم نے

فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ (22)

جو وعدہ (عذاب) دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ ہم آپ کو (زندگی ہی میں) دکھا دیں یا آپ کو دنیا سے اٹھا لیں

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے۔(77) اور بتحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ہیں۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

ان میں سے بعض کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اوربعض کے حالات آپ سے

عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ

بیان نہیں کیے اور کسی پیغمبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آیت پیش کرے۔

اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ

پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اس طرح اہل باطل خسارے

عربی حاشیہ

22- صاحبانِ ایمان کے لئے صبر کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ ان کے سامنے کفار پر عذاب نازل ہوگیا تو خیر ورنہ اگر وہ دنیا سے چلے بھی گئے اور کفار یونہی اکڑے رہے تو بھی انھیں اپنا دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے ایک نہ ایک دن کفار کو اللہ کی بارگاہ میں پلٹ کر جانا ہے اور وہاں بہرحال عذاب نازل ہوگا جنھیں صاحبان ایمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور انھیں اندازہ ہوجائے گا کہ خدا اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے۔ ''خالق کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے''۔

ف: بحارالانوار میں مختلف روایات اس مضمون کی ہیں کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے، رسول ۳۱۳ ہیں اور اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں لیکن انس بن مالک نے صرف ۸ ہزار انبیاء کا ذکر کیا ہے اور شاید یہ بڑے انبیاء تھے جس طرح کہ ۲۶ انبیاء کے نام قرآن میں تھے اور اشموئیل، ارسیا، یوشع، خضر، اسباط وغیرہ کی طرف صرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ

میں پڑ گئے۔(78) اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے تا کہ

لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِیْهَا

تم ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کا گوشت کھاؤ۔(79) اور تمہارے لیے

مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ

ان میں منفعت ہے اور تا کہ تمہارے دلوں میں (کہیں جانے کی) حاجت ہو تو ان پر (سوار ہو کر) پہنچ جاؤ

عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ

نیز ان پر اور کشتیوں پر تم سوا رکیے جاتے ہو۔(80) اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پس تم اس کی

اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟(81) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ انہیں ان لوگوں کا

فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ تعداد میں ان سے کہیں زیادہ تھے

كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ

نیز طاقت اور زمین میں (اپنے) آثار چھوڑنے میں بھی ان سے زیادہ تھے۔

فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

(اس کے باوجود) جو کچھ انہوں نے کیا وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔(82) پھر جب ان کے پیغمبر

رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَاقَ

واضح دلائل کے ساتھ ان کے پاس آئے تو وہ اس علم (۱۴) پر نازاں تھے جو ان کے پاس تھا۔

المنزل ۶

عربی حاشیہ

23- حیوانات کا وجود انسانی زندگی کی ضرورت بھی ہے اور انسان کے لئے نعمت بھی۔ انسان انھیں پر سوار ہوتا ہے اور انھیں کو کھانے میں استعمال کرتا ہے۔ اس کے بعد ان سے فائدے بھی حاصل کرتا ہے اور ان کے ذریعہ اپنا سامان بھی منتقل کرتا ہے اور اس کے بعد دریائی سفر کے لئے کشتیوں کو بھی ایجاد کر دیا گیا ہے۔

اور لطیف بات یہ ہے کہ ابتدا میں "لترکبوا" کہا گیا ہے اور آخر میں "تحملون" کی لفظ استعمال ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں اور کشتیوں پر سوار ہونا بھی تمھارا اپنا کام نہیں ہے یہ بھی ہمارا ہی کرم ہے ورنہ جانوروں کو سرکش بنا دیتے اور کشتی کو غرق کر دیتے تو تم سوار ہونے کے قابل بھی نہ ہوتے۔

24- انسان کی تباہی میں یہ تین قسم کے غرور بہت زیادہ دخل رکھتے ہیں۔ کثرت، قوت اور آثار۔ قرآن مجید نے تینوں کے نتائج سے آگاہ کر کے واضح کر دیا ہے کہ ایمان و کردار کے

اردو حاشیہ

(۱۴) یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ علم انسان کو دعوت عمل اور دعوت بندگی دینے کے بجائے اسے سرکشی اور بغاوت پر آمادہ کرے اور انسان اپنے علم کے دعویٰ پر کافر و منکر ہو جائے جب کہ قارون کے واقعہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے اللہ کی نعمتوں کو یاد دلایا گیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ اس میں احسان خداوندی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ سب میرے علم کا نتیجہ ہیں اور دور حاضر میں کتنے ہی افراد ایسے ہیں جو اپنے علم کا مصرف بغاوت اور سرکشی ہی کو قرار دیتے ہیں اور اللہ کی جملہ نعمتوں کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ سب ہماری حکمت عملی اور علمی ترقی کا نتیجہ ہے اس میں کسی کے فضل و کرم کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ایران کے معزول شاہ محمد رضا کو اس کے فرزند کی ولادت پر مبارکباد دی گئی کہ خدا نے آپ کو فرزند نرینہ اور جانشین عطا کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ اس میں خدا کا کیا دخل ہے۔ یہ میرا اپنا کارنامہ ہے۔ قارون و فرعون سے لے کر شاہان وقت تک یہی فکر رائج رہی ہے اور آج تک اسی کا سلسلہ جاری ہے اور سب کا انجام بھی ایک ہی جیسا ہے۔

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا

پھر انہیں اس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔(83) پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ

دیکھ لیا تو کہنے لگے: ہم خدائے واحد پر ایمان لاتے ہیں اور جسے ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اس کا

مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

انکار کرتے ہیں۔(84) لیکن ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان

بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ

ان کے لیے فائدہ مند نہیں رہا۔ یہ اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں چلی آ رہی ہے

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع

اور اس طرح کفار خسارے میں پڑ گئے۔(85)

ایاتها ۵۴ | ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ | رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ [1]

حا، میم۔(1) خدائے رحمٰن و رحیم کی نازل کردہ (کتاب) ہے۔(2) ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ

بیان کی گئی ہیں، ایک عربی (زبان کا) قرآن علم رکھنے والوں کے لیے۔(3) بشارت دیتا ہے اور تنبیہ بھی کرتا ہے

عربی حاشیہ

علاوہ کوئی شے کام آنے والی نہیں ہے اور تینوں کا انجام تباہی و بربادی اور جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۷ میں زکوٰۃ نہ دینے والے کو مشرکین میں شمار کرنا شاید اس لئے ہے کہ زکوٰۃ سے مراد مالی انفاق ہے اور مالی انفاق سے انکار حب خدا کے مقابلہ میں حب مال کی طرف اشارہ ہے جو ایک طرح کا شرک ہے۔ اس کے علاوہ روایات میں منع زکوٰۃ کو تقریباً کفر قرار دیا گیا ہے۔

1- قرآن مجید کی آیات تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور عقائد، اعمال، حلال، حرام، مواعظ، نصائح، عبرت، فضیلت، سب کو الگ الگ واضح انداز سے بیان کر دیا گیا ہے۔

اسے عربی زبان میں اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس کا محل نزول عرب کا علاقہ تھا اور عربی زبان دنیا کی جامع ترین زبان ہے

اردو حاشیہ

فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِيۡۤ

لیکن ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا ہے پس وہ سنتے نہیں ہیں۔(4) اور وہ کہتے ہیں: جس چیز کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے

اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ وَفِيۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّمِنۡۢ بَيۡنِنَا وَ

اس کے لیے ہمارے دل غلاف میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بھاری پن (بہراپن) ہے اور ہمارے درمیان اور

بَيۡنِكَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ﴿۵﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ

تمہارے درمیان پردہ حائل ہے۔ پس تم اپنا کام کرو۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔(5) کہہ دیجئے: میں بھی تم جیسا (۱) آدمی ہوں۔

مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِيۡمُوۡۤا

میری طرف وحی ہوتی ہے کہ ایک اللہ ہی تمہارا معبود ہے لہٰذا تم اسی کی طرف سیدھے رہو

اِلَيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيۡنَ لَا

اور اسی سے مغفرت مانگو اور تباہی ہے ان مشرکین کے لیے۔(6) جو زکوٰۃ (۲)

يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

نہیں دیتے اور جو آخرت کا انکار کرتے ہیں۔(7) لیکن جو لوگ

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۸﴾ ع قُلۡ

ایمان لائے اور اعمال صالح بجا لائے یقیناً ان کے لیے نہ ختم ہونے والا ثواب ہے۔(8) کہہ دیجئے:

اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِيۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِيۡ يَوۡمَيۡنِ

کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو اور اس کے لیے مدمقابل قرار دیتے ہو جس نے

وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۚ﴿۹﴾ وَجَعَلَ

زمین کو دو دن میں پیدا کیا؟ وہی تو عالمین کا پروردگار ہے۔(9) اور اسی نے

عربی حاشیہ

ورنہ اس کا پیغام ساری دنیا کے لئے عام ہے اور اس میں عرب و عجم کی تخصیص نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ بشریت کا اعلان اس بیان کا جواب ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان حجابات حائل ہیں۔ سرکار دو عالمؐ نے اعلان فرما دیا کہ میں خود بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں اور میری طرف آنے والی وحی توحید، استقامت اور استغفار کا پیغام ہے اور ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان حجاب بن سکے بلکہ یہ سارے حجابات کو اٹھانے والی چیزیں ہیں لہٰذا اس قسم کا عذر قطعاً قابل سماعت نہیں ہے۔

(۲) اس زکوٰۃ سے مراد راہِ خدا میں مال خرچ کرنا ہے ورنہ یہ سورۃ مکی ہے اور حکم زکوٰۃ مدینہ میں نازل ہوا ہے اور پھر مشرکین سے زکوٰۃ کی کیا توقع کی جا سکتی ہے جب کہ ان سے اسلام اور ایمان کی توقع نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اس قدر خبیث ہیں کہ دل میں کفر و شرک رکھتے ہیں اور عملی اعتبار سے بخیل اور حب مال کے مارے ہوئے ہیں کہ غرباء اور فقراء پر بھی مال تقسیم نہیں کر سکتے ہیں۔

فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَآ

زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکات رکھ دیں (۳) اور اس میں

اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۱۰ ثُمَّ

چار دنوں میں حاجت مندوں کی ضرورت کے برابر سامان خوراک مقرر کیا۔(10) پھر

اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ

وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت دھواں تھا پھر آسمان اور زمین سے کہا: دونوں آجاؤ

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰهُنَّ

خواہ خوشی سے یا کراہت سے۔ ان دونوں نے کہا: ہم بخوشی آ گئے۔(11) پھر انہیں دو دنوں میں

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ

سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اس کا حکم پہنچا دیا اور ہم نے آسمان دنیا کو

وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

چراغوں سے آراستہ کیا اور محفوظ بھی بنایا۔ یہ سب بڑے غالب آنے والے،

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۱۲ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

دانا کی تقدیر سازی ہے۔(12) اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیجئے: میں نے تمہیں ایسی بجلی سے

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۝۱۳ؕ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ

ڈرایا ہے جیسی بجلی قوم عاد و ثمود پر آئی تھی۔(13) جب ان کے پاس پیغمبر آ گئے تھے

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

ان کے سامنے اور پیچھے سے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو

عربی حاشیہ

2- مفسرین کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ چار دن ان دودنوں کے علاوہ ہیں جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے یا کل ملا کر چار دن ہوتے ہیں لیکن اس حقیقت کے بیان سے سب عاجز ہیں کہ یہ چار دن کیا ہیں اور ان میں کس طرح زمین خلق ہوئی ہے اور کس طرح رزق مقدر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بہرحال واضح کر دیا گیا ہے کہ رزق خدا تمام طلبگاروں کے لئے ہے اور کسی ایک فرد یا طبقہ کا قبضہ کر لینا دوسرے کے حق میں صریحی ظلم کے مترادف ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں واضح اعلان ہے کہ آسمان اصل میں کچھ گیس ہیں جن کے ذریعہ ان کا وجود عمل میں آیا ہے اور یہ بات دور حاضر کی آخری تحقیق کے عین مطابق ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ کے ذیل میں امیرالمومنینؑ کا یہ ارشاد یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ مغرور افراد بالآخر قبر کے مہمان ہو گئے۔ مٹی ان کا کفن بن گئی اور ہڈیاں ہمسایہ اس سے زیادہ انسان کی

اردو حاشیہ

(۳) زمین میں برکت اور سامان معیشت کے مقدر کر دینے کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی آبادی کسی قدر کیوں نہ بڑھ جائے زمین کی برکتوں میں کمی نہیں واقع ہو سکتی ہے اور نہ خدا کا حساب غلط ہو سکتا ہے۔ دنیا میں فقر وفاقہ کی بنیاد ظالمین کا تسلط اور مستکبرین کا فساد ہے جس کو نئی نسل کے سر ڈالا جا رہا ہے ورنہ پروردگار عالم نے زمین کو بہت بابرکت قرار دیا ہے اور اس کے خیرات میں کوئی بخل نہیں رکھا ہے۔

یہ ایک سرمایہ دارانہ حربہ ہے جو نئی نسل کے خلاف استعمال ہوتا ہے اور اپنے سارے احتکار اور استحصال کا رخ اسی کی طرف موڑ دیا جاتا ہے اور اپنے مظالم کی طرف سے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک دی جاتی ہے۔

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

تو وہ کہنے لگے: اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے نازل (۴) کرتا پس جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔(14) مگر عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا: ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہے؟ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے؟ (اسطرح) وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔ (15) تو ہم نے منحوس ایام میں ان پر طوفانی ہوا چلا دی تا کہ ہم دنیاوی زندگی ہی میں انہیں رسوائی کا عذاب چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو زیادہ رسواکن ہے اور ان کی مدد بھی نہیں کی جائے گی۔(16)اور (ادھر) ثمود کو تو ہم نے راہ راست دکھا دی تھی مگر انہوں نے ہدایت کی جگہ اندھا رہنے کو پسند کیا تو انہیں ان کے اعمال کے سبب ذلت آمیز عذاب (۵) کی بجلی نے گرفت میں لے لیا۔(17)اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لے آئے تھے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے۔ (18)

عربی حاشیہ

بے بسی اور کیا ہو سکتی ہے۔

3- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ سات آسمان سے مراد آسمان کے سات طبقات ہیں جس کا ساتوں ستاروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ستاروں کی دنیا اور ہے اور فضاؤں کی دنیا اور ہے۔ اس کے بعد مزید معاملات خدا اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

4- یہ مرسلین کی مساعی جمیلہ کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے ہر طرح پیغام الٰہی کے پہنچانے اور قوم کو سمجھانے کی کوشش کی جس طرح کہ شیطان نے سامنے اور پیچھے ہر طرف سے آ کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ مرسلین سب خدا کی طرف سے آئے ہیں ان کے مختلف سمتوں سے آنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

5- ایام نحسات وہ مخصوص زمانہ ہے جس زمانے میں اس قوم پر عذاب نازل ہوا تھا اور وہ اس قوم کے حق میں نحوست کا دور تھا ورنہ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ دن ہمیشہ ہمیشہ

اردو حاشیہ

(۴) انسان انکار حقائق کیلئے کتنے بہانے تلاش کرتا ہے اور کس کس طرح جان بچانا چاہتا ہے ورنہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جن لوگوں نے اپنے جیسے انسان کو دیکھ کر پیغام خدا کا انکار کر دیا تھا اور اس پر ایمان نہیں لائے تھے جب کہ ابتدا سے اس کے کردار کا جائزہ لے رہے تھے اور اس کی امانت وصداقت کا تجربہ کر رہے تھے تو وہ اگر ملائکہ کو بھی دیکھتے تو کس طرح ایمان لے آتے جب کہ ان کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کس طرح کی مخلوق ہیں اور ان پر اعتبار بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) یہ طے شدہ بات ہے کہ جن لوگوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو پسند کیا اور راہِ حق سے اعراض کیا انہیں ایک نہ ایک دن دار دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ بات صرف آخرت کے عذاب کی نہیں ہے۔ پروردگار دنیا میں بھی ایسے مرقع پیش کرنا چاہتا ہے جس سے عقلمند کی آنکھ کھل جائے۔ فرعون وقارون سے لے کر شاہ ایران، نکسن، کارٹر، خروشچیف تک سب اس حقیقت کی زندہ دلیل ہیں۔ اگر انسان نگاہِ عبرت سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور تاریخ کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی استعداد کا مالک ہو۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۹﴾

اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی طرف چلائے جائیں گے تو انہیں روک لیا جائے گا۔ (19)

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ

یہاں تک کہ جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں

وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ

ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔(20) تو وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے:

لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا [6] اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ

تم نے ہمارے خلاف گواہی (۶) کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی: اسی اللہ نے ہمیں گویائی عطا کی جس نے

كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۱﴾

ہر چیز کو گویائی دی ہے اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اورتم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ (21)

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

اور تم (گناہ کے وقت) اپنے کان کی گواہی سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتے تھے

وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا

اور نہ اپنی آنکھوں اور نہ اپنی کھالوں کی (گواہی سے) بلکہ تمہارا گمان یہ تھا کہ اللہ کو تمہارے

يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي

بہت سے اعمال کی خبر نہیں ہے۔(22)اور یہ تمہارا گمان تھا۔ جو گمان تم اپنے

ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۲۳﴾

پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے اسی نے تمہیں ہلاک کر دیا اورتم خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گئے۔ (23)

عربی حاشیہ

کے لئے نحس ہوگئے اور ان کی نحوست زائل ہونے والی نہیں ہے جیسا کہ سیاق آیت سے بھی بالکل واضح ہے کہ یہ ایام انھیں کے حق میں نحس تھے۔ ایسا نہیں ہے کہ خدانے عذاب نازل کرنے کے لئے نحس دنوں کا انتخاب کیااورنہ ایک ہفتہ عذاب رہ جانے کے معنی یہ ہیں کہ ہفتہ کے ساتوں دن نحس ہوگئے اور ایک قوم کی بدکرداری نے ساری دنیا کو سعادت سے محروم کردیا۔

ف: آیات وروایات میں سات قسم کے گواہوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے:

۱۔مالک کائنات ۲۔انبیاء کرام، ۳۔عضائے بدن، ۴۔جلد ، ۵۔فرشتے، ۶۔زمین، ۷۔زمانہ۔

ان میں سب سے حیرت انگیز جلد کی گواہی ہے۔ اسی لئے گنہگاروں نے جلد سے سوال کیا کہ تم نے کیوں گواہی دے دی۔

6- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اعضاء

اردو حاشیہ

(۶) آیت کریمہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفار بدنفسی کی اس منزل پر ہیں کہ انہوں نے نہ مبلغین کی گواہی قبول کی نہ ملائکہ کی۔ نہ نامۂ اعمال پر بھروسہ کیا اور نہ بیان پروردگار پر اور سب پر جانبداری کا الزام لگا دیا اور اپنی بربادی کا گواہ طلب کر لیا تو پروردگار نے اعضاء وجوارح کو گواہ بنا دیا جس کا انہیں تصور بھی نہیں تھا تو سارا غصہ انہیں پر اتار دیا اور یہ بھول گئے کہ یہ اعضاء فقط گواہ ہی نہیں ہیں بلکہ انسان کے خلاف مدعی بھی ہیں کہ اس نے ان حسین ترین آنکھوں کو نامحرموں پر نگاہ کرنے میں صرف کیا ہے اور حساس ترین کانوں کو گانوں کی نذر کر دیا ہے اور لطیف ترین جلد کو لمس وکنار اور بدکاری وعیاشی کا نشانہ بنا دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت انسان کا کیا عالم ہوگا جب وہی پتے ہوا دینے لگیں گے جن پر زندگی بھر تکیہ کر رہا تھا اور جن کے سہارے سارے گناہ انجام دے رہا تھا۔

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا

پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا آتش ہے اور اگر وہ معذرت کریں تو ان کا عذر

هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا

قبول نہیں کیا جائے گا۔(24)اور ہم نے ان کے ساتھ ایسے ہم نشین لگا دیے تھے

لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

جو انہیں ان کے اگلے اور پچھلے اعمال کو خوشنما بنا کر دکھاتے تھے

الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

اور ان پر بھی وہی عذاب لازم ہو گیا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی

وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ

امتوں پر لازم ہو چکا تھا۔ وہ یقیناً خسارے میں تھے۔(25)اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں

كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

وہ کہتے ہیں : اس قرآن کو نہ سنا کرو (۷) اور شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب

تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ

آ جاؤ۔(26)پس ہم کفار کو ضرور بالضرور سخت عذاب چکھائیں گے

وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ

اور انہیں ان کے برے اعمال کی بدترین سزا ضرور دیں گے۔(27)یہی آتش

جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ

دشمنان خدا کی سزا ہے۔ اس میں ان کے لیے ہمیشہ کا گھر ہے۔

عربی حاشیہ

وجوارح کی گواہی کے معنی یہ ہیں کہ ان پر اعمال کے آثار ظاہر ہو جائیں گے ورنہ ان کے بولنے کا کوئی سوال نہیں ہے اور یہ بات انتہائی عجیب و غریب ہے ورنہ جو خدا ایک گوشت کے ٹکڑے میں قوت گویائی پیدا کرسکتا ہے وہ دوسرے اعضاء میں کیوں نہیں پیدا کرسکتا ہے۔ یہ بات بہرحال دریافت طلب ہے۔

7- کسی بھی حکومت یا سماج کی طرف سے مجرمین کو ڈھیل دے دی جاتی ہے تو وہ فی الفور آپس میں ایک جماعت تشکیل دے لیتے ہیں اور اسے حکومت کی ڈھیل کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے حالانکہ یہ ان کی بدنفسی کا اثر ہے ورنہ شریف آدمی کبھی ذلیل آدمی کا ہم نشین نہیں بنتا ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ انسانوں کو آزادی دے تاکہ مجرمین کو سزا دینے کا جواز پیدا ہو سکے ورنہ سزا بھی ایک جرم کی حیثیت اختیار کرلے گی اور نظام عدل مجروح ہو جائے گا۔

اردو حاشیہ

(۷) یہ بہت پرانا سیاسی حربہ ہے جو اہل باطل آج تک استعمال کر رہے ہیں کہ عوام کو اہل حق کی باتیں نہ سننے دو ورنہ ان کی بات اثر انداز ہو جائے گی اور اتنا ہنگامہ کرو کہ بات ہوا میں اڑ جائے اور اپنی پارٹی کمزور نہ ہونے پائے۔

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

یہ اس بات کی سزا ہے کہ وہ ہماری آیات کا انکا رکرتے تھے۔(28) اور کفار کہیں گے:

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اے ہمارے پروردگار! جنوں اور انسانوں دونوں میں سے شیاطین ہمیں دکھا دے

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں تا کہ وہ خوار ہوں۔ (29)

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا[8] تَتَنَزَّلُ

بتحقیق جو کہتے ہیں: ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر ثابت قدم رہتے ہیں ان پر

عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں) نہ خوف کرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔(30)ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ

تمہارے ساتھی ہیں اور یہاں تمہارے لیے تمہاری من پسند چیزیں موجود ہیں اور جو چیز تم طلب کرو گے

لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ

وہ تمہارے لیے اس میں موجود ہوگی۔(31)اس ذات کی طرف سے ضیافت کے طور پر جو بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(32)

اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ

اور اس شخص کی بات سے زیادہ کس کی بات [(۸)] اچھی ہوسکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۶ بیدینوں کا مستقل کردار ہے۔کل شور مچا کر قرآن سے روکتے تھے۔آج افسانوں اور ناولوں میں الجھا کر، کھیل تماشے میں مبتلا کر کے، مختلف فلمیں دکھلا کر اور آخر میں بیہودہ بحثیں چھیڑ کر اور بے مقصد سیاسی مسائل کھڑے کر کے قرآن مجید سننے سے روکا جارہا ہے۔

ف: اس مقام پر اہل استقامت کو سات قسم کی بشارتیں دی گئی ہیں اور یہ صرف لفظی بشارتیں نہیں ہیں بلکہ واقعی ہیں اور ان کا نزول زندگانی دنیا میں بھی ہے اور وقت انتقال بھی بلکہ بعض مفسرین کے نزدیک قبر اور حشر میں بھی ہے۔

8-یہ ایک واضح دلیل ہے کہ فقط "ربنا اللہ" کا اعلان کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عملی طور پر استقامت بھی ضروری ہے اور استقامت کے بعد پھر انسان تنہا اور لاوارث نہیں رہ جاتا ہے بلکہ ملائکہ اس کے ساتھی بن جاتے ہیں اور پروردگار اس کا ولی اور سرپرست ہوجاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) قرآن مجید کی اس ایک آیت میں زندگی کی تمام خوبیوں کو یکجا کر دیا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ انسان کے کردار کا کمال نہ تنہا قول سے ظاہر ہوتا ہے اور نہ تنہا عمل سے اور عمل کا کمال بھی نہ تنہا انفرادیت سے حاصل ہوتا ہے اور نہ تنہا اجتماعیت سے بلکہ کردار کا کمال یہ ہے کہ خیر کے تمام شعبے اکٹھا ہو جائیں اور انسان ہر شعبۂ حیات میں صاحب خیر کہا جائے جیسا کہ آیت کریمہ کے تین لفظوں سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان اسلام کا اعلان کرے یہ زبان اور قول کا کمال ہے پھر عمل صالح کرے کہ یہ اعضاء وجوارح اور کردار کا کمال ہے اور آخر میں اللہ کی طرف دعوت دے کہ یہ اجتماعیت کا کمال ہے تنہا انفرادی اعمال انسان کے کامل کردار کا ذریعہ نہیں بن سکتے ہیں جب تک کہ اجتماعی اور سماجی حالات پر نگاہ نہ رکھی جائے اور بندگان خدا کو خدا کی طرف دعوت نہ دی جائے۔اسلام میں اپنی اپنی قبر اور اپنے اپنے اعمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔وہ ہر شخص پر دوسروں کی ہدایت کرنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے اور ہر شخص سے اس کے سماج اور معاشرہ کے بارے میں سوال کئے جانے کا اعلان کرتا ہے۔
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان سے انفرادی کردار کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا اور اجتماعی حالات کے بارے میں بھی۔سماج بگڑ گیا تو انسان بہرحال جواب دہ ہوگا کہ اس فساد میں اس کی خاموشی اور گوشہ نشینی کا کتنا حصہ ہے کہ عام طور پر سماج میں تباہی مصلحین کے سکوت

اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا

اور کہا: میں مسلمانوں میں سے ہوں۔(33)اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتیں۔ آپ (بدی کو)

السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ

بہترین طریقہ سے دفع کریں تو آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے ساتھ جس کی عداوت تھی

بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ

وہ گویا نہایت قریبی دوست بن گیا ہے۔(34)اور یہ (خصلت) صرف صبر کرنے والوں کو ملتی ہے

صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ [9] ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ

اور یہ صفت صرف انہیں ملتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔(35)اور اگر آپ شیطان کی

مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

طرف سے کوئی وسوسہ محسوس کریں تو اللہ کی پناہ مانگیں۔ وہ یقیناً خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (36)

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔تم نہ تو سورج کو سجدہ کرو

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ

اور نہ ہی چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تم صرف اللہ کی

اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ [10] ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

بندگی کرتے ہو۔(37)پس اگر یہ لوگ تکبر کرتے ہیں تو جو (فرشتے) آپ کے پروردگار

يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة وَ

کے پاس ہیں وہ رات اور دن اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں ہیں۔(38) اور

عربی حاشیہ

9-اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ برائی کا جواب نیکی سے دینا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔ اس کے لئے قوت برداشت بھی ضروری ہے اور توفیق الٰہی بھی درکار ہے اور توفیق الٰہی سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے جس کی بنا پر انسان کو خوش قسمت کہا جا سکے۔

10- اس مقام پر تلاوت کرنے والے اور سننے والے کا فرض ہے کہ سجدہ کرے تا کہ اس کا شمار بھی مقربین بارگاہ الٰہی میں ہو سکے جن کی شان یہ ہے کہ تسبیح پروردگار سے کبھی خستہ حال نہیں ہیں۔ یہ مقام قرآن مجید کے ان چار مقامات میں سے ہے جن پر سجدہ واجب ہوتا ہے اور اس سجدہ میں صرف قابل سجدہ شے پر پیشانی رکھ دینا کافی ہے کسی خاص ذکر کی تلاوت ضروری نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۴انسانی زندگی کا مکمل منصوبہ ہے جس پر عمل کر کے انسان تمام خوبیوں اور بلندیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ حیات

اردو حاشیہ

اور بے محل تقدس ہی سے پیدا ہوتی ہے اور وہی بدکردار افراد کو کھلی چھوٹ دے دیتے ہیں کہ وہ سماج میں تباہی اور بربادی پیدا کر سکیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ زمین کو جمود کی حالت میں دیکھتے ہیں اور جب ہم اس پر پانی برسائیں

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ

تو وہ یکا یک جنبش میں آتی ہے اور پھلنے پھولنے لگتی ہے۔ تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی یقیناً مردوں کو

اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ

زندہ کرنے والا ہے۔ وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔(39)جو لوگ ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں

اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى (11) فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ

وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا وہ شخص جو جہنم میں ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ جو

مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قیامت کے دن امن کے ساتھ حاضر ہوگا؟ تم جو چاہو کرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے یقیناً خوب دیکھنے

بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ

والا ہے۔(40)یقیناً جو لوگ اس ذکر کا انکار کرتے ہیں جب وہ ان کے پاس آ جائے حالانکہ یہ

لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا

معزز کتاب ہے۔(41)باطل نہ اس کے سامنے سے آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے

مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا

یہ حکمت والے اور لائق ستائش کی نازل کردہ ہے۔ (۹) (42) آپ سے وہی کچھ

مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ (12)

کہا جا رہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا ہے ۔آپ کا رب یقیناً مغفرت والا اور

عربی حاشیہ

معصومینؑ اسی منصوبہ کی تجسیم ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۲ میں باطل مبطل کے معنی میں ہے اور اسی لئے وجود میں آنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ قرآن کے پاس آنے کا ذکر ہے کہ باطل وجود میں آ بھی جائے تو قرآن کے پاس آ کر اسے باطل نہیں کرسکتا۔ اس کی حفاظت کی ضمانت اس کے نازل کرنے والے نے لے لی ہے۔

11- اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ اہل کفر وشرک اس قدر دیوانے ہوگئے ہیں کہ اتنے واضح سے سوال کا جواب بھی نہیں سمجھ رہے ہیں اور جہنم کی طرف بھاگے چلے جارہے ہیں۔

12- اس مقام پر دو متضاد صفات کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ انسان کو یہ ہوش آجائے کہ صاحبِ عقل کو نہ تنہا مغفرت پر نگاہ رکھنی چاہیے کہ گناہوں کی جراٴت پیدا ہوجائے نہ تنہا عذاب پر نظر رکھنی چاہیے کہ مایوسی کی صفت پیدا ہوجائے اور ایک گناہ کے بعد تمام اعمالِ خیر سے کنارہ کش ہوجائے کہ اب تو جہنم میں جانا ہی ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے اپنی کتاب کو مختلف جہات سے محفوظ بنا دیا ہے۔ اس کے الفاظ کو فصاحت وبلاغت کے ذریعہ محفوظ بنایا ہے کہ کوئی لفظ فصاحت وبلاغت کے خلاف قریب نہ آسکے اور اس کے معانی کو حقائق و معارف کے ذریعہ محفوظ بنایا ہے کہ کسی طرح کی غلط بیانی کا شبہ نہ پیدا ہو سکے۔ پھر اس کے مجموعہ کو بھی ہر طرف سے تحریف وترمیم سے محفوظ بنا دیا ہے کہ نہ ایک لفظ کا اضافہ ہو سکے اور نہ کسی طرح کی کمی ہو سکے اور جب بھی کوئی فرد یا جماعت اس میں کسی طرح کی تحریف اور ترمیم کرنا چاہے تو اسے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے اور قرآن اپنی عظمت کا خود تحفظ کرے جیسا کہ ماضی قریب میں صاحب تفسیر کاشف کے بیان کے مطابق اسرائیل نے اپنے ریڈیو سے قرآن نشر کرنا شروع کیا تھا اور اس میں یہودیوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میں تحریف شروع کر دی تھی اور بعض سادہ لوح ملا اور ضمیر فروش مسلمان حکام بھی اسرائیل کے ہمنوا بن گئے تھے کہ وہ اپنے ریڈیو سے قرآن نشر کر رہا ہے اور چند ہی دنوں میں سارا راز فاش ہو گیا اور قرآن حکیم کی عظمت وقداست محفوظ رہ گئی اور تحریف کرنے والوں کو رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا اور نہ قوت الٰہی کارفرمانہ ہوتی تو مسلمان اس تحریف کو بھی کمالِ فصاحت و بلاغت قرار دیدیتے اور قرآن کا مفہوم تہ وبالا ہو جاتا۔

وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا

دردناک عذاب دینے والا ہے۔(43)اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں قرار دیتے

لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ

تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیات کو کھول کر بیان کیوں نہیں کیا گیا؟ عجمی (کتاب) کہاں اور عربی (نبی) کہاں؟

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ

کہہ دیجئے: یہ کتاب ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے

اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ

ان کے کانوں میں بھاری پن (بہرا پن) ہے اور وہ ان کے لیے اندھاپن ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسے انہیں دور سے

مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ [13] ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

پکارا جاتا ہو۔(44)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف کیا گیا

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

اور اگر آپ کے رب کی بات پہلے طے نہ ہوئی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ اس (قرآن)

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

کے بارے میں شبہ پیدا کرنے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔(45)جو نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے لیے

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ

ہی کرتا ہے اور جو برا کام کرتا ہے خود اپنے ہی خلاف کرتا ہے اور آپ کا پروردگار تو بندوں پر قطعاً ظلم

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

کرنے والا نہیں ہے۔(46)

عربی حاشیہ

13- بعض مفسرین کے قول کی بنا پر یہ اس صیحہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو قیامت کے دن بلند ہوگا اور اسے بہرحال سننا پڑے گا چاہے قرآن کے سننے کے وقت بہرے ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

ف: آیت نمبر ۴۶ کا آخری جملہ عقیدۂ اختیار کی واضح ترین دلیل ہے ورنہ جبر ایک کھلا ہوا ظلم ہے۔ اور اسی لئے امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جبر کا قائل ہو اس کا ذبیحہ مت کھاؤ۔ اس کی گواہی قبول مت کرو۔ اس کے پیچھے نماز مت پڑھو اور اسے مالِ زکوٰۃ مت دو کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ

قیامت کا علم اللہ کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے علم کے بغیر نہ کوئی پھل اپنے شگوفوں سے

اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ

نکلتا ہے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے اور جس دن وہ انہیں پکارے گا:

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا

کہاں ہیں میرے شریک؟ تو وہ کہیں گے: ہم آپ سے اظہار کر چکے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی گواہی دینے والا

مِنْ شَهِيْدٍ ۝ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ

نہیں ہے۔(47)اور جنہیں وہ پہلے پکارتے تھے وہ ان سے ناپید ہو جائیں گے اور وہ سمجھ جائیں گے

وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ

کہ ان کے لیے کوئی خلاصی نہیں ہے۔(48)انسان آسودگی مانگ مانگ کر تو تھکتا نہیں

الْخَيْرِ [1] ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـــُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ

لیکن جب کوئی آفت آجاتی ہے تو مایوس ہوتا ہے اور آس توڑ بیٹھتا ہے۔(49)اور اگر تکلیف

رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا

پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کی لذت چکھائیں تو ضرور کہتا ہے: یہ تو میرا حق تھا

لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ

اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں اپنے رب کی طرف پلٹایا بھی گیا تو میرے لیے

اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا

اللہ کے ہاں یقیناً بھلائی ہے۔ (حالانکہ) کفار کو ان کے اعمال کے بارے میں ہم ضرور بتائیں گے کہ

عربی حاشیہ

ف: حمل اور وضع حمل کے وقت اور اس کی صنف کا اندازہ تو کوئی شخص بھی کرسکتا ہے لیکن وقت حمل، کیفیت حمل، حمل کا علم پروردگار کے علاوہ نہ کسی انسان کو ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ خدا ہی کسی کو علم دیدے تو اور بات ہے۔

1- ساعت یعنی قیامت۔

اکمام۔کم کی جمع ہے (بکسر کاف) یعنی پھل کے ظاہر ہونے سے پہلے والا غلاف جسے بور کہا جاتا ہے۔

2- اہل دنیا کی نگاہ میں خیر یہی مالِ دنیا صحت، عافیت اور جاہ ومرتبہ وغیرہ ہے جس کے بارے میں دعا کرتے رہتے ہیں ورنہ خیر حقیقی یعنی ایمان و کردار کی دعا کرتے تو کبھی مایوسی کا شکار نہ ہوتے اس لئے کہ مایوسی ایمان اور عقیدہ کے خلاف ہے۔

اردو حاشیہ

عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا

وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں اور انہیں بدترین عذاب چکھائیں گے۔(50)اور جب ہم انسان کو

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا اور اکڑ جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے

فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

تو وہ لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔(51) کہہ دیجئے: یہ تو خیال کرو کہ اگر (یہ قرآن) اللہ کی طرف سے ہو،

اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ

پھر تم اس سے انکار کرو تو اس شخص سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا جو اس (کی مخالفت) میں دور تک

بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

نکل گیا ہو؟(52) ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ

بھی یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یقیناً وہی (اللہ) حق ہے۔کیا تمہارے لیے تمہارا رب کافی نہیں ہے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ

جو یقیناً ہر چیز پر خوب شاہد ہے؟(53) آگاہ رہو! بے شک یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے بارے میں

رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع

شک میں ہیں۔آگاہ رہو! یقیناً وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔[1](54)

عربی حاشیہ

3-انسانی فطرت کی کتنی صحیح ترجمانی کی گئی ہے کہ ذرا راحت و آرام اور مال ومتاع ہاتھ آیا تو یوں پہلو بدلتا ہے جیسے کبھی ہاتھ پھیلایا ہی نہیں تھا اور جیسے ہی غرض پڑی فوراً دست دعا بلند کر دیتا ہے۔ اسلام ایسے ایمان و عقیدہ کو ہرگز پسند نہیں کرتا ہے۔

وہ چاہتا ہے کہ ساری نعمتیں مل جائیں تو بھی انسان دعا کرتا رہے اور ہرطرح کی مصیبت نازل ہوجائے تو بھی مایوسی اور اضطراب کا شکار نہ ہو۔ ہرحال میں راضی برضائے الٰہی رہے اور مکمل طور سے اپنے کو اپنے پروردگار کی مرضی کے حوالے کردے۔

ف: آیت نمبر ۵۳ میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ پہلا حصہ برہانِ نظم ہے جہاں مخلوقات کے ذریعہ خالق کی معرفت ہوتی ہے اور دوسرا حصہ برہانِ صدیقین ہے جہاں ذات سے ذات کو پہچانا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اردو حاشیہ

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کائنات ارض وسما اور یہ وجود انسانی دونوں قدرت خدا کی دو کھلی ہوئی کتابیں ہیں جن کا لفظ لفظ اس کے وجود اور اس کی عظمت وجلالت کی گواہی دے رہا ہے۔ انسان کائنات کے ایک ذرہ پر بھی نگاہ کرے تو اسے اندازہ ہو جائے گا کہ خالق حکیم کے بغیر اس کی تخلیق ممکن نہیں ہے اور اپنے وجود کی ایک سانس پر بھی غور کرے تو اس بات کا یقین کر لے گا کہ کوئی کارساز ذہن ہے جو اس وجود کو چلا رہا ہے اور اسے باقی رکھے ہوئے ہے ورنہ اس عمارت کا بھروسہ ہی کیا ہے جو ہوا پر قائم ہو اور جو ایک ایک سانس سے ہل جائے۔ یہ رب کائنات کا کرم ہے کہ ایسی عمارت کو سیکڑوں سال اسی شان سے باقی رکھتا ہے۔ اسلام کا عقیدہ توحید اگرچہ ایک غیبی عقیدہ ہے لیکن اس کے دلائل اور شواہد ہرگز غیبی نہیں ہیں بلکہ سرتا سر بالکل واضح اور محسوس ہیں جن کے بعد انسان کو غیب کو غیب کہہ کر نظر انداز کر دینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔

امیر المومنینؑ نے انسانی وجود کے بارے میں کتنا حسین جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ایک ایسا مخلوق ہے جو گوشت سے بولتا ہے، ہڈی سے سنتا ہے اور چربی سے دیکھتا ہے کیا ایسے اعضاء یعنی گوشت واستخوان کے ٹکڑوں میں ایسی صلاحیت کا پیدا کر دینا خالقیت اور مالکیت کی محکم ترین دلیل نہیں ہے۔ اور اگر انسان خود اپنے وجود کی طرف سے بھی غافل ہے تو خدا کی طرف کس طرح متوجہ ہوگا۔

آیاتھا ۵۳ ۴۲ سُوۡرَةُ الشُّوۡرٰی مَکِّیَّةٌ ۶۲ رکوعاتھا ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ

حا، میم۔(1) عین، سین، قاف۔(2) اسی طرح آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف بڑا

مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

غالب آنے والا، حکمت والا اللہ وحی کرتا ہے۔(3) جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ

وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ

زمین میں ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور وہ عالی مرتبہ عظیم ہے۔(4) قریب ہے کہ

یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ

آسمان ان کے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی ثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں

وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ

اور اہل زمین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ آگاہ رہو! اللہ ہی بڑا بخشنے والا، رحم

الرَّحِیۡمُ ﴿۵﴾ وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہُ حَفِیۡظٌ

کرنے والا ہے۔(5) اور جنہوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو سرپرست بنایا ہے اللہ ہی

عَلَیۡہِمۡ ۫ۖ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِوَکِیۡلٍ ﴿۶﴾ وَ کَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ

ان (کے عمال) پر نگہبان ہے اور آپ ان کے ذمے دار نہیں ہیں۔ (۱) (6) اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین کے نزدیک یہ حروف رحمان، مجید، علیم، قدوس اور قاہر کی طرف اشارہ ہیں اور ہر صفت کا ایک حرف لے لیا گیا ہے تاکہ اس کی طرف اشارہ ہوجائے۔

4- یہ سماوات وہ آسمانی اجرام ہیں جو تہ بہ تہ رکھے گئے ہیں اور جن کے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ غیر خدا کی خدائی کا ذکر سن لیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور پھٹ کر گر پڑیں۔ یہ تو فقط انسان ہے جو اتنی سنگین بات اپنی زبان سے نکالتا ہے اور اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

5- یہیں سے ائمہ کرام اور انبیاء طاہرین کے استغفار کا راز کھلتا ہے کہ جب ملائکہ کو اہلِ زمین کا اتنا خیال ہے کہ ان کے حق میں برابر استغفار کرتے رہتے ہیں تو اہلِ زمین جن کی امت اور رعیت میں ہیں وہ ان کے حق میں کس طرح استغفار نہ کریں گے۔

اردو حاشیہ

(۱) پیغمبرؐ کے نگراں اور ذمہ دار نہ ہونے کے معنی صرف یہ ہیں کہ انسان کو اس کے ارادہ واختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ جس راستہ کو چاہے اختیار کرسکتا ہے ورنہ یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ جس راستہ کو بھی اختیار کرے گا اس کے احکام کی مکمل پابندی کرنا پڑے گی اور اس وقت پیغمبر ذمہ دار ہوگا کہ کلمہ اسلام پڑھنے والوں کو احکام اسلام کی پابندی پر آمادہ کرے اور انہیں آزاد نہ رہنے دے۔ لا اکراہ فی الدین اور شرعی حدود کے درمیان مطابقت کا راستہ یہی ہے کہ اغیار کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ وہ عقل کو استعمال کرکے راستہ کا تعین کریں اور ماننے والوں کو پابندی احکام پر مجبور کیا جائے کہ وہ دائرۂ عمل سے باہر نہ ہونے پائیں۔ اغیار کی یہ آزادی بھی مطلق نہیں ہے بلکہ انہیں بھی اسی حد تک آزادی دی جاسکتی ہے کہ عقل کا استعمال کرکے صحیح راستہ کا تعین کرلیں ورنہ عقل کو برباد کرکے خواہشات کے اتباع میں اپنے کو تباہ کرنے لگیں تو ہر دردمند انسان کا فرض ہے کہ اس آزادی پر پابندی عائد کرے اور انسان کو تباہی اور بربادی سے بچائے۔

اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ

عربی قرآن بھیجا ہے تا کہ آپ مکہ اور اس کے گردوپیش میں رہنے والوں کو تنبیہ کریں اور اجتماع (قیامت) کے دن کے

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي

بارے میں بھی (تنبیہ کریں) جس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (اس روز) ایک گروہ کو جنت جانا ہے اور دوسرے گروہ کو

السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ

جہنم جانا ہے۔(7)اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت بنا دیتا

لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ

لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت [۲] میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لیے

مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ

نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ مددگار۔(8) کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ سرپرست بنا لیے ہیں؟

فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

پس سرپرست تو صرف اللہ ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝ۧ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ

قادر ہے۔(9)اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہواس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہو گا۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

وہی اللہ میرا پروردگار ہے۔ اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (10)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی نے خود تمہاری جنس سے تمہارے لیے ازواج بنائے

عربی حاشیہ

6- یہ ابتدائے وحی کی طرف اشارہ ہے کہ کام مکہ اور اس کے اطراف سے شروع ہوگا ورنہ اس کے بعد تو اس پیغام کو آفاقی اور عالمی ہونا ہے اس کا مکہ یا مدینہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ویسے ہر کام میں آغاز کار کا اصول ہے کہ کام کو گھر سے شروع کیا جائے اور پھر دھیرے دھیرے کام کو آگے بڑھایا جائے تا کہ زمین ہموار ہوتی رہے اور لوگ تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ام القریٰ مکہ کا نام اس لئے ہے کہ روایات کی بنا پر ابتدائے خلقت میں سب سے پہلے یہ حصہ زمین پانی سے برآمد ہوا ہے لہٰذا اس کے بعد ساری دنیا ام القریٰ اور اس کے اطراف کی مصداق ہے نہ کہ مکہ اور اس کے اطراف ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) بیشک خدا جبری طور پر ہدایت دے سکتا ہے لیکن اس طرح انسان انسان نہیں رہ جاتا ہے بلکہ جمادات اور نباتات میں شامل ہو جاتا ہے اس لئے کہ انسان کی انسانیت اس کے ارادہ واختیار سے وابستہ ہے اس کے بغیر کوئی انسانیت نہیں ہے۔

انسانیت کے تحفظ اور احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر جبر نہ کیا جائے اور اسے اپنے ارادہ واختیار سے حق قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور وہ بھی اسی شان سے حق کو قبول کرے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرے۔

اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ؕ لَیْسَ
اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے۔ اس طرح سے وہ تمہاری افزائش کرتا ہے۔ اس جیسی
كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ
کوئی چیز نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(11) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کی ملکیت ہیں۔
وَ الْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ
وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی اور تنگی دیتا ہے۔ وہ یقیناً ہر چیز کا خوب علم
شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا
رکھنے والا ہے۔(12) اس نے تمہارے لیے دین کا وہی دستور معین کیا (۳) جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا
وَّ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ
اور جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور
مُوْسٰى وَ عِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ
عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔
كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ
مشرکین کو وہ بات ناگوارگزری ہے جس کی طرف آپ انہیں دعوت دیتے ہیں۔اللہ جسے چاہتا ہے
مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ وَ مَا
اپنا برگزیدہ بنا لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسی کو اپنی طرف راستہ دکھاتا ہے۔(13) اور یہ لوگ
تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا
ان کے پاس علم آنے کے بعد صرف آپس کی سرکشی کی وجہ سے تفرقے کا

عربی حاشیہ

ف: ''لیس کمثلہ شیٔ'' معرفت کا سب سے پہلا زینہ ہے اور ساری گمراہی تشبیہ ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب خدائی معاملات کو مخلوقات پر قیاس کر کے غور کیا جاتا ہے۔

7- انسانی آبادی کا سارا پھیلاؤ اسی جوڑے کے قرار دینے کا نتیجہ ہے ورنہ اگر سب کو ایک جیسا بنا دیا ہوتا تو انسانی آبادی فنا ہو گئی ہوتی۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یکسانیت میں بقائے کائنات نہیں ہے بلکہ تنوع اور رنگارنگی میں بقائے کائنات کا راز مضمر ہے۔ ''لیس کمثلہ شیٔ'' اشارہ ہے کہ اس کا کوئی جوڑا نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی نسل ہے۔ وہ بے مثل ہے اور باقی سب کا کوئی نہ کوئی ہمسر ضرور ہے۔

8- یہ حسین ترین اشارہ ہے کہ اصطفاء اور انتخاب اس کی مشیت سے وابستہ ہے اور ہدایت حاصل کرنا انسان کے اپنے امکان کی بات ہے جو اس کی طرف رجوع کرے گا اسے ہدایت حاصل ہو جائے گی لیکن وہ انتخاب بھی

اردو حاشیہ

(۳) دین اس آخری منزل کا نام ہے جس تک ہر انسان کو پہنچنا چاہئے اور یہ ان بنیادی اصولوں کا نام ہے جن پر سزا و جزا کا فیصلہ رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس منزل تک پہنچنے کیلئے مختلف راستے مقرر کئے گئے ہیں جنہیں شریعت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کی مجموعی تعداد پانچ ہے۔ شریعت نوحؑ، شریعت ابراہیمؑ، شریعت موسیٰ علیہ السلام، شریعت عیسیٰؑ اور شریعت حضرت محمد مصطفیٰؐ۔

ان قوانین کے باہمی اختلاف کا فلسفہ یہ ہے کہ حالات زمانہ کے تغیر اور ارتقاء کے ساتھ جزئی طور پر قوانین کی تبدیلی ناگزیر ہے ورنہ قانون جامد اور بیجان ہو کر رہ جائے گا اور مختلف ادوار حیات میں کارآمد نہ رہ سکے گا۔

جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ شریعت ایک گھاٹ کا نام ہے جو دریا کے جزر و مد اور اتار چڑھاؤ کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ ورنہ دین کے بنیادی اصولوں میں نہ توحید میں کوئی فرق آ سکتا ہے اور نہ قیامت میں۔ صرف نبوت ہے جس کی تعداد میں دور آدمؑ سے مسلسل اضافہ ہوتا چلا آ رہا تھا اور اسی اضافہ کی بنیاد پر حالات زمانہ کے تحت جزئی قوانین میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ دورِ نوحؑ کی شریعت اور تھی دورِ مرسلِ اعظمؐ کا قانون اور ہے۔ مقصد کے اعتبار سے سب متحد ہیں لیکن طریقۂ کار کے اعتبار سے اختلاف و تغیر ناگزیر ہے۔

بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ

شکار ہوئے اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک مقررہ وقت تک کے لیے بات طے

مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ

نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور جو لوگ ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے

بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ (9)

وہ اس کے بارے میں شبہ انگیز شک میں ہیں۔(14) لہٰذا آپ اس کے لیے دعوت دیں

كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا

اور جیسے آپ کو حکم ملا ہے ثابت قدم رہیں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور کہہ دیجئے: اللہ نے

أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ

جو کتاب نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔

اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا

اللہ ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں۔

حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ

ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث نہیں۔اللہ ہی ہمیں (ایک جگہ) جمع کرے گا اور بازگشت بھی اسی کی

الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا

طرف ہے۔(15) اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ

اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ (10)

اسے مان لیا گیا ہے۔ ان کے پروردگار کے نزدیک ان کی دلیل باطل ہے اور ان پر غضب ہے

عربی حاشیہ

کرلے اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

9- یہ ایک ایسا سخت قانون ہے جس کے سامنے اولیاء خدا لرزتے رہے ہیں۔حکم خدا پر عمل کرنا اور پابند شریعت ہوجانا آسان ہے لیکن اس طرح استقامت سے کام لینا جس طرح خدا نے حکم دیا ہے اور ساری زندگی اس جادہ پر گزار دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

10- یعنی دین اسلام قبول کرلیا گیا اور لوگ اسلام میں داخل ہوگئے اور اس کے بعد کبھی کٹ حجتی میں لگے ہوئے ہیں تو ان کے دلائل کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ان کا انجام بہت برا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں پانچ احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے جو بالترتیب انسانی ارتقاء کے مراتب کی حیثیت رکھتے ہیں اور آخر میں مخالفین کو دعوت صلح دیتے ہوئے آخری انجام کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

اب یہ ایک مصلحت الٰہی ہے کہ اس نے چار شریعتوں کو وصیت ونصیحت سے تعبیر کیا ہے اور ایک کو وحی قرار دیا ہے جس سے انبیاء کے فرق مراتب پر بھی روشنی پڑتی ہے اور شریعت پیغمبرؐ اسلام کی عمومیت اور شمولیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

(۴) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود ونصاریٰ مسلمانوں کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا کرتے تھے کہ ہمارا مذہب تم سے قدیم تر ہے اور تمہارے مذہب سے پہلے کا ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے دوسرے مذہب کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس کا زمانہ کے اعتبار سے مقدم ہونا ہی اس کی عظمت کی بہترین دلیل ہے۔

آیت شریفہ نے اس دلیل کو لغو اور مہمل قرار دیا ہے کہ اولاً تو مذہب کی افضلیت اور برتری کا معیار اس کے قواعد وقوانین کا دوام اور استحکام ہوتا ہے۔ اس کا زمانے کے تقدم اور تاخر سے کوئی تعلق نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح عیسائیوں کو مسلمانوں سے یہ کہنے کا حق ہے کہ ہمارے مذہب کے آجانے کے بعد دوسرے مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسی طرح یہودیوں کو عیسائیوں سے یہ کہنے کا حق ہے کہ ہمارے مذہب کے ہوتے ہوئے تمہارے مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔تو جو جواب عیسائی یہودیوں کو دیں گے وہی جواب مسلمانوں کی طرف سے ان کیلئے بھی ہوگا۔

غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

اور ان کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔(16)اللہ وہی جس نے برحق کتاب

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

اور میزان نازل کیا۔ اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت نزدیک

قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ

آ گئی ہو۔(17) جو لوگ اس (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے بارے میں جلدی مچا رہے ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت یقیناً برحق ہے۔

اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾

آگاہ رہو! جو قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ وہ یقیناً گمراہی میں دور نکل گئے ہیں۔ (18)

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہی بڑا طاقت والا، بڑا غالب

الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ

آنے والا ہے۔(19) جو شخص آخرت کی کھیتی کا خواہاں ہو ہم اس کی

فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

کھیتی میں اضافہ کرتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی کا خواہاں ہو ہم اسے دنیا میں سے

مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ لَهُمْ

دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہو گا۔(20) کیا ان کے

عربی حاشیہ

ف: بیشک کتاب خدا حق بھی ہے اور میزان بھی کہ جملہ حقائق دنیا کو اس کے معیار پر تولا جاسکتا ہے۔
میزان اگرچہ ترازو کو کہا جاتا ہے لیکن اس کا اصل مفہوم معیار ہی ہے جس سے باتوں کی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
11-یہ خطاب حقیقی نہیں ہے منکرین قیامت کو سمجھانے کے لئے کہا گیا ہے کہ پیغمبر سے قیامت کے بارے میں کیوں سوال کرتے ہو وہ کیا جانیں یہ تو ہمارا کام ہے ہم سے دریافت کرو اور ہم بتارہے ہیں کہ شاید بہت قریب ہے لہٰذا ہوش میں آجاؤ اور انکار کی روش چھوڑ کر سراپا تسلیم ہوجاؤ اور لغو و لاطائل دلائل پر اعتماد نہ کرو۔

اردو حاشیہ

شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ
پاس ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے دین کا ایسا دستور فراہم کیا ہے جس کی اللہ نے

اللّٰهُ ؕ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ
اجازت نہیں دی؟ اور اگر فیصلہ کن وعدہ نہ ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور

الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ
ظالموں کے لیے یقیناً دردناک عذاب ہے۔(21) آپ ظالموں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ
اپنے اعمال کے سبب ڈرتے ہوئے دیکھیں گے اور وہ ان پر واقع ہونے والا ہے اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ
لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں وہ جنت کے گلستانوں میں

مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
ہوں گے۔ ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس جو وہ چاہیں گے موجود ہو گا۔ یہی بڑا

الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فضل ہے۔(22) یہ وہ بات ہے جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو خوش خبری دیتا ہے جو ایمان لاتے ہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ
اور اعمال صالح بجا لاتے ہیں۔ کہہ دیجئے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے

فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً [13] نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ
قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے اور جو کوئی نیکی کمائے ہم اس کے لیے اس نیکی میں اچھا اضافہ کرتے ہیں۔

عربی حاشیہ

12-دیندار انسان بھی کام تو دارِ دنیا ہی میں کرتا ہے لیکن دیندار اور بیدین میں فرق صرف نیت ہی کی ہوتی ہے۔ آخرت کی نیت کا فائدہ یہ ہے کہ دنیا بھی سلامت رہتی ہے اور آخرت بھی حاصل ہوجاتی ہے اور دنیا کی مقصدیت کا نقصان یہ ہے کہ آخرت سے یکسر محروم ہوجاتا ہے۔ اور دنیا کا بھی کچھ ہی حصہ حاصل ہوتا ہے کل دنیا حاصل نہیں ہوسکتی۔

اسی لئے قرآن مجید نے آخرت کے ساتھ اضافہ کا ذکر کیا ہے اور دنیا حاصل ہونے کی تردید نہیں کی ہے لیکن دنیا کے ارادہ کے ساتھ آخرت کی تردید بھی کردی ہے اور عطا میں صرف منہا کا ذکر کیا ہے۔

13-اس نیکی سے جو بھی مراد ہو اس کا محبت اہلبیتؑ کے مطالبہ کے بعد ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محبت اہلبیتؑ کے بعد جو نیکی بھی کی جاتی ہے خدائے کریم اس میں اضافہ کردیتا ہے اور محبت کے بغیر جو نیکی انجام دی

اردو حاشیہ

(۵) کس قدر عظیم شرف اور مرتبہ ہے کہ پروردگار انسان سے ہر اس بات کا وعدہ کرے جس کا وہ خواہشمند ہے جب کہ انسانی خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا فقط ضرورت کی تکمیل کیلئے ہے خواہشات کی تسکین کیلئے آخرت کو مقرر کیا گیا ہے اور اس سے پہلے اس امر کا کوئی امکان نہیں ہے۔ واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ انسانی زندگی کے دو مرحلے ہیں۔ ایک مرحلہ ضروریات کا ہے اور ایک مرحلہ خواہشات کا پروردگار عالم نے ضروریات کی تکمیل کا سامان دنیا میں رکھا ہے اور خواہشات کی تسکین کا سامان آخرت میں اور یہی وجہ ہے کہ جن چیزوں کو دنیا میں ممنوع قرار دیدیا گیا ہے آخرت میں ان کا بھی انتظام کر دیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ جسے حرام کیا تھا وہ شراب رجس تھی اور جس کا انتظام کیا ہے وہ شراب طہور ہے۔

(۶) صاحب کشاف، صاحب البحر المحیط، صاحب روح البیان اور صاحب تفسیر کبیر سب نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ آیت مبارکہ کے نزول کے بعد اصحاب نے پیغمبر اکرمؐ سے یہ سوال کیا تھا کہ ان قرابتداروں سے کون حضرات مراد ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ حسینؑ۔

نظام الدین نیشاپوری نے غرائب القرآن میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ علیؑ فاطمہؑ اور دونوں کے دونوں فرزند۔

بعض مفسرین نے اس استثناء کو منقطع قرار دے کر اس مطالبہ کو اجر رسالت سے الگ کرنا چاہا ہے حالانکہ استثناء کی اصل ہی یہ ہے کہ اسے متصل ہونا چاہیے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ﴿۲۳﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، قدردان ہے۔(23) کیا یہ لوگ کہتے ہیں (رسول نے) اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے؟

كَذِبًا ۚ فَاِنۡ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخۡتِمۡ عَلٰى قَلۡبِكَ ؕ وَيَمۡحُ اللّٰهُ

پس اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے اور اللہ باطل کو نابود کر دیتا ہے اور اپنے فرامین کے ذریعے

الۡبَاطِلَ وَيُحِقُّ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۲۴﴾

حق کو پائیداری بخشتا ہے۔ وہ سینوں کی (پوشیدہ) باتوں سے یقیناً خوب واقف ہے۔ (24)

وَهُوَ الَّذِىۡ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَعۡفُوۡا عَنِ

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے

السَّيِّاٰتِ وَيَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کا علم رکھتا ہے۔(25)اور ایمان لانے والوں اور اعمال صالح

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ

بجا لانے والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دیتا ہے اور کفار کے لیے

لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ

سخت ترین عذاب ہے۔(26)اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق میں فراوانی پیدا کر دیتا تو

لَبَغَوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَلٰـكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ

وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہ ایک مقدار سے نازل کرتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے

بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ مِنۡۢ

یقیناً خوب باخبر، نگاہ رکھنے والا ہے۔(27)اور وہی ہے جو ناامید ہو جانے کے بعد

عربی حاشیہ

جاتی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

14- ظاہر ہے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ تو کبھی بھی ہوسکتا ہے اور کوئی شخص بھی کرسکتا ہے لیکن قرآن جیسی کتاب کا پیش کردینا کسی بشر کے بس کا کام نہیں ہے تو انہیں سوچنا چاہئے کہ اگر یہ اپنی طرف سے پیش کرنا چاہتے اور ہمارا نام استعمال کرتے تو ہم کس طرح برداشت کرتے۔ اس کا پیش کرنا خود ہماری تائید کی دلیل ہے اور ہماری تائید اس کی صحبت اور حقانیت کی علامت ہے بشرطیکہ انسان ہماری عدالت پر ایمان رکھتا ہو۔

پیغمبرؐ اسلام کے لئے اپنے نام سے قرآن پیش کرنا آسان تھا کہ عرب میں فصاحت وبلاغت کا زور تھا اور اس طرح اپنی حیثیت مسلم ہوجاتی لیکن ایک عیسیٰ ذات کے نام سے پیش کرنا اور اپنی حیثیت کو اس کی راہ میں فنا کردینا ایک انتہائی دیانت داری کی دلیل ہے۔

اردو حاشیہ

جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل نہ آ جائے اور اسی کی بنیاد پر مودۃ القربیٰ تبلیغ رسالت کی اجرت ہے اور الگ سے کوئی مطالبہ نہیں ہے۔

بعض مفسرین نے اس روایت میں بھی تشکیک کی ہے کہ یہ سورہ مکّی ہے اور حسنینؑ کی ولادت مدینہ میں ہوئی ہے لہٰذا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ سورہ کے مکی ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تمام آیات مکی ہوں جیسا کہ خود اس سورہ کے بارے میں بھی مفسرین نے تصریح کی ہے۔

(۷) انسان کس قدر خبیث النفس ہو جاتا ہے کہ ذرا وسعت ملی اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا اور پروردگار کس قدر کریم ہے کہ رزق پر پابندی عائد کر کے اسے دائرہ اطاعت کے اندر رکھنا چاہتا ہے اور اس کی عاقبت کی تباہی کو پسند نہیں کرتا ہے۔

بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَ یَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ ؕ وَ ہُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۲۸﴾

مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی کارساز، قابل ستائش ہے۔ (28)

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَثَّ فِیۡہِمَا

اور آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور وہ جاندار جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں

مِنۡ دَآبَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ عَلٰی جَمۡعِہِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾ؑ وَ مَاۤ

اس کی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ جب چاہے انہیں جمع کرنے پر خوب قادر ہے۔(29)اور تم پر

اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا

جو مصیبت آتی ہے وہ خود تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے اور وہ بہت سی باتوں سے درگزر

عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿ؕ۳۰﴾ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۚۖ وَ مَا

بھی کرتا ہے۔(30)اور تم زمین میں اللہ کو عاجز تو نہیں کر سکتے۔

لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَ مِنۡ اٰیٰتِہِ

اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔(31) اور سمندر میں

الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ [15] ﴿ؕ۳۲﴾ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ

پہاڑوں جیسے جہاز اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔(32)اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے

فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَہۡرِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ

تو یہ سطح سمندر پر کھڑے رہ جائیں۔ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے یقیناً اس میں

صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿ۙ۳۳﴾ اَوۡ یُوۡبِقۡہُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا وَ یَعۡفُ عَنۡ

نشانیاں ہیں۔(33)یا انہیں ان کے اعمال کے سبب تباہ کر دے اور وہ بہت سے لوگوں سے درگزر

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ کے علاوہ بھی قرآن مجید میں قربیٰ کا لفظ پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی قرابتداروں ہی کے ہیں لہٰذا اس مقام پر تقرب مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ نیز یہ کہ آیت ۲۳ تا ۲۶ مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور مکی نہیں ہیں۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں شوریٰ کی افادیت موضوعات اور تشخیص کے بارے میں ہے۔حکم خداشوریٰ سے طے نہیں ہوتا ہے اور اسی لئے آیت میں ''امرھم'' کہا گیا ہے نہ کہ امرالٰہی۔

15- اعلام۔علم کی جمع ہے یعنی پہاڑ۔

بیشک انسان کو اپنی صنعت پر ناز نہیں کرنا چاہیے اور اسے یہ سوچنا چاہیے کہ اس نے جہاز بنا بھی لئے ہیں تو ہوائیں تو پروردگار ہی کے اختیار میں ہیں یا ہوائی جہاز اڑا بھی لیا ہے تو پٹرول تو خدا ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔اگر وہ تمام چشمے فنا کر دے تو ان جہازوں کی کیا حقیقت رہ جائے گی۔ یہی بات بندگان خدا نے ہمیشہ بڑی طاقتوں کو ہوش

اردو حاشیہ

(۸) انسان یہ خیال کرتا ہے کہ بلائیں ازغیب نازل ہوتی ہیں اور ان میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سب کا انسان سے قریب یا دور کا کوئی نہ کوئی رابطہ ضرور ہوتا ہے۔کبھی براہِ راست اس کی سزا یا تنبیہ کے طور پر نازل ہوتی ہیں اور کبھی اس کے کسی عمل کا اثر ہوتی ہیں جو بعید المدت زہر کی طرح کام کرتی ہیں۔

كَثِيرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ

کرتا ہے۔(34) تا کہ ہماری آیات میں جھگڑنے والوں کو علم ہو جائے کہ ان کے لیے

مِّنْ مَّحِيصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ اُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ

جائے پناہ نہیں ہے۔(35)پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے

الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِينَ اٰمَنُوا وَ

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہترین اور زیادہ پائیدار ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے اور

عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبٰٓئِرَ

اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں۔(36)اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ [16] وَاِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿۳۷﴾

باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔ [۹] (37)

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ

اور جو اپنے پروردگار کو لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے معاملات باہمی مشاورت سے

شُورٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ

انجام دیتے ہیں اور ہم نے جو رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(38)اور جب

اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ

ان پر زیادتی سے ظلم کیا جاتا ہے تو وہ اس کا بدلہ لیتے ہیں۔(39)اور برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٌ [17] مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اسی طرح کی برائی سے لینا (جائز) ہے۔ پھر کوئی درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔

عربی حاشیہ

میں لانے کے لئے کہی ہے کہ قدرت کے خزانوں پر اپنی بغاوت اور سرکشی کی بنیاد نہ رکھو کہ وہ ہر فرعون کو اس کے ملک کے دریا میں غرق کرنا جانتا ہے۔

16- کبائر بڑے گناہ ہیں اور فواحش وہ گناہ ہیں جو بے حیائی کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں جیسا کہ دورِ حاضر کے مغرب زدہ اعمال وافعال کی صورت میں برابر دیکھا جارہا ہے۔

17- برائی کا بدلہ برائی ہے یہ ایک محاورہ ہے ورنہ برائی کا بدلہ ہمیشہ اچھائی ہوتا ہے برائی نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے برائی کہہ سکتے ہیں واضح رہے کہ معافی وہاں مناسب ہوتی ہے جہاں اس میں اصلاح کا پہلو پیدا ہوسکے ورنہ اصلاح کا امکان نہ ہوتو انتقام انتہائی ضروری کام ہے تا کہ برائیوں کا سدباب ہوسکے اور ظالموں کے حوصلے بلند نہ ہوسکیں۔

اردو حاشیہ

(۹) اللہ نے اپنی بارگارہ کے ذخائر خیرات وبرکات ان بندوں کیلئے محفوظ کر رکھے ہیں جن میں حسب ذیل صفات وکمالات پائے جاتے ہوں:۔

۱۔ صاحبانِ ایمان ہوں۔

۲۔ خدا پر بھروسہ کرتے ہوں اور بڑی طاقتوں پر تکیہ نہ کرتے ہوں۔

۳۔ گناہوں اور بے حیائی کے اعمال سے پرہیز کرتے ہوں۔

۴۔ غصہ آجائے تو معاف کر سکتے ہوں۔

۵۔ اللہ کے احکام وتعلیمات کو قبول کرتے ہوں۔

۶۔ نماز قائم کرنے والے ہوں۔

۷۔ اپنے معاملات کو مشورہ سے طے کریں۔ خدائی معاملات میں دخل اندازی کیلئے شوریٰ کو استعمال نہ کریں۔

۸۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے والے ہوں اور بخیل نہ ہوں۔

۹۔ ان پر ظلم کیا جائے تو اس کا ضروری بدلہ لینے والے ہوں اور سکوت اختیار کر کے ظالم کی حوصلہ افزائی نہ کرتے ہیں۔ البتہ سکوت میں اصلاح کی صورت

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

اللہ یقیناً ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔(40)اور جو اس کے ظلم (سہنے) کے بعد بدلہ لیں

فَاُولٰٓىِٕكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِیْلُ

پس ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ (۱۰) (41) پس ملامت تو

عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ

ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ

زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔(42)البتہ جس نے

صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ مَنْ یُّضْلِلِ

صبر کیا اور درگزر کیا تو یہ یقیناً ہمت کے کاموں میں سے ہے۔(43)اور جسے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ تَرَى الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا

اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اس کے لیے کوئی کارساز نہیں ہے اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ

رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۴﴾ وَ

جب وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے: کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟(44)اور

تَرٰىهُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ

آپ دیکھیں گے کہ جب وہ جہنم کے سامنے لائے جائیں گے تو ذلت کی وجہ سے جھکے ہوئے نظریں چرا کر

مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ ؕ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ

دیکھ رہے ہوں گے اور (اس وقت) ایمان لانے والے کہیں گے: خسارہ اٹھانے والے یقیناً وہ ہیں

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۲ میں ایک خیال یہ ہے کہ ظلم ظلم ہے اور بغی تکبر اور غرور اور دوسرا خیال یہ ہے کہ ظلم عوام کے مقابلہ میں ہے اور بغاوت اسلامی حکومت کے مقابلہ میں۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں نکیر یا انکار کے معنی میں ہے یا دفاع کرنے والے کے معنی میں اور آیت نمبر ۲۸ علامت ہے کہ دنیا کی نعمت آخرت کے مقابلہ میں صرف چکھنے کے برابر ہے اور بس۔

اردو حاشیہ

ممکن ہو تو سکوت بھی کرنا جانتے ہوں اور اس قدر قوتِ برداشت کے مالک ہوں۔

(۱۰) یہ ایک قانون عام ہے کہ مظلوم کو انتقام لینے کا حق ہے اور انتقام میں کوئی عیب نہیں ہوتا ہے۔

اہل دنیا میں ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ ظالم کو ظلم پر آمادہ کرتے ہیں اور جب مظلوم انتقام لینا چاہتا ہے تو اسے منع کر دیتے ہیں۔ اسلام نے بالکل اس کے خلاف قانون بنایا ہے کہ روکنا ہے تو ظالم کو روکو کہ اس نے ظلم کی بنیاد رکھی ہے ورنہ مظلوم کو انتقام لینے کا حق دو بلکہ ممکن ہو تو اس کا ساتھ دو تا کہ ظلم کا قلع قمع ہو جائے اور ظالمین سر اٹھانے کے قابل نہ رہ جائیں۔ ظالم کے ظلم پر بے محل سکوت اور اس کے ظلم سے رضامندی درحقیقت ظلم میں شرکت کے مترادف ہے اور اسی لئے مظالم کو سننے کے بعد راضی رہ جانے والوں کو قابل لعنت قرار دیا گیا ہے۔

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا۔ آگاہ رہو! ظالم لوگ یقیناً دائمی

فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝۴۵ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ

عذاب میں رہیں گے۔(45)اور اللہ کے سوا ان کے ایسے سرپرست نہ ہوں گے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝۴۶ؕ

جو ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کر دے پس اس کے لئے کوئی راہ نہیں ہے۔ (46)

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ

اپنے پروردگار کو لبیک کہو اس سے پہلے کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آ جائے جس کے ٹلنے کا

اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝۴۷

کوئی امکان نہیں۔ اس دن تمہارے لیے نہ کوئی پناہ گاہ ہو گی اور نہ ہی انکار کی کوئی گنجائش ہو گی۔ (47)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ

پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا آپ کے ذمے تو صرف

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا[18] رَحْمَةً فَرِحَ

پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے

بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ

اور اگر ان کے اپنے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت یہ انسان یقیناً

الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝۴۸ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ

ناشکرا ہو جاتا ہے۔(48) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ وہ جو

عربی حاشیہ

18- پروردگار عالم نے رحمت کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اور برائی اور بلا کو انسان کے کردار کا نتیجہ قرار دیا ہے لیکن انسان کی بدبختی یہ ہے کہ وہ رحمت کو پا کر مغرور ہو جاتا ہے کہ جیسے یہ اس کے اپنے کمال کردار اور برکات کا نتیجہ ہے اور بُرائی کو دیکھ کر کفر اختیار کرنے لگتا ہے کہ گویا خدا نے اس پر کوئی ظلم کیا ہے اور اس کے استحقاق کے بغیر اس پر یہ مصیبت نازل کر دی ہے۔

اردو حاشیہ

مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ
چاہتا ہے خلق فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نرینہ اولاد

الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ
عطا کرتا ہے۔(49)یا (جسے چاہے) بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
بانجھ بنا دیتا ہے۔ وہ یقیناً بڑا جاننے والا، قدرت والا ہے۔(50)اور کسی بشر میں یہ صلاحیت نہیں کہ

يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ
اللہ (۱۱) اس سے بات کرے ماسوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے یہ کہ کوئی پیام رساں بھیجے

رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ
پس وہ اسکے حکم سے جو چاہے وحی کرے۔ بے شک وہ بلند مرتبہ، حکمت والا ہے۔(51) اور اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا [20] مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا
ہم نے اپنے امر میں سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی ہے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے

الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ
اور نہ ہی ایمان کو (جانتے تھے) لیکن ہم نے اسے روشنی بنا دیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے

نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾
جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور آپ تو یقیناً سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں۔ (52)

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
اس اللہ کے راستے کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے۔ آگاہ رہو!

عربی حاشیہ

19-واضح رہے کہ پروردگار نے بیٹی اور بیٹے دونوں کو اپنی تخلیق کا شاہکار قرار دیا ہے اور انسان کے حق میں دونوں کو اپنے ہبہ اور عطیہ سے تعبیر کیا ہے تاکہ انسان دونوں کی عظمت اور حیثیت کا احساس کرے اور کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو تحفہ سمجھ کر اس کا استقبال کرے اور دوسرے کو بلا سمجھ کر اسے رد کر دے یا یہ تصور قائم کر لے کہ ایک میں تخلیق کا کمال پایا جاتا ہے اور دوسرے میں اس کا نقص ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ جاہلیت زدہ تصورات ہیں جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتے ہیں اور ہر مسلمان کو ایسے جاہلانہ خیالات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ف: امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ وحی کی سات قسمیں ہیں: وحی رسالت، وحی الہامؑ، وحیٔ اشارہ، وحی تقدیر، وحی امر، وحی کذب، وحی خبر، (۱۔نساء ۱۶۳) (۲۔نحل ۶۸) (۳۔مریم ۱۱) (۴۔سجدہ ۱۲) (۵۔مائدہ ۱۱۱) (۶۔انعام ۱۱۲) (۷۔انبیاء ۷۳) (بحار الانوار)

اردو حاشیہ

(۱۱) یہ مالک کائنات کی قدرت کے چار مرقع ہیں کہ کسی کو بیٹی دیتا ہے اور کسی کو بیٹا عطا کرتا ہے کسی کو دونوں سے نوازتا ہے اور کسی کو بانجھ بنا دیتا ہے اور یہ سب اپنی مخصوص مصلحت کے تحت کرتا ہے۔ نہ بانجھ بنا دینا اس کی قوت تخلیق کا نقص ہے اور نہ بیٹا پیدا کر دینا اس کے کمال تخلیق کی علامت ہے بلکہ لطیف ترین بات یہ ہے کہ اس نے بیٹی اور بیٹے دونوں کو ہبہ سے تعبیر کرنے کے بعد بیٹی کا ذکر پہلے کیا ہے اور بیٹے کا ذکر بعد میں۔ گویا کہ بیٹی کو ذکر کے اعتبار سے تقدم کا شرف حاصل ہے اور عملی اعتبار سے بھی اس نے اپنے محبوب ترین بندہ کو بیٹی ہی سے نوازا ہے اور اس کی نسل کو آج تک اسی بیٹی کے ذریعہ قائم ودائم رکھا ہے جو بیٹی کی عظمت واہمیت کی بہترین دلیل ہے۔

بیٹی دار دنیا میں مختلف وجوہ سے زحمت اور مشقت کا باعث بنتی ہے لیکن اجر وثواب کے اعتبار سے اس کی اہمیت یہ ہے کہ پروردگار اجر وثواب بھی زحمت ہی پر عطا کرتا ہے راحت وآسائش پر نہیں۔

(۱۲) اللہ اور اس کے نمائندوں کے درمیان تین طرح کے روابط ہوتے ہیں:۔

۱۔ اشارہ مخفی جسے وحی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

تمام معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔(53)

اٰیاتھا ۸۹ ۔ ۴۳ سُوْرَۃُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ ۶۳ ۔ رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

حا، میم۔(1)اس روشن کتاب کی قسم۔(2)ہم نے اس (قرآن) کو عربی قرآن بنایا ہے

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ

تا کہ تم سمجھ لو۔(3)اور بلاشبہ یہ مرکزی کتاب (لوح محفوظ) میں ہمارے پاس برتر،

حَكِيْمٌ ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا

پر حکمت ہے۔(4) کیا ہم اس ذکر (قرآن) کو محض اس لیے تم سے پھیر دیں کہ تم حد سے گزرے ہوئے

مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾

لوگ ہو؟(5)اور پہلے لوگوں میں ہم نے بہت سے نبی بھیجے ہیں۔(6)

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾

اور کوئی نبی ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر یہ کہ یہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔(7)

فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾

پس ہم نے ان سے زیادہ طاقتوروں کو ہلاک کر دیا اور پچھلی قوموں کی سنت نافذ ہو گئی۔(8)

عربی حاشیہ

ف: یہ ایک بحث ہے کہ بعثت سے پہلے رسول اکرمؐ کا دین کیا تھا بعض حضرات نے دین مسیحؑ قرار دیا ہے اور بعض نے دین ابراہیمؑ لیکن امیر المومنینؑ کے ارشاد سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا اپنا دین اور نظام تھا جس پر عمل پیرا تھے اور روح القدس ابتدا سے آپ کے ساتھ رہ کر ان تعلیمات کا القاء کیا کرتا تھا۔ گویا نبوت بعثت سے پہلے سے تھی اور رسالت کا آغاز بعثت سے ہوا ہے۔

20- قرآن یقیناً ایک روح ہے جس سے ہر انسان کی زندگی وابستہ ہے اور اس کے بغیر انسانیت ایک جسد بے روح کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ وہ اصل حیات کے اعتبار سے روح ہے اور ہدایت وارشاد کے اعتبار سے نور ہے جس کے بغیر انسان منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

1- ام الکتاب قرآن کی اصل اور بنیاد کا نام ہے جسے لوح محفوظ یا علم خدا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

2- جس کو کسی سے ہمدردی ہوتی ہے وہ

اردو حاشیہ

۲۔ کسی شے میں کلام کا ایجاد کر دینا جو پس پردہ سے بات کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔

۳۔ کسی فرشتے کے ذریعہ پیغام پہنچا دینا۔ فرشتہ صرف واسطۂ ابلاغ ہوتا ہے اور استاد یا معلم نہیں ہوتا ہے جو انسانیت کی اشرفیت اور افضلیت کی بہترین دلیل ہے کہ فرشتہ اس کی خد مت میں الٰہی پیغام لے کر آتا ہے اور خود پیغام کا حامل یا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔

(۱) یہ بات تو ناممکن ہے کہ جس کو نبی اور رسول بنایا جائے وہ اتنا ناقص انسان ہو کہ وحی الٰہی سے پہلے نہ کتاب کے مفہوم سے آشنا ہو اور نہ ایمان کے معانی سے باخبر ہو اس لئے مفسرین نے اس نکتہ کی طرف خصوصی اشارہ کیا ہے کہ یہ اس حقیقت کا اظہار کہ کتاب اور ایمان یعنی احکام شریعت انسانی فکر سے بالاتر چیزیں ہیں جنہیں دنیا کا کوئی انسان بہ اعتبار انسانیت نہیں دریافت کرسکتا ہے۔ یہ پروردگار کا مخصوص کرم ہے کہ وہ انسان کو ان حقائق سے آشنا کر دے اور جب چاہے تب ناآشنا بنا دے۔ اس کا کوئی وقت اور زمانہ بھی معین نہیں ہے۔ یہ اس کی مصلحت سے متعلق کام ہے اور مصلحت کے تقاضوں کو وہ خود بہتر جانتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر ان سے پوچھا جائے: آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ یہ ضرور کہیں گے: بڑے

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝٩ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

غالب آنے والے، علیم نے انہیں پیدا کیا ہے۔(9) جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا

مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٠

اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے تا کہ تم راہ پا سکو۔ (10)

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً

اور جس نے آسمان سے پانی ایک مقدار میں نازل کیا جس سے ہم نے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔

مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١١ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

تم بھی اسی طرح نکالے جاؤ گے۔(11) اور جس نے تمام اقسام کے جوڑے پیدا کیے

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝١٢ لِتَسْتَوٗا

اور تمہارے لیے کشتیاں اور جانور آمادہ کیے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔(12) تا کہ تم

عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ

اس کی پشت پر بیٹھو پھر جب تم اس پر درست بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

نعمت یاد کرو اور کہو: پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ورنہ ہم اسے قابو میں

مُقْرِنِيْنَ ۝١٣ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝١٤ وَجَعَلُوْا لَهٗ

نہیں لا سکتے تھے۔(13) اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔(14) اور ان لوگوں نے

عربی حاشیہ

اس کی نالائقی کو دیکھ کر کنارہ کش نہیں ہوتا ہے بلکہ ہدایت کی فکر کرتا رہتا ہے۔ محبت قطع تعلق کا نام نہیں ہے بلکہ اصلاح حال کی تدبیر کا نام ہے اور جسے جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کے حالات کی اصلاح کی فکر میں رہتا ہے۔ محبت دنیاوی بنیادوں پر ہوتی ہے تو دنیا کی اصلاح کی فکر ہوتی ہے اور محبت آخرت اور معنویت کی بنیاد پر ہوتی ہے تو عقیدہ وعمل کی اصلاح کی فکر ہوتی ہے۔

ف: سورۂ زخرف کی ابتدا میں قرآن کے عربی فصیح ہونے کے لئے قرآن ہی کی قسم کھائی گئی ہے جو اس بات کی بھی دلیل ہے کہ قرآن خود اپنی عظمت کا گواہ ہے اور اس امر کا بھی اشارہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی قسم کھانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۰ جیسی متعدد آیات ہیں جن میں کفارومشرکین نے اپنے مہمل عقائد وخیالات کا ذمہ دار پروردگار کو قرار دیا ہے اور

اردو حاشیہ

(۲) انسان کیلئے یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ وجود خدا کا مسئلہ اس کی فطرت کی گہرائیوں میں محفوظ ہے اور وہ کسی وقت بھی اس سے انحراف نہیں کرسکتا ہے اور فطرت اسلام پر پیدا ہونے کے معنی یہی ہیں کہ جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے یعنی توحید پروردگار وہ ہر انسان کی فطرت میں محفوظ ہے کہ اگر اس سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو بے خیالی میں اور نادانستہ طور پر بھی وہی کہے گا جو دین اسلام یاد دلانا چاہتا ہے لیکن اس کے باوجود جب اسے حالات اور مصالح یاد آجاتے ہیں تو ایسی بنیادی تعلیم سے بھی انحراف کر لیتا ہے اور ایسے فطری حقائق کا بھی انکار کر دیتا ہے جس طرح کہ بعض مومنین یہ جانتے ہیں کہ محبت اہلبیت بدعملی اور بدکرداری کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی ہے لیکن بعض بدکرداروں کو خوش کرنے کیلئے اس بات کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں کہ محبت کا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ایک جوکل بنی عباس اور بنوامیہ کے نمک خواروں کا طریقہ کار تھا۔ وہ کردار کو مذہب سے الگ کر کے اپنے حکام کی خوشامد کا حق ادا کیا کرتے تھے۔ بلکہ ان لوگوں کی مجبوری تھی کہ ان کے حکام بدکردار اور بدسرشت تھے لیکن صاحبانِ ایمان کیلئے اس بے عملی کی ترویج کا کیا جواز ہے جب کہ اہلبیت علیہم السلام سراپا کردار اور مجسم عمل صالح کی حیثیت رکھتے تھے اور پروردگار نے انہیں ہر رجس اور ہر برائی سے پاک و پاکیزہ رکھا تھا۔

مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ﴿۱۵﴾ اَمِ
اللہ کے بندوں میں سے (کچھ کو) اللہ کا جزء (اولاد) بنا دیا۔ یہ انسان یقیناً کھلا ناشکرا ہے۔(15) کیا

اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا
اللہ نے اپنی مخلوقات میں سے (اپنے لیے) بیٹیاں بنالیں اور تمہیں بیٹے چن کر دیے؟(16) حالانکہ جب ان میں سے

بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ
کسی ایک کو بھی اس (بیٹی کی ولادت) کا مژدہ سنایا جاتا ہے جو اس نے خدائے رحمٰن کی طرف منسوب کی تھی تو اندر ہی اندر

مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي
غصے سے پیچ و تاب کھا کر اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔(17) کیا وہ جو زیور (ناز و نعم) میں پلتی ہے اور جھگڑے میں (اپنا)

الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ
مدعا واضح نہیں کر سکتی (اللہ کے حصے میں ہے؟)۔(18) اور انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں

هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ
عورتیں قرار دے دیا۔ کیا انہوں نے ان کو خلق ہوتے ہوئے دیکھا تھا؟ عنقریب ان کی گواہی لکھی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا
اور ان سے پوچھا جائے گا۔(19) اور وہ کہتے ہیں: اگر خدائے رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی

عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ؕ﴿۲۰﴾
پوجا نہ کرتے۔ انہیں اس کا کچھ علم نہیں۔ یہ تو صرف اندازے لگاتے ہیں۔ (20)

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾
کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی دستاویز دی ہے جس سے اب یہ تمسک کرتے ہیں؟ (21)

عربی حاشیہ

افسوس کی بات یہ ہے کہ ان آیات کے ہوتے ہوئے یہی عقیدہ جبری مسلمانوں نے اسلام لانے کے بعد بھی اختیار کرلیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

3- کشتی اور جانور کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے ورنہ رحمت پروردگار تمام سواریوں کے شامل حال ہے۔ وہ رحمت نہ ہوتی تو نہ ہوائی جہاز کام آسکتے نہ راکٹ، نہ بحری بیڑے کام آسکتے نہ جہاز۔ وہ پانی کو جامد کردیتا تو کشتیاں بیکار ہوجاتیں اور ہواؤں کو ناہموار چلادیتا تو جہاز بیکار ہوکر رہ جاتے۔ انسان کو ہر سواری پر سوار ہوتے وقت اس بات کا اقرار کرنا چاہیے کہ یہ سب رحمت پروردگار کا نتیجہ ہے ورنہ اس کے امکان میں کچھ نہیں تھا۔

"وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" کا اضافہ اس امر کی علامت ہے کہ انسان کو کسی وقت بھی موت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ وہ سواری پر بھی آسکتی ہے اور کشتی میں بھی۔ جہاز پر بھی

اردو حاشیہ

(۳) انسان کی جہالتوں میں سے ایک جہالت یہ بھی ہے کہ وہ بندگی اور رشتہ داری کے فرق کو محسوس نہیں کرتا ہے اور اسے یہ بھی اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ بندگی کا مزاج اور ہوتا ہے اور رشتہ داری کا مزاج اور۔

کفار اور مشرکین اسی جہالت میں مبتلا تھے کہ مسلسل بندگی پروردگار کرنے والے ملائکہ کو بھی خدا کی اولاد قرار دیتے تھے اور عیسائیوں کے حصہ میں بھی یہی جہالت آئی ہے کہ "انی عبداللہ" کہنے والے انسان کو ابن اللہ کا درجہ دے رہے ہیں۔

مشرکین نے مزید ستم ظریفی یہ کی تھی کہ ملائکہ کو لڑکی قرار دیدیا تھا اور یہ طے کردیا تھا کہ لڑکا رحمت و برکت کی علامت ہے تو اسے ہمارے حصہ میں آنا چاہیے اور لڑکی نحوست و مصیبت ہے تو اُسے پروردگار کے حصہ میں جانا چاہئے اور ان ظالموں نے یہ بھی سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ جب خالق وہی ہے تو وہ اپنے لئے اعلیٰ مخلوق پیدا کرے گا یا دوسروں کیلئے۔ اسے اولاد بنانا ہی ہوگا تو بہترین قسم کی اولاد اپنے لئے بنائے گا۔ وہ ایسی مخلوق کو اپنی اولاد کیوں قرار دے گا جو زیورات کے درمیان پالی جاتی ہو اور اس قدر جذباتی ہو کہ اختلافات میں صحیح طور پر دلیل بھی نہ پیش کرسکتی ہو۔

روزِ قیامت ان مشرکین سے ان دونوں باتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ خدا کی اولاد کے عقیدہ کے بارے میں بھی اور ملائکہ کے لڑکی ہونے کے خیال کے بارے میں بھی اور انہیں ان دونوں باتوں کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس لئے کہ میدانِ حشر دنیا کا میدان نہیں ہے جہاں ہر طرح کی

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى

(نہیں) بلکہ یہ کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ داد اکو ایک رسم پر پایا اور ہم انہی کے

اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

نقش قدم پر چل رہے ہیں۔(22)اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی کی طرف

فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ

کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے عیش پرستوں نے کہا: ہم نے

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ

اپنے باپ داد اکو ایک رسم پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔(23) (ان کے نبی نے) کہا:

اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا

خواہ میں اس سے بہتر ہدایت لے کر آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟ وہ کہنے لگے:

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ

جو کچھ دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔(24)چنانچہ ہم نے ان سے انتقام لیا اور دیکھ لو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔(25)اور جب ابراہیم نے

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا

اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: جنہیں تم پوجتے ہوان سے میں یقیناً بیزار ہوں۔(26) سوائے اپنے رب کے

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

جس نے مجھے پیدا کیا۔ یقیناً وہی مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔(27)اور اللہ نے اس (توحید پرستی) کو ابراہیم کی نسل میں

عربی حاشیہ

آسکتی ہے اور راکٹ میں بھی۔ اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ہرآن آمادہ رہنا انسانیت کی شرافت اور فرزند آدم کی لیاقت وہوش مندی کا تقاضا ہے۔

سواری اس امر کی بہترین یاددہانی ہے کہ جو خدا سواریوں کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے وہ موت کے ذریعہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف بھی منتقل کرسکتا ہے۔اسی لئے ائمہ معصومینؑ نے تاکید کی ہے کہ سفر کرتے وقت اور منزل پر پہنچنے کے بعد ہر مقام پر یادِ خدا اور شکر خدا ضروری ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۸ میں ضمیر کا مرجع امامت وہدایت کا منصب بھی ہوسکتا ہے جس کی طرف اشارہ سیہدین میں موجود ہے اور یہ لازمۂ کلمۂ توحید بھی ہے۔

4- لفظ براء مصدر ہے جو مذکر، مونث، واحد، تثنیہ، جمع سب کے لئے یکساں طور پر استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

عیاری اور مکاری چل جائے اور انسان زور بیان یا مکروزور سے ہر قسم کے عقیدہ کی تبلیغ کرنے لگے۔

فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ

کلمہ باقیہ قرار دیا تا کہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کریں۔ (۳) (28) (ان کافروں کوفوری ہلاک نہیں کیا) بلکہ میں نے انہیں اوران کے باپ دادا کو

حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمُ

متاع حیات دی یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور واشگاف بیان کرنے والا رسول آ گیا۔(29) اور جب حق ان کے پاس آیا

الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا

تو کہنے لگے: یہ تو جادو ہے اور ہم اسے نہیں مانتے۔(30) اور کہتے ہیں: یہ قرآن

نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ [5] عَظِيمٍ ﴿٣١﴾

دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی (۴) پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ (31)

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ

کیا آپ کے پروردگار کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ جب کہ دنیاوی زندگی کی معیشت کو

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ

ان کے درمیان ہم نے تقسیم کیا ہے اور ہم ہی نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں

لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا [6] ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ

فوقیت دی ہے تا کہ ایک دوسرے سے کام لے اور آپ کے پروردگار کی رحمت اس چیز سے بہتر ہے جسے

مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً

یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔(32) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ (کافر) لوگ سب ایک ہی جماعت (میں مجتمع)

لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ

ہو جائیں گے تو ہم خدائے رحمٰن کے منکروں کے گھروں کی چھتوں اور سیڑھیوں کو جن پر

عربی حاشیہ

5- دونوں قریوں سے مراد مکہ اور طائف ہے اور یہاں ایک لفظ محذوف ہے یعنی دو میں سے ایک قریہ سے ورنہ کوئی شخص دونوں قریوں کا تو بہرحال نہیں ہوسکتا ہے۔

6- لفظ سخر یا تسخیر سے نکلا ہے یعنی ایک دوسرے کو مسخر کر کے اس سے کام لے سکیں ورنہ اگر سب برابر کی حیثیت کے مالک ہو گئے تو دنیا کا سارا کاروبار معطل ہو جائے گا اور کوئی کسی کا کام نہیں کرے گا جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ بقائے کائنات کا راز تفاوت اور اونچ نیچ میں مضمر ہے ورنہ سب ایک طبقہ کے ہو جائیں گے تو دنیا فنا ہو جائے گی۔ طبقات کا ہونا بہرحال ضروری ہے۔ یہ اور بات ہے کہ طبقات کاروبار چلانے کا ذریعہ ہوتے ہیں شرف و کرامت کی دلیل نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ایمان اور عمل اور تقویٰ ہی ذریعہ ہے جس کے بغیر کوئی انسان صاحبِ کرامت اور محترم نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ کوشش بارآور ہوئی اور خدا نے ان کی نسل میں ایسے افراد قرار دیئے جو کلمہ توحید کے حامل تھے جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؑ شکم مادر میں تھے اور فاطمہ بنت اسد بتوں کو سجدہ کرنا چاہتی تھی تو وہ روک دیتے تھے اور اسی بنا پر انہیں ''کرم اللہ وجہہ'' کہا جاتا ہے۔

اس روایت میں اتنی بات تو بہرحال واضح ہے کہ حضرت علیؑ شکم مادر ہی سے رہنمائی کا فرض انجام دے رہے تھے اور انہوں نے کسی دور میں بھی بت پرستی کو برداشت نہیں کیا۔ صرف حیرت کی بات یہ ہے کہ امت اسلامیہ نے ایسے موحد کے ہوتے ہوئے ان افراد کو امت کی قیادت کیلئے کس طرح منتخب کر لیا جو مدتوں بت پرستی کرتے رہے تھے اب رہ گئی جناب فاطمہ بنت اسد کی بت پرستی کی روایت تو یہ سراسر خلاف تحقیق ہے۔

(۴) کفار کا مطالبہ تھا کہ قرآن کو مکہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی پر نازل ہونا چاہیے تھا کہ یہ صاحبان مال و دولت افراد ہیں۔ رب کریم نے واضح کر دیا کہ منصب الٰہی کے بارے میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے اور اس کا کوئی تعلق دنیا کی دولت و حشمت سے نہیں ہے۔

دولت کے اعتبار سے تو ہم کفار کو بھی صاحبان ایمان سے کہیں زیادہ بہتر بنا سکتے تھے لیکن زیادہ اس لئے نہیں دیا کہ بالکل گمراہ نہ ہو جائیں ورنہ اس کا

وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۳۳ وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا

وہ چڑھتے ہیں چاندی سے۔(33)اور ان کے گھروں کے دروازوں اور ان تختوں کو جن پر

عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۳۴ وَ زُخْرُفًا ؕ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

وہ تکیہ لگاتے ہیں۔(34)(چاندی) اور سونے سے بنا دیتے اور یہ سب دنیاوی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۳۵

متاع حیات ہے اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں اہل تقویٰ کے لیے ہے۔(35)

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ

اور جو بھی رحمن کے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہی اس کا ساتھی

قَرِيْنٌ ۳۶ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ

ہو جاتا ہے۔(36)اور وہ (شیاطین) انہیں راہ حق سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۳۷ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ

وہ راہ راست پر ہیں۔(37)جب یہ شخص ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا: اے کاش! میرے درمیان اور

بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۳۸ وَ لَنْ

تیرے درمیان دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا۔ تو بہت برا ساتھی ہے۔(38)اور جب

يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۳۹

تم ظلم کر چکے تو آج (۵) (ندامت) تمہیں فائدہ نہیں دے گی۔ عذاب میں یقیناً تم سب شریک ہو۔ (39)

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ [8] اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ

کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھے کو یا اسے جو واضح گمراہی میں ہے راستہ

ع ۹ ۳

عربی حاشیہ

دوسرے لفظوں میں یہ طبقات درجات اور یہ تسخیر عام انسانی صلاحیت کے تفاوت کا نتیجہ ہے۔ یہ کوئی مخصوص قسم کا طبقہ نہیں ہے اور صلاحیت کے اختلاف سے درجات کا پیدا ہوجانا اور پھر اس کے مطابق ایک دوسرے سے کام لینا یہی عین حکمت وعدالت ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۸ میں بعدالمشرقین محاورہ ہے جو مشرق ومغرب دونوں کو شامل ہے اور آیت نمبر ۳۹ علامت ہے کہ ظالموں کو اتنا سکون بھی نصیب نہ ہوگا جتنا دنیا میں مصیبت زدہ انسان کو اپنے ساتھی کو دیکھ کر نصیب ہوجاتا ہے۔

7- سرر اور اسرّہ دونوں سریر کی جمع ہیں جس کے معنی تخت کے ہیں اور زخرف عام زینت کو کہا جاتا ہے لیکن عام طور پر اس سے سونے کی زینت مراد ہوتی ہے۔

8- ظاہر ہے کہ یہ لوگ واقعاً اندھے یا بہرے نہیں تھے بلکہ انھوں نے طے کرلیا تھا کہ نہ کلام حق کو سنیں گے اور نہ آیات حق کو دیکھیں

اردو حاشیہ

عظمت وکرامت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

واضح رہے کہ دولت پرستی اور انانیت کا رجحان ہر دور میں رہا ہے فرق صرف یہ ہے کہ کل یہ رجحان کفار قریش میں تھا اور آج مسلمانوں تک سرایت کر گیا ہے اور بیشتر مسلمان ہیں جو دولت کو عظمت کا معیار بنائے ہوئے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ خدا و رسول کام کرنے سے پہلے ان سے مشورہ کرلیں اور خدا ورسول وامام تک رسائی نہ ہو تو کم سے کم مجتہد سے یہ معاملہ کرلیں کہ ان سے مشورہ لئے بغیر فتویٰ نہ دیا کریں۔ درحقیقت یہ وہی دور جاہلیت کا ایک حصہ ہے جو بعض علاقوں میں باقی رہ گیا ہے۔

(۵) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ باطل کے پیرومرید جب جہنم میں اکٹھا ہو جائیں گے تو مریدوں کا عذاب کم کر دیا جائے گا کہ ان بیچاروں کو گمراہ کیا گیا تھا۔ ان کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا۔ قرآن مجید نے اس بات کی وضاحت کردی کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا اور عذاب کے اشتراک سے تخفیف کا فائدہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مریدوں نے خود بھی اپنے اوپر ظلم کیا ہے ورنہ ان باطل نواز افراد کی باتیں نہ سنتے اور تحقیق کے بغیر ان کے خرافات کو قبول نہ کرتے جب کہ انبیاء کرام حقائق کو واضح کرنے کیلئے نظر کے سامنے موجود تھے۔

مُّبِيۡنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۴۱﴾

دکھا سکتے ہیں؟(40)پس اگر ہم (۶) آپ کو اٹھا بھی لیں تو بھی یقیناً ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں۔ (41)

اَوۡ نُرِيَنَّكَ الَّذِىۡ وَعَدۡنٰهُمۡ فَاِنَّا عَلَيۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ ﴿۴۲﴾

یا (آپ کی زندگی میں) آپ کو وہ (عذاب) دکھادیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً ہم ان پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ (42)

فَاسۡتَمۡسِكۡ بِالَّذِىۡۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ‌ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۴۳﴾

پس آپ کی طرف جو وحی کی گئی ہے اس سے تمسک کریں۔ آپ یقیناً سیدھے راستے پر ہیں۔ (43)

وَاِنَّهٗ لَذِكۡرٌ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَ‌ۚ وَسَوۡفَ تُسۡـَٔـلُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اور یہ (قرآن) آپ کے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت ہے اور عنقریب تم سب سے سوال کیا جائے گا۔ (44)

وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا

اور جو پیغمبر (۷) ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہیں ان سے پوچھ لیجئے: کیا ہم نے

مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا

خدائے رحمٰن کے علاوہ معبود بنائے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟(45)اور ہم نے

مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ (9) اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ رَبِّ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ پس موسیٰ نے کہا: میں رب العالمین کا

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ﴿۴۷﴾

رسول ہوں۔(46)پس جب وہ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے تو وہ ان نشانیوں پر ہنسنے لگے۔ (47)

وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا‌ وَاَخَذۡنٰهُمۡ

اور جو نشانی ہم انہیں دکھاتے تھے وہ پہلی سے بڑی ہوتی اور ہم نے

عربی حاشیہ

گے اور اسی لئے ان کی ہدایت ممکن نہ ہوسکی جس طرح کہ ضلال مبین میں رہنے والوں سے مراد بھی وہ افراد ہیں جنھوں نے جان بوجھ کر ضلالت کا فیصلہ کرلیا ہے ورنہ پیغمبر تو انھیں کی ہدایت کے لئے آئے تھے جو ضلال مبین میں مبتلا تھے۔

9- آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو پروردگار عالم نے جناب موسیٰ کو ان کے منصب کے اثبات کے لئے عطا فرمائے تھے۔

اور مضحکہ وہ سیرت ہے جو دشمنان حق وصداقت میں ہمیشہ جاری وساری رہی ہے کہ ان کے پاس حق کے دلائل کا جواب نہیں ہوتا ہے تو مضحکہ اور تمسخرو استہزاء کا سہارا لیتے ہیں اور اسی لئے مسخرے انسان کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) بعض لوگوں نے سرکار دوعالمؐ پر طنز کیا کہ لوگ آپ کو اس قدر ستاتے ہیں اور خدا کوئی عذاب نازل نہیں کرتا تو پروردگار نے اس کا جواب دیدیا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں ہم آپ کے سامنے بھی عذاب کر سکتے ہیں اور آپ کے بعد بھی عذاب نازل کر سکتے ہیں۔ ہمارے اقتدار واختیار میں کوئی کمی نہیں ہے۔ عذاب بہر حال نازل ہونے والا ہے چاہے آپ دنیا میں رہیں یا دنیا سے رخصت ہوجائیں۔

(۷) روایات میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے معراج کی شب انبیاء سابقین سے سوال کیا کہ آپ حضرات کی بعثت کی بنیاد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی توحید۔ آپ کی رسالت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت تفسیر نیشاپوری ۳ (۳۲۹) طبع تہران۔

ان روایات کے اعتبار کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کو یہ حکم دینا کہ اپنے پہلے والے رسولوں سے دریافت کرو، اس بات کی علامت ہے کہ کسی مقام پر ان تمام حضرات کا اجتماع ضرور ہوا ورنہ عام حالات میں اس اجتماع کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے کہ سرکارؐ دوعالم تمام انبیاء کے جانے کے بعد دنیا میں تشریف لائے تھے۔

بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ

انہیں عذاب میں پکڑ لیا کہ شاید وہ باز آ جائیں۔(48)اور (عذاب دیکھ کر) کہنے لگے: اے جادو گر!

ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾

تیرے پروردگار نے تیرے نزدیک تجھ سے جو عہد کر رکھا ہے اس کے مطابق ہمارے لیے دعا کر، ہم یقیناً ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔(49)

فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى

پھر جب ہم نے عذاب کو ان سے دور کر دیا تو وہ عہد شکنی کرنے لگے۔(50)اور فرعون نے

فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ

اپنی قوم سے پکار کر کہا: اے میری قوم! کیا مصر [۸] کی سلطنت میرے لیے نہیں ہے۔

وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۱﴾ اَمۡ

اور یہ نہریں جو میرے (محلات کے) نیچے بہ رہی ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟(51) کیا میں

اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ ﴿۵۲﴾

اس شخص سے بہتر نہیں ہوں جو بے توقیر ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا؟ (52)

فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِىَ عَلَيۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَهُ

تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے یا فرشتے اس کے ساتھ یکے بعد دیگرے

الۡمَلٰٓئِكَةُ مُقۡتَرِنِيۡنَ ﴿۵۳﴾ فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ فَاَطَاعُوۡهُ ؕ اِنَّهُمۡ

کیوں نہیں آئے؟(53)چونکہ اس نے اپنی قوم کو خفیف (العقل) پایا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی۔

كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ

وہ یقیناً فاسق لوگ تھے۔(54)پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے

اب ایسی احمقانہ گفتگو مت کرنا اور غربت و امارت سے بلند ہو کر حقائق اور معارف پر غور کرنا شروع کرو۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۵ میں یہ احتمال بھی ہے کہ واقعی مخاطب منکرین ہوں اور مقصد گزشتہ انبیاء کی امتوں سے سوال ہو کہ وہ بھی اپنے کو توحید کا منکر نہیں کہتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۵۱ میں نیل کو انہار سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس سے ۳۶۰ نہریں نکلتی تھیں اور سارے علاقہ کا دارومدار انھیں نہروں پر تھا جو قصر فرعون کے قریب سے گزرتی تھیں۔

10- آیت سے مراد معجزہ ہے جسے مختلف شکلوں میں انبیاء کرام نے پیش کیا ہے اور خدا نے معجزہ وعذاب دونوں کو ذریعہ ہدایت بنا دیا تھا لیکن قوم راہِ راست پر نہ آنے والی تھی نہیں آئی۔

11- یہ جناب موسیٰؑ کی زبان کی لکنت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ صاف بات بھی نہیں کر سکتے ہیں اور ایک غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۸) اہل باطل کے پاس مادی اسباب کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور وہ اسی کے ذریعہ اپنے مطالب کو منوانا چاہتے ہیں۔ کفار قریش نے بھی پیغمبر اسلام کی مادی حالت اور غربت پر طنز کیا تھا تو پروردگار نے جناب موسیٰ علیہ السلام کا قصہ دہرا دیا کہ تم سے پہلے فرعون نے بھی یہی بات کہی تھی اور اس کا انجام تمہیں معلوم ہے لہٰذا

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

انتقام لیا پھر ان سب کو غرق کر دیا۔(55) پھر ہم نے انہیں قصہ پارینہ اور بعد (میں آنے) والوں کے لیے نشان عبرت بنا دیا۔(56)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾

اور جب ابن مریم کی مثال (۸) دی گئی تو آپ کی قوم نے اس پر شور مچایا۔ (57)

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ

اور کہنے لگے: کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ انہوں نے عیسیٰ کی مثال صرف برائے بحث بیان کی ہے

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ

بلکہ یہ لوگ تو جھگڑالو ہیں۔(58) وہ تو بس ہمارے بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا اور

جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا

ہم نے انہیں بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنا دیا۔(59) اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں

مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ

تمہاری جگہ فرشتوں کو جانشین بنا دیتے۔(60) اور وہ (عیسیٰ) یقیناً قیامت کی

لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

علامت ہیں پس تم ان میں ہرگز شک نہ کرو اور میری اتباع کرو، یہی سیدھا

مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

راستہ ہے۔(61) اور شیطان کہیں تمہارا راستہ نہ روکے وہ یقیناً تمہارا کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ

دشمن ہے۔(62) اور عیسیٰ جب واضح دلائل لے کر آئے تو بولے: میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں

عربی حاشیہ

12- کس قدر فرق ہے حق اور باطل کی روش میں کہ حق قوم کی فکری سطح کو بلند کر کے بتوں سے خدا تک پہنچانا چاہتا ہے اور باطل خدا سے گرا کر پتھروں اور مادیات میں الجھانا چاہتا ہے۔ فرعون بھی قوم کو بیوقوف بنا کر خدائی چلانا چاہتا تھا اور موسیٰ مسلسل عقل و شعور اور فکر و نظر کی دعوت دے رہے تھے۔

اور اس کا واضح راز یہ ہوتا ہے کہ جس کی باتوں میں دم نہیں ہوتا ہے وہ قوم کو جاہل رکھنا چاہتا ہے اور جس کی بات عقل و منطق کے مطابق ہوتی ہے وہ قوم کو دانشمند اور دانشور دیکھنا چاہتا ہے تاکہ اس کے پیغام کا مکمل اور صحیح ادراک کیا جا سکے۔

ف: آیت نمبر ۶۰ میں ''من'' بدل کے لئے ہے یعنی خدا تمھارے بدلے زمین میں فرشتے آباد کر سکتا ہے۔ تمھارے وجود کا محتاج نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) اس مسئلہ کا پس منظر یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی **انکم وما تعبدون حصب جهنم** تم اور تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں تو ابن زبعری نے قوم سے خطاب کر کے کہا کہ دیکھو انہوں نے عیسیٰ بن مریم کو بھی جہنمی بنا دیا ہے اور یہ مثال پیش کر کے شور مچانے لگا تاکہ لوگ پیغمبرؐ اسلام کا جواب نہ سن سکیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا مقصد وضاحت امر نہیں تھا۔ وہ صرف جھگڑا بڑھانا چاہتا تھا اور بات کو مشتبہ بنانا چاہتا تھا کہ اس کا مزاج ہی یہی تھا۔

سرکار دو عالمؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کا اعلان کر کے فرمایا کہ احمق! قرآن کریم نے ماتعبدون کہا ہے اور ما غیر ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے جس سے بت مراد ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ملائکہ مراد نہیں ہیں۔ یہ سب ذوی العقول ہیں اور اس کی بہترین علامت یہ ہے کہ دنیا انہیں خدا قرار دے رہی ہے اور یہ خود پروردگار کی بندگی کر رہے ہیں اور عام مخلوقات سے زیادہ بندگی کر رہے ہیں جو کمال عقل و شعور کی نشانی ہے۔

بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ

اور جن بعض باتوں میں تم اختلاف رکھتے ہو انہیں تمہارے لیے بیان کرنے آیا ہوں۔ پس اللہ سے

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ

ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(63) یقیناً اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے

فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ

پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔(64) پھر گروہوں نے

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ

آپس میں اختلاف کیا۔ پس ظالموں کے لیے دردناک دن کے

عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ

عذاب سے تباہی ہے۔(65) کیا یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر

تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ

اچانک آ پڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟(66) اس دن دوست بھی ایک دوسرے کے

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ

دشمن (۱۰) ہو جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔(67) (پرہیزگاروں سے کہا جائے گا) اے میرے بندو!

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی تم غمگین ہو گے۔(68) (یہ وہی ہوں گے) جو ہماری

بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَ

آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔(69) (انہیں حکم ملے گا) تم اور تمہاری ازواج (۱۱)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۶۷ اشارہ ہے کہ جس دوستی کی بنیاد غیر تقویٰ پر ہوگی اس کا انجام دیکھ کر ہر شخص اپنے دوست سے دشمنی کا اعلان کردے گا لیکن جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے وہ بہرحال باقی رہے گی اور حزن وخوف سے بالاتر رہے گی اس لئے کہ اس کی اساس ایمان اور تسلیم یعنی عقیدہ اور عمل دونوں پر ہے۔

13- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس ضمیر کا مرجع قرآن مجید ہے جس نے جناب عیسیٰ کے مسئلہ کا ذکر کیا ہے اور قیامت کے تفصیلات سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس کا مرجع خود جناب عیسیٰ ہی ہیں اور وہ خود قیامت کی ایک بہترین دلیل ہیں کہ جو خدا بغیر باپ کے ایسا انسان پیدا کرسکتا ہے وہ مُردوں کو دوبارہ کیوں نہیں زندہ کرسکتا ہے۔

14- لفظ بعض سے اشارہ ہے کہ نبی کی اصل ذمہ داری مسائل دین کے اختلافات کو واضح کرنا ہے ورنہ دنیا کے معاملات میں تو اس

اردو حاشیہ

(۱۰) اس دشمنی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہاں کوئی جھگڑا شروع ہو جائے گا بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہے اور ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا ہوگا کہ کہیں کسی ہمدردی کا مطالبہ نہ کردے۔

ظاہر ہے کہ اہل دنیا جب دنیا میں کسی کے کام نہیں آتے ہیں اور صرف اپنی غرض کے بندے ہوتے ہیں تو آخرت میں کون کس کے کام آئے گا۔ یہ کام تو صرف صاحبانِ تقویٰ کا ہے جنہوں نے زندگی میں بھی حقوق انسانی وایمانی کا لحاظ رکھا ہے اور آخرت میں بھی اپنے ساتھیوں کی بخشش کا خیال رکھیں گے اور موقع ملے گا تو شفاعت اور سفارش بھی کریں گے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے۔ دنیا داروں سے اس طرح کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

(۱۱) شوہر کی طرح زوجہ بھی صاحب کردار ہو تو دونوں کو ایک ساتھ رکھا جائے گا تا کہ حیات دنیا کا سرور اور انس برقرار رہے ورنہ جب نسبی رشتے کام آنے والے نہیں ہیں تو سببی رشتوں کا کیا بھروسہ ہے اور جب وہاں زوجہ نوح جناب نوحؑ کے ساتھ نہیں جاسکتی ہے تو دوسروں کی ازواج کا کیا ذکر ہے۔

اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ

خوشی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔(70)ان کے سامنے سونے کے تھال اور

ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ

جام پھرائے جائیں گے اور اس میں ہر وہ چیز موجود ہو گی جس کی نفس خواہش کرے اور

تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ ۚ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ

جس سے نگاہیں لذت حاصل کریں اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔(71)اور یہ وہ جنت ہے جس کا

الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا

تمہیں وارث (۱۲) بنا دیا گیا ہے ان اعمال کے صلے میں جوتم کرتے رہے ہو۔(72)اس میں تمہارے لیے

فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ

بہت سے میوے ہیں جنہیں تم کھاؤ گے۔(73)جو لوگ مجرم ہیں

فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ ۖ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ

یقیناً وہ ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہیں گے۔(74)ان سے (عذاب میں) تخفیف نہ ہو گی اور وہ

فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ

اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔(75)اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ

ظالم تھے۔(76)اور وہ پکاریں گے: اے مالک (پہریدار)! تیرا پروردگار ہمیں ختم ہی کر دے تو وہ کہے گا:

قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ

بے شک تمہیں یہیں پڑے رہنا ہے۔(77)بتحقیق ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے

عربی حاشیہ

قدر اختلافات ہوتے ہیں کہ اس کے تصفیہ کے لئے کسی نبی کی عمر کافی نہیں ہوسکتی ہے۔

یہ اور بات ہے کہ نبی دنیا کے بارے میں بھی فیصلہ کردے گا تو اسے قبول بہرحال کرنا ہوگا اور اس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ امت اسلامیہ نے دین کے بارے میں بھی غدیر خم میں رسول اکرمؐ کے فیصلہ کا احترام نہ کیا اور دنیاداری میں مصروف ہوگئی۔

ف: آیت نمبر ۷۱ میں اس قدر جامعیت پائی جاتی ہے جس کی تفصیل ناممکن ہے۔خواہش نفس میں لامسہ، ذائقہ، شامہ اور سامعہ کا حوالہ ہے اور لذتِ نظر میں باصرہ کا ذکر ہے جو سب سے بالاتر لذت ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ کے بارے میں بعض روایات میں ہے کہ داروغہ جہنم کا یہ مختصر جواب بھی ہزار سال کے بعد ملے گا اور اس عرصہ میں وہ اس بات کے قابل بھی نہ ہوں گے کہ انھیں

اردو حاشیہ

(۱۲) یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ جنت کی وراثت صاحبانِ عمل کا حصہ ہے۔ بے عمل اور بدعمل افراد کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جس کا عمل جس قدر بلند ہوگا اس کی وراثت بھی اسی قدر بلند وبالا اور مستحکم ہوگی یہاں تک کہ عمل ساری دنیا سے بہتر وبرتر ہوگا تو انسان کو جوانانِ جنت کا سردار بنا دیا جائے گا یا اس سے بھی افضل قرار دے دیا جائے گا جیسا کہ سرکار دوعالمؐ نے حضرت حسنینؑ اور مولائے کائنات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا

اکثر کو حق ناگوار تھا۔(78) کیا انہوں نے کسی بات کا پختہ عزم کر رکھا ہے؟ (اگر ایسا ہے) تو ہم بھی مضبوط ارادہ

مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ

کرنے والے ہیں۔(79) کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور سرگوشیاں نہیں سنتے؟

نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ

ہاں! اور ہمارے فرستادہ فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔(80) کہہ دیجئے:

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ

اگر رحمٰن کی کوئی اولاد (۱۳) ہوتی تو میں سب سے پہلے (اس کی) عبادت کرنے والا ہوں۔(81) آسمانوں

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور زمین کا رب، عرش کا رب، پاکیزہ ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔ (82)

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ

پس انہیں بیہودہ باتوں میں مگن اور کھیل میں مشغول رہنے دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پا ئیں جس کا ان سے

يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ

وعدہ کیا گیا ہے۔(83)اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے

اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ

اور وہ بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔(84)اور بابرکت ہے وہ جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کی بادشاہی ہے اور اسی کے پاس

عربی حاشیہ

جواب دیا جائے اور جواب بھی اتنا سخت ہے کہ اللہ کی پناہ!

15- لایفتر یعنی لایخفف کسی طرح کی تخفیف یا مہلت نہیں ہے۔ ایک مسلسل عذاب ہے جس میں انھیں مبتلا رہنا ہے۔

16- مالک، جہنم کے خازن کا نام ہے جس طرح جنت کے خازن کو رضوان کہا جاتا ہے اور دونوں کے نام کی مناسبت بھی واضح ہے۔

17- کفار کا خیال ہے کہ خدا بھی ان کے اعمال سے باخبر نہیں ہے اور خدا کا بیان ہے کہ ہمارے نمائندے خود تمھارے پاس موجود ہیں اور تمھارے اعمال کو لکھ رہے ہیں لیکن تم نہ انھیں دیکھ سکتے ہو اور نہ اس کی تحریر کو روک سکتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۳) مفسرین نے اس آیت کریمہ کے متعدد معانی بیان کئے ہیں اور اس کے دو رخ بالکل واضح ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اگر خدا کسی بندہ کو اپنا فرزند بنا سکتا تو میں سب سے پہلا عبادت گزار تھا مجھے ہی بناتا اور جب مجھے نہیں بنایا ہے تو پھر کسی کو بنانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے یہاں ولادت کا کوئی امکان نہیں ہے وہ فرزند اختیار ہی کر سکتا ہے اور جب مجھے اس کام کیلئے اختیار نہیں کیا ہے تو کسی دوسرے کے اختیار کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اگر رحمان کے کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلا عبادت گزار ہوتا کہ وہ بھی خدائی کا ایک جز وضرور ہوتا کہ بیٹا اپنے باپ ہی کا ایک جزو ہوتا ہے اور جب میں نے کسی غیر خدا کی عبادت نہیں کی ہے تو اندازہ کر لو کہ کوئی فرزند خدا نہیں ہے اور میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں تم اس کا فرزند ثابت کر دو میں عبادت کیلئے تیار ہوں اور آخر میں یہ بھی واضح کر دیا کہ کائنات اس کی مخلوق ہے اور وہ سب کا مالک و مختار ہے۔ اس سے کسی کی قرابتداری نہیں ہے۔ اس سے صرف ایک رشتہ ہے جس کا نام ہے بندگی اور بس۔

بندگی سے ہٹ کر اس سے کوئی رشتہ نہیں ہوسکتا ہے نہ فرزندی اور نہ کوئی قرابتداری۔

السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ

قیامت کا علم ہے اور تم سب اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(85)اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

پکارتے ہیں وہ شفاعت کا کچھ اختیار نہیں رکھتے سوائے ان کے جو علم

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ

رکھتے ہوئے حق کی گواہی دیں۔(86)اور اگر آپ ان سے پوچھیں: انہیں کس نے خلق کیا ہے؟

لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلِهِ [18] يَا رَبِّ إِنَّ

تو یہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ پھر کہاں الٹے جا رہے ہیں۔(87)اور (اللہ جانتا ہے) رسول کے اس قول کو:

هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ

اے پروردگار! یقیناً یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔(88)پس ان سے درگزر کیجئے اور

سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

سلام کہہ دیجئے کہ عنقریب یہ جان لیں گے۔(89)

ایاتها ۵۹ ﴿۴۴﴾ سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حم ﴿۱﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ [1] ﴿۲﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ [2]

حا، میم۔(1)اس روشن کتاب کی قسم۔(2)ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں

عربی حاشیہ

18- قیل اور قول ایک ہی بات ہے اور اس کا تعلق عندہ علم الساعۃ سے ہے کہ خدا کے پاس قیامت کا بھی علم ہے اور رسول کے اس قول کا بھی علم ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔

ف: مذکورہ آیات میں پہلے سماوات وارض کا ذکر خدا کی ربوبیت کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد اس کی الوہیت کے ساتھ اور آخر میں مالکیت کے ساتھ اور یہ ایک فطری ترتیب ہے کہ جو رب ہوگا وہی معبود ہوگا اور جو معبود ہوگا وہی مالکیت کا حقدار بھی ہوگا۔ اس کے علاوہ مالکیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ف: قرآن مجید کے بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نزول ایک مرتبہ قلب پیغمبرؐ پر شب قدر میں ہوا ہے اور پھر ۲۳ سال تک مسلسل ہوتا رہا ہے اور اس تدریجی تنزیل کی ابتدا ۲۷ رجب کو ہوئی ہے اسی لئے اسے روز بعثت کہا جاتا ہے ورنہ بعثت کی تاریخ شب قدر ہوتی ۲۷ رجب نہ ہوتی۔

اردو حاشیہ

مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ

نازل کیا ہے۔ یقیناً ہم ہی تنبیہ کرنے والے ہیں۔(3)اس رات میں ہر حکیمانہ امر کی تفصیل

حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾

وضع کی جاتی ہے۔(4) ایسا امر جو ہمارے ہاں سے صادر (۱) ہوتا ہے (کیونکہ) ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔ (5)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ

آپ کے پروردگار کی طرف سے رحمت کے طور پر۔ وہ یقیناً خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(6) آسمانوں

وقف لازم

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔ (7)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ

باپ دادا کا رب ہے۔(8) لیکن یہ لوگ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔(9) پس آپ اس دن کا

تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ❸ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ

انتظار کریں جب آسمان (۲) نمایاں دھواں لے کر آئے گا۔(10) جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ عذاب دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى

ہوگا۔(11) (وہ فریاد کریں گے) ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب ٹال دے۔ ہم ایمان لاتے ہیں۔(12) ان کے

لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ

لیے نصیحت کہاں سودمند ہے جب کہ ان کے پاس واضح بیان کرنے والا رسول آیا تھا؟(13) پھر

عربی حاشیہ

1- یہ واوٴ قسم کے لئے ہے اور اسی لئے بعض حضرات نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ قرآن اپنی صداقت کے لئے اپنی ہی قسم کھاتا ہے اور اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ حالانکہ واضح سی بات ہے کہ قسم صداقت کے لئے نہیں کھائی گئی ہے بلکہ اس امر کی وضاحت کے لئے ہے کہ اس کا نزول مبارک رات میں ہوا ہے اور اس کا مقصد غضب الٰہی سے ڈرانا ہے اور بس۔

2- سورہ قدر میں لیلۃ القدر کہا گیا ہے اور یہاں لیلۃ مبارکہ کہا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مبارک رات ہی کا نام شب قدر ہے اور شب قدر ہی وہ رات ہے جس کو مبارک کہا گیا ہے کہ اس میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔

3- یہ کسی آگ سے نکلنے والا دھواں نہیں ہے بلکہ عذاب الٰہی کی مہیب شکل ہے جہاں دم گھٹنے لگے اور زمین سے آسمان تک دھواں ہی دھواں نظر آئے۔ بعض حضرات کی نظر میں یہ مجازی دھواں ہے جو نگاہوں میں مکہ کے قحط

اردو حاشیہ

(۱) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ امر حکیم سے مراد سال بھر کے مقدرات کا فیصلہ ہے کہ انسان کے رزق اور صحت ومرض، راحت وتکلیف سب کا فیصلہ اسی شب قدر میں ہو جاتا ہے اور یہ رب العالمین اپنے علم کی بنا پر کرتا ہے کہ بندہ ایسے اعمال انجام دینے والا ہے ورنہ سب کا وجود انسانی اعمال کے زیر اثر ہوتا ہے اور خدا بلا سبب کسی کو مبتلائے زحمت وتکالیف نہیں کرتا ہے۔ دوسرے حضرات کی نظر میں امر حکیم احکام الٰہیہ کا نام ہے کہ جب اس رات میں قرآن کا نزول ہوا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام باحکمت امور کی وضاحت اسی رات میں کر دی گئی ہے۔

(۲) مشرکین کے حرکات کی بنا پر پروردگار نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور قحط پڑ گیا۔ کھیتیاں خشک ہو گئیں، جانور مرنے لگے اور انسانوں کو فاقوں سے فضاؤں میں دھواں نظر آنے لگا تو پیغمبر اسلامؐ سے التماس کی کہ یہ عذاب برطرف ہو جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے عذاب کو ہٹا لیا لیکن حسب عادت منحرف ہو گئے اور ایمان نہ لائے تو قدرت نے پیغمبرؐ کو تسلی دی کہ آپ گھبرائیں نہیں اب جو عذاب آنے والا ہے اس کے واپس ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے اور اس وقت انہیں اپنے حرکات کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ

انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا: یہ تو تربیت یافتہ دیوانہ ہے۔(14) ہم تھوڑا سا عذاب ہٹا دیتے ہیں۔

قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ

تم یقیناً وہی کچھ کرو گے جو پہلے کیا کرتے تھے۔(15) جس دن ہم بڑی کاری ضرب لگائیں گے ہم (اس دن)

اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ

انتقام لینے والے ہیں۔(16) اور بتحقیق ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمائش میں ڈالا

وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ

اور ان کے پاس ایک معزز رسول آیا۔(17) (اس رسول نے کہا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ

میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔(18) اور اللہ کے مقابلے میں برتری دکھانے کی کوشش نہ کرو۔

اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ

میں تمہارے پاس واضح دلیل لے کر آیا ہوں۔(19) اور میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ میں آ گیا ہوں (اس بات سے)

تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا

کہ تم مجھے سنگسار کرو۔(20) اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے دور رہو۔(21) پس

رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا

موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔(22) (اللہ نے فرمایا) پس میرے بندوں کو لے کر رات کو چل پڑیں۔

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ

یقیناً وہ آپ کا پیچھا کرنے والے ہیں۔(23) اور سمندر کو شگافتہ چھوڑ دیجئے ان کے لشکری یقیناً غرق

عربی حاشیہ

سے پیدا ہوا ہے اور اس کے بعد کا بڑا عذاب بدر میں کفار کا خاتمہ ہے جو قدرے مہلت کے بعد پیش آیا تسکین روایات میں قبل قیامت کے حقیقی دھوئیں کا ذکر واقعی نہیں ہے بلکہ شرطیہ انداز سے ہے کہ اگر اب کبھی مہلت دے دی جائے تو یہ وہی کریں گے جو پہلے کر رہے تھے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

ف: آیت نمبر ۱۸ میں ایک خیال یہ ہے کہ عباد اللہ مخاطب ہوں اور مراد قوم فرعون ہو جو واقعاً عباد اللہ کی مستحق نہیں تھی اور اس طرح دوالی کے معنی احکام کی بجا آوری اور سرتسلیم کا خم کردینا ہوگا۔

4- رہو۔ ساکن۔ فاکہین۔ یعنی راحت وآرام سے مزے اڑانے والے۔

اردو حاشیہ

مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ

ہونے والے ہیں۔(24)وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے ۔(25)اور کھیتیاں

وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ

اور عمدہ محلات۔(26) اور نعمتیں جن میں وہ مزے لیتے تھے۔(27)اسی طرح (دھرے رہ گئے)

وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ

اور ہم نے دوسروں کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا۔(28) پھر نہ آسمان (۳) و زمین نے ان پر گریہ کیا اور

الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

نہ ہی وہ مہلت ملنے والوں میں سے تھے۔(29)اور بتحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت آمیز

مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا

عذاب سے نجات دی۔(30)(یعنی) فرعون سے، جو حد سے تجاوز کرنے والوں میں

مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى

بہت اونچا چلا گیا تھا۔(31)اور بتحقیق ہم نے انہیں (بنی اسرائیل) جان کر اہل عالم پر

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

فوقیت بخشی۔(32)اور ہم نے انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح امتحان تھا۔ (33)

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا

یہ لوگ ضرور کہیں گے۔(34) کہ یہ صرف ہماری پہلی موت ہے پھر ہم

نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

اٹھائے نہیں جائیں گے۔(35) پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (دوبارہ زندہ کر کے) پیش کرو۔ (36)

عربی حاشیہ

5- اہل مصر کی بدبختی یہ تھی کہ انھوں نے فرعون کا ساتھ دیا اور آخر میں غرق ہو گئے اور ان کی تمام نعمتیں مختلف قوموں کے حصے میں آ گئیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں مصر پر آشوریین، بابلیین ، حبش، فارس، یونان، رومان، عرب، طولان، اخشیدی، فاطمی، ایوبی، ترک، فرانس، انگریز ساری قوموں نے حکومت کی ہے اور آج بھی یہ بدنصیب ملک امریکہ اور اسرائیل کے قبضہ میں ہے اگرچہ بظاہر مسلمان حکومت قائم ہے۔

6- بنی اسرائیل کے عالمین میں منتخب ہونے کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ انھیں ان کے کردار کی بنا پر منتخب کرلیا گیا تھا بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ پروردگار نے انھیں یہ شرف دیا تھا کہ ان کی قوم سے متعدد افراد کو نبوت ورسالت کا شرف دیا تھا اور اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ان بدبختوں نے ان کا بھی انکار کر کے اس نعمت اور فضیلت کو

اردو حاشیہ

(۳) فرعونیوں کی بدبختی یہ تھی کہ جب ان کے عذاب کے دن آ گئے تو انہیں ایک لحہ کی بھی مہلت نہیں ملی اور دریائے نیل میں غرق کر دیئے گئے اور ان کی ذلت اور رسوائی کی علامت یہ ہے کہ ان کے مٹ جانے پر زمین و آسمان میں کوئی تاثر ظاہر نہیں ہوا جب کہ ان کا خیال یہ تھا کہ ہم مر جائیں گے تو قیامت آ جائے گی اور بات بھی صحیح تھی کہ ''خدا'' کے مر جانے کے بعد کائنات کے باقی رہنے کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا۔لیکن قدرت نے واضح کر دیا کہ باطل خدا بھی بن جائے تو اس کے مر جانے پر زمین و آسمان میں کوئی تغیر نہیں پیدا ہوتا۔ ہاں کوئی بندۂ خدا راہِ خدا میں کام آ جائے تو اس کی شہادت پر زمین بھی رو سکتی ہے اور آسمان بھی گریہ کر سکتا ہے جیسا کہ شہادت امام حسینؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ بیت المقدس کی زمین سے جو پتھرا ٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مار رہا تھا اور یہی حال آسمان کا بھی تھا کہ اس سے خون کی بارش ہو رہی تھی۔

تاریخ میں ایسے بہت سے مواقع نقل کئے گئے ہیں جہاں صاحبانِ ایمان واخلاص کے مرنے پر زمین و آسمان میں تاثرات کا اظہار ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ امام حسینؑ کی قربانی سب سے بالاتر تھی تو اس کا اثر بھی سب سے زیادہ ہوا اور کربلا سے بیت المقدس تک ساری زمین متاثر ہوگئی اور شاید یہ بھی شہادت کی ایک معراج ہے کہ اس کے اثرات مسجد الاقصیٰ تک پہنچ جائیں اور زمین و آسمان میں ایک زلزلہ پیدا ہو جائے۔

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ

کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور ان سے پہلے کے لوگ؟ انہیں ہم نے ہلاک کیا

إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

کیونکہ وہ سب مجرم تھے۔(37)اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے

وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ

درمیان ہے کو کھیل نہیں بنایا۔(38)ہم نے ان دونوں کو برحق پیدا کیا ہے لیکن

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ

اکثر لوگ نہیں جانتے۔(39)یقیناً فیصلے کا دن ان سب کے لیے طے

أَجْمَعِينَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا

شدہ ہے۔(40)اس دن کوئی قریبی کسی قریبی کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کی

هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ

مدد کی جائے گی۔(41) مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ یقیناً وہ بڑا غالب آنے والا، رحم

الرَّحِيمُ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾

کرنے والا ہے۔(42)بے شک زقوم کا درخت۔(43) گنہگار کا کھانا ہے۔ (44)

كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوهُ

پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہے جو شکموں میں کھولتا ہے۔(45)جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔(46)اسے

فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

پکڑلو اور جہنم کے بیچ تک گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ۔(47)پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے

عربی حاشیہ

اپنے لئے عذابِ الیم کا سبب بنالیا اور ان نمائندگانِ پروردگار سے استفادہ نہ کرسکے۔

ف: تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب تھا لیکن یہ تذکرہ اسعداء بوکرب کا ہے جو نیک کردار تھا اور ۵ھ میں غائبانہ طور پر پیغمبر اسلامؐ پر ایمان لے آیا تھا۔ اسی لئے مذمت کا رخ قوم کی طرف ہے۔

ف: لغت عرب میں مولیٰ کے ۲۷ معانی کا ذکر کیا گیا ہے اور قرآن مجید نے اس لفظ کا مطلق طور پر استعمال کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی طرح کا رشتہ دار کام آنے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر رحمت پروردگار ہوجائے جو محبت آلِ محمدؐ کی حسین ترین تعبیر ہے۔

7- زقوم تھوہڑ کے درخت کو کہا جاتا ہے جس کا مزہ انتہائی خراب ہوتا ہے اور تاثیر بھی گرم ہوتی ہے اور اسی لئے جہنم والوں کی غذا کو شجرہ زقوم سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی گرمی اتنی زیادہ ہوگی کہ پیٹ میں جانے کے بعد بھی گرم پانی کی طرح کھولنے لگے گا۔

اردو حاشیہ

مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِيۡمِ ؕ‏ ﴿۴۸﴾ ذُقۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ

پانی کا عذاب انڈیل دو۔(48) چکھ (عذاب) بے شک تو بڑی عزت والا،

الۡكَرِيۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ

اکرام والا ہے۔(49)یقیناً یہ وہی چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔(50)اہل تقویٰ

الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ مَقَامٍ اَمِيۡنٍ ۙ‏ ﴿۵۱﴾ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ۚۙ‏ ﴿۵۲﴾

یقیناً (۴) امن کی جگہ میں ہوں گے۔ (51) باغوں اور چشموں میں۔ (52)

يَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ۚۙ‏ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ قف

حریر اور دیبا پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(53)اسی طرح (ہو گا) اور ہم انہیں

وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ؕ‏ ﴿۵۴﴾ يَدۡعُوۡنَ فِيۡهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ

بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے۔(54)وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کے میووں کی فرمائش

اٰمِنِيۡنَ ۙ‏ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوۡقُوۡنَ فِيۡهَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَةَ الۡاُوۡلٰى ۚ

کریں گے۔(55)وہاں وہ پہلی موت کے سوا کسی اور موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے

وَوَقٰٮهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ۙ‏ ﴿۵۶﴾ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

اور اللہ انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لے گا۔(56)یہ آپ کے پروردگار کے فضل سے ہو گا۔ یہی تو

الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ‏ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمۡ

بڑی کامیابی ہے۔(57)پس ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا

يَتَذَكَّرُوۡنَ‏ ﴿۵۸﴾ فَارۡتَقِبۡ اِنَّهُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ع

تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔(58)پس اب آپ بھی منتظر رہیں۔یقیناً یہ بھی منتظر ہیں۔(59)

عربی حاشیہ

8-عذاب کے موقع پر یہ تعبیر اس روحانی عذاب کی طرف اشارہ ہے جس سے اہلِ جہنم کو دوچار ہونا پڑے گا جہنم میں فقط مادی عذاب ہی نہیں ہے بلکہ یہ روحانی عذاب بھی ہے کہ فرشتے آواز دیں گے۔ آیئے تشریف لایئے یہ آتش جہنم نوش فرمایئے۔ آپ تو بڑے صاحبِ عزت وجلال اور صاحبِ اکرام واحترام تھے..... یعنی آپ کا خیال تھا کہ یہی دنیاداری آپ کو عذاب سے بچالے گی۔ اب بتایئے کیا ہونے والا ہے اور کون آپ کا بچانے والا ہے۔ (خدا ہر مرد مومن کو اس صورتِ حال سے محفوظ رکھے)

ف: آیت نمبر ۵۶ میں موت اوّل سے مراد زندگی کے خاتمہ کی موت ہے جسے سب جانتے ہیں ورنہ برزخ کی موت بھی ایک موت ہے جسے عام طور پر لوگ نہیں جانتے لہٰذا نا قابلِ ذکر ہے موت اوّل اگرچہ مومن وکافر دونوں میں مشترک ہے لیکن مومن کے بارے میں اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے بعد حیات ہی حیات

اردو حاشیہ

(۴) انسان زندگانی دنیا میں چار طرح کی راحتوں کا طلبگار رہتا ہے۔ کھانے کیلئے بہترین غذا مل جائے، پہننے کیلئے بہترین لباس فراہم ہو جائے، رہنے کیلئے عمدہ مکان مل جائے جو محفوظ بھی ہو اور اس میں اسباب آسائش بھی ہوں اور اس کے بعد انتہائی خوبصورت اور خوش اخلاق زوجہ مل جائے تاکہ زندگی کا سکون درہم وبرہم نہ ہونے پائے۔

پروردگار عالم نے انسان کو توجہ دلائی کہ دنیا میں تو ان راحتوں کا فراہم ہونا ناممکن ہے۔ ہر راحت کے ساتھ ایک تکلیف ضرور شامل ہو جاتی ہے۔ غذا میں خراب ہونے کا خطرہ رہتا ہے، لباس میں بوسیدہ ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے مکان میں گر جانے کا خطرہ رہتا ہے زوجہ میں چُھٹ جانے اور ضعیف ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے البتہ جنت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں اور ان میں اس طرح کے خطرات نہیں ہیں صرف فرق یہ ہے کہ ان کا حصول تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جنت کا مکان محفوظ بھی ہے اور اس میں باغات اور چشموں کا سلسلہ بھی ہے۔

وہاں کا لباس ریشم کا ہے اور دبیز اور ہلکا دونوں طرح کا ہے جو ساتر بھی ہے اور زینت بھی پیدا کرتا ہے۔

وہاں کی زوجہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور وہاں کی غذا میں ہر طرح کا میوہ ہے جو چاہے سامنے حاضر ہے۔

اٰیاتہا ۳۷ ۴۵ سُورَۃُ الۡجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۵ رکوعاتہا ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّ

حا، میم۔(1)اس کتاب کا نزول بڑے غالب آنے والے، حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔(2)یقیناً

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ وَ فِیۡ خَلۡقِکُمۡ

آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(3)اور تمہاری خلقت میں

وَ مَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ وَ اخۡتِلَافِ [1]

اور ان جانوروں میں جنہیں اللہ نے پھیلا رکھا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔(4)اور رات

الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ

اور دن کی آمدورفت میں نیز اس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے پھر اس کی

فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ

موت کے بعد زمین کو اس سے زندہ کر دیتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں عقل رکھنے والی

اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ [2] ﴿۵﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ

قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔(5)یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو

بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾

سچائی کے ساتھ سنا رہے ہیں۔ پھر یہ اللہ اور اس کی آیات کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟(6)

عربی حاشیہ

ہے جب کہ کفار کے مقدر میں اس کے بعد بھی لطفِ حیات نہیں ہے۔

ف: اس سورۃ کو سورۂ شریعت بھی کہا جاتا ہے جو اس کی آیت نمبر ۱۸ سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس سورہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کا آغاز بھی عزیز حکیم سے ہوا ہے اور اس کا انجام بھی اسی صفت پروردگار پر ہوا ہے۔

1- اختلاف لیل ونہار۔ یعنی ایک کی جگہ پر دوسرے کا آتے رہنا۔

تصریف الریاح۔ یعنی ہواؤں کا مختلف سمتوں میں چلنا۔

افاک۔ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا۔

اثیم۔ بہت زیادہ گنہگار۔

رجز۔ گندگی کے معنی میں بھی ہے اور انحراف کے معنی میں بھی لیکن اس مقام پر شدید قسم کا عذاب مراد ہے اور عذاب کے ساتھ اس کا تذکرہ صرف تاکید کے لئے کیا گیا ہے۔

2- واضح رہے کہ ان آیات کریمہ میں

اردو حاشیہ

اور ان کے بعد سب سے بالاتر یہ نعمت ہے کہ وہاں موت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور فضل پروردگار ہمہ وقت شامل حال رہنے والا ہے اور یہی وہ راحت ہے جس کو عظیم کامیابی کہا جا سکتا ہے۔

اللھم ارزقنا!

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ

تباہی ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لئے۔(7) وہ اللہ کی آیات کو جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں سن تو لیتا ہے پھر

يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

تکبر کے ساتھ ضد کرتا ہے گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں۔سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (8)

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور جب اسے ہماری آیات میں سے کچھ کا پتہ چلتا ہے تو ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلیل

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ

کرنے والا عذاب ہے۔(9) ان کے پیچھے جہنم ہے اور جو کچھ ان کا کیا دھرا ہے

مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ

وہ انہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ وہ جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے کارساز بنایا تھا

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کے لیے تو بڑا عذاب ہے۔(10) یہ (قرآن) ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ

آیات کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب کی سخت سزا ہو گی۔(11) اللہ ہی ہے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تا کہ

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

تم اس کا فضل تلاش کرو اور شاید تم شکر کرو۔(12) اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو

عربی حاشیہ

آسمان و زمین کی نشانیوں کو صاحبانِ ایمان سے مربوط کیا گیا ہے اور شب و روز کی آمد و رفت اور آسمان سے رزق کی بارش اور ہواؤں کے تغیرات کو صاحبانِ عقل سے وابستہ کیا گیا ہے اور شاید یہ اس لئے ہے کہ پہلی بات بالکل واضح ہے صرف ایمان درکار ہے دوسری بات پر ایمان سب کا ہے لیکن یقین کی ضرورت ہے اور تیسری بات کافی غور طلب ہے لہٰذا اس کا فیصلہ صاحبانِ عقل کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۰ میں جہنم کو پیچھے بطور محاورہ کہا گیا ہے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان لوگوں نے آخرت سے منہ موڑ لیا ہے تو جہنم پیچھے ہو گیا ہے ورنہ اصل میں تو آگے ہے جس کی طرف یہ لوگ جا رہے ہیں۔

اردو حاشیہ

وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر (۱) کیا۔ غور کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں

يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

نشانیاں ہیں۔(13)ایمان والوں سے کہہ دیجئے: جو لوگ ایام اللہ پر عقیدہ نہیں رکھتے

أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ

ان سے درگزر کریں تا کہ اللہ خود اس قوم کو ان کے کیے کا بدلہ دے۔(14)جو

عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

نیکی کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے اور جو برائی کا ارتکاب کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی

تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

طرف لوٹائے جاؤ گے۔(15)اور بتحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾

نبوت دی اور انہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں اور انہیں اہل عالم پر فضیلت دی۔ (16)

وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ

اور انہیں امر (دین) کے بارے میں واضح دلائل دیے تو انہوں نے اپنے پاس علم

مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

آ جانے کے بعد آپس کی ضد میں آ کر اختلاف کیا۔ آپ کا پروردگار قیامت کے دن

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾

ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں یہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔(17)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۶۔۱۷ میں بنی اسرائیل کی چھ خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد ان کی نالائقی کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ دینِ خدا کا انکار علم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ بغاوت کا نتیجہ ہے ورنہ حجت تمام ہو چکی ہے۔

3- وہ دن جو کسی خاص نعمت یا عذاب کی بنا پر خدا کی طرف منسوب ہو گئے ہیں ورنہ یوں تو سارے دن اللہ ہی کے ہیں۔

4- کتاب سے مراد توریت و انجیل ہے اور حکم، حکومت اور قوتِ فیصلہ ہے اور عالمین پر فضیلت کے معنی یہ ہیں کہ ان کے درمیان ایسے افراد کو پیدا کیا گیا ہے جو صاحبانِ کتاب وحکم و نبوت ہیں ورنہ بنی اسرائیل اپنے ذاتی کردار و اخلاق کی بنا پر آدمی بھی کہے جانے کے قابل نہیں ہیں عالمین سے افضل قرار دیئے جانے کا کیا سوال ہے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ یہ افضلیت بنی اسرائیل کا وصفِ اضافی ہے جس طرح کہ سادات کرام کو نسب کا

اردو حاشیہ

(۱) عام طور سے قرآن مجید میں آسمان سے پانی برسانے کا ذکر کیا گیا ہے یا یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارا رزق آسمان میں ہے یا ہمارے پاس نعمتوں کے خزانے ہیں اور ہم معین مقدار میں نازل کرتے رہتے ہیں لیکن اس مقام پر دونوں باتوں کو جمع کر دیا گیا ہے اور پانی کے بجائے براہ راست رزق نازل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ اس سے مرادمن وسلویٰ جیسی چیزیں نہیں ہیں کہ اس کے بعد بلا فاصلہ اس رزق کے ذریعہ مردہ زمینوں کو زندہ بنانے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ کام من وسلویٰ وغیرہ کا نہیں ہے بلکہ یہ کام پانی اور شعاع آفتاب وغیرہ سے انجام پاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار نے صاحبانِ عقل کو اس نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہی ہے کہ تم فقط صاحب بصارت نہیں ہو کہ تمہیں پانی اور شعاع آفتاب نظر آئے تم صاحب عقل وبصیرت بھی ہو لہٰذا تمہیں اس پانی اور شعاع آفتاب کے پیچھے رزق کا ایک سلسلہ بھی نظر آنا چاہیے اور تمہیں ان ہواؤں کے تغیرات کی تاثیر کا اندازہ بھی ہونا چاہیے اور یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے کہ پانی وہ برساتا ہے، ہوائیں وہ چلاتا ہے، شعاع آفتاب وہ بھیجتا ہے اور رزق ہم پیدا کرتے ہیں یا ہم فراہم کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں ساری نعمتوں کا خالق و مالک وہی ہے اور وہ ان نعمتوں کو روک دے تو رزق کا سلسلہ ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ

پھر ہم نے آپ کو امر (دین) کے ایک آئین (۲) پر قائم کیا۔ لہٰذا آپ اسی پر چلتے رہیں اور

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ

نادانوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں۔(18)بلاشبہ یہ لوگ اللہ کے مقابلے میں آپ کے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ

کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور ظالم تو یقیناً ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ

اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔(19) یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور یقین رکھنے

رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا

والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔(20) برائی کا ارتکاب کرنے والے کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ

السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو ایک جیسا بنائیں گے کہ

سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَخَلَقَ

ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ برا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔(21)اور اللہ نے

اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ

آسمانوں اور زمین کو برحق خلق کیا ہے تا کہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ (۳) دیا جائے

بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ

اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(22) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو

عربی حاشیہ

اضافی وصف حاصل ہے۔

اس کے بعد ہر انسان کا فیصلہ اس کے ذاتی اعمال اور کردار کی بنا پر ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ وصف اضافی کا حق نہ ادا کیا جائے تو وہ بھی ایک مصیبت بن جائے اور اس سے مسئولیت میں کچھ اضافہ ہی ہو جائے۔

ف: آیت نمبر ۱۸ دلیل ہے کہ زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں۔ شریعت اور خواہشات، شریعت کی بنیاد امر الٰہی ہے اور خواہشات کی بنیاد جہالت اب انسان کو اختیار ہے کہ جہالت کا راستہ اختیار کرے یا شریعت کا۔ تقاضائے بصیرت وہدایت یہی ہے کہ عقل کا راستہ اختیار کرے۔

اردو حاشیہ

(۲) شریعت عربی زبان میں گھاٹ کو کہا جاتا ہے۔ اور اسلام نے الٰہی احکام کے مجموعہ کا نام شریعت رکھا ہے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح دریا میں گھاٹ پیاسوں کی پیاس بجھانے کا ذریعہ اور زندگی دینے کا ایک وسیلہ ہوتا ہے اسی طرح شریعت بھی تشنگانِ معرفت کی تسکین اور عالم انسانیت کی زندگی کیلئے واقعی وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

شریعت کی بنیاد امر الٰہی پر ہوتی ہے۔ اس کا خواہشات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ جو انسان شریعت کا پابند ہوتا ہے وہ عوامی خواہشات کی پرواہ نہیں کرتا ہے اور صرف حکم الٰہی پر عمل کرتا ہے۔ اس مقام پر جاہلوں کی خواہشات کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا گیا ہے کہ پیغمبر یا کوئی بھی پابند شریعت عالموں کی خواہشات کا اتباع کر سکتا ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ عالم دین اس طرح کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہے اور جو اس طرح کا مطالبہ کرے سمجھ لو کہ جاہل دین ہے عالم دین کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

(۳) یہ ان خیالات کی تردید ہے کہ بے دین اپنی دنیاوی زندگی کو دیکھ کر یہ تصور کر لیتے ہیں کہ عالم وجاہل اور دیندار و بے دین سب برابر ہی ہیں بلکہ بعض بے دین دینداروں سے بھی بہتر ہیں۔ تردید کا خلاصہ یہ ہے کہ ابھی آخرت کا حساب باقی ہے اور واقعی فیصلہ وہیں ہونے والا ہے اور آخرت کی ضرورت کی

هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ

اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے (اپنے) علم کی بنیاد پر اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور

جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا

اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے؟ پس اللہ کے بعد اب اسے کون ہدایت دے گا؟ کیا تم نصیحت حاصل

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ

نہیں کرتے؟(23) اور وہ کہتے ہیں: دنیاوی زندگی تو بس یہی ہے (جس میں) ہم مرتے ہیں

وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ

اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مارتا ہے اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں ہے۔

عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا

وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔(24) اور جب ان کے سامنے ہماری آیات

بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ

پوری وضاحت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں تو ان کی حجت صرف یہی ہوتی ہے کہ وہ کہیں: اگر تم سچے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ

ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر کے) لے آؤ۔(25) کہہ دیجئے: اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مار ڈالتا ہے

ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ

پھر تمہیں قیامت کے دن جس میں کوئی شبہ نہیں جمع کرے گا لیکن

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

اکثر لوگ نہیں جانتے۔(26) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے

عربی حاشیہ

ف: خواہش نفس ایک ایسی بلا ہے جو انسان کو بندہ بنا کر چھوڑتی ہے۔ یہی خواہش شیطان کا داخلی مرکز ہے اور یہی خدا سے مقابلہ کی داعی۔ اسی کا نتیجہ گمراہی ہے اور اسی کی عاقبت تباہی۔

5- واضح رہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر گمراہی کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے اور اسی بنا پر بہت سے مسلمانوں نے اپنے کو مجبور محض بنا کر خیر وشر دونوں کا ذمہ دار پروردگار کو قرار دے دیا ہے حالانکہ پروردگار نے ہر مقام پر ایسا قرینہ رکھ دیا ہے جو اس بات کی وضاحت کرتا رہے کہ یہ گمراہی اس کے ذاتی کردار کا نتیجہ ہے اور خدا کی طرف نسبت صرف اس لئے دی گئی ہے کہ اس نے جبراً رکاوٹ نہیں پیدا کی ہے اور انسان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے جس طرح کہ اسی آیت کریمہ میں پہلے خواہشات کو خدا بنانے کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ گمراہی اسی کردار کا نتیجہ ہے اور اس کا براہِ راست خدا سے کوئی تعلق نہیں

اردو حاشیہ

سب سے بڑی دلیل بھی یہی ہے کہ دنیا میں فیصلہ نہیں ہوا ہے اور یہاں بے دین اور بدعقیدہ افراد بھی مزے کرتے رہے ہیں لہٰذا ایک آخرت درکار ہے جہاں بیدینوں کو سزا دی جائے اور دیندار نعمات الٰہیہ میں عیش کر سکیں۔

(۴) دنیا میں بہت کم افراد ایسے ہیں جنہوں نے خدا کو خدا سمجھا ہو اور خواہشات کی خدائی کا در پردہ اقرار نہ کیا ہو خواہشات کے بندے حدود مذہب کے باہر بھی پائے جاتے ہیں اور حدودِ مذہب کے اندر بھی بلکہ کبھی کبھی مذہب کے نام پر جان دینے والے بھی دراصل خواہشات ہی کے بندے ہوتے ہیں کہ ان کا جان د دینے کا فیصلہ بھی خواہشات کی پیداوار ہوتا ہے اور اس کا حکم خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے گویا کہ یہ خواہشات کو قربان کرنے کے بجائے خواہشاتی قربانی پیش کرتے ہیں اور اس طرح شہادت کے شرف سے محروم رہ جاتے ہیں۔ شریعت کے قوانین دراصل اسی لئے بنائے گئے ہیں کہ انسانی خواہشات پر روک لگائی جائے اور انسان کو ایک ایسا معیار دے دیا جائے کہ اس سے انحراف خواہشات کی خدائی کے مترادف ہو جائے چاہے اس کا نام جو بھی رکھ لیا جائے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ احکام شریعت میں بھی ہیرا پھیری کرتے رہتے ہیں اور اپنی پسند اور ناپسند سے تقلید تک تبدیل کر دیتے ہیں اور پھر دوسرے اعلم کی رائے کا سہارا لے کر اپنے مقصد کو پورا کر لیا کرتے ہیں۔ یہ بھی درحقیقت خواہشات ہی کی خدائی کا ایک نمونہ ہے ورنہ تقلید کا ایک معیار معین ہے اور اس کی تبدیلی کا بھی ایک معیار مقرر ہے جس سے ہٹ کر کوئی چیز حدود اطاعت وعبادت میں داخل

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ

اور جس دن قیامت برپا ہو گی اس روز اہل باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔(27)اور

تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۛ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ

آپ ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھیں گے اور ہر ایک امت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ آج

تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ

تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے ہو۔(28)ہماری یہ کتاب تمہارے بارے میں

بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا

سچ سچ بیان کر دے گی۔ جو تم کرتے تھے ہم اسے لکھواتے رہتے تھے۔(29)پھر جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ

لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح بجا لائے انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

داخل کرے گا۔ یہی تو نمایاں کامیابی ہے۔(30)اور جنہوں نے کفر کیا

كَفَرُوْا ۛ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ

(ان سے کہا جائے گا) کیا میری آیات تمہیں سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر تم نے تکبر کیا اور

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

تم گنہگار قوم تھے۔(31)اور جب کہا جاتا تھا کہ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ

اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم کہتے تھے: ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔

عربی حاشیہ

ہے کہ خدا ہدایت دینے والا ہے گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔

6- کیا بچپنا ہے کہ ہر شے کا مطالبہ اس کی فصل سے پہلے کیا جائے۔ پیغمبر قیامت میں سب کے زندہ ہونے کا ذکر کر رہے ہیں اور وہ آج ہی زندہ کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں گویا قیامت کے تصور ہی سے نا آشنا ہیں اور اسے صرف ایک زندگی سمجھتے ہیں جس کا حساب و کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

نہیں ہوسکتی۔ خدا ہر انسان کو خود اس کے نفس کے شر سے بھی محفوظ رکھے۔

عربی حاشیہ

إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ

ہمیں گمان سا ہوتا ہے لیکن یقین نہیں آتا اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں۔(32)اور ان پر

سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ

اپنے اعمال کی برائیاں ظاہر ہو گئیں اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑاتے تھے اس نے

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ

انہیں گھیر لیا۔ (33)اور کہا جائے گا: آج ہم تمہیں اسی طرح بھلا دیتے ہیں جس طرح تم نے

يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٤﴾

اپنے اس دن کے آنے کو بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں ہے۔(34)

ذَٰلِكُم بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ

یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیات کا مذاق بنایا تھا اور دنیاوی زندگی نے تمہیں دھوکے میں

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

ڈال رکھا تھا، پس آج کے دن نہ تو یہ اس (جہنم) سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی معذرت

يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ

قبول کی جائے گی۔(35)پس ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا

الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ

رب ہے عالمین کا رب ہے۔(36)اور آسمانوں اور زمین میں بڑائی صرف اسی کے لیے

وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾

ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(37)

اردو حاشیہ

اٰیاتھا ٣٥ ۔۔۔ ٤٦ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ٦٦ ۔۔۔ رکوعاتھا ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾

حا، میم۔(1)اس کتاب کا نزول بڑے غالب آنے والے، حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔ (2)

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ

ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کو برحق اور ایک معینہ مدت کے لیے پیدا کیا ہے اور

اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ اس چیز سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس کی انہیں تنبیہ کی گئی تھی۔ (3)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

کہہ دیجئے : کیا تم نے انہیں (کبھی) دیکھا بھی ہے جنہیں اللہ کے سوا تم پکارتے ہو؟

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ

مجھے بھی دکھاؤ انہوں نے زمین کی کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے؟

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی باقی ماندہ علمی (ثبوت) میرے سامنے

صٰدِقِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ

پیش کرو۔(4)اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا جو اللہ کے سوا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ٣٣ تجسم اعمال کے لئے اور آیت ٣٤ جرم اور سزا میں تناسب کے لئے بہترین دلیل ہے آیت نمبر ٣٦ میں پروردگار کی ربوبیت کا مختلف انداز سے اعلان ''ارباب انواع'' کے تصور کی تردید ہے اور ساری ربوبیت کو ایک ذات پر منحصر کردیا گیا ہے۔

1- نسیان کے معنی یہ نہیں ہیں کہ خدائے تعالیٰ واقعاً بھول جائے گا اس لئے کہ بھولنے والا تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ ہم بھول رہے ہیں ورنہ متوجہ ہوجائے گا۔ درحقیقت یہ ایک محاورہ ہے کہ جس طرح تم نے ہمیں بھلادیا تھا اور نظرانداز کردیا تھا اسی طرح آج ہم بھی تمھارے ساتھ برتاؤ کریں گے تاکہ تمھیں اس طریقِ کار کی سنگینی کا اندازہ ہوسکے۔

2-استعتاب۔ راضی کرنے کی خواہش اورکوشش یعنی قیامت میں کسی کو یہ موقع بھی نہیں دیاجائے گا کہ وہ خدا کو راضی کرنے کا انتظام کرسکے کہ وہ جزا اور حساب کی منزل ہے اس

اردو حاشیہ

(ا) مذاہب کی تاریخ میں ہر دور میں ایسی ایسی حماقتیں اور جہالتیں ہوتی رہی ہیں کہ لامذہب افراد کو یہ کہنے کا موقع مل گیا ہے کہ مذہب چند بے بنیاد عقائدونظریات کا مجموعہ ہوا کرتا ہے اور اسی کے زیر اثر دین ودانش کی اصطلاح ایجاد ہوگئی ہے کہ مذہب فقط دین ہے جس کا دانش سے کوئی تعلق نہیں ہے اور دانش کی الگ ایک دنیا ہے۔ اسلام نے انہیں خرافات کی تردید کیلئے مختلف مقامات پر عقل وشعور کے استعمال کرنے کی دعوت دی ہے اور انسان کو متوجہ کیا ہے کہ کسی ایسے عقیدہ کو تسلیم نہ کرے جس کی بنیاد عقل ومنطق پر نہ ہو۔

اس مقام پر بھی بت پرستوں کو اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ بتوں کی خدائی کی بنیاد کس عقل ومنطق پر ہے۔ خدا خالق ومالک کو کہا جاتا ہے تو یہ زمین میں کس شے کے خالق ومالک ہیں یا ان کا آسمانوں میں کیا حصہ ہے۔

پھر اگر ان کالقیت اور مالکیت کا مشاہدہ نہیں بھی کیا ہے تو ان کی خدائی کا ذکر کسی خدائی کتاب ہی میں دکھلا دو یا اس سلسلہ میں کوئی علم وعقل کا بقیہ حصہ ہی لے آؤ جو تمہارے ہاتھ آ گیا ہے اور جس کی بنیاد پر تم نے انہیں خدا مان لیا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے اور عقل ومشاہدہ دونوں ان کی خدائی کے خلاف ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ صاحب عقل انسان ان کو خدا تسلیم کرے۔ صاحب عقل کو بہرحال یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر یہ قابل عبادت ہیں تو وہ ہاتھ کیوں قابل عبادت نہیں

لَّا يَسْتَجِيبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے بلکہ جو ان کے پکارنے تک سے

غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا

بے خبر ہوں؟(5)اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی

بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

پرستش سے انکار کریں گے۔(6)اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیات کی

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ

تلاوت کی جاتی ہے تو جب حق ان کے پاس آ جاتا ہے تو کفار کہتے ہیں: یہ تو صریح

مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا

جادو ہے۔(7) کیا یہ کہتے ہیں: اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ کہہ دیجئے: اگر میں نے اسے خود گھڑ لیا ہے تو تم میرے لیے

تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ

اللہ کی طرف سے (بچاؤ کا) کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ تم اس (قرآن) کے بارے میں جو گفت وشنید کرتے ہو اس سے

فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

اللہ خوب باخبر ہے اور میرے درمیان اور تمہارے درمیان اس پر گواہی کے لیے وہی کافی ہے اور وہی بڑا بخشنے والا،

الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ

رحم کرنے والا ہے۔(8) کہہ دیجئے: میں رسولوں میں انوکھا (رسول) نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا

مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ

اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو

عربی حاشیہ

میں عمل اور توبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

3- ہم کا مرجع بت ہیں اور دعائہم کا مرجع مشرکین ہیں۔ یعنی بتوں کو تو اپنے بندوں کے پکارنے کی بھی خبر نہیں ہے یہ بے چارے خدائی کیا کریں گے۔

ف: آیت نمبر ۴ میں تین طرح کے تقاضے ہیں۔ خلقت کے حوالے سے عقلی دلیل کا مطالبہ ہے اور کتاب کے ذریعہ وحی سماوی کا تقاضا ہے اور اثارۃ من علم کے ذریعہ قدیم عقلاء اور دانشوروں کے افکار کا مطالبہ ہے کہ ان میں کس نے شرک کی دعوت دی تھی اور اس مشرکیت پر کون سی دلیل قائم ہوئی ہے۔

ف: آیت نمبر ۹ کا ایک جملہ پیغمبرؐ اسلام پر ہونے والے جملہ اعتراضات کا جواب ہے کہ اگر گذشتہ انبیاء پر یہ اعتراض نہیں تھے تو میں بھی کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ میرے حالات بھی وہی ہیں جو دیگر انبیاء ومرسلین کے تھے۔

اردو حاشیہ

ہیں جنھوں نے ان کو تراشا اور تیار کیا ہے۔

أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

صرف واضح طور پر تنبیہ کرنے والا ہوں۔(9) کہہ دیجئے: کیا تم نے سوچا بھی ہے کہ اگر یہ (قرآن)

وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ

اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس سے انکار کیا ہو جب کہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی

مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کتاب پر گواہی دے چکا ہے اور پھر وہ ایمان بھی لا چکا ہو اور تم نے تکبر کیا ہو؟ بے شک اللہ ظالموں کو

الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ

ہدایت نہیں دیتا۔(10) جو لوگ کافر ہو گئے وہ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں: اگر یہ (دین) بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی

خَيْرًا مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ

طرف جانے میں ہم سے سبقت نہ کر جاتے اور چونکہ انہوں نے اس (قرآن) سے ہدایت نہ پائی اس لیے وہ کہیں گے:

هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ

یہ تو (وہی) پرانا جھوٹ ہے۔(11) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت تھی اور یہ (قرآن)

وَهَٰذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ایسی کتاب ہے جو عربی زبان میں (کتاب موسیٰ کی) تصدیق کرنے والی ہے تا کہ ظالموں کو تنبیہ کرے

وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ

اور نیکی کرنے والوں کو بشارت دے۔(12) جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے

اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ

پھر استقامت دکھائی۔ ان کے لیے یقیناً نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔(13) یہ لوگ

ع ۱

عربی حاشیہ

۱ روز قیامت باطل کے پیروں اور مریدوں کے تعلقات یوں ختم ہوجائیں گے کہ ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے اور ان کی عبادت کا بھی انکار کرنے لگیں گے۔ حق اور باطل کا ایک نمایاں فرق یہی ہے کہ باطل قیامت کے نام سے بے تعلق ہوجاتا ہے اور حق وہاں بھی شفاعت اور سفارش کا وعدہ کرتا ہے۔

۲ ''تفیضون فیہ'' یعنی اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہو۔

۳ بدع۔ وہ چیز جس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی انوکھے قسم کی چیز اور ''ما ادری'' کا مقصد یہ ہے کہ سب کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی کسی بات کی ذمہ داری نہیں لے سکتا ہے ورنہ نبی کو سب کا انجام معلوم ہے اور انھوں نے سلمان وابوذر جیسے افراد کے لئے جنت کی بشارت تک دی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ سورہ مبارکہ اگرچہ مکی ہے لیکن اس کی یہ آیت مدنی ہے جس طرح کہ سورۂ شوریٰ مکی ہے اور اس کی آیت مودت مدنی ہے اور یہ کوئی خاص بات نہیں ہے کہ کوئی سورہ مکی ہو اور اسکی کوئی آیت مدینہ میں نازل ہوئی ہو اس لئے کہ یہ تو سرکار دو عالمؐ کا حکم تھا کہ فلاں آیت کو فلاں سورۂ میں اور فلاں مقام پر رکھدو اور اس کی مصلحت خدا ورسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

آیت مبارکہ کا تعلق عبداللہ بن سلام سے ہے جو بنی اسرائیل کا بہت بڑا عالم تھا اور اس نے قرآن مجید کی آیات کو سن کر اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ اس کے آیات اور بیانات بالکل توریت سے ملتے جلتے ہیں لہٰذا اسے بھی خدا ہی کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایک غیر آدمی اس کی فصاحت وبلاغت اور جلالت کا اندازہ کر کے اس پر ایمان لے آئے اور جن کی زبان میں نازل ہوا ہے انہیں اسکے حقائق ومعارف کا اندازہ نہ ہو سکے۔

استقامت کے معنی ضدی ہونے اور بات پر اڑے رہنے کے نہیں ہیں جیسا کہ بعض سادہ لوح افراد خیال کرتے ہیں۔ استقامت کا مقصد توحید کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے چاہے وہ اظہار کا حکم دیں یا اخفاء کا، جہاد کا حکم دیں یا صلح کا۔ توحید کے تقاضے انسان کی زندگی کی بنیاد بن جائیں تو یہی استقامت ہے اور اسی کا نام استقلال ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے اسے ضد اور ہٹ دھرمی کہا جاتا ہے استقامت اور استقلال نہیں۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

جنت والے ہوں گے جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے ان اعمال کے صلے میں جو وہ بجا لایا کرتے تھے۔ (14)

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ پر احسان کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے تکلیف سہہ کر

وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى

اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے میں

اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ

تیس [۳] ماہ لگ جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ رشد کامل کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو کہنے لگا: پروردگارا!

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ

مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جس سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا اور

اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚۛ اِنِّیْ

یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میری اولاد کو میرے لیے صالح بنا دے۔ میں تیری طرف

تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ

رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔(15) یہ وہ لوگ ہیں جن کے

عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ

بہترین اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور ان کے گناہوں سے درگزر کرتے ہیں۔

الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیْ

یہ اہل جنت میں شامل ہوں گے اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا رہا ہے۔(16) اور جس نے

عربی حاشیہ

4-خوف کا تعلق مستقبل کے حالات سے ہوتا ہے اور حزن کا تعلق ماضی کے حالات سے اور اولیاء خدادونوں سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ انھیں نہ ماضی کا حزن ہوتا ہے اور نہ مستقبل کا خوف۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں مکہ کے غرباء اور فقراء یا بعض دیگر شخصیات پر طنز ہے، جنھوں نے صنادید قریش سے پہلے اسلام قبول کرلیا اور وہ اس طاقت کو اسلام کی کمزوری کی دلیل سمجھتے رہے۔

ف: والدین کے بارے میں نصیحت اور والدین کی اولاد کے بارے میں صلاح کی خواہش علامت ہے کہ اسلام رشتوں کے تقدس کو باقی رکھنا چاہتا ہے اور اس کے نزدیک قطع رحم انسانیت کی موت کے مترادف ہے جس کا احساس دور حاضر کے انسان کو بخوبی ہورہا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) محمد بن اسحاق نے سیرت میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ عثمان کے سامنے ایک عورت کو لایا گیا جس کے یہاں چھ مہینے میں بچہ پیدا ہوگیا تھا تو انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا۔ اتنے میں حضرت علیؑ آ گئے اور انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے اس نے رضاعت کا زمانہ دو سال قرار دیا ہے اور رضاعت وحمل کا زمانہ تیس مہینے کا قرار دیا ہے۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ حمل کا کم سے کم زمانہ چھ مہینے ہوتا ہے لہٰذا اس پر حد جاری کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

عثمان نے کہا کہ یہ استنباط تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا اور یہ کہہ کر فیصلہ بدل دیا۔ اس واقعہ سے صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے قرآن کے ساتھ اہلبیتؑ کو کیوں چھوڑا تھا اہلبیتؑ قرآن کے ان اسرار ورموز سے باخبر ہیں جنہیں امت کا کوئی قاری یا حافظ نہیں سمجھ سکتا ہے اور نہ ایسے افراد کو جامع قرآن کہنے کا کوئی جواز ہے۔

قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِيٓ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ

اپنے والدین سے کہا: تم دونوں پر اُف ہو! کیا تم دونوں مجھے ڈراتے ہو کہ میں (قبر سے) پھر نکالا جاؤں گا؟

الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ

جب کہ مجھ سے پہلے بہت سی نسلیں گزر چکی ہیں (ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا) اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہوئے

إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُولُ مَا هٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ

(اولاد سے) کہتے تھے: تیری تباہی ہو! تو مان جا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر (بھی) وہ کہتا ہے: یہ تو صرف اگلوں کی فرسودہ

الْأَوَّلِينَ ﴿۱۷﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ أُمَمٍ

کہانیاں ہیں۔(17) یہ وہ لوگ ہیں جن پر فرمان (خدا) حقیقت بن چکا ہے جنوں

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا

اور انسانوں کے ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں بے شک یہ خسارہ

خٰسِرِينَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ

اٹھانے والے تھے۔(18) اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجات ہیں اور انہیں ان کے

أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

اعمال کا بدلہ پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(19) اور جس روز کفار آگ کے

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا:) تم نے اپنی نعمتوں کو

وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا

دنیاوی زندگی (۴) میں ہی برباد کر دیا اور ان سے لطف اندوز ہو چکے۔ پس آج تمہیں

عربی حاشیہ

5- حمل اور رضاعت کے تیس مہینوں کو رضاعت کے دو سال سے ملایا جائے تو حمل کا کل زمانہ چھ مہینہ ثابت ہوتا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ چھ مہینہ میں پیدا ہونے والا بچہ بھی اپنے باپ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا اور وہ ولد الحرام نہیں کہا جا سکتا ہے۔

6- جن ماں باپ نے بچہ کی تربیت میں اس قدر محنت کی ہے ان کی واقعی تمنا اولاد کے صالح ہونے کی ہونی چاہیے نہ یہ کہ دولت مند اور آفیسر ہونے کی آرزو کی جائے جیسا کہ دورِ حاضر کا مزاج بن گیا ہے کہ ماں باپ کو صلح وفلاح سے کہیں زیادہ فکر نوکری اور دولت کی ہوتی ہے جو قطعی طور پر ایک غیر اسلامی ذہنیت ہے۔

7- بظاہر یہ ایک صورت حال کی تصویر کشی ہے جہاں بیٹا بغاوت اور کفر پر آمادہ ہے اور والدین ہدایت کے لئے بے چین ہیں جو شریف والدین کا خاصہ ہوا کرتا ہے اور انھیں

اردو حاشیہ

(۴) یہ ایک مرقع عبرت ہے کہ کفار ومشرکین سے یہ کہا جائے گا کہ تم زندگی کے سارے مزے دنیا میں لے چکے اب یہاں عذاب کا مزہ چکھو جو اس بات کی علامت ہے کہ دنیا میں راحت و آرام بسا اوقات آخرت میں مصیبت وقیامت کا پیش خیمہ بن جاتا ہے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد بھی اکثر صاحبانِ ایمان اس دنیا ہی میں راحت و آرام کے طلبگار رہتے ہیں اور کوئی چیز آخرت پر اٹھا کر نہیں رکھنا چاہتے جو ضعف ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا

ذلت کے عذاب کی سزا اس لیے دی جائے گی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے رہے اور

كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ

بدکرداری کرتے رہے۔(20)اور (قوم) عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کیجئے جب انہوں نے

بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

احقاف (کی سرزمین) میں اپنی قوم کو تنبیہ کی اور ان سے پہلے اور بعد میں بھی تنبیہ

وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

کرنے والے گزر چکے ہیں کہ:اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ

بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔(21)وہ کہنے لگے: کیا تم ہمیں ہمارے معبودوں سے باز رکھنے کے لیے

اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾

ہمارے پاس آئے ہو؟ اگر تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو۔(22)

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ

انہوں نے کہا: (اس کا) علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور جس پیغام کے ساتھ مجھے بھیجا گیا تھا وہ

بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا

تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک نادان قوم ہو۔(23) پھر جب انہوں نے عذاب کو بادل (۵) کی

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ

صورت میں اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے: یہ تو ہمیں بارش دینے والا بادل ہے۔

عربی حاشیہ

اولاد کے کھانے کپڑے سے زیادہ اس کی ہدایت اور نیکی کی فکر رہا کرتی ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے مروان کی طرف سے بیعت یزید کے مطالبہ پر اعتراض کیا تو مروان نے آیت نمبر ۱۷ کا حوالہ دیا اور حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو ولادت کے پہلے ہی سے ملعون ہے۔

ف: یوم عظیم اگر چہ عام طور سے قیامت کو کہا جاتا ہے لیکن چند آیات کے بعد عذاب کے دن کو روزِ عذاب الیم قرار دیا گیا ہے۔ گویا یہ عذاب دنیا ہی میں ہو گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) قوم عاد اگر چہ ریگستانوں میں آباد تھی لیکن مادی اور روحانی دونوں طرح کی نعمتوں سے مالا مال تھی۔ مالک کائنات نے انہیں اختیار بھی دے رکھا تھا اور آنکھ، کان، دل کی نعمت سے بھی نوازا تھا لیکن انہوں نے جناب ہودؑ کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا اور انتہا یہ ہوگئی کہ ان کا رئیس قوم ایمان لے آیا تو بھی انہوں نے سماعت نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے قحط کا عذاب نازل کر دیا اور ایک مدت تک یہ سلسلہ برقرار رہا لیکن پھر بھی راہِ راست پر نہ آئے تو خدا نے عذاب کا نیا طریقہ ایجاد کیا کہ صرف مجرمین تباہ ہوں اور باقی افراد کو کوئی نقصان نہ پہنچے اگر ان کے درمیان غیر مجرم افراد موجود ہوں اور وہ طریقہ یہ تھا کہ بادل اُمڈتا ہوا دکھائی دیا۔ لوگ اس کے زیر سایہ بارش کی امید میں آ کر کھڑے ہو گئے اور اس میں سے آگ برسنے لگی اور سب جل کر راکھ ہو گئے اور نہ راحت دنیا کام آئی نہ اقتدار و اختیار قوم کام آیا بلکہ خدا کی دی ہوئی نعمتیں الٹے حجت بن گئیں کہ آنکھ، کان، دل کے ہوتے ہوئے بھی دیکھا کیوں نہیں اور سنا کیوں نہیں اور سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔

واضح رہے کہ ایسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے جنہوں نے نعمات الٰہیہ کی قدر نہیں کی اور نمائندگانِ پروردگار کی تکذیب کرتے رہے۔ یہ اور بات ہے کہ رحمت للعالمین کی برکت سے امت اسلامیہ پر عذاب نہیں نازل ہو رہا ہے ورنہ یہ قوم کسی قوم عاد سے کم ذلیل اور منحرف نہیں ہے۔

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾

(نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تمہیں عجلت تھی (یعنی) آندھی جس میں ایک دردناک عذاب ہے۔ (24)

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى

جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دے گی۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

گھروں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ مجرم قوم کو ہم اس طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ (25)

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

اور بتحقیق انہیں ہم نے وہ قدرت دی جو قدرت ہم نے تم لوگوں کو نہیں دی

سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۫ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ

اور ہم نے انہیں سماعت، بصارت اور قلب عطا کیے تھے۔ تو جب انہوں نے

وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا

اللہ کی آیات کا انکار کیا تو نہ ان کی سماعت نے انہیں کوئی فائدہ دیا اور نہ ہی ان کی

يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

بصارت نے اور نہ ان کے قلوب نے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ اسی چیز کے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲٦﴾ ع وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ

نرغے میں آ گئے۔(26)اور بتحقیق ہم نے تمہارے گردوپیش کی بستیوں کو تباہ کر دیا

الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْ

اور ہم نے اپنی نشانیوں کو بار بار ظاہر کیا تا کہ وہ باز آ جائیں۔(27)پس

عربی حاشیہ

8- احقاف۔ حقف کی جمع ہے جس کے معنی ہیں اونچا ریگستان۔ یہ یمن کے علاقہ کا نام ہے جسے شجر بھی کہا جاتا تھا اور قوم عاد اسی علاقہ میں آباد تھی۔ اس علاقہ کا ایک حصہ حجاز سے ملتا ہے لہٰذا اس کی مثال مشرکین کے حق میں زیادہ مفید ہوسکتی تھی اگر وہ عبرت حاصل کرنا چاہتے۔

9- خاصانِ خدا کی تبلیغ کا سب سے اہم عنصر یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی مقام پر اپنے کمال کا ذکر نہیں کرتے بلکہ بات بات پر خدا کا ذکر کرتے ہیں تا کہ انسان کی توجہ اس کی طرف ہو جائے اور کوئی ایک بھی ذہن متوجہ ہو جائے تو گویا اپنی ساری محنت وصول ہو گئی ہے۔

اردو حاشیہ

لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا (10)

انہوں نے قرب الٰہی کے لیے اللہ کے سوا جنہیں اپنا معبود بنا لیا تھا انہوں نے

اٰلِهَةً ط بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ج وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا

ان کی مدد کیوں نہیں کی؟ بلکہ وہ تو ان سے غائب ہو گئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور وہ بہتان جو

يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

وہ گھڑتے تھے۔(28) اور (یاد کیجئے) جب ہم نے جنات (۶) کے ایک گروہ کو آپ کی طرف متوجہ کیا تا کہ قرآن سنیں۔

يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ج فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ج

پس جب وہ رسول کے پاس حاضر ہو گئے تو (آپس میں) کہنے لگے: خاموش ہو جاؤ! جب تلاوت ختم ہو گئی

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ

تو وہ تنبیہ (ہدایت) کرنے اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے۔(29) انہوں نے کہا: اے ہماری قوم!

اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے

يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ وہ حق اور راہ راست کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ (30)

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا (13) دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ کہ اللہ تمہارے

ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ

گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گا۔(31) اور جو اللہ کی

عربی حاشیہ

10- ہر دور میں کفار کی مکاری رہی ہے کہ جب دیکھا کہ بتوں کی خدائی کا اعلان رسوائی کا باعث بن رہا ہے تو فوراً یہ کہہ دیا کہ ہم ان کو خدا نہیں سمجھتے ہیں بلکہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان کے پیچھے خدا کی بات بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہیں جو خدا ماننے کی بہترین علامت ہے اور جو کسی بھی قوم کی گمراہی کی آخری منزل ہوتی ہے۔

ف: اطراف کی آبادیوں سے مراد دیگر انبیاء کی قومیں ہیں۔ جن میں قوم ثمود جزیرہ نمائے عرب کے شمال میں قوم سبا یمن میں، قوم شعیب شام کے راستہ مدین میں اور قوم لوط بھی اسی علاقہ میں رہائش پذیر تھی۔

ف: واضح رہے کہ جنات کے مبلغین نے تبلیغ کی بنیاد قرآن مجید کو قرار دیا ہے اور اس کی تین خصوصیات بیان کی ہیں۔ ان کے بیان میں ''یغفر لکم من ذنوبکم'' میں من زائدہ ہے اور خدا تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے

اردو حاشیہ

(۶) قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جنات کا ذکر کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک مخلوق ہے جس کے حالات انسانوں کے حالات سے ملتے جلتے ہیں اور اس کے دریافت کرنے کا ذریعہ بھی وحی الٰہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اس لئے کہ یہ مخلوق عام طور سے مشاہدہ سے بالاتر ہے۔ سورۂ جن میں اس قوم کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ موجود ہے۔ غرض تخلیق کے بیان میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔ شیاطین کی اقسام میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ خود شیطان کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق قوم جن سے تھا لیکن اس مقام پر جس تذکرہ کو پیش کیا گیا ہے وہ انسانوں کیلئے باعث عبرت ہے کہ جنات کے گروہ نے جیسے ہی قرآن کو سنا خود بھی ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو بھی ہدایت دینے کیلئے تیار ہو گئے اور داعی الٰہی کی آواز پر لبیک نہ کہنے کے نتائج سے بھی باخبر کرنے لگے لیکن انسان اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود مسلسل آیات قرآنی کو سنتا ہے اور اس کے دل و دماغ پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ ایسے انسانوں سے تو یہ جنات ہی بہتر ہیں۔

واضح رہے کہ جنات کے وجود کا ثابت ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ روزانہ جتنے واقعات جنات کے بارے میں پیش آتے ہیں اور جس جس طرح جنات چڑھائے یا اتارے جاتے ہیں یہ سارے واقعات صحیح اور مطابق عقل و منطق ہیں۔ ان واقعات کی اکثریت تو بہرحال وہم و گمان کے علاوہ کچھ نہیں ہے

دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ
طرف بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کرتا وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
اس کا کوئی سرپرست بھی نہیں ہو گا۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔(32) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ
جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق فرمایا ہے اور جو ان کے خلق کرنے سے عاجز نہیں آیا

بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ ہاں! وہ یقیناً

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ
ہر چیز پر قادر ہے۔(33) اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (اس وقت ان سے پوچھا جائے گا:)

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا
کیا یہ برحق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! ہمارے پروردگار کی قسم (یہ حق ہے۔) اللہ فرمائے گا: پھر عذاب چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا
اپنے اس کفر کی پاداش میں جو تم کرتے رہے ہو۔(34) پس (اے محمدؐ) صبر کیجئے جس طرح

الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ
اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے اور ان کے لیے (طلب عذاب میں) جلدی نہ کیجئے۔ جس دن یہ اس عذاب کو

يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ
دیکھیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں محسوس ہو گا گویا دنیا میں دن کی ایک گھڑی بھر سے

عربی حاشیہ

بشرطیکہ حق العباد میں نہ ہوں اور ہوسکتا ہے کہ مِن تبعیضیہ ہو۔

11- صرفنا الیک۔ یعنی وجہنا الیک۔

12- قضی۔ یعنی تلاوت تمام ہوگئی۔

13- یہ ایک نعرہ ہے جو ہر داعی حق کے حق میں ہر صاحبِ ایمان کی زبان پر ہونا چاہیے اور جب بھی کسی شخص کو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہوئے دیکھے تو اپنی قوم کو متوجہ کرنا چاہیے کہ قوم والو اس کی آواز کو سنو اور اس کے پیغام پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ یہ داعی الٰہی ہے اور اللہ سے بچ کر نکل جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

14- آخرت میں انسان کو یہ اندازہ ہوگا کہ دنیا کی تمام راحتیں ایک ساعت سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی تھیں۔

15- یہ قرآن اتمام حجت کا بہترین ذریعہ ہے جس نے ہر پیغام الٰہی کو عالمِ انسانیت تک پہنچا دیا ہے اور اس کے بعد عمل کرنے یا نہ کرنے کی ذمہ داری خود انسان کی ہے اور اسی

اردو حاشیہ

اور یہی وجہ ہے کہ ان کا اثر صرف جاہل عوام پر ہوتا ہے اور انہیں پر جنات آتے رہتے ہیں ورنہ صاحبانِ علم و فضل پر ان جہالتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

زیادہ نہیں رہے۔ (یہ ایک) پیغام ہے۔ پس ہلاکت میں وہی لوگ جائیں گے جو فاسق ہیں۔ (35)

اٰیاتها ۳۸ | ۴۷ سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ۹۵ | رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾

جنہوں نے کفر اختیار کیا اور راہ خدا میں رکاوٹ ڈالی اللہ نے ان کے اعمال حبط کر دیے۔ (1) اور جو لوگ ایمان لائے اور صالح اعمال بجا لائے اور جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اس پر بھی ایمان لائے اور ان کے رب کی طرف سے حق بھی یہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ ان سے دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح فرمائی۔ (2) یہ اس لیے ہے کہ کفار نے باطل کی پیروی کی اور ایمان لانے والوں نے اس حق کا اتباع کیا جو ان کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے لیے ان کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔ (3)

عربی حاشیہ

اعتبار سے اس کی نجات اور فلاح کا فیصلہ کیاجائے گا۔

ف: اولوالعزم انبیاء کی تعداد عام طور سے شیعہ اور سنی روایات میں پانچ ہی ہے اور انھیں کا تذکرہ مختلف آیات میں بھی کیا گیا ہے۔ ان کے صاحبان عزم ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ ان کی شریعت نئی تھی اور ایسی شریعت کی تبلیغ مخصوص اور مستحکم عزم کی طلبگار ہوتی ہے جو عزم ان انبیاء کرام کو حاصل تھا۔

ف: اس سورہ کا مرکزی موضوع مسئلہ جہاد ہے اور اسی لئے اسے سورۂ قتال بھی کہا جاتا ہے لیکن ایمان اور نفاق کی تفصیلات کے اعتبار سے امام جعفر صادقؑ کا یہ ارشاد انتہائی بلیغ ہے کہ اس کی ایک آیت ہمارے بارے میں ہے اور ایک ہمارے دشمن کے بارے میں اور اس طرح دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔

1- صد۔ رُکنے اور روکنے دونوں کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں بظاہر

اردو حاشیہ

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ

پس جب کفار سے تمہارا سامنا (۱) ہو تو (ان کی) گردنیں مارو یہاں تک کہ

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا

جب انہیں خوب قتل کر چکو تو (بچنے والوں کو) مضبوطی سے قید کر لو۔ اس کے بعد

فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ۫ ذٰلِكَ ۛؕ وَ لَوْ يَشَآءُ

احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر (چھوڑ دو) تاوقتیکہ لڑائی تھم جائے۔ حکم یہی ہے اور

اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ

اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لیتا لیکن (اللہ کو یہ منظور ہے کہ) تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے

وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٤

ذریعے سے لے اور جو لوگ راہِ خدا میں شہید کیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز حبط نہیں کرے گا۔ (4)

سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝٥ۚ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦

وہ عنقریب انہیں ہدایت دے گا اور ان کی اصلاح فرمائے گا۔ (5) اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی انہیں پہچان کرا دی ہے۔ (6)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری (۲) مدد کرے گا اور

يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ

تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ (7) اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے لیے ہلاکت ہے اور (اللہ نے) ان کے اعمال کو

اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

برباد کر دیا ہے۔ (8) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اسے ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا پس اللہ نے

عربی حاشیہ

روکنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

2-بال کے معنی دل کے بھی ہیں اور حال کے بھی ہیں اور یہاں بظاہر حال ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

3-جس رسی یا زنجیر وغیرہ سے کسی کو باندھا جاتا ہے۔

4-یہ ایک اشارہ ہے کہ اہل جنت کو ان کی جنت پہلے ہی سے معلوم ہوتی ہے جس کا بہترین نمونہ شبِ عاشور دیکھنے میں آیا ہے کہ امام حسینؑ نے اصحاب کو ان کے مقامات جنت دکھا دیے اور ہر ایک نے اپنی منزل کا خود ہی مشاہدہ بھی کر لیا۔

5- تعس۔ ہلاکت۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کو چھیڑنے کا قائل نہیں ہے۔ وہ حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت حق دیتا ہے لیکن جب کفر مقابلہ پر آ جاتا ہے تو کسی طرح کی رعایت کا بھی قائل نہیں ہے اور اس کا کھلا ہوا اصول ہے کہ جس قدر ممکن ہو کفار سے جنگ کرو اور ان کا خاتمہ کر دو۔ اس کے بعد جب جنگ تمام ہو جائے تو جو قیدی بن سکیں انہیں قیدی بنا لو اور سختی سے گرفتار کرو کہ بھاگنے نہ پائیں۔ اس کے بعد ذمہ دار جہاد کو اختیار ہے کہ وہ مصالح کے تحت چاہے احسان کر کے آزاد کر دے یا معاوضہ لے کر رہا کر دے اس کیلئے کوئی مستقل قانون نہیں طے کیا جا سکتا ہے اور خدا بغیر جہاد کے بھی یہ سب کچھ کر سکتا تھا اور انہیں ہلاک کر سکتا تھا لیکن وہ ایمان والوں کا بھی امتحان لینا چاہتا ہے کہ یہ اس کی راہ میں کس قدر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے صاحبانِ ایمان سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کی مدد کرتا بھی ہے چاہے فتح کی صورت میں ہو یا بقائے دوام کی صورت میں یا کسی اور صورت میں۔ لیکن یہ سب اس بات سے مشروط ہے کہ پہلے بندہ اسکی مدد کرے اور اس کے دین کے کام آئے ورنہ قربانی کے بغیر خدا کسی طرح کی امداد کا ذمہ دار نہیں ہے اور انجام کار تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دورِ حاضر میں مسلمانوں کی نکبت کا راز یہی ہے کہ وہ دین خدا کی امداد نہیں کرتے اور خدا سے غیبی امداد کے امیدوار رہتے ہیں اور اس طرح دشمن کو موقع مل جاتا ہے اور وہ ان کی کاہلی اور بے غیرتی سے فائدہ اٹھا کر انہیں

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
ان کے اعمال حبط کر دیے۔(9) کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں ہیں کہ

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ
وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی

عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
اور کفار کا انجام بھی اسی قسم کا ہو گا۔(10) یہ اس لیے ہے کہ

مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ
مومنین کا کارساز اللہ ہے اور کفار کا کوئی کارساز نہیں ہے۔(11) اللہ

اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
ایمان لانے والوں اور صالح اعمال بجا لانے والوں کو یقیناً ایسی جنتوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ
داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ لطف

وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَ
اٹھاتے ہیں اور جانوروں کی طرح پیٹ بھرتے (۳) ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔(12) اور

كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ
بہت سی ایسی بستیاں جو آپ کی اس بستی سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں جس سے آپ کو نکالا ہے۔

اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
ہم نے انہیں ہلاک کر ڈالا پس ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔(13) کیا جو شخص اپنے پروردگار کی

عربی حاشیہ

6-یعنی جو انجام گذشتہ اقوام کا ہو چکا ہے وہی انجام ان کفار کا بھی ہونے والا ہے۔ یہ کوئی اللہ کے چہیتے نہیں ہیں۔ نظام الٰہی ایک نظام ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کرے گا اس کا انجام اس کے سامنے آنے والا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴ میں ملاقات سے مراد میدانِ جنگ کا سامنا ہے اور یہ قرآن مجید کی خاص اصطلاح ہے۔ اس کے بعد اسیروں کے بارے میں غیر مشروط یا مشروط آزادی کی ترغیب ہے اور غلامی کا ذکر نہیں ہے اگرچہ اس کا اختیار بھی امام وقت کو ہے لیکن یہ اسلام کا بنیادی مقصد نہیں ہے جب کہ مغرب میں غلامی ۱۸۹۰ء تک رہی ہے اور اس کے بعد مشترکہ طور پر اس کے خلاف تجویز پاس ہوئی ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں چار قسم کی نہروں کا تذکرہ ہے اور ہر قسم کی مختلف نہریں بیان کی گئی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ پانی کی نہر پیاس کے لئے ہو، دودھ کی نہر غذا کے لئے۔ شراب کی

اردو حاشیہ

مختلف قسم کی ذلتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۳) امیرالمومنینؑ نے نہج البلاغہ میں انتہائی حسین جملہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے اس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ مجھے بہترین غذائیں اپنی طرف متوجہ کر لیں جس طرح کہ بندھا ہوا جانور صرف چارہ کھانا ہی جانتا ہے اور آزاد جانور صحرا کا کوڑا کرکٹ چباتا ہے کہ وہ چارہ سے پیٹ تو بھر لیتا ہے لیکن مقصد کی طرف سے بالکل آزاد اور غافل ہوتا ہے رب کریم ہر مرد مسلمان کو ان فقرات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق کرامت فرمائے۔

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا

طرف سے واضح دلیل پر ہو اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہو اور جنہوں نے

اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ

اپنی خواہشات کی پیروی کی ہو؟(14) جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ

اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ

اس میں ایسے پانی کی نہریں (۴) ہیں جو (کبھی) بدبودار نہ ہوگا اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جن کا ذائقہ نہیں بدلے گا

طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ۬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذت بخش ہوں گی اور خالص شہد کی نہریں (بھی) ہیں

عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ

اور اس میں ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔

مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا

کیا یہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی

فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى

آنتوں کو کاٹ کر رکھ دے گا؟(15) ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپ کو سنتے ہیں لیکن

اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا

جب آپ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو جنہیں علم دیا گیا ہے وہ ان سے پوچھتے ہیں:

قَالَ اٰنِفًا ۫ قف اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

اس نے ابھی کیا کہا؟ (۵) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے

عربی حاشیہ

نہر نشاط کے لئے اور شہد کی نہر قوت اور طاقت کے لئے۔ اس کے بعد دیگر آیات کی طرح میووں کا تذکرہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ جنت کی اہم ترین غذا میوہ ہے اور دنیا میں بھی اس سے بہتر کوئی غذا نہیں ہے۔

7- کاین۔ کم کے معنی میں ہے اور یہ متبدا کی جگہ پر ہے جس کی خبر اہلکنا ہم ہے۔

8- روایت میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ہجرت کے وقت مکہ سے خطاب کرکے فرمایا کہ تو میری اور خدا کی نگاہ میں محبوب ترین شہر ہے لیکن حکم خدا ہے لہٰذا میں ہجرت کر رہا ہوں یعنی ہجرت بینہ ربانی کی بنا پر ہورہی ہے اتباع خواہشات کی بنا پر نہیں ہے۔

9- آسن۔ متغیر ہوجانے والا۔ حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔ آنفا۔ یعنی ابھی ابھی۔ خدا جانے یہ کیسے صاحبانِ ایمان تھے جنھیں پیغمبرؐ اسلام کی باتیں چند لمحوں تک بھی یاد نہیں رہتی تھیں۔

اشراط۔ علامات۔

اردو حاشیہ

(۴) ان فقرات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جنت صرف معنوی اور روحانی لذتوں کی جگہ نہیں ہے بلکہ وہاں کھانے پینے اور آرام کرنے کی لذتیں بھی فراہم ہیں اور اس کا معیار یہ ہے کہ جو شخص جو کچھ چاہے گا وہ اسے مل جائے گا اور جب چاہنے والوں کی حیثیتیں الگ الگ ہیں تو نعمتوں کو بھی الگ الگ ہونا چاہیے اور ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق ملنا چاہیے۔

(۵) یہ انداز ہر دور کے مسخرے اہل حق کے ساتھ اختیار کرتے ہیں کہ جب ان کے بیانات کو سن کر باہر نکلتے ہیں تو مخلصین پر یہ طنز کرتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا بک رہے تھے۔ ہم تو کچھ بھی نہیں سمجھے پتہ نہیں تم لوگ کیا سمجھ گئے ہو جو ان کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔

وَاتَّبَعُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًى

اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔(16) اور جنہوں نے ہدایت حاصل کی اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ فرمایا

وَّاٰتٰىھُمْ تَقْوٰىھُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ

اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا۔(17) تو کیا یہ لوگ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ انہیں اچانک آ لے؟

تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ

پس اس کی علامات (۶) تو آ چکی ہیں، لہٰذا جب قیامت آ چکے گی تو اس وقت انہیں

اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نصیحت کہاں مفید ہو گی؟(18) پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور اپنے گناہ کی معافی مانگو اور مومنین و مومنات کے لیے بھی اور اللہ تمہاری آمد ورفت

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ

اور ٹھکانے کو جانتا ہے۔(19) اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ (۷) کہتے ہیں: کوئی سورت

سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ [10] وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ

نازل کیوں نہیں ہوئی؟ (جس میں جہاد کا ذکر ہو) اور جب محکم بیان والی سورت نازل ہو

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

اور اس میں قتال کا ذکر آ جائے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ [11] ﴿۲۰﴾ ج طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ

جیسے موت کی بے ہوشی طاری ہو گئی ہو پس ان کے لیے بہتر تھا۔(20) اطاعت کرنا اور پسندیدہ

عربی حاشیہ

ذکریٰ۔ یاددہانی۔

متقلب۔ امور دنیا میں آمد ورفت

مثویٰ۔ سکون و آرام کی منزل۔

ف: اشراط الساعۃ علامات قیامت کا ذکر صرف آیت نمبر ۱۸ میں کیا گیا ہے لیکن روایات میں اس امر کا تذکرہ بکثرت پایا جاتا ہے۔ نور الثقلین میں جناب سلمان کی مفصل حدیث ہے جس میں رسول اکرمؐ نے علامات قیامت کا ذکر کیا ہے اور بعض روایات میں خود بعثت بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے اور عمومی علامت علم کا اٹھ جانا، جہل کا غلبہ، شراب خوری اور زنا کی عمومیت ہے۔

ف: ''جن کے دل میں مرض پایا جاتا ہے'' یہ منافقین کے بارے میں قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے۔ اس سے ضعیف مومنین کا مراد لینا سیاق آیت کے بھی خلاف ہے اور اصطلاح قرآن کے بھی!

10- سورہ محکمہ۔ یعنی وہ سورہ جس میں

اردو حاشیہ

(۶) علامات قیامت کے بارے میں بڑی تفصیل روایتیں پائی جاتی ہیں جن میں بنیادی علامات نمازوں کی بربادی اور خواہشات کی پیروی کو قرار دیا گیا ہے اور باقی فسادات کو انہیں کی فرع قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ جس سماج میں خدا کی بندگی نہ ہو گی اور خواہشات کی حکمرانی ہوگی اس میں دنیا کا ہر فساد ہوسکتا ہے۔

(۷) ایمان اور جہاد درحقیقت دو متلازم حقیقتیں ہیں اور یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی انسان صاحب ایمان ہو اور اس کے دل میں حوصلہ جہاد نہ ہو اس لئے کہ جہاد راہِ خدا میں تمام طاقتوں کے صرف کر دینے کا نام ہے چاہے یہ کام میدانِ جنگ میں انجام پائے یا کسی دوسرے محاذ پر اور انسان کے خدا پر واقعی ایمان کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس کی دی ہوئی طاقت کو اس کی راہ میں استعمال کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو ورنہ یہ ناممکن ہے کہ جہاد سے فرار عدم ایمان کی علامت بن جائے جیسا کہ میدانِ احد میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کیا میں میدان سے فرار کر کے ایمان کے بعد کفر اختیار کرلوں۔ درحقیقت ایمان اور نفاق کے درمیان یہی جہاد حد فاصل ہے اور منافق نعروں میں مومن سے آگے جا سکتا ہے اور عبادات میں بھی آگے بڑھ سکتا ہے لیکن جہاد کے میدان میں ثبات قدم کا مظاہرہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ منافق نے اسلام زندہ رہنے کیلئے اختیار کیا ہے، قربان ہونے کیلئے نہیں تو وہ مرنے کیلئے کس طرح تیار ہوسکتا ہے اور راہِ خدا میں کس طرح جہاد کا حق ادا کرسکتا ہے۔

مَّعْرُوْفٌ [12] قف فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ قف فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا

بات کرنا۔ پھر جب معاملہ فیصلہ کن ہو جائے تو ان کی بہتری اسی میں ہے کہ اللہ کے ساتھ

لَّهُمْ ج ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي

راست باز رہیں۔(21) پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ پھیر لیا تو تم سے توقع کی جا سکتی ہے کہ تم

الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو گے۔(22) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

لہٰذا انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔(23) کیا لوگ قرآن میں

الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى

تدبر نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟(24) یقیناً جو لوگ ان کے لیے ہدایت کے

اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لا الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ

واضح ہونے کے بعد اپنی پیٹھ پر الٹے پھر گئے شیطان نے انہیں فریب دیا ہے

لَهُمْ ط وَاَمْلٰى لَهُمْ [13] ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا

اور ڈھیل دے رکھی ہے۔(25) یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے نازل کردہ (کتاب) کو

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ صلے ج وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

ناپسند کرنے والوں سے (خفیہ طور پر) کہا: بعض معاملات میں عنقریب ہم تمہاری پیروی کریں گے اور اللہ ان کی

اِسْرَارَهُمْ [13] ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

پوشیدہ باتیں جانتا ہے۔(26) پس اس وقت (ان کا کیا حال ہوگا) جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے اور ان کے

عربی حاشیہ

جہاد کا واضح اور صریح حکم موجود ہے یہ قید درحقیقت منافقین کی طرف سے فرار کی ایک کوشش تھی جیسے اہلِ دنیا ہر صلح میں باعزت کی قید لگا دیتے ہیں اور ہر جنگ میں مناسب اور مصلحت کی شرط لگا دیتے ہیں تا کہ بروقت انکار کر سکیں۔

11- اولیٰ کے معنی اس مقام پر ویل اور ہلاکت کے ہیں۔

12- یہ ایک مستقل جملہ ہے کہ منافقین کے لئے نفاق اور بہانہ بازی سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ خدا کی اطاعت کریں اور قاعدہ کی باتیں کریں۔

13- یعنی شیطان نے ان کی امیدوں کو دراز کر دیا ہے اور انھیں مستقل دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسان کے جملہ اعمال کی بربادی کے دو اہم اسباب ہیں:۔

۱۔ انسان ان باتوں کو اختیار کر لے جو خدا کو ناراض کرنے والی ہوں۔

۲۔ ان باتوں کو ناپسند کر دے جو خدا کو پسند ہوں اور اس کی مرضی کے حصول کا ذریعہ ہوں۔

انسان کو چاہیے کہ انہیں دونوں معیاروں کا خیال رکھے اور انہیں پر اپنے اعمال کا محاسبہ کرے تا کہ اپنی عاقبت کے بارے میں خود بھی فیصلہ کر سکے اور کسی طرح کے دھوکے میں نہ رہ جائے کہ شیطان انسان کو ہمیشہ دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ایمان و عمل کے جادہ سے منحرف بنانا چاہتا ہے۔

وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ [14] ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ

چہروں اور سرینوں پر ضربیں لگا رہے ہوں گے۔(27) یہ اس لیے کہ انہوں نے اس بات کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض (٨) کرتی ہے اور

اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ ع اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ

اللہ کی خوشنودی سے بیزاری اختیار کرتے ہیں لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال حبط کر دیے۔(28) جن کے دلوں میں

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾

بیماری ہے کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ہرگز ظاہر نہیں کرے گا؟(29)

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ [15] ط وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ہم آپ کو ان کی نشاندہی کر دیتے پھر آپ انہیں ان کی شکلوں سے پہچان لیتے اور آپ انداز کلام سے ہی

فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى

انہیں ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔(30) اور ہم تمہیں ضرور آزمائش میں ڈالیں گے

نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ لا وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾

یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کی شناخت کر لیں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔(31)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا

یقیناً جنہوں نے ان کے لیے ہدایت ظاہر ہونے کے بعد کفر کیا اور (لوگوں کو) راہِ خدا سے

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لا لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ

روکا اور رسول کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ عنقریب

شَيْـًٔا ط وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا

ان کے اعمال حبط کر دے گا۔(32) اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو

عربی حاشیہ

14- منافقین سامنے آتے ہیں تو نفاق لے کر آتے ہیں اور واپس جاتے ہیں تو سازشوں کے ارادہ سے جاتے ہیں لہٰذا ملائکہ ان کی منھ اور پیٹھ دونوں طرف سے مرمت کریں گے اور انھیں ان کے کردار کے مطابق سزا دیں گے کہ نظامِ الٰہی میں عمل اور سزا میں مطابقت پائی جاتی ہے۔

ف: آیت نمبر ٢٤ میں تدبر فی القرآن کی دعوت ہے جس طرح دوسرے مقامات پر تفکر کی دعوت ہے اور دونوں کا نمایاں فرق یہ ہے کہ تفکر اسباب وعلل پر غور کرنے کا نام ہے اور تدبر عواقب اور نتائج پر نگاہ رکھنے کا!

ف: آیت نمبر ٣٣ اعلان ہے کہ جس طرح کفر کے ذریعہ اعمال کے حبط ہوجانے کا خطرہ ہے اسی طرح خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے منحرف ہونے میں اعمال کے باطل اور بیکار ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اعمال کی حفاظت صاحبانِ ایمان کا بھی فریضہ ہے کہ یہ کام اصل

اردو حاشیہ

(٩) صبر اور جہاد یہ دونوں لازم وملزوم حقیقتیں ہیں۔قوت صبر جس انسان کے پاس نہیں ہے وہ جہاد کے قابل نہیں ہوسکتا ہے اور جس کے پاس قوت صبر موجود ہے اور وہ ہر طرح کی مصیبت برداشت کرسکتا ہے اسے جہاد میں کوئی تکلف نہیں ہوسکتا ہے۔ خدا منافقین کو انہیں دونوں صفتوں سے آزمانا چاہتا ہے کہ ان کے پاس کس قدر قوت صبر ہے اور کس قدر حوصلۂ جہاد ہے۔ روایات میں صبر کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے اور واقعاً ایمان کا پہلا مرحلہ صبر ہے اور دوسرے مرحلہ کا نام شکر ہے جس سے ایمان کے کمال کا اظہار ہوتا ہے اور انسانی کردار کامل ومکمل ہوتا ہے۔

اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ

اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔(33) یقیناً جنہوں نے

کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ

کفر کیا اور راہِ خدا سے روکا پھر کفر کی حالت میں مر گئے

کُفَّارٌ فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَہِنُوۡا وَ تَدۡعُوۡۤا اِلَی السَّلۡمِ ٭ۖ

تو اللہ انہیں ہر گز نہیں بخشے گا۔(34) تم ہمت نہ ہارو اور نہ ہی صلح کی دعوت دو

وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ ٭ۖ وَ اللّٰہُ مَعَکُمۡ وَ لَنۡ یَّتِرَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ ﴿۳۵﴾

جبکہ تم ہی غالب ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ (35)

اِنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ ؕ وَ اِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ تَتَّقُوۡا

بے شک دنیاوی زندگی تو بس کھیل اور فضول ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہارا اجر تمہیں دے گا

یُؤۡتِکُمۡ اُجُوۡرَکُمۡ وَ لَا یَسۡـَٔلۡکُمۡ اَمۡوَالَکُمۡ ﴿۳۶﴾ اِنۡ یَّسۡـَٔلۡکُمُوۡہَا

اور تم سے تمہارا مال طلب نہیں کرے گا۔(36) اگر (تمہارے رسول) تم لوگوں سے مال کا مطالبہ کریں

فَیُحۡفِکُمۡ تَبۡخَلُوۡا وَ یُخۡرِجۡ اَضۡغَانَکُمۡ ﴿۳۷﴾ ہٰۤاَنۡتُمۡ ہٰۤؤُلَآءِ

اور پھر تم سے اصرار کریں تو تم بخل کرنے لگو گے اور وہ بخل تمہارے کینے نکال باہر کرے گا۔(37) آگاہ رہو! تم ہی وہ لوگ ہو

تُدۡعَوۡنَ لِتُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ [16] ۚ فَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یَّبۡخَلُ ۚ وَ مَنۡ

جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو

یَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا یَبۡخَلُ عَنۡ نَّفۡسِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ الۡغَنِیُّ وَ اَنۡتُمُ

بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو بے نیاز ہے اور محتاج تم ہی ہو

عربی حاشیہ

عمل سے زیادہ مشکل ہے۔

15- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ پیغمبر اسلام اس آیت کے بعد سے منافقین کو بہ آسانی پہچان لیتے تھے اور اس سے پہلے نہیں پہچان پاتے تھے حالانکہ آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس کا ظاہر یہی ہے کہ منافقین اپنی باتوں سے تو پہچان ہی لئے جاتے ہیں ہم چاہتے تو ان کے چہروں پر بھی ایسی علامتیں مقرر کر دیتے کہ علامتوں ہی سے پہچان لئے جاتے لیکن یہ بات ہماری مصلحت کے خلاف تھی لہٰذا ہم نے اندازِ بیان ہی کو کافی قرار دے دیا اور چہروں پر علامات ظاہر نہیں کئے۔

16- فی سبیل اللہ۔ ہر کارِ خیر کا نام ہے اس کا جہاد سے کوئی اختصاص نہیں ہے۔ انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ بخل کا نقصان دوسروں سے پہلے خود بخیل کو ہوا کرتا ہے کہ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں مالداروں جیسا حساب دیتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) یہ اسلام کی جنگی حکمت عملی ہے کہ دشمن مقابلہ پر آ جائے تو اس سے صلح کی بات نہ کرو کہ اسے تمہاری کمزوری کا احساس ہو جائے گا بلکہ اس طرح قوت و ہمت سے جہاد کرو کہ وہ صلح کا نام لینے پر مجبور ہو جائے۔ اس کے بعد تم دیکھنا کہ صلح اسلام کے حق میں مناسب ہے یا نامناسب، مفید ہے یا مضر اور اسی کے مطابق عمل کرنا ورنہ جو انسان اسلام پر حملہ کر سکتا ہے اسے شرافت سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ اس سے صلح و صفائی کے بارے میں اچھی توقع رکھی جائے اور وہ صلح و صفائی سے دلچسپی رکھتا ہوتا تو روزِ اوّل حملہ ہی نہ کرتا۔ اسلام و ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ جہاد جاری رکھا جائے اور اسکے بعد سر بلندی و سرفرازی صاحبان ایمان ہی کا حصہ ہے۔

الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ تمہارے بدلے اور لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔(38)

آیاتھا ۲۹ — ۴۸ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۱ — رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

(اے محمدؐ) ہم نے آپ کو فتح دی، ایک نمایاں فتح۔(1) تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی (باتیں[1] جنہیں دشمن آپ کی) خطائیں (شمار کرتے ہیں) دور فرمائے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کرے اور آپ کو سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے۔(2) اور اللہ آپ کو ایسی نصرت عنایت فرمائے جو بڑی غالب ہے۔(3) وہی اللہ ہے جس نے مومنین کے دلوں پر سکون نازل کیا تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ مزید ایمان کا اضافہ کرے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر سب اللہ ہی کے ہیں

عربی حاشیہ

مال کو چھوڑ کر دنیا سے صرف حسرت کو لے کر چلا جاتا ہے اور آخرت میں سارے مال کا حساب دینا پڑتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۵ میں بے عزت صلح کی دعوت کا ذکر ہے جب کہ دیگر مقامات پر باعزت صلح کا تذکرہ ہے لہٰذا کوئی تضاد نہیں ہے۔ اسی طرح آیت نمبر ۳۶ میں اپنے لئے مانگنے کی نفی ہے اور آیت نمبر ۳۸ میں انفاق کی دعوت ہے جس کا فائدہ خود انسان ہی کو ہونے والا ہے۔

ف: سکینہ سکون قلب ہے جس کی صاحبانِ ایمان کو شدید ضرورت تھی اور اس کا سبب یہ عقیدہ تھا کہ زمین و آسمان کی ساری طاقتیں خدا کے قبضہ میں ہیں اور خدا صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی۔ وہ حالات سے باخبر بھی ہے اور امداد کرنے پر قادر بھی ہے۔

1- فتح سے خدا کی وہ کھلی ہوئی مدد مراد ہے جس نے رسول اکرمؐ کو حدیبیہ میں کفار کے

اردو حاشیہ

(۱) سرکار دو عالمؐ نے تبلیغ اسلام شروع کی تو کفار نے آپ پر طرح طرح کے الزامات لگانا شروع کر دیئے۔ جادو، جنون، شاعری، کہانت جیسے الزامات تو اپنے مقام پر تھے۔ توسیع پسندی اور ہوس اقتدار کے الزامات بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے سرکار دو عالمؐ نے اپنے خواب کی بنا پر ذی قعدہ ۶ ھ میں مکہ کا رخ کیا تو یہ الزام اور پختہ ہو گیا کہ علاقہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہم لوگ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں لیکن کسی نے قبول نہ کیا اور بالآخر اصحاب کی مرضی کے خلاف آپ نے صلح کر لی اور خدا نے اس صلح کو فتح مبین قرار دیدیا کہ یہ وہ اصول کی فتح ہے جس سے ماضی میں توسیع پسندی کا الزام ختم ہو گیا اور مستقبل میں ظلم وستم کا الزام ختم ہو گیا کہ عام طور سے فاتح قوم شکست خوردہ قوم کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتی ہے اور رسولؐ اکرم نے بہترین برتاؤ کیا ہے۔

صلح نے نعمت خدا کی تکمیل بھی کر دی اور اسلام کے آگے بڑھنے کا ایک سیدھا راستہ مقرر کر دیا اور رسول اکرمؐ کی باعزت مدد کر دی کہ اس کے بعد خیبر بھی فتح ہو گیا اور دوسرے سال مکہ بھی فتح ہو گیا اور مزید کسی جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ ذنب سے مراد الزام نہ ہوتا تو خدا کے فتح دینے سے بندہ کے گناہ معاف ہو جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اور وہ بھی مستقبل کے گناہ؟ جس کی کسی موقع پر ضمانت نہیں دی جا سکتی ہے۔ ورنہ اس طرح گناہوں کی حوصلہ افزائی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور مقصد الٰہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔(4) تا کہ اللہ مومنین اور مومنات کو

الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ

اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دے اور

اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔(5) اور (اس لیے بھی کہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں کو

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہیں عذاب میں مبتلا کرے۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ

یہ لوگ گردش بد کے شکار ہو گئے اور ان پر اللہ نے غضب کیا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لیے

اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

جہنم آمادہ کر رکھی ہے جو بہت برا انجام ہے۔(6) اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ کے ہیں

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(7) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا،

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(8) تا کہ تم (مسلمان) اللہ اور اس کے رسول پر

عربی حاشیہ

مقابلہ میں کامیابی عطا کی تھی۔

2-ذنب سے مراد وہ گناہ ہے جو کفار کے خیال میں رسول اکرمؐ کے ذمہ تھا جیسا کہ جناب موسیٰ نے کہا تھا کہ "ولہم علی ذنب" بنی اسرائیل کا میرے ذمہ ایک گناہ ہے جو واقعاً گناہ نہیں تھا لیکن بنی اسرائیل اسے بہت بڑا گناہ سمجھ رہے تھے۔

3-نصر عزیز وہ مدد ہے جس کے ذریعہ دشمن پر غلبہ بھی حاصل ہوتا ہے اور عزت بھی برقرار رہتی ہے اور کوئی کام خلاف قانون بھی نہیں ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾ اِنَّ

ایمان لاؤ، اس کی مدد کرو، اس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔(9) تحقیق

الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں (۲) وہ یقیناً اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔اللہ کا ہاتھ

اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ پس جو عہد شکنی کرتا ہے وہ اپنے ساتھ عہد شکنی کرتا ہے اور جو اس عہد کو

اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع

پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کر رکھا ہے تو اللہ عنقریب اسے اجر عظیم دے گا۔ (10)

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا

صحرا نشین جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ جلد ہی آپ سے کہیں گے: ہمیں ہمارے اموال

وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ

اور اہل وعیال نے مشغول رکھا لہٰذا ہمارے لیے مغفرت طلب کیجیے۔ یہ اپنی زبانوں سے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ کہہ دیجئے: اگر اللہ تمہیں ضرر پہنچانے کا ارادہ

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا

کرلے یا فائدہ پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اس کے سامنے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھتا ہو؟ بلکہ اللہ تو تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ

اعمال سے خوب باخبر ہے۔(11) بلکہ تم یہ گمان کرتے تھے کہ پیغمبر اور مومنین اپنے اہل و عیال میں

عربی حاشیہ

4-اس کے بعد کی دونوں ضمیروں کا مرجع ذات پیغمبرؐ ہے اور اس ضمیر کا مرجع ذات واجب ہے کہ نبی کی نصرت اور تعظیم کی جائے اور خدا کی تسبیح کی جائے۔

ف: آیت نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ میں صلح حدیبیہ کے حاصل ہونے والے ان نتائج کا ذکر ہے جو پیغمبر اسلامؐ سے متعلق ہیں۔ آیت نمبر ۵ میں ان مومنین کی دوجزاؤں کا ذکر ہے جنھوں نے رسولؐ پر اعتماد کیا اور آیت نمبر ۶ میں ان منافقین کا ذکر ہے جنھوں نے رسولؐ سے بدگمانی کی اور رسالت میں شک کیا۔ حدیبیہ میں عورتیں نہیں تھیں لیکن کردار کی وحدت کی صورت میں انھیں بھی مومنین، منافقین، اور مشرکین کے ساتھ شامل کرلیا گیا ہے۔

ف: بہانہ بازی انسان کی عام بیماری ہے۔ کبھی شرک کی تقلید آباء سے، جنگ میں نہ جانے کی، گھروں کے غیر محفوظ ہونے سے یا رومن عورتوں کے حسن سے یا ازواج واولاد کے خیال

اردو حاشیہ

(۲) رسولؐ اکرم کا قافلۂ عمرہ مقام حدیبیہ پر ٹھہرا تھا اور مکہ میں خبر ہوگئی تو ابوسفیان نے خالد بن ولید کی قیادت میں لشکر تیار کرلیا رسول اکرمؐ نے حضرت عمر سے کہا کہ جا کر خبر کریں۔ کہ عمرہ کا ارادہ ہے جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ انہوں نے معذرت کی کہ مجھے خطرہ ہے تو ابوسفیان کے خاندان کے چشم وچراغ عثمان کو بھیجا گیا ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو یہ مشہور کردیا گیا کہ انہیں قتل کردیا گیا ہے۔ اب اصحاب میں کھلبلی مچ گئی تو رسول اکرمؐ نے اصحاب سے بیعت لی کہ فرار نہیں کریں گے۔ درخت کے نیچے بیعت ہوئی اور خدا نے اس بیعت کو پسند کیا تو یہ بیعت شجرہ بھی ہوگئی اور بیعت رضوان بھی ہوگئی۔ ادھر کفار کے نمائندہ عروہ بن مسعود نے واپس جا کر بیان کیا کہ میں نے ایسے اطاعت گزار کسریٰ، قیصر اور نجاشی کسی کے دربار میں نہیں دیکھے ہیں جیسے اصحاب محمدؐ کے پاس ہیں لہٰذا ان سے صلح مناسب ہے کفار صلح پر آمادہ ہوگئے۔ حضرت علیؑ نے صلح نامہ مرتب کیا۔ کفار نے بات بات پر جھگڑا شروع کیا اور آخر میں یہ شرائط طے پائے کہ:-

۱۔ مسلمان اس سال واپس جائیں۔ ۲۔ آئندہ سال صرف تین دن مکہ میں رہیں۔ ۳۔ دس سال جنگ موقوف رہے۔

۴۔ کفار کا آدمی مسلمانوں میں آجائے تو واپس کردیا جائے اور ادھر کا آدمی ادھر چلا جائے تو واپس نہ کیا جائے۔

حضرت عمر کو اس شرط پر غصہ آگیا اور انہیں یہ شرط بہت ناگوار گزری اور پیغمبرؐ کی نبوت میں تاریخی قسم کا شک لاحق ہوگیا جس کے بارے میں خود اعلان کیا

وَّ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں خوشنما بنا دی گئی

وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ
اور تم نے برا گمان کر رکھا تھا اور تم ہلاک ہونے والی قوم ہو۔(12)اور جو شخص اللہ

يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾
اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے ہم نے (ایسے) کفارکے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (13)

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾
جسے چاہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔ (14)

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ
جب تم غنیمتیں لینے چلو گے تو پیچھے رہ جانے والے جلد ہی کہنے لگیں گے:

لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا
ہمیں بھی اجازت دیجئے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ وہ اللہ کے کلام کو بدلنا چاہتے ہیں۔

كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ
کہہ دیجئے: اللہ نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔

قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا
پھر وہ کہیں گے: نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ (دراصل)

عربی حاشیہ

سے توجیہہ کرتا ہے ہے اور کبھی بزدلی کو احتیاط، حرص کو دور اندیشی، بیجا جرأت کو معاملہ فہمی، ضعف، نفس کو حیاوشرم، ذمہ داریوں سے فرار کو مسئلہ کی عدم وضاحت اور کوتاہیوں کو قضاوقدر کا نام دے دیتا ہے۔

5- اس مقام پر علیہ کو اللہ پر مقدم رکھا گیا ہے اور علیٰ کے ہوتے ہوئے ضمیر کو مرفوع رکھا گیا ہے جو کمال بلاغت کی علامت ہے اور اس بات کی نشاندہی ہے کہ قرآن پر زیروزبر کی تبدیلی بھی ممکن نہیں ہے اور وہ جس طرح وارد ہوا ہے اسی طرح پڑھا جارہا ہے۔ کسی شخص کو عام قواعد کے مطابق بھی اصلاح کرنے کا حق نہیں ہے۔

6- مخلفین اعراب وہ دیہاتی لوگ ہیں جنھوں نے رسول اکرمؐ کے ساتھ جانا گوارا نہیں کیا تھا کہ کفار مکہ سے زندہ واپس نہ آنے دیں گے تو پھر کون اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالے اس کے بعد جب خیبر میں غنیمت کی امید پیدا ہوئی

اردو حاشیہ

کہ ایسا شک زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا۔ رب العالمین نے اپنے رسول کو اس مصیبت سے بھی بچالیا اور صلح کا معاہدہ بخیر وعافیت تمام ہوگیا اور اسلام فتح مبین سے ہم کنار ہوگیا۔

يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
یہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔(15) آپ پیچھے رہ جانے والے صحرا نشینوں سے

سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ
کہہ دیجئے: تم عنقریب ایک جنگجو قوم کے مقابلے کیلئے بلائے جاؤ گے۔ تم یا تو

يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ
ان سے لڑو گے یا وہ اسلام قبول کریں گے۔ پس اگر تم نے اطاعت کی تو اللہ تمہیں بہتر اجر دے گا

تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾
اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ تم نے پہلے منہ پھیرا تھا تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔ (16)

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
(جہاد میں شرکت نہ کرنے میں) اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی مواخذہ ہے

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
اور نہ ہی بیمار پر کوئی حرج ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اللہ اسے ایسی جنتوں میں

جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ
داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو منہ موڑ لے گا اللہ اسے دردناک

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ ع لَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
عذاب دے گا۔(17) بتحقیق اللہ ان مومنین (۳) سے راضی ہو گیا جو درخت کے نیچے

يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ پس جو ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ کو معلوم ہو گیا۔

عربی حاشیہ

تو دوبارہ ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

7- مفسرین کے نزدیک ان منافع سے مراد خیبر کے غنائم ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے بعد خیبر ہی کا معرکہ پیش آیا ہے اور آپ نے اس کا مال غنیمت صرف حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں پر تقسیم کیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ سوئے ظن اپنی ذات سے ہو تو ترقی کا ذریعہ ہے، مومن سے ہو تو فعل حرام ہے اور خدا سے ہو تو تمام برائیوں کی جڑ ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ کا ارشاد ہے کہ بخل، بزدلی اور حرص تینوں کا مجموعہ ہے خدا سے بدگمانی اور سوءِ ظن۔

ف: مخلصین کا ذکر بار بار ان کی صفت سے آتا ہے تاکہ جرم کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکے اور یہ لفظ بصیغہ مفعول ہے کہ انھیں ان کی نالائقی کی بنا پر پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے۔

8- اس جنگ سے مراد حنین، طائف اور تبوک کے معرکے ہیں جہاں مخالفین کے لئے صرف دو راستے تھے یا اسلام لے آئیں یا مسلسل

اردو حاشیہ

(۳) یقیناً ایسے سخت وقت میں جہاں غربت ومسافرت کا عالم ہو اور سب نہتے افراد ہوں اور دشمن اپنے علاقہ کے اندر ہو اور ہر طرح سے مسلح ہو اور حملہ کی مکمل تیاریاں کر چکا ہو اور اسکے علاقہ میں خالی ہاتھ داخل ہو کر عمرہ کرنا ہو موت کیلئے بیعت لینا اتنا ہی عظیم کارنامہ ہے جس سے ہر صاحب ایمان کو خوش ہونا چاہیے خدا اور رسولؐ کی خوشی کے بارے میں تو کیا پوچھنا ہے۔ ان کے تو ہاتھ ہی پر بیعت ہو رہی ہے لیکن اس مقام پر امیرالمومنینؑ کا ایک قول ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ کار خیر کرنے سے زیادہ اس کے بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔ ورنہ وقتی طور پر کار خیر انجام دے کر پھر اسے محفوظ نہ رکھا تو ساری محنت برباد ہو سکتی ہے، جس طرح اسلام نے مرتد ہو جانے والوں کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

اللہ نے بیعت رضوان کرنے والوں کو رضامندی کی سند دی، سکون نفس دیا، فتح قریب عطا کی، منافع ومغانم عطا کئے۔ لوگوں کے شر سے بچا لیا۔ سیدھے راستہ کی ہدایت دیدی تو ان کا بھی فرض تھا کہ اب ان تمام باتوں پر مغرور نہ ہو جاتے اور تاحیات اپنے کردار کو بچا کر رکھتے ورنہ اس کے بعد اگر انحراف پیدا ہو گیا یا بیعت توڑ دی یا جہاد سے فرار اختیار کیا یا اسلام کا ساتھ نہیں دیا تو یہ ساری نعمتیں مصیبت اور وبال جان بن سکتی ہیں جیسا کہ بعض اصحاب کے حالات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بیعت اور رضائے الٰہی کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے اور اپنی عاقبت کو تباہ وبرباد کر لیا۔

السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾ وَمَغَانِمَ [9]

لہٰذا اللہ نے ان پر سکون نازل کیا اور انہیں قریبی فتح عنایت فرمائی۔(18)اور وہ بہت سی

كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ

غنیمتیں بھی حاصل کریں گے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(19)اللہ نے

اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ

تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تو

وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ

اللہ نے تمہیں فوری عنایت کی ہیں۔ اس نے لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے تا کہ یہ مومنین کے لیے

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا [10]

ایک نشانی ہو اور تمہیں راہ راست کی ہدایت دے۔(20)اور دیگر (غنیمتیں) بھی جن پر

عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

تم قادر نہ تھے وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں آ گئیں اور اللہ ہر چیز پر خوب

قَدِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ

قادر ہے۔(21)اور اگر کفار تم سے جنگ کرتے تو پیٹھ دکھا کر فرار کرتے

ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي

پھر وہ نہ کوئی کارساز پاتے اور نہ مددگار۔(22)اللہ کے دستور کے مطابق

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾

جو پہلے سے رائج ہے اور آپ اللہ کے دستور میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔(23)

عربی حاشیہ

جہاد کے لئے تیار ہوجائیں اور ایسے مقامات پر اندھے، لنگڑے اور مریض مسلمانوں کے علاوہ کسی کو معاف نہیں کیاجاسکتا اور یہ لوگ بھی معاف نہیں کئے جاسکتے اگر جہاد کے بجائے دفاع کا وقت آجائے اور لشکر اسلام کے پاس جہاد کے لئے بقدر ضرورت افرادی قوت نہ رہ جائے۔

9- پہلے منافع سے مراد وہ فوائد ہیں جو صرف اہل بیعت رضوان کو حاصل ہوئے ہیں اور دوسرے فوائد سے مراد وہ عمومی فوائد ہیں جن کا وعدہ تمام مسلمانوں سے کیا گیا ہے جن میں سب سے پہلا فائدہ حدیبیہ کی صلح ہے اور پھر خیبر کی فتح ہے۔

10- یعنی ابھی بہت سے فوائد ایسے ہیں جو سردست تمھارے اختیار میں نہیں ہیں لیکن مستقبل میں تمھارے ہاتھ آنے والے ہیں کہ خدا ان کا بھی اختیار رکھتا ہے اور اس نے تم سے وعدہ بھی کیا ہے "مفسرین میں بعض حضرات نے اس سے فتح مکہ اور حنین کو مراد لیا ہے اور

اردو حاشیہ

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ (11)

اور وہی ہے جس نے کفار پر تمہاری فتحیابی کے بعد وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے (۴)

مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا

اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے اور اللہ تمہارے اعمال پر

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ

خوب نظر رکھتا ہے۔(24) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد الحرام سے روکا

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْیَ مَعْكُوْفًا (12) اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ

اور قربانیوں کو بھی اپنی جگہ (قربانی گاہ) تک پہنچنے سے روک دیا اور اگر (مکہ میں)

وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ

ایسے مومن مرد اور مومنہ عورتیں نہ ہوتیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے (اور یہ خطرہ نہ ہوتا) کہ

اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ (13) بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ

کہیں تم انہیں روند ڈالو اور بے خبری میں ان کی وجہ سے تمہیں بھی ضرر پہنچ جائے (تو اذن جہاد مل جاتا) تا کہ

اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ

اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر (کافر اور مسلمان) الگ الگ ہو جاتے تو ان میں سے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

جو لوگ کافر ہیں انہیں ہم دردناک عذاب دیتے۔(25) جب کفار نے اپنے

فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ (14) الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

دلوں میں تعصب رکھا تعصب بھی جاہلیت کا تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنین پر

عربی حاشیہ

بعض نے رسول اکرمؐ کے بعد کے فتوحات کو اور بہت ممکن ہے کہ آیت میں ان سب کی طرف اشارہ ہو''۔

ف: امام جعفر صادقؑ نے امیرالمومنینؑ کے جہاد کے بارے میں کہ صلب میں مومن کو دیکھ کر کفار اور منافقین کو چھوڑ دیا کرتے تھے، اسی آیت نمبر ۲۵ سے استدلال کیا ہے کہ با ایمان الگ ہوجاتے تو کفار پر عذاب نازل ہوجاتا۔ فی الحال ظہور امام عصرؑ بھی اس آیت پر موقوف ہے۔

11- بعض حضرات کا خیال ہے کہ بطن مکہ سے مقام حدیبیہ مراد ہے کہ وہ مکہ سے قریب تر مقام ہے اور بعض حضرات نے مکہ کے اندر کا علاقہ مراد لیا ہے کہ وہی بطن مکہ ہے یعنی جب مسلمان ۷ھ میں عمرۂ قضا کے لئے مکہ میں داخل ہوئے اور کسی جنگ کی نوبت نہیں آئی تو گویا خدا نے سب کے ہاتھوں کو روک لیا۔

12- معکوف یعنی محبوس۔ سرکار دوعالم

اردو حاشیہ

(۴) ۷ھ میں مسلمان عمرۃ القضاء کے عنوان سے مکہ میں داخل ہوئے اور کفار نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی اور مسلمانوں نے بھی خاموشی سے عمرہ ادا کرلیا تو یہ خدا کی وہ مخصوص رحمت تھی جس کا وعدہ کیا گیا تھا ورنہ یہ وہی ظالم تھے جنہوں نے ۶ھ میں انسان تو انسان قربانی کے جانوروں کو بھی مکہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا تھا۔

پروردگار عالم نے اس موقع پر جنگ وجدال کو اس لئے روک دیا کہ مکہ میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے تو یہ خطرہ بالکل واضح تھا کہ مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں ان کا بھی قتل عام ہوجاتا اور اس طرح اسلام کا شدید نقصان ہوجاتا۔ پھر جو دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہونے والے تھے وہ بھی اس نعمت سے محروم رہ جاتے اس لئے قدرت نے جنگ کو روک کر انہیں بھی رحمت خدا میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نگاہ قدرت میں تقیہ کا ایمان اس قدر عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کی خاطر جنگ کو معطل کردیا گیا ورنہ جہاد ہوجاتا تو اعلان والے تو بچ جاتے لیکن تقیہ والے بہرحال قتل ہوجاتے جسے رب العالمین نے پسند نہیں کیا تو اب کسی مسلمان کو تقیہ کے ایمان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔

سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ

اپنا سکون نازل فرمایا اور انہیں تقویٰ کے اصول پر ثابت رکھا

كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ

اور وہ اس کے زیادہ مستحق اور اہل تھے اور

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٢٦﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ

اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(26) بتحقیق اللہ نے اپنے رسول کے حق پر مبنی خواب [۵] کو

الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ

سچا ثابت کیا کہ اللہ نے چاہا تو تم لوگ اپنے سرتراش کر اور بال کتروا کر امن کے ساتھ

اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ

بلا خوف مسجد الحرام میں ضرور داخل ہو گے۔ پس اسے وہ بات معلوم تھی

فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾

جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس نے اس کے علاوہ ہی ایک نزدیکی فتح ممکن بنا دی۔ (27)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٢٨﴾ۭ

وہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اور گواہی دینے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔(28)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ [۶] ہیں وہ کفار پر سخت گیر

عربی حاشیہ

٦ھ میں اپنے ہمراہ قربانی کے لئے ٧٠ اونٹ لائے تھے اور کفار نے انھیں بھی مکّہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا اور آپ کو باہر ہی نحر کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

13-معرہ۔ برائی اور زحمت۔ یلوا۔یعنی ''تمیز وا''یعنی مسلمان اور کافر الگ الگ ہوجاتے۔

14-حمیت۔غرور۔ضد۔

15-یعنی خواب کے اسی سال پورا نہ ہونے میں بہت سے مصالح تھے جنھیں خداوند عالم جانتا تھا اور دوسرے لوگ نہیں جانتے تھے اور اسی بنیاد پر اس نے تسکین قلب کے لئے خود صلح حدیبیہ کو فتح مبین بنادیا اور خیبر کو بھی فتح کرادیا تاکہ مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہونے پائیں۔

کہاجاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے مکہ میں ایک عقد بھی فرمایا اور اس کا ولیمہ کرنا چاہا لیکن کفار نے اصرار کیا کہ تین دن کے اندر نکل

اردو حاشیہ

(۵) رسول اکرمؐ نے خواب دیکھا تھا کہ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہے ہیں اس طرح کہ بعض نے حلق کرایا ہے اور بعض نے تقصیر پھر جب حدیبیہ سے واپس ہو گئے تو لوگوں نے طنز کرنا شروع کر دیا کہ وہ خواب کہاں چلا گیا۔ قدرت نے ۷ھ میں اس خواب کو پورا کر کے واضح کر دیا کہ تعبیر کا وقت معین نہیں کیا گیا تھا لہٰذا رسول پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہوسکتا ہے اور نہ کسی مسلمان کو اس قسم کی بات اٹھانے کا حق ہے۔ خدا صادق الوعد ہے۔ وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا کرتا ہے لیکن دوسروں کے تصورات اور خیالات کا پابند نہیں ہے۔

(٦) واضح رہے کہ یہ تمام صفات الگ الگ افراد کے نہیں ہیں بلکہ مخصوص اصحاب کے مجموعی صفات ہیں کہ مخلص اصحاب سب کے سب کفار کیلئے سخت، مومنین کیلئے مہربان، رکوع وسجدہ کرنے والے، رضائے الٰہی کے طلبگار اور عبادت گزار ہیں۔ اور جن میں یہ سارے اوصاف نہیں پائے جاتے ہیں کہ کفار سے سازش کرنے والے اور مومنین کو مرتد بنا کر قتل کرنے والے ہیں وہ مخلص اصحاب کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

اور آپس میں مہربان ہیں۔ آپ انہیں رکوع، سجود میں دیکھتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرف سے فضل

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (17)

اور خوشنودی کے طلبگار ہیں۔سجدوں کے اثرات سے ان کے چہروں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ (18)

ان کے یہی اوصاف توریت میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی ان کے یہی اوصاف ہیں۔ جیسے

اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

ایک کھیتی جس نے (زمین سے) اپنی (۷) سوئی نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اس طرح کفار کا جی جلائے۔ ان میں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ع (۲۹)

جولوگ ایمان لائے اور اعمال صالح بجالائے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔(29)

اٰياتها ۱۸ | ۴۹ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ | رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ

اے ایمان (۱) والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور

عربی حاشیہ

جائیں اور اس طرح عمومی ولیمہ نہ ہوسکا۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں منھم کا من تبعیض کے لئے ہے اگر چہ بعض مفسرین کا اصرار ہے کہ اسے بیانیہ قرار دے کر سارے صحابہ کو شامل کر لیا جائے جو قرآن اور تاریخی شواہد کے سراسر خلاف ہے۔

16- واضح رہے کہ معیت کا مفہوم صحت اور صحابیت سے کہیں زیادہ دقیق اور عمیق ہے اور یہی وجہ ہے کہ صحابیت خدا پر صادق نہیں آتی ہے لیکن معیت کے اعتبار سے وہ بھی صابرین اور متقین کے ساتھ ہے۔ صحابیت ایک مادی رشتہ ہے اور معیت ایک معنوی تعلق ہے جو ہر صحابی کو حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

17- درحقیقت یہ چہرہ کی نورانیت ہے پیشانی کا گھٹا نہیں ہے اور اسی لئے پیشانی کے بجائے چہرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

18- یہ صاحبانِ ایمان کی تربیت کے درجات ہیں کہ ابتدا میں ضعف تھا پھر ظہور شروع ہوا، پھر طاقت پیدا ہوئی اور پھر اپنے

اردو حاشیہ

(۷) یہ بھی تمام اصحاب کی مشترکہ صفت ہے نہ یہ کہ مختلف ادوار کی طرف اشارہ ہو کہ ایک دور میں سوئی نکلے، دوسرے میں مضبوطی آئے، تیسرے میں موٹاپا پیدا ہو اور چوتھے میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے اگر چہ اس میں بھی اس بات کا اعتراف پایا جاتا ہے کہ اسلام اپنے پیروں پر چوتھے دور میں کھڑا ہوا ہے۔

(۱) اس سورۂ مبارکہ میں مختلف قسم کی اخلاقی تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے اور انہیں لوازم ایمان کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ ابتداء میں پانچ مرتبہ صاحبانِ ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے اور آخر میں مخلص مومنین کی علامت بیان کی گئی ہے کہ جو انسان ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتا ہے اور اپنی بات کو نبی کی بات سے آگے بڑھانا چاہتا ہے یا نبی پر اپنی آواز کو بلند رکھنا چاہتا ہے اور نبی کے سامنے اس طرح بات کرتا ہے کہ آپ کو "قوموا عنی" کہہ کر باہر نکالنا پڑتا ہے اور پیغمبر کو انتہائی بے تکلفی سے ازواج کے حجرات کے پاس کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے وہ حقیقی صاحب ایمان نہیں ہے چاہے اس کا شمار کسی طبقہ میں کیوں نہ کیا جائے۔ یہ سارے طبقات رسول اکرمؐ کے احترام سے قائم ہوتے ہیں طبقات سے رسالت کا احترام طے نہیں ہوتا ہے۔

رَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا

اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(1)اے ایمان والو!

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا[1] اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَ

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نبی کے ساتھ اونچی آواز سے

لَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ

بات نہ کرو جس طرح تم آپ میں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کرتے ہو

تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۞ اِنَّ الَّذِيۡنَ

کہیں تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔(2)جو لوگ اللہ کے

يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ

رسول کے سامنے دھیمی آواز میں بات کرتے ہیں بلاشبہ یہی وہ لوگ ہیں

امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ

جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں ان کے لیے مغفرت اور

عَظِيۡمٌ ۞ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ

اجر عظیم ہے۔(3)جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں بلاشبہ ان میں سے

اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ۞ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخۡرُجَ

اکثر عقل نہیں رکھتے۔(4) اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف نکل آتے

اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا

تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا، خوب رحم کرنے والا ہے۔(5)اے ایمان والو!

عربی حاشیہ

پیروں پر کھڑے ہوگئے۔

زراع کا لفظ دلیل ہے کہ یہ تنہا پیغمبر اسلامؐ کی ریاضت نہیں ہے بلکہ اس میں اور اصحاب بھی شامل ہیں جن کا درجہ عام اصحاب سے بالاتر ہے۔

19-رسولؐ کے سامنے بلند آواز سے بات کرنا بھی ممنوع ہے اور ان کی بات پر اپنی بات کو بالا رکھنا بھی خلاف ایمان ہے۔

اب ان کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے جو اپنی بات کو مطابق عقل و منطق اور رسول کی بات کو ہذیان قرار دیتے ہیں۔ بظاہر تو یہ حرکت سراسر عقل وایمان کے خلاف ہے۔

سیرۃ ابن ہشام کے مطابق اس آیت میں ابوبکر اور عمر کے آپس میں بآواز بلند جھگڑا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ

اگر کوئی فاسق (۲) تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں (ایسا نہ ہو کہ)

تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۞

نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔ (6)

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ

اور تمہیں علم ہونا چاہیے کہ اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں۔اگر بہت سے معاملات میں

الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ

وہ تمہاری بات مان لیں تو تم خود مشکل میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا

قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور اسے تمہارے دلوں میں مزین فرمایا اور کفر اور فسق اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک ناپسندیدہ بنا دیا۔ یہی لوگ

الرّٰشِدُوْنَ ۞ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞

راہِ راست پر ہیں۔(7) اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کے طور پر اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (8)

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

اور اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔

فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى

پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے (۳) پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو

تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ

یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو

المنزل ٦

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷ دلیل ہے کہ ایمان فقط عقلی ادراک اور نظریہ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک محبوب ہے جس کی جگہ انسان کے دل میں ہوتی ہے اور اسی لئے ایمان کو محبت اور محبت کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

1- اگرچہ ظاہری طور پر صرف فاسق کا ذکر ہے کہ فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق ضروری ہے ورنہ ندامت کا اندیشہ ہے لیکن بعض علماء نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ عادل کی خبر کے بارے میں تحقیق ضروری نہیں ہے اور اس پر عمل کر لینا چاہیے جسے اصطلاحی اعتبار سے حجیت خبر واحد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

2- مومنین کا فرض ہے کہ رسولؐ کی اطاعت کریں اور ان کے احکام پر عمل کریں۔ ان سے اپنی بات منوانے کی کوشش نہ کریں کہ اس کا انجام برائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے۔

3- گروہ دو ہیں لیکن قتال افراد کے ذریعہ ہوتا ہے اس لئے صیغہ جمع کا استعمال

اردو حاشیہ

(۲) کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ وہ لوگ رسول کے نمائندہ کی آمد کی خبر سن کر استقبال کیلئے باہر نکل آئے۔ ولید نے واپس آ کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ لوگ جنگ کیلئے تیار ہیں اور رسول اکرمؐ نے جوابی کارروائی کے طور پر تیاری شروع کر دی اچانک آیت نازل ہوگئی کہ خبردار پہلے تحقیق کر و اس کے بعد اقدام کرو۔

روایت کی یہ شکل صحیح ہے تو اس کا مقصد صرف ولید کے فاسق ہونے کا اعلان ہے ورنہ رسول حالات سے اس قدر بے خبر نہیں ہوتا کہ بلا سبب لڑنے مرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

(۳) اسلام میں تعاون کی بنیاد عدالت ہے قومیت نہیں ہے۔ جو بھی ظلم کرے سارے مسلمانوں کو اس سے مقابلہ کرنا چاہیے اور پھر صرف صلح کے نام پر چپ نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ عدل وانصاف کے ساتھ اصلاح کرنی چاہیے۔

وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(9) مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ع

لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (10)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر (۴) نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ان سے

يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ

بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں

خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ

اور آپس میں ایک دوسرے پر عیب نہ لگایا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کیا کرو۔

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ

ایمان لانے کے بعد برا نام لینا نہایت نامناسب ہے اور جو لوگ باز نہیں آتے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا

پس وہی لوگ ظالم ہیں۔(11) اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو۔

مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ

بعض بدگمانیاں یقیناً گناہ ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی غیبت (۵) نہ کرے۔

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟

عربی حاشیہ

کیا گیا ہے۔

4- اسلام ایک عالمی برادری کا قائل ہے لیکن اپنی بات غیر مسلم پر بار نہیں کرنا چاہتا لہٰذا صاحبانِ ایمان سے کہتا ہے کہ تمھارا باہمی رشتہ صرف برادری کا ہے جس میں برابری بھی پائی جاتی ہے اور جو انسان ہر طرح کی برابری کا خیال نہیں رکھتا ہے اسے اپنے کو مومن کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

بحارالانوار میں سرکارِ دوعالم کا یہ ارشاد گرامی درج ہے کہ مومن کے مومن پر تیس قسم کے حقوق ہیں اور ان میں زندگی کا ہر مسئلہ شامل ہے کہ مومن سے غفلت برتنے والا گویا خود مومن نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ یہ سارے تعلیمات ایک صالح معاشرہ کی تشکیل اور معاشرہ میں جان، مال، آبرو کے تحفظ کے لئے ہیں لہٰذا اگر کسی وقت تجسس کے بغیر اصلاح معاشرہ ممکن نہ ہو تو یہ تفتیش صحیح بلکہ ضروری ہے اور خود سرکار دوعالمؐ

اردو حاشیہ

(۴) ایمانی برادری میں فتنہ و فساد کی جڑیں انہیں اخلاقی تعلیمات کے فقدان پر مبنی ہیں کہ مسلمان اپنی ذہانت اور دانشمندی کا مصرف دوسروں کے مذاق اڑانے کو قرار دیتا ہے۔ اپنی برتری کے اظہار کا ذریعہ دوسروں پر طنز کرنے اور اسے عجیب و غریب قسم کے القاب و خطابات سے یاد کرنے کو قرار دیتا ہے حالانکہ یہ سب فسق و فجور کی باتیں ہیں اور ایمان کے ساتھ فسق و فجور کا نام اچھا نہیں لگتا ہے مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ دوسرے مسلمان کا احترام کرے، اسے اچھے الفاظ سے یاد کرے اور اس پر کسی قسم کا طعن و طنز نہ کرے تاکہ اس کا شمار ظالمین میں نہ ہونے پائے اور وہ واقعاً ایمانی برادری کا قائم کرنے والا اور اسے فروغ دینے والا شمار کیا جائے۔

(۵) خدا برا کرے ان اقوام کا جنھوں نے تجسس کے اس قدر آلات ایجاد کر دیئے ہیں اور ان کی اس قدر حوصلہ افزائی کی ہے کہ ہمسایہ دوربین سے ہمسایہ کے مخفی حالات کے پتہ لگانے کو بھی عیب نہیں سمجھتا اور اس کو سماج کے ترقی یافتہ ہونے کی علامت قرار دیتا ہے اور غیبت کو گرمی محفل کا بہترین ذریعہ بنا لیا گیا ہے یعنی انسان مستقل طور پر آدم خور ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جسے اپنے بھائی پر رحم نہ آئے وہ دوسرے انسانوں پر کیا رحم کرے گا۔

فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢﴾ يٰٓاَيُّهَا
اس سے تو تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً بڑا توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔(12)اے لوگو!

النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ
ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

قَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ
تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقیناً وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ [٦] پرہیز گار ہے۔ اللہ یقیناً خوب

اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿١٣﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا
جاننے والا، باخبر ہے۔(13)بدوی لوگ کہتے ہیں: ہم ایمان لائے ہیں۔ کہہ دیجئے: تم ایمان نہیں لائے

وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَ
بلکہ تم یوں کہو: ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور

اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَـيْــــًٔا ۭ
اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(14)مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
رسول پر ایمان لائیں پھر شک [٧] نہ کریں اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿١٥﴾
اور اپنی جانوں سے جہاد کریں۔ یہی لوگ (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔ (15)

عربی حاشیہ

نے ایسے افراد معین کئے تھے جو حالات کی اطلاع فراہم کرسکیں۔

5- کسی چیز کے بارے میں جب نفی و اثبات کے دونوں پہلو برابر ہوتے ہیں تو اسے شک کہاجاتا ہے اور جب ایک پہلو رجحان پیدا کرلیتا ہے تو اس پہلو کوظن کہاجاتا ہے اور جب دوسرا پہلو بالکل ختم ہوجاتا ہے تو بات یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے اوراسے قطع سے تعبیر کیا جاتا ہے ظن نیکی کے بارے میں بھی ہوسکتا ہے اور برائی کے بارے میں بھی۔ اسلام نے نیکی کے ظن کو ممدوح قرار دیا ہے اور برائی کے ظن کو مذموم ٹھہرایا ہے اور اسی لئے بعض ظن کو گناہ قرار دیا ہے۔

6- تجسس یعنی کسی کے عیب کو تلاش کرنا اور اس کے مخفی معلومات کو حاصل کرنا اور غیبت یعنی معلوم ہوجانے والے عیب کو دوسروں سے بیان کرنا کہ یہی عیب انسان میں اگر نہ ہوتا تو اس کا نام بہتان ہوجاتا۔

اردو حاشیہ

(٦) اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار قوم وقبیلہ نہیں ہے بلکہ تقویٰ و کردار ہے۔ جہاں پسر نوح غرق کر دیا جاتا ہے اور سلمان کو اہلبیتؑ میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ نسبی شرافت پر اکڑنے والے بدکردار افراد آیت کریمہ کی تعلیم سے سبق لیں اور اسلام کے مزاج فضیلت کو پہچانیں۔

(٧) صلح حدیبیہ میں رسالت میں شک کرنے والے افراد اپنے ایمان کا محاسبہ کریں اور دوسرے افراد بھی قرآنی معیار کو نگاہ میں رکھ کر اسلام وایمان کا فیصلہ کریں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾

کہہ دیجئے: کیا تم اللہ کو اپنی دینداری کی اطلاع دینا چاہتے ہو؟ جبکہ اللہ تو آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز سے واقف ہے اور اللہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے۔ (16)

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ کہہ دیجئے: مجھ پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی (۸) ہدایت دی۔ (17)

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع

بتحقیق اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔ (18)

اٰیاتہا ۴۵ — ۵۰ سُورَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ ۳۴ — رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ ۚ بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

قاف، قسم ہے قرآن بزرگ کی۔ (1) بلکہ انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ خود انہی میں سے

عربی حاشیہ

غیبت عدم موجودگی میں ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ شخصیت کو مجروح کیا جاتا ہے اس لئے اس کی مثال مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے دی گئی ہے کہ جسے کوئی انسان پسند نہیں کرتا ہے۔

7- اللہ نے قبائل واقوام کو تعارف اور باہمی تعلقات کے لئے پیدا کیا تھا اور انسان نے اسی کو قبائلی اور قومی جنگ کی بنیاد بنادیا خدا ایسے انسانوں کو نیک ہدایت دے اور عالم انسانیت کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

ف: آیت نمبر ۷ میں لفظ زوج اشارہ ہے کہ اس پوری کائنات میں ایک طرح کی زوجیت پائی جاتی ہے اور کوئی چیز بغیر جوڑے کے نہیں پیدا ہوئی ہے اور یہی بقائے انواع کا راز ہے۔

1- اس قسم کا جواب بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن بعد کے جملوں سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کی رسالت کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے یا دین کے برحق ہونے کے بارے میں یا قیامت کے آنے کے بارے میں قسم کا

اردو حاشیہ

(۸) بدقسمتی یہ ہے کہ خدا نے ایمان کی ہدایت دی اور یہ اسلام ہی پر رک گئے اور اس پر بھی خدا پر احسان جتانے لگے کہ ہم اسلام لائے ہیں جب کہ تقاضائے انسانیت وشرافت یہ تھا کہ خدا کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے منزل ایمان تک پہنچ جاتے اور پھر کسی عقیدہ میں شک نہ کرتے اور راہِ خدا میں جان و مال کی قربانی بھی دیتے۔ نہ بخل سے کام لیتے اور نہ میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرتے۔

مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ۚ‏ ﴿۲﴾ ءَاِذَا

ایک تنبیہ کرنے والا ان کے پاس آیا تو کفار کہنے لگے: یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔(2) کیا جب ہم مر کر

مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجۡعٌ ۢ بَعِيۡدٌ‏ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا

مٹی ہو جائیں گے (پھر زندہ کیے جائیں گے؟) یہ رجعت تو بہت بعید بات ہے۔(3) زمین ان (کے جسم)(۱) میں سے

تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡهُمۡ‌ ۚ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ حَفِيۡظٌ‏ ﴿۴﴾ بَلۡ

جو کچھ کم کرتی ہے اس کا ہمیں علم ہے اور ہمارے پاس محفوظ رکھنے والی کتاب ہے۔(4) بلکہ

كَذَّبُوۡا بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ فَهُمۡ فِىۡۤ اَمۡرٍ مَّرِيۡجٍ‏ ﴿۵﴾

جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا لہٰذا اب وہ ایک الجھن میں مبتلا ہیں۔ (5)

اَفَلَمۡ يَنۡظُرُوۡۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَيۡفَ بَنَيۡنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا

کیا ان لوگوں نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے ان کے اوپر کس طرح بنایا اور مزین کیا؟

وَمَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ‏ ﴿۶﴾ وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا

اور اس میں کوئی شگاف بھی نہیں (۲) ہے۔ (6) اور اس زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں

رَوَاسِىَ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ ۢ بَهِيۡجٍ ۙ‏ ﴿۷﴾ تَبۡصِرَةً

ہم نے پہاڑ ڈال دیے اور اس میں ہر قسم کے خوشنما جوڑے ہم نے اگائے۔(7) تاکہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے

وَّذِكۡرٰى لِكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ‏ ﴿۸﴾ وَنَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ہر بندے کے لیے بینائی و نصیحت (کا ذریعہ) بن جائے۔(8) اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا

مُّبٰرَكًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الۡحَصِيۡدِ ۙ‏ ﴿۹﴾ وَالنَّخۡلَ

جس سے ہم نے باغات اور کاٹے جانے والے دانے اگائے۔(9) اور کھجور کے بلند و بالا درخت

عربی حاشیہ

اظہار کیا گیا ہے۔

2- کتاب حفیظ درحقیقت علم خدا ہے جس میں تمام باتیں محفوظ ہیں اور کوئی چیز اس کے علم کے حدود سے باہر نہیں ہے کہ اس کا علم لامحدود ہے۔

3- یعنی کفار نے رسالت کی مخالفت تو کردی ہے لیکن ایک اضطراب میں مبتلا ہیں کہ کیا بہانہ تلاش کریں۔ جادوگر کہیں یا شاعر..... کاہن کہیں یا مجنوں یا کچھ اور۔

4- یقیناً پانی بڑا بابرکت ہے کہ اس سے خوشنما سبزہ بھی پیدا ہوتا ہے اور باغات بھی تیار ہوتے ہیں، کھانے والے دانے بھی پیدا ہوتے ہیں اور کھجور کی پیداوار بھی ہوتی ہے اور انسان کو روزی بھی ملتی ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اسے کم سے کم اتنا ہوش بھی رہے کہ یہ سب امور انجام دینے والا مُردہ کو بھی زندہ کرسکتا ہے اور اسے بھی دوسری خلقت کا لباس عطا کرسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کے منکرین نے طرح طرح کے شبہات پیدا کئے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ بھی ہے کہ انسان کے بہت سے اجزا زمین میں مل کر فنا ہو جاتے ہیں یا ایک انسان دوسرے انسان کو کھا جاتا ہے تو یہ اجزا دوسرے انسان کا جزو بن جاتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ ان میں سے ایک مومن ہوا ور دوسرا کافر تو ان اجزا کو الگ کیسے کیا جائے گا اور پھر سزا کس کو دی جائے گی اور انعام کا مستحق کون جزو قرار پائے گا۔

پروردگار عالم نے ان سب باتوں کا جواب اپنے محیط علم سے دیدیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ تمام مسائل واضح ہیں اور ہمیں کوئی زحمت نہیں ہے۔ ہم اجزا کو الگ الگ بھی کر سکتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق برتاؤ بھی کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ کمال تخلیق ہے کہ اتنے بڑے آسمان میں نہ کہیں جوڑ ہے اور نہ شگاف ورنہ ایک عمارت میں دو اینٹیں جوڑی جاتی ہیں تو اس کا جوڑ واضح ہو جاتا ہے ایسا زبردست پیدا کرنے والا اور ایک پانی سے اتنی قسم کی برکتیں ایجاد کر دینے والا کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ایک مردہ کو قبر سے نکال کر اس کا حساب و کتاب کر سکے۔ آخر یہ کونسا بڑا کام ہے جو وہ نہیں کرسکتا ہے اور پھر پہلی خلقت بھی اسی کی ایجاد کی ہوئی ہے تو جو لا شئے سے اتنی بڑی کائنات عالم وجود میں لا سکتا ہے اسے مٹی سے انسان بنا دینے میں کیا تکلیف ہے۔ انسان اپنی خلقت کو یاد رکھتا اور اس قدر سریع النسیان نہ ہوتا تو اللہ کی تمام باتوں کا یقین کر لیتا اور

بَاسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ

پیدا کیے جنہیں تہ بہ تہ خوشے لگے ہوتے ہیں۔(10) یہ سب بندوں کی روزی کے لیے ہے اور ہم نے اسی سے مردہ شہر کو

بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

زندہ کیا۔ (مردوں کا قبروں سے) نکلنا بھی اسی طرح ہو گا۔(11) ان سے پہلے نوح کی قوم

نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ

اور اصحاب الرس اور ثمود نے تکذیب کی ہے۔(12) اور عاد اور فرعون اور برادران لوط نے

لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ

بھی۔(13) اور ایکہ والوں اور تبع کی قوم نے بھی۔ سب نے رسولوں کو جھٹلایا

الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ

تو میرا عذاب (ان پر) لازم ہو گیا۔(14) کیا ہم پہلی بار کی تخلیق سے عاجز آ گئے تھے؟ نہیں بلکہ یہ لوگ نئی تخلیق کے

هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔(15) اور بتحقیق انسان کو ہم نے پیدا کیا ہے

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ

اور ہم ان وسوسوں کو جانتے ہیں جو اس کے نفس کے اندر اٹھتے ہیں کہ ہم رگ گردن سے بھی زیادہ

حَبْلِ الْوَرِيْدِ [5] ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ [6] عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ

اس کے قریب ہیں۔(16) (انہیں وہ وقت یاد دلا دیں) جس وقت (اعمال کو) وصول کرنے والے دو (فرشتے) اس کی دائیں اور بائیں

الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ

طرف بیٹھے وصول کرتے رہتے ہیں۔(17) (انسان) کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک نگران

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۴ میں ہر قوم کے بارے میں تکذیب رسل کا ذکر ہے حالانکہ ہر قوم نے صرف اپنے رسول کی تکذیب کی ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ مرسلین کا پیغام واحد ہے لہٰذا ایک تکذیب سب کی تکذیب کے مترادف ہے۔

ف: بظاہر رقیب، عتید، سائق، شہید یہ سب فرشتے ہیں اور ان کے بیٹھنے سے مراد ہمیشہ ساتھ رہنا ہے جس طرح کہ قرین فرشتہ ہی ہے کوئی اور نہیں ہے۔

5- گردن انسان کا قریب ترین عضو ہے اور اسی سے قوام حیات بھی ہے۔ خدا نے اپنے کو اس سے بھی زیادہ قریب تر بتایا ہے کہ مجھے ایک ایک سانس کی خبر ہے اور مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔

6- یہ دو فرشتے ہیں جو ہر انسان پر مسلط کئے گئے ہیں اور اس کے اعمال کو درج کرتے رہتے ہیں اور ایک ایک لفظ کا حساب کرتے رہتے ہیں۔ نہ ان سے کوئی عمل بچ کر جا سکتا ہے

اردو حاشیہ

اسکی قدرت کاملہ پر مکمل طور سے ایمان لے آتا۔

عَتِيدٌ ۝۱۸ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ

تیار ہوتا ہے۔(18)اور موت کی غشی ایک حقیقت بن کر آ گئی یہ وہی چیز ہے جس سے

مِنْهُ تَحِيدُ ۝۱۹ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۝۲۰

تو بھاگتا تھا۔(19)اور صور پھونکا جائے گا، (تو کہا جائے گا) یہ وہی دن ہے جس کا خوف دلایا گیا تھا۔(20)

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۝۲۱ لَقَدْ كُنْتَ

اور ہر شخص ایک ہانکنے والے اور ایک گواہی دینے والے کے ساتھ آئے گا۔(21)بے شک تو

فِي غَفْلَةٍ مِنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ

اس چیز سے غافل تھا چنانچہ ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے لہٰذا آج تیری نگاہ

حَدِيدٌ ۝۲۲ وَقَالَ قَرِينُهُ [7] هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ۝۲۳ أَلْقِيَا

بہت تیز ہے۔(22)اور اس کا ہم نشین کہے گا: جو میرے سپرد تھا وہ حاضر ہے۔(23)(حکم ہوگا) تم دونوں (فرشتے)

فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۝۲۴ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ ۝۲۵

ہر عناد رکھنے والے کافر کو جہنم میں ڈال دو۔(24) خیر کو روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے، شبہے میں رہنے والے کو۔(25)

الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ

جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بناتا تھا پس تم دونوں اسے سخت عذاب میں

الشَّدِيدِ ۝۲۶ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلٰكِنْ كَانَ فِي

ڈال دو۔(26)اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا: ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود گمراہی میں

ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝۲۷ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ

دور تک چلا گیا تھا۔(27)اللہ فرمائے گا: میرے سامنے جھگڑا نہ کرو اور میں نے تمہیں پہلے ہی

عربی حاشیہ

اور نہ کوئی قول نظر انداز ہوسکتا ہے۔ غلط بیانی کرنے والے، غیبت کرنے والے، الزام لگانے والے افراد ان فرشتوں کے وجود سے باخبر ہوتے اور ان پر ایمان رکھتے ہوتے تو انھیں بھی اپنے نامۂ اعمال کا خیال ہوتا اور اس طرح کی حرکتیں نہ کرتے۔

7-اس قرین سے مراد وہ فرشتہ ہے جس نے نامۂ اعمال تیار کر رکھا ہے اور آیت نمبر ۲۷ میں قرین سے مراد وہ شیطان ہے جس نے انسان کو بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۳) آیت کریمہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے جہنم میں جانے کا فیصلہ بدل نہیں سکتا ہے اور جن کے بارے میں دونوں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں جہنم میں ڈال دو ان میں حسب ذیل صفات ہوں گے:۔

۱۔ وہ نعمت خدا کا شکریہ نہ ادا کرنے والے ہوں گے۔

۲۔ حق سے عناد رکھنے والے ہوں گے۔

۳۔ نیکیوں سے روکنے والے ہوں گے۔

۴۔لوگوں کے حقوق پر تجاوز کرنے والے ہوں گے۔

۵۔ شکوک وشبہات پیدا کرنے والے ہوں گے۔

یعنی خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہوں گے۔ ایسے افراد کا گناہ کسی بھی قیمت پر قابل معافی نہیں ہے ورنہ گناہ کا معاف کر دینا کرم ہے اور کرم ذات خدا سے بعید نہیں ہے۔

إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ[8] وَمَا أَنَا

برے انجام سے باخبر کر دیا تھا۔(28) میرے ہاں بات بدلتی نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ ع يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَ

ظلم کرنے والا ہوں۔(29) جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے : کیا تو بھر گئی ہے؟ اور

تَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ

وہ کہے گی: کیا مزید ہے؟(30) اور جنت پرہیزگاروں کے لیے قریب کر دی جائے گی، وہ دور

بَعِيدٍ ﴿٣١﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ ج مَّنْ

نہ ہوگی۔(31) یہ وہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے جو توبہ کرنے والا، (حدود الٰہی کی) محافظت کرنے والا ہو۔(32)

خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿٣٣﴾ لا ادْخُلُوهَا

جو بن دیکھے رحمٰن سے ڈرتا ہو اور توبہ والا دل لے کر آیا ہو۔(33) تم اس جنت میں

بِسَلَامٍ ط ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا

سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وہ ہمیشہ رہنے کا دن ہو گا۔(34) وہاں ان کے لیے جو وہ چاہیں گے حاضر ہے

وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ[9] هُمْ

اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔(35) ہم نے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کیا

أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ ط هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾

جو ان سے قوت میں کہیں زیادہ تھیں۔ پس وہ شہر بہ شہر پھرے۔ کیا کوئی جائے فرار ہے؟ (36)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ

اس میں ہر صاحب دل کے لیے یقیناً عبرت ہے جو کان لگا کر توجہ سے سنے

عربی حاشیہ

8- اگرچہ عذاب کی بات کا بدل دینا عفو ہے اور وہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے لیکن بعض افراد کے بارے میں یہ طے شدہ ہے کہ ان کا عذاب بھی برطرف نہیں ہوگا۔ اور غالبًا یہ انھیں افراد کے عذاب کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے'' یا یہ کہ عفو کا بھی ایک نظام ہے اور اس میں بھی تبدیلی ممکن نہیں ہے''۔

9- قرن۔ ایک دور کے انسانوں کو کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے اقتدار کی بنا پر تمام دنیا کی تحقیقات کی کہ کہاں موت سے چھٹکارا مل سکتا ہے لیکن آخر کار ثابت ہوا کہ موت سے چھٹکارا ملنے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۷ دلیل ہے کہ نصیحت حاصل کرنے کے لئے قلب و عقل یا ذاتی صلاحیت درکار ہے یا پھر انسان حضور قلب کے ساتھ بات سننے کے لئے تیار ہو۔ اس کے بغیر نہ عالم پر کوئی اثر ہوسکتا ہے اور نہ جاہل پر۔

اردو حاشیہ

(۴) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں جانے والے افراد کے بھی کچھ مخصوص صفات ہوں گے اور یہ ایسے افراد ہوں گے کہ خود جنت کو بھی ان سے قریب تر کر دیا جائے گا انکے اوصاف کا خلاصہ یہ کہ:۔

۱۔ خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔

۲۔ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

۳۔ بغیر دیکھے خوف خدا رکھنے والے ہوں گے۔

۴۔ ان کا دل ہمیشہ خدا کی طرف متوجہ ہوگا۔

۳۵ واضح رہے کہ اہل جنت کیلئے ان کی خواہش سے زیادہ نعمتیں مہیا کی گئی ہیں کہ خواہش بندہ کی فکر کے مطابق ہوتی ہے اور نعمت خدا کے علم و اقتدار اور اس کے فضل و کرم کے مطابق دی جائے گی۔

وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
اور حاضر ہو۔(37)اور بتحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى
سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تھکان محسوس نہیں ہوئی۔(38)جو باتیں یہ کرتے ہیں

مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ
اس پر آپ صبر کریں اور طلوع آفتاب ^(۵) اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی

قَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿۴۰﴾
ثناء کے ساتھ تسبیح کریں۔(39)اور رات کے وقت بھی اور سجدوں کے بعد بھی اس کی تسبیح کریں۔ (40)

وَاسْتَمِعْ [10] يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ
اور کان لگا کر سنو! جس دن منادی قریب سے پکارے گا۔(41)اس دن

يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿۴۲﴾
لوگ اس چیخ کو حقیقتاً سن لیں گے۔ وہی (قبروں سے) نکل پڑنے کا دن ہوگا۔ (42)

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ
یقیناً ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور بازگشت بھی ہماری ہی طرف ہے۔(43)اس دن زمین

الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا [11] ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ
ان پر سے تیزی کے ساتھ پھٹ جائے گی۔ یہ جمع کر لینا ہمارے لیے آسان ہے۔(44)یہ جو کچھ

أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ [12] ۖ فَذَكِّرْ
کہہ رہے ہیں اسے ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہیں۔ پس آپ اس

عربی حاشیہ

10- یہاں گویا ایک لفظ محذوف ہے کہ آپ اس دن کا قصہ سنیں جس دن صور پھونکا جائے گا ورنہ رسول اکرمؐ کو صدائے صور نہیں سننا ہے۔ یہ خطاب قوم والوں کے لئے ہے جیسا کہ دوسری آیت میں صاف طریقہ سے واضح کردیا گیا ہے۔

11- قیامت کے دن اس طرح زمین شگافتہ ہوگی کہ سب قبروں سے جلدی جلدی نکل کر میدانِ حشر میں بکھر جائیں گے اور خدا کے لئے اس مجمع کا اکٹھا کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

12- جبار۔ زبردستی ایمان پر مجبور کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور رسول اکرمؐ کا کام ایمان کی دعوت دینا ہے۔ ایمان پر مجبور کرنا نہیں ہے کہ یہ بات نظام عدل کے خلاف ہے اور اسلام دین عدالت وحکمت ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اوقات نماز کی طرف ایک اشارہ ہے کہ طلوع صبح سے پہلے نماز پڑھی جائے اور غروب سے پہلے نماز عصر پھر رات کے اوقات میں مغرب اور عشاء ادا کی جائے اور نمازوں کے بعد نوافل ادا کئے جائیں کہ یہ سب تسبیح پروردگار کے بہترین مصادیق ہیں جہاں نفلی تسبیح بھی ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ عملی تسبیح بھی ہوتی ہے۔

لیکن اس تفصیل میں نماز ظہر کا کوئی ذکر نہیں ہے جو واجبات میں سب سے پہلی نماز ہے اور اسے صلٰوۃ وسطیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے ہوسکتا ہے کہ قبل الغروب میں ظہر وعصر دونوں شامل ہوں لیکن اس طرح تو دونوں نمازوں کے ایک ساتھ ادا کرنے کا حکم ظاہر ہوتا ہے جس طرح کہ مغرب وعشاء کا تذکرہ بھی ایک ہی لفظ میں کیا گیا ہے اور الگ الگ اوقات کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور حقیقت امر بھی یہی ہے کہ قرآن مجید میں نمازوں کے الگ الگ ادا کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے خدا جانے اس عادت پر مسلمانوں کا اصرار کیوں ہے اور وہ اسے جواز ہی کی حد تک کیوں نہیں رہنے دیتے جس کے بعد ہر مسلمان کو اختیار رہے چاہے الگ الگ پڑھے یا ملا کر پڑھے۔

بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾

قرآن کے ذریعے اس شخص کو نصیحت کریں جو ہمارے عذاب کا خوف رکھتا ہو۔(45)

اٰياتها ٦٠ ‏ ٥١ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ٦٧ ‏ رکوعاتها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿٢﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿٣﴾

قسم ہے بکھیر کر اڑانے والی (ہواؤں) کی۔(1) پھر بوجھ اٹھانے والے (بادلوں) کی۔[(۱)] (2) پھر سبک رفتاری سے چلنے والی (کشتیوں) کی۔(3)

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿٤﴾ اِنَّمَا [1] تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿٥﴾ وَّاِنَّ

پھر امور کو تقسیم کرنے والے (فرشتوں) کی۔(4) جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً سچ ہے۔(5) اور جزاء

الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ [2] ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ

(کادن) ضرور واقع ہو گا۔(6) قسم ہے راہوں والے آسمان کی۔(7) تم لوگ یقیناً

قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ

متضاد باتوں میں پڑے ہوئے ہو۔(8) اس (قرآن) سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جسے برگشتہ کیا گیا ہو۔(9) بے بنیاد باتیں

الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾ يَسْـَٔلُوْنَ

کرنے والے مارے گئے۔(10) جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔(11) وہ پوچھتے ہیں:

اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ [3] ﴿١٣﴾

جزاء کا دن کب ہو گا؟(12) جس دن یہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے۔(13)

عربی حاشیہ

1- یہ لفظ انّ اور ما سے مرکب ہے اور اس میں ما موصولہ ہے۔

ف: ایک روایت کی بنا پر ذاریات ہوائیں ہیں اور حاملات بادل، جاریات کشتیاں ہیں اور مقسمات فرشتے اور فرشتوں میں تقسیم کار کا تعلق کل کائنات کی تدبیر سے ہے یا صرف رزق کی تقسیم ہے!

ف: حبک کا تعلق ستاروں کی شکلوں سے بھی ہوسکتا ہے اور بادلوں کی ترتیب سے بھی اور اسے کہکشاؤں کی تعبیر بھی قرار دیا جاسکتا ہے کہ ان کی تصویر بالکل گھونگھریالے بالوں جیسی ہے۔

2- مختلف راستوں کو بھی کہا جاتا ہے اور بہترین خلقت کو بھی اور آسمان پر دونوں ہی باتیں پائی جاتی ہیں۔

3- فتن آزمائش ہے جس طرح کہ کسی چیز کو آگ پر تپایا جاتا ہے کہ اس کی ملاوٹ نکل جائے اور کھرا کھوٹا الگ ہوجائے۔

اردو حاشیہ

(۱) بعض حضرات نے ہر جملہ سے ایک الگ مخلوق کو مراد لیا ہے لیکن ف کا حرف علامت ہے کہ یہ سب ایک ہی مخلوق کے کام ہیں اور وہ ہوا ہے جو یہ سارے کام انجام دیتی ہے اور جو خدا ہواؤں میں اتنی طاقت پیدا کرسکتا ہے وہ مردوں کو زندہ کیوں نہیں کرسکتا ہے۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۴

اپنے فتنے کو چکھو۔ یہ وہی ہے جس کی تمہیں عجلت تھی۔ (14)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۱۵ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝۱۶

(اس روز) اہل تقویٰ یقیناً جنتوں اور چشموں میں ہوں گے۔(15)ان کے رب نے جو کچھ انہیں دیا ہے اسے وصول کر رہے ہوں گے۔ وہ یقیناً اس (دن) سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔(16)

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱

وہ رات کو کم سویا کرتے تھے۔ (17) اور سحر کے اوقات میں استغفار کرتے تھے۔(18)اور ان کے اموال میں سائل اور محروم کے لیے حق ہوتا تھا۔ (19)اور زمین میں اہل یقین کے لیے نشانیاں ہیں۔(20)اور خود تمہاری ذات میں بھی،تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (21)

وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۲۲ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝۲۳

اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(22)پس آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم یقیناً وہ اسی طرح برحق ہے جس طرح تم باتیں کر رہے ہو۔ (23)

المنزل ۷

عربی حاشیہ

4- ان صفات کا بہترین مصداق نماز شب ہے جس کا ادا کرنے والا بہرحال کم سوتا ہے اور سحر کے وقت اللہ کی بارگاہ میں مسلسل استغفار کرتا ہے اور کم سے کم ستر مرتبہ قنوت وتر میں استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کی تکرار کرتا ہے۔

5- محروم ان فقیروں کو کہاجاتا ہے جو ہاتھ نہیں پھیلاتے ہیں اور اس طرح بہت سی نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

6- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے جنت وکوثر وغیرہ مراد ہیں کہ اس کا مرکز بھی آسمانوں ہی میں ہے۔

7- اس ضمیر کا مرجع قرآن یا قیامت ہے اور مقصد یہ ہے کہ جس قدر انسان کو خود اپنی باتوں کا یقین ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ قرآن اور حشر ونشر کا معاملہ یقینی اور برحق ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صاحبانِ تقویٰ کے لئے باغات ہیں، چشمے ہیں، اللہ کی نعمتیں ہیں۔لیکن ان متقین سے مراد وہ افراد ہیں جن کے پاس فقط ظاہر داری اور نمائشی تقویٰ نہیں ہے بلکہ ان کا کردار نیک ہے۔ وہ راتوں کو کم آرام کرتے ہیں، سحر کے وقت اٹھ کر نسیم سحری سے لطف اندوز ہونے کے بجائے استغفار کرتے ہیں، دولت جمع کرنے یا گھر کی رونق بڑھانے کے بجائے اپنے مال میں غرباء کا ایک حق سمجھتے ہیں اور ان میں مال تقسیم کر دیتے ہیں جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رات بھر سو کر نماز صبح تک کھا جانے والے اور رات کی بیداری کو استغفار کے بجائے فلموں کے حوالے کر دینے والے اور غرباء وفقراء کا حق دینے کے بجائے خمس وزکوٰۃ ہضم کر کے تعیش آمیز زندگی گزارنے والے کسی قیمت پر متقی نہیں ہیں اور نہ ان کا جنت وکوثر سے کوئی تعلق ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾

کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت پہنچی ہے؟ (24)

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ

جب وہ ان کے ہاں آئے تو کہنے لگے: سلام ہو۔ ابراہیم نے کہا: سلام ہوا! ناآشنا

قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ۚ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ

لوگ (معلوم ہوتے ہو)۔(25) پھر وہ خاموشی سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے

بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ ۙ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا

اور ایک موٹا بچھڑا لے آئے۔(26) پھر اسے ان کے سامنے رکھا۔ کہا: آپ کھاتے

تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ ۫ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا

کیوں نہیں؟(27) پھر ابراہیم نے ان سے خوف محسوس کیا۔ کہنے لگے: خوف نہ کیجئے

لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ

اور انہیں ایک دانا لڑکے کی بشارت دی۔(28) تو ان کی زوجہ چلاتی ہوئی آئیں

امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ

اور اپنا منہ پیٹنے لگیں اور بولیں: (میں تو) ایک بڑھیا (اور ساتھ)

عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ

بانجھ (بھی ہوں)۔(29) انہوں نے کہا: تمہارے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾

وہ یقیناً حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔(30)

عربی حاشیہ

8-صرہ اصل میں باندھنے اور وابستگی کے معنی میں ہے لیکن شدت سے چیخنے کے بارے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ صک شدت سے مارنے یا منھ پیٹنے کے معنی میں ہے۔ گویا سارہ نے شرم حیا سے منھ پیٹ لیا یا منھ پر ہاتھ رکھ لیا۔

اردو حاشیہ

(۳) وجود خدا یقیناً ایک عقلی اور فکری مسئلہ ہے لیکن دلائل وجود خدا تمام تر محسوس اور مشاہدہ میں آنے والے ہیں۔ انسان زمین کو دیکھے تو ہر ذرہ اور ہر پتہ معرفت کا ایک دفتر بنا ہوا ہے اور اپنے وجود پر غور کرے تو ہر سانس معرفت الٰہی کا ایک پیغام لے کر آتی ہے۔ "من عرف نفسه فقد عرف ربه" جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ

ابراہیم نے کہا: اے اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو) آپ کی (اصل) مہم کیا ہے؟ (31) انہوں نے کہا: ہم

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً

ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (32) تا کہ ہم ان پر مٹی کے کنکر

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا

برسائیں۔ (1) (33) جو حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے آپ کے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں۔ (34) پس وہاں

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ

موجود مومنین کو ہم نے نکال لیا۔ (35) پھر وہاں ہم نے مسلمانوں کا

بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

صرف ایک گھر پایا۔ (36) اور دردناک عذاب سے ڈرنے والوں کے لیے ہم نے

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ

وہاں ایک نشانی چھوڑ دی۔ (37) اور موسیٰ (کے قصے) میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے انہیں واضح دلیل کے ساتھ

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

فرعون کی طرف بھیجا۔ (38) تو اس نے اپنی طاقت کے بھروسے پر منہ موڑ لیا اور بولا: جادوگر یا دیوانہ ہے۔ (39)

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾

چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو گرفت میں لے لیا اور انہیں دریا میں پھینک دیا اور وہ لائق ملامت تھا۔ (40)

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ

اور عاد میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیجی۔ (41) وہ

عربی حاشیہ

ف: قوم لوط کی جگہ شہر سدوم اردن میں بحرا لمیت کے قریب واقع تھا اور عذاب کے بعد بقولے زیر آب ہوگیا اور بقولے پتھروں کے نیچے دب گیا۔ ان پتھروں کا نشاندار ہونا علامت ہے کہ عذاب الٰہی حساب و کتاب کے ساتھ ہے بے تحاشہ آفت نہیں ہے۔ فرشتوں کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے عذاب سے پہلے ہوئی ہے لہٰذا آیت نمبر ۳۵ اور اس کے بعد کلام خدا ہے کلام ملائکہ نہیں ہے۔

خطب۔ شان، حالت۔

مسوّمہ۔ جس پر نشان لگا دیے گئے ہوں۔

رکن۔ جس پر اعتماد کیا جائے جیسے جاہ وحشم، فوج ولشکر وغیرہ۔

یم۔ دریا۔

مُلیم۔ جو قابل ملامت کام کرے۔

ریح عقیم۔ وہ ہوا جس کے پیچھے نہ بارش کے امکانات ہوں اور نہ درخت کی پیوندکاری کے کام آسکے یعنی بالکل بانجھ۔

اردو حاشیہ

(۱) شریعت اسلام کا قانون یہ ہے کہ مرد وعورت شادی شدہ ہونے کے بعد اور جنسی تسکین کے امکان کے باوجود بھی ناجائز تعلقات قائم کریں تو انہیں سنگسار کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ جو پروردگار مرد اور عورت کے ایسے تعلقات کو برداشت نہیں کرسکتا جو فطری طور سے تعلقات کا موضوع ہیں تو وہ مرد مرد کے تعلقات کو کس طرح برداشت کرسکتا ہے اور چونکہ اس مسئلہ میں قوم جناب لوط کی بات ماننے کیلئے بالکل تیار نہیں تھی کہ وہ کوئی سزا دیتے تو قدرت نے خود آسمانی سزا کا انتظام کر دیا اور اقوام عالم کو ہوشیار کر دیا کہ بعض جرائم ایسے بھی ہیں جن کی سزا کا ہم فوراً انتظام کرتے ہیں اور انہیں میں سے ایک ہم جنسی بھی ہے۔ (خدا آج کی ترقی یافتہ اقوام کو عقل سلیم عطا کرے۔)

مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَ فِيْ

جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ کر کے چھوڑ دیتی تھی۔(42)اور ثمود میں بھی (نشانی ہے)

ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ

جب ان سے کہا گیا: ایک وقت معین تک زندگی کا لطف اٹھا لو۔(43) مگر انہوں نے اپنے رب کے

رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا

حکم سے سرتابی کی تو انہیں کڑک نے گرفت میں لیا اور وہ دیکھتے رہ گئے۔(44) پھر وہ

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

اٹھ بھی نہ سکے اور نہ ہی وہ (خود کو) بچا سکتے تھے۔(45)اور اس سے

مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ

پہلے نوح کی قوم (بھی ایک نشان عبرت) ہے۔ یقیناً وہ فاسق لوگ تھے۔(46)اور آسمان کو

بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا

ہم نے اپنی قوت سے بنایا اور ہم ہی وسعت دینے والے ہیں۔[۲] (47) اور زمین کو ہم نے فرش بنایا

فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

اور ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔(48)اور ہر چیز کے[۳] ہم نے جوڑے بنائے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ

شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔(49) پس تم اللہ کی طرف بھاگو۔ تحقیق میں اللہ کی طرف سے تمہیں صریح

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ

تنبیہ کرنے والا ہوں۔(50)اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ۔ میں اللہ کی طرف سے تمہیں صریح

عربی حاشیہ

رمیم۔ بوسیدہ۔

موسعون۔ وسعت دینے والے۔ اشارہ ہے کہ فضائے آسمان میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی جارہی ہے۔

ماہدون۔ زمین کو ہموار کرنے والے اور اسے رہنے والوں کے لئے گہوارہ کے مانند بنادینے والے کہ حرکت بھی کرتی رہے اور لوگ مطمئن بھی رہیں۔

فرار الی اللہ۔ خدا کی بارگاہ میں پناہ لینا اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا۔

ف: عذاب الٰہی کے بارے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ عذاب آگ، پانی، پہاڑ اور مٹی کی شکل میں آیا جب کہ یہی عناصر زندگی کی اصل قرار دیئے جاتے تھے۔ فاعتبروایا اولی الابصار۔

وسعت سماوات کے بارے میں آخری انکشاف یہ ہے کہ آسمان کی فضا ۶۶ ہزار کلومیٹر فی سکنڈ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ فتبارک

اردو حاشیہ

(۲) قدیم علماء نے آسمان کی وسعت سے بارش اور رزق کا نزول مراد لیا تھا لیکن آج یہ بات طے ہو چکی ہے کہ فضا میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے اور آج تک میں کئی گنا وسعت کا انکشاف ہو چکا ہے۔ آگے کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

(۳) ذرّات سے لے کر انسان تک کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جس کا جوڑا نہ بنایا گیا ہو جوڑے سے مراد شوہر اور زوجہ نہیں ہیں بلکہ مرد اور عورت ہیں یعنی انسانوں میں بھی دو صنفیں بنائی گئی ہیں۔ شادی کا مسئلہ اس سے بالکل غیر متعلق ہے۔

مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ

تنبیہ کرنے والا ہوں۔(51)اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس

مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوۡا بِهٖ ۚ

جو بھی رسول آیا اس سے انہوں نے کہا: جادوگر ہے یا دیوانہ۔(52) کیا ان سب نے ایک دوسرے کو اسی بات کی نصیحت کی ہے؟

بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ﴿۵۴﴾

(نہیں) بلکہ وہ سرکش قوم ہیں۔(53)پس آپ ان سے رخ پھیر لیں تو آپ پر کوئی ملامت نہ ہو گی۔ (54)

وَّ ذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقۡتُ

اور نصیحت (۴) کرتے رہیں کیونکہ نصیحت تو مومنین کے لیے یقیناً فائدہ مند ہے۔(55)اور میں نے جن وانس کو

الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيۡدُ مِنۡهُمۡ مِّنۡ

خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔(56)میں نہ ان سے کوئی روزی چاہتا ہوں (۵) اور نہ ہی

رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ يُّطۡعِمُوۡنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔(57)یقیناً اللہ ہی بڑا رزق دینے والا،

ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِيۡنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذَنُوۡبًا مِّثۡلَ

بڑی پائیدار طاقت والا ہے۔(58)پس جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے حصے میں وہی سزائیں ہیں

ذَنُوۡبِ اَصۡحٰبِهِمۡ فَلَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ

جو ان کے ہم مشربوں کے حصے میں ہیں لہٰذا یہ لوگ مجھ سے عجلت نہ مچائیں۔(59)پس کفار کے لیے تباہی ہے

كَفَرُوۡا مِنۡ يَّوۡمِهِمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۶۰﴾

اس روز جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(60)

عربی حاشیہ

اللہ احسن الخالقین۔

ف: مالک کائنات غنی مطلق بھی ہے اور حکیم بھی لہٰذا تخلیق بے مقصد بھی نہیں ہے اور اس سے خالق کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔تخلیق کا مقصد اعطاء کمال ہے اور اعطاء کمال ممکن نہیں ہے لہٰذا عبادت کے راستے سے یہ کمال دیا گیا ہے۔

جن کے ذکر کا تقدم اس کی اولیت کے اعتبار سے ہے اور مقصد سب کا یہ ہے کہ بندہ بندگی کرے اور مالک کمال مطلق سے قریب تر بنادے جو بشری کمال کی آخری منزل ہے۔

1- یہ عجیب بات ہے کہ اہل باطل جہاں بھی رہتے ہیں ان کی باتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔مشرق ومغرب عالم میں ہر ڈاڑھی منڈانے والے کے پاس ایک ہی دلیل ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ ہرخمس نہ دینے والا ایک ہی بات کہتا ہے کہ یہ سب کھانے پینے کے ذرائع ہیں۔مولا کامال چاہنے والوں کے لئے حلال

اردو حاشیہ

(۴) اگرچہ پروردگار عالم نے پیغمبر اسلامؐ کو قوم سے اعراض کرنے کا حکم دیدیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ ان کی گمراہی کی کوئی ذمہ داری پیغمبر پر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یاددہانی کو فرض قرار دیا ہے کہ اس سے صاحبانِ ایمان کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ ہر دور کے علماء اور خطباء کیلئے ایک تعلیم ہے کہ قوم پر اثر دکھائی دے یا نہ دکھائی دے یاددہانی کا سلسلہ جاری رکھو کہ اس طرح کم از کم صاحبان ایمان کو تو فائدہ ہوتا ہی ہے عام انسان بھی کبھی نہ کبھی راہِ عمل پر آجاتا ہے۔

(۵) انسان کس قدر نااہل ہے کہ خدا نے عبادت کا حکم دیا تو اسے یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اس میں خدا کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوگا اور پھر اسے واضح کرنا پڑا کہ تم سے کیا فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔تمہارے پاس کیا ہے جس سے امید وابستہ کی جائے، جو کچھ بھی ہے سب میرا ہی دیا ہوا ہے۔

اٰیاتها ۴۹ ۵۲ سُوۡرَۃُ الطُّوۡرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۶ رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَ الطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ الۡبَیۡتِ

قسم ہے طور (۱) کی۔(1) اور لکھی ہوئی کتاب کی۔(2) ایک کشادہ ورق میں۔(3) اور بیت معمور

الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَ السَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَ الۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾

(آباد گھر) کی۔(4) اور بلند چھت کی۔(5) اور موجزن سمندر کی۔ (6)

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ یَّوۡمَ

آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔(7) اسے ٹالنے والا کوئی نہیں ہے۔(8) اس روز

تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ تَسِیۡرُ الۡجِبَالُ سَیۡرًا ﴿ؕ۱۰﴾ فَوَیۡلٌ

آسمان بری طرح تھرتھرائے گا۔(9) اور پہاڑ بھی پوری طرح چلنے لگیں گے۔(10) پس اس دن

یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ خَوۡضٍ یَّلۡعَبُوۡنَ ﴿ۘ۱۲﴾ وقف لازم

تکذیب کرنے والوں کے لیے تباہی ہے۔(11) جو بیہودگیوں میں کھیل رہے ہیں۔ (12)

یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ اِلٰی نَارِ جَہَنَّمَ دَعًّا ﴿ؕ۱۳﴾ ہٰذِہِ النَّارُ الَّتِیۡ

اس دن وہ شدت سے جہنم کی آگ کی طرف دھکیلے جائیں گے۔(13) یہ وہی آگ ہے جس کی

کُنۡتُمۡ بِہَا تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحۡرٌ ہٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿ۚ۱۵﴾

تم لوگ تکذیب کرتے تھے۔ (14) (بتاؤ) کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (15)

عربی حاشیہ

ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہرقوم دوسری قوم کو وصیت کر کے جاتی ہے کہ یہی عذر بیان کرنا ہے یا سب کا استاد کوئی ایک ہی ہے جو سب کو ایک ہی سبق سکھاتا ہے۔

2- ذنوب۔ گناہوں کا نتیجہ یعنی عذاب یہاں ذال پر زبر ہے۔

1- طور۔ صحن خانہ اور پہاڑ کو کہا جاتا ہے یہاں طور سینا یعنی وہ پہاڑ مراد ہے جہاں جناب موسیٰ سے خدا سے باتیں ہوئی تھیں۔

2- اصلوہا۔ جہنم میں داخل ہوجاؤ اور اسی میں جلو۔

کتاب مسطور۔ ہر کتاب الٰہی ہے۔ اسی لئے امیرالمومنینؑ نے قرآن مجید کو بھی کتاب مسطور سے تعبیر کیا ہے۔

ف: اس سورہ کی قسموں میں تشریعی اور تکوینی دونوں قسم کی نشانیوں کا تذکرہ ہے اور توحید، نبوت، معاد سب کو جمع کرلیا گیا ہے۔ اس کے بعد اہل جہنم کے جہنم میں جانے کی کیفیت کا

اردو حاشیہ

(۱) عذاب کے وقوع کا امکان واضح کرنے کیلئے قدرت نے چند قسم کی مخلوقات اور ان کے اختیارات کی قسم کو ذریعہ بنایا ہے۔ طور، کتاب مسطور، بیت معمور (جو آسمان پر ہے اور وہاں کے باشندوں کا قبلہ بھی ہے) بلند ترین آسمان، جوش مارتا ہوا سمندر وغیرہ تاکہ انسان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو ان تمام چیزوں کو خلق کرسکتا ہے وہ ایک لمحہ میں انہیں خراب بھی کرسکتا ہے اور اسی کا نام قیامت ہے۔

یہ انسان کی بدبختی ہے کہ اس قدر واضح قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی قیامت کے امکانات پر بحث کرتا ہے اور اپنے کو اس ہولناک موقع کیلئے تیار نہیں کرتا ہے۔

اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا

اب اس میں جھلس جاؤ پھر صبر کرو یا صبر نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے۔ تمہیں تو بہرحال

تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ

تمہارے اعمال کی جزاء دی جائے گی۔(16)اہل تقویٰ تو یقیناً جنتوں اور نعمتوں میں

وَّنَعِيۡمٍۙ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ

ہوں گے۔(17)ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا کیا ہے اس پر وہ خوش ہوں گے اور ان کا پروردگار انہیں

عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓــًٔا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَۙ ﴿۱۹﴾

عذاب جہنم سے بچا لے گا۔(18)خوشگواری سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے عوض جو تم کرتے رہے ہو۔(19)

مُتَّكِـــِٕيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۲۰﴾

وہ ایک صف میں بچھی ہوئی مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے اور بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا عقد کر دیں گے۔(20)

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ

اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ان کی اولاد (۲) نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی

ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ كُلُّ امۡرِیًٔۢ

اولاد کو (جنت میں) ہم ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے ہم کچھ بھی کم نہیں کریں گے،

بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ مِّمَّا

ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے۔(21)اور ہم انہیں پھل اور گوشت جو ان کا جی چاہے

يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا وَ

فراہم کریں گے۔(22)وہاں وہ آپس میں جام چلاتے ہوں گے جس میں نہ بیہودگی ہو گی

عربی حاشیہ

تذکرہ ہے جس کی مختلف تعبیرات اس ذلت کی نشاندہی کررہی ہیں جس کا انھیں سامنا کرنا ہوگا۔

ف: آیت نمبر ۲۱ میں ذریت سے مراد بظاہر بالغ اولاد ہے اگرچہ نابالغ کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے اور رہین کے معنی لغت میں دائمی کے ہیں لہٰذا آیت کا مجموعی تعلق متقین ہی سے ہے مجرمین سے نہیں ہے۔

3-فاکہین۔ فکاہہ سے مشتق ہے یعنی مطمئن اور پرسکون۔

ہنیئاً۔خوشگوار۔

سرر مصفوفہ۔ وہ تخت جو ایک لائن سے لگادیئے گئے ہوں۔

حورعین۔ وہ حورین جن کی آنکھیں کشادہ ہوں کہ انسان انھیں دیکھ کر حیرت میں پڑجائے۔

ماالتناہم۔یعنی اولاد کو بزرگوں سے ملحق کرنے کے باوجود بزرگ کے اعمال میں سے

اردو حاشیہ

(۲) یہ بات تقریباً مسلمات میں سے ہے کہ دنیا میں نابالغ بچوں کا حکم ان کے ماں باپ کا حکم ہوتا ہے اور ماں باپ مسلمان ہوتے ہیں تو بچہ بھی مسلمان کے حکم میں رہتا ہے اور ماں باپ کافر ہوتے ہیں تو بچہ بھی انہیں کے حکم میں رہتا ہے اور یہ ایک طرح سے مسلمان کو اس کے اسلام کا انعام اور کافر کو اس کے کفر کی سزا ہے کہ اس کی نجاست ونحوست نسلوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔لیکن آخرت کے اعتبار سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ وہاں ان بچوں کا کیا انجام ہوگا۔ یہ بات تقریباً واضح ہے کہ کافر کے بچہ کو جہنم میں نہیں ڈالا جا سکتا ہے کہ یہ ظلم ہے اور ظلم عادل حقیقی کی شان کے خلاف ہے لیکن مسلمان کے بچے کے جنت میں جانے کا مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ اس نے گناہ نہیں کیا ہے تو جنت میں جانے کا استحقاق بھی نہیں پیدا کیا ہے اگرچہ رحمت پروردگار کا مسئلہ الگ ہے لیکن قوانین کے ذریعہ یہ طے نہیں کیا جا سکتا۔ بالغ اور نیک سیرت کے بارے میں تو اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کے ساتھ رکھ دیا جائے گا چاہے ان کے اعمال میں نقص ہی کیوں نہ ہو لیکن اس نقص کو بزرگوں کے اعمال سے پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ فضل وکرم الٰہی سے پورا کیا جائے گا۔

لَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

اور نہ گناہ۔(23)اور ان کے گرد نوعمر خدمت گزار لڑکے ان کے لیے چل پھر رہے ہوں گے گویا وہ چھپائے ہوئے

مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

موتی ہوں۔(24)اور یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے۔ (۳) (25)

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ

کہیں گے: پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان ڈرتے رہتے تھے۔(26) پس اب اللہ نے ہم پر احسان کیا

عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ

اور ہمیں جھلسا دینے والی ہواؤں کے عذاب سے بچا لیا۔(27)اس سے پہلے ہم اسی کو پکارتے تھے۔

نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ؑ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ

وہ یقیناً احسان فرمانے والا، مہربان ہے۔(28)لہٰذا آپ نصیحت کرتے جائیں کہ

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ

آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون۔(29) کیا یہ لوگ کہتے ہیں: یہ شاعر ہے،

نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ

ہم اس کے بارے میں گردش زمانہ (موت) کے منتظر ہیں؟(30) کہہ دیجیے: انتظار کرو کہ میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ؕ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ

انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔(31) کیا ان کی عقلیں انہیں ایسا کرنے کو کہتی ہیں یا

قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ۚ

یہ سرکش لوگ ہیں؟(32) کیا یہ لوگ کہتے ہیں اس (قرآن) کو اس نے خود گھڑ لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ (33)

المنزل ۷

عربی حاشیہ

کچھ کم نہیں کیا کہ ان کا ثواب کم کر کے اولاد کو دے دیا جائے۔

لغو و تاثیم۔ جنت کی شراب پینے کے بعد نہ انسان بہکے گا اور نہ کوئی بری بات کرے گا۔

غلمان لہم۔ یعنی وہ نوجوان انھیں کی خدمت میں رہیں گے اور ان کا حسن و جمال مثل موتی کے واضح اور روشن ہوگا۔

عذاب سموم۔ جہنم کی گرم ترین زہریلی ہوا۔

کاہن۔ جو آثار و علامات کو دیکھ کر باتیں بتا کر علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ریب المنون۔ حوادث زمانہ۔

ف: کاس۔ شراب سے بھرا ہوا پیالہ۔

تنازع: شراب کے ساتھ استعمال ہو تو ایک دوسرے سے لینا اور دیگر مقامات بد ہو تو جھگڑا کرنا ہے۔

مذکورہ آیات میں اہل جنت کے لئے ۱۴ نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو مادی بھی ہیں اور

اردو حاشیہ

(۳) یہ دنیا داروں کی لڑائی نہیں ہے کہ بیہودگی کی نوبت آ جائے بلکہ راحت و اطمینان اور کمال بے تکلفی کی علامت ہے کہ ایک دوسرے سے جام لے لے کر استعمال کریں گے اور مزاح اور خوش مذاقی کے ماحول میں جام شراب سے استفادہ کریں گے۔

(۴) کفار و مشرکین نے پیغمبرؐ اسلام پر بیشمار اعتراضات کئے تھے اور ان کے ذریعہ اسلام کو باطل کرنا چاہا تھا۔ رب کریم نے سب کے جوابات اور ان کے دلائل کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اس مقام پر سولہ قسم کے اعتراضات اور مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱۔ خدا کے فضل سے آپ کاہن یا مجنون نہیں ہیں۔

۲۔ کیا یہ آپ کو شاعر کہتے ہیں اور آپ کے بارے میں حوادثِ دہر کا انتظار کر رہے ہیں۔

۳۔ کیا ان کی عقل انہیں کفر پر آمادہ کر رہی ہے۔

۴۔ کیا یہ واقعی گمراہ ہیں۔

۵۔ کیا ان کا خیال یہ ہے کہ آپ نے دین و مذہب اپنے پاس سے گڑھ کر تیار کر لیا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا

پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کلام بنا لائیں۔(34) کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق کے

مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ

پیدا ہوئے ہیں یا خود (اپنے) خالق ہیں؟(35) یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو

وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ

پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ یقین نہیں رکھتے۔(36) کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں

رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ

یا ان کا تسلط قائم ہے۔(37) یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس (کے ذریعے) سے یہ وہاں (عالم ملکوت) کی

فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ

باتیں سنتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو ان کا سننے والا واضح دلیل پیش کرے۔(38) کیا اللہ کے لیے بیٹیاں

وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ

اور تمہارے لیے بیٹے ہیں؟(39) کیا آپ ان سے اجر مانگتے ہیں کہ ان پر تاوان کا بوجھ

مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ

پڑ رہا ہے؟(40) یا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس کی بناء پر وہ لکھتے ہوں؟ (41)

يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾

کیا یہ لوگ فریب دینا چاہتے ہیں؟ کفار تو خود فریب کا شکار ہو جائیں گے۔ (42)

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَ

یا ان کا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ (43) اور

عربی حاشیہ

معنوی بھی۔

ف: آیت نمبر ۳۴ کا چیلنج ایک ابدی حیثیت رکھتا ہے اور آج بھی کفار اسلام کی مخالفت کرنے کے بجائے قرآن کا جواب لا سکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ نتیجہ برعکس ہوتا ہے اور ہر غور کرنے والا یک نئے عالم سے آشنا ہو جاتا ہے اور اس کی عظمت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

احلام۔عقول اور امید دونوں کو کہا جاتا ہے۔

تقول۔ اپنی طرف سے گڑھ کر بات پیش کرنا۔

مصیطر۔حاکم اور ٹھیکہ دار۔ یہ لفظ س اور ص دونوں سے استعمال کیا جاتا ہے جس کا اشارہ قرآن مجید کی کتابت میں بھی کر دیا گیا ہے جس طرح کہ لفظ صراط اور بسط س اور ص دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

مغرم۔قرض کی ذمہ داری۔

مثقل۔جس پر بوجھ لاد دیا جائے۔

اردو حاشیہ

۶۔ کیا یہ بغیر خالق کے پیدا ہو گئے ہیں۔

۷۔ کیا انہوں نے اپنے کو خود ہی پیدا کر لیا ہے۔

۸۔ کیا یہ آسمان وزمین کے خالق ہیں کہ خدا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۹۔ کیا ان کے پاس رحمت پروردگار کے خزانے ہیں کہ خدا نے انہیں کو مالک ومختار بنا دیا ہے۔

۱۰۔ کیا یہ کائنات کے حاکم اور ٹھیکہ دار ہیں۔

۱۱۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سن لیتے ہیں کہ خدا نے آپ کو رسول نہیں بنایا ہے۔

۱۲۔ کیا یہ لڑکوں کے باپ ہیں اور خدا لڑکیوں والا ہے۔

۱۳۔ کیا آپ نے ان سے رسالت کی مالی اجرت مانگ لی ہے کہ یہ زیر بار نہیں ہونا چاہتے۔

۱۴۔ کیا یہ غیب کے کاتب ہیں کہ انہوں نے آپ کا نام پیغمبروں کی فہرست میں نہیں لکھا ہے۔

۱۵۔ کیا یہ کوئی چال چل رہے ہیں اور انہیں خدا کی تدبیروں کا اندازہ نہیں ہے۔

اِنۡ یَّرَوۡا کِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوۡلُوۡا سَحَابٌ مَّرۡکُوۡمٌ ﴿۴۴﴾

اگر یہ لوگ آسمان سے (عذاب کا) کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہیں گے: یہ تو سنگین بادل ہے۔(44)

فَذَرۡہُمۡ حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَہُمُ الَّذِیۡ فِیۡہِ یُصۡعَقُوۡنَ ﴿۴۵﴾

پس آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ یہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس میں ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔(45)

یَوۡمَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُمۡ کَیۡدُہُمۡ شَیۡئًا وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۶﴾

اس دن نہ ان کی تدبیران کے کسی کام آئے گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔ (46)

وَ اِنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا عَذَابًا دُوۡنَ ذٰلِکَ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعۡیُنِنَا وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۴۸﴾ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡہُ وَ اِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ ﴿۴۹﴾

اور ظالموں کے لیے اس (عذاب) کے علاوہ بھی یقیناً عذاب ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(47)اور آپ اپنے رب کے حکم تک صبر کریں۔ یقیناً آپ ہماری نگاہوں میں ہیں اور آپ جب (خواب سے) اٹھیں تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کریں۔(48)اور رات کے بعض حصوں میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی اپنے رب کی تسبیح کریں۔(49)

ایاتھا ۶۲ ۵۳ سُوۡرَۃُ النَّجۡمِ مَکِّیَّۃٌ ۲۳ رکوعاتھا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی ۚ﴿۲﴾ وَ

قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب کرے۔(1) تمہارا رفیق (۱) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے۔(2)وہ

عربی حاشیہ

کسف۔ ٹکڑے۔
مرکوم۔ تہ بہ تہ
صعق۔ بیہوشی اور ہلاکت۔
باعیننا۔ ہماری نگرانی اور حراست میں
حین تقوم۔ سو کے اٹھتے وقت یا ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے۔
ادبار النجوم۔ صبح کے وقت ستاروں کے چھپ جانے کے ہنگام جس وقت نافلہ فجر کی دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس طرح کہ ادبار السجو ر نافلہ مغرب کی طرف اشارہ ہے۔

ف: واضح رہے کہ اس مقام پر کفار اور مشرکین سے گیارہ قسم کے سوالات کئے گئے ہیں اور ان پر ہر طرف سے گمراہی کار استہ بندکر دیا گیا ہے تا کہ حجت تمام ہو اور قیامت کے دن کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔ اس کے بعد انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور تسبیح پروردگار کی جائے جو ہر مجلس میں بیٹھنے کا کفارہ ہے۔

اردو حاشیہ

۱۶۔ کیا انہیں کوئی دوسرا خدامل گیا ہے کہ حقیقی خدا سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔

(۱) آیات کا تمام تر مقصد یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی گفتار کی مکمل ضمانت پیش کی جائے کہ اس میں خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہے اور وہ سراسر وحی ہے چاہے قرآن حکیم کی شکل میں ہو یا حدیث وسنت کی شکل میں ہو۔ اور اس حقیقت کا تذکرہ آیت ۵ میں بھی ہے اور آیت ۱۰ میں بھی ہے اور پھر تمام ضمائر کا مرجع خود ذات پروردگار ہے جس کا مشاہدہ سرکار دو عالمؐ نے اسی طرح کیا جس طرح امیرالمومنینؑ اس کی عبادت مشاہدہ کے ساتھ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ حقائق ایمان سے دیکھا جاتا ہے مشاہدۂ عیان سے نہیں۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ

خواہش سے نہیں بولتا۔(3) یہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو (اس پر) نازل کی جاتی ہے۔(4) شدید قوت والے نے

شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

انہیں تعلیم دی (۲) ہے۔(5) جو صاحب قوت پھر (اپنی شکل میں) سیدھا کھڑا ہے۔(6) اور جب وہ بلند ترین

الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

افق پر تھے۔(7) پھر وہ قریب آئے پھر مزید قریب آئے۔(8) یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم

اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

(فاصلہ) رہ گیا۔(9) پھر اللہ نے اپنے بندے پر جو وحی بھیجنا تھی وہ وحی بھیجی۔(10) جو کچھ (نظروں نے) دیکھا اسے

مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

دل نے نہیں جھٹلایا۔(11) تو کیا جسے انہوں نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھا ہے تم لوگ (اس کے بارے میں) ان سے جھگڑتے ہو؟(12) اور بتحقیق انہوں نے

اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾

پھر ایک مرتبہ اسے دیکھ لیا۔(13) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔(14) جس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔(15)

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔(16) نگاہ نے نہ انحراف کیا اور نہ تجاوز۔(17)

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ

بتحقیق انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کیا۔(18) بھلا تم لوگوں نے لات (۳) اور عزیٰ کو

الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ

دیکھا ہے؟(19) اور پھر تیسرے منات کو بھی؟(20) کیا تمہارے لیے تو بیٹے

عربی حاشیہ

ف: یہ ایک لطیف بات ہے کہ سورہ طور نجوم پر تمام ہوا ہے اور یہ سورہ نجم سے شروع ہوا ہے۔ یہ سورہ ماہ مبارک ۵ بعثت میں نازل ہوا ہے اور اس میں حکم سجدہ بھی دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ ضلالت، غوایت اور ہوا کی تردید درحقیقت جنون، شاعری اور کہانت کی تردید ہے۔!

ہویٰ۔ ٹوٹ کے گرا۔

ضل۔ بہکا۔

غویٰ۔ گمراہ ہوا۔

علمہ۔ خدا کے پیغام کو پہنچایا۔

شدید القویٰ۔ جبریل امین جنھیں وحی خدا کا امانت دار اور پیغام الٰہی کا مبلغ بنایا گیا ہے۔

فاستویٰ۔ استقامت کے ساتھ قیام کیا۔

افق اعلیٰ۔ فضائے بسیط یا مشرق الشمس

تدلیٰ۔ جھکا۔

قاب۔ مقدار۔

تمارونہ۔ جھگڑا کرتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ معراج کی تفصیلات کی طرف اشارہ ہے اور جبریل امین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ وہ اپنی صحیح شکل میں رسول اکرمؐ کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیغام الٰہی کو پہنچایا اور رسول نے باقاعدہ دیکھا اور اس میں کسی طرح کا آنکھوں کا کوئی فریب شامل نہیں تھا۔

(۳) کفار نے ان تینوں بتوں کو خدا کی لڑکیاں قرار دے لیا تھا اور اسی بنیاد پر ان کی پرستش کیا کرتے تھے اور اسی لئے آیت میں ان کے بارے میں مونث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ کس قدر ظلم ہے کہ ان لوگوں نے اپنے لئے لڑکے تجویز کئے ہیں اور خدا کیلئے لڑکیاں قرار دی ہیں جب کہ خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ سب انہیں کے تراشیدہ پتھر ہیں۔

کفار کے اس اندازِ فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے والا ہونا باعث شرف ہونا اور لڑکی والا ہونا باعث ذلت و کمزوری ہونا ایک کافرانہ اور جاہلانہ طرز فکر ہے جو دور قدیم سے کام کر رہا ہے اور عالم اسلام بھی آج تک اسی فریب نظر اور خطائے فکری میں مبتلا ہے۔ خدا سب کو اس جاہلانہ انداز فکر سے نجات عطا کرے۔

وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ
اور اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں؟(21)یہ تو پھر غیر منصفانہ تقسیم ہے۔(22)دراصل یہ تو صرف

اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے گھڑ لیے ہیں۔ اللہ نے تو

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى
اس کی کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔ یہ لوگ صرف گمان اور خواہشات نفس کی

الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ ؕ
پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کے اس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔ (23)

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ ۖ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع
انسان جو آرزو کرتا ہے کیا وہ اسے مل جاتی ہے؟(24)اور دنیا اور آخرت کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ (25)

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا
اور آسمانوں میں کتنے ہی ایسے فرشتے ہیں جن کی شفاعت کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی

اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ
مگر اللہ کی اجازت کے بعد جس کے لیے وہ چاہے اور پسند کرے۔ (26) جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ
آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً وہ فرشتوں کے نام لڑکیوں جیسے

الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ
رکھتے ہیں۔(27)حالانکہ انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔ وہ تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں

عربی حاشیہ

سدرۃ المنتہی ۔ ساتویں منزل اور بقولے ساتویں آسمان کا درخت۔
جنت الماویٰ ۔ ہمیشہ رہنے والی جنت۔
زاغ البصر ۔ نگاہ کا بہکنا۔
طغیٰ ۔ حد سے آگے بڑھ جانا۔
لات ۔ عزیٰ، منات.... تینوں بتوں کے نام ہیں۔
ضیزیٰ ۔ ظالمانہ۔
ماتمنیٰ ۔ ملائکہ کی شفاعت جس کے یہ لوگ امیدوار بنے ہوئے ہیں۔
فائدہ: بعض روایات کی بنا پر شدید القویٰ ذات واجب کی طرف اشارہ ہے اور اکثر ضمیروں کا مرجع خود رسول اکرمؐ کی ذات گرامی ہے۔
ف: آیت نمبر ۳۲ میں علم خدا کا حوالہ ایک اشارہ ہے کہ صاحبان تقویٰ کو وقت ضرورت اپنی تعریف کرنے کا حق ہے کہ یہ غرور نہیں ہے فریضہ ہے جیسے بعض اوقات ائمہ معصومینؑ کے تعارفی خطبے ہوا کرتے تھے۔

اردو حاشیہ

وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْــًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ

اور گمان تو حق (تک پہنچنے) کے لیے کچھ کام نہیں دیتا۔(28) پس آپ اس سے منہ پھیر لیں

تَوَلّٰی ۬ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ

جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے اور صرف دنیاوی زندگی کا خواہاں ہے۔(29) یہی ان کے

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

علم کی انتہا ہے۔ آپ کا پروردگار یقیناً بہتر جانتا ہے کہ اس کے راستے سے

سَبِیْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی

کون بھٹک گیا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہے۔(30) اور جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۙ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا

عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ

بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو بہترین جزاء دے۔(31) جو لوگ گناہان کبیرہ

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ

اور بے حیائیوں سے اجتناب برتتے ہیں سوائے گناہان صغیرہ (۴) کے تو آپ کے پروردگار کی

الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ

مغفرت کا دائرہ یقیناً بہت وسیع ہے۔ وہ تم سے خوب آگاہ ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے بنایا

اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ

اور جب تم اپنی ماؤں کے شکم میں ابھی جنین تھے، پس اپنے نفس کی پاکیزگی نہ جتاؤ۔ اللہ پرہیزگار کو

عربی حاشیہ

1- مبلغ علم۔ علم کی آخری انتہا اور اس کی آخری پہنچ کو کہا جاتا ہے اور کفار کی فکری رسائی کی آخری حد یہ ہے کہ ملائکہ کو لڑکیوں جیسا نام دے دیا جائے تا کہ انسان زندگانی دنیا سے آگے سوچنے کے لئے تیار ہی نہ ہو۔

2- لمم۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو کہا جاتا ہے جیسے نامحرموں پر نظر کرنا یا جواب سلام نہ دینا وغیرہ کہ اس کے مقابلہ میں گناہان کبیرہ ہیں جیسے شرک، قتل، ظلم، کفر وغیرہ اور فواحش وہ اعمال ہیں جن سے بے حیائی کا اظہار ہوتا ہے جیسے زنا، لواط، خودکاری ہم جنسی وغیرہ۔

3- بعض حضرات کے نزدیک یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک عثمان بن عفان کے بارے میں ہے۔
اکدی۔ مال کے روک لینے کے موقع پر کہا جاتا ہے اور صحف موسیٰ سے مراد توریت کے اسباق ہیں جس طرح کہ صحف ابراہیمؑ سے

اردو حاشیہ

(۴) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ گناہانِ صغیرہ کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کا نام گناہ ہی نہ ہوتا بلکہ مباح رکھ دیا جاتا۔ گناہ بہرحال گناہ ہے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ آیت کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ گناہ کبیرہ اور فحش باتوں سے پرہیز کرنے والے انسان کے حق میں خدا وسیع المغفرۃ ہے اور اس کے گناہ کو آسانی سے معاف کر سکتا ہے کہ اس نے اہم گناہوں سے بہرحال پرہیز کیا ہے اور صرف ان گناہوں کا ارتکاب کیا ہے جو فطری کمزوری کی بنا پر سرزد ہو جایا کرتے ہیں اور جن سے پرہیز کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔

هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿۳۲﴾ ع اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ لا وَ اَعۡطٰی

خوب جانتا ہے۔(32) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا؟(33) اور تھوڑا سا

قَلِیۡلًا وَّ اَکۡدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡغَیۡبِ فَہُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾

دیا اور پھر رک گیا؟(34) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے؟ (35)

اَمۡ لَمۡ یُنَبَّاۡ بِمَا فِیۡ صُحُفِ مُوۡسٰی ﴿۳۶﴾ لا وَ اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ

کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے؟(36) اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جس نے (حق اطاعت)

وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾ لا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ﴿۳۸﴾ لا وَ اَنۡ لَّیۡسَ

پورا کیا؟(37) آگاہ رہو! کوئی (۵) بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔(38) اور یہ کہ انسان کو صرف

لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ لا وَ اَنَّ سَعۡیَہٗ سَوۡفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾ ص ثُمَّ

وہی ملتا ہے جس کی وہ سعی کرتا ہے۔(39) اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔(40) پھر

یُجۡزٰىہُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰی ﴿۴۱﴾ لا وَ اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الۡمُنۡتَہٰی ﴿۴۲﴾ لا

اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔(41) اور یہ کہ (منتہائے مقصود) آپ کے رب کے پاس پہنچنا ہے۔ (42)

وَ اَنَّہٗ ہُوَ اَضۡحَکَ وَ اَبۡکٰی ﴿۴۳﴾ لا وَ اَنَّہٗ ہُوَ اَمَاتَ وَ اَحۡیَا ﴿۴۴﴾ لا

اور یہ کہ وہی ہنساتا اور وہی رلاتا ہے۔(43) اور یہ کہ وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے۔ (44)

وَ اَنَّہٗ خَلَقَ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی ﴿۴۵﴾ لا مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اِذَا

اور یہ کہ وہی نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کرتا ہے۔(45) ایک نطفے (۶) سے جب وہ ٹپکایا

تُمۡنٰی ﴿۴۶﴾ ص 4 وَ اَنَّ عَلَیۡہِ النَّشۡاَۃَ الۡاُخۡرٰی ﴿۴۷﴾ لا وَ اَنَّہٗ ہُوَ اَغۡنٰی

جاتا ہے۔(46) اور یہ کہ دوسری زندگی کا پیدا کرنا اس کے ذمے ہے۔(47) اور یہ کہ وہی دولتمند اور

المنزل ۷

عربی حاشیہ

مراد وہ صحیفے ہیں جو جناب ابراہیمؑ پر نازل ہوئے تھے اور جن سب کا اتفاق اس ایک نکتہ پر تھا کہ ہر انسان خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ استحقاق کی طرف اشارہ ہے ورنہ فضل وکرم کے اعتبار سے دنیا میں میراث بھی مل سکتی ہے اور آخرت میں شفاعت بھی لیکن اس کا استحقاق نہیں ہوتا ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے اس سورہ کو مشرکین کے سامنے پڑھا تو سب سجدہ میں گر پڑے اور یہ کوئی بعید نہیں ہے اس لئے کہ آیات الٰہی میں بہرحال اتنا اثر پایا جاتا ہے کہ انسان کو متاثر کردیں چاہے بعد میں شیطان پھر اپنی طرف کھینچ لے اور گمراہ ہو جائیں۔

4- تمنیٰ۔ یعنی نطفہ کو عورت کے رحم میں انڈیلا جاتا ہے اور اس سے لڑکا یا لڑکی کی تخلیق ہوتی ہے۔ یہ کام پروردگار کے علاوہ کوئی انجام نہیں دے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ زندگی چند مستقل اصولوں پر قائم ہے جن کی طرف ہر انسان کو ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیے اور وہ اصول یہ ہیں:

۱۔ کوئی شخص کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے لہٰذا ہر شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

۲۔ انسان کا دنیا وآخرت میں اتنا ہی حصہ ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے۔ دین خدا جدوجہد کا مذہب ہے اس میں کاہلی اور کسلمندی کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

۳۔ انسان ایک دن خود ہی اپنی کوشش کا مشاہدہ کرے گا کہ اس نے دارِ دنیا میں کیا کیا ہے اور اس وقت اس کو اپنے انجام کے بارے میں صحیح اندازہ ہو جائے گا۔

۴۔ انسان لاکھ فرار کرنا چاہے آخری منزل خدا کی بارگاہ ہے اور وہاں بہرحال حاضری دینا ہے۔ اس سے کسی طرح مفر نہیں ہوسکتا ہے۔

اسلام کے قانون اوّل کی بنا پر اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زندہ کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ گناہ کوئی کرے اور عذاب کسی اور پر کیا جائے جو اسلام کے قانون عدل کے سراسر خلاف ہے اور کسی سیاسی بنیاد پر وضع ہونے والی روایت کا ماحصل ہے۔

وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادًا

مفلس بناتا ہے۔(48)اور یہ کہ وہی (ستارہ) شعریٰ کا مالک ہے۔(49)اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو

الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ

ہلاک کیا۔(50)اور ثمود کو بھی پھر کچھ نہ چھوڑا۔(51)اور اس سے پہلے قوم نوح کو (تباہ کیا)

اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾

کیونکہ وہ یقیناً سب سے زیادہ ظالم اور سرکش تھے۔(52)اور الٹی ہوئی بستیوں کو گرا دیا۔ (53)

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا

پھر ان پر چھایا جو چھایا۔(54)پھر تو اپنے رب کی کون سی نعمت پر شک کرتا ہے؟(55)یہ بھی

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

گزشتہ تنبیہ کرنے والوں کی طرح ایک تنبیہ کرنے والا ہے۔(56) آنے والی (قیامت) قریب آ ہی گئی ہے۔(57)

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا

اللہ کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔(58) کیا تم اس

الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

کلام سے تعجب کرتے ہو؟(59)اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟(60)اور تم لغویات میں مگن ہو؟(61)

وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

پس اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔(62)

عربی حاشیہ

5-شعریٰ ایک ستارہ ہے جس کی عرب پرستش کیا کرتے تھے اور یہ حجم میں سورج سے تقریباً بیس گنا بڑا ہے۔

6-قریب ہونے والی شے قیامت ہے اور اسی لئے اسے آزفہ کہا جاتا ہے کہ وہ عنقریب آنے والی ہے۔

7- آیت کریمہ پر امامیہ، حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک سجدہ واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) رب العالمین نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کے چند شواہد بیان فرمائے ہیں:۔

۱۔ انسان کو رونا اور ہنسنا اسی نے سکھایا ہے۔

۲۔موت وحیات اسی کے اختیار میں ہے۔

۳۔ نطفہ کو انسان اسی نے بنایا ہے۔

۴۔ ایک ہی نطفہ سے لڑکا اور لڑکی دونوں اسی نے تیار کئے ہیں۔

۵۔ آخرت کی زندگی اسی کی ایجاد کی ہوئی ہے۔

۶۔ ستارۂ شعریٰ اس قدر بلندی اور بزرگی کے باوجود اسی کے حدود مملکت میں ہے۔

۷۔ سابق اقوام کو اس قدر طاقت اور قوت رکھنے کے باوجود ان کی بداعمالیوں کی بنا پر اسی نے ہلاک کر کے رکھ دیا ہے۔

تو اب یہ لوگ قیامت پر کیوں ایمان نہیں لاتے ہیں اور کس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں اور کس کھیل تماشے میں مبتلا ہیں اور کیوں سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سیاق وسباق خود بھی سجدہ کے واجب ہونے کی ایک علامت ہے۔

اٰیاتھا ۵۵ ﴿۵۴ سُوْرَۃُ الْقَمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۳۷﴾ رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً

قیامت قریب آ گئی اور چاند [ا] شق ہو گیا۔(1)اور کفار اگر کوئی نشانی دیکھ لیتے ہیں تو منہ

یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَکَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا

پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو وہی ہمیشہ کا جادو ہے۔(2)انہوں نے تکذیب کی اور اپنی خواہشات کی

اَھْوَآءَھُمْ وَکُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ [1] ﴿۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَھُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ

پیروی کی اور ہر امر استقرار پانے والا ہے۔(3)اور بتحقیق ان کے پاس وہ خبریں آ چکی ہیں جو (کفر سے)

مَا فِیْہِ مُزْدَجَرٌ [2] ﴿۴﴾ حِکْمَۃٌۢ بَالِغَۃٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾

باز رہنے کے لیے کافی ہیں۔(4)(جن میں) حکیمانہ اور موثر (باتیں) ہیں لیکن تنبیہیں فائدہ مند نہیں رہیں۔(5)

فَتَوَلَّ عَنْھُمْ ۘ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیْءٍ نُّکُرٍ [3] ﴿۶﴾ خُشَّعًا [4]

پس آپ بھی ان سے رخ پھیر لیں ، جس دن بلانے والا ایک ناپسندیدہ بات کی طرف بلائے گا۔(6)تو وہ

اَبْصَارُھُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ کَاَنَّھُمْ جَرَادٌ

آنکھیں نیچی کر کے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا وہ بکھری ہوئی

مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّھْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ ؕ یَقُوْلُ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا

ٹڈیاں ہیں۔(7)پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔ اس وقت کفار کہیں گے: یہ بڑا

وقف لازم

عربی حاشیہ

1-مستقر یعنی اپنی معینہ منزل کی طرف جانے والی ہے۔

2-مزدجر۔سامان امتناع یعنی رکنے کے اسباب کہ انھیں سن کر انسان برائیوں سے رک جائے۔

3- نکر...وہ چیز جسے کوئی نفس پسند نہ کرتا ہو۔

ف: سورۂ قمر کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ سورۂ نجم کے بعد واقع ہوا ہے اور جہاں قربِ قیامت پر اس کا اختتام ہوا تھا وہیں سے اس کا آغاز ہوا ہے اور اس کا ثبوت شق قمر کو قرار دیا گیا ہے۔ شق القمر ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جس کا امکان قطعی ہے اس لئے کہ سارا نظام شمسی آسمانوں اور سورج کے اجزا میں انشقاق ہی سے پیدا ہوا ہے تو اس کا انکار دلیل جہالت ہے۔

ف: قیامت کا دن کس قدر سخت ہوگا نامۂ اعمال ہاتھ میں، عادل کی عدالت سامنے،

اردو حاشیہ

(ا) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ آثار قیامت کی طرف ایک اشارہ ہے اور ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے اور بعض کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ نے اتمام حجت کیلئے کفار کے مطالبہ پر چاند کے ٹکڑے کر دیئے تھے جس کا ذکر ہندوستان کی تاریخ فرشتہ میں موجود ہے اور اس کا ایک قرینہ بعد والی آیت بھی ہے کہ یہ لوگ ہر نشانی کو دیکھ کر اعراض کر لیتے ہیں اور اسے جادو قرار دیدیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات آثارِ قیامت پر منطبق نہیں ہوتی ہے اور ایسی حرکت دار دنیا ہی میں ہوسکتی ہے ورنہ آخرت میں انکار کرنے اور جادو قرار دینے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہاں تو بڑے سے بڑا منکر بھی حقائق کو دیکھ لے گا اور پھر انکار کی ہمت نہ کر سکے گا۔

يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا

کٹھن دن ہے۔(8)ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی

وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ

اور کہنے لگے: دیوانہ ہے اور (جنات کی) جھڑکی کا شکار ہے۔(9) پس نوح نے اپنے رب کو پکارا: میں مغلوب ہو گیا ہوں

فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا

پس تو انتقام لے۔(10) پھر ہم نے زوردار بارش سے آسمان کے دہانے کھول دیے۔(11) اور زمین کو

الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ

شگافتہ کر کے ہم نے چشمے جاری کر دیے تو (دونوں) پانی اس امر پر مل گئے جو مقدر ہو چکا تھا۔(12) اور تختوں

عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ

اور کیلوں والی (کشتی) پر ہم نے نوح کو سوار کیا۔(13) جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔ یہ بدلہ اس شخص کی وجہ سے تھا

كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾

جس کی قدرشناسی نہیں کی گئی تھی۔(14) اور تحقیق اس (کشتی) کو ہم نے ایک نشانی بنا چھوڑا[۲] تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟ (15)

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

پس بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں کیسی رہیں؟(16) اور تحقیق ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے تو کیا ہے

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ

کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟(17) عاد نے تکذیب کی تو بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں

نُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ

کیسی تھیں؟(18) ایک مسلسل نحوست کے دن ہم نے ان پر ایک

عربی حاشیہ

اعضاء مخالف گواہی دینے والے، دنیاداروں کی شفاعت کے راستے بند، واپسی کا امکان معدوم، مائیں بچوں سے غافل، نشہ کی جیسی کیفیت۔ اب یہ دن مشکل نہ ہوگا تو کون سا دن مشکل ہوگا۔

4- خشع۔ خاشع کی جمع ہے یعنی اظہار ذلت کرنے والا۔

اجداث۔ جدث کی جمع ہے یعنی قبر۔

جراد منتشر۔ ٹڈی دل اور یہ اشارہ ہے میدانِ حشر میں افراد کی کثرت کی طرف اور اس مسئلہ کی طرف کہ حشر ونشر روح و جسم دونوں کے ساتھ ہوگا۔

مہطعین۔ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے۔

وازدجر۔ یعنی نوح کو دیوانہ بھی کہا گیا ہے اور تبلیغ سے روکا بھی گیا جب کہ دیوانہ پر پابندی عائد نہیں کی جاتی ہے۔ جو علامت ہے کہ قوم انھیں دیوانہ کہہ رہی تھی اور عقلمند سمجھ رہی تھی۔

اردو حاشیہ

(۲) مالک کائنات نے پیغمبر اسلامؐ کو اطمینان دلانے کیلئے جناب نوحؑ کا قصہ بیان کیا اور اس میں چند خصوصیات کی طرف امت پیغمبرؐ کو توجہ دلائی:۔

۱۔ قوم نوحؑ نے نوحؑ کی نہیں ہمارے ایک بندے کی تکذیب کی تھی اور ہمارے بندے کی تکذیب اصل میں ہماری تکذیب ہے۔

۲۔ نوحؑ نے خود مقابلہ کرنے کے بجائے ہمارے اوپر بھروسہ کیا اور ہم سے دعا کر کے مسئلہ کو ہماری مصلحت کے حوالے کر دیا تھا تو ہم نے ان سے انتقام کا انتظام کر دیا تھا۔

۳۔ ہم نے موسلادھار بارش اور طوفان سے ان کی امداد کی تھی تا کہ یہ واضح رہے کہ ہماری امداد کے وسائل محدود نہیں ہیں اور ہم جدید ترین وسائل اختیار کر سکتے ہیں۔

۴۔ ہم نے نوحؑ کو غیبی ذریعہ سے نہیں بچایا بلکہ معمولی کشتی ہی کو اتنا طاقتور بنا دیا کہ طوفانوں کا مقابلہ کر سکے اس لئے کہ طاقت دینا ہمارا ہی کام ہے اور ہمیں غیبی وسائل کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ نوحؑ کی کشتی ہمارے اشاروں پر چل رہی تھی اور یہی اس کی نجات کا فلسفہ تھا کہ جو ہمارے اشاروں پر چلتا ہے نجات اور کامیابی اسی کا حصہ ہے۔

نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ۙ﴿۱۹﴾ تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ

طوفانی ہوا چلائی۔(19) جو لوگوں کو جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنوں کی طرح اٹھا کر

مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا

پھینک رہی تھی۔(20) پس بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں کیسی تھیں؟(21) اور بتحقیق ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے

الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ ع كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

ع ۱ ۲۲ ۸

آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟(22) ثمود نے بھی تنبیہوں کی تکذیب کی۔ (23)

فَقَالُوۡۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِىۡ ضَلٰلٍ وَّ

اور کہنے لگے: کیا ہم اپنوں میں سے ایک بشر کی پیروی کریں؟ تب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں

سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلۡقِىَ الذِّكۡرُ عَلَيۡهِ مِنۡۢ بَيۡنِنَا بَلۡ هُوَ كَذَّابٌ

ہوں گے۔(24) کیا ہمارے درمیان یہی ایک رہ گیا تھا جس پر یہ ذکر نازل کیا گیا؟ (نہیں) بلکہ یہ بڑا جھوٹا

اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡكَذَّابُ الۡاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا

خود پسند ہے۔(25) کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بڑا جھوٹا خود پسند کون ہے۔(26) بے شک

مُرۡسِلُوا النَّاقَةِ فِتۡنَةً لَّهُمۡ فَارۡتَقِبۡهُمۡ وَاصۡطَبِرۡ ﴿۲۷﴾ ز

ہم اونٹنی کو ان کے لیے آزمائش بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ پس ان کا انتظار کیجئے اور صبر کیجئے۔ (27)

وَنَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ ۚ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

اور انہیں بتا دیجئے کہ پانی ان کے درمیان تقسیم ہو گا ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہو گا۔ (28)

فَنَادَوۡا صَاحِبَهُمۡ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ

پھر انہوں نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اسے (ہتھیار) تھمایا پس اس نے (اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں۔(29) پس بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں

عربی حاشیہ

ماء منہمر۔ تیز رفتار اور موسلا دھار بارش۔

دسر۔ دسار کی جمع ہے یعنی کیلیں۔

مدکر۔ عبرت حاصل کرنے والا۔

صرصر۔ اگر صر سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہیں انتہائی ٹھنڈی اور اگر صریر سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہیں زناٹے داز۔

اَعجاز۔ نیچے کا حصہ تنا۔

منقعر۔ اکھڑا ہوا۔

سُعر۔ جنون۔

اشر۔ مغرور و متکبر۔

ف: واضح رہے کہ روایات میں بعض دنوں کے نیک وبد ہونے کا تذکرہ حوادث اور واقعات سے وابستہ کیا گیا ہے تا کہ انسان ان واقعات کو یاد رکھے اور ان سے عبرت حاصل کرے نہ یہ کہ ساری ذمہ داری دنوں پر ڈال دے اور بے حس بن جائے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں اونٹنی کا عقر ایک شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے جب کہ سورہ

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے اہلبیتؑ کو امت کیلئے کشتی نوحؑ کی مثال قرار دیا ہے تا کہ لوگ ان کی ظاہری حیثیت پر نگاہ نہ کریں اور انکے درجات تقرب کو دیکھ کر ان سے وابستہ ہو جائیں ورنہ دنیا اور آخرت دونوں کے طوفان سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اس ارشاد گرامی کے باوجود امت اسلامیہ نے اہلبیتؑ طاہرین سے تمسک کرنے کے بجائے ان کی تکذیب شروع کر دی اور بالآخر انہیں سے انحراف کر لیا اور ایسے افراد کا اتباع کر لیا جن کے نجات دلانے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ان کی خود اپنی نجات کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

کیسی تھیں؟(30) ہم نے ان پر ایک زوردار چنگھاڑ چھوڑ دی تو وہ سب باڑے کے

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

بھوسے کی طرح ہو گئے۔(31)اور بتحقیق ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت

مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

قبول کرنے والا ہے؟(32) لوط کی قوم نے بھی تنبیہوں کو جھٹلایا۔(33)تو ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ

پتھر برسانے والی ہوا چلا دی سوائے آل لوط کے جنہیں ہم نے سحر کے وقت بچا لیا۔(34)اپنی طرف سے

عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ

فضل کے طور پر شکرگزاروں کو ہم ایسے ہی جزاء دیتے ہیں۔(35)اور بتحقیق لوط نے ہماری عقوبت سے انہیں ڈرایا

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ

مگر وہ ان تنبیہ کرنے والوں سے جھگڑتے رہے۔(36)اور بتحقیق انہوں نے لوط کے مہمانوں کو قابو کرنا (۳) چاہا تو

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ

ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں۔ لو اب میرے عذاب اور تنبیہوں کو چکھو۔(37)اور بتحقیق صبح سویرے

بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ ج فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ

ایک دائمی عذاب ان پر نازل ہوا۔(38)اب چکھو میرے عذاب اور تنبیہوں کا ذائقہ۔(39)اور بتحقیق ہم نے

يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ جَآءَ

اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان بنا دیا (۴) ہے۔تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟(40)اور بتحقیق قوم فرعون کے پاس بھی

المنزل ۷

عربی حاشیہ

واشمس میں فعقروھا کہا گیا ہے۔ شائد اس کا راز یہ ہے کہ ساری قوم نے اجتماعی طور پر منصوبہ بنایا تھا لہٰذا عمل سب کی طرف منسوب کر دیا گیا چاہے انجام دینے والا ایک ہی شخص کیوں نہ ہو اس لئے کہ جرم کا مجرم فقط عامل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے عمل سے اتفاق کرنے والے بھی مجرم ہی قرار پاتے ہیں۔

محتضر۔ یعنی ہرایک اپنی اپنی باری پر حاضر ہو۔

تعاطی۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قدار بن سالف نے جام شراب لیا اور مست ہوکر ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور بعض حضرات کے نزدیک اس نے ناقہ کو بڑھ کر پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔

محتظر۔ جو شخص اپنے جانوروں کے چارہ وغیرہ کو جمع کرنے کے لئے ایک باڑہ بنالیتا ہے۔

واضح رہے کہ پہلا محتضر ض سے ہے اور

اردو حاشیہ

(۳) کس قدر بے حیا تھی یہ قوم کہ اس نے نبی کی بات نہیں مانی اور اس کا مذاق اڑایا اور ذلت میں اس منزل پر پہنچ گئے کہ جب جناب لوط کے پاس مہمان آئے تو وہ انہیں سے کہنے لگے کہ ان کو ہمارے حوالے کر دو ہم ان کے ساتھ جنسی عمل انجام دیں گے۔ حقیقتاً یہ قوم اسی بات کی حقدار تھی کہ اسے سرے سے تباہ و برباد کر دیا جاتا مگر افسوس کہ آج کی ترقی پسند دنیا ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتی پڑھے لکھے معاشرے تیزی سے اس بے حیائی کے راستے پر چلے جا رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں ہے جب قوم لوط کی طرح ان کا بھی تختہ الٹ دیا جائے اور یہ تباہی کے گھاٹ اتر جائیں۔

(۴) اس آیت کریمہ کو چار مرتبہ دہرایا گیا ہے۔قصہ نوح کے بعد، قصہ ہود کے بعد، قصہ صالح کے بعد اور قصہ لوط کے بعد اور امت اسلامیہ کو بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ ان چاروں قوموں کے حالات اور ان کی تباہی سے سبق حاصل کرو اور کفار کو بھی متوجہ کرو کہ تمہاری طاقت گزشتہ اقوام کی طاقت سے زیادہ نہیں ہے اور عذاب الٰہی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی ہے۔

اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ

تنبیہ کرنے والے آئے۔(41)انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں اس طرح گرفت میں لیا جس طرح

اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ

ایک غالب آنے والا طاقتور گرفت میں لیتا ہے۔(42) کیا تمہارے کفار ان لوگوں سے بہتر ہیں یا (الہامی) کتب میں

اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

تمہارے لیے معافی کا پروانہ لکھا ہوا ہے؟(43)یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک فاتح

مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ

جماعت ہیں؟(44)(نہیں) یہ جماعت عنقریب شکست[۵] کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔(45)ان کے

السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ

وعدے کا وقت قیامت ہے اور قیامت تو زیادہ ہولناک اور زیادہ تلخ ہے۔(46) مجرم

الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ

وقف لازم

لوگ یقیناً گمراہی اور بیوقوفی میں ہیں۔(47)جس دن وہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ

(ان سے کہا جائے گا:) چکھو آگ کا ذائقہ۔(48)ہم نے ہر چیز کو یقیناً ایک اندازے کے مطابق

بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ

پیدا کیا ہے۔(49)اور ہمارا حکم بس ایک ہی ہوتا ہے پلک جھپکنے کی طرح۔(50)اور بتحقیق

اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ

ہم نے تم جیسے بہتیروں کو ہلاک کیا ہے۔ تو کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے؟(51)اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے

عربی حاشیہ

اس کے ض پر زبر ہے اور یہ محتظر ظ سے ہے اور اس کے ظ پر زیر ہے جو حظیرہ سے نکالا گیا ہے۔

حاصب۔ وہ ہوا جو کنکر پتھر اڑا کر لے آتی ہے۔

ضیف۔ اسم جنس ہے جس کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

عذاب مستقر۔ وہ عذاب جو اس وقت تک ثابت رہے جب تک کہ قوم فنا نہ ہوجائے۔

زبُر۔ زبور کی جمع ہے یعنی کتابیں سُعر۔ سعیر کی جمع ہے یعنی آگ۔

ف: آیت نمبر ۴۵ کی پیش گوئی وہ بھی مکہ کی سورت میں اعجاز قرآن کی ایک عظیم دلیل ہے جس نے اس کی حقانیت کو مختلف معرکوں میں ثابت کرکے دکھلا دیا ہے۔

ف: کمال بلاغت یہ ہے کہ سورۂ قمر کا آغاز قیامت کے اضطراب سے ہوا تھا اور اس کا اختتام جنت کے سکون پر ہوا ہے تا کہ یہ

اردو حاشیہ

(۵) کفار کو اپنی طاقت کا بڑا غرور تھا اور وہ بات بات پر رسول اکرمؐ کا مذاق اڑایا کرتے تھے لیکن انہیں پہلے ہی مقابلہ میں طاقت کا حال معلوم ہو گیا جب بدر کے معرکے میں نہتے مسلمانوں سے شکست کھا کر میدان سے فرار کر گئے اور ذلت ان کا مقدر بن گئی اور قدرت نے واضح کر دیا کہ ہم پر اعتماد کرنے والے ہمیشہ فاتح اور کامیاب ہوتے ہیں اور ہماری نشانیوں کا مذاق اڑانے والے ہمیشہ ذلت اور رسوائی کا شکار رہتے ہیں۔

(۶) قادر مطلق زمان و مکان کا محتاج نہیں ہے۔ اس کا حکم نتیجہ کے ساتھ ہی ظاہر ہوتا ہے اور درحقیقت عمل اور نتیجہ ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی حکم دیا تھا ورنہ کسی کو حکم کا اندازہ بھی نہ ہوتا۔ پلک جھپکنے کی تعبیر فقط افہام و تفہیم کیلئے ہے ورنہ اتنی دیر میں تو بندہ تختِ بلقیس کو ملک سبا سے لا کر سلیمان کے سامنے حاضر کر سکتا ہے مالک کائنات کی طاقت وقدرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾

سب نامہ اعمال میں درج ہے۔(52) اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔ (53)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ

اہل تقویٰ یقیناً جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔(54) سچی عزت کے مقام پر صاحب اقتدار

مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

بادشاہ کی بارگاہ میں۔(55)

ایاتها ۷۸ ۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن (۱) نے۔ (1) قرآن سکھایا۔ (2) اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ (3) اسی نے

الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

اسے بولنا سکھایا۔(4) سورج اور چاند (مقررہ) حساب کے تحت ہیں۔(5) اور ستارے اور درخت

يَسْجُدَانِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا

سجدہ کرتے ہیں۔(6) اور اسی نے اس آسمان کو بلند کیا اور ترازو (۲) قائم کی۔(7) تاکہ تم ترازو (کے ساتھ تولنے)

فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾

میں تجاوز نہ کرو۔(8) اور انصاف کے ساتھ وزن کو درست رکھو اور تول میں کمی نہ کرو۔ (9)

عربی حاشیہ

امر واضح ہو جائے کہ یہ اضطراب متقین کے علاوہ دوسرے افراد کے لئے ہے اور متقین کا انجام ہمیشہ بخیر ہے۔
مدکر۔ نصیحت حاصل کرنے والا۔
زبر۔ زبور کی جمع ہے یعنی نامہ اعمال۔
مستطر یعنی مسطور۔ لکھا ہوا۔
نہر۔ اسم جنس ہے۔ اس کا اطلاق ہر نہر پر ہوتا ہے۔
بیان۔ قوت اظہار جس سے انسان اپنے دلی مقاصد کو دوسروں تک منتقل کر دیتا ہے۔
حسبان۔ حساب اور پیمانہ کے مطابق۔
نجم۔ زمین سے اگنے والی چیز جس میں تنہ نہ ہو۔
اکمام۔ کم کی جمع ہے یعنی پھلوں پر چڑھا ہوا غلاف اور اس کا ظرف۔
عصف۔ درخت کے پتے۔
ریحان۔ خوشبودار گھاس۔
صلصال۔ خشک مٹی جو پکائی نہ گئی ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں لفظ رحمان صفت کے بجائے نام کے طور پر استعمال ہوا ہے جو اس کے کمال رحمت کا اعلان ہے جس کا سب سے اہم مظہر تعلیم قرآن ہے کہ اس سے بالاتر کوئی رحمت اور نعمت نہیں ہے۔ اس کے بعد خلقت انسان اور بیان کا مرحلہ آتا ہے تاکہ انسان تعلیم قرآن کو حقیر نہ سمجھے اور اسے یہ احساس رہے کہ بیان اور اظہار کا سارا کمال یہ ہے کہ اسے تعلیم قرآن کے زیر اثر ہونا چاہیے اور اس سے منحرف نہیں ہونا چاہیے جس طرح کہ اس نے خلقت انسان کا امتیاز یہ قرار دیا ہے کہ اسے تعلیم قرآن کے زیر اثر رکھا ہے ورنہ مادی اعتبار سے تو بعض اوقات جانور بھی انسان سے آگے نکل جاتے ہیں۔

(۲) انسان کو تمام معاملات میں عدل وانصاف اور وزن ومقدار کا صحیح خیال رکھنا چاہیے جس طرح قادر مطلق نے کل کائنات کی تخلیق میں توازن سے کام لیا ہے اور اسے آخر تک برقرار رکھا ہے۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ

اور اسی نے مخلوقات کے لیے اس زمین کو بنایا ہے۔(10)اس میں میوے اور خوشے والے

ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾

کھجور کے درخت ہیں۔(11)اور بھوسے والا اناج اور خوشبو والے پھول ہیں۔ (12)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

پس تم دونوں (۳) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(13)اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ

خشک گارے سے بنایا۔(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا

نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

کیا۔(15)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(16)وہ دونوں مشرقوں اور دونوں

وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ

مغربوں کا پروردگار ہے۔(17)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18)اسی نے دوسمندروں کو

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ

چھوڑ دیا کہ آپس میں مل جائیں۔ (۴)(19) تاہم ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔(20) پس تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾

دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21)ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔(22)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور سمندر میں چلنے والے پہاڑوں کی طرح

عربی حاشیہ

فخار۔ پکائی ہوئی مٹی۔

مارج۔ وہ تیز شعلہ جس میں دھویں کا گزر نہ ہو۔

یہ قدرت پروردگار کا کرشمہ ہے کہ دنیا آگ سے فنا ہوجاتی ہے اور اس نے جنات کو آگ ہی سے پیدا کردیا ہے اور پھر باقی بھی رکھا ہے کہ وہ مٹی کی مخلوق بناسکتا ہے تو آگ کی مخلوق بھی تیار کرسکتا ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کے لئے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔

ف: علم بیان کا تعلق گویائی سے بھی ہوسکتا ہے اور دیگر طرق اظہار سے بھی اور دونوں صورتوں میں یہ ایک عظیم نعمت اور پیچیدہ ترین عمل ہے۔ آواز کا زبان سے نکلنا، آواز کا لغت کی شکل اختیار کرنا، لغات کا مفاہیم کے اعتبار سے مرتب ہونا ایک ناقابل فہم وادراک نعمتِ پروردگار ہے۔

ف: بعض حضرات نے دودریاؤں سے گلف اسٹریم کی طرف اشارہ کیا ہے جو سمندر کے اندر

اردو حاشیہ

(۳) یہ ایک خطاب عام بھی ہے کہ اس کی نعمتیں انسان اور جنات دونوں کیلئے ہیں لہٰذا دونوں میں سے کسی کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے اور نعمتیں اس قدر فراواں ہیں کہ انسان یا جنات کہاں تک انکار کریں گے اور کس کس نعمت کی تکذیب کریں گے اور بعض روایات کی بنا پر یہ احتمال بھی ہے کہ ''ربکما'' کا خطاب کسی مخصوص قسم کے دو انسانوں ہی سے ہو جن کی سرشت میں ہر نعمت خدا کا انکار شامل ہے اور ان کا کام رحمت الٰہی کی تکذیب اور نعمت خدا کی توہین کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

(۴) سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے کہ بحرین سے مراد علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور برزخ سے مراد رسول اکرمؐ ہیں اور لولوومرجان حسنؑ وحسینؑ کی قرآنی تعبیر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تطبیق ہے تفسیر نہیں ہے کہ اس پر تفسیر باطنی کا الزام لگایا جا سکے یا اس طرح تفسیر کا ایک نیا دروازہ کھل جانے کا الزام لگایا جا سکے جس طرح کہ بعض علماء اسلام نے یہ طریقۂ کار اختیار کیا ہے۔

الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾

بلند جہاز اسی کے ہیں۔(24)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔(25)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ

روئے زمین پر موجود ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔(26)اور صرف آپ کے صاحب عزت و جلال رب کی ذات

الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ

باقی رہنے والی ہے۔(27)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(28)جو کچھ بھی آسمانوں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ

اور زمین میں ہے اسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہرروز ایک (نئی) کرشمہ سازی میں ہے۔(29)پس تم دونوں اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(30)اے (جن وانس کی) دو باوزن جماعتو! ہم عنقریب تمہاری (جزاء وسزا کی) طرف پوری توجہ دینے والے ہیں۔(31)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(32)اے گروہ جن وانس!

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اگر تم آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے نکلنے کی استطاعت رکھتے ہو تو نکل جاؤ۔

فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تم سلطنت وقہاریت کے بغیر نہیں نکل سکو گے۔(33)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(34)تم دونوں پر آگ کے شعلے اور تانبے کی چنگاریاں چھوڑی جائیں گی۔

عربی حاشیہ

شیریں پانی کے دریا ہیں اور ان کا اپنا الگ مستقل وجود ہے جس کے بے شمار فوائد بھی دریافت کرلئے گئے ہیں۔

مشرقین اور مغربین بعض حضرات کے نزدیک چاند اور سورج کے مشرق ومغرب ہیں اور بعض کے نزدیک ایک سورج ہی کے دومشرق ہیں ایک گرمی کے زمانے کا اور ایک سردی کے زمانے کا۔

بحرین۔ دوقسم کے دریا ہیں جن میں ایک شیریں ہے اور ایک نمکین اور عام طور سے میٹھے پانی میں موتی کا نہ ہونا دلیل نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ قدرت خدا سے کوئی شے بعید نہیں ہے۔

جوار۔ کشتیاں۔

اعلام۔ پہاڑ۔

وجہ رب۔ ذات خدا۔

سنفرغ لکم۔ یعنی عنقریب تمہارا مکمل حساب کریں گے نہ یہ کہ سب کام چھوڑ کر

اردو حاشیہ

(۵) کس قدر مہربان ہے وہ پروردگار جس نے اپنی بقاء کا اعلان اپنے جلال کے ذریعہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے بندوں کا دل رکھنے کیلئے اپنے صاحب اکرام ہونے کا بھی اعلان کر دیا ہے تا کہ انسان نہ رحمت خدا سے مایوس ہونے پائے اور نہ عذاب الٰہی کی طرف سے مطمئن ہونے پائے اور ایک درمیانی زندگی گزارے جس میں ایک طرف امید ہو اور ایک طرف خوف امید نیکیوں کا حوصلہ پیدا کرے اور خوف برائیوں کی راہ میں حائل ہو جائے۔

(٦) ظاہری اعتبار سے یہ ایک حقیقت ہے کہ اطراف سماوات سے باہر نکلنا وسائل قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور وسائل کے ساتھ ممکن ہے اور معنوی اعتبار سے خدائی گرفت سے بچنا بغیر توبہ اور استغفار کے ممکن نہیں ہے۔ توبہ واستغفار کے ذریعہ انسان خدائی گرفت اور عذاب سے بھی باہر نکل سکتا ہے کہ اس نے خود ہی یہ ذریعہ تعلیم کیا ہے اور توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ اس طرح انسان میرے عذاب کی گرفت سے نکل سکتا ہے کہ توبہ میری بارگاہ میں محبوب ترین عمل ہے اور میں توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہوں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے محبوب بنا لیتا ہوں اس پر عذاب نہیں کرسکتا محبوب کی جگہ جنت النعیم ہے، عذاب جحیم نہیں ہے۔

تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ

پھر تم کامیاب نہیں رہو گے۔(35) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(36) پس جب آسمان

السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَۃً کَالدِّھَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

پھٹ جائے گا تو (سرخ) گلابی (اور پگھل کر) تیل کی طرح ہو جائے گا۔(37) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِہٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(38) پھر اس روز کسی انسان سے اور کسی جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔(39)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰھُمْ

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(40) مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے

فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

پھر وہ پیشانیوں اور پیروں سے پکڑے جائیں گے۔(41) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِھَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (وقف لازم)

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(42) یہ وہی جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلاتے تھے۔(43)

یَطُوْفُوْنَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

وہ جہنم اور کھولتے ہوئے انتہائی گرم پانی کے درمیان گردش کرتے رہیں گے۔(44) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(45) اور جو شخص اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے اس کے لیے دو باغ ہیں۔(46) پس تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(47) (یہ دونوں باغ) رنگا رنگ پھلوں سے بھرپور ہیں۔(48) پس تم دونوں اپنے رب کی

عربی حاشیہ

تمھارے لئے وقت نکالیں گے کہ یہ بات شانِ خدا کے خلاف ہے۔

ثقلان۔ انسان اور جنات ہیں اور حدیث ثقلین میں اس لفظ سے قرآن اور اہلبیتؑ مراد ہیں۔

شواظ۔ وہ آگ جس میں دھواں نہ ہو۔

وردۃ۔ گلاب کا رنگ۔

دہان۔ تیل۔

ف: آیت نمبر ۲۹ دنیا کے تمام تغیرات میں قدرت کی جلوہ نمائی کی طرف اشارہ ہے اور حرکتِ جوہری کے نظریہ کی بنا پر ہر آن کائنات کو ایک نیا وجود حاصل ہوتا ہے اور یہ نیا وجود مالک کائنات کی قدرت کے کرشموں میں سے ایک مستمر کرشمہ ہے۔

ف: درختوں سے مراد مادی اور معنوی جنتیں بھی ہوسکتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بطور استحقاق ہو اور دوسری بطور تفضّل اور انھیں جنتوں سے چشموں اور پھلوں کا مسئلہ بھی طے

اردو حاشیہ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(49)ان دونوں باغوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔(50) پس تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(51)ان دونوں میں موجود ہر میوے کی دو دو قسمیں ہیں۔ (52)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآىِٕنُهَا

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(53) وہ ایسے فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر ریشم کے ہوں گے

مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور ان دونوں باغوں کے میوے (ان کی دسترس میں) قریب ہوں گے۔(54) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(55)ان میں نگاہیں (اپنے شوہروں تک) محدود رکھنے والی حوریں ہیں جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے

قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ

چھوا ہو گا اور نہ کسی جن نے۔(56) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(57) گویا وہ

الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾

یاقوت اور موتی ہیں۔(58) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (59)

هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

احسان کا بدلہ احسان (۷) کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟(60) پس تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(61) اور ان دونوں باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں۔(62) پس تم دونوں

عربی حاشیہ

ہوسکتا ہے۔

نواصی۔ ناصیہ کی جمع ہے یعنی پیشانی۔

حمیم آن۔کھولتا ہوا گرم گرم پانی۔

مقام رب۔ خدا کی بارگاہ میں حاضری یااس کے حاضر وناظر ہونے کا خیال۔

جنتان۔دوباغات۔

افنان۔ بڑی بڑی شاخیں جن میں پھل بھی ہوں۔

زوجان۔ ہرپھل کی دوقسمیں۔

استبرق۔دبیزقسم کاریشمی کپڑا۔

جنا۔پھل

دان۔قریب۔

قاصرات الطرف۔ وہ عورتیں جوصرف اپنے شوہروں تک نظرکومحدودرکھیں اورغیر پرنگاہ بھی نہ ڈالیں۔

من دونہما جنتان۔ یعنی دوباغات اور ہیں جو گذشتہ دونوں باغات سے مرتبہ میں قدرے کم ہیں اور یہ کم درجہ کے اعمال والے

اردو حاشیہ

(۷) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قیامت کا دن سوال وجواب اور حساب وکتاب کا دن ہے لیکن بعض مجرمین ایسے بھی ہوں گے جن سے سوال وجواب کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ان کا جرم بالکل واضح اور نمایاں ہے یا سوال وجواب صرف ایک تعبیر ہے انسان کے حالات اس کے چہرے ہی سے عیاں ہوں گے ورنہ کس میں ہمت ہے کہ اس کے سوال کا جواب دے سکے۔سب کی حالت واضح ہے اور ہر ایک کو اس کے جرم کا احساس اور اعتراف ہے۔فرشتوں کا کام صرف یہ ہے کہ گرفتار کر کے سر کو پیر سے باندھ دیں اور منہ کے بل جہنم میں ڈال کر کھینچیں اور پھر پوچھیں کہ دنیا کا وہ اقتدار اور غرور کہاں چلا گیا جس کے بھروسے پر پروردگار کی عظمت ونعمت اور روزِ قیامت کی وحشت کا انکار کیا کرتے تھے۔

(۸) یہ تصویر کا دوسرا رخ ہے جہاں اللہ کے نیک بندے جو ہر عمل کے وقت خدا کے حاضر وناظر ہونے کا خیال رکھتے تھے انہیں ان کا اجروثواب دیا جائے گا اور حسب مراتب جنت کے باغات اور پھلوں اور نہروں اور چشموں کی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور ان کے قبضہ میں وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کی مشابہ نعمتیں دنیا میں صرف حکم خدا کی پابندی کی بنا پر ترک کردی تھیں۔

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(63) دونوں باغ گھنے سرسبز ہیں۔(64) پس تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(65) ان دونوں باغوں میں دو ابلتے ہوئے چشمے موجود ہیں۔(66) پس تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(67) ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (68)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔(69) ان میں نیک سیرت اور خوبصورت بیویاں ہیں۔ (70)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(71) خیموں میں مستور

الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

حوریں ہیں۔(72) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(73) جنہیں ان سے پہلے

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔(74) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (75)

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَيِّ

وہ سبز قالینوں اور نفیس فرشوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔(76) پس تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(77) بابرکت ہے آپ کے پروردگار کا نام جو صاحب جلالت

عربی حاشیہ

افراد کے لئے ہیں۔

مدہامتان۔ یعنی سبزی کی شدت سے ان کا رنگ سیاہی مائل ہوگا۔

نضاختان۔ ابلتے ہوئے چشمے۔

پہلی جنتوں کے چشمے جاری تھے۔ اور ان جنتوں کے چشمے ابل رہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۶۲ میں مزید درختوں کا ذکر گذشتہ جنتوں میں نعمتوں کا اضافہ ہے اور سرکاردوعالمؐ کے مطابق دوجنتیں چاندی کی ہیں اور دوسونے کی پھر ان میں بحسب اعمال درجات بھی ہیں۔ جنتوں ہی کے اعتبار سے چشمے بھی ہیں اور یہ پھل بھی ہیں۔ پھلوں کا تذکرہ علامت ہے کہ غذائیات میں اصل پھل ہی ہیں اور ان کی دوقسمیں ہیں گرم (کھجور)، سرد (انار)۔

ف: ذوالجلال والاکرام ایک قسم کا اسم اعظم ہے جس کے طفیل میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور امام باقرؑ کا ارشاد ہے کہ جلال وکرامت

اردو حاشیہ

(۹) احسان ہر وہ عمل نیک ہے جو واقعاً نیک ہو اور نگاہِ پروردگار میں نیک کہے جانے کے قابل ہوتا کہ وہ اس کا اجردے سکے ورنہ خیالی نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

ایک عقلی قانون بھی ہے اور شرعی قانون بھی۔ صاحبانِ عقل بھی اس حقیقت کا اعتراف رکھتے ہیں کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا اور حکم شریعت بھی ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کرے تو اس کی نیکی کا جواب نیکی ہی سے دو اگر چہ بدسرشت افراد نے اس قانون کا بھی خیال نہیں رکھا اور پروردگار جیسے احسان کرنے والے کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ نہیں کیا اور اس کی بندگی سے کنارہ کش ہو گئے بلکہ اس کے وجود تک کا انکار کر دیا۔

(۱) سورہ کی ابتداء میں ذوالجلال والاکرام وجہ رب کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے اور یہاں اسم کی صفت نہیں ہے بلکہ خود رب کی صفت ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ وجہ رب سے مراد ذات پروردگار ہے اور اسم رب اسی ذات کے نام کی تعبیر ہے جو خود بھی بابرکت ہے۔

واضح رہے کہ سورۂ مبارکہ میں ایک آیت اکتیس مرتبہ دہرائی گئی ہے لیکن اسے تکرار نہیں کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ ہر آیت میں ایک خاص نعمت کا تذکرہ ہے اور ہر آیت میں نعمت سے مراد وہ شے ہے جس کا اس سے پہلے تذکرہ کیا گیا ہے لہٰذا یہ ایک معنی کی تکرار نہیں ہے بلکہ ایک عبارت ہے جو متعدد مقامات پر مختلف

وَالۡاِکۡرَامِ ﴿۷۸﴾

واکرام ہے۔(78)

اٰیاتھا ۹۶ ۵۶ سُوۡرَۃُ الۡوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۴۶ رکوعاتھا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ﴿۲﴾

جب ہونے والا واقعہ ہو چکے گا۔(1) تو اس کے وقوع کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہو گا۔ (2)

خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ

وہ تہ وبالا کرنے والا (واقعہ) ہو گا۔(3) جب زمین پوری طرح ہلا دی جائے گی۔(4) اور پہاڑ ریزہ ریزہ

الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا

کر دیے جائیں گے۔(5) تو یہ منتشر غبار بن کر رہ جائیں گے۔(6) اور تم تین گروہوں میں بٹ

ثَلٰثَۃً ؕ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصۡحٰبُ

جاؤ گے۔(7) رہے داہنے ہاتھ والے تو داہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا۔(8) اور رہے

الۡمَشۡـَٔمَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ؕ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿ۚۙ۱۰﴾

بائیں ہاتھ والے تو بائیں ہاتھ والوں کا کیا پوچھنا۔(9) اور سبقت لے جانے والے تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں۔(10)

اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ۚ۱۱﴾ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ

یہی مقرب لوگ ہیں۔(11) نعمتوں سے مالامال جنتوں میں ہوں گے۔(12) ایک جماعت

عربی حاشیہ

خدا ہم اہلبیتؑ ہیں جن کے طفیل میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

نخل اور رمان یعنی کھجور اور انار۔ یہ بھی فواکہ کی ہی قسمیں ہیں لیکن ان کا ذکر بطور خاص کیا گیا ہے کہ ان میں بہت سے خصوصیات پائے جاتے ہیں جو دوسرے پھلوں میں نہیں ہیں۔

خیام۔ وہ خیمے جن میں حوروں کو رکھا جائے گا۔

لم یطمثھن۔ یعنی انھیں کسی نے استعمال نہیں کیا ہوگا اور بالکل کنواری ہونگی۔

رفرف۔ مسند یا تکیہ۔

عبقری۔ ایک خاص قسم کی بساط۔

واقعہ۔ قیامت کا نام ہے۔

رجاً۔ زلزلہ۔

بساً ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

ہباء منبثاً۔ منتشر قسم کے ذرات۔

ازواج۔ اصناف واقسام۔

اصحاب المیمنہ۔ وہ لوگ جنھیں ان کا نامہ

اردو حاشیہ

معانی میں استعمال ہوئی ہے اور یہ کمال بلاغت کی علامت ہے۔

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ

اگلوں (۱) میں سے۔(13)اور تھوڑے لوگ پچھلوں میں سے ہوں گے۔(14)جواہر سے مرصع

مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

تختوں پر۔(15)تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(16)ان کے گرد تا ابد رہنے والے

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ

لڑکے پھر رہے ہوں گے۔(17) (ہاتھوں میں) پیالے اور آفتابے اور صاف شراب کے

مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ

جام لیے۔ (۲) (18)جس سے انہیں نہ سر کا درد ہوگا اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔(19)اور طرح طرح کے

مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ

میوے لیے جنہیں وہ پسند کریں۔(20)اور پرندوں کا گوشت لیے جس کی وہ خواہش کریں۔(21)اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں

عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

ہوں گی۔(22)جو چھپا کر رکھے گئے موتیوں کی طرح (حسین) ہوں گی۔(23)یہ ان اعمال کی جزاء ہے جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا

کرتے رہے ہیں۔(24)وہاں وہ نہ بیہودہ کلام سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔(25)ہاں! سلام سلام

سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾

کہنا ہو گا۔(26)اور داہنے ہاتھ والے تو داہنے والوں کا کیا کہنا۔ (27)

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّ

وہ بے خار بیریوں میں۔ (28)اور کیلوں کے گچھوں ۔(29)اور لمبے سایوں۔ (30) اور

عربی حاشیہ

اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا جو برکت کی علامت ہے۔

اصحاب المشئمۃ۔ جنھیں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا جو نحوست اور بدبختی کی نشانی ہے۔

ثلۃ۔ جماعت۔

موضونہ۔ صاحبانِ عمل کی مناسبت سے بُنے ہوئے۔

ف: سورۂ واقعہ چوالیسواں سورہ ہے جو طٰہٰ اور شعراء کے بعد نازل ہوا ہے اور اس کے بارے میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اس کا تلاوت کرنے والا کبھی فاقہ نہیں کر سکتا اور اسی لئے اسے سورۂ غنی بھی کہا جاتا ہے۔

سابقین کے بارے میں امام باقرؑ کا ارشاد ہے کہ اس سے ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔

ف: والدان کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مومنین کے بچے ہیں جو بلوغ سے پہلے دنیا سے گزر گئے ہیں تو انھیں آخرت

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کے دن انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے بعض کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور بعض کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں اور ظاہر ہے کہ دوسرا گروہ موردِ عذاب ہوگا اور پہلا گروہ قابل نجات ہوگا لیکن اس کے بعد اس سے بھی بالاتر ایک گروہ سابقین کا ہے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور ان کی اکثریت اولین میں سے ہوگی جنہوں نے اسلام کا ساتھ دورِ غربت میں دیا ہے اور ابتدائی دور میں قربانیاں پیش کی ہیں اسکے بعد کچھ آخری دور کے ہوں گے جن کا زمانہ بعد کا ہے لیکن ان کا کردار اولین جیسا ہی ہے اور ان سب کا شمار بھی سابقین ہی میں ہے کہ انہوں نے ایسے ہی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جیسے کارہائے نمایاں سابقین اولین نے انجام دیئے تھے۔ سابقین اولین کا شرف ان کے کردار اور ایثار کی بنا پر ہے۔ صرف سن وسال یا سنہ اور صدی کی بنا پر نہیں ہے ورنہ اسلام دین کردار ہونے کے بجائے دین طول عمر ہو جائے گا۔

(۲) بندگانِ خدا کے تین گروہ ہیں۔ اصحاب یمین، اصحاب شمال اور مقربین ان سب میں سب سے بلند تر درجہ سابقین اور مقربین کا ہے جن کیلئے ہر طرح کی نعمت کا انتظام کیا گیا ہے۔

ا۔ رہنے کیلئے جنت النعیم۔

مَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّ لَا

بہتے پانیوں۔(31) اور فراوان پھلوں میں ہوں گے۔(32) جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان پر کوئی

مَمْنُوعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿۳۴﴾ إِنَّآ أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَآءً ﴿۳۵﴾

روک ٹوک ہوگی۔(33) اور اونچے فرشوں پر ہوں گے۔(34) ہم نے ان (حوروں) کو ایک انداز تخلیق سے پیدا کیا۔(35)

فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾

پھر ہم نے انہیں باکرہ بنایا۔(36) ہمسر دوست، ہم عمر بنایا۔(37) (یہ سب) داہنے والوں کے لیے۔(38)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ أَصْحٰبُ

ایک جماعت اگلوں میں سے ہوگی۔(39) اور ایک جماعت پچھلوں میں سے۔(40) رہے بائیں والے

الشِّمَالِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ

تو بائیں والوں کا کیا پوچھنا۔(41) وہ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں۔(42) اور سیاہ دھوئیں کے

مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ

سائے میں ہوں گے۔(43) جس میں نہ خنکی ہے اور نہ راحت۔(44) یہ لوگ اس سے پہلے

ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾

ناز پروردہ تھے۔(45) اور گناہ عظیم پر اصرار کیا کرتے تھے۔(46)

وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَإِنَّا

اور کہا کرتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے

لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ أَوَ اٰبَآؤُنَا الْأَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِيْنَ

جائیں گے؟(47) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟(48) کہہ دیجئے: اگلے اور پچھلے

عربی حاشیہ

میں یہ شرف دیا گیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ اہل جنت ہی کی ایک قسم ہے جن کا کام مومنین صالحین کی خدمت انجام دینا ہے اور انھیں سیراب کرنا ہے۔

اکواب۔ کوب کی جمع ہے۔ وہ پیالہ جس میں دستہ اور ٹونٹی وغیرہ نہ ہو۔

اباریق۔ ابریق کی جمع ہے جس میں دستہ اور ٹونٹی ہو۔

کاس۔ وہ پیالہ ہے جس میں کوئی چیز پی جاتی ہو۔

لایصدعون۔ اس شراب سے دردسر وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔

لاینزفون۔ وہ شراب ختم ہونے والی نہیں ہے یا اس کا نشہ اترنے والا نہیں ہے۔

مکنون۔ محفوظ۔

لغو۔ مہمل بات۔

تاثیم۔ ہر وہ عمل جو گناہ کا باعث ہو۔

سدر مخضود۔ وہ بیری کا درخت جس میں

اردو حاشیہ

۲۔ بیٹھنے کیلئے سرر موضونہ۔

۳۔ سہارے کیلئے بہترین تکیے۔

۴۔ خدمت کیلئے ولدان مخلدون۔

۵۔ ظروف کے طور پر اکواب واباریق۔

۶۔ پینے کیلئے شراب طہور۔

۷۔ میوہ میں فاکہۃ مما یتخیرون۔

۸۔ کھانے کیلئے لحم مما یشتہون۔

۹۔ زوجیت کیلئے حورعین۔

۱۰۔ ماحول لا لغو ولا تاثیم۔

۱۱۔ گفتگو سلاماً سلاماً۔

اس کے بعد دوسرا درجہ اصحاب یمین کا ہے جن کیلئے:

۱۔ ماحول، سدر مخضود اور طلح منضود۔

۲۔ فضا، ظل ممدود۔

۳۔ پینے کیلئے ماء مسکوب۔

۴۔ کھانے کیلئے فاکہہ کثیرہ۔

۵۔ بیٹھنے کیلئے فرش مرفوعہ۔

۶۔ زوجیت کیلئے ابکارا۔ عربا اترابا۔

اور آخری منزل اصحاب شمال کیلئے ہے جن کے اعمال کا کل معاوضہ سموم و حمیم و ظل یحموم اور زقوم ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ قیامت کے منکر تھے اور شرک میں

وَالْاٰخِرِيْنَ ۟ۙ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

یقیناً سب۔(49)ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کیے جائیں گے۔ (50)

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۟ۙ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ

پھر یقیناً تم اے گمراہو! تکذیب کرنے والو! ۔(51)زقوم کے درخت میں سے

شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۟ۙ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۟ۚ فَشٰرِبُوْنَ

کھانے والے ہو۔(52)پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہو۔(53)پھر اس پر

عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۟ۚ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ؕ هٰذَا

کھولتا ہوا پانی پینے والے ہو۔(54)پھر وہ بھی اس طرح پینے والے ہو جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔(55)جزاء کے دن

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ؕ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝

یہ ان کی ضیافت ہو گی۔(56)ہم نے تمہیں پیدا (۳) کیا ہے۔ پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ (57)

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ؕ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ

کیا تم نے سوچا ہے کہ جس نطفے کو تم (رحم میں) ڈالتے ہو۔(58) کیا اس (انسان) کو تم بناتے ہو یا بنانے والے

الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا

ہم ہیں؟(59)ہم نے موت کو تمہارے لیے مقدر کر رکھا ہے اور ہم

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۟ۙ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ

عاجز نہیں ہیں۔(60) کہ تمہاری شکلوں کو تبدیل کر کے تمہیں ایسی شکلوں میں پیدا کریں

فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا

جنہیں تم نہیں پہچانتے۔(61)اور بتحقیق پہلی پیدائش کو تم جان چکے ہو۔ پھر تم عبرت حاصل

عربی حاشیہ

کانٹا نہ ہو۔
طلح منضود۔ کیلے کے گچھے۔
عرب۔ عروب کی جمع یعنی وہ عورتیں جو شوہر کی نگاہ میں محبوب ہوں۔
اتراب۔ ترب کی جمع ہے یعنی ہمسن اور ہم عمر۔
سموم۔ وہ گرم ہوا جو جسم کے اندر پیوست ہو جائے۔
حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔
یحموم۔ انتہائی سیاہ فام۔
مترفین۔ خوشحال اور عیش پرست۔
الحنث العظیم۔ بڑا گناہ یا بڑی بڑی جھوٹی قسمیں۔

ف: ایک شخص نے سرکار دوعالمؐ سے دریافت کیا کہ آخر جنت میں بیری کے درخت کا کیا کام ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا "سدر مخضود" یعنی جنت کی ہر چیز بے عیب ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۷ سے قیامت کے بارے

اردو حاشیہ

مبتلا تھے اور اپنے انکار پر جھوٹی قسمیں بھی کھایا کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ جو قیامت کا انکار کرنے والا ہوا سے قیامت میں کیا حصہ مل سکتا ہے اور اسے کونسی نعمت پانے کا حق ہے۔

(۳) ابتداء اً منکرین آخرت کو اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے۔ اس کے بعد اس اعتراض کا جواب دیا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہم پہلی مرتبہ پیدا کرنے ہی کے قائل نہیں ہیں تو دوبارہ پیدا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے تو جواب دیا گیا کہ اگر خدا خالق نہیں ہے تو حسب ذیل سوالات کے جوابات فراہم کرو:

۱۔ منی کو کس نے بنایا ہے اور منی سے انسان کس نے پیدا کیا ہے۔ تم نے تو فقط لذت اندوزی کیلئے اسے عورت کے رحم میں ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد نو مہینے نگرانی کر کے اسے انسان کس نے بنا دیا ہے اور دنیا کے حوالے کس نے کیا ہے۔

۲۔ یہ زراعت اور پیداوار کس کا کارنامہ ہے۔ تم نے تو اچھے خاصے بیج کو بھی خاک میں ملا دیا تھا اور وہ سڑگل گیا تھا۔ اس کے بعد ایک دانہ سے سات سو دانے کس نے بنا دیئے ہیں اور تخلیق کا یہ کارنامہ کس نے انجام دیا ہے کہ اگر وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیتا تو تم یہی کہتے کہ ہم نے بہت پیسہ خرچ کیا تھا اور سب برباد ہو کر رہ گیا۔ تم تو اسکی اصلاح بھی نہیں کر سکتے تھے۔

تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ

کیوں نہیں کرتے؟(62) کیا تم نے (کبھی) سوچا کہ جو کچھ تم بوتے ہو۔(63)اسے تم اگاتے ہو یا

أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ

اسے اگانے والے ہم ہیں؟(64)اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں پھر تم حیرت زدہ،

تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾

ندامت میں رہ جاؤ۔(65) کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا۔(66) بلکہ ہم تو محروم رہ گئے۔ (67)

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ

کیا تم نے سوچا ہے کہ جو پانی تم پیتے ہو۔(68)اسے بادلوں سے تم برساتے ہو

مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا

یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔(69)اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا بنا دیں

فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾

پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟(70) کیا تم نے سوچا کہ جو آگ تم سلگاتے ہو۔ (71)

ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟(72) ہم نے اس آگ کو

جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

یاد دہانی کا ذریعہ اور ضرورت مندوں کے لیے سامان زندگی بنایا۔(73)پس اپنے عظیم

رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾

رب کے نام کی تسبیح کرو۔(74)میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مقامات کی۔ (75)

عربی حاشیہ

میں سات دلیلوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ابتدا اصل خلقت سے ہوئی ہے اس کے بعد منی کا تذکرہ ہے جس میں انسان کا کام صرف رحم میں ڈال دینا ہے۔ اس کے بعد کئی ملین سیلز سے ایک انسان کا تیار کر دینا صرف پروردگار کا کام ہے اور یہ قیامت کی زندگی سے زیادہ مشکل کام ہے۔

زقوم۔تھوہڑ جیسا درخت۔

ہیم۔ انتہائی پیاسا جانور جسے پیاس کی بیماری ہو اور وہ بے تحاشا پی لیتا ہو۔

نزل۔آنے والے کے لئے سامان ضیافت۔

مسبوقین۔مغلوبین۔

ماتمنون۔ وہ منی جو عورت کے رحم میں ڈالتے ہو۔

فی مالاتعلمون۔ وہ دوسرا عالم جس کی تمھیں خبر بھی نہیں ہے۔

نشاۃ اولیٰ۔دنیا کی خلقت۔

حطام۔بھوسہ

تفکھون۔حیرت میں پڑے رہ جاؤ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

اردو حاشیہ

۳۔ یہ پانی کس نے برسایا ہے اور اسے شیریں کس نے بنایا ہے۔ وہ برسا کر بھی ناقابل استعمال بنا دیتا تو تم کیا کر سکتے تھے۔

۴۔ یہ لکڑی میں آگ کس نے چھپا دی ہے کہ تم اس سے شعلے بھڑکا لیتے ہو یا اس کی رگڑ سے آگ پیدا کر لیتے ہو۔ اس نے یہ درخت نہ بنایا ہوتا تو تمہارے امکان میں کیا تھا اور کون یہ کارنامہ انجام دے سکتا تھا اور درخت بنانے کے بعد بھی اس میں آگ بننے کی صلاحیت نہ رکھ دی ہوتی اور سبز درخت سے شعلے پیدا کرنے کا کام نہ لے لیا ہوتا تو تمہاری حیثیت کیا تھی اور تم کیا کر سکتے تھے۔ یہ غلہ، یہ پانی، یہ آگ اور یہ سب غذا فراہم کرنے کے اسباب تمہارے دائرہ اختیار سے باہر اور ہماری قدرت کاملہ کے نمونے ہیں۔ ہم نے اپنے رحم و کرم کو روک لیا ہوتا تو کوئی انسان اس دنیا میں زندہ نہ رہ سکتا۔

وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾

اور اگر تم سمجھو تو یہ یقیناً بہت بڑی قسم ہے۔(76) کہ یہ قرآن یقیناً بڑی تکریم والا ہے۔ (77)

فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِیْلٌ

جو ایک محفوظ کتاب (۴) میں ہے۔(78) جسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔(79) یہ عالمین کے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾

طرف سے نازل کردہ ہے۔(80) کیا تم اس کلام کے ساتھ بے اعتنائی برتتے ہو؟ (81)

وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ

اور تم تکذیب (۵) کرنے کو ہی اپنا حصہ قرار دیتے ہو؟(82) پس جب روح حلق تک پہنچ چکی

الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ

ہوتی ہے۔(83) اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔(84) اور (اس وقت) تمہاری نسبت ہم

اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْ لَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ

اس شخص کے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔(85) پس اگر تم کسی کے زیر

مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ

اثر نہیں ہو۔(86) اور تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو (اس نکلی ہوئی روح کو) واپس کیوں نہیں لے آتے؟ (87) پھر اگر وہ (مرنے والا)

مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ﴿۸۹﴾

مقربین میں سے ہے۔(88) تو (اس کے لیے) راحت اور رحمت اور نعمت بھری جنت ہے۔ (89)

وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ

اور اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہے۔(90) تو (اس سے کہا جائے گا) تجھ پر اصحاب یمین کی

عربی حاشیہ

مغرمون۔ مقروض۔ جس نے دنیا آباد کرنے کے لئے اپنے سر بوجھ لا دلیا ہے۔
مزن۔ بادل
اجاج۔ انتہائی کھارا جو کڑوا جیسا ہوجائے۔
تورون۔ آگ بھڑکانا۔
تذکرہ۔ موعظہ۔
مقوین۔ صحرا میں وارد ہونے والے۔
لااقسم ترکیب کے اعتبار سے لا زائد ہے۔
مواقع النجوم۔ ستاروں کی منزلیں اور ان کے مقامات

ف: امیرالمومنینؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ سورۂ واقعہ کے ہر آخری جملہ کے بعد فرماتے تھے ''بل انت یارب'' یعنی پروردگار تیرے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے۔

ف: اس مقام پر قرآن مجید کی چار صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور انھیں سے اس کتاب مقدس کی عظمت اور جامعیت کا مکمل اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) قرآن اپنی تلاوت وقرأت کے اعتبار سے قرآن ہے اور اپنی معنویت اور جامعیت کے اعتبار سے ایک پوشیدہ اور محفوظ کتاب ہے۔ اس کے ظاہر کو مس کرنے کیلئے وضو یا غسل کی ضرورت ہے اور اس کے باطن تک رسائی کیلئے علم وتقویٰ کے ذریعہ نفس کی طہارت لازمی ہے اور اسی لئے اسے ہدیً للمتقین قرار دیا گیا ہے کہ جس انسان کے پاس تقویٰ نہیں ہے وہ اس کے حقائق ومعارف کا ادراک نہیں کرسکتا ہے اور اس کے معنویات سے مستفید نہیں ہوسکا ہے۔

(۵) افسوس صد افسوس کہ قرآن اہل دنیا کیلئے وسیلۂ ہدایت بننے کے بجائے ذریعہ معاش بن گیا ہے اور کوئی اس کی مخالفت کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہے اور کوئی اس کی تلاوت وتفسیر وتاویل کو۔ غرض اس طرح اس کی واقعی افادیت بڑی حد تک مجروح ہوکر رہ گئی ہے اور وہ متاع بازار بن کر رہ گیا ہے۔

الْيَمِينِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾

طرف سے سلام ہو۔(91)اور اگر وہ (مرنے والا) تکذیب کرنے والے گمراہوں میں سے ہے۔ (92)

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا

تو (اس کے لیے) کھولتے پانی کی ضیافت ہے۔(93)اور بھڑکتی آگ میں تپایا جانا ہے۔(94)تحقیق یہ

لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

سب یقینی حق ہے۔(95)پس (اے نبی) اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کیجئے۔(96)

آیاتها ۲۹ ۔ ۵۷ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ ۔ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح (۱) کرتے ہیں اور وہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (1)

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے، وہی زندگی اور وہی موت دیتا ہے اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ

ہر چیز پر خوب قادر ہے۔(2)وہی اول اور وہی آخر ہے نیز وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور

الْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔(3)وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو

عربی حاشیہ

کتاب مکنون۔ محفوظ کتاب۔ بعض ظاہر بین حضرات کی نگاہ میں قرآن جزدان میں رہنے کی وجہ سے گرد و غبار سے محفوظ ہے اور بعض اہلِ نظر کی نگاہ میں ہر غلط بات سے محفوظ ہے اور انتہائی بلندترین اور پاکیزہ ترین مطالب کا حامل ہے۔

مطہرون۔ ظاہری اعتبار سے جو لوگ بھی باطہارت ہوں اور معنوی اعتبار سے جن افراد کو بھی پاک بنادیا گیا ہے۔

مدہنون۔ جو لوگ اندر سے منکر ہیں اور مروت میں اقرار کررہے ہیں۔

بلغت الحلقوم۔ روح کے نکلنے کا ہنگام۔

غیر مدین۔ غیر مقید۔

روح۔ روحانی لذت۔

ریحان۔ جسمانی آرام اور خوشبو۔

تصلیۃ جحیم۔ یعنی جہنم میں جلنا اور عذاب برداشت کرنا۔

حق الیقین۔ وہ یقین جو بالکل واقعہ کے مطابق ہو اور اس میں کسی طرح کا شک نہ ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) ہر شے کی تسبیح اس کی حیثیت کے اعتبار سے ہوتی ہے جن کو زبان مقال دی گئی ہے وہ الفاظ میں تسبیح کرتے ہیں اور جنہیں اس زبان سے محروم رکھا گیا ہے وہ زبانِ حال سے تسبیح کرتے ہیں اور اسی نکتہ کی طرف معصومینؑ نے خاک شفا کے فضائل کے ذیل میں اشارہ کیا تھا کہ اس خاک کی تسبیح کو کوئی تسبیح پڑھنے والا نہ بھی پڑھے تو بھی یہ ازخود تسبیح کرتی رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب کائنات کا ہر ذرہ محوِ تسبیح ہے تو وہ خاک کس طرح محوِ تسبیح نہ ہوگی جس میں خون شہید جذب ہو گیا ہے اور جو عبدیت کی سب سے بڑی قربان گاہ کی خاک ہے اور جس پر کائنات کے عظیم ترین انسان اور راہِ حق میں قربانی دینے والوں کے سید و سردار نے سجدہ آخری انجام دیا ہے۔

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ

چھ دنوں میں خلق کیا پھر عرش پر مستقر ہوا۔ اللہ کے علم میں ہے جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے

مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں

السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ

چڑھتا ہے۔ تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(4) آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے اور تمام امور

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

اسی کی طرف پلٹا دیے جاتے ہیں۔(5) وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا

دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کے راز خوب جانتا ہے۔(6) اللہ اور

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ

اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں جانشین (۲) بنایا ہے۔ پس تم میں سے

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَمَا

جو لوگ ایمان لائیں اور (راہ خدا میں) خرچ کریں ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔(7) اور تمہیں

لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا

کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے؟ جب کہ رسول تمہیں تمہارے رب پر

عربی حاشیہ

اول۔ جس کی ابتدا نہ ہو۔
ظاہر۔ جس کے آثار نمایاں ہوں۔
اور باطن جس کی حقیقت عقل وفہم وادراک سے بالاتر ہو۔

ف: سورہ حدید، حشر، صف، جمعہ اور تغابن کا شمار مسبحات میں ہوتا ہے جن کی سونے سے پہلے تلاوت امام مہدیؑ کی زیارت کا سبب ہوتی ہے۔ اس سورہ کے صفات الٰہیہ کی حسین ترین تعبیر یہ ہے کہ نیکی کے اعتبار سے اول معانی کے اعتبار سے آخر، احسان کے اعتبار سے ظاہر اور پردہ پوشی کے اعتبار سے باطن ہے۔

ف: حضرت موسیٰؑ نے عرض کی خدایا میں تجھے پاسکتا ہوں؟ ارشاد ہوا جب تم نے میرا ارادہ کیا تو سمجھو کہ مجھ تک پہنچ گئے۔ میں ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ رہتا ہوں۔
(روح البیان)

ستۃ ایام۔ خلقت کے چھ مراحل یا چھ انداز اور اطوار۔ مایلج فی الارض۔ جیسے پانی، دانہ، خزانہ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلامی اقتصادیات کا سب سے عظیم امتیاز یہ ہے کہ اسلام ہر مالک کو مادی اعتبار سے مالک قرار دیتا ہے اور معنوی اعتبار سے خدا کا نائب اور وکیل کہ اصل مال اسی کا ہے اور اصل مالک پروردگار ہی ہے اس نے انسان کو صرف نائب اور وکیل کا درجہ دیا ہے اور ظاہر ہے کہ وکیل کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ کوئی تصرف مالک کی مرضی کے بغیر نہ کرے اور حقیقت یہ ہے کہ یہی نکتہ انسان پر واضح ہو جائے تو اقتصادیات کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اسی سے حلال وحرام کا فرق واضح ہو جائے گا کہ مال ہمارا نہیں ہے اور ہم مالک کی مرضی کے تابع ہیں وہ جس کو حلال کر دے گا وہ حلال ہوگا اور جس سے منع کر دے گا وہ حرام ہوگا۔

۲۔ خرچ کرنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مالک اصلی جہاں کہہ دے گا وکیل کا فرض ہے کہ وہیں خرچ کر دے۔

۳۔ زکوٰۃ وخمس کی ادائیگی کا فلسفہ معلوم ہو جائے گا کہ مالک اصلی جتنا ہمارا قرار دیدے گا وہ ہمارا ہو جائے گا اور جتنا دوسرے کو دلوا دے گا وہ دوسرے کا ہو جائے گا۔

۴۔ انفاق اور سخاوت کا غرور ختم ہو جائے گا کہ ہم نے دوسرے کا مال دیا ہے اپنا کچھ نہیں دیا ہے تو غرور کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکا ہے اگر تم ماننے والے ہو۔(8)

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ

وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح نشانیاں نازل فرماتا ہے تا کہ تمہیں

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ

تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لائے۔ یقیناً اللہ تم پر نہایت شفقت کرنے والا،

رَحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ

مہربان ہے۔(9)اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے جب کہ آسمانوں

مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ

اور زمین کی میراث اللہ کے لیے ہے؟ تم میں سے جنھوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا

أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً

اور قتال کیا وہ (دوسروں کے) برابر نہیں ہو سکتے۔ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان لوگوں سے

مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ

جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور مقاتلہ کیا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے اچھا وعدہ کیا ہے

الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ مَنْ ذَا الَّذِي

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب آگاہ ہے۔(10) کون ہے جو اللہ کو

يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ

قرض حسنہ دے تا کہ اللہ اس کے لیے اسے کئی گنا کر دے؟ اور اس کے لیے پسندیدہ

عربی حاشیہ

مایخرج منہا۔ نباتات، تیل، پٹرول چشمہ وغیرہ۔

ماینزل من السماء۔ بارش، برف، روشنی وغیرہ۔

مایعرج فیہا۔ دعائے مومن، آہِ مظلوم، دھواں اور دور حاضر کے تمام آلات و اسلحہ جات۔

میثاق۔ یہ لفظی معاہدہ نہیں ہے بلکہ ایک فطری معاہدہ ہے کہ جب اس نے نعمتیں دی ہیں تو گویا کہ بندہ سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہمارے مال کو ہماری ہی راہ میں صرف کرنا ہے۔

میراث السماوات والارض۔ یعنی سب فنا ہوجانے والے ہیں اور کائنات کا آخری مالک اور وارث پروردگار ہی ہے۔

حسنیٰ۔ اجروثواب۔

قرض حسن۔ ہر وہ مال جو نیکی کی راہ میں خرچ کیا جائے کہ خدا اسے اپنے حق میں ایک طرح کا قرض قرار دیتا ہے اور اس کی ادائیگی اور واپسی کی ذمہ داری لیتا ہے بلکہ اس میں

اردو حاشیہ

۵۔ ذخیرہ اندوزی کا خیال ختم ہوجائے گا کہ جو بغیر کسی عمل کے اس قدر دے سکتا ہے تو اس کی راہ میں انفاق کر دینے کے بعد تو زیادہ ہی دے گا تو پھر جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔درحقیقت یہ ذخیرہ اندوزی اسی کے بارے میں عدم اعتماد کی علامت ہے جو کسی مرد مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

كَرِيْمٌ ﴿١١﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى

اجر ہے۔(11) قیامت کے دن آپ مومنین اور مومنات کو دیکھیں گے کہ ان کا نور

نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ

ان کے آگے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا (ان سے کہا جائے گا:) آج تمہیں ان جنتوں کی

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہو گا۔ یہی تو بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ

کامیابی ہے۔(12) اس دن منافق مرد اور عورتیں مومنین سے کہیں گی: ہماری طرف نظر ڈالیں

اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا

تا کہ ہم تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔ مگر ان سے کہا جائے گا: پیچھے لوٹ جاؤ

وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ

اور نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار بنا دی جائے گی۔ جس کا ایک دروازہ ہو گا

بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ ۭ

جس کے اندرونی حصے میں رحمت ہو گی اور اس کی بیرونی جانب عذاب ہوگا۔ (13)

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ

وہ مومنوں کو پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے[۳] ساتھ نہ تھے؟ کہیں گے: تھے تو سہی! لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنے میں

اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ

ڈالا اور تم (ہمارے لیے حوادث کے) منتظر رہے اور شکر کرتے رہے اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکے میں رکھا

عربی حاشیہ

اضافہ کا بھی ذمہ دار ہے کہ یہ واقعی قرض نہیں ہے ورنہ بندہ کے پاس اس کا مال ہی کہاں رکھا ہے جو خدا کو قرض دے سکے گا اور پھر اس سے اصل کا مطالبہ کر سکے گا۔

ف: روایات میں سورہ حدید کی ابتدائی ۶ آیات اور سورہ حشر کی آخری ۴ آیات کو اسم اعظم پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۶ حضرت عیسیٰ فرمایا کرتے تھے کہ دوسروں کے گناہوں کو ارباب بن کر موت دیکھو۔ اپنے گناہوں کو بندہ بن کر دیکھو۔

تاریخ میں فضیل بن عیاض کا واقعہ ہے کہ عورت کے عشق میں دیوار پر چڑھے اور ہمسایہ سے اس آیت کو سن کر تائب ہوگئے اور امام صادقؑ کے معتبر اصحاب میں شامل ہوگئے۔

1- سعی۔ تیز رفتاری کو کہا جاتا ہے یعنی نور ایمان صاحبِ ایمان کے آگے آگے چل رہا ہوگا اور خود ہی راستہ کو روشن اور ہموار کر رہا ہوگا۔

2- نظر۔ یہ لفظ دیکھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مہربانی کے معنی میں بھی

اردو حاشیہ

(۳) منافقین جہنم کے قریب پہنچ کر بھی اپنی ذہنیت سے باز نہیں آئیں گے اور انہیں پھر وہی صحابیت یاد آئے گی کہ ہم صاحبانِ ایمان کے ساتھ رہا کرتے تھے تو صاحبانِ ایمان کا جواب بھی یہی ہوگا کہ جنت کا تعلق صحبت اور ہم نشینی سے نہیں ہے۔ یہ ایمان اور کردار کا سودا ہے اور تمہارے عیوب یہ تھے کہ تم لمبی لمبی امیدوں کے چکر میں ہمارے ساتھ آ گئے تھے ورنہ ہر وقت ہمارے بارے میں یہی سوچا کرتے تھے کہ ہم کسی طرح مصائب میں مبتلا ہو جائیں اور تم نے رسالت میں بھی شک کیا تھا۔

تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو ایسے منافق کردار بآسانی نظر آ جائیں گے جو ان تمام صفات کے مصداق تھے اور جو صاحبانِ ایمان سے رحم کی درخواست کریں گے اور وہ درخواست مسترد کر دی جائے گی اور شاید یہ درخواست بھی اس لئے ہے کہ دنیا میں اس بات کی عادت پڑ گئی تھی کہ ہمیشہ مخالفت کے باوجود جب کوئی مشکل آن پڑتی تھی تو فریاد لے کر آ جاتے تھے اور جب مشکل ٹل جاتی تھی تو کنارہ کش ہو جایا کرتے تھے یہ اس بات کو بھول گئے تھے کہ دنیا کا حساب الگ ہے اور آخرت کا حساب الگ۔ دنیا میں خدا بھی ارحم الراحمین ہے اور اچھے برے ہر ایک کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرتا ہے لیکن وہ بھی آخرت میں کفار اور گنہگاروں کو جہنم میں ڈال دے گا اور کسی طرح کے رحم وکرم کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ اس نے آخرت میں اپنا تعارف للہ الواحد القہار سے کرایا ہے تا کہ انسان

حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۱۴﴾ فَالۡيَوۡمَ لَا

یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دیتا رہا۔(14) پس آج تم سے

يُؤۡخَذُ مِنۡكُمۡ فِدۡيَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ مَاۡوٰىكُمُ

نہ کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان سے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ تمہارا ٹھکانا آتش ہے،

النَّارُ ؕ هِىَ مَوۡلٰىكُمۡ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ يَاۡنِ لِلَّذِيۡنَ

وہی تمہارے لیے سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔(15) کیا مومنین کے لیے ابھی وہ

اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَـقِّ ۙ

وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر خدا سے اور نازل ہونے والے حق سے نرم ہو جائیں

وَلَا يَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَيۡهِمُ

اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ایک طویل مدت

الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾

ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے؟ اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔ (16)

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ

جان رکھو! اللہ ہی زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے تمہارے لیے نشانیوں کو یقیناً واضح

الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الۡمُصَّدِّقِيۡنَ وَالۡمُصَّدِّقٰتِ

طور پر بیان کیا ہے۔شاید تم عقل سے کام لو۔(17)یقیناً صدقہ دینے والے مردوں اور صدقہ دینے والی

وَاَقۡرَضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمۡ وَلَهُمۡ اَجۡرٌ

عورتوں نیز ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ہے کئی گنا کر دیا جائے گا اور ان کے لئے پسندیدہ

عربی حاشیہ

استعمال ہوتا ہے جس طرح کہ ہمارے اردو محاورہ میں استعمال ہوتا ہے کہ ایک نظر ادھر بھی۔

3- امانی تمنائیں اور آرزوئیں جوانسان کی گمراہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

غرور۔سب سے بڑا دھوکہ باز یعنی شیطان۔

4- دنیا میں مولا کو مولا تسلیم نہ کرنے کا انجام یہ ہوا کہ آخرت میں جہنم کو مولا تسلیم کرنا پڑا۔ اب وہی مددگار ہے اور وہی سرپرست اور تصرف کرنے والا۔

5- مصدق۔یعنی متصدق، صدقہ دینے والا انسان۔

قرض حسن۔ راہِ خدا میں انفاق کو کہا جاتا ہے۔قرض حسن اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ افراد کو دیا جاتا ہے اور قرض حسن راہِ خدا میں خرچ کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں انفاق اور قرض حسنہ کے مجموعی شرائط یہ ہیں:

ا۔بہترین مال دیا جائے۔ ۲۔ ضرورت کے باوجود دیا جائے۔ ۳۔ ضرورت مندوں کو

اردو حاشیہ

اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ رہے اور کسی دھوکہ میں زندگی نہ گزارے۔

كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

اجر ہے۔(18)اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں

الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

وہی اپنے رب کے نزدیک کامل سچے اور گواہ ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر

وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ

اور ان کا نور ہے اور جو لوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

وہ جہنمی ہیں۔(19) جان رکھو! دنیاوی زندگی صرف کھیل، بیہودگی، (۵) آرائش، آپس میں فخر کرنا

وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ

اور اولاد و اموال میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش سے عبارت ہے

وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ

اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جس کی پیداوار (پہلے) کسانوں کو خوش کرتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے

فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ

پھر دیکھتے ہو کہ وہ کھیتی زرد ہو گئی ہے پھر وہ بھس بن جاتی ہے جب کہ آخرت میں (کفار کے لیے) عذاب شدید

شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

اور (مؤمنین کے لیے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو

إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

سامان فریب ہے۔(20)ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ اپنے پروردگار کی مغفرت

عربی حاشیہ

دیا جائے۔ ۶۔خفیہ طریقہ سے دیا جائے۔ ۵۔احسان نہ جتایا جائے۔ ۶۔رضائے الٰہی کے لئے دیا جائے۔ ۷۔اپنے عمل کو حقیر سمجھا جائے۔ ۸پسندیدہ مال دیا جائے۔ ۹۔اپنے کو مالک تصور نہ کیا جائے۔ ۱۰مالِ حلال سے انفاق کیا جائے۔

ف: امام محمدؑ باقر کا ارشاد ہے کہ خلوص دل کے ساتھ ظہور قائمؑ کا انتظار کرنے والا شہداء اور صدیقین میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایمان بالغیب سے بڑا کوئی ایمان نہیں ہے اور یہ انسان کو مجاہدوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔

6- صدیق۔ جو اپنے دعوائے ایمان میں قول و عمل ہر اعتبار سے مکمل طور پر سچا ہو ورنہ زندگی میں صرف ایک دو مواقع پر صحیح بول دینے سے کوئی انسان صدیق نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ صداقت اس کی ذات کا لازمہ اور اس کے کردار کا نشان نہ بن جائے۔

شہداء۔ وہ افراد جو راہِ خدا میں قربان ہوجائیں۔ ان کا اجر حیات جاودانی اور رزق مسلسل ہے اور ان کا نور وہی ہے جوان کے

اردو حاشیہ

(۴) یہاں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عمومی اعتبار سے صدیق کوئی بہت بڑا درجہ نہیں ہے جسے انتہائی غیر معمولی قرار دے دیا جائے اور مخصوص فضل پروردگار کا نتیجہ قرار دیدیا جائے۔ یہ وہ درجہ ہے جو صاحب ایمان اپنے ایمان کی صداقت کی بنا پر حاصل کرسکتا ہے۔ ایمان سے الگ ہو کر صرف ایمان والوں کی محبت یا صحبت سے نہیں حاصل ہوسکتا ہے۔

(۵) بعض علماء کا بیان ہے کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ بچہ ہوتا ہے تو کھیل سے دلچسپی رکھتا ہے ذرا بڑا ہوتا ہے تو لہویات میں لگ جاتا ہے جوان ہوتا ہے تو آرائش کا دلدادہ ہو جاتا ہے اور بڑا ہوتا ہے تو حسب ونسب پر تفاخر کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور ضعیفی کی منزل میں آجاتا ہے تو مال اور اولاد کی کثرت کے علاوہ کوئی ذوق نہیں رہ جاتا ہے اور اسی فطرت کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے جو انسان کی زندگی کے مختلف مراحل میں منظر عام پر آتی رہتی ہے اور انسان اپنی حقیقت کو بے نقاب کرتا رہتا ہے۔

عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ

اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین جتنی ہے اور ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ

اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اسے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔(21) کوئی مصیبت (۶) زمین پر اور تم پر نہیں پڑتی

الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

مگر یہ کہ اس کے پیدا کرنے سے پہلے وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ۚ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا

اللہ کے لئے یقیناً یہ نہایت آسان ہے۔(22) تا کہ جو چیز تم لوگوں کے ہاتھ (۷) سے چلی جائے

فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

اس پر تم رنجیدہ نہ ہو اور جو چیز تم لوگوں کو دے دو اس پر اترایا نہ کرو۔ اللہ کسی خود پسند، فخر جتانے والے کو

فَخُوْرِۨ ﴿۲۳﴾ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ

پسند نہیں کرتا۔(23) جو خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں

وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ

اور اگر کوئی روگردانی کرتا ہے تو وہ اللہ یقیناً بڑا بے نیاز، قابل ستائش ہے۔(24) بتحقیق

اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب (۸)

عربی حاشیہ

آگے آگے چلے گا۔

7- کفار۔ کافر کی جمع ہے۔ کفر چھپانے کے معنی میں ہے اور کسان دانہ کو زمین میں چھپا دیتا ہے اس لئے اس کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ عقیدہ کے اعتبار سے وہ کافر نہیں ہے۔

یہیج۔ نبات کے خشک ہونے کی منزل ہے۔

حطام۔ اس کے ریزہ ریزہ ہوجانے کا مرحلہ ہے۔

8- عرض۔ یہ طول کے مقابلہ میں نہیں ہے کہ یہ بحث کی جائے کہ جب جنت کا عرض اتنا ہے تو طول کس قدر ہوگا بلکہ یہ عرض وسعت کے معنی میں ہے جو طول وعرض دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

مختال۔ اترانے والا۔

فخور۔ زیادہ فخر کرنے والا اور مغرور۔

ف: دنیا کے تمام مظلومین کو آیت نمبر ۲۱ پر اعتماد کرنا چاہیے اور مصائب دہر کو تقاضائے حکمت سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ یہ دلیل شکست وذلت نہیں ہے دلیل صبر وایمان ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) اس مصیبت سے طبعی مصیبتیں مراد ہیں چاہے ان کا تعلق کائنات سے ہو یا نفس انسانی سے ورنہ زندگی کی بے شمار مصیبتیں ہیں جن کا تعلق انسان کے کردار اور اعمال سے ہے اور ان کے ذمہ دار قضا وقدر الٰہی کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی تقدیر بھی انسانی اختیارات کی روشنی میں طے کر دی گئی ہے۔

(۷) امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ زہد کا کل کمال یہ ہے کہ انسان کو جو نہ ملے اس کا افسوس نہ کرے اور جو مل جائے اس پر غرور نہ کرے۔ اس کے بعد نہ دولت کا ہونا زہد کے منافی ہے اور نہ پھٹے حال زندگی گزارنا کمال زہد وتقویٰ ہے۔

(۸) کسی نمائندہ پروردگار کے کام کرنے اور دنیا کی اصلاح کرنے کیلئے حسب ذیل عناصر کی ضرورت ہوتی ہے:

۱۔ اس کے پاس منصب کو ثابت کرنے کے دلائل ہوں۔

۲۔ اس کے پاس ایک مرتب قانون زندگی ہو۔

۳۔ وہ زندگی میں حق وانصاف کا پیمانہ ساتھ رکھتا ہوتا کہ نظام عدل قائم کر سکے۔

۴۔ دشمن کی مخالفت کے موقع پر وہ ایسے اسلحہ رکھتا ہو جس کے ذریعہ اس طوفانِ بلا کا مقابلہ کر سکے۔

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ

اور میزان نازل کیا ہے تا کہ لوگ عدل قائم کریں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید طاقت ہے

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ

اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں اور تا کہ اللہ معلوم کرے کہ کون بن دیکھے خدا اور اس کے

مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ع ۳ / ۱۹

رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ یقیناً بڑی طاقت والا، غالب آنے والا ہے۔ (25)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا

اور بتحقیق ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی

النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

تو ان میں سے کچھ ہدایت پا گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہو گئے۔ (26)

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

پھر ان کے بعد ہم نے پے درپے اپنے رسول بھیجے اور ان سب کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً

اور انہیں ہم نے انجیل دی اور جنہوں نے ان کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں شفقت

وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ

اور رحم ڈال دیا اور رہبانیت (ترک دنیا) کو تو انہوں نے خود ایجاد کیا۔ ہم نے تو ان پر

اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ

رہبانیت کو واجب نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے، لیکن انہوں نے اس کی بھی پوری رعایت

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ف: لوہا انسانی زندگی کی وہ اہم ضرورت ہے جس نے ایک نئے دور کی بنیاد رکھی ہے۔ ذوالقرنین کی دیوار سے لے کر داؤد کی زرہ تک سب لوہے کے کارنامے ہیں اور آج بھی اجتماعی زندگی میں زراعت، صنعت، مسکن اور جنگ چاروں اسی لوہے کے ممنون کرم ہیں اور اسی لئے مالک نے اسے سہل الحصول بنادیا ہے۔

بینات۔ کھلے ہوئے دلائل اور معجزات۔

میزان۔ وہ قانون جس سے شخصیت کا وزن طے کیا جاسکے اور ظاہری اعتبار سے وہ ترازو جس سے ناپ تول کا توازن برقرار رکھا جاسکے۔

باس شدید۔ شدید جنگ کا سامان۔ چاہے خنجر اور تلوار کی شکل میں ہو یا بم اور میزائل اور لڑاکا جہازوں کی صورت میں۔

منافع۔ وہ زندگی کے بیشتر کام ہیں جو لوہے کی مدد سے انجام پاتے ہیں۔ کھانا پکانے سے لے کر ہوائی جہاز پر سفر کرنے تک کون سا مرحلہ ہے جہاں انسان لوہے سے بے نیاز ہوجاتا ہو۔

اردو حاشیہ

۵۔ عوامی زندگی کو خوشحال بنانے کے وسائل سے آراستہ ہوتا کہ لوگ اس کے پیغام کو زندگی سمجھیں اور اس کے آئینہ میں موت کی شکل نہ دیکھیں۔

آیت کریمہ نے انہیں پانچوں اسباب کی طرف اشارہ کر کے پیغمبر اسلامؐ کے نظام کے استحکام کو ثابت کیا ہے۔

واضح رہے کہ آسمان سے لوہا جہاد اور نصرت خدا ورسول کے لئے نازل ہوا تھا۔ اب وہ افراد کس قدر بدنصیب ہیں جو اس لوہے کو اللہ اور رسول ہی سے جنگ کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور دین خدا کو فنا کردینا چاہتے ہیں۔

عالم ظاہر کے اعتبار سے آسمان سے ایک ہی لوہا نازل ہوا ہے جسے ذوالفقار کہا جاتا ہے اور اس کا مصرف واقعاً نصرت خدا ورسول کے علاوہ کچھ نہ تھا جیسا کہ ندائے غیب نے بھی اعلان کیا تھا (**لا سیف الاذوالفقار ولا فتیٰ الا علیؑ**)۔

(۹) دور حاضر میں بھی رہبانیت اور ترک لذات کی آڑ میں کیا کیا جرائم ہورہے ہیں اس کا اندازہ صبح وشام کے اخبارات سے کیا جاسکتا ہے اور گرجاؤں کی تاریخ میں ان جرائم کا مکمل مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

سادہ لوح عوام ان راہبوں سے اس بنا پر قریب تر ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے لذات دنیا سے کنارہ کشی کر لی ہے اور ان کے پاس روحانیت کے علاوہ کچھ

فَاٰتَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ‌ ۚ وَكَثِيۡرٌ

نہیں کی پس ان میں سے جنہوں نے ایمان قبول کیا ہم نے ان کا اجر انہیں دیا اور ان میں

مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا

بہت سے لوگ فاسق ہیں۔(27)اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر

اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوۡا بِرَسُوۡلِهٖ يُؤۡتِكُمۡ

ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں

كِفۡلَيۡنِ مِنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ نُوۡرًا

وہ نور عنایت فرمائے گا جس سے تم راہ طے کر سکو گے

تَمۡشُوۡنَ بِهٖ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

اور تمہاری مغفرت بھی کر دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا،

رَّحِيۡمٌ ۙ‏ ﴿۲۸﴾ لِّـئَلَّا يَعۡلَمَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ

رحم کرنے والا ہے۔ (28)یہ اس لئے کہ اہل کتاب جان لیں کہ

اَلَّا يَقۡدِرُوۡنَ عَلٰى شَىۡءٍ مِّنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ

اللہ کے فضل میں ان کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے اور یہ کہ فضل تو صرف اللہ

وَاَنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ

کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے اسے دے دیتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۲۹﴾

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔(29)

عربی حاشیہ

قفینا۔ایک کے بعد ایک کو بھیجا۔
رہبانیت۔ترک دنیا اور ترک لذات۔
واضح رہے کہ یہاں پر زبر ہے پیش نہیں ہے۔ البتہ راہب کی جمع رُہبان ضرور ہے جہاں ر پر پیش ہوتا ہے۔
کفل۔حصہ کفلین دو برابر کے حصے۔
رحمت۔ثواب۔
لئلا یعلم۔یہاں بھی لا زائد ہے یعنی تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ ان کے بس میں کچھ نہیں ہے۔
ف: آیت نمبر ۲۸ دلیل ہے کہ ایمان حقیقی تقویٰ پیدا کرتا ہے اور تقویٰ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ رحمت کے دو حصے عنایت کرتا ہے اور ایک نور بھی عطا کرتا ہے جس کے سہارے ہر تاریک راستہ پر جا سکتا ہے اور کہیں گمراہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

نہیں ہے اور رہبانیت کے ٹھیکہ دار اسی قربت کو اپنے مذموم اور ناپاک ارادوں کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔گرجاؤں کے علاوہ یہ کاروبار بعض مقامات پر خانقاہوں میں بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔روح سب کی ایک ہے شکلیں چاہے جس قدر مختلف ہوں۔

اٰیـاتھا ۲۲ ۵۸ سُوۡرَۃُ الۡمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۵ رکوعاتھا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُکَ فِیۡ زَوۡجِہَا وَ تَشۡتَکِیۡۤ

اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں [(۱)] تکرار اور اللہ کے آگے شکایت

اِلَی اللّٰہِ ٭ۖ وَ اللّٰہُ یَسۡمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۱﴾

کر رہی تھی، اور اللہ آپ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اللہ یقیناً بڑا سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (1)

اَلَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ [1] مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِہِمۡ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمۡ ؕ

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ''ظہار'' کرتے ہیں (انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔

اِنۡ اُمَّہٰتُہُمۡ اِلَّا الّٰٓیِٴۡ وَلَدۡنَہُمۡ ؕ وَ اِنَّہُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡکَرًا

ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور بلاشبہ یہ لوگ ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں

مِّنَ الۡقَوۡلِ وَ زُوۡرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡنَ

اور جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ یقیناً بڑا درگزر کرنے والا، مغفرت کرنے والا ہے۔(2) اور جو لوگ اپنی

یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِیۡرُ

بیویوں سے ''ظہار'' کریں پھر اپنے قول سے پلٹ جائیں انہیں باہمی مقاربت سے

رَقَبَۃٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا [2] ؕ ذٰلِکُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ

پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہئے۔ اس طرح تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ

عربی حاشیہ

ف: عفو گناہوں کو معاف کردینا اور انھیں مٹادینا ہے اور مغفرت ان پر پردہ ڈال دینا ہے۔ عفوغفور میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صرف معاف ہی نہیں کرتا ہے بلکہ انھیں چھپا بھی دیتا ہے تا کہ گنہگار کی عزت وآبرو محفوظ رہے۔

1- ظہار کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی زوجہ سے یہ کہہ دے کہ تو میری ماں کی پشت کے برابر ہے کہ اس عمل کے بعد عورت حرام ہوجاتی ہے اور کفارہ کے بغیر حلال نہیں ہوسکتی ہے لیکن اس عمل کے لئے چند شرائط ہیں:

۱۔ظہار شاہدین عادلین کے سامنے ہو۔

۲۔عورت مدخولہ ہو۔

واضح رہے کہ اصل ظہار اسلام میں حرام ہے لیکن انسان توبہ کرے تو خدا اس کے گناہ کو معاف کردیتا ہے۔

2- بعض علماء کا خیال ہے کہ کفارہ کے بغیر ایک دوسرے کو ہاتھ بھی نہیں لگاسکتے اور بعض کا کہنا ہے کہ ہاتھ نہ لگانا ایک کنایہ ہے

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ یہ خولہ کا قصہ ہے جس کے شوہر نے اسے ماں کے برابر کہہ دیا تھا اور پھر دونوں شرمندہ ہو گئے تھے توشوہر نے زوجہ کو پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے داستانِ غم بیان کی تو آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس نے پھر اصرار کیا تو آپ نے پھر سکوت فرمایا اور حکم خدا کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے خدا سے فریاد کی اور آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ظہار کی عورت ماں نہیں ہو جاتی ہے اور کفارہ کے بعد تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جواب میں تاخیر کی مصلحت یہ رہی ہو کہ کام بہرحال غلط ہوا ہے اور انسان کچھ دیر تو ذہنی کرب میں مبتلا رہے کہ دیکھیں کیا فیصلہ ہوتا ہے یا شاید فیصلہ ہمارے خلاف ہونے والا ہے تا کہ آئندہ ایسے اقدامات کی جرأت نہ ہو اور عورت ایسے اسباب فراہم نہ کرے جس سے ظہار کی نوبت آئے اور مرد بھی ایسے اقدام نہ کرے اور اسی لئے خدا نے معافی کا وعدہ کرلیا ہے کہ کفارہ کے بعد اس خطا کو معاف کیا جا سکتا ہے تا کہ انسان نفسیاتی اعتبار سے بہکنے نہ پائے ورنہ زوجہ وشوہر کے تعلقات کی راہ میں مذہب بھی رکاوٹ بن جاتا ہے تو بہت سے لوگ مذہب سے انحراف کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے تعلقات کو مجروح نہیں ہونے دیتے۔ خدا انسان کو جذبات اور خواہشات کے شر سے محفوظ رکھے اور ہر ایسے اقدام سے بچائے رکھے جو خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف اور اسلام کے قوانین سے متضاد ہو۔

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

اس سے خوب باخبر ہے۔(3) پس جسے غلام نہ ملے وہ باہمی مقاربت سے پہلے متواتر

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

دو مہینے روزے رکھے اور جو ایسا بھی نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۗ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۗ

یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور کفار کے لئے دردناک عذاب ہے۔(4) جو

الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ

لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ یقیناً اسی طرح ذلیل کیے جائیں گے

مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

جس طرح ان سے پہلوں کو ذلیل کیا گیا ہے اور بتحقیق ہم نے واضح نشانیاں نازل کی ہیں اور کفار کے لئے ذلت

مُّهِيْنٌ ⑤ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۗ

والا عذاب ہے۔(5) اس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑥

وہ اللہ کو بھول گئے ہیں مگر اللہ نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور اللہ ہر شے پر گواہ ہے۔(6)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کے بارے میں جانتا ہے۔

عربی حاشیہ

جس کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ کے بغیر جماع کرنا صحیح نہیں ہے ورنہ ہاتھ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور خود جماع بھی کرے گا تو اسے زنا نہیں کہا جائے گا اس لئے کہ عورت بہرحال اس کی زوجہ ہے صرف ظہار کی بنا پر جماع حرام ہوگیا ہے۔

3-یہ سہولت ایمان کے باقی رکھنے کے لئے دے دی گئی ہے ورنہ بہت سے افراد ہیں جو بیوی کے پیچھے اسلام اور ایمان کو بھی چھوڑ نے کے لئے تیار رہتے ہیں اور انھیں عورت حکم خدا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

اردو حاشیہ

مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ

کبھی تین آدمیوں (۲) کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر یہ کہ ان کا چوتھا اللہ ہوتا ہے اور نہ پانچ آدمیوں کی

اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

مگر یہ کہ ان کا چھٹا اللہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم ہو سکتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ جہاں کہیں ہوں

مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، پھر قیامت کے دن وہ انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ

اللہ یقیناً ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(7) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی کرنے سے

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ

منع کیا گیا تھا؟ جس کام سے انہیں منع کیا گیا تھا وہ پھر اس کا اعادہ کر رہے ہیں اور آپس میں گناہ اور ظلم اور

الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا

رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو وہ آپ کو اس طریقے سے سلام کرتے ہیں

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا

جس طریقے سے اللہ نے آپ پر سلام نہیں کیا ہے اور اپنے آپ سے کہتے ہیں: اللہ ہماری باتوں پر ہمیں

اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

عذاب کیوں نہیں دیتا؟ ان کے لئے جہنم کافی ہے جس میں وہ جھلسائے جائیں گے جو بدترین انجام ہے۔ (8)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور

عربی حاشیہ

ف: نجویٰ اور سرگوشی کے بارے میں سرکار دوعالمؐ کا ارشاد ہے کہ جہاں تین افراد جمع ہوں اور وہاں دو کو رازدارانہ گفتگو نہیں کرنی چاہیے کہ اس طرح تیسرے انسان کو بہرحال تکلیف ہوتی ہے اور سوئے ظن کی فضا ہموار ہوتی ہے۔

4- تین اور پانچ صرف بطور مثال بیان ہوئے ہیں ورنہ خدا ہر راز دل سے باخبر ہے اور شاید دو کا تیسرا اس لئے نہیں کہا گیا کہ یہ لفظ عیسائیوں کے عقیدہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس طرح انھیں اپنی تائید کے لئے ایک بہانہ مل جائے گا۔

5- یہودی طرح طرح سے پیغمبرؐ اسلام کو اذیتیں پہنچایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے آکر سلام کیا اور کہا ''السام علیک'' یعنی سلام کے بدلے لفظ سام استعمال کیا جس کے معنی موت کے ہوتے ہیں۔ آپ نے بھی پورا جواب دینے کے بجائے فرمایا ''وعلیک'' اور

اردو حاشیہ

(۲) منافقین کیلئے یہ عجیب وغریب مرحلہ تھا کہ اظہار اسلام کیلئے مسلمانوں کے درمیان بھی رہنا تھا اور ان سے اپنے رازوں کو پوشیدہ بھی رکھنا تھا تو ان لوگوں نے اس کا راستہ راز کی گفتگو کو قرار دیا۔ قدرت نے ان کے جواب میں پہلے اپنے علم کا حوالہ دیا کہ ہم سے کوئی بات مخفی نہیں ہے پھر اس کے بعد آداب سکھائے کہ خبردار رازداری میں گناہ یا کسی پر ظلم اور زیادتی اور رسولؐ کی مخالفت کے عناصر شامل نہ ہونے پائیں ورنہ اس کا انجام بہت برا ہوگا اور آخر میں ان موضوعات کی طرف اشارہ کر دیا جن پر راز کی گفتگو کی جا سکتی ہے اور وہ ہے نیکی اور تقویٰ کہ ہر نیکی کیلئے عام ہونا ضروری نہیں ہے اور تقویٰ دل میں خوف خدا کا نام ہے اس کیلئے اظہار اور اعلان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ط
رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور تقویٰ کی سرگوشیاں کیا کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ
اور اس اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم جمع کیے جاؤ گے۔(9) (منافقانہ) سرگوشیاں تو

الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ
بلاشبہ صرف شیطان ہی کی طرف سے ہوتی ہیں تا کہ مومنین کو رنجیدہ خاطر کرے حالانکہ وہ

شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾
اذن خدا کے بغیر انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مومنین کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔ (10)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ
اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کرو۔

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ج وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا
اللہ تمہیں کشادگی (۳) دے گا اور جب تم سے کہا جائے: اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ لا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں اور وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو

دَرَجٰتٍ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ بلند فرمائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(11) اے ایمان والو! جب تم

اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ
رسول سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ (۴) دے دیا کرو۔

عربی حاشیہ

تیرے اوپر بھی .....اب تو نے سلام کیا ہے تو سلام اور کچھ اور کیا ہے تو وہ۔

یہ بہترین سیاست اخلاق تھی جسے مقابلہ بالمثل بھی کہا جاتا ہے اور مناسب اخلاق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

6-یوں تو نجویٰ ہر رازداری کی بات کو کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ سازشی گفتگو کی طرف اشارہ ہے جو منافقین کے درمیان یا ان کے اور یہودیوں کے درمیان ہوا کرتی تھی۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں اہل علم کا اختصاص علامت ہے کہ علم سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے۔ اسلام نے علماء کو شہداء اور عابدین دونوں سے بالاتر قرار دیا ہے اور علماء کی شفاعت کو بھی شہداء پر مقدم رکھا ہے۔

ف: نجویٰ سے پہلے صدقہ دینے کا حکم کتنی دیر باقی رہا اس سلسلہ میں مفسرین میں اختلاف ہے لیکن صحیح ترین احتمال دس دن کا ہے کہ ایک روز یا ایک ساعت میں وہ امتحان ممکن نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) مسلمانوں میں ایک شوق یہ بھی تھا کہ ہر وقت بزم رسولؐ میں حاضر رہو تا کہ اپنے تقرب کا پروپیگنڈہ کیا جا سکے اور اس طرح عدیم الفرصت مسلمانوں کو زحمت ہوتی تھی تو قدرت نے تنبیہ کی کہ اولاً تو آنے والوں کو جگہ دو اور پھر جگہ کم ہو تو اٹھ جاؤ اور اسے برا نہ مانو اس لئے کہ صاحبانِ علم و ایمان کو بہرحال برتری حاصل ہونی چاہیے اور انہیں محفل میں مناسب جگہ ملنی چاہیے۔ انہیں جاہلوں اور کم رتبہ افراد کے برابر نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔
عالم عالم ہوتا ہے اور جاہل جاہل صرف محفل میں آ کر بیٹھ جانے سے جاہل عالم نہیں کہا جا سکتا اور محفل میں حاضر نہ رہ سکنے کی بنا پر عالم جاہل کے مانند نہیں ہوسکتا علم ایک کمال بشریت ہے جو اپنے حامل کو ہمیشہ سرفراز اور سربلند رکھتا ہے۔

(۴) جب بعض مسلمانوں نے صحبت پیغمبرؐ کو شخصیت سازی کا ذریعہ بنا لیا اور غریبوں کا داخلہ بند کر دیا تو قدرت نے یہ پابندی عائد کر دی کہ پہلے صدقہ دو اس کے بعد بزم پیغمبرؐ میں آؤ تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ کون اپنی صحابیت کی کس قدر قیمت لگا تا ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فخر رازی اور طبری جیسے مفسرین کے اعتراف کے مطابق اس آیت پر حضرت علیؑ کے علاوہ کسی نے عمل نہیں کیا۔ صرف آپ کے پاس ایک دینار تھا تو اسے دس درہم میں بھنایا اور ایک ایک کر کے صدقہ دیتے رہے اور بزم پیغمبرؐ میں حاضری دیتے رہے جس کے بعد آیت کا حکم منسوخ ہو گیا اور سارے صاحبانِ ریا کی صحابیت کا راز کھل گیا۔

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

یہ بات تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ ہاں اگر صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ پاؤ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ

تو اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔(12) کیا تم اپنی سرگوشیوں سے پہلے صدقہ دینے سے

يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

ڈر گئے ہو؟ اب جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کردیا تو

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو

وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔(13) کیا آپ نے ان لوگوں کو

تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ

نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ غضبناک ہوا ہے؟ یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسم کھاتے ہیں۔(14) اللہ نے ان کے لئے

عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا

سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔یقیناً وہ برا ہے۔(15) انہوں نے اپنی

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ

قسموں کو سپر بنا رکھا ہے پھر وہ راہ خدا سے روکتے ہیں۔ پس ان کے لئے ذلت آمیز

عربی حاشیہ

جس کے بعد عمل نہ کرنے والوں کی مذمت کی جائے اور انھیں خطا کار قرار دے کر ان کی معافی کا اعلان کیا جائے۔

7- واضح رہے کہ یہ سرکاری ٹیکس یا درباری نذرانہ نہیں ہے جو سلاطین کے خزانوں کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔ یہ صدقہ ہے جو پیغمبرؐ اور ان کی آل کے لئے حرام ہے اور اس کا مقصد غربا و فقراء قوم کی پرورش ہے کہ گویا رسولؐ اپنے کو سرگوشیوں کی زحمت میں ڈال کر غربا اور فقراء کا بھلا کرنا چاہتا ہے ورنہ ابتدا ہی سے راز داری کی باتوں سے منع کر دیا جاتا اور اس کا جواز ہی نہ ہوتا۔

8- یہ منافقین ہیں جو اندر اندر یہودیوں سے ملے ہوئے ہیں اور ان بدبختوں کا شمار نہ واقعاً مومنین میں ہے اور ظاہراً یہودیوں میں۔

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ آیت کا رخ ان افراد کی طرف ہے جنہیں بلا سبب محفل میں جمے رہنے کا شوق تھا۔ اس سے ان افراد کا کوئی تعلق نہیں ہے جنہیں اس طرح کی شخصیت سازی کا خیال نہیں تھا اور جو اپنے رتبہ سے خود بھی باخبر تھے اور بوقت ضرورت حاضری دیتے تھے اور پھر اپنے فرائض میں مصروف ہو جاتے تھے۔

مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ

عذاب ہے۔(16)یقیناً اللہ (کے عذاب) سے نہ ان کے اموال انہیں بچائیں گے

اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور نہ ان کی اولاد۔ یہ جہنم والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (17)

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ

جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ اسی طرح اللہ کے سامنے قسمیں اٹھائیں گے

لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ

جس طرح تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی موقف پر ہیں آگاہ رہو! یہ لوگ یقیناً

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ

جھوٹے ہیں۔(18) شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے،

اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ

یہ گروہ شیطان ہیں۔ آگاہ رہو کہ شیطان کا گروہ ہی یقیناً خسارے

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ

میں ہے۔(19) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہیں وہ یقیناً ذلیل ترین

فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

لوگوں میں سے ہیں۔[۵] (20) اللہ نے لکھ دیا ہے: میں اور میرے رسول ہی غالب آ کر رہیں گے۔ یقیناً اللہ ہی بڑی طاقت والا،

قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

غالب آنے والا ہے۔(21) آپ کبھی ایسے افراد نہیں پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے (بھی) ہوں

عربی حاشیہ

9-یہ منافقین کی بدترین ذہنیت کی عکاسی ہے کہ وہ مومنین کو دھوکہ دینے کی طرح خدا کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور وہ بھی دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں جہاں بڑے بڑے لوگوں کو دم مارنے کا یارا نہیں ہوگا اور اولیاء خدا خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہوں گے۔

ف: واضح رہے کہ حزب اللہ اور حزب الشیطان مخصوص جماعتوں کے نام نہیں ہیں بلکہ یہ دو طرح کے کردار ہیں۔ جو لوگ اطاعت کا حق ادا کرتے ہیں اور بندگان خدا سے للہ اور فی اللہ محبت کرتے ہیں وہ حزب اللہ میں ہیں اور جو شیطان کی اندھی اطاعت کرتے ہیں وہ حزب الشیطان میں ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) صاحبانِ ایمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا و رسول کا دشمن کبھی صاحب عزت نہیں ہو سکتا اور اسے صاحب عزت سمجھنا خود بھی اپنے بے ایمان ہونے کی دلیل ہے۔

(۶) یہ ایک وعدہ الٰہی ہے جو ہر دور میں زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور یقیناً آخری غلبہ قانون خدا و رسول ہی کیلئے ہے۔ باطل کا غلبہ ایک لمحہ ہے اور حق کا اقتدار ایک ابدی حقیقت اور دائمی حیثیت رکھتا ہے جس کیلئے مثل مشہور ہے کہ ''للباطل جولة وللحق دولة'' باطل ایک جولانی اور وقتی حرکت ہے اور حق ایک دولت اور اقتدار رکھتا ہے۔

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ[10] اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ

لیکن اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا

اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ

ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں

قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ

اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اس نے اپنی طرف سے ایک روح سے ان کی تائید کی ہے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ

اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا[11] عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ

اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ آگاہ رہو! اللہ کی جماعت والے ہی

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲ ع

یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں۔(22)

ع ۴

اٰیاتھا ۲۴ ۵۹ سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۱ رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

آسمانوں اور زمین میں موجود ہر شے نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا،

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر حزب اللہ کے لئے پانچ انعامات کا اعلان کیا گیا ہے جن میں تین دنیاوی ہیں اور دو اخروی اور سب سے اہم شے روح ایمانی سے ان کی تائید ہے جس کے بارے میں امامؑ باقرؑ نے فرمایا ہے کہ زنا کرنے والے سے روح ایمانی جدا ہو جاتی ہے۔ انا اللہ۔

10- منزل ایمان میں خدا اور آخرت کا ذکر آیا اور منزل اختلاف میں خدا اور رسول کا جو اس بات کی علامت ہے کہ رسول سے اختلاف کرنے والے کا ایمان خدا اور آخرت پر بھی نہیں ہے۔

11- کمال کردار کے لئے مسئلہ کا طرفینی ہونا ضروری ہوتا ہے کہ خدا بندہ کے اعمال سے راضی رہے اور بندہ خدا کی عطا اور اس کے ثواب سے راضی رہے ورنہ جو لوگ دنیا میں عطائے الٰہی کی قلت کا شکوہ کرتے رہتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ انسان دنیا میں قناعت سیکھے تو آخرت میں جنت حاصل کرنے کا امکان پیدا ہوتا ہے اور یہی رضا

اردو حاشیہ

الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

حکمت والا ہے۔(1)وہی ہے جس نے اہل کتاب (۱) میں سے کافر ہونے والوں کو پہلے ہی

الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا

حملے میں ان کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارا گمان نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ

اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے مگر اللہ

مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

ان پر ایسی جانب سے آیا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور ان کے دلوں میں

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ

رعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ

پس اے بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔(2)اور اگر اللہ نے ان پر جلا وطنی

عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

لکھ نہ دی ہوتی تو انہیں دنیا میں ضرور عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے ہے ہی

عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَ

جہنم کا عذاب۔(3) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی اور

مَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ

جو اللہ سے دشمنی کرے تو اللہ یقیناً سخت عذاب دینے والا ہے۔(4)تم لوگوں نے

عربی حاشیہ

وقناعت وہ مخصوص روح ہے جو صاحبانِ ایمان کو عنایت کی گئی ہے اور جس کے ذریعہ ان کی تائید کی گئی ہے کہ وہ شکر کرنا جانتے ہیں اور شکوہ کرنا نہیں جانتے ہیں۔

1-حشر یعنی جمع اور جلاء یعنی وطن سے باہر نکل جانا جسے وطن کہا جاتا ہے (واضح رہے کہ اس لفظ میں ج پر زبر ہے زیر نہیں ہے۔)

ف: آیت نمبر ۲ میں خدائی امداد کے اس عظیم عنصر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا ذکر جنگ بدر میں بھی آیا ہے اور جنگ احزاب میں بھی اور اسلام کے آخری جہاد میں بھی امام مہدیؑ کے تین انصار ہوں گے ملائکہ، مومنین اور خوف۔

ف: لینہ قیمتی کھجور کے درخت کو کہا جاتا ہے جس کا کاٹ دینا اپنی طاقت کا مظاہرہ شمار ہوتا ہے۔ آیت نمبر ۶ نے فَیٔ کو پیغمبرؐ کے اختیار میں قرار دیا ہے اور آیت نمبر ۷ نے اس کا مصرف بیان کیا ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں

اردو حاشیہ

(۱) یہ سورہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوا ہے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا اور جس نے پیغمبر اسلامؐ سے صلح کا معاہدہ کر لیا تھا اور دونوں مدینہ میں سکون کی زندگی گزار رہے تھے لیکن جب احد میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تو ان کے سردار کعب بن اشرف نے رسول اکرمؐ کی ہجوم میں اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور ایک لشکر بھیج کر یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر منافقین نے یہودیوں سے سازش کر لی کہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں تمہارا ساتھ دیں گے لیکن ۲۱ دن کے مسلسل محاصرہ میں بھی کوئی ایک بھی ہمدرد نہ نکلا اور بالآخر یہودیوں نے جلا وطن ہو جانے پر صلح کر لی اور ہر تین آدمی پر ایک اونٹ سامان لے کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئے۔ مفسرین کا بیان ہے کہ یہ یہودیوں کی پہلی سزا تھی۔ اس کے بعد دوبارہ انہیں حضرت عمر نے نکالا ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آج رسول اکرمؐ کا کلمہ پڑھنے والے اور حضرت عمر سے خصوصی عقیدت رکھنے والے مسلمان بھی یہودیوں سے سازش اور دوستی کر رہے ہیں اور دونوں کی روح کو اذیت دے رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی احساس نہیں ہے کہ اس طرح نہ سنت رسولؐ پر باقی رہ سکیں گے اور نہ سیرت شیخین پر عمل کر سکیں گے۔ خدا برا کرے سیاست دنیا کا کہ اس نے مسلمانوں سے سب کچھ چھین لیا اور غیرت اسلامی کا بھی خاتمہ کر دیا جب کہ خدا مسلمانوں کی امداد غیبی کیلئے ہمیشہ تیار ہے اور اس کے اسباب فراہم کرتا رہتا ہے اور یہودیوں کے دل میں خوف اور دہشت خود بھی ایک بہترین وسیلہ ہے جس کے ذریعہ یہودی آج تک لرز رہے ہیں

مِّنۡ لِّيۡنَةٍ اَوۡ تَرَكۡتُمُوۡهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوۡلِهَا فَبِاِذۡنِ

کھجور کے جو درخت کاٹ ڈالے یا انہیں اپنی جڑوں پر قائم رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا

اللّٰهِ وَلِيُخۡزِىَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ

اور اس لیے بھی تا کہ فاسقین کو رسوا کیا جائے۔(5)اور جس مال (غنیمت) کو اللہ نے اپنے رسول کی

مِنۡهُمۡ فَمَآ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ[3] وَّلٰـكِنَّ

آمدنی قرار دیا ہے (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں) کیونکہ اس کے لئے نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور نہ اونٹ ، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر

شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ

خوب قادر ہے۔(6)اللہ نے ان بستی والوں کے مال سے جو کچھ بھی اپنے رسول کی آمدنی

الۡقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى

قرار دیا ہے وہ اللہ اور رسول اور قریب (۲) ترین رشتہ داروں اور یتیموں

وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ كَىۡ لَا يَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَيۡنَ

اور مساکین اور مسافروں کے لئے ہے تا کہ وہ مال تمہارے دولتمندوں کے

الۡاَغۡنِيَآءِ مِنۡكُمۡ ؕ وَمَآ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا نَهٰٮكُمۡ

درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے اور رسول جو تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں

عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝۷

اس سے رک جاؤ اور اللہ کا خوف کرو۔ اللہ یقیناً شدید عذاب دینے والا ہے۔ (7)

وقف لازم

عربی حاشیہ

ہے۔ فی کے معنی پلٹنے کے ہیں۔ گویا یہ مال ظالموں کے قبضہ سے نکل کر دوبارہ مالک اصلی کی طرف واپس آ گیا ہے۔ یہ فی درحقیقت انفال کا ایک حصہ ہے جو خدا اور سول کا حق ہے۔

2- مسلمانوں نے حملہ کرتے وقت کھجور کے کچھ درخت کاٹ دیئے تھے اور کچھ چھوڑ دیئے تھے اور یہ سب مسلمانوں کی طاقت اور کافروں کی ذلت کے اظہار کے لئے ہوا تھا ورنہ کھجور کے درخت میں کیا رکھا ہے کہ مسلمانوں پر علاقہ میں تخریب کاری کا الزام لگایا جا سکے۔ اور اس طرح کوئی معرکہ فتح کیا جا سکے۔

3- جو مال دشمنانِ اسلام سے جنگ کے بعد حاصل ہو وہ غنیمت ہے اور جو جنگ کے بغیر مل جائے اسے فئے کہا جاتا ہے۔

رکاب۔ سواری کے اونٹوں کو کہا جاتا ہے اور عرب لوگ راکب اونٹ کے سوار کو کہتے ہیں۔ گھوڑے کے سوار کو فارس کہا جاتا ہے۔

اہلِ قریٰ۔ وہ علاقے جو جنگ کے بغیر

اردو حاشیہ

اور منافق مسلمان ان یہودیوں سے لرزہ براندام ہیں اور کسی میں حقیقی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس مال کے حصول میں مسلمانوں کا جہاد شامل نہ ہو اس میں مسلمانوں کا کوئی حصہ بھی نہیں ہے اور اس کا مکمل اختیار رسول اکرمؐ کے ہاتھ میں ہوتا ہے گویا یہ رسالت کی شخصی ملکیت ہوتی ہے اور اس کا استعمال صرف اس کے اختیار میں ہے اب یہ ان کا فرض ہے کہ وہ غریبوں میں تقسیم کر دیں تا کہ دولت اہل دولت کے درمیان نہ رہ جائے اور سارے سماج میں سکون اور اطمینان پیدا ہو سکے۔ یہ مال کے صرف کرنے کا ایک طریقہ ہے اس کا اجتماعی ملکیت سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اسلام کو اشتراکیت کا مرادف قرار دیدیا جائے۔ اشتراکیت ایک الگ نظام ہے اور اسلام ایک الگ قانونِ حیات ہے جس میں ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ایک کے خصوصیات کو دوسرے میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ

(یہ مال فئے) ان غریب مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور

اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ

اموال سے بے دخل کر دیے گئے جو اللہ (۳) کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو

نیز اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔(8) اور (یہ فئے ان کے لئے بھی ہے) جو

الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ

پہلے سے اس گھر (دارالہجرت یعنی مدینہ) میں مقیم اور ایمان پر قائم تھے۔ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں

لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ

جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ انہیں (مہاجرین کو) دے دیا گیا اس سے وہ اپنے دلوں میں

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕۛ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

کوئی خلش نہیں پاتے اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود محتاج ہوں۔ اور جو لوگ

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ

اپنے نفس کے بخل سے بچا لیے گئے ہیں پس وہی کامیاب لوگ ہیں۔(9) اور (یہ فئے ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو

مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

ان کے بعد آئے ہیں۔ کہتے ہیں: ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ

جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے کوئی عداوت نہ رکھ۔

عربی حاشیہ

اسلام کے قبضہ میں آ گئے ہیں۔

دُولہ۔ وہ شے جو چند افراد کے درمیان گردش کرتی رہے۔

4- یہ انصار کا ذکر ہے جنھوں نے مدینہ کو پہلے سے وطن بنا رکھا تھا اور ایمان کو اختیار کئے ہوئے تھے اور مہاجرین کی خدمت بھی کی تھی اور انھیں اپنے اوپر مقدم بھی کیا تھا۔

حاجۃ۔ حسد اور غصہ۔

خصاصہ۔ فاقہ۔

شح۔ انتہائے حرص و بخل۔

5- یہ انصار و مہاجرین کے بعد والا طبقہ ہے چاہے فوراً بعد ہو یا روزِ قیامت تک آنے والے مسلمان ہوں سب اپنے کردار کی بنا پر اس آیت کے مصداق اور حقدار ہوں گے۔

اردو حاشیہ

(۳) واضح رہے کہ مہاجرین کا یہ امتیاز ان خدمات کی بنا پر ہے جو انہوں نے انجام دی ہیں ورنہ اگر قصد مرضئ خدا و رسول کا نہیں ہے اور خدا و رسول کی مدد کے میدان میں فرار کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو صرف ہجرت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

(۴) یہ زندگی کا ایک بڑا بنیادی قانون ہے کہ انسان حرص سے بچ گیا تو ہر بلا سے محفوظ ہو گیا۔ دنیا میں ادنیٰ مظالم سے لے کر استعمار اور ملک گیری تک سارے مظالم کی بنیاد یہی ایک حرص ہے جو دولت واقتدار کے ساتھ بڑھتی بھی جاتی ہے اور انسان کو تباہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی ملک گیری، استحصال، توسیع پسندی، استعمار یہ سب اس حرص وہوس کے شعبہ ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف شکلوں میں سامنے آتے رہتے ہیں۔ رب کریم ہر مرد مومن کو اس بدترین بلا سے محفوظ رکھے اور قناعت و کفایت کا جذبہ عطا فرمائے۔

اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

ہمارے رب! تو یقیناً بڑا مہربان ،رحم کرنے والا ہے۔(10) کیا آپ نے ان منافقین کو

نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں: اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی

اَهْلِ الْكِتٰبِ (6) لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ

تمہارے ساتھ ضرور نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات

لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ

ہرگز نہیں مانیں گے اور اگر تمہارے خلاف جنگ کی جائے تو ہم ضرور بالضرور تمہاری مدد کریں گے۔ لیکن

اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ قطعاً جھوٹے ہیں۔(11)اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ

اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر یہ ان کی مدد کے لئے آ بھی جائیں تو

لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ (7)

ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ (۵) جائیں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔(12)ان کے دلوں میں

رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

اللہ سے زیادہ تمہاری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ اس لیے کہ یہ لوگ

لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى

سمجھتے نہیں ہیں۔(13)یہ سب مل کر (۶) تم سے نہیں لڑیں گے مگر قلعہ بند بستیوں

عربی حاشیہ

6- ان اہلِ کتاب سے مراد بنونضیر ہیں جن سے منافقین نے عبداللہ بن ابی کی سرکردگی میں نصرت کا وعدہ کرلیا تھا اور پھر عین وقت پر دھوکہ دے دیا جو منافقین کا ہمیشہ کا کردار رہا ہے اور جس کی خبر یہ پروردگار نے پہلے ہی دے دی تھی۔

7- ظاہر ہے کہ صاحبانِ ایمان کے دل میں تمام دنیا سے زیادہ خوف خدا کا ہوتا ہے اور بے دین افراد کی نظر میں خدا سے زیادہ خوف بندوں کا ہوتا ہے اور یہ اس لئے کہ بندے فی الفور سزا دے دیتے ہیں اور خدا عذاب کو آخرت پر اٹھا رکھتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱ دلیل ہے کہ نفاق اور جھوٹ میں بنیادی ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور آیت نمبر ۱۴ دلیل ہے کہ منافقین اور کفار کے دلوں میں اتحاد نہیں ہوسکتا ہے اور آیت نمبر ۱۶ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ انفاق شیطنت کا ایک شعبہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) منافقین کی یہ علامتیں ہر دور میں قابل توجہ رہی ہیں کہ یہ کردار ہر دور میں پیدا ہوتا رہا ہے اور حقیقی مسلمانوں کو اس سے ہوشیار رہنے کی بہر حال ضرورت ہے:

۱۔ منافق یہودیوں سے ساز باز کرتا ہے جس طرح آج کے بہت سے مسلمان حکام اسرائیل سے ساز باز کر رہے ہیں اور بہت سے اس بدکرداری کیلئے بے چین نظر آتے ہیں۔

۲۔ منافق کسی کا ساتھ دینے والے نہیں ہیں اور یہ ہمیشہ دھوکہ ہی دیتے ہیں جیسا کہ آج بھی دیکھنے میں آ رہا ہے۔

۳۔ منافق میدان سے فرار کر جاتے ہیں اور یہ بھی یہودیوں کی محبت میں ہوتا ہے جیسا کہ فلسطین کے نام نہاد لیڈروں کے کردار میں دیکھا جا رہا ہے۔

(۶) یہ یہودیوں کی علامتیں ہیں جن سے صاحبانِ ایمان کو آگاہ کیا گیا ہے:

۱۔ یہودی میدان میں جم کر نہیں لڑ سکتے یہ ہمیشہ پناہ گاہ کی تلاش میں رہتے ہیں چاہے وہ امریکہ ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ یہ آپس میں کبھی متحد نہیں ہو سکتے صرف اتحاد کا پروپیگنڈہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ اتحاد کیلئے خلوص نیت اور اخلاص عمل درکار ہوتا ہے اور یہودیوں میں اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ

یا دیواروں کی آڑ میں سے۔ان کی آپس کی لڑائی بھی شدید ہے۔ آپ انہیں متحد سمجھتے ہیں

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

لیکن ان کے دل منتشر ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ عقل سے کام

لَّا يَعْقِلُوْنَ ۚ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا

لینے والے نہیں ہیں۔(14)ان لوگوں کی طرح جنہوں نے ان سے کچھ ہی مدت پہلے

ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ

اپنے عمل کا وبال چکھ لیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(15)شیطان کی

الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ

طرح جب اس نے انسان سے کہا: کافر ہو جا! پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا:

بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

میں تجھ سے بیزار ہوں۔ میں تو عالمین کے پروردگار اللہ سے ڈرتا ہوں۔(16)

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَ

پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں جہنمی ہو گئے جس میں (وہ) ہمیشہ رہیں گے اور

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۚ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

ظالموں کی یہی سزا ہے۔(17)اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو

اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (روز قیامت) کے لئے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔

عربی حاشیہ

ف: شیطانی حربوں کے سلسلہ میں بنی اسرائیل کے عابد برصیصا کا قصہ مشہور ہے جس کے پاس عورت علاج کے لئے آئی تو اس نے اس سے زنا کیا اور حاملہ ہوگئی تو قتل کر دیا اور لوگوں نے اسے سولی پر چڑھایا تو شیطان نے پھر آ کر سمجھایا کہ مجھے اشارے سے سجدہ کر لے تو میں بچا لوں گا۔ اس نے سجدہ کر لیا اور کافر دنیا سے رخصت ہوگیا۔

8- یہ ان کفار کا ذکر ہے جو بنی نضیر سے پہلے ہزیمت اٹھا چکے تھے اور اپنے کئے کا مزہ چکھ چکے تھے۔ اب بعد والوں کا انجام بھی وہی ہونے والا ہے جو پہلے لوگوں کا ہوا ہے۔

9- یہ تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے دونوں جہنمی ہیں۔

اردو حاشیہ

۳۔ انہیں عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

۴۔ یہ شیاطین ہیں جو کام نکل جانے کے بعد اظہار بیزاری کرنے لگتے ہیں اور خود مخلص اللہ والے بن جاتے ہیں۔ ان کا پیشہ فریب وہی ہے اور ان کا کل کاروبار دھوکہ بازی پر چل رہا ہے۔

(۶) شیطان کا ایک حربہ یہ بھی ہے کہ انسان کو ذخیرہ اندوزی پر آمادہ کرتا ہے اور مستقبل کا خوف دلا کر انفاق سے روک دیتا ہے جب کہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ شیطان کے اتباع میں دنیا و آخرت کی بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے خوب باخبر ہے۔(18)اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے

نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿١٩﴾
اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود فراموشی میں مبتلا کر دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔ (19)

لَا يَسْتَوِيٓ أَصْحٰبُ النَّارِ وَأَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحٰبُ
اہل جہنم اور اہل جنت برابر نہیں ہو سکتے۔

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
اہل جنت ہی کامیاب ہیں۔(20)اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے

عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ
تو آپ اسے اللہ کے خوف سے جھک کر پاش پاش ہوتا ضرور دیکھتے

وَتِلْكَ الْأَمْثٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾
اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ فکر کریں۔ (21)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهٰدَةِ ۚ
وہی اللہ ہے جس کے سوا (۷) کوئی معبود نہیں۔ وہ غیب وشہود کا جاننے والا ہے

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ
وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔(22)وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ
وہی بادشاہ ہے، نہایت پاکیزہ، سلامتی دینے والا، امان دینے والا، تسلط قائم رکھنے والا،

عربی حاشیہ

10-اللہ کو بھلا دینا اس کے احکام پر عمل کو نظر انداز کر دینا ہے اور اللہ کا بھلا دینا نگاہ رحمت سے محروم کر دینا ہے۔

11-حرف لو اشارہ ہے کہ قرآن کا پہاڑ پر اتار دینا ناممکن تھا اس لئے کہ پہاڑ میں اس قدر قوت تحمل نہیں ہوتی ہے کہ اس کے معنی اور معارف کا وزن برداشت کر سکے اور یہیں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس قلب پیغمبرؐ پر اتارا گیا ہے۔اس میں کس قدر ہمت اور طاقت پائی جاتی ہے کہ پورے قرآن کے وزن کو برداشت کر لیا اور پھر نبیؐ کے بعد وہ افراد کیسے قوی القلب اور باصلاحیت ہوں گے جنھیں حقائق قرآن کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور شائد اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے سرکار دوعالمؐ نے قرآن اور اہلبیتؑ دونوں کو ثقلین سے تعبیر کیا تھا کہ دونوں کی سنگینی ایک جیسی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے واقعی اہل اور مرکز ہیں اور ایک دوسرے کے وزن کو برداشت کر سکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۷) بیشک اگر قرآن اس قدر سنگین ہے کہ پہاڑ پر نازل ہو جائے تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو وارثان قرآن کو اس قدر طاقت اور قوت کا مالک ہونا چاہیے کہ بقول نصاریٰ نجران پہاڑ سے کہہ دیں کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ایک حرف دعا سے ہٹ سکتا ہے۔

(۸) ان اوصاف کا تذکرہ عظمت قرآن کی تفصیل ہے کہ قرآن اس خدا کا کلام ہے جس میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ متکلم جس پایہ کا بلند و برتر ہوتا ہے اس کا کلام اسی اعتبار سے بلند ہوتا ہے لہٰذا تم پہلے متکلم کی عظمت کا اندازہ کرو اس کے بعد اس کے کلام کی عظمت اور برتری کا احساس کرنا ورنہ اس کے بغیر اس کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ نہ ہو سکے گا۔ اپنی توصیف میں بھی ان کمالات کا تذکرہ کیا ہے جن میں ہر صفت عظمت قرآن کی ایک مستقل دلیل ہے۔ وہ بادشاہ ہے تو یہ ملک الکلام ہے۔ وہ پاکیزہ صفات ہے تو یہ قرآن پاک ہے وہ بے عیب ہے تو یہ مجسمہ کمال ہے وہ امان دینے والا ہے تو یہ وسیلہ نجات ہے وہ نگرانی کرنے والا ہے تو یہ حافظ و محافظ ہے۔ وہ صاحب عزت ہے تو یہ کتاب عزیز ہے اور وہ زبردست اور کبریائی کا مالک ہے تو اسکی عظمت کے سامنے ساری دنیائے فصاحت و بلاغت سجدہ ریز ہے اور کسی میں اس کا جواب لانے کی تاب نہیں ہے۔

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

بڑا غالب آنے والا، بڑی طاقت والا، کبریائی کا مالک۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(23)

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

وہی اللہ ہی خالق، موجد اور صورتگر ہے جس کے لئے حسین ترین نام ہیں۔

الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع

وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(24)

اٰیاتھا ۱۳ ۶۰ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۱ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو! تم میرے (۱) اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف محبت کا پیغام

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ [1] وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ

بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کا وہ انکار کرتے ہیں اور وہ رسول کو اور تمہیں

الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

اس جرم میں جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ (ایسا نہ کرو)

عربی حاشیہ

ف: مہیمن کے وزن پر عربی میں صرف پانچ الفاظ ہیں: مقیطر، مبیطر، مبیقر، مخیمر (پہاڑ) جبار۔قرآن مجید میں ۹ مقامات پر ظالموں کے لئے استعمال ہوا ہے اور ایک مقام پر خدا کے لئے گویا اس کا جبار ہونا کمال ہے اور باقی سب کے لئے نقص اور عیب۔

ف: لفظ ممتحنہ ح کے زبر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور زیر کے ساتھ بھی یعنی یہ سورہ امتحان کا ذریعہ ہے اور اس میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن کا امتحان لیا گیا ہے۔

اسے سورہ مودت بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں کفار سے مودت کی ممانعت کی گئی ہے۔

1- اگر یہ با زائد ہے تو محبت ہی کی پیش کش مراد ہے اور اگر یہ سببیہ ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم لوگ کفار سے محبت کی بنا پر نبی کے راز ان تک پہنچا دیتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ یہ سورہ ایک شخص حاطب بن بلتعہ کے کردار کے گرد گھوم رہا ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد شریک ہجرت رہا۔ بدر میں جنگ بھی کی لیکن جب فتح مکہ کا موقع آیا تو کفار کو ایک عورت کے ذریعہ خفیہ خط بھیج کر انہیں پیغمبرؐ کی تیاری سے باخبر کر دیا جس کی وحی الٰہی نے نبی کو اطلاع دیدی تو آپ نے حضرت علیؑ کو چند اصحاب کے ساتھ اس عورت کے تعاقب میں روانہ کر دیا۔ اس نے نامہ بر ہونے سے انکار کیا تو حضرت علیؑ نے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اس نے مجبور ہو کر اپنے جوڑے میں سے خط نکال کر دیدیا اور حضرت علیؑ نے واپس آ کر اسے رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے حاطب سے سوال کیا۔ اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ میرے بال بچے مکہ میں تھے۔ میں نے چاہا کہ کفار پر ایسا احسان کر دوں کہ کفار انہیں اذیت نہ دیں۔ قدرت نے حاطب کو اس عذر پر معاف کر دیا لیکن اس کردار کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قابل مذمت قرار دیدیا جہاں مال اور اولاد کی خاطر اسلام کے خلاف سازش کی جاتی ہے اور اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے زمانہ کے حالات پر غور کیا جائے تو آج عوام سے لے کر حکام تک حاطب کی ایک مسلسل نسل پائی جاتی ہے جسے بال بچے اور مال و دولت اسلام سے کہیں زیادہ عزیز ہے اور جو اسلام کو ہر قدم پر بھینٹ چڑھانے کیلئے تیار رہتی ہے۔

عربی حاشیہ

2- کفار سے اندر اندر دوستی کرنا بدترین گمراہی ہے۔ اس راز کو تمام مسلمان حکمرانوں کو سمجھنا چاہئے جو روزانہ بڑی طاقتوں سے خفیہ معاہدہ کرتے رہتے ہیں اور پھر اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

3- حق کی واقعی پہچان باطل سے برأت اور بیزاری ہے اور اسی کا نام ملت ابراہیم رکھا گیا ہے جس کا اتباع کرنا ضروری ہے۔ اب حیرت کی بات ہے کہ مسلمان دیارِ خلیل میں بھی اور تعمیر خلیل کے ہمسایہ میں بھی باطل سے برأت پر بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور باطل سے برأت کے اعلان پر پابندی عائد کرتے ہیں گویا اہلِ حق سے بیزاری کا اعلان ہوسکتا ہے لیکن اہلِ باطل اور مشرکین سے برأت و بیزاری کا اعلان نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

رَبِّكُمْ ۚ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ

اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نکلے ہو۔

مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا

تم چھپ چھپا کر ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو؟ حالانکہ جو کچھ تم چھپاتے ہو

أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو ان سب کو میں بہتر جانتا ہوں۔ تم میں سے جو بھی ایسا کرے

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝١ إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَ

وہ راہ راست سے بہک گیا۔(1) اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ

يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ

تم پر دست درازی اور زبان درازی کریں اور خواہش کرنے لگیں کہ تم بھی

تَكْفُرُونَ ۝٢ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ

کفر اختیار کرو۔(2) تمہاری قرابتیں اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں دیں گی۔ قیامت کے دن

الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٣

وہ تمہارے درمیان (ان رشتوں کو توڑ کر) جدائی ڈال دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔(3)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ

تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے

إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ

اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ان سب سے بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے

دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ

کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے بغض اور عداوت ہو گی یہاں تک کہ تم اللہ کی

وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ

وحدانیت پر ایمان لاؤ۔ البتہ ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) سے یہ کہا تھا: میں آپ کے لیے (۲)

اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ

مغفرت ضرور چاہوں گا اور مجھے آپ کے لئے اللہ سے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ (ان کی دعا یہ تھی)

مِنۡ شَىۡءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ

ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف

الۡمَصِيۡرُ ﴿۴﴾ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا

پلٹنا ہے۔(4)ہمارے پروردگار! تو ہمیں کفار کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے۔

رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۵﴾ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡهِمۡ

ہمارے پروردگار! یقیناً تو ہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(5)بتحقیق انہی لوگوں میں

اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ ؕ وَمَنۡ

تمہارے لیے ایک اچھا نمونہ ہے اور ان کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتے ہیں اور جو کوئی

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۶﴾ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ

روگردانی کرے تو اللہ یقیناً بے نیاز، قابل ستائش ہے۔(6)ممکن ہے کہ اللہ تمہارے

بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ ؕ

اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی کر رہے ہو محبت پیدا کر دے اور اللہ بہت قدرت والا ہے

عربی حاشیہ

ف: حب للہ اور بغض للہ اسلام کا بنیادی قانون ہے۔ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ کامل الایمان وہی شخص ہے جس کی محبت، عداوت اور عطا سب اللہ کے لئے ہو۔ اصول کافی جلد ۲ میں حب للہ کی اہمیت کے بارے میں سولہ حدیثیں پائی جاتی ہیں جن سے مسئلہ کی اہمیت کا باقاعدہ اور پر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

4- یہ فتنہ بلا کے معنی میں ہے یعنی ہمارے اوپر کفار کی طرف سے کوئی مصیبت نازل نہ ہونے پائے۔ کہ وہ اس مصیبت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل بنالیں یا ہمیں ان کے لئے فتنہ نہ بنا دینا کہ ہمارے ذریعہ انھیں کوئی تقویت حاصل ہو جائے جس طرح کہ حاطب بن بلتعہ کے واقعہ میں ہوا ہے۔

5- اسوہ۔ وہ عمل جس کا اتباع کیا جائے یعنی نمونہ عمل بن جائے۔

6- یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جہاں بہت سے کفار مسلمان بن کر مسلمانوں کی دوستی

اردو حاشیہ

(۲) حضرت ابراہیمؑ نے یہ وعدہ صرف اس لئے کر لیا تھا کہ اس نے ایمان لانے کا وعدہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد جب اس نے انحراف کیا تو آپ نے صاف کہہ دیا کہ میں استغفار تو کر سکتا ہوں لیکن اختیار پروردگار ہی کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے گا تو معاف کرے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں معاف کرے گا کہ شاید اس طرح اس کا ذہن پروردگار کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ راہِ راست پر آ جائے جو ہر نبی خدا کی آخری تمنا ہوتی ہے کہ اس کی قوم ہدایت یافتہ ہو جائے اور گمراہی میں تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ

اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(7) جن لوگوں نے دین کے بارے میں [۳] تم سے جنگ نہیں کی

يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ

اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اللہ تمہیں ان کے ساتھ احسان کرنے

تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸

اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (8)

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ

اللہ تو یقیناً تمہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی ہے

مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ

اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہاری جلا وطنی پر ایک دوسرے کی مدد کی ہے کہ ان سے دوستی کریں اور جو

يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

ان لوگوں سے دوستی کریں گے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔(9) اے ایمان والو! جب ہجرت

اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

کرنے والی مومنہ عورتیں تمہارے پاس آ جائیں تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو

بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى

بہتر جانتا ہے۔ پھر اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ایمان دار ہیں [۴] تو انہیں کفار کی طرف

الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ

واپس نہ بھیجو نہ وہ ان (کفار) کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کفار) ان کے لیے حلال ہیں اور جو کچھ

عربی حاشیہ

کے حلقہ میں شامل ہوگئے تھے اور پرانی عداوت محبت میں تبدیل ہوگئی تھی۔

7- برے مکمل احسان کا نام ہے اور مقسط عدل وانصاف کو بھی کہا جاتا ہے اور حصہ کو بھی کہا جاتا ہے اور یہاں مقصد یہ ہے کہ انھیں بھی اموال میں ایک حصہ دے دو۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اسلام کی مکمل ترین سیاست صلح وجنگ ہے کہ جو قومیں ظلم وتعدی سے کام نہ لیں ان سے جنگ نہ کی جائے اور جو قومیں ظلم و تعدی پر کمر بستہ ہو جائیں ان سے صلح نہ کی جائے لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے آیت کو بالکل الٹ کر رکھ دیا اور جس امریکہ نے عالم اسلام کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا ہے اور قلب عالم اسلام میں اسرائیل کو ایجاد کر دیا ہے اور ہمیشہ اس کی حمایت میں ویٹو کا استعمال کیا ہے اس سے صلح کی جا رہی ہے اور جو ملک اسلامی مفادات کیلئے ہر طرح کی قربانی دے رہا ہے اس سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ خدا اس صورت حال کی اصلاح کرے اور مسلمانوں کو عقل سلیم اور صحت ایمان عطا کرے۔

(۴) صلح حدیبیہ میں یہ طے ہو گیا تھا کہ کفار کا آدمی واپس کر دیا جائے گا۔ چنانچہ صلح کے بعد ایک عورت مسلمان بننے کیلئے آ گئی اور شوہر نے واپسی کا مطالبہ کیا تو قدرت نے اعلان کر دیا کہ یہ معاملہ زن وشوہر کے معاملات سے متعلق نہیں ہے مسلمان عورت کافر مرد کے زیر تسلط نہیں رہ سکتی ہے اور اس معاملہ میں حسب ذیل قوانین پر عمل درآمد کیا جائے گا:-

۱۔ مسلمان عورت کافر شوہر کے حوالہ نہیں کی جائے گی۔ ۲۔ کفار کی رقم مہر انہیں واپس کر دی جائے گی۔

۳۔ مسلمان تو مسلم عورت سے مہر کی ادائیگی اور عدت کے گزر جانے کے بعد نکاح کر سکتے ہیں۔

مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

انہوں نے خرچ کیا ہے وہ ان (کافر شوہروں) کو ادا کر دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں

اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ

اور کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں روکے نہ رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے مانگ لو اور جو کچھ انہوں نے

وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ

خرچ کیا ہے وہ (کفار) بھی (تم سے) مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

اور اللہ بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔(10) اور اگر تمہاری (کافر) بیویوں کے مہروں میں سے کچھ مقدار

اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ

کفار کی طرف سے نہ ملے پھر (غنیمت لینے کی) تمہاری باری آئے تو جن لوگوں کی بیویاں چلی گئی ہیں (اس غنیمت میں سے)

مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

انہیں اتنا مال ادا کرو جتنا ان لوگوں نے خرچ کیا ہے اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ (11)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا

اے نبی! جب مومنہ عورتیں (۵) اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ

يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا

کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ

يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ

اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان (غیر قانونی اولاد)

عربی حاشیہ

8- عصم۔ ہروہ عمل جس سے عفت کا تحفظ کیا جاتا ہے جیسے عقد نکاح وغیرہ۔

9- کوافر۔ کافرہ کی جمع ہے یعنی کافر عورتیں۔

10- یعنی عورت تمہارے قبضہ سے نکل کر حلقہ میں چلی جائے۔

عاقبتم۔ یعنی کفار پر غلبہ حاصل ہوجائے اور عاقبت کار تمہارے قبضہ میں آجائے۔

ف: مذکورہ آیات میں عورتوں کے بارے میں سات احکام کا بھی اسی طرح انصاف کا حکم دیا گیا ہے جس طرح مسلمان کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے کہ اسلام دین انصاف ہے دین انتقام نہیں ہے۔

ف: مردوں کے ایمان و جہاد کے مقابلہ میں عورتوں کی بیعت کے تفصیلی شرائط اسلام میں عورت کی شخصیت اور اس کے مستقل کردار کی بہترین دلیل ہیں۔

اردو حاشیہ

۴۔ مسلمان کافر عورت کو زوجیت میں نہیں رکھ سکتا ہے۔

۵۔ عورت کافر ہو جائے تو مسلمان اپنا مہر واپس لے سکتا ہے۔

۶۔ عورت کافر ہو کر چلی جائے اور مہر واپس نہ کرے تو جب کفار کا مال بطور غنیمت ہاتھ آئے تو مسلمان کو مہر کے برابر مال دیدیا جائے تا کہ اسے اس کا حق مل جائے اور کوئی خسارہ نہ ہونے پائے۔

(۵) اسلام نے ایک صالح کردار اور صالح معاشرہ تعمیر کرنے کیلئے ہر شخص کی کمزوری پر نگاہ رکھی ہے اور اسے دور کرنے کا انتظام کیا ہے۔ مردوں سے بیعت لی تو اس شرط کے ساتھ کہ میدان جہاد سے فرار نہیں کریں گے اس لئے کہ اس قسم کا خطرہ انہیں کے کردار میں رہتا ہے اور عورتوں سے بیعت لی تو ان شرائط کے ساتھ:

۱۔ کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائیں گی کہ عورتیں اکثر وہمیات میں پڑ کہ شرک کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔

۲۔ چوری نہیں کریں گی کہ وہ اکثر شوہر ہی کے مال میں سے چوری کر لیتی ہیں۔

۳۔ زنا نہیں کریں گی کہ اس کا خطرہ ان کی لگاوٹ کی طرف سے زیادہ ہوتا ہے۔

أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ

گھڑ کر (شوہر کے ذمہ ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا

اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(12)اے ایمان والو!

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ

اس قوم سے دوستی نہ رکھو جس پر اللہ غضبناک ہوا ہے جو آخرت سے

يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾

اس طرح مایوس ہیں جیسے کفار اہل قبور سے ناامید ہیں۔(13)

آیاتها ۱۴ — ۶۱ سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹ — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيمُ ﴿١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٢﴾

حکمت والا ہے۔(1)اے ایمان والو! تم وہ بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو؟ (2)

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ

اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔(3)اللہ

عربی حاشیہ

1- بیعت کی پیش کش کریں یعنی احکام کی پابندی کے لئے تیار ہوجائیں۔

2- یہ لطیف ترین تعبیر ہے شکم کے بارے میں کہ عورت اپنے شکم کے لئے کوئی بہتان نہ پیدا کرے یعنی غلط بیانی سے کام نہ لے کہ غیر کے نطفہ کوشوہر کی اولاد بنادے یا ایسا ہی کوئی دوسرا عمل انجام دے۔

3-واضح رہے کہ لفظ مبایعت دونوں طرف سے استعمال ہوتا ہے۔ بیعت کرنے والے کی طرف سے بھی اور بیعت لینے والے کی طرف سے بھی۔ لہٰذا کسی بھی روایت میں اگر ایسا لفظ وارد ہوجائے تو ایسے لفظ کے وارد ہونے سے بیعت کرنے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے قرینہ کی بہرحال ضرورت ہوگی۔

4-مقت۔شدت ناراضگی۔

5-ایسی مستحکم بنیاد جوسیسہ پلا کر بنائی گئی ہو۔

6-زیغ۔کجی اور انحراف کو کہا جاتا ہے اور یہ جملہ دلیل ہے کہ خدا بندہ کی خرابی کے بغیر

اردو حاشیہ

۴۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گی کہ وہ اکثر تربیت کی زحمت کے پیش نظر یا اپنی جسمانی ساخت کو برقرار رکھنے کیلئے اولاد کو ختم کر دینے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔

۵۔ کوئی بہتان نہیں باندھیں گی کہ غیر کی اولاد کو شوہر کے سر ڈال دیں کہ یہ کام عورت ہی کرسکتی ہے جیسا کہ آزاد معاشرہ میں برابر دیکھنے میں آرہا ہے۔

اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

یقیناً ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس (۱) کی راہ میں صف بستہ ہو کر اس طرح لڑتے ہیں گویا

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔(4)اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم!

لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا

تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ پس جب

زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾

وہ ٹیڑھے رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (5)

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں

اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا

اور اپنے سے پہلے کی(کتاب) توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

رسول کی بشارت دینے والا (۲) ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پس جب وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے

بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

تو کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔(6)اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا

جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے جب کہ اسے اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو؟

عربی حاشیہ

اپنی طرف سے کوئی سزا نہیں دیتا ہے۔ ہاں جب اس میں کجی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ ناقابل اصلاح ہوتی ہے تو اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

ف: بنیان مرصوص میں اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ پروردگار مسلمانوں کو ایک صف میں دیکھنا چاہتا ہے اور کسی طرح کے انتشار اور پراگندگی کو پسند نہیں کرتا۔

ف: جناب ابوطالب اور حسان کے قصائد میں پیغمبر اسلام کا نام احمد بار بار ذکر کیا گیا ہے۔

1- واضح رہے کہ جناب عیسیٰ نے اصلی توریت کی تصدیق کی تھی اور موجودہ توریت کے بارے میں یہ طے شدہ ہے کہ اسے اصلی توریت کے گم ہوجانے کے بعد حافظ کے زور پر مرتب کیا گیا ہے اور اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس میں مہمل باتوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس طرح کہ انجیل بھی جناب عیسیٰ کے بعد تیار کی گئی ہے۔ اور پہلے ۵۰ انجیل

اردو حاشیہ

(۱) بعض لوگ حکم جہاد سے پہلے بڑی بڑی باتیں بنایا کرتے تھے پھر جب جہاد کا حکم آ گیا تو وہ پیچھے ہٹ گئے۔ آیت کریمہ نے ایسے ہی لوگوں کی تنبیہ کی ہے اور قوم موسیٰ کا حوالہ دیا ہے کہ ان کی طرح گمراہ اور نالائق نہ ہو جاؤ اور صف بستہ اور متحد ہو کر اسلام کا دفاع کرو کہ یہ انسانیت اور مذہب کا سب سے اہم اور مقدس فریضہ ہے جہاد میں کوتاہی شروع ہوگئی تو نظام کا باقی رہنا مشکل ہو جائے گا اور نظام حیات ہی خطرہ میں پڑ گیا تو انسان زندہ رہ کر کیا کرے گا اور زندگی بے نظام کو انسانی زندگی کیوں کر کہا جا سکے گا۔

(۲) انجیل حقیقی میں پیغمبر اسلام کی آمد کے بارے میں مکمل صراحت موجود تھی اور آپ کا اسم شریف تک موجود تھا جس کے بعد گمراہوں نے کبھی انجیل کو بدلا اور کبھی ایمان کو چھوڑ دیا اور کبھی احمد کو غلام احمد کا مخفف قرار دے کر ایک نیا نبی ایجاد کر دیا اور دین الٰہی کو مسخ کر دیا قاتلہم اللہ۔

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔(7) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ (۳) (کی پھونکوں) سے

بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ هُوَ

اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کفار برا مانیں۔(8) وہی ہے

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

غالب کر دے خواہ مشرکین کو ناگوار گزرے۔(9) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞

کیا میں تمہیں ایسی تجارت (۴) کی راہنمائی نہ کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے؟ (10)

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اپنی جانوں اور اپنے اموال سے

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞

راہ خدا میں جہاد کرو۔ اگر تم جان لو تو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔ (11)

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی جنتوں میں پاکیزہ مکانات ہوں گے۔ یہی بڑی

عربی حاشیہ

مرتب ہوئی تھیں پھر ۳۲۵ء میں علماء نصاریٰ نے جلسہ کر کے چار انجیلوں کو طے کر دیا جب کہ جناب عیسیٰ پر ایک ہی انجیل نازل ہوئی تھی اور وہ متعدد انجیل لے کر نہیں آئے تھے۔

2۔نور خدا۔ دین اسلام، کتاب خدا اور ہر اس شے کا نام ہے جس کے ذریعہ جلوۂ ربوبیت کو اجاگر کیا جاسکے وہ کتاب کی شکل میں ہو یا انسان کی شکل میں اور اسی بنیاد پر اہلبیتؑ کو نور خدا سے تعبیر کیا گیا ہے۔

3۔یعنی مذکورہ نعمتوں کے علاوہ ایک بشارت اور ہے جسے تم دوست رکھتے ہو اور وہ فتح قریب یعنی مکہ کی فتح ہے جس کے بارے میں ستم رسیدہ مسلمان شدت سے انتظار کر رہے تھے اور پریشان تھے۔

4۔بنی اسرائیل میں جناب عیسیٰ کے بارے میں مختلف عقائد پیدا ہوگئے تھے کسی نے خدا مانا تھا اور کسی نے فرزند خدا اور کچھ لوگوں نے تو نسب کو بھی مشکوک بنادیا تھا اور آخر میں

اردو حاشیہ

(۳) منہ سے بجھا دینے سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ نور خدا کے خلاف مسلسل سازشیں ہوتی رہیں گی اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگتے رہیں گے لیکن خدا اسے منزل تمام تک بہرحال پہنچانے والا ہے لہٰذا اس پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہے۔

(۴) دنیا میں ہر انسان مزاجی اعتبار سے تاجر ہے اور فائدہ کا طلبگار رہتا ہے اور فائدہ کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دینا چاہتا۔ قدرت نے اسی مزاج پر نظر رکھتے ہوئے فائدہ کی عظمت کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ تجارت ہی کرنا ہے تو خدا سے معاملہ کرو اور فائدہ ہی لینا ہے تو جنت جیسا فائدہ حاصل کرو جیسا کہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ تمہارے نفس کی قیمت صرف جنت ہے لیکن خبردار کسی اور دام پر اسے مت بیچنا۔

اس تجارت اور راہِ خدا میں قربانی کا پہلا اثر فتح مکہ ہے اس کے بعد آخرت میں مغفرت و جنت اور بہترین مکانات ہیں جن میں صاحب ایمان کو ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور جو صاحبانِ کردار کی آخری اور ابدی منزل ہے۔

الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ

کامیابی ہے۔(12) اور وہ دوسری (بھی) جسے تم پسند کرتے ہو (عنایت کرے گا اور وہ ہے) اللہ کی طرف سے مدد اور جلد حاصل ہونے والی فتح

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ

اور مومنین کو (اس کی) بشارت دے دیجئے۔(13) اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ

اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي

جس طرح عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا: کون ہے جو راہ خدا میں میرا مددگار بنے؟

إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت

حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت

طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا

تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے انکار کیا لہٰذا ہم نے ایمان لانے والوں کی

الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی اور وہ غالب ہو گئے۔(14)

آیاتها ۱۱ — ٦٢ سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں موجود ہے سب اس اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو بادشاہ، نہایت پاکیزہ، بڑا

عربی حاشیہ

جادوگر اور کذاب کہنے لگے تھے۔

ف: اگر توریت جیسی کتاب پر عمل نہ کرنے والے زبان وحی میں گدھے ہیں تو قرآن حکیم جیسی کتاب پر عمل نہ کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا۔ ہر عالم بے عمل کو اس نکتہ پر توجہ دینی چاہیے۔

اردو حاشیہ

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ① هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّنَ رَسُولًا

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(1) وہی ہے جس (۱) نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا

مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی

وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ② وَ

تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ صریح گمراہی میں تھے۔(2) اور

آخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ③

ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی (مبعوث ہوئے) جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(3)

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے وہ چاہتا ہے اسے عنایت فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا

الْعَظِيمِ ④ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا

مالک ہے۔(4) ان کی مثال جن پر توریت کا بوجھ ڈال دیا گیا پھر وہ اس بوجھ کو نہ اٹھا سکے،

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ

اس گدھے (۲) کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ بہت بری ہے ان لوگوں کی مثال

كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ⑤

جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا۔ (5)

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ

کہہ دیجئے: اے یہودیت اختیار کرنے والو! اگر تمہیں یہ زعم ہے کہ

عربی حاشیہ

1- جمعہ۔ اس لفظ میں ج م دونوں پر پیش ہے اور یہ جمع سے نکلا ہے یعنی روز اجتماع۔
ملک۔ وہ بادشاہ جس کے ملک کے حدود نہیں ہیں۔
قدوس۔ وہ خدا جس کے تمام صفات پاکیزہ ہیں اور ان میں نقص کا کوئی گزر نہیں ہے۔
عزیز۔ وہ خدا جو ہر شے پر غالب ہے۔
حکیم۔ وہ خدا جو اپنے غلبہ کو حکمت کے مطابق استعال کرتا ہے اور کوئی کام خلاف مصلحت نہیں کرتا ہے۔
امیین۔ یعنی ان پڑھ عرب یا اہل مکہ جوام القریٰ کے رہنے والے تھے۔
آخرین منہم۔ تمام وہ صاحبانِ ایمان جو آخری دور تک پیدا ہوتے رہیں گے۔
حمل توریت یعنی اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا گیا لیکن انھوں نے عمل نہیں کیا بلکہ انھیں کتاب سنگین نظر آئی تو اسی کو بدل ڈالا اور

اردو حاشیہ

(۱) سورہ مبارکہ میں پہلے خدا نے اپنا تعارف کرایا ہے اسکے بعد بعثت رسولؐ کا تذکرہ کیا ہے تاکہ انسان کو اندازہ ہو جائے کہ رسول کا بھیجنے والا کون ہے اور ان صفات کا حامل کس قسم کے رسول کو مبعوث کرے گا اور اس کا مقصد کیا ہوگا۔ اس کے بعد رسالت کے مقاصد کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ آیات الٰہیہ اور تعلیمات ربانیہ کو پڑھ کر سنانا۔ ۲۔ نفوس کو شرک، کفر، جہالت اور ہر قسم کے عیب سے پاک و پاکیزہ بنانا۔
۳۔ کتاب کی تعلیم دے کر علمی کمال پیدا کرانا۔ ۴۔ حکمت کی تعلیم دے کر زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانا۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہودیوں نے توریت میں تحریف کر دی ہے اور مسلمانوں نے قرآن میں تحریف نہیں کی ہے لیکن اس کے باوجود جو مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے ہیں وہ حقیقتاً انسان کہے جانے کے قابل نہیں ہیں اس لئے کہ توریت جیسی کتاب کا بار نہ اٹھانا انسان کو گدھا بنا دیتا ہے تو قرآن کا مرتبہ تو اس سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے اور اس کا بار نہ اٹھانے والا تو کسی رخ سے انسان کہے جانے کے لائق نہیں ہے۔

مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾

تم اللہ کے چہیتے ہو دوسرے لوگ نہیں تو موت (۳) کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ (6)

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور یہ اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کے سبب موت کی تمنا ہرگز نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ

خوب جانتا ہے۔(7) کہہ دیجئے: وہ موت جس سے تم یقیناً گریزاں ہو اس کا تمہیں یقیناً سامنا کرنا ہو گا

مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

پھر تم غیب وشہود کے جاننے والے کے سامنے پیش کئے جاؤ گے پھر وہ اللہ تمہیں سب بتا دے گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ [2]

جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔(8) اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن

لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا

نماز کیلئے پکارا (۴) جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت

الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ

ترک کر دو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔(9) پھر جب نماز

الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا [2] مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

ختم ہو جائے تو (اپنے کاموں کی طرف) زمین میں بکھر جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(10) اور جب انہوں نے تجارت

عربی حاشیہ

اسی میں تحریف کردی جس طرح کہ بعض مسلمانوں نے قرآن پر عمل کرنے کے بجائے اس کے معانی اور مفاہیم میں تحریف کردی ہے۔

اسفار۔ سفر کی جمع ہے یعنی کتاب۔

غیب۔ جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہو۔

شہادۃ۔ جو لوگوں کی نظروں کے سامنے حاضر ہو۔ ورنہ خدا کے لئے کوئی شے غائب نہیں ہے اور ہر شے اس کی نگاہِ قدرت کے لئے حاضر اور موجود ہے۔

2- اس مقام پر ندائے صلوٰۃ سے مراد اذان ہے اگرچہ اس میں ضرور بحث ہے کہ نماز کے لئے اذان ہی موضوع ہے یا صرف وقت اذان کافی ہے کسی خاص شخص کی طرف اسے ندا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیع۔ ایک مثال ہے ورنہ ہر وہ کاروبار حرام ہے جس سے نماز واجب خطرہ میں پڑ جائے لیکن وہ تجارت بہرحال صحیح ہے جو نماز

اردو حاشیہ

(۳) تمنائے موت خودکشی نہیں ہے بلکہ بقائے الٰہی کی تیاری ہے اور موت سے فرار ایک علامت بدکرداری ہے۔ میدان جہاد میں محبت الٰہی اور بدکرداری کا بہترین فیصلہ ہوتا ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کون دعوائے محبت الٰہی میں سچا ہے اور کون اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

واضح رہے کہ یہودی موت سے فرار کرنے والے ہیں اور ان میں موت کے سامنے قیام کرنے کی ہمت نہیں ہے تو جو انسان یہودیوں کو دیکھ کر فرار کرے اور ان سے ڈر جائے وہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی یہودیت سے بدتر مزاج کا حامل ہے ورنہ فرار کرنے والے سے فرار کرنے کے کیا معنی ہیں۔ وہ تو خود ہی موت کا نام سن کر بھاگ رہا ہے۔ اب اسکے خوف سے علاقہ ترک کر دینے کا کیا مطلب ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ ایسی فرار قوم کا مقابلہ کوئی فرار نہیں کر سکتا، حیدرؑ کرار ہی کر سکتا ہے۔

(۴) یہ واضح اشارہ ہے کہ نماز جمعہ کیلئے ہر صاحب ایمان کو بلانے کا حق نہیں ہے۔ اس کے وجوب عینی کیلئے کسی خاص ندا دینے والے کی ضرورت ہے جسے امام یا نائب خاص امام کہا جاتا ہے اور روایات کی زبان میں سلطان عادل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی ندا کے بغیر جمعہ اور ظہر میں اختیار ہے جس کو چاہے ادا کر سکا ہے جمعہ بالخصوص واجب نہیں ہے۔

اَوۡ لَهۡوَا انْفَضُّوۡۤا اِلَيۡهَا وَتَرَكُوۡكَ قَآئِمًا ؕ قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ

یا کھیل تماشا ہوتے دیکھ لیا (۵) تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور آپ کو کھڑے چھوڑ دیا۔ کہہ دیجئے:

مِّنَ اللَّهۡوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿۱۱﴾

جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔(11)

اٰیاتها ۱۱ — ۶۳ سُوۡرَةُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۴ — رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا جَآءَكَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ۘ

منافقین (۱) جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں

وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ

اور اللہ کو بھی علم ہے کہ آپ یقیناً اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے یہ منافقین

لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً [1] فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ

یقیناً جھوٹے ہیں۔(1)انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پھر وہ اللہ کی

اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا

راہ سے روکتے ہیں۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں یقیناً برا ہے۔(2)یہ اس لیے ہے کہ یہ ایمان لا کر

ثُمَّ كَفَرُوۡا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا

پھر کافر ہو گئے۔ پس ان کے دلوں پر مہر لگ گئی لہٰذا اب یہ سمجھتے نہیں ہیں۔(3)اور جب

عربی حاشیہ

کی راہ میں سرِ راہ ہوجائے اور اس سے نماز خطرہ میں نہ پڑے۔ تجارت ہی کی طرح زوال کے بعد سفر کرنا بھی حرام ہے۔ اگر نماز جمعہ واجب عینی ہو اور سفر کی بنا پر اس کے ترک ہوجانے کا اندیشہ ہو اس لئے کہ ترک واجب بہرحال حرام ہے۔

3- یہ علامت ہے کہ کسب معاش ضروری ہے صرف ذکر خدا کر لینا کافی نہیں ہے لیکن کسب معاش کے ساتھ ذکر خدا بہرحال ضروری ہے تاکہ انسان حرام کا مرتکب نہ ہو اور اسے مسلسل خدا یاد رہے اور اس کے کاروبار میں برکت ہوتی رہے۔

1- ایمان۔ جمع یمین یعنی قسم۔ جُنہ۔ سپر۔ واضح رہے کہ یعلم اور یشہد کے بعد ان پر زبر ہونا چاہیے لیکن یہاں زیر ہے اس لئے کہ خبر پر لام داخل ہوگیا ہے تو اس کا عمل معطل ہوگیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) حضور اکرمؐ خطبہ پڑھ رہے تھے اور مال تجارت کا قافلہ آ گیا تو بارہ افراد کے علاوہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ساری صحابیت رخصت ہوگئی اور حقیقت امر یہ ہے کہ آج بھی ایسے کردار پائے جاتے ہیں جنہیں تجارت اور تماشہ کے آگے نماز کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ کاروبار میں لگے رہ جاتے ہیں اور کچھ ریڈیو رپورٹ اور ناچ گانے اور فلموں کے پروگرام کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا شمار عملی طور سے انہیں منافقین میں ہے اگرچہ بظاہر مومنین میں شمار کئے جاتے ہیں۔

(۱) منافق کی بہترین تعریف حضرت علیؑ نے ان الفاظ میں کی ہے کہ ''مومن کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے اور منافق کا دل زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ مومن جو دل میں رکھتا ہے وہی کہتا ہے اور منافق جو کہتا ہے وہی دل میں نہیں رکھتا ہے۔

رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ

آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم (۲) آپ کو بھلے معلوم ہوں گے اور جب وہ بولیں تو آپ ان کی باتیں توجہ سے سنتے ہیں

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ

(مگر وہ ایسے بے روح ہیں) گویا وہ دیوار سے لگائی گئی لکڑیاں ہیں۔ ہر آواز کو اپنے خلاف تصور کرتے ہیں۔ یہی لوگ

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴ وَ

(بڑے) دشمن ہیں لہٰذا آپ ان سے محتاط رہیں۔اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔(4)اور

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ

جب ان سے کہا جائے: آؤ کہ اللہ کا رسول تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو وہ سر (۳) دیتے ہیں

وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

اور آپ دیکھیں گے کہ وہ تکبر کے سبب آنے سے رک جاتے ہیں۔(5)ان کے لئے یکساں ہے

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

خواہ آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں۔ اللہ انہیں ہر گز معاف نہیں کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

اللہ فاسقین کو یقیناً ہدایت نہیں کرتا۔(6)یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں:

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ

جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرنا یہاں تک کہ یہ بکھر جائیں

خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷

حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے لیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ (7)

عربی حاشیہ

2- کتنی سچی مثال ہے منافقین کی یہ مجسموں کی طرح رکھے ہوئے ہیں دیکھنے میں حسین معلوم ہوتے ہیں اور واقعاً کام کے وقت بالکل بیکار ہیں اور مجسمے عام طور سے گھر کی رونق کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی مصرف نہیں ہوتا ہے۔ منافقین کا مصرف بھی صرف عالم اسلام کی شان وشوکت میں اضافہ کرنا ہے ورنہ اس کے علاوہ ان کا کوئی مصرف نہیں ہے۔

ف: ان آیات میں منافقین کی دس صفتوں کا ذکر ہوا ہے جن سے ہر صاحبِ ایمان کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

3- سر کا موڑ لینا غرور اور استہزاء کی علامت ہے اور استکبار ان کے نفس کی کیفیت کی نشاندہی ہے۔

4- الف پر زبر اس بنا پر ہے کہ یہ استغفار کا الف نہیں ہے بلکہ یہ الگ ہے ہمزۂ تسویہ ہے جو دو صورتوں کے یکساں ثابت کرنے

اردو حاشیہ

(۲) عالم اسلام میں عوام سے لے کر حکام تک ایسے منافقین کی بے شمار مثالیں مل جاتی ہیں جن کا ظاہر ان کے باطن سے بالکل مختلف ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔ وہ راہِ راست پر آنے والے نہیں ہیں اور عالم اسلام کیلئے ان کا وجود ایک اسٹیچو کا وجود ہے اور بس۔ اس سے زیادہ اور کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عام اسٹیچو مفید نہیں ہوتے ہیں تو مضر بھی نہیں ہوتے ہیں اور یہ ایسے مجسمے ہیں کہ جملہ اموالِ مسلمین کھائے چلے جا رہے ہیں اور انکا پیٹ بھرنے والا نہیں ہے۔

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا

کہتے (۳) ہیں: اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں تو عزت والا ذلت والے کو وہاں سے ضرور

الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ

نکال باہر کرے گا۔ جبکہ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے لیکن منافقین

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَ

نہیں جانتے۔(8)اے ایمان والو! تمہارے اموال (۴) اور تمہاری اولاد

لَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

ذکر خدا سے تمہیں غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا تو وہ خسارہ

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ

اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔(9)اور جو رزق ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے

أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي

خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے پھر وہ کہنے لگے پروردگار! تو نے مجھے

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾

تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تا کہ میں صدقہ دیتا اور میں (بھی) صالحین میں سے ہو جاتا۔ (10)

وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ

اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو پھر اللہ اسے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(11)

عربی حاشیہ

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ورنہ استغفار کے الف پر زیر ہوتا ہے۔

5- آیت قبل میں لا یفقہون استعمال ہوا ہے اور اس آیت میں لا یعلمون۔ اس لئے کہ فقہ کے معنی سمجھنے کے ہیں اور علم کے معنی جاننے کے ہیں۔

اور قدرت نے خزائن سماوات وارض کی ملکیت کو فہم سے متعلق کیا ہے کہ یہ کوئی واضح مسئلہ نہیں ہے لیکن عزت کے معاملہ کو علم سے تعبیر کیا ہے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ عزت خدا اور رسول اور صاحبانِ ایمان کے لئے ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کہنے والا خود بھی اپنے کو انھیں میں شامل کئے ہوئے ہے اور بے ایمان بننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

6- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس ذکر خدا سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے اور بعض نے اس سے عام ذکر خدا مراد لیا ہے۔

7-اصدق منصوب ہے اور اکن مجزوم

اردو حاشیہ

(۳) کہا جاتا ہے کہ بنی مصطلق نے اسلام کی بڑھتی ہوئی شوکت کو دیکھ کر چاہا کہ مدینہ پر حملہ کر کے پیغمبرؐ اسلام کا خاتمہ کر دیں اور اس مقصد کیلئے ایک فوج بھی روانہ کر دی۔ ادھر پیغمبرؐ نے بھی مقابلہ کا ارادہ کر لیا اور لشکر لے کر نکل پڑے تو راس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی ساتھ ہو لیا۔ قدرت نے معرکہ کو سر کرا دیا تو مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر سرکار نے فقراء کو مقدم کرنا چاہا۔ ابن ابی کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم پیغمبرؐ کو نکال باہر کریں گے کہ یہ ہماری عزت کا خیال نہیں کرتے ہیں۔

قدرت نے نبی کو اطلاع دیدی اور آپ نے جواب دیتے ہوئے ابن ابی کو اس کی جسارت سے باخبر کر دیا۔ اس کا ایک فرزند تھا اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ اگر یہ واجب القتل ہے تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں کہ اسلام قرابت کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے شخص کو قتل کرتے دیکھ کر میرے جذبات مشتعل ہو جائیں اور میں راہِ خدا سے بہک جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ فی الحال مصلحت یہی ہے کہ اسے زندہ چھوڑ دیا جائے لہٰذا قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

(۴) منافقین اور مومنین میں ایک حد فاصل مسئلہ انفاق بھی ہے کہ منافقین کو خدا پر اعتماد نہیں ہے تو ہر انفاق کو خرچ تصور کرتے ہیں اور مومنین کا خدا پر مکمل

آیاتها ۱۸ ۶۴ سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۸ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

بادشاہی اسی کی اور ثناء بھی اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ (1)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ

وہی ہے جس نے تمہیں خلق کیا پھر تم میں سے بعض کافر اور بعض ایمان والے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہیں۔اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر خوب نگاہ رکھتا ہے۔(2)اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

اور اس نے تمہاری صورت بنائی تو بہترین صورت بنائی اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ (3)

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے (۱) وہ سب کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

مَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ

ان سب کو بھی اللہ جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں ہے اسے بھی اللہ خوب جانتا ہے۔(4) کیا

عربی حاشیہ

ہے گویا کہ ایک سے پہلے ان مضمر ہے اور دوسرا ایک شرط کی جزا ہے کہ ''ان اخرتنی اکن''۔

ف: واضح رہے کہ نفاق عقائدی کے علاوہ ایک نفاق عملی بھی ہوتا ہے جس کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ امانت میں خیانت، بیان میں غلط بیانی اور وعدہ میں بے وفائی کرنے والا منافق ہے۔

فمنکم میں ف خلقت کی فرع نہیں ہے بلکہ ارادہ واختیار کی فرع ہے جو انسان کے فاعل مختار ہونے کی بہترین دلیل ہے اور اس کی دلیل ''بما تعملون بصیر'' ہے کہ عمل کرنے والا انسان ہے اور دیکھنے والا خدا ہے۔

1- تسبیح تقدس اور پاکیزگی کے اظہار واعلان کا نام ہے جس میں کائنات کا ہر ذرّہ برابر کا شریک ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ کوئی زبانِ حال سے تسبیح کرتا ہے اور کوئی زبان مقال سے۔ اور کائنات کی تسبیح کا حوالہ درحقیقت باشعور انسان کے اس طرزعمل پر ایک تنقید ہے

اردو حاشیہ

اعتماد ہے تو وہ اجر الٰہی کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر انفاق کو ایک نئی اور کم سے کم دس گنا آمدنی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہیں نہ مال یا د خدا سے غافل کرسکتا ہے اور نہ اولاد۔ وہ دونوں کو نعمت الٰہی سمجھتے ہیں اور اس کی راہ میں قربان کر دینے کو کمال انسانیت تصور کرتے ہیں۔ان کی نظر میں اولاد بھی عطائے خداوندی ہے وسیلہ آمدنی نہیں ہے لہٰذا اسے بھی راہ خدا میں قربان ہو جانا چاہیے اور دین خدا کی خدمت کیلئے وقف ہونا چاہیے۔

(۱) ان آیات میں رب العالمین نے اپنی وسعت علم کے بارے میں تین طرح کے حوالے دیئے ہیں۔

۱۔ وہ زمین وآسمان کی ہر شے سے باخبر ہے یہ اس کا آفاقی علم ہے۔

۲۔ وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے چاہے انہیں علی الاعلان انجام دو یا خفیہ طریقہ ہے۔ یہ اس کا اخلاقی علم ہے۔

۳۔ وہ تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی باخبر ہے۔

یہ اس کا تہذیبی علم ہے انسان اس وسعت علم کا عقیدہ پیدا کر لے تو نہ کائنات میں کسی بدنظمی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور نہ اپنے اعمال وافعال میں آزاد ہو سکتا ہے اور نہ نفسانی تصورات اور خیالات کو آزاد بنا سکتا ہے اور زندگی کو سراپا طہارت و پاکیزگی بنا سکتا ہے۔

يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ

تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے کافر ہو گئے تھے پھر انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا تھا؟

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔(5) یہ اس لیے ہے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا

آتے تھے تو یہ کہتے تھے: کیا بشر [۲] ہماری ہدایت کرتے ہیں؟ لہٰذا انہوں نے کفر اختیار کیا اور منہ پھیر لیا۔

وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶ زَعَمَ

پھر اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا اور اللہ بڑا بے نیاز، قابل ستائش ہے۔(6) کفار کو یہ گمان ہے کہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

وہ (دوبارہ) اٹھائے نہیں جائیں گے۔ کہہ دیجئے: ہاں! میرے پروردگار کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

پھر تمہیں (اس کے بارے میں) ضرور بتایا جائے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو اور یہ بات اللہ کے لئے نہایت

يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ

آسان ہے۔(7) لہٰذا اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔(8) جس روز اللہ اجتماع کے دن تمہیں اکٹھا

الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

کر دے گا تو وہ نقصان اٹھانے [۳] کا دن ہو گا اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل

المنزل ۷

عربی حاشیہ

کہ انسان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور ان میں سے بعض کافر ہو گئے ہیں جب کہ بیجان ذرات کائنات کا کوئی ذرہ کافر نہیں ہے اور سب تسبیح پروردگار میں مصروف ہیں۔

2- خدائی تصویر اور نقاش کی تصویر میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ نقاش بنی بنائی جگہ پر بنے بنائے قلم سے تصویر بناتا ہے اور قدرت نے جگہ بھی ایجاد کی ہے اور قلم بھی ایجاد کیا ہے۔

3- یہ قسم کسی بات کے اثبات کے لئے نہیں ہے بلکہ اس استہزاء کے جواب میں ہے جس کی بنیاد غفلت پر رکھی گئی ہے اور قسم غفلت کو دور کر کے یہ واضح کرنے کے لئے ہے کہ تم فقط دوبارہ زندہ ہونے کا مذاق اڑا رہے ہو اور خدا زندگی کا حساب بھی کرنے والا ہے۔

ف: اہل جنت کے خلود کے ساتھ ابداً کا لفظ دلیل ہے کہ اہل جہنم کے خلود میں باہر نکلنے کا امکان ہے لیکن اہل جنت کا خلود ابدی ہے۔ اس میں باہر نکالے جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) کس قدر دیوانے ہیں یہ کفار کہ ان کی سمجھ میں بشر کا ہادی ہونا نہیں آتا ہے اور شجر و حجر کا ہادی ہو جانا آ جاتا ہے اور ان کی خدائی تک کے قائل ہو جاتے ہیں۔

(۳) تغابن ہار جیت کو کہا جاتا ہے اور اس سورہ میں دوہرے کردار کا ذکر کر کے اسی حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ نیک کردار افراد زندگی کی بازی میں جیتنے والے ہیں اور بدکردار خسارہ اٹھانے والوں میں ہیں۔ اب انسان کا فرض ہے کہ وہ میدانِ حیات کو اپنی جیت کا میدان بنا دے اور شکست کا میدان نہ بننے دے کہ روزِ قیامت شرمندگی اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے اور اس انعام سے محروم ہو جائے جو اس بازی کے جیتنے والوں کیلئے معین کیا گیا ہے اور جس کے لئے بہترین ایمان اور کردار کی شرط لگا دی گئی ہے۔

صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

انجام دے اللہ اس کے گناہوں کو اس سے دور کر دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی

الْعَظِيْمُ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

کامیابی ہے۔(9) جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہی اہل جہنم ہیں

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠ مَآ اَصَابَ مِنْ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔(10) مصائب میں سے کوئی

مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ

مصیبت اللہ کے اذن کے بغیر نازل نہیں ہوتی اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝١١ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

اور اللہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے۔(11) اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

اطاعت کرو۔ پس اگر تم نے منہ پھیر لیا تو ہمارے رسول کے ذمے تو فقط صاف پیغام

الْمُبِيْنُ ۝١٢ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

پہنچا دینا ہے۔(12) اللہ (ہی معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مومنین کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٣ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ

توکل کرنا چاہیے۔(13) اے ایمان والو! تمہاری ازواج اور تمہاری اولاد میں سے بعض (۴)

عربی حاشیہ

4- اس مصیبت سے مراد طبیعی حادثات ہیں کہ وہ اذن الٰہی کے بغیر واقع نہیں ہوتے ہیں اور ان کا مقصد انسان کا امتحان اور اس کی آزمائش کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے ورنہ وہ مصائب جو انسان کے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں ان کا تمام تر ذمہ دار خود انسان ہوتا ہے اور ان کا پروردگار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

5- بندوں کے بارے میں انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمنی پر آمادہ ہو جائیں۔ اور گمراہ کرنے لگیں تو ہوشیار رہے اور ممکن ہو تو انھیں بخش دے اور ان کے اعمال سے درگزر کرے اور خدا کے بارے میں انسان کی ذمہ داری ہے کہ اس کا پیغام سنے اور اطاعت کے ذریعہ اس سماعت کا ثبوت دے اور مال کے اعتبار سے اس کی راہ میں انفاق کرے اور نفس کے اعتبار سے اس کا خوف پیدا کرے کہ ان تمام امور کے بغیر میدانِ حیات میں کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) واضح رہے کہ اس آیت کریمہ میں بعض ازواج اور بعض اولاد کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی لئے انہیں عدد سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں کل اموال اور اولاد کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی لئے انہیں فتنہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تمام اموال واولاد وجہ آزمائش ہے اور اس کے بارے میں انسان کو ہوشیار رہنا چاہیے اور بعض اولاد دشمنی کی منزل میں ہوتی ہے کہ وہ ماں باپ سے اپنی خواہشات کا اتباع کرا کے انہیں ہلاکت کے راستہ پر لگا دیتی ہے تو اس سے کنارہ کشی کرنا چاہیے اور یہی حال ازواج کا بھی ہے۔

فتنہ و آزمائش کے ذیل میں بعض مفسرین نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ سرکار دو عالمؐ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ مسجد میں داخل ہوئے اور دامن میں الجھ کر گر پڑے تو آپ نے خطبہ کو توڑ کر منبر سے اتر کر انہیں اٹھا لیا اور منبر پر جا کر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

گویا سرکار یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ یہ قدرت کی طرف سے میرا امتحان تھا کہ میں خطبہ کو مقدم کرتا ہوں یا بقائے اسلام کی ضمانت حسینؑ بن علیؑ کو اور میں نے حسینؑ کو مقدم کر کے اس امتحان میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حسینؑ کی معرفت حاصل کرے اور وقت آ جانے پر ان کی مدد کر کے اپنی زندگی کو کامیابی سے ہمکنار بنا لے۔

أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا

یقیناً تمہارے دشمن ہیں لہٰذا ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو

وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ

اور بخش دو تو اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(14) تمہارے اموال اور

أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

تمہاری اولاد بس یقیناً آزمائش ہیں اور اللہ کے ہاں ہی اجر عظیم ہے۔(15) پس جہاں تک

مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا

ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اور (راہ خدا میں) خرچ کرو تو (یہ تمہاری)

لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

اپنی بھلائی کے لیے ہے اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رہ جائیں تو وہی

الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ

کامیاب لوگ ہیں۔(16) اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا

لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَالِمُ

بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا قدرشناس، بردبار ہے۔(17) وہ غیب وشہود کا

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

جاننے والا، بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(18)

عربی حاشیہ

6- حرص سے بچنا فلاح ونجات کا باعث ہے اور اس سے بچنے کا صحیح ترین نسخہ یہ ہے کہ مال کو راہِ خدا میں خرچ کردے اور دگنا چوگنا واپس لے لے تاکہ خسارہ کا احساس بھی نہ ہو اور مال کی محبت بھی دل سے نکل جائے۔

ف: روح المعانی میں پیغمبر اسلامؐ سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے کہ ہر بچہ کے ولادت کے وقت اس کے سر کی جالیوں میں سورۂ تغابن کی آخری آیات لکھ دی جاتی ہیں اور اس سے زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

ف: طلاق جذبات کی پامالی، اجتماعی زندگی کی تباہی اور اولاد کی بربادی کا سبب ہوتا ہے اس لئے اسلام نے اسے مکروہ ترین مباح قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتھا ١٢ ٦٥ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ٩٩ رکوعاتھا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق (۱) دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دے دیا کرو

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ

اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔ تم انہیں (عدت کے دنوں میں) ان کے

بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ

گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ عورتیں خود نکل جائیں مگر یہ کہ وہ کسی نمایاں برائی کا ارتکاب کریں

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ

اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو اس نے اپنے ہی

نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

نفس پر ظلم کیا۔ تجھے کیا معلوم اس کے بعد شاید اللہ کوئی صورت پیدا کر دے۔ (1)

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ

پس جب عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کو آئیں تو انہیں اچھی طرح سے (اپنے عقد میں) رکھو

بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ

یا انہیں اچھے طریقے سے علیحدہ کر دو اور اپنوں میں سے دو صاحبان عدل کو گواہ بناؤ اور اللہ کی خاطر درست گواہی دو۔

المنزل ۷

عربی حاشیہ

1- یعنی جب طلاق کا ارادہ کرو..... نہ یہ کہ طلاق دے چکو۔

تعدتہن۔ میں لام توقیت کے لئے ہے یعنی ایسے وقت میں طلاق دو جو عدہ کا وقت ہو یعنی طہارت کا زمانہ ہو۔

فاحشہ مبینہ۔ کھلا ہوا عمل بد یعنی وہ زنا جس کا ثبوت فراہم ہوجائے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عورت شوہر سے الگ رہے تو زنا کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں اور ایسے وقت میں شوہر کی طرف سے سکونت کا حق ختم ہوجاتا ہے اور اسے گھر سے نکال دینے کا جواز پیدا ہوجاتا ہے۔

2- یعنی مدت عدہ پوری ہونے لگے۔

بمعروف۔ یعنی مناسب طریقہ سے رجوع کر یا رخصت کردو۔ نہ رجوع کرنے میں احسان جتاؤ اور نہ رخصت کرنے میں طنز کرو یا برا بھلا کہو۔

الشہادۃ للہ کا مقصد یہ ہے کہ گواہ گواہی

اردو حاشیہ

(۱) ان آیات میں پیغمبرؐ کو مخاطب بنا کر طلاق کے قانون عام کا اعلان کیا گیا ہے اور حسب ذیل دفعات کی وضاحت کی گئی ہے:

۱۔ طلاق اس وقت ہو جب عدت شروع ہونے کا امکان ہو یعنی عورت زمانہ طہارت میں ہو۔

۲۔ عدت کا مکمل حساب رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ مطلقہ عورت کو گھر سے نہ نکالا جائے کہ شاید خدا دونوں کے دلوں میں انقلاب پیدا کر دے اور حالات پھر سازگار ہو جائیں۔

۴۔ عدت کے خاتمہ پر دو میں سے ایک راستہ اختیار کیا جائے۔ یا رجوع کر کے واپس کر لیا جائے یا پھر گھر سے رخصت کر دیا جائے۔

۵۔ طلاق میں دو عادل گواہ فراہم کئے جائیں کہ اس طرح طلاق کی مقدار میں خود بخود کمی ہو جائے گی اور حالات کی اصلاح ہو جائے گی۔

۶۔ طلاق کو عورت کی بے بسی کا ذریعہ نہ بنایا جائے کہ خدا از غیب بھی رزق دے سکتا ہے اور نئے راستے بھی کھول سکتا ہے۔

۷۔ جن عورتوں کے یائسہ ہونے میں شک ہو ان کے عدت کا زمانہ تین ماہ ہے۔

۸۔ جن عورتوں کو کسی وجہ سے حیض نہیں آ رہا ہے اور ان کا زمانہ حیض کا ہے ان کا عدت بھی تین ماہ ہے۔

۹۔ حاملہ عورتوں کا زمانہ عدہ وضع حمل تک ہے۔ اب اگر وضع حمل تین ماہ کے اندر ہی ہو جائے تو تین ماہ تک انتظار کرنا چاہیے یہ دونوں قوانین پر عمل

لِلّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ۚ

یہ وہ باتیں ہیں جن کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ

اور جو اللہ سے ڈرتا رہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔(2) اور اسے ایسی جگہ سے

حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ

رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہ سکتا ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے پس اس کے لیے اللہ کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾

اللہ یقیناً اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے۔ تحقیق اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک حد مقرر کی ہے۔(3)

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ [3] مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو گئی ہیں۔ (ان کے بارے میں) اگر تمہیں شک ہو جائے

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَاُولَاتُ

(کہ خون کا بند ہونا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے ہے یا کسی اور عارضے کی وجہ سے) تو ان کی عدت تین ماہ ہے

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

اور یہی حکم ان عورتوں کا ہے جنہیں حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے

يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿۴﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۚ

وہ اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔(4) یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ﴿۵﴾

جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیاں اس سے دور کر دے گا اور اس کے لیے اجر کو بڑھا دے گا۔ (5)

عربی حاشیہ

میں للّٰہیت سے کام لے اور کسی طرح کی تحریف وترمیم نہ کرے۔

3- یائسہ عورت۔ وہ عورت ہے جو قرشی ہونے کی صورت میں ۶۰ سال کی ہوجائے اور غیرقریشی ہونے کی صورت میں ۵۰ سال کی ہوجائے۔ ارتبتم کے معنی یہ ہیں کہ یائسہ ہونے میں شک ہو ورنہ پھر کوئی وعدہ نہیں ہے۔

ف: طلاق کے اسباب میں فریقین کے بیجا توقعات، عورت کی فضول خرچی، مرد کی حسن پرستی، اقربا کی دخل اندازی اور طرفین کی ایک دوسرے سے بے اعتنائی اہم ترین عوامل ہیں لہٰذا ان سے اجتناب بے حد ضروری ہے۔

ف: کای کاف تشبیہ اور ای سے مرکب ہے اور ای میں تنوین جزاکلمہ ہے لہٰذا اس کا لکھنا اور پڑھنا دونوں ضروری ہے۔

اردو حاشیہ

کرنے کے مترادف ہے۔

۱۰۔ انہیں طلاق کے دوران مناسب سکونت فراہم کی جائے۔

۱۱۔ حاملہ ہیں تو زمانہ عدت میں نفقہ دیا جائے۔

۱۲۔ بچہ کو دودھ پلائیں تو دودھ کی اجرت دی جائے کہ یہ قانون طلاق کے علاوہ عام حالات میں بھی ہے اس لئے کہ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہوتا ہے اور دودھ نفقہ میں شامل ہے لہٰذا اس کے انتظام کی ذمہ داری باپ پر ہے ماں پر نہیں ہے۔ وہ اجرت یا قیمت لے سکتی ہے۔

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ

ان عورتوں کو (زمانہ عدت میں) بقدر امکان وہاں سکونت دو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں

لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا

تنگ کرنے کیلئے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک انہیں خرچہ دیتے رہو پھر اگر تمہارے

عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ

کہنے پر وہ دودھ پلائیں تو انہیں (اس کی) اجرت دے دیا کرو اور احسن طریقے سے باہم مشورہ کر لیا کرو

أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ

اور (اجرت طے کرنے میں) اگر تمہیں آپس میں دشواری پیش آئے تو (ماں کی جگہ) کوئی

فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَ

اورعورت دودھ پلائے گی۔(6) وسعت [۲] والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کے رزق میں

مَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ

تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے۔اللہ کسی کو اس سے

اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ ع

زیادہ مکلف نہیں بناتا جتنا اسے دیا ہے۔ تنگدستی کے بعد عنقریب اللہ آسانی پیدا کر دے گا۔ (7)

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا

اور ایسی کتنی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو

حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ

ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور انہیں انوکھے عذاب میں ڈال دیا۔(8) پھر انہوں نے

المنزل ۷

عربی حاشیہ

4- وُجد (بضم واو) مالی طاقت کو کہا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زمانہ عدت میں بھی اپنی حیثیت کے مطابق رہائش کا انتظام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اسے مطلقہ سمجھ کر ذلیل کر دو اور اس طرح اصلاح کے سارے امکانات ختم ہو جائیں۔

5- یعنی آپس میں نیک دلی کے ساتھ مشورہ کر کے مسئلہ کو طے کرو کہ بچہ کو کون دودھ پلائے گا اور مرضعہ کی اجرت کس قدر ہوگی۔

6- وبال بدترین انجام کو کہا جاتا ہے جو عذاب اور مصیبت کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلام کے نظام عدل کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ انسان کسی حالت میں بھی انسانیت کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور طلاق کے بعد بھی اگر عورت سے بچہ کی رضاعت کا کام لے تو اسے دودھ کی قیمت دیدے اور بلا سبب غربت کا بہانہ نہ کرے بلکہ جس حالت میں پروردگار نے رکھا ہے اسی اعتبار سے خرچ بھی کرے۔ اگر غریب ہے تو غریبوں کی طرح کرے اور اگر صاحب وسعت ہے تو اس طرح خرچ کرے جس طرح ایک صاحب وسعت کرتا ہے اور بخل سے کام نہ لے کہ خدا کسی شخص کو بھی اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے جتنا اسے عطا کیا ہے اور بخیل کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے۔

اسلام نے یہی قانون طاقت کے بارے میں بھی رکھا ہے اور یہی قانون مالیات کے بارے میں بھی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ طاقت کے سلسلہ میں اسے لفظ وسع سے تعبیر کیا ہے جو طاقت کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے اور مالیات میں الا ما آتا ھا سے تعبیر کیا ہے جو انسان کو یہ احساس دلانے کیلئے کافی ہے کہ وہ جو کچھ بھی خرچ کر رہا ہے وہ اس کا اپنا نہیں ہے اور نہ پروردگار نے زبردستی اس کے سر پر قانون کو لاد دیا ہے بلکہ اس نے پہلے مال عطا کیا ہے اور اسکے بعد خرچ کا مطالبہ کیا ہے۔

أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا

اپنے اعمال کے وبال کا ذائقہ چکھ لیا اور ان کا انجام خارے پر منتہی ہوا۔(9)ان کے لئے اللہ نے

شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ

سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پس اے عقل مند ایماندارو! اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ نے

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ

تمہاری طرف ایک ذکر نازل کیا ہے۔(10)ایک ایسا رسول جو تمہیں اللہ کی واضح آیات

اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

پڑھ کر سناتا ہے تا کہ وہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو تاریکیوں سے

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور جو اللہ پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اللہ اسے

يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔

أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ

اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق دے رکھا ہے۔(11)وہی اللہ ہے جس نے سات

سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ

آسمان بنائے اور انہی کی طرح زمین (۳) بھی۔ اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ

تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے بلحاظ علم ہر چیز پر

عربی حاشیہ

7- آیت کریمہ میں یہ احتمال بھی ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہو اور رسول سے مراد پیغمبر اکرمؐ ہوں اور یہ احتمال بھی ہے کہ پیغمبر ہی کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہو کہ ان کا وجود یادالٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اور ان کا کام بھی وہی ہے جو قرآن مجید کا کام ہے کہ لوگوں کے دلوں میں یادخدا پیدا کراتے رہیں اور اسی بنیاد پر اہلبیتؑ پیغمبرؐ کو اہل الذکر کہا گیا ہے کہ یہ قرآن کے بھی اہل ہیں اور پیغمبرؐ کے بھی اہلبیتؑ ہیں اور ایسے صاحبانِ علم بھی ہیں جن سے ہر شے کے بارے میں سوال کیا جاسکتا ہے۔

ف: سات زمینوں کا ذکر صرف اس سورہ میں کیا گیا ہے اور اس سے مقصود میں خاصہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں کوئی ایسا راز منکشف ہو جس کی طرف موجودہ انکشافات اشارہ کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اس بات کی علامت ہے کہ جس طرح پروردگار نے متعدد آسمان بنائے ہیں اسی طرح متعدد زمینیں بھی پیدا کی ہیں اور سات کی تعداد غالبًا اس لئے بیان کی گئی ہے کہ اس دور کے لوگ انہیں سات آسمانوں ہی کا عقیدہ رکھتے تھے اور اسی سے باخبر تھے یا پھر کوئی اور مصلحت کام کر رہی ہو ورنہ یہ تعداد موجودہ انکشافات اور اسلامی روایات کی بنا پر اس سے کہیں زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

احاطہ کیا ہوا ہے۔(12)

ایاتها ۱۲ ۶۶ سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۷ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ

اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال (۱) کر دی ہے اسے آپ حرام کیوں ٹھہراتے ہیں؟ آپ اپنی

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ

ازواج کی مرضی چاہتے ہیں؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(1) اللہ نے تمہارے لیے

اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

قسموں کے کھولنے کے واسطے (حکم) مقرر کیا ہے اللہ ہی تمہارا مولا ہے اور وہی خوب جاننے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

حکمت والا ہے۔(2) اور (یاد کرو) جب نبی نے اپنی بعض ازواج سے راز کی بات کہی تھی

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ

پس جب اس نے اس (راز) کو فاش کیا اور اللہ نے نبی کو اس سے آگاہ کیا تو اس سے نبی نے

اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

اس کا کچھ حصہ بتا دیا اور کچھ حصہ ٹال دیا پھر جب نبی نے اپنی زوجہ کو وہ بات بتا دی تو وہ کہنے لگی:

عربی حاشیہ

ف: لفظ فرض علیٰ کے ساتھ ہوتو وجوب کے معنی میں ہے اور لام کے ساتھ ہوتو استحباب کے معنی میں ہے اور لم تحرم تنبیہ نہیں ہے بلکہ اظہار شفقت ومحبت ہے۔

1- بعض اہل ادب کا خیال ہے کہ تحرم اور تبتغی دونوں مونث غائب کے صیغے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ زوجہ کو کیا حق ہے کہ وہ حلال خدا کو حرام کرے اور آپ سے یہ خواہش کرے کہ آپ ازواج کی مرضی کا خیال کریں لیکن عام مفسرین نے اس پیغمبرؐ اسلام ہی سے خطاب قرار دیا ہے اور انھیں کو مخاطب ٹھہرایا ہے۔

2- بعض حضرات کی نظر میں پیغمبرؐ اسلام نے قسم کھالی تھی کہ اب شہد نہ کھائیں گے اور بعض کی نظر میں صرف وعدہ کیا تھا جو نبی کے حق میں قسم کا مرتبہ رکھتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے گھر میں ازواج کی دو پارٹیاں تھیں۔ ایک طرف عائشہ وحفصہ تھیں اور ایک طرف باقی ازواج اور یہ دونوں دیگر ازواج کو برداشت نہ کرتی تھیں چنانچہ ایک روز پیغمبرؐ نے زینب بنت جحش کے یہاں شہد کھا لیا تو دونوں نے سازش کر لی کہ جب پیغمبر گھر میں آئیں تو ان سے کہا جائے کہ آپ کے منہ سے بو آ رہی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد پہلی ملاقات حفصہ سے ہوئی اور انہوں نے منصوبہ پر عمل کر دیا۔ آپ نے صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھا اب نہ کھاؤں گا تا کہ ان کے دل سے زینب کا حسد نکل جائے اور گھر میں کوئی فساد نہ برپا ہو لیکن دیکھو کسی سے اس وعدہ کا ذکر نہ کرنا۔ حفصہ نے فوراً اپنی شریک کار کو مطلع کر دیا اور جب پیغمبرؐ نے یہ کہا کہ مجھے اس خیانت کا علم ہے تو گھبرا کر پوچھا کہ آپ کو کس نے بتا دیا ہے۔ فرمایا کہ پروردگار نے اور اب عافیت اسی میں ہے کہ دونوں توبہ کرو کہ تمہارے دلوں میں کجی آ گئی ہے اور اگر توبہ نہ کی اور سازش کا سلسلہ جاری رہا تو یاد رکھو کہ میرے ساتھ خدا، ملائکہ اور وہ صاحبانِ ایمان ہیں جو نیک کردار ہیں اور مجھے تمہاری پرواہ بھی نہیں ہے تم کو چھوڑ بھی دوں تو مجھے تم سے کہیں بہتر عورتیں مل سکتی ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ ان حقائق قرآنیہ کے ہوتے ہوئے بھی بعض مسلمان ان خواتین کو ساری کائنات سے بہتر قرار دیتے ہیں اور انہیں دین کا ماخذ اور مدرک قرار دینے میں کسی تکلف سے کام نہیں لیتے ہیں۔ اسلام میں شریعت سازی کا کیا معیار ہے اور دین خدا ایسے ہی افراد سے لیا جائے گا جن کے دلوں کی

هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الۡعَلِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۳﴾ اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ

آپ کو یہ کس نے بتایا؟ فرمایا: مجھے (خدائے) علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔(3)اگر تم دونوں اللہ کے سامنے

فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی

مَوۡلٰٮهُ وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ

پشت پناہی کرو گی تو اللہ یقیناً اس کا مولا ہے اور جبرئیل اور صالح مومنین اور فرشتے بھی اس کے بعد ان کے

ظَهِيۡرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ اَنۡ يُّبۡدِلَهٗۤ اَزۡوَاجًا

پشت پناہ ہیں۔(4)اگر نبی تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ اس کا رب تمہارے بدلے اسے تم سے

خَيۡرًا مِّنۡكُنَّ مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

بہتر بیویاں عطا فرما دے جو مسلمان، ایمان دار، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبۡكَارًا ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا

رکھنے والیاں ہوں خواہ شوہر دیدہ ہوں یا کنواری۔(5)اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے

اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا

اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ

اس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے

وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا

اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں۔(6)اے کافرو! آج عذر پیش نہ کرو۔

المنزل ۷

عربی حاشیہ

3۔بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ توبہ کرو بھی خیر ہے ورنہ تمھارے دلوں میں کجی پیدا ہو چکی ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر توبہ کرلو تو سمجھو کہ تمھارے دل حق کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

تظاہر۔ایک دوسرے کی پشت پناہی میں کام کرنا اور کسی کے خلاف مشترکہ طور پر سازش کرنا۔

4سائحات۔روزہ دار۔

5۔حجارہ۔وہ پتھر جنھیں بت بنا کر ان کی پوجا کی گئی ہے۔

غلاظ شداد۔نہایت درجہ سخت قسم کے فرشتے جن سے کسی رعایت اور مروت کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

اردو حاشیہ

کجی کا خود قرآن مجید نے اعلان کیا ہے تو ''علی الاسلام بعدہ السلام''۔

(۲) تلازم حق وفرض اسلام کا کھلا ہوا قانون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کسی کو اس وقت تک کوئی حق نہیں دیتا ہے جب تک اس کے ذمہ کوئی فرض نہیں عائد کر دیتا ہے اور اس وقت تک کسی کے ذمہ کوئی فرض عائد نہیں کرتا ہے جب تک اس کے مقابلہ میں کوئی حق نہ عطا کر دے۔ ازواج پیغمبرؐ کے بارے میں بھی اس کا یہی نظام ہے کہ انہیں عام امت سے بالاتر مرتبہ دیا ہے۔ افراد امت کیلئے ماں قرار دیا ہے۔ ان کے ساتھ کسی عالم میں بھی عقد کو روا نہیں رکھا ہے تو اس کے مقابلہ میں ان کی عظیم ذمہ داریاں بھی قرار دی ہیں اور انہیں ذمہ داریوں کی ادائیگی کو ان کی عظمت کا راز قرار دیا ہے ورنہ صرف زوجیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اسی لئے اس نے دونوں طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں۔ایسی مثال بھی جہاں ایمان دار عورتیں بدترین شوہروں کے ساتھ رہیں اور انہیں کوئی نقصان نہ ہوا اور ایسی مثال بھی جہاں بے ایمان عورتیں بہترین شوہروں بلکہ پیغمبروں کے ساتھ رہیں اور انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ دین خدا زوجیت اور قرابت کا دین نہیں ہے اس میں ایمان اور کردار معیار ہے بلکہ ضمناً ایک ایسی خاتون کی مثال بھی پیش کر دی جو کسی شوہر کی زوجیت میں نہیں تھی اور اس نے سارا مرتبہ صرف اپنے کردار اور اپنی عفت کی بنا پر حاصل کیا ہے تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ زوجیت اور رشتہ کا عاقبت اور انجام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کیلئے صرف ایمان، تقویٰ، کلمات الٰہیہ کی تصدیق اور اطاعت

ع ۱۹

تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦ ع

جو عمل تم کرتے رہے ہو یقیناً تمہیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا۔ (7)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً (6) نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى

اے ایمان والو! اللہ کے آگے توبہ کرو خالص توبہ۔ بعید نہیں کہ اللہ تم سے تمہارے گناہ

رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ

اس دن اللہ نہ اپنے نبی کو رسوا کرے گا اور نہ ہی ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا اور وہ دعا کر رہے ہوں گے:

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ

ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر دے اور ہم سے درگزر فرما۔ بے شک تو

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

ہر چیز پر قادر ہے۔(8)اے نبی! کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کیجئے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨

اور ان پر سختی کیجئے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ (9)

ضَرَبَ (7) اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ

اللہ نے کفار کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال پیش کی ہے۔

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے نیک زوجہ کے صفات میں کردار کا تذکرہ کیا ہے اور باکرہ ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے کہ اس کا مقابلہ کردار سے ناممکن ہے۔

ف: امام سجادؑ کا ارشاد ہے کہ توبہ ایک دروازہ ہے جسے خدا نے بندوں کے لئے کھول دیا ہے تو اب داخل نہ ہونے والوں کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

6-توبہ نصوح۔ وہ خالص توبہ جس کے بعد گناہ کرنے کا تصور بھی نہ رہ جائے یکفرعنکم سیئاتکم۔یعنی خدا تمھاری برائیوں کی پردہ پوشی کردے گا اور انھیں نظرانداز کردے گا۔

7- یہ ضرب جعل کے معنی میں ہے یعنی خدا نے ان لوگوں کو مثال اور نمونہ بنادیا ہے۔

واضح رہے کہ زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی خیانت سے مراد بدکاری نہیں ہے کہ یہ بات مسلمات میں ہے کہ زوجہ رسول کوئی ایسا اقدام نہیں کرسکتی ہے جس کا تعلق خود رسول کی ازدواجی

اردو حاشیہ

وعبادت کی ضرورت ہے اور اس کے مراتب انہیں بنیادوں پر طے کئے جاتے ہیں۔

امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

یہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت (۲) میں تھیں مگر ان دونوں نے اپنے شوہروں سے

صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور انہیں حکم دیا گیا:

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿١٠﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

تم دونوں داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔(10)اور اللہ نے مومنین کے لیے

مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ

فرعون کی بیوی کی مثال پیش کی ہے جب اس نے دعا کی: پروردگارا! جنت میں

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کی

فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١١﴾

حرکت سے بچا اور مجھے ظالموں سے نجات عطا فرما۔ (11)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

اور مریم بنت عمران کو بھی (اللہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿١٢﴾

اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔(12)

عربی حاشیہ

اردو حاشیہ

زندگی سے ہو۔ اس کے علاوہ ہرطرح کے گناہ کرسکتی ہے بلکہ کفر کا بھی امکان پایا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق زوجہ نوح کی خیانت یہ تھی کہ وہ شوہر کے دشمنوں اور کافروں کی حمایت کیا کرتی تھی اور زوجہ لوط لوگوں کو ان کے مہمانوں کی طرف رغبت دلایا کرتی تھی جو جناب لوط کے یہاں وارد ہوا کرتے تھے تاکہ لوگ ان سے بدفعلی کا مطالبہ کریں اور وہ نبی کے پاس آنا چھوڑ دیں۔ (خدا ہر شریف انسان کو ایسی ازواج سے محفوظ رکھے جو مقصد کی راہ میں اس طرح حائل ہو جائیں کہ انھیں نہ دین خدا کا خیال رہے اور نہ شوہر کی عزت وعظمت کا خصوصیت کے ساتھ ایک نبی خدا اور نمائندہ پروردگار کو۔)

ف: روح المعانی میں ہے کہ جناب نوح کی زوجہ کا نام رابعہ تھا اور جناب لوط کی زوجہ کا نام والھہ یا بالعلس۔

ایاتها ٣٠ ٦٧ سورۃ الملک مکیۃ ٧٧ رکوعاتها ٢

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضے میں بادشاہی (١) ہے اور وہ ہر چیز پر

قَدِیۡرُۨ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ

قادر ہے۔(1) اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے عمل (٢) کے اعتبار سے

اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ

کون بہتر ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا، بخشنے والا ہے۔(2) اس نے سات آسمانوں کو

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ

ایک دوسرے کے اوپر بنایا تو رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بدنظمی نہیں دیکھے گا۔

فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ ہَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ

ذرا پھر پلٹ کر دیکھو کیا تم کوئی خلل پاتے ہو؟(3) پھر پلٹ کر

الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ ہُوَ

دوبارہ دیکھو تمہاری نگاہ عاجزانہ طور پر تھک کر لوٹ

حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ وَ لَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ

آئے گی۔(4) ہم نے قریب ترین آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے آراستہ کیا

عربی حاشیہ

تبارک یعنی وہ بلند و بالا ہے اور اس کی برکت عظیم اور دائمی ہے۔

ملک۔ طاقت، قدرت اور نفاذ حکم۔

طباق۔ تہ بہ تہ یا ایک دوسرے سے مشابہ اور مطابقت رکھنے والے۔

٥ تفاوت۔ عدم تناسب اور بدنظمی۔

فطور۔ شگاف، فصل، کمزوری۔

کرتین۔ یعنی دو مرتبہ یعنی بار بار۔

خاسئ۔ ذلیل، بے نیل مرام۔

حسیر۔ خستہ حال، عاجز۔

مصابیح۔ ستارے جن کی روشنی صبح جیسی ہے۔

رجوماً۔ شیاطین کو سنگسار کرنے اور بھگانے کا ذریعہ۔

سعیر۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔

شہیق۔ بھدی سی آواز۔

فور۔ شدت سے جوش کھانا۔

تمیز۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

اردو حاشیہ

(١) واضح رہے کہ ملک خدا اور ساری دنیا کے اعتباری ملکوں میں علمی اعتبار سے یہ فرق ہے کہ سارے ملک فقط ایک فرض اور اعتبار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب ملک اپنے ملک میں بھی ادنیٰ تبدیلی پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے اور ایک ذرہ کائنات کی حقیقت کو بھی متغیر نہیں کر سکتا ہے بلکہ اکثر اوقات خود ملک اپنے مالک میں تصرف کرتا ہے اور اسے بچہ، جوان، بوڑھا، مریض اور مردہ بنا تا رہتا ہے اور وہ کسی ایک بات کے ٹال دینے پر قادر نہیں ہوتا ہے لیکن ملک خدا کی حیثیت اس اسے بالکل مختلف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کے سارے ملک اپنے حدود اربعہ سے پہچانے جاتے ہیں اور جہاں یہ حدود ختم ہو جاتے ہیں وہاں مملکت کا سلسلہ بھی تمام ہو جاتا ہے لیکن خدائی ملک بالکل غیر محدود ہے اور اس کی کوئی حد معین نہیں کی جا سکتی ہے اس کا ملک اس کے اقتدار سے وابستہ ہے اور اس کے اقتدار کو محدود نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس کا ملک بھی غیر محدود ہے۔

(٢) آیت کریمہ صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ نگاہ پروردگار میں کثرت عمل کا کوئی معیار نہیں ہے بلکہ حسن عمل معیار ہے انسان کثرت عمل بہت آسانی سے پیدا کر سکتا ہے لیکن حسن عمل بہت مشکل کام ہے اس لئے کہ کثرت عمل کا تعلق تکرار عمل سے ہے اور حسن عمل کا تعلق اخلاص عمل سے ہے اور اخلاص عمل کا

جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ

اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب

السَّعِيْرِ ۝۵ وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ

تیار کر رکھا ہے۔(5)اور جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے

وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا

اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔(6)جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے بھڑکنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے

وَّ هِيَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا

اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔(7) قریب ہے کہ شدت غیظ سے پھٹ پڑے۔ جب بھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا

فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸ قَالُوْا بَلٰى قَدْ

اس سے جہنم کے کارندے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا؟(8)وہ جواب دیں گے:

جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ

ہاں تنبیہ کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے (اسے) جھٹلا دیا اور ہم نے کہا: اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

تم لوگ تو بس ایک بڑی گمراہی میں مبتلا ہو۔(9)اور وہ کہیں گے: اگر ہم سنتے یا

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

عقل سے کام لیتے تو ہم جہنمیوں میں نہ ہوتے۔(10)اس طرح وہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیں گے۔

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

پس اہل جہنم کے لیے رحمت خدا سے دوری ہے۔(11) جو لوگ غائبانہ

عربی حاشیہ

سحق۔ رحمت خدا سے دوری۔

خشیت۔ وہ خوف جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اس کا مظاہرہ اعمال اور کردار کی شکل میں ہو سکے بے معرفت کا خوف خشیت الٰہی کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ اس امر کی دلیل ہے کہ انسان کے انجام کا دارومدار اس کی عقل اور بصیرت پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ مذہب اہلبیتؑ نے عقل کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے اور اصول کافی کا پہلا باب ہی باب عقل و جہل ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جناب آدمؑ نے عقل کا انتخاب کرلیا تو دین اور حیا دونوں ساتھ آ گئے کہ ان کا عقل سے الگ رہنا ناممکن ہے۔

اردو حاشیہ

پیدا کر لینا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے وہ پیدا ہو جائے تو ایک ضربت بھی عبادت ثقلین سے بھاری ہو سکتی ہے مگر یہ شرف ہر ایک کو نصیب کہاں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَاَسِرُّوْا
اپنے پروردگار کا خوف کرتے ہیں یقیناً ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔(12)اور تم لوگ

قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾
اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو یقیناً وہ تو سینوں میں موجود رازوں سے خوب واقف ہے۔(13)

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِيْ
کیا پیدا کرنے والے کو علم نہیں حالانکہ وہ باریک بین، بڑا باخبر بھی ہے۔(14)وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا
تمہارے لیے زمین کو رام کیا پس اس کے دوش (٣) پر چلو اور اس کے رزق میں سے کھاؤ

مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ
اور اسی کے پاس زندہ ہو کر جانا ہے۔(15) کیا تم اس بات سے بے خوف ہو کہ آسمان والا

اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ
تمہیں زمین میں دھنسا دے اور زمین جھولنے لگ جائے؟(16) کیا تم

مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ
اس بات سے بے خوف ہو کہ آسمان والا تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ
میری تنبیہ کیسی تھی۔(17)اور تحقیق ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی تو دیکھ لو کہ میرا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿١٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ
عذاب کیسا تھا۔(18) کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرواز کرنے والے پرندوں کو پر پھیلاتے ہوئے اور

عربی حاشیہ

اسرار۔ خفیہ انداز سے بات کرنا جو مشرکین کا خاص طریقہ کار تھا کہ نبی اکرمؐ کے خلاف خفیہ سازشیں کیا کرتے تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔

ذلول۔ نرم، مسخر اور تابع فرمان۔

مناکب۔ منکب کی جمع ہے یعنی کندھے اور اطراف و جوانب۔

نشور۔ دوبارہ زندہ کیا جانا۔

من فی السماء۔ سے مراد ذاتِ خدا ہے جو مکان کے اعتبار سے آسمان میں ساکن نہیں ہے لیکن اس کا حکم آسمانوں میں بھی چل رہا ہے۔

مور۔ آمدورفت، حرکت، اضطراب،

حاصب۔ وہ ہوا جس کے ساتھ پتھر بھی ہوں۔

نکیر۔ بھیانک عذاب۔

صافات۔ وہ پرندے جو پروں کو پھیلا کر اڑتے ہیں۔

غرور۔ شیطانی دھوکہ۔

اردو حاشیہ

(٣) انسان بظاہر یہ خیال کرتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور وہ اس کی سطح پر آمدورفت کر رہا ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں حقیقت کے خلاف ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے زمین متحرک ہے اور گول ہے لہٰذا انسان اس کی سطح پر نہیں چل رہا ہے بلکہ اس کے کناروں پر چل رہا ہے اس لئے کہ گول چیز میں کوئی برابر کی سطح نہیں ہوتی ہے صرف اطراف و جوانب اور کنارے ہوتے ہیں جنھیں انسان وسعت کی بنا پر سطح مستوی خیال کرتا ہے۔ قرآن مجید نے زمین کو رام ہو جانے والے جانور سے تشبیہ دے کہ اس کی حرکت کی طرف متوجہ کیا ہے اور کناروں پر چلنے کا حکم دے کر اس کی کرویت کو واضح کیا ہے اور یہ اس کی بلاغت کا شاہکار ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کر دیئے جن سے عالم اور جاہل دونوں برابر سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

يَقْبِضْنَ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾

سمیٹتے ہوئے نہیں دیکھتے؟ رحمن کے سوا انہیں کوئی تھام (۴) نہیں سکتا۔ بتحقیق وہ ہر چیز پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(19)

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾

رحمن کے سوا تمہارا وہ کون سا لشکر ہے جو تمہاری مدد کر سکے؟ کفار تو بس دھوکے میں ہیں۔ (20)

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾

اگر اللہ اپنی روزی روک دے تو کون ہے جو تمہیں رزق دے؟ مگر یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر اڑ گئے ہیں۔(21)

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾

کیا وہ شخص زیادہ ہدایت پر ہے جو اپنے منہ کے بل چلتا ہے یا وہ جو سیدھا سر اٹھائے راہ راست پر چلتا ہے؟ (22)

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

کہہ دیجئے: وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔(23)

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

کہہ دیجئے: اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور تم اسی کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔(24)

عربی حاشیہ

لجو۔ لجاج۔ کسی امر میں مختلف موانع کے باوجود داخل ہوجانا۔
عتو۔ غرور واستکبار۔
نفور۔ حق سے بیزاری۔
مکب۔ منھ کے بل گر پڑنے والا۔
ذراکم۔ یعنی پیدا کر کے منتشر کر دیا۔
وعد۔ یعنی موعود جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت۔

ف: زمین کا ذلول ہونا دلیل ہے کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اور سورج سے فاصلہ کے اعتبار سے بھی مکمل طور پر انسان کے لئے مفید ہے لیکن مشی کا حکم دلیل ہے اس سے استفادہ کے لئے محنت بہرحال ضروری ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ اس نکتہ کی طرف توجہ دلانے کیلئے ہے کہ فضائے بسیط میں جو بھی مخلوقات پائی جاتی ہیں یا وہاں پہنچ جاتی ہیں ان کے اس فضا میں رکنے کا سہارا کیا ہے۔ زمین پر تو انسان تصور کر سکتا ہے کہ ایک کھڑے ہونے کا سہارا ہے اس پر کھڑا ہو جاتا ہے لیکن فضا میں تو اتنا سہارا بھی نہیں ہے پھر اس قرار کا راز کیا ہے۔ قرآن مجید نے قوت جاذبہ کے انکشاف سے سیکڑوں سال پہلے انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کر دیا تھا اور اسے ایک دعوت فکر و نظر دے دی تھی کہ کسی صاحب قوت کے اشارہ قدرت کا کرشمہ ہے جو کل کائنات قائم ہے ورنہ یہ قوت جذب نہ رکھ دی گئی ہوتی تو کائنات بکھر کر منتشر ہو جاتی اور اس کی بقا کا کوئی امکان نہ ہوتا۔

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾

وہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا؟ (25)

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾

کہہ دیجیے: علم تو صرف اللہ کے پاس ہے جب کہ میں تو صرف واضح تنبیہ کرنے والا ہوں۔ (26)

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قِيْلَ

پھر جب وہ اس وعدے کو قریب پائیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا:

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

یہی وہ چیز ہے جسے تم طلب کرتے تھے۔(27) کہہ دیجیے: مجھے بتلاؤ کہ

اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَيْهِ

دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟(28) کہہ دیجیے: وہی رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لا چکے ہیں

تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾

اور اسی پر ہم نے بھروسا کیا ہے۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح گمراہی میں ہے۔ (29)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ

کہہ دیجیے: بتلاؤ کہ اگر تمہارا یہ پانی زمین میں جذب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے

بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾ ع

آب رواں لے آئے؟(30)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۷ کی تطبیق ظہور امام عصرؑ پر کی گئی ہے کہ غیبت کے بعد امام کا ظاہر کرنا اور دنیا کی تشنگی کو رفع کر دینا خدا کے علاوہ کسی طاقت کا کام نہیں ہے۔

یہ سورہ مبارکہ مالکیت سے شروع ہوکر رحمت پر تمام ہوا ہے ''اللّٰھم ارحمنا''

زلفہ۔ قریب۔

سیئت وجوہھم۔ یعنی چہروں پر ذلت اور نکبت کے آثار نمایاں ہوگئے۔

تدعون۔ جس کا مطالبہ کر رہے تھے۔

غور۔ پانی جو زمین کے اندر جذب ہوجائے۔

معین۔ جاری یا ظاہر جسے آنکھیں دیکھ سکیں۔

خلق عظیم۔ بہترین اخلاق اور بہترین دین۔ جیسا کہ روایات میں قرآن مجید کو اخلاق پیغمبرؐ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ گویا قرآن کریم آپ کے کردار میں مجسم ہوگیا ہے۔

اردو حاشیہ

اٰیاتھا ۵۲ ۶۸ سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ ۲ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ① مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

نون، قسم ہے قلم کی [1] اور اس کی جسے (لکھنے والے) لکھتے ہیں۔(1) آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے

بِمَجْنُوْنٍ ② وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ③ وَاِنَّكَ

نہیں ہیں۔(2)اور یقیناً آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے۔(3)اور بے شک آپ اخلاق کے

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ⑤ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ⑥

عظیم مرتبے پر فائز ہیں۔(4) پس عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔(5) کہ تم میں سے کسے جنون عارض ہے۔(6)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ

آپ کا رب یقیناً انہیں خوب جانتا ہے جو راہ خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت پانے والوں کو

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ⑦ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑧ وَدُّوْا

بھی خوب جانتا ہے۔(7) لہٰذا آپ تکذیب کرنے والوں کی بات نہ مانیں۔(8)وہ چاہتے ہیں

لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ⑨ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ⑩

اگر آپ ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔(9)اور آپ کسی بھی زیادہ قسمیں کھانے والے، بے وقار شخص کے کہنے میں نہ آئیں۔(10)

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ⑪ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ⑫

جو عیب جو، آوارہ چغلخوری میں دوڑ دھوپ کرنے والا۔(11) بھلائی سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا، بدکردار۔(12)

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ممنون۔ ناقص اور منقطع ہوجانے والا۔

مفتون۔ مجنون۔

ادہان۔ نرمی اور مجاملت جس کے بعد فریقین ایک دوسرے کی مرضی کے خلاف امور کو نظرانداز کردیں۔

ہماز۔ طنز اور غیبت کرنے والا۔

مشاء بنمیم۔ چغلی کرکے باتوں کو نشر کرنے والا اور اس طرح فساد پیدا کرنے والا۔

زنیم۔ جو کسی کی طرف منسوب کر دیا جائے اور اس کا نہ ہو۔

زَنَمہ۔ اس جلد کو کہتے ہیں جو بکرے کی گردن میں لٹک جاتی ہے۔

ف: قلم ماضی کے عکاس، مستقبل کے پاسبان، معارف کے امانت دار اور زمان ومکان کے رشتے جوڑنے والے عنصر کا نام ہے اور انھیں کمالات کی بنا پر پہلی وحی میں اسے تعلیم کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور سورہ میں اسے قابل قسم قرار دیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) مفسرین کے درمیان ان کلمات کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کسی کی نگاہ میں نون مچھلی کا نام ہے اور کسی کے نزدیک دوات کو کہا گیا ہے کسی نے اسے رحمان کا نون قرار دیا ہے اور کسی نے نفس کا نون لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اس کا علم پروردگار کے علاوہ کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ وہ جسے چاہے بتا سکتا ہے اس سے ہٹ کر انسان کو ادعائے علم کرنے کا حق نہیں ہے۔ قلم کے بارے میں بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ عام قلم ہے یا وہ قلم ہے جس سے لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے۔ کتاب کے بارے میں بھی یہ بحث ہے کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے لیکن اس پر سب نے اتفاق کرلیا ہے کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے طنز کا جواب ہیں کہ اس نے رسول اکرمؐ کو دیوانہ کہہ دیا تھا تو قدرت نے اسے حلاف، مہین، ہماز، مشاء بنمیم، مناع للخیر، معتدی، اثیم، عتل اور زنیم تمام الفاظ سے یاد کیا ہے کہ یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے اور سارے مذہب اور دین کا دارومدار نبی کی عقل کی صحت اور ان کے بیان کے وحی الٰہی ہونے ہی پر ہے۔ اس میں شک پیدا ہوگیا تو مذہب پر اعتبار ہی نہ رہ جائے گا۔ آیات کریمہ سے اتنا ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ کسی نے پیغمبر کریمؐ کے دماغ پر حملہ کر دیا تھا تو قدرت نے قلم اور کتاب کا حوالہ دے کر صفائی دی ہے کہ پیغمبر مجنون نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درمیان میں قلم اور کتابت بھی کوئی مسئلہ ہے۔ اور یہ کہ پیغمبرؐ کے دماغ پر حملہ کرنے والا مذکورہ بالا القاب اور خطابات کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ فتدبر۔

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍۙ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ؕ

بدخو اور ان سب باتوں کے ساتھ بد ذات بھی ہے۔(13)اس بناء پر کہ وہ مال و اولاد کا مالک ہے۔ (14)

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾

جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے: یہ تو قصہ ہائے پارینہ ہیں۔ (15)

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ

عنقریب: ہم اس کی سونڈ داغیں گے۔(16)ہم نے انہیں اس طرح آزمایا جس طرح باغ والوں (۲) کو آزمایا تھا

الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾

جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح سویرے اس (باغ) کا پھل توڑیں گے۔(17)اور وہ استثناء نہیں کر رہے تھے (انشاء اللہ نہیں کہا)۔(18)

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور آپ کے رب کی طرف سے گھومنے والی (بلا) گھوم گئی اور وہ سو رہے تھے۔ (19)

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۙ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا

پس وہ کٹی ہوئی فصل کی طرح ہو گیا۔(20) صبح انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں:(21)اگر تمہیں

عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ

پھل توڑنا ہے تو اپنی کھیتی کی طرف سویرے ہی چل پڑو۔(22) چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں آہستہ آواز میں

يَتَخَافَتُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۙ﴿۲۴﴾

کہتے جاتے تھے۔(23) کہ یہاں تمہارے پاس آج قطعاً کوئی مسکین نہ آنے پائے۔ (24)

وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا

چنانچہ وہ خود کو (مسکینوں کے) روکنے پر قادر سمجھتے ہوئے سویرے پہنچ گئے۔(25) مگر جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو کہا:

عربی حاشیہ

ف: اس باغ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ صفاء میں تھا یا حبشہ میں یا شام میں تھا یا طائف میں لیکن مشہور یہی ہے کہ یمن میں تھا اور اس دور میں اس قدر مشہور تھا کہ اسے بغیر کسی تمہید کے حوالے میں پیش کر دیا گیا اور اس کی داستان کو سبق آموز قرار دے دیا گیا۔

خرطوم۔ ناک ہے اور اس پر نشان لگانا ذلت کی علامت ہے۔ ناک ہر قوم میں غیرت کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

صرم۔ کھجور توڑنا۔

لایستثنون۔ اپنے ارادہ میں مشیت الہی کا استثناء نہیں کرتے.....یا فقیروں کا حصہ الگ نہیں کرتے اور سب توڑ کر رکھ لیتے ہیں۔

طائف۔ گردش کرنے والی بلا۔

صریم جس باغ کے پھل توڑ لئے جائیں۔

اردو حاشیہ

(۲) کہا جاتا ہے کہ ولید بن مغیرہ ایک دولت مند انسان تھا۔ اس کے پاس بہت سے باغات وغیرہ تھے اور انہیں کے غرور میں پیغمبر کی باتوں کا مذاق اڑایا کرتا تھا اور انہیں دیوانہ کہا کرتا تھا۔ قدرت نے توجہ دلائی کہ ہم ایسے افراد کا پہلے بھی امتحان لے چکے ہیں کہ جب ان میں اپنی طاقت کا غرور پیدا ہو گیا اور اپنے مال میں غریبوں کو شامل کرنا چھوڑ دیا تو ہم نے راتوں رات سارے باغ ختم کر دیئے اور صبح کو سب توبہ کرنے لگے۔ یہ ہمارا احسان تھا کہ ہم نے توبہ قبول کر لی اور ان پر یہ واضح کر دیا کہ ہمارے اقتدار سے باہر نکل جانا ممکن نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں کتنے ہی ابن مغیرہ پائے جاتے ہیں جو دولت کے نشہ میں غرباء کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید انہیں بھی متوجہ کر رہا ہے کہ ہم جس وقت چاہیں ساری نعمتیں واپس لے سکتے ہیں اور کسی میں انکار کرنے کا دم نہیں ہے ہم نے ساری نعمتیں آخرت میں صاحبانِ تقویٰ کیلئے رکھی ہیں اور کسی بدکار سے کسی بات کا وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ کسی کتاب میں ایسی کوئی آیت نازل کی ہے کہ ہم ان کی ناز برداری کرتے رہیں گے۔ ہمارے یہاں صرف ایمان اور تقویٰ کی اہمیت ہے اور اس کا معیار بھی یہ ہے کہ انسان میں دولت کا غرور نہ پیدا ہوا اور اپنے مال میں غرباء و مساکین کا بھی حصہ رکھے ورنہ برے انجام کے پیش آنے میں دیر نہیں لگتی ہے اور وہ کسی وقت بھی سامنے آ سکتا ہے اس وقت کوئی غرور کام

لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ

ہم تو راستہ بھول گئے ہیں۔(26)(نہیں) بلکہ ہم محروم رہ گئے ہیں۔(27)ان میں جو سب سے زیادہ اعتدال پسند تھا

اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا

کہنے لگا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟(28)وہ کہنے لگے: پاکیزہ ہے ہمارا پروردگار!

ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ہم ہی قصوروار تھے۔(29)پھر وہ آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔(30)

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا

کہنے لگے: ہائے ہماری شامت! ہم سرکش ہو گئے تھے۔(31)بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں اس سے

خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ

بہتر بدلہ دے۔ اب ہم اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔(32)عذاب ایسا ہی ہوتا ہے

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ

اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش! یہ لوگ جان لیتے۔(33)پرہیزگاروں کے لیے

لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ

ان کے رب کے پاس یقیناً نعمت بھری جنتیں ہیں۔(34) کیا ہم

الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ

مسلمانوں کو مجرمین جیسا بنا دیں گے؟(35) تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟(36) کیا

لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾

تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟(37)اس میں یقیناً وہی باتیں ہیں جنہیں تم پسند کرتے ہو۔(38)

عربی حاشیہ

حرد۔ ارادہ یا علیحدگی۔ یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کہ اپنے منصوبہ پر قدرت رکھتے ہوئے یا ساری قوم سے الگ نکل پڑے تاکہ مساکین شامل نہ ہونے پائیں۔

اوسط۔انصاف ور اور معتدل رائے رکھنے والے۔

ایمان بالغہ۔ وہ قسمیں جن میں انتہائی تاکید پائی جاتی ہو۔

زعیم۔کفیل۔ذمہ دار۔

کشف ساق۔ شدت اور مصیبت کا محاورہ ہے گویا انسان دامن سمیٹ کر بھاگنا چاہتا ہے اور پنڈلی کھل گئی ہے۔

اردو حاشیہ

آنے والا نہیں ہے اور سارا مال ایک مستقل وبال بن جائے گا۔

اَمۡ لَكُمۡ اَيۡمَانٌ عَلَيۡنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ

یا ہمارے ذمے تمہارے لیے قیامت تک کے لیے کوئی عہد وپیمان ہے کہ تمہیں وہی ملے گا

لَكُمۡ لَمَا تَحۡكُمُوۡنَ ۚ ﴿۳۹﴾ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ ۚ ﴿۴۰﴾ اَمۡ

جس کا تم حکم دیتے ہو؟(39) آپ ان سے پوچھیں: اس کا ضامن کون ہے؟(40) کیا

لَهُمۡ شُرَكَآءُ ۚ فَلۡيَاۡتُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ﴿۴۱﴾

ان کے شریک ہیں؟ پس اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں۔ (41)

يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّ يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ فَلَا

جس دن مشکل ترین لمحہ آئے گا اور انہیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ

يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ۙ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ

سجدہ نہ کر سکیں گے۔(42)ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہو گی

وَقَدۡ كَانُوۡا يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ وَهُمۡ سٰلِمُوۡنَ ﴿۴۳﴾

حالانکہ انہیں سجدے کے لیے اس وقت بھی بلایا جاتا تھا جب یہ لوگ سالم تھے۔ (43)

فَذَرۡنِىۡ وَمَنۡ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ

پس مجھے اس کلام کی تکذیب کرنے والوں سے نمٹنے (۳) دیں۔ ہم بتدریج انہیں گرفت میں لیں گے

مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ ﴿۴۴﴾ وَاُمۡلِىۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ ﴿۴۵﴾

اس طرح کہ انہیں خبر ہی نہ ہو۔(44)اور میں انہیں ڈھیل دوں گا۔ میری تدبیر یقیناً بہت مضبوط ہے۔ (45)

اَمۡ تَسۡـئَلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ۚ ﴿۴۶﴾ اَمۡ عِنۡدَهُمُ

کیا آپ ان سے اجرت مانگتے ہیں جس کے تاوان تلے یہ لوگ دب جائیں؟(46)یا ان کے پاس

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ نے واضح کردیا ہے کہ نعمات الٰہیہ میں مستحقین کو شریک نہ کرنا تباہی کا باعث ہوجایا کرتا ہے اور ان کی شرکت ہی برکت کا سبب بنتی ہے۔ نیز یہ گناہ اور رزق کی تنگی میں نمایاں قسم کا رتباط پایاجاتا ہے۔ فاعتبروایااولی الابصار۔

ف: امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ بعض اوقات انسان گناہ کرتا ہے تو پروردگار اسے عذاب کے بجائے نعمت عطا کردیتا ہے اور وہ استغفار سے غافل ہوجاتا ہے اور پھر عذاب اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور اسی کا نام استدراج ہے۔ لیکن یہ صرف آخری درجہ کے گنہگاروں کے لئے ہے ورنہ ابتداء میں تنبیہ بھی کرتا ہے۔"مجمع البیان"

خاشعہ۔ خشوع دل کی صفت ہے لیکن اس کا اظہار نگاہوں سے بھی ہورہا ہے۔

ترہقہم۔ یعنی ذلت ان پر چھاگئی ہے۔

استدراج۔ دھیرے دھیرے عذاب کی

اردو حاشیہ

(۳) یہ ایک کھلا ہوا انتقام ہے کہ ان ظالموں کو ہمیں سیدھا کر سکتے ہیں اور اس کا راستہ ایک تدریجی عذاب ہے جس کا انہیں احساس بھی نہ ہوگا اور ایک دن عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے۔

قدرت کے اس اندازِ عذاب سے ہر انسان کو خوفزدہ رہنا چاہیے اور کبھی راحت دنیا پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا جانے وہ کس وقت عذاب نازل کر کے سب کچھ فنا کردے اور کسی کو اس کا احساس بھی نہ ہو۔

الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

غیب کا علم ہے جسے یہ لکھتے ہوں؟(47) پس اپنے رب کے حکم تک صبر کریں [۴] اور مچھلی والے (یونسؑ) کی طرح

الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ

نہ ہو جائیں جنہوں نے غم سے نڈھال ہو کر (اپنے رب کو) پکارا تھا۔(48) اگر ان کے رب کی رحمت انہیں

نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ

سنبھال نہ لیتی تو وہ برے حال میں چٹیل میدان میں پھینک دیے جاتے۔(49) مگر ان کے رب نے

رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا

انہیں برگزیدہ فرمایا اور انہیں صالحین میں شامل کر لیا۔(50) اور کفار جب اس ذکر (قرآن) کو

لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ

سنتے ہیں تو قریب ہے کہ اپنی نظروں سے آپ کے قدم اکھاڑ دیں اور کہتے ہیں:

لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

یہ ضرور دیوانہ ہے۔(51) اور حالانکہ یہ (قرآن) عالمین کے لیے فقط نصیحت ہے۔(52)

آیاتھا ۵۲ — ۶۹ سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ ۷۸ — رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمن و رحیم

الْحَاقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٣﴾

حتمی قیامت [۱] وقوع پذیر۔(1) وہ حتمی وقوع پذیر کیا ہے؟(2) اور آپ کیا جانیں کہ وہ حتمی وقوع پذیر کیا ہے؟(3)

عربی حاشیہ

لپیٹ میں لے لینا۔

املاء۔ مہلت دینا۔

کید۔ مکر کو کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ تعبیر جوابی کارروائی کے طور پر ہوئی ہے کہ ہم خفیہ سزا دینا بھی جانتے ہیں اور ہماری تدبیر بہت مستحکم ہوتی ہے۔

مغرم۔ تاوان کا بوجھ۔

مکظوم۔ غصہ سے بھرے ہوئے۔

عراء۔ چٹیل میدان۔

یزلقونک بأبصارہم۔ یعنی نگاہ تند و تیز سے پھسلا دیں گے یا ہلاک کر دیں گے۔

قرع۔ کسی سخت چیز کا سخت چیز سے ٹکرا دینا۔

طاغیہ۔ وہ عذاب جو بظاہر حد سے بڑھا ہوا تھا یعنی انتہائی سخت چنگھاڑ۔

حسوم۔ مسلسل۔ جس طرح جانور کو بار بار داغا جاتا ہے۔

اعجاز۔ کھجور کے تنے۔

اردو حاشیہ

(۴) ایک مبلغ کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ مصائب کو برداشت کرے اور نہ بددعا کرے اور نہ قوم سے کنارہ کشی کرے۔ انہیں کے درمیان رہے اور ان کے مظالم کو برداشت کرتا رہے۔ اسی کی تعلیم قدرت نے اپنے حبیبؐ کو دی ہے اور اسی کی تعلیم پیغمبرؐ نے اپنی قوم کے مبلغین کو عطا فرمائی ہے۔

(۱) قیامت کو یقینی قرار دینے کے بعد تین مرتبہ اس یقینیت کی تکرار کی گئی جو اس کی عظمت اور ہولناک کیفیت کی بہترین تصور کشی ہے اور اس کے بعد ثبوت کے طور پر گزشتہ اقوام کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے پرانی قوموں کو ایک چیخ چنگھاڑ اور ایک تیز و تند ہوا کے ذریعہ فنا کر دیا تھا اسی طرح ہم پوری کائنات کو ایک صور اسرافیل سے فنا کر سکتے ہیں اور یہ بات بالکل ثابت، سچی اور یقینی ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہماری قدرت کاملہ میں کسی طرح کی کمی آ گئی ہے۔ ہم ایک مناسب وقت تک مہلت دیتے ہیں اس کے بعد جب چاہتے ہیں سب کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے تمہیں اس وقت سے پہلے ہوشیار ہو جانا چاہیے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر لینی چاہیے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ④ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا

ثمود اور عاد نے اس کھڑکا دینے والے واقعے کو جھٹلایا دیا تھا۔(4) پھر ثمود تو اس طغیانی حادثے سے

بِالطَّاغِيَةِ ⑤ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ⑥

ہلاک کر دیا گیا۔(5) اور عاد ایک سرکش طوفانی آندھی سے ہلاک کر دیا گیا۔ (6)

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا

جسے اس نے مسلسل سات راتوں اور آٹھ دنوں تک ان پر مسلط رکھا۔

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ⑦

پس آپ ان لوگوں کو وہاں دیکھئے اس طرح پڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔ (7)

فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ⑧ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ

کیا ان میں سے تجھے کوئی باقی ماندہ نظر آ رہا ہے؟(8) اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور سرنگوں شدہ

وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ⑨ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ

بستیوں نے بھی اسی غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔(9) پھر انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے

فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِيَةً ⑩ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ

انہیں بڑی سختی کے ساتھ گرفت میں لے لیا۔(10) جب پانی میں طغیانی آئی تو ہم نے

فِي الْجَارِيَةِ ⑪ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ

تمہیں کشتی میں سوار کیا۔(11) تا کہ ہم اسے تمہارے لیے یادگار بنا دیں اور سمجھدار کان (۲) اسے

وَاعِيَةٌ ⑫ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ⑬ وَ

محفوظ کر لیں۔(12) پس جب صور میں ایک دفعہ پھونک ماری جائے گی۔(13) اور

عربی حاشیہ

خاویہ۔ گرے ہوئے۔

ف: واضح رہے کہ نظر بد ایک حقیقت ہے اور اس کا توڑ تعویذ بھی ایک حقیقت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگوں نے اسے کاروبار بنالیا ہے۔ (نہج البلاغہ کلمات قصار ۴۰۰)

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے قوم ثمود کے عذاب کو طاغیہ، قوم عاد کے عذاب کو عاتیہ، قوم فرعون ولوط کے لئے رابیہ اور قوم نوح کے لئے طغی الماء کا لفظ استعمال کیا ہے جو دنیا میں تناسب اعمال وغیرہ کی دلیل ہے اور آخرت میں تجسم اعمال کی!

موتفکات۔ منقلبات یعنی قوم لوط کی وہ بستیاں جنہیں فرشتوں نے منقلب کر دیا تھا۔

خاطئہ۔ بری حرکتیں۔

رابیہ۔ اضافی یعنی شدید ترین گرفت۔

جاریہ۔ کشتی نوح۔

اذن داعیہ۔ وہ کان جو بات کو سن کر محفوظ رکھ سکیں جیسا کہ روایات میں حضرت علیؑ

اردو حاشیہ

(۲) دنیا میں کون سا انسان ہے جو کان نہیں رکھتا ہے اور بات نہیں سنتا ہے لیکن ان تمام انسانوں کے درمیان کتنے افراد ہیں جو عقل وفکر اور دعی بھی رکھتے ہیں کہ سننے کے بعد غور وفکر کرتے ہیں اور پھر بات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ انسان کا کمال بات کو سن لینے میں نہیں ہے۔ انسان کا کمال اسے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ہے۔ قدرت نے ماضی کے واقعات کو سنا کر اور مستقبل کے حالات سے باخبر کر کے انسان کو متوجہ کر دیا کہ قیامت بہرحال آنے والی ہے اور بڑے ہولناک انداز سے آنے والی ہے لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس کے واسطے کوئی انتظام کر و اور عمل صالح اور توبہ کے ذریعہ اپنی نجات کا سامان مہیا کرو۔

حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ

زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے تو وہ ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔(14) تو اس روز

وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

وقوع پذیر ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا۔(15) اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس روز ڈھیلا

وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

پڑ جائے گا۔(16) اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور اس دن (۳) آٹھ فرشتے آپ کے رب کا عرش

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى

ان سب کے اوپر اٹھائے ہوں گے۔(17) اس دن تم سب پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی بات

مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

پوشیدہ نہ رہے گی۔(18) پس جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے۔

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ

تو وہ (دوسروں سے) کہے گا: لو میرا نامہ عمل پڑھو۔(19) مجھے تو یقین تھا کہ مجھے اپنے حساب کا

حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِىْ جَنَّةٍ

سامنا کرنا ہو گا۔(20) پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہو گا۔(21) بلند و بالا

عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيٓئًا بِمَآ

جنت میں۔(22) جس کے میوے قریب (دسترس میں) ہوں گے۔(23) خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو ان اعمال کے

اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ

صلے میں جنہیں تم گزشتہ زمانے میں بجا لائے۔(24) اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں

عربی حاشیہ

کو اس لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ غایۃ المرام وتفسیر البرہان۔

ارجاء۔ رجا کی جمع ہے یعنی اطراف گویا کہ فرشتے حکم الٰہی کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں۔

ہاؤم۔ اسم فعل ہے یعنی پکڑو۔

کتبیہ۔ حسابیہ۔ میں ہا مدسکتہ ہے جس سے یا کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ظننت۔ یہ ظن علم ویقین کے معنی میں ہے۔

دانیہ۔ قریب تر اور انسان کی پہنچ کے اندر۔

ہنیئاً۔ گوارا اور خوشگوار۔

قاضیہ۔ فیصلہ کردینے والی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردینے والی۔

فاسلکوہ۔ گویا سارے مجرمین ایک دھاگے میں پرودیئے گئے ہیں اور یہ منظر بھی عجیب وغریب منظر ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ زمین و آسمان کے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی عرش الٰہی برقرار رہے گا اور وہ کوئی تخت نہیں ہے جو جگہ کے ختم ہو جانے کے بعد الٹ جائے اور اس عرش کی وسعت بے پناہ ہے کہ ساتوں آسمان ختم ہو گئے تو آٹھ فرشتے سنبھالنے کیلئے موجود ہیں جن پر یہ اقتدار کام کر رہا ہے اور اس عرش کی حکومت چل رہی ہے۔

بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ

دیا جائے وہ کہے گا: اے کاش! مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا جاتا۔(25)اور مجھے معلوم ہی نہ ہوتا

مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى

کہ میرا حساب کیا ہے۔(26) کاش! موت میرا کام تمام کر دیتی۔(27)میرے مال نے

عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ

مجھے نفع نہ دیا۔(28)میرا اقتدار نابود ہو گیا۔(29)(حکم آئے گا کہ) اسے پکڑلو

فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

اور طوق پہناؤ۔(30)پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔(31)پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

میں اسے جکڑلو۔(32)یقیناً یہ خدائے عظیم پر ایمان نہیں

الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ

رکھتا تھا۔(33)اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے (۴) کی ترغیب دیتا تھا۔(34)لہٰذا آج

لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾

یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔(35)اور پیپ کے سوا اس کی کوئی غذا نہیں ہے۔ (36)

لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾

جسے خطاکاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔(37)پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو۔ (38)

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا

اور ان کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے ہو۔(39)یقیناً یہ ایک کریم رسول کا قول ہے۔(40)اور یہ

عربی حاشیہ

ف: روایات میں عرش الٰہی کے حاملین میں انبیاء واولیاء کو بھی شمار کیا گیا ہے اور امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ عرش علم ہے اور اس کے چار حامل ہم ہیں اور چار جنہیں خدا چاہے۔
نور الثقلین ؛۵/۴۰۶ حدیث ۲۸

ف: بعض مورخین کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے سامنے آیت نمبر ۳۷ کو الخاطون پڑھا اور کہا کہ کیا تمام چلنے والوں پر یہ عذاب ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ خاطئون ہے اور اس کے بعد ابوالاسود دئلی کو حکم دیا کہ قرآن پر اعراب لگائیں تا کہ غیر عرب بھی صحیح تلاوت کر سکیں۔

حمیم۔ کام آنے والا دوست۔
غسلین۔ ایسی غذا جو پیٹ کے اندر کے تمام اجزاء کو دھو کر بالکل صاف کردے اور صرف خول باقی رہ جائے۔

اردو حاشیہ

(۴) نگاہِ پروردگار میں مسکین اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ اس کو کھانا نہ کھلانا خدا پر ایمان نہ لانے کے مرادف ہے اور اس کا عذاب اتنا سخت ہے کہ انسان زنجیر میں جکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے استغفر اللہ۔
واضح رہے کہ یہ ان لوگوں کی سزا ہے جو لوگوں کو مسکینوں کے کھلانے پر آمادہ نہیں کرتے تھے تو جن کے پاس خدا کا دیا ہوا بے حساب تھا اور وہ اس میں سے راہِ خدا میں انفاق نہیں کرتے تھے۔ ان کا انجام کیا ہوگا یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۟ۙ وَلَا بِقَوْلِ

کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ تم کم ہی ایمان لاتے ہو۔(41)اور نہ ہی یہ کسی

كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۟ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

کاہن کا کلام ہے۔ تم کم ہی غور کرتے ہو۔(42)یہ رب العالمین کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ۟ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۟ۙ

نازل کردہ ہے۔(43)اور اگر اس (نبی) نے کوئی تھوڑی بات بھی گھڑ کر ہماری طرف منسوب کی ہوتی۔(44)

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۟ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۟ؗۖ

تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔(45)پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ (۵) (46)

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۟ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔(47)اور پرہیزگاروں کے لیے یقیناً یہ ایک

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۟ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۟ وَاِنَّهٗ

نصیحت ہے۔(48)اور ہم جانتے ہیں کہ تمہارے درمیان کچھ لوگ تکذیب کرنے والے ہیں۔(49)یہ (تکذیب)

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۟ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۟

کفار کیلئے یقیناً (باعث) حسرت ہے۔(50)اور یہ یقینی حق ہے۔ (51)

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۟ع

پس آپ اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کریں۔(52)

عربی حاشیہ

فلا اقسم۔ لا زائد ہے۔
اقاویل۔ وہ اقوال جو اپنی طرف سے گڑھ کر منسوب کردیئے جائیں۔
وتین۔ گردن کی شہ رگ۔
حاجز۔ مانع۔
تذکرہ۔ عبرت ونصیحت۔
سائل۔ بعض روایات کی بنا پر نضر بن الحارث تھا جو روز بدر قتل کیا گیا اور بعض مفسرین نے حارث بن نعمان فہری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگرچہ سورہ مکی ہے لیکن کردار دونوں کا ایک جیسا ہے اور تمام اہل باطل اس مزاج کے حامل ہوتے ہیں۔
خمسین الف۔ یعنی ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے یا ایک دن میں پچاس ہزار سال کی مسافت طے کرتے ہیں۔
مہل۔ پگھلا ہوا تانبا۔

اردو حاشیہ

(۵) واضح رہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ کی صداقت کے اعلان کا ایک طریقہ تھا ورنہ خدا کی طرف سے یہ کوئی قانون عام نہیں ہے کہ جس کی گردن نہ کاٹی جائے سمجھو کہ اس کا دعوائے نبوت سچا ہے پروردگار نے پیغمبرؐ اسلام کے بارے میں اس معیار سے ان کی صداقت کا اعلان کر دیا ہے۔ اب اس کے بعد ہر بات کی صداقت کا امتحان پیغمبر اسلامؐ کے بیانات کے معیار پر ہوگا اور اب گردن کا کٹنا یا نہ کٹنا کوئی معیار نہیں ہوگا ورنہ دنیا میں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو دین خدا کے خلاف باتیں گڑھ رہے ہیں اور کوئی قتل نہیں ہورہا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سب کو صادق اور سچا تسلیم کرلیا جائے؟ ہرگز نہیں۔

اٰیاتھا ۴۴ ۷۰ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۹ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ

ایک سوال کرنے والے نے عذاب کا سوال کیا جو واقع (۱) ہونے ہی والا ہے۔(1) کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا

لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ

نہیں ہے۔(2) عروج کے مالک اللہ کی طرف سے ہے۔(3) ملائکہ اور روح

وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ

اس کی طرف اوپر چڑھتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار

سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ

سال ہے۔(4) پس آپ صبر کریں، بہترین صبر۔(5) یہ لوگ یقیناً اس (عذاب) کو دور خیال

بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ

کرتے ہیں۔(6) اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔(7) اس دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند

كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْئَلُ

ہو جائے گا۔(8) اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔(9) اور کوئی دوست

حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚۖ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

کسی دوست کو نہیں پوچھے گا۔(10) حالانکہ وہ انہیں دکھائے جائیں گے۔مجرم چاہے گا کہ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ سورہ معارج اگرچہ مکی ہے لیکن اس میں مدنی آیات کا وجود ممکن ہے۔ نیز یہ کہ محل نزول ابطح یا بطحاء صرف مکہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آیت رفع عذاب ازامت پیغمبر بھی انفرادی عذاب کے خلاف نہیں ہے۔ واقعہ کی زیادہ شہرت بھی اس لئے نہیں ہے کہ اصحابِ فیل کی طرح کا اجتماعی عذاب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) تفسیر ثعلبی میں اس کی شانِ نزول یوں بیان ہوئی ہے کہ غدیر خم میں حضرت علیؑ کی ولایت کے اعلان کے بعد حارث بن نعمان فہری نے آ کر کہا کہ یہ اعلان آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس نے کہا کہ خدایا اگر یہ سچے ہیں تو مجھ پر عذاب نازل کر دے۔ اور عذاب نازل ہو گیا کہ ایک پتھر گرا اور اس کے جسم میں داخل ہو کر نکل گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

سوچئے کیا بدنصیب تھا یہ انسان کہ دشمنی علیؑ نے اس قدر دیوانہ بنا دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ رسول یا مولا ماننے والوں کے بارے میں عذاب کا سوال کرتا خود اپنے بارے میں عذاب کا سوال کر دیا اور بالآخر تباہ و برباد ہو گیا جو ہر دشمن علیؑ کا آخری انجام ہوتا ہے۔

يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَ

اس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنے بیٹوں کو فدیہ میں دے دے۔(11)اور اپنی زوجہ اور

اَخِيْهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـْٔوِيْهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ

اپنے بھائی کو بھی۔(12)اور اپنے اس خاندان کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔(13)اور روئے زمین پر بسنے والے

جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً

سب کو (تاکہ) پھر اپنے آپ کو نجات دلائے۔(14) ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔(15) جو منہ اور سر کی کھال

لِّلشَّوٰى ﴿١٦﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ﴿١٧﴾ وَ جَمَعَ

ادھیڑنے (۲) والی ہے۔(16) وہ ہر پیٹھ پھیرنے والے اور منہ موڑنے والے کو پکارے گی۔(17) اور اسے (بھی) جس نے مال جمع کیا

فَاَوْعٰى ﴿١٨﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿١٩﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

اور بند رکھا۔(18) انسان یقیناً کم حوصلہ خلق ہوا ہے۔(19) جب اسے تکلیف پہنچتی ہے

جَزُوْعًا ﴿٢٠﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿٢١﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾

تو گھبرا اٹھتا ہے۔(20) اور جب اسے آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔(21) سوائے نماز گزاروں کے۔(22)

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَ الَّذِيْنَ

جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔(23) اور جن کے

فِىْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾

اموال میں معین حق ہے۔(24) سائل اور محروم کے لیے۔ (۳) (25)

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو روز جزاء کی تصدیق کرتے ہیں۔(26) اور جو اپنے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۹ احسن تقویم کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ حرص، جزع، منع سب انسان کی ترقی اور تحفظ کے اسباب ہیں۔ لہٰذا انھیں صحیح راستہ پر صرف کیا جائے ورنہ انحراف احسن تقویم کا اثر بھی ختم کر دیتا ہے۔

یبصرونہم۔ یعنی مجرمین کو ان کے احباب واصحاب دکھلائے جائیں گے لیکن کوئی کسی سے بات کرنے کا بھی روادار نہ ہوگا۔

فصیلہ۔ عشیرہ، قبیلہ اور خاندان۔

کلا۔ ہرگز نہیں۔ قیامت کے دن بدلہ دینے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

لظی۔ شعلہ آتش..... یہ جہنم کا ایک نام یا ایک طبقہ ہے۔

شوی۔ جسم کی کھال جو ذبح کی جگہ نہ ہو۔

اردو حاشیہ

۱؎ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہے اور صورتِ حال اس قدر سنگین ہے کہ کل جن پر قربان ہو رہے تھے آج انہیں کو بطور فدیہ دے کر بچنا چاہتے ہیں لیکن بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے اور جہنم ایک ایک کو آواز دے رہا ہے اور تپش کا یہ عالم ہے کہ ایک کھال اتر جاتی ہے تو دوسری تیار کر دی جاتی ہے اور مسلسل عذاب کا سلسلہ جاری ہے اور یہ سب اس بات کی سزا ہے کہ پیغام الٰہی کو سنا نہیں تھا اور مال کو جمع کر کے رکھا تھا خرچ نہیں کیا تھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین خدا میں مالیات کا مسئلہ عقائد و نظریات سے کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ

رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔(27) تحقیق ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی

غَیْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾

چیز نہیں ہے۔(28) اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (29)

اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے پس ان پر کوئی

غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

ملامت نہیں ہے۔(30) جو لوگ اس کے علاوہ کی خواہش کریں وہ حد سے تجاوز

هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

کرنے والے ہیں۔(31) اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس

رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِیْنَ

رکھتے ہیں۔(32) اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔(33) اور جو اپنی

هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ

نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔(34) جنتوں میں یہی لوگ محترم

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾

ہوں گے۔(35) پھر ان کفار کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ (36)

عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾ اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ

دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے گروہ درگروہ ہو کر۔(37) کیا ان میں سے

عربی حاشیہ

ادعیٰ۔ دعاء سے نکلا ہے یعنی مال کو صندوق میں بند کر کے رکھا ہے۔

ہلوعا۔ انتہائی بزدل اور لالچی۔

محروم۔ وہ فقیر جو سوال نہ کرے۔

عادون۔ حد سے گزر جانے والا، حلال سے حرام تک پہنچ جانے والا۔

عزین۔ عزہ کی جمع ہے یعنی جماعت اور گروہ۔

مما یعلمون۔ یعنی جس نطفہ سے انھیں پیدا کیا ہے اس کی ذلت کا انھیں علم ہے پھر کس بنیاد پر ایسی بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں۔

نیز یہ کہ نطفہ سے پیدا ہونا خود معاد کی بہترین دلیل ہے تو پھر معاد کا کس طرح انکار کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ خلقت کی نجاست وکثافت تو جنت کے لئے سازگار نہیں ہے۔ اب ضرورت ایمان وکردار کی ہے جو اس نجاست کو طہارت سے تبدیل کرے اور جب ان کے پاس ایمان وکردار نہیں ہے تو کس

اردو حاشیہ

(۲) جہنم سے نجات نہ تصورات وخیالات میں ہے اور نہ خوش فہمیوں میں جہنم سے بچنے کا راستہ بہت محدود ہے اور اس کیلئے حسب ذیل شرائط اور اوصاف کا پیدا کرنا ضروری ہے:۔

۱۔ ہمیشہ نماز کا خیال رکھا جائے۔

۲۔ غرباء میں مال تقسیم کیا جائے۔

۳۔ روزِ قیامت کا خیال رکھا جائے۔

۴۔ دل میں خوف خدا کو جگہ دی جائے۔

۵۔ پاک دامنی کی حفاظت کی جائے۔

۶۔ امانت اور عہد وپیمان کا خیال رکھا جائے۔

۷۔ گواہیوں پر قیام کیا جائے اور انہیں ادا کیا جائے۔

۸۔ نماز کی محافظت کی جائے اور اسے ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

پاکدامنی کی حفاظت میں زوجہ اور کنیز کا استثناء اس بات کی علامت ہے کہ اسلام عفت چاہتا ہے رہبانیت نہیں چاہتا ہے۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ زوجہ کا حق ضائع ہو جائے اور اس طرح دوسرے گناہ کا ارتکاب ہو جائے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اسلام میں جنسیات کا مرتبہ جرائم کا مرتبہ نہیں ہے۔ اس

مِّنۡهُمۡ اَنۡ يُّدۡخَلَ جَنَّةَ نَعِيۡمٍ ۙ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ

ہر شخص یہ آرزو رکھتا ہے کہ اسے نعمت بھری جنت میں داخل کیا جائے؟(38) ہرگز نہیں! ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا

مِّمَّا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ

کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔(39) پس میں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم کھاتا ہوں

اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ۙ﴿۴۰﴾ عَلٰۤى اَنۡ نُّبَدِّلَ خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ ۙ وَمَا

کہ ہم قادر ہیں۔(40) (اس بات پر) کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگوں کو لے آئیں

نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرۡهُمۡ يَخُوۡضُوۡا وَيَلۡعَبُوۡا

اور ہم عاجز نہیں ہیں۔(41) پس آپ انہیں بیہودگی اور کھیل میں چھوڑ دیں یہاں تک کہ

حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ ۙ﴿۴۲﴾ يَوۡمَ يَخۡرُجُوۡنَ

وہ اس دن کا سامنا کریں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(42) جس دن وہ

مِنَ الۡاَجۡدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمۡ اِلٰى نُصُبٍ يُّوۡفِضُوۡنَ ۙ﴿۴۳﴾

قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا وہ کسی نشانی کی طرف بھاگ رہے ہوں۔ (43)

خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الۡيَوۡمُ الَّذِىۡ

ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہو گی۔ یہ وہی دن ہے جس کا

كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ع

ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔(44)

عربی حاشیہ

بنیاد پر جنت کی طمع رکھتے ہیں اور اس کی امید پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

ف: قرآن مجید میں مشرق ومغرب کا ذکر بطور جنس ہوا ہے اور مشرقین ومغربین کا ذکر مشرق ومغرب اعتدالی کے اعتبار سے ہوا ہے اور مشارق ومغارب یومیہ حرکت آفتاب کے اعتبار سے ہے لہٰذا ان میں آپس میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ نیز

مشارق ومغارب سے تمام ستاروں کے طلوع وغروب کی جگہ مراد ہے یا ایک ہی کوکب کے مسلسل بدلتے رہنے والے مشارق ومغارب مراد ہیں۔

مسبوق۔ مغلوب، عاجز۔

اجداث۔ جدث کا جمع ہے یعنی قبر۔

سراعاً۔ تیز رفتار۔

اردو حاشیہ

نے انسان کے داخلی جذبات کا مکمل احترام کیا ہے اور ان کی تسکین کے سامان کو فراہم کرنے کی تعلیم وتلقین کی ہے اور اسے مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ صرف اس کا مطالبہ یہ ہے کہ جو کام کیا جائے وہ قانون کے حدود کے اندر ہو اور قانون کے حدود سے باہر نہ جانے پائے کہ انسان مجرمین میں شامل ہو جائے اور نجات آخرت سے محروم ہو جائے۔

ایاتہا ۲۸ ۷۱ سورۃ نوح مکیۃ ۷۱ رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَکَ مِنۡ

ہم نے نوح (۱) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کی تنبیہ کریں قبل اس کے

قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ

کہ ان پر دردناک عذاب آ جائے۔(1)انہوں نے کہا: اے میری قوم!

لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ وَ

میں تمہیں واضح طور پر تنبیہ کرنے والا ہوں۔(2) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری

اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۳﴾ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرۡکُمۡ

اطاعت کرو کہ۔(3)وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور ایک مقرر وقت تک

اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ

تمہیں مہلت دے گا۔ بے شک اللہ کا مقررہ کردہ وقت جب آ جاتا ہے تو مؤخر نہیں ہوتا۔

لَوۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ

کاش! تم جانتے ہوتے۔(4)نوح نے کہا: پروردگار! میں اپنی قوم کو رات دن

لَیۡلًا وَّ نَہَارًا ﴿۵﴾ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾

دعوت دیتا رہا۔(5)لیکن میری دعوت نے ان کے گریز میں اضافہ ہی کیا۔ (6)

عربی حاشیہ

نُصُب۔ وہ پتھر جن کی پوجا کیا کرتے تھے یعنی جس طرح دنیا میں بتوں کی طرف دوڑ کر جایا کرتے تھے اسی طرح قیامت میں داعی خدا کی طرف جانا پڑے گا۔

ترہقہم۔ترہق۔ چھا جانا۔

نوح۔ ابن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ۔

قوم نوح۔ جزیرۃ العرب کے رہنے والے اور بروایتے کوفہ کے رہنے والے لوگ کہ جناب نوح کا مکان وہیں تھا۔

اجل اللہ۔ عذاب الٰہی کا وقت۔

فرار۔ ایمان سے دوری اور کنارہ کشی۔

استغشوا ثیابہم۔ بدن پر اپنے کپڑے لپیٹ لئے کہ نوح کو دیکھیں بھی نہیں یا اپنی نفرت کا اظہار کرسکیں۔

اصرار۔ صرہ سے مشتق ہے یعنی شدت، اپنی بات پر اڑا رہنا۔

اردو حاشیہ

(۱) جناب نوحؑ کا نام عبدالغفار یا عبد الملک یا عبدالاعلیٰ تھا۔ شدت گریہ کی بنا پر نوح لقب قرار پایا۔ تقریباً ۲۵۰۰ سال عمر پائی ۔۹۵۰ سال تبلیغ کی اور طوفان کے بعد ۵۰ یا ۶۰ سال زندہ رہے۔ ان کی نسل ان کے بیٹوں حام، سام اور یافث سے آگے بڑھی۔

بت پرستی کا سلسلہ جناب آدمؑ کے پوتے انوش بن شیث کے دور سے شروع ہوا تھا اور جناب نوح کے زمانے تک منزل شباب تک پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے مختلف انداز سے قوم کو دعوت دی لیکن لوگ مسلسل فرار ہی کرتے رہے اور کانوں میں انگلیاں ہی ڈالتے رہے۔ حد یہ ہے کہ انہوں نے بعض گناہوں کی بخشش کا بھی وعدہ کر لیا جو وہ اسلام لانے سے پہلے کر چکے تھے تا کہ اسلام لانے میں کوئی رکاوٹ اور جھجک نہ باقی رہ جائے اور قوم کو دن رات خفیہ، علانیہ ہر طرح سے دعوت بھی دی لیکن جو راہِ راست پر نہیں آنے والے تھے وہ نہیں آئے اور اس سے دو باتوں کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے:۔

۱۔ انسان کو قوم کی سرکشی سے بزدل اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ مبلغ کو راہِ تبلیغ میں کسی بھی طریقہ کار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور کسی وقت بھی پست ہمتی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ تبلیغ کا کم سے کم اثر یہ ہوگا کہ جب عذاب کا طوفان سر پر آئے گا تو پروردگار تبلیغ کرنے والے اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو بہر حال بچا لے گا چاہے باقی ساری قوم یا ساری دنیا کیوں نہ غرق

وَ اِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ لَہُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَہُمۡ فِیۡۤ

اور میں نے جب بھی انہیں بلایا تا کہ تو ان کی مغفرت کرے تو انہوں نے

اٰذَانِہِمۡ وَ اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَہُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَکۡبَرُوا

اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے (منہ) ڈھانک لیے اور

اسۡتِکۡبَارًا ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُہُمۡ جِہَارًا ۙ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیۡۤ

اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔(7) پھر میں نے انہیں بلند آواز سے بلایا ۔(8) پھر میں نے

اَعۡلَنۡتُ لَہُمۡ وَ اَسۡرَرۡتُ لَہُمۡ اِسۡرَارًا ۙ﴿۹﴾ فَقُلۡتُ

انہیں اعلانیہ طور پر اور نہایت خفیہ طور پر بھی دعوت دی۔(9) اور کہا:

اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿ۙ۱۰﴾ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ

اپنے پروردگار سے معافی مانگو۔وہ یقیناً بڑا معاف کرنے والا ہے۔(10) وہ تم پر آسمان سے

عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ﴿ۙ۱۱﴾ وَّ یُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ

بارشیں (۲) برسائے گا۔(11) وہ اموال اور اولاد کے ذریعے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے

وَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ﴿ؕ۱۲﴾ مَا لَکُمۡ

باغات بنائے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔(12) تمہیں کیا ہو گیا ہے

لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ﴿ۚ۱۳﴾ وَ قَدۡ خَلَقَکُمۡ اَطۡوَارًا ﴿۱۴﴾

کہ تم اللہ کی عظمت کا عقیدہ نہیں رکھتے؟(13) حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے خلق کیا۔ (14)

اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿ۙ۱۵﴾ وَّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمانوں کو یکے بعد دیگرے کس طرح خلق کیا؟(15) اور

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ف: استغفار کے آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ گناہ دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور استغفار دونوں کو آباد کر دیا کرتا ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ رزق میں تاخیر ہوتو استغفار کرو۔

ف: آیت نمبر ۱۶ میں فیہن کی ضمیر کا مرجع سبع سماوات ہی ہیں کہ ہمارے لئے چاند ہی نور ہے اور سورج ہی سراج....اگر چہ اس کا واقعی تعلق ساتوں آسمانوں سے نہیں ہے۔

مدرار۔موسلا دھار۔مسلسل۔

اطوار۔مختلف مراحل اور اندازے۔

طباق۔مثل قباب یعنی تہ بہ تہ۔

بساط۔فرش

فجاج۔فج کی جمع ہے یعنی وسیع راستہ

اردو حاشیہ

ہو جائے اور ایسے طوفان کے عالم میں کسی انسان یا جماعت کا محفوظ رہ جانا ایک عظیم ترین نعمت الٰہی ہے جس کا حصول تبلیغ یا اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۲) ان آیات کریمہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں جنت اور نجات کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے بے شمار اثرات اور برکات ہوتے ہیں۔استغفار کے ذریعہ پانی برستا ہے، استغفار کے ذریعہ اموال اور اولاد میں اضافہ ہوتا ہے، استغفار کے ذریعہ باغات سرسبز و شاداب ہوتے ہیں اور استغفار ہی کے ذریعہ نہریں جاری ہوتی ہیں اور درحقیقت استغفار کے معنی یہ ہیں کہ غضب خدا کے سبب کو زائل کر دیا جائے۔اب اس کے بعد مسئلہ صرف مصلحت الٰہیہ کا باقی رہ جاتا ہے کہ اگر اسکی مصلحت میں پریشانی شامل ہے تو استغفار کا اثر آخرت میں ظاہر ہو گا ورنہ دنیا میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے جس طرح کہ اس کی مصلحت اتمام حجت کیلئے بعض بدترین گنہگاروں کیلئے بھی یہ ساری نعمتیں اکٹھا کر دیتی ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہ جائے جو کچھ دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دیا جائے یا انہیں اپنی شرارتوں کے مکمل کرنے اور اپنی خباثتوں کے اظہار کا مکمل موقع دیدیا جائے۔

جَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾

ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟ (۳) (16)

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ

اور اللہ نے تمہیں زمین سے خوب اگایا ہے۔(17) پھر تمہیں اسی میں

فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

لوٹا دے گا اور تمہیں باہر نکالے گا۔(18) اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے

بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ

فرش بنایا۔(19) تا کہ تم اس کے کشادہ راستوں پر چلو۔(20) نوح نے کہا:

نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ

پروردگارا! انہوں نے میری نافرمانی کی اور ان لوگوں کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے

مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾

ان کے نقصان میں اضافہ ہی کیا۔(21) اور ان لوگوں نے بڑی عیاری سے فریب کاری کی۔ (22)

وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا

اور کہنے لگے: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود، سواع،

سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا

یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا۔(23) اور (اس طرح) انہوں نے بہت سوں کو

كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ

گمراہ کیا اور (پروردگارا!) تو نے بھی ان ظالموں کی گمراہی میں اضافہ ہی کیا۔(24) وہ لوگ اپنی خطاؤں

عربی حاشیہ

خسارہ۔ راہ حق سے بہک جانا اور ہلاک ہو جانا۔

ود۔ دومتہ الجندل میں بنی کلب کا بُت۔
سواع۔ ساحل البحر پر بنی ہذیل کا بُت
یغوث۔ بنی غطیف کا بت۔
یعقوق۔ یمن میں ہمدان کا بُت۔
نسر۔ حمیر میں ذوالکلاع کا بُت۔
جناب نوح کے زمانے میں ان پانچوں کی پرستش عام تھی اور یہ سب سے بڑے بت تھے۔

مما خطیئاتہم ۔ من تعلیلیہ ہے اور ما زائدہ ہے۔ یعنی یہ صرف اپنی غلطیوں کی بنا پر غرق کئے گئے ہیں۔

دیار۔ گھر میں بسنے والا۔ یہ لفظ صرف نفی عام کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

تبار۔ ہلاکت۔

اردو حاشیہ

(۳) اس حسین تعبیر میں یہ بات واضح ہے کہ نور روشنی کا نام ہے اور چراغ اس کے مصدر کا یہ آفتاب اور ماہتاب کی حیثیت کی طرف واضح ترین اشارہ ہے کہ ماہتاب میں روشنی ضرور ہے لیکن وہ آفتاب کے طفیل میں ہے ذاتی طور پر اس میں کوئی نورانیت نہیں ہے وہ آفتاب ہی میں پائی جاتی ہے۔

أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ

کی وجہ سے غرق کر دیے گئے اور آگ میں داخل کئے گئے۔پس انہوں نے اللہ کے سوا کسی کو

اللَّهِ أَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ

اپنا مددگار نہیں پایا۔(25)اور نوح نے کہا: پروردگارا! روئے زمین پر بسنے والے کفار میں سے

الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ

ایک کوبھی باقی نہ چھوڑ۔(26)اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو وہ یقیناً تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے

وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي

اور یہ بدکار صرف کافر[۴] اولاد ہی پیدا کریں گے۔(27)پروردگارا! مجھے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ

اور میرے والدین کو اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو

الْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع

معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما۔(28)

ع ۲ الجن

آیاتها ۲۸ ﴿۷۲ سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰﴾ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا

کہہ دیجئے: میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا[۱] اور کہا: ہم نے ایک عجیب

عربی حاشیہ

ف: جناب نوح پہلے صاحب عزم پیغمبر ہیں۔ ان کا تذکرہ ۲۹ سوروں میں ہوا ہے اور ان کا نام ۴۳ مقامات پرلیا گیا ہے۔ انھوں نے سب سے زیادہ تبلیغ کی ہے اور آخر میں بددعا بھی اتنے طویل امتحان اور تجربے کے بعد کی ہے اور اس کا جواز بھی پیش کیا ہے کہ اب امکان ہدایت نہیں ہے۔ آخر میں دعائے مغفرت بھی اہل خانہ کے لئے نہیں بلکہ اہل ایمان کے لئے کی گئی ہے۔

ف: مختلف روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرمؐ طائف کے بازار عکاظ میں تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں جنات نے قرآن سنا....یاوفات ابوطالب کے بعد پناہ لینے طائف گئے تو واپسی میں ایک باغ میں قرآن پڑھ رہے تھے تو ایک گروہ جن نے سن لیایا مکہ ہی میں جنات نے آپ کی دعوت کی اور آپ نے وہاں جا کر قرآن سنایا اور وہ لوگ ایمان لے آئے۔''مجمع البیان''

اردو حاشیہ

(۱) نگاہِ نبوت نے اس صورت حال کا جائزہ نہ لے لیا ہوتا تو اتنی وسیع بددعا کا جواز ہر گز نہ پیدا ہوتا۔ نبی کا کلام موازین عقل وشرع کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔

جناب نوحؑ کے نسلوں کا مشاہدہ کرلیا تھا اور اسی لئے اس طرح کی بددعا کردی تھی ورنہ مومن کے حق میں بددعا کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض بندگانِ خدا نے تمام آلام ومصائب کو دیکھنے کے بعد بھی بددعا نہیں کی بلکہ قوم کے حق میں ہدایت وارشاد ہی کی دعا کرتے رہے۔

قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنۡ نُّشۡرِكَ

قرآن سنا ہے۔(1) جو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم کسی کو ہرگز

بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

اپنے رب کا شریک نہیں بنائیں گے۔(2) اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بلند ہے اس نے نہ کسی کو زوجہ بنایا

وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوۡلُ سَفِیۡهُنَا عَلَی اللّٰهِ

اور نہ اولاد۔(3) اور یہ کہ ہمارے کم عقل لوگ اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں

شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ

کرتے ہیں۔(4) اور یہ کہ ہمارا خیال تھا کہ انسان اور جن کبھی بھی اللہ کے بارے میں

عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ یَعُوۡذُوۡنَ

جھوٹ نہیں بول سکتے ۔(5) اور یہ کہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا

بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّ اَنَّهُمۡ ظَنُّوۡا

کرتے تھے جس سے جنات کی سرکشی مزید بڑھ گئی۔(6) اور یہ کہ انسانوں نے

کَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا

بھی تم جنات کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔(7) اور یہ کہ ہم نے

السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِیۡدًا وَّ شُهُبًا ۙ﴿۸﴾

آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرے داروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ (8)

وَّ اَنَّا کُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ یَّسۡتَمِعِ

اور یہ کہ پہلے ہم سننے کے لئے آسمان کے مقامات میں بیٹھا کرتے تھے اب اگر کوئی

عربی حاشیہ

جن۔ ایک مخلوق ہے جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اسے مختلف شکلیں اختیار کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔ وہ عام طور سے نظر نہیں آتا ہے لیکن جب کوئی شکل اختیار کر لیتا ہے تو نظر بھی آسکتا ہے۔ جن کے اصل وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس سلسلہ کے اکثر واقعات بے بنیاد اور توہم پرستی کا نتیجہ ہیں جن کی کوئی واقعیت نہیں ہوتی ہے۔

جد۔عظمت، جلالت، سفیہ۔ ابلیس

شطط۔ میزان سے ہٹی ہوئی بات۔

رہق۔ طغیان۔ سرکشی اور سفاہت وحماقت۔

حرساً شدیداً۔ طاقتور محافظ یعنی ملائکہ۔

شہب۔ شعلے۔

اردو حاشیہ

(۲) اس تذکرہ میں چند مخصوص حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ جن ایک مستقل وجود ہے جس کے مختلف گروہ اور افراد ہیں اور سب کی حیثیت الگ الگ ہے۔

۲۔ جنوں نے قرآن سنا اور سمجھا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں۔

۳۔ انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا ہے کہ احمق انسان ہمارے بارے میں جو خیالات رکھتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ:۔

☆ ہماری خدا سے کوئی رشتہ داری ہے۔

☆ ہم انسانوں کو پناہ دے سکتے ہیں۔

☆ ہم قیامت کے قائل نہیں ہیں اور خدا کی دسترس سے بالاتر ہیں۔

☆ ہم آسمان سے غیب کی خبریں لے آتے ہیں۔

☆ ہم آسمان پر روک ٹوک کے بغیر جا سکتے ہیں۔

☆ ہم ارادہ الٰہی سے باخبر ہیں کہ وہ اہل زمین کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے۔

الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًاۙ۝۹ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ

سننا چاہتا ہے تو وہ اپنی کمین میں ایک شہاب ثاقب کو پاتا ہے۔(9)اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ

اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

(اس سے) اہل زمین کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کیلئے راہ راست کا

رَشَدًاۙ۝۱۰ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ

ارادہ کیا ہے۔(10)اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ ہم میں دوسری طرح کے ہیں اور ہم مختلف

كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًاۙ۝۱۱ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ

مذاہب میں بٹے ہوئے ہیں۔(11)اور یہ کہ ہم نے یقین کر لیا ہے کہ ہم زمین میں اللہ کو

فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًاۙ۝۱۲ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا

عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔(12)اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت (کی بات) سنی

الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ

تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لاتا ہے اسے نہ تو نقصان کا

بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًاۙ۝۱۳ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ

خوف ہے اور نہ ظلم کا۔(13)اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ہم میں منحرف ہیں۔

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا۝۱۴ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

پس جنہوں نے اسلام اختیار کیا انہوں نے راہِ راست اختیار کی۔(14)اور جو منحرف ہو گئے

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًاۙ۝۱۵ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ

وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔(15)اور (انہیں یہ بھی سمجھا دیں کہ) اگر یہ لوگ اسی راہ پر ثابت قدم رہتے

عربی حاشیہ

رصد۔ یعنی مُرصد۔ مہیا۔
رشد۔ خیر وصلاح۔
طرائق۔ جمع طریقہ یعنی راستہ، مذہب۔
قدد۔ قدہ کی جمع ہے یعنی گروہ۔
ظننا۔ یعنی یقین کرلیا۔
بخس۔ ثواب میں کمی۔
رہق۔ ظلم وذلت وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۱۰ میں خیر کی نسبت صراحتاً خدا کی طرف ہے اور شر کا تذکرہ مجہول انداز میں ہوا ہے جو کمال ایمان کا اندازہ ہے۔

ف: بعض افراد نے فلا تدعوا مع اللہ احداً کے ذریعہ شفاعت اور توسل کا انکار کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ اولاً تو یہ دعا عبادت کے معنی میں ہے اور دوسرے یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو بلانا ممنوع ہے نہ کہ خدا کی طرف کسی کو وسیلہ قرار دینا۔

اردو حاشیہ

☆ ہم خدا کو عاجز کر سکتے ہیں اور اس کی گرفت سے باہر نکل سکتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک مخلوق ہیں اور ہمارے درمیان اچھے برے سب طرح کے افراد پائے جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ انسان کے لئے مقام غیرت وشرم ہے کہ جن نے ایک مرتبہ قرآن سن لیا تو اس طرح کا مکمل ایمان لے آئے اور انسان صبح وشام پڑھتا اور سنتا رہتا ہے اور اس کے کردار پر اثر نہیں ہوتا ہے جب کہ اسے اشرف المخلوقات ہونے کا بھی خیال ہے تو کیا ایسے انسانوں کو بھی اشرف المخلوقات کہا جا سکتا ہے جو اس قدر بھی شعور اور احساس نہ رکھتے ہوں جس قدر شعور واحساس ایک آگ کی مخلوق میں پایا جاتا ہے جب کہ قصہ آدمؑ میں روز اول ہی واضح کر دیا گیا ہے کہ خاک کا مرتبہ آگ سے بلند تر ہے اور خاک کی مخلوق کو نوری مخلوق کیلئے قبلہ بنایا جا سکتا ہے۔ آتشیں مخلوق کا کیا ذکر ہے۔

لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ

تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے۔(16) تا کہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں اور جو شخص

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ

اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیرے گا وہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔(17) اور یہ کہ مساجد [۳] اللہ کے لیے ہیں

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔(18) اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوا

يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا

تو قریب تھا کہ ہجوم اس پر ٹوٹ پڑے۔(19) کہہ دیجئے: میں تو صرف اپنے رب کو

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ

پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔(20) کہہ دیجئے: میں تمہارے لیے نہ کسی نقصان کا

ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ

اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع کا۔(21) کہہ دیجئے: مجھے اللہ سے کوئی ہرگز نہیں بچا سکتا

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور نہ ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکوں گا۔(22) (میرا کام تو) صرف اللہ کی بات اور اس کے پیغامات کا

رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔(23) یہاں تک کہ وہ اسے دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

عربی حاشیہ

قاسط۔حق سے عدول کرنے والا اور مقسط انصاف کرنے والا۔

امیرالمومنینؑ نے لشکر معاویہ کو قاسطین سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قسط عدل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یملأ الارض قسطا وعدلا

غدق۔کثیر، چھلکتا ہوا۔

صعدا۔مشقت،شدت۔

لبد۔ازدحام کرنے والے گروہ لبدہ کی جمع ہے یعنی جماعت۔

رشد۔نفع وہدایت۔

ملتحد۔پناہ گاہ

بلاغ۔پیغام رسانی۔

ابد۔مدت طویل ومدید۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ سلسلۂ بیان قول جن کا تتمہ ہو یا مستقل بیان ہو یہ بہرحال واضح ہے کہ مساجد اللہ کیلئے ہیں لہٰذا وہاں غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی ہے اور یوں تو غیر خدا کی عبادت کہیں نہیں ہوسکتی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کا مطالبہ یہ تھا کہ مساجد میں بھی غیر خدا کی پرستش کی جائے (جس طرح کہ دور حاضر میں مساجد میں بت پرستی کے منصوبے بن رہے ہیں) اور اسی لئے کفار قریش رسول اکرمؐ کو وقت نماز ہر طرف سے گھیر لیا کرتے تھے کہ عبادت نہ کرنے پائیں یا بتوں کو بھی شریک کرلیں۔آپ نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرسکتا اور میں اس کے مقابلہ میں کوئی اختیار بھی نہیں رکھتا ہوں اور نہ کوئی پناہ گاہ رکھتا ہوں۔میری نجات کا صرف ایک سہارا ہے کہ میں پیغام الٰہی کو پہنچا دوں اور حکم خدا کی تعمیل کروں لہٰذا میں اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کر سکتا ہوں۔

فَسَيَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَضۡعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلۡ

تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا مددگار کمزور ترین ہے اور کس کی جماعت قلت میں ہے۔(24) کہہ دیجئے:

اِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَهٗ رَبِّیۡۤ

میں نہیں جانتا کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لیے لمبی مدت

اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا

مقرر فرماتا ہے۔(25) وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔(26) سوائے

مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّهٗ یَسۡلُكُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡهِ

اس رسول کے جسے اس نے برگزیدہ [۴] کیا ہو۔ وہ اس کے آگے اور پیچھے

وَ مِنۡ خَلۡفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ

یقیناً نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔(27) تا کہ اسے علم ہو جائے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچائے ہیں

رَبِّهِمۡ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیۡهِمۡ وَ اَحۡصٰی كُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر اللہ نے احاطہ کر رکھا ہے اور اس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔(28)

ایاتها ۲۰ | ۷۳ سُوۡرَةُ الۡمُزَّمِّلِ مَكِّیَّةٌ ۳ | رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۲﴾ نِّصۡفَهٗۤ

اے کپڑا لپیٹ [۱] کر سونے والے! (1) رات کو اٹھا کیجیے مگر کم۔(2) آدھی رات

عربی حاشیہ

رصدا۔حفاظت کا انتظام یعنی پروردگار تبلیغ کرنے والے پسندیدہ نمائندوں کی حفاظت کا ہر طرف سے انتظام کرتا ہے اور سامنے یا پس پشت سے کسی طرف سے بھی اس کی راہ میں دشمن رکاوٹ پیدا کرکے اسے کار تبلیغ سے روک نہیں سکتا ہے۔احاطہ بمالدیھم۔ وہ ہر ایک کی شان تبلیغ اور مقدار تبلیغ سے باخبر ہے۔

ف: واضح رہے کہ خدا اور اولیاء خدا کے علم غیب میں حسب ذیل فرق ممکن ہیں: ۱۔خدا کا علم ذاتی ہے اور اولیاء کا علم عطائی۔ ۲۔خدا کا علم محیط ہے اور اولیاء کا علم بقدر مشیت۔ ۳۔خدا کا علم لوح محفوظ سے متعلق ہے اور اولیاء کا علم لوح محو وثبات سے ۴۔خدا کا علم غیب فعلی ہے اور اولیاء کا ارادی۔

ف: اس سورہ کی ابتدائی آیتیں ابتدائے تبلیغ سے ہم آہنگ ہیں لیکن آخری آیتیں مدینہ کے ماحول سے ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں اس لئے یہ آیات یا مدنی ہیں یا دونوں کے درمیان نزول کا

اردو حاشیہ

(۴) آیت کریمہ صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ غیب کا ذاتی علم صرف پروردگار کے پاس ہے لیکن وہ جس نمائندہ کو پسند کرتا ہے اسے اس علم کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور عطا کر دیتا ہے اور یہ بات علم غیب کے بارے میں افراط وتفریط کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے جس سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اصل علم پروردگار کے پاس ہے اور بندہ کو عطائے پروردگار سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا جب تک عطائے پروردگار کا ثبوت نہ مل جائے یا بندہ کا خدا سے مخصوص تعلق نہ ثابت ہو جائے اس وقت تک علم غیب کے کسی دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جا سکتی ہے اور نہ بندہ کو صاحب علم غیب تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اسی مخصوص تعلق ہی کی طرف قرآن مجید نے پسندیدہ رسولؐ اور نمائندہ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

(۱) سورہ مزمل اور مدثر ایک کے بعد ایک نازل ہوا ہے اور سورہ مزمل میں نبی کے ذاتی کردار کا ذکر کیا گیا ہے اور مدثر میں عوامی اور مذہبی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دونوں جگہ چادر اوڑھنے والا کہہ کر یاد کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اب چادر پھینک کر عبادت کیلئے اٹھو اور چادر سے بے فکر ہو کر تبلیغ کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہی وجہ ہے کہ انفرادی کردار میں عبادت شب کو واجب قرار دیدیا گیا ہے نصف شب قیام کر دیا ایک تہائی شب یا دو تہائی شب کہ اس سے نفس پامال ہوتا ہے اور قول وفعل میں مطابقت کا اظہار ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان دنیا کو بیدار کرنے کا منصوبہ بنائے اور خود سوتا رہ جائے۔ اور شب کا

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

یا اس سے کچھ کم کر لیجئے۔(3) یا اس پر کچھ بڑھا دیجئے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر

تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ

پڑھا کیجئے۔(4) عنقریب آپ پر (٢) ہم ایک بھاری حکم (کا بوجھ) ڈالنے والے ہیں۔(5) رات کا

نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ

اٹھنا (تاثیر قلبی کے لئے) یقیناً نہایت مناسب اور سنجیدہ کلام کے لیے زیادہ موزوں ہے۔(6) دن میں

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

تو آپ کے لیے یقیناً بہت سی مصروفیات ہیں۔(7) اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیجئے اور سب سے بے نیاز ہو کر

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ

صرف اسی کی طرف متوجہ ہو جائیے۔(8) وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے اس کے علاوہ

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا

کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا اسی کو اپنا ضامن بنا لیجئے۔(9) اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں

يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿١٠﴾ وَذَرْنِيْ وَ

اس پر صبر کیجئے اور شائستہ انداز میں ان سے دوری اختیار کیجئے۔(10) ان جھٹلانے والوں اور نعمتوں پر

الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿١١﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ

ناز کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی مہلت دے دیجئے۔(11) یقیناً ہمارے پاس (ان کے لئے)

اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿١٢﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣﴾

بیڑیاں ہیں اور ایک سلگتی آگ ہے۔(12) اور حلق میں پھنسنے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے۔(13)

عربی حاشیہ

کافی فاصلہ پایا جاتا ہے۔

مزمل۔ چادر لپیٹنے والا۔ عرب کی عادت تھی کہ محبوب کی جو ادا پسند ہوتی تھی اسے اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

نصفہ۔ قلیلاً کا بدل ہے یعنی جو نصف ذکر سے خالی ہو وہ قلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ترتیل۔ ٹھہر ٹھہر کر، الفاظ کو الگ الگ کر کے۔ عربی محاورہ میں دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے تو اسے ثغر رتل کہا جاتا ہے۔

ناشئۃ اللیل۔ جو عبادت رات میں کی جائے۔ یہ لفظ نشأ سے نکلا ہے جس کے معنی اٹھنے اور قیام کرنے کے ہیں۔

سبحاً طویلا۔ سبح تیز رفتاری سے پیر نے کو کہا جاتا ہے یعنی تیز تر اشغالات و مصروفیات۔

تبتل۔ انقطاع۔ سب سے الگ ہو کر عبادت میں مشغول ہو جانا۔

اردو حاشیہ

وقت مناجات کیلئے بھی بہتر وقت ہوتا ہے جب بندہ اپنے پروردگار سے تنہائی میں دردِ دل بیان کر سکتا ہے اور اس سے اعانت اور امداد کا طلبگار ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ نصف، ثلث اور دو ثلث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ رات کا وقت تمام سال ایک جیسا نہیں رہتا ہے اور سردی اور گرمی کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے تو کبھی نصف حصہ مناسب ہوگا اور کبھی ثلث اور کبھی دو ثلث اور بندہ مکمل طور پر حکم خدا کی پابندی کر سکے گا۔

(٢) بیشک قرآن کے احکام بڑی سنگین حیثیت رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرنا ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ صرف نماز روزہ نہیں ہے کہ وہ صرف کاہلوں کیلئے ثقیل ہے۔ یہ تبلیغ دین، انذار، جہاد اور کفار سے مقابلہ جیسے مسائل ہیں جو واقعاً سنگین ہیں اور جن کیلئے بڑی قوت قلب، یادِ خدا اور مالک کائنات کی طرف مکمل توجہ اور انقطاع کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی انسان عہدہ برآ نہیں ہو سکتا ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا

جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ بہتی ریت کے مانند ہو

مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

جائیں گے۔(14)(اے لوگو) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ

جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔(15) پھر فرعون نے اس رسول کی

الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ

نافرمانی کی تو ہم نے اسے سختی سے گرفت میں لے لیا۔(16)اگر تم نے انکار کیا تو اس دن سے

اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ

کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا؟(17)اور (اس دن) آسمان

مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

اس سے پھٹ جائے گا۔ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔(18)یقیناً یہ ایک نصیحت ہے،

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔(19) آپ کا پروردگار

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ

یقیناً جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب یا آدھی رات یا

وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ

ایک تہائی رات (تہجد کے لئے) کھڑے رہتے ہیں اور آپ کے ساتھ کی ایک جماعت بھی

عربی حاشیہ

انکال۔ سخت قید و بند۔
کثیب۔ ریت کا ٹیلہ۔
مہیل۔ جسے نیچے سے حرکت دی جائے تو اوپر سے سرک آئے۔
وبیل۔ سخت۔
منفطر بہ۔ فیہ کے معنی میں ہے یعنی روز قیامت۔
تذکرہ۔ عبرت اور نصیحت کا سامان۔

ف: کفار کی چار طرح کی عیاشیوں کی چار طرح کی سزائیں ہیں: زنجیر آزادی کی سزا، جہنم راحت کی سزا، طعام غذاؤں کی سزا، عذاب الیم پرلطف زندگی کی سزا۔

ف: ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے لئے تلاوت قرآن اور قیام شب ضروری تھا کہ اس سے عزم واستقامت میں اضافہ ہوتا ہے اور دشمن پر بھی اثر پڑتا ہے لیکن مدینہ میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور صرف بقدر امکان تلاوت کا حکم دیا گیا لیکن اس طرح کہ اس سے کردار

اردو حاشیہ

وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ
(کھڑی رہتی ہے) اور اللہ رات اور دن کا حساب رکھتا ہے۔ اسے علم ہے کہ
فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنۡ سَيَكُوۡنُ
تم حساب [۳] نہیں رکھ سکتے ہو پس اللہ نے تم پر مہربانی کی لہٰذا تم آسانی سے
مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰى ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ يَضۡرِبُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ
جتنا قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔ اسے علم ہے کہ عنقریب
يَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ
تم میں سے کچھ لوگ مریض ہوں گے اور کچھ لوگ زمین میں اللہ کے فضل (روزی) کی
سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنۡهُ ۙ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ
تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ راہ خدا میں لڑتے ہیں۔ لہٰذا آسانی سے جتنا قرآن
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا
پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرض حسنہ [۴] دو
تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ
اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں بہتر
هُوَ خَيۡرًا وَّ اَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ
اور ثواب میں عظیم تر پاؤ گے اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔
اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع
اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(20)

عربی حاشیہ

سازی کا عمل انجام پا سکے۔
فتاب علیکم یعنی جو ذمہ داری ابتدا میں قرار دی تھی کہ نصف، ثلث یا دو ثلث شب میں قیام کیا جائے اسے معاف کر دیا ہے اور اب صرف بقدر امکان قیام کافی ہے۔
القرآن۔ اس قرآن سے مراد نماز ہے جس طرح کہ قرآن الفجر کی آیت میں وارد ہوا ہے۔
مدثر۔ دثار استعمال کرنے والا۔ انسان کا جو لباس بدن سے متصل ہوتا ہے اسے شعار کہتے ہیں اور جو اس کے اوپر ہوتا ہے اسے دثار کہا جاتا ہے۔
ثیاب۔ بعض لوگوں کی نگاہ میں اس سے نفس مراد ہے۔
رجز۔ بت، کثافت، گناہ وغیرہ۔
نقر۔ آواز دینا۔ ناقور صور کو کہا جاتا ہے۔
تمہید۔ برابر کرنا اور ہموار کرنا۔

اردو حاشیہ

(۳) ابتداء میں پروردگار نے نصف شب، ثلث شب اور دو تہائی رات میں قیام کا حکم دیا اور یہ انتہائی مشکل ثابت ہوا کہ صحیح حساب نہ ہو سکنے کی بنا پر بعض افراد رات بھر قیام کرتے تھے تو خدا نے اس حکم کو معاف کر دیا اور صرف بقدر امکان قیام کی اجازت دیدی۔ دوسری طرف لوگوں کی بیماری، سفر اور جہاد کا بھی مسئلہ تھا لہٰذا سہولت دینا ضروری تھا۔
لیکن یہ سب نماز شب کیلئے تھا۔ اصل نماز واجب اور زکوٰۃ کی ادائیگی بہرحال اپنے مقام پر ہے اس میں کسی طرح کی رعایت نہیں ہو سکتی ہے کہ فریضہ بہرحال فریضہ ہے اسے ادا ہونا چاہیے۔
(۴) ابتدا سے اب تک یہ مطالبہ سات مرتبہ دہرایا گیا ہے اور خدا مسلسل کارِ خیر اور قرض حسنہ کی طرف بندوں کو متوجہ کر رہا ہے کہ روزِ قیامت یہی کام آنے والا ہے اور کوئی دنیاداری یا ذخیرہ اندوزی کام آنے والی نہیں ہے۔

اٰیاتھا ۵۶ ۷۴ سُورَۃُ الْمُدَّثِّرِ مَکِّیَّۃٌ ۴ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾

اے چادر اوڑھنے والے۔(1)اٹھیے اور تنبیہ (۱) کیجئے۔(2)اور اپنے رب کی کبریائی کا اعلان کیجئے۔ (3)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾

اور اپنے لباس کو پاک رکھئے۔(4)اور ناپاکی سے دور رہیے۔(5)اور ایسا احسان نہ کیجئے جسے آپ بہت سمجھنے لگ جائیں۔(6)اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجئے۔(7)اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔ (8)

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۗ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

تو وہ دن ایک مشکل دن ہو گا۔(9)وہ کفار پر آسان نہ ہو گا۔(10) مجھے اور اس شخص کو (نبٹنے کے لیے) چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔(11)اور میں نے اس کے لیے بہت سامال دیا۔(12)اور حاضر رہنے والے فرزند بھی۔(13)اور میں نے اس کے لیے (آسائش کی) راہ ہموار کر دی۔(14) پھر وہ طمع کرنے لگتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔(15) ہرگز نہیں! وہ یقیناً ہماری آیات سے

عربی حاشیہ

عنید۔ عناد رکھنے والا اور قصداً انکار کرنے والا۔

صعود۔ شدید مرحلہ جس کو طے کرنا مشکل اور تقریباً ناممکن ہو۔

ف: بعض مفسرین نے سورۂ مدثر کو وحی اول قرار دیا ہے حالانکہ سورۂ اقراء کا مضمون دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وحی اوّل سورۂ اقراء ہے اور سورہ مدثر تین سال کی خفیہ تبلیغ کے بعد علانیہ تبلیغ کے مرحلہ کی پہلی وحی ہے لہٰذا اسے بھی وحی اول کہا جاسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ پیغمبرؐ اسلام کی تبلیغ کے بنیادی ارکان ہیں کہ:۔

۱۔ قوم کو ڈرائیں اور اس کام کیلئے باقاعدہ قیام کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام شاہی ملبوس والے نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا ایک چادر والے کو مخاطب بنایا گیا ہے۔

۲۔ صرف پروردگار کی بڑائی کا اظہار کریں تاکہ دوسرے خدا خود بخود نگاہوں سے گر جائیں۔

۳۔ لباس پاکیزہ رکھیں تاکہ دشمن متنفر نہ ہو سکے اور اس کے نفس کو پاکیزہ بنانے میں آسانی ہو۔

۴۔ بت پرستی اور تمام کثافتوں سے الگ رہیں تاکہ تبلیغ کی تاثیر میں اضافہ ہو سکے۔

۵۔ لوگوں پر احسان نہ جتائیں کہ اس طرح بلندیٔ نفس کا احساس پیدا ہو۔

۶۔ پروردگار کی خاطر صبر کریں کہ صبر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے۔

یہ تعلیمات صرف رسول اکرمؐ ہی کیلئے نہیں ہر مبلغ اور مصلح کیلئے ضرور ہیں۔ پیغمبرؐ کو صرف مخاطب بنایا گیا ہے ورنہ انہیں ان ہدایات کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ان انسانوں کو ہے جو اپنے فریضۂ تبلیغ کو ادا کرنا چاہتے ہیں اور راہِ خدا میں کسی کارنمایاں یا عظیم خدمت کو انجام دینے کے خواہش مند ہیں۔

عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾

عناد رکھنے والا ہے۔(16) میں اسے کٹھن چڑھائی چڑھنے پر مجبور کروں گا۔(17) اس نے یقیناً سوچا پھر اسے (کچھ) سوجھا۔[۲] (18)

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ

پس اس پر اللہ کی مار اسے کیا سوجھی؟(19) پھر اس پر اللہ کی مار ہو اسے کیا سوجھی؟(20) پھر

نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾

اس نے نظر دوڑائی۔(21) پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا۔(22) پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ (23)

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

پھر کہنے لگا: یہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے جو منتقل ہو کر آیا۔(24) یہ تو صرف

قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

بشر کا کلام ہے۔(25) عنقریب میں اسے آگ (سقر) میں جھلسا دوں گا۔(26) اور آپ کیا سمجھیں

سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا

سقر کیا ہے۔(27) وہ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔(28) آدمی کی کھال جھلسا دینے والی ہے۔(29) اس پر

تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

انیس (فرشتے) موکل ہیں۔(30) اور ہم نے جہنم کا عملہ صرف فرشتوں کو قرار دیا

وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کی تعداد کو کفار کے لیے آزمائش بنایا [۳] تا کہ اہل کتاب کو یقین آ جائے

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ

اور ایمان لانے والوں کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل کتاب

عربی حاشیہ

ف: مسئلہ یہ تھا کہ پیغمبر اسلامؐ پر کیا الزام لگایا جائے کہ لوگ متنفر ہو جائیں۔ ولید نے انتہائی غور وفکر کے بعد ان کے پیغام کو جادو کا نام دیا اور اسے قول بشر قرار دیا۔ حالانکہ اس احمق کو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر قول بشر ہے تو جواب لے آئے، الزامات کی کیا ضرورت ہے۔ الزام تو خود اس بات کی علامت ہے کہ جواب ممکن نہیں ہے اور جادو کا نام اس کی بے پناہ اثر انگیزی کی بنا پر دیا گیا ہے۔

قدر۔ یعنی اپنے دل کے اندر وہ سب طے کر لیا جو قرآن کے بارے میں کہنا ہے۔

عبس۔ چہرہ بسور لیا۔

بسر۔ تیوریاں چڑھالیں۔

سقر۔ جہنم کے ایک طبقہ کا نام ہے۔

لواحۃ۔ سیاہ کر دینے والی۔

بشر۔ بشرہ کی جمع یعنی جلد۔

ادبر۔ جاتی ہوئی رات۔

اسفر۔ روشن ہوتی ہوئی صبح۔

اردو حاشیہ

(۲) مفسرین کا بیان ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ کی داستانِ حیات ہے۔ اسے مال واولاد سے نواز دیا گیا تو اس کا دماغ ہی خراب ہو گیا اور اس نے پیغمبرؐ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ قرآن حکیم کو جادو کہنے لگا اور قوم کو بیوقوف بنانے لگا کہ پہلے کافی غور وخوض کرنے کا اعلان کیا اور اس کے بعد جادو ہونے کا اعلان کر دیا کہ قوم متاثر ہو جائے کہ اس نے کافی غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے جیسے کہ دور حاضر میں سرکاری اندازے کمیشن کی رپورٹ کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں اور سادہ لوح افراد متاثر ہو جاتے ہیں کہ واقعاً یہ رپورٹ مکمل تحقیقات کے بعد مرتب کی گئی ہے۔

(۳) کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے ازراہِ تمسخر کہا کہ کل ۱۹ فرشتے ہیں۔ اگر دس دس آدمی مل کر ایک ایک کو پکڑ لیں گے تو کام بن جائے گا تو ایک شخص نے اسی لہجہ میں جواب دیا کہ سترہ کو تو میں اکیلے پکڑ لوں گا تم صرف دو کا انتظام کر لو۔

غالبًا اسی لئے خدا نے ان خازنوں کو فرشتوں میں سے قرار دیا ہے تا کہ مقابلہ اور رشوت دونوں کے امکانات ختم ہو جائیں اور اس عدد کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں سے ملا کر یقین پیدا کر لیں گے کہ ان کے یہاں بھی یہی تذکرہ پایا جاتا ہے اور صاحبانِ ایمان بھی خدا پر اعتبار کر کے اپنے ایمان میں اضافہ کر لیں گے۔

اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور مومنین شک میں نہ رہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

نیز کفار یہی کہیں: اس بیان سے اللہ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ

اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا

ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى

کوئی نہیں جانتا اور یہ (جہنم کا ذکر) انسانوں کے لئے ایک نصیحت

لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۙ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۙ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ

ہے۔(31) (ایسا) ہرگز نہیں! (جیسا تم سوچتے ہو) قسم ہے چاند کی۔(32) اور رات کی جب وہ پلٹنے لگتی ہے۔(33) اور صبح کی جب

اَسْفَرَ ۙ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ﴿۳۶﴾

وہ روشن ہو جاتی ہے۔(34) بلاشبہ یہ (آگ) بڑی آفتوں میں سے ایک ہے۔(35) (اس میں) انسانوں کے لیے تنبیہ ہے۔(36)

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۭ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ

تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جو آگے بڑھنا یا پیچھے رہ جانا چاہے۔(37) ہر شخص

بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۭ﴿۳۹﴾ فِيْ

اپنے عمل کا گروی ہے۔(38) سوائے دائیں والوں کے۔(39) جو جنتوں میں

عربی حاشیہ

کُبر۔ بہت سی ہولناک چیزیں اور مصیبتیں۔

یتقدم۔ نیکی کی طرف بڑھے۔

یتاخر۔ برائی سے پیچھے ہٹے۔

رہینۃ۔ گرفتار۔ گروی۔

خوض۔ کسی کام میں داخل ہوجانا...... لیکن عام طور سے باطل کاموں میں داخل ہونے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

یوم الدین۔ حساب و کتاب اور جزا کا دن۔

یقین۔ موت۔

اردو حاشیہ

جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ

پوچھ رہے ہوں گے۔(40) مجرمین سے۔(41) کس چیز نے تمہیں

فِىْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

جہنم میں پہنچایا؟(42) وہ کہیں گے: ہم نماز گزاروں میں سے نہ (۴) تھے۔(43) اور ہم

نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾

مسکین کو کھلاتے نہیں تھے۔(44) اور ہم بیہودہ بکنے والوں کے ساتھ بیہودہ گوئی کرتے تھے۔ (45)

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾

اور ہم روز جزاء کو جھٹلاتے تھے۔(46) یہاں تک کہ ہمیں یقین آ گیا۔(47)

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

اب سفارش (۵) کرنے والوں کی سفارش انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔(48) انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾

موڑ رہے ہیں۔(49) گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔(50) جو شیر سے (ڈر کر) بھاگے ہوں۔ (51)

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾

بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ (اس کے پاس) کھلی ہوئی کتابیں آ جائیں۔ (52)

كَلَّا ۖ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾

ہرگز نہیں! بلکہ انہیں آخرت کا خوف ہی نہیں ہے۔(53) ہرگز نہیں! یہ تو یقیناً ایک نصیحت ہے۔ (54)

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔(55) وہ یاد اس وقت رکھیں گے جب اللہ چاہے گا۔

عربی حاشیہ

ف: انیس کا عدد سب سے بڑی اکائی اور سب سے چھوٹی دہائی کا مجموعہ ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق بدکرداری کے انیس اصول ہیں جن میں ہر ایک کے لئے ایک فرشتہ عذاب مقرر کیا گیا ہے۔ بہرحال یہ عدد جہنم سے متعلق ہے اس میں کوئی برکت نہیں ہے کہ سارا قرآن یا مذہب اسی عدد سے جوڑ دیا جائے۔

ف: روایات میں حسب ذیل شفعاء کا ذکر وارد ہوا ہے۔ رسول اکرمؐ، ائمہ اطہار، فرشتے، انبیاء، شیعیان حقیقی، علماء، شہداء، قرآن حکیم، ۹۰ سال کا ضعیف العمر مومن، روزہ۔
(مفاہیم القرآن)

حمر مستنفرہ۔ بھڑکتے ہوئے وحشی گدھے۔

قسورہ۔ شیر جو سب پر غالب آنے والا جانور ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کا ادا کرنا اور مساکین کو کھانا کھلانا کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور برے کاموں میں داخل ہو جانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے شفاعت بھی کام آنے والی نہیں ہے جیسا کہ امام صادقؑ نے فرمایا تھا کہ ہم اہلبیتؑ کی شفاعت نماز کو سبک سمجھنے والوں تک نہیں جا سکتی ہے۔

(۵) اس جملہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کرنے والے ہوں گے اور شفاعت کا عقیدہ بالکل حق اور صحیح ہے لیکن اس شفاعت سے بے نمازیوں اور بیدینوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور وہ اس شفاعت سے محروم رہیں گے۔ کاش غلط فہمی میں مبتلا اور قوم کو دھوکہ دینے والے افراد اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نگاہ ڈالتے اور حقیقت شفاعت کو محسوس کر کے بے نماز عوام کو شفاعت کا حقدار بنانے کی کوشش نہ کرتے۔

اللّٰہُ ؕ ھُوَ اَھۡلُ التَّقۡوٰی وَ اَھۡلُ الۡمَغۡفِرَۃِ ﴿۵۶﴾ ع

وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور وہی بخشنے کا اہل ہے۔(56)

اٰیاتھا ۴۰ ﴿۷۵﴾ سُوۡرَۃُ الۡقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۱ رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ؕ﴿۲﴾

قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔(1) قسم کھاتا ہوں ملامت (۱) کرنے والے نفس (زندہ ضمیر) کی۔ (2)

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے؟(3) ہاں! (ضرور کریں گے) ہم تو

عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ

اس کی انگلیوں (۲) کے پور بنانے پر بھی قادر ہیں۔(4) بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اس کے سامنے

اَمَامَہٗ ۚ﴿۵﴾ یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ

برائی کرتا جائے۔(5) وہ پوچھتا ہے: قیامت کا دن کب آئے گا؟(6) پس جب آنکھیں

الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾

پتھرا جائیں گی۔(7) اور چاند بے نور ہو جائے گا۔(8) اور سورج اور چاند ملا دیے جائیں گے۔ (9)

یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾

تو انسان اس دن کہے گا: بھاگ کر کہاں جاؤں؟(10) نہیں! اب کوئی پناہ گاہ نہیں۔ (11)

عربی حاشیہ

منشرہ۔ وہ کتابیں جو بالکل کھلی ہوئی ہوں اور ہر شخص انھیں پڑھ سکتا ہو۔

اہل التقویٰ۔ یعنی اس بات کا اہل ہے کہ بندے اس سے ڈریں۔

لااقسم۔ لاان دونوں مقامات پر زائد ہے اور محل استعمال یہ ہے کہ گویا دشمن کے تصورات کی تردید کرتے ہوئے قسم کھائی جارہی ہے۔

بنان۔ بنانہ کی جمع ہے یعنی انگلی کے پور۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسانوں کے پور آپس میں ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں اور خدا ایسا قادر مطلق ہے کہ پور بھی الگ الگ بنا سکتا ہے تو اس مُردہ کو زندہ کر لینے میں کیا زحمت ہے اور وہ ہر ایک کی مٹی کو کیوں الگ نہیں کر سکتا ہے۔

برق۔ دہشت زدہ اور متحیر ہو جانا۔

اردو حاشیہ

(۱) نفس کے مختلف درجات یا اقسام ہوتے ہیں:۔

۱۔ ایک مرحلہ ہوتا ہے جہاں نفس برائیوں کا حکم دیتا ہے۔

۲۔ دوسرا مرحلہ ہوتا ہے جہاں نفس برائیوں پر ملامت کرتا ہے۔

۳۔ اور ایک مرحلہ ہے جہاں نفس ہر قضائے الٰہی پر مطمئن رہتا ہے ظاہر ہے کہ نفس امارہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی قسم کھائی جا سکے اور نفس لوامہ یقیناً اس قابل ہے کہ اسے برے لوگوں کے مقابلہ میں محل قسم میں استعمال کیا جا سکے۔

(۲) منکرین قیامت کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جب بہت سے مردے خاک میں مل جائیں گے تو سب کو ایک دوسرے سے الگ کیسے کیا جائے گا۔ قدرت نے انگلی کے پوروں کا حوالہ دے کر ثابت کر دیا کہ جو اتنی باریک نگاہ رکھتا ہے کہ ایسے پور بنا سکتا ہے جو ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں تو اس کیلئے مردوں کی ہڈیوں اور خاک کو الگ کر لینے میں کیا زحمت ہے۔ واضح رہے کہ دستاویز پر نشانی انگوٹھا پوروں کے الگ الگ ہونے کا دستاویزی ثبوت ہے۔

اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ ﹰالْمُسْتَقَرُّؕ ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍۭ

اس روز ٹھکانا تو صرف تیرے رب کے پاس ہوگا۔(12)اس دن انسان کو وہ سب کچھ بتا دیا جائے گا جو وہ آگے

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَؕ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌۙ ﴿۱۴﴾

بھیج یا پیچھے چھوڑ آیا ہو گا۔(13)بلکہ انسان اپنے آپ سے خوب آگاہ ہے۔ (14)

وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗؕ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ

اور خواہ وہ اپنی معذرتیں پیش کرے۔(15)(اے نبی) آپ وحی کو جلدی (حفظ) کرنے کیلئے اپنی زبان کو

لِتَعْجَلَ بِهٖؕ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗۚۖ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا

حرکت نہ دیں۔(16)اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا یقیناً ہمارے ذمے ہے۔(17)پس جب ہم اسے

قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗۚ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗؕ ﴿۱۹﴾ كَلَّا

پڑھ چکیں تو پھر آپ (بھی) اسی طرح پڑھا کریں۔(18) پھر اس کی وضاحت ہمارے ذمے ہے۔(19)(کیا یہ انکار اس لیے ہے کہ

بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَۙ ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَؕ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ

قیامت ناقابل فہم ہے؟) ہرگز نہیں! بلکہ یہ اس لیے ہے کہ تم دنیا کو پسند کرتے ہو۔(20)اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔(21)بہت

یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌۙ ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌۚ ﴿۲۳﴾ وَ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍۭ

سے چہرے اس روز شاداب ہوں گے۔(22)وہ اپنے رب (کی رحمت) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔(23)اور بہت سے چہرے اس روز

بَاسِرَةٌۙ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌؕ ﴿۲۵﴾ كَلَّاۤ اِذَا

بگڑے ہوئے ہوں گے۔(24) جو گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ معاملہ ہونے والا ہے۔(25)(کیا تم اس دنیا میں ہمیشہ رہو گے؟)

بَلَغَتِ التَّرَاقِیَۙ ﴿۲۶﴾ وَ قِیْلَ مَنْ ٚ رَاقٍۙ ﴿۲۷﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ

ہرگز نہیں! جب جان حلق تک پہنچ جائے گی۔(26)اور کہا جائے گا: کون ہے (بچانے والا) معالج؟(27)اور وہ سمجھ جائے گا کہ اس کی

عربی حاشیہ

وزر۔ ملجا و ماویٰ اور پناہ گاہ۔

معاذیر۔ معذرت کی جمع ہے یعنی عیب کو مٹا دینے کی فکر۔

ف: یوم القیامہ روز جزا کے سو سے زیادہ ناموں میں سے ایک مشہور ترین نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید ۷۰ مقامات پر ہوا ہے۔ نفس لوامہ کی قسم اس لئے ہے کہ یہ ایک داخلی عدالت ہے جو قیامت کی دلیل بھی ہے اور اس کا نمونہ بھی ہے۔

ف: صادق آل محمدؑ کا ارشاد ہے کہ موت شہوتوں کو مارنے والی ، غفلت کو جڑ سے اکھاڑ دینے والی، وعدہ الٰہی کو تقویت بخشنے والی ، دل کو نرم کر دینے والی، ہوا پرستی کے نشانات کو توڑ دینے والی اور حرص کی آگ کو بجھا دینے والی حقیقت کا نام ہے۔

عاجلہ۔ دنیا در مقابل آخرت۔

ناضرہ۔ نضرت سے مشتق ہے یعنی خوبصورتی۔

اردو حاشیہ

الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ

جدائی کا لمحہ آ گیا ہے۔(28)اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔(29)تو وہ آپ کے رب کی

يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ

طرف چلنے کا دن ہو گا۔(30)پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔(31)بلکہ تکذیب کی

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

اور روگردانی کی۔(32)پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔(33)

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ

(اب عذاب الٰہی) تیرے لیے شائستہ تر ہے سزاوار تر۔(34)پھر (تباہی) تیرے لیے شائستہ تر ہے سزاوار تر۔(35) کیا انسان یہ خیال

الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً

کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟(36) کیا وہ (رحم میں) ٹپکائے جانے والے

مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾

منی کا ایک نطفہ نہ تھا؟ (۳) (37) پھر وہ لوتھڑا بنا پھر (اللہ نے) اسے خلق کیا پھر اسے معتدل بنایا۔(38)

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ

پھر اس سے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا۔ (۴) (39) کیا اس ذات کو

ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ مرنے والوں کو زندہ کرے؟(40)

عربی حاشیہ

الٰی۔ حرف جر بھی ہوسکتا ہے اور نعمت کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے جس کی جمع الاء ہوتی ہے۔

فاقرہ۔ ایسی مصیبت جو انسان کی کمر توڑ دے۔

تراق۔ ترقوہ کی جمع ہے..... گردن۔

تراق۔ علاج کرنے والا۔ یہ رقیہ سے نکلا ہے یعنی وہ کلمات جن سے علاج کیا جاتا ہے۔ جھاڑ پھونک وغیرہ۔

ساق۔ پنڈلی ہے ......اور پنڈلیوں کا آپس میں لپٹ جانا بے بسی کی علامت ہے اور عرب اس لفظ ساق کو صرف سختیوں اور مصیبتوں میں استعمال کرتے ہیں۔

یمطی۔ مط سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں مد یعنی کھینچنا۔ یہ غرور کی نشانی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) اصل کام قرآن کا دل کے اندر جمع ہو جانا ہے اس کے بعد اس کی تلاوت ہے۔ ورنہ دل قرآن سے خالی رہا اور صرف تلاوت کی گئی تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ امت کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے رسول اکرمؐ کو مخاطب بنایا گیا ہے کہ صرف تلاوت، قرائت اور حافظہ کی کوئی قیمت نہیں ہے جب تک کہ دل کی گہرائیوں میں اس کے مطالب اور مفاہیم کی جگہ نہ ہو اور انسان اس سے مکمل طور پر استفادہ نہ کرے۔

(۴) مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیات دشمن اسلام ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جس نے نہ پیغمبرؐ کے بیان کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ مسلسل استہزاء کرتا رہا یہاں تک کہ پیغمبرؐ نے ہاتھ پکڑ کر کہہ دیا کہ تیرے لئے عذاب ہی عذاب اور جہنم ہی جہنم ہے اور پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

قدرت نے اس مقام پر پھر انسان کو اس کی اوقات سے باخبر کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ کے حوالے سے قیامت کو ثابت کرنا چاہا ہے بشرطیکہ انسان میں حق کے قبول کرنے کی صلاحیت باقی رہ گئی ہو اور حرف حق کو قبول کرسکتا ہو۔

ایاتھا ٣١ ٧٦ سُوْرَۃُ الدَّھْرِ مَدَنِیَّۃٌ ٩٨ رکوعاتھا ٢

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا

کیا زمانے میں انسان پر ایسا وقت آیا ہے جب وہ کوئی قابل

مَّذْکُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ

ذکر چیز نہ تھا؟ [۱] (1) ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا کہ اسے آزمائیں

نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ② اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ

پس ہم نے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنایا۔(2) ہم نے اسے راستے کی ہدایت کر دی

اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ

خواہ شکر گزار بنے اور خواہ ناشکرا۔(3) ہم نے کفار کے لیے زنجیریں اور طوق

سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ

اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔(4) نیک لوگ یقیناً ایسا مشروب

مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ⑤ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا

پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔(5) یہ ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ کے

عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا ⑥ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

بندے پئیں گے اور خود اسے (جیسے چاہیں) جاری کر دیں گے۔(6) جو نذر پوری کرتے ہیں

عربی حاشیہ

اولیٰ۔ یعنی ہلاکت قریب آ گئی ہے۔
سدیٰ۔ مہمل، بے کار، آزاد۔
ہل اتی۔ یعنی قد اتی۔
حین۔ دہر طویل زمانہ ہے اور حین اس کا ایک حصہ ہے۔
امشاج۔ مخلوط۔
سلاسل۔ زنجیریں۔
اغلال۔ جس سے ہاتھ پس گردن سے باندھ دیئے جائیں۔
سعیر۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔
کاس۔ پیالہ، مراد شراب ہے۔

ف: صدر اسلام میں قید خانہ کا کوئی وجود نہیں تھا اور قیدی مسلمانوں کی حراست اور تربیت میں رہا کرتے تھے لہٰذا اس کا دروازہ پر آ کر سوال کرنا کوئی ناممکن امر نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) انسان کو راہِ راست پر لانے، امتحان میں کامیاب بنانے اور شکر گزار قرار دینے کیلئے قدرت نے اپنے مختلف احسانات کا تذکرہ کیا ہے:۔

۱۔ انسان ابتداء میں عدم محض تھا اور اس کا دور دور کوئی ذکر نہیں تھا۔

۲۔ ہم نے اسے ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا ہے جس میں دو مختلف مادّے ٹکرا کر فنا ہو جانے کے بجائے ایک نئے وجود کا مقدمہ بن گئے ہیں۔

وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَ يُطْعِمُوْنَ

اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی۔(7)اور اپنی خواہش کے

الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا

باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔(8)(وہ ان سے کہتے ہیں:) ہم تمہیں صرف اللہ (کی رضا)

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝۹

کیلئے کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ تو کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکر گزاری۔ [۲] (9)

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ

ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا خوف ہے جو شدید مصیبت (کی وجہ) سے بدمنظر ہو گا۔(10)پس اللہ

اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝۱۱ وَ جَزٰىهُمْ

انہیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے گا اور انہیں شادابی اور مسرت عنایت فرمائے گا۔(11)اور ان کے صبر کے عوض

بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

انہیں جنت اور ریشمی لباس عنایت فرمائے گا۔(12)وہ اس (جنت) میں مسندوں پر

الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳

تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جس میں نہ دھوپ کی گرمی دیکھنے کا اتفاق ہو گا اور نہ سردی کی شدت۔ (13)

وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴ وَ يُطَافُ

اور (پھلدار درخت) ان پر سایہ فگن ہوں گے اور میووں کے گچھے ان کی دسترس میں ہوں گے۔(14)اور ان کے

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ۝۱۵

لیے چاندی کے برتنوں اور بلوریں پیالوں کے دور چلیں گے۔ (15)

عربی حاشیہ

مستطیر۔ منتشر۔ صبح کی روشنی جب پھیل جاتی ہے تو اسے مستطیر کہا جاتا ہے۔

عبوس۔ جس دن چہرے بگڑ جائیں گے۔

قمطریر۔ چہرے بالکل مسخ ہوجائیں گے۔

زمہریر۔ انتہائی سرد۔

ذللت۔ مسخر اور زیر اختیار بنادیے گئے۔

قطوف۔ قطف کی جمع ہے یعنی چنے جانے والے پھل اور میوے۔

اکواب۔ وہ پیالے جن میں دستے نہ ہوں۔

قواریر۔ قارورہ کی جمع ہے یعنی شیشے کا ظرف۔

من فضۃ۔ یعنی شیشے کی چمک بھی ہے اور چاندی کی قدرو قیمت بھی۔

اردو حاشیہ

(۱) ہم نے انسان کو سماعت وبصارت سے نواز کر جمادات ونباتات سے بلندتر بنا دیا ہے۔

۲۔ ہم نے ہی اسے ہدایت دے کر حیوانات سے بھی اونچا بنا دیا ہے۔

۵۔ مگر اس کے حال پر افسوس ہے کہ وہ شکر گزار بندہ نہ بن سکا اور اس کے درمیان کفرانِ نعمت کرنے والے بھی پیدا ہو گئے۔ اور اس طرح اس نے اپنے کو جمادات ونباتات اور حیوانات سے بدتر بنا دیا کہ وہ سب اوامر الٰہیہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں اور یہ ہر آن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ رہتا ہے۔

قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝١٦ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا

شیشے بھی (کانچ کے نہیں بلکہ) چاندی کے ہوں گے جنہیں ساقی نے ایک مناسب مقدار میں بھرا ہوگا۔(16)اور وہاں انہیں ایک ایسا جام

كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝١٧ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝١٨

پلایا جائے گا جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔(17)جنت میں ایک ایسے چشمے سے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔(18)

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

اور (خدمت کے لیے) ان کے گرد ایسے لڑکے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ آپ انہیں

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝١٩ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ

دیکھیں تو بکھرے ہوئے موتی خیال کریں گے۔(19)اور آپ جہاں بھی نگاہ ڈالیں گے بڑی نعمت

نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝٢٠ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ

اور عظیم سلطنت نظر آئے گی۔(20)ان کے اوپر سبز دیباج اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔

وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ

انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝٢١ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً

انہیں پاکیزہ مشروب پلائے گا۔(21)یقیناً یہ تمہارے لیے جزاء ہے

وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝٢٢ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور تمہاری یہ محنت قابل قدر ہے۔(22)یقیناً ہم نے ہی آپ پر قرآن

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝٢٣ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ

بتدریج نازل کیا ہے۔(23)لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کریں اور ان میں سے

عربی حاشیہ

زنجبیل۔عرب شراب میں زنجبیل کی آمیزش کو بہت پسند کرتے تھے۔
سلسبیل۔ وہ شراب جو آسانی سے حلق سے اتر جائے۔
ثم۔ وہاں یعنی جنت میں۔
سندس۔ ہلکا ریشم۔
استبرق۔موٹا ریشم کا کپڑا۔
اوکفوراً۔حرف یہ بات کی شدت کے اظہار کے ہے ورنہ جو کافر ہیں وہی گنہگار بھی ہوتے ہیں۔
ف: آخری آیات میں اگرچہ خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے لیکن پانچ احکام ہر اس شخص کے لئے ضروری ہیں جو قرآنی احکام کو رواج دے کر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کرنا چاہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) زمخشری اور فخر رازی دونوں نے نقل کیا ہے کہ آیات کریمہ اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جب حضرات حسنؑ و حسینؑ بیمار ہوئے اور پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو نذر کرنے کی دعوت دی اور انہوں نے مع جناب فاطمہؑ اور فضہ کے تین تین روزہ کی نذر کر لی اور جب شفا کے بعد روزے رکھے تو تین صاع جو لے آئے۔ جناب فاطمہؑ نے ایک ایک صاع کی پانچ پانچ روٹیاں تینوں دن تیار کیں اور وقت افطار کبھی مسکین، کبھی یتیم اور کبھی اسیر آ گیا اور سب نے اپنی روٹیاں اس کے حوالے کر دیں اور پانی سے افطار کر لیا۔ تیسرے دن پیغمبرؐ نے یہ حال دیکھا تو پریشان ہوئے اور جبریل سورہ لے کر نازل ہوئے کہ یہ اہلبیتؑ کے ایثار کی جزا ہے۔

واضح رہے کہ اس مقام پر اولاً تو قدرت نے خود اہلبیتؑ کے کردار کی ترجمانی کی ہے کہ ہم جزا اور شکریہ نہیں چاہتے ہیں جو انکے کمالِ کردار کی علامت ہے اور ہمارے لئے کارِ خیر کرنے کی بہترین تعلیم ہے ورنہ اہلبیتؑ نے اپنی زبان سے یہ بات نہیں کہی تھی اور دوسری طرف ان کے خوف قیامت کا مسلسل ذکر کیا ہے تاکہ ہم خوف قیامت سے بے نیاز نہ ہو جائیں۔ جب ایسے کردار والوں کو ہول قیامت کا خیال ہے تو ہماری کیا حقیقت ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب جناب سیدہؑ کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹیاں سائل کو دی گئی ہیں تو ان کے نام پر نذر ہو جانے کے بعد صاحبانِ ایمان اور خاص کر

مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا ﴿۲۴﴾ وَ اذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً

کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانیں۔(24)اور صبح وشام اپنے رب کے نام کا

وَّ اَصِيۡلًا ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَ سَبِّحۡهُ لَيۡلًا

ذکر کیا کریں۔(25)اور رات کے ایک حصے میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جایا کریں اور رات کو دیر تک تسبیح

طَوِيۡلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوۡنَ

کرتے رہا کریں۔(26)یہ لوگ یقیناً عجلت (دنیا) پسند ہیں اور اپنے پیچھے

وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَ شَدَدۡنَآ

ایک بہت سنگین دن کو نظر انداز کیے بیٹھے ہیں۔(27)ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے

اَسۡرَهُمۡ ۚ وَ اِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَآ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ

جوڑ مضبوط کیے اور جب ہم چاہیں ان کے بدلے ان جیسے اور لوگ لے آئیں۔(28)یہ یقیناً

هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا

ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے۔(29)اور تم

تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا

لوگ صرف وہی چاہ سکتے ہو جو اللہ چاہتا ہے یقیناً اللہ بڑا علم والا،

حَكِيۡمًا ﴿۳۰﴾ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيۡنَ

حکمت والا ہے۔(30)اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور اس نے

اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۳۱﴾

ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(31)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۰ میں انسان کی آزادی اور آیت نمبر ۳۱ میں مشیت کی پابندی کی جبر وتفویض دونوں کی کھلی ہوئی تردید ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ مسئلہ بین بین ہے اور اس کی تاکید آخری آیت میں بیان کی گئی ہے۔

اسر۔ اسار کی جمع ہے یعنی رگیں اور اعصاب۔ اساراس رسی کو کہاجاتا ہے جس سے محمل وغیرہ کو باندھا جاتا ہے۔

مرسلات۔ اس صفت کا موصوف بیان نہیں کیا گیا لیکن عاصفات کا قرینہ علامت ہے کہ اس سے ہوائیں مراد ہیں۔

عصفا۔ تیز وتند ہوا۔

والنا شرات۔ واوٗ علامت ہے کہ یہ مرسلات کے علاوہ کوئی شے ہے اور اسی لئے علماء نے اس سے ملائکہ کو مراد لیا ہے اور انھیں کا کام پر پھیلا کر اڑنا یا مردہ نفوس کو زندہ کرنا ہے اور انہیں کا مقصد حق وباطل میں تفریق کا پیغام لانا ہے۔

اردو حاشیہ

سادات کو کس طرح محروم کیا جا سکتا ہے اور یہ احترام کی کون سی قسم ہے جو خود سیرت اہلبیتؑ کے خلاف ہے معنوی اعتبار سے سائل کیسے ہی رہے ہوں لیکن ظاہری طور پر مدینہ کے مسکین ویتیم اور اسیر تھے اور احکام شریعت ظاہر ہی سے طے کئے جاتے ہیں۔ معنویات کی دنیا اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے اور اس کو احکام کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

ایاتها ٥٠ ﴿٧٧﴾ سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ ٣٣ رکوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو مسلسل بھیجے جاتے ہیں۔(1) پھر تیز رفتاری سے چلنے والے ہیں۔(2) پھر (صحیفوں کو) کھول دینے والے

نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا اَوْ

ہیں۔(3) پھر (حق و باطل کو) جدا کرنے والے ہیں۔(4) پھر یاد (خدا دلوں میں) ڈالنے والے ہیں۔(5) حجت تمام کرنے کیلئے ہو یا

نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾

تنبیہ کے لیے۔(6) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے۔(7) پس جب ستارے بے نور کر دیے جائیں گے۔(8)

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

اور جب آسمان میں شگاف ڈال دیا جائے گا۔(9) اور جب پہاڑ اڑا دیے جائیں گے۔(10) اور جب رسولوں کو مقررہ وقت پر

اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ

لایا جائے گا۔(11) کس دن کے لئے وقت کا تعین ہوا ہے؟(12) فیصلے کے دن کے لئے۔(13) اور آپ کو کیا خبر کہ

مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ

فیصلے کا دن کیا ہے؟(14) اس دن تکذیب کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔(15) کیا ہم نے اگلوں کو

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

ہلاک نہیں کیا تھا؟ [1] (16) پھر بعد والوں کو بھی ہم ان کے پیچھے لائیں گے۔(17) مجرموں کے ساتھ

عربی حاشیہ

عذراً۔ لوگوں کے عذر کو ختم کرنے کے لئے۔

نذراً۔ عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے۔

طمست۔ محو کر دیئے جائیں کہ آثار بھی نظر نہ آئیں۔

فرجت۔ یعنی شگافتہ کر دیئے جائیں۔

نُسِفَتْ۔ جڑ سے اکھاڑ دیئے جائیں۔

اقتت۔ وقت مقررہ کو پہنچ جائیں ویل عذاب یا ہلاکت۔ یہ فقرہ اس سورہ میں دس مرتبہ دہرایا گیا ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جھٹلانے والوں کے لئے دس طرح کے عذاب مہیا کئے گئے ہیں۔

ف: مقام قسم میں ہواؤں کے ساتھ فرشتوں کا ذکر علامت ہے کہ عالم مادیات ومعنویات میں دونوں کا عمل ایک جیسا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یوں تو انسان کو آزاد اور صاحب اختیار بنایا گیا ہے لیکن کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے ارادہ واختیار کو مکمل طور سے مشیت الٰہی کا پابند بنا دیا ہے اور اس کی مرضی کے خلاف سوچنے کا بھی ارادہ نہیں کرتے ہیں اور یہی ان کے کردار کا کمال اور ان کی عظمت کا راز ہے۔

اس مقام پر اہلبیتؑ کا کمال مشیت الٰہی کی پابندی کو قرار دیا گیا ہے اور واقعاً یہی ایک بندے کا کمال کردار ہے کہ وہ اپنے کو اپنے مالک کے حوالے کر دے۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ مشیت الٰہی ان کی مرضی کے تابع ہے کہ خدا بندے کا تابع نہیں ہوسکتا ورنہ خدائی ختم ہو جائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے بندے کی لاج رکھنے کے لئے اس کی مرضی کے مطابق کام انجام دے دیتا ہے کہ اس بندہ کی مرضی اصل میں مرضی پروردگار ہی ہوتی ہے۔

بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمۡ نَخۡلُقۡکُّمۡ

ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ (۲) (18)اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔(19) کیا ہم نے تمہیں

مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلۡنٰہُ فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰی قَدَرٍ

حقیر پانی سے خلق نہیں کیا؟(20) پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام میں ٹھہرائے رکھا۔(21)ایک معین مدت

مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرۡنَا ٭ۖ فَنِعۡمَ الۡقٰدِرُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ

تک کیلئے۔(22) پھر ہم نے ایک انداز سے منظم کیا پھر ہم بہترین انداز میں منظم کرنے والے ہیں۔(23)اس دن کے جھٹلانے والوں

لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ کِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحۡیَآءً وَّ اَمۡوَاتًا ﴿۲۶﴾

کیلئے ہلاکت ہے۔(24) کیا ہم نے زمین کو قرار گاہ نہیں بنایا۔(25) زندوں کے لیے اور مردوں کے لئے۔(26)

وَّ جَعَلۡنَا فِیۡہَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسۡقَیۡنٰکُمۡ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾

اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ گاڑ دیئے اور ہم نے تمہیں شیریں پانی پلایا۔ (27)

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۲۸﴾ اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی مَا کُنۡتُمۡ بِہٖ

اس دن جھٹلانے والوں کیلئے ہلاکت ہے۔(28)اب تم لوگ جاؤ اس چیز کی طرف جسے

تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۲۹﴾ اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیۡلٍ

تم جھٹلاتے تھے۔(29) چلو اس دھویں کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔(30)نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ ہی

وَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ اللَّہَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّہَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ کَالۡقَصۡرِ ﴿۳۲﴾ کَاَنَّہٗ

آگ کے شعلوں سے بچانے والا ہے۔(31)یقیناً اس (جہنم) سے ایسی چنگاریاں اڑتی ہیں جو محل کے برابر ہیں۔(32) گویا کہ

جِمٰلَتٌ صُفۡرٌ ﴿۳۳﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۳۴﴾ ہٰذَا یَوۡمُ لَا

وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔(33)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔(34) یہ وہ دن ہے جس میں

عربی حاشیہ

ف: تین شعبہ والا سایہ قوت شہویہ، غضبیہ اور وہمیہ کا اثر بھی ہوسکتا ہے اور اسلام کے تین بنیادی عقائد کی تکذیب کا اثر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ سایہ آرام بخش نہیں بلکہ اذیت میں اضافہ کرنے والا ہے۔

ماءمہین۔حقیر پانی۔نطفہ۔قرار مکین۔محل قیام۔مستقر۔رحم۔قدر معلوم۔وقت معین۔

کفایت۔ وہ جگہ جہاں چیز کو سمیٹا اور پھیلایا جاتا ہے۔ بقولے کفت کی جمع ہے یعنی ظرف۔

رواسی۔مستحکم پہاڑ۔

فرات۔شیریں اور خوشگوار۔

ظل۔جہنم کا دھواں۔

ظلیل۔گرمی سے کام آنے والا۔

شرر۔شررۃ کی جمع ہے چنگاری۔

قصر۔بلند مکان۔

جمالۃ۔جمل کی جمع ہے۔اونٹ۔

عذر۔ ایسی شے کا تلاش کرنا جو گناہ کو

اردو حاشیہ

(۲) کیا قیامت خیز منظر ہوگا جب ستارے ماند پڑ جائیں گے آسمان ٹوٹ جائیں گے، پہاڑ اڑنے لگیں گے۔ اولین و آخرین جمع کر لئے جائیں گے۔حساب وکتاب شروع ہو جائے گا اور فیصلہ کا وقت قریب آ جائے گا۔

انسان اس ہولناک منظر کا تصور بھی کر لے تو جرم وگناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ہمارے گناہ اور جرائم اس بات کی علامت ہیں کہ ہم نے قیامت کا اقرار تو کیا ہے لیکن اس کا تصور نہیں کیا ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اس منظر کا نقشہ کھینچ دینا چاہا ہے تا کہ انسان راہِ راست پر آ جائے اور اسی ارحم الراحمین کے بندے نذرِ آتش جہنم نہ ہونے پائیں۔ وہ اپنے بندوں کو جنۃ النعیم عطا کرنا چاہتا ہے۔ آتش جہنم میں جلانا نہیں چاہتا ہے۔

(۳) جہنم کا دھواں تین طرف سے مجرمین کو گھیرے ہوگا۔ سامنے کی طرف سے، داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے مگر یہ سہ شبہ سایہ بھی عذاب جہنم سے نہ بچا سکے گا بلکہ اس کی حرارت اور سختی میں اضافہ ہی کا باعث ہوگا۔

(۴) جس طرح کفار دنیا میں اسلامی تعلیمات پر طنز کیا کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی طرح روز قیامت ان سے کہا جائے گا کہ اب دنیا والا کوئی اگر استعمال کر کے اپنے کو عذاب جہنم سے بچالو اور وہ کچھ نہ کرسکیں گے تب انہیں اپنی بدبختی کا صحیح احساس ہوگا۔

يَنۡطِقُوۡنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤۡذَنُ لَهُمۡ فَيَعۡتَذِرُوۡنَ ﴿٣٦﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ

وہ بول نہیں سکیں گے۔(35)اور انہیں اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ عذر پیش کریں۔(36)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے

لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوۡمُ الۡفَصۡلِ ۚ جَمَعۡنٰكُمۡ وَالۡاَوَّلِيۡنَ ﴿٣٨﴾

ہلاکت ہے۔(37)یہ فیصلے کا دن ہے۔ ہم نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو جمع کیا۔ (38)

فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ كَيۡدٌ فَكِيۡدُوۡنِ ﴿٣٩﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿٤٠﴾ ع

اب اگر تم کوئی حیلہ کر سکتے ہو تو میرے مقابلے میں حیلہ کرو۔(39)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔(40)

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ ظِلٰلٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشۡتَهُوۡنَ ﴿٤٢﴾

تقویٰ اختیار کرنے والے یقیناً سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔(41)اور ان پھلوں میں جن کی وہ خواہش کریں گے۔(42)

كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓــًٔا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

اب تم اپنے اعمال کے صلے میں خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔(43)ہم نیکی کرنے والوں کو

نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿٤٤﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوۡا وَ

ایسا ہی صلہ دیتے ہیں(44)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ (٣) (45) کھاؤ اور

تَمَتَّعُوۡا قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ مُّجۡرِمُوۡنَ ﴿٤٦﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿٤٧﴾

تھوڑے دن مزے کرو۔ یقیناً تم مجرم ہو۔(46)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ (47)

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ ارۡكَعُوۡا لَا يَرۡكَعُوۡنَ ﴿٤٨﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔(48)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے

لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍ ۢ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٥٠﴾ ع

ہلاکت ہے۔(49)پس اس (قرآن) کے بعد وہ کس کلام پر ایمان لائیں گے؟(50)

عربی حاشیہ

محو کر سکے۔
کید۔ حیلہ ووسیلہ۔
ظلال۔ درختوں کے سائے۔ ظل کی جمع ہے۔
فواکہ۔ فاکہہ کی جمع ہے۔ میوے۔
رکوع۔ نماز کا ایک رکن ہے اور خضوع کے اعتبار سے نماز کی روح ہے۔ یا عام خضوع اور تواضع مراد ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔
ف: متقین کا ذکر آیت نمبر ۴۱ میں تقویٰ سے شروع ہوا ہے اور آیت نمبر ۴۴ میں حسن عمل پر ختم ہوا ہے کہ یہ حضرات برائیوں سے پرہیز کرنے والے ہیں اور نیکیاں انجام دینے والے ہیں۔ اس کے بعد مجرمین کا ذکر ہوا ہے لیکن متقین کے لئے ھنیئاً ہے اور مجرمین کے لئے قلیلاً۔ وہ محسنین ہیں اور یہ مجرمین؟

اردو حاشیہ

(۵) بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب ابوسفیان کی زوجہ اسلام لائی تو پیغمبر اسلامؐ نے پوچھا کہ تو نے اسلام کو کیسا پایا؟ اس نے کہا بہت عمدہ ہے صرف تین خرابیاں ہیں۔ ایک رکوع اور سجدہ، ایک پردہ اور ایک غلام حبشی کا بام کعبہ پر اذان دینا۔ آپ نے فرمایا جہاں تک رکوع وسجدہ کا تعلق ہے تو اس کے بغیر نماز نماز نہیں ہے لہٰذا یہ ضروری ہے اور جہاں تک پردہ اور چادر کا تعلق ہے تو یہ بہترین حجاب ہے لہٰذا ضروری ہے اور جہاں تک بلال حبشی کے موذن ہونے کا تعلق ہے تو یہ بہترین غلام ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے غیر کے موذن بننے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یعنی اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ خدا ورسول کے احکام کو تسلیم کیا جائے اور ان سے اپنی بات منوانے کی فکر نہ کی جائے۔ یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ لوگ اسلام میں بھی اپنی ہی بات منوانا چاہتے ہیں اور خدا ورسول کی بات نہیں ماننا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا نام انانیت ہے اسلام نہیں ہے۔

ایاتھا ۴۰ (۷۸) سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ ۸۰ رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں باہم سوال کر رہے ہیں؟(1) کیا اس عظیم خبر کے بارے میں؟[1](2) جس میں یہ اختلاف کر

فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵

رہے ہیں؟(3) (جیسے مشرکین سوچتے ہیں ایسا) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔(4) پھر (کہتا ہوں ایسا) ہرگز نہیں!

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّ

عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (کہ قیامت برحق ہے)۔(5) کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا؟(6) اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟(7) اور

خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا

ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔(8) اور ہم نے تمہاری نیند کو (باعث) سکون بنایا۔(9) اور رات کو ہم نے

الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ

پردہ قرار دیا۔(10) اور دن کو ہم نے معاش (کا ذریعہ) بنایا۔(11) اور تمہارے اوپر ہم نے

سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّاَنْزَلْنَا

سات مضبوط آسمان بنائے۔(12) اور ہم نے ایک روشن چراغ بنایا۔(13) اور بادلوں سے

مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ

ہم نے موسلا دھار پانی برسایا۔(14) تا کہ ہم اس سے غلہ اور

نَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ

سبزیاں اگائیں۔(15) اور گھنے باغات اگائیں۔(16) یقیناً فیصلے کا دن

عربی حاشیہ

عم۔ اس کی اصل ہے عن ما۔ نون کو میم میں ملا دیا گیا ہے اور آخر کے الف کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا ہے۔

مہاد۔ فرش، گہوارہ۔

اوتاد۔ میخیں۔ وتد کی جمع ہے۔

سباتا۔ سبت سے نکلا ہے یعنی قطع کہ انسان رات کے وقت سارے اعمال سے الگ ہو کر آرام کرتا ہے۔

سبع شداد۔ سات آسمان۔

دہاج۔ بھڑکتا ہوا۔ دہج سے نکلا ہے یعنی حرارت۔

معصرات۔ وہ بادل جن کے برسنے کا وقت آجائے۔

ثجاج۔ تیزی سے گرنے والا۔

الفاف۔ ایک سے ایک لپٹا ہوا۔

مرصاد۔ مہیا، تیار

احقاب۔ حقب کی جمع ہے یعنی زمانہ

حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔

غساق۔ جلد سے بہتی ہوئی پیپ۔

اردو حاشیہ

(۱) روایات میں نبأ عظیم کے بارے میں بہت سی باتیں وارد ہوئی ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ کفار کیلئے پیغمبرؐ اسلام کی بیان کی ہوئی ہر بات ایک عظیم خبر کی حیثیت رکھتی تھی اور وہ آپس میں اس موضوع پر گفتگو کرتے تھے کہ یہ روزانہ جو خبریں دیا کرتے ہیں ان میں کہاں تک واقعیت اور صداقت پائی جاتی ہے کبھی خدا کے بارے میں، کبھی آخرت کے بارے میں، کبھی نبوت کے بارے میں اور کبھی دیگر خبریں قدرت نے یہ واضح کر دیا کہ یہ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اپنی قدرت کے شواہد بیان کئے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع بھی زیر بحث تھا۔ پھر آخرت کا ذکر کیا جو علامت ہے کہ یہ بھی ایک موضوع تھا۔ پھر دیگر جزئیات جزا و سزا کا ذکر کیا گیا اور درمیان میں بعض دیگر اہم نکات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا مثلاً (کذبوا یا تنا کذابا) جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کافروں نے خدائی آیات کا بھی انکار کیا تھا اور انہیں بھی جھٹلایا تھا جس سے اس بیان کی بھی تائید ہوتی ہے کہ نبأ عظیم سے مراد ولایت حضرت علیؑ بن ابی طالب ہے جس کا اعتراف (بقولے) بدترین دشمن عمرو عاص نے بھی کیا ہے کہ ھوالنباء العظیم وفلک نوح اور اس کا ایک اشارہ سورہ کے آخر میں بھی ہے کہ کافر کی یہ آرزو ہوگی کہ کاش میں تراب ہوتا جس سے اس امر کا اشارہ ملتا ہے کہ وہ غیر مکلّف اور جماد بنا رہنا چاہتا تھا اور اس امر کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ فیصلہ ابوتراب کی محبت پر ہونے والا ہے اور کافر اس سے بھی محروم رہ گیا ہے۔ اسی لئے آرزو کر رہا ہے کہ کاش میں تراب ہوتا تو ابوتراب کے زیر حکومت ہوتا اور ان کی محبت کو اپنے دل میں لے کر میدان حشر میں آتا۔

مِيقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾

مقرر ہے۔(17)اس دن صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ گروہ درگروہ نکل آؤ گے۔ (18)

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَسُيِّرَتِ

اور آسمان کھول دیے جائیں گے تو دروازے ہی دروازے ہوں گے۔(19)اور پہاڑ چلا دیے جائیں گے

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾

تو وہ سراب ہو جائیں گے۔(20)جہنم یقیناً ایک گھات ہے۔ (21)

لِلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿۲۲﴾ لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوقُونَ

جو سرکشوں کے لئے ٹھکانا ہے۔(22)جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔(23)وہاں وہ کسی ٹھنڈک

فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَاءً

اور مشروب کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔(24)سوائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی پیپ کے۔(25)یہ(ان کے جرائم کا)

وِفَاقًا ﴿۲۶﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَكَذَّبُوا

ایک موزوں بدلہ ہے۔(26)یہ لوگ یقیناً کسی حساب کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔(27) اور ہماری آیات کو

بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿۲۹﴾

پوری قوت سے جھٹلاتے تھے۔(28)اور کتاب میں ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (29)

فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ

پس اب چکھو کہ ہم تمہارے عذاب میں اضافہ ہی کرتے جائیں گے۔(30)تقویٰ والوں کے لئے

مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿۳۳﴾

یقیناً کامیابی ہے۔(31)باغات اور انگور ہیں۔(32)اور نوخیز ہم سن بیویاں ہیں۔ (33)

عربی حاشیہ

وفاقا۔ اعمال کے مطابق، مکمل۔

کذاب تفعیل کے معنی میں ہے یعنی واضح تکذیب۔

احصاء۔ حصی سے مشتق ہے کہ عرب میں گننے کا ذریعہ کنکر پتھر ہی تھے جس طرح کہ آج کل انگلیوں پر گنا جاتا ہے۔

ف: قرآنی نقطۂ نگاہ سے بیداری کی طرح نیند اور دن کی طرح رات سب نعمات پروردگار ہیں۔ آفتاب گرم ترین ہونے کے باوجود عظیم ترین نعمت ہے کہ اس سے حاصل ہونے والی روشنی کی قیمت کا بجلی سے حساب لگایا جائے تو ایک گھنٹہ کی قیمت ایک ارب سات سوملین ڈالر بنتی ہے جب کہ اس کا درجہ حرارت ۲۰ ملین درجہ ہے اور اس کا فاصلہ ۱۵۰ ملین کلومیٹر ہے۔

ف: ذرا آخرت کا انجام دیکھئے کہاں مفاز اور کہاں مرصاد، کہاں حدائق واعناب اور کہاں احقاب کہاں کا سادھا قا اور کہاں حمیما وغساقا، کہاں کواعب اتراب اور کہاں جزاء وفاق۔

مفاز۔ عذاب سے نجات یعنی محل

اردو حاشیہ

وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾

اور چھلکتے جام ہیں۔(34) وہ وہاں لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔ (35)

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ

عنایت کے طور پر آپ کے پروردگار کی طرف سے۔ یہ حساب شدہ جزاء ہو گی۔(36) جو کچھ آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ

زمین اوران کے درمیان میں ہے سب کے مالک (کی طرف سے) جونہایت مہربان ہے جس کے سامنے کسی کو بولنے کا

خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ

اختیار نہیں ہے۔(37) اس روز روح اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور کوئی بات نہیں کر سکے گا

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ

سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت[۲] دے اور جو درست بات کرے۔(38) یہ ہے

الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

وہ برحق روز۔ پس جو چاہتا ہے وہ اپنے رب کے پاس مقام بنا لے۔ (39)

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

ہم نے تمہیں قریب آنے والے عذاب کے بارے میں تنبیہ کی ہے۔ اس روز انسان ان تمام اعمال کو دیکھ لے گا

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ

جو وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکا ہے اور کافر کہہ اٹھے گا: اے کاش!

تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

میں خاک ہوتا۔(40)

عربی حاشیہ

فوز و کامیابی۔
کواعب۔ کاعب کی جمع ہے۔ وہ دوشیزہ جس کے پستان ابھر آئیں اور مکعب شکل میں ہوں۔
اتراب۔ ہمسن، ہمجولی۔
حساب۔ کافی۔ مصدر بجائے صفت۔
مآب۔ مرجع۔
نازعات۔ روح کھینچنے والے فرشتے۔
غرقا۔ یعنی ڈوب کر سختی کے ساتھ
ناشطات۔ مومنین کی روح کو آہستگی سے نکالنے والے۔
سابحات۔ تیز رفتاری سے آسمان سے زمین کی طرف آنے والے۔
سابقات۔ یعنی ہر روح کو فوراً اسکی منزل تک پہنچا دینے والے۔
راجفہ۔ شدید اضطراب پیدا کرنے والی۔
رادفہ۔ صور کی دوسری آواز۔
واجفہ۔ لرز جانے والے۔
خاشعہ۔ ذلیل، جھکی ہوئی۔
حافرہ۔ جس راستہ سے آیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) روز قیامت سخت ترین وقت ہو گا جہاں ملائکہ مقربین اور جبریل امین میں بھی زبان کھولنے کا یارانہ ہو گا لیکن اس کے باوجود رحمان بعض بندوں کو اجازت دے سکتا ہے کہ وہ عرض مدعا کریں اور دیگر بندوں کے حق میں سفارش کریں۔ ان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ یہ ہر بات درست اور صحیح صحیح کہتے ہیں اور اس قانون کے سب سے عظیم مصداق معصومینؑ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بندہ خدا کو سفارش کی اجازت ہو یا نہ ہو معصوم کو بہرحال اجازت ہو گی کہ وہ مرضی معبود کے خلاف زبان نہیں کھولتا ہے اور جو کہتا ہے وہی کہتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔

ایاتها ۴۶ ۷۹ سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۸۱ ركوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ

قسم ہے ان (فرشتوں) کی جوگھس[۱] کر (روح کافر) کھینچ لیتے ہیں۔(1) اور آسانی سے (روح مومن) نکال لیتے ہیں۔(2) اور تیزی سے

سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾

لپکتے ہیں۔(3) پھر (حکم کی بجا آوری میں) خود سبقت لے جاتے ہیں۔(4) پھر امر کی تدبیر کرنے والے ہیں۔(5)

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ

اس روز کانپنے والی کانپے گی۔(6) اس کے پیچھے دوسرا (لرزہ) آئے گا۔(7) کچھ دل

يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا

اس دن مضطرب ہوں گے۔(8) ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔(9) کہتے ہوں گے: کیا ہم

لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾

ابتداء کی طرف پھر واپس لوٹائے جائیں گے؟(10) کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو چکے ہوں گے (تب بھی)؟(11)

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

کہتے ہیں: پھر تو یہ واپسی گھاٹے کی ہو گی۔(12) پس یہ واپسی یقیناً صرف ایک

وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

جھڑکی ہو گی۔(13) پھر وہ یکایک میدان (حشر) میں موجود ہوں گے۔(14) کیا موسیٰ کی خبر

مُوْسٰى ۘ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ

آپ تک پہنچی؟[۲] (15) جب ان کے رب نے طویٰ کی مقدس وادی میں انہیں پکارا تھا۔(16) (پھر حکم دیا)

عربی حاشیہ

نخرہ۔ بوسیدہ۔

کرۃ خاسرہ۔ وہ واپسی جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

زجرۃ واحدہ یعنی یہ واپسی ایک صیحہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔

ساہرہ۔ وہ زمین ہے جس میں سراب ہو بعض لوگوں کے خیال میں ارض شام مراد ہے۔

ف: نزع، نشط، سبح الگ الگ اعمال ہیں لہٰذا ان کا ذکر واو کے ساتھ ہوا ہے اور سبقت وتدبر تیز رفتاری کے اثرات ہیں لہٰذا ان کا ذکر ف کے ساتھ ہوا ہے۔

ف: آیات کریمہ دلیل ہیں کہ غرض بعثت انبیاء قوم کی سرکشی ہے اور طریقہ ہدایت یہ ہے کہ پہلے نرمی سے پاکیزگی کی دعوت دی جائے۔ پھر ہدایت کی بات کی جائے، پھر ربوبیت کا حوالہ دیا جائے پھر خوف خدا پیدا کرایا جائے اور اگر یہ موعظہ حسنہ کارگر نہ ہو تب دلائل کا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ منکر کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم دعوائے بلادلیل کو قبول نہیں کرتے ہیں!

اردو حاشیہ

(۱) مفسرین کے درمیان ان کلمات کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں کہ کوئی ملائکہ کو مراد لیتا ہے اور کوئی ستاروں کو لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ آیات میں کوئی صراحت نہیں ہے اور شاید مستقبل اسرار سے کچھ پردہ اٹھا سکے۔ ذکر قیامت سے یہ اشارہ ضرور ملتا ہے کہ ملائکہ مراد ہوں گے کہ وہی روح قبض کرنے والے ہیں اور انہیں کے حوالے بہت سے امور کی تدبیر کا کام کیا گیا ہے یہ کام ستاروں کے اختیار میں نہیں رکھا گیا ہے ویسے اللہ اپنے کلام کے مصادیق کو بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لئے اہم موضوع قیامت کی تصویر کشی ہے جہاں ایک جھٹکے میں کائنات ایک چٹیل میدان میں آ کر کھڑی ہو جائے گی اور ہر تکذیب کرنے والے کا وہی انجام ہوگا جو فرعون کا انجام ہوا ہے۔

(۲) کس قدر نرم اور لطیف گفتگو جناب موسیٰ علیہ السلام نے کی ہے۔ نہ اپنی شخصیت کا تذکرہ کیا، نہ اپنی عظمت کا اظہار کیا۔ صرف اتنی سی بات کہ بندۂ خدا کے دل میں خوف خدا پیدا ہونا چاہیے اور اس کے دل کو پاکیزہ ہونا چاہیے مگر فرعون نے ہنگامہ شروع کر دیا اور بے بسی کا یہ عالم تھا کہ رب اعلیٰ ہو کر بھی لوگوں کو مدد کیلئے طلب کر رہا تھا کہ جادوگر آ کر خدا کی خدائی کو بچائیں یقیناً ایسا بے عقل اور بددماغ انسان اس بات کا حقدار ہے کہ اسے آخرت میں بددماغی کی سزا دی جائے اور دنیا میں بھی بے عقلی کی بنا پر رسوا کیا جائے۔ انسان کے پاس طاقت وصلاحیت نہ ہو تو بڑے عہدہ کا دعویٰ بھی نہ کرے اور اپنی اوقات کے اندر رہے۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ

فرعون کی طرف جائیں بلاشبہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔(17) پھر اس سے کہہ دیں: کیا تو پاکیزگی اختیار کرنے کیلئے

تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ

آمادہ ہے؟(18) اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کر دوں تا کہ تو خوف کرے۔ (۳) (19) چنانچہ موسیٰ نے

الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾

فرعون کو بڑی نشانی دکھائی۔(20) مگر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔(21) پھر دوڑ دھوپ کرنے کیلئے لوٹ گیا۔(22)

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ

چنانچہ (لوگوں کو) جمع کر کے پکارا۔(23) پھر کہنے لگا: میں ہی تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔(24) پس اللہ نے

اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔(25) ڈرنے والے کیلئے یقیناً اس میں

لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾

عبرت ہے۔(26) کیا تمہارا خلق کرنا زیادہ مشکل ہے یا اس آسمان کا جسے اس نے بنایا ہے؟ (27)

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ

اللہ نے اس کی چھت اونچی کی پھر اسے معتدل بنایا۔(28) اور اس کی رات کو تاریک اور اس کے

ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا

دن کو روشن کیا۔(29) اور اس کے بعد اس نے زمین کو بچھایا۔(30) اس نے زمین سے

مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ

اس کا پانی اور چارہ نکالا۔(31) اور اس میں پہاڑ گاڑ دیے۔(32) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے

عربی حاشیہ

طویٰ۔ شام میں وادی مقدس کا نام ہے۔
آیت کبریٰ۔ عصا کا سانپ بن جانا یا ید بیضا۔
حشر۔ جمع کرنا۔
نکال۔ وہ سزا جو دیکھنے والوں کو جرم سے روک سکے۔
سمک کسی شے کو فضا میں بلند کر دینا۔
غطش۔ تاریک ہونا۔
ضحیٰ۔ شعاع آفتاب کا پھیل جانا۔
مرعیٰ۔ انسان اور جانور کی غذا۔
طامۃ۔ تمام مصائب سے بڑی مصیبت۔
طم۔ کسی شے کو پاٹ دینے کو کہا جاتا ہے۔
ماویٰ مرجع و مقام۔
مقام رب۔ جلال کبریائی یا اس کے سامنے حاضری۔
مرسیٰ۔ کب اس کو برپا کیا جائے گا۔
منتہیٰ۔ منزل آخر۔
غشیۃ۔ زوال سے غروب تک کا وقت۔
ضحیٰ۔ صبح سے زوال تک کا وقت۔

اردو حاشیہ

(۳) آخرت میں نجات کا واضح اور مستقیم راستہ صرف یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں خوفِ خدا رکھتا ہو اور عملی میدان میں نفس کو خواہشات سے روکتا ہو۔ خواہشات ہی انسان کی تباہی کا سرچشمہ ہیں اور ان پر کنٹرول کرنا ہی انسان کی نجات کا بہترین وسیلہ ہے۔
انسان خواہشات پر قابو پا لے تو نہ حقائق کا انکار کرے گا اور نہ غلط منصب کا دعویٰ کرے گا۔ نہ غرور و غلط فہمی میں مبتلا ہو گا اور نہ حکم خدا کے مقابلہ میں اپنی رائے کو مقدم کرے گا۔ نہ قانون شریعت کے سامنے خانہ و خاندان اور دوست و احباب کو اہمیت دے گا اور نہ مال دنیا کی طمع میں حکم خدا کو نظر انداز کرے گا۔ نہ واجبات کو ترک کرے گا اور نہ محرمات کا ارتکاب کرے گا اور جو اپنے کو ایسا بنا لے گا اس کی نجات میں یقیناً کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔

وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ

سامان زندگی کے طور پر۔(33) پس جب بڑی آفت آ جائے گی۔(34) تو اس دن

يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ

انسان اپنا عمل یاد کرے گا۔(35) اور دیکھنے والوں کے لئے جہنم ظاہر کی

يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾

جائے گی۔(36) پس جس نے سرکشی کی۔(37) اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی۔(38)

فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ

پس اس کا ٹھکانا یقیناً جہنم ہو گا۔(39) اور جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں

رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔(40) پس اس کا ٹھکانہ

الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾

یقیناً جنت ہے۔(41) یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کب واقع ہوگی؟ (42)

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ

آپ کو کیا کام ہے اس (کی حقیقت) کے بیان سے؟(43) اس (کے علم) کی انتہا آپ کے پروردگار کی طرف ہے۔(44) آپ تو

اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ

صرف اسے تنبیہ کرنے والے ہیں جو اس (قیامت) سے ڈرتا ہے۔(45) جب وہ قیامت کے دن کا سامنا کریں گے

يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

(ایسا لگے گا) گویا وہ (دنیا میں) صرف ایک شام یا ایک صبح ٹھہرے ہیں۔(46)

عربی حاشیہ

ف: امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ مقام رب سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان یہ یاد رکھے کہ خدا اس کے ہر عمل کو دیکھ بھی رہا ہے اور سن بھی رہا ہے اور اسی کے مطابق جزا یا سزا بھی دے گا۔ یہ مقام نگرانی و مراقبت ہے۔

ف: انسان کی خلقت کے عجائبات میں یہ ہے کہ وہ ابتداء میں اس قدر مختصر جرثومہ ہوتا ہے کہ سارے انسانوں کا وہ ابتدائی وجود جمع کرلیا جائے تو ایک انگلی کے پورسے زیادہ نہ ہوگا۔ دوسرا عجوبہ یہ ہے کہ وہ وقت ولادت تک رحم میں سیدھا رہتا ہے اور ہنگام ولادت خود بخود منقلب ہوجاتا ہے اور عورت کی مشکل آسان ہوجاتی ہے۔

عبس۔ دل کی تنگی سے پیشانی پر بل پڑ جانا۔
تولّی۔ اعراض کرنا۔
یزکی۔ زکاۃ سے مشتق ہے یعنی پاکیزگی۔
تصدی۔ مشغول ہوجانا۔
تلہی۔ اعراض کرنا اور کنارہ کش ہوجانا۔
صحف۔ وہ اوراق جنھیں لوح محفوظ سے نقل کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتها ۴۲ ۸۰ سورۃ عبس مکیۃ ۲۴ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۲﴾ وَمَا یُدۡرِیۡكَ

اس نے ترشروئی اختیار کی اور منہ پھیر[۱] لیا۔(1) ایک نابینا کے اس کے پاس آنے پر۔(2) اور آپ کو کیا معلوم شاید وہ

لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰۤی ۙ﴿۳﴾ اَوۡ یَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰی ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ

پاکیزگی حاصل کرتا۔(3) یا نصیحت سنتا اور نصیحت اسے فائدہ دیتی۔(4) اور جو (اپنے آپ کو حق سے)

اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَیۡكَ اَلَّا

بے نیاز سمجھتا ہے۔(5) سو آپ اس پر توجہ دے رہے ہیں۔(6) اور اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ بھی کرے تو آپ پر

یَزَّكّٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَكَ یَسۡعٰی ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ یَخۡشٰی ۙ﴿۹﴾

کوئی ذمے داری نہیں۔(7) اور لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔(8) اور وہ خوف (خدا) بھی رکھتا تھا۔(9)

فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰی ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنۡ شَآءَ

اس سے تو آپ بے رخی کرتے ہیں۔(10) (ایسا درست) ہرگز نہیں! یہ (آیات) یقیناً نصیحت ہیں۔(11) پس جو چاہے

ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِیۡ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ وقف لازم

انہیں یاد رکھے۔(12) یہ محترم صحیفوں میں ہیں۔(13) جو بلند مرتبہ، پاکیزہ ہیں۔(14)

بِاَیۡدِیۡ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ

یہ ایسے (فرشتوں کے) ہاتھوں میں ہیں۔(15) جو عزت والے، نیک ہیں۔(16) ہلاکت میں پڑ جائے یہ انسان۔ یہ (حق کا)

اَكۡفَرَهٗ ؕ﴿۱۷﴾ مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ ؕ﴿۱۸﴾ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ

کس قدر منکر ہے۔(17) (یہ نہیں سوچتا کہ) اسے اللہ نے کس چیز سے بنایا ہے؟(18) نطفے سے بنایا ہے پھر اس کی

المنزل ۷

عربی حاشیہ

سفرہ۔ سافر کی جمع ہے یعنی سفیر یا کاتب۔ سفر کتاب کو بھی کہا جاتا ہے اور اس کی جمع ہے اسفار۔

اقبرہ۔ قبرا لمیت دفن کردیا اور اقبر یعنی دفن کرنے کا حکم دیا۔

انشرہ۔ مرنے کے بعد زندہ کیا۔

صبا۔ پانی برسانا۔

قضبا۔ علف اور چارہ۔ یہ قضب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں قطع کرنا۔ بعض حضرات کے نزدیک قضب وہ سبزی ہے جسے انسان کھاتا ہے۔

غُلب۔ گھنے گھنے باغات۔

ابّ۔ گھاس اور چارہ۔

صاخہ۔ بہرے کر دینے والی مصیبت۔

مسفرہ۔ روشن، قترہ۔ ذلت۔

ف: آیت نمبر ۲۴ میں نظر بھی عام ہے اور طعام بھی انسان کا فرض ہے کہ مادی غذا کے بارے میں بھی غور کرے اور روحانی غذا کے بارے میں بھی۔ یہ بھی دیکھے کہ یہ غذا کیا ہے اور یہ بھی دیکھے کہ اس کا مرکز کیا ہے جس طرح کہ روحانی کمالات اور علوم

اردو حاشیہ

(۱) یہ آیات کریمہ اس وقت نازل ہوئیں جب رسول اکرمؐ کے پاس صنادید قریش بیٹھے ہوئے تھے اور آپ انہیں دعوت اسلام دے رہے تھے کہ ابن ام مکتوم، جناب خدیجہ کے رشتہ کے بھائی اور نابینا، وارد ہو گئے اور رسول اکرمؐ سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوال کرنے لگے اور آپ نے گفتگو کو جاری رکھا مگر بعض لوگوں کو ان کا آنا ہی ناگوار گزرا قدرت نے دونوں ہی کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ اس شخص کو ناراض ہونے کا حق نہیں تھا اس لئے کہ آنے والا بھی ایک بندہ خدا تھا اور رسولؐ کو بھی کفار کے بارے میں اس قدر فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں تھی کہ انہیں اس قدر اہمیت دیدی جائے وہ ایمان لائیں یا جہنم میں جائیں۔ رسولؐ کا کام پیغام الٰہی کو پہنچا دینا ہے اور بس۔

مفسرین نے رسول اکرمؐ کے بیان کو جاری رکھنے کو بھی ایک غلطی شمار کیا ہے جب کہ یہ انتہائی عجیب وغریب بات ہے۔ دین اسلام کی تبلیغ میں ایک مورد کو دوسرے پر مقدم رکھنا اور اہم کو غیر اہم سے آگے بڑھا دینا کسی طرح کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ اب یہ کام خدا کا ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو معاف کر دے کہ فلاں مقام پر زیادہ زحمت نہ کی جائے اور فلاں مقام پر محنت کی جائے۔ یہ بندہ کے اختیار کی بات نہیں ہے اسے تو اپنی تکلیف شرعی پر بہرحال عمل کرنا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تیوریاں چڑھا کر منہ پھیر لینے والا شخص رسول اکرمؐ کے علاوہ کوئی دوسرا ہے جیسا کہ بعض روایات میں عثمان کا نام لیا گیا ہے اور بعض میں بنی امیہ کا ایک آدمی کہا گیا ہے اس کا رسول اکرمؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شاید بنی امیہ نے اپنے خاندان کی پردہ پوشی کیلئے آیت کا رخ رسول اکرمؐ کی طرف موڑ دیا ہے۔

فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾

تقدیر بنائی۔(19) پھراس کے لئے راستہ آسان بنا دیا۔(20) پھراسے موت سے دوچار کیا پھراسے قبر میں پہنچا دیا۔(21)

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ

پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھالے گا۔(22) ہرگز نہیں! اللہ نے اسے جو حکم دیا تھا اس نے اسے پورا نہیں کیا۔(23) پس انسان کو

الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾

اپنے طعام کی طرف نظر کرنی چاہیے۔(24) کہ ہم نے خوب پانی برسایا۔(25)

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾

پھر ہم نے زمین کو خوب شگافتہ کیا۔(26) پھر ہم نے اس میں دانے اگائے۔(27)

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾

نیز انگور اور سبزیاں۔(28) اور زیتون اور کھجوریں۔(29) اور گھنے باغات۔(30)

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

اور میوے اور چارے بھی۔(31) جو تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامان زیست ہیں۔(32) پھر جب کان پھاڑ آواز

الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَ

آئے گی۔(33) تو اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا۔(34) نیز اپنی ماں اور

اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اپنے باپ سے۔(35) اور اپنی زوجہ اور اپنی اولاد سے بھی۔(36) ان میں سے ہر شخص کو اس روز ایسا کام

يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾

درپیش ہو گا جو اسے مشغول کر دے۔(37) کچھ چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے۔(38)

عربی حاشیہ

میں دیکھنا ہے کہ یہ علم کیسا ہے اور کہاں سے حاصل ہوا ہے تاکہ نعمت کا صحیح اندازہ کر سکے۔

ف: تزویج نفوس کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں کہ جملہ اقسام کو اپنے ہمرنگ کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا اور جو جہاں ہوگا اپنے ہم خیال وہم رنگ سے ملا دیا جائے گا۔

تکویر۔ گولائی میں لپیٹ دینا۔ یعنی شعاعوں کا زائل ہو جانا۔

انکدار۔ ٹوٹ جانا اور بکھر جانا۔

عشار۔ عشراء کی جمع ہے جس اونٹنی کے حمل کو دس مہینے ہو گئے ہوں۔

عطلت۔ بلانگراں چھوڑ دیا جانا۔

سجّرت۔ آگ سے گرم کیا جانا کہ پانی بھاپ بن جائے۔

موءدۃ۔ زندہ دفن ہونے والی۔

صحف۔ نامۂ اعمال۔

کشطت۔ یعنی زائل کر دیا گیا جس طرح جانور کی کھال الگ کر دی جاتی ہے۔

سعرت۔ بھڑکا دینا۔

اردو حاشیہ

ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾

خنداں وشاداں ہوں گے۔(39)اور کچھ چہرے اس روز خاک آلود ہوں گے۔ (40)

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہو گی۔(41)یہی کافر اور فاجر لوگ ہوں گے۔(42)

اٰیاتھا ۲۹ ۸۱ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۷ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَ إِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَ إِذَا

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ (۱) (1) اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔(2)اور جب

الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَ إِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَ إِذَا

پہاڑ چلائے جائیں گے۔(3)اور جب حاملہ اونٹنیاں (اپنے حال پر) چھوڑ دی جائیں گی۔(4)اور جب

الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَ إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَ إِذَا

وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے۔(5)اور جب سمندروں کو جوش میں لایا جائے گا۔(6)اور جب

النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَ إِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِأَيِّ ذَنْبٍ

جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی۔(7) اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا۔(8) کہ وہ کس گناہ

قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَ إِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَ إِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾

میں ماری گئی؟(9)اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔(10)اور جب آسمان اکھاڑ دیا جائے گا۔ (11)

وَ إِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَ إِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾

اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔(12)اور جب جنت قریب لائی جائے گی۔ (13)

عربی حاشیہ

خنّس۔خانس کی جمع ہے یعنی سکڑ جانے اور چھپ جانے والا۔

جوار۔جاری کی جمع ہے۔تیز رفتار۔

کنّس۔کانس کی جمع ہے۔کناس میں چھپ جانے والا۔

کناس۔ وہ جگہ جسے ہرن اپنے لئے تیار کرتا ہے۔

عسعس۔تاریکی کا چھاجانا یاختم ہوجانا۔

تنفس۔روشنی کا ظاہر ہونا۔

مکین۔صاحب مکانت ومنزلت۔

ضنین۔ضن سے مشتق ہے یعنی بخیل۔

ف: جبریل امین کے پانچ اوصاف کا اعلان درحقیقت ہرنمائندہ کے شرائط کااعلان ہے کہ ان اوصاف خمسہ کے بغیر کوئی پیغامبری کا اہل نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ تبلیغ برأت میں رسول اکرمؐ نے نمائندہ تبدیل کر کے حضرت علیؑ کا انتخاب کیا تھا اور خود رسولؐ ان تمام کمالات کے بدرجہ اکمل مالک تھے۔

ف: آیت نمبر ۵ دلیل ہے کہ انسان کے اعمال

اردو حاشیہ

(۱) سورہ مبارکہ کے دو حصہ ہیں۔ پہلے حصہ میں بارہ آیات کے بعد یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کومعلوم ہوگا کہ اس نے کیا مہیا کیا ہے اور کیا لے کر آیا ہے اور موقع اتنا سخت ہو گا کہ کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

۱۔ سورج کی چادر شعاع لپیٹ دی جائے گی۔

۲۔ ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔

۳۔ پہاڑ حرکت میں آجائیں گے۔

۴۔ اونٹنیاں عزیز ترین ہونے کے باوجود معطل ہوجائیں گی۔

۵۔ وحوش جمع کر دیئے جائیں گے۔

۶۔ دریاؤں میں بے پناہ جوش ہوگا۔

۷۔ جسم وروح کو جوڑ دیا جائے گا۔

۸۔ زندہ درگور لڑکیاں منزل محاسبہ میں آجائیں گی۔

۹۔ نامۂ اعمال منتشر ہوجائیں گے۔

۱۰۔ آسمان کا چھلکا اتر جائے گا۔

۱۱۔ جہنم بھڑکا دیا جائے گا۔

۱۲۔ جنت قریب تر کر دی جائے گی۔

ایسے حالات میں اپنے اعمال کے بارے میں کوئی بھی شخص کیا کر سکے گا اسکا علم پروردگار کے علاوہ کسی کو نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہے دنیا میں کر کے آؤ ورنہ جو کیا ہے وہ تو بہرحال سامنے آنے والا ہے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾

اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔(14) نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پس پردہ جانے والے ستاروں کی۔(۲) (15)

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا

جو روانی کے ساتھ چلتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔(16) اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ جانے لگتی ہے۔(17) اور صبح کی جب وہ

تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ

سانس لیتی ہے۔(18) کہ یقیناً یہ (قرآن) معزز فرستادہ کا قول ہے۔(19) جو قوت کا مالک ہے،

ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا

صاحب عرش کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے۔(20) وہاں ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امین ہیں۔(21) اور تمہارا

صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾

رفیق (محمدؐ) دیوانہ نہیں ہے۔(22) اور بتحقیق انہوں نے اس (فرشتہ) کو روشن افق پر دیکھا ہے۔ (23)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ

اور وہ غیب کے اظہار میں بخیل نہیں ہے۔(24) اور یہ کسی مردود

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

شیطان کا قول نہیں ہے۔(25) پھر تم کدھر جا رہے ہو؟(26) یہ تو سارے عالمین کے لئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا

بس نصیحت ہے۔(27) تم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو سیدھی راہ چلنا چاہتا ہے۔(28) اور تم

تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

صرف وہی چاہ سکتے ہو جو عالمین کا پروردگار اللہ چاہے۔(29)

عربی حاشیہ

کے اثرات باقی رہتے ہیں اور وہ سامنے آنے والے ہیں لہٰذا ہر شخص کا فرض ہے کہ نیک نمونے چھوڑ کر جائے اور برے نمونے چھوڑ کر نہ جائے کہ اس کا وبال برداشت کرنا پڑے۔

انفطار۔ فطر سے مشتق ہے یعنی شگافتہ ہونا۔
انتشار۔ بکھر جانا۔
فجرت۔ موانع کا برطرف ہو جانا اور سب کا ایک ہو جانا۔
بعثرت۔ اشیاء کا بکھیر دینا۔
غرور۔ دھوکہ دینا۔
دین۔ مذہب یا جزا۔
کاتبین۔ اعمال انسانی کے لکھنے والے فرشتے۔
ابرار۔ بَر کی جمع ہے یعنی نیک۔ فجار۔ فاجر کی جمع ہے یعنی بدکردار جس نے دیانت کا پردہ چاک کر دیا ہو۔
یصلون۔ داخل ہوں گے۔
مطففین۔ جو لوگ ناپنے اور تولنے میں لوگوں کے حقوق میں کمی کر دیتے ہیں۔ یہ طفیف

اردو حاشیہ

(۲) دوسرے حصہ میں ان آیات کریمہ میں تین قسم کی قسمیں ہیں ستارے، رات، دن اور اس کے بعد یہ بیان دیا گیا ہے کہ قرآن کو جبریل امین نے نازل کیا ہے اور وہ بہت محترم فرشتہ ہے اور میرا پیغمبرؐ بھی کوئی دیوانہ نہیں ہے۔ اب اس قسم کا اس موضوع سے کیا رابطہ ہے یہ ایک قابل غور وفکر مسئلہ ہے اور غالباً یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح رات دن اور ستاروں کا نظام مستقیم اور دقیق ہے اسی طرح جبریل کی تنزیل اور پیغمبرؐ کا ذہن دونوں اپنے مقام پر بالکل صحیح کام کر رہے ہیں اور ان کے بارے میں کسی طرح کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اسی طرح قرآن بھی بالکل صحیح اور یقینی ہے اور اس کی شان لاریب فیہ کی ہے۔

آیاتها ۱۹ ۸۲ سُورَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ ۸۲ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَ

جب آسمان شگافتہ ہو جائے گا۔(1)اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔(2)اور

اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ

جب سمندروں میں پھوٹ ڈالی جائے گی۔(3)اور جب قبریں اکھیڑدی جائیں گی۔(4)اس وقت

نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا

انسان کومعلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا۔(5) اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے

غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

کریم پروردگار کے بارے میں دھوکے میں رکھا؟(6) جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے راست بنایا

فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ

پھر تجھے معتدل بنایا۔(7)اور جس شکل میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔(8) ہر گز نہیں!

تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا

بلکہ تم (روز) جزاء کو جھٹلاتے ہو۔(9)جب کہ یقیناً تم پر نگران مقرر ہیں۔(10)ایسے معزز

كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ

لکھنے والے۔(11)جو تمہارے اعمال کو جانتے ہیں۔(12) نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں

نَعِيْمٍ ۝۱۳ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝۱۴ يَّصْلَوْنَهَا

ہوں گے۔(13)اور بدکار یقیناً جہنم میں ہوں گے۔(14)وہ جزاء کے دن

عربی حاشیہ

سے نکلا ہے یعنی معمولی اور حقیر۔

علی الناس۔ لوگوں پر غالب آ کر اپنا حق پورا پورا لے لیتے ہیں۔

کالوہم۔ یعنی کالوالہم جب ان کے واسطے ناپتے یا تولتے ہیں:

یوم عظیم۔ قیامت کا دن۔

مبعوث۔ قبر سے نکالے جانے والے۔

ف: مالک کائنات کے علم وسیع کے باوجود فرشتوں کی کتاب انسان کی مزید تنبیہ کا ذریعہ ہے کہ اسے فرشتوں کے علم کا احساس برائی سے روک دے۔ نیز امام موسیٰ کاظمؑ کے مطابق فرشتے انسان کی سانس کی خوشبو اور بدبو سے اس کی نیت کا بھی اندازہ کر لیتے ہیں اگرچہ کرم خدا کا حکم ہے کہ نیت شر کو درج نہ کریں اور عمل خیر کو دس گنا بنا کر درج کریں!

ف: واضح رہے کہ کتاب فجار نامہ اعمال ہے تو سجین وہ مکمل رجسٹر ہے جس میں سب کے اعمال تفصیل وار لکھے ہوئے ہیں اور کتاب فجار سرنوشت ہے تو سجین جہنم کا پست ترین طبقہ ہے جہاں فجار کو

اردو حاشیہ

(۱) بعض مفسرین نے یہ غلط فہمی پیدا کرنا چاہی ہے کہ قیامت کے دن وہ لوگ خسارہ میں رہیں گے جنہوں نے خدا کے کرم پر اعتماد نہیں کیا اور اعمال صالحہ انجام دیتے رہے۔ خدا انہیں سے سوال کرے گا کہ تمہیں رب کریم کے کرم کے بارے میں کس نے دھوکہ میں رکھا تھا اور تم کیوں نیک اعمال کرتے رہے تھے لیکن ظاہر ہے کہ یہ اندازِ تفسیر مزاج قرآن، مزاج مذہب اور مزاج عقل کے سراسر خلاف ہے اور اس طرح سارے قرآن کا نزول مہمل قرار پا جائے گا اور سارے احکام و فرائض کا تذکرہ ایک بے معنی سی بات ہو کر رہ جائے گا جو کسی قیمت پر ممکن نہیں ہے۔ کاش اس مفسر نے یوں کہا ہوتا کہ تجھے رب کریم کے کرم کے بارے میں کس نے دھوکہ میں رکھا کہ تو نے اس کے کرم کی قدر نہیں کی کہ اس نے تجھے سور، کتے اور گدھے کے بجائے انسانی صورت عطا کر دی اور تو نے کردار جانوروں جیسا پیش کیا اور انسانیت کی آبرو کا تحفظ نہیں کیا یہ اس کے کرم کی کھلی ہوئی توہین ہے جس کا تذکرہ خود اس سورہ میں آخر تک کیا گیا ہے اور روز جزا سے ڈرایا گیا ہے اور انسان کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ

اس میں جھلسائے جائیں گے۔(15)اور وہ اس سے چھپ نہیں سکیں گے۔(16)اور آپ کو

اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

کیا خبر جزاء کا دن کیا ہے؟(17)پھر آپ کو کیا خبر جزاء کا

الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا

دن کیا ہے؟(18)اس دن کسی کو کسی کے لئے کچھ (کرنے کا) اختیار نہیں ہو گا

وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

اور اس دن صرف اللہ کا حکم چلے گا۔(19)

اٰیاتھا ۳۶ — ۸۳ سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ ۸۶ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت [۱] ہے۔ (1) جب وہ لوگوں سے لیتے ہیں

يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾

تو پورا تولتے ہیں۔(2)اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ (3)

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾

کیا یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔(4)ایک بڑے دن کے لئے؟ (5)

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ

اس دن سب انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔(6)ہرگز نہیں! یقیناً بدکاروں کا

عربی حاشیہ

رکھاجائے گا اور جس کا نتیجہ ویل کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سجین۔ دیوان شر۔ یہ سجن سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں حبس اور قید۔

مرقوم۔ واضح کتابت جس میں تمام ارقام نمایاں ہوں۔

ران۔ غالب آگیا اور چھا گیا۔

ارائک۔ کمروں میں رکھے ہوئے تخت۔

رحیق۔ پاکیزہ، صاف شفاف شراب۔

مختوم۔ جس پر مہر لگا دی جائے۔

تنافس۔ کسی نفیس شے کے بارے میں مقابلہ کرکے آگے بڑھ جانے کا جذبہ۔

تسنیم۔ بلندی سے گرنے والا چشمہ۔ یہ سنام سے مشتق ہے۔

یتغامزون۔ استہزاء کے طور پر آنکھوں سے اشارہ کرنا۔

فکہین ۔ مسخرہ بازی سے خوش ہونے والے۔

حافظین۔ ذمہ دار اور نگراں۔

اردو حاشیہ

(۱) ناپ تول میں بے ایمانی کرنے والوں کو آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اولاً تو اس لئے کہ آخرت میں ہر برائی کی سزا ملنے والی ہے اور یہ بہرحال ایک برائی اور خیانت ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ وہاں بھی اعمال ناپے تولے جائیں گے تو اگر خدا نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا اور جیسے کو تیسے کا قانون نافذ کر دیا تو انسان کا انجام کیا ہوگا۔ اس تصور سے ہر صاحب عقل کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور بندوں کے ساتھ ویسا برتاؤ کرنا چاہئے جیسے برتاؤ کی رب العالمین سے خود توقع رکھتا ہے جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بار بار دہرایا گیا ہے کہ (ارحَم، ترحم) تم دنیا میں رحم کرو تا کہ تم پر روزِ قیامت رحم کیا جائے اور تم بندوں پر رحم کرو تا کہ خدا تم پر رحم کرے۔

الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨

نامہ اعمال سجین میں ہے۔ (۲) (7) اور آپ کو کیا خبر سجین کیا ہے؟ (8)

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ

یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔(9) اس روز تکذیب کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔(10) جو

يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ

روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں۔(11) اور اس روز کو تجاوز کار، گناہگار کے سوا

مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

کوئی نہیں جھٹلاتا۔(12) جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے: یہ

الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا

تو قصہ ہائے پارینہ ہیں۔(13) ہرگز نہیں! بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دل زنگ آلود

يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥

ہو چکے ہیں۔(14) ہرگز نہیں! اس روز یہ لوگ یقیناً اپنے رب (کی رحمت) سے اوٹ میں ہوں گے۔ (15)

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ

پھر وہ یقیناً جہنم میں جھلسیں گے۔(16) پھر کہا جائے گا: یہ وہی ہے جسے تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝١٨

جھٹلاتے تھے۔(17) (یہ جھوٹ) ہرگز نہیں! نیک لوگوں کا نامہ عمل یقیناً علیین میں ہے۔ (18)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝١٩ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٢٠ يَّشْهَدُهُ

اور آپ کو کیا خبر علیین کیا ہے؟(19) یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔(20) مقرب لوگ

عربی حاشیہ

یضحکون۔ جس طرح کفار مومنین کو دیکھ کر مذاق اڑایا کرتے تھے آج مومنین کفار کو دیکھ کر مسکرائیں گے کہ اب اپنے انجام پر نگاہ کرو۔

ف: ابرار اگرچہ نیک کردار افراد کا نام ہے لیکن امام حسنؑ نے ان کی فرد اعلیٰ کی وضاحت مولائے کائناتؑ صدیقہ طاہرہؑ، امام حسینؑ اور اپنے نام سے کی ہے جو یقیناً وہ ابرار ہیں جن کا قصیدہ سورۂ دہر میں پڑھا گیا ہے۔

رحیق مختوم کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ تین طرح کے افراد کا حصہ ہے: ا۔کسی بھی وجہ سے شراب چھوڑ دینے والے۔ ۲۔ پیاسے مومن کو سیراب کرنے والا۔ ۳۔گرم دنوں میں روزہ رکھنے والے!

ف: انشقاق کے بارے میں امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ستاروں کا کہکشاؤں سے الگ ہوجاتا ہے۔ (روح المعانی) اور یہ ایک علمی معجزہ ہے کہ اس دور میں کہکشاؤں اور اس سے ستاروں کے ارتباط کا کوئی تصور نہیں تھا!

اردو حاشیہ

(۲) آیات کریمہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدرت کے نظام میں دو طرح کے دفتر ہیں۔ ایک میں تمام بدکار و بدعقیدہ اور بے دین افراد کے نام درج ہیں اور ایک میں مقربین، ابرار، نیک کردار اور صالحین کے نام محفوظ کئے گئے ہیں۔ پہلی قسم کیلئے جہنم اور عذاب الیم ہے اور دوسری قسم کیلئے جنت اور شراب خالص ہے اور انسان کو دنیا میں مقابلہ کرنا ہے تو اس جنت اور نعمت جنت کی تحصیل کیلئے مقابلہ اور دوڑ دھوپ کرنی چاہیے۔ مال دنیا کیلئے جان دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے جو جان دینے کے بعد بالکل بے کار اور بے فائدہ ہوجاتا ہے۔

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى
اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔(21) نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں ہوں گے۔(22) مسندوں پر

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ
بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے۔(23) ان کے چہروں سے آپ نعمتوں کی شادابی

النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ
محسوس کریں گے۔(24) انہیں سربمہر خالص مشروب پلائے جائیں گے۔(25) جس پر

مِسْكٌ ۚ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ
مشک کی مہر لگی ہو گی اور سبقت کرنے والوں کو اس امر میں سبقت کرنی چاہیے۔(26) اس میں

مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾
تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہو گی؟(27) اس چشمے کی جس سے مقرب لوگ پئیں گے؟ (28)

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
جنہوں نے جرم کا ارتکاب کیا یقیناً وہ مومنین کا مذاق

يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ
اڑاتے تھے۔(29) جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مار کر اشارہ کرتے تھے۔[۳] (30) اور

اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا
جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے تھے۔ (31) اور جب

رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا
ان (مومنین) کو دیکھتے تو کہتے تھے: یہ یقیناً گمراہوں میں سے ہیں۔(32) حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر

عربی حاشیہ

کدح۔ مشقت آمیز کوشش ہے کہ زندگانی دنیا بہرحال مشقت سے خالی نہیں ہے چاہے برائے دنیا ہو یا برائے آخرت۔

تثویب۔ مجازات، بدلہ دینا۔

انشقاق۔ شگافتہ ہوجانا اور نظام کا درہم برہم ہوجانا۔

اذنت۔ اپنے رب کے حکم کو سن لیا اور اس کی اطاعت کی۔

مدّت۔ زمین پھیلا دی گئی اور اس کے تمام پہاڑ اور ٹیلے برابر کردیئے گئے۔

تخلت۔ بالکل خالی ہوگئی۔ تفعل مبالغہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کادح۔ محنت کرنے والا۔

ثبور۔ ہلاکت، موت۔

یحور۔ واپس آنا۔

شفق۔ وہ سرخی جو مغرب کے وقت افق پر ظاہر ہوتی ہے۔

وسق۔ جمع کرلینا۔ دن بھر کی بکھری ہوئی مخلوقات کو اکٹھا کرلینا

اردو حاشیہ

(۳) تفسیر رازی میں یہ واقعہ درج کیا گیا ہے کہ حضرت علیؑ کا منافقین کی ایک جماعت کے قریب سے گزر ہوا تو ان لوگوں نے استہزاء کیا۔ اس کے بعد جب پلٹ کر اپنے اصحاب کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ابھی ابھی ہمارے پاس سے ایک ایسے شخص کا گزر ہوا جس کے سر پر بال نہیں ہیں۔ قدرت نے حضرت علیؑ کے پیغمبرؐ کے پاس پہنچنے سے پہلے ان آیات کو نازل کردیا کہ ان منافقین کو یہ ہوش بھی نہیں ہے کہ ابھی آخرت باقی ہے۔ وہاں ان کے یہ حربے کام آنے والے نہیں ہیں اور اس دن صاحبانِ ایمانکو یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ ان منافقین کے حال پر ہنسیں اور انہیں متوجہ کریں کہ دنیا کے حرکات واعمالِ زشت کا انجام کیا ہوتا ہے۔

عَلَيۡهِمۡ حٰفِظِيۡنَ ﴿۳۳﴾ؕ فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ

تو نہیں بھیجے گئے تھے۔(33) پس آج اہل ایمان کفار پر ہنس

يَضۡحَكُوۡنَ ﴿۳۴﴾ۙ عَلَى الۡاَرَآئِكِ ۙ يَنۡظُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ؕ هَلۡ ثُوِّبَ

رہے ہیں۔(34) مسندوں پر بیٹھے (کفار کا انجام) دیکھ رہے ہیں۔(35) کیا کفار کو

الۡكُفَّارُ مَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾ ع

ان کی حرکتوں کا بدلہ دیا گیا؟(36)

آیاتها ۲۵ ۸۴ سُوۡرَةُ الۡاِنۡشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۸۳ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ﴿۱﴾ۙ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ﴿۲﴾ۙ

جب آسمان پھٹ جائے گا۔(1) اور اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرے گا جو اس کا حقدار ہے۔(2)

وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ﴿۳﴾ۙ وَاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ ﴿۴﴾ۙ

اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔(3) اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی۔(4)

وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ﴿۵﴾ؕ يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ

اور اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرے گی جو اس کے لئے سزاوار ہے۔(5) اے انسان! تو مشقت اٹھا کر

كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدۡحًا فَمُلٰقِيۡهِ ﴿۶﴾ۚ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ

یقیناً اپنے رب کی طرف جانے والا ہے پھر اس سے ملنے والا ہے۔(6) پس جس کا نامہ اعمال اس کی

كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ ﴿۷﴾ۙ فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا ﴿۸﴾ۙ

داہنے طرف سے دیا جائے گا۔(7) اس سے عنقریب ہلکا حساب لیا جائے گا۔(8)

عربی حاشیہ

انسق۔وسق جمع کرنا یعنی ساری روشنی کو اکٹھا کرلیا۔
طبق۔طبقہ کی جمع ہے۔مرتبہ۔
رکوب۔سامنا کرنا۔
عن۔بعد کے معنی میں ہے۔
یوعون۔دعا سے مشتق ہے یعنی ظرف۔
ممنون۔من سے نکلا ہے یعنی قطع کردینا۔

ف: آیات ۱۶۔۱۷۔۱۸ میں حالات کی ترتیب کا ذکر ہے کہ پہلے سرشام شفق ہے پھر رات کا اندھیرا اور تمام مخلوقات کا اپنے مرکز کی طرف اجتماع ہے اور پھر ایک دن بدر کامل ہے اور پھر اسی ترتیب کو آیت نمبر ۱۹ کی دلیل بنایا گیا ہے کہ عالم انسانیت کو ایسے ہی مختلف حالات سے گزرتے ہوئے مالک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

ف: اصحاب الاخدود جیسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور اولیاء خدا نے ہمیشہ ان کے مقابلہ میں استقامت کا ثبوت دیا ہے۔ جناب آسیہ سے لے کر جناب عمار کے گھرانے تک اور پھر عصر عاشور کربلا میں ہر جگہ ایسے مناظر دیکھنے میں آئے

اردو حاشیہ

(۴) عقیدہ آخرت انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ انسان دنیا میں جس کو چاہے ہدف اور مقصد بنا لے اور جس طرف چاہے سر اٹھا کر روانہ ہو جائے لیکن دراصل وہ خدا ہی کی طرف جا رہا ہے اور اسی کا سامنا کرنے کی منزل سے قریب تر ہو رہا ہے۔ زندگی کا آخری انجام موت ہے اور موت لقائے الٰہی کا پیش خیمہ ہے اور جب انسان کو یہ معلوم ہے کہ اسے بالآخر پروردگار سے ملاقات کرنا ہے تو ایسے اعمال کیوں نہیں انجام دیتا ہے جو اس ملاقات کیلئے مناسب اور سازگار ہوں اور جن سے سرخ روئی حاصل ہو سکتی ہو۔

وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی سے پلٹے گا۔(9)اور جس کا نامہ اعمال اس کے

وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ يَصْلٰى

پیچھے سے دیا جائے گا۔(10)پس وہ موت کو پکارے گا۔(11)اور وہ

سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ

جہنم میں جھلسے گا۔(12)بلاشبہ یہ اپنے گھر والوں میں خوش رہتا تھا۔(13)بے شک اس کا یہ گمان تھا کہ اسے

اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾

لوٹ کر (اللہ کی طرف) جانا ہی نہیں ہے۔(14)ہاں! اس کا پروردگار یقیناً اس (کے عمل) کو دیکھ رہا تھا۔(15)

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَ الَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الْقَمَرِ

مجھے قسم ہے شفق [۱] کی۔(16) اور رات کی اور جسے وہ سمیٹ لیتی ہے۔(17)اور چاند کی

اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا

جب وہ کامل ہو جائے(18) تمہیں مرحلہ بہ مرحلہ ضرور گزرنا ہے۔(19)پھر یہ لوگ ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ؕ﴿۲۱﴾ السجدة

کیوں نہیں لاتے؟(20)اور جب انہیں قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔(21)

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۖ﴿۲۲﴾ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۖ﴿۲۳﴾

بلکہ یہ کفار تکذیب کرتے ہیں۔(22)اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(23)

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پس انہیں دردناک عذاب کی بشارت [۲] دیجیے۔(24) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

عربی حاشیہ

ہیں جہاں اہل ایمان کو ستانے کا منظر دیکھ کر جشن منایا گیا ہے اور انھوں نے ہنسی خوشی مصائب برداشت کئے ہیں۔

بروج۔ سیر نجوم کی منزلیں۔

یوم موعود۔ قیامت کا دن۔

اخدود۔ خد سے نکلا ہے یعنی لمبی چوڑی شگاف جسے خندق کہا جاتا ہے۔

اصحاب اخدود۔ وہ لوگ تھے جنھوں نے خندق میں آگ بھڑکا کر صاحبان ایمان کو اس میں جھونک دیا تھا۔

قعود۔ خندق کے گرد بیٹھے تماشا اور نظارہ کر رہے تھے۔

فتنوا۔ مصیبت اور زحمت میں مبتلا کر دیا۔

بطش۔ سختی کے ساتھ گرفت کرنا۔

یبدی ویعید۔ ایک تصور یہ ہے کہ دنیا میں عذاب شروع کرتا ہے اور آخرت میں دوبارہ اسے مکمل کرتا ہے کہ اس کی گرفت بہت سخت ہے۔

حدیث الجنود۔ ان لوگوں کا قصہ جنھوں نے انبیاء کے خلاف لشکر کشی کی تھی۔

اردو حاشیہ

(۱) شفق اس سر شام کی طرف اشارہ ہے جب انسان تکلیف سے آرام کی طرف منتقل ہوتا ہے اور رات اس مرحلہ زندگی کا نام ہے جب بکھرے ہوئے اجزاء حیات مجتمع ہو جاتے ہیں، ہاتھ سمٹ جاتے ہیں بچے ماں کے پہلو میں آ جاتے ہیں، جانور اپنے مرکز پر واپس آ جاتے ہیں اور یہ سب اشارے ہیں کہ ایک دن انسان کو اپنی آخری منزل کی طرف جانا ہے اور وہاں سب کو جمع ہو جانا ہے تو پھر انسان ایمان کیوں نہیں لاتا ہے۔

(۲) بشارت کا لفظ عذاب کے ساتھ ایک عجیب روحانی تکلیف کی طرف اشارہ ہے جس میں کفار کو مبتلا ہونا ہے اور جس کی طرف سابقہ آیات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ کافر دنیا میں مسرور تھا اور اب ہلاکت کی دعا مانگ رہا ہے اور مومن دنیا میں زحمتیں برداشت کر رہا تھا اور اب اپنے اہل وعیال کی طرف خوش وخرم واپس جا رہا ہے۔
عائلی زندگی کا سب سے حسین موقع وہ ہوتا ہے جب انسان اپنے اہل وعیال کی طرف خوش وخرم واپس آتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں نہ کسی دولت کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ساز وسامان کی یہ دولت نصیب نہ ہو تو ہر سامان مار وعقرب بن جاتا ہے اور ہر سرمایہ باعث شماتت ہمسایہ ہو جاتا ہے۔

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

اور صالح اعمال بجالائے۔ان کیلئے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔(25)

اٰیاتھا ۲۲ ﴿۸۵ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۲۷﴾ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ

قسم (۱) ہے برجوں والے آسمان کی۔(1)اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔(2)اور گواہ کی اور جس کی (۲)

وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ

گواہی دی جائے۔ (3) خندقوں والے (۳) ہلاک کر دیے گئے۔ (4) وہ آگ جو

الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

ایندھن والی ہے۔(5)جب وہ اس (کے کنارے) پر بیٹھے تھے۔(6)اور وہ مومنین کے ساتھ روا رکھے گئے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا

اپنے سلوک کا مشاہدہ کر رہے تھے۔(7)اور (ان ایمان والوں) سے وہ صرف اس وجہ سے دشمنی رکھتے تھے کہ وہ اس اللہ پر ایمان رکھتے تھے

بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

جو بڑا غالب آنے والا، قابل ستائش ہے۔(8)وہی جس کے لئے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔(9)جن لوگوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ

مومنین اور مومنات کو اذیت دی پھر توبہ نہیں کی ان کے لئے

عربی حاشیہ

لوح محفوظ۔جس میں کسی طرح کا تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا ہے۔

ف: لوح محفوظ کے بارے میں ابن عباس سے منقول ہے کہ اس کا طول زمین سے آسمان تک ہے اور عرض مشرق سے مغرب جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علم الٰہی ہے جس میں تمام حقائق محفوظ ہیں اور قرآن مجید کے سمانے کے لئے اسی قدر طویل و عریض ظرف کی ضرورت ہے کہ اس میں خود ہی تمام کائنات کے حقائق جمع ہوگئے ہیں۔

طارق۔رات کو وارد ہونے والے کو کہا جاتا ہے کہ وہ آکر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔یہاں اول شب نکلنے والے ستارہ کو کہا گیا ہے۔

ثاقب۔چمکدار ستارہ۔گویا اس نے تاریکی کی دیوار میں سوراخ کردیا ہے۔

دافق۔اچھلنے والا۔مرد اور عورت دونوں کے نطفہ میں یہ کیفیت اور صلاحیت پائی جاتی ہے۔

صلب۔پشت۔

ترائب۔تریبہ کی جمع ہے۔دونوں پستانوں کے درمیان یا مرد کے جسم کے تمام اطراف واعضاء

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ اس سے منازل شمس وقمر مراد ہیں یعنی حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔

(۲) شاہد ومشہود کے بارے میں مفسرین کے درمیان بیحد اختلافات ہیں اور بروایتے اس کے ۴۸ معنی بیان کئے گئے ہیں لیکن بظاہر محسوس اور غیر محسوس کے علاوہ کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی ہے چاہے اس سے مراد کچھ بھی ہو جیسا کہ بعض روایات میں شاہد رسولؐ خدا ہیں اور مشہود حضرت علیؑ اور بعض میں شاہد رسول خدا ہیں اور مشہود قیامت وغیرہ۔

(۳) اصحاب اخدود یمن کے ایک بادشاہ ذونو اس کی قوم کو کہا جاتا ہے۔ان لوگوں نے ایک خندق بنائی تھی اور اس میں آگ بھڑکا کر اللہ والوں کا امتحان لیا کرتے تھے۔اگر وہ دین سے منحرف ہوگئے تو خیر ورنہ انہیں آگ میں ڈال دیا جاتا تھا اور لوگ خندق کے قریب بیٹھ کر اس منظر کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے خدا نے ان کے واسطے آخرت میں ایسا ہی عذاب فراہم کردیا ہے کہ انہیں آگ میں جلایا جائے اور صاحبانِ ایمان دور سے اس منظر کا تماشا کریں تاکہ انہیں اندازہ ہو کہ دار دنیا میں وہ اللہ والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ

یقیناً جہنم کا عذاب ہے اور ان کیلئے جلنے کا عذاب ہے۔(10) جو لوگ ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

اور نیک اعمال بجا لائے ان کیلئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١ اِنَّ بَطْشَ

نہریں بہتی ہوں گی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔(11) آپ کے پروردگار کی پکڑ

رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣

یقیناً بہت سخت ہے۔(12) یقیناً وہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ (13)

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥

اور وہ بڑا معاف کرنے والا، محبت کرنے والا ہے۔(14) بڑی شان والا، عرش کا مالک ہے۔ (15)

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝١٦ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

وہ جو چاہتا ہے اسے خوب انجام دینے والا ہے۔ [۴] (16) کیا آپ کے پاس لشکروں کی

الْجُنُوْدِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

حکایت پہنچی ہے؟ (17) فرعون اور ثمود کی؟ (18) بلکہ کفر اختیار کرنے والے

فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝٢٠ بَلْ

تو تکذیب میں مشغول ہیں۔(19) اور اللہ نے ان کے پیچھے سے ان پر احاطہ کیا ہوا ہے۔(20) بلکہ یہ

هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢

قرآن بلند پایہ ہے۔(21) اس لوح میں (ثبت) ہے جو محفوظ ہے۔(22)

عربی حاشیہ

وجوارح تبلی۔ یعنی ظاہر ہوجائیں گے۔ اس کی اصل ابتلاء اور اختبار ہے۔

رجع۔ بارش۔ گویا بادل بخارات کو لے جا کر پھر زمین کی طرف واپس کر دیتا ہے۔

صدع۔ نباتات جو زمین کو شگافتہ کرکے برآمد ہوتے ہیں۔

ہزل۔ لعب۔ باطل۔

اکید کیداً یعنی ان کی چالوں کا جواب دے رہا ہوں۔

امہلہم۔ یعنی انھیں ذرا مہلت دے دو۔

رویدا۔ تھوڑا، رود کی تصغیر ہے رود یعنی آہستہ۔

غثاء۔ خشک۔

احویٰ۔ سیاہ۔ حوہ سے مشتق ہے جو سبزی سیاہی مائل ہو۔

تزکی۔ پاکیزگی۔ چاہے کمال نفس کی بنا پر ہو یا زکوۃ فطرہ ادا کرنے کی بنا پر۔

اردو حاشیہ

(۴) واضح رہے کہ خدا اپنے اختیار میں مکمل صاحب اختیار ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ میزان عدل کے خلاف بھی کام کرسکتا ہے۔ اس کا ہر فعل ارادہ کا تابع ہے اور ارادہ غلط چیز سے متعلق ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ اس کا ظہور منظر عام پر آئے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ یہ بات مسلم ہے کہ وہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ برائی اور ظلم کو چاہ بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اہل عقل وعدل کا عقیدہ یہی ہے کہ اس کی مشیت غلط کام سے متعلق نہیں ہوسکتی لہٰذا صاحب اختیار ہے لیکن غلط کام نہیں کرسکتا ہے۔

اٰیاتھا ۱۷ ۸۶ سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳۶ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾

قسم ہے آسمان کی اور رات کو چمکنے والے کی۔(1)اور آپ کیاجانیں رات کو چمکنے والا کیا ہے؟ (2)

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾

وہ روشن ستارہ ہے۔(3) کوئی نفس ایسا نہیں جس پر نگہبان نہ ہو۔ (4)

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾

پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔(۱) (5)وہ اچھلنے والے پانی سے خلق کیا گیا ہے۔ (6)

يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى

جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں سے نکلتا ہے۔ (۲) (7) بے شک اللہ

رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ

اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔(8)اس روز تمام راز فاش ہو جائیں گے(9)لہٰذا انسان کے پاس

مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۙ﴿۱۱﴾ وَ

نہ کوئی قوت ہو گی اور نہ مددگار ہو گا۔(10)قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی۔(11)اور

الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۙ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّ

(دانہ اگانے کیلئے) شق ہونے والی زمین کی۔(12)یہ (قرآن) یقیناً فیصلہ کن کلام ہے۔(13)اور

مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ

یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔(14)بے شک یہ لوگ اپنی چال چل رہے ہیں۔(15)اور

عربی حاشیہ

ف: آیت ۱۷۔۱۸۔۱۹۔۲۰ میں نور کے مرکز آسمان، قرار کے مرکز زمین، چشموں کے مصدر پہاڑ اور نقل وحمل کے ذریعہ اونٹ کا ذکر ہوا ہے جو زندگی کے عناصر اربعہ کے مترادف ہیں۔

ان ہذا۔ یعنی قد افلح من تزکی۔ اس حقیقت کا تذکرہ تمام آسمانی صحیفوں میں پایاجاتا ہے اور سب کا پیغام ایک ہی ہے۔

غاشیہ۔ قیامت کہ وہ اپنے ہول اور دہشت سے ساری مخلوقات کو ڈھانک لے گی۔

عاملہ ناصبہ۔ جہنم میں تھکا دینے والے کام کرنے والے یعنی طوق وسلاسل کا بوجھ اٹھانے والے۔

حامیہ۔ انتہائی درجہ کی حرارت والی آگ۔

ضریع۔ جہنم کا ایک خاردار درخت ہے۔

مصبر سے زیادہ تلخ اور مردار سے زیادہ بدبودار۔

اکواب۔ بغیر دستہ کے پیالے۔

نمارق۔ نمرقہ کی جمع ہے۔ تکیے۔

زرابی۔ لمبے چوڑے فرش۔ زربی کی جمع ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کی بغاوت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ وہ اپنی حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے ورنہ اپنی حقیقت اور اصلیت پر نگاہ رکھنے والا شکر کر سکتا ہے فخر اور غرور نہیں کر سکتا۔ فخر اس لئے نہیں کر سکتا کہ ایک قطرۂ نجس سے پیدا ہوا ہے اور شکر اس لئے کرے گا کہ اس خدا نے قطرۂ نجس سے طیب وطاہر انسان بنا دیا ہے ورنہ رحم مادر سے ساقط بھی ہو سکتا تھا اور پھر مزید کرم یہ ہے کہ دو مختلف مواد کو جمع کر کے ایک تیسرے انسان کی تشکیل کر دی ہے۔

آیت کریمہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ مرد کا نطفہ صلب سے خارج ہوتا ہے اور عورت کا مادہ سینہ کی ہڈیوں کے اندر سے جس کی طرف بہت سے ماہرین فن اور اہل نظر نے اپنے بیانات میں رہنمائی کی ہے۔

اَكِيۡدُ كَيۡدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾

میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔(16) پس کفار کو مہلت دیں اور کچھ دیر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔(17)

ایاتہا ۱۹ ۸۷ سورۃ الاعلیٰ مکیۃ ۸ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِىۡ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِىۡ

(اے نبی!) اپنے پروردگار اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو۔[1] (1) جس نے پیدا کیا اور توازن قائم کیا۔(2) اور جس نے

قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِىۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰى ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ

تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔(3) اور جس نے چارہ اگایا۔(4) پھر (کچھ دیر بعد) اسے

غُثَآءً اَحۡوٰى ؕ﴿۵﴾ سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

سیاہ خاشاک کر دیا۔[2] (5) (عنقریب) ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے۔(6) مگر جسے اللہ چاہے

اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَمَا يَخۡفٰى ؕ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلۡيُسۡرٰى ۚ﴿۸﴾

وہ ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو یقیناً جانتا ہے۔(7) اور ہم آپ کے لئے آسان طریقہ فراہم کریں گے۔(8)

فَذَكِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّكۡرٰى ؕ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنۡ يَّخۡشٰى ۙ﴿۱۰﴾ وَ

پس جہاں نصیحت مفید ہو نصیحت کرتے رہو۔[3] (9) جو شخص خوف رکھتا ہے وہ جلد نصیحت قبول کرتا ہے۔(10) اور

يَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِىۡ يَصۡلَى النَّارَ الۡكُبۡرٰى ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ

بدبخت اس سے گریز کرتا ہے۔(11) جو بڑی آگ میں جھلسے گا۔(12) پھر

لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ؕ﴿۱۳﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى ۙ﴿۱۴﴾ وَ

اس میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا۔[4] (13) بتحقیق جس نے پاکیزگی اختیار کی وہ فلاح پا گیا۔(14) اور

عربی حاشیہ

سطحت۔ یہ بات کرویت کے خلاف نہیں ہے کہ کروی چیز بھی اگر طویل وعریض ہوتی ہے تو اس کی ایک سطح ضرور پیدا ہوجاتی ہے۔

مصیطر۔ مسلط۔ حاکم۔

ایاب۔ واپسی۔

واضح رہے کہ ایاب الی کے ساتھ ہے اور حساب علیٰ کے ساتھ ہے یعنی حساب بہرحال ہماری ذمہ داری ہے جسے ادا کرنا ہے اور واپسی تو فطری بات ہے کہ ہر شے کو اپنے مرکز کی طرف واپس آنا ہے۔

ف: اس سورہ کو سورۂ حسینؑ بھی کہا گیا ہے کہ ابتدا دس راتوں سے ہوئی ہے اور انتہا نفس مطمئنہ پر جس کا سب سے عظیم مصداق امام حسینؑ ہیں۔

لیال عشر۔ ابتدائے ذی الحجہ یا ابتدائے محرم کی دس راتیں یا آخر رمضان کی دس راتیں۔

شفع و وتر۔ عدد کی دونوں قسمیں مراد ہیں یا نافلہ شب کی دونوں نمازیں۔

اردو حاشیہ

(۱) تسبیح کا تعلق ذات سے ہے لیکن یہاں نام کا ذکر کیا گیا ہے کہ انسان کی معرفت ذات سے متعلق نہیں ہے بلکہ نام سے ہے اور وہ ذات کو بھی نام ہی کے ذریعہ پہچانتا ہے۔

(۲) بعض اہل نظر کا بیان ہے کہ سبزہ کا خشک، سیاہی مائل بنا دینا یہ بھی ایک کرم الٰہی ہے کہ جہاں سبزہ سیاہی مائل ہوتا ہے وہاں زیر زمین تیل کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۳) بعض کاہل افراد اسے تبلیغ کے ترک کرنے کا جواز بنا لیتے ہیں کہ آج کل فائدہ کا امکان نہیں ہے لہٰذا تبلیغ واجب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ تاکید پروردگار ہے کہ فائدہ کا احتمال بھی ہو تو تذکیر و تبلیغ کرتے رہو ورنہ یقین تو فائدہ کے حصول کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ اور اس وقت تبلیغ کا عمل ختم ہو چکا ہوگا اور اس کی کوئی ضرورت نہ رہ جائے گی۔

(۴) بظاہر یہ بات عجیب وغریب ہے کہ نہ موت ہوا ور نہ حیات لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ نہ زندگی جیسا لطف ہوگا اور نہ موت جیسی راحت کہ تمام مصائب سے نجات مل جائے بلکہ دونوں کے درمیان کی کیفیت ہوگی اور مصائب کا یہ سلسلہ ابدی اور دائمی رہے گا۔

ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ

اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔(15) بلکہ تم تو دنیاوی زندگی کو ترجیح

الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ

دیتے ہو۔(16) حالانکہ آخرت بہترین ہے اور بقا والی ہے۔(17) پہلے صحیفوں میں بھی یقیناً

الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

یہی بات (مرقوم) ہے۔(18) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔(19)

اٰیاتها ۲۶ ۸۸ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

کیا آپ کے پاس (ہرچیز پر) چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟(1) اس دن کچھ چہرے

خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾

خوار ہوں گے۔(2) وہ جفاکشی میں تھکے ہوئے (۱) ہوں گے۔(3) دھکتی آگ میں جلس رہے ہوں گے۔(4)

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

وہ سخت کھولتے ہوئے چشمے سے سیراب کیے جائیں گے۔(5) خاردار جھاڑی کے سوا ان کیلئے

ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ

غذا نہ ہو گی۔(6) جو نہ جسامت بڑھائے نہ بھوک مٹائے۔(7) اس دن

يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ

کچھ چہرے شاداب ہوں گے۔(8) اپنے عمل پر خوش ہوں گے۔(9) بہشت بریں میں

عربی حاشیہ

یسر۔سریٰ سے نکلا ہے کہ رات میں سفر کیا جاتا ہے ورنہ رات نہیں چلتی ہے۔
حجر عقل۔ یہ حجر سے نکلا ہے کہ عقل برائیوں سے منع کرتی ہے۔
عاد۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ اس قبیلہ کو باپ کے نام پر عاد اور دادا کے نام پر ارم کہا جاتا ہے۔
عماد۔ ستون یہ قوم خیموں میں رہا کرتی تھی جو ستونوں پر قائم ہوتے تھے۔
جابوا۔ جوب سے مشتق ہے یعنی قطع کرنا۔
اوتاد میخوں کو کہا جاتا ہے۔ مراد لشکر فوج ہے جس سے حکومت قائم ہوتی ہے جس طرح کہ میخوں سے خیمے قائم ہوتے ہیں۔
مرصاد۔ گھات۔
تحاضون۔ حض۔ دوسروں کو آمادہ کرنا اور جو دوسروں کو آمادہ نہ کر سکے وہ خود کیا عمل کرے گا۔
لماً۔ شدت کے ساتھ اور جماً۔ کثرت کے ساتھ۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کی تباہی کا راز انہیں دو باتوں میں مضمر ہے دنیا کی زندگی کو آخرت پر مقدم کرنا اور آخرت کی خوبی سے بے خبر یا غافل رہنا اور اسی لئے خدا نے اس حقیقت کو ہر صحیفہ میں بیان کیا ہے کہ تزکیہ نفس کے بغیر فلاح ممکن نہیں ہے۔ صحف ابراہیمؑ وموسیٰ علیہ السلام کا حوالہ شاید اس لئے بھی دیا گیا ہے کہ ان دونوں حضرات کی زندگی میں عملی طور پر اس کے نمایاں مرقع پائے جاتے ہیں۔ جناب ابراہیمؑ نے حیات دنیا کو ٹھکرا کر آخرت کیلئے اولاد کی قربانی پیش کر دی اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے ترک وطن اور مقابلہ فرعون جیسی مصیبتوں کا سامنا کیا۔

عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾

ہوں گے۔(10) وہ وہاں کسی قسم کی بیہودگی نہیں سنیں گے۔ (۲) (11) اس میں رواں چشمے ہوں گے۔ (12)

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ

اس میں اونچی مسندیں ہوں گی۔(13) اور پیالے رکھے ہوں گے۔(14) اور

نَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿۱۶﴾ اَفَلَا

ترتیب سے رکھے ہوئے تکیے ہوں گے۔(15) اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے۔ (16) کیا یہ لوگ

يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَ اِلَى السَّمَآءِ

اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟(17) اور آسمان کی طرف کہ

كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَى

وہ کیسے اٹھایا گیا ہے؟(18) اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے جمائے گئے ہیں؟(19) اور زمین کی

الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ

طرف کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے؟(20) پس آپ نصیحت کرتے رہیں کہ آپ فقط نصیحت

مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى

کرنے والے ہیں۔ (۳) (21) آپ ان پر مسلط نہیں ہیں۔(22) البتہ جو منہ موڑے گا

وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ

اور کفر اختیار کرے گا۔(23) سو اللہ اسے سب سے بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا۔(24) انہیں یقیناً

اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔(25) پھر ان کا حساب لینا یقیناً ہمارے ذمے ہے۔(26)

عربی حاشیہ

ف: ان ربک لبالمرصاد کے بارے میں سرکار دوعالمؐ کا ارشاد ہے کہ جہنم پر تین پل ہوں گے امانت۔ نماز۔ عدالت۔ بعض لوگ پہلے ہی پل سے گر جائیں گے، بعض دوسرے سے گریں گے اور بعض تیسرے سے اور رب العالمین ان حالات کی نگرانی کرتا رہے گا۔ ''ان ربک'' میں صاحبانِ ایمان کے لئے تسکین کا بھی سامان ہے۔

لحیاتی۔ زندگانی آخرت مراد ہے یا ''فی حیاتی'' یعنی زندگانی دنیا مراد ہے۔

بلد۔ مکہ مکرمہ۔

فی کبد۔ انسان کو زحمت برداشت کرنے والا بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔

والد۔ آدمؑ اور ماولدان کی نسل اور بعض مفسرین کے مطابق ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور پیغمبرؐ اسلام مراد ہیں۔

لبد۔ اتنا کثیر مال جو ختم ہی نہ ہو سکے۔

نجدین۔ خیر و شر کے دو راستے۔

نجد۔ بلند راستہ ہے اور اس کی جمع نجود ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) واضح رہے کہ جنت ایسے ماحول کا نام ہے جہاں پسند کی ہر چیز مہیا ہوگی اور اس کے باوجود لغویات کی کوئی آواز سنائی نہ دے گی اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہاں جانے والے وہی افراد ہونگے جن کی پسند میں لغو آوازیں، جھوٹ، غیبت، بہتان، ناچ گانا وغیرہ شامل نہ ہوں ورنہ ایسے ذوق والے جہاں بھی ہوں گے لغویات کی آواز ضرور سنائی دے گی۔

(۳) یہ انسان کی ذمہ داریوں کا توازن ہے کہ اسے دوسرے انسانوں کی طرف سے بالکل آزاد کیا جا سکتا ہے اور نہ ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ اس کی حیثیت ایک درمیانی شخصیت کی ہوتی ہے کہ تبلیغ و تذکیر کا فرض انجام دیتا رہے اور لوگوں کے انحراف سے بددل ہو کر خودکشی کا ارادہ نہ کر لے۔ رب العالمین نے خود بھی انسان کو نتائج کی ذمہ داری سے آزاد کر دیا ہے کہ کام کرنا تمہارا فرض ہے اس کے بعد نتائج کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔ اس کا منظر عام پر لانا ہمارے مستقل قوانین فطرت کا کام ہے۔

ایاتھا ۳۰ ۸۹ سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ

قسم ہے فجر کی۔(1)اور دس راتوں کی۔(2)اور جفت اور طاق کی۔(3)اور رات کی جب

اِذَا يَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ

جانے لگے۔(4) کیا ان میں کسی صاحب عقل کے لئے کوئی قسم ہے؟(5) کیا آپ نے

تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ﴿۷﴾

نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد [۱] کے ساتھ کیا کیا؟(6)ستونوں والے ارم کے ساتھ۔ (7)

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ

جس کی نظیر کسی ملک میں نہیں بنائی گئی۔(8)اور قوم ثمود کے ساتھ جنہوں نے

جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ﴿۱۰﴾

وادی میں چٹانیں تراشی تھیں۔(9)اور میخوں والے فرعون کے ساتھ۔ (10)

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ﴿۱۲﴾

ان لوگوں نے ملکوں میں سرکشی کی۔(11)اور ان میں کثرت سے فساد پھیلایا۔ (12)

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ

پس آپ کے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔(13)یقیناً آپ کا

لَبِالْمِرْصَادِ ؕ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ

رب تاک [۲] میں ہے۔(14) مگر جب اس انسان کو اس کا رب آزما لیتا ہے پھر اسے عزت دیتا ہے

عربی حاشیہ

اقتحام۔مشکلات میں داخل ہوجانا کہ انسان نے اتنا مال رکھ کر بھی بڑے مراحل نہیں طے کئے۔

فک رقبہ۔گردن کو اسیری یا قرض سے آزاد کرانا۔

مسغبہ۔بھوک۔

مقربہ۔قرابت۔

متربہ۔ شدید ضرورت جوانسان کو خاک سے ملا دے۔

اصحاب المیمنہ ۔داہنی طرف والے یا برکت والے۔

اصحاب مشئمۃ ۔ بائیں طرف والے یا نحوست اور بدبختی والے۔

موصدہ۔چاروں طرف سے بند۔ جہاں نہ روشنی کا گزر ہوا اور نہ راستہ ہو۔

ف: نفس مطمئنہ کے ذیل میں امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جب مومن قبض روح سے پریشان ہوتا ہے تو فرشتہ موت ائمہ طاہرینؑ کے جمال مبارک کی زیارت کرا دیتا ہے اور وہ شوق سے باطمینان جان دینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے تو جب ان کی زیارت

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں عبرت ونصیحت کے متعدد تذکرے پائے جاتے ہیں۔

قوم عاد کا تذکرہ عاد ایک شخص کا نام تھا جس کا بیٹا تھا شداد اور اسی نے جنت بنوا کر اپنے دادا ارم کے نام پر اسے باغ ارم بنا دیا تھا لیکن جب اس کے نظارے کیلئے گیا تو دروازہ ہی پر ملک الموت مل گئے اور روح قبض کر لی اور وہ اس باغ کے نظارہ سے بھی محروم رہ گیا جسے اس کے نوکروں اور مزدوروں نے بار ہا دیکھا تھا۔

(۲) صاحبان ایمان کو ہمیشہ اس نکتہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ ظالمین کسی قدر کیوں نہ آگے بڑھ جائیں قدرت ان کی تاک میں رہتی ہے اور جب اس نے فرعون، شداد، ثمود جیسوں کو نہیں رہنے دیا ہے تو آج کل کے ظالموں کو کیسے چھوڑ دے گی اور یہی بات خود ظالموں کو بھی سمجھنی چاہیے۔

فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّآ

اور اسے نعمتیں عطا فرماتا ہے تو کہتا ہے: میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے۔(15)اور جب اسے

اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

آزما لیتا ہے اور اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے رب نے میری

اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ

توہین (۳) کی ہے۔(16)ہرگز نہیں! بلکہ تم خود یتیم کی عزت نہیں کرتے۔(17)اور نہ ہی مسکین کو

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾

کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔(18)اور میراث کا مال سمیٹ کر کھاتے ہو۔ (19)

وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ

اور مال کے ساتھ جی بھر کر محبت کرتے ہو۔(20)ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کی

دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾

جائے گی۔(21)اور آپ کا پروردگار حاضر ہو گا(حکم)اور فرشتے صف درصف حاضر ہوں گے۔ (22)

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

اور جس دن جہنم حاضر کی جائے گی اس دن انسان متوجہ ہو گا لیکن اب متوجہ

وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾

ہونے کا کیا فائدہ ہوگا؟(23)کہے گا: کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لئے آگے کچھ بھیجا ہوتا۔ (24)

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا يُوْثِقُ وَ

پس اس دن اللہ کے عذاب کی طرح عذاب دینے والا کوئی نہ ہو گا۔(25)اور اللہ کی طرح جکڑنے والا

عربی حاشیہ

مطمئنہ بنادیتی ہے تو وہ خود؟

ف: الہام اور وحی کا ایک فرق یہ بھی ہے کہ صاحب وحی کو مصدرِ وحی کا علم اور احساس ہوتا ہے لیکن صاحب الہام کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس مصدر الہام کا علم اور احساس ہو۔

ضحیٰ۔ آفتاب کی روشنی۔

تلاہا۔ آفتاب کے پیچھے پیچھے رہے اور اس کی روشنی لے کر اس کے غروب کے بعد طالع ہو۔

طحیہا۔ ہرطرف سے فرش کرکے استقرار کے قابل بنادیا۔

واضح رہے کہ ان تینوں آیات میں ما.... مَن کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

دساہا۔ ناقص بنادیا اور فسق وفجور میں چھپادیا۔

دس ۔ چھپادینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

طغویٰ۔ طغیان اور سرکشی۔

اشقٰی۔ قدار بن سالف مراد ہے۔

دمدم۔ عذاب کو حاوی بنادیا اور مسلط کردیا۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ وہ جاہل اور مادہ پرست ہیں جن کی نگاہ میں عزت اور ذلت کا معیار صرف مال دنیا ہے اور اسی لئے مال کی تنگی پر خدا سے شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ ان کی ذاتی ذلت وضلالت کا یہ عالم ہے کہ یتیموں کا احترام نہیں کرتے ہیں اور مساکین کے کھانے کا انتظام نہیں کرتے ہیں۔ مال میراث کو اکٹھا کرکے حلال وحرام سب کھا جاتے ہیں اور مال دنیا سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور اس بات کا ہوش نہیں رکھتے ہیں کہ ایک دن آنے والا ہے جب انہیں ہوش آجائے گا لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

غور کیا جائے گا تو ان آیات کے مصادیق ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آج بھی بیشمار مصداق پائے جارہے ہیں صرف نگاہِ عبرت سے دیکھنے کی دیر ہے اور عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ ان صاحبان ایمان کا تذکرہ ہے جن کا کردار خدا کی نگاہ میں پسندیدہ ہے اور خود بھی راضی برضائے پروردگار ہیں۔ ایسے لوگ دنیا سے مطمئن جاتے ہیں اور ان کے اشتیاق میں بندگانِ خدا بھی بے چین رہتے ہیں اور بہشت بریں بھی اور اسی بنیاد پر اس کا واضح ترین مصداق امام حسینؑ کو قرار دیا گیا ہے جنھوں نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنا بھرا گھر لٹا دیا اور خود زیرِ خنجر کہتے رہے الٰہی رضا برضاک پروردگار میں تیری مرضی پر راضی ہوں تو پروردگار نے بھی آواز دی (یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ)۔

ثَاقَةٌ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِىۤ

کوئی نہیں ہو گا۔(26)اے نفس مطمئنہ!(27)اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس حال میں کہ

اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ﴿۲۹﴾

تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہو۔(28) پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا۔ (29)

وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ﴿۳۰﴾

اور میری جنت میں داخل ہو جا۔[۴](30)

اٰياتها ۲۰ ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔(1)جب اس شہر میں آپ کا قیام ہے۔(2)اور

وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ

قسم کھاتا ہوں باپ اور اولاد کی۔(3)بتحقیق ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔(4) کیا وہ

اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾

یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کو اختیار حاصل نہیں ہے۔(5) کہتا ہے: میں نے بہت سامال برباد کیا۔(6)

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾

کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا؟(7) کیا ہم نے اس کیلئے نہیں بنائیں دو آنکھیں؟ (8)

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ

اور ایک زبان اور دو ہونٹ؟(9)اور ہم نے دونوں راستے (خیروشر) اسے دکھائے۔(10) مگر اس نے اس گھاٹی میں

عربی حاشیہ

دمدمہ۔ جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینا۔
عقبیٰ۔ انجام، ردعمل۔
ماخلق۔ بمعنی من خلق ہے یا مامصدریہ ہے۔
حسنیٰ۔ نیکی، جنت۔
فسنیسرہ۔ تیسیر۔ راستہ کو ہموار کر دینا۔
تردّیٰ۔ ہلاکت میں گر پڑنا تلظّیٰ۔ تلظی سے مشتق ہے یعنی بھڑکنے والی آگ اور دہکنے والے شعلے۔

ف: سورہ واللیل کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک بخیل شخص کے خرمہ کی ایک شاخ غریب کے گھر میں تھی۔ اس کے بچے گرے ہوئے خرمے کھا لیتے تھے تو انھیں مارتا تھا۔ حضور نے اسے جنت کے عوض درخت بیچنے کے لئے کہا لیکن اس نے انکار کر دیا تو ابوالدحداح نے ۴۰ درختوں کے عوض درخت خرید کر حضور کو دے دیا۔ سورہ میں ابوالدحداح کی مدح ہے اور اس بخیل کی مذمت۔ اس کا ابوبکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ أَوْ

قدم ہی نہیں رکھا۔(11) اور آپ کیا جانیں کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟(12) گردن کو (غلامی سے) چھڑانا۔ (۱)(13) یا فاقہ

إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ أَوْ

کے روز کھانا کھلانا۔(14) کسی رشتہ دار یتیم کو۔(15) یا کسی

مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

خاک نشین مسکین کو۔(16) پھر ان لوگوں میں شامل ہونا جو ایمان لائے اور جنہوں نے

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ أُولَٰئِكَ

ایک دوسرے کو صبر کرنے کی نصیحت کی اور شفقت کرنے کی تلقین کی۔(17) یہی لوگ

أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ

دائیں والے ہیں۔(18) اور جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا

الْمَشْأَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

وہ بدبخت لوگ ہیں۔(19) ان پر ایسی آتش مسلط ہوگی جو ہر طرف سے بند ہے۔(20)

آیاتها ۱۵ (۹۱) سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۲۶ رکوعها ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ

قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی۔(1) اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔(2) اور دن کی جب وہ اسے

إِذَا جَلَّاهَا ﴿۳﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ﴿۵﴾

روشن کردے۔ (۱)(3) اور رات کی جب وہ اسے چھپالے۔(4) اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا۔(5)

عربی حاشیہ

اَشقی۔ بدبخت۔ بعض حضرات کے نزدیک امیہ بن خلف اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔
یتزکی۔ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔
ضحیٰ۔ آفتاب کے بلند ہونے کا وقت۔
سجیٰ۔ ٹھہر جائے یا اس کی سیاہی پھیل کر دنیا کو گھیر لے۔
ودّع۔ چھوڑ دینا جس طرح مسافر کو رخصت کردیا جاتا ہے۔
قلیٰ۔ قلیٰ سے مشتق ہے یعنی شدت عداوت۔
آویٰ۔ عبدالمطلب اور ان کے بعد ابوطالب کی پناہ میں دیا۔
ضالاً۔ گمشدہ، غیر معروف اور بعض مفسرین کے مطابق احکام الٰہیہ سے ناواقف۔ ناواقف۔
فاغنیٰ۔ مالِ خدیجہ سے مال دار بنایا اور نفس کا مستغنی قرار دیا۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو دار دنیا میں مال ضرور صرف کرتا ہے اور جو عزت یا شہرت کا طلبگار ہوتا ہے وہ زیادہ صرف کرتا ہے لیکن ان تمام مصارف سے انسان صرف بندگانِ خدا کو مرعوب کر سکتا ہے خدا کی نگاہ میں ایسے صرف کی کوئی قیمت نہیں ہے اور نہ اس کے ذریعہ انسان قیامت کی گھاٹیوں کو پار کر سکتا ہے اس کیلئے انہیں امور کی ضرورت ہے جن کا تذکرہ آیات ذیل میں کیا گیا ہے۔ لوگوں کو آزادی دلوائے، غریبوں کو کھانا کھلائے، یتیم کی پرورش کرے، مسکین کا خیال رکھے۔ صبر و مرحمت کی وصیت و نصیحت کرتا رہے۔ یہ ساری باتیں نہ ہوں تو باقی نمائشی اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

(۱) اس مقام پر پروردگار عالم نے نور و ظلمت، روز و شب، ارض و سما اور نفس انسانی کی قسم کھا کر اس حقیقت کو واضح کرنا چاہا ہے کہ فلاح پاکیزہ نفس افراد کیلئے ہے اور ناکامی اور رسوائی خبیث النفس افراد کیلئے ہے جس کی مثال دور قدیم میں قوم ثمود اور ان کے نبی کی تھی کہ نبی انتہائی پاکیزہ نفس اور قوم ایسی خبیث کہ ایک اونٹنی کو پانی بھی نہ پینے دیا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس پر خدا نے عذاب نازل کردیا اور خدا کو انجام کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ وہ کسی سے ڈرنے والا ہے ناقہ صالح کی یہی مظلومیت تھی جس کی طرف امام حسینؑ نے اشارہ کیا تھا اور اپنے پروردگار سے فریاد کی تھی کہ میرا بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہیں تھا اور یہ قوم ان ظالموں سے کم نہیں ہے جنہوں نے ایک بچہ ناقہ کو بھی پانی سے محروم کردیا تھا۔

وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰهَا ۪ۙ﴿۶﴾ وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۪ۙ﴿۷﴾ فَاَلۡهَمَهَا

اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا۔(6) اور نفس کی اور (۲) اس کی جس نے اسے معتدل کیا۔(7) پھر اس نفس کو

فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰىهَا ۪ۙ﴿۸﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۪ۙ﴿۹﴾ وَقَدۡ خَابَ

اس کی بدکاری اور اس سے بچنے کی سمجھ دی۔(8) بتحقیق جس نے اسے پاک رکھا کامیاب ہوا۔(9) اور جس نے اسے

مَنۡ دَسّٰىهَا ؕ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِطَغۡوٰىهَاۤ ۪ۙ﴿۱۱﴾ اِذِ انۡۢبَعَثَ

آلودہ کیا نامراد ہوا۔(10) (قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث تکذیب کی۔(11) جب ان کا سب سے

اَشۡقٰىهَا ۪ۙ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقۡيٰهَا ؕ﴿۱۳﴾

زیادہ شقی اٹھا۔(12) تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا: اللہ کی اونٹنی اور اس کی سیرابی کا خیال رکھو۔ (13)

فَكَذَّبُوۡهُ فَعَقَرُوۡهَا ۪ۙ فَدَمۡدَمَ عَلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِذَنۡۢبِهِمۡ

پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب ڈھایا

فَسَوّٰىهَا ۪ۙ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقۡبٰهَا ﴿۱۵﴾ ع

پھر سب کو (زمین کے) برابر کر دیا۔(14) اور اسے اس (عذاب) کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔(15)

آیاتها ۲۱ ۹۲ سُوۡرَةُ الَّيۡلِ مَكِّيَّةٌ ۹ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمن و رحیم

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ

قسم ہے رات (۱) کی جب (دن پر) چھا جائے۔(1) اور دن کی جب وہ چمک اٹھے۔(2) اور اس کی جس نے نر

الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰۤى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى

اور مادہ پیدا کیا۔(3) تمہاری کوششیں یقیناً مختلف ہیں۔(4) پس جس نے (راہ خدا میں) مال دیا

عربی حاشیہ

فحدث۔ نعمت خدا کو بیان کرو کہ یہ شکر نعمت ہے (بشرطیکہ غرور نہ پیدا ہونے پائے جس کا خطرہ عام انسانوں میں ہوتا ہے)

فانصب۔ زحمت برداشت کرو یا کسی کو مقرر کردو۔ مفسرین نے دونوں احتمال بیان کئے ہیں۔

واضح رہے کہ سورہ ضحیٰ کے بعد سے آخر تک ہر سورہ کے خاتمہ پر قاریانِ قرآن نے تکبیر کی تعلیم دی ہے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

ف: فانصب کے ص پر زبر ہے۔ اور مسلسل سعی وکوشش کی ایک اعلیٰ فرد کا نام ولایت علیؑ ہے جو پیغمبرؐ اسلام کی جدوجہد وہدایت کے استمرار کی دلیل ہے۔ اس کے لئے ص پر زیر لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تین وزیتون۔ دو پھلوں کے نام ہیں اور بعض حضرات کی نگاہ میں ان سے وہ علاقہ مراد ہے جہاں یہ دونوں پھل پیدا ہوتے ہیں اور وہ قدس کا علاقہ ہے جہاں جناب ابراہیمؑ کا مرکز اور جناب عیسیٰؑ کا مولد اور مسکن تھا۔

طور سینین۔ وہ پہاڑ جہاں جناب موسیٰؑ سے کلام کیا گیا تھا۔

اردو حاشیہ

بظاہر ان تمام قسموں کا مقصد یہ ہے کہ یہ تمام مخلوقات بیجان اور بےشعور ہونے کے باوجود ان کی دو قسمیں نہیں ہیں اور سب محو اطاعت پروردگار ہیں لیکن انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور اس میں خبیث النفس افراد پیدا ہو گئے ہیں جو انتہائی افسوس اور شرم کی بات ہے۔

(۲) ابتدا میں رات اور دن اور خلقت زن ومرد کا حوالہ دیکر انسان کی مختلف کوششوں اور ان کے انجام کی نشاندہی کی گئی اور آخر میں یہ واضح کیا گیا کہ اس گمراہی کی ذمہ داری پروردگار پر نہیں ہے اس کا کام صرف ہدایت کر دینا ہے اور بس اور یہ وہ ذمہ داری ہے جسے اس نے ادا کر دیا ہے اس کے بعد کسی سرکش کو یہ نہ سوچنا چاہیے کہ وہ پروردگار کے قبضہ سے باہر نکل جائے گا دنیا وآخرت کا مکمل اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے اور حساب وکتاب کرنے والا وہی ہے گویا آیت نے صاف واضح کر دیا ہے کہ خدا نے حکمت وعدالت کی بنا پر ہدایت اپنے اوپر واجب کر لی ہے اور اس کے خلاف نہیں کرتا ہے ورنہ اس کی طاقت اور قدرت میں کوئی کمی نہیں ہے اور نہ کسی کو اس سے باز پرس کرنے کا حق ہے۔

(۱) بعض مفسرین نے یہ واضح کرنا ضروری سمجھا ہے کہ آیات مذکورہ ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہیں لیکن یہ بتانے کی زحمت نہیں کی ہے کہ ان کے کس عمل کی بنا پر نازل ہوئی ہیں اور نہ یہ واضح کیا ہے کہ مذکورہ آیات کے دونوں قسم کے کرداروں میں سے کون سی آیتیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ؕ﴿۷﴾

اور تقویٰ اختیار کیا۔(5)اور نیکی کی تصدیق کی۔(6)پس ہم اسے جلد ہی آسانی کے اسباب فراہم کریں گے۔(7)

وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۹﴾

اور جس نے بخل کیا اور (اللہ سے) بے نیازی برتی۔(8)اور نیکی کو جھٹلایا۔(9)

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا

پس ہم اسے جلد ہی مشکلات کا سامان فراہم کریں گے۔(10)اور جب وہ سقوط کرے گا تو اس کا مال اس وقت اس کے

تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى ۖ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ

کام نہ آئے گا۔(11)راستہ دکھانا یقیناً ہماری ذمے داری ہے۔(12)اور دنیا اور آخرت کے یقیناً

وَالۡاُوۡلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴿۱۴﴾ لَا يَصۡلٰٮهَاۤ اِلَّا

ہم مالک ہیں۔(13)پس میں نے تمہیں بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔(14)اس میں سب سے زیادہ شقی شخص ہی

الۡاَشۡقَى ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى ۙ﴿۱۷﴾

تپے گا۔(15)جس نے تکذیب کی اور منہ موڑ لیا۔(16)اور نہایت پرہیزگار کو اس (آگ) سے بچا لیا جائے گا۔(17)

الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ

جو اپنا مال پاکیزگی کے لئے دیتا ہے۔(18)اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا

نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى ۚ﴿۲۰﴾

وہ بدلہ اتارنا چاہتا ہو۔(19)وہ تو اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کے لیے ایسا کرتا ہے۔(20)

وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ﴿۲۱﴾

اور عنقریب[۲] وہ راضی ہو جائے گا۔(21)

عربی حاشیہ

بلد امین۔ مکہ مکرمہ۔

سینین اور سِینا یا سَینا اس جگہ کا نام ہے جہاں طور کا پہاڑ ہے۔

اسفل سافلین۔ جہنم کا طبقہ مراد ہے تو مقصود وہ لوگ ہیں جنھوں نے احسن تقویم کے مطابق عمل نہیں کیا اور ضعیفی وغیرہ مراد ہے تو عام انسان مقصود ہیں۔

علق۔ جامد خون۔

عربی زبان میں علق جونک کو بھی کہا جاتا ہے اور اس لوتھڑے کی ویسی ہی شکل بھی ہوتی ہے۔

ان الانسان۔ بروایتے ابوجہل مراد ہے۔

ارایت ان کان۔ اس فعل کا مفعول اور اس شرط کی جزا دونوں محذوف ہیں۔

لنسفعاً۔ سفع۔ پکڑ کر کھینچنا۔

ناصیہ۔ سر کے اگلے حصہ کے بال

نادی۔ وہ بزم جہاں قبیلہ والے اکٹھا ہوتے ہیں۔

زبانیہ۔ زبنیہ کی جمع ہے یعنی سخت ترین فرشتے۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ بات سب نے لکھی ہے کہ سلسلہ وحی کے ایک عرصہ تک موقوف ہو جانے کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے لیکن یہ وقفہ صرف مصلحت الٰہی کا نتیجہ ہے اور اس کا پیغمبرؐ سے ناراضگی سے کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ پیغمبرؐ کو تو خدا اتنا عطا کرے گا کہ وہ راضی ہو جائیں اور اس کی مثال یہ ہے کہ یتیمی میں ابوطالب کی پناہ دے دی ہے۔ غربت میں خدیجہ کی دولت دیدی ہے اور جب گمشدہ تھے اور کوئی پہچاننے والا نہ تھا یا متحیر تھے کہ کس طرح قوم کو راستہ پر لایا جائے تو علیؑ کا سہارا دیدیا ہے جس نے ذوالعشیرہ میں وعدۂ نصرت کر کے تبلیغ کی راہ بھی ہموار کی اور قوم میں پیغمبرؐ کا تعارف بھی کرایا تو اب اسے نظر انداز کرنے کی کیا وجہ ہے۔

اٰیاتُہا ۱۱ ۹۳ سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ ۱۱ رُکُوعُہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

وَالضُّحٰی ۝۱ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝۲ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ

قسم ہے روز روشن کی۔(1)اور رات کی جب (اس کی تاریکی) چھا جائے۔(2) آپ کے رب [1] نے آپ کو نہیں چھوڑا اور

مَا قَلٰی ۝۳ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝۴ وَلَسَوْفَ

نہ ہی وہ ناراض ہوا۔(3)اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔(4)اور عنقریب آپ کا رب

یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝۵ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝۶

آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔(5) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی۔ (6)

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی ۝۷ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝۸

اور اس نے آپ کو ناواقف پایا تو راستہ دکھایا؟(7)اور آپ کو تنگدست پایا تو مالدار کر دیا۔ (8)

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ۝۹ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ۝۱۰ وَ

لہٰذا اب یتیم کی توہین نہ کریں۔(9)اور سائل کو جھڑکی نہ دیں۔(10)اور

اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

اپنے رب کی نعمت کو بیان کریں۔(11)

اٰیاتُہا ۸ ۹۴ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ ۱۲ رُکُوعُہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝۲

کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟(1)اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اتارا۔ (2)

عربی حاشیہ

لیلۃ القدر۔ قدر ومنزلت اور شرف کی رات جس میں نزول قرآن کا آغاز ہوا ہے یا کل قرآن پیغمبر کو دیا گیا ہے۔

روح۔ جبریل امین۔

من کل امر یعنی امر سلام ہے۔ شب قدر اولیاء خدا کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اول سے آخر اور سر شام سے طلوع فجر تک۔

منفکین۔ اپنے عہد سے الگ ہونے والے کہ سب کا عہد تھا کہ پیغمبر آئے گا تو اس پر ایمان لے آئیں گے۔

صحف۔ اوراق قرآن۔

مطہرہ۔ ہر غلطی، برائی اور باطل وغلط بیانی سے پاک وپاکیزہ۔

کتب۔ مکتوبات۔

قیمہ۔ مستقیم، مستحکم۔

حنفاء۔ باطل سے حق کی طرف متوجہ ہونے والے۔

دین القیمہ۔ دین ملت مستقیم یا دین کتب مستقیم۔ یعنی مضاف مضاف الیہ نہ کہ صفت

اردو حاشیہ

(۱) معنوی اعتبار سے یہ سورہ سورہ ضحیٰ کا تتمہ ہے اور اسی لئے نماز میں ایک ہی رکعت میں دونوں کی تلاوت فرض ہے اور مضمون بھی ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے کہ جس طرح خدا نے یتیمی میں پناہ دی ہے اور تنگ دستی میں بے نیاز بنایا ہے اسی طرح کفار کے مقابلہ میں سینہ کو اس قدر کشادہ کر دیا ہے کہ ان کی اذیتوں کے باوجود ہدایت کرتے رہیں گے اور آپ کا ذکر بلند وبالا رہے گا۔ اس کے بعد اس اصول کی نشاندہی کی ہے کہ عام طور سے زحمت کے بعد راحت ہی ہوا کرتی ہے صرف رحمت خداوندی سے وابستہ رہنے کی ضرورت ہے۔

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ﴿۴﴾

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی؟(3)اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (4)

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا

البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔(5)یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔(6)لہٰذا جب

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ع﴿۸﴾

آپ فارغ ہو جائیں تو نصب کریں۔(7)اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔(8)

اٰیاتھا ۸ — ۹۵ سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ ۲۸ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ

قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ (1) (1) اور طور سینین کی۔(2)اور اس امن والے

الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾

شہر کی۔(3)بتحقیق ہم نے انسان کو بہترین اعتدال میں پیدا کیا۔ (4)

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھر ہم نے اسے پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا۔(5)سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ

اور نیک عمل کرتے رہے پس ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔(6)پس اس کے بعد روز جزاء کے بارے میں کونسی چیز

بِالدِّيْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ع﴿۸﴾

تجھے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے۔(7) کیا اللہ حاکموں میں سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(8)

عربی حاشیہ

وموصوف۔

بریہ۔ مخلوقات۔ برأ سے مشتق ہے۔ خلق کے معنی میں اور بقولے اس کی اصل بریٰ ہے یعنی خاک کہ انسان خاک ہی سے پیدا ہوا ہے۔

ف: واضح رہے کہ شب قدر میں تمام سال کے امور مقدر ہوتے ہیں۔ شب قدر میں انیسویں شب مقدر طے ہوتے ہیں ۲۱ ویں شب فیصلہ ہوتا ہے اور ۲۳ ویں شب احکام جاری ہوجاتے ہیں۔ یہ راتیں صرف امت پیغمبرؐ کے لئے ہیں۔ باقی امتوں کو یہ شرف حاصل نہیں تھا۔ اس رات کا ہر عمل ہزار ماہ کے عمل سے بہتر ہے۔ اس کا اخفا اس لئے ہوا ہے کہ انسان ہر رات میں عبادت کرے جس طرح موت کے اخفا سے ہر وقت موت کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس رات سے مراد کرۂ زمین کا سایہ ہے جو ۲۴ گھنٹہ مختلف مقامات پر باقی رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قدرت نے انسان کو بہترین خصوصیات اور صلاحیات کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کا واضح ترین ثبوت پھلوں میں انجیر اور زیتون کا پیدا کرنا ہے اور جگہوں میں کوہ طور اور شہر مکہ کی خلقت ہے۔ اب انسان کی ذمہ داری ہے کہ ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائے اور اس کے مطابق کام انجام دے ورنہ اس کی منزل اسفل سافلین ہوگی اور اس سے صاحبانِ ایمان وکردار کے علاوہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ بعض مفسرین نے اسفل سافلین سے ضعیفی کو مراد لیا ہے لیکن استثناء اس بات کی علامت ہے کہ آخرت کی منزل مراد ہے ورنہ ضعیفی تو مومن و کافر دونوں کیلئے ہے۔ اس میں استثناء کا کوئی امکان نہیں ہے مگر یہ کہ ضعیفی کی بھی تاویل کی جائے اور اس سے بھی کوئی اور شے مراد لی جائے۔

اٰیاتها ۱۹ ۹۶ سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَکِّیَّةٌ ۱ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

(اے رسول) پڑھیے![1] اپنے پروردگار کے نام سے جس نے خلق کیا۔(1)اس نے انسان کوخون کے لوتھڑے سے

عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

پیدا کیا۔(2)پڑھیے! اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔(3)جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ (4)

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝

اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔(5)ہر گز نہیں! انسان تو یقیناً سرکشی کرتا ہے۔ (6)

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۝ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝ اَرَءَیْتَ

اس بناء پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز[2] خیال کرتا ہے۔(7)یقیناً آپ کے رب ہی کی طرف پلٹنا ہے۔(8) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے

الَّذِیْ یَنْهٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی

جو روکتا ہے۔ (9)ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟(10) کیا آپ نے دیکھا ہے کہ اگر وہ (بندہ)

الْهُدٰۤی ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ

ہدایت پر ہو۔(11)یا وہ تقویٰ کا حکم دے؟(12) کیا آپ نے دیکھا کہ اگر وہ (دوسرا) شخص تکذیب کرتا ہے اور

تَوَلّٰی ۝ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬

منہ پھیرتا ہے؟(13) کیا اسے علم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟(14)ہر گز نہیں! اگر یہ شخص باز نہ[3] آیا

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۝ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْیَدْعُ

تو ہم اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے۔(15)وہ پیشانی جو جھوٹی، خطاکار ہے۔(16)پس وہ اپنے

عربی حاشیہ

ف: زمین کے بیان اخبار کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ انسان نے جوعمل بھی زمین پر انجام دیا ہے وہ مجرم کے ساتھ کے نشانات کی طرح زمین پر ثبت ہوگیا ہے اور روز قیامت نمایاں ہوجائے گا۔

امیرالمومنینؑ بیت المال تقسیم کرکے نماز ادا کرتے تھے تاکہ زمین روز قیامت گواہی دے کہ حق کے ساتھ بیت المال کو پُر کیا تھا اور حق ہی کے ساتھ خالی کیا ہے۔

جنات عدن۔ ہمیشہ رہنے والے باغات۔

اثقال۔ تمام خزانے مُردوں سمیت کہ انھیں بھی زندہ کرکے حساب کے لئے نکالا جائے گا۔

قال الانسان۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بات کافر حیرت کی بنیاد پر کہے گا اور بعض کا بیان ہے کہ یہ بات مومن واقعہ کی عظمت کے پیش نظر کہے گا۔

اشتات۔ شتیت کی جمع ہے یعنی متفرق۔

اردو حاشیہ

(۱) اکثر مفسرین کے مطابق یہ وحی اوّل ہے جس کا سلسلہ قرأت سے شروع ہوتا ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کا پہلا پیغام پڑھنے اور لکھنے کا ہے اور خدا ہی انسان کو یہ صلاحیت دینے والا ہے۔

(۲) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ مالداروں کے بارے میں ہے حالانکہ الفاظ میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور آغاز کلام علم سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان علم یا مال کسی بھی اعتبار سے بے نیاز ہوجاتا ہے تو سرکشی شروع کردیتا ہے جو ہر دور میں سرمایہ داروں کا بھی خاصہ رہا ہے اور روشن فکروں کا بھی۔

(۳) قدرت کی نگاہ میں بدترین کام عبادت الٰہی سے روکنا ہے اور ہر وہ شخص جو عبادت الٰہی سے روکتا ہے اسے اپنے انجام سے باخبر رہنا چاہیے اور صاحبانِ ایمان کو ہرگز ایسے بے ایمان افراد کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے بلکہ سجدہ کے ساتھ اپنے رب سے تقرب حاصل کرنا چاہیے۔

نَادِيَهُ ۙ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ﴿١٨﴾ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَ

ہم نشینوں کو بلا لے۔(17) ہم بھی جلد ہی اپنے دوزخ کے موکلوں کو بلائیں گے۔(18) ہرگز نہیں! اس کی اطاعت نہ کریں اور

اسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾

سجدہ کریں اور قرب (الٰہی) حاصل کریں۔(19)

ایاتها ٥ ﴿٩٧ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ٢٥﴾ ركوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔(1) اور آپ کیا جانیں کہ

الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ

شب قدر کیا ہے؟(2) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر [۱] ہے۔ (3) فرشتے

الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿٤﴾

اور روح اس شب میں اپنے رب کے اذن سے تمام (تعیین شدہ) حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ (4)

سَلٰمٌ ڗ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾

یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔(5)

ایاتها ٨ ﴿٩٨ سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ١٠٠﴾ ركوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

اہل کتاب اور مشرکین [۱] میں سے جو لوگ کافر تھے وہ باز آنے والے نہ تھے

عربی حاشیہ

ذرہ۔ ہوا میں اڑنے والے غبار کو بھی کہا جاتا ہے اور چھوٹی چیونٹی کو بھی کہا جاتا ہے۔
ضبح۔ دوڑنے میں سانس کی آواز۔
قدح۔ رگڑ۔
موریات۔ چنگاری اڑانے والے۔
مغیرات۔ حملہ کرنے والے۔
نقع۔ غبار جنگ۔
کنود۔ قصداً انکار کرنے والا۔
الخیر۔ مال
بعثرہ۔ الٹ پلٹ کرنا۔
مافی القبور۔ مُردے

ف: آیت نمبر ٨ میں خیر سے مراد مال دنیا ہے جو بذات خود خیر ہے لیکن اس کی محبت کی شدت نے انسان کو کنود اور بخیل ولا خیر ابنا دیا ہے ورنہ ہر خیر کی محبت میں شدت عیب نہیں ہے۔ مجموعی طور پر سورہ مجاہدین کی توصیف اور جہاد کی حوصلہ افزائی کے لئے نازل ہوا ہے جس کا اثر روز قیامت ظاہر ہوگا۔

ف: آیت ٦۔٧۔٨ میں موازین سے مراد اعمال ہیں جن کا وزن کیا جاتا ہے اور انھیں کے

اردو حاشیہ

(۱) شب قدر ماہ مبارک رمضان کی ١٩۔٢١ یا ٢٣ ویں شب کو کہا جاتا ہے جس میں نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور یہ شب قدر و منزلت میں ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس شب میں تمام مخلوقات کے مقدرات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنا مقدر بنانے کیلئے اس رات کو عبادت و تلاوت میں بسر کرے۔ اگرچہ بعض حلقوں میں شب قدر بھی تفریحات اور منکرات کی رات ہوگئی ہے۔

واضح رہے کہ اگر قدر و منزلت کے اعتبار سے ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہو سکتی ہے تو خندق میں علیؑ کی ایک ضربت بھی عبادت ثقلین سے افضل ہو سکتی ہے جیسا کہ سرکار دو عالمؐ نے خود اعلان کیا تھا۔

(۱) اہل کتاب اور مشرکین دونوں مختلف اعتبار سے پیغمبر اسلامؐ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور ان پر ایمان لانے کیلئے آمادگی کا اظہار کر رہے تھے لیکن جیسے ہی آپ نے پیغام الٰہی کو پیش کیا سب منحرف ہو گئے اور آپس میں بھی اختلاف شروع کر دیا جب کہ انہیں باطل سے اعراض کرنے اور حق کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور ان سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ شرک کی روش کو چھوڑ کر اخلاص عبادت سے کام لیں اور اخلاص بھی فقط دل و دماغ کے اندر نہ رہ جائے بلکہ عملی طور پر بھی سامنے آئے۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں یعنی حق اللہ کا بھی خیال رکھیں اور بندگانِ خدا کا بھی حق ادا کرتے رہیں کہ بہترین خلائق بننے کیلئے یہ دونوں باتیں لازمی ہیں اور تنہا ایمان کافی نہیں ہے بلکہ عمل صالح بھی ضروری ہے۔

مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ

جب تک ان کے پاس واضح دلیل نہ آئے۔(1) اللہ کی طرف سے ایک رسول

يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا

جو انہیں پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔(2) ان صحیفوں میں مستحکم تحریریں درج ہیں۔(3) اور جنہیں

تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ

کتاب دی گئی تھی وہ واضح دلیل آنے کے بعد متفرق

الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ

ہو گئے۔(4) حالانکہ انہیں تو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر دین کو اس کے لئے

لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ

خالص رکھتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں

وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ

اور یہی مستحکم دین ہے۔(5) اہل کتاب اور مشرکین میں سے

الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا

جو لوگ کافر ہو گئے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

وہ بدترین خلائق ہیں۔(6) جو لوگ ایمان لائے

الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَاؤُهُمْ عِندَ

اور نیک عمل بجا لائے وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔(7) ان کا صلہ ان کے

عربی حاشیہ

وزن سے میزان کا وزن گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ روایات میں میزان کے وزن بڑھانے میں کلمۂ توحید، صلوات اور باطن کی پاکیزگی کا ذکر کیا گیا ہے اور خود ائمہ طاہرینؑ کو میزان قرار دیا گیا ہے۔

مافی الصدور۔ وہ راز جس کو مجرمین اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ان کی اطلاع کسی کو نہیں ہو سکتی۔

قارعہ۔ قرع۔ کھٹکھٹانا۔ گویا قیامت دلوں کے دروازے کھٹکھٹانے والی ہے۔

فراش۔ پتنگے۔

مبثوث۔ منتشر۔

عہن۔ وہ اون جسے ہاتھ وغیرہ سے دھنا جاتا ہے۔

موازین۔ تولی جانے والی چیزیں یعنی اعمال صالحہ۔

ام۔ ملجا و ماوی۔

ہاویہ۔ گرنے والی۔ گہرائی۔

حامیہ۔ بھڑکنے والی آگ۔

تکاثر۔ مال واولاد کی زیادتی کا مقابلہ

اردو حاشیہ

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

رب کے پاس دائمی باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ

وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ سب کچھ

خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

اپنے رب سے خوف رکھنے والے کیلئے ہے۔ (۲)(8)

اٰیاتھا ۸ — ۹۹ سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۳ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جب زمین اپنی لرزش سے ہلائی جائے گی۔(1)اور زمین اپنا بوجھ

اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

نکال دے گی۔(2)اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟(3)ان دن وہ اپنے

اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵ يَوْمَئِذٍ

حالات بیان کرے گی۔(4) کیونکہ اس کے رب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔(5)اس دن

يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ

لوگ گروہ گروہ ہو کر نکل آئیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ (۱) (6) پس

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ

جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔(7)اور جس نے ذرہ برابر

عربی حاشیہ

لہو۔ضروری اوراہم باتوں سے غفلت

مقابر۔مقبرہ کی جمع۔

عین الیقین۔یقین کے پہلے مرحلہ کا نام علم الیقین ہے۔اس کے بعد جب انسان منظر کو خود دیکھ لیتا ہے تو اس کا یقین عین الیقین کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

ف: تکاثر یعنی طلب کثرت مال وجاہ یاباہمی تفاخر یہ دومصائب ہیں جوانسان کو پست ترین منزل تک پہنچادیتے ہیں اور تفاخر کا سرچشمہ یاانسان کا جہل ہوتا ہے یا احساس کمتری۔مولائے کائنات نے ایک خطبہ میں اس سورہ کی تفسیر فرمائی ہے جو انسان کا دل ہلا دینے کے لئے کافی ہے۔"

ف: خسارہ کا سب سے بڑا مصداق یہ ہے کہ جس قدر سرمایہ لے کر دنیا میں آتا ہے وہ روز بروز کم ہوتا جاتا ہے جس طرح برف فروش یہ آواز لگاتا ہے کہ"اس پررحم کروجس کا سرمایہ پگھلتا جارہاہے۔

عصر۔عام زمانہ یانمازِ عصر یا عصر پیغمبرؐ۔

الانسان۔جنس انسان مراد ہے جس میں مومن اور کافر سب ہی شامل ہیں لیکن نتیجہ میں کافر ہی مقصود ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ نجات کیلئے تنہا عمل صالح ہی کافی نہیں ہے کہ انسان چند عبادات کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دے لے بلکہ اس کے ساتھ دل کی گہرائیوں میں خوف خدا کا ہونا بھی ضروری ہے جو ہر وقت اعمال کی نگرانی کرتا رہے اور کسی وقت بھی انسان کو راہِ حق سے منحرف نہ ہونے دے۔

(۱) مناظر قیامت میں یہ دو باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں:

ا۔ سارے انسان قبروں سے گروہ درگروہ متفرق انداز میں برآمد ہوں گے یعنی کوئی کسی کے کام آنے والا نہ ہوگا۔

مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔(8)

آیاتھا ۱۱ ۱۰۰ سُوۡرَۃُ الۡعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۱۴ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَ الۡعٰدِيٰتِ ضَبۡحًا ۝۱ فَالۡمُوۡرِيٰتِ قَدۡحًا ۝۲

قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو ہانپتے [۱] ہوئے دوڑتے ہیں۔(1) پھر (اپنی) ٹھوکروں سے چنگاریاں اڑاتے ہیں۔ (2)

فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًا ۝۳ فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۝۴ فَوَسَطۡنَ

پھر صبح سویرے دھاوا بولتے ہیں۔(3) پھر اس سے غبار اڑاتے ہیں۔(4) پھر انبوہ (لشکر) میں

بِهٖ جَمۡعًا ۝۵ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ۝۶

گھس جاتے ہیں۔(5) یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ (6)

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ

اور وہ خود اس پر گواہ ہے۔ (7) اور وہ مال کی محبت میں

لَشَدِيۡدٌ ۝۸ اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ۝۹

سخت ہے۔(8) کیا اسے (وہ وقت) معلوم نہیں جب اٹھائے جائیں گے وہ جو قبروں میں ہیں۔ (9)

وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ

اور جو کچھ دلوں میں ہیں اسے ظاہر کر دیا جائے گا؟(10) ان کا پروردگار یقیناً اس روز ان کے

يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ۝۱۱

حال سے خوب باخبر ہوگا۔(11)

عربی حاشیہ

تواصی۔ ایک دوسرے کو وصیت اور نصیحت کرنا۔

ویل۔ عذاب، ہلاکت، جہنم کی ایک وادی۔

ہمزہ۔ لوگوں کو عیب لگانے والا۔

لمزہ۔ چغلی کھانے والا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔

عددہ۔ گن گن کر رکھا۔

اخلدہ۔ خلد یعنی بقا، دوام۔

حطمہ۔ حطم سے مشتق ہے یعنی توڑ پھوڑ دینا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔

تطلع۔ یعنی نیچے سے اوپر کی طرف چڑھنا یعنی جلد کے بجائے دل جلانے والی۔

موصدہ۔ ڈھانکا ہوا۔

عمد۔ عمود کی جمع ہے ستون۔

ممددہ۔ طویل

اصحاب الفیل۔ حبشہ کا لشکر جو ابرہہ الاشرم کی قیادت میں خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے آیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۱) ہر شخص کو اس کے اعمال دکھلا دیئے جائیں گے یعنی سارے اعمال فضائے بسیط میں محفوظ ہیں اور انسان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے تاکہ اس کا انکار بھی نہ کر سکے اور یہ صورت حال خود بھی ایک بہت بڑے عذاب کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر برائی کرنے والے کی آخری تمنا یہ ہوتی ہے کہ اس کی برائی منظر عام پر نہ آنے پائے جس طرح کہ نیک اعمال کرنے والوں کیلئے یہ بہترین انعام ہوتا ہے کہ ان کا عمل خیر قیامت تک محفوظ رہے اور ساری دنیا کی نگاہوں کے سامنے آجائے جو بات قیامت میں ہو جائے گی۔

آیاتها ۱۱ ۱۰۱ سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۗ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۗ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۗ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۗ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ۗ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

وہ ہلا دینے والا[1] حادثہ۔(1)وہ ہلا دینے والا حادثہ کیا ہے؟(2)اور آپ کیا جانیں ہلا دینے والا حادثہ کیا ہے؟(3)اس روز لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔(4) اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔(5)پس جس کا پلہ بھاری رہے گا۔(6)سو وہ من پسند زندگی میں ہو گا۔(7)اور جس کا پلہ ہلکا ہو گا۔(8)سو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہو گا۔(9)اور آپ کیا جانیں ہاویہ کیا ہے؟(10)وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔(11)

آیاتها ۸ ۱۰۲ سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۗ﴿۲﴾ كَلَّا

ایک دوسرے پر فخر نے تمہیں غافل کر دیا ہے۔(1) یہاں تک کہ تم قبروں کے پاس تک جا پہنچے ہو۔(2) ہرگز نہیں!

عربی حاشیہ

ابابیل۔ اسم جمع ہے اور اس کا کوئی واحد نہیں ہے۔

سجیل۔ بقولے معرب ہے۔ اصل میں سنگ گل ہے۔

ف: واضح رہے کہ اسلام نے مال کو بہترین خیر قرار دیا ہے لیکن حرص، بخل اور مال کے نشہ کو بدترین شے قرار دیا ہے۔ بخل وعدہ الٰہی پر بے اعتمادی ہے اور روزِ قیامت حسرت کا باعث ہے کہ دوسروں نے اسی مال سے جنت حاصل کر لی اور وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ شیطان نے محبت مال کو اپنا بہترین وسیلہ قرار دیا ہے۔

ف: یہ لام علت کے لئے ہے کہ خدا نے اصحاب فیل کو اس لئے تباہ کر دیا کہ قریش کا انس سفر تجارت سے بھی برقرار رہے اور سرزمین مکہ سے بھی اور وہ پلٹ کر یہیں واپس آئیں کہ اس کا محافظ موجود ہے۔ اور اس محافظت کا حق ہے کہ رب البیت کی عبادت کی جائے۔

اردو حاشیہ

(۱) کس قدر شرمناک بات ہے کہ پروردگار گھوڑوں کی قسم کھائے اور انسان کی سرکشی کا اعلان کرے کیوں نہ ہو گھوڑے تیز رفتاری سے میدان کی طرف جاتے ہیں۔ وہ صبحدم کھائے پیے بغیر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے درمیان در آتے ہیں اور کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور انسان جان کی فکر اور مال کے اندیشہ میں مبتلا رہتا ہے اور میدان تک جانا گوارا نہیں کرتا اور بعض اوقات اگر چلا بھی جاتا ہے تو فرار کرنے لگتا ہے۔ ایسے انسانوں سے تو جانور ہی بہتر ہیں اور شاید اسی لئے بعض مقامات پر میدان جہاد کے گھوڑوں کی یادگار بھی قائم کی جاتی ہے کہ یہ انسان کی عبرت اور نصیحت کیلئے بہترین سامان ہے اگر اس میں یہ شعور وادراک زندہ رہ گیا ہو۔

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ

عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔(3) پھر ہرگز نہیں! تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔(4) ہرگز نہیں!

تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

کاش تم یقینی علم رکھتے۔(5) تو تم ضرور جہنم کو دیکھ لیتے۔(6) پھر اسے یقین کی

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾

آنکھوں سے دیکھ لیتے ۔(7) پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ [1] (8)

اٰیاتها ۳ | ۱۰۳ سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۳ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قسم ہے زمانے کی۔(1) انسان [1] یقیناً خسارے میں ہے۔(2) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

اور نیک اعمال بجا لائے اور جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔(3)

اٰیاتها ۹ | ۱۰۴ سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۲ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ﴿۱﴾ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ﴿۲﴾

ہر عیب گو طعنہ دینے والے کے لئے ہلاکت ہے۔(1) جو مال جمع کرتا ہے [1] اور اسے گنتا رہتا ہے۔(2) جو سمجھتا ہے کہ

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿۴﴾

اس کا مال اسے ہمیشہ کی زندگی دے گا۔(3) ہرگز نہیں! وہ چکنا چور کر دینے والی آگ میں ضرور پھینک دیا جائے گا۔(4)

عربی حاشیہ

لایلاف۔ الفت وانس پیدا کردینا۔

رحلۃ۔ ارتحال وانتقال کا نتیجہ ہے یعنی مسافرت۔

لام کا متعلق ایک قول کی بنا پر سورۂ فیل میں الم یجعل ہے اور دوسرے قول کی بنا پر فلیعبدوا ہے۔

یدع۔ دعّ۔ شدت سے دھکادے کر ہٹادینا۔

یحض۔ حض۔ آمادہ کرنا۔

ماعون۔ اسم مفعول ہے عون کے لئے یعنی مدد کا سارا سامان نمک پانی سے لے کر ان اشیاء ضروری تک جو انسان دوسرے کو دے سکتا ہے اور پھر نہ دے۔

ماعون۔ ظروف کو بھی کہا جاتا ہے جو عاریۃً دیئے جاتے ہیں۔

کوثر۔ کثرت سے نکلا ہے بروزن فوعل یعنی بہت زیادہ۔ اس سے مراد خیر کثیر ہے جس کا ایک عظیم مصداق حوضِ کوثر بھی ہے اور وجود معصومہؑ بھی۔

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کا دن واقعی قیامت کا دن ہوگا کہ انسان پتنگوں کی طرح اڑتے نظر آئیں گے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی جیسے ہو جائیں گے یعنی ہر شے کا ثقل اور وزن ختم ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں اگر عمل کا پلہ بھاری رہ جائے اور اس کا وزن باقی رہ جائے تو یہ علامت ہے کہ یہ عمل خیر پہاڑوں سے زیادہ سنگینی رکھتا ہے اور ایسا عمل کرنے والا واقعاً حقدار ہے کہ اسے جنت کی خوشگوار زندگی عطا کی جائے ورنہ اگر کسی کے عمل کا پلہ ہلکا ہو گیا اور اس کا عمل بھی قیامت کی آندھی میں اڑ گیا تو اسے جہنم کے علاوہ کچھ نہیں مل سکتا ہے کہ اس نے اعمال میں دنیا کے وزن کا خیال کیا تھا اور آخرت کے وزن کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا ورنہ وہ سوچتا کہ دنیا کا وزن آخرت کے مقابلہ میں بالکل بے قیمت ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہاں عمل کتنا ہی بے وزن کیوں نہ ہو آخرت کے اعتبار سے وزنی اور سنگین ہونا چاہیے۔

(۱) انسان نے ساری زندگی مال اور اولاد کی کثرت کے مقابلہ میں گزار دی اور یہ بات بالکل ذہن سے نکل گئی کہ یہ چیزیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں اور ان کا حساب بہرحال ہونے والا ہے۔ ایسے افراد سے روز قیامت ان نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا کہ کہاں سے جمع کیا تھا اور کہاں خرچ کیا تھا ورنہ کھانے پینے کی چیزوں کا حساب لینا کریم کی شان کے خلاف ہے۔ بعض روایات میں نعمت سے مراد محبت اہلبیتؑ ہے اور یہ نعمت تمام نعمتوں سے بالاتر ہے بلکہ تکمیل نعمت کا ذریعہ ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں بھی ضرور سوال کیا جائے گا جیسا کہ بعض دوسری آیات میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱) انسان حقیقی اور اضافی اعتبار سے تین چیزوں کا مالک ہے۔ روح، جسم اور تعلقات وارتباطات، دین اسلام نے واضح طور پر اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ روح

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾

اور آپ کیا جانیں وہ چکنا چور کر دینے والی آگ کیا ہے؟(5) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔(6) جو دلوں تک پہنچ جائے گی۔(7) بلاشبہ وہ ان پر محیط ہو گی۔(8) لمبے لمبے ستونوں میں۔(9)

ایاتها ۵ — ۱۰۵ سُورَةُ الۡفِيۡلِ مَکِّيَّةٌ ۱۹ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِىۡ تَضۡلِيۡلٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ۙ﴿۳﴾ تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ﴿۵﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟(1) کیا اس نے ان کی چال کو بے مقصد نہیں بنا دیا؟(2) اور ان پر دستے دستے پرندے بھیج دیے۔(3) جو ان پر سخت مٹی کے پتھر برسا رہے تھے۔(4) سو اس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔(5)

ایاتها ۴ — ۱۰۶ سُورَةُ قُرَيۡشٍ مَکِّيَّةٌ ۲۹ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ

قریش (۱) کو مانوس رکھنے کی خاطر۔(1) انہیں (ان کے ذریعہ معاش) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس رکھنے کی خاطر۔(2) انہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔(3) جس نے انہیں بھوک میں

عربی حاشیہ

نحر۔ اونٹ کے ذبح کرنے کو کہا جاتا ہے۔
شانی۔ دشمن
ابتر۔ جس کی نسل منقطع ہو جائے۔

ف: پیغمبر اسلامؐ کے جناب خدیجہ سے دو فرزند تھے قاسم اور طاہر جنھیں عبداللہ بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں کا انتقال مکہ میں ہو گیا تو لوگوں نے ابتر کہنا شروع کر دیا۔ ابراہیم مدینہ میں ۸ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا انتقال بھی ۱۰ھ میں ہو گیا۔ اس سورہ میں خیر کثیر۔ بقائے نسل اور تباہی دشمن کی بشارت موجود ہے۔ جو قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۶ ایک قسم کی تہدید ہے۔ اس میں شرک کے جواز کی دعوت نہیں ہے اور نہ یہ بات پیغمبر اسلامؐ کے لئے ممکن ہے کہ وہ مشرکین کے شرک سے راضی ہو جائیں۔ نیز یہ کہ کفار خدا کی خالقیت کے منکر نہ تھے لیکن توحید عبادت کے بہرحال منکر تھے۔

اردو حاشیہ

خسارہ میں ہے جس میں ایمان نہیں ہے اور وہ جسم خسارہ میں ہے جس کا عمل صالح نہیں ہے اور وہ روابط وتعلقات خسارہ کی بنیاد ہیں جن کی اساس صبر وحق کی وصیت ونصیحت پر قائم نہیں ہے اور اس تمام خسارہ کا گواہ زمانہ ہے کہ ہر زمانہ میں خسارہ والوں کی اکثریت رہی ہے اور فائدہ والے صرف استثنائی حیثیت کے مالک رہے ہیں۔

(۱) یہ سورہ اخلاقی تعلیمات پر مبنی ہے جس میں سماج کی سب سے بڑی برائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس سے عالمی فساد پیدا ہوتا ہے اور وہ ہے دوسرے پر طعنے کسنا اور چغلی کرنا۔ سماج سے یہ دونوں فسادات نکل جائیں تو معاشرہ میں خود اعتمادی پیدا ہو جائے اور سب آپس میں بھائی بھائی کی طرح زندگی گزارنے لگیں۔ قیامت وہ لوگ ہیں جو اسی اخلاقی جرم کو کسب مال کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور انہیں اس کا اندازہ بھی نہیں ہے کہ جس دل سے یہ طعنہ دینے اور چغلی کرنے کا جذبہ نکلا ہے اس دل پر کل جہنم کی آگ بھڑکنے والی ہے۔

جُوۡعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾

کھانا کھلایا اور خوف سے انہیں امن دیا۔(4)

اٰیاتها ۷ ۔ ۱۰۷ سُوۡرَةُ الۡمَاعُوۡنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ ۔ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ ؕ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِىۡ يَدُعُّ

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا (۱) کو جھٹلاتا ہے؟(1) یہ وہی ہے جو یتیم کو

الۡيَتِيۡمَ ۙ ﴿۲﴾ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ؕ ﴿۳﴾ فَوَيۡلٌ

دھکے دیتا ہے۔(2) اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔(3) پس ایسے

لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۙ ﴿۴﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ ﴿۵﴾

نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔(4) جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ (5)

الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۙ ﴿۶﴾ وَ يَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ﴿۷﴾

جو ریا کاری کرتے ہیں۔(6) اور (ضرورت مندوں کو) معمولی چیزیں بھی دینے سے گریز کرتے ہیں۔(7)

اٰیاتها ۳ ۔ ۱۰۸ سُوۡرَةُ الۡكَوۡثَرِ مَكِّيَّةٌ ۱۵ ۔ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ؕ ﴿۲﴾ اِنَّ

بے شک ہم نے آپ کو کوثر (۱) عطا فرمایا۔(1) لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔(2) یقیناً

شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔(3)

عربی حاشیہ

لا اعبد۔ ان چاروں فقرات کے بارے میں طرح طرح کی توجیہیں کی گئی ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ دو کا تعلق ماضی سے ہے اور دو کا تعلق مستقبل سے پھر کسی کی نگاہ میں پہلے دو کا تعلق ماضی سے ہے اور کسی کی نگاہ میں دوسرے دو کا اور بعض حضرات کے نزدیک اس کا زمانہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

الفتح۔ مکہ اور دیگر فتوحات کی طرف اشارہ ہے۔

واستغفرہ۔ بعض کے نزدیک یہ استغفار اپنی کوتاہیوں کے لئے ہے اور بعض کے نزدیک امت کی کوتاہیوں کے لئے ہے اور بعض کے یہاں کوتاہیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ استغفار خود ایک عمل خیر ہے جو خدا کو بہر حال پسند ہے۔

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا یہ اس کی کنیت ہے۔

یدا۔ دونوں ہاتھ یعنی کل قوت۔

تب۔ یعنی بددعا قبول ہوگئی اور وہ ہلاک ہوگیا۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ نے صاحبانِ ایمان کیلئے تین عظیم سبق فراہم کئے ہیں:۔

۱۔ کسی بھی سپر پاور سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ اللہ باطل کے ہر مکر کو باطل کرنے والا ہے۔

۳۔ اللہ کی امداد کے ذرائع محدود نہیں ہیں وہ ابابیل کو بھی ایک لشکر بنا سکتا ہے اور ضمناً یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ خدا کے بھیجے ہوئے پرندے بھی خطا نہیں کر سکتے ہیں اور کسی بے گناہ پر پتھر نہیں گرا سکتے ہیں۔

(۲) چھٹی صدی عیسوی میں مکہ کی آبادی تین حصوں پر منقسم تھی نضر بن کنانہ کی اولاد قریش، قریش کے حلیف دوسرے عرب اور غلام قریش تجارت پیشہ تھے اور ان کے دو سفر تجارت ہوا کرتے تھے سردی میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف یہ اپنی تجارت میں اس لئے محفوظ تھے کہ مکہ کے رہنے والے تھے اور لوگ ان سے مرعوب رہا کرتے تھے اور دہشت زدہ بھی تھے کہ بالآخر انہیں بھی حج کے موسم میں مکہ جانا ہے۔ قدرت نے اسی احسان کو یاد دلا کر بتلایا کہ ہر احسان کا ایک فریضہ ہوتا ہے اور ہمارے احسان کا فریضہ یہ ہے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرو جس کے طفیل میں یہ تجارت قائم ہے اور یہ امن وامان کی زندگی برقرار ہے۔

ایاتھا ۶ ۱۰۹ سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۱۸ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲

کہہ دیجئے: اے کافرو!۔(1) میں ان (بتوں) کو نہیں پوجتا (۱) ہوں جنہیں تم پوجتے ہو۔ (2)

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ ہی تم اس (اللہ) کی بندگی کرتے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں۔(3)اور نہ ہی میں ان (بتوں) کی پرستش

عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ

کرنے والا ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔(4)اور نہ ہی تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔(5) تمہارے

دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔(6)

ایاتھا ۳ ۱۱۰ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۴ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ جائے۔(1)اور آپ لوگوں کو فوج درفوج اللہ کے دین

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

میں داخل ہوتے دیکھ لیں۔(2) تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔(3)

عربی حاشیہ

امرأتہ۔اس عورت کا نام ام جمیل بنت حرب تھا جو ابوسفیان کی بہن تھی اور معاویہ کی پھوپھی۔
حمالۃ الحطب۔رسول اکرمؐ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔
جید۔گردن۔
مسد۔بٹی ہوئی رسی۔
ف: یہ سورہ دلیل ہے کہ انجام کار رشتوں کے ہاتھ میں نہیں ہے کردار کے ہاتھ میں ہے۔ ابولہب خاندان سے باہر نکل گیا اور سلمان اہلبیت میں شامل ہوگئے۔
احد۔وہ اکیلا جس میں کسی طرح کی دوئی، ترکیب اور تجزیہ کا امکان نہ ہو۔
ہو۔مبتدا۔اللہ خبر اول اور احد خبر دوم ہے۔
صمد۔وہ بے نیاز جس کی طرف ہر ضرورت مند توجہ کرتا ہے۔
الف لام۔علامت حصر ہے کہ ایسا اُس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔
فلق۔صبح کا ہنگام جب پو پھٹتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام نے سماج کے کمزور طبقات کی کمک اور عمل کے اخلاص کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ یتیم کو محروم کر دینے والے اور مسکین کو کھانا کھلانے کا انتظام نہ کرنے والے انسانوں کو دین کا منکر قرار دیا ہے اور پھر ان لوگوں کی نماز کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی ہے جن کے اعمال میں اخلاص نہیں ہے اور صرف دنیا کو دکھانے کیلئے عمل کرتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ کسی کو ایک برتن بھی عاریت دیتے ہیں تو وہ بھی ریاکاری کی نیت سے اور اس میں بھی کوئی اخلاص یا قصد قربت نہیں ہوتا ہے۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے جس قدر خیر کثیر اپنے پیغمبرؐ کو عطا کیا ہے اتنا کسی اور کو نہیں دیا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ ان کے دشمن کو ابتر بنا دیا ہے اور اس کی نسل کو منقطع کر کے پیغمبرؐ کی نسل کو فاطمہ زہراؑ کے ذریعہ قیامت تک کیلئے باقی اور دائمی بنا دیا ہے اور اسی لئے آپ سے نماز اور قربانی کا مطالبہ کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو جب بھی کوئی خیر اور نعمت نصیب ہو تو اس کا فرض ہے کہ شکر خدا ادا کرے اور شکر خدا کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز قائم کرے اور راہ خدا میں قربانی دے۔

(۱) یہ سورہ اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے کہ دنیاوی معاملات میں صلح و مصالحت بہترین چیز ہے لیکن مذہبی مسائل میں صلح و مصالحت کا کوئی امکان نہیں ہے اور کفار کا یہ وعدہ بھی بالکل غلط ہے کہ ہم آپ کے خداؤں کی عبادت کریں گے اس لئے کہ اسلام میں عبادت کی بنیاد توحید پر ہے اور بت پرست خدائے واحد کی عبادت نہیں کر سکتا ہے خدائے واحد کی عبادت کے معنی ہی یہ ہیں کہ باقی خداؤں سے بیزاری اور برائت اختیار کر لی جائے اور جس مذہب میں برائت نہیں ہے وہ ایک فریب ہے مذہب نہیں ہے۔
سورہ میں جملوں کی تکرار مسئلہ کی اہمیت کی دلیل ہے کہ کسی دور میں کفار و مشرکین کی طرف سے عقائد کے بارے میں مصالحت یعنی باطل پرستی کا سوال اٹھے تو مسلمان ایسی صلح کیلئے تیار نہ ہونے پائے اور اسے اپنے مذہب کا مکمل احساس رہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

عربی حاشیہ

غاسق۔ تاریک رات۔
وقب۔ جب وہ داخل ہوجائے اور اس کا اندھیرا چھاجائے۔
نفاثات۔ جھاڑ پھونک کرنے والی عورتیں جوگرہوں اور گنڈوں پر پھونک کردیا کرتی ہیں۔
رب الناس۔ انسانوں کی تربیت اور اصلاح کرنے والا۔
ملک الناس۔ انسانوں کے اختیارات کا مالک۔
الٰہ الناس۔ انسانوں کا معبود۔
وسواس۔ وسوسہ پیدا کرنے والا شیطان۔
خناس۔ جوانسان کے متوجہ ہوجانے پر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے۔

ایاتھا ۵ | ۱۱۱ سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ ۶ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہوا۔(1) نہ اس کا مال اس کے کام آیا

وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚۖ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ

اور نہ اس کی کمائی۔(2) وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں جھلسے گا۔(3) اور اس کی بیوی بھی،

حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ٪﴿۵﴾

ایندھن اٹھائے پھرنے والی۔(4) اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہے۔(5)

ایاتھا ۴ | ۱۱۲ سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۲ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ

کہہ دیجئے: وہ اللہ ایک ہے۔(1) اللہ بے نیاز ہے۔(2) نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ

یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪﴿۴﴾

وہ جنا گیا۔(3) اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔(4)

اردو حاشیہ

(۱) مسلمان فتح کیلئے بے چین تھے خدا نے مدد بھیج کر مکہ کو فتح کرادیا اور اس کے بعد تسبیح و استغفار کا مطالبہ کردیا تاکہ انسان کے دل میں فتح کا غرور نہ پیدا ہونے پائے اور مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر خود پیغمبر اسلامؐ کو مخاطب بنا دیا واضح رہے کہ فتح مکہ کی تمہید صلح حدیبیہ ہے اور فتح مکہ کی تکمیل خانہ کعبہ میں بت شکنی ہے اور دونوں کام حضرت علیؑ نے انجام دیئے ہیں جن میں دیگر صحابہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ امت میں کوئی حضرت علیؑ کا مثل ونظیر ہے۔

(۱) پیغمبر اسلامؐ نے کوہ صفا پر کھڑے ہوکر پہلا اعلان کیا کہ میں رسول بنایا گیا ہوں تو ابولہب نے کہا کہ تم غارت ہوجاؤ تم نے کس کام کیلئے سب کو جمع کیا ہے۔ قدرت نے اسی بات کو پلٹا دیا اور اس کی بیوی کو بھی شامل کرلیا جو رسول کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی یا معنوی اعتبار سے لکڑی اکٹھا کرکے آگ لگاتی تھی اور لکڑی والی کا انجام آگ کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

(۱) اسلام کا بنیادی عقیدہ خدا کی توحید اور اس کی بے نیازی کا عقیدہ ہے اور اسی سے سارے عقائد کی تفصیلات طے پاتی ہیں اور یہیں سے اسلام اور کفر کے عقیدہ کا فرق واضح ہوتا ہے کہ کفر نے جتنے خدا بنائے ہیں وہ سب محتاج ہیں اور اسلام کا ایک خدا ہے اور وہ بھی بے نیاز ہے اور اس کی بے نیازی کی شان یہ ہے کہ رشتوں سے بھی بے نیاز ہے۔ نہ باپ کا محتاج ہے نہ اولاد کا اور ان تمام رشتوں سے بے نیازی کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔ نہ ذات کے اعتبار سے ہے اور نہ صفات وکمالات کے اعتبار سے۔

(۲) انسانی زندگی میں چند قسم کے خطرات پائے جاتے ہیں:۔
۱۔ ہر مخلوق میں ایک شر کا پہلو ہے اور وہ خطرناک ہے۔
۲۔ رات خطرہ کی جڑ ہے کہ اس میں مختلف اقدامات ہوسکتے ہیں۔

آیاتہا ۵ ۱۱۳ سُورَةُ الفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِۙ ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَۙ ﴿۲﴾ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَۙ ﴿۳﴾ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِۙ ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

کہہ دیجئے: میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔(1) ہر اس شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔(2) اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔(3) اور گرہوں میں پھونکنے والی (جادوگرنی) کے شر سے۔(4) اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگ جائے۔(5)

آیاتہا ۶ ۱۱۴ سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ ۲۱ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِۙ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِۙ ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِۙ ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

کہہ دیجئے: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے پروردگار کی۔(1) انسانوں کے بادشاہ کی۔(2) انسانوں کے معبود کی۔(3) پس پردہ رہ کر وسوسہ ڈالنے والے (ابلیس) کے شر سے۔(4) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔(5) وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں [1] میں سے۔(6)

عربی حاشیہ

والحمد للہ اولاً و آخراً

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ یوم وفات حضرت خدیجہ الکبریٰ ابوظبی، صبح ساڑھے چھ بجے اختتام نظر ثانی ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ۱۰ بجے دن۔

ف: اختتام اصلاح وترمیم واضافات ۲۸ شوال المکرّم ۱۴۱۲ھ جمعہ یکم مئی ۱۹۹۲ء...ابوظبی

اردو حاشیہ

۳۔ پھونکنے والے اور آگ لگانے والے افراد ایک مستقل سماجی خطرہ ہیں۔

۴۔ حسد کرنے والے ایک خطرہ ہیں کہ حسد کا کوئی مظہر شریفانہ نہیں ہوتا ہے اور اس کا ہر مظہر ایک نئے قسم کا جرم ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے ان تمام خطرات سے بچنے کا راستہ پناہِ خدا کو قرار دیا ہے اور اس کے بغیر انسان ان بلاؤں سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

(۱) پروردگار عالم کل کائنات کا رب اور سب کا مالک اور معبود ہے لیکن انسانوں کا ذکر صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں شک انسانوں ہی کو ہوتا ہے اور توجہ انہیں کو دلانی ہے۔

انسانی زندگی کیلئے ایک عظیم خطرہ یہ وسوسہ بھی ہے جو حق کے خلاف کبھی انسان پیدا کرتا ہے اور کبھی جن انسان فلسفہ، دانشوری، سیاست، مصلحت اور رسم ورواج کے نام پر پیدا کرتا ہے اور جنات کے وسائل تقریباً لامحدود ہیں جن کی اساس تو ہم پرستی پر ہے۔ آیات کریمہ نے واضح کر دیا کہ قدرت خدا واقعاً لامحدود ہے لہٰذا ان خطرات سے بچنے کا واحد ذریعہ اس کی پناہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اللهم انا نعوذ بک من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس. واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
روز وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین
نظر ثانی ۱۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ ابوظبی

دُعَاءِ خَتَمُ الْقُرْاٰن

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْٓ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَانَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن کریم کے عربی متن کی کتابت کو حرف بہ حرف بغور اور امعانِ نظر سے پڑھا ہے الحمدللہ اس کو اغلاط سے مبرا اور صحت متن کے لحاظ سے مکمل پایا۔ لہذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ ہر قسم (لفظی۔ اعرابی۔ رسم الخط) کی اغلاط سے مبرا اور پاک ہے۔

حافظ قاری عطاء اللہ (مستند)

پروف ریڈر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

میں نے اس قرآن کریم کے عربی متن کی کتابت کو حرف بہ حرف بغور اور امعانِ نظر سے پڑھا ہے الحمدللہ اس کو اغلاط سے مبرا اور صحت متن کے لحاظ سے مکمل پایا۔ لہذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ ہر قسم (لفظی۔ اعرابی۔ رسم الخط) کی اغلاط سے مبرا اور پاک ہے۔

حافظ محمد عادل ولیجہ مظاہری

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ مذہبی امور اوقاف

حکومتِ پنجاب لاہور

سرٹیفکیٹ بائنڈر

میں نے اس مطبوعہ قرآن کریم کے تمام صفحات کو بغور دیکھا ہے الحمدللہ اس میں صفحات کی ترتیب کے لحاظ کوئی غلطی نہ ہے۔ لہذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ قرآن پاک صفحات کی ترتیب اور بائنڈنگ کے حوالہ بالکل درست ہے۔

انیب الرحمان بک بائنڈر

بندروڈ لاہور

فہرست سورہ مبارکہ

نمبر شمار	صفحہ نمبر
سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ	2
سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ	3
سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ	90
سُوْرَةُ النِّسَآءِ	141
سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ	195
سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ	235
سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ	277
سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ	325
سُوْرَةُ الْبَرَآءَةِ	344
سُوْرَةُ يُوْنُسَ	383
سُوْرَةُ هُوْدٍ	409
سُوْرَةُ يُوْسُفَ	436
سُوْرَةُ الرَّعْدِ	462
سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ	475
سُوْرَةُ الْحِجْرِ	487
سُوْرَةُ النَّحْلِ	498
سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ	525
سُوْرَةُ الْكَهْفِ	547
سُوْرَةُ مَرْيَمَ	570
سُوْرَةُ طٰهٰ	583
سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ	602
سُوْرَةُ الْحَجِّ	620
سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	639
سُوْرَةُ النُّوْرِ	645
سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ	673
سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ	687
سُوْرَةُ النَّمْلِ	706
سُوْرَةُ الْقَصَصِ	723
سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ	744
سُوْرَةُ الرُّوْمِ	759
سُوْرَةُ لُقْمٰنَ	771
سُوْرَةُ السَّجْدَةِ	779
سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ	785
سُوْرَةُ سَبَاٍ	804
سُوْرَةُ فَاطِرٍ	817
سُوْرَةُ يٰسٓ	828
سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ	839
سُوْرَةُ صٓ	853
سُوْرَةُ الزُّمَرِ	864
سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ	880
سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ	898
سُوْرَةُ الشُّوْرٰى	910
سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ	922
سُوْرَةُ الدُّخَانِ	934
سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ	940
سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ	947
سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ	956
سُوْرَةُ الْفَتْحِ	964
سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ	972
سُوْرَةُ قٓ	977
سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ	983
سُوْرَةُ الطُّوْرِ	989
سُوْرَةُ النَّجْمِ	993
سُوْرَةُ الْقَمَرِ	999
سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ	1004
سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ	1010
سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ	1016
سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ	1025
سُوْرَةُ الْحَشْرِ	1031
سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ	1038
سُوْرَةُ الصَّفِّ	1043
سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ	1046
سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ	1049
سُوْرَةُ التَّغَابُنِ	1052
سُوْرَةُ الطَّلَاقِ	1056
سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ	1060
سُوْرَةُ الْمُلْكِ	1064
سُوْرَةُ الْقَلَمِ	1069
سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ	1073
سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ	1078
سُوْرَةُ نُوْحٍ	1082
سُوْرَةُ الْجِنِّ	1085
سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ	1089
سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ	1093
سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ	1097
سُوْرَةُ الدَّهْرِ	1100
سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ	1104
سُوْرَةُ النَّبَاِ	1107
سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ	1110
سُوْرَةُ عَبَسَ	1113
سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ	1115
سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ	1117
سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ	1118
سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ	1121
سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ	1123
سُوْرَةُ الطَّارِقِ	1125
سُوْرَةُ الْاَعْلٰى	1126
سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ	1127
سُوْرَةُ الْفَجْرِ	1129
سُوْرَةُ الْبَلَدِ	1131
سُوْرَةُ الشَّمْسِ	1132
سُوْرَةُ الَّيْلِ	1133
سُوْرَةُ الضُّحٰى	1135
سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ	1136
سُوْرَةُ التِّيْنِ	1136
سُوْرَةُ الْعَلَقِ	1137
سُوْرَةُ الْقَدْرِ	1138
سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ	1138
سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ	1140
سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ	1141
سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ	1142
سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ	1142
سُوْرَةُ الْعَصْرِ	1143
سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ	1143
سُوْرَةُ الْفِيْلِ	1144
سُوْرَةُ قُرَيْشٍ	1144
سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ	1145
سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ	1145
سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ	1146
سُوْرَةُ النَّصْرِ	1146
سُوْرَةُ اللَّهَبِ	1147
سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ	1147
سُوْرَةُ الْفَلَقِ	1148
سُوْرَةُ النَّاسِ	1148

****